جزء چہارم

ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیء وهدی ورحمة وبشری للمسلمین

فیض الکریم بتفسیر قرآن عظیم

از تالیفات جامع المنقول والمعقول حاوی الفروع والاصول علامۂ زمان محقق دوران
خاتمۃ المحدثین مولانا صبغۃ اللہ امام العلما قاضی الاسلام قاضی الملک علیہ الرحمۃ والرضوان

در مطبع عزیزی مدراس طبع شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد ہی اُس ذات پاک کو کہ جس نے اپنے بندے پر ایسی کتاب مجید نازل کی جس نے سب کو سیدھی راہ بتائی اور نادانوں کو جہل کی تاریکی سی نکال کے روشنائی اللہ کی معرفت کی دکھلائی اُسکی آیات بینات فصاحت و بلاغت کے لاف مارنے والوکو داغ عاجزی کا دیا اور معاندوں کو ذلت و خواری کی آتش مین جلایا اور صلوٰۃ و سلام اُس سالار مرسلین پر کہ جنکی سعی سے کفر کی جمعیت پھوٹی اور تیغ سے انکے حکم کے شرک کی بنیاد توڑی انکی ہدایت سے اندھی آنکھین اور بہرے کان کُھلے اور تاریک دلون مین انوار کے غنچے کھلا دینے انکے توریت و انجیل پر قلم نسخ کا کھینچا اور انکے معجزونکا آوازہ سارے

جہان مین پہنچا اور اُنکے آل اطہار پر جو فضیلت کے میدان کے شہسوار ہین اور اصحاب ابرار پر
جن کی کوشش سے اسلام کے ارکان پایدار ہین حمد و نعت کے بعد کہتا ہی بندہ ضعیف گنہگار
صبغة اللہ بن محمد غوث بن محمد ناصر الدین حشرہم اللہ فی زمرة الابرار سبحان اللہ اُس
خالق کے سخن کی کیا شان ہی جسکے معانی اور الفاظ کے وصف مین انا کی عقل حیران ہی
اُسکا ہر ایک حرف اسرار و حقایق کے چمن کی بہار ہی اور ہر ایک لفظ لطایف و دقایق کا
گلزار ہی وہی اللہ کی حبل متین ہی جس نے اسکو استوار پکڑا کبھی اُسے خلل نہین اور وہی فیصل کرنیوالا
ہی حق و باطل مین ہرگز اُس مین ہزل نہین اُسکے عجایب کی نہایت نہین اور اسکو مکرر پڑھنے سے
خاطر پر ملالت نہین آتی اگلے عالمون کو اللہ تعالی غریق رحمت کرے جنھون نے قرآن شریف کو جاننے کے واسطے کیوا
کئی کتابین تفسیر کی تصنیف کین اور اُسکو حاصل کرنیکے واسطے بہت سے علوم استنباط کئے
اور اسی زبان مین سب علوم کو لکھنے لگے بسبب عربی زبان نے استقرار رواج پایا جو کوئی اسکو
نہ سیکھے اُسکو عالم نہین کہتے ہند کے اکثر سلاطین زبان فارسی بولتے تھے اسلئے وہان کے اکثر اہل اسلام
کو تحصیل فارسی کا شوق ہوا اور سب اپنے کاروبار اسی زبان مین لکھنے لگے اور اسی زبان مین بہت
سی کتابین اور تفسیر اور دوسرے علوم مین لکھین بنا بر اسکے ہندی زبان مین کوئی کتاب تصنیف کرنا
سبک ٹھہرا مگر قصیدے اور اشعار اور جھوٹے قصے کہانیان اکثر لکھا کرتے تھے اس وقت کے لوگون
کو یہہ توفیق کہان جو عربی علوم کی تحصیل کی طرف متوجہ ہوون یہہ بھی دشوار ہو گیا کہ فارسی مین اچھی
لیاقت بہم پہنچاوین کیونکہ روزی کی فکر پریشان گردان مین قطع نظر اسکے اگر حاصل بھی
کرین تو زبان کی مہارت مین ایک عمر صرف ہوتی باوصف اسکے بھی اکثر لوگ درجہ کمال کو نہین پہنچتے اس لئے

اکثر لوگ علم سے بے بہرہ اور دین کی باتون سے بے خبر رہتے ہین الحق اپنے ملک کی بھاکھا مین کسی فن کو لکھنا عوام کی معرفت کا
سبب ہوتا ہے علی الخصوص عورتین کہ انکو ہندی زبان کے سوا دوسری زبانون سے شناسائی نہین فضیلت دستگاہ مولوی
محمد باقر آگاہ جعل اللہ الجنۃ مثواہ نے چند کتابین دینی علوم کی ہندی زبان مین بنائین کہ جس سے ایک عالم کو فایدۂ
عظیم ہوا ان ایام مین حکام کی رغبت اردو زبان کی طرف دیکھ کے بہت سی کتابین ہندی مین لوگون نے تصنیف کین پھر یہہ
عاصی بھی ہندی زبان مین چند کتاب بنایا مگر کوئی ایسی تفسیر کہ جسکے دیکھنے سے خاطر کو تشفی ہو سو نظر نہ آئی اس لئے یہہ عاصی
ایک تفسیر ہندی کہ جس مین شان نزول اور ضروری باتین ہون لکھنا شروع کیا جناب الہی مین التجا یہہ ہے کہ اسکی اتمام
کی توفیق دیوے اور اسکے دیکھنے والون کو نیک راہ بتاوے **مقدمہ** تمام قرآن شریف لوح محفوظ سے
ایکہی دفعہ رمضان کے مہینے مین شب قدر کو پہلے آسمان پر اترا بعد اسکے تیئیس برس کے عرصے مین تھوڑا تھوڑا حسب ضرورت
نازل ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین جب آیتین اترتین تو اسکو خرمے کی شاخون پر کہ جسکو عربی مین عسیب
کہتے ہین اور چمڑون پر اور کاغذون پر اور پتھرون پر اور تختیون پر اور چوڑے ہاڑون پر لکھا کرتے تھے تمام ایک جگہہ جمع نتھا
پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت مین سنہ گیارہ ہجری تھی مسیلمہ کذاب سے جو دعوی نبوت کا کیا تھا اور اس کے
ساتھ بہت سے عرب مرتد ہو کے جمع ہوے جنگ ہوی سو صحابہ مین سات سو آدمی تک شہید ہوے ایک روز عمر رضی اللہ عنہ ابوبکر
رضی اللہ عنہ کی خدمت مین تشریف لیکر گئے اور کہے اس جنگ مین قاریان بہت سے شہید ہوے آیندہ جنگون مین قاریان
مارے گئے تو بہت سی آیتین قرآن شریف کی جاتی رہینگی بہتر یہہ ہے کہ قرآن کو جمع کرین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمائے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کام نہین کئے اسکو مین کیونکر کرون عمر رضی اللہ عنہ کہے واللہ یہہ کام بہت خوب ہے
غرض بحث و تکرار کرکے دونون صاحبون کی رائے متفق ہوی کہ اسکو جمع کرنا سو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو جو نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کیوقت کاتب الوحی تھے بلواے اور انسے جو عمر رضی اللہ عنہ کہے سو تقریر کئے اور فرمائے
تم جوان ہوشیار ہو اعتمادی آدمی تس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت وحی اترتی تو صاحب ہی لکھا کرتے تھے اب قرآن شریف کے
جمع کرنیکے واسطے اصحاب بھی ہمارے شریک ہوجائینگے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہین اگر مجھکو کوئی پہاڑ اٹھالو کرکے تکلیف دیتے تو مجھ پر
اتنا گران نہوتا جیسا یہہ مجھکو گران نظر آیا پھر مین بولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کام نہین کئے سو آپ کیسا کرتے ہو
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمائے واللہ یہہ خوب کام ہے پھر مجھ مین اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مین بحث ہوی آخر اللہ تعالی

میرے دلمین بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح اس بات کا دھیان ڈالا پھر مین آیتونکو جو متفرق اور پراگندہ تھین جمع کرنے
لگا اور جب کوئی آیت لکھی ہوئی نہ ملی تو لوگون سے جو حافظ قرآن تھے تحقیق کرکے لکھتا غرض زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تمام متفرق
آیتونکو جمع کئے اور وہ مسودہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تھا انکے وفات کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ہا ملکون کے بندوبست
اور کافرون کی جنگون مین اسکو صاف کرنیکی فرصت نہ ہوئی اسیمین عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی اور وہ مسودہ ام المومنین بی بی حفصہ
رضی اللہ عنہا کے پاس رہگیا سنہ پچیس ۲۵ ہجری مین کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت تھی حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما نے جو امینیہ اور
آذربیجان کو فتح کرنے گئے تھے اور وہان لشکر عراق کے اور شام کے جمع تھے سو دیکھے قرآن شریف کی قراءتین مختلف رہنے سے
انمین قضیہ ہورہا ہے شام والے کہتے تھے ہمکو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی سند ہوئی ہے اور عراق والے کہتے تھے ہمکو ابن مسعود
رضی اللہ عنہ سے یونہی تحقیق ہوئی ہے پھر ہر ایک دوسرے کی تکفیر کرنے لگا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے دلمین اس اختلاف سے اندیشہ بہت
پیدا ہوا اور ملک فتح کرکے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور کہے یا امیر المومنین لوگونکو قرآن شریف کی تلاوت مین
بڑا اختلاف پڑ گیا ہے یہود و نصاریٰ کے کتب مین جیسا اختلاف ہوا ہماری کتاب مین ہونیکے قبل اسکا بندوبست کیا چاہیے پھر
عثمان رضی اللہ عنہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورت کرکے بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس جو قرآن شریف تھا سو منگوائے
بی بی نے بھیجنے کیواسطے راضی نہ ہوئین پھر انکو کہلا بھیجے کہ اسکو آپ بھیجدو ہم نقل لیکے پھر آپکے پاس بھجوا دینگے بی بی نے
اسکو بھیجا سو زید بن ثابت کو اور وہ انصار مین تھے اور عبد اللہ بن زبیر اور سعید بن العاص بن امیہ اور عبد الرحمن بن حارث کو اور وہ قریش مین تھے
مصحف لکھنے کا حکم فرمائے اور کہے جب زید بن ثابت اور تم لوگونکا لغت مین اختلاف آوے تو قریش کی لغت پر لکھو کیونکہ
قرآن شریف قریش کی لغت پر نازل ہوا ہے بعضی روایتونمین آیا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ بارہ شخص کو قریش اور انصار کے
قرآن لکھنے کیواسطے مقرر کئے ازانجملہ ابی بن کعب اور مالک بن ابی عامر اور کثیر بن افلح اور انس بن مالک اور عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ عنہم دوسرے لوگونکا نام معلوم نہوا اور بعضی روایتونمین آیا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ پوچھے سب مین خوشخط کون ہے
تو کہنے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جو منشی تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہان پھر کہے قرآن کے الفاظ کو درست کون ادا
کرتا ہے کہے سعید بن العاص کہتے ہین کہ انکا لہجہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لہجے سے بہت مشابہ تھا سو عثمان رضی اللہ عنہ
فرمائے سعید الفاظ کو بولا کرے اور زید اسکو لکھے انتہی شاید دوسرے لوگونکو انکی مدد اور نسخے متعدد لکھنے کیواسطے متعین
کئے ہون مدار اکثر لوگ جو زمانے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے تھے انکو مقرر کئے اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہر سال ایکبار رمضان کے مہینے مین جبرئیل علیہ السلام کو قرآن شریف سنایا کرتے تھے اور جس سال مین نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی
وفات ہوئی اُس سال جبرئیل کو دو بار سنائے سو اس سنانے کو عرضۂ اخیرہ کہتے ہین پھر صحابہ جو کم سن تھے اس عرضۂ اخیرہ کے بعد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے قرآن سنتے انکے سننے مین جو آیتین منسوخ التلاوت تھین نکل گئین بخلاف اُنکے جو پیش از عرضۂ اخیرہ کے
سُنے تھے انکی تلاوت مین کہین کہین منسوخ آیتین رہ گئی تھین القصہ عثمان رضی اللہ عنہ نے چند مصحف لکھا کے اطراف مین روانہ کئے
اور حکم فرمائے کہ اسکے سوا کسی کے پاس کچھ آیتین یا سورتین یا مصحف ہو تو اسکو خرق کرے سو بعضے نواح مین خرق کو
خا معجمہ سے سمجھکے پھاڑ دئیے اور اکثر اسکو حا حطی پڑھکے جلا دئیے مشہور یہہ ہی کہ ملکون پر روانہ کئے سو پانچ مصحف اور بعضے
کہتے ہین سات مصحف لکھی ایک مکہ کو روانہ کئیے اور ایک شام کو اور ایک یمن کو اور ایک بحرین کو اور ایک بصرہ کو اور ایک کوفہ کو
اور مدینہ مین اپنے پاس ایک مصحف رکھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تلاوت مین وہ مصحف رہا کرتا تھا اب تلک وہ مصحف مدینہ مین
موجود ہی اور بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس کا مسودہ جو منگوائے تھی اُسکو پھر لکے پاس بھیجدئیے معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت مین
مروان جو مدینہ کا حاکم ہوا تھا سو بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا سے وہ مسودہ طلب کیا انھون نے اُسکو نہ دیا پھر انکے انتقال کے بعد
مروان نے بی بی کے برادر عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر تقید کرکے منگوایا اور اوسکو جلا دیا

فائدہ

قرآن شریف کی تفسیر رای سے کرنا حرام ہی لیکن رای سے تاویل کرنا جایز ہی تفسیر اسکو کہتے ہین کہ قرآن کے الفاظ کے معنی ظاہر
کرنا اور اس لفظ سے مراد کیا ہی سو بیان کرنا تو اسمین جزم کر دینا ہی کہ اس لفظ سے مراد یہی ہے دوسری نہین اب اسمین گواہی ہوئی اللہ تعالے پر
کہ اس لفظ سے یہی ارادہ ہی اللہ تعالے کے ارادے پر ہمکو تو اطلاع نہین پھر اس بات کا جاننا موقوف ہوا اسکے سُننے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور صحابہ
رضی اللہ عنہم سے جو قرآن نازل ہونیکے وقت حاضر تھے اور مشاہدہ کئے اس حالت کو پھر جو کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور صحابہ سے
حاصل نہ کرے اور انسے صحیح نقل ہوتے ہوے ہمکو جو پہنچی ہی اسکو نہ جانکے اپنے طرف سے کوئی معنی بیان کرے تو وہ تفسیر رای سے ہوئی
اور جھوٹی شہادت اللہ تعالے پر اس سبب سے وہ حرام ہوئی اور تاویل اسکو کہتے ہین کہ جملے وغیرہ مین چند احتمال ممکن ہین ایسے کسی احتمال کو بیان کرنا
یا ایک احتمال کو دوسرے پر ترجیح دینا سو یہہ جایز ہے کیونکہ اسمین اللہ تعالے پر شہادت نہین لیکن یہہ بھی ہر کسیکو جایز نہین بلکہ جو علما ماہر ہین
قرآن کے علوم اور آلات سے اور جانتے ہین معانی کو خطابات کے تو انکو تاویل کرنا جایز ہی بشرطیکہ انکی وہ تاویل کتاب اور سنت اور اجماع کے
مخالف ہووے

سورۃ الفاتحۃ مکیۃ وھی سبع آیات

سورۂ فاتحہ مکی ہی سات آیت کا معلوم رہے جو سورہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر پیش از ہجرت کے نازل ہوئی مین اسکو مکی

کہتے ہین اور جو کہ ہجرت کے بعد نازل ہوے اسکو مدنی کہتے ہین خواہ کہین نازل ہون بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نعمت دینے والا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سب تعریف اللہ
کو ہی جو صاحب ساری جہان کا عالمین جمع ہی عالم کی اُس سے مراد تمام مخلوقات ہین اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ
يَوْمِ الدِّيْنِ بہت مہربان نہایت رحم والا مالک انصاف کے دن کا انصاف کے دن سے مراد قیامت کا روز ہی کہ کسیکو
اس روز ملک نہین سوائے اللہ تعالی کے دیکہیے یہان اللہ صاحب نے اپنے نامون سے پانچ نام ذکر کیئے اللہ رب رحمن رحیم
مالک سو اس مین اشارہ ہی کہ گویا اللہ تعالی یون فرماتا ہی بندے کو مینے پیدا کیا سو مین اللہ ہون پھر اسکو اقسام کی نعمت اور
ہزارہا الطاف سی پرورش کیا سو مین رب ہون پھر بندہ میری نافرمانی کرنے لگا اور مین اسکو ڈھانپا سو مین رحمن ہون
پھر مینے اسکی نافرمانی پر نعمتین نہین چھین لین سو مین رحیم ہون پھر ان نافرمانیون پر جزا دینا ضرور ہی سو مین جزا کے دن کا مالک ہون
اِيَّاكَ نَعْبُدُ تجہی کو ہم بندگی کرین وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اور تجہی سے مدد چاہین اِهْدِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِيْمَ چلا ہمکو راہ سیدھی اس راہ سے مراد راہ حق اور اسلام کی طریقت ہی صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ
راہ انکی جن پر تونے فضل کیا اللہ تعالی نے جن پر فضل کیا سو وہ لوگ انبیا اور فرشتے اور صدیقین و شہدا اور
انکے ما بعد ہین غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ نہ جن پر غصہ ہوا وَلَا الضَّآلِّيْنَ اور نہ بہکنے والے جن پر
غصہ ہوا اس سے مراد یہود ہین یا مطلق کافر اور بہکنے والے سو نصاری ہین یا منافقین معلوم رہے کہ آمین جو کہتے ہین سو
وہ قرآن مین داخل نہین لیکن سنت ہے سورہ تمام ہوے بعد دم لیکے آمین کہنا اور اسکی معنی قبول کر اور مذہب امام شافعی کا
ہی نماز جہریہ مین سورہ فاتحہ پڑہے بعد آمین پکار کے کہنا اور امام ابی حنیفہ کا مذہب آمین آہستہ کہنا ہی بخاری و مسلم روایت کیے
ہین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہے فرمائے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ ملایک بھی آمین
کہتے ہین پھر جسکی آمین فرشتون کے آمین کے ساتھ برابر ہو تو اسکے اگلے گناہان بخشے جاینگے اور ترمذی روایت کیے ہین ابی ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے کہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ابی رضی اللہ عنہ کو فرمائے کیا تجھکو خبر دون ایک سورت سے
کہ ویسی سورت نہ توریت مین اتری اور نہ انجیل مین پھر ابی کہے خبر دو یا رسول اللہ سو حضرت فرمائے وہ سورت فاتحہ
ہی جو سبع مثانی اور قرآن عظیم ہی جو مجہکو دیا گیا یعنے سورۃ الحجر مین جو آیت آئی ہے ولقد آتیناک سبعا
من المثانی والقرآن العظیم سو وہ یہی سورہ ہے [illegible]

سات آیت ہین اور نماز کی ہر رکعت مین مکرر پڑھتے ہین

سورۃ البقرۃ مدنیۃ وھی مائتان وسبع وثمانون آیۃ

سورہ بقرہ مدنی ہے دو سو ستاسی آیت کی اور یہہ پہلی سورت ہے جو مدینہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوی بسم اللہ الرحمن الرحیم الم یہہ حروف جو سورتون کی ابتدا مین آتے ہین سو اللہ تعالی کے اسرار ہین اسکا علم اللہ تعالے کو ہی ہے ذلک الکتاب لا ریب فیہ اس کتاب مین کچھہ شک نہین ذالک کا لفظ عربی مین کسی چیز کی طرف اشارہ کے واسطے آتا ہی سو اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کر کے فرمایا اے محمد یہہ کتاب یعنے قرآن جو پڑھا ہی اسمین کچھہ شک نہین مقرر اللہ کے یہان سے آیا ہی کہتے ہین کہ اللہ صاحب نے وعدہ کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ مین تجھ پر ایک کتاب اتارونگا کہ اسکو پانی نہین بھگاتا اور پھیرنے سے کہنہ نہین ہوتا جب قرآن نازل ہوا تو فرمایا یہہ وہی کتاب ہے بعضے کہتے ہین کہ اللہ تعالے نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا کہ مین بنی اسمعیل سے ایک نبی بھیجونگا اور اس پر کتاب نازل کرونگا پھر جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ کو تشریف لائے اور وہان یہود بہت تھے سو اللہ تعالی یہہ سورت نازل کیا اور گویا فرمایا کہ مین نے جو وعدہ تم سے کیا تھا سو وہ یہی کتاب ہی ھدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب راہ بتاتی ہی ڈروالون کو جو سچ مانتے ہین بن دیکھے متقی اسکو کہتے ہین جو منہیات سے بچ رہتا ہی اور اللہ تعالے کے مامورات کو ادا کرتا ہی اور یہہ کتاب پرہیزگارون کو راہ بتاتی ہی فرمایا اسلیے کہ متقی اس سے نفع پاتے ہین جو اللہ سے نہ ڈرے تو اسکو کوئی نصیحت نفع نہ دیگی اور غیب اسکو کہتے ہین جو انکھ سے پوشیدہ ہے جب غیب پر ایمان لائے تو اس مین ایمان فرشتون پر اور گذشتہ انبیا پر اور قیامت اور حساب اور کتاب اور صراط اور میزان اور جنت اور دوزخ تمام داخل ہوے ویقیمون الصلوۃ اور درست کرتے ہین نماز یعنی نمازون کو انکے اوقات پر ارکان اور ہیئت کے ساتھ خشوع اور خضوع ادا کرتے ہین ومما رزقنٰھم ینفقون اور ہمارا دیا کچھہ خرچ کرتے ہین یعنے مال اللہ تعالے کی راہ مین دیا کرتے ہین دینا فرض ہو یا نفل والذین یؤمنون بما انزل الیک اور جو سچ مانتے ہین جو کچھ اترا تجھہ پر یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس سے مراد تمام قرآن اور شریعت ہے وما انزل من قبلک اور جو کچھ اترا تجھہ سے پہلے یعنے توریت اور انجیل وغیرہ کتب جو اگلے پیغمبرون پر اترے اللہ تعالی سب کتب جو نازل کیا سو ایک سو چار ہین انمین شیث علیہ السلام پر سات صحیفے اور ابراہیم علیہ السلام پر تیس صحیفے اور موسی علیہ السلام پر توریت نازل ہونے کی

صحیفے جملہ سَو صحیفے ہوے باقی رہے چار اُنہین توریت موسیٰ علیہ السلام پر اور انجیل عیسیٰ علیہ السلام پر
زبور داود علیہ السلام پر اور قرآن محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر اترا معلوم رہے نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم پر اور اگلے پیغمبرون پر جو کچھ نازل ہوا تمام پر مجمل ایمان لانا سب لوگون پر فرض عین ہی اور حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنے پر ہم مامور ہین اسلیئے جو کچھ حضرت پر نازل ہوا اسکو تفصیل جاننا بھی فرض ہی لیکن
کفایہ ہی وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ اور آخرت کو وے یقین جانتے ہین یعنی آخرت کا ہونا سچ جانتے
ہین اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ اونھون نے پائی ہی راہ اپنے رب کی وَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اور وہی مراد کو پہنچے یعنی دوزخ سے چھوٹے اور بہشت کو پاوے معلوم رہے اللہ صاحب نے
اس سورت کی شروع مین چار آیت مومنون کے حق مین اُتارا اور اُنکے خوب صفات کہدیا پھر بعد دو آیت کافرون کے
حق مین کہا اُسکے بعد تیرہ آیت منافقون کی شان مین نازل کیا سو کافرون کے حق مین فرماتا ہی اِنَّ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا وے جو منکر ہوے سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ برابر ہی تو انکو
ڈراوے یا نہ ڈراوے لَا يُؤْمِنُوْنَ وے نہ مانینگے کفر کی معنی کاف کے زبر سے لغت مین ڈھانپا اور کاف کے
پیش سے نعمت چھپانے اور ناشکری کرنے مین مستعمل ہی اور اہل شرع پاس اُسکی معنی اُس سے منکر ہونا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم لائے ہین کہ یقیناً معلوم ہوا ہی اور کفر کے چار قسم ہین ایک کفر انکار کا وہ اللہ تعالیٰ کو اصلا نہ جاننا اور نہ اسکا
زبان سے اقرار کرنا فرعون کا کفر اسی قسم کا تھا دوسرا کفر جحود اور شرارت کا وہ اللہ تعالیٰ کو دل سے جاننا اور زبان
سے اقرار نہ کرنا کفر ابلیس اور یہود کا اسی قسم کا ہی تیسرا کفر عناد کا وہ اللہ تعالیٰ کو دل سے جاننا اور زبان سے اقرار
کرنا لیکن اُسکو اختیار نہ کرنا اُمیّہ بن الصلت اور ابی طالب کا کفر اسی قسم کا تھا چوتھا کفر نفاق کا وہ زبان سے اقرار
کرنا اور دل سے یقین نہ کرنا اُبی بن سلول کا کفر اسی قسم کا تھا اور ان چار قسم مین کوئی قسم پر مرے تو اسکو چھٹکارا
نہین اور یہ آیت نازل ہوی حق مین چند لوگون کے جن کی شقاوت علم آلہی مین مقرر ہو چکی تھی جیسا ابوجہل اور ابولہب
وغیرہ سو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو کہہ دیا کہ انکے ایمان کی توامید نہ رکھ اور اسکا سبب کہا کہ خَتَمَ اللّٰهُ
عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مُہر کر دی اللہ نے انکے دلون پر وَعَلٰى سَمْعِهِمْ اور اُنکے کانون پر یعنی انکے دلون پر
اور کانون پر مہر ہو چکی ہی کچھ حق بات کہو تو اوسکو نہین سمجھے اور نہ سنتے وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ

اور ہی انکی آنکھون پر پردہ یعنی ان لوگون کی آنکھون پر اللہ تعالی نے پردہ ڈالا ہی سو اللہ تعالی کی توحید کی نشانیان
کو دیکھتے نہین وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ انکے لئے بڑی مار ہی سو اب اللہ تعالی منافقون کے حق مین فرمایا وَمِنَ
النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ اور ایک لوگ وے ہین جو کہتے
ہین ہم یقین لائے اللہ پر اور پچھلے دن پر اور انکو یقین نہین یہہ آیت اور اسکے بعد کے چند آیتین احوال مین عبد اللہ
بن اُبی بن سلول اور معتب بن قشیر اور جد بن قیس وغیرہ منافقون کے نازل ہوئین یہہ لوگ ظاہر مین ایمان لاتے اور دل
مین اپنے کفر پر تھے سو یہہ لوگ کافرون سے بھی بدتر ہوے کیونکہ کفر تھا سو تھا اس پر جھوٹھ اور حسد اور بغض و عداوت
بڑھ گئی اس لئے اللہ تعالی انکی مذمت بہت سی آیتون مین بیان کیا اور فرمایا وہ لوگ منہہ پر بولا کرتے ہین کہ ہم
اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائے لیکن حقیقت مین وے لوگ مومن نہین کیونکہ باطن مین کفر بھرا ہوا ہی يُخَادِعُونَ
اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا دغابازی کرتے ہین اللہ سے اور ایمان والون سے وے لوگ کفر کو چھپا رکھکر اسلام
ظاہر کئے تا اسلام کے سبب انکے مال لوٹے اور خون بٹوئے نہ جائین سو گویا اللہ سی دغابازی کرنے لگے وَمَا يَخْدَعُونَ
إِلَّا أَنْفُسَهُمْ اور کسی کو دغا نہین دیتے مگر آپ کو یعنی وہ جو دغا کرتے ہین اسکا وبال انھین پر ہی دنیا مین فضیحت
اور آخرت مین عذاب وَمَا يَشْعُرُونَ اور نہین سمجھتے کہ اس دغا کا وبال انھین پر ہے فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ
انکے دلونمین آزار ہی یعنی نفاق اور شک ہی فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا پھر زیادہ دیا اللہ نے انکو آزار کیونکہ
اللہ تعالی آیتین ایک کے بعد ایک نازل کیا اور وے لوگ جو آیت آئی تو اسکا انکار کرتے تو انکا کفر اور نفاق بڑھتا
وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ اور انکو دکھ کی مار ہی اس پر کہ جھوٹھ کہتے تھے
یعنی وے ہم ایمان لائے کرکے جو جھوٹھ کہتے ہین اس لئے اُن پر مار ہی وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا
فِي الْأَرْضِ اور جب کہئے انکو یعنی منافقون کو فساد نہ ڈالو زمین مین انکا فساد ڈالنا یہہ تھا کہ مسلمانون مین اور
مشرکون مین لڑائی لگاتے اور کافرونکی اعانت اور مومنون کی دغا مین رہتے قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ
کہین ہمارا کام تو اصلاح ہی اُنکے دلونمین کفر رہنے سی فساد کو سمجھا کرتے کہ وہ صلاح ہی پھر اللہ تعالے نے انکی رد مین
فرمایا أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَكِنْ لَا يَشْعُرُونَ سن رکھو وہی ہین بگاڑنے والے
پر نہین سمجھتے آپ بگاڑنے والے ہین کیونکہ انکو تو یہہ گھمنڈ ہی کہ آپ کفر چھپا رکھے ہین سو اسمین صلاح ہے

آیا نہین سمجھتے کہ انکے لئے اللہ تعالی نے عذاب مقرر رکھا ہی وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا اور جب کہئے انکو یعنی منافقین کو ایمان مین آؤ کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ جسطرح ایمان لائے سب لوگ یعنی ایمان دل سی خلوص کے ساتھ لاؤ جیسا مہاجرین اور انصار لائے ہین یا لوگ سی مراد عبداللہ بن سلام وغیرہ اہل کتاب ہین جو ایمان لائے قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ کَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ کہین کیا ہم اسطرح مسلمان ہون جیسے مسلمان ہوئے ہین بیوقوف مسلمانون کو سفیہ کہے کیونکہ منافقون کا ایسا اعتقاد تھا کہ یہہ لوگ جو مسلمان ہوتے ہین سو انکی عقل مین خلل ہے اور منافقون نے یہہ جو کہے سو اپنے دوستون کے روبرو کہے مومنون کے روبرو نہین پھر اللہ تعالی انکی مخفی حالتون سے خبر دیا کیونکہ اگر علانیہ مسلمانون کے روبرو یہہ کہین تو وہ نفاق نہین بلکہ صریح کفر ہی اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَهَآءُ سنتا ہے وہی ہین بیوقوف وَلٰکِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ پر نہین جانتے وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا اور جب ملاقات کرین مسلمانون سے کہین ہم مسلمان ہوئے یعنے تم جیسا خالص مومن ہو ہم بھی ویسا ہی ہین وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ اور جب اکیلے جاوین اپنے شیطانون پاس شیطانون سے مراد انکے سردار اور کاہن جو ہر کسی مین شیطان کو اپنا غلام بنائے تھے اور وے پانچ شخص تھے کعب بن اشرف یہودی مدینہ مین اور ابو بردہ بنی اسلم مین اور عبدالدار بنی جہینہ مین اور عوف بن عامر بنی اسد مین اور عبداللہ بن السود شام مین قَالُوْٓا اِنَّا مَعَکُمْ کہین ہم ساتھ ہین تمہارے اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَھْزِءُوْنَ ہم تو ہنسی کرتے ہین یعنے ہم محمد اور انکے اصحاب کے پاس جو ایمان ظاہر کرتے ہین محض ہنسی کیواسطے ہے واحدی وغیرہ مفسرین شان نزول ان آیتون کا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین لیکن اس حدیث کی سند ضعیف ہی کہ ایک روز عبداللہ ابن اُبی بن سلول منافق اور اُسکے ساتھ والے بعضے لوگ کہین جاتے تھے سو راہ مین دیکھے چند اصحاب رضی اللہ عنہم تشریف لاتے ہین عبداللہ بن اُبی اپنے ساتھ والون کو بولا دیکھو ان بیوقوفون کو تمہارے سے کیسا پھیرتا ہون پھر جاکر ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑکر کہا مرحبا صدیق کو بنی تیم کے سردار اور مسلمانون کے پیر لیے غار مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفیق اور خرچ کرنے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے اپنا جان و مال بعدہ عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑکر کہا مرحبا بنی عدی بن کعب کے سردار اور فرق کرنے والے حق و باطل مین اللہ تعالی کی راہ مین قوی

اور خرچ کرنے والے اپنی جان و مال کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے بعدہ علی مرتضی رضی اللہ
عنہ کا ہاتھ پکڑا اور بولا مرحبا چچیرے بھائی اور داماد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور بنی ہاشم کے
سردار علی مرتضی رضی اللہ عنہ فرمائے ای عبد اللہ تو اللہ سے ڈر اور نفاق نہ رکھ کیونکہ اللہ تعالی
کے بندوں مین منافق بڑا بدہی عبد اللہ بن ابی بولا ابو الحسن ایسا مت فرماؤ ہمارا ایمان تمہارا سا ایمان
ہی اور ہماری تصدیق تمہاری سی تصدیق ہی جب سب چلے گئی عبد اللہ بن ابی نے اپنے لوگون سے کہا دیکھو مین نے
کیا کیا پھر سب اسکی تحسین آفرین کئے اور اللہ صاحب نے اسکی مذمت مین ان آیتون کو نازل کیا اور اوپر کی
آیتین اسی کی تمہید کیواسطے ذکر کیا اَللّٰهُ یَسْتَهْزِئُ بِهِمْ اللہ ہنسی کرتا ہے اُنسے یعنی انکی ہنسی
کی جزا دیتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ آخرت مین اللہ تعالی منافقون کے لئے بہشت
کا دروازہ کھولیگا وے جب وہان پہنچینگے دروازہ بند کریگا اور انکو دوزخ کی طرف لیجاوے گا
وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ اور بڑھاتا ہی انکو انکی شرارت مین بہکے ہوئے یعنی انکو
انکی سرکشی مین چھوڑتا ہی تا اسی مین متحیر رہین اُولٰئِكَ وہی ہین یعنے منافقین اَلَّذِينَ اشْتَرَوُا
الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ جنھون نے خرید کی راہ کے بدلے گمراہی یعنے ایمان اور ہدایت کو چھوڑکر کفر
اور گمراہی اختیار کئے خرید و فروخت مین نقد دے کر اسکے بدلے اسباب لیا کرتے ہین دونون
مین ایک طور کی مناسبت ہوئی اسواسطے شرا اور تجارت کے الفاظ کو ذکر کیا فَمَا رَبِحَتْ تِجَارَتُهُمْ
سو نفع نہ لائی انکو سوداگری وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ اور نہ پائی راہ یعنی انکو سوداگری
مین نفع نہ ملا اور انکو تجارت کی راہ معلوم نہ ہوئی تجارت مین تو اصل مال باقی رہکر افزود ہوتا ہے
منافقون نے ایمان جو اصل تھا اسیکو کھو دیئے مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ
نَارًا انکی مثال جیسے ایک شخص نے سلگائی آگ اللہ تعالی پہلے منافقون کی صفت بیان کیا اب
انکے لئے ایک مثال دیا کیونکہ مثال دیوین تو لوگون کے دلمین بات بہت تاثیر کرتی ہی اور احوال
اس چیز کا خوب معلوم ہوتا ہی اسیواسطے اللہ تعالی قرآن مین مثالین اکثر دیتا ہی فَلَمَّا أَضَاءَتْ
مَا حَوْلَهُ پھر جب روشن کی اُسکے گرد کو یعنے آتش نے سلگانے والے کے گرد روشنی کی

ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ لے گیا اللہ انکی روشنی وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ
اور چھوڑا انکو اندھیرون مین نظر نہین آتا ابن جریر نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
کی ہے کہ یہہ مثال منافقون کی ہے انھون کا حال جیسا ایک شخص اندھیری رات مین آتش کو بیابان مین سلگایا
اوسکی روشنائی مین تمام اطراف کو دیکھا اور ڈر والی چیز سے اپنے کو بچایا اسی بیفکری مین تھا کہ آتش
بجھ گئی اب وہ شخص اندھیرے مین متحیر ہے اور اندیشہ بڑھگیا سو منافقون کا حال ایسا ہی ہے وے ایمان
ظاہر کئے اُس سے انکو جان و مال کا امن ہوا عورت بچون سے گئے مسلمانون کے ساتھ نکاح کئے اور غنیمتون
مین شریک ہوئے یہہ تو انھون کا نور ہے جب مرے تو یہہ امن جاچکا اور اول سے زاید اندھیرے مین پھنسے اور
خوف دوچند ہوگیا پھر اللہ تعالی نے منافقون کی صفت مین فرمایا صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ بہرے ہین
گونگے اندھے یعنی وے منافقین حق بات کو قبول نہین کرتے جب بات قبول نہ کرین تو گویا اُسکو
نہین سنتے جب نہین سنتے تو گویا بہرے ہوے اور زبان سے حق بات نہین کرتے تو گویا گونگے ہین
اور نہ اونکو عقل کی آنکھ ہے کہ اس سے حق و باطل کا امتیاز کرین جب اسکو عقل کی آنکھ نہ ہی تو گویا اوسکو
آنکھ ہی نہین پھر وہ اندھا ہے فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ سو وے نہین پھرینگے یعنے ہدایت جو بیچے ہین یا
گمراہی جو خرید کئے ہین اب اس سے پھرتے نہین اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ یا جیسے مینہہ پڑتا آسمان سے
یعنے منافقین کی یہہ مثال ہے کہ چند لوگون کو مینہہ ملا یا فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ اس مین
یعنے اس مینہہ مین ہے اندھیری اور گرج اور بجلی يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ
حَذَرَ الْمَوْتِ ڈالتے ہین انگلیان اپنے کانون مین مارے کڑک کے ڈر سے موت کے وَاللّٰهُ
مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ اور اللہ گھیر رہا ہے منکرون کو یعنے اللہ تعالی کافرونکے حال سے دانا
ہے اور اُن پر قادر ہے وے اللہ تعالی کی قدرت مین سے سرک نہین سکتے يَكَادُ الْبَرْقُ
يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ قریب ہے کہ بجلی اُچک لے انکی آنکھین كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ
جس بار چمکتی ہے اُن پر چلتے ہین اُس مین وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا اور جب اندھیرا پڑا اُن پر
کھڑے رہے اللہ تعالی نے اِس مثال مین فرمایا کہ منافقون کا حال اُنکے کفر و نفاق مین کیسا ہے جیسے ایک قوم

انکو بیابان مین شب کے وقت مینہہ ملا یا اوسمین اندھیرے ہین اندھیرا رات کا اور اندھیرا مینہہ کا اور اندھیرا ابر کا پھر یہہ اندھیرا ایسا ڈھانکا کہ اسمین چلنا ممکن نہین اور ایسا گرجتا ہی کہ لوگ گھبراہٹ سے کانون مین انگلیان رکھتے ہین اور بجلی بھی ایسی چمک رہی ہے کہ اسکی چمک سے آنکھون کی روشنی جاکر اندھے ہون سو اللہ تعالی منافقون کا معاملہ قرآن کے ساتھ ایسا ہی ہی کر کے مثال دیا مینہہ سے قرآن ہی جیسا مینہہ بدن کی زندگی ہے قرآن سے دلون کی زندگی ہی اور اندھیرے کفر اور شرک اور نفاق ہین جو قرآن مین مذکور ہین اور گرج وعید کی آیتین جو قرآن مین آئی ہین اور آتش اور بجلی ہدایت اور خوشخبریان جنت کی ہین جو قرآن مین مذکور ہین سو کافر اور منافق کے پاس قرآن پڑھین تو کانمین انگلیان رکھتے تھی تا جنت اور دوزخ اور ڈر کی باتین سنکر دلمین ایمان کا میل نہ ہو اور بعضے مفسرین کہتے ہین یہہ مثال اسلام و منافقون کی ہی مینہہ اسلام ہے اور اندھیری بلا اور محنتین ہین جو لاحق ہوا کرتی ہین اور گرج وعید ہی آخرت کی اور بجلی جنت کا وعدہ ہی سو منافقین کانون مین انگلیان رکھتے ہین یعنے اسلام مین کچھ بلا اور سختی دیکھین تو ہلاک کے اندیشے سے بھاگتے ہین اللہ کا قدرت ان کو گھیر رہا ہی انکو بھاگنا نفع نہین دیتا قریب ہی بجلی انکی آنکھ کو اچک لے یعنے اسلام کے دلایل انکو اسلام پر مضطر کرتے ہین لیکن انکے لئے شقاوت جو مقرر ہوچکی ہی آنکی مانع ہوتی ہی جیسی باران مین منافقین کو بجلی کی چمک دکھتی ہی تو چلتے ہین یعنے حکم راحت کا نکلے یا غنیمت ملے تو اپنی رغبت ظاہر کرتے ہین اور جب تاریکی پڑی تو ٹھہرتے ہین یعنے حکم شدت کا یا جہاد کا نکلے تو کنارہ کرتے ہین وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ اور اگر چاہے اللہ لیجاوے انکے کان اور آنکھین یعنے جیسا کہ انکی عقل کے کان اور آنکھ گئے ہین ویسا ہی اللہ چاہے تو انکے ظاہر کے کان آواز سے گرج کے اور ظاہر کی آنکھ بجلی کی چمک سے لیجاوے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے یعنی وہ جو چاہے سو کرے کوئی اس سے مقابلہ کرنے والا نہین اللہ تعالی مومن اور کافر اور منافق کے اوصاف بیان کرچکا اب سبکو خطاب کر کے فرماتا ہی یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ اے لوگو بندگی کرو اپنے رب کی الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ جس نے بنایا تمکو اور تم سے اگلون کو لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ شاید تم پرہیزگاری کرو یعنے تم بندگی کرو اس امید پر کہ تم پرہیزگارون مین داخل ہو الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ

وارد ع ۳

الْاَرْضَ فِرَاشًا جس نے بنایا تمھارے لئے زمین کو بچھونا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً اور آسمان کو عمارت یعنی آسمان کو بطور قبّے کے تم پر بنایا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً اور اتارا آسمان سے پانی یعنی مینہ فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ پھر نکالا اس سے میوے کھانا تمھارا فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ سو نہ ٹھہراو اللہ کے برابر کوئی اور تم جانتے ہو یعنے تمکو علم اور عقل ہے اور جانتے ہو بت لایق پرستش کے نہین اور تمام کا خالق وہی اللہ تعالی ہے اور اسکا کوئی برابر نہین پھر کسواسطے تم توں کو الہ کہتے ہو وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا اور اگر تم شک مین ہو اُس سے جو اُتارا ہمنے اپنے بندے پر پہلے آیتون مین ربوبیت کو ثابت کیا اور خالق آپ ایک ہی اور اُسکا کوئی برابر اور ضد نہین اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر اور قرآن اپنا کلام ہونے پر دلیل ذکر کیا اور فرمایا یہہ قرآن ہم جو اپنے بندے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُتارا ہے اُسمین تمکو اگر کچھ شک ہو تو فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ پھر تم لاؤ ایک سورة اس قسم کی وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور بلاؤ اپنے حمایتیون کو اللہ کے سوائے اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر تم سچے ہو یعنے تم جو ادعا کرتے ہو قرآن اللہ کا کلام نہین اور محمد اسکو آپ ہی بولا کرتا ہے تو تم بھی فصاحت و بلاغت کی لاف مارتے ہین ویسی ایک سورت کہو اور جس کسیکو چاہتے ہو پھر انسان ہو یا جن یا بُت جسکو تم خدا کہتے ہو اپنی مدد کے واسطے حاضر کرو فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا پھر اگر نہ کرو وَلَنْ تَفْعَلُوْا اور البتہ نہ کرسکوگے اس آیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ اور کُفّار کی عاجزی مقرر ہوئی اور وے اسکا مثل لا نہ سکے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے امر مین شک ہوتا تو ایسے مبالغہ سے سخن ہرگز نہ کہتے اور اندیشہ رہتا کہ اگر کوئی اُسکا مثل کہے تو اپنی بات دروغ ہوگی اور نخوت والے لوگ جب ایسا سخن سُنتے تو اُنکی جد و کد بڑی ہوتی ہے تا اسکے مثل کہین اگر قادر ہوتے تو البتہ کہتے پھر جب نہین کہے تو معلوم ہوا کہ وے ایسا کہنے سے عاجز ہوے اور بیشک معجزہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکلا اور وے لوگ بڑی فصاحت و بلاغت والے تھے اور قرآن انکے سخن کی جنس سے تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور بجھانے اور حضرت کا امر باطل کرنے پر بہت سی کوشش کرتے تھے

باوجود اسکے کسی سے معارضہ نہو سکا زبان کے مقابلے سے گذر کر تلوار پکڑی اور بہت سی ذلت اٹھائی
آخر اپنے دوستون مین کہدئیے کہ اسکا مثل ہو نہین سکتا بیشک یہہ اللہ کا کلام ہے جب حال ایسا ہو تو
اب تم عناد چھوڑ دو اور ایمان لاؤ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ تو بچو آگ
سے جس کی چپٹیان ہین آدمی اور پتھر اکثر مفسرون نے کہا ہے وے پتھر گندھک کے ہین گندھک کے پتھرون
مین گرمی بڑی رہتی ہے اور جلد سلگتے ہین اور بدبو اور دھوان بہت رہتا ہی اور بدن سے چمٹ جاتا ہی اس لئے
اللہ تعالی نے ان پتھرون کو عذاب کے واسطے مقرر کیا ہی اور طبرانی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور حاکم اور بیہقی
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسا ہی روایت کئے ہین اور بعضے کہتے ہین پتھرون سے مراد بت ہین
جن کو کفار اپنا سفارشی اور حمایتی کہتے ہین اور انکی بندگی کرتے سو اللہ تعالی نے انہین پتھرون کو عذاب
کے واسطے مقرر کیا اور بعضے کہتے ہین اس سے مراد مطلق پتھر ہے أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ
تیار ہے منکرون کے واسطے وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ
تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ اور خوشی سنا انکو جو یقین لائے اور کام نیک کئے کہ انکو ہین باغ
بہتین نیچے اسکے ندیان ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ جنتین سات ہین جنت الفردوس
اور جنت عدن اور جنت النعیم اور دار الخلد اور جنت الماوی اور دار السلام اور علیون اور
ان ہر ایک مین مرتبے اور درجے بہت ہین مختلف لوگون کے مرتبون کے موافق اور مسروق سے
روایت ہی کہ جنت کی جو ندیان بہتی ہین گڑہون مین نہین بلکہ اوپر ہی جاری ہین كُلَّمَا رُزِقُوا
مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِزْقًا جس بار ملے انکو وہان کوئی میوہ کھانے کو قَالُوا هَٰذَا الَّذِي
رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ کہین یہہ وہی ہے جو ملا تھا ہمکو آگے یعنے دنیا مین اللہ تعالی جنت کے پھلون کی صورت
دنیا کے پھلون کے مشابہ رکھا تاکہ دیکھتے ہی لوگون کو خواہش ہو کیسو اسطے کہ مالوف چیز پر نفس کا
میل ہوتا ہے جو مالوف نہین اسکی طرف رغبت زیادہ نہین ہوتی وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا
اور لے آوینگے اونکے پاس ایک طرح کا میوہ یعنے وہ میوہ ان کے پاس لے آوینگے دنیا کے میوون کا
سا رہیگا صورت اور رنگ مین لیکن مزہ مختلف ہوگا بعضے کہتے ہین ملا تھا ہمکو آگے یعنے جنت مین

حسن بصری سے منقول ہے کہ لوگون کے پاس رکابی مین میوہ رکھکر لاوینگے اُسکے کھانیکے بعد دوسرا لاوینگے
دیکھین تو اوّل جو آیا تھا ویسی ہی صورت کا ہوگا لوگ کہینگے یہہ وہی ہے جو آگے لاتھا تب فرشتے
کہینگے کھاؤ رنگ ایک ہی پر مزہ علاحدہ ہے وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ اور اُنکو مین
وہان عورتین ستھری یہہ عورتین وہان جو ہووینگے حورون اور انسانون سے ہین اور ستھری
یعنی حیض اور بول اور براز اور میل وغیرہ سے پاک رہینگی اور مزاج مین غصّہ اور بداخلاق نہ ہونگی
ابوهریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہر شخص کو
جنت مین دو عورتین ہووینگے نہایت حسین گوشت کے اندر سے پنڈلی کا گودہ دکھیگا وَهُمْ
فِيهَا خَالِدُونَ اور اُنکو وہان ہے ہمیشہ رہنا یعنے بہشت مین داخل ہوے بعد نہ مرینگے
اور نہ وہان سے نکالے جاوینگے إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَا بَعُوضَةً
مقرر اللہ کچھ شرماتا نہین کہ بیان کرے مثال ایک مچھر کی عادت ہے کوئی چیز معلوم نہ ہو تو
اُسکو معلوم چیز سے مثال دیتے ہین تا خوب سمجھ مین آوے اسی پر کتب آلہی مین اور فصحا کی
عبارات اور حکما کے اشارات مین مثالین بہت سی آئی ہین پھر جب قرآن مین مکھی اور مکڑی وغیرہ
کی مثال مذکور ہوئی یہود شرارت سے کہے یہہ کیا ادنی چیزون کی مثال دیتا ہے اللہ تعالی
کی شان تو یہہ نہین کہ اِن چیزون کا ذکر کرے اگر یہہ اللہ کا کلام ہوتا تو اسمین ایسی چیزین
مذکور نہوتین پھر مشرکین اُنکا سخن سُنکر کہنے لگے ہم عبادت نہین کرتے ایسے خدا کی جس نے
ایسی ہلکی چیزون کا ذکر کر رہا ہے پھر اللہ تعالی اِس آیت کو نازل کیا فَمَا فَوْقَهَا فوق کی
معنی عربی مین اوپر اور نیچے دو نون آئے ہین جب اوپر کا معنی لیوین تو ترجمہ یون ہوتا ہے
یا اس سے اوپر یعنے جو چیز مچھر سے بڑی ہے جیسا مکھی مکڑی یعنے اللہ تعالی مچھر کی مثال سے
شرماتا نہین ہے تو اُس سے بڑی چیز کی مثال کیون نہین دیگا اگر نیچے کا معنی لیوین تو ترجمہ
یون ہوگا یا اس سے کم یعنے جو چیز مچھر سے بھی چھوٹی ہو تو اللہ تعالی شرماتا نہین نبی صلی اللہ علیہ
وسلم دنیا کو مچھر کے پر کی مثال دیتے اور فرماتے کہ اللہ تعالی کے پاس دنیا مچھر کے پر کے برابر

ثمن ا

بھی ہوتی تو کافرون کو اس مین ایک گھونٹ پانی نہ پلاتا فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ
اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ پھر جو یقین رکھتے ہین سو جانتے ہین کہ وہ ٹھیک ہی انکے رب کا کہا
یعنے مثال وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا
اور جو منکر ہین سو کہتے ہین کیا غرض تھی اللہ کو اس مثال سے اب اللہ اسکا فایدہ کہتا ہی يُضِلُّ
بِهٖ كَثِيْرًا گمراہ کرتا ہی اس سے بہتیرے یعنی کفار کو کیونکہ وے اسکی تکذیب کرتے ہین
پھر گمراہی انکی بڑھگئی وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا اور راہ پر لاتا ہی اس سے بہتیرے یعنے
مومنین اسکی تصدیق کرتے ہین اور سمجھتے ہین کہ وہ حق ہے وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ
اور گمراہ نہین کرتا مگر انھین کو جو بےحکم ہین اس جگہ فاسق سے مراد کافرین ہین یا منافقین یا یہود
سبب انکی گمراہی کا انکا کفر اور حق کو چھوڑ دینا اور باطل پر مُصر ہونا ہے خداتعالی نے مثال
کی حکمت کو انکی بصیرت سے پوشیدہ کیا مثال کا انکار اور مسخری کئے سو انکی گمراہی بڑھگئی اور
فقہ مین فاسق اسکو کہتے ہین جو گناہ کبیرہ کا مرتکب ہووے یا گناہ صغیرہ پر اصرار کرے اور
طاعت اسکے گناہون پر غالب آوے اور فسق کے سبب سے مسلمان ایمان سے نہین نکلتا اَلَّذِيْنَ
يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ جو توڑتے ہین قرار اللہ کا مضبوط کئے پیچھے
اس عہد سے مراد یا وہ عہد ہے جو اللہ تعالی نے سب سے لیا میثاق کے دن الست بربکم کہکے یا
وہ عہد ہے جو یہود کے احبار سے توریت مین لیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا اور
انکی نعت اور صفت نہ چھپانا پہلا عہد یعنے اللہ تعالی کی ربوبیت کا اقرار کرنا عقل اس پر دلالت
کرتی ہے اور دوسرا عہد علما کی وساطت ظاہر ہوتا ہے بعضے کہتے ہین اللہ تعالی کے عہد تین
ہین ایک وہ عہد ہی جسکے لینے پر عقل دلالت کرتی ہے یعنی سب بنی آدم اللہ کی ربوبیت کا اقرار
کرین دوسرا وہ عہد جو فرشتون کی وساطت سے پیغمبرون سے لیا کہ دین کو قایم کرین اور اس
مین کچھ فرق نہ کرین تیسرا وہ عہد جو پیغمبرون کی وساطت سے عالمون سے لیا کہ حق بات کو بتلاوین
اسکو نچھپاوین وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ اور توڑتے ہین جو چیز اللہ نے

فرمائی جوڑنے اس سے مراد قطع رحم ہے یعنی قرابت کو قطع کرنا جسکے جوڑنے کا اللہ نے حکم کیا ہی سو
قریش نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت کاٹی حضرت کی دشمنی دلمین گانٹھی یا مراد کسی چیز کو قطع
کرنا جس پر اللہ راضی نہین جیسے قطع رحم یا مومنونکی دوستی سے نفرت یا کسی پیغمبر کی یا کسی کتاب الٰہی
کی تکذیب یا ترک کرنا جماعت یا دوسرے تمام خوبیان کو کہ جس سے اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان
مواصلت منقطع ہوتی وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ اور فساد کرتے ہین ملک مین یعنے گناہ کرتے
ہین اور لوگون کو ایمان لانے سے روکتے ہین أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ انھین کو آیا نقصان
كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ تم کسطرح منکر ہو اللہ سے وَكُنتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ
اور تھے تم مردے پھر اوسنے جلایا تمکو یعنے تم نطفہ تھے باپ کی پشت مین تمکو کچھ حس نتھا پھر مان کے
شکم مین زندہ کیا بعد اسکے دنیا مین لایا ثُمَّ يُمِيتُكُمْ پھر تمکو مارتا ہی یعنے جب عمر تمام ہو چکے
ثُمَّ يُحْيِيكُمْ پھر جلاویگا تمکو یعنے صور پھونکنے کے روز یا اس روز اور قبر مین مرے بعد بھی
ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ پھر اُسی پاس اُلٹے جاؤگے یعنے حساب دینے کو اور اعمال کا بدلا لینے کو غرض
تم اپنا حال کیا تھا سو جانتے ہو اور اللہ تعالیٰ دلائل جو قایم کیا ہی اسکو دیکھتے ہو اور جو نعمتین تمھارے لئے
مقرر ہین اسکو پاتے ہو با این ہمہ تمھارا اللہ سے منکر ہونا بڑی تعجب کی بات ہے هُوَ الَّذِي خَلَقَ
لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وہی ہے جس نے بنا دیا تمھارے واسطے جو کچھ زمین مین ہی سب یعنے
تم کسطرح منکر ہو اللہ سے وہ تمھاری منفعت واسطے سب کچھ جو زمین مین ہے جھاڑ پہاڑ اناج
پانی جانور وغیرہ پیدا کیا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ پھر قصد کیا آسمان بنانے کا فَسَوَّاهُنَّ
سَبْعَ سَمَاوَاتٍ تو ٹھیک بنایا انکو سات آسمان اس آیت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اول
زمین کو بنایا بعد آسمان کو اور والنازعات کی سورت سے معلوم ہوتا ہے کہ اول آسمان صاف کیا اسکے
پیچھے زمین درست بچھایا اور دو نو آیت مین موافقت ہونیکے واسطے تاویل یون کرتے ہین کہ
زمین کا جرم بنانا مقدم ہے آسمان کے جرم پر اور زمین کا ہموار کرنا مقدم ہے آسمان کے صاف
کرنے پر اس تاویل پر والنازعات مین بعد ذلک جو آیا ہے اس سے اشارہ آسمان کے جرم کی طرح کی

الم ا

ع

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ اور وہ ہر چیز سے واقف ہی وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ

اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً اور جب کہا تیرے ربنے فرشتون کو مجھکو بنانا ہی زمین

مین ایک نائب معلوم رہے جس آیت کے شروع مین اِذ قال اور اوسکے مانند آتا ہی تو وہان اُذکُر

یا محمد کا لفظ مقدر رکھتے ہین ترجمہ یون ہوتا ہے یاد کر ای محمد کہ جب کہا اور بعضے اذ کے معنی چھوڑ دیتے

ہین اسوقت ترجمہ یون ہوگا اور کہا تیرے ربنے اور ملایکہ کو جسم لطیف نورانی ہے وے قادر

ہین جیسی شکل چاہین ویسی لینے پر اور یہہ جو اللہ تعالی کہا سو آسمان و زمین کے تمام فرشتون کو کہا

اور سب سے کا حکم جو ہوا سو بھی تمامکو ہوا بعضے مفسرون نے کہا ہی کہ یہہ خطاب اور حکم فقط زمین کے

فرشتون کو تھا کیونکہ اللہ تعالی نے آسمان و زمین پیدا کیا اور فرشتے اور جنون کو بھی پیدا کیا

ملائکہ کو رہنے کی جگہہ آسمان پر دیا اور جنون کو زمین پر رکھا وے ایک مدت تک زمین پر خوش

رہے اسکے بعد اُن مین حسد و عداوت پیدا ہوئی آپس مین لڑائی شروع کئے پھر اللہ تعالی

نے انکی تنبیہ کے واسطے فرشتون کی ایک جماعت کو روانہ کیا جنکو جان کہتے تھے اور بہشت کی نگہبانی

انپر مقرر تھی اور اس جماعت کا بڑا ابلیس تھا اسکا نام عزازیل سب سے بڑھکر علم رکھتا تھا سب سے زیادہ

عبادت کرتا تھا اور بارگاہ الہی کا مقرب وے آکے جنون سے جنگ کئے جن بھاگ جاکر

جزیرے پہاڑ بیابان مین پناہ لئے اور جماعت جان کے ملک مین بسی اور اللہ تعالی ابلیس کو

جنت کی دارونگی پر سلطنت زمین کی اور پہلے آسمان کی بھی دیا پھر ابلیس کبھی زمین پر اللہ کی

عبادت بجالاتا اور کبھی آسمان پر اور کبھی بہشت مین سو اسکو غرور پیدا ہوا دلمین کہنے لگا مین سب

ملائکہ سے افضل ہون نہین تو اللہ تعالی مجھے اتنی سلطنت نہ دیتا اس غرور پر اللہ تعالی اسنے

اُسکو اور اُسکے ساتھ والون کو فرمایا مین زمین مین اپنا ایک خلیفہ بناتا ہون پہلا قول وہی

اصح ہو خلیفہ کا معنی نایب اور ایک کے بعد ہونے والا اور اس خلیفہ سے مراد آدم علیہ السلام

ہین جنکو اللہ تعالی نے اپنا خلیفہ زمین پر بنایا پھر انکے بعد دوسرے انبیا کو اپنا خلیفہ کرتا گیا

تا زمین کو معمور کرین اور لوگون کو اللہ کے احکام سکھاوین اور اس خلیفہ بنانے کی اللہ تعالی کو

کچھ حاجت نہین وہ بے نیاز ہی محض لوگون کے لئے مقرر کیا کیونکہ ہر شخص اللہ تعالیٰ کے فیض کو
حاصل کرنے اور اُسکے احکام کو سیکھنے کی لیاقت نہین رکھتا اس لئے اللہ تعالیٰ انکی زینت کے
واسطے ایک شخص کو واسطہ بناتا ہی تا اسکی معرفت سے کامل بنین اور بعضے کہتے ہین زمین پر
خلیفہ بنانے سے غرض اللہ تعالیٰ کا خلیفہ نہین بلکہ خلیفہ اول کے رہنے والون کا کیونکہ انکے بعد ہوا
قَالُوْا بولے یعنے فرشتے اَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيهَا کیا تو رکھیگا اس مین جو شخص فساد
کرے وہان وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ اور بہوئے خون یہہ جو ملائکہ عرض کئے سو اللہ تعالیٰ پر اعتراض
کر کے نہین بلکہ انکو حیرت ہوئی کہ ایسے مفسدون کو پیدا کرنا زمین کی اصلاح کیواسطے کیسا ہوگا
اور اللہ کی حکمت اس مین کیا ہے سو معلوم کرنے کو عرض کئے اور یہہ احوال انسان کا فرشتے جو کہے
شاید کہ اللہ تعالیٰ نے انکو خبر دیا یا وے قیاس کئے جنّون کے احوال سے وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ
اور ہم پڑھتے ہین تیری خوبیان یعنے ہم کہتے ہین سبحان اللہ وبحمدہ وَنُقَدِّسُ لَكَ اور یاد کرتے
ہین تیری پاک ذات کو قَالَ کہا اللہ نے اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ مجھکو معلوم ہی جو
تم نہین جانتے یعنے اس خلیفے کے بنانے مین حکمت جو ہی تمکو معلوم نہین مین جانتا ہون احادیث مین
آیا ہی کہ اللہ تعالیٰ آدم کو بنانے کیواسطے عرش اٹھانے والے فرشتون سے ایک فرشتے کو حکم
کیا کہ جا کر زمین کی مٹی لے آ فرشتہ نے جب مٹی اٹھانا چاہا زمین کہی جس نے تجھے بھیجا اسی کی تجھکو قسم
تو میری کچھ مٹی آج نہ لے کہ کل کو اسمین دوزخ کا حصّہ ہوگا پھر وہ فرشتہ چلا گیا اللہ تعالے
نے پوچھا کسواسطے تو میرا حکم بجا نہ لایا وہ بولا زمین مجھے تیری قسم دی سو مین تیری قسم دیکر کہی
گئی سو چیز کو رد کرنا بڑی بات سمجھا پھر اللہ تعالیٰ نے دوسرے فرشتہ کو بھیجا اُسنے بھی ایسا
ہی کہا پھر تیسرے کو بھیجا اُسنے بھی ایسا ہی کیا غرض جتنے ملایک تھے اتنون کو بھیجا وے سب
ایسا ہی کئے آخر ملک الموت کو حکم کیا زمین نے اسکو بھی قسم دی اُسنے بولا تیری بات نہ مانونگا
جسنے مجھے بھیجا اسکی اطاعت کرنا مجھکو ضرور ہے اور ساری زمین پر سے ایک مٹھی مٹی لیگیا
اللہ تعالیٰ نے فرمایا تجھکو میری عزت کی قسم تو جو لایا اس سے ایک خلقت بناتا ہون اور اونکا

ورد ۲

روح قبض کرنے کے لئے تجھی کو مسلط کرتا ہون اور مٹی جو ساری زمین پر سے اٹھائی اس سبب سے
بنی آدم اچھے بُرے گورے کالے اس اس زمین کی خاصیت پر نکلے پھر اللہ تعالیٰ نے اس مٹی کو
بہشت کی ایک ندی مین چند مدت ڈالا آخر وہ بدبو کیچڑ بھکنی مٹی سی ہوا پھر اللہ تعالیٰ اپنے
دست قدرت سے اسکا پتلا بنا کر چالیس برس تک بہشت کے دروازہ پر سکھایا اس پتلے
کی نئی صورت دیکھ کر ملایک تعجب کرنے لگے کیونکہ اس قسم کی صورت وے کبھی نہین دیکھے تھے
اور ابلیس اس صورت پر سے گذرتا اور کہتا کسی بڑے کام کیواسطے یہہ بنی ہو اور بجا کر دیکھا تو
پیٹ اسکا خالی تھا اور آواز آتی تھی پھر ابلیس اُسکے منہہ کی طرف سے اندر جا کے نیچے سے نکلا
اور اپنی جماعت سے بولا اس سے تم کچھ اندیشہ نکرو کہ وہ اپنے نفس کا مالک نہ رہیگا اور ملایکہ سے
پوچھا کہ اگر خدای تعالیٰ اس کو تم پر بڑا ین دیوے تو تم کیا کروگے وے کہے ہم پروردگار کی
اطاعت کرینگے ابلیس اپنے دلمین بولا اگر مین اس پر مسلط ہون تو اسکو ہلاک کرونگا اگر وہ میرے
پر مسلط ہو تو مین اسکی اطاعت نہ کرونگا بعد اسکے اللہ تعالیٰ نے روح کو حکم کیا کہ آدم کے جسد مین
جاوے روح دیکھی کہ راستہ بہت تنگ ہی تب عرض کی ای پروردگار اس جسد مین کیونکر گھسون
پروردگار بولا سختی سے جا اور نکلتے وقت سختی سے نکل پھر روح تالو کی راہ سے داخل ہوی
اور انکھون تک جب آئی آدم دیکھنے لگا کہ تمام بدن مٹی کا ہی پھر نتھنے تک آئی آدم علیہ السلام
چھینکے اس مین زبان تک پہنچی آدم الحمد للہ کہے اللہ تعالیٰ فرمایا ای ابومحمد رحم کرے تجھ پر تیرا
پروردگار ہم نے تجھکو پیدا کیا جب روح گردن تک پہنچی تو جنت کے پھلون کو دیکھنے لگا
جب پیٹ مین داخل ہوئی کھانیکی اشتہا ہوی گرگون تک پہنچی اُچھل کر پھلونکو لینا چاہا پر نہ اٹھ سکا
اللہ تعالیٰ نے فرمایا انسان بنا ہی جلدی کا جب پنڈلیون اور پانون تک پہنچی پورا آدمی ہو کے
کھڑا ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے ناخن کا لباس آدم کو پہنایا وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاۤءَ كُلَّهَا اور
سکھائے آدم کو نام سارے ثُمَّ عَرَضَهُمْ پھر دکھایا وہ یعنے وہ چیزین کہ جسکا نام سکھایا
تھا عَلَى الْمَلٰۤئِكَةِ فرشتون کو فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِىْ بِاَسْمَاۤءِ هٰٓؤُلَاۤءِ پھر کہا بتاؤ مجھکو

شرم وه مین ... [illegible]

اِن کے نام اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ اگر تم ہو سچّے فرشتون کا یہہ امتحان اس لئے کیا کہ جب
اللہ تعالی نے فرمایا مین زمین پر خلیفہ بناتا ہون فرشتے آپس مین کہے اللہ تعالی کسی کو بناوے پر
ہمارے سے بہتر نہو گا اگر ہو تو بھی ہمکو علم اس سے زیادہ ہی اور ہم جو دیکھے ہین سو وہ نہین دیکھا ہے
پھر اللہ تعالی آدم کی فضیلت ظاہر ہونیکے واسطے یہہ امتحان کیا قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا
اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا بولے تو سب سے نرالا ہی ہمکو معلوم نہین مگر جتنا تو نے سکھایا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ
الْحَكِيْمُ مقرر تو ہی ہے اصل دانا پختہ کار قَالَ کہا یعنے اللہ تعالی نے يَا اٰدَمُ اَنْبِئْهُمْ
بِاَسْمَآئِهِمْ ای آدم بتادے انکو نام اُنکے فَلَمَّا اَنْبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ پھر جب اُسنے
بتادئے انکو اُسکے نام قَالَ بولا یعنے پروردگار اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ کیا مین نے نہ کہا تھا تمکو مجھکو معلوم ہین پوشیدے اسمانون اور زمین کے وَاَعْلَمُ مَا
تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ اور مجھے معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے اور چھپاتے ہو
ظاہر جو کئے اس سے مراد انکا قول ہی جو کہے اتجعل فيها من يفسد فيها اور جو چھپائے
سو وہ جو کہے ہم اس سے بہتر ہین اور دانا یا ظاہر کئے وہ جو فرشتے کہے ہم پروردگار کی اطاعت
کرینگے اور چھپائے وہ جو ابلیس دلمین رکھا تھا نافرمانی وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا
لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اور جب ہم نے کہا فرشتون کو سجدہ کرو آدم کو تو
سجدہ کر پڑے مگر ابلیس جب آدم نے انکو نام بتادئے اور جو معلوم نتھا اسکی تعلیم کی تو اُنکے معلم
ہوے اُنکی فضیلت کے اقرار کیواسطے اور استادی کے حقوق ادا ہونے کو اور اونکے حق مین
جو باتین کہے سو اسکی معذرت کیواسطے حکم سجدے کا کیا اور بعضے کہتے ہین حکم سجدے کا پیش از
آدم تیار ہونیکے تھا کیونکہ اللہ تعالی دوسری جگہہ فرمایا ہی فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ
فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ یعنے پھر جب ٹھیک بناونگا اسکو اور پھونکونگا اس مین اپنی روح تو گرو
اسکے واسطے سجدے مین پھر یہہ حکم اُنکی آزمایش اور آدم کی فضیلت کیواسطے تھا اور سجدہ
لغت مین عاجزی سے سر جھکانیکو کہتے ہین اور شرع مین سر زمین پر رکھنا عبادت اور امر الہی کو

بجا لانیکے قصد سے یہان سجود کے شرعی معنی مراد ہو تو حقیقت مین سجدہ اللہ تعالی کو تھا اور
آدم گویا انکے قبلہ تھے جیسا اب نماز مین قبلہ کی طرف سجدہ کرتے ہین ویسا ہی ملایکہ آدم کی
طرف سجدہ کئے اور اس مین آدم کی بزرگی نکلی اگر لغت کے معنی یعنے تواضع مراد ہو تو آدم کو
سجدہ کئے سو سجدہ تحیت کا ہی جیسا یوسف کے بھائیون نے یوسف کو سجدہ کئے تھے اَبٰی
وَاسْتَکْبَرَ قبول نہ رکھا اور تکبر کیا وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ اور وہ تھا منکرون
مین کا یعنے اللہ تعالی کے علم مین اول ہی مقرر ہو اتھا کہ وہ کافرون مین ہی اور شقاوت اسکے
ٹھرچکی ہی وَقُلْنَا یَا اٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ اور کہا ہم نے ای آدم
بس تو اور تیری عورت جنت مین آدم بہشت مین جاکے رہنے لگے تو انکے ساتھ الفت کیواسطے
کوئی ہم جنس نتھا سو ایک روز سوتے تھے اللہ تعالی نے انکی بائین طرف کی چھوٹی پسلی سے حوّا
کو پیدا کیا آدم ہوشیار ہوکے دیکھے تو انکے سرھانے حوّا بیٹھے ہین نہایت خوبصورت آدم
پوچھے تو کون ہی کہی تمھاری عورت ہون تم ہم ملکر بسنے کیواسطے اللہ تعالی مجھے پیدا کیا ہے
اور آدم جو بہشت مین گئے سو بہشت وہی بہشت جو آخرت کو جاوینگے اور بعضے کہتے ہین
یہہ بہشت باغ تھا فلسطین کی زمین پر یا فارس اور کرمان کے درمیان آدم کی امتحان کو اللہ تعالے
نے پیدا کیا وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا اور کھاؤ اوسمین فراغت سے حَیْثُ شِئْتُمَا
جون چاہو وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ اور نزدیک نہ جاو اس درخت کے یعنے
اس درخت سے نہ کھاؤ وہ درخت گیہون کا تھا اور بعضے کہتے ہین انجیر کا اور بعضے کہتے
ہین انگور کا فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ پھر تم گنہگار ہوگے فَاَزَلَّهُمَا الشَّیْطٰنُ عَنْهَا
پھر پھسلا دیا انکو شیطان نے اس سے یعنی جنت سے ابلیس نے چاہا کہ بہشت مین جاکے
آدم اور حوّا کو فریب دیوے جنت کے پہرے والے اسکو جانے سے منع کئے پھر
سانپ کے پاس آیا وہ بہت خوبصورت جانور تھا اسکے چارون پانون اونٹ کے
سے تھے اور جو بہشت کا پاسبان تھا ابلیس کے اور اسکے درمیان بہت دوستی تھی

سو اس سے کہا مجھکو بہشت مین لے چل سانپ ابلیس کو اپنے منہ مین چھپا کر لے گیا دوسرے پہرے والون کو اس بات کی اطلاع نہ ہوئی پھر آدم کے پاس جا کے رونے لگا پوچھے توکسواسطے روتا ہے اور سمجھے نہین کہ وہ ابلیس ہے بولا تمھارے ہی واسطے مین روتا ہون اب تم مرجاؤگے اور یہہ نعمتین تم سے چھوٹ جاوینگی یہہ کہہ کے وہ تو چلا گیا پر ان کے دل مین اس بات کی خلش رہی دوسری بار پھر آکے بولا ای آدم مین تجھی ایک درخت بتلاتا ہون یہان تو اسکو کھاوے تو سدا بستے رہیے اور قسم کھایا کہ مین تمھاری خیر خواہی سے کہتا ہون پھر حوّا اس درخت کو کھائی اور آدم کو بھی کھلائی اللہ تعالی نے کہا ای آدم کیا مینے تجھکو اس درخت سے منع نہین کیا تھا اور تجھے کھانا فراغت سے تھا جو اسکو کھایا آدم کہے ای پروردگار حوّا مجھے فریب دی اور مین سمجھا کہ تیرے نام کی قسم کوئی جھوٹ نہ کھائیگا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ پھر نکالا ان دونون کو وہان سے جس آرام مین تھے یعنے بہشت کی نعمتون مین وَقُلْنَا اهْبِطُوا اور کہا ہمنے تم سب اترو یعنے آدم اور حوّا بعضے کہتے ہین مراد اس سے آدم اور حوّا اور شیطان اور سانپ ہین پھر آدم ہند مین سرندیپ پر اور حوّا جدے مین اور ابلیس ایلہ مین بصرے کے قریب اور سانپ اصفہان مین گر پڑے بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو یہہ خطاب یا فقط آدم اور حوّا کو ہے اسوقت مراد آدم کی اولاد ہو گی یعنی تمھاری اولاد ایک دوسرے کی دشمن رہیگی یا آدم اور حوّا اور ابلیس اور سانپ کو خطاب ہے اور عداوت انسان اور سانپ اور شیطان مین ہمیشہ ہے روایت کئے ہین ابو داود ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہے کہ فرمائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو نہ مار یگا سانپون کو اس اندیشے سے کہ وے بدلا لیوینگے تو وہ ہم سے نہین جب سے ہم اُنکے دشمن ہوے پھر اُنسے دوستی نہ کرے اور مسلم ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ مدینہ مین کئی جن ہین اسلام لا کر پھر تم اگر اُنمے کسی کو دیکھو گے یعنے وہ سانپ کی صورت لیکر نکلا سو دیکھین تو تم اسکو تین روز تک اعلام کرو اُسکے بعد اگر نظر آوے تو اسکو مار ڈالو وہ شیطان ہے ان دونون حدیثون کو دیکھتے علما کہے ہین سانپون کو مارنا مندوب ہے مگر گھرون مین جو سانپ رہتے ہین انکو تین روز اعلام کرنا اگر اسکے بعد

نظر آوے تو اسکو مارنا اعلام یون کرنا کہ مین تجھکو نوح اور سلیمان علیہما السلام کے عہد کی قسم دیتا ہون

تو ہمکو نمود مت ہو اور ایذا مت دے وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ

اور تمکو زمین مین ٹھہرنا ہی اور کام چلانا ایک وقت تک یعنی مرنے تک فَتَلَقَّىٰ آدَمُ مِن رَّبِّهِ

كَلِمَاتٍ پھر سیکھ لیا آدم نے اپنے ربسے کئی باتین یعنی اللہ تعالی آدم کے دل مین بہشت سی نکلے بعد

کئی باتین ڈالا اگر ویسا کہے تو اُسکی تقصیر معاف ہوگی وہ کلمے یہہ ہین ربنا ظلمنا انفسنا فان لم

تغفر لنا و ترحمنا لنکونن من الخاسرین اسکے سوائے دوسرے طور کے کلمہ بھی حدیثون مین آئے ہین

فَتَابَ عَلَيْهِ پھر متوجہ ہوا اُسپر یعنی اللہ تعالی اُنکی تقصیر معاف کیا إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

مقرر وہی ہی معاف کرنیوالا مہربان قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا ہمنے کہا تم اترو یہان سے سارے

پہلے کہہ دیا اترو پھر اب جو کہتا ہی سو تاکید کے واسطے ہی یا پہلے کہا سو بہشت سے نکلنے اور زمین پر بسنے

اور آپس مین عداوت ہونیکو اور اب کہا سو بہشت سے نکلنے اور احکام آلہی کی تکلیف دینے کے واسطے ہی

فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

پھر کبھی پہنچے تمکو یعنی آدم کی اولاد کو میری طرف سے راہ کی خبر یعنے شریعت تو جو کوئی چلا میرے بتائے

پر یعنے اللہ پر ایمان لایا اور اُسکے حکم کی اطاعت کیا تو نہ ڈر ہوگا اسکو اور نہ غم وَالَّذِينَ كَفَرُوا

اور جو منکر ہوے وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا اور جھٹلائے ہمارے نشانیان یعنی ہمارے کتابین یا قرآن أُولَٰئِكَ

أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ وے ہین دوزخ کے لوگ وہی اس مین رہ پڑے یعنی وے

دوزخ مین سدا رہینگے وہانسے نہ نکلینگے يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ

عَلَيْكُمْ اے بنی اسرائیل یاد کرو میرا احسان جو مینے کیا تم پر بنی اسرائیل یعقوب علیہ السلام کی اولاد کو

کہتے ہین یعقوب کا لقب اسرائیل تھا اس کی معنی عبد اللہ ہین اور نعمت کو یاد کرنے سے مراد نعمت کا شکر کرنا ہی

اور بعضی کہتے ہین وے نعمتین جو اُنکے آبا و اجداد کو دیا اُنکو جیسا دریا مین پیرایا اور فرعون سے بچایا اور اسکو اور

اسکی قوم کو غرق کیا اور اُنکے سرون پر ابر کا سایہ کروایا اور من اور سلوا انپر اُتارا سوائے اسکے اور بہت

سی نعمتین دین وَأَوْفُوا بِعَهْدِي اور پورا کرو میرا اقرار یعنے میرا حکم بجالاو اور محمد مصطفے صلی اللہ علیہ

ع ۵

وآلہ وسلم پر ایمان لانے کا حکم جو تمھاری کتابون مین ہے اس پر عمل کرو اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ مین
پورا کرون قرار تمھارا یعنے بہشت مین لیجاؤنگا وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ اور میرا ہی ڈر رکھو۔
وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ اور مانو جو کچھ مین نے اُتارا سچ بتاتا ہے تمھارے
پاس والی کو یعنے قرآن جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُتارا ہون اور وہ تمھارے پاس کی توریت
کی سچائی پر گواہی ہے اسپر ایمان لاؤ توریت مین جو وحدانیت اور رسالت اور دعائین اور اللہ کی
عبادت کرنا اور گناہون سے بچنا اور گذشتہ لوگون کے قصّے ہین قرآن مین بھی اُسکے مطابق ہے
مگر بعضے احکام دونون مین مختلف ہوے سو اوقات کے اور لوگون کے سبب سے اُسوقت کے لوگون کے
لئے وے احکام مناسب تھے اِسوقت کے لوگون کے واسطے یے احکام مناسب ہین وَلَا تَكُوْنُوْٓا
اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ اور مت ہو تم پہلے منکر اُسکے یعنے قرآن کے اسکا حاصل تم اہل کتاب تھے تم پر واجب
تھا کہ سب سے پہلے قرآن پر ایمان لاؤ نہ کہ اُسکے منکر ہو جاؤ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا
اور نہ لو میری آیتون پر مول تھوڑا یعنے دنیا کے ذرا سے فایدے کے واسطے تم محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے اوصاف جو توریت مین لکھے ہین اسکو مت بدلاؤ اور پوشیدہ مت کرو یہود کے علما اپنی قوم
والون سے ہر سال نذر نیاز لیا کرتے تھے جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت بیان کرین اور لوگ حضرت
پر ایمان لاوین تو انکی منفعت جاتی رہیگی کر کے حضرت کی صفت کو بدل دئے اور نام مبارک کو پوشیدہ
کئے سو حکم ہوا ایسا مکرو دنیا کی نعمتین کتنی ہی بہت ہون پر آخرت کی نعمتون کی نسبت کچھ نہین وَاِيَّايَ
فَاتَّقُوْنِ اور مجھی سے ڈرتے رہو وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ اور مت ملاؤ صحیح مین غلط یعنے
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو صفت توریت مین صحیح ہے اس مین اپنی طرف سے کچھ اختراع کر کے
نہ لکھو وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اور مت چھپاؤ حق کو جان کر وَاَقِيْمُوا
الصَّلٰوةَ اور کھڑے کرو نماز یعنے پانچون نمازون کو انکے وقت پر ادا کیا کرو وَاٰتُوا
الزَّكٰوةَ اور دیا کرو زکوٰۃ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ اور جھکو ساتھ جھکنے والون کے
یعنے مسلمان جو نماز پڑھتے ہین اُنکے ساتھ تم بھی نماز پڑھا کرو نماز پڑھنے کو رکوع بولا کیونکہ یہود کے

ربع الجزء

یہان نماز مین رکوع نہین سو انکو حکم کیا کہ نماز مین جو لوگ رکوع کرتے ہین انکے ساتھ تم نماز پڑھو

اَتَامُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ کیا حکم کرتے ہو لوگون کو نیک کام کا یعنے ایمان کا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور بھولتے ہو آپ کو یعنے تم وہ نیک کام نہین کرتے ہو اور تم پڑھتے ہو کتاب یعنے توریت اور اسمین لوگون کو نصیحت کرکے آپ نہ کرنے والون کے حق مین جو وعید آئی ہی تمکو معلوم ہی اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا تم نہین بوجھتے یعنی کیا تمکو عقل نہین جو ایسا کام کرتے ہو یہہ آیت نازل ہوئی مدینہ کے یہود کے علما کے حق مین کیونکہ وے اپنے قرابت والون کو جو مسلمان ہوے تھے کہا کرتے تھے تم اسلام پر قایم رہو وہ حق ہی اور آپ ایمان نہین لاتے تھے پھر یہہ آیت انکی مذمت مین اُتری اس سے غرض یہہ ہی کہ اپنی نفس کو اول درست کرکے بعد لوگون کی درستی کی طرف متوجہ ہونا چاہئے روایت ہی انس رضی اللہ عنہ سے کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے مین شب اسرا مین چند لوگون کو دیکھا اُنکے ہونٹون کو آتشی مقراضون سے کترتے تھے مینے پوچھا جبرئیل سے یہہ کون لوگ ہین کہے یہہ تمھاری امت کے واعظ ہین لوگون کو نیک کام کا حکم کرتے تھے اور خود غافل تھے اور وے پڑھتے تھی کتاب اور روایت کئے ہین بخاری اور مسلم اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے وے کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے قیامت کے دن کسی کو لاکر آگ مین ڈالینگے سو اسکی انتڑیان ٹوٹ جاوینگی پھر اسکو دوزخ مین پھرا ئینگے جیسا گدھا چکی لیکر پھرتا ہی اسے دیکھنے کو دوزخ کے لوگ جمع ہووینگے اور اسکا نام لیکر بولینگے اہی فلانے تجھے کیا ہوا تو تو لوگون کو نیک کام کا حکم کرتا تھا اور بدکام سے منع کرتا تھا وہ کہیگا مین تمکو نیک کام کا حکم کرتا تھا اور آپ اسکو نہین کرتا تھا اور بدکام سے تمکو منع کرتا تھا اور آپ اسکو کرتا تھا وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اور قوت پکڑو محنت سہنے سو اور نماز سے یہہ حکم مومنون کو ہی یعنے تم اپنے مقصد حاصل ہونے پر اعانت چاہو صبر اور نماز سے یعنی صبر کروگے اور نماز پڑھوگے تو تمھارے مقصد حاصل ہووینگے۔

امام احمد وغیرہ روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی کام اہم درپیش ہوتا تو نماز پڑھتے اللہ صاحب نے نماز کا حکم فرمایا کیونکہ نماز اقسام کی عبادتون کو جامع ہے جیسے طہارت

اور ستر عورت اور متوجہ ہونا کعبہ کی طرف اور عبادت پر قایم ہونا اور اعضا سے عاجزی ظاہر کرنا
اور دل مین اخلاص کرنا اور شیطان سے لڑائی کرنا اور رحمن سے مناجات مانگنا اور تلاوت قرآن اور
کلمہ شہادتین پڑھنا اور مومنون کو دعا کرنا اور پیغمبر پر درود بھیجنا اور شہوتون سے نفس کو باز رکھنا
بعضے کہتے ہین یہہ حکم یہود کو ہی ہے جب اللہ تعالیٰ یہود کو حکم کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ
اور انکی شریعت پر چلو اور دنیا کے مال وجاہ کو ترک کرو سو اب انکے معاش کی کیا راہ تو فرمایا محنت
سہار و اور اگر اُسکے ساتھ نماز پڑھا کروگے تو تم پر ترک کرنا ریاست اور جاہ کی حب اور مال کا آسان
ہوگا وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اور البتہ وہ یعنی نماز یا استعانت بھاری ہے اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ
مگر اُنھین پر جنکے دل پگھلے ہین یعنے اُنکے دل عبادت پر لگے ہین مراد اس سے وے مومن ہین جو
اللہ سے ڈرا کرتے ہین اور سمجھتے ہین کہ نماز پڑھنے سے ثواب ملیگا اور اسکے ترک کرنے پر عذاب
ہی اَلَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ جنکو خیال ہے کہ اُنکو ملنا ہی اپنے رب سے یعنے پروردگار
کی ملاقات آخرت مین ہوئیگا اُنکو خیال ہی وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اور مقرر اُنکو اُسی طرف
اُلٹے جانا یعنے مرے بعد جی اٹھنا ہی پھر اللہ تعالیٰ اعمال کی جزا دیگا اور نماز اِن لوگون پر آسان ہی
کیونکہ انکو نماز کی عادت ہوئی ہی اور اللہ تعالیٰ کے جزا دینے کی امید ہی اور عذاب کا اندیشہ ہی
اس لئے نماز کی مشقتین ان پر آسان ہوین اور اسکے کرنے پر اُنکو لذت حاصل ہوتی تھی يٰبَنِىْٓ
اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ اے اسرائیل کی اولاد یاد کرو
احسان میرا جو مین نے تم پر کیا یعنے میرے احسان کا شکر ادا کرتے رہو وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ
عَلَى الْعٰلَمِيْنَ اور مین نے تمکو بڑا کیا جہان کے لوگون پر یعنے انکے زمانے کے لوگون پر
اور فضیلت دیا سو انکے آبا و اجداد کو دیا جو موسی علیہ السلام کے زمانے مین تھے اور جو انکے
بعد ہوے اور اپنے دین کو تغیر نہ دیکے اس پر قایم رہے پھر انکو علم و ایمان او ر عمل دیا اور انمین
ہی پیغمبر اور سلاطین پیدا کیا آبا و اجداد کو جب یہہ فضیلت ہوئی تو انکی اولاد کو بھی بزرگی ہوئی وَاتَّقُوْا
يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا اور بچو اس دن سے کہ کام نہ آوے کوئی شخص کسی کے

ع ٦

ایک ذرہ وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ اور قبول نہ ہو اُسکی طرف سے سفارش وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ اور نہ لین اسکے بدلے مین کچھ یعنے کچھ پیسے لیکے چھوڑ دین سو نہین وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ اور انکو مدد پہنچے یعنے کسی کی مدد ہو کر اللہ کے عذاب سے پار نہین ہو سکتے اس آیت سے معتزلہ دلیل لیتے ہین کہ گناہ کبایر والون کو قیامت مین شفاعت نہ ہوگی اہل سنت جماعت اسکا جواب دیتے ہین کہ یہہ آیت مخصوص کافرون کے حق مین ہے دلیل اس پر دوسری آیتین اور احادیث ہین کہ گناہ گارون کے واسطے شفاعت ہوگی یا یہہ آیت یہود کے رد پر اُتری ہے وے کہا کرتے تھے ہم کیسا ہی گناہ کرین پر پکڑے نہ جاوینگے ہمارے باپ دادا جو پیغمبر ہین ہمکو چھڑا لینگے سو انکے حق مین یہہ آیت نازل ہوئی یا یہہ ہے کہ شفاعت نہ کرینگے مگر اللہ تعالیٰ کے اذن سے وَإِذْ نَجَّيْنَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ اور جب چھڑایا ہم نے تمکو فرعون کے لوگون سے قبط اور عمالقہ کی قوم سے جو مصر کا حاکم ہو اسکو فرعون کہتے ہین جیسا کہ شام اور قسطنطنیہ کا جو حاکم ہو اسکو قیصر کہتے ہین اور موسیٰ علیہ السلام کے وقت فرعون جو تھا اس کا نام ولید وہ بیٹا مصعب کا وہ بیٹا ریان کا چار سو برس سے زیادہ اسکی عمر تھی يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ چکھاتے تھے تمکو بری مار فرعون بنی اسرائیل کو اپنے غلام بناکے اُنکے ہاتھ سے تمام کام لیا کرتا تھا تھوڑون کے ہاتھ سے گھر بنوایا کرتا اور تھوڑون سے پتھر کھدواتا اور تھوڑون سے اینٹان تیار کرواتا غرض تمام خدمتین اُنسے لیا کرتا اور جو کوئی کام نہین کر سکتا اُس سے ہر روز خراج لیتا جو کوئی آفتاب غروب نہ ہووے تک پیسے حاضر نکرے ایک مہینا اسکو طوق زنجیر کرکے قید مین رکھتا يُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ ذبح کرتے تھے اپنے بیٹے وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ اور جیتے رکھتے اپنی عورتین اس کا سبب یہہ تھا فرعون نے خواب دیکھا کہ بیت المقدس سے آتش نکل کے مصر کو گھیر لی ہے اور وہان جتنے قبطیان تھے سبھو نکو جلا دیا اور بنی اسرائیل کو نہ چھوا فرعون اس خواب سے گھبرایا اور خواب کی تعبیر کاہنون سے پوچھا وے کہے بنی اسرائیل مین ایک لڑکا ہوگا تجھے اور تیری قوم والون کو ہلاک کریگا اُس سے تیری سلطنت جاتی رہیگی فرعون جنانے والی دائیون کو بلواکے تاکید کیا کہ بنی اسرائیل مین کسی کے گھر لڑکا پیدا ہو تو اسی دم اسکو مار ڈالو اور لڑکی پیدا ہو تو اسکو باقی رکھو اور

وائیون پر تقیید کے واسطے لوگون کو مقرر کیا بارہ ہزار یا ستر ہزار لڑکے موسی علیہ السلام کی جستجو مین مارے گئے
پھر ایسا ہوا کہ بنی اسرائیل مین بوڈھے بہت سے مرنے لگے قبط کے امیرون نے فرعون کے پاس جاکر کہے بنی اسرائیل
مین موت بہت آغاز ہوئی بوڈھے بہت مرتے ہین اور بچون کو تو ذبح کرتا ہی آخر چند روز مین تمام خدمتین ہم لوگون
پڑیگی پھر فرعون حکم کیا کہ ایک سال بچون کو ذبح کرو اور ایک سال کے بچون کو چھوڑ دو چھوٹے سو سال مین موسی کے بھائی ہارون علیہ السلام
پیدا ہوے اور قتل کئے تھے سو سال خود موسی علیہ السلام تولد پائے ولادت کے بعد کا احوال دوسری سورت
مین آیگا وَفِي ذَٰلِكُم بَلَاءٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ اور اس مین آزمایش تھی تمھارے رب کی
بڑی بلاء کا معنی لغت مین سختی اور آزمایش اور نعمت ہین اور یہان اگر ذٰلکم سے اشارہ فرعون کی
حرکات یعنی ذبح وغیرہ کی طرف لین تو بلا سے سختی اور محنت مراد ہی یعنے فرعون یہہ ظلم جو کیا کرتا تھا انھین
تم پر بڑی سختی اور محنت تھی اگر اشارہ انکی نجات کی طرف لین تو بلا سے نعمت مراد ہی یعنے اللہ تعالی تمکو جو
نجات دیا سو وہ تم پر بڑی نعمت ہوئی اور اس آیت مین خدا تعالی تنبیہ کرتا ہی کہ خوبی یا خرابی جو بندے کو ہوتی
ہی سو اللہ تعالی کی طرف سے آزمایش ہی پھر بندے کو لازم ہی کہ خوبی ہو تو اللہ کا شکر کرے خرابی ہو تو صبر کرے
وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ اور جب ہمنے چیرا تمھارے پیٹھنے کے ساتھ دریا فرعون کے ہلاک کا وقت جب
قریب پہنچا اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کو حکم کیا تم اپنی قوم بنی اسرائیل کو لیکے شب کے وقت مصر سے
نکلو پھر موسی اپنی قوم کو حکم کئے آج اپنے گھرون مین تمام شب چراغین روشن رکھو اور قبطیون سے زیور مانگ لو
پھر شب کو موسی اپنی قوم کے چھے لاکھ بیس ہزار جنگی آدمیون سے نکلے پھر بیس برسکی عمر والا چھوٹا ہی کرکے اور ساٹھ
برسکی عمر والا بوڈھا ہی کرکے اس حساب مین داخل نہین یعقوب علیہ السلام مصر مین جب آئے تو مرد عورت
سب انکے بہتر آدمی تھے نکلتے وقت انکی نسل اتنی پھیلی غرض تمام مصر سے روانہ ہوے ایراول پر انکے ہارون تھے
اور چنڈاول پر موسی اور اس شب کو قبطیون کے کنواری لڑکیان تمام مرگئین سو وے انکے گاڑنے مین لگے پھر
فرعون کو خبر ہوئی کہ بنی اسرائیل بستی سے بھاگ گئے فرعون نے لوگون سے کہا شکو انکا پیچھا کرنیکی حاجت
نہین صبحکو جب مرغ بانگ دیوے تب نکلو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ اس شب کو مرغ بانگ
نہ دئے پھر فرعون صبح کو ایک کرور ساٹھ لاکھ کی جمعیت لیکر نکلا انمین فقط ایک رنگ مشکی گھوڑے

ستر ہزار تھے دوسرے رنگوں کا تو شمار نہیں اور بعضے لکھتے ہیں فقط مشکی گھوڑے لاکھ بھر تھے اور فرعون بھی مشکی پر سوار تھا اور ایراول پر اُسکے ہامان تھا اور فرعون کے روبرو لاکھ تیر انداز اور لاکھ بھالے والے اور لاکھ عصا بردار تھے اور موسی علیہ السلام جو چلے سو راستہ بھول گئے پھر موسی علیہ السلام بوڑھون کو بلا کے پوچھے تو کہے یوسف علیہ السلام مرتے وقت اپنے بھائیوں سے عہد لئے تھے تم مصر سے نکلتے وقت مجھی بھی نکالنا اسلئے راہ ہمکو دکھتی نہیں انکا تابوت نکال کے لے چلیں تو راستہ نکلیگا پھر یوسف کہان مدفون تھے سو دریافت کرنے لگے آخر ایک عورت جو بہت بوڑھی تھی کہنے لگی نیل کی ندی کے بیچ ہی موسی دعا مانگے پانی سرک گیا پھر اُنکا تابوت سنگ مرمر کا تھا نکال کے لے چلے دریا پاس جب پہنچے دیکھے پانی بڑے جوش میں ہے اور فرعون پیچھے سے آپہنچا بنی اسرائیل گھبرا کے موسی سے کہے اب کیا کرنا چاہئے فرعون آن پہنچا ہم سے قریب ہوتے ہی قتل کرتا ہے اور سامنے دریا ہے اگر ہم اسمین جاوین تو ڈوب جاوینگے ای موسی تم جو وعدہ کئے تھے سو کیا ہوا پھر موسی پر وحی اتری دریا کو عصا سے مار پھر مارتے ہی دریا کا پانی ٹھہر گیا اور اسمین بارہ راستے ہوئے اور تمام بنی اسرائیل دریا سے پار ہوئے اسی قصے کی طرف اللہ تعالی نے اشارہ کیا اور فرمایا فَأَنجَيْنَاكُمْ پھر بچا دیا ہمنے تمکو یعنی فرعون سے وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ اور ڈبایا فرعون کے لوگوں کو سو فرعون جب سمندر کے کنارے پہنچا دیکھا دریا میں راہ پھٹی ہے لوگوں کو بولا دیکھو دریا میری ہیبت سے پھٹگیا ہے اب بھگوڑے غلاموں کو پکڑنے کے لئے دریا کے اندر چلو فرعون کے لوگ گھبرا کے کہے تو تو رب ہے اول تو دریا مین جا جیسا موسی گئے پھر ہامان نے فرعون کو منع کیا فرعون اسی تردد مین تھا کہ جبرئیل علیہ السلام مادیان پر بیٹھکے روبرو آئے فرعون کے لشکر مین کوئی مادیان نتھی سو جبرئیل اپنی مادیان دریا مین ڈھکیلے اُنکی مادیان کو کوئی نہ دیکھا پھر مادیان کی بو سے فرعون کا گھوڑا ابھی دریا مین کودا اور فرعون اسکو تھام نہ سکا اسکے پیچھے دوسرے گھوڑے بھی کودے اور میکائیل گھوڑے پر بیٹھکے سب کو پیچھے سے ہانکنے لگے تا کوئی قبطیوں مین سے باقی نرہے جب تمام دریا مین آگئے اور جبرئیل کی مادیان دریا کے باہر ہوئی فرعون کی ایراول دریا سے نکلنا چاہی کہ اس اثنا مین دریا کو حکم ہوا انکو ملے پھر دریا ملگیا اور فرعون اور اسکی قوم تمام ہلاک ہوئی اور یہہ دریا قلزم کی دریا ہے دونو کنارون مین چوڑائی چار کوس کی تھی وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ اور تم دیکھتے تھے یعنی وے لوگ جو ہلاک ہوے سو

تمھارے روبرو ہوے اور تم اسکو اپنے آنکھون سے دیکھے معلوم رہے یہہ بڑی نعمت ہی جو اللہ صاحب نے بنی اسرائیل
کو دیا اور اس مین بڑی دلیل ہی اُس معبود حقیقی کے وجود اور موسی علیہ السلام کی نبوت پر ایسا معجزہ دیکھنے
پربھی بچھڑے کو بنا کے اسکی پرستش شروع کئے اور بولے اللہ کو دیکھے بغیر ہم سچ نہ مانینگے سو بنی اسرائیل
کی عقل تیز نہ تھی اور دل کے بھی کھوٹے تھے پیروی موسی کی خوب نہین کرتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کا معجزہ قرآن جو ہی دلالت اسکی اعجاز پر عقلی ہی ذکی لوگ اسکو سمجھتے ہین سو اس امت مرحومہ کی ذکاوت
اور عقل کا سبب تھا کہ اس عقلی معجزے کو دیکھ کے ایمان لائے اور پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کی بخوبی کئے وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً اور جب وعدہ کیا ہمنے موسی سے
چالیس رات کا ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ پھر تمنے بنا لیا بچھڑا اُسکے پیچھے وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ
اور تم بے انصاف ہو قصہ اسکا یہہ ہی کہ بنی اسرائیل کو اللہ تعالی جب قبطیون سے نجات دیا اور قبطیون کو
غرق کیا بنی اسرائیل کے پاس کتاب اور شریعت کچھ نہ تھی سو اللہ تعالی موسی سے وعدہ کیا کہ مین توریت
نازل کرتا ہون پھر موسی قوم کو کہے مین اللہ کے وعدہ پر چلہ مین بیٹھتا ہون اور تمھارے لئے کتاب
لاتا ہون جسمین تمام چیزون کا بیان ہی اور انسے چالیس روز کی رخصت لیکے اپنے بھائی ہارون کو
نیابت دیکے طور سینا کو گئے اور موسی کو لیجانے کے واسطے جبرئیل علیہ السلام آئے سو سامری کو
نظر آیا اور دیکھا جبرئیل کے گھوڑے کا قدم جہان پڑے وہ جگہ سبز ہوا کرتی ہی سو گھوڑے کے قدم کے نیچے
کی مٹی اٹھا رکھا تھا اور وہ سنار تھا سامرہ کے قبیلے والا ظاہر مین مسلمان دل سے کافر تھا اور اوسکی قوم
گائی کی پرستش کیا کرتی تھی سو سامری نے بنی اسرائیل کو کہا تم جو فرعون کی قوم کا زیور لائے ہو تمکو حلال
نہ ہوگا گڑا کھود کے اسکو گاڑ دو موسی آئے بعد جو حکم کرنا ہی کرینگے پھر بنی اسرائیل اُسکی بات مانکے
زیور زمین دفن کئے بعدہ سامری نے اُس زیور کو نکال کے تین روز کے عرصہ مین گائی کا بچھڑا مرصع کا
بنایا اور جو مٹی اٹھا رکھی تھی اس بچھڑے کے منہہ مین ڈالی وہ پکارنے اور چلانے لگا سامری بنی
اسرائیل کو بولا تمھارا خدا اور موسی کا خدا یہی ہی موسی بھولکے اسکو ڈھونڈنے گئے موسی قوم سے جو
وعدہ کئے تھے اُس پر کچھ دن بڑھ گئے تھے اس کا سبب دوسری سورت مین مذکور ہوگا سو بنی اسرائیل

کو سامری کی بات پسند آئی آٹھ ہزار آدمی نے بچھڑے کی عبادت شروع کی اور بعضے کہتے ہین ہارون کے
ساتھ بارہ ہزار آدمی رہ گئے باقی تمام بنی اسرائیل گوسالے کی پرستش کرنے لگے ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ
مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ پھر معاف کیا ہمنے تمکو اسپر بھی شاید تم احسان مانو عفو
کسطرح سے ہوا سو پچھلی آیت مین فرماتا ہی وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ اور
جب دی ہمنے موسیٰ کو کتاب یعنے توریت اور چکوتی یعنے وے جس سے حق و ناحق اور حلال و حرام معلوم ہووے
بعضے فرقان سے موسیٰ کے معجزے مراد لیتے ہین کہ جس سے موسیٰ کی حقیقت اور فرعون کا بطلان معلوم ہوا
لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ شاید تم راہ پاؤ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ اور جب کہا موسیٰ نے اپنی
قوم کو یعنے وے لوگ جو بچھڑے کو مانتے تھے يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ
الْعِجْلَ ای قوم تمنے نقصان کیا اپنا یہہ بچھڑا اپنا لیکر فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ اب رجوع کرو اپنے پیدا کرنے
والے کی طرف فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ سو مار ڈالو اپنی جان ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ یہہ بہتر
ہی تمکو اپنے خالق کے پاس بنی اسرائیل جو مرتد ہوے انکے گناہ کا توبہ تھی کہ اپنی جان دینا اس طرحسے کے
جو بچھڑے کی پرستش نہین کئے تھے وے لوگ قتل کرین انکو جو پرستش کئے تھے تا شرک کے گناہ سے
پاک ہوجاوین اور حیات ابدی پاوین پھر موسیٰ علیہ السلام انکو یہہ حکم سنا دئے تو کہے اللہ کے حکم ہم
بجالاتے ہین سو تمام اپنے خیمون کے روبرو گوٹھ باندھ کر بیٹھے پھر ایسا حکم ہوا جو کوئی اپنی چادر کھولیگا یا
قاتل کی طرف آنکھ اٹھا کے دیکھیگا یا مار کو اپنی ہاتھ یا نون پر اوڑلیگا تو وہ ملعون ہی اور توبہ اوسکی مقبول
نہین پھر لوگ خنجر تلوار لیکر آے دیکھے کسیکا بیٹا کسیکا باپ کسیکا بھائی کسیکا قرابت والا کسی کا آشنا ہی
قتل نہ کرسکے اور موسیٰ کو کہے ہم اپنے لوگون کو آپ کیونکر قتل کرین پھر اللہ تعالیٰ ابر کی سیاہ ٹکری بھیجا
تا انکو گھیر لیوے اور ایک دوسرے کو نہ دیکھے پھر صبح سے شام تک قتل کئے اس مین بہت سے لوگ مارے گئے
یہہ دیکھ کو موسیٰ اور ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام اللہ سے دعا مانگے اور گریہ وزاری کرنے لگے
یا الہ العالمین بنی اسرائیل تمام ہلاک ہوے اب کچھ تو باقی رکھ پھر اللہ تعالیٰ نے حکم کیا اب ہاتھ رکھیو
اور ابر کی ٹکری جاتی رہی دیکھے ہزارون مردے پڑے ہین علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ مردون کا شمار ستر ہزار

تھا موسیٰ کو برا لگا تب اللہ تعالیٰ وحی بھیجا ای موسیٰ کیا تو راضی نہین مین قاتل اور مقتول دونون کو بہشت
مین داخل کرونگا پھر جو مرا سو شہید ہوا اور جو رہگیا سو اسکی گناہ معاف ہوے اسی کی طرف اللہ صاحب نے
اشارہ کرکے فرمایا فَتَابَ عَلَيْكُمْ پھر متوجہ ہوا تمپر یعنے اللہ تعالیٰ نے جو حکم کیا سو تم مانے اسواسطے
اللہ تعالیٰ تمپر متوجہ ہوا اور تمہارے گناہون کو بخشدیا اور توبہ قبول کیا اِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ
بر حق وہی ہی معاف کرنے والا مہربان اب اللہ صاحب بنی اسرائیل کی دوسری ایک شرارت بیان
فرماتا ہی وَاِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَىٰ لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً اور جب تم نے کہا ای
موسیٰ ہم یقین نکرینگے تیرا جب تک ندیکھین اللہ کو سامنے اس کا قصہ یہہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام
کو فرمایا گوسالے کی عبادت جو کئے سو اسکی معذرت کیواسطے بنی اسرائیل کے چند لوگون کو تم اپنے ساتھ
لیکے آو موسیٰ اپنی قوم کے چُنے ہوے ستر آدمی کو حکم کئے روزہ رکھکے اور نہا دھو کے چلو پھر سب کو لیکے
اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر طور سینا کو گئے پھر وے لوگ موسیٰ علیہ السلام سے کہے آپ اللہ تعالیٰ سے جا ہوتا ہم
اپنے پروردگار کا سخن سنین موسیٰ قبول کئے جب پہاڑ کے پاس پہنچے تو اس پر ابر کا کھام سا اترا کہ اس سے
تمام پہاڑ پوشیدہ ہوا موسیٰ ابر مین گئے اور قوم کو بھی اندر بلوالئے پھر سب سجدے مین گرے اور موسیٰ
علیہ السلام سے جب اللہ تعالیٰ سخن کرتا تھا تو انکے منہہ پر ایک نور چمکتا کہ کسی انسان کو اسکے دیکھنے کی
طاقت نہین رہتی سو موسیٰ اپنے اور قوم کے بیچ مین پردہ باندھے پھر اللہ تعالیٰ موسیٰ کو احکام بولا اور
قوم کے سننے مین یہہ آیا مین اللہ ہون کوئی معبود نہین سوا میرے مین تمکو بقوت نکالا مصر کی زمین سے
سو میری ہی عبادت کرو دوسرکی عبادت نکرو جب موسیٰ کو فراغت ہوئی اور ابر جاتا رہا قوم کی طرف
دیکھے قوم کہی ہم اسکو یقین نہ کرینگے جب تک اللہ کو اپنی آنکھ سے ندیکھین فَاَخَذَتْكُمُ الصَّاعِقَةُ
پھر لئی تمکو بجلی یعنے ان ستر آدمی پر بجلی پڑ کر یا اسکے کڑکڑاٹ سے سب مرگئے وَاَنْتُمْ تَنْظُرُونَ
اور تم دیکھتے تھے یعنے وہ ایک کے بعد دوسرا مرتا تھا سو اسکو دوسرے دیکھتے تھے ثُمَّ بَعَثْنَاكُمْ
مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ پھر اٹھا کھڑا کیا ہمنے تمکو مرگئے پیچھے قوم کا ہلاک ہونا دیکھکے موسیٰ رونے
اور زاری کرنے لگے اور کہے یا الٰہی مین بنی اسرائیل کے چنے ہوے لوگون کو لایا تو ان سبھون کو

ہلاک کیا اب مین قوم کو کیا کہو ن پھر اللہ تعالیٰ نے ایک کے پیچھے ایک سب کو زندہ کیا لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ
شاید تم احسان مانو وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ اور سایہ کیا ہمنے تمپر ابر کا یہہ سایہ جو ہوا سو تیہ مین
یعنے بیابان مین تھا کیونکہ بنی اسرائیل جب مصر کو چھوڑ کے نکلے اور فرعون اور اسکی قوم ہلاک ہوئی پھر بنی
اسرائیل مصر مین نہین گئے سیدھی شام کی راہ لئے انکے ساتھ خیمے وغیرہ کچھ نہ تھے سو موسیٰ کے پاس
آکے شکایت کرنے لگے پھر اللہ تعالیٰ پتلا ابر سفید رنگ کا انکے سایہ کے واسطے بھیجا تا دھوپ مین اُنپر سا آ
کرے اور شب کو چاندنی نہ ہو تو انکے لئے نور کا ایک تھام کھڑا ہونا اور کپڑے اُنکے میلے پرانے نہین ہوتے
وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ اور اُتارا تم پر من اور سلوا تیہ مین کھانیکے لئے کچھ نتھا سو اللہ
تعالیٰ نے اُن پر من کو اُتارا اکثر لوگون نے کہا من ترنجبین کو کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین من جو اترتا تھا گوند کے مانند تھا اچھا دون
پر برف کی مثال پڑتا اور اسکا مزہ شہد کی طرح تھا ہر آدمی کیواسطے دو پڑی کے مقدار پھر بنی اسرائیل
نے موسیٰ کو کہے ہم میٹھا کھاتے کھاتے مر گئے اللہ سے ہمارے لئے گوشت مانگو پھر اللہ تعالیٰ اُنکے لئے
ہر روز ابر کی ایک ٹکری بھیجتا اس سے ایک کوس کے طول اور وتہاہی عرض اور ایک نیزے کی بلندی کے
موافق صبح صادق سے آفتاب نکلے تک ہر روز سلوا جو ایک قسم کے جانور ہین برستے تھے پھر ہر آدمی
رات ودن کا اپنے کھانے کے موافق اٹھا لیتا اور شنبہ کے روز نہین برستا لیکن جمعہ کے دن دو روز کا قوت
اٹھا لیتے پھر ہمنے کہے انکو كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ کھاؤ ستھری چیزین جو دین ہمنے تمکو اور انکو
حکم تھا گوشت حاجت سے زیادہ نہ لین کل کے واسطے نہ رکھین پھر حکم کے خلاف کئے اور گوشت حاجت سے
زیادہ لیکر اٹھا رکھے وَمَا ظَلَمُونَا اور ہمارا کچھ نقصان نہ کیا وَلَٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ پر اپنا
ہی نقصان کرتے رہے کیونکہ جب گوشت حاجت سے زیادہ لئے اور حکم کا خلاف کئے گوشت سڑ کر بدبو دار
ہوا اور اسمین کیڑے پڑ گئے بخاری نے روایت کئے ہین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہے فرمائے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت نہ سڑتا اور اگر حوّا نہ ہوتی تو کوئی عورت اپنے
مرد سے خیانت کبھی نہ کرتی وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَٰذِهِ الْقَرْيَةَ اور جب کہا ہمنے داخل ہو
اس شہر مین یعنے تیہ سے نکلے بعد شہر مین داخل ہو اس شہر سے مراد بیت المقدس ہے یا اریحا شہر جبارین کا

وہ عاد کی قوم تھی جو بچ گئی اور انکو عمالقہ کہتے تھے انکا بڑا عوج ابن عنق تھا فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا اور کھاتے پھرو اُس مین جہان چاہو محظوظ ہو کر یعنے من مانے سو کھاؤ تمکو اُسمین کچھ رکاوٹ نہین وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا اور داخل ہو دروازے مین جھکے ہوے اور قریہ جو مذکور ہوا اس سے مراد بیت المقدس لیوین تو یہان دروازے سے مراد باب الحطہ جو اس کے ایک دروازہ کا نام ہی مقصود ہوگا اگر قریہ سے اریحا مراد ہو تو اسکو سات دروازے تھے سو کوئی ایک دروازے سے جانا وَقُولُوا حِطَّةٌ اور کہو گناہ اترے یعنی ہم اللہ سے گناہ معاف ہونا مانگتے ہین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حطہ سے مراد لا الہ الا اللہ کہنا ہے کہ جسکے کہنے سے گناہ معاف ہوتے ہین نَغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ بخشین ہم تمکو تمھاری تقصیرین وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ اور زیادہ بھی دینگے نیکی والون کو اللہ صاحب نے انکے جھکے ہوے جانے اور حطہ کہنے کو گناہ گارون کے حق مین توبہ کیا تھا اور نیکی والون کو انکی نیکی بڑھنا فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ پھر بدل لی بے انصافون نے اور بات سوا اسکے جو انکو کہدی تھی ٹھٹھے سے وہ نہ کہکے اسکو بدل دیے بخاری وغیرہ روایت کئے ہین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے بنی اسرائیل کو کہے تھے تم جھکے ہوے دروازہ مین جاؤ اور حطہ کہو پھر وے ویسا نہ جا کے سرین پر پھسلتے گئے اور کہے حنطۃ فی شعیرۃ یعنی گیہون کا دانہ جو مین فَأَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ پھر اتارا ہمنے بے انصافون پر عذاب آسمان سے انکے بحکمی پر بعضے کہتے ہین کہ وہ عذاب طاعون تھا سو ایک ساعت کے عرصے مین ستر ہزار یا چوبیس ہزار آدمی انکے مرے وَإِذِ اسْتَسْقَى مُوسَى لِقَوْمِهِ اور جب پانی مانگا موسیٰ نے اپنی قوم کے واسطے بنی اسرائیل جب تیہ مین تھے تشنہ ہوے اور موسیٰ سے پانی مانگا پھر موسیٰ اللہ تعالی سے پانی مانگے سو حکم ہوا فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ تو کہا ہمنے مار اپنے عصا سے پتھر کو موسیٰ کا یہہ عصا بہشت کے درخت کا تھا عوسج کی یا مرسین کی لکڑی کا دس ہاتھ کا طول مین موسیٰ کے قد کے برابر اور اُسکے دو شاخ تھین تاریکی مین روشن ہوتے اُسکو آدم علیہ السلام بہشت سے لائے تھے سو شعیب کو پہنچا تھا پھر موسیٰ علیہ السلام کو دئے اور پتھر کو مار دکر کے حکم ہوا سو وہ پتھر طور سے اٹھا لائے تھے اسکے

ع

چار منھ تھے ہر منھ سے تین فوارے نکلتے تھو اور بعضے کہتے ہین وہ ایک پتھر تھا آدم اسکو بہشت سے
اپنے ساتھ لائے تھے اور شعیب کے پاس تھا سو موسیٰ کو دیئے اور بعضے کہتے ہین وہ پتھر جو موسیٰ کے کپڑون
کو لیکر بھاگا تھا وہ ایک چوڑا پتھر تھا اسکا ایک سر تھا آدمی کے سر کے مانند موسیٰ کو حکم ہوا تھا اس
پتھر کو اٹھا کر رکھو اس سے اپنی ایک قدرت بتاؤنگا اور وہ تیرا معجزہ ہوگا اور بعضے کہے ہین پتھر
معین نتھا جس پتھر کو چاہے اسکو مارتے تھے فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا پھر بہہ نکلے
اس سے بارہ چشمے بنی اسرائیل بارہ بھائی کی اولاد تھے سو موسیٰ عصا سے مارین تو بارہ چشمے نکلتے
ہر ایک بھائی کی اولاد کے واسطے ایک چشمہ قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَشْرَبَهُمْ پہچان لیا ہر قوم
نے اپنا گھاٹ یعنی ہر بھائی کی اولاد کے واسطے چشمہ جو نکلتا سو اسی سے وہ پیا کرتے دوسرے لوگ
وہان نہ پیتے كُلُوا وَاشْرَبُوا مِنْ رِزْقِ اللَّهِ کھاؤ اور پیؤ روزی اللہ کی یعنے ہم انکو حکم کئے
منّ اور سلویٰ کھایا کرو اور چشمون کا پانی پیا کرو وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ اور نہ پھر
ملک مین فساد مچاتے وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَىٰ اور جب کہا تم نے ای موسیٰ لَنْ نَصْبِرَ عَلَىٰ
طَعَامٍ وَاحِدٍ ہم نٹھہرینگے ایک کھانے پر یعنی من وسلویٰ کھاتے کھاتے ہم جھک گئے ہمکو دوسرے
کھانیکی خواہش ہے دو چیز تھین انکو ایک ہی کھانا بولے کیونکہ ہر روز اگر کوئی ایک ہی طرح کے
کھاوے اور اسکو نہ بدلے تو عرف مین ایک ہی کہتے ہین بولتے ہین فلانیکے یہان ایک ہی کھانا رہتا ہے
یعنے بدلتا نہین اگرچہ وہ اقسام کے کھانے رہین فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ سو مانگ ہمارے واسطے اپنے
رب سے يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَ
بَصَلِهَا نکال دے ہمکو جو اگتا ہی زمین سے اسمین کی بھاجی اور ککڑی اور فوم اور مسور اور پیاز ابن عباس
کہے ہین فوم کا معنی روٹی اور عطا کہے فوم ہو گیہون اور کلبی کہے فوم لہسن قَالَ بولا یعنی اللہ تعالےٰ
بولا یا موسیٰ بولا أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ کیا تم چاہتے ہو
ایک چیز جو ادنا ہے بدلے ایک چیز کے جو بہتر ہی کیونکہ من وسلویٰ کھانیسے مزاج اعتدال پر رہتا ہے
اور اسکو حاصل کرنیکے لئے کچھ محنت تم پر نہین اهْبِطُوا مِصْرًا فَإِنَّ لَكُمْ مَا سَأَلْتُمْ اترو

ثمن

کسی شہر مین تو ملے تمکو جو مانگتے ہو سو مصر سے مراد مطلق شہر ہی اور بعضے کہتے ہین مصر سے مراد بستی مشہور جسکا نام مصر ہی جسکو بنی اسرائیل چھوڑ کر نکلے تھے پہلا قول اصح ہی کیونکہ بنی اسرائیل مصر سے نکلے بعد پھر اسمین نرگئے سیدہی شام کی راہ لئے وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ اور ڈالی گئی اُنپر ذلت اور محتاجی اللہ صاحب نے یہود کا کفران نعمت دیکھ کر انکو یہہ سزا دی اسی واسطے اکثر یہود ذلیل و محتاج ہین اور جو مالدار ہین تو وہ بھی صورت اپنی ذلیل اور محتاج کی بناتے ہین تا انپر جزیہ زیادہ نہ لگے اور بعضے کہتے ہین محتاجی سے مراد دلکی محتاجی ہی ملت والون مین مال جمع کرنے پر اتنا حریص کوئی نہین جیسے یہود ہین وَبَاؤُ بِغَضَبٍ مِنَ اللّٰهِ اور کما لائے غصہ اللہ کا یعنی اللہ تعالیٰ کے غضب ہونیکے لایق ہوئے ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللّٰهِ اسکا سبب یعنی اس ذلت اور محتاجی اور غضب کا سبب یہہ کہ وے تھے نہ مانتے حکم اللہ کے یعنی معجزونکو جو اللہ تعالیٰ نے مخصوص انکے لئے دکھایا جیسا دریا کا پیرنا اور ابر کا سایہ کرنا اور من و سلوا اترنا اور پتھر سے پانی کا فوّارہ نکلنا نہ مانتے یا اللہ تعالیٰ انجیل اور قرآن جو نازل کیا سو انکو نہ مانتے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت جو توریت مین تھی چھپا دیتے وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ اور خون کرتے نبیون کا ناحق یہود یون نے شعیب اور ذکریا اور یحیی کو قتل کیا روایت کئے ہین ابوداؤد طیالسی اور ابن ابی حاتم ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ بنی اسرائیل صبح کیوقت تین سو نبی کو قتل کئے ہین تو شام کو اپنی ساگ کی دکان لگائے ہین اور یہود کا یہہ کام فقط اپنی لذتون اور دنیا کی محبت کیواسطے تھا اسی پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ یہہ اس سے کہ بیحکم تھے اور حد پر نہ رہتے یعنی اس قتل اور کفر کا سبب یہہ تھا کہ وے اللہ کے حکم کو بجا لاتے نتھے اور حرام کام کیا کرتے تھے سو یہہ کرتے کرتے آخر اللہ کی آیتون کے کافر ہوے اور انبیا کو قتل کئے إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا مقرر کہ جو لوگ ایمان لائے یعنے سابق کے انبیا پر یہہ آیت نازل ہونیکا سبب ابن جریر وغیرہ یون روایت کئے ہین کہ سلمان رضی اللہ عنہ نے قبل حضرت کے بعثت کے چند نصرانیون کی صحبت مین جو تھے انکی عبادت اور انکا زہد و تقوی بیان کئے اور پوچھے انکا کیا حال ہوگا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وے دوزخی ہین سلمان کو یہہ سننے سے نہایت درد ہوا پھر اللہ تعالیٰ یہہ آیت

ع ۸

نازل کیا حضرت نے سلمان کو بلا کر فرمائے تمہارے نصاری کیواسطے یہہ آیت نازل ہوئی پھر حضرت فرمائے میری بعثت کا احوال سننے کے آگے دین عیسی پر جو کوئی موا تو اسکا بھلا ہوا اور جو میری بعثت سنا اور ایمان نہ لایا تو وہ خراب ہوا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِئِيْنَ اور جو لوگ یہودی ہوے اور نصارا اور صابیان موسی علیہ السلام کے دین پر جو چلے اُسکو یہودی کہتے ہین انکا نام یہود رکھنے کا سبب یون ہی کہ وہ کہے اِنَّا هُدْنَا اِلَيْكَ یعنے ہم رجوع کئے تیری طرف سو ہدنا سے لفظ بنا کر انکا نام یہود رکھے یا ھاد کے لفظ سے نکالے ہین ہاد کی معنی توبہ کیا سو وہ بچھڑے کی پرستش سے توبہ کئے سو انکا نام اس سے نکال کے یہود کہے یا یعقوب کے بڑے فرزند کا نام یہودا تھا پھر سبکو اسی نام کی طرف نسبت کر کے یہودی کہے یا اسکو تہود کے لفظ سے نکالے ہین تہود کے معنی حرکت کیا سو وہ توریت پڑھتے وقت ہلا کرتے اور کہتے جب اللہ تعالی موسی پر توریت نازل کیا آسمان اور زمین سب حرکت کئے اسواسطے ہم بھی حرکت کرتے ہین پھر انکا نام اسی سے نکال کے یہود کہے اور لفظ نصارا کا جمع ہی نصرانی کا اور نصرانی کے آخر کو یا جو آیا ہو اس سے ارادہ مبالغہ کا معنی ہی سو حواریان کہے ہم اللہ کے انصار ہین اسلئے انکا نام نصارا رکھے یا وہ لوگ عیسی علیہ السلام کے ساتھ ایک قرئیے مین تھے جسکا نام نصران تھا یا ناصرہ سو اُسی نام سے انکا نام رکھا گیا یا عیسی علیہ السلام کے اُس قرئیے مین تولد پانے سے اُنکو ناصری پکارتے تھے پھر انکے تابعدار کو ناصری کی طرف نسبت دیکے نصرانی کہے اور صابئین ایک قوم ہی نصارے کے یا یہود کے یا انکا مذہب نصاریٰ اور مجوس کے بین بین ہی یا انکا دین اصل مین نوح علیہ السلام کا دین تھا یا وہ ملایک پرست ہین یا ستارہ پرست مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ جو کوئی یقین لایا اللہ پر اور پچھلے دن یعنے قیامت کے روز پر وَعَمِلَ صَالِحًا اور کام کیا نیک یعنی اِن لوگون سے جو کوئی اپنے دین پر رہیگا آگے منسوخ ہونیکے اور مبدا اور معاد پر ایمان لایا ہوگا اور اپنی شریعت کے مطابق نیک کام کریگا تو فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ انکو ہی انکی مزدوری یعنی انکے اعمال کا ثواب اپنے رب کے پاس سو اللہ انکو بہشت مین لیجائیگا وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور نہ انکو ڈر ہے اور نہ وے غم کھاوین یعنی کفار پر آخرت مین جو عذاب ہوگا سو انکو اس سے کچھ خوف نہین وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ

اور جب ہمنے اقرار تمسے اور اٹھایا تمپر پہاڑ موسیٰ علیہ السلام جب توریت لائے بنی اسرائیل اسکے احکام
سُنکر کہے یہہ احکام بہت سخت ہین ہم اسکو قبول نہ کرینگے پھر اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو حکم کیا فلسطین کے پہاڑون
سے ایک پہاڑ جڑھ سے اکھاڑ کر اُنکے اوپر کھڑا کرو پھر جبرئیل نے انکے لشکر کے برابر کا پہاڑ اکھاڑ کے
انکے سرون پر آدمی کے قد کی مقدار فرق سے سایہ کی طرح پکڑا اور موسیٰ علیہ السلام کا لشکر اُترا سو
میدان ایک کو طول مین ایک کو عرض مین تھا اور بنی اسرائیل کو کہے خُذُوا مَا اٰتَیْنٰکُمْ
بِقُوَّۃٍ پکڑو جو ہمنے دیا تمکو زور سے یعنی توریت جو ہمنے دی اس پر بجد ہو کے عمل کرو وَاذْکُرُوا مَا
فِیْہِ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ اور یاد کرتے رہو جو اسمین ہے شاید تمکو ڈر ہو یعنی اسکو یاد کرو اور اسمین جو
احکام مذکور ہین اسپر عمل کرو اور اسکے پند و نصایح مین تامل کرو تو دنیا کے عذاب سے بچو گے اور آخرت کے
عذاب سے چھوٹو گے نہین تو یہہ پہاڑ تمپر گرا کے سبکو کچلتا ہون تب بنی اسرائیل دیکھے کہ اب بچاؤ کی کچھ
صورت نہین ناچار اسکے احکام کو قبول کئے اور سجدہ مین ہی رہکے پہاڑ کی طرف دیکھنے لگے سو یہود کے
یہان سجدہ مین یہی طور باقی رہا کہ وے آدھی پیشانی پر سجدہ کرتے ہین اور کہتے ہین ہمارے ایسا ہی سجدہ
کرنے سے ہمپر کا عذاب ٹل گیا ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ پھر تم پھر گئے اسکے بعد یعنی تم عہد سے
ٹل گئے اور اسکو وفا نہ کئے فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ لَکُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ
سو اگر نہوتا فضل اللہ کا تمپر اور اُسکی مہر تو تم خراب ہوتے یعنی دنیا کی نعمتین تمسے دور ہوتین اور آخرت
مین عذاب ہوتا وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِیْنَ اعْتَدَوْا مِنْکُمْ فِی السَّبْتِ فَقُلْنَا لَہُمْ کُوْنُوْا
قِرَدَۃً خٰسِئِیْنَ اور جان چکے ہو جنھونے تم مین سے زیادتی کی شنبہ کے دن مین تو ہمنے کہا انکو
ہو جاؤ بندر پھٹکارے اس کا قصہ یہہ ہے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر شنبہ کے روز شکار کرنا حرام
کیا تھا سو داود علیہ السلام کے زمانہ مین شہر ایلہ کے کسی قریئے مین شنبہ کے دن مچھلیان ایک جگہہ
جمع ہوتین اتنی کثرت سے نکلتین کہ پانی نہین دکھتا شنبہ کا دن جاتے ہی تمام مچھلیان چلی جاتین پھر شیطان
لوگون کے دلونمین یہہ بات ڈالا کہ مچھلی پکڑنا شنبہ کے دن منع ہے دوسرے دنون مین تو منع نہین اگر کچھ
تدبیر کرکے انکو دوسرے دن پکڑین تو مضایقہ نہین پھر چند لوگ دریا کے کنارے بڑے بڑے گڑھے

کھودے اور دریا سے ان گڑھون مین نالے کئے سو جمعہ کے دن ان نالون کو کھول دیتے پانی کی موج سے مچھلیان بہت سی آکر ان گڑھون مین جمع ہوتین پھر وہان سے نکلنے نہ پاتین جب اتوار کا دن ہوتا ان مچھلیون کو پکڑ لیتے ایک مدت تک ایسا ہی معمول رہا کچھ عذاب اُنپر نہ اترا پھر ڈھیٹھ ہو کے کہنے لگے ہم ایسا سمجھتے ہین کہ شنبہ کا دن ہمپر حلال ہوا پھر اُسدن پکڑ کر کھائے نمک لگا کے سکھائے اور بیچے اور اُس قریہ مین ستّر ہزار آدمی کے قریب تھے سو بعضے مچھلی نہ پکڑے اور پکڑنے والون کو منع کرنے لگے بعضے مچھلی نہ پکڑے اور منع بھی نہ کئے اور بعضے اُس دن کی حرمت کچھ باقی نرکھے غرض منع کئے سو لوگ بارہ ہزار آدمی تھے تعدّی کرنے والونکو کہے تم شنبہ کے دن تعدی کرتے ہو ہم تمھارے ساتھ ملکر نہین رہتے پھر شہر کے بیچ مین ایک دیوار کھینچ کے جدا ہو ایک روز منع کرنے والے گھرون سے جو نکلے تو دیکھے تعدی کرنے والون کا کچھ نشان معلوم نہین ہوتا پھر دیوار پر چڑھکر دیکھے تو نظر آیا کہ وے سب بندر بنگئے ہین انکو دم نکلی ہی اُچھل رہے ہین پھر تین دن رہکے مرگئے اور اُنکی نسل باقی نرہی فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا پھر ہمنے وہ وہشت رکھی اس شہر کے روبرو والونکو اور پیچھے والون کو یعنی ہم اس عقوبت کو عبرت کا سبب کئے اُس زمانہ کے لوگ اور اُسکے بعد کے لوگون کے واسطے یا اُس شہر کے نزدیک کے شہر والون کے لئے اور دور کے شہر والون کے واسطے یا اُس شہر کے لوگ اور اوسکے اطراف کے لوگون کے لئے وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ اور نصیحت رکھے ڈر والون کو

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تَذْبَحُوا بَقَرَةً اللہ فرماتا ہی تمکو ذبح کرو ایک گائی اس قصّہ کا شروع وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا کی آیت ہی لیکن اُس سے اسکو جدا کرکے مقدم کیا تا انکی دوسری ایک مذمت جو حکم کی مسخری اور اسکو جلد بجا نہ لاکے اسمین بحث کئے سو معلوم ہو اس قصّہ کی تفصیل یہہ ہے کہ بنی اسرائیل مین ایک شخص بڑا مالدار تھا اسکا کوئی وارث نہ تھا مگر ایک بھتیجا نہایت محتاج سو وہ بھتیجا دیکھا کہ اپنا چچا مرتا نہین اسکو جان سے مار ڈالا اور اسکو اٹھا کر دوسرے قریہ کے دروازہ پر ڈالدیا اور اس قریہ والون پر قتل کی تہمت کیا اور اپنے ساتھ چند بدمعاشون کو جمع کرکے موسی علیہ السلام کے

پاس آیا اور خون کا دعوی کرنے لگا اور موسی علیہ السلام سے بجید ہو کے کہا کہ اللہ کے پاس دعا مانگو
تا معلوم ہو اسکو کون مارا ہی موسی علیہ السلام جناب آلہی مین التجا کئے سو حکم ہوا ایک گائی ذبح کرکے
اس مردے کو اُسکے مارے تو مردہ زندہ ہو کے اپنے قاتل کا نام کہیگا قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا
بولے کیا تو ہمکو پکڑتا ہی ٹھٹھے مین یعنے تم ہمسے کیا مسخری کرتے ہو ہم تو چاہتے ہین کہ قاتل کون ہی سو معلوم
ہو اور تم کہتے ہو گائی ذبح کرو گائی کاٹنے سے قاتل کیونکر ظاہر ہوگا یہہ جو بولے سو موسی علیہ السلام کے
قول کو باور نہ کئے اور اس حکم کو سبک جانے قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ کہا
یعنی موسیٰ نے پناہ اللہ کی اُس سے کہ مین ہون نادانون سے کیونکہ اللہ تعالی کے احکام مین ٹھٹھا کرنا حماقت
اور نادانی ہے پھر قوم کو معلوم ہوا گائی کا ٹنا مقرر ہو چکا ہی اس سے ٹلنا امکان نہین دریافت
کرنے لگے کہ وہ گائی کیسی ہی اگر اول ہی کیسی ایک گائی ذبح کرتے تو مقصود حاصل ہوتا لیکن وہ قوم
تشدد کی اللہ تعالی نے بھی تشدد کیا اور اُسمین ایک حکمت تھی کہ بنی اسرائیل مین ایک نیک مرد تھا اسکو
ایک لڑکا تھا چھوٹا اور اسکے پاس ایک گائی تھی اُس شخص کے مرنیکا وقت پہنچا تو گائی کو جنگل مین
لیجا کے چھوڑا اور کہا یا اللہ میرا لڑکا بڑا ہووے تک یہہ گائی تیرے حوالے کرتا ہون پھر وہ شخص
مرگیا اور وہ گائی جنگل مین چرتی پھرتی اور انسان کو جو دیکھتی تو بھاگ جاتی اور وہ لڑکا جوان ہوا
سو بڑا نیکبخت ہوا شب کے تین حصے کرکے ایک حصے مین نماز پڑھا کرتا دوسرے حصے مین سوتا تیسرے
حصے مین مان کی خدمت کیا کرتا اور دن کو جنگل مین جاکے لکڑیان توڑ لاتا اسکو بیچتا قیمت جو ملتی سو
اسکے بھی تین حصے کرکے ایک حصہ خیرات کرتا ایک حصہ آپ کھاتا اور ایک حصہ مان کو دیتا ایکدن
اسکی مان کہی تیرا باپ تیرے واسطے ایک گائی جنگل مین اللہ کے حوالے چھوڑا ہی تو وہان جاکے ابراہیم
اسمعیل اور اسحق کے اللہ سے مانگ تا وہ تیری گائی تجھے دیوے اس گائی کا پتہ مین کہہ دیتی ہون اس کا رنگ پوست کے
نیچے سے آفتاب کی شعاع کا سا چمکتا ہی پھر وہ لڑکا جنگل مین جاکے دیکھا گائی چرتی ہی اسکو پکار کے کہا ابراہیم
اور اسحق اور یعقوب کے اللہ کی قسم دیتا ہون تو آ پھر وہ گائی دوڑتی آکے اسکے روبرو کھڑی رہی
اسکے گلے مین رسّی ڈال کے لیچلا پھر وہ گائی اللہ کے حکم سے بات کی اور کہی ای جوان مانکے فرمانبردار

تو مجھ پر سوار ہوکے چل مجھے آ۔ ام ہوگا وہ لڑکا کہا میری والدہ مجھے کہی تیری گردن پکڑکے لاؤن
سوار ہونیکا حکم نہ کی گائی بولی واللہ اگر تو میرے اوپر سوار ہوتا تو پھر مین تیرے ہاتھ نہ لگتی چل اب تو
اگر پہاڑ کو کہے کہ میرے ساتھ چل تو چلیگا کیونکہ تو مان کا فرمابردار ہے پھر بہ اُس گائے کو مان کے
پاس لے آیا مان کہی تو محتاج ہے رات کو نماز پڑھنا اور دن کو لکڑیان لانا تجھ پر محنت ہی اس گائے
کو لیجاکے بیچ بولا کس قیمت کو بیچون کہی تین دینار کو لیکن قیمت ٹھہری بعد بن پوچھے میرے مت دے
اسوقت گائی کی قیمت تین دینار ہی تھی پھر بازار کو لے گیا اللہ تعالی اسکے پاس فرشتے کو بھیجا تا
اپنی قدرت بندون کو معلوم کرا وے اور وہ جوان ماں کی فرمان برداری مین کیسا ہی امتحان ہووے
سو فرشتے نے پوچھا اس گائی کی قیمت کیا ہی بولا تین دینار مگر میری مان کو اطلاع کرنا شرط ہے
فرشتہ بولا تجھے چھے دینار دیتا ہون ماں کو نہ بول جوان بولا اس گائی کے برابر تو سونا دیگا تو بھی
بے اطلاع مان کے نہ دونگا پھر آکے مان کو اطلاع کیا بولی چھے دینار کو میری اطلاع سے بیچ پھر فرشتہ وہ
قیمت سنکے بولا کہ مین بارہ دینار کو لیتا ہون مگر تو مان کی اجازت نہ لینا جوان اُسکی بات نہ مانکے
مان کو اطلاع کیا مان بولی وہ فرشتہ ہی تیری آزمایش کے واسطے آدمی کی صورت مین آتا ہی
اب وہ آیا تو پوچھ کیا ہم گائی کو بیچین یا نہ بیچین پھر فرشتے سے پوچھا فرشتہ بولا اپنی مان سے کہہ اس گائی
کو رکھ چھوڑ بنی اسرائیل مین ایک قتل ہوگا اسکے واسطے اسکو تیرے پاس سے موسی بن عمران مول لیگا
جب تک اسکا چمڑا بھر کر سونا نہ دین تو مت بیچ پھر اس گائی کو نہ بیچ کے رکھا قَالُوا بولے یعنے
بنی اسرائیل ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ بیان کرے
ہمکو وہ کیسی ہے قَالَ کہا موسی اِنَّهٗ يَقُولُ وہ رب فرماتا ہی کہ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا
فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ وہ ایک گائی ہے نہ بوڑھی نہ بن بیاہی عَوَانٌ بَيْنَ ذٰلِكَ میانہ ہی
انکے بیچ مین یعنی وہ گائی نہ بڑی عمر کی رہے جو جنتی نہین اور نہ کم عمر جو ہنوز گابھ نہین ہوتی اسکی
عمر ان دونون کے بیچ رہا چاہیئے فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ اب کرو جو تم کو حکم ہی یعنی اس
کی گائی لیکر ذبح کرو اور پوچھا پاچھی بہت مت کرو قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا لَوْنُهَا

کہے پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ بیان کر دے ہمکو کیسا ہے اسکا رنگ قَالَ کہا موسی نے اِنَّهٗ
يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ وہ یعنے رب فرماتا ہی کہ وہ ایک
گائے ہی زرد ڈہڈہا رنگ اسکا خوش آتی دیکھنے والون کو یعنی اس گائے کی صورت اور رنگ دیکھین تو
پیاری دکھتی ہی اور بعضے صفرا کا معنی اسیاہ کہتے ہین قَالُوا بولے ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا
مَا هِيَ پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو بیان کر دے کہ ہمکو کہ کس قسم مین ہی وہ اِنَّ الْبَقَرَ
تَشٰبَهَ عَلَيْنَا مقرر گایون مین شبہ پڑا ہی ہمکو وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ اور ہم
اللہ نے چاہا تو راہ پالینگے روایت کیئے ہین ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایے بنی اسرائیل اگر انشاء اللہ نہ کہتے تو کبھی وہ گائے انکو نہ ملتی

قَالَ کہا یعنے موسی اِنَّهٗ يَقُوْلُ وہ یعنی رب فرماتا ہی اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ
وہ ایک گائی ہی محنت والی نہین جو نا گرتی ہو زمین کو وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ اور نہ جو پانی دیتی ہو کھیت
کو یعنی اس گائی سے نہ زمین نا گرے ہون اور نہ پانی کھینچے ہون مُسَلَّمَةٌ بدن سے پوری ہی اسمین کچھ
عیب نہو لَّا شِيَةَ فِيْهَا رنگ دوسرا کچھ نہین اسمین قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ بولے یعنی بنی
اسرائیل اب لایا تو ٹھیک بات یعنی گائی کے اوصاف پورے بیان کیا اب ویسی گائی کو تلاش کرتے ہین پھر
گائی کہین نہ ملی مگر اُس جوان کے پاس وہ بولا مین اسکو نہ دونگا جب تک اسکا چمڑا بھر کے سونا ندوگے

پھر وے اُس مقتول کا تمام مال دیکے وہ گائی خرید کئے فَذَبَحُوْهَا پھر اسکو ذبح کئے وَمَا كَادُوْا
يَفْعَلُوْنَ اور چاہتے نتھے کرنے یعنی اس گائی کی قیمت گران رہنے سے اور فضیحت کے اندیشے سے
انکی مرضی ذبح کرنے پر نتھی لیکن لاچاری سے ذبح کئے وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا اور جب

تمنے مار ڈالا تھا ایک شخص کو پھر لگے ایک دوسرے پر دھرنے وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ
اور اللہ کو نکالنا ہی جو تم چھپاتے تھے یعنی قاتل کون ہی سو چھپاتے تھے اسکو اللہ نے ظاہر کیا فَقُلْنَا
اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا پھر ہمنے کہا مارو اُس مردے پر اُس گائی کا ایک ٹکڑا ابن عباس وغیرہ کہے ہین
اس گائی کی کوئی ہڈی سے مارے اور بعضے کہتے ہین دُم کی ہڈی سے اور بعضے کہتے ہین زبان اور

اور بعضے کہے سیدہی ران سو مارتے ہی بدہ مردہ اُٹھ کھڑا ہوا اور بولا مجھے فلانا مارا اور وہین مرگیا پھر اس قاتل کو میراث سے محروم کئے اور اُسکے بدلے مین اسکو بھی قتل کئے حدیث مین آیا ہی کہ اس گائی کے قصے کے بعد قاتل کبھی وارث نہوا كَذٰلِكَ يُحْيِي اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ اُسیطرح جِلا دیگا اللہ مُردے اور دکھاتا ہی تمکو اپنی قدرت کے نمونے شاید تم بوجھو ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً پھر سخت ہوگئے تمہارے دل اسکے بعد یعنی ان معجزون کو دیکھنے کے بعد وے دل ہین جیسے پتھر یا اون سے بھی سخت تر یہہ خطاب ہے یہود کو اور انکے دل سخت ہونے سے یہہ مراد ہے کہ وے حقباتکو قبول نہین کرتے پتھر سے تشبیہ دیا لوہے سے ندیا کیونکہ لوہا آتش مین ڈالنے سے نرم ہوتا ہی اور داوٗد علیہ السّلام کے ہاتھ مین لوہا نرم ہوتا تھا بخلاف پتھر کے کہ وہ ہرگز نرم نہین ہوتا اور اونکے دل پتھر سے بھی بڑھگئے سو اسکا بیان فرماتا ہی وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ اور پتھرون مین تو وے بھی ہین جنسے پھوٹے ہین ندیان اس پتھر سے مراد مطلق پتھر ہے اور بعضے مفسرون نے کہا کہ اس پتھر سے مراد وہ کہ جب موسیٰ اپنے عصا سے مارتے تو اُس سے بارہ چشمے نکلتے تھے وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ اور اُنمین تو وے بھی ہین جو پھٹتا ہے اور نکلتا ہی اس سے پانی یعنے اس سے پانی نکلتا ہے وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ اور اونمین تو وے بھی ہین جو گر پڑتے ہین اللہ کے ڈر سے یعنی پتھرون کو بھی اسقدر ڈر اللہ تعالیٰ کا ہوتا ہی ای یہود تمہارے دل تو اتنے سخت بن گئے ہین کہ ہرگز نرم نہین ہوتے اور اللہ کے حکم کو نہین مانتے اور کوئی یہہ گمان نکرے پتھر تو جماد ہے اسکو سمجھ نہین کیسے ڈریگا کیونکہ اللہ تعالیٰ پتھر کو سمجھ دیتا ہی اور اسکے جیمین اپنا ڈر ڈالتا ہی تو وہ اللہ سے ڈرتا ہی بغوی کہتے ہین مذہب اہل سنت و جماعت کا یہہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جانورون کو اور جمادات کو بھی سمجھ دیا ہی اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کو اسپر اطلاع نہین اور وہ نماز اور تسبیح کیا کرتے ہین جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرمایا وان من شیءٍ الا یسبح بحمدہ یعنے کوئی چیز نہین مگر اسکی خوبیان پڑھ رہی ہے اور فرمایا الم تر ان اللہ یسبح لہ من فی السموات والارض والطیر صافات کل قد علم صلوته وتسبیحه یعنے تو نے ندیکھا کہ اللہ کو یاد کرتے ہین جو کوئی ہین

آسمان اور زمین مین اور پرندے پرکھولے ہر ایکنے جان رکھا ہی اپنی نماز اور تسبیح اور فرمایا الم تران اللہ یسجد له من فی السموات ومن فی الارض والشمس والقمر الایه یعنے تونے ندیکھا کہ اللہ کو سجدہ کرتا ہی جو کوئی آسمانون مین ہے اور جو کوئی زمین مین اور سورج اور چاند اب مومن پر اسکو سچ جاننا اور اسکا علم اللہ کے طرف تفویض کرنا ضرور ہے دیکھئے درخت کے اوپر کوئی چیز آڑی آجاوے اور اسکو بڑھنے کی جگھہ نہ رہے تو درخت تیڑا ہوکے نکلتا ہے اگر اللہ تعالی نے اسکو شعور ندیا ہوتو کاہی کو ایسا نکلتا روایت کئے ہین مسلم نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے مکہ مین ایک پتھر تھا میرے مبعوث ہونیکے آگے مجھ پر سلام کرتا تھا اب مین اوس پتھر کو جانتا ہون اور روایت کئے ہین ترمذی علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے کہے مکہ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مین ایکبار تھا سو جھاڑ اور پہاڑ جو حضرت کے روبرو ہوتے حضرت کو سلام کرتے اور حضرت خرمہ کے پیڑ کے پاس خطبہ پڑھا کرتے تھے بعد منبر بنانے کے وہ پیڑ رویا یہہ قصہ مشہور ہی اور صحیحین وغیرہ مین مذکور ہے اس کے سوا بہت سی روایات اس بیان مین آے ہین وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اللہ بیخبر نہین تمہارے کام سے اللہ صاحب اونکے ڈرانے کے واسطے یہہ فرمایا یعنی اللہ تعالی ان سنگدل لوگون کے اعمال پر واقف ہی انکو عبث نچھوڑیگا بلکہ آخرت مین سزا دیگا اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ اب کیا تم توقع رکھتے ہو کہ وے یعنی یہود مانین تمہاری بات وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ اور ایک لوگ تھے انمین کہ سنتے تھے کلام اللہ کا پھر اسکو بدل ڈالتے بوجھ لیکر اور انکو معلوم ہے ان لوگ سے مراد وے یہود ہین جو زمانے مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے اللہ کے کلام کو بدل ڈالتے تھے یعنے توریت مین نبی کی جو تعریف تھی اسکو بدل ڈالے اور رجم کی آیت کا انکار کئے اور بعضے کہتے ہین یہہ وہ لوگ ہین کہ جنکو موسی علیہ السلام پسند کرکے طور کو لیگئے تھے سو وہ جب اللہ کا سخن سنکے اپنی قوم کے پاس آئے تو انمین جو سچے تھے جسقدر سنے تھے اتنا ہی بیان کئے اور تھوڑے جھوٹ بات بناکے کہے کہ اللہ نے آخر کو یہہ فرمایا کہ اگر تمکو

نصف ورا ۶

طاقت ہو تو ان احکام کو بجالاؤ اور اگر چاہو تو نہ بجالاؤ وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا
اور جب ملتے ہین مسلمانون سے کہتے ہین ہم مسلمان ہوئے یہہ حال بیان فرماتا ہی منافق یہود کا کہ جب وے
مسلمانون کے پاس آتے تو کہتے کہ محمد یقیناً اللہ کے رسول ہین اور توریت مین بشارت انکی آئی ہی اور
تم حق پر ہو وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ اور جب اکیلے ہوتے ہین ایک دوسرے پاس قَالُوْٓا
کہتے ہین یعنی منافقون کو انکے بڑے جیسے کعب بن الاشرف اور کعب بن اسد اور وہب بن یہودا
کہتے ہین اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ تم کیون کہدیتے ہو اُنسے یعنی مومنون سے جو کھولا ہے
اللہ نے تمپر یعنے توریت مین اسکا بیان کیا ہی کہ محمد اللہ کے رسول ہین لِیُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ
کہ جھگڑین اُسی سے تمھارے رب کے آگے یعنے تمھارا رب اپنی کتاب مین نازل کیا ہی کرکے انکو جو کہے ہووے
اسکو اپنی دلیل گردانکے تمپر غالب آوینگے اور کہینگے تم تو اقرار کر چکے محمد رسول ہین پھر کسواسطے
اُنکی پیروی نہین کرتے اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا تمکو سمجھ نہین آپ انکی انکار مین اللہ صاحب نے فرمایا
اَوَلَا یَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ کیا اتنا بھی نہین جانتے کہ
اللہ کو معلوم ہے جو چھپاتے ہین اور جو ظاہر کرتے ہین وَمِنْهُمْ اُمِّیُّوْنَ اور ایک اُن مین یعنی یہود یون
مین اَن پڑھ ہین یعنے لکھنا پڑھنا نہین جانتے لَا یَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِیَّ خبر نہین رکھتے
کتاب کی مگر بناوٹ کی باتین یعنی اُن نادانونکو توریت سے خبر نہین مگر اپنے سردارون سے
بناوٹی بات سُنکر یاد رکھے ہین وَاِنْ هُمْ اِلَّا یَظُنُّوْنَ اور اُن پاس نہین مگر اپنے خیال یعنے
سچی بات وے جانتے ہی نہین فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ یَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَیْدِیْهِمْ سو خرابی ہے
اُنکی جو لکھتے ہین کتاب اپنے ہاتھ سے ویل کی معنی عذاب اور خرابی ہے عرب کا محاورہ تھا کہ جب کوئی
خرابی مین پڑتا تو اسکو ویل ہی کرکے کہتے روایت کیئے ہین احمد اور ترمذی اور ابن حبان اپنی صحیح
مین اور حاکم مستدرک مین ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمایے ویل نام ہے دوزخ کے ایک بیابان کا کافر اسمین چالیس برس تک اترتا جاوے تو اُسکا
انت نہ لگے اور ابن جریر نے عطا ابن یسار سے روایت کیئے ہین کہ ویل ایک بیابان کا نام ہے دوزخ مین

اگر دنیا کے پہاڑ اسمین ڈال دین تو اسکی گرمی سے پگل جاوین ثُمَّ يَقُولُونَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ
پھر کہتے ہین یہہ ہی اللہ کے پاس سے لِيَشْتَرُوا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيلًا کہ مول لیوین اسپر مول تھوڑا یہہ
آیت یہود کے حق مین ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو تشریف لاے یہود کے سردارونکو اندیشہ
ہوا کہ اگر ہم صفت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توریت مین جو مذکور رہے اُسکو سچ کہدین تو ہماری ریاست باقی
نہین رہتی اور آمدنیون کی جو ہمکو ہی سو بند ہو جاوے گی نادانون کو ایمان لانیسے کیا منع کرنا توریت
مین حضرت کی شکل کا بیان تھا اسکو بدل دئے توریت مین یون تھا اس نبی کا نمکین چہرہ خوب بال سرمگون
آنکھ میانہ قد سو اسکے جگہ لکھ دئے دراز قد کارلے دیدے سیدھے بال پھر جو کوئی اُنسے نبی کی شکل پوچھتا تو
آپ جو لکھ دئے تھے سو پڑھتے اور کہتے اللہ توریت مین نبی کی یہہ شکل لکھا ہی محمد کی تو یہہ شکل نہین فَوَيْلٌ
لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ سو خرابی ہے انکو اپنے ہاتھ کے لکھے سے وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُوْنَ
اور خرابی ہے انکو اپنی کمائی سے یعنی وہ مال جو سفلون کو بناوٹ کی باتین کہہ کے دغا سے حاصل
کئے ہین وَقَالُوْا اور کہے یعنے یہود لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ہمکو آگ نہ لگیگی
مگر کئی دن گنتی کے یہود کہتے تھے دنیا کی مدت سات ہزار برس کی ہے سو ہمکو ہر ایک ہزار برسکے
واسطے ایک روز جملہ سات روز دنیا کے سات روز کے برابر ہمکو عذاب دیوینگے بعد اسکے عذاب
موقوف ہوگا سو اُسی پر یہہ آیت نازل ہوی اسکو ابن اسحق اور ابن جریر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کئے ہین دوسری ایک روایت مین یون آیا ہے کہ یہود کہتے تھے ہم بچھڑے کی پرستش
چالیس روز کئے تھے سو ہم کو آگ چالیس روز لگے گی اور روایت کئے ہین ابن جریر اور ابن المنذر اور
ابن ابی حاتم اور واحدی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہے اہل کتاب دیکھے کہ دوزخ کے دونون
کنارون مین چالیس کا راستہ ہی سو کہے عذاب ہوگا دوزخ والونکو مگر چالیس پھر جب قیامت کا دن ہوگا تو انکو انکی لگام دیکے
لیجاوینگے جب سقر کو یعنی آخری طبقہ کو پہنچے اور عذاب اُن گنتی کے روزونکا جو وے کہتے ہین تمام ہوگا تو انکو دوزخ کے داروغے کہینگے
ای اللہ کے دشمنو تم کہتے تھے ہمکو آگ نہ لگیگی مگر گنتی کے کئی دن سو وے دن آخر ہوے اور تم یہان رہ پڑے ہو پھر انہونکو صعود نام پہاڑ
پر منہ کی طرف سر کھینچے ہوے چڑہا دینگے قُلْ محمد کہہ تو انکو اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ

عَهْدَهٗ کیا لے چکے ہو اللہ کے یہان سے اقرار یعنی ہمکو عذاب نہ دیگا تو البتہ خلاف نکریگا اللہ اپنے

وعدیکا اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ یا جوڑتے ہو اللہ پر جو جانتے نہین بَلٰى مَنْ

كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا

خٰلِدُوْنَ کیون نہین جسنے کمایا گناہ اور گھیر لیا اوسکو اسکا گناہ سو وہی ہین لوگ دوزخکے اُسمین رہ پڑے

ابی ہریرہ اور ابن عباس اور مجاہد اور عکرمہ سے روایت آئی ہے کہ اس آیت مین گناہ سے مراد کفر اور شرک

ہی کیونکہ گناہ کا گھیر لینا کافر کی شان مین ہی ہوتا ہی مومن اگرچہ گناہ بہت کرے پر دل کی تصدیق اور زبان کے

اقرار کے سبب سے گناہ اسکو گھیر نہین لیتے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ اور جو یقین لاے اور عمل کئے نیک وے لوگ ہین جنت کے وے اسی مین رہ پڑے

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اور جب لیا ہمنے اقرار بنی اسرائیل کا یعنی توریت مین لَا

تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ بندگی نہ کریو مگر اللہ کی یعنی بندگی کے لایق وہی ہی دوسرا کوئی لایق نہین

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اور مان باپ سے سلوک نیک یعنی اُنپر رحم کرنا اور اُنسے سلوک کیا کرنا اور حکم

اُنکا جسمین امر الٰہی کی مخالفت نہو ماننا اور اُنکے اخراجات روانہ کرنا اور اُنکو نہ ستانا اگرچہ کافر ہین بلکہ

کافر ہون تو بھی انکی ساتھ نیک سلوک کرنا اور اُنکو نرمی سے ایمان کی دعوت کرنا اور ایسا ہی فاسق ہون

تو بھی اُنسے نیک سلوک کرنا اور بدکامون سے نرمی کے ساتھ منع کرنا اللہ نے اپنی بندگی کے بعد مان باپ

کا سلوک ذکر کیا کیونکہ منعم کا شکر بجالانا واجب ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو پیدا کیا اور عدم سے وجود مین

لایا اور اقسام کی نعمتین اسکو مرحمت کیا تو سب سے اول اُسیکا شکر واجب ہوا پھر ہر ہر عضو سے جو شکر ہو تا

اسکو بجالانا فرض ہوا اور ماں باپ بچہ پیدا ہونیکا سبب ہوے پالے تربیت کئے سو اُنکا حق بھی ثابت ہی پس

اُنکا شکر بھی ادا کرنا واجب ہوا وَّذِي الْقُرْبٰى اور قرابت والے سے قرابت والون سے

احسان کرنا مان باپ کے واسطے سے ہی تو وہ بھی ماں باپ کے احسان کا تابعدار ہوا وَالْيَتٰمٰى اور یتیمون سے

جس بچے کا باپ مرجاوے تو اسکو یتیم کہتے ہین پھر جب بالغ ہوا تو اسکو یتیم نہ کہینگے یتیم پر احسان کرنا

جو واجب ہوا تین چیز کے واسطے ایک تو اُسکا بچپن دوسرا اسکے باپ کا گذر جانا تیسرا اسکو پالنے والا

کوئی نہین اور وہ تو اپنا کام آپ نہین کرسکتا وَالْمَسٰكِيْنِ اور محتاجون سے وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ
حُسْنًا اور کہیو لوگون کو بھلی بات یہہ خطاب یا ان یہود کے حقین ہی جو زمانے مین نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے تھے اس واسطے آیت کے شروع مین غایب کا صیغہ بولا اور اب حاضر کا صیغہ کہا اس تقدیر
پر مراد اس جملہ سے یون ہی جب کوئی تمسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل و شمایل کا سوال کرے تو تم انکے
حقین سچ بات کہیو اور اسکو چھپاو مت یا یہہ خطاب بھی موسیٰ کے زمانہ کے یہود کو ہی اور انسے عہد
جو لیا گیا تھا اُسیکا تتمہ ہی یعنے انسے یہہ بھی اقرار لئے کہ لوگون سے بھلی بات کہنا یعنے نیک کا مونکا حکم
کرنا اور بُرے کام سے منع کرنا لوگون سے نرمی کے ساتھ بات کرنا سب سے خوش اخلاق کرنا وَ
اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ اور کھڑی رکھیو نماز اور دیتے رہیو زکوۃ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ
پھر تم پھر گئے یعنے اس اقرار پر نہ چلے اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ مگر تھوڑے تم مین کہ وہ عہد کو نبھاے جیسے
عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ اور تم منھ موڑنے والے ہو یعنی تم یہودیون کو
عادت ہو گئی ہے کہ عہد کئے بعد اسکے مطابق نکرنا اور اس سے منھ موڑلینا وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ
لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ اور جب لیا ہمنے اقرار تمھارا کہ نہ کروگے خون آپسین اس آیت مین بھی خطاب
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے یہودیون کو ہے یا سابق کے یہودیون کو وَلَا تُخْرِجُوْنَ
اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اور نہ نکال دوگے اپنون کو اپنے وطن سے یعنے ایک دوسرے کو اسکے
وطن سے نہ نکالے دوسرونکو نکال دینے کی تعبیر اپنون کو کرکے کہا کیونکہ سبھو نکا دین یا قوم ایک ہی
تھی جب دوسرے کو نکالا تو گویا اپنے تئین نکالا یا اپنون کو نکال دینے سے مراد یہہ ہے کہ تم کام ایسا
نہ کرو کہ جسکے سبب سے تمکو وطن سے نکال دین بعضے مفسرون نے کہا ہی خون نکرنے سے مراد تم ایسا کام
کہ جسکے سبب سے سدا کی زندگی کا آرام تمکو نہ ملے جسکو آخرتکی زندگی کا آرام نہ ملا تو حقیقت مین وہ قتل ہوا اور وطن سے نہ نکالنے
سے مراد تم ایسا کام نکرو کہ جسکے باعث تم سدا بسنے کے گھر سے یعنی بہشت سے نکالے جاؤ سو حقیقت مین وطن سے نکلنا وہی
ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ پھر تم نے اقرار کیا یعنی وہ عہد جو تم سے لیُ سو حق ہی وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ اور تم گواہ ہو یعنی اے
دن اے یہود اس عہد کا تم بھی اقرار کئے ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ پھر تم یہود یا ہو کہ خون کرتے ہو آپسین وَتُخْرِجُوْنَ

فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ اور نکالدیتے ہو اپنے ایک فرقے کو انکے وطن سے تَظٰهَرُوْنَ
عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ چڑھائی کرتے ہو اُنپر گناہ اور ظلم سے وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى
تُفٰدُوْهُمْ اور اگر وے آوین تم پاس کسی کے قید مین پڑے تو انکی چھڑوائی دیتے ہو یعنے مال دیکے
اپنے قیدیکو چھڑوا دیتے ہو وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ اور وہ بھی حرام ہے تمپر انکا نکال دینا
یہہ حکم متعلق ہے اوپر کے جملہ سے یعنی وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ خلاصہ آیت کا یہہ ہے کہ اللہ
تعالیٰ نے توریت مین بنی اسرائیل سے اقرار لیا تھا تم آپس مین خون نکرنا ایک دوسرے کو وطن سے
نکال ندینا بنی اسرائیل کسی کے اسیر ہون تو اس کی قیمت کچھ ہی ٹھہرے وہ دیکے انکی رہائی کرنا
اور انکو بند سے آزاد کرنا سو مدینہ مین یہود کے دو فرقے تھے بنی قریظہ اور بنی نضیر اور مدینہ کے
رہنے والے بنی قیلہ جن کا نام اسلام مین انصار ہوا وے بھی دو قبیلے تھے اوس اور خزرج ان
دونون قبیلے والون مین جاہلیت کے وقت بیر تھا ہمیشہ دونون قبیلون مین جنگ ہوا کرتی تھی
بنی قریظہ کو اوس کے قبیلے کی ساتھ دوستی تھی اور بنی نضیر کو خزرج کے ساتھ جب دونون قبیلے
والون مین جنگ شروع ہوتی تو یہود کا ہر فرقہ اپنے دوستونکی کمک کیا کرتا پھر جو غالب آتا
اپنے مخالفون کو وطن سے نکال دیتا اور انکے گھرون کو ویران کرتا اور جب کوئی بند مین آتا تو
اوسکو مال دیکے چھڑواتے پھر عرب اُنپر طعن کرتے کہ تم کسواسطے قیدیون کو چھڑواتے ہو تو وے
کہتے ہم کو ایسا ہی حکم ہے اگر کوئی اُنپر اعتراض کرتا کہ پھر قتل کسواسطے کرتے ہو تو کہتے ہمارے
دوستون کو ذلت نہونا کرکے محض انکی خاطر سے ہم جنگ کرتے ہین اب اللہ تعالیٰ یہود کو سرزنش
کرتا ہی کہ تمسے تو توریت مین چار چیز کا اقرار لیا تھا جنگ نہ کرنا وطن سے نکال نہ دینا اور اونکے
دشمنون کی پشتی نکرنا اور قیدی کو چھڑوا دینا اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ
بِبَعْضٍ پھر کیا مانتے ہو تھوڑی کتاب اور منکر ہوتے ہو تھوڑی سے یعنی قیدی کو چھڑا دینیکا حکم تو
مانتے ہو پھر دوسرے تین حکمون کو کیون نہین مانتے فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا
خِزْيٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا پھر کچھ سزا نہین اسکی جو کوئی تم مین یہہ کام کرتا ہی مگر رسوائی دنیا کی

زندگی مین بنی قریظہ کی رسوائی اسطور پر ہوئی کہ انکی عورت بچے بند مین آئے اور انکو قتل کئے اور بنی النضیر
کی رسوائی یون ہوئی کہ انکو شہر بدر کئے تا وے لوگ شام کے علاقہ اذرعات اور اریحات مین جا کے
رہین وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ اور قیامت کے دن پہنچائے جاوین
سخت سے سخت عذاب مین یعنی دوزخ مین انکو بڑا سخت عذاب دیگا کیونکہ انکی نافرمانی بھی سخت ہے
وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اور اللہ بے خبر نہین تمہارے کام سے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا
الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ وہی ہین جنھون نے خرید کی دنیا کی زندگی آخرت دیکر یعنی دنیا کی لذت
اور طمع سے آخرت کو برباد کئے دنیا کی لذتین اور آخرت کی نعمتین دونون مل کے حاصل ہونا امکان نہین
جو دنیا کی لذتین حاصل کرنے لگا تو آخرت اسکے ہاتھ سے جاتی رہیگی فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ
سو نہ ہلکا ہوگا اُنپر عذاب وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ اور نہ انکو مدد پہنچیگی یعنی کسیکی سفارش سے وے
عذاب سے چھوٹینگے سو نہین ان آیتون مین یہود کی عہد شکنی اور دوزخ مین انکا رہ پڑنا ذکر کیا اب
فرماتا ہی کہ یہہ حرکتین جو یہود سے سرزد ہوئین انکی نادانی سے نتھین کیونکہ ہم نے انکو کتاب دی تھی
اور انکے طرف پیغمبرون کی تار لگایا تھا محض انکی شرارت ہی وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ
اور تحقیق ہمنے دی ہی موسیٰ کو کتاب یعنی توریت وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ اور پے درپے
بھیجے اسکے پیچھے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے عیسیٰ کے زمانہ تک ایک کے پیچھے ایک پیغمبر ہوتا
آیا اور سب کا عمل توریت پر ہی تھا مگر عیسیٰ چند احکام نئے توریت کے مخالف لائے اور مشہور پیغمبران
موسیٰ کے بعد یوشع ہین اور اشمویل اور داؤد اور سلیمان اور ارمیا اور حزقیل اور الیاس اور
یونس اور زکریا اور یحییٰ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ اور دئے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو
معجزے نمودار جیسا مردونکو زندہ کرنا اور اندھے بہرے گونگے کوڑھی کو درست کرنا اور غیب کی خبرین بولنا یا بینات سے
مراد انجیل ہی عیسیٰ کا نام سریانی زبان مین ایشوع عربانی عادت کے موافق اس مین تصرف کرکے عیسیٰ کہے ہین وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ
اور قوت دی ہمنے اسکو روح پاک سے مراد روح القدس سے جبریل علیہ السلام ہین انکو قدس یعنی پاک کہا کیونکہ وے کبھی اللہ کا
گناہ نہین کئے بعضون نے کہا ہی روح جبریل قدس اللہ یعنی روح اللہ جبریل کا نام روح ہوا انکی لطافت سے کیونکہ

وّرد

ع ۱۱

وے روحانی ہین نور سے پیدا ہوے یا وے انبیا پر وحی لے آتے کہ جس سے دلون کو زندگی ہوتی ہی سو انکا
نام روح ہوا اور اللہ تعالی اُنے جبریل سے عیسیٰ کو قوت دی جبریل کو حکم کیا کہ عیسیٰ کے ساتھ رہا کرین اور
عیسے جہان کہین پھرین تو وے بھی وہان پھرین پھر عیسیٰ کے آسمان پر گئے تک جبریل علیہ السلام ان سے
جدا ہوے اور بعضی کہتے ہین روح وہ ہی جو اللہ تعالی عیسی مین پھونکا اور قدس اللہ عیسیٰ کے روح کو اپنا روح
بولا انکی عزت بڑھانے اور تعظیم کرنیکے واسطے جیسا بیت اللہ اور ناقۃ اللہ کہا ویساہی روح اللہ کہا یا
قدس کی معنی پاک سو عیسی کے روح کو پاک بولا کیونکہ وہ پیدائش کے وقت شیطان کے ٹوسنے سے پاک
رہے اور بعضی کہتے ہین کہ روح القدس اللہ تعالی کا ایک اسم اعظم ہے کہ جس سے عیسے مردون کو زندہ
کیا کرتے تھے اور بعضے کہتے ہین وہ انجیل ہی کہ جس سے دلونکی زندگی حاصل ہوتی ہی اُس معنی سے قرآن
شریف کو بھی روح کہتے ہین مروی ہی کہ یہود جب ذکر عیسی علیہ السلام کا سنتے تو کہے ای محمد تم عیسی کی تعریف
کرتے ہو پر تم نہ ویسا عمل کئے اور نہ دوسرے انبیا کی خبرین جو کہے سو ویسا کئے اگر سچے ہو تو عیسی
کئے سو کام تمکو تم بھی کرو سو اللہ تعالیٰ انکی رد مین یون فرمایا أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا
تَهْوَىٰ أَنفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ پھر بھلا جب تم پاس لایا کوئی رسول جو نچاہا تمھارے جی نے
تم تکبر کرنے لگے یعنی کوئی رسول تمھاری خواہش کے موافق کچھ چیز نہ لایا تو تم سرکشی کئے اور اُسکے حکم
کو نہین مانے فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ پھر ایک جماعت کو جھٹلایا اور ایک جماعت کو
مار ڈالتے یہود کی عادت تھی کہ جب کوئی رسول آوے تو اسکو جھٹلاتے اور قابو بنے تو اسکو قتل کرتے
جیسے زکریا اور یحیی کو قتل کئے عیسی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کئے عیسی کو بھی قتل کرنیکا تہیہ کئے لیکن
اللہ تعالی انکو آسمان پر لے گیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کئے اور کھانے مین زہر ملا کر دئے
پر اللہ تعالی حضرت پر اُسکی تاثیر پوری نکیا وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ اور کہے یعنی یہودیون نے ہمارے
دلون پر غلاف ہی سو محمد جو حکم لے آتے ہین ہمکو معلوم نہین ہوتا اور ابن عباس سے روایت ہی کہ غلف کا معنی
ظرف اصل مین غُلُف تھا لام کے پیش سے اسکو تخفیف کرکے غلف لام کے سکون سے کہے یعنی ہمارے دل علم کی
ظرف ہین تمھارے جیسے علم کی تحصیل کرنیکے محتاج نہین یا دل ہمارے جو بات سنتے ہین اُسکو یاد کر لیتے ہین مگر

تمھاری بات کو یاد نہین کرتے اگر اُسمین خوبی رہتی تو البتہ اسکو یاد کرتے بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ
یون نہین بلکہ لعنت کیا ہے انکو اللہ نے اُنکے انکار سے لعنت کا معنی جھڑک دینا اور خوبیون سے دور کرنا
ہے سو اللہ تعالی انکو لعنت کرنے سے انکے دل حق بات کو قبول کرنیکے لایق نہین رہے فَقَلِيْلًا
مَّا يُؤْمِنُوْنَ سو کم یقین لاتے ہین اس جملہ کے دو معنے ہوتے ہین ایک معنی یہہ کہ ان یہودیون مین سے
کم لوگ اسلام لاتے اکثر اُنکے کافر رہتے ہین برخلاف دوسرے کافرون کے کہ اُنسے بہت لوگ
اسلام لائے دوسری معنی یہہ ہی یہودیان تھوڑے احکام کو توریت کے مانتے ہین اور اکثر چیزون کو
نہین مانتے اب اس پر اللہ صاحب نے دلیل فرمائی وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ
مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ اور جب انکو پہنچی کتاب اللہ کی طرف سے سچا بتاتی اُنکے پاس والی کو کتاب سے
مراد قران شریف اور اُنکے پاس والی سو توریت ہی سو قرآن شریف سے توریت کا سچا پن ثابت
ہوا وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور پہلے سے فتح مانگتے تھے کافرون پر
یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونیکے آگے کچھہ مہم درپیش ہووے تو کہتے یا اللہ نبی آخر الزمان
جسکی صفتین ہم توریت مین پاتے ہین اسکی برکت سے ہمکو فتح دے اور کافرون سے کہتے ایک نبی کے
آنیکا وقت قریب پہنچا ہے وہ نبی آوے تو ہمارے سخن کی تصدیق کریگا اور ہم اسکے شریک رہکے تمکو
قتل کرینگے جیسا عاد اور ارم کا قتل ہوا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ پھر جب پہنچا انکو
یعنی یہودیون کو جو پہچان رکھا تھا یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت تو اُس سے منکر ہوئے انکا یہہ منکر
ہونا نادانی سے نہین تھا محض حسد اور اپنی ریاست کی منقصت کے اندیشے سے تھا فَلَعْنَةُ اللّٰهِ
عَلَى الْكٰفِرِيْنَ سو لعنت ہی اللہ کی منکرون پر اس جگہہ اللہ صاحب نے یون نفرمایا لعنت ہی اللہ
کی یہود پر حالانکہ مقصود وہی تھا کیونکہ علی الکافرین لانے سے اشارہ کیا کہ اُن پر لعنت جو ہی سو سبب انکے
کفر کے ہی بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ بُرے مول بیچا اپنی جانون کو یعنی وسے یہود اپنی جانکے
واسطے بُری چیز پسند کئے حقکے بدلے باطل کو اختیار کئے اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا
اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ کہ منکر ہوے اللہ کے اتارے کلام سے

اس ضد پر کہ اتارے اللہ اپنے فضل سے جسپر چاہے اپنے بندون مین سے یعنی وہ یہود قرآن شریف سے جو اللہ کا
اُتارا کلام ہی کافر ہوے سو بری چیز ہے اور اس منکر ہونیکا سبب ضد اور عداوت ہی اللہ سے کہ جسنے
اپنے فضل سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اُتارا فَبَاۤءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ سو کما لاے یعنی یہودیون
نے اس تجارت سے غصہ پر غصہ یعنی ان پر اللہ تعالی پہلے سے غصہ مین تھا سو اب تو غصہ زیادہ ہوا پہلا
غصہ اسلئے کہ وے توریت سے بے ادبی کئے اور اسکو بدل دئے یا بچھڑے کی پرستش کئے یا عیسی کے اور انجیل
کے منکر ہوے دوسرا غصہ اسواسطے کہ وے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہوے وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ
مُّهِيْنٌ اور منکرون کو عذاب ہے ذلت کا گنہ گارون کے واسطے جو عذاب ہے انکو گناہ سے پاک کرنے کے واسطے
ہی اور کافرونکو جو عذاب ہوگا سو اُنکی اہانت کے واسطے اللہ تعالی یہود کے کفر کی دلیل قایم کر چکا کہ یہودی
جس کتاب سے فتح مانگتے تھے جب اتری اس سے منکر ہوے سو انکے کفر کی علامت ہی کہ اس سے وے دوزخ مین
رہ پڑنے کے لایق ہوے پھر اب انکے کفر کی دوسری دلیل بیان کرتا ہی کہ وے اپنی کتاب کو بھی کہان مانتے
ہین سو فرمایا وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ اور جب کہئے انکو مانو اللہ کا اُتارا یعنے
قرآن شریف یا جو اللہ نے اتارا قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْنَا کہین یعنی یہود ہم مانتے ہین جو اتارا ہم پر یعنی
توریت وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ اور وے نہین مانتے جو اُسکے سوا ہی یا نہین مانتے جو پیچھے آیا اُس سے وَهُوَ
الْحَقُّ اور وہ اصل تحقیق ہی یعنی قرآن جو توریت کے پیچھے آیا سو وہی حق ہے مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ سچ بتاتا اُن
پاس والی کو قُلْ کہہ اى محمد فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ پھر کیون مارتے
رہے ہو اللہ کے پیغمبرون کو پہلے سے اگر تم ایمان رکھتے تھے یعنی توریت مین تو قتل سے منع کیا ہی تم توریت
کو مانتے تھے تو پیغمبرون کا خون کسواسطے کئے اور اس آیت مین خطاب ہے اُن یہود کو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے وقت مین تھے اگرچہ وے قتل نہ کئے لیکن وے اپنے آبا و اجداد کے کام پر راضی تھے اور اُنکے دلون مین بھی
ویسا ہی کرنیکا عزم تھا اُس واسطے انکو خطاب کیا اب اور بھی ایک دلیل انکے کفر پر قایم کی کہ توریت مین اللہ کی تاکیدین
توحید کرنے اور شرک سے دور رہنے پر بہت سی آئی ہین سو وے لوگ موسی علیہ السلام کے وقت مین ہارون کے سامنے
مشرک بنگئے سو فرمایا وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ اور آچکا تم پاس موسی صریح معجزے لیکر

ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ پھر تمنے بنالیا بچھڑا اسکے پیچھے اور تم ظالم
ہو یعنے بے انصاف ہوجانا تمھاری عادت ہی وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ
اور جب ہم نے لیا تمھارا اقرار اور اونچا کیا تمپر پہاڑ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا پکڑو
جو ہمنے تمکو دیا زور سے اور سنو یعنی ہمنے انکو کہا احکام جو نازل کئے ہین انکو قبول کرو اور بجالاو قَالُوْا
سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا بولے سُنا ہم نے اور نہ مانا یعنی یہود کہے تیری بات کو ہمنے کان سے سُنا اور دل سے
نہ مانا اہل معانی کہتے ہین وے یہہ بات زبان سے نہ بولے لیکن جب احکام کان سے سُنے اور اُن کے برخلاف
عمل کئے تو عمل کو قول سے تعبیر کیا وَاُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ اور رچ رہا اُنکے
دلون مین وہ بچھڑا مارے کفر کے یعنی بنی اسرایل کے دلونمین اس بچھڑے کی محبت اور اسکی پرستش
ایسی کھپ گئی تھی جیسا کپڑا رنگ کو پیتا ہی اتنی محبت ہونیکا سبب انکا کفر ہے کہتے ہین موسی علیہ
السلام انکے بچھڑیکو سوہان کرکے اسکا بورا تمام ندی مین ڈالدیئے اور بنی اسرایل کو حکم کئے اس
ندیکا پانی پیو سو جسکے دلمین بچھڑے کی محبت تھی اسکی موچھون پر سونے کا برادہ ظاہر ہوا قُلْ بِئْسَمَا
يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ای محمد تو انکو کہہ برا کچھ سکھاتا ہے تمکو ایمان تمھارا
اگر تم ایمان والے ہو یعنی ای یہود تم جو دعوی کرتے ہو کہ ہم ایمان لاتے ہین توریت پر اور جو احکام
ہمپر سو ایمان تمھارا یہی ہے بچھڑیکی پرستش کرنا تو وہ برا ایمان ہی اور یہود جو دعوی کرتے تھے
ہم دوزخ مین نرہینگے مگر گنتی کے چندروز سو اس دعوی کے بطلان پر ایک ایسی قطعی دلیل کہا کہ
ہر کسیکو معلوم ہووے اور انکا دعوا جھوٹھ ہوجاوے پھر فرمایا قُلْ محمد تو کہہ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ
الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ
كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر تمکو ملنا ہو گھر آخرت یعنی بہشت اللہ کے یہان الگ سوا اے اور لوگون کے
تو تم مرنے کی آرزو کرو اگر سچ کہتے ہو کیونکہ بہشت مین جانیکا جسکو یقین ہو تو وہ البتہ بہشت کا
مشتاق رہیگا اور وے نعمتین جلد ملنے کی آرزو کریگا اور انکو حاصل کرنا بغیر موت کے ممکن نہین تو البتہ موت
جلد آنے کی آرزو کریگا تم اپنے دعوی مین سچے ہو تو تم موت کی آرزو کرو وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا

بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْہِمْ اور یہہ آرزو کبھی نکرینگے جس واسطے آگے بھیج چکے ہین ہاتھ اُنکے یعنی وے لوگ ایسے کام کر چکے ہین کہ جن سے بہشت جا نہین سکتے اپنی کتاب کو تحریف کیئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لاے اور بہت سی گناہ اور کفر کے کام اُنسے سرزد ہوے سو وہ ہرگز موت کی آرزو نکرینگے انسان جو کچھ صنایع و بدایع کرتا ہی اور دوسرون پر غالب ہوتا ہی سو سب ہاتو نکی سبب سے ہی اسلیئے اللہ تعالی فرمایا بھیج چکے ہین ہاتھ اُنکے اور اُس سے نفس ارادہ کیا بیہقی روایت کیئے ہین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب یہہ آیت اُتری تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہودیون کو جمع کیئے اور فرمائے تم کہتے ہو ہم دوزخ مین نرہینگے مگر گنتی ایک دن اور بہشت مین نجایگا مگر یہودی سو تم اگر اس دعوی مین سچے ہو تو ایکبار زبان سے کہدو کہ اللہ ہمکو موت دے قسم ہے اُسکی جسکے دست قدرت مین میری جان ہی تم مین سے کوئی یہہ دعا کریگا مگر اُس کا تھوک اسکے حلق مین اٹک کے مریگا یہودیون نے ڈر کر یہہ دعا نہ مانگے پھر یہہ آیت ولن یتمنوہ کی اتری اور اس آیت مین ایک خبر غیب کی ہی کہ اس مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا معجزہ ہے کیونکہ حضرت فرماے وے ہرگز یہہ آرزو نکرینگے سو ویسا ہی یہود موت کی آرزو نکئے اگر کوئی اعتراض کرے کہ شاید وے آرزو کیئے ہون لیکن ہمکو معلوم نہوگا تو اسکا جواب یہہ ہی کہ اگر وے آرزو کیئے ہوتے تو البتہ منقول ہوتا کیونکہ مسلمانون کے مخالف لوگ ہزارون بیچ تھے اگر اس دعوی کا خلاف ظاہر ہوتا تو وہی یہود اسکو شہرت دیتے پر کسی سے منقول نہوا کہ وے آرزو کیئے قطع نظر اسکے آج کے دن بھی اگر کوئی یہودیان کو کہے کہ تم موت کی آرزو کرو تو وے نہین کرتے پھر اگر کوئی کہے آرزو کرنا دل سے متعلق ہی دلکی بات پر تو کسی کو اطلاع نہین شاید وے دل سے آرزو کیئے ہون اور ہمکو معلوم نہو تو اُسکا جواب یہہ ہی آرزو کرنا دلکا کام نہین بلکہ زبان سے کہنا کہ مجھے اس چیز کی آرزو ہی اگر دل کا کام ہوتا تو وہ معجزہ کے قابل نہوتا بالفرض اگر دل کا کام ہی کرکے کہین تو وے کہتے ہم تو دل سے موت کی آرزو کرچکے اب تمہاری بات سچ نہوئی اور یہہ بات بھی البتہ اُن سے منقول ہوتی اگر کوئی کہے تم یہودیون پر اعتراض کرتے ہو وہ بھی اُلٹے تمہارے پر یہہ اعتراض کرین تو ہوسکتا ہی ہم جواب دینگے یہودی دو چیزکا دعوی کرتے تھے ایک تو یہہ کہ ہم گنتی کے روز دوزخ مین رہینگے دوسرا یہہ کہ بہشت مین کوئی

بچا دیگا مگر یہودی مسلمان ان دو نو باتٗ کا ملکر دعوی نہین کرتے مسلمان سکھتے ہین اللہ جتنے دن گنہگارون
کو عذاب دیگا اور مسلمان اپنے بدکامون سے ہمیشہ اندلیشہ مند رہتے ہین تو اُنپر اعتراض کا لگاؤ نہین ہوتا
اور جو مسلمان کامل ہوتے ہین انکو موت سے کمال محبت رہتی ہے پروردگار کی ملاقات کی نہایت آرزو
رکھتے ہین اسی محبت مین جہاد کیوقت پروانہ کی مانند دشمنون پر گرتے ہین اور اللہ کی راہ مین اپنی جان
دیتے ہین انہین کی شان مین اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کیا من المومنین رجال صدقوا ما عاھدوا
اللہ علیہ فمنہم من قضی نحبہ ومنہم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا یعنے ایمان والون
مین کتنے مرد ہین کہ سچ کر دکھایا جسپر قول کیا تھا اللہ سے پھر کوئی ہے اُنمین کہ پورا کرچکا اپنا ذمہ اور
کوئی ہے اُنمین راہ دیکھتا اور بدلا نہین ایک ذرہ اور فرمایا ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء
مرضات اللہ اور کوئی شخص بیچتا ہے اپنی جان تلاش کرتا ہے خوشی اللہ کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ
دعا کرتے تھے یا اللہ اپنی راہ مین مجھے شہادت دے اور اپنے پیغمبر کے شہر مین مجھے موت نصیب کر اور
سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ رستم کو جو عجم کا سپہ سالار تھا ایسا خط لکھے تھے میرے ساتھ جو لوگ
ہین موت کو دوست رکھتے ہین جیسا تم دوست رکھتے ہو شراب کو غرض صحابہ کا احوال اور سلف
صالح کا احوال جو کوئی دیکھے تو معلوم کریگا کہ انکو موت سے کمال محبت تھی اس تقریر سے معلوم ہوتا ہے
کہ موت کی آرزو کرنا جایز ہے امام مالک اپنی کتاب موطا مین روایت کئے ہین کہ عمر رضی اللہ
عنہ ایسی دعا کئے یا اللہ میری عمر زیادہ ہوئی اور قوت کم ہو گئی اور رعیت منتشر ہوی اب مجھے اپنے
پاس کھینچ اسکے سوائے دوسرے صحابہ بھی موت کی آرزو کئے ہین لیکن بہت سی حدیثون مین موت کی
دعا نہ مانگنا کرکے آیا ہے جیسی حدیث انس رضی اللہ عنہ کی بخاری وغیرہ روایت کئے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کچھ مضرت ہونیسے تم موت کی آرزو ہرگز نکرنا اگر آرزو کیا چاہتے ہو تو یون
کہیو یا اللہ جب تک میرا جینا بہتر ہے تو مجھے زندہ رکھ اور مرنا بہتر ہے تو مجھے موت دے ان دونون
باتون مین ظاہرا اختلاف ہے لیکن حقیقت مین اختلاف نہین کیونکہ دنیا کی مضرت یا بیماری یا دشمن یا اور
کوئی ایسی سبب سے موت مانگنا ممنوع ہے اور مکروہ ہے اسواسطے کہ ایسی سبب کے نظر کرتے موت مانگنا

قضاء الٰہی پر راضی نہونے کی دلیل ہی اگر دین مین کچھ فتنہ ہونیکا اندیشہ ہو یا خدا کی راہ مین شہادت پانے کی آرزو ہو تو وہ مکروہ نہین اور منع اس سے نہین آیا ویساہی اللہ کی ملاقات کے شوق سے موت کی تمنا کرے تو بھی مکروہ نہین وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِالظّٰلِمِينَ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہی ظالمون یعنی کافرون کو سو انکو اسکی سزا دیگا وَلَتَجِدَنَّهُمْ أَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ اور قسم ہی البتہ محمد تو دیکھیگا انکو یعنی یہودیون کو سب لوگون سے زیادہ حریص جینے پر وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا اور شریک پکڑنے والون سے یہہ جملہ پہلے جملہ سے لگا ہوا ہے اسکا معنی یون ہی اور تو دیکھیگا اُن یہودیون کو حریص جینے پر شریک پکڑنے والون سے بھی یعنی مشرک جو آخرت مین جی اُٹھنے کے منکر ہین سو وہ اور لوگون کی نسبت زندگی کی نہایت آرزو رکھتے ہین لیکن اُن لوگون کی آرزو کرنا عجب نہین کیونکہ وے دنیا کی زندگی کے سوا اور کچھ امید نہین رکھتے اور تم باوجود کتاب رکھنے کے اور معاد کے اور وہان جزا ملنی کا اقرار کرتے پر تم جینے پر حریص رہنا تعجب ہے اور تمکو اسپر بڑی سرزنش کرے تو سزا وار ہی بعضے کہے ہین یہہ جملہ علٰحدہ ہی پہلے جملہ سے تعلق نہین رکھتا اس صورت مین معنی یون ہوگا اور مشرکون سے کئی ایک لوگ ہین کہ وہ بھی جینے پر حریص ہین اس صورت مین اب مراد مشرکون سے مجوس ہین يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ أَلْفَ سَنَةٍ ایک ایک اُنسے چاہتا ہی کہ عمر پاوے ہزار برس احدہم کی ضمیر یا یہود اور مشرکون کے تمام اقسام کی طرف پھرتی ہی یا فقط مشرکون کی طرف اس اخیر صورت مین یہودیون کا عمر کی زیادتی چاہنا بطریق اولٰے ثابت ہوتا ہی اور معنی یون ہوگا یہود جینے پر بڑے حریص ہین انکی حرص مجوسیون سے بھی جو ہزار برس جینے کی آرزو رکھتے ہین بڑھگئی اللہ صاحب مخصوص ہزار برس بولا کیونکہ مجوسیون کی عادت یہہ تھی کوئی چھینکے تو اسکو کہتے ہزار برس جیتا رہ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهِ مِنَ الْعَذَابِ أَنْ يُعَمَّرَ اور کچھہ اُسکو سرکا دیگا عذاب سے اتنا جینا یعنی اتنا جئے پر بھی عذاب اُس پر سے ٹل جاوے سو نہین وَاللّٰهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ اور اللہ دیکھتا ہے جو وہ کرتے ہین

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلٰى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِينَ محمد تو کہہ جو کوئی ہوگا دشمن جبریل کا

وقف ... ع

سو اسنے تو یہہ اتارا ہی یہہ یعنی قرآن شریف تیرے دلپر یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دلپر اللہ کے حکم سے
سچ بتاتا اس کلام کو جو آگے گئے ہی یعنی توریت وغیرہ کو اور راہ دکھاتا اور خوشی سناتا ایمان والون کو اس
جگہہ عبارت مین شرط کو بیان کیا اس کا جواب مقدر ہے اکثر مفسرین یون تقدیر کرتے مین جو کوئی ہوگا
دشمن جبریل کا تو وہ کافر ہے کیونکہ اس فرشتہ سی دشمن ہونیکو کچھہ سبب نہین مگر حسد اس بات کا کہ
اسنے قرآن کو تجھہ پر اتارا اور وہ تو اللہ کے حکم سے اتارا ہی اور وہ کتاب تو اگلے کتابون کو سچی
کرتی ہی اور راہ دکھاتی ہی ویسی کتاب کا جو کوئی منکر ہوا تو وہ تمام کتابون کا اور پیغمبرون کا بھی منکر
ہی اور جو کتابون اور پیغمبرون سے منکر ہوا وہ کافر ہے یہہ آیت نازل ہونیکا سبب طیالسی اور فریابی اور
امام احمد اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور ابونعیم اور بیہقی کتاب الدلائل مین
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کئے ہین کہ یہود کی ایک جماعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس آئی اور کہی یا ابو القاسم چند باتین ہین انکو نبی کے سوائے دوسرا کوئی جانتا نہین ہم تمسے پوچھتے ہین اُن
باتون سے ہمکو خبر دو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کیا پوچھتے ہو سو پوچھو لیکن مجھسے اقرار کرو کہ اگر مین
تمکو اُن چیزونکی خبر دیؤن اور وہ تمھاری دانست کے مطابق ہووین تم میری متابعت کرنا وے
قبول کرلئے اور کہے چار چیزون کا ہم سوال کرتے ہین فرمائے کہ توریت اترنیکے قبل اسرائیل نے اپنے
پر کونسا کھانا حرام کئے تھے اور خبر دو مرد کی مستی کا پانی کیسا ہی اور عورت کا پانی کیسا اور عورت
اُس سے کیسی ہوتی ہی اور مرد کیسا اور خبر دو نبی امی کی نیند سے کہ وہ کیسی ہی اور خبر دو کونسا فرشتہ
انکا متکفل ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم انسے اقرار لئے کہ جب مین ان چیزون کی تمھین خبر دون تو تم میری
متابعت کرنا یہودنے قبول کئے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمکو قسم ہی اُسکی جس نے موسیٰ پر
توریت اُتاری تم جانتے نہین کہ اسرائیل بیمار ہوے بیماری انکی طول کھینچی تو انھونے نذر کیا کہ اگر اللہ تعالے
مجھے اس بیماری سے شفا دیوے تو مین اپنا مرغوب پینا اور مرغوب کھانا اپنے پر حرام کرونگا سو اونٹ کا گوشت
اور اونٹ کا دودھ انکا مرغوب تھا اُسکو اپنے پر حرام کیا یہود بولے یہہ سچ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
یا اللہ تو گواہ رہ پھر فرمائے تمکو قسم ہی اُسکی جسکے سوای کسی کی بندگی نہین تمکو معلوم نہین مرد کی مستی کا

پانی سفید گاڑھا رہتا ہے اور عورت کا پانی زرد پتلا پھر جو اوپر ہوا تو اللہ کے حکم سے بچہ ویسا ہی ہوتا ہے
اگر مرد کا پانی اوپر آوے تو لڑکا ہوگا اللہ کے حکم سے اگر عورت کا پانی اوپر آوے تو لڑکی ہوگی اللہ کے
حکم سے یہودیوں نے کہے آپ سچ فرماتے ہو حضرت کہے اللہ تو گواہ رہ پھر فرمائے تمکو قسم ہے اسکی جسنے موسیٰ
پر توریت اتاری ہے کیا تمکو معلوم نہین نبی امی کی آنکھ سوتی ہے اور دل نہین سوتا وے کہے سچ ہے حضرت
فرمائے اللہ تو گواہ رہ بولے اب خبر دو کہ تمھارا متکفل کونسا فرشتہ ہے سو معلوم ہووے بعد ہم تمھاری
متابعت کرینگے یا نہ کرینگے حضرت فرمائے میرا متکفل جبریل ہے کسی نبی کو اللہ تعالی بھیجا نہین مگر اس کا متکفل
جبریل ہی ہوتا ہے کہے اب ہم تمھاری متابعت نہین کرتے دوسرا فرشتہ ہوتا تو البتہ متابعت کرتے اور
تصدیق کرتے حضرت پوچھے کیا واسطے جبریل کی تصدیق نہین کرتے ہو تب کہے وہ فرشتہ ہمارا دشمن ہے
اسی پر یہہ آیت قل من کان عدوا لجبریل کی تا تمام لا یعلمون تک نازل ہوئی اور
بعضی روایتون مین آیا ہے کہ سوال جو کرتا تھا سو یہودی کا نام عبداللہ بن صوریا تھا اور روایت کئے
مین ابن ابی شیبہ مصنف مین اور اسحق بن راہویہ اپنی سند مین اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم شعبی سے کہے کہ عمر
رضی اللہ عنہ مدینے مین یہودیون کے پاس انکی توریت پڑھنے کے دن جایا کرتے سو یہودیون نے بولے
تمہارے تمام لوگون مین تم سے زیادہ عزیز ہمارے پاس کوئی نہین کیونکہ تم ہمارے یہان آیا کرتے ہو عمر رضی اللہ
عنہ کہے مین جو آتا ہون سو محض اسلئے آتا ہون کہ دیکھو اللہ کی ایک کتاب دوسری کتاب کو کیسا سچ
کرتی ہے توریت قرآن کو سچ کرتی ہے اور قرآن توریت کو سچ کرتا ہے پھر ایکروز نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لیجاتے تھے اور مین یہودیون سے باتین کرتا تھا سو انکو بولا تمکو خدا کی قسم اور اس کتاب کی قسم جو تم پڑھتے
ہو کیا تمکو معلوم نہین محمد اللہ کے رسول ہین وے کہے سچ ہین تب مین بولا تم انکو اللہ کے رسول ہین
کرکر جانکر ایمان نہ لاؤ تو تم خراب ہوگے بولے ہم خراب ہووینگے کیونکہ ہم انسے سوال کئے تھے کہ
تمھاری نبوت کا متکفل کونسا فرشتہ ہے تو کہے جبریل اور جبریل ہمارا دشمن ہے جنگ اور سختی اور ہلاکی
کے واسطے اترتا ہے مین پوچھا تمھارا دوست کونسا فرشتہ ہے تو بولے میکائیل مینہ اور رحمت لیکے
اترتا ہے مین بولا اللہ کے پاس اُن دونون کا مرتبہ کیسا ہے تو بولے ایک اللہ کے سیدھے طرف اور دوسرا

دوسری طرف ہو منہ کئے کہا ایسا ہی تو جبریل کو درست نہین کہ میکائیل سے عداوت کرنا اور میکائیل کو درست نہین کہ جبریل کے دشمنون سے دوستی کرنا اور مین اسبات کی گواہی دونگا کہ جبریل اور میکائیل اور انکا پروردگار دوست ہوتے ہین اُسکے جو اُنسے دوستی رکھا اور دشمن ہوتے ہین اسکے جو دشمن ہوا پھر بعد اسکے مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور چاہا کہ اس قصہ کی خبر دون سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھتے ہی فرمانے لگے کہ میرے پر کئی آیتین اوتری ہین سو ہمکو سناتا ہون پھر حضرت نے من کان عدوا لجبریل پڑہی للکافرین تک اس حدیث کی سند صحیح ہی مگر شعبی نے عمر رضی اللہ عنہ کو نہین دیکھا اور کس سے سُنا سو بھی نہ کہا لیکن عمر سے دوسرے لوگ بھی روایت کئے ہین سبھونکی روایت کو ملاکر دیکھین تو اس حدیث کو تقویت ہوتی ہی اور ابن جریر اجماع نقل کرتا ہی کہ یے آیتین اس قصہ مین اتریں اور پہلی روایت مین اور اس روایت مین بھی تامل کرین تو مخالفت نہین شاید کہ یہودیون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو جب ذکر کئے تو آیت اسوقت نازل نہین ہوی تھی پھر جب عمر رضی اللہ عنہ سے یہہ مذاکرہ ہوا تو دو آیتین دو مقدمون مین اتریں اور یہودیون نے جبریل سے عداوت کرنے کے سبب کو ثعلبی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کیا ہی کہ یہودیون کو اُنکے کسی نبی نے خبر دی کہ بخت نصر بیت المقدس کو ویران کریگا اور یہودیون کو قتل کریگا سو یہود کسیکو بھیجے تا اسکو قتل کرے بخت نصر اُن دِنون مین جوان تھا مگر بہت ضعیف جبریل علیہ السلام اسکو قتل کرنے سے منع کئے اور کہے اگر اللہ تعالیٰ تمھاری ہلاکی اُسکے ہاتھ پر رکھا ہی تو تم اسکو قتل نہ کرسکوگے اگر وہ نہین ہے تو ناحق اسکا خون کسواسطے کرتے ہو پھر یہود اُسکو چھوڑ دیئے بخت نصر بڑا ہوکے یہودیون سے جنگ کیا اور انکو قتل کیا اور بیت المقدس کو خراب کیا اُس روز سے یہود جبریل کے دشمن

ہوے مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ جو کوئی ہوگا دشمن اللہ کا اور اسکے فرشتون کا اور رسولون کا اور جبریل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے اُن کافرون کا جب پہلی آیت مین فرمایا جبریل نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اُتارا کرکے اُس سے جو کوئی دشمن ہو تو وہ شخص اللہ کا بھی دشمن ہونا ضرور ہے کیونکہ خود اللہ تعالیٰ

اُسکو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا۔ اس آیت مین فرمایا جو کوئی ان مین سے ایک کا دشمن ہو تو وہ تمام
کا دشمن ہی اور اللہ اُسکا دشمن ہے جو انہون کا دشمن ہو تو انکا کچھ بگاڑتا نہین اور انکی عداوت اُسکو
دوزخکے عذاب مین ہمیشہ گرفتار کریگی اور جبریل میکائیل تو فرشتون مین داخل ہین باوجود اسکے انکا
مخصوص نام ذکر کرنا انکی شرف اور بزرگی کے واسطے ہے۔ اور جبریل کو اول ذکر کیا بعد میکائیل کو سواسطے
کہ جبریل کو میکائیل پر فضیلت ہی اور جبریل وحی اتارتے ہین کہ جس سے روح کی غذا ہی اور میکائیل مینھ کہ
اُس سے بدن کی غذا جو غذا روح کی ہو سو وہ افضل ہی بدن کی غذا سے اور جبریل اور میکائیل کا معنی
اللہ کا بندہ ائیل کا معنی اللہ اور جبر اور میک کا معنی بندہ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۭ
بَيِّنٰتٍ اور ہمنے اتارین تیری طرف آیتین واضح اس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابن اسحق اور
ابن جریر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیئے ہین کہ عبد اللہ بن صوریا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو بولا ای محمد ہم جانتے سو کوئی بات تم نہ لائے اور اللہ تعالی تمپر کچھ واضح آیتین نہین اتارین
پھر اللہ تعالی اسکی جواب مین یہہ آیت اُتار یعنے یہہ آیتین واضح جو ہمنے تجھ پر اتاین اور تو ان آیتونکو
رات دن اُنپر پڑھا کرتا ہے اور تو تو اُمی ہے کچھ پڑھا نہین اور اُنکے ہاتون مین جو مخفی ہے اُسکو
سچ بتا دیا کرتا ہی سو کیا یہہ اُنکو بس نہین کرتا وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ اور مُنکر نہون گے
اُنسے یعنی اُن آیتون سے مگر وے جو بیحکم ہین یعنی ہماری اطاعت سے باہر ہین روایت ہے ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے کہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیون کو اپنے پر ایمان لانیکا جو اقرار اللہ تعالی لیا تھا
سو بیان کئے تو مالک بن صیف یہودی بولا ہم سے تمپر ایمان لانے کا اللہ نے کچھ عہد نہ لیا سو اُنکے اس
انکار پر اترا اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا اور جس بار باندھینگے ایک اقرار تو نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ
مِّنْهُمْ پھینکدینگے اُس اقرار کو یعنی توڑینگے اس کو ایک جماعت انمین سے یعنی یہودیون سے
یہہ استفہام اَوَكُلَّمَا مین جو آیا سو استفہام انکاری ہے اور واو جو آیا ہے عطف کے واسطے
ہے مقدر پر تقدیر یون ہے اکفروا بہا وکلما عاہدوا اور نبذہ فریق منہا کا جملہ
جواب ہے کلما کا حاصل معنی یون ہے تیرے پر جو آیتین اتارین کیا اسی کے منکر مین سمجھتا ہے

اُنمین تو وے لوگ ہین جب کوئی عہد کرین اُسکو توڑا کرتے ہین اللہ تعالی ایک جماعت کرکے فرمایا کیونکہ
بعضون نے اس عہد کو نہ توڑا جیسے عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ بلکہ اکثر وے
یقین نہین رکھتے یعنی اُنمین کی ایک جماعت تو وہ ہی کہ عہد توڑکے کافر ہوی اور اُنمین اکثر نہ ماننکے کافر ہوے
وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ اور جب پہنچا اُنکو رسول یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی
طرف سے مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ سچ بتاتا اُن پاس والی کو یعنی توریت کو نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْكِتٰبَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ پھینکدی ایک جماعت نے کتاب پانیوالون مین اللہ
کی کتاب یعنی توریت اپنی پیٹھ کے پیچھے یعنی وے لوگ جب توریت پر عمل نہین کئے اور اُسکی طرف کچھ
التفات نہین کیا تو گویا اسکو اپنی پیٹھ کے پیچھے پھیکدئے سفیان سے منقول ہی کہ یہودیون نے توریت کو
سونا لگایا اور حریرا اور دیباج کے کپڑون مین لپیٹ کے رکھے لیکن اُس مین جو حلال تھا اُسکو حلال نجانے
اور جو حرام تھا اُسکو حرام نہ کئے كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ گویا اُنکو خبر نہین یعنی تو بنی ہے کرکے اُنکو علم ہے
پر وے عناد سے جاہل بن گئے ہین وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ اور پیچھے
لگے ہین اُس علم کے جو پڑھتے تھے شیطان سلطنت مین سلیمانکی ابن جریر وغیرہ سدی سے روایت کئے
ہین کہ سلیمان علیہ السلام سحر کی اور کہانت کی تمام کتابونکو جمع کرکے اپنی کرسی کے نیچے دفن کئے تھو
شیطانون کو یہہ طاقت نتھی کہ سلیمان کی کرسی کے نزدیک جاوین جب سلیمان کی وفات ہوی اور
وے علما جنکو یہہ بات معلوم تھی مرگئے شیطان یہودیون کے پاس انسان کی صورت مین آکر بولا
ایک بڑا گنج جسکا نظیر نہین مین تمکو دکھلاتا ہون سو وہ شیطان کرسی سے دور کھڑا ہوگے بتایا نچھ ہاگی
زمین کھودے تو کتابین نکلین شیطان بولا کہ سلیمان اسی کی قوت سے جن اور انسان پر غالب ہوئے تھے تب
یہودیون مین چرچا ہوا کہ سلیمان ساحر تھا جب سلیمان کا ذکر قرآن شریف مین پیغمبرونکی ساتھ ہوا تو یہود
اسپر انکار کئے اور بولے وہ تو ساحر تھا پھر یہہ آیت اتری اور روایت کئے ہین سفیان بن عیینہ اور سعید بن
منصور اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور حاکم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہے کہ شیطان
اللہ تعالی اُکے یہان کی چیزین دریافت کرنے کیواسطے آسمان پر جاتے اور وہان کی ایک بات مین

مین اپنے طرف سے ہزار جھوٹھ ملا دیتے اور خلق کو اُسکی تعلیم کرتے تو لوگ اِن باتون کو جمع کرکے کتابین بنایا کرتے
سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالی نے اسپر مطلع کیا سلیمان اُن تمام دفترون کو جمع کرکے اپنی کرسی کے نیچے
دفن کئے جب سلیمان کا انتقال ہوا شیطان کہنے لگے سلیمانکا خزانہ اِس کرسی کے نیچے ہو اسکو نکالیو کہ ایسا
خزانہ کسی کو حاصل نہو گا پھر اُسکو نکالے تو اسمین سحر وغیرہ لکھا تھا لوگ اُسکی تعلیم کرنے لگے پھر سلیمان
علیہ السلام کے عذر مین اللہ تعالی نازل کیا واتبعوا ما تتلوا الشیاطین الآیہ اور نسائی اور ابن
ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسا روایت کئے ہین کہ سلیمان علیہ السلام کے منشی آصف کو
اللہ تعالی کا اسم اعظم معلوم تھا انکو سلیمان جو جو باتین تعلیم کرتے اسکو لکھکے سلیمان کی کرسی کے نیچے دفن
کرتے جب سلیمان علیہ السلام کا وفات ہوا شیطان اسکو نکالے اور اُسکے سطرون کے بیچمین سحر اور کفر
لکھے اور کہے سلیمان اسی پر عمل کیا کرتے تھے یہہ دیکھ کر جاہل یہود سلیمان کی تکفیر کرنے اور گالیان دینے لگے
اور اُنکے علما سکوت اختیار کئے اسی پر اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا واتبعوا ما تتلوا
الشیاطین الآیہ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ اور کفر نہین کیا سلیمان نے یعنی سلیمان نے سحر نہ سیکھا اور
نہ اسپر عمل کیا اللہ تعالی سحر کو کفر بولا تا معلوم ہووے کہ سحر کرنا کفر ہے اور سلیمان تو نبی ہے ایسا کام کیون
کریگا وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا لیکن شیطانون نے کفر کیا یعنی وے سحر کو لکھنا اور اسکو عمل
مین لانا شروع کئے تو وہی کافر ہوے يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ لوگون کو سکھاتے سحر یعنی سحر کی کتابین
جو لکھے تھے لوگون کو سکھلاتے تا وے گمراہ ہووین اب سحر کا معنی اور اسکا حکم لکھتا ہون سنیئے جو چیز
ناجد ہو اور اُسکا سبب مخفی رہے اسکو لغت مین سحر کہا کرتے ہین اور شرع والونکی پاس جس چیز کا سبب
مخفی رہے اور اس چیز کی حقیقت ظاہر نہونے سے اسکے برخلاف خیال مین آوے اور اس عمل مین جناب باری
جلشانہ کی طرف التجا نہ لاوین اور اسکے اسما سے مدد نہ چاہین اور ان اعمال کو اللہ تعالی کی قدرت کی طرف
نسبت نکرکے شیاطین اور کواکب وغیرہ سے منسوب کرین تو اسکو سحر کہتے ہین اور ضرور ہی اسکے کرنیوالے
کو شیطانون کے ساتھ شرارت اور خبث نفس مین مناسبت ہووے نہین تو شیاطین اسکی اعانت اور مدد
نہ کرینگے امام فخر الدین رازی وغیرہ سحر کی آٹھ قسم لکھے ہین اُن قسمون مین بعضے تو اہل شرع کے پاس

سحر کے اقسام مین داخل ہین اور بعضے داخل نہین پہلی قسم سحر کی جو قدیم زمانہ مین تھا کیدانی اور کسدانی کرکے
دو قوم تھین بابل کے شہر مین اسکو کیا کرتے اور ابراہیم علیہ السلام انہین قوم کی ہدایت کیواسطے مبعوث
ہوئے تھے وہ دونون قوم ستارونکی پرستش کرتے اور کہتے یہہ عالم ستارون ہی کی تدبیر سے ہوا کرتا ہی نیکی بدی
سعادت نحوست تمام اسی سے ہے اور یہہ سحر یون ہوتا ہی کہ جتنے اجسام ہین افلاک ہون یا عناصر یا موالید
ہر ایک کی ایک روح ہی کہ اس جسم کا مدبر ہو وے ساحران ارواح کو اپنا مسخر کرتے تھے جب ارواح اُسکے
مسخر ہوئے تو گویا وہ شخص تمام جہان کا مالک ہو گیا ان ارواح کو مسخر کرنیکے واسطے انکی تعظیم اور پرستش
کرنا ضرور ہے نہین تو وے اُسکے مسخر نہونگے وہ لوگ اس سحر کو ہاروت ماروت سے حاصل کئے تھے سحر کے
قسمو مین وہ بڑا قسم تھا چنانچہ بابل مین تانبے کی بط بنائے تھے اگر اس شہر مین کوئی جاسوس یا چور آوے تو وہ
بط آواز کرتی اور ایک نقارہ بنائے تھے کسیکی کچھ چیز چوری جاوے اور اس نقارہ پر چوب مارین تو آواز
نکلتی کہ وہ چیز فلان شخص نے چوری کی ہے اور فلان جگہ ہے اسی قسم کے بہت سی چیزین بابل مین بنائی
تھین اس قسم کے سحر کو طلسم کہتے ہین دوسری قسم یہہ ہے کہ اپنی خیال اور وہم کیواسطے سے کرتے ہین شعوہ
ایسا ہی کہ کسی چیز کا تصور کرکے اپنے خیال کو اسکے حاصل کرنیکے واسطے متوجہ کرتے ہین پھر انکے خیال کے
موافق وہ حاصل ہوتا ہی اسکو حاصل کرنیکے واسطے بہت سی ریاضت اٹھانا ضرور ہے اپنے کو
لذتون اور خواہشون سے باز رکھنا اور لوگون سے کنارہ کشی اختیار کرنا اور کھانا پینا کم کرنا تاکہ انکی
روح کو عالم ملکوت کی طرف کشش ہو اور بدن پر روح غالب آوے اور جب اپنی خیال کو کسی کام کی طرف
متوجہ کرے تو وہ کام حاصل ہو جاوے کسیکو مارنا چاہے تو فی الفور وہ مر جاوے پھر اسکو چیر کے دیکھے تو دل نہین
رہتا ساحر نے سحر کے زور سے اسکا دل کھینچ لیا ہی اس قسم کے سحر کو بعضے جوگی ریاضت کرکے حاصل کرتے
ہین اور بعضون کے روح کو ریاضت کم کرنیکے باعث سے تاثیر قوی نہین ہوتی تو وہ شخص اول تصویر بنا کے
اپنے روبرو رکھتا ہی اور اسکی طرف متوجہ ہوتا ہے تو تاثیر ظاہر ہوتی ہے اس قسم کے سحر کے ساتھ دوسری
قسم بھی ملے تو تاثیر قوی ہوتی ہے تیسرا قسم جنون اور شیطانون کو اپنا مسخر کرنا انہون کو اپنا مسخر بنانیکے لئے
انکا پوجا کرنا اور نرسو ہنومان بھوانی وغیرہ جو انکے بڑے ہین انسے التجا کرنا اور انکے نام سے قربانی

کرنا نذر نیاز اُنکے گذرانتا اور اُنکے مناسب عود و گگلو وجلانا ضرور ہی پھر جب وہ مسخر ہوے تو اُنکے وساطت سے عجیب و غریب کام کیا کرتے ہین اس قسم کا سحر آسان ہے تھوڑا منتر اور پوجا کرنے سے حاصل ہوتا ہی اسی قسم مین داخل ہی یہہ بات مُردکی روح کو کہ جسکا نام ہندیمین بیر ہے پوجا کرکے اپنا مسخر کرتے ہین۔ چوتھی قسم لوگون کے خیال کو فاسد کرنا پھر وہ کبھی لوگونکی نظر بند کرنے سے حاصل ہوتا ہی اسکو کرنیکے واسطے خبیث روح کی اور شیطان کی اعانت ضرور پڑتی ہی اسکو نظر بند کہتے ہین اور کبھی ہاتھ کی جلدی سے اور لوگونکا خیال دوسری طرف لگانے سے حاصل ہوتا ہی شعبدہ باز اسکو اکثر کیا کرتے ہین لوگونکو ایک تماشا دکھاتے دکھاتے دوسرا ایسی جلدیسی کرتے ہین کہ لوگونکو وہ نظر نہین آتا انکا خیال پہلی چیز کی طرف رہتا ہی اسکو ہاتھ پھیر کہتے ہین اسکی مثال جیسی کشتی کوئی اسمین بیٹھ کے کنارے کی طرف دیکھے تو خیال مین ایسا دیکھتا ہی کہ کشتی کھڑی ہی اور کنارہ چلتا ہی اور جیسی آتش کی لگتی جلد اسکو کوئی پھراے تو آتش کا ایک ہی دایرہ نظر آتا ہی اگر شعبدہ باز جلدی نکرے اور ڈھول وغیرہ بجا کے لوگونکا خیال دوسرے طرف نہ لگا دیوے تو اسکا راز البتہ لوگون پر ظاہر ہوگا پانچوین قسم سحر کی نادر عمل ہین کہ جسکو ہندسی حقی اعدو غیرہ سے ترکیب دیتے ہین جیسی تصویر و سوار کی بناتے ہین اور اسکے اندر کل ایسی لگاتے ہین کہ اُسکے بل سے وہ حرکت کرتے ہین اور ایک دوسرے کو قتل کرتا ہی اور تصویر سوار کی بنا کے اسکے ہاتھ مین سنگا دیتے ہین جب ایک گھنٹہ گذرے تو وہ نرسنگا پھونکتا ہی چین والے اور اہل فرنگ تصویرین ایسی بناتی ہین گویا ہنستی ہین یا روتی ہین وہ بھی اسی قسم مین داخل ہین اور فرعون کے وقت موسی سے مقابلہ کرنیکے واسطے ساحر جو آے تھی سو انکا سحر بھی اسی قسم کا تھا کیونکہ وے چمڑونکے اور رسیون کے سانپین بنا کر اسمین پارہ بھر دیتے تھے اسکو آفتاب کی گرمی پہنچتے ہی پارہ حرکت کرنے لگا پھر وہ سانپین دوڑنے لگے اور گھڑیال اور راگ کے صندوق جو اہل فرنگ بناتے ہین اور دخانی گاڑیان جو اب نئی نکالی ہین اور جر ثقیل کے علم کے قواعد سے بوجھ کھینچتے ہین وے سب اسی قسم مین داخل ہین فی الحقیقت یہہ سحر کی قسم مین داخل نہین کیونکہ جو کوئی اس ہنر سے واقف ہو تو وہ بھی ویسا تیار کرتا ہی لیکن اسکی باریکیون پر مطلع ہونا دشوار ہی ظاہرا دیکھنے والونکو اچنبھا نظر آتا ہی علی الخصوص اگلے زمانہ مین صنایع بدایع بہت نادر تھے اسلئے اسکو سحر کے اقسام مین داخل کئے ہین چھٹی قسم سحر کی دوائیو کی خاصیت جانکے کسیکو کچھ چیز کھلا دینا یلا دینا کہ اس سے وہ مثلاً دیوانہ ہوجاوے ویسا ہی دوائیون کو کنوین مین یا ندیون مین

ڈالا کرتے ہین یا قبرون مین گاڑ دیتے ہین کہ اسکی تاثیر نمود ہوتی ہی اس قسم کے سحر کو ہندی مین ٹونگا کہتے ہین
یہہ بھی فی الحقیقت سحر کے اقسام مین داخل نہین ساتوین قسم سحر کی دل کو پھیرنا ہی وہ یون ہی کہ لوگون کے پاس اپنی
بڑائی کرنا کہ مین منتر وغیرہ جانتا ہون اور جنات کو حاضر کرتا ہون اور جن میرے مطیع ہین پھر لوگ علی الخصوص
جو کم عقل ہین اسکی بات سچ سمجھ کے اُسکے معتقد ہوجاتا ہے اور دلمین اسکا خوف آجاتا ہے جب اندیشہ اُسکو
غالب ہوا تو اسکی حواس کی قوت کم ہوتی ہی پھر اسکو ساحر جدھر چاہے ادھر پھیرتا ہی یہہ قسم بھی حقیقت مین
سحر کے اقسام مین داخل نہین آٹھوین قسم چغلی کھاکے مکر و فریب کی باتین کرکے لوگون کا دل پھیرنا یہہ بھی
فی الحقیقت سحر کی اقسام مین نہین سحر سے کچھ تاثیر ہوتی ہے یا نہین اسمین اختلاف ہی اہل سنت وجماعت کا
مذہب یہہ ہی کہ اُسکو البتہ تاثیر ہے سحر کی قوت سی ہوا مین اُڑنا اور آدمی کو جانور بنا دینا اور بیمار کر دینا
اور مار ڈالنا اور دو کے درمیان عداوت ڈال دینا اور دوستی زیادہ کر دینا ہوسکتا ہی مگر اسکی تاثیر کا
خالق اللہ تعالی ہے جب ساحر عمل کرتا ہی تو اُسوقت تاثیر بخشدیتا ہے اسکی تاثیر افلاک یا ستارون سے نہین سحر کا حکم
امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مذہب یہہ ہے کہ جس سحر مین کسی مخلوق کی پرستش ہو جیسے چاند سورج ستارے
شیطان جن نرسو پری بھوانی وغیرہ یا انکو سجدہ کرین یا انکی تعظیم اللہ تعالی کی تعظیم کی سی ہو یا اسمین کسی
پیغمبر کی یا فرشتے کی منقصت ہووے تو وہ سحر کفر ہے اسکا کرنے والا کافر ہے ایسا ہی اگر کوئی اعتقاد کرے
کہ سحر کی تاثیر ستارون وغیرہ سے ہی تو وہ شخص بھی کافر ہوتا ہی پھر ساحر کو توبہ کا حکم کرنا وہ توبہ کیا تو بہتر
نہین تو اُسکو قتل کیا جاہئے اور جس سحر مین یہہ نہین ہے جیسے شعبدے اور دوائیونکی خاصیتین اور مکر کی
باتین وغیرہ تو اُسکا کرنا کسی کے ضرر کیواسطے حرام ہے لیکن اسکے کرنے سے آدمی کافر نہین ہوتا اور
سحر کرنا بالاتفاق حرام ہے جس نے سحر کرنا جایز سمجھا وہ کافر ہے اور سحر کرنا جیسا حرام ہے اُسکا سیکھنا بھی
اکثر علما کے پاس حرام ہے اگر لوگون کا سحر دفع کرنیکے واسطے یا سحر اپنے کو بچانے کیواسطے سیکھا تو بعضو کے نزدیک جایز ہے بشرطیکہ اسکے
سیکھنے مین کفر کے اعتقاد کرنیکی احتیاج نہووے ایسا ہی کہانت سیکھنا اور کاہن کے پاس کچھ پوچھنے کو
جانا اور کہانت کرنا اور تنجیم اور رمل اور شعبدہ سب حرام ہین اور ان کامون کیواسطے پیسے دینا یا لینا
بھی حرام ہے اور مذہب حنفیہ کا یہہ ہے کہ سحر کرنے سے کافر بنجاتا ہی اسکو قتل کیا جاہئے توبہ اُسکا

مقبول نہین اور خانیہ مین یون لکھاہی کہ اگر کسی ساحر کو یہہ اعتقاد تھا کہ سحر کی تاثیر جو ہوتی ہے سو آپ ہی کرتا ہون
پھر اس عقیدے سے باز آکے توبہ کیا اور اعتقاد کیا کہ سب کا خالق اللہ سبحانہ ہی تو اسکی توبہ مقبول ہوگی اور اسکو
قتل نکرینگے اگر کہتا ہو کہ سحر اپنے تجربہ اور امتحان کی روسے ہوتا ہی اور اسکو تاثیر ہے کرکے اعتقاد نہین کرتا تو وہ
کافر نہین اسکو قتل بھی نکرینگے اگر ساحر اپنے سحر کا انکار کرتا ہی اور کیون کرتا سو بھی معلوم نہین ہوتا اور اسکا
اقرار بھی نہین کرتا ہی پھر اسکا سحر کرنا ثابت ہوا تو اسکو قتل کرینگے اور اس سے توبہ نہ چاہینگے اور فقیہ ابو اللیث
حنفیہ سے کہا ہی کہ ساحر نے سپڑنیکے آگے توبہ کیا تو مقبول ہی اسکو قتل نکرین گے اگر سپڑے بعد توبہ کیا تو
مقبول نہین اسکو قتل کرین گے وَمَآ أُنزِلَ عَلَى ٱلْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَٰرُوتَ وَمَٰرُوتَ اور
جو اترا دونون فرشتون پر بابل مین ہاروت اور ماروت پر اس جملہ کا عطف یا السحر پر ہے تو معنی یون ہوگا
سکھاتے لوگون کو جو اترا دونون فرشتون پر یا ما تتلوا پر ہے اب معنی یون ہے پیچھے لگے اُسکے جو اترا دونون
فرشتون پر یعنی انکو اُس سحر کی تعلیم بطور الہام ہوئی اور بابل ایک شہر ہی کوفہ کے علاقہ مین صوبہ عراق کا
اور ہاروت و ماروت دونون فرشتون کے نام ہین سریانی زبان مین انکا قصہ مفسرین اسطور سے لکھتے
ہین کہ حضرت ادریس علیہ السلام کے زمانہ مین بنی آدم کے بداعمال جب آسمان پر بہت سے جانے لگے تو اسکو
دیکھکے فرشتے کہنے لگے ای پروردگار آدم کو اور انکی اولاد کو تونے پسند کرکے زمین پر جو اپنا خلیفہ بنایا سو
تیری نافرمانی کیا کیا کر رہے ہین تب اللہ تعالی نے فرمایا تمکو اگر مین زمین پر اتارون اور انکی مزاج مین شہوت
اور غصہ جو رکھا ہون سو تمھارے مین مرکب کرون تو تم بھی ویسا ہی گناہ کروگے فرشتے عرض کئے
تجھی کو پاکی ہے ہماری مزاج مین شہوت اور غصہ رکھتے تو بھی ہم سے ہرگز گناہ نہوتا اللہ تعالی نے فرمایا بھلا دو
دو فرشتون کو پسند کرکے نکالو مین انکو زمین پر بھیجتا ہون دیکھین کیسی اطاعت کرتے ہین پھر فرشتون نے دو دو فرشتونکو
جو عبادت اور صلاحیت مین ممتاز تھے پسند کرکے نکالے اللہ تعالی انمین شہوت اور غصہ مرکب کرکے فرمایا
تمام دن زمین پر جاکے لوگون کے قضیئے چکایا کرو اور میرا شریک کسیکو نہ ٹھہراؤ اور زنا نکرو اور شراب
نہ پیو اور شام ہوتے ہی پھر آسمان پر اسم اعظم پڑھکے آیا کرو پھر یہہ بموجب حکم کے ہر روز اترکے فیصلے کرتے
اور سر شام آسمان پر جاتے چند روز کے بعد ایک عورت جسکا نام زہرہ اور عرف بیدخت تھا نہایت خوبصورت تھی

قضیہ اپنا رجوع کی اور بعضی روایتون مین آیا ہے کہ وہ عورت فاحشہ تھی اور اسکو اسم اعظم سیکھنے کا
بہت شوق تھا اور بعضی روایتون مین آیا ہے کہ زہرہ کے ستارہ نے عورت کی صورت بنکے اُنکے پاس
آزمایش کو آئی غرض اسکے حسن وجمال کو دیکھ کے یہہ دونون فریفتہ ہوے ایک فرشتے نے دوسریکو بولا اس عورت کو
دیکھکے میرا دل بیقرار ہوا تیرا حال کیا ہے اُس نے بولا میرا حال بھی تجھ سا ہے پھر یہہ دونو اسکو اپنے پاس بلوائے
وہ نہ آئی اور بولی میرا دین کچھ اور تمہارا دین کچھ مین تمسے ہم بستر کیونکر ہونگی اور میرا شوہر بڑا جلاد ہے
اگر مجھے تمہارے پاس دیکھے گا تو میرا خون کریگا اگر تمکو میری دوستی منظور ہو تو مجھے اسم اعظم سکھاؤ اور
میرے شوہر کو قتل کرو اور بت کو سجدہ کرو کہے یہہ تینون باتین ہم سے ہونگے دوسرے بار پھر آئی اور
اور اسیطرح کی گفتگو انہین ہوئی اُس روز بھی چلی گئی تیسرے روز اپنے ساتھ شراب کا پیالہ لے آئی
اور بولی اگر تم وہ تینون کام نہین کرتے ہو تو اس جام کو پیو پھر ایک فرشتے نے بولا یہہ کیونکر پیوین
اللہ تعالی نے تو اس سے بھی منع فرمایا دوسرا بولا اللہ غفور رحیم ہے پھر دونون تجویز کئے کہ بت کو
سجدہ کرنا شرک ہے اور خون کرنا بھی بد کام ہے اور اسم اعظم اللہ تعالی کا اسرار ہے اسکو سکھلانا
مناسب نہین سب سے سہل شراب پینا ہے پھر شراب پئے اُسکی نشہ مین اسم اعظم سکھا دئے اور اُس سے
ہم بستر ہوے پھر اُسکے شوہر کو مار ڈالے اور بت کو سجدہ کئے بعضے روایتون مین آیا ہے کہ اُس سے
زنا کرنے کے قبل وہ آسمان پر چڑھ گئی اور بعضو نمین آیا ہے کہ وہ عورت اپنے ساتھ ایک بچہ لائی تھی
سو وے اُسکو قتل کئے اور بعضو نمین آیا ہے کہ وہ عورت خون کرنیکے واسطے امر نہ کی بلکہ یہہ دونون
جب جانے کہ ایک مرد انکو اُس عورت سے ہم بستر ہوتے دیکھا انکے دل مین خوف آیا کہ وہ مرد انکا راز
فاش کریگا اُس اندیشہ سے اسکو قتل کئے جب شراب کا نشہ اُترا اور آسمان پر جانا چاہتے تھے انکے پر
یاری نہ دئے اور اسم اعظم بھول گئے اور معلوم ہوا کہ جن چیزون کو اللہ تعالی نے منع کیا تھا سب اُنسے
سرزد ہوئین انکو ندامت ہوی توبہ عاجزی کرنے لگے اور ادریس علیہ السلام کے پاس آکے کہے
اللہ کے یہان ہمارے واسطے سفارش کرو اللہ تعالی انکی سفارش سے دونون فرشتون کو اختیار دیا
کہ دنیا کے عذاب کو قبول کرتے ہو یا آخرت کے عذاب کو پھر وے دونون دنیا کا عذاب قبول کئے

اللہ تعالی بابل کے کوے مین انکو اُلٹے لٹکایا اور بعضی روایتون مین مذکور ہے کہ انکے سر اور بدن کے
بالون کو لوہے کی زنجیرون سے باندھکر کوے مین لٹکا دیا اور اس کوے مین آتش کو روشن کیا اور مقرر
کیا کہ آسمان سے ایک کے بعد ایک فرشتہ اترکے انکو آتشی کوڑون سے مارتا رہے اور فرشتہ ایک کوڑا مارکے
ہاتھ نہین اٹھائے تک دوسرا فرشتہ اُترتا ہے اور تشنگی سے اُنکے زبان باہر نکلگئے ہین اور انکے منھ کے قریب
پانی کا بہتر چشمہ رکھا ہے کہ انکے منھ اس تلک نہ پہنچے قیامت تک انکو ایساہی عذاب دیگا اور اس
عورت کو مسخ کرکے ستارہ کیا بعضی روایتون مین آیا ہے کہ وہ شہاب ہوکے بجھ گئی اور بعضون سے
معلوم ہوتا ہے کہ زہرہ ستارۂ مشہور وہی ہے قاضی عیاض اور امام فخرالدین رازی اور قاضی ناصرالدین
بیضاوی وغیرہ متکلمین اس قصہ کا انکار کرتے ہین کہتے ہین کہ قرآن شریف کی آیتون سے اس قصہ کی طرف
کچھ اشارہ بوجھا نہین جاتا اور یہہ قصہ کئی وجہ سے اصول عقاید اور دین کے قواعد کے برخلاف ہے پہلی بات
یہہ ہے فرشتے گناہون سے معصوم ہین گناہ کبیرہ اُنسے کیونکر صادر ہووے دوسری بات یہہ کہئے فرشتے
خود عذاب مین گرفتار ہین لوگونکو سحر سکھانیکی فرصت انکو کیسا ہوگی اور اِس عذاب کے ملاحظہ کرتے پربھی
انسانون کو کہان طاقت کہ اُنسے اختلاط کرین اور تعلیم و تعلم کا سلسلہ درست ہووے تیسری بات
وہ عورت فاحشہ کو باوجود خباثت کے اسم اعظم کے زور سے آسمان جانا ممکن نہین اللہ تعالے
کے اسماکی دعوت کو بہت شرائط ضرور ہین چوتھی صورت مسخ ہونا عذاب کی نشانی ہے اور منظور اس سے
اہانت اُس فاحشہ عورت کو آسمان پر جگہہ دینا اور ایسا روشن ستارہ اسکو بنانا جسکی روشنی ہمیشہ زمین
پر چمکتی رہے اور اسکی کمال عزت پر دلالت متصور نہین ہے پانچوین بات زہرہ مشہور ستارہ ہے
ساتھ سیارونمین سے کہ اللہ تعالی نے قرآن شریف مین اسکی قسم کھاکے فرمایا فلا اقسم بالخنس
الجوار الکنس یعنے قسم کھاتا ہون رجعت کرتے سو ستارونکی جو چلتے چلتے آفتاب کی شعاع کے نیچے چھپ جاتے
ہین بالاتفاق اِن ستارون سے مراد زہرہ مشتری مریخ زحل عطارد ہین سو انکی خلقت آدم علیہ السلام کے
آگے سے ہے اور اِس قصہ کی روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ستارہ اسکے بعد پیدا ہوا چھٹی بات فرشتون
سے نقل کئے ہین کہ وے جناب الٰہی مین عرض کئے کہ اگر ہمارے مین شہوت پیدا کیا تو بھی ہم تیری نافرمانی

سو اس سے لازم آتا ہی کہ فرشتے اللہ تعالی کے سخن کی تصدیق نہین کئے یہہ تو ایمان کے برخلاف ہی ان
خللون سے معلوم ہوا کہ یہہ قصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی نہین حقیقت یہہ ہی کہ سحر کا بھی بڑا علم ہی جناب
باریکو منظور رہوا کہ اپنے بندونکو اسکی تعلیم کرے انبیا علیہ السلام کی شان نہین کہ جس علم کا ضرر بہت ہو اور
نفع کم اُسکو تعلیم کرین اُنکا کام تو یہہ ہی کہ خلق کو خالق تعالی کی طرف بلاوین اور انکو ملکوت اعلی کی طرف متوجہ
کرین اس علم کے جاننے سے لوگون کو خالق سے غفلت ہوتی ہی اور مخلوقات کی تاثیر اُنکے دلونمین جگہہ کرتی ہی اسلئے
دو فرشتونکو اُتارا تا لوگون کو اسکی تعلیم کرین اُسمین حکمت یہہ منظور ہی کہ لوگونکو انبیا کے معجزونمین اور اولیا کی
کرامات مین اور جادوگرون کے سحر اور طلسم اور نیرنجات اور شعبدونمین فرق معلوم ہو اور لوگونکو سحر کی دفع پر
قدرت حاصل رہے اور اس ارادے سے سحر کوئی سیکھے یا سکھلاوے تو اُسکے جواز مین علما کے پاس اختلاف ہی
شاید اسوقت جایز تھا اسلئے وہ فرشتے اسکی تعلیم کیا کرتے تھے اور فقط تعلیم ہی نہین کرتے تھے بلکہ اُسکے ساتھ
لوگونکو منع بھی کر دیتے اور کہدیتے کہ ہم تو آزمانے کو ہین تو کافر مت ہو اور مفسرین اور مورخین جو قصہ ذکر کئے ہین
سو غلط ہی رسول اللہ صلی علیہ سلم سے ثابت نہوا فی الحقیقت وہ قصہ یہود یون سے منقول ہی شاید کہ وہ منجملہ رموز ہی یعنی عقل
اور نفس مطمئنہ کو دو فرشتے ہین کہکے تعبیر کیا اور نفس امارہ کو زہرہ قرار دیا اور موت کی سبب لنسو مفارقت کر انکو
آسمان پر جانا بولا متکلمین کا قول یہی ہے اور محدثین کہتے ہین یہہ قصہ بہت طریقون سے منقول ہی اسانید انکے صحیح ہین
اُسکو بے اصل کہنا مقبول نہین حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فتح الباری مین لکھے ہین کہ اس قصہ کو امام احمد بن
حنبل نے اپنی مسند مین ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین اور اسکی سند حسن ہی اور طبری نے اپنی تفسیر مین اس قصہ کو
بہت سے طریقون سے روایت کیا ہی کہ سب طریقونکو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ اس قصہ کی اصل ہی اور حافظ
جلال الدین سیوطی تفسیر بیضاوی کے حاشیہ مین لکھا ہی کہ اس قصہ کو امام احمد اپنی مسند مین اور ابن حبان اپنی جامع
صحیح مین اور بیہقی شعب الایمان مین اور ابن جریر اور عبد بن حمید دونون اپنی تفسیر مین ابن عمر رضی اللہ عنہما سے
مرفوع اور علی مرتضی اور ابن مسعود اور ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے موقوف روایت کئے ہین
متعدد سندون سے کہ بعضے انکے صحیح ہین اور خطیب شربینی اپنی تفسیر مین اپنے استاد شیخ الاسلام ذکریا انصاری
سے اور اونہون اپنے استاد حافظ عسقلانی سے بھی ایسا ہی نقل کیا اور بولا کہ حافظ عسقلانی نے کہا کہ اس قصہ کی

سندین بہت سی رہنے سے اُسکی صحت کا علم حاصل ہوتا ہی انتہی اور تمام حدیثون کو جلال الدین سیوطی اپنی تفسیر درمنثور مین بتفصیل لکھا ہی ہمنے اختصار کے واسطے اُسکو یہان ذکر کیا اور اون حدیثون کے مطلب مین کہین زیادتی اور کہین کمی ہی پر سب کا خلاصہ جب دیکھا جاوے تو اتنی بات بالاتفاق نکلتی ہی کہ دو فرشتونکو اللہ صاحب نے آزمایش کیواسطے شہوت سے مرکب کر کے زمین پر بھیجا اور اُنکو لوگون کے قضیے چکانیکا حکم کیا کئی روز فیصلے کئے آخر ایک خوبصورت عورت پر عاشق ہو کے گناہ کئے اللہ تعالیٰ انکو اُس گناہ کے بدلے بابل کے کوئے مین اُلٹے لٹکا دیا اور انکو سحر سکھانے کیواسطے مبتلا کیا پھر جو کوئی سحر سیکھنے کی خواہش کر کے اُنکے پاس جاتا ہی تو وے اسکو منع کر دیتے اور ڈراتے ہین جب بجد ہوے تو تعلیم کرتے ہین اور اُس عورت کو مسخ کیا جب اصل قصہ حدیثون کی رو سے ثابت ہوا تو اعتراض جو متکلمین کئے ہین اسکو دفع ممکن ہی بلکہ خلاصہ سب حدیثونکا جو ہمنے ذکر کیا اسپر اکثر اعتراض کا لگاؤ نہین پہلے اعتراض کا دفعیہ یون ہی کہ ملایکہ جب تلک صرف اپنی ملکیت کی صفت پر رہین عصمت انکی باقی ہے جب انہین شہوت اور غصہ پیدا کیا تو ملکیت کی صفت سے نکل گئے اب اُنسے عصمت کی توقع بھی نرہی دوسری بات کا جواب عذاب مین گرفتار رہکے سحر کی تعلیم کرنا فرشتون کے حوصلے سے بعید نہین علی الخصوص اکید وبات کہدینے سے وہ علم حاصل ہووے تو اسکا بتا دینا دشوار نہین دوزخ مین گنہگار لوگ انواع عذاب مین پڑے ہوے جھگڑا جو کرینگے سو قرآن کی آیتون سے ثابت ہے اور انسان کا اُنسے اختلاط کرنا ممکن نہین کرکے جو کہے سو اکثر مردم کے حال پر نظر کرتے صحیح ہی لیکن بعضے جو شجیع اور قوی دل رہتے ہین انکو ایسی چیزین دیکھنے سے کچھ ہیجا اسی نہین ہوتی ایسے آدمی سحر کی تعلیم کے واسطے اونکے پاس جاوین تو بعید نہین چنانچہ بعضے روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر کوئی اُنپاس نہین جاتا اور وے لوگونکی آنکھ سے پوشیدہ رہتے ہین مگر جو سحر سیکھنے کے ارادے سے جاتا ہی تو اُسکو انکا سُراغ ملتا ہی ہمنے فرض کیا کہ انسانون کو اُنسے اختلاط نہین ہوتا لیکن جایز ہے کہ انسانون کے اور اُنکے درمیان جن اور شیطان واسطہ کار ہون یہ اُنسے سحر سیکھکے لوگونکی تعلیم کرین تو کون مانع ہی چوتھی بات کا جواب وہ عورت اگرچہ فاحشہ ہو لیکن اسکو اسم اعظم کے سیکھنے کا شوق تھا اور اسکو حاصل کرنیکے واسطے زنا کو وسیلہ کی تو اس مین دو فعل ایک قبیح اور ایک حسن جمع ہوے اس بدفعلی پر اسکو جزا مسخ کی ہوی اور نیک اعتقاد کے بدلے ستارہ بن گئی اور ستاریکی صورت اگرچہ دوسری صورتون کی نسبت کر شرافت اور عظمت رکھتی ہی

لیکن انسان کی صورت کو دیکھنی مضر ہے تو اس صورت کے دیکھنے البتہ اسکو مسخ ہونیسے حقارت حاصل ہوئی
پانچوین بات کا جواب ستارہ زہرہ کی خلقت آدم علیہ السلام کے قبل ہو کر کے جو کہتے ہین سو اسپر کچھ دلیل نہین اور
یہہ قصہ ادریس علیہ السلام کے زمانہ مین ہوا ہی اور وہ نوح علیہ السلام کے طوفان کے قبل تھا اہل یونان وغیرہ
ستارونکی رصد باندھکے انکا احوال جو لکھے ہین سب نوح علیہ السلام کے طوفان کے بعد ہو اس سے یقین نہین ہوتا کہ وہ
آدم کے قبل سے ہو اور قرآن مین صراحتہً اسکا نام مذکور نہین ہوا خنس کر کے مذکور ہو نہ شامل ہو ہر ستارے کو
جو آفتاب کی تحت الشعاع مین آوے ہمنے تسلیم کیا کہ وہ آدم علیہ السلام کے قبل سے ہو لیکن ہم نہین کہتے کہ وہ مسخ
ہو کر زہرہ ستارہ ہوئی بلکہ مراد یہہ ہو کہ اس عورت کی روح زہرہ ستارے کی روح کے ساتھ متصل ہوئی چھٹی
بات کا جواب یہہ ہو کہ ملایکہ جو کہے سو جناب باری کے سخن کو جھٹلانے اور اعتراض کی راہ سے نہ کہے بلکہ انکو آپ اطاعت
کرنے اور گناہ نکرنے پر جو جزم تھا اسکو بیان کئے اور انکے اذہان مین یہہ تھا کہ کسی مخلوق مین شہوت اور غضب
مرکب ہو تو لازم نہین کہ اس سے گناہ صادر ہووے پھر اپنی فہم کے حوصلے پر کہے کہ ہم سے تو گناہ نہو گا یون کہنے سے اللہ تعالے
کے سخن کی تکذیب نہین نکلتی واللہ اعلم بالصواب وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ اور وے نہ سکھاتے کسیکو
حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ جب تک نکہتے کہ ہم تو نہین مگر آزمانیکو سو تو مت کافر ہو
یعنے وے کہتے تو سحر مت سیکھ کیونکہ اگر تو سیکھیگا تو اسپر عمل کریگا جب عمل کیا تو کافر ہوگا بعضے روایات مین
آیا ہو کہ اسکو ساتھ بار منع کر دیتے ہین اور عطا اور سدی سے روایت ہو کہ پھر اوس آدمی نے اگر اصرار کیا تو کہتے ہین
کہ اس راکھ مین پیشاب کر پھر وہ بول کرنیکے اس سے ایک نور نکلکے آسمان پر چلا جاتا ہو وہ نور اسکا ایمان تھا کہ جاتا رہا
اور اوسکے عوض کوئی چیز سیاہ دھوین کی سی آسمان پر سے اترکے اسکے کانونمین گھس جاتی ہو وہ اللہ تعالی کا غضب ہے
اور روایت کیا ہو ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ہاروت و ماروت زمین پر جو اترے ہین کوئی آدمی
سحر کی تعلیم کیواسطے انکے نزدیک جاوے تو اسکو بہت سختی سے منع کرتے ہین اور کہتے ہین ہم تو آزمایش کے لئے ہین
تو کافر مت ہو جا ایسا کہنے کا باعث یہہ ہے کہ وے نیکی بدی اور کفر ایمان سب جانتے ہین انکو معلوم ہے
کہ سحر کرنا کفر ہے جب کوئی انکی نصیحت نہ مانے تو اسکو کہتے ہین فلانے مقام مین جا جب وہان جاتا ہو تو شیطان
اسکو سحر کی تعلیم کرتا ہے جب وہ آدمی سیکھ چکا تو اس سے ایک نور نکلکے آسمان پر چلا جاتا ہے فَيَتَعَلَّمُوْنَ

مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ پھر انسے سیکھتے ہین جس چیز سے جدائی ڈالتے ہین مرد مین
اور اوسکی عورت مین یعنے لوگ انسے سیکھتے ہین سحر کہ وہ مرد اور عورت کے درمیان جدائی کا سبب
ہوتا ہی سحر کے تاثیرات بہت سی ہین لیکن اللہ صاحب نے اسکو ذکر فرمایا اسلئے کہ مرد عورت مین محبت کا
رہنا انسان کی طبیعت کا مقتضی اور جبلی ہی عورت اپنی قرابت والے ماں باپ بھائی بند سبکو ترک کرکے مرد کی
رضا جوئی مین رہتی ہے جب اُسکی تاثیر سے طبیعت بدل جاوے تو دوسری تاثیرات بطریق اولی ہونگی اور
یہہ جدائی ڈالنا بہت برا کام ہے اللہ تعالی کی مرضی کے خلاف اور عالم کے فساد کا سبب اسلئے ابلیس اس کام کو
بہت پسند کرتا ہی روایت کئے ہین مسلم اپنی جامع صحیح مین جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کہ ابلیس ہر روز صبح کو اپنا تخت پانی پر رکھکے لوگون کو اغوا دینے اپنی فوج کو روانہ
کرتا ہی پھر جسنے کوئی کام فساد کا بڑھکے کیا ہی تو اسکو اسکے پاس بڑی قدر و منزلت ہوتی ہی پھر تو کوئی آکے
کہتا ہی مین فلانے کو اغوا دیکے فلانا کام کروایا شیطان کہتا ہی تو کچھہ نکیا پھر ایک آکے کہتا ہی مین اتنا کیا کہ فلانے
مین اور اوسکی عورت مین جدائی ڈالا تو ابلیس بہت خوش ہوتا ہی اور اسکو اپنے پاس بلاکے چھاتی سے لگاتا ہے
اور کہتا ہی تونے بہت خوب کام کیا انتہی اور ہاروت و ماروت کی سحر کی تاثیر بہت سریع ہی جیسا کہ سابق سحر کے
اقسام مین اسکا حال بیان کر چکا حدیث سے جو انکی سحر کی تاثیر ثابت ہوئی سو لکھتا ہون روایت کیا ہی ابن جریر
اور ابن ابی حاتم اور حاکم اور بیہقی نے اپنی سنن مین اور حاکم بولا کہ وہ حدیث صحیح ہی بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا
سے کہے کہ ایک عورت دومۃ الجندل کی رہنے والی جو سحر سیکھی تھی اور ہنوز اسپر عمل نہین کی تھی سو اسکا علاج
پوچھنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھونڈھتی ہوی میرے پاس آئی اُسوقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وفات ہو چکا تھا
سو اپنا قصہ اسطور سے بیان کی کہ میرا شوہر مجھکو چھوڑکے چلا گیا پھر میرے پاس ایک بڈھیا آئی مین اُس سے اپنے
شوہر کی شکایت کی اُسنے بولی مین کہون سو کام اگر تو کریگی تو تیرا مرد آئیگا غرض شبکو دو سیاہ کتے لیکے آئی
اور ایک پر آپ سوار ہوئی اور دوسرے پر مجھے بٹھاکے لیچلی پھر ایک لمحہ مین ہم بابل کو پہنچے مین دیکھی دو شخص اُلٹے
لٹکتے ہین وے مجھے پوچھے تو کیون یہان آئی وہ عورت تو مجھکو تعلیم کر رکھی تھی سو مین جلد بولی سحر سیکھنے کو آئی ہون
وے بولے ہم تو آزمایش کیواسطے ہین تو مت کافر ہو اور چلی جا مین نہ مانی تب کہے اس تنور مین جاکے پیشاب کر مین تنور کے

پاس گئی سو ڈرکے پھر آئی اور بولی مین اسمین پیشاب کی پوچھے تو کیا دیکھی مین بولی کچھہ نہین نظر آیا بولے
تو وہان پیشاب نکی ہوگی اپنے شہر کو جا اور کافر مت ہو پھر مین سکھانے پر بجد ہوی وے بولے اس تنورمین
پیشاب کرکے آئین وہان جاتے ہی پھر ڈر گئی اور میرے بدن کے بال کھڑے ہو گئے پھر اُنکے پاس آکے بولی
مین اسمین پیشاب کی ہون پوچھے تو کیا دیکھی تو مین کہی کچھہ دِکھا نہین بولے تو جھوٹہ کہتی ہے اب بھی کچھ
مضایقہ نہین تو اپنے گھر کی راہ لے اور کافر مت ہو پھر وہ سحر سیکھنے پر اصرار کی بولے اسی تنور مین پیشاب
کرمین جاکے پیشاب کی سو دیکھی ایک سوار لوہے کا مکتر پہنا ہوا میرے دل سے نکل کے آسمان پر چلا گیا پھر
مین آکے اُنسے یہہ احوال کہی بولے اب ہمکو یقین ہوا ہم جو کہے سو کام تونے کی سوار تیرا ایمان تھا سو تیرے
دل سے نکل گیا اب جا سحر سیکھ چکی مین اپنے ساتھ والی عورت سے بولی کہ وے کچھ نہ سکھائے اور مجھے کچھ معلوم
نہوا وہ عورت بولی ہو تو سیکھ چکی ہو اب جو چاہے سو کرے دیکھ اس گیہون کو زمین مین بو اور کہہ کہ اُگے
پھر وہین جھاڑ نکلا پھر کہی خوشے نکلو خوشے پیدا ہوے بولی خشک ہو خشک ہو گئے پھر بولی دانے جدا ہو
دانے جدا ہوے پھر بولی آٹا ہو آٹا ہوا بولی روٹی ہو روٹی پکی جب مین دیکھی کہ جو کہون سو ہوتا ہی مجھے ندامت
ہوی واللہ اے ام المومنین مین ابھی کچھ سحر نہین کی ہون اور آیندہ بھی کبھی کچھ نکرونگی اب میرا ایمان گیا سو
کسطرح آویگا بی بی عایشہ اسکو کچھ جواب ندئے اسوقت صحابہ رضی اللہ عنہم بہت تھے سو ان سب سے پوچھی
کوئی اسکو تدبیر نہ بتایا سبکو یہی اندیشہ ہوا کہ ہمکو معلوم نہین سو مسئلے کا کیا جواب دین مگر ابن عباس رضی اللہ
عنہما یا اُن پاس کوئی تھا اس عورت کو بولا اگر تیرے ماں باپ دونون زندہ ہین یا ایک زندہ ہے تو اُنکی
خدمت کر تجھے بس ہے کہ شاید ایمان پھر آویگا اور روایت کیا ہی ابن المنذر نے اوزاعی کے طریق سے ہارون
بن رئاب سے کہا کہ مین عبدالملک بن مروان کے پاس گیا تھا دیکھا تو اُسکے پاس ایک شخص تکیہ لگائے بیٹھا ہے
لوگ مجھ سے بولے یہہ شخص ہاروت و ماروت سے ملاقات کیا ہی پھر اس سے کیفیت دریافت کیا اُسکی آنکھ
سے اشک نکلنے لگے اور بولا میرا باپ میرے لڑکپن مین موا اور میری ماں مجھے پیسا بیحساب دیا کرتی تھی
جو کچھ دیتی اسکو مین اُڑا دیتا اور ماں نہین پوچھتی کہ تونے ان پیسون کو کیا کیا ایک مدت اسی طور پر گذر گئی
جب مین بڑا ہوا تو اس سے پوچھا میرا باپ اتنا مال کہان سے جمع کیا تھا بولی بیٹا تجھے جتنا درکار ہے اتنا لے لیکن

مت پوچھ کہ کہانسے یہہ مبلغ آیا ہے اسمین تیری بھلائی ہے پھر مین کد کرنے لگا اُسنے مجھے ایک گھر
مین لیجا کر دکھائی کہ یہہ تیرے باپ کا خزانہ ہے جتنا چاہتا ہے اتنا خرچ کر اور اسکا سبب مت پوچھ پھر
مین اصرار کرنے لگا لاچار ہو کے بولی تیرا باپ ساحر تھا سحر کے زور سے یہہ تمام مال حاصل کیا تھا پھر مین چندے
صرف کیا لیکن مجھے فکر ہوی کہ چند روز کے عرصہ مین یہہ مال خرچ ہو جائیگا پھر گذر انکی کیا راہ بہتر یہہ ہے کہ مین
بھی وہ سحر سیکھون ماں سے پوچھا میرے باپ کا دوست کون تھا بولی فلانا شخص وہ دوسرے شہر مین رہتا تھا
مین سفر کا اسباب مہیا کر کے اُسکے پاس گیا اُسنے پوچھا تو کون ہے مین بولا فلانا ہون تیرے فلانے دوست
کا لڑکا وہ شخص میری بہت خاطرداری کیا اور بولا تیرا باپ تیرے لئے مال بہت سا چھوڑ گیا تھا کہ تیری زندگی
تک کفایت کرے مین بولا مین سحر سیکھنے کو آیا ہون وہ بولا اُسکا سیکھنا تیرے حق مین بہت بُرا ہی ہرگز
تو اُسکا خیال نکر مین اُس سے بجد ہوا وہ مجھے قسمین دینے لگا کہ اسکو مت سیکھ جب مین بہت اصرار کرنے لگا
تو لاچار ہو کے بولا اب تو جا اور فلانے روز آ پھر مین اسکے وعدے کے دن حاضر ہوا پھر مجھے قسمین دیکے منع
کرنے لگا مین نے اُسکا کہا نہ مانا میرا جد و کد دیکھکے بولا تجھے ایک جگہہ لیجاتا ہون تو وہان اللہ تعالی کا کچھ
نام مت لیجیو پھر مجھے ایک تہ خانہ مین لیجا پھر مین زمین کے نیچے تین سو سیڑہی سے زیادہ اُترا اگر دن کی
روشنی ویسی ہی تھی جب اُسکے نیچے پہنچا تو دیکھا ہاروت و ماروت بزنجیرونمین معلق لٹکے ہین اور اُنکی آنکھ
ڈہالون کی سی ہین اور سر بھی بہت بڑا ہے اور انکو پر مین انکے دیکھتے ہی میری زبان سے نکل آیا لا الہ الا
اللہ وے دونون پر مارکے بہت چلائے اور بہت روئے ایکساعت کے بعد خاموش ہوے پھر مین بولا
لا الہ الا اللہ پھر ویسا ہی کئے اور ایک ساعت کے بعد خاموش ہوے مین تیسرے بار بھی بولا تو ویسا ہی
کئے پھر خاموش ہوے اور مین چپکا ہو رہا بعد میری طرف دیکھکے بولے کیا تو آدمی ہے مین بولا ہان پھر مین نے
پوچھا اللہ کا نام لینے سے تم کیون ایسی بیقراری کئے تو بولے جب سے ہم عرش کے نیچے سے نکلے ہین اس
نام کو نہین سُنتے پھر پوچھے تو کسکی امت مین ہے بولا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مین ہون پوچھے
کیا محمد مبعوث ہو چکے تو مین بولا ہان پوچھے سب لوگ ایک ہی حاکم کے تابع ہین یا انمین اختلاف ہے
مین بولا ایک ہی کے تابع ہین یہہ سننے سے خفا ہو پوچھے لوگون کے معاملے آپس مین کسطور پر ہین بولا

بد طور پر مین یہہ سُنکے خوش ہوے پھر پوچھے آبادی طبریہ کے تالاب تک پہنچی یا نہین تو مین بولا نہین
پھر اس سے خفا ہوے پھر مین پوچھا لوگ ایک حاکم پر جمع ہین کرکے بولنے سے تم خفا ہوے اور لوگون کے
معاملے آپس مین بد ہین کہنے سے خوش ہوے پھر آبادی طبریہ کے تالاب تک نہین پہنچی کہنے سے خفا ہوے
اسکا باعث کیا ہی تو کہے جب تک لوگ ایک ہی شخص کے تابع رہینگے تو قیامت نزدیک نہین اور لوگون کے
معاملے جب بد ہوے تو ہمکو امید ہوی کہ قیامت نزدیک ہی اس سے ہم خوش ہوے جب تک آبادی طبریہ کے تالاب تک
نہ پہنچے قیامت نہ آویگی سو آبادی وہان تک نہین پہنچی کرکے سُننے سے ہم ناخوش ہوے پھر مین اُنسے بولا
مجھے کچھ وصیت کرو تو بولے اگر تجھے طاقت ہو تو شبکو عبادت کیواسطے جاگتا رہ کیونکہ بڑا مشکل امر در پیش
ہے انتہی جب اللہ تعالی فرمایا کہ سحر کو تاثیر ہے تو مظنہ ہوا کہ کوئی سمجھے اسمین فی نفسہ تاثیر ہے تو
اِس گمان کو دفع کرنیکے لئے بولا وَمَا هُم بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ اور وہ
یعنے جادوگر اُس سے یعنی سحر سے بگاڑ نہین سکتے کسی کا مگر اللہ کے اذن سے کیونکہ اسباب کی تاثیر بالذات
نہین جبتک ارادہ آلہی نہو سو سحر سے جب کچھ تاثیر ہو تو جانئے کہ اللہ کے قضا اور اسکی قدرت اور مشیت سے
ہے وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ اور سیکھتے ہین جس سے انکو نقصان ہے یعنی آخرت مین وَلَا
يَنفَعُهُمْ اور نفع نہین دیتا انکو یعنے سحر کیونکہ انکا ارادہ سحر کے سیکھنے سے اوسپر عمل کرنا اور لوگوکو
ضرر پہنچانا ہے یا اس علم کا سیکھنا منجر عمل کی طرف ہوتا ہے اِس آیت سے معلوم ہوا کہ جس علم کے سیکھنے مین
ضرر ہو تو اسکا سیکھنا حرام ہے امام غزالی نے اپنی کتاب احیاء العلوم مین لکھا ہی علم دو قسم پر ہی ایک محمود دوسرا
مذموم پھر محمود شرعی ہی یا غیر شرعی شرعی وہ ہی جو حاصل کیا جاتا ہی انبیا علیہم الصلوۃ والسلام سے اور اسمین
عقل کی تیزی کو یا تجربے کو یا سماع کو دخل نہین غیر شرعی وہ جو حاصل ہوتا ہی عقل سے جیسے ہندسہ اور
حساب وغیرہ یا تجربے سے جیسے طب یا سماع سے جیسے لغت جو شرعی ہے سو محمود ہی اور غیر شرعی جو وسیلہ
اور سبب ہی شرعی حاصل کرنیکا یا اُسمین منفعت جانتے ہی تو وہ بھی محمود ہی اگر مضرت ہونیکا اندیشہ ہی تو وہ
مذموم اور حرام ہی پھر علم محمود یا فرض عین ہی یا فرض کفایہ یا مستحب ہے یا فضیلت یا مباح فرض عین وہ ہی
کہ جسکا جاننا ہر شخص پر فرض عین ہی سو پہلا واجب مکلف پہ سیکھنا کلمہ شہادتین ہی لا الہ الا اللہ

محمد رسول الله اور اسکا معنی سمجھنا اسکو بدلایل حاصل کرنا واجب نہین بلکہ تصدیق اور مضبوط اعتقاد
کہ جسمین شک اور اضطراب کو داخل نہو کافی ہی اگرچہ بتقلید حاصل ہو پھر اسکے بعد نماز روزہ زکوۃ حج وغیرہ
کہ جن کا کرنا فرض عین ہے اور جن چیزونکا ترک کرنا فرض ہے اسکو سیکھنا اور جس چیز کا اعتقاد کرنا فرض ہے
پھر جب مال ہو تو اسکے احکام سیکھنا فرض ہوتا ہی اور حج فرض ہی جب حج کرنا اسپر فرض ہو چکا تو اُسکے ارکان
وغیرہ سیکھنا فرض ہوتا ہی اور جن چیزون کا کرنا مستحب ہے اُنکا جاننا بھی مستحب ہے اور فرض کفایہ وہ علم ہی کہ جسکے
جاننے پر امور دنیا کا قوام ہوتا ہی اگر وہ علم جاننے والا کسی شہر مین نہو تو شہر کے تمام لوگ گناہ گار ہوونگے
اگر ایک شخص نے حاصل کیا تو کفایت کرتا ہی اور دوسرون کے ذمہ سے فرض ساقط ہوتا ہی اور فرض
کفایہ مین جو شرعی ہی سو چار قسم پر ہی پہلا اصول ہی وہ جاننا قرآن کا اور حدیث اور اجماع امت اور صحابہ
کے آثار دوسرا فروع جو ان اصول کے معانے سے علماؤن نے سمجھ کے نکالے ہین اگر وہ فروع دنیا کے
مصلحتون سے تعلق رکھتا ہی وہ علم فقہ ہی اگر آخرت کے مصلحتون سے متعلق ہی تو وہ علم تصوف ہی تیسرا مقدمات
اور آلات مین یعنی اصول کا جاننا اسپر موقوف ہی وہ علم نحو صرف اشتقاق لغت معانی بیان بدیع
ہی تو یہ علوم انکے ذات کی نظر کرتے شرعی نہین لیکن ہماری شریعت عربی زبان مین آئی ہی جبتک کوئی
اِن علوم کو نہ جانے وہ زبان معلوم نہین ہوتی اسواسطے ان علوم کا جاننا بمنزلہ آلہ یعنے ہتیار کے ہوا
اور لکھنا سیکھنا بھی آلات مین داخل ہی چوتھا متممات ہین یعنے انکو حاصل کرنیسے اصول پورے ہوتے ہین وہ
علم قرات اور حروف کے مخارج اور تفسیر اور ناسخ منسوخ اور عام خاص اور نص اور ظاہر اور انکو استعمال کرنیکی
راہ کہ جسکو اصول فقہ کہتے ہین جاننا اور حدیثون کے راویونکے نام اور صحابہ کا احوال دریافت کرنا اور
غیر شرعی طب ہے کہ جسپر بدن کی صحت موقوف ہی اور حساب کہ جسپر معاملات اور وصیت اور میراث کی تقسیم
موقوف ہی اُنکے سوا اور بھی بہت سے علم ہین کہ جسپر امور دنیا کا قوام ہے جیسی فلاحت اور حیاکت اور سیاست
وغیرہ اِنکا جاننا بھی فرض کفایہ ہی اور وہ علم جو فضیلت کا باعث ہی اور جاننا اُسکا فرض نہین جیسی حساب کے
دقایق اور طب کی مخفی باتین اور انکے سوائی دوسرے علوم کہ جسپر امور دنیا کا قوام موقوف نہین
لیکن اسکے جاننے سی علم ضروری کو قوت زیادہ ہوتی ہی اور علم جو مباح ہے سو علم تاریخ اور ہندسہ اور ہیئت

اور شعر کا علم کہ جسمین قبیح بات ہووے شعر مین اگر بد باتین ہین یا کسی مومن کی ہجو ہے یا زن معینہ کی یا امرد کی
تشبیب ہی یا مدح مین مبالغہ حد سے زاید ہی تو ویسا شعر کہنا اور پڑھنا حرام ہی اور علم جو مذموم ہی علم سحر
اور طلسمات اور شعبدہ اور تلبیسات اور شعر قبیح وغیرہ اور یہ علوم جو مذموم ہوے سو انکی ذات کے دیکھتے نہین
بلکہ تین سبب سے ہی اگر کوئی ایک سبب اُسمین پایا جاوے تو بندون کے حق مین وہ علم مذموم ہوتا ہی۔ پہلا سبب
اسکے جاننے سے آپکو یا غیر کو ضرر پہنچے سحر اور طلسمات کی حرمت اسی لئے ہی۔ دوسرا سبب اکثر احوال مین مضر
پڑہتا ہی جیسا نجوم کا علم اُسکی ذات کے دیکھتے مذموم نہین کیونکہ نجوم یا حساب ہی روز و نکا اور بیان ہے
ستارون کی چال کا اسکی طرف تو قرآن شریف مین بھی اشارہ ہی الشمس والقمر بحسبان سورج
اور چاند کو ایک حساب ہے والقمر قدرناہ منازل حتی عاد کالعرجون القدیم اور چاند
کو ہمنے اندازہ کین منزلین یہانتک کہ پھر ارہا جیسی ٹہنی پرانی یا اسبابکو دیکھکے حوادث پر دلیل پکڑتے ہین
جیسا طبیب نبض دیکھکے بیماری پر استدلال کرتا ہی وہ تو عادت آلہی کی معرفت ہی جو جاری کیا لیکن وہ علم
مذموم ہونیکا باعث یہہ ہے کہ اُسکا جاننا اکثر لوگون کے حق مین مضر پڑھتا ہی انکو کوئی کہہ دیوے ستارونکی اس
حرکت سے یہہ بات ہوگی تو انھون کے دلمین آتا ہی کہ وہی موثر ہین اور سب کاروبار جہانکا انھین کی تدبیر سے
ہوا کرتا ہی پھر ان ستارون کی عظمت اُسکے دلمین جگہ کرتی ہی اُسکے دلکی التفات اُنہین کی طرف ہوتی
ہے اور نیکی بدی اُنہین کے جہت سے ہی کرکے دیکھتا ہی اور اُسکے دل سے اللہ تعالی کا نام محو ہوتا ہی کیونکہ
جسکے یقین مین ضعف ہوتا ہی تو اسکی نظر وسایط پر اور اسباب جو قریب پڑتی ہین ہوتی ہی اور مسبب الاسباب
کی طرف نہین دیکھتا اور جو شخص عالم استوار ہی تو دیکھتا ہی کہ سورج اور چاند اور ستارہ تمام اللہ کے حکم کے
مسخر ہین دوسری وجہ نجوم کی حرمت کی یہہ ہے کہ اُسکے احکام محض اٹکل سے ہوا کرتے ہین اُسمین
ظن بھی حاصل نہین ہوتا یقین کا تو کیا دخل ایسے پر حکم کرنا جہل ہوا کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے نجوم کا علم
ادریس علیہ السلام کو عطا کیا تھا اب وہ مندرس ہوا پھر منجم جو کہتا ہے سو اتفاقاً کبھی سچ ہو جاتا ہی اور
اکثر خلاف ہوا کرتا ہی کیونکہ تاثیرات جو کہے ہین انکے حاصل ہونے کو شروط اور موانع رہتے ہین کہ
بشر کو اُسپر اطلاع ممکن نہین تیسری وجہ یہہ کہ اسمین کچھ حاصل نہین محض بیفائدہ چیز ہے اللہ صاحب

جو مقدر کر چکا سو ہونا ہی اس سے احتراز کرنا ممکن نہین انسان کو اپنی عمر کی پونجی کو کہ اُس سے شریف تر
کوئی چیز نہین فضولی مین بیفایدہ ضایع کرنا بڑا خسارہ ہی ان وجہ سے علم نجوم حرام ہوا تیسرا سبب مذموم
ہونیکا خوض کرنا ایسے علم مین کہ اُسمین اپنے تئین کچہ فایدہ نہین جیسا دقیق علوم پڑھنا پیش از جلی علوم کے
اور جیسا بحث کرنا اسرار الٰہی سے کہ جسکی راہ سوائے انبیا اور اولیا کے دوسریکو معلوم نہین سو ایسے علم
کا بحث کرنا مذموم ہی اور اس سے باز رہنا واجب ہے علم کلام اور منطق دونون علم محمود ہین یا مذموم اسمین
اختلاف ہی متقدمین کے پاس حرام تھا چنانچہ امام نووی اور ابن الصلاح انکی حرمت پر نص کئے ہین کیونکہ
علم کلام مین عقاید کے دلایل جو قرآن و حدیث مین مذکور ہین اسپر اکتفا نکر کے عقلی دلایل سے اسکو ثابت کرنا ہی اور باطل
مذہب والونکی بات لکھکے انکے ساتھ جھگڑنا پھر کہین تو محض بیہودہ باتین ہین اور کہین تو ایسی چیزین خوض کرتے ہین
کہ اُسمین دین کی باتون کا دخل نہین اسلئے سابق کے علما اُسکو بدعت اور بیفایدہ جانکے نہین سیکھتے تھی متاخرین کے
نزدیک علم کلام پڑھنا جایز ہوا کیونکہ اہل بدعت بہت ہو گئے اور قرآن و حدیث مین شبہے ڈالکے اکثر لوگونکو
گمراہ کرنے لگے اُنکے شبہون کو دفع کرنیکے واسطے علم کلام کو جاننا محمود ٹھہرا اسقدر کہ اگر کوئی بدعتی اپنی
بدعت کی طرف بلانیکا قصد کرے تو اُسکے دفع کیواسطے جتنا ضرور ہو اُتنا جاننا فرض کفایہ ہوا اور اسی علم کلام
کے دلایل کو ترتیب دینے کی راہ علم منطق مین مذکور ہی جب علم کلام کا جاننا بقدر حاجت فرض کفایہ ہوا تو علم
منطق بھی جو اسکے لئے بمنزلہ آلہ کے ہی کا سیکھنا فرض کفایہ ٹھہرا علم فلسفی کو علوم مین شمار نہین کرتے کیونکہ علم مستقل
نہین بلکہ وہ مشتمل ہے چار چیز پر ایک تو ہندسہ اور حساب ہے اسکا حکم مذکور ہوا اور ان سے منع نہین مگر جو شخص
انکو حاصل کرنیسے علوم مذمومہ کا راغب ہو ویگا اسکا اندیشہ ہو تو اُسکے حق مین حرام ہوتے ہین دوسرا
منطق اسکا حکم بھی مذکور ہوا تیسرا الٰہیات ہی اور اسمین بحث کرتے ہین اللہ کی ذات اور صفات سے یہہ علم
کلام مین داخل ہی اور فلاسفہ اُسمین کچہ نئی طرح اختراع نہین کئے بلکہ وے ایک مذہب اختیار کئے ہین کہ بعض اسکا
کفر ہے اور بعض بدعت چوتھا طبیعیات ہے اسکے بعضے بحث شرع کے مخالف ہین وہ جہل ہی علم نہین اور بعضے
بحث تعلق رکھتے ہین اجسام کے صفات سے اور اُنکے استحالت اور تغیر سے یہہ بحث مشابہت رکھتا ہی طب سے لیکن
طب کے طرف احتیاج ہی اور اسکی جان جانیکی طرف کچہ احتیاج نہین **وَلَقَدۡ عَلِمُوۡا** اور مقرر جان چکے ہین وے

پڑھنا منطق

یہود کہ لَمَنِ اشْتَرٰىهُ جو کوئی اُسکا خریدار ہو یعنی جو کوئی سحر کو اختیار کیا مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ
خَلَاقٍ اُسکو آخرت مین کچھ حصہ نہین یعنی اُسکے نصیب مین جنت نہین وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖ
اَنْفُسَهُمْ اور بہت بُری چیز ہی جسپر بیچا اپنی جانکو یعنی اُنکی جانکو دینداری کے سبب آخرت مین جو حظ تھا اُسکو
سحر اور کفر اختیار کر کے کھو دیا لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ اگر اُنکو سمجھ ہوتی پہلی آیت مین اُنکو علم ثابت کیا
اب اُسکی نفی کیا کیونکہ جب وے جانتے کہ جو کوئی سحر کا خریدار ہو تو اسکو آخرت مین حصہ نہین باوجود اِس
علم کے جب وے اُسکا خلاف کئے اور سحر مین مشغول ہوے اللہ کی کتاب پر عمل کرنا چھوڑ دئیے اور رسول علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے جو فرمایا سو عناد کی راہ سے ترک کئے تو علم سے نکل گئے وے اور جاہل دونون برابر ہین
جو کوئی علم پر عمل نکرے تو گویا اُسنے علم کو سیکھا ہی نہین یا علم جو پہلے ثابت کیا اس سے مراد عقل ہی اور
جو نفی کیا سو تفکر کرنا یعنی سحر کی قباحت کو غور سے سوچتے تو اسکو اختیار نکرتے یا ثابت کیا سو علم
اجمالی ہے اور نفی کیا سو علم یقینی یعنی اُنکو اُسکی قباحت کا یقینی علم ہوتا تو اسکو نکرتے یا ثابت کیا سو
علم عذاب مترتب ہونیکا اور نفی کیا سو عذاب کی حقیقت جاننا وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ
مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ اور اگر وے یقین لاتے اور پرہیز رکھتے تو بدلا تھا اللہ کے یہان سے بہتر یعنی وے
یہود اگر ایمان لاتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن پر اور ڈرتے اللہ کے عذاب سے اور کفر اور سحر چھوڑ دیتے
تو البتہ اُنکو اللہ تعالی کے یہان سے بہتر ثواب ملتا اُس سے انہون نے جو حاصل کئے لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ
اگر اُنکو سمجھ ہوتی یعنی اللہ کے یہان کا ثواب بہتر ہے سو اُنکو سمجھ ہوتی تو ہرگز سحر کو نہ اختیار کرتے
يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا اے ایمان والو تم نہ کہو راعنا اِس آیت کے نازل ہونیکا
سبب یہہ ہی کہ مسلمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جب سخن کرتے تو کہتے راعنا یا رسول اللہ اُسکا معنی ہماری
مراعات کرو ہمارے سخن کی طرف متوجہ ہو یا ہماری مراعات کرو اور سخن آہستہ فرماؤ تا اسکو ہم سمجھین مومنان
یہہ لفظ کہنے کا سبب ابن جریر اور ابن المنذر نے سدی سے روایت کئے ہین کہ دو یہودی مالک بن صیف
اور رفاعہ بن زید جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرتے تو باتون مین کہا کرتے راعنا سمعك
واسمع غیر مسمع پھر مسلمان سمجھے کہ شاید یہہ لفظ تعظیم کا ہی کہ یہ اپنے انبیا کو کہا کرتے تھے سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو

ع ۱۴

اس لفظ سے خطاب کرنے لگے اور یہہ لفظ یہود کی زبان مین گالی تھی یہود اسکو مسلمانون سے سنکر خوش ہوے
اور آپسمین کہے ہم محمدؐ کو گالی خفیہ دیا کرے تھے اب علانیہ کہو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس آکے کہتے یا محمد راعنا
اور گالی کا ارادہ کرکے ہنستے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو انکی زبان معلوم تھی یہود سے وہ لفظ سنکے انکا غرض
سمجھے اور کہے ای اللہ کے دشمنون تمپر اللہ کی لعنت اگر دوسرے بار یہہ لفظ کوئی شخص تمھارے مین کا کہتا ہوا سنون
تو اسکو مار ڈالونگا یہود کہے تم بھی تو وہی لفظ کہا کرتے ہو پھر ہمکو منع کرنیکا موجب کیا تب اللہ تعالی نے مومنونکو
فرمایا کہ ایسا لفظ مت کہا کرو یہود کو اسکے سننے سے گالی دینے کا ذریعہ ملتا ہی وَقُوْلُوا انْظُرْنَا
اور کہو انظرنا اسکا معنی ہمارے طرف دیکھ یا ہماری بات سن یا آہستہ بات کر تا ہم سمجھین روایت کیا ہی
ابو نعیم نے دلایل مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ یہہ آیت نازل ہوی بعد مومنون نے کہے اگر کسیکو راعنا
بولتے سنو تو اسکی گردن مارو پھر یہود اس لفظ کے کہنے سے باز آئے وَاسْمَعُوْا اور سنتے رہو یعنی
تمکو جو حکم ہوتا ہی اسکو سنکے قبول کرو یہود جو کہے تھے ہم سنے اور نہ مانے ویسا مت کہو یا سنتے رہو تمکو جو حکم
ہوا ہے اجید ہوکے اور راعنا کہنے سے جو منع آیا پھر اسکو نہ کہنا اس آیت مین اللہ صاحب نے مسلمانون کو امر کیا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کیا کرو اور انکے خطاب کے واسطے ایسا لفظ اختیار کرو کہ جس سے
کچھ بے ادبی نہ نکلے اور ایسی بات جس مین یہود وغیرہ کی خوشنودی ہی پیغمبر کے خطاب مین مت کہو وَ
لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اور منکرون کو یعنی انکو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کرتے ہین
اور گالی دیتے ہین دکھ کی مار ہے یعنے دوزخ ہی مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ
وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ دل نہین چاہتا ان لوگون کا
جو منکر ہین کتاب والون مین اور شرک والون مین یہہ کہ اترے تمپر کچھ نیک بات تمھارے رب سے یہود کی ایک
جماعت تھی کہ مومنون سے دوستی ظاہر کرتی اور کہتی ہم تمھاری خوبی چاہتے ہین سو اللہ صاحب نے انکی تکذیب کیواسطے
یہہ آیت اتارا اول کافرونکو عام ذکر کرکے پھر انکی دو قسم بیان فرمایا ایک تو اہل کتاب دوسرے مشرک
یعنے بت پرست وغیرہ اور نیک بات سے مراد یا وحی ہے یعنی وے لوگ تمھارا حسد کرتے ہین اور تمپر کچھ وحی اترنی
آرزو نہین کرتے یا مراد علم اور نصرت سے بغوی نے اس آیت کے نزول کا سبب یون لکھا ہی کہ انصار نے

اپنی خلفا ہو وجو تھے انکو کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ وے بولے ہم جس دین پر ہین اُس سے
تمھارا یہہ دین نیک نہین ہم آرزو کرتے ہین کہ وہ بہتر ہو وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ
اور اللہ خاص کرتا ہی اپنی رحمت سے جسکو چاہے رحمت سے مراد نبوت ہی یا اسلام یعنی اللہ تعالیٰ نبوت اور رسالت
سے خاص کرتا ہی جس بندیکو چاہے اور ایمان اور ہدایت کی راہ بتلاتا ہی جسکو چاہے وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ
الْعَظِيْمِ اور اللہ بڑا فضل رکھتا ہی یعنی جو خوبیان بندون کو پہنچتے ہین دین اور دنیا مین محض اسکا فضل ہی
بندے اسکا استحقاق نہین رکھتے کسیکا حق اللہ تعالیٰ پر کچھ نہین اور کوئی امر اسپر واجب نہین اسکی حکمت جس بات
پر مقتضی ہو ویسا ہی کرتا ہی مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ جب نسخ کرتے ہین ہم کوئی آیت آیت کے نازل ہونیکا سبب
یہہ ہی کہ کافرون نے کہنے لگے محمد اپنے اصحاب کو ایک حکم کرتا ہے پھر اُس سے منع کرکے دوسرا حکم کرتا ہے
آج ایک بات کرکے کل اُس سے پھر جاتا ہی سو یہہ نہین مگر اپنے دلسے کرتا ہے اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے
سورہ نحل مین فرمایا واذا بدلنا اٰية مكان اٰية والله اعلم بما ينزل قالوا انما انت
مفتر اور جب ہم بدلتے ہین ایک آیت کی جگہ دوسری اور اللہ بہتر جانتا ہی جو اتارتا ہی کہتے ہین تو
جھوٹ بنالاتا ہی پھر اللہ تعالیٰ ما ننسخ کی آیت اُتارا اور نسخ کی حکمت بیان کیا اور فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف
سے ہی لغت مین نسخ کی دو معنی ہین ایک نقل کرنا اور پھیرنا اِس معنی سے کہتے ہین کتاب کو نسخ کیا یعنی اسکی
نقل لیا یہہ معنی یہان مراد نہین دوسری معنی زایل اور موقوف کرنا وہی معنی اس جگہ مراد ہی اور فقہا اپنی
اصطلاح مین اس سے یون تعبیر کرتے ہین کہ ایک حکم شرعی کو دوسری شرعی دلیل سے جو اُسکے بعد ہی موقوف کرنا
اور نسخ مسلمانون کے پاس جایز ہے اور واقع ہوا ہی اور نسخ نہین ہوتا مگر احکام مین اوامر نواہی مین اخبار مین نسخ
نہین اور قرآن کا نسخ کئی وجہ پر ہے ایک حکم آیت کا منسوخ ہونا اور تلاوت اسکی باقی رہنا جیسی آیت وصیت کی
قرابت والون کو منسوخ ہوی میراث کی آیت سے اور مرد موا سو عورت ایک برس تک عدہ بیٹھنا موقوف ہوا
چار مہینے دس روز کے عدہ سے دوسرا تلاوت موقوف ہونا اور حکم باقی رہنا جیسی آیت الشيخ والشيخة اذا
زنيا فارجموهما نكالا من الله والله عزيز حكيم شیخ اور شیخہ یعنی محصن اور محصنہ جب زنا کرے
تو تم انکو رجم کرو عقوبت ہی اللہ کی طرف سے اور اللہ زور آور ہی حکمت والا رجم کا حکم باقی ہے لیکن اُس آیت کی تلاوت

ثلاثہ ارباع

منسوخ ہوئی تیسرا حکم اور تلاوت دونون موقوف ہونا جیسی ابو داود نے ناسخ منسوخ کی کتاب مین اور ابن المنذر
اور ابن الانباری کتاب المصاحف مین اور ابو ذر ہروی فضایل کی کتاب مین ابی امامہ بن سہل بن حنیف سے
روایت کئے ہین کہ صحابہ مین ایک شخص شب کی نماز مین ایک سورت پڑھنا چاہا سو اسکو پڑھ نہ سکا دوسرا
چاہا وہ بھی نہ پڑھ سکا تیسرا چاہا وہ بھی نہ پڑھ سکا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دئے تو حضرت فرمائے اس سورت کی
تلاوت اور احکام سب موقوف ہوئے انتہی اور احکام جو منسوخ ہوتے ہین کہین اس حکم کے بدلے دوسرا حکم ہوتا ہی جیسا
قبلہ اول بیت المقدس کی طرف تھا پھر وہ منسوخ ہوکے کعبہ کی طرف ہوا اور کبھی اسکے بدلے دوسرا حکم نہین ہوتا
جیسی آیت نجوی کی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے مخفی بات کرنا چاہے تو حضرت کے پاس اول صدقہ
دھر دینا بعد اسکے سخن کرنا پھر یہہ حکم منسوخ ہوا اور اسکے بدلے دوسرا حکم نہین آیا یہود اور نصاری نسخ کا انکار
کرتے ہین اور کہتے ہین ایک حکم اول کرکے پھر اسکو منسوخ کرنا یا جہل ہے یا عبث کیونکہ اللہ تعالی اول ایک حکم
کرکے پھر اسکو جو موقوف کیا اول اس حکم مین جو حکمت تھی کیا اسکو معلوم نتھی پھر بعد معلوم ہوی اسلئے
تازہ حکم کیا تو اس مین جہل لازم آتا ہے اگر اسمین کچھ حکمت نہین تو اسکو منع کرنا عبث ہی اور
محال ہے کہ اللہ تعالی عبث حکم کرے اسکا جواب یہہ ہے اللہ تعالی مالک ہے جو چاہے سو حکم کرے اور جو چاہے
منع کرے حکمت اور مصلحت کا اعتقاد کرنا اسکو اپنے مانند عاجز سمجھنا ہے اگر ہم مصلحت کو
اعتبار کرین تو کہینگے حکمت اور مصلحت نظر کرتے زمانیکے اور جگہہ کے اور لوگون کے مختلف ہوا کرتی ہے جیسی دوا ایک
موسم مین اسکو کھاتے ہین دوسرے موسم مین کھاوین تو ضرر دیگی ویسا ہی احکام اللہ تعالی کے علم ازلی مین تھے
کہ فلانے وقت تک یہہ حکم باقی رہنا بندون کے لئے مصلحت ہے پھر اسکے بعد یہہ حکم موقوف ہونا مصلحت ہے اس تقدیر پر
نسخ ہونے سے جہل لازم نہین ہوتا یہود کا انکار کرنا محض عناد کی راہ سے ہی توریت کے نسخے جو ترجمہ ہوا ہے جو ہین بہت
سے احکام کا نسخ اب انہین پایا جاتا ہی آدم کو حکم تھا اپنے فرزندون سے بھائی اور بہن جو توام نہون نکاح کردینا
بعد اسکے وہ حکم نہ رہا اور اللہ صاحب نے ابراہیم کو حکم کیا تو اپنے بیٹے کو میری راہ مین قربانی کر جب ابراہیم علیہ السلام
نے لڑکے کو زمین پر لٹاکے ذبح کرنا چاہے فرشتہ نے کہا اپنا ہاتھ لڑکے پر مت بڑہا اور اسے ذبح مت کر اور اسکے
بدلے ایک گوسپند قربانی کر اور شنبہ کا دن اگلے پیغمبرون پر حلال تھا موسی علیہ السلام نے اسکی تعطیل مقرر کیا اور اللہ تعالی نے

بنی اسرائیل کو امر کیا جبارین کو قتل کرکے تم بیت المقدس مین داخل ہو جب وے لوگ نہ مانے بیت المقدس مین
مین داخل ہونا اُنپر حرام کیا اور گوشت اور چربی اول اُنپر حلال کیا تھا جب بچھڑے کو پوجنے لگے تو اُنکے لئے چربی حرام
کیا اور شنبہ کی تعطیل کو نصارا نے موقوف کئے اور ختنہ کرنیکا تاکید حکم جو توریت مین ہے اسکو بھی موقوف کئے غرض اس
قبیل کے بہت سے احکام توریت اور انجیل مین منسوخ ہوے ہین اُنکے ذکر کرنیکی یہہ جگہہ نہین اور نسخ کے احکام و غیرہ بہت سے
ہین اصول فقہ مین معلوم کرلو اَوْ نُنْسِهَا یا بھلا دیتے ہین اُس آیت کو یعنی تیرے دل سے اُسکو محو کر دیتے ہین
نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا لے آتے ہین اُس سے بہتر یعنی اُسمین تمکو نفع بہت ہو اور آسان اور ثواب بڑھکے بہتر سے یہہ
مراد نہین کہ ایک آیت دوسری آیت سے بہتر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کلام سبھی بہتر ہے اَوْ مِثْلِهَا یا اُسکے برابر یعنی تکلیف مین اور ثواب مین
اور منفعت مین اِسکے برابر ہے اسوقت اُسکے موقوف کرنے کی حکمت امتحان ہے بندون سے پھر ایک حکم منسوخ
ہوکے دوسرا اُس سے آسان ہوتا ہے تو مومنون کو اُسپر عمل کرنا آسان ہوتا ہے جیسے تہجد کی نماز اول فرض تھی
اُس مین لوگون کو نہایت مشقت تھی بعد اُسکی فرضیت منسوخ ہوئی تو وے مشقت سے چھوٹ گئے اور جب ایک
آسان حکم منسوخ ہوکے دوسرا اُس سے مشکل آتا ہے تو ثواب بڑھکے ملتا ہے جیسے روزے اول چند روز معین بیچ
مین تھے پھر وے منسوخ ہوکے ایک پورے مہینے کے روزے مقرر ہوے سو اگرچہ اِس مین مشقت بڑھکے ہے لیکن اُسکا ثواب
کامل اور بہت ہے اور جو حکم منسوخ ہوکے دوسرا اُسکے مثل ہوتا ہے تو مشقت مین کچھہ تفاوت نہین جیسے تھی زمین بیت المقدس
کی طرف متوجہ ہونا موقوف ہوکے کعبہ کی طرف توجہ کا حکم ہوا سو ادھر منہہ کرکے کھڑے ہونے مین مصلی پر کچھہ مشقت
نہین اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کیا تجھکو معلوم نہین کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے ایک
آیت کو موقوف کرکے اسکی مثل یا اُس سے بہتر لے آنا اُسکو مشکل نہین کیونکہ احکام جو مشروع ہوے اور آیات نازل
جو ہوے سو بندونکی مصلحت اور اُنکی نفوس کی تکمیل کیواسطے ہے اور یہہ بات زمانہ کے اور شخص کے دیکھنے مختلف ہوا کرتی
ہے جیسے معاش کے اسباب ایک وقت مین نفع دیتی سو چیز دوسرے وقت مین ضرر دیتی ہے اَلَمْ تَعْلَمْ کیا تجھکو معلوم
نہین اس آیت مین اور اوپر کی آیت مین خطاب ہے اُن لوگون کو جو نسخ کے منکر ہین اس تقدیر مین الم کا ہمزہ انکار
کے واسطے ہوگا بعضے کہتے ہین خطاب ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مراد اُس سے امت ہے پس ہمزہ تقریر کیواسطے
ہوگا اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کہ مقرر اللہ ہی کو سلطنت ہے آسمانونکی اور زمین کی

یعنی آسمان و زمین مین تصرف کرنا اللہ ہی کو ہے غیر کو نہین جو چاہے سو کرے امر کرے یا نہی نسخ کرے یا تبدیل
وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ اور تمہارے واسطے نہین اللہ کے سوا کوئی حمایتی
اور مددوالا أَمْ تُرِيدُونَ أَن تَسْأَلُوا رَسُولَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوسَىٰ مِن قَبْلُ
کیا تم بھی چاہتے ہو کہ سوال کرو اپنے رسول سے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسے سوال ہو چکے موسی سے پہلے یعنی
موسی سے انکی قوم سوال جو کی تھی کہ اللہ کو سامھنے بتادو اور اسکے سوا اور کہ بہت سی سوال کئے تھے ویسا تم بھی سوال
کرتے ہو اس آیت مین اللہ تعالے نے مومنونکو منع کیا ہی ایسا سوالات سے کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت معجزون سے اور
روشن دلایل سے ثابت ہوتی ہے پر بھی سوال کرنا محض عناد ہی اس آیت کی شان نزول کو ابن اسحق اور ابن جریر اور
ابن ابیحاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسا روایت کئے ہین کہ رافع بن حریملہ اور وہب بن زید نے
کہے اے محمد ہمارے واسطے ایک کتاب لکھی ہوئی لاکے پڑھو یا تم اپنے ساتھ نہرین جاری کرو تا ہم تمہاری پیروی
کرین اور تمہاری تصدیق کرین پھر یہہ آیت نازل ہوئی وَمَن يَتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ
ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ اور جو کوئی لیوے کفر کو ایمان کے بدلے تو وہ بھولا سیدھی راہ سے اس آیت نازل ہونیکا
سبب یہہ ہی کہ یہود نے حذیفہ بن الیمان اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو جنگ احد کے بعد بولے اگر تم حق پر ہوتے
تو تمکو ہزیمت نہوتی ہمارے دین مین آؤ تمھارے دیکھتے ہم سیدہی راہ پر ہین عمار رضی اللہ عنہ کہے عہد توڑنا تمہارے
یہان کیسا ہے یہود بولے بہت بدہی عمار کہے مین اللہ سے عہد کیا ہون کہ جیتے تک محمد کا منکر نہون یہود کہے یہہ
شخص تو صابی ہوا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہے مین راضی ہون اللہ سے کہ رب ہی اور محمد سے کہ رسول ہی اور اسلام
سے کہ دین ہی اور قرآن سے کہ پیشوا ہی اور کعبہ سے کہ قبلہ ہے اور مومنون سے کہ بھائی ہین پھر یہہ دو صاحب آکر نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے عرض کئے حضرت فرمائے تم خوب کہے پھر یہہ آیت نازل ہوئی وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ
لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا اول چاہتا ہی بہت کتاب والونکا یعنی یہود کا کسی طرح
تمکو یعنی مومنون کو پھیر کر مسلمان ہونیکے پیچھے کافر کر دین حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم حسد کر کر
اپنے اندر سے یعنی یہہ حسد اپنی طرف سے کرتے ہین اللہ تعالی نے انکو اسکا امر نہین کیا مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ
لَهُمُ الْحَقُّ بعد اسکے کہ کھل چکا انپر حق یعنے توریت مین مذکور ہوا کہ محمد اور انکا دین حق ہے اور انکو امین

ک صابی بدین ہو...
سبب اتشان ...
نصاری ...
اس ... مین جو ...
اختیار ...
جو ... علیہ وسلم ...

کچھ شک نہین فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا سو تم درگذر وا ور خیال مین نہ لاؤ حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ جب
تک بھیجے اللہ اپنا حکم اُس حکم سے مراد یا قتال اور جزیہ ہی جو آیتین قاتلوا الذین لا یومنون باللہ
والیوم الاخر الایہ کے آیا ہی یا حکم سے مراد عذاب ہے یعنی قتل اور سبی بنی قریظہ کو اور جلاء وطن بنی نضیر کو
ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہی کہ یہہ آیت یعنی فاعفوا واصفحوا منسوخ ہی قاتلوا
الذین لا یومنون باللہ والیوم الاخر کی آیت سے اور ایک جماعت مفسرین اور فقہا کی کہتی ہی کہ یہہ آیت
منسوخ نہین کیونکہ حکم عفو کا اور صفح کا مطلقاً نہین بلکہ اسکو وقت مقرر تک یعنی اللہ کا حکم ہو تک ہی جہان کہین
ایسا حکم ہو تو اُسکو نسخ نہ کہینگے یہہ خلاف نظر کرتے اصطلاح کے ہی ان دونون قول کا مرجع یہی ہی کہ یہہ حکم عفو اور صفح کا
جہاد کے حکم نازل ہونیکے قبل تھا جہاد کی آیت نازل ہوئی بعد یہہ حکم باقی نرہا اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ
مقرر اللہ ہر چیز پر قادر ہی وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ اور کھڑی رکھو نماز وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ اور دیتے رہو
زکوٰۃ اللہ صاحب نے اول تو مومنون کو فرمایا تم یہود سے عفو کرو درگذرو اب حکم کرتا ہی اُسکا جس مین صلاح اور
خوبی ہی مسلمانونکی یعنی نماز پڑھا کرنا اور زکوٰۃ دیا کرنا اسلام کے ارکان سے ان دو چیزون کے بجالانے مین لوگ اکثر سستی
کرتے ہین اسلئے انکو ذکر کیا وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَیْرٍ اور جو آگے بھیجوگے اپنے واسطے
بھلائی یعنی جو نیک عمل بجالاوگے اور اللہ کے حکم کی اطاعت کروگے تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ تو وہ پاوگے
اللہ کے پاس یعنی اسکا بدل ثواب اور اجر دیگا اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ اللہ تمہارے کام دیکھتا
ہی یعنی اُس سے کوئی چیز پوشیدہ نہین وَقَالُوْا اور کہے یعنی یہود اور نصاریٰ اس آیت کے نزول کا سبب ایسا
لکھے ہین کہ نجران کے نصارا اور مدینہ کے یہود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مین جمع ہو کر باہم بحث و تکرار
کئے یہود کہے بہشت مین نجاوینگے مگر ہم اور ہمارا دین ہی حق ہی اور نصارا کہے بہشت مین نجاوینگے مگر ہم
اور ہمارا دین ہی حق ہے لَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی ہرگز نجاوے
جنت مین مگر جو ہونگے یہود یا نصاریٰ یعنی یہود کہے بہشت مین نجاینگے مگر یہود اور نصاریٰ کہے بہشت مین
نجاینگے مگر نصاریٰ تِلْكَ اَمَانِیُّهُمْ یہہ آرزوئین باندھ لین ہین اُنھون نے یعنی یہہ انکی باطل خواہش ہی
بیجا اُسکی آرزو کرتے ہین قُلْ تو کہہ اے محمد هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ لاؤ دلیل اپنی یعنی مخصوص

تھین کو جنت جو ہی اُسکی دلیل لاؤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر تم سچے ہو اپنے دعوی مین
کیونکہ بہشت مین جانا غیب کی بات ہی اُسکے ثبوت کیواسطے دلیل چاہئے جس بات پر دلیل نہو وہ بات صحیح نہین
بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ کیون نہین جسنے سونپا منہ اپنا اللہ کیواسطے یعنی اللہ کے حکم بجالایا منہہ کو
مخصوص ذکر کیا کیونکہ انسان کے ظاہر اعضا مین اشرف ہی جب اسکو اللہ کے تابع کیا تو سب اعضا کو تابع کیا جب انسان
نے منہہ کو زمین پر سجدے مین رکھا تو تمام اعضا سجدے مین آتے ہین وَهُوَ مُحْسِنٌ اور وہ نیکی پر ہی یعنی عمل خلوص کے
ساتھ کرتا ہی فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اُسی کو ہی مزدوری اُسکی اپنے ربکے پاس یعنی نیکی کا ثواب اسکو ملیگا
وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ اور نہ ڈر ہی اُنپر یعنی آخرت مین وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور نہ انکو غم جب یہود مدینہ کے
اور نصاریٰ نجران کے باہمدیگر تکرار کئے یہود بولے تمکو دین کچھ معلوم نہین وے عیسی اور انجیل کے منکر ہوئے نصارا بولے
تمکو دین کچھ معلوم نہین وے موسی اور توریت کے منکر ہوئے پھر اللہ تعالے نے یہہ آیت نازل کیا وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ
النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ اور یہود کہے نہین نصارا کچھ راہ پر وَقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ
عَلٰى شَيْءٍ اور کہے نصارا یہود نہین کچھ راہ پر وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اور وے سب یعنی یہود اور نصارا
پڑھتے ہین کتاب انکی کتاب مین اختلاف نہین توریت گواہی دیتی ہے عیسی اور انجیل کی سچائی پر اور انجیل گواہی
دیتی ہے موسی اور توریت کی سچائی پر پھر وے لوگ کتاب کی تلاوت کرنا اور اسکے خلاف کہنا دلالت کرتا ہی انکے کفر
پر اور بطلان دعوی پر كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ اسی طرح کہے اُن لوگون نے
جن پاس علم نہین اُنہین کی سی بات یعنی یہود اور نصاری یکدوسرے کی جیسی تکذیب کئے ویساہی بت پرست لوگ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کے حق مین کہے کہ وے کچھ راہ پر نہین فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اب اللہ حکم کریگا اُنمین قیامت کے دن جس بات مین جھگڑتے تھے سو ہر فرقہ
جس عذاب کا مستحق ہی اُسدن اُسکو وہ عذاب دیگا وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ
يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ اور اُس سے ظالم کون ہی جسنے منع کیا اللہ کی مسجدون مین کہ پڑھے وہان
نام اُسکا وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا اور کوشش کیا اُنکے اجاڑنے کو یہہ آیت نازل ہوئی روم کے نصاری کے حقمین
جو بیت المقدس کو ویران کئے اور اس مین خنزیر ذبح کئے اور نجاست وہان ڈالنے لگے مدت تک وہ مسجد ویران تھی

ع ۱۴

جب اسلام کا دور آیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت مین ایلیا کا شہر جسکو اورشلیم کہتے ہین فتح ہوا
اس مسجد کو آباد کئے بعضے کہتے ہین یہہ آیت نازل ہوی مکّہ کے مشرکون کے حق مین جو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو حدیبیہ کے صلح مین مکہ مین جانے سے منع کئے اور اس آیت کے نزول کا سبب اگرچہ خاص ہی لیکن
حکم عام ہے جو کوئی کسی مسجد کو ویران کرے یا اسکو معطل ڈالنے کی سعی کرے تو وہ بڑا ظالم ہی اُولٰئِكَ
ایسونکو یعنی منع کرنے والون کو مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ انکو نہین پہنچتا کہ جاوین
اُن مین یعنی مساجد مین مگر ڈرتے ہوئے یعنی نصارا کو بیت المقدس سے بے ادبی کرنیکے سبب سے اُس سے منع کردیا اب
اسلام ہو کے بعد مسلمانون کی سطوت کے اندیشے سے وہان جا نہین سکتے مگر ڈرتے ہوے پھر کیا مجال کہ اُس پر غالب
آوین یا اسکو ویران کرین یہہ بشارت تھی جو اللہ تعالی نے مسلمانون کو پیش از اسکے فتح کے دی جو لوگ
مسجد سے مراد مسجد الحرام لیتے ہین ڈر وہ ہی جو فتح مکہ کے بعد موسم مین ندا کروائے اِس سال کے پیچھے حج نکرے
بیت اللہ کا کوئی مشرک اور طواف نکرے کوئی برہنہ پھر اُسکے بعد کوئی کافر مکہ مین نہ گیا مگر بھیس بدل کے اندیشہ کے
ساتھہ کافر کا مسجد مین جانا جایز ہی یا نہین علما کا اس مین اختلاف ہی ابو حنیفہ کہتے ہین جایز ہے اور مالک کہتے ہین
جایز نہین شافعی کہتے ہین مسجد الحرام مین جانا جایز نہین دوسری مسجدون مین اگر مسلمان اجازت دیوے تو جایز ہے
لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ انکو دنیا مین ذلت ہی یعنے انکو قتل کرنا اور بند مین لینا یا جزیہ لگانا وَلَهُمْ
فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ اور انکو آخرت مین بڑی مار ہے یعنی دوزخ بسبب کفر اور ظلم کے
وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ اور اللہ کی ہی مشرق اور مغرب سو جس طرف
منہہ کرو وہان متوجہ اللہ اس آیت کے نزول مین اختلاف ہی ابن عباس سے روایت ہی کہ صحابہ کی ایک جماعت مسافرت
کیو اسطے نکلی ابر کی سبب سے قبلہ معلوم نہوا ایک جہت ٹھہرا کر نماز پڑھی بعدہ ابر جاتا رہا تو معلوم ہوا کہ قبلہ اُس جہت مین
نہ تھا جب سفر سے پھر کر آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کئے پھر یہہ آیت نازل ہوئی بعضے کہتے ہین
کہ یہہ آیت نازل ہوئی مسافر کے حق مین سو اسکو سنت نماز سواری مین پڑھنا اور جانور جدھر پھرا ادھر منہہ کرنا
جایز ہے بعضے کہتے ہین کہ قبلہ جب کعبہ ہوا لوگ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہونا ترک کئے تو یہود نے طعن کیا کہ
مومنون کا قبلہ متعین نہین کبھی ادھر منہ کرتے ہین کبھی ادھر پھر اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا بعضے کہتے ہین کہ

اوّل اللہ صاحب نے اختیار دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ جدہر چاہے اودہر منہہ کرے پھر اس حکم کو منسوخ کرنیکے لئے فول وجھك شطر المسجد الحرام کی آیت نازل کی اور آیت کا معنی یون ہی کہ مشرق اور مغرب اور جو کچھ اس کے مابین ہی سب اللہ کی ملک اور اسکے بندے ہین سب پر اُسکی اطاعت لازم ہی جو امر کرے اسکو بجا لانا اور منع کرے اس سے باز رہنا وہ جدہر متوجہ ہو کرنے امر کرے وہی قبلہ ہی کیونکہ قبلہ کچھ بالذات قبلہ نہین بلکہ اللہ تعالی کے قبلہ مقرر کرنیکے سبب سے قبلہ ہوا سو تم جدہر منہہ کرو وہی قبلہ ہی اس صورت مین وجہ اللہ کا معنی قبلہ اللہ کا ہوا اور بعضے کہتے ہین فثم وجہ اللہ کا معنی پھر وہان اللہ جانتا ہی اور بعضے کہتے ہین وہان اللہ کی رضا مندی ہی اِنَّ اللّٰہَ وَاسِعٌ برحق اللہ کنجایش والا ہی یعنی اللہ کی نعمت تمام خلق کو بس ہے عَلِیْمٌ خبردار یعنے تمھارے اعمال اور نیات کو خوب جانتا ہی اس آیت سے یہہ حکم نکلا کہ اگر کسی پر قبلہ مشتبہ ہووے اور اجتہاد کرکے ایک جہت کی طرف نماز پڑہے تو اُس پر اعادہ نہین ایسا ہی غریق دریا مین تختے پر رہے یا کسی کو کوئی مشکل دینی یا بدنی سو قبلے کی طرف متوجہ نہین ہو سکتا تو وہ جس جہت مین ہے اسی جہت مین نماز پڑہے تو اس پر بھی اعادہ نہین وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا اور کہتے ہین اللہ رکہتا ہے فرزند یہہ آیت نازل ہوی مدینہ کے یہودین جو عزیر کو اللہ کا بیٹا کہتے ہین اور نصاری مین جو مسیح کو ابن اللہ کہتے ہین اور عرب کے مشرکون مین جو ملایکہ کو اللہ کی لڑکیان کہتے ہین سو انکو اللہ صاحب نے پانچ وجہ سے رد کیا سُبْحٰنَہٗ وہ سب سے نرالا ہے یہہ پہلی وجہ ہے یعنی اللہ فرزند کہنے سے منزہ ہی کیونکہ فرزند رکہنا چاہتا ہی باپ مین اور فرزند مین مشابہت رہنا اور لازم کرتا ہی احتیاج اور جلد فنا ہونا اللہ تو سب سے نرالا ہے پھر اُسکو فرزند ہونا محال ہی بَلْ لَّہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بلکہ اُسکا مال ہے جو کچھہ ہی آسمانون مین اور زمین مین یہہ دوسری وجہ ہے یعنی جو کوئی تمام جہان کا مالک ہے اور عزیر اور مسیح اور ملایکہ یہہ بھی اُسکی مخلوق ہین تو اُسکے فرزند ہونا محال ہین کُلٌّ لَّہٗ قٰنِتُوْنَ سب اُسکے فرمانبردار ہین یہہ تیسری وجہ ہے یعنی تمام لوگ اُسکے حکم اور مشیت مین ہین کسی کو مقدور نہین اسکی مشیت اور تکوین کے برخلاف کرے اگر اُسکے فرزند ہوتے تو البتہ باپ کے ہمسر ہوتے یہہ تو محال ہے بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ نیا نکالنے والا آسمان اور زمین کا یہہ چوتھی وجہ ہے یعنے اللہ نے تو آسمان وزمین کو نیا ایجاد کیا سابق مین انکے مثل نتھا جو ایسا ایجاد کرنے والا ہے البتہ وہ کسی کا باپ نہوگا

کیونکہ والد و لد کا عنصر اور مادہ پڑا ہے کہ ولد اُس سے منفصل ہوا اللہ تو سب اشیا کو نیا نکالنے والا ہے جو فاعل
علی الاطلاق ہو وہ منزہ ہے نقصان کی صفات سے تو البتہ والد نہو گا وَاِذَا قَضٰۤى اَمۡرًا فَاِنَّمَا يَقُوۡلُ لَهٗ كُنۡ
فَيَكُوۡنُ اور جب حکم کرتا ہے ایک کام کو یہی کہتا ہے اُسکو کہ ہو وہ ہو تا ہے یعنے اللہ تعالی کسی چیز کو ایجاد
کرنا چاہتا ہے تو بمجرد اسکے ارادے کی وہ چیز وجود مین آتی ہے وہان توقف اور امتناع کو راہ نہین یہہ پانچوین وجہ ہے
کہ اُنکے قول کے فساد پر دلالت کرتی ہے کیونکہ فرزند کرنا مہلت سے ہوتا ہے اللہ تعالے کا فعل اس سے غنی ہے وَقَالَ
الَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ اور کہنے لگے جنکو علم نہین ابن عباس کہتے ہین ان لوگون سے مراد یہود ہین جو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے وقت مدینہ مین تھے اور مجاہد کہتے ہین کہ مراد نصاری ہین اور قتادہ کہتے ہین کہ عرب کے مشرکین ہین غرض
کفار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہے لَوۡلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ کیون نہین بات کرتا ہمسے اللہ اَوۡ تَاۡتِيۡنَاۤ
اٰيَةٌ یا آوے ہمکو کوئی علامت جو تیری صداقت پر نشان دیوے كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ
مِّثۡلَ قَوۡلِهِمۡ اسیطرح کہہ چکے ہین ولیسے اگلے انہین کی سی بات یعنی اگلے امت کے کافرین جو باتین کئے
ہین سو اب کے لوگ بھی ویسی ہی بات کرتے ہین یہود موسی علیہ السلام سے سوال کئے کہ اللہ کو روبرو بتاوے اور
اُسکا کلام سنواوے اور عیسی علیہ السلام سے سوال کئے کہ ہم پر آسمان سے خوان اتارا اسکے سوائے اور بھی باتین کہ جسکا
سوال کرنا لایق نہین تَشَابَهَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ ایک سے ہین دل بھی انکے یعنے اِسوقت کے اور اگلے زمانہ کے
کافرون کا دل کفر اور عناد مین بایکدیگر مشابہت رکھتا ہے قَدۡ بَيَّنَّا الۡاٰيٰتِ لِقَوۡمٍ يُّوۡقِنُوۡنَ
ہمنے بیان کر دین نشانیان اُن لوگون کو جنکو یقین ہے یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی نشانیان جیسے
شق القمر اور سخن کرنا پتھر کا اور چل کے آنا درخت کا اور جاری ہونا پانی کا چشمہ انگشتان مبارک سے اِس کے
سوا بہت سے معجزے ہم دکھا چکے ہین اُن لوگون کو جو یقین حاصل کرنا چاہے نہ اُن کو جو محض سرکشی اور عناد
سے سوال کرتے ہین اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ بِالۡحَـقِّ بَشِيۡرًا وَّنَذِيۡرًا ہمنے تجھکو بھیجا ٹھیک بات لیکر خوشی
اور ڈر سنانے کو حق سے مراد یا راستی ہے یا قرآن یا اسلام اور شریعت کے احکام خوشی سنانے والا اطاعت
کرنے والون کو جنت اور اجر عظیم کی اور ڈرانے والا گنہگارون کو دوزخ اور عذاب سے وَّلَا تُسۡئَلُ عَنۡ
اَصۡحٰبِ الۡجَحِيۡمِ اور تجھ سے پوچھ نہین دوزخ والون کی یعنی لوگون کو خبر سنا دینا تیرا کام ہے تیری دعوت

وردہ ۱۰

کئے بعد اگر وے ایمان نہ لاوین تو تجھسے اسکی پرسش نہین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فرمایا کاش مجھ کو شعور ہوتا کہ میرے مان اور باپ کیا کئے پھر یہہ آیت نازل
ہوئی اور حضرت کو کافرون کے احوال سے سوال کرنے کی ممانعت آئی لیکن یہہ روایت ضعیف ہی اور مختار
یہہ ہے کہ یہہ آیت اہل کتاب کے کافرون کے حق مین نازل ہوئی وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى
حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ اور ہرگز راضی نہونگے تجھسے یہود اور نہ نصاریٰ جب تک تابع نہو تو انکے دین کا
یعنے یہود تجھسے راضی نہونگے جب تک تو یہودیت کو نہ اختیار کرے اور نہ نصارا جب تک تو نصرانیت کو
نہ اختیار کرے اس کے نازل ہونیکا سبب یہہ ہے کہ یہود اور نصارا حضرت سے مصالحت چاہتے اور طمع دلاتے کہ
اگر ہمکو مہلت دین تو ہم تابع ہوونگے پھر اللہ صاحب نے یہہ آیت نازل کی کہ تو انکی اسلام کی آرزو مت کر
کیونکہ تو جب تک انکا دین اختیار نہ کریگا یہہ تجھسے راضی نہوونگے تو تیرے دین کے تابع ہونا ممکن نہین
قُلْ تو کہہ ای محمد انکے جواب مین اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى مقرر جو راہ اللہ دکھاوے وہی راہ
ہے یعنی اللہ نے جو اسلام کی راہ بتائی ہے وہی راہ حق ہے اسکے سوای دوسری کوئی راہ نہین اور
اہل کتاب جو اپنی متابعت کرنا چاہتے ہین سو وہ آرزو ہے انکے نفسون کی وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ
اور کبھی تو چلا ان کی پسند پر یعنی انکی بیہودہ بات پر جو تجھے بلاتے ہین اس جگہ اگرچہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کو ہی لیکن مراد حضرت کی امت ہی بَعْدَ الَّذِىْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ بعد اس علم کے جو تجھکو
پہنچا یعنی دین صحیح جو دلایل سے ثابت ہوا مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ تو تیرا کوئی
نہین اللہ سے حمایت کرنے والا اور نہ مددگار اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ جنکو ہمنے دی ہی کتاب
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہہ آیت شان مین اہل کتاب کے اتری جو جعفر بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ کے ساتھ کشتی مین حبش سے آئے تھے وہ چالیس شخص تھے نصارا کے بتیس شخص حبش کے اور آٹھ
شخص شام کے رہنے والے اور بعضے کہتے ہین مطلق اہل کتاب کے حق مین نازل ہوی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان
لائے جیسے عبد اللہ بن سلام اور سلمان فارسی وغیرہما يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ وہ اسکو یعنی کتاب کو پڑھتے ہین جو
حق ہے پڑھنے کا یعنی جیسی نازل ہوئی ویسا ہی پڑھتے ہین اس مین تغیر اور تحریف نہین کرتے اور نعت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی جو ہی اُسکو بدل نہین دیتے اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وے اُس پر ایمان لاتے ہین
یعنی جو کتاب کو پڑھتے ہین حق پڑہنے کا وہی لوگ اس کتاب کی تصدیق کرتے ہین جب اُسکی تصدیق کئے
تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق بھی اُس مین موجود ہی وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ اور جو منکر ہو گا اُس سے
یعنی اُس کتاب سے اور اُسکو بدل ڈالیگا فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ سو اُنہین کو نقصان ہی کیونکہ انکی
جگہ دوزخ مین ہی اول اللہ صاحب نے بنی اسرائیل کا قصہ بیان کیا اور اُن پر جو نعمتین دین اُسکو مفصل
ذکر فرمایا اور انکی بد ذاتی اور شرارت جو اپنے نبی سے کی تھی کہول دیا اب پھر انکی تنبیہ کرنے اور اُنکو جو نعمتین دی تھین
وہ یاد دلانے کو فرماتا ہی يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ　ع ۱۵
عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ای اسرائیل کی اولاد یاد کرو احسان میرا جو مین نے تمپر کیا اور وہ کہ بڑا کیا تمکو عالم پر یعنی
اُسوقت کے عالم پر وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا اور بچو اس دن سے کہ نہ کام
آوے کوئی شخص کسی شخص کے ایک ذرہ وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ اور نہ قبول ہو اسکی طرف سے بدلا وَلَا
تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ اور نہ کام آوے اُسکو سفارش یہہ آیت اگرچہ عام ہے لیکن اس سے مراد خاص ہی یعنی
شفاعت کام نہ آویگی جبکہ وہ مستحق ہو چکا فقط عذاب ہی کا یا وہ شفاعت جسکا اذن نہ ہو یاد رہے یہود کو جو
کہتے تھے اپنے آبا اجداد سفارش کر کے عذاب سے بچا لینگے وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ اور نہ انکو مدد پہنچے یعنی　ثمن
انکا کوئی مددگار ہو کے اللہ کے عذاب سے بچانے والا نہین وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ
فَاَتَمَّهُنَّ اور جب آزمایا ابراہیم کو اسکے رب نے کئی باتوں پھر اس نے وے پوری کین ابراہیم علیہ السلام کے
باپ کا نام آزر تھا سورۂ انعام مین اللہ تعالی فرماتا ہے واذ قال ابرھیم لابیہ آزر اور جب کہا
ابراہیم نے اپنے باپ آزر کو بعضے کہتے ہین آزر باپ نہیے چچا تھے باپ کا نام تارخ تھا چچا کو باپ کہنے کے اصطلاح پر
باپ فرمایا اور بعضے کہتے ہین تارخ نام تھا عرف آزر اور ابراہیم کی پیدایش سوس شہر مین ہوئی اہواز کا
ضلع بعضے کہتے ہین بابل مین اور بعضے کہتے ہین کوثی مین کوفہ کا ضلع بعضے کہتے ہین خیران مین لیکن انکے والد نمرود
کے ملک بابل کو لے گئے ابراہیم علیہ السلام کی فضیلت اور شرف کی سب لوگ اقرار کرتے تھے یہود و نصارا انکی
بزرگی کے قایل تھے اور انکی طرف اپنے نسب کا سلسلہ جو پہنچا تھا اس سے فخر کرتے تھے اور عرب کا نسب بھی جو

انکی طرف پہنچا تھا اور ابراہیم نبائے سو وہ گھر یعنے کعبہ کی خدمت جو کرتے تھے اس سے بڑا فخر کرتے تھے
اسلام کے آئے بعد ابراہیم علیہ السلام کی فضیلت اور شرف زیادہ ہوئی سو اللہ تعالی ابراہیم سے چند چیزیں
نقل کیا کہ اس سے مشرکین اور یہود و نصارا پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو قبول کرنا اور اُنپر ایمان لانا اور
انکی تصدیق کرنا لازم آتا ہی کیونکہ ابراہیم پر جو اللہ تعالی نے واجب کیا ہی وہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے
خصایص ہین فقط جزئی احکام مین اختلاف ہی اور ابتلا کے معنی آزمانا اور امتحان کرنا جب کہے ہے فلانے سے مین
آزمایا تو اس سے دو چیز کا ارادہ کرتے ہین ایک تو آزمانے والے کو اس شخص کا حال معلوم ہونا دوسرا وہ شخص
خوب ہے یا خراب ہے سو لوگون کو معلوم ہونا اللہ تعالی جب بندون کو آزمایا تو اُنکا حال اللہ تعالی کو معلوم ہونا
غرض نہین کیونکہ اللہ تعالی کو اُنکا سب حال معلوم ہے کچھ چیز اس سے پوشیدہ نہین آزمانے سے غرض یہہ ہے
کہ بندون کو اُس کا احوال معلوم ہووے کہ وہ بھلا ہی یا بُرا اور یہہ کلمے جن سے ابراہیم علیہ السلام کو آزمایا اُس مین
اختلاف ہی عکرمہ ابن عباس سے روایت کرتا ہی کہ وہ تیس چیزین ہین شرایع اسلام کے سورت برات کی آیت مین
یعنے التائبون العابدون آخر تک دس کا ذکر ہی توبہ کرنا عبادت کرنا حمد کرنا سیاحت کرنا
رکوع کرنا سجدہ کرنا امر معروف کرنا نہی منکر کرنا اللہ تعالی کے حدود کی محافظت کرنا اور ایمان اور سورت
احزاب کی آیت مین ان المسلمین والمسلمات آخر تک دس کا ذکر ہے اسلام اور ایمان اور قنوت
اور صدق اور صبر اور خشوع اور صدقہ دینا اور روزہ رکھنا اور شرمگاہ کو زنا اور لواطت اور سحاق سے بچانا اور
دل و زبان سے ہمیشہ اللہ تعالی کا ذکر بہت سا کرنا اور سورت المومنین کی آیت مین یعنی الذین ہم علی صلوتہم
یحافظون آخر تک دس کا ذکر کیا ایمان اور تصدیق قیامت کی دن کی اور ہمیشہ خوف و اندیشہ عذاب الہی
سے اور خشوع نماز مین اور نماز کے آداب اور سنن اور مستحبات کی محافظت کرنا اور لغو اور عبث اور مسخرگی سے
احتراز کرنا اور دل کی خوشی سے زکوۃ دینا اور شرمگاہ کو اپنی منکوحہ اور مملوکہ کے غیر سے بچانا اور عہد کو وفا
امانت کو ادا کرنا اور شہادت پر قایم رہنا ان دس چیزون کا ذکر سورت سائل سائل مین بھی مذکور ہے
ان تیس خصلتون مین اگرچہ بعضے مکرر ہین پر انکے قیدون کو اور تخصیصات کو لحاظ کرین تو حکم مین جدی
خصلت کے ہوتے ہین اور طاؤس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہی کہ اللہ تعالی نے آزمایا سو دس خصلت ہین

فطرت سے پانچ تو سرمین موچھون کو کترنا اور غرارہ کرنا اور ناک مین پانی لینا اور مسواک کرنا اور سر کے بالون
مین مانگ نکالنا اور پانچ جسد مین ناخن نکالنا اور بغل کے بال چنا اور موی زہار مونڈھنا اور ختنہ کرنا اور
پیشاب کرکے پانی سے طہارت کرنا بخاری اور مسلم روایت کئیے ہین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرماے پانچ چیز ہین فطرت مین کے ختنہ کرنا اور استحداد یعنی موی زہار تراشنا اور
موچھ کترنا اور ناخن لینا اور بغل کے بال چنّا اور مسلم عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے دس چیز ہین فطرت مین موچھ کترنا اور داڑہی چھوڑنا اور مسواک کرنا اور ناک
مین پانی لینا اور ناخن نکالنا اور براجم یعنی انگلیون کے گرہین دھونا اور بغل کے بال چنّا اور موی زہار
تراشنا اور انتقاص الما یعنی پیشاب کرکے پانی سے پاک کرنا حدیث کا راوی مصعب کہتا ہی دسوین
چیز کو مین بھول گیا شاید کہ غرارہ ہو حدیث مین آیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اول اُن مین کے ہین جو
ختنہ کئے اور اول اُن میں کے ہین جو ناخن تراشے اور اول اُن مین کے ہین جسکے سفید بال نکلے پھر جناب الٰہی
مین عرض کئے کہ اے رب یہہ سفید بال کیا ہین بولا وقار ہے یعنی بزرگی کہے اے رب مجھے وقار زیادہ کر اور
قتادہ نے کہا ہے وہ باتین حج کے مناسک ہین اور حسن بصری نے کہا ہے کہ اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام کو
آزمایا ساتھ چیز ون سے ستارے اور چاند اور سورج جس مین ابراہیم نے تامل کیا اور جانا کہ پروردگار سب کا
ایک ہی ہمیشہ باقی اور آتش کہ جسپر صبر کئے اور ترک وطن اور ذبح اپنے فرزند کا اور ختنہ کرنا کہ ابراہیم علیہ السلام
نے اِن تمام پر صبر کیا اور مجاہد کہتا ہے کہ وہ کلمے وہی ہین جو یہان اِس آیت کے بعد فرماتا ہی کہ انی
جاعلك للناس اماما الآیات بعید نہین کہ کلمات سے مراد یہہ سب تکلیفات ہون جو اللہ تعالی
نے انپر لازم کیا اور ابراہیم علیہ السلام نے اُن تمام کو پورا کیا یعنی جو جو باتین اللہ تعالی امر کیا اُن تمام
کو بجا لائے اور اُس پر خوب طرح سے قایم ہوے ابراہیم کے قبل کوئی نبی نے اِن تکلیفات سے مامور نہ ہوا قَالَ
فرمایا رب نے اِنِّی جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا مین کرونگا تجھکو سب لوگون کا پیشوا یعنے نیکیون مین
تیری پیروی کرین اور تیرے طریقہ پر چلین امامت ابراہیم علیہ السلام کی عام اور ہمیشہ ہی کیونکہ اُنکے بعد
کوئی نبی نہوا مگر اُنکی اولاد مین اور مامور ہوا اُنکی متابعت کرنے پر قَالَ بولا ابراہیم وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ

اور میری اولاد مین بھی یعنی میری اولاد مین بھی پیشوا کر کہ لوگ انکی متابعت کرین قَالَ کہا رب نے
لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ نہین پہنچتا میرا عہد یعنی نبوت یا امامت بے انصافون کو اللہ تعالے
نے اس آیت مین اشارہ کیا کہ تیری اولاد مین نیک بد سب ہونگے جو نیک ہین انکو امامت دیونگا اور جو بد ہین انکو نہ دیونگا۔
اس آیت سے معلوم ہوا کہ فاسق امامت کے لایق نہین فاسق کو حاکم کرنا یا اسکو خدمت قضا کی یا افتا کی یا
احتساب کی یا اور کوئی خدمت دینا جایز نہین وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ اور
جب ٹھہرایا ہمنے یہہ گھر یعنے کعبہ رجوع ہونیکی جگہہ لوگونکی یعنی اطراف سے لوگ آکر وہان جمع ہون وَاَمْنًا
اور پناہ کی جگہہ یعنی وہان جو پناہ لیوے اُسکے متعرض نہونا اس سے امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ اگر کوئی جنایت کرکے
کعبہ مین چھپے تو اُسکو پکڑنا جایز نہین لیکن اُسکو ایسا روکنا چاہئے کہ وہ عاجز ہوکے آپ ہی نکلے بخاری اور مسلم
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد فتح مکہ کے دوسرے دن خطبہ
پڑھے سو فرمائے اس شہر کو اللہ تعالی نے حرام کیا جس روز سے کہ آسمان وزمین پیدا کیا پھر وہ اللہ کے حکم سے
حرام ہے قیامت تک اور وہان جنگ کرنا کسی کو میرے قبل حلال نہوا اور میرے تئین بھی حلال نہوا مگر ایک دن کی
ایک ساعت سو وہ اللہ کی حرمت سے حرام ہے قیامت تک نہ قطع کرے وہانکے کانٹے اور نہ ہشکارے وہان کے
شکار کو اور نہ اُٹھاوے وہان سے پڑا چیز کو مگر جو اسکی تعریف کرتا ہی یعنے اٹھائی ہوئی چیز کے مالک کو ہمیشہ دریافت
کرتا ہے اور نہ اُکھیڑے ہئین کی گھانس وغیرہ عباس رضی اللہ عنہ کہے یا رسول اللہ مگر اذخر کہ لوہارونکے اور
گھرونکے اور قبورکے واسطے ضرور ہے حضرت فرمائے مگر اذخر اور مذہب شافعی کا یہہ ہے کہ وہان حد قایم کرنا مطلق
جایز ہے کیونکہ عاصی نے خود اپنی حرمت کو توڑا وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھٖمَ مُصَلًّی اور کر
رکھو ابراہیم کے مقام کو نماز کی جگہہ مقام ابراہیم سے مراد پتھر ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کعبہ بنانیکے وقت
اسپر کھڑے ہوئے تھے اور اسپر ابراہیم علیہ السلام کے قدم کا نشان ہے جہان کہین کہ اب وہ موجود ہے اور
اُسکے پاس نماز پڑھنا مستحب ہے روایت کیئے ہین بخاری انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہے فرمائے عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ موافقت کیا مین پروردگار کی تین بات مین یا موافقت کی میری پروردگار نے تین بات مین
یہہ راوی کا شک ہے مین بولا یا رسول اللہ اگر ہم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہہ کر رکھین تو بہتر ہے سو اللہ تعالی نے

فاسق کی خلافت و امامت درست نہین

اذخر ایک قسم کی گھانس ہے

نازل کیا وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى اور مین بولا یا رسول اللہ آپکے یہان اچھے برے
لوگ تمام آتے ہین اگر امہات المومنین کو چھپایا کرین تو بہتر ہے پھر اللہ تعالیٰ آیت حجاب کی نازل کیا
اور مین نے سُنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کسی بی بی پر غصہ ہوئے سو مین انکو جاکے بولا اگر تم ان حرکتون سے
باز آئین تو خوب ہے نہین تو اللہ تعالیٰ اپنے رسول کیواسطے تم سے خوب عورتین بدل دیگا سو اللہ تعالیٰ نازل
کیا عَسَى رَبُّهُ إِن طَلَّقَكُنَّ أَن يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنكُنَّ الآیہ بعضے کہتے ہین مراد
اس نماز سے وہ نماز ہے جو طواف کے بعد دو رکعت گذارتے ہین اور اس دو رکعت کو بعضے فقہا واجب
کہتے ہین امام شافعی کے اصح مذہب مین یہہ دو رکعت طواف کے مستحب ہین بعضے کہتے ہین مقام ابراہیم
سے مراد تمام حرم ہے اور بعضے کہتے ہین حج کے موقف ہین اس تقدیر پر نماز سے مراد دعا ہوگی وَعَهِدْنَا
إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِيَ اور امر کردیا ہمنے ابراہیم اور اسمعیل کو کہ پاک
رکھو گھر میرا یعنے کعبہ کو بتون سے اور نجاست سے اور اس سے جو لایق نہین ہے لِلطَّائِفِينَ واسطے طواف والونکے
یعنے اُس کے گرد پھرنے والے وَالْعَاكِفِينَ اور اس مین عبادت واسطے بیٹھنے والونکے وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ
اور رکوع سجود والونکے وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ اور جب کہا ابراہیم نے رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا بَلَدًا
آمِنًا ای رب کر اسکو یعنی مکہ کو یا حرم کو شہر امن کا یعنی لوگونکو اس مین امن رہے ابراہیم علیہ السلام یہہ دعا مانگے کیونکہ
اس شہر مین کچھ زراعت نتھی پھر اگر امن بھی نہ ہو تو اطراف سے وہان کچھ چیز نہ آئیگی پھر رہنا وہان کا دشوار ہوگا اللہ تعالیٰ
نے ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول کی اور اسکو امن والا شہر کیا کوئی جبار اسکے خراب کرنیکا ارادہ کرے
تو اُسکو ہلاک کرتا ہے جیسا اصحاب الفیل وغیرہ کو ہلاک کیا یہان ایک اشکال ہے کہ حجاج نے مکہ کے لوگون سے جنگ
کیا اور اس پر منجنیق مارے یہہ امن کہان ہے اسکا جواب دئیے ہین کہ حجاج مکہ کو ویران کرنے اور وہان کے لوگ
کو ہلاک کرنے کے ارادے سے آیا نہین تھا اسکی غرض یہہ تھی کہ ابن الزبیر کو پکڑے اور انکو خلافت سے معزول کرے بغیر
جنگ کے ممکن نتھا اس لیئے انسے جنگ کیا جب اُسکا مقصود حاصل ہوا تو کعبہ کی مرمت اور اسکی تعظیم کی وَارْزُقْ
أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُم بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اور روزی دے اس کے لوگونکو
میوون سے جو کوئی انمین ایمان لاوے اللہ پر اور پچھلے دن پر ابراہیم علیہ السلام نے میوے دینے کی دعا مانگی کیونکہ

اس بیابان مین مین زراعت نتھی پھر دعا مانگے تا میوے اطراف سے وہان آوین اللہ تعالے ابراہیم کی دعا کو قبول کیا
کہ ہمیشہ اطراف سے وہان پھل آیا کرتے ہین اور دعا خاص مومنون کے واسطے کئے کیونکہ اول امامت کے واسطے جو
دعا مطلق مانگی تو اللہ تعالے نے انکو فرمایا ظالمون کو میرا عہد نہ ملیگا پھر اُس کا لحاظ کرتے اب دعا مخصوص مومنون کے
واسطے کئے اللہ تعالیٰ انکو معلوم کروایا کہ دنیا مین رزق دینے مومن اور کافر سب برابر ہین اور فرمایا -
قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا فرمایا رب نے اور جو کوئی منکر ہے اُسکو بھی فایدہ دونگا تھوڑے
دنون یعنی اُسکے حیات تک وہ حیات اگرچہ دراز ہو لیکن آخر منقطع ہوتی ہی تو تھوڑی ہی ثُمَّ أَضْطَرُّهُ
إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ پھر اُسکو قید کر بلاونگا دوزخ کے عذاب مین وہ بُری
جگہہ پہنچ وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ اور جب اٹھانے لگا
ابراہیم بنیادین اُس گھر کی اور اسمعیل اہل سیر وغیرہ لکھتے ہین کہ اللہ تعالی زمین کو پیدا کرنیکے قبل دو ہزار برس
کے کعبہ کی جگہہ پیدا کیا سو پانی پر تھی کف کی سی سفید رنگ پھر اسکے نیچے زمین کو برابر کئے آدم علیہ السلام زمین پر جب
اترے تو انکو وحشت ہوئی جناب باری مین عرض کئے اللہ تعالے بیت المعمور کو اتار کے کعبہ کی جگہہ رکھا اسکی بنا یاقوت
کی تھی اور دو دروازہ تھے زمرد کے ایک دروازہ شرقی اور دوسرا غربی اور آدم کو اللہ تعالے نے فرمایا ای آدم
مین نے تیرے واسطے گھر کو اتارا تو اُسکا طواف کر جیسے عرش کی گرد طواف کرتے ہین اور تو وہان نماز پڑھ جیسے
عرش کے گرد نماز پڑھتے ہین اور حجر اسود کو بھیجا اسکا رنگ سفید تھا جاہلیت مین اسکو حایض عورتین چھونے
لگین تو اُسکا رنگ سیاہ ہوا پھر آدم ہند سے مکہ کو پیادہ آے اللہ تعالی نے انکے ساتھ ایک فرشتے کو
بھیجا تا کعبہ انکو بتاوے پھر آدم علیہ السلام آکے اس گھر کا حج کئے اور مناسک بجالائے ابن عباس کہتے ہین آدم
چالیس بار ہند سے پیادہ جا کر حج کئے غرض نوح علیہ السلام کے طوفان تک وہ گھر ویسا ہی تھا طوفان کیوقت اللہ
اُس گھر کو اٹھا کے چوتھے آسمان پر رکھا اُس مین ہر روز ستر ہزار فرشتے جاتے ہین نکلے بعد بھی اُس مین داخل
نہین ہوتے اور جبرئیل علیہ السلام حجر اسود کو لیجا کے جبل ابوقبیس مین پوشیدہ کئے تا طوفان سے غرق نہووے
طوفان کے بعد کعبہ کی جگہہ خالی تھی ابراہیم علیہ السلام کے زمانے تک پھر ابراہیم علیہ السلام کے دونون
فرزند اسمعیل اور اسحق پیدا ہو بعد اللہ تعالے امر کیا کہ وہ گھر جس مین اللہ کا ذکر ہوا کرے بنا وے ابراہیم علیہ السلام

اس گھر کی جگہ پوچھے تو اللہ نے ایک ابر کا ٹکڑا کعبے کے مقدار کے برابر بھیجا ابراہیم علیہ السلام اسکے سایہ میں چلے
آخر کعبہ کی جگہ برابر آکے ابر کا ٹکڑا ٹھہرا ہوا اور ابراہیم کو ندا آئی کہ ابر کا سایہ جتنا ہے اتنا ہی گھر بنا نا اوراس سے
کچھ کم و زیادہ نہ کرنا بعضے روایتوں میں آیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کو اللہ تعالے نے بھیجا تا کعبہ کی جگہ بتاوے پھر ابراہیم
اور اسمعیل علیہما السلام ملکے کعبہ کی بنا شروع کئے ابراہیم بناتے اور اسمعیل پتھر اٹھاکے دیتے ابن عباس سے
روایت ہے کہ کعبہ کو پانچ پہاڑ کے پتھروں سے بنایا طور سینا اور طور زیتا اور جبل لبنان کہ شام میں ہے اور جودی وہ
جزیرے میں ہے اور جبل حرا وہ مکہ میں ہے جب حجر اسود کی جگہ پہنچی ابراہیم نے اسمعیل کو کہا ایک خوب پتھر دیکھے
لاؤ تا لوگوں کے نشان کیواسطے اسکو لگاؤں اسمعیل ایک پتھر لیکے آئے ابراہیم کہے اس سے خوب پتھر لاؤ پھر ڈھونڈنے
نکلے ابوقبیس پہاڑنے پکار کے کہا ای ابراہیم تمھارے واسطے میرے پاس ایک امانت ہے اُسکو لو پھر حجر اسود کو نکالے
اُسکے موقع میں اب جہاں گڑا ہے رکھے بعضے کہتے ہیں کعبہ کو اول آدم علیہ السلام نے بنایا پھر بعد طوفان کے ابراہیم بنائے
بعضے کہتے ہیں اول ملائکہ بنائے بعدہ ابراہیم علیہ السلام بنائے پھر عمالقہ بنائے بعد جرہم بعدہ قریش بعثت کے قبل اور نقشہ
جو ابراہیم کیوقت تھا اُس میں کچھ تغیر کئے اور اس بنا میں نبی صلی اللہ علیہ السلام بھی شریک تھے بعد ابن الزبیر اپنی
خلافت میں جڑ سے توڑکر اور ابراہیم علیہ السلام کے وقت کے نقشہ کے برابر بنائے پھر حجاج بن یوسف ابن الزبیر کی بنا میں
کچھ توڑکے قریش جو بنائے تھے ویسا ہی کیا وہی حجاج کی بنا پر آج تک جو دہی مگر چند بار مرمت کی گئی اور ابراہیم
اور اسمعیل علیہما السلام بناتے وقت یہہ کہتے تھے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ای رب
قبول کر ہمسے تو ہی ہے اصل سنتا جانتا رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ ای رب اور کر ہمکو حکم بردار اپنا
وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ اور ہماری اولاد میں بھی ایک جماعت حکم بردار تیری ابراہیم اور
اسمعیل علیہما السلام اپنی ذریت واسطے دعا کئے کیونکہ ذریت ہی شفقت کرنیکے سزاوار ہیں اور انبیا کی اولاد جب درست
چال پر رہیں تو اُنکے تابعدار بھی درست چال پر چلینگے اور بعضے اولاد کیواسطے دعا مانگے کیونکہ اول اللہ تعالی فرما چکا
ہے لاینال عہدی الظالمین بعضے کہتے ہیں امت سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے وَاَرِنَا
مَنَاسِكَنَا اور سکھلا ہمکو دستور حج کرنیکے مناسک مشتق نسک سے ہے نسک کی معنی بڑی عبادت کرنا حج کے
کاموں کو مناسک بولنا مشہور ہوا کیونکہ اُس میں بہت مشقت اور کام عادت کے برخلاف ہیں جیسی شکار نہ پکڑنا اور

سیا ہوا لباس نہ پہنا اور ناخن نہ لینا اور بال نہ نکالنا اسکے سوا اور چیزین بھی ہین پھر اللہ تعالیٰ آنکی یہہ دعا

قبول کی اور جبریل کو بھیجا تا حج کے تمام رسوم انکو تعلیم کرے وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

اور ہمکو معاف کر تو ہی ہے اصل معاف کرنیوالا مہربان انبیا گناہون سے معصوم ہین باوجود اسکے توبہ چاہنا سو اپنی

نفس کو توڑنے اور اپنی اولاد کو ارشاد کرنے یا توبہ چاہی اس گناہ سے جو پیش از نبوت کے سہوًا ان سے سرزد ہوا تھا یا بندہ

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کتنی ہی کرے لیکن بعضے اوقات مین کچھ قصور ہوجاتا ہے سہو سے یا فضل ترک کرنے سے سو اس قصور سے

توبہ چاہیے رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ اے رب ہمارے اور بھیج انمین ایک رسول انھین مین کا

روایت ہے کہ جب یہہ دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمھاری دعا ہم نے قبول کیا اور وہ نبی آخر زمانے مین آویگا

سب علما کا اس پر اتفاق ہے کہ اِس نبی سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد مین تمام

انبیا جو ہوے سو اسحٰق کی اولاد مین تھے اور انسے کوئی مکہ مین نہ ہوا یہہ دعا تو مکہ کے باشندے اور اسمٰعیل کی ذریت کیواسطے

تھی اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد مین کوئی نبی مبعوث نہ ہوا سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تو یقین ہوا کہ نبی سے

مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین احمد اور ابن جریر وغیرہ عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم فرماے مین اللہ کے یہان ام الکتاب مین خاتم النبیین تھا اور آدم کا ہنوز پتلا زمین پر پڑا

ہوا تھا اور مین اپنے اول امر سے تمکو خبر دیتا ہون مین دعا ہون ابراہیم کی یعنی یہہ جو دعا مانگے بھیج انمین ایک

رسول اور بشارت ہون عیسی کی یعنی سورت صف مین جو مذکور ہے وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي

اسْمُهُ أَحْمَدُ اور انجیل مین بھی ہے کہ مین جاتا ہون اب دوسرا بارقلیط تمھارے واسطے آتا ہے اور خواب

ہون اپنی والدہ کا جو دیکھی یعنی خواب دیکھی کہ اس سے ایک نور روشن ہوا کہ جس سے شام کی حویلیان اسکو روشن

نظر آئین يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ پڑھے انپر تیری آیتین یعنی تو جو اسکو وحی کرتا ہے توحید اور نبوت کے دلایل

اور احکام وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ اور سکھاوے انکو کتاب یعنے قرآن اور پکی باتین بعضے کہتے ہین

حکمت سے مراد معارف اور احکام ہین کہ جس سے نفس کامل ہوتا ہے بعضے کہتے ہین وہ علم اور عمل ہے آدمی حکیم

نہ ہوگا جب تک اس مین علم اور عمل دونون نہ ہون اور بعضے کہتے ہین جو بات تمکو نصیحت کرے یا بزرگی

کی طرف بلاے یا قبیح سے منع کرے وہ حکمت ہے بعضے کہتے ہین کہ وہ قرآن کو فہم کرنا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ

وقف لازم

فقہ جاننا اور بعضی کہتے ہین سنت نبوی جاننا ہی وَيُزَكِّيهِمْ اور اُنکو پاک کرے یعنی شرک سے إِنَّكَ أَنْتَ
الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ مقرر توہی ہی زبردست حکمت والا وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا
مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ اور کون پسند نرکھے دین ابراہیم کا مگر جو بیوقوف ہو اپنے جی سے یعنی ابراہیم کے دین کو
اور شریعت کو ترک نکریگا مگر جو احمق ہی کیونکہ یہود اور نصاریٰ اور عرب کے مشرک سب ابراہیم کے طرف اپنا
نسب پہنچاتا ہی کرکے فخر کرتے ہین اور اِس نبی کی بعثت کو ابراہیم نے خواہش کیا اور اِسکی شریعت ابراہیم کی ملت
کے مطابق ہے جو کوئی اس رسولؐ پر ایمان لانے سے انکار کیا تو اسنے ابراہیم کی ملت سے انکار کیا اور جو ابراہیم کی
ملت کا انکار کیا تو وہ نادان ہے بغوی نے کہا کہ اس آیت کے نازل ہونیکا سبب یہہ تھا کہ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ
عنہ اپنے دو بھتیجے مہاجر اور سلمہ کو کہے تم جانتے ہو کہ اللہ تعالےٰ نے توریت مین لکھا ہی اسمعیل کی اولاد سے ایک نبی
بھیجونگا اُس کا نام احمد ہے جو ایمان لایا اُس پر تو راہ پایا اور جو ایمان نہ لایا تو وہ ملعون ہی پھر سلمہ ایمان لایا
اور مہاجر نہ لایا تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا حافظ جلال الدین سیوطی نے کہا ہے اس حدیث کو مین نے
کسی حدیث کی کتاب مین اور مسند تفسیر مین نہین پایا وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ
فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ اور ہمنے اُسکو پسند کیا دنیا مین یعنی اسکو رسالت دی اور وہ یعنے ابراہیم
آخرت مین نیکون مین ہے یعنی جن کو مرتبہ ہی بلند اِس آیت مین اللہ تعالی خطاب بیان کیا انہون کی جو ترک کرتے
ہین ابراہیم کی ملت کو کیونکہ جس کو اللہ کے یہان سے دونون جہان کی بزرگی ملے اور قیامت کے دن اُسکی استقامت
اور صلاح ثابت ہووے تو اسکی پیروی کرنا ضرور ہی اسکو ترک نکریگا مگر سفیہ إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ
جب اسکو کہا اسکے رب نے حکم بردار ہو قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ بولا یعنی ابراہیم حکم مین آیا جہان
کے صاحب کے ابن عباس سے روایت ہے کہ جب ابراہیم تہ خانہ سے نکلے ستارون چاند سورج کو دیکھ کے اللہ کی وحدانیت
اور انکے حادث ہونے پر مطلع ہوے تو اللہ تعالے نے اُس وقت انکو خطاب کیا کہ اسلم یعنے اپنے نفس کو اللہ کی طرف سونپ دے
اور اپنے کامونکو اُسکے طرف مفوض کر تو انھون نے کہا مین نے مفوض کیا وَوَصَّى بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ
وَيَعْقُوبُ اور یہی وصیت کرگیا ابراہیم اپنے بیٹون کو اور یعقوب یعنے یعقوب اپنے فرزندون کو بھی یہی وصیت
کرگیا مقاتل کہتا ہے ابراہیم کے چار فرزند تھے اسمعیل انکی ماں ہاجرہ قبطیہ اور اسحق انکی مان سارہ اور مدین

ع ۴۳

اور مدان انکی ماں قسطورا ابنتی یقطن کی بعضی آٹھ فرزند کہے ہین یہہ چار اور قیسان اور زمران اور یشبق شوح انکی ماں بھی وہی قسطورا ہے اور بعضی چودھ کہتے ہین یہہ آٹھ اور ماری اور سرح اور باقس اور کیسان اور سروح اور آسم ان چھ کی ماں حجوری تھی توریت کے نسخے جو علسویان ترجمہ کئے ہین انمین آٹھ ہین جو اول مذکور ہوئے ان چھیونکا داخلہ نہین اور ناموں کے تلفظ مین بھی ہر ہر نسخے مین اختلاف ہی اور یعقوب کے فرزند بارا ہین روبیل شمعون لاوی یہودا یساخر اور زابلون ان چھیون کی ماں لیا اور دان اور نفتالی ان دونون کی ماں بلہا کنیز اور جاد اور اشیر ان دونون کی ماں زلفا کنیز اور یوسف اور بنیا مین ان دونوں کی ماں راحیل یٰبَنِیَّ

اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی لَکُمُ الدِّیْنَ ای بیٹو اللہ نے چن کر دیا ہے تمکو دین یعنی دین اسلام جو وہ برگزیدہ ہے فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ پھر نہ مریو مگر مسلمانی پر اس مین منع کیا اسلام کو ترک کرنے سے اور امر کیا کہ موت تک اسی پر ثابت رہنا یعنی اسلام پر ہمیشہ رہو یہان تک کہ اسی پر مرو فضیل ابن عیاض سے منقول ہے کہ معنی وانتم مسلمون کا تم گمان نیک کرو اللہ کے ساتھ اس معنی پر دلالت کرتی ہے حدیث بخاری اور مسلم کی جابر رضی اللہ عنہ سے کہے ہین سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی موت کے تین روز کے آگے فرمائے نہ مرے کوئی تمسے مگر وہ گمان نیک رکھے اپنے رب کے ساتھ اَمْ کُنْتُمْ شُھَدَآءَ اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ الْمَوْتُ کیا تم حاضر تھے جسوقت پہنچی یعقوب کو موت اس آیت کے نازل ہونیکا سبب بغوی وغیرہ یون لکھتے ہین کہ یہود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہے یعقوب نے اپنی مرتے وقت اپنی اولاد کو وصیت کیا تھا کہ تم یہودیت پر ثابت رہو اب ہم اسکو کیسا ترک کرین پھر اللہ تعالی نے انکی تکذیب کے واسطے یہہ آیت نازل کی حافظ جلال الدین سیوطی کہے ہین مین نہین جانتا کس نے اس حدیث کو نکالا ہی اور اَم کا لفظ جو آیا ہی سو انکار کیواسطے ہی یعنی ای یہود تم تو یعقوب کی موت کیوقت حاضر نہین تھے پھر پیغمبرون پر افترا کیون کرتے ہو اور یہودیت کی طرف انکی نسبت کاہی کو لگاتے ہو کیونکہ مین امر نہین کیا ابراہیم کو اور انکی اولاد کو مگر دین اسلام پر چلنے اور وے بھی اپنی اولاد کو دین اسلام پر چلنے کی وصیت کر گئے اب بیان کرتا ہی وصیت کا جو یعقوب نے اپنی اولاد کو کی اِذْ قَالَ لِبَنِیْہِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِیْ جب کہا اپنے بیٹون کو تم کیا پوجوگے میرے بعد یعنی میرے مرے بعد تم کس کی عبادت کروگے کہتے ہین کہ اللہ تعالے کسی نبی کی روح قبض نہ کی مگر یہہ کہ اسکو اختیار دیا موت اور حیات مین جب یعقوب علیہ السلام کو

اختیار دیا تو دیکھیے کہ مصر والے بعضے بت پرست ہین اور بعضے آتش پرست سو یعقوب کہے مجھکو مہلت دو تا اپنی اولاد کو وصیت کرون پھر سب کو جمع کر کے کہے میری موت کی گھڑی آپہنچی سو میرے بعد تم کسکی عبادت کروگے قَالُوا کہے انکی اولاد نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ہم بندگی کرینگے تیرے رب کی اور تیرے باپ دادے ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق کے رب کی اسمعیل کا نام پہلے ذکر کیا کیونکہ انہون اسحق سے عمر مین بڑے تھے اور اسمعیل یعقوب کے چچا تھے پھر انکو آبا مین داخل کیا گیا کیونکہ عرب چچا کو باپ کہتے ہین اور خالا کو مان عرب کے سوا دوسرے قومون مین بھی یہی عادت جاری ہے اِلٰهًا وَّاحِدًا وہی ایک رب وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ اور ہم اُسی کے حکم پر ہین تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ وہ یعنی ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق اور یعقوب اور انکی اولاد ایک جماعت تھی گذر گئی یعنی اے یہود تم ابراہیم کا اور انکی اولاد کا ذکر چھوڑ دو لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ انکا ہی جو کما گئے اور تمھارا ہے جو تم کماؤ یعنے ایک کو دوسرے کی کمائی کام نہین آتی انکو نفع نہ دیگی مگر جو سے عمل کئے تمکو بھی نفع نہ دیگی مگر جو تم عمل کرتے ہو تم جو فخر کرتے ہو کہ اپنے باپ دادا انبیا ہین وہ فخر کام نہ آویگا وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اور تم سے پوچھ نہین اُنکے کام کی یعنی ہر فریق کو اُنکے عمل سے پوچھینگے نہ دوسرے کے عمل سے وَقَالُوْا اور کہے یعنی اہل کتاب یہہ آیت نازل ہونیکا سبب ابن جریر وغیرہ یون روایت کیئے ہین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہے کہ عبد اللہ بن صوریا کانا یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بولا ہدایت نہین مگر ہم جس پر ہین سو ہمارا تابع ہو تا راہ پاوے اور نصاریٰ بھی ایسا ہی کہے پھر اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ہو جاؤ یہود یا نصاریٰ تو راہ پر آؤ یعنے یہود کہے تم یہود ہو جاؤ اور نصاریٰ کہے تم نصاریٰ ہو جاؤ قُلْ تو کہہ ای محمد بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ بلکہ ہم نے پکڑی راہ ابراہیم کی جو ایکطرف کا تھا اور نہ تھا شرک والون مین یعنی کسی کی پیروی کرنا ضرور ہو تو ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کرنا سزاوار ہے کیونکہ اُسکی فضیلت کے سب قایل ہین حنیف مشتق ہے حنف سے اسکا معنی میل کرنا یہان حنیف کا معنی وہ جو تمام باطل دینون سے میل کر کے دین حق کو اختیار کرتا ہے اور جو شخص ختنہ کرے اور حج کو قایم کرے اسلام کے ساتھ تو اسکو عرب حنیف کہتے ہین اور اللہ نے جو کہا ابراہیم مشرکون مین نتھا اس مین تعریض ہے یہود و نصارا اور عرب کے مشرکون پر جو ابراہیم کی ملت کی پیروی کا دعوی کرتے تھے حالانکہ اللہ تعالے کے ساتھ شریک ٹھہراتے تھے

اب اللہ تعالیٰ مومنون کو ایمان کی راہ سکھانے ارشاد کیا قُولُوا تم کہو اے مومنو یہود و نصاریٰ کو جو جو اپنی ملت کی پیروی کرو کہتے ہیں اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ہم نے یقین کیا اللہ پر وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا اور جو اترا ہم پر یعنی قرآن شریف قرآن کا ذکر مقدم لایا کیونکہ ہمارے نسبت کرتے وہ پہلی کتاب ہے یا یہہ کہ اُس پر ایمان لانا سبب ہے دوسرے کتابوں پر ایمان لانیکا وَمَا اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ اور جو اترا ابراہیم اور اسمعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اسباط پر اسباط جمع سبط کا ہے پوتے کو کہتے ہیں یہان اس سے مراد یعقوب کے پوتے ہیں یعنی انکے فرزندون کی اولاد جو پیغمبر ہوئے اسباط بنی اسرائیل میں جیسے قبیلہ عرب میں یا مراد یعقوب کے بارہ فرزند ہیں جنکے نام ہم آگے ذکر کئے ابراہیم اور اسحٰق کی نسبت وہ پوتے ہوئے اس لئے اسباط بولا انمین سے یوسف علیہ السلام کی نبوت میں اختلاف نہیں دوسرے فرزند نبی تھے یا نہیں سو اختلاف ہے قول اصح یہہ ہے کہ وہ نبی نتھے اور ابراہیم علیہ السلام پر جو نازل ہوئے سو وہ دس صحیفے تھے اور اسمعیل وغیرہ پر اگرچہ صحیفے نازل نہ ہوئے لیکن انکو ابراہیم کے صحیفون پر عمل کرنیکا حکم تھا اور تفصیل ان صحیفونکے جاننے پر مامور تھے تو انپر بھی ہے صحیفے گویا نازل ہوئے وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى اور جو ملا موسیٰ کو اور عیسیٰ کو یعنی توریت جو موسیٰ کو ملی اور انجیل جو عیسیٰ کو ملی وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ اور جو ملا سب نبیون کو اپنے رب سے یعنی ہم ایمان لائے توریت اور انجیل پر اور دوسرے تمام کتب پر جو نبیون کو ملین اور وے تمام حق ہیں اور ہدایت اور نور اور وہ سب اللہ کے یہان سے ہیں اور انبیا تمام حق پر تھے لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ہم فرق نہین کرتے ایک مین ان سب سے یعنی یہود و نصاریٰ بعضونکو مانتے ہین اور بعضون کو نہین مانتے ویسا ہم نہین کرتے بلکہ ان سبھون کو ہم مانتے ہین وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ اور ہم اُسی اللہ کے حکم پر ہین فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا پھر وے بھی یعنی یہود و نصاریٰ اگر یقین لاوین جسطرح پر تم یقین لائے ہو تو راہ پاوین وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ اور اگر پھر جاوین تو اب وہی ہین ضد پر اور جھگڑنے پر فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ سو اب بس ہے تیری طرف سے انکو اللہ اس آیت مین اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نصرت کا یہود و نصاریٰ پر اور محافظت کا انکی دشمنی سے اور اس مین ایک غیب کی بڑی خبر ہے اور معجزہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اس وعدہ کو اللہ تعالیٰ نے پورا کیا بنی قریظہ کو قتل کئے

اور انکے عورت بچے اسیر ہوئے اور بنی نضیر کو جلا وطن کئے اور خیبر کو انکے ہاتھ سے چھین لئے اور نصارا کا پادشاہ قیصر مسلمانون کے ہاتھ سے بہت سی خرابیت پایا اور انکا عبادت گاہ بیت المقدس اور تختگاہ قسطنطنیہ کہ ان دونون پر حاکم رہے اسکو لقب قیصر کا تھا مسلمانون نے چھین لیا اور انکے بہت سی ممالک مسلمانون کے تصرف مین آئے وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ اور وہی ہے اللہ سنتا جانتا صِبْغَةَ اللَّهِ رنگ اللہ کا لو یعنے دین اللہ کا اختیار کرو دین کو رنگ سے تعبیر کیا کسواسطے کہ دین کا اثر دیندار پر ظاہر ہوتا ہے جیسا اثر رنگ کا کپڑے پر ظاہر ہوتا ہے یا اسواسطے کہ نصارا کے یہان جاری ہے کہ پیدا ہوئے بعد ساتھ روز کو زرد پانی مین جس کا نام معمودیہ ہے اسکو غوطہ دیتے ہین اور بولتے ہین ختنہ سے جو پاکی حاصل ہوتی ہے اس پانی مین غوطہ دینے سے وہی حاصل ہوتی ہے اور کوئی شخص نیا نصرانی ہونا چاہا تو اسکو بھی اُسی پانی مین غوطہ دیا کرتے ہین جب ایسا کئے تو کہتے ہین اب یہ پکا نصرانی ہوا اسو اللہ تعالی مومنون کو امر کیا تم کہو ہم اللہ پر ایمان لائے اور رنگا ہمکو اللہ نے ایمان سے اور پاک کیا پورا پاک کرنا نہ تمھاری پاکی کی طرح پھر اس رنگ کی مناسبت کیواسطے رنگ سے تعبیر کیا اس کو علم بلاغت مین مشاکلہ کہتے ہین بعضے صبغۃ اللہ کا معنی اللہ کی فطرت کہتے ہین اور بعضے اللہ کی سنت بعضے کہتے ہین اُس سے مراد ختنہ ہے جس سے بدن خون آلود ہوتا ہے وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً اور کس کا رنگ ہے اللہ سے بہتر یعنی کسی کا رنگ اللہ کے رنگ سے بہتر نہین یعنے کوئی دین اللہ کے دین سے خوب نہین وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ اور ہم اُسی کی بندگی پر ہین قُلْ تو کہہ ای محمد اہل کتاب کو اس کے نازل ہونیکا سبب یہہ ہے کہ یہود نے مسلمانون سے کہے ہم اہل کتاب ہین اور ہمارا قبلہ مقدم ہے اور عرب بت پرست رہنے سے اُنمین کوئی نبی نہوا محمد بھی اگر نبی ہوتے تو ہم اہل کتاب مین ہوتے پھر اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا اور فرمایا انکے رد مین کہہ أَتُحَاجُّونَنَا فِي اللَّهِ کیا تم جھگڑتے ہو ہم سے اللہ مین یعنی اللہ تعالی کی شان مین یعنے اللہ تعالی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت دیا اور تمکو نہ دیا کرکے جو باتین کرتے ہو اور کہتے ہو کہ اگر اللہ کسی پر وحی نازل کرتا تو ہم لوگون مین سے کسی پر نازل کرتا اور سمجھتے ہو کہ نبوت کے لایق آپ ہین سو یہہ دعوی تمھارا باطل ہے بطلان کی دلیل فرمایا کہ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ اور وہی ہے رب ہمارا اور رب تمہارا یعنے اللہ کے بندے ہونے مین ہم اور تم سب برابر ہین اپنی رحمت پہنچاتا ہے جس کو چاہے وَلَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ اور ہمکو عمل ہمارے اور تمکو عمل تمھارے یعنی ہر ایک کو اُسکے عمل کی جزا ملیگی یہہ بحث کیا سو

یہود کو چپکا کرنے اور الزام دینے تقریر یون ہی اللہ تعالی نبوت کرامت کرتا ہی سو وہ محض یا اللہ کا فضل و
احسان ہی تو اس مین سب برابر ہین یا جو شخص طاعتون پر مواظبت کیا اور اخلاص سے اپنے تین آراستہ کرکے نبوت
کا مستعد ہوا سو اس پر اللہ تعالی کی طرف سی فیضان ہوتا ہی تو تمکو جیسے نیک اعمال ہین ہمکو بھی ویسی ہین وَ
نَحْنُ لَهُ مُخْلِصُوْنَ اور ہم اسی ہین پر یعنے ہم اسی کی خالص عبادت اور طاعت کرتے ہین پھر ہم پسند
آنے کے لایق اور اولی ہوے اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ
كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم و اسمعیل و اسحق اور یعقوب اور اسکی اولاد یہود تھی یا نصاری
قُلْ کہہ ای محمد ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ کیا تم بڑے خبردار ہو یا اللہ کیونکہ اللہ تو فرماچکا ابراہیم اور انکی
اولاد نہ یہودی تھے نہ نصرانی کیونکہ یہودیت موسی کے وقت سی نکلی اور نصرانیت عیسی کے زمانہ سے تو تمہارا جھوٹھ
صاف معلوم ہوا وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ اُس سے ظالم کون جسنے
چھپائی گواہی جو تھی اُس پاس اللہ کی یعنی ابراہیم اور انکی اولاد مسلمان جو تھے اس کا علم یہود کو ہی اور محمد کی نعت
اور صفت اُنکے کتابون مین موجود تھی سو اُسکو چھپاوے اور اُسکا انکار کئے پھر جو کوئی اللہ کے یہان سے
آئی سو بات کو چھپاوے تو اُس سے ظالم زیادہ کوئی نہین وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ
اور اللہ بیخبر نہین تمہارے کام سے یعنے تمکو اُسکی جزا دیگا تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ وہ
ایک جماعت تھی گذر گئی یعنے ابراہیم اور اونکی اولاد لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ
مَا كَسَبْتُمْ اُنکا ہوا جو کما گئے اور تمہارا ہے جو تم کماو وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا
كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اور تم سے پوچھ نہین اُنکے کام کی اہل کتاب اپنے آبا پر اعتماد
پکڑنا اور انبیا کی طرف اپنا نسب پہنچاہے کرکے فخر کرنا اور وے اپنے سفارشی ہین کرکے
بے باک ہونا انکی طبیعت مین گڑھ گئی ہے سو اس سے زجر اور توبیخ کے واسطے اس کو مکرر
فرمایا بعضے کہتے ہین پہلی آیت مین خطاب اہل کتاب کو تھا اور اس آیت مین ہم مومنون کو ہی

سَیَقُوْلُ السُّفَھَآءُ مِنَ النَّاسِ اب کہینگے بیوقوف لوگ سفہا جمع سفیہ کی ہی سفیہ اسکو کہتے
جسکی عقل مین نقصان ہو دین کے کام مین یا دنیا کے بلکہ دینی امور مین نقصان عقل جو رکھتا ہی اسکو سفیہ کہنا
سزاوار ہی اور لوگ سے یہود مراد ہین کیونکہ وے نسخ کے منکر تھے قبلہ کے تحویل سے مومنون پر طعن کرنے
لگے پھر وے طعن کرنے کے آگے اللہ تعالیٰ نے غیب کی خبر دی مَا وَلّٰھُمْ عَنْ قِبْلَتِھِمُ الَّتِیْ کَانُوْا عَلَیْھَا
کاہے پر پھر گئے مسلمان اپنے قبلہ سے جسپر تھے اس قبلہ سے مراد بیت المقدس ہی قُلْ تو کہہ اے محمد لِلّٰہِ الْمَشْرِقُ
وَالْمَغْرِبُ اللہ کی ہی مشرق اور مغرب یعنے جہات سب اللہ کے ملک ہین اور خلق تمام اُسکے بندے سو کسی مکان کو
اور کسی جہت کو اُس کی ذات مین ایسی خصوصیت نہین جسکے سبب سے وہ قبلہ بنے اللہ تعالیٰ مختار ہی جس جہت کی
طرف چاہے متوجہ ہونے کا امر کرے اُسکے حکم پر کوئی اعتراض نہین کرسکتا یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ
مُّسْتَقِیْمٍ چلاوے جسکو چاہے سیدھی راہ سو کبھی بیت المقدس طرف منہہ کرنیکا حکم کیا اور کبھی کعبہ کی طرف
وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا اور اسیطرح کیا ہمنے تمکو امت معتدل یعنی جیسا ہم نے تمہارے قبلہ کو
معتدل کیا کیونکہ کعبہ زمین کے وسط مین ہی اور ابراہیم کی بنا ویسا ہی ہمنے تمکو امت معتدل اور پسندیدہ کیا لِتَکُوْنُوْا
شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ تاکہ ہو گواہ لوگون پر یعنی قیامت کے دن تم گواہ ہوگے انبیا کے کہ وہ دنیا مین اپنی امت
کو دعوت کئے وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا اور رسول یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو تمپر گواہ یعنی
اللہ صاحب نے تمکو امت معتدل کیا اسلئے کہ تم تامل کرو اور دلایل جو تمہارے لئے قایم کیا اسکو دیکھین اور
کتاب جو اتارا اسکو جانین اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہ کیا انبیا کو بھیجا وے پند و نصیحت کئے لیکن کافرون نے شقاوت سے
اپنی شہوتون کی پیروی کرکے اُسکی آیتون سے اعراض کئے سو تمکو قیامت کے دن گواہی کے لئے لے آوینگے مروی ہے
کہ اللہ تعالیٰ اولین اور آخرین کو ایک ہی زمین پر جمع کریگا اور سابق کے امتون کے کافرون سے پوچھیگا کیا
تمہارے پاس رسول نہین آئے تو وے انکار کرینگے اور کہینگے ہمکو کوئی بشارت سنانیوالا اور ڈرانے والا
نہین آیا پھر اللہ تعالیٰ انبیا کو کہیگا تم اپنی امت کو رسالت پہنچائے سو اُسپر گواہ لے آو وے محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کی امت کو گواہی کے واسطے لاوینگے وے گواہی دینگے کافر کہینگے تم تو ہمارے بعد آئے وے ہمکو
رسالت پہنچائے سو تم کو کیسا معلوم ہوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کہیگی اللہ تعالیٰ ہمین رسول بھیجا

اور اُن پر کتاب اُتاری اور انبیا اپنی امت کو رسالت پہنچائی کرکے اس کتاب مین خبر دی اللہ جو خبر
دیا سو سچ ہی پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو لاکے انکی امت کا حال پوچھینگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی
امت کی عدالت اور راستی پر گواہی دیوینگے اِس حدیث کو بغوی نے بلا اسناد لکھا ہی اور اسکے مطلب کو
بخاری اور ترمذی اور بیہقی کتاب البعث مین ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کیئے ہین وَمَا جَعَلْنَا
الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا ہم نے نہین ٹھہرایا قبلہ کی جہت وہ جس پر تو تھا یعنی تو اول کعبہ کی جہت کی
طرف متوجہ ہوا کرتا تھا اسی کو قبلہ کی جہت نہین ٹھہرایا اس معنی سے معلوم ہوتا ہی کہ قبلہ کی جہت کعبہ ہی تھا اس کا
قصہ یہہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مین تھے اُسیکی طرف متوجہ ہوا کرتے تھے لیکن ایسی جہت مین کھڑے
ہوتے کہ اُس سے بیت المقدس کی طرف بھی منہہ ہوتا جب مدینہ کو تشریف لائے تو بیت المقدس کی طرف متوجہ ہونیکا
حکم ہوا سولہہ یا سترہ مہینے اُسکی طرف نماز پڑھا کرتے تھے یا معنی یون ہے تو جس قبلہ کی طرف متوجہ ہوا کرتا تھا یعنی
بیت المقدس اُس سے ہم تجھکو نہین پھیرے إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ
مگر اِسی واسطے تا ہم معلوم کرین کون تابع ہی رسول کا اور کون پھر جاویگا اُلٹے پانون یعنی دین مین شک کرکے
کون کافر بن جاتا ہی مروی ہی کہ جب قبلہ تحویل ہوا چند لوگ یہودی ہو گئے اور کہنے لگے محمد اپنے آبا کے دین کی
طرف پھر گیا اگر کوئی کہے اللہ تعالی سب چیزون کو پیش از انکے موجود ہونیکے جانتا ہی پھر اِس آیت مین کیون
کہا تا ہم معلوم کرین کیا اُسکو معلوم نتھا اُسکا جواب یہہ ہے کہ اس جگہ علم سے مراد اُنکے ظہور کا علم ہے کہ جس علم
پر ثواب اور عقاب مترتب ہوتا ہی کیونکہ علم الٰہی مین سابق جو علم غیب ہے اس سے ثواب و عقاب کا تعلق نہین بندہ
عاصی کہتا ہی کسی شخص کو کچھ کام کی ترغیب دینا چاہتے ہین تو اُسکو کہتے ہین یہہ کام تو کرتا ہی یا نہین سو مین
جانون کہنے والے کو اگرچہ معلوم رہتا ہی کہ یہہ کام وہ کریگا یا نہ کریگا لیکن ترغیب کیواسطے اس طور کا کلام
کرتے ہین اللہ تعالی اگرچہ سب جانتا ہی لیکن ترغیب کے واسطے اس اسلوب کا سخن فرماتا ہی واللہ اعلم وَإِنْ
كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ اور یہہ بات یعنی قبلہ کی جہت سے منہہ پھیرنا بھاری ہوئی
مگر اُن پر جنکو راہ دی اللہ نے وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ اور اللہ ایسا نہین کہ ضایع کرے
تمھارا ایمان اِس آیت کے نزول کا سبب بخاری غیرہ براء بن عازب سے روایت کیئے ہین کہ قبلہ تحویل ہونیکے قبل چند لوگ

مر گئے اور مارے پڑے انکے حق مین ہم کیا کہین سو نہین جاتے پھر اللہ تعالیٰ یہہ آیت و ماکان اللہ الایہ نازل کیا

اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ البتہ اللہ لوگون پر شفقت رکھتا ہی مہربان قَدْ نَرٰی

تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ ہم دیکھتے ہین پھر پھر جانا تیرا منہہ آسمان مین یعنی قبلہ کعبہ کیطرف ہونیکا

تیرا مشتاق ہونا اور وحی کی انتظار مین منہہ آسمان کیطرف پھرا کرنا ہم نے جانا یہہ آیت تلاوت مین اگرچہ

متاخر ہی لیکن معنی کی نسبت مقدم اور قصہ کا آغاز ہی اس قصہ کو بخاری مسلم ترمذی نسائی وغیرہ مختلف طریقون سے

روایت کئے ہین یہان سب کے مضمون کو جمع کرکے خلاصہ لکھتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکے مین

تشریف رکھا کرتے تھے تو کعبہ کی سمت جس مین مواجہ بیت المقدس کے صخرے کا ہو کھڑے ہوتے جب ہجرت کئے

تو اللہ تعالیٰ نے امر کیا نماز بیت المقدس کی طرف پڑھا کرنا ابن عباس رضی اللہ عنہا کہتے ہین یہہ اول حکم ہی قرآن

کا جو منسوخ ہوا غرض سولہ یا سترہ مہینے تک نماز اسی جہت مین پڑھا کئے یہود کہنے لگے محمد دین کے کامون مین

اگرچہ ہماری مخالفت کرتے ہین پر قبلہ مین ہمارے تابع ہین اس سے ہمکو نہایت تعجب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جبرئیل کو کہے مجھے بڑی تمنا ہی کہ اللہ تعالیٰ یہود کے قبلہ سے دوسری طرف پھرنیکا حکم کرے جبرئیل کہے مین بھی

تم سا ایک بندہ ہون مجھکو اختیار نہین جو حکم ہوتا ہی اُسکو بجا لاتا ہون آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو پھر نبی صلی اللہ

علیہ وسلم آسمان کیطرف اکثر دیکھا کرتے کہ شاید جبرئیل اسکا حکم لاوین رجب کے مہینے مین بدر کی جنگ ہونیکے دو مہینے

آگے یہہ آیتین اترین فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا سو البتہ پھیر ینگے تجکو جس قبلہ کیطرف تو راضی ہی

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اب پھیر منہہ اپنا مسجد الحرام کی طرف اس مسجد کا نام مسجد الحرام

اس لئے ہوا کہ وہان جنگ کرنا حرام ہی اور اُسکے متعرض ہونا ظالمون پر حرام اور اس جگہ مسجد الحرام سے مراد عین کعبہ

ہے اور عین کعبہ کی طرف متوجہ ہونا نماز مین قادر پر شرط ہی پھر اگر کعبہ کا معاینہ ہو تو عین کعبہ کی توجہ یقیناً

رہنا چاہئے اور معاینہ نہین تو ظناً رہنا ابو حنیفہ کا مذہب یہہ ہے کہ اگر معاینہ نہین تو جہت قبلہ کی بس ہے

وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ اور جس جگہ تم ہوا کرو پھیرو منہہ اُسی کی طرف یہہ خطاب

امت کو ہی کہ تم کہین ہو بر مین یا بحر مین مشرق مین یا مغرب مین اپنا منہہ اسی کی طرف کرنا بخاری نے ابن عمر رضی اللہ

عنہما سے روایت کیا ہی کہ ایک روز قبا مین لوگ صبح کی نماز پڑھتے تھے ایک شخص بنی سلمہ کا آیا اور بولا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

آیت اتری اور کعبہ کیطرف متوجہ ہونیکا حکم کئے ہین پھر لوگ شام کیطرف جو متوجہ تھے کعبہ کیطرف پھر گئے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کون سی نماز مین پھرے اس مین اختلاف ہی بخاری براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے جو حدیث روایت کیئے
ہین اسکا ظاہر یہہ ہی کہ وہ ظہر کی نماز تھی محمد بن سعد اپنی طبقات مین روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
بشر بن البرائن معرور کے والدہ کیہان بنی سلمہ مین گئے تھے اُس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا تیار کیا اس مین
ظہر کی نماز کا وقت آن پہنچا نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو لیکے دو رکعت نماز پڑہے کہ وہین کعبہ کی طرف متوجہ ہونیکا
حکم ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُسطرف پھر گئے اور اُس مسجد کا نام مسجد القبلتین ہوا واقدی نے کہا ہی بات
ہمارے پاس زیادہ ثابت ہی جب قبلے کی تبدیل ہوئی یہود کہنے لگے محمدؐ اپنے دل سے اختراع کرتا ہی کبھی بیت المقدس
کی طرف نماز پڑہتا ہی کبھی کعبہ کی طرف اگر ہمارے ہی قبلہ پر ثابت رہتا تو ہم سمجھتے کہ ہم جس نبی کا انتظار کرتے ہین
وہ محمد ہی ہے پھر اللہ تعالیٰ نے نازل کیا وَاِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَیَعْلَمُوْنَ اَنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّہِمْ
اور مقرر جنکو ملی ہی کتاب البتہ جانتے ہین کہ یہی حق ہے انکے رب کی طرف سے یعنے کعبہ کی طرف منہہ کرنا حق جانتے ہین
کیونکہ انکی کتابون مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت مین لکھا ہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کی طرف متوجہ ہووینگے
وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا یَعْمَلُوْنَ اور اللہ بیخبر نہین اُن کامون سے جو کرتے ہین یعنی یہود جو کرتے انسے اللہ
غافل نہین اُنکی جزا دُنیا اور آخرت مین دیگا وَلَئِنْ اَتَیْتَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ بِکُلِّ
اٰیَۃٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَکَ اور اگر تو لاوے کتاب والون پاس ساری نشانیان نہ چلین گے تیرے قبلہ پر یعنے
یہود و نصاریٰ تیری پیروی جو نہین کرتے سو شبہے کی جہت سے نہین بلکہ یہہ انکا عناد اور مکابرہ ہی اُس پر دلیل بتلانا
نفع نہ دیگا وَمَا اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَہُمْ اور نہ تو مانے انکا قبلہ یہہ جو فرمایا یہود کی طمع کو قطع کرنے کیواسطے
تھا وَمَا بَعْضُہُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَۃَ بَعْضٍ اور نہ انمین ایک مانتا ہی دوسرے کا قبلہ یعنے وہ یہود اور نصاریٰ تیری
مخالفت مین متفق ہین پر قبلہ کی شان مین باہم خلاف کرتے ہین یہود بیت المقدس کے صخرے کی طرف متوجہ
ہوتے ہین اور نصاریٰ مطلع شمس کی طرف اور تمھارا قبلہ کعبہ ہی ایک دوسرے کے قبلہ کی طرف متوجہ ہونا بن نہین پڑتا
وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَھْوَآءَھُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ اِنَّکَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝
اور کبھی تو چلا انکی پسند پر بعد اس علم کے جو تجکو پہنچا تو بیشک تو بھی ہے بے انصافون مین اس آیت مین اگرچہ خطاب

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی لیکن اس سے مراد آپکی امت ہی کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکی پسند پر کبھی نہ چلیں گے یا ہیں
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہی بسبیل فرض و تقدیر اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ
كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ جن کو ہمنے دی ہی کتاب یعنی یہود اور نصاریٰ کے علما پہچانتے ہیں اُسکو یعنے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسا پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو یعنی تو جو اللہ کا رسول ہی وہ بات انکو خوب معلوم ہی اس میں
کچھ شک و شبہہ انکو نہیں ثعلبی سدی صغیر کے طریق سے کلبی سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مدینہ کو تشریف لائے بعدہ عمر عبد اللہ بن سلام کو پوچھے اللہ تعالے نے یہہ جو فرمایا اسکو پہچانتے ہیں جیسا پہچانتے
ہیں اپنے بیٹوں کو سو وہ کیسی معرفت ہی عبد اللہ بن سلام کہے ای عمر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی پہچانا جیسا میرا
بچہ لوگوں کے بچوں میں ہو تو پہچانتا ہوں لیکن مجھو اپنے فرزند سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت زیادہ ہی عمر کہے وہ کیسا
تو عبد اللہ بن سلام کہے میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد برحق اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالی انکی نعت ہماری کتاب
میں بیان کیا اور میری عورت کیا کی سو مجھے معلوم نہیں یعنی حقیقت میں وہ بچہ اپنی ہی نسل کا ہی یا نہیں سو مجھے معلوم
نہیں عمر کہے وفقك الله یا ابن سلام یعنی اللہ تجھو توفیق دیوے ای ابن سلام بعضے مفسرین یعرفونہ کی ضمیر
تحویل قبلہ کی طرف پھیرتے ہیں اور بعضے قرآن کی طرف وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْهُمْ لَیَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ
اور ایک فرقہ اُنمیں یعنی اہل کتاب میں چھپاتے ہیں حق کو جانکر اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ
حق وہی جو تیرا رب کہے پھر تو نہ ہو شک کرنیوالا یعنی وہ اللہ کے یہاں کی ہونے میں شک نہیں یہہ خطاب بھی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں کیونکہ آپکے ایسا شک ہرگز نہو گا یہہ خطاب بہی امت کے لئے ہی یا وہ بات حق ہونے میں کسی
کو شک نہیں اس کی تنبیہ کیا ہی وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّیْهَا اور ہر کسی کو ایک طرف ہی کہ منھہ کرتا ہی اُسکی
طرف یعنی ہر ملت والے کو ایک قبلہ ہی کہ وہ ادہر متوجہ ہوا کرتا ہی یا مسلمانوں کے ہر بستی والے کو کعبہ کی ایک طرف منھہ
کرنا ہی فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ سو تم سبقت چاہو نیکیوں میں یعنی اللہ تعالی کے احکام ماننے میں اور اُسکی طاعت
میں جلدی کیا کرو اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا یَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا جس جگہ تم ہوگے لاویگا اللہ لیکھٹے
یعنی مومنین اور یہود سب کو قیامت کے دن اکھٹے کرکے اُنکے اعمال کی جزا دیگا اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ
بے شک اللہ ہر چیز کر سکتا ہی مر بعد جی اُٹھا یگا پرہیزگاروں کو ثواب دیگا بدکاروں کو عقاب وَمِنْ حَیْثُ

ع ۲

خرجت فول وجهك شطر المسجد الحرام اور جس جگہ سے تو نکلے ای محمد سفر ہو یا حضر سو اپنا منہہ
مسجد الحرام کی طرف وانه للحق من ربك اور مقرر یہی یعنی کعبہ کی طرف متوجہ ہونا تحقیق ہی تیرے
رب کیطرف سے یعنی اس مین کچھ شک نہین سو تو اس پر محافظت کر وما الله بغافل عما تعملون اور
اور اللہ بیخبر نہین تمہارے کام سے ومن حيث خرجت فول وجهك شطر المسجد الحرام اور
جہان سے تو نکلے تو منہہ کر مسجد الحرام کیطرف وحيث ما كنتم فولوا وجوهكم شطره اور جس جگہ تم
ہو کرو اسی کیطرف منہہ اللہ صاحب نے کعبہ کیطرف منہہ کرو کرکے تین بار مکرر فرمایا کیونکہ یہہ پہلا حکم تھا جو نسخ ہوا اسمین
خاطرون پر شبہہ آنیکا اندیشہ اور فتنہ کا خوف اور شیطان کا دلونمین وسوسہ ڈالنے کا محل تھا اس لئے حکم کی تاکید اور شبہون کو
دور کرنیکے واسطے اور توضیح بیان کے لئے مکرر فرمایا اور ہر جگہہ اس آیت کے ساتھ ایک علاحدہ حکم متعلق کیا پہلی
آیت کے ساتھ کہا قبلہ کی بات حق ہی کر کے اہل کتاب جانتے ہین اور توریت اور انجیل مین اسکا مشاہدہ کر چکے ہین اور
دوسری آیت کے ساتھ اپنی گواہی ظاہر کیا کہ قبلہ کا امر حق ہی اللہ تعالی کی شہادت اہل کتاب کے علم کا غیر ہی اور تیسری
آیت کے ساتھ علت بیان کیا کہ یہود کو تیر لگاؤ نہ رہے یا مکرر لایا اس لئے کہ انسان یا مسجد الحرام مین ہوگا یا مسجد الحرام سے
نکلکے شہر مین رہیگا یا شہر سے نکلکے دوسرے شہر کو جائیگا پہلی آیت پہلی حالت پر دوسری آیت دوسری حالت پر تیسری آیت تیسری
حالت پر محمول ہی لئلا يكون للناس عليكم حجة کہ نہ رہے لوگون کو تم سے جھگڑنیکی جگہہ لوگون سے
مراد یہود اور مشرکین ہین یعنی قبلہ کو جو پھیر دیئے سو اس سے یہود کا لگاؤ دور ہوا کیونکہ اگر نہ پھیرتے تو یہود کہتے توریت
مین ایک نبی جو آنیوالا ہی اسکا قبلہ کعبہ ہے اور محمد ہمارے دین کا منکر ہی پر ہمارے ہی قبلہ کی طرف متوجہ ہوتا ہی اور مشرکونکا
لگاؤ بھی دفع ہوا کیونکہ وے کہتے کہ محمد دعوی کرتا ہی کہ مین ابراہیم کی ملت پر ہون پھر قبلہ مین ابراہیم کی مخالفت
کیون کرتا ہی الا الذين ظلموا منهم مگر جو ان مین بے انصاف ہین یعنی جھگڑا کسی کو نہین رہتا مگر معاند
اور بے انصاف کو وے کہینگے کعبہ کی طرف نہین پھرا مگر اپنی قوم کا دین اسکو پسند آیا اور اپنی شہر کا دھیان
ہوا یا یون کہینگے قبلہ مین تو اپنے آبا کی پیروی کیا شاید انکا دین بھی رفتہ رفتہ اختیار کریگا فلا تخشوهم
واخشوني سو ان سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو یعنی وے لوگ تمہارے قبلہ مین طعن کرینگے ان سے مت ڈرو
ان سے تمہارا کچھ نہ بگڑیگا اور مجھ سے ڈرو میرے حکمون کو بجا لاؤ انکا خلاف نہ کرو ولاتم نعمتي عليكم

اور اسواسطے کہ پورا کرون تمپر اپنا فضل وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ اور شاید تم راہ پاو یعنی ہمنے تم کو جو یہہ
امر کیا سو اپنی نعمت تمپر پوری کرنے اور تمکو ہدایت دینے کے ارادہ سے تھا نعمت پوری کرنے سے مراد ابراہیم
کی ملت پوری حاصل ہونا یا اسلام پر مرنا اور بہشت مین جانا وہان اللہ کا دیدار ہونا بخاری ادب المفرد مین اور
ترمذی سنن مین معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے پوری نعمت بہشت
مین جانا ہے علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پوری نعمت اسلام پر مرنا ہے كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ
رَسُولًا مِّنكُمْ جیسا بھیجا ہمنے تمکو رسول تمہین مین کا کما کی کاف تشبیہ کیواسطے ہے اس کا ترجمہ ہندی مین جیسا ہے اور تشبیہ کیواسطے
کوئی لفظ ہونا جو اسکے ساتھ متعلق ہووے سو بعضی لاتم نعمتی سے متعلق لیتے ہین یعنے اپنا فضل قبلہ کی امر مین یا آخرت کے امر مین جیسا
پورا کیا ویسا ہی تمپر رسول بھیجکے فضل پورا کیا اور بعضے کہتے ہین کہ وہ فاذکرونی اذکرکم سے متعلق ہے یعنے
جیسا ہمنے تمکو رسول بھیجکے یاد کیا ویسا ہی تم مجھکو یاد کرو اور یہہ آیت خطاب ہے اہل مکہ اور عربون کو اور رسول سے مراد محمد
صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور عربون کو انھین مین کا رسول بھیجنا اُن پر اللہ تعالی کی بڑی نعمت اور انکی عزت اور شرف کا
سبب ہے يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا پڑھتا تمہارے پاس آیتین ہماری یعنی قرآن وَيُزَكِّيكُمْ اور تمکو
پاک کرتا ہے یعنے شرک کی نجاستون سے وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ اور سکھاتا تمکو کتاب اور حکمت کتاب سے
قرآن مراد ہے اور حکمت سے حدیث اور فقہ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ اور سکھاتا تمکو جو تم نہ جانتے
تھے یعنے علوم اور معارف الہی کہ جسکا جاننا بدون وحی کے ممکن نہین نظر و فکر کو وہان کیا دخل فَاذْكُرُونِي
أَذْكُرْكُمْ تو تم یاد کرو مجھکو مین یاد کرون تمکو اللہ تعالی کو یاد کرنا یا زبان سے ہے مثلاً قرآن کی تلاوت کرنا
اور اسکی تسبیح اور تہلیل کرنا یا دل سے اس طور پر کہ اسکی ذات کے مراقبہ مین مستغرق ہونا ایسا ذکر اہل سلوک و اشغال
والون کے نصیب ہے یا اس طور پر کہ اسکے دلایل اور آیات کو اور صنایع اور بدایع کو تامل اور تفکر کرنا یہہ بات سبکو
حاصل ہو سکتی ہے اور اللہ تعالی جو یاد کرتا ہے اس سے مراد مغفرت اور ثواب دینا اور اسکی رضامندی ہے ابو الشیخ اور
دیلمی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کی معنی یون فرماتے ہین اے بندو
مجھے یاد کرو میری طاعت سے مین تمکو یاد کرون اپنی مغفرت سے یعنے میری طاعت کروگے تو تمکو بخشدونگا اور
ابن لال اور دیلمی اور ابن عساکر ابی ہند داری سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے اللہ تعالی نے

فرمایا میرا ذکر کرو طاعت سے مین تمکو یاد کرونگا اپنی مغفرت سے سو جو کوئی مجھے یاد کریگا اور میرا مطیع ہوگا تو
مجھ پر اُسکا حق ہے کہ مغفرت سے اسکو یاد کرون اور جو مجھے یاد کریگا اور وہ میری عصیان کر رہا ہے تو مین اسکو عداوت
اور دشمنی سے یاد کرونگا اور بعضے یون کہے ہین مجھے یاد کرو نعمت اور فراخی مین تو مین تمکو یاد کرونگا شدت
اور بلا مین بخاری اور مسلم وغیرہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہے اللہ تعالی
فرمایا مین اپنے بندے کے خیال کے ساتھ ہون جو میرے سے رکھتا ہے اور جب مجھے یاد کرے تو مین اسکے ساتھ ہون اگر مجھکو
اپنے جی مین یاد کریگا تو مین اسکو اپنے جی مین یاد کرونگا اگر دربار مین یاد کریگا تو مین اسکے بہتر دربار مین یاد کرونگا اور
اگر میری طرف ایک بالشت نزدیک ہوگا تو اسکی طرف مین ایک ہاتھ نزدیک ہونگا اور اگر وہ میری طرف ایک ہاتھ
نزدیک ہوگا تو مین اس سے ایک بام نزدیک ہونگا اور اگر وہ میرے پاس چلتا آویگا تو مین اسکے پاس دوڑکے آونگا
یہہ حدیث اللہ تعالی کی صفات کی حدیثون مین ہے قرب اور بالشت اور ہاتھ اور چلنا اور دوڑنا اللہ تعالے
کی ذات پر محال ہے سو سلف کا مذہب یہہ ہے کہ اسکے معنون کو خدا تعالی پر سپرد کیجیے خلف کے قول پر اسکی
تاویل اسکی نعمتون کی نزدیکی اور اللہ تعالی کا الطاف واحسان ہے وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ۝
اور احسان مانو میرا اور ناشکری مت کرو شکر حاصل ہوتا ہے اُسکی طاعت سے اور ناشکری گناہ سے يَا أَيُّهَا
الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ای ایمان والا قوت پکڑو صبر اور نماز سے صبر اور صلوٰۃ
دو چیزین فرمایا کیونکہ یہہ دونون سب عبادتون کے اصل ہین صبر سے مراد یہہ ہے کہ امر الٰہی مین اپنی جان پر جو محنت
آوے اسکو سہنا اور عبادتون کی ادا کرنے پر مشقت اٹھانے اور اپنے تئین گناہون سے اور شہوتون سے باز رکھنا
بعضے صبر سے مراد روزہ کہتے ہین اور بعضے جہاد إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝ بیشک اللہ ساتھ ہے صبر کرنے والونکے
یعنے وہ انکی اعانت کرتا ہے اور انکی دعائین قبول کرتا ہے وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ
اور نہ کہو جو کوئی مارا جاوے اللہ کی راہ مین کہ مردے ہین بَلْ أَحْيَاءٌ بلکہ زندے ہین وَلَٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ۝
لیکن تمکو خبر نہین بدر کے جنگ مین مسلمان جب شہید ہوئے لوگ کہنے لگے کہ وے مارے پڑے اور انکی لذتین اور نعمتین
منقطع ہوئین تو انکے شان مین اللہ صاحب نے یہہ آیت نازل کیا شہدا جو زندہ ہین فرمایا انکی حیات کس طور پر ہے
اکثر مفسرین کہے ہین انکی حیات جسد سے نہین اور نہ حیوانات کی حس وحیات کی سی لیکن انکی حیات ایک امر ہے

ع ۳

کہ اسکو عقل درک نہین کرتی وہی سے معلوم ہوتی ہی مسلم ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے شہدا کی ارواح حواصل مین سبز پرندون کے ہی بہشت کی نہرون کے پاس جہان چاہین وہان جاکے
چرتے ہین اور شب کو آکے عرش کے نیچے قندیلون مین رہتے ہین امام مالک اور امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ
کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے شہدا کی ارواح سبز پرندون
کی شکم مین رہتے ہین اور جنت کے پھل کھایا کرتے ہین ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث صحیح ہی مفسرون کے اس قول پر
اعتراض ہوتا ہی کہ انسان مرکے بعد اسکی روح باقی رہتی ہی اور اسکو ادراک بھی ہی چنانچہ مذہب جمہور صحابہ اور
تابعین کا یہی ہی اور آیات اور احادیث اسی پر ناطق ہین اس تقدیر پر حیات مین سب اموات شریک ہیں
پھر شہدا کی خصوصیت کیا ہی اسکا جواب یہہ ہی کہ شہدا کو دوسرون کی بہ نسبت زیادتی ہی شہدا جنت
کے پھل پھلاری کھایا کرتے ہین بخلاف دوسرون کے کہ وے فقط آسایش مین رہینگے ابن عادل کہتا ہی کہ
شہدا کی حیات انکے جسد سے ہے اگرچہ ہم اسکو نہ دیکھین اور حافظ جلال الدین سیوطی بھی اسی قول کو ترجیح دیتے
ہین اور اس پر یہہ دلیل کہتے ہین کہ سب کے ارواح کو حیات بالاجماع ثابت ہی اگر شہدا کی حیات جسد کے ساتھ
نہوتی تو وے اور دوسرے برابر ہوتے انتہی پہلے اعتراض کا ہم جواب دئیے ہین اس سے یہہ بات دفع ہوجاتی ہے

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ اور البتہ ہم
آزماوینگے تمکو کچھ ایک ڈر اور بھوک سے اور نقصان سے مالون کے اور جانون کے اور میون کے ڈر سے مراد دشمن کا ڈر
اور بھوک سے قحط اور قوت نہ ملنا اور مالون کا نقصان خسارہ ہونا ضایع جانا اور جان کا نقصان قتل ہونا
مرنا پھلون کا نقصان بار آور نہ ہونا امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا ہی کہ خوف سوا اللہ کا ڈر بھوک رمضان کا
روزہ مال کا نقصان زکوٰۃ اور صدقہ دینا اور جان کا نقصان بیماری اور پھلون کا نقصان اولاد کا مرنا ہے
امام احمد اور ترمذی اور بیہقی شعب الایمان مین ابی موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے جب کسی کا بچہ مرجاتا ہی تو اللہ تعالی فرشتون سے پوچھتا ہی کیا تم میرے بندے کے فرزند کی روح کو
قبض کئے وے کہتے ہین ہان کہتا ہی کیا تم اوسکے دل کے پھل کو توڑے ہو تو کہتے ہین ہان پھر پوچھتا ہی کہ
بندہ کیا کہا کہتے ہین اسنے تیری حمد کہی اور استرجاع کیا پھر اللہ تعالی فرماتا ہی میرے بندے کے لئے بہشت مین

ایک گھر بناؤ اور اُسکا نام بیت الحمد رکھو ترمذی نے کہا ہی کہ یہہ حدیث حسن ہی وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ الَّذِیْنَ
اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ اور خوشی سُنا اے محمد ثابت رہنے
والون کو یعنی اُس بُرائی پر جو اُنکو پہنچتی ہے کہ جب کچھ مصیبت پہنچتی ہی تو کہتے ہین ہم اللہ کے مال ہین اور ہمکو اُسکی
طرف پھر جانا ہی مصیبت شامل ہی ہر چیز کو جس سے ایذا ہو طبرانی ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مومن کو جو ناپسند چیز پہنچے تو وہ مصیبت ہے اس حدیث کی سند ضعیف ہے
لیکن اسکے شواہد ہین انکے دیکھتے ضعف باقی نہین رہتا اور مسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہی کہا مین نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہون فرمائے کسی بندہ کو کچھ مصیبت پہنچی اس پر وہ کہے انا للہ وانا الیہ
راجعون اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منھا یعنی یا اللہ میری مصیبت مین
مجھے اجر دے اور ایک بدلا اُس سے بہتر مجھے دے تو اللہ تعالی اُسکو اُس مصیبت کا ثواب دیتا ہی اور اُس سے
بہتر اسکو بدلا دیتا ہی بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا میرا شوہر ابوسلمہ جب فات پایا تو مین نے یہہ دعا مانگی
اور مجھی اچنبھا تھا کہ ابوسلمہ سے بہتر کون ہوگا انکے بدلے اللہ تعالی مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سا شوہر
دیا ابن جریر وغیرہ سعید بن جبیر سے نقل کئے ہین کہ اِس امت کو استرجاع کہنا جو ملا کسی امت کو نہ ملا اگر کسی
کو مِلتا تو یعقوب علیہ السلام کو ملتا جب اُنسے یوسف جدا ہوے یعقوب یہی کہے یا اسفا علی یوسف یہان
معلوم کیجئے کہ زبان سے اِنَّا لِلّٰہ وَاِنَّا اِلَیہ رَاجِعُون کہنے کو صبر نہ کہینگے صبر وہ ہی کہ بندہ اِسکو دل سے
اور زبان سے کہے اور دیکھے کہ آپ کس کام کیواسطے پیدا ہوا ہی اور کہان جاویگا اور اللہ تعالی کی نعمتون کو یاد
کرتا تا معلوم ہو کہ وہ بندے سے جو نعمت چھین لیا اُسکے مانند بہت سی نعمتین باقی رکھا ہی اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ
صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ایسے لوگ ہین پر بخششین ہین اپنی رب کی اور مہربانی صلوۃ اللہ تعالی
کی طرف سی جو ہو اسکا معنی وہ مغفرت جو تعظیم کے ساتھ ہوتی ہی اور صلوات جمع کا صیغہ دلالت کرتا ہی کہ اُن پر
بہت سی صلواتین ہین وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ اور وے ہین راہ پر کیونکہ وے قضاء الٰہی پر راضی ہوے
اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ بے شک صفا اور مروہ جو ہین نشان ہین اللہ تعالی کے صفا مروہ
نام ہین دو پہاڑ کے مکہ مین انھین کے درمیان سعی کرتے ہین یعنے دوڑتے ہین اور شعایر جمع شعیرۃ کا ہی اسکی معنی لغت مین

علامت یہان شعایر سے مراد حج کے مناسک ہین عنکو اللہ تعالی اپنی طاعت کے نشانیان کیا ہی۔ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ
اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا پھر جو کوئی حج کرے یا عمرہ کرے تو گناہ نہین اسکو
کہ طواف کرے یعنے دوڑے اُن دونون مین حج کی معنی لغت مین قصد کرنا ہی شرع مین بیت اللہ کا قصد کرنا
مخصوص مناسک کے کامون کے لئے عمرے کا معنی لغت مین زیارت کرنی ہے اور شرع مین بیت اللہ کی زیارت
کرنی بروجہ مخصوص اس آیت کی شان نزول کو سعید بن منصور اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر عامر
شعبی سے نقل کئے ہین کہ صفا پر ایک بت تھا اسکا نام اِساف اور مروہ پر ایک دیوتن تھی اسکا نام نائلہ جاہلیت
کے لوگ طواف کئے بعد اُن دونون پہاڑون کے درمیان دوڑتے تھے اور بتون کی تعظیم کرتے جب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مکہ کو تشریف لیگئے اور بتون کو توڑ دئے صحابہ عرض کئے یا رسول اللہ صفا مروے کے درمیان اُن دو بتون
کے لئے سعی کرتے تھے وہ حج کے مناسک سے نہین پھر اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا بعضے روایتون مین آیا ہی اساف
نام ایک مرد کا تھا اوسنے نائلہ نام عورت سے کعبہ کے اندر زنا کیا اللہ تعالی ان دونون کو مسخ کرکے پتھر
بنا دیا جب ایک مدت گذر گئی اور وے لوگ جو اس حال کو جانتے تھے مر گئے کفار انکی پرستش کرنے لگے الغرض صفا
مروے کے درمیان مین سعی کرنا حج اور عمرے کے مناسک مین داخل ہی اور وہ شرع کے حکم سے ثابت ہی لیکن
امام احمد کہتے ہین کہ وہ سنت ہی اور ابو حنیفہ کہتے ہین واجب ہی اگر کوئی اسکو ترک کرے تو جانور کا ذبح کرنا
لازم ہوگا اور امام مالک اور امام شافعی کے پاس حج وعمرے کے ارکان مین وہ بھی ایک رکن ہے
امام شافعی اور ابی سعد وغیرہم نے حبیبہ بنت ابی تجراۃ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فرمائے سعی کرو کیونکہ اللہ تعالی تم پر سعی فرض کیا ہی دارقطنی نے کہا کہ اسکی سند صحیح ہی امام مالک اور امام احمد اور بخاری
اور مسلم اور ابو داود اور نسائی اور ابن ماجہ اور بیہقی وغیرہ عروہ بن الزبیر سے روایت کئے ہین کہتے ہین مینے بی بی عائشہ
رضی اللہ عنہا کو کہا اللہ تعالی فرماتا ہی ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر
فلا جناح علیہ ان یطوف بہما سو کوئی صفا مروے کے درمیان نہ دوڑے تو کچھ مضایقہ نہین بی بی عایشہ کہے
ای میری بہن کے بیٹے تونے بری بات کہی مسلم کی ایک روایت مین یون آیا ہی بی بی عایشہ کہے جو آدمی صفا
مروے کے درمیان طواف نکرے تو اللہ تعالی نہ اُسکا حج پورا کریگا نہ عمرہ تو جو کہا وہ بات اگر مراد ہوتی تو اللہ تعالی

یون فرماتا فلا جناح علیه ان لا یطوف بهما لیکن یهه آیت انصار کی شان مین اتری وے اسلام لانے
کے قبل مناة کے نام سے جس کی وے پرستش کرتے تھے حج کا احرام باندھتے پھر جو مناة کے نام سے احرام باندھتا تو
صفا مروه کی درمیان طواف کرنا گناه سمجھتا جب لوگ اسلام سے مشرف ہوے کہے یا رسول الله ہم جاہلیت مین
صفا مروه کا طواف کرنا گناه سمجھتے تھے پھر الله تعالی یهه آیت نازل کیا مسلم کی ایک روایت مین آیا ہے
زہری یهه حدیث ابی بکر بن عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام کو بولا وه سنکر بہت خوش ہوا اور کہا یهه آیت بڑے
علم کی ہے اور بولا مین نے عالمون سے سنا تھا کہتے تھے عربون مین وے عرب جو صفا مروه کے درمیان طواف نہین کرتے
تھے اسلام لانے بعد کہنے لگے ان دونون پتھرون کے درمیان طواف کرنا جاہلیت کی رسم ہے اور تھوڑے انصار کہنے لگے
ہم کو حکم ہوا کہ کعبه کا طواف کرین صفا مروه کی طواف کا حکم نہین ہوا پھر الله تعالی اس آیت کو نازل کیا ابو بکر
بن عبد الرحمن کہے شاید یهه آیت ہر دو فریق کی شان مین اتری وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ
عَلِيمٌ اور جو کوئی شوق سے کرے کچھ نیکی تو الله تعالی قدر دان ہے سب جانتا تطوع کا معنی طاعت کا کام
کرنا فرض ہو یا نفل یا جو الله نے فرض کیا اس سے زیاده کر حج ہو یا عمره یا طواف یا کوئی اور نیکی اور شکر کا معنی لغت مین اپنے
تئین کوئی انعام دیوے تو اسکو اظہار کرنا یهه معنی الله تعالی کی شان مین بن نہین سکتا سو الله تعالی مسلمانون پر تلطف کی
نظر سے یهه لفظ بولا اس سے مراد ثواب دینا ہے نیکیون کا إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ
وَالْهُدٰى جو لوگ چھپاتے ہین جو کچھ ہم نے اتارے صاف حکم اور راه کی نشانیان اس جگه لوگ سی مراد یہود کے
علما ہین جو بولے کہ محمد صلی الله علیه وسلم کی نعت توریت مین نہین اور رجم کی آیت کا انکار کئے اسکے سوا بہت سی چیزون
کو پوشیده کر دیا مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ بعد اسکے ہم انکو کھول چکے لوگون کے واسطے
کتاب مین یعنی توریت مین ہم انکو ایسا صاف کہه دئے کہ جسمین کچھ اشکال اور شبہه نه رہے پردے اسکو چھپائے أُولٰئِكَ
يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ انکو لعنت کرتا ہے الله وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُونَ اور لعنت کرتے ہین سب لعنت کرنے والے
یعنی الله تعالی سے سوال کرتے ہین که انپر لعنت کرے لعنت کے معنی الله کی رحمت سے دور پڑنا لعنت کرنے والون سے مراد
تمام مخلوقات ہین جن و انس کے سوائے یهه قول ابن عباس کا ہے حسن نے کہا مراد انسے الله کے سب بندے ہین اور عکرمه سے
مروی ہے که انسے مراد ہر شی ہے یہان تک که چارپائے اور خنفسا اور بچھو مجاهد اور ضحاک سے یون مروی ہے که انسے

زمین پر کے دواب یعنے چارپائی مراد ہین اور یہہ آیت اگرچہ یہود کی شان مین اُتری لیکن اس سے ہر شخص مراد ہی جو دین کے امر کو چھپاوے کیونکہ لفظ عموم پر دلالت کرتا ہی لفظ کے عموم کو ہی اعتبار ہی نہ خصوص سبب کو اور اس آیت سے ثابت ہوا کہ جو علم دینی ہو اُسکو ظاہر کرنا فرض ہی بخاری اور مسلم نے اعرج سے روایت کئے ہین کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہے تم کہتے ہوگے کہ ابوہریرہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت روایت کرتا ہی اللہ کی قسم اگر قرآن مین ایک آیت نہوتی تو مین کسی کو کچھ حدیث کبھی نہ کہتا بعد اسکے یہہ آیت پڑھنے لگے اِن الذین یکتمون الایہ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مگر جنھونے توبہ کی یعنے وے جو پوشیدہ کرتے تھے اُس سے باز آئے دل سے مسلمان ہوئے وَاَصْلَحُوْا اور درست کئے یعنی اس کام کو جو اُنکے اور اللہ تعالی کے درمیان تھا وَبَیَّنُوْا اور بیان کردئے اُس چیز کو جو چھپاتے تھے فَاُولٰٓئِکَ اَتُوْبُ عَلَیْھِمْ سو اُنکو معاف کرتا ہون اور توبہ قبول کرتا ہون وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ اور مین ہون بہت معاف کرنیوالا مہربان اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَھُمْ کُفَّارٌ مقرر جو لوگ کافر ہوئے اور مرگئے کفر پر یعنی وے مرتک توبہ نہ کئے اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ اُنہین پر لعنت اللہ کی اور فرشتون کی اور لوگون کی سب کی پہلی لعنت دائمی تھی کیونکہ توبہ سے موقوف ہوئی یہہ لعنت جو کیا ہمیشہ رہیگی کیونکہ بعد توبہ کرنے کی جگہہ نہ رہی ابن جریر نے ابوالعالیہ سے نقل کیا ہی کہ یہہ لعنت قیامت کے دن ہوگی اللہ تعالی کافر کو کھڑا کرکے آپ لعنت کریگا بعد فرشتے لعنت کرینگے بعد دوسرے لوگ لعنت کرینگے اور لوگون سے مراد یہان مومن ہین چنانچہ ابن مسعود اور قتادہ سے یہی منقول ہی بعضے مطلق لوگ مراد لیتے ہین مومن ہون یا کافر سو قیامت کے دن کافر بھی ایک دوسرے کو لعنت کرینگے چنانچہ اللہ تعالی فرمایا یلعن بعضکم بعضا اور فرمایا کلما دخلت امۃ لعنت اختہا خٰلِدِیْنَ فِیْھَا رہ پڑے اُسی مین یعنی لعنت مین یا آتش مین لَا یُخَفَّفُ عَنْھُمُ الْعَذَابُ نہ ہلکا ہوگا عذاب وَلَا ھُمْ یُنْظَرُوْنَ اور نہ اُنکو فرصت ملیگی بعضے یون ترجمہ کئے ہین اور نہ اُنکی طرف رحمت کی نظر کریگا وَاِلٰـھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ اور الہ تمھارا اکیلا الہ ہے یعنی اُسکا مثل اور شریک نہین اس آیت کی نزول کا سبب یہہ ہی کہ کفار کہنے لگے یا محمد تو اپنے رب کی صفت بیان کر تب اللہ تعالی نے اس آیت کو اور سورۂ اخلاص کو اُتارا لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ کسی کو پوجنا نہین اُسکے سوا بڑا مہربان رحم والا ابوداود و ترمذی اسما بنت یزید رضی اللہ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

عنہا سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے اللہ کا اسم اعظم اِن دو آیتون مین ہے
والھکم اِلہ واحد لا الہ الا ھو الرحمن الرحیم اور آل عمران کا شروع الم اللہ لا الہ الا
ھو الحی القیوم ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث صحیح ہے اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مقرر آسمان
و زمین کا بنانا وکیع اور ابن جریر وغیرہ ابی الضحی سے نقل کئے ہین کہ جب آیت والھکم الہ واحد اُتری
تو مشرکین تعجب سے کہنے لگے کہ محمدؐ نے جو کہا کہ اِلہ ایک ہے اِس بات مین سچا ہو تو کچھ دلیل لاوے پھر اللہ تعالی نے
اس آیت کو نازل کیا ان فی خلق السموات والارض الآیہ سو اللہ تعالی فرماتا ہے یہہ نشانیان عقلمندون کے
لئے دلیل ہین جانیو کہ اللہ تعالی اِس آیت مین صانع کی وحدانیت پر استدلال کی کیفیت کہہ دیا اور اُنکو اپنی آیتون
مین تفکر کرنا اور اپنے صنایع عجیبہ اور افعال متقنہ مین نظر کرنے کی خاطر اشارہ کیا کہ جس مین وحدانیت کی دلیل
روشن ہے کیونکہ اگر دو خدا ہوتے تو عالم کا انتظام درستی سے نہوتا اور اُن دونون کے کام صفت کمال مین مساوی
رہنا محال ہوتا اِس سے ثابت ہوا کہ عالم کا خالق اور مدبر ایک ہی ہے قادر مختار اور اللہ تعالی اپنے عجایب مخلوقات
سے اس آیت مین آٹھ نوع بیان کیا کہ ہر ایک کو بغور دیکھین اس خالق کی وحدانیت پر بڑی دلیل ہے پہلی نوع
آسمان زمین ہین آسمانون مین جو آیتین ہین سب پر عیان ہین دیکھو تو کیا بلند عمارت بے ستون ہوا مین معلق
کھڑی ہے اور اُس مین سورج اور چاند اور ستارے بھی ہین ہر ایک گردش مختلف ہے اور زمین کو پانی پر کس ہنات
سے قایم کیا ہے اور اقسام کے رنگ کی مٹی اور انواع کی قابلیتین اس مین رکھا ہے اور جھاڑ و پہاڑ پھل پھول
دریا معدن جواہر اُس مین پیدا کیا ہے اور آسمان ساتھ ہین اور زمین بھی ساتھ ہین لیکن اللہ صاحب نے آسمانون
کو سموات کرکے جمع کا لفظ فرمایا اور زمین کو ارض کرکے مفرد بولا سو اس کی وجہ شاید یہہ ہو کہ اس مقام مین
اپنی وحدانیت کی دلیل قایم کرنا منظور تھا دلیل محسوس چیزون سے جب بنتی ہے تو یقین کا فایدہ دیتی ہے زمین
کے ساتھ طبقے محسوس نہین اسلئے اسکو مفرد کہا اور سات آسمان بھی اگرچہ محسوس نہین لیکن سورج اور چاند
اور ستارے بڑے چھوٹے جو دکھتے ہین اور انکی گردشون کا اختلاف آسمانون کے تعدد پر دلالت کرتا ہے
اسلئے تعدد بمنزلہ محسوس کے ہوا قاضی ناصر الدین بیضاوی نے اپنی تفسیر مین لکھا ہے کہ آسمان کے طبقے انکے ذات
کے دیکھتے ہر ایک مین فاصلہ موجود ہے اور حقیقت مین مختلف ہین اسلئے سموات فرمایا بخلاف زمین کے

کہ وہ ایسے نہین حافظ جلال الدین سیوطی اِس کو رد کیا، اور کہا کہ یہہ قول فلاسفہ کا ہی اہل سنت و جماعت کے پاس دو آسمان
مین جیسا فاصلہ ہے ویسا ہی دو زمین کے درمیان فاصلہ پانسو برس کی راہ کا ہی اور امام بغوی نے اُسکی وجہ یہہ لکھا ہی کہ
ہر آسمان کی جنس مختلف ہی ایک دوسرے کے جنس سے نہین اس لئے اسکو جمع لایا اور سات زمین ایک ہی جنس کے ہین یعنی تراب
اسلئے اسکو مفرد فرمایا ابو حیان نے کہا بلاغت والون نے یہہ نکتہ لکھا ہی کہ ارض کو جمع کرکے ارضون کہنا زبان پر ثقیل ہی
اسواسطے اللہ تعالے نے ارضون کہنے کے موقع مین ومن الارض مثلھن کرکے فرمایا بعضی ایسے کلمے ہین کہ انکا مفرد زبان
پر لانا ثقیل نہین اور اسکی جمع ثقیل ہی تو اللہ انکے جمع کو قرآن مین نہین ذکر کیا اور بعضون کی جمع ثقیل نہین پر مفرد
ثقیل ہی تو قرآن مین اسکی جمع کہا مفرد نہین کہا جیسی اَلبَاب جمع لب کی ہی سو لب قرآن مین مذکور نہین بخلاف
الباب کے بہت سی جگہ واقع ہی اب دوسری نوع کی طرف اشارہ کرکے فرماتا ہی وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ
اور رات دن کا بدلتے آنا انکا بدلتے آنا یہہ ہی کہ رات جاکے دن آتا ہی اور دن جاکے رات آتی ہی عطا سے یون منقول ہی کہ رات دن
مختلف آنا کسی وقت نور کسی وقت تاریکی اور کوئی بڑی اور کوئی چھوٹی اور رات کو اول فرمایا کیونکہ رات مقدم ہی اور اصل میں
جہان کی تاریکی ہی ہے روشنائی نہین ہوتی مگر سورج یا چاند کے نکلنے سے انمین دلیل یہہ ہی کہ اللہ تعالی معیشت کیواسطے
دن کو مقرر کیا اور آرام و راحت کیواسطے رات کو پھر تیسری نوع کی طرف اشارہ کرتا ہی وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي
فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ اور کشتی جو لیکر چلتی ہی دریا مین جو چیزین کام آوین لوگون کو یعنی تجارت کرنا اور
منافع حاصل کرنا ان مین دلیل یہہ ہے کہ اللہ تعالی کشتی کو انسان کے لئے مسخر کیا اسکو پانی پر چلاتا ہی باوجود بڑے
بوجھ کے وہ ڈوبتی نہین اگر باد مراد ہو تو مہینون کی راہ گھڑیون مین طی کرتی ہی اور مخالف بارا ہو تو گھڑی
کی راہ کو مہینے لگتے ہین اور دخانی کشتیان جو اب نکلین ہین انکو نظر کرین تو خالق کی عظمت پر دلالت کرتی ہین
ہوا ہر چند مخالف رہے وے اپنی مقصد کی طرف روان ہین اور کشتی کے لئے دریا کو مسخر کیا پانی کی اس زور میں اور
موجون کی اضطراب مین لکڑیون کے چند ٹکڑون کا نگہبان اللہ کے سوا دوسرا کوئی نہین یہان چوتھے نوع کی طرف
اشارت ہے وَمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَاءٍ اور وہ جو اتارا اللہ نے آسمان سے پانی یعنی مینہہ فَأَحْيَا
بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا پھر جلایا اُس سے زمین کو مرگئی پیچھے یعنی خشک ہوی بعد زمین سے کچھہ نہ اُگے
اور اسپر مینہہ نہ پڑے تو گویا مرگئی اور جو فرمایا آسمان سے مینہہ اتارا اِس مین اہل سنت کے قول کی تائید ہی دے

کہتے ہین مینہہ کو اللہ تعالی ایک دریا سے برساتا ہے جو عرش کے نیچے ہی پھر پانی آسمان پر سے ابر مین گرتا ہی اور وہان سے برستا ہی بعضے کہتے ہین آسمان سے مراد ابر ہے جو چیز بلندی مین رہے اور انسان پر سایہ کرے تو عرب کے محاورہ مین اسکو مجازاً آسمان کہتے ہین مینہہ مین جو دلیل ہے سو ظاہر ہے کیونکہ حیوان اور نبات تمام کی زندگی مینہہ سے ہی اور اسکو کس انداز سے برساتا ہی سب پر عیان ہی اب پانچوین نوع کی طرف اشارہ ہی وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَابَّةٍ اور بکھیرے اُس مین یعنی زمین مین سب قسم کے جانور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ اس جگہہ جانور سے مراد وہ جو زمین پر حرکت کرتے ہین خواہ انسان ہون یا حیوان اس مین دلیل یہہ ہی کہ تمام انسان کی اصل ایک ہی آدم ہوتے پر انکی صورت اور شکل اور رنگ اور بات اور طبیعت اور اخلاق مین کسقدر تفاوت ہی اسی پر دوسرے جانورون کو قیاس کرین تو معلوم ہوتا ہی یہان چھٹی نوع کیطرف اشارہ کیا وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ اور پھیرنا باؤن کا کبھی شمالی باؤ چلتی ہی کبھی جنوبی پھر کبھی مشرقی ہوتی ہی کبھی مغربی شمالی باد کو عربی مین شمال کہتے ہین اور جنوبی کو جنوب اور مشرقی کو قبول اور صبا بھی کہتے ہین اور مغربی کو دبور اور ریح العقیم کہتے ہین اور جس باؤ کے بہنے کی جہت مختلف ہو تو اُس کو نکبا کہتے ہین اُس مین جو دلیل ہے سو بھی ظاہر ہے کسی باؤ سے مینہہ برستا ہی اور کسی سے چھوٹ جاتا ہی کوئی گرم ہوتی ہی کوئی سرد اور کبھی زور سے چلتی اور کبھی نرم باوجود اسکے کہ اسکا جسم لطیف ہی اسکو اس قدر زور و قوت ہے جھاڑون کو جڑ سے نکالتی اور مضبوط عمارتون کو ڈہا دیتی ہے اور اُس سے حیوانو کی زندگی بھی ہے اگر ایک لحظہ باؤ بند ہو تو دم رک کے مرجاتے ہین اور باؤ نہ ہو تو دنیا بھی بدبودار ہو جاویگی یہان ساتوین نوع کی طرف اشارت ہے وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ اور ابر جو فرمانبردار ہے درمیان آسمان اور زمین کے ابر جو فرمانبردار ہے یا اللہ تعالی کا یا باؤ کا کیونکہ باد اللہ تعالی کے اذن سے ابر کو جدھر چاہے ادھر پھیرتی ہے اور اس مین دلیل یہہ ہے کہ ابر مین اتنا پانی رہتے پر بھی وہ آسمان و زمین کے درمیان معلق کھڑا رہتا ہے لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ البتہ دلایل ہین عقلمند لوگون کو یعنی اللہ تعالی کی وحدانیت کے دلایل ہین کیونکہ وے اپنی عقل سے تامل کرین تو اللہ تعالی کی بڑی قدرت اور حکمت اُن سے ظاہر ہوتی ہے وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللَّهِ أَندَادًا اور بعضے لوگ ہین جو پکڑتے ہین اللہ کے سوا ہمتایان یعنی مشرک لوگ بتون کو یا اپنے بزرگون کو جنکی اطاعت کرتے تھے اللہ کا مثل ٹھہراتے ہین يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ محبت رکھتے ہین انکی یعنی انکی تعظیم کرتے ہین

ورد ۱۴

اور اُن سے خضوع اور عاجزی ظاہر کرتے ہین اور اُنکی طاعت کی طرف رغبت کرتے ہین جیسی محبت اللہ
کی یعنی وے بتون سے ایسی محبت رکھتے ہین جیسے مومن اللہ کی محبت رکھتے ہین زجاج نے اپنی تفسیر مین یون
لکھا ہی کہ وے اللہ سے جو محبت رکھتے ہین بتون سے بھی ویسی ہی محبت رکھتے ہین کیونکہ وے انکو اللہ کا شریک
جو ٹھہرائے اللہ کو اور بتون کو برابر سمجھے پہلی تفسیر والا کفار کی محبت اللہ کے ساتھ ثابت نہین کیا دوسرے
تفسیر والے نے کفار کی محبت بھی اللہ سے ثابت کیا لیکن اُس محبت مین بتون کو شریک کیا اللہ تعالی نے مشرکون کی
جس تعظیم و محبت کے سبب عیب رکھا نادان مسلمان بھی اپنے پیر شہید سے یہی معاملہ کرتے ہین اور انکی تعظیم
و اطاعت اللہ تعالی کی مانند کرتے ہین کوئی پیرون اور شدون اور قبرون کو سجدہ کرتا ہی اور بعضے تو انہین کو
بیواسطۂ آلہی اپنا مشکل کشا اور حاجت روا سمجھتے ہین وَالَّذِینَ آمَنُوا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ اور ایمان والونکو
اُس سے زیادہ محبت ہی اللہ کی یعنی وہی اللہ کی محبت پر ثابت اور دایم رہتے ہین اللہ کے سوا دوسرے کو پسند نہین کرتے
اور مشرکون کی محبت ایک فاسد غرض پر ہوتی ہی تھوڑا خلاف مرضی ہو تو اس محبت کو ترک کرتے ہین کفار قریش
ایک پتھر کا پوجا کرتے تھے دوسرا پتھر اُس سے بہتر ملتا تو پہلے کو پھینک کے دوسرے کو اختیار کرتے اور بعضے کچھ حاجت
درپیش ہو تو اسکو بیچکے کھا جاتے تھے بنو باہلہ عربستان مین ایک قوم تھی جاہلیت مین حلوے کا بت بنا کے پوجتے تھے
جب قحط سالی ہوئی تو اسکو کھا گئے وَلَوْ یَرَی الَّذِینَ ظَلَمُوا اور کبھی دیکھین بے انصاف یعنے وے جو اللہ کو
ہمتا پکڑے ہین اِذْ یَرَوْنَ الْعَذَابَ سوقت کو جب دیکھینگے عذاب کہ اَنَّ الْقُوَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیعًا مقرر
زور سارا اللہ کو ہے وَاَنَّ اللّٰہَ شَدِیدُ الْعَذَابِ اور مقرر اللہ کی مار سخت ہی یعنے اللہ کا شریک دنیا مین
ٹھہرانے والے آخرت مین اللہ کا عذاب دیکھینگے تو سمجھینگے تمام قوت اللہ ہی کو ہے اور اسی کی مار بڑی سخت ہے
اور لو کا جواب محذوف ہی تقدیر کلام کی یون ہے کبھی بے انصاف دوزخ کے عذاب کا حال جانتے تو نہایت نادم ہوتے
بتون اور روسا کو اللہ کا ہمتا نہ ٹھہراتے اِذْ تَبَرَّأَ الَّذِینَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِینَ اتَّبَعُوا جب الگ ہوجاوین
جنکے ساتھ ہوے تھے اپنے ساتھ والون سے پہلے اتبعوا سے مراد روسا ہین اور دوسرے اتبعوا سے مراد انکے
پیرو یعنی اللہ تعالی قیامت کے دن جب روسا اور انکے تابعین کو جمع کریگا تو روسا الگ ہوجاوینگے اور کہینگے کہ ہم نے
تابعین کو نہین بگاڑا وَرَاَوُا الْعَذَابَ اور دیکھین عذاب وَتَقَطَّعَتْ بِہِمُ الْاَسْبَابُ

اور توٹ جاوین انکے سب طرف کے علاقے یعنے قرابت اور محبت انکے درمیان دنیا مین جو تھی وہ سب باقی نہ رہیگی۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا اور کہینگے ساتھ پکڑنیوالے یعنی پیرو لوگ کہینگے لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا کاش کہ ہمکو دوسری بار الٹکے جانا ہوتا یعنے دنیا مین تو ہم الگ ہو جاوین اُنسے یعنے روساسے جیسے یہ الگ ہو گئے ہمسے كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ اسطرح دکھاتا ہے اللہ انکو کام اُنکے افسوس دلانیکو یعنے اللہ تعالیٰ نے جیسا انکو عذاب بتایا ویسا ہی انکے بدکام انکو دکھلاوینگا تاکہ انکو کمال ندامت ہو وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ اور انکو نکلنا نہین آگ سے يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا لوگو کھاؤ زمین کے چیزون مین جو حلال ہے ستھرا یہہ آیت ثقیف اور خزاعہ اور عامر بن صعصعہ اور بنی مدلج کے حق مین جو بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ وغیرہ جانورون کو اپنے پر حرام کئے تھے نازل ہوئی یہی مشہور قول ہے بعضے کہتے ہین یہہ آیت شان مین اُنکے نازل ہوئی جو اپنے پر اچھا کھانا اور اچھا کپڑا حرام کئے تھے یہہ بات ضعیف ہے کیونکہ اُن لوگون کی شان مین سورۂ مایدہ کی آیت يا ايها الذين آمنوا لا تحرموا طيبات ما احل الله لكم نازل ہوئی اور حلال وہ جسکو شرع مباح کردے اور طیب وہ کہ جس مین شبہہ نہ ہو وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اور نہ چلو قدمون پر شیطان کے یعنی شیطان کی راہ مت اختیار کرو کیونکہ تم حرام مین یا شبہے مین پڑوگے یا حلال کو حرام کروگے یا حرام کو حلال جانوگے خطوات سے بعضون نے چھوٹے گناہ مراد لئے ہین اور بعضے گناہ کی نذرین کرنا کہے ہین اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ مقرر وہ تمہارا دشمن ہے ظاہر یعنے اسکی عداوت ظاہر ہے تمہارے باپ آدم کو بہشت سے نکالا اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وہ تو حکم نہین کرتا تمکو مگر بُرے کام اور بے حیائی کا سُوءُ وہ کام جو شرع مین قبیح ہو اور فحشا جس کی قباحت حد سے زاید ہو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سوء وہ گناہ جس مین حد نہین اور فحشا جس مین حد ہے اور سدّی نے کہا فحشا زنا ہے اور بعضے کہتے ہین فحشا بخل ہے وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ اور یہہ کہ جھوٹھ بولنا اللہ پر جو تمکو معلوم نہین جیسے حرام کو حلال کرنا اور طیبات کو حرام وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اور جب انکو کہئے چلو اُس پر جو نازل کیا اللہ نے یہہ علاحدہ جملہ ہے آگے کے جملہ پر معطوف نہین اور ہم کی ضمیر کا مرجع وہ ناس نہین ہے جو

ع ۵

مذکور ہوئے بلکہ انکے غیر مراد ہین ابن اسحٰق اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہود کو اسلام کی طرف دعوت کئے اور اللہ تعالی کے نعمت و عذاب سے انکو ڈرائے تب رافع بن خارجہ اور مالک بن عوف کہنے لگے یا محمد ہمارے باپ دادا جو راہ چلتے تھے ہم اسیکو اختیار کرینگے کیونکہ وے ہم سے بہتر تھے اور ہم سے زیادہ دانا اس پر اللہ تعالی اس آیت کو نازل کیا بعضے کہتے ہین یہہ آیت اپنے ماقبل سے متصل ہے اور کفار قریش اور عرب کے مشرکون کے حق مین اتری اور ہم کی ضمیر کا مرجع وہ ناس کا لفظ ہی جو ومن الناس من یتخذ من دون اللہ انداداً مین گذرا قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا کہین بلکہ ہم چلینگے اسپر جسپر دیکھا اپنے باپ دادونکو اَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ۝ آیا کیا انکی پیروی کروگے اگرچہ انکے باپ دادے نہ عقل رکھتے ہون کچھ اور نہ راہ کی خبر یہہ جو فرمایا کہ وے عقل نہین رکھتے وہ فقط دین کے کامون مین ہی کیونکہ وے اپنے دنیا کے کامون مین پکے تھے سو یہان لفظ عام ہے اور معنی خاص اور اَوَ کو مین ہمزہ جو آیا انکار کا اور واو حالیہ ہے یا واو عطف کا اور لو کا جواب محذوف ہے یعنے اگر انکے باپ دادے بےعقل ہون توبھی وے انکی پیروی کرینگے وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءً وَنِدَاءً اور مثال یعنی صفت ان کافرون کی جیسی مثال ایک شخص کی کہ چلاتا ہی ایک چیز کو جو سنتی نہین مگر پکارنا اور چلانا یعنی خالی آواز جس کی معنی معلوم نہین اور ینعق کا لفظ نعق سے مشتق ہی نعق اس آواز کو کہتے ہین جو چرواہا بکریون کو بلانیکے لئے آواز کرتا ہی آیت کا مطلب یہہ ہے کہ کفار وعظ سنتے ہین لیکن اس مین تفکر نہین کرتے سو وے جانور سے ہین جو چرواہے کی آواز سنتے ہین پر اسکا معنی نہین سمجھتے یہہ مثال اس پر ہے کہ بھیڑ آواز سنتے ہین اور معنی نہین جانتے ویسا ہی کفار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنتے ہین لیکن اس سے نفع نہین پاتے اور بعضے مطلب یون بیان کرتے ہین بتونکو پکارنے مین کافرون کی مثال ایسی ہے جیسا ایک شخص جب چلاتا ہی اس کو اس چلانے مین بدون مشقت کے کچھ حاصل نہین سو کافرون کو بتون کے پکارنے مین مشقت کے سوا اور کچھ حاصل نہین صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ بہرے گونگے اندھے ہین انکو عقل نہین حق کو سنتے نہین سو وے بہرے ہین اور حق بات کہتے نہین سو وے گونگے ہین اور ہدایت کی راہ کو دیکھتے نہین سو وے اندھے ہین يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا

رَزَقْنٰكُمْ ای ایمان والو کھاو ستھری چیزین جو تمکو روزی دی ہم نے یہان کھانے کا حکم جو کیا سو اباحت کا حکم ہے اور کبھی واجب ہوتا ہی جیسے حفظ نفس کے لئے کھانا اور کبھی مندوب ہوتا ہی جیسے مہمان کی ساتھ کھانا اور طیبات ایسی چیزین جو حلال ہون اور شبہے سو خالی امام احمد اور مسلم اور ترمذی وغیرہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی طیب ہے قبول نہین کرتا مگر طیب کو اور اللہ تعالی مومنون کو اُس چیز کا امر کیا جو رسولون کو کیا رسولون کو خطاب کرکے فرمایا یاایہا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحًا انی بما تعملون علیم ای رسولو کھاؤ ستھری چیزین اور عمل کرو نیک تم جو عمل کرتے ہو اسکو مین جانتا ہون مومنون کو خطاب کرکے فرمایا یا ایہا الذین امنوا کلوا من طیبات ما رزقنکم بعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس مرد کا حال بیان کئے جسکے سر کے بال سفر دراز کی سبب سے پراگندہ اور غبار آلودہ ہون آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھاکے یارب یارب کہتا ہے لیکن اُسکا کھانا حرام ہے اور پینا حرام اور لباس حرام اور پرورش پایا حرام سے تو اسکی دعا کاہی کو قبول ہوگی اِس حدیث کا حاصل یہہ ہے دعا مقبول ہونیکے لئے اکل حلال شرط ہے نہین تو دعا مقبول نہوگی اگرچہ اس نے مشقت اٹھاکے اللہ کی راہ مین سفر کیا ہو اور بعضے کہتے ہین طیبات سے ستھرا کسب مراد ہی ابن سعد نے نقل کیا ہی کہ عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ ایک روز کہے مین شکو نخود اور مسور کھایا اُس سے شکم نفخ کیا کوئی کہا یا امیر المومنین اللہ تعالی اپنی کتاب مین فرمایا ہے کلوا من طیبات ما رزقنا کم یعنی اللہ تعالے تو اچھی چیزین کھاو کرکے امر کیا پر آپ کیا واسطے ثقیل غذا تناول فرمائے عمر بن عبد العزیز کہے افسوس تو آیت کو اُس جگہ پر نہ رکھا آیت مین طیبات سے مراد ستھرا کسب ہے نہ ستھرا کھانا وَاشْكُرُوا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ؀ اور شکر و اللہ کا اگر تم اُسی کے بندے ہو یعنی اگر تم مخصوص اُسی کی عبادت کرتے ہو اور نعمتین دینے والا وہی ہے اسکا اقرار کرتے ہو تو اسکا شکر کرو کیونکہ اُسکی بندگی بدون شکر کے تمام نہین ہوتی ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور مسلم انس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی اپنے بندے سے راضی ہوتا ہی جبکہ وہ ایک لقمہ کھاتا ہی تو اللہ کا شکر کرتا ہی یا ایک گھونٹ پیتا ہو تو اللہ کا شکر کرتا ہی طبرانی مسند شامیین مین اور بیہقی شعب الایمان مین اور دیلمی ابو الدردا

رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہے اللہ تعالی فرماتا ہی انی والانس
والجن فی نبأعظیم اخلق ویعبد غیری وارزق ویشکر غیری یعنے میرے اور جن وانس کے
درمیان بڑا نادر معاملہ ہے مین پیدا کرتا ہون عبادت ہوتی ہی اور کی مین رزق دیتا ہون شکر کرتا ہی اور کا
اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ حرام نہین کیا تمپر مگر مردار یعنی مردار کو کھانا جو جانور بدون شرعی ذبح کے
مرجاوے اسکو میتہ کہتے ہین اسکی نجاست اور حرمت پر تمام اُمّت کا اتفاق ہے مگر اس عموم سے مچھلی اور ملخ کو شرع
مستثنا کی ہی وے از خود مرین تو بھی کھانا انکا درست ہی وَالدَّمَ اور لہو اس لہو سے مراد خون مسفوح ہے
یعنے وہ خون جو رگون مین جاری ہوتا ہی چنانچہ سورۂ انعام مین اللہ تعالی او دما مسفوحا کرکے فرمایا
مسفوح کی قید سے کلیجی اور تلی نکل گئی کیونکہ وہ مسفوح نہین اور گوشت پر اور ہاڑون پر جو خون باقی رہجاتا ہی وہ مسفوح ہی ہی
لیکن حرارت جاتی رہنے سے اور قلیل رہنے سے اگرچہ ہاسو شافعیہ کے پاس بھی نجس ہی لیکن معفوعنہ ہی گوشت کو بغیر
دھونے کے کھانا روا ہی اسکا معفوعنہ ہونا نجاست کا منافی نہین امام نووی شرح مجموع مین اوسکی جو کہتے ہین وہ پاک
ہی اس سے مراد معفوعنہ ہی مولانا شاہ عبد العزیز جو لکھتے ہین امام شافعی کے یہان بدون دہوئے کے کھانا روا نہین ہی انتہی
خلاف مذہب ہے اور امام بوحنیفہ کے یہان گوشت پر رہ جاتا سو خون مسفوح نہین پھر وہ پاک ہی اور اوسکا کھانا حرام
نہین وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ اور گوشت سور کا جانور مین مقصود گوشت رہتا ہی دوسرے جیزین اوسکے تابع ہین اسلئے
اللہ تعالی گوشت کرکے فرمایا اور اس سے اُسکے تمام اجزا مراد ہین وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ اور جس پر نام
پکارا اللہ کے غیر کا یعنی ذبح کیا گیا اللہ کے غیر کے نام پر تفسیر فتح العزیز مین اس کا ترجمہ یون کیا ہی مگر وہ جانور کہ پکارے ہون اور
شہرت دئیے ہون اُس جانور کے حق مین کہ یہ اللہ غیر کے واسطے ہے خواہ وہ غیر بت ہو یا خبیث روح کہ اُسکے نام سے بھوک دیتے ہین یا کہ جن گھر پر یا سر پر مسلط
رہتا ہی جانور کو بھوگ دئیے بن وہان کیے لوگون کی ایذا سے باز نہین آتا یا توپ پر مسلط ہو کے چلنے نہین دیتا خواہ پیر یا پیغمبر ہو کہ جن کے نام سے جانور زندہ
مقرر کرکے دیتے ہین غرض یہہ سب حرام ہین صحیح حدیث مین آیا ہی ملعون من ذبح لغیر اللہ یعنی جو کوئی جانور کو ذبح کرکے غیر خدا کا تقرب کرے
وہ ملعون ہے خواہ ذبح کرنے کیوقت نام خدا کا لیوے یا نہ لیوے کیونکہ یہہ جانور فلانے کیواسطے ہی کرکے جب شہرت دی تو
ذبح کیوقت اللہ کا نام اُسپر لینا فایدہ نہین دیتا اس لئے کہ وہ جانور اُس غیر کی طرف منسوب ہوا اور اُس جانور مین
مردار جانور کے خبث سی زیادہ خبث پیدا ہوا سبب اسکا یہہ ہے مردار جانور کی جان اللہ کا نام بن لئے نکلی اور اس جانور کی

جان اللہ کے غیر کا ٹھہرا کے نکالی یہہ تو عین شرک ہی جب اُس جانور مین یہہ خبث سرایت کیا اب اللہ کا
نام لینے سی حلال نہین ہوتا جیسے کُتا سوّر اللہ کا نام لیکے ذبح کرین تو حلال نہین ہوتے اس مسئلہ کا کنہہ یہہ ہے جانور کا
جان دینے والے کے سوا اَور کو نیاز کرنا درست نہین لیکن جن چیزونکا ثواب دینے والے کی طرف عود کرتا ہی تو
اُسکو غیر کی لئے کرنا جایز ہی انسان کو یہہ روا ہے کہ اپنے عمل کا ثواب غیر کو بخشے جیسا اپنا مال غیر کو دیدینا جانور کی جان آدمی
کی ملک نہین تو وہ دوسرے کو نہین دیسکتا دوسری بات یہہ ہے کہ مال دینے مین ثواب ہوا کیونکہ آدمی اُس سے نفع پاتا ہی مُردے
اور مرد اِس جہان سے جب جاچکے تو عین مال سے انتفاع پانیکے قابل نرہے پھر اُنکو نفع پہنچانیکے لئے شرع مین یہہ بات
قرار پائی کہ مال مستحقون کو دین تا اُسکا ثواب مردونکو پہنچے جانور کی جان دُنیا مین آدمی کی زندگی مین اُسکے
نفع پانیکے قابل بالکل نہین تو مرے بعد بھی قابل انتفاع نہوگی ہان مردکی طرف سے اضحیہ کرنا کہ صحیح حدیث مین آیا
ہے لیکن معنی اُسکا یہہ ہے جانور کی جان جو اللہ تعالے کو دیتے ہین اُسکا ثواب مردکو بخش سکتے ہین یہہ نہین کہ وہ ذبح
مُردے کیواسطے کئے ہین بعضے جاہل مسلمان کج فہمی سے کہتے ہین گوشت پکاکے مردون کے نام سے دینا بلا شبہہ جایز ہی تو
ہم بھی جانور کو مردے کے نام سے جو ذبح کرتے ہین یہی قصد کرتے ہین اب اُن جاہلون کو سمجھانے کے خاطر ایک نکتہ کافی ہی اُن سے
پوچھنا کہ تم جو جانور کو اللہ کے غیر کے نام سے نذر کرتے ہو اس جانور کے درعوض اتنا گوشت خرید کرکے پکاکے فقرا کو
کھلاو تو تمھارے ذہن مین وہ نذر ادا ہوگی یا نہوگی اگر ادا ہوتی ہی تو سچ ہی کہ تمھارا مقصود اُسکے ذبح سے
مُردے کے ثواب کے لئے غیر از گوشت کھلانیکے اور کچھ نہین اگر تمھاری نذر اُس سے ادا نہین ہوتی تو معلوم ہوا کہ تم
ذبح کرنیکی نذر تقرب کے لئے کئے ہو اس سے صریح شرک لازم آتا ہی اور اُس کا لفظ جارجا ہے جو قرآن مجید مین وارد ہوا ہی اُس مین
تامل کیجئے کہ ما اھل بہ لغیر اللہ فرمایا ما ذبح باسم غیر اللہ نہین فرمایا پھر جب تم یہہ بیل فلانیکا اور یہہ
بکرا فلانے کا شہرت دوگے اور آواز پکارکے اللہ کے نام سے ذبح کرو تو فایدہ نہ دیگا اور اُس جانور کا گوشت حلال نہوگا
اور اُہل کا معنی ذبح کا لینا خلاف لغت اور عرف ہی عرب کی لغت مین اور اس شہر کی عرف مین اور اسوقت مین اہلال
ذبح کی معنی سے ہرگز نہ آیا نہ شعر مین نہ کسی عبارت مین بلکہ عربی لغت مین اہلال کا معنی آواز بلند کرنا اور شہرت دینا ہے
جیسا کہ اہلال ہلال اور اہلال طفل نو تولد اور اہلال حج کا تلبیہ کہنا وغیرہ ذلک مستعمل ہی اگر کوئی اَہْلَلْتُ لِلّٰہِ کہے
تو اُس سے ذبحتُ لِلّٰہِ کا معنی مفہوم نہین ہوتا بھی اگر اہل کا معنی ذبح کا لیوین تو ذبح لغیر اللہ مراد ہوگا ذبح باسم

غیر اللہ کہا ان سے مفہوم ہوتا ہی تا مدعا ان لوگون کا حاصل ہوا اب اس عبارت مین اہلال سے ذبح کی معنی لینا اور
لغیر اللہ کو باسم غیر اللہ کی جگہہ لینا کلام الٰہی کی تحریف کرنا ہی تفسیر نیشاپوری مین کہا ہی اجمع العلماء لو ان
مسلما ذبح ذبیحۃ وقصد بذبحہا التقرب الی غیر اللہ صار مرتدا و ذبیحتہ ذبیحۃ مرتد یعنی علما اجماع کئے ہین اگر کوئی شخص
جانور کو ذبح کرے اور اُس ذبح سے غیر اللہ کی تقرب کا قصد کرے تو وہ شخص مرتد ہوتا ہی اس کے ذبیحہ کا حکم مرتد کے
ذبیحہ کا سا ہی کافران جاہلیت مین اپنے گھر سے نکلتے وقت اور راہ مین چلتے وقت بتون کے نام کو پکار کرتے
جب مکہ معظمہ کو پہنچے تو بیت اللہ کا طواف کرتے ان کا یہہ طواف ہرگز مقبول نتھا اس لئے حکم ہوا فلا تقربوا
المسجد الحرام بعد عامہم ہذا یعنی تم مسجد الحرام کی نزدیک آو اس سال کے بعد سواس جگہہ جب آواز
کئے اور شہرت دئے یہہ جانور فلانے کا ہی اور فلانیکے نام کا اور اسکے لئے ہم ذبح کرتے ہین پھر ذبح کیوقت اللہ کے نام سے ذبح کرین
تو ہرگز وہ حلال نہوگا اسکا بھید یہہ ہے عوام کے پاس جانور کی جان جسکو پہنچانی منظور ہی اسی کے لئے مقرری ذبح متعین ہے جیسے کھانے
پینے کی چیزین ارواح کو پہنچانے کیواسطے انکے پاس فاتحہ اور قل اور درود پڑھنا متعین ہے، پھر اس سے ارواح کو ثواب پہنچنے کا قصد ہو یا تقرب
و دفع شر اور چاپلوسی تملق قصد ہو ہان اس جانور پر خدا کا نام لینا اسوقت فایدہ دیگا کہ اللہ کی غیر کی تقرب کا قصد دل سے دور کرے
شہرت او آواز جو اول دیا تھا اسکے خلاف شہرت اور آواز دیوے کہ ہم اس کام سے باز آئے انتہی بندہ عاصی کہتا ہی اس مقام مین بڑا اشکال
ہے کیونکہ مصنف اس کتاب کا جو بڑا محدث و مفسر تھا ایسا سخن نہ کہیگا شاید مصنف کے بعضے شاگرد جنکو ذبح کے مقدمہ مین غلو تھا اپنی طرف سے
کچھ الحاق کردئے ہون اکثر مفسرون نے اہل کا معنی ذبح سے کئے ہین ابن عباس وغیرہ سے بھی یہی مروی ہے اور بعضے اہل لغیر اللہ کا
معنی ذکر علیہ اسم غیر اللہ کئے ہین چنانچہ تفاسیر معتبرہ مین یہی معنی مذکور ہین سیوطی تفسیر در منثور مین لکھتے ہین کہ ابن المنذر ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہ ما اہل کا معنی ذبح ہی اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے نقل کیا ہی کہا ما اہل لغیر اللہ یعنی ما ذبح
لغیر اللہ ہی اور ابن ابی حاتم نے ابی العالیہ سے روایت کیا ہے کہا ما اہل لغیر اللہ یقول ما ذکر علیہ اسم غیر اللہ یعنی اسپر اللہ کے غیر کا
نام لئے امام واحدی نے لکھا ہی ما اہل لغیر اللہ بہ یعنی وہ جو ذبح کئے بتون کے لئے اور اسپر اللہ کے غیر کا نام لئے اور امام بغوی لکھا ہی یعنی
وہ جو اصنام اور طواغیت کیواسطے ذبح کئے اور اہل اصل مین آواز بلند کرنے کو کہتے ہین سو مشرکین جب اپنے بتون کے لئے ذبح کرتے تو انکا
نام پکار کے بلند آواز سے لیتے پھر اس امر کا چرچا اتنا ہوا کہ ہر ذبح کرنیوالے کو اہل کہتے ہین اگرچہ نام پکار کر نہ لیوے اور ربیع ابن انس وغیرہ نے کہے معنی
ما اہل لغیر اللہ کا ما ذکر علیہ اسم غیر اللہ ہے یعنی وہ جو ذکر کئے اسپر نام اللہ کے غیر کا اور جلالین مین لکھا ہی وما اہل بہ لغیر اللہ یعنی

ذبح کئے اللہ کے غیر کے نام پر اور اہلال کہتے ہین آواز بلند کرنے کو سو بتون کے واسطے جانور ذبح کرنیکے وقت آواز بلند
کرتے تھے اور خطیب شربینی نے اپنی تفسیر سراج المنیر مین بھی بعینہ یہی لکھا ہے اور سورہ مائدہ مین یون لکھا وما اہل
لغیر اللہ بہ ای رفع الصوت بہ لغیر اللہ بان ذبح علی اسم غیرہ اور اہلال آواز بلند کرنا اسی سے کہتے ہین فلان
اہل بالحج یعنی فلان شخص تلبیہ بولا اور مشرک لوگ ذبح کیوقت کہتے تھے باسم اللات والعزی اور زین الدین بغدادی نے
تفسیر خازن مین لکھا ہے وما اہل لغیر اللہ بہ یعنی وہ جو ذبح کئے اصنام اور طواغیت کیواسطے اور اہلال کا اصل معنی
آواز بلند کرنا یہہ ہے کیونکہ مشرکین ذبح کی وقت اپنی بتون کے ذکر سے آواز بلند کرتے تھے سو یہہ بات جاری ہوئی
انکی حالت اور امر کے مقام مین یہان تک کہ ہر ذبح کرنیوالے کو مہل کہے اگرچہ نام پکارکے نہ لیوے اور سورہ مائدہ مین
وما اہل لغیر اللہ بہ کی تفسیر مین یون کہا یعنی جو کہ اسکی ذبح پر اللہ کے غیر کا نام لئے یہہ اسواسطے ہے عرب جاہلیت
مین ذبح کیوقت اپنے بتون کا نام لیتے تھے سو اللہ تعالی اسکو حرام کیا اور زمخشری نے کشاف مین لکھا ہے
ما اہل بہ لغیر اللہ ای رفع بہ الصوت للصنم یعنی بت کیواسطے کر کر پکارے ہون یہہ جاہلیت والون کا قول تھا
ذبح کیوقت باسم اللات والعزی کہتے تھے اور امام فخر الدین رازی سورہ مایدہ مین لکھا ہے اہلال کا معنی رفع
صوت یعنی آواز بلند کرنا اسی سے یہہ قول مشتق ہوا ہے اہل بالحج یعنی تلبیہ بولا اور اسی سے ہے استہل الصبی یعنی
بچہ پیدا ہوتے ہی چلایا اور ذبح کے وقت کہتے تھے باسم اللات والعزی سو اللہ تعالی نے اسکو حرام کیا اور
نسفی نے تفسیر مدارک مین سورہ بقرہ کی تفسیر مین لکھا ہے وما اہل بہ لغیر اللہ یعنے ذبح کئے بتون کے لئے سو
اس پر اللہ کے غیر کا نام ذکر کئے اور اصل معنی اہلال کا آواز بلند کرنا یعنے بلند کئے اس پر آواز بت کے
لئے یہہ جاہلیت والون کا قول تھا کہا کرتے تھے باسم اللات والعزی اور سورہ انعام کی تفسیر مین لکھا ہے
یعنے آواز بلند کئے اسکے ذبح پر اللہ کے غیر کے نام سے اور قاضی ناصر الدین بیضاوی اپنی تفسیر مین لکھا ہی یعنے
اس پر آواز بلند کئے ذبح کیوقت بت کیواسطے ہے کر کر اور حافظ برہان الدین بقاعی اپنی تفسیر نظم الدرر مین
لکھا ہی وما اہل اہلال آواز بلند کرنا کوئی امر مستعظم کو دیکھکے یہ یعنی آواز بلند کرنے والا اپنا آواز بلند کیا
بسبب اسکے جس حالت مین کہ وہ ذبح کرتا تھا اللہ کے غیر کے لئے دیکھئے ان عمدہ تفسیرون مین کوئی تو اہل کا معنی
ذبح کا لیا ہے اس صورت مین وہ اس لفظ کا حقیقی معنی نہین مجاز ہے یہہ مجاز عرب کی محاورہ مین مستعمل

تھا نہین تو ابن عباس رضی اللہ عنہما عرب کے محاورہ کے خلاف معنی نہ کرتے اور کوئی اہل کا حقیقی معنی لیا یعنی آواز بلند کرنا لیکن مطلق نہین بلکہ ذبح کیوقت باللات والعزی کہنا صاحب فتح العزیز نے جو معنی کیا اُسکو کوئی مفسر ذکر نہ کیا بلکہ وہ صاحب نے جو لکھا ہے کہ لغت کے بھی خلاف ہے جوہری صحاح مین لکھا ہے استہل الصبی یعنی ولادت کیوقت بچہ پکار اٹھا اور اَہَلَّ المعتمر یعنے اپنی آواز کو تلبیہ سے بلند کیا اور اَہَلَّ بالتسمیۃ علی الذبیحۃ اور قول اللہ تعالے وما اُہِلَّ بہ لغیر اللہ ای نودی علیہ لغیر اسم اللہ یعنی پکارا گیا او سیر اللہ کے نام کے غیر کو اور اسکا اصل معنی آواز بلند کرنا اور منتخب اللغت مین لکھا اہلال یعنی اللہ کا نام ذبح کیوقت بلند کرنا دیکھئے صاحب فتح العزیز نے جو ترجمہ کیا مگر وہ جانور کہ پکارا گیا اور شہرت دیا گیا کہ اس جانور کے حق مین کہ وہ اللہ کے غیر کیواسطے ہے انتہی سو یہہ ترجمہ مخالف مفسرون کے کلام کے اور اہل لغت کے ہے اور جوہری جو لکھا نودی علیہ لغیر اسم اللہ اسکا ترجمہ ہرگز وہ نہین جو انھون نے کہا ہان اگر لغت مین نودی فیہ کہتا تو یہہ ترجمہ درست ہوتا دوسرا خلل انکے کلام مین یہہ ہے جبکہ اہل کی تفسیر ذبح سے کرین یا رفع صوت سے کرکے وقت ذبح کو اُسکا قید ڈالین انکے پاس مَا کے لفظ سے جو غیر ذوی العقول کے خاطر موضوع ہے جانور ہی مراد ہوتا ہے کیونکہ قابل ذبح کے وہی ہے صاحب فتح العزیز نے جب اہل کا معنی پکار نکالیا تو اسکی معنی مین بالکل ذبح کو دخل نہین پھر ما کی لفظ سے جانور ہی مراد لینے پر کیا دلیل انکے قول پر اس کا معنی یون کرنا جو چیز شہرت دئے جاوے کہ وہ اللہ کے غیر کیواسطے ہے اس صورت مین جانور وغیرہ سب اشیا کو متناول ہوتا ہے تیسرا خلل لغت والے اہل کا معنی فقط آواز بلند کرنا کر کر لکھے ہین شہرت دینا کر کوئی نہ کہا ندا کرنے مین اور شہرت دینے مین بڑا فرق ہے اور وہ جو کہے ہین اہللت للہ اگر کہے تو اس کا معنی ذبحت للہ کرکے کوئی نہ سمجھیگا انتہی ہم کہتے ہین وہ نہ سمجھنے سے کچھ خلل نہین کیونکہ اہل کا حقیقی معنی ذبحت ہے کر کر ہم نہین کہتے بلکہ وہ مجازی معنی ہے اس پر قرینہ ہونا ضرور جبتک کہ قرینہ نہ ہو تو اُس سے ذبحت کا معنی مفہوم نہوگا اور یہہ مقام جانورون کی حل و حرمت کا تھا وہ قرینہ ہوا اس پر کہ اہل کی معنی ذبح ہے اور جو کہے اہل کا معنی اگر ذبح کا ہو تو ذبح لغیر اللہ مراد ہوگا اس سے ذبح باسم غیر اللہ کیسا مفہوم ہوتا ہے انتہی اُس کا جواب یہہ ہے کہ جب اہل سے مراد معنی مجازی یعنی ذبح لین تو مضاف کی تقدیر بن کلام صحیح نہوگا بلکہ لازم آیگا جو جانور جہان کے لئے مثلاً ذبح کرتے ہین اس کا کھانا بھی درست نہو اس لئے وہان مضاف کی تقدیر کرنا ضرور ہے مضاف کی تقدیر

عرب کے کلام مین بہت آئی ہو کفار قریش کی عادت جو تھی اسکے موافق یہان تقدیر کرنا انکے ذبح کی دو صورتین تھین
ایک تو بتون کی نیاز کرتے اور انکی تعظیم کے واسطے اُنکے پاس لیجا کر ذبح کرتے دوسری صورت بسم اللہ نہ بولکے
درعوض اُسکے باسم اللات والعزیٰ کہتے انکے ان دو حالتون کے دیکھنے لغیر اللہ مین دو تقدیر ہو سکتے ہین ایک تو
وما ذبح لتعظیم غیر اللہ دوسری وما ذبح باسم غیر اللہ لیکن تعظیم کے خاطر جو ذبح کرتے تھے اُسکے واسطے اللہ تعالیٰ نے دوسرا
لفظ کہا ہو وما ذبح علی النصب تو معلوم ہوا اس جگہ مراد ما ذبح لاسم غیر اللہ ہے دوسری بات یہہ ہو باسم غیر اللہ کا مفہوم
اعم ہے لتعظیم غیر اللہ سے تو قاعدہ ہو تقدیر اعم سے کرنا اس لئے باسم غیر اللہ کی تقدیر کئے اور تم جو ترجمہ کئے اُس مین
بھی بن تقدیر کئے کلام درست نہین ہوتا کیونکہ زید گائی کو مثلا خرید کرے تو البتہ اُس گاے کے حق مین لوگ کہینگے
کہ یہہ گاے زید کی ہے اور عمرو بیل خرید کریگا تو کہینگے یہہ بیل عمرو کا ہو تو ان جانور ونکو بھی نہ کھانا لازم آتا ہو کیونکہ
یہہ جانور اللہ کے غیر کا ہے کر کر مشہور ہوا اب ہم اصل مطلب کی طرف عود کرتے ہین اس آیت سے ثابت ہوا جو کوئی
اللہ کے نام سے ذبح نہ کرے بلکہ دوسرے کے نام سے ذبح کرے مثلا بولے باسم المسیح یا باسم اللات یا اللہ کے نام کے
ساتھ دوسرے کے نام کو ضم کرے مثلا کہے باسم اللہ و اسم محمد خواہ وہ دوسرا نبی رہے یا فرشتہ یا جن یا شیطان
ہرگز باشد ذبیحہ درست نہین ایسا ہی ذبح سے تقرب اور تعظیم اللہ تعالیٰ کی نہ ارادہ کرکے دوسرے کی تقرب اور تعظیم
کا ارادہ کرے تو وہ بھی درست نہین جیسا شیطان کو بھوگ دیتے ہین یا جن کسی کے گھر پر یا دفینے پر مسلط رہتا ہے
جانور نہ دیئے بن ایذا سے باز نہین آتا یا دفینہ ہاتھ لگنے نہین دیتا یا توپ کی گاڑی کو چلنے نہین دیتا ان سب صورتون
مین ذبیحہ مردار ہو جاتا ہو بلکہ تقرب و تعظیم کے ارادہ سے دینا موجب کفر کا ہو امام احمد اور مسلم نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ اور امام احمد نے ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے بھی مرفوع روایت کیا ہو کہ ملعون من ذبح لغیر اللہ یعنی اللہ کے غیر کے لئے جسنے ذبح کیا
وہ شخص ملعون ہے امام نووی اس حدیث کی شرح مین لکھے ہین ذبح لغیر اللہ سے مراد اللہ کے غیر کے نام سے
ذبح کرنا جیسا ذبح کیا صنم کے لئے یا صلیب کے لئے یا موسی کے یا عیسی کے علیہما الصلوٰۃ والسلام یا کعبہ کے لئے یا اور کوئی
انکے مانند تو سب حرام ہین اور ذبیحہ حلال نہین پھر ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا نصرانی یا یہودی امام شافعی
اس پر نص کئے ہین اور ہمارے تمام اصحاب اس پر اتفاق کئے ہین اگر اسکے ساتھ جسکے نام سے ذبح کیا اسکی تعظیم کا

یا اُسکے عبادت کا ارادہ کیا اللہ کے سوائے تو کفر ہے اگر مسلمان تھا تو ذبح کے ساتھ مرتد ہوجاتا ہی اور شیخ ابراہیم
مرورزی نے جو ہمارے اصحاب مین تھا نقل کیا ہی کہ بادشاہ کے آنیکے وقت ذبح کیا اسکے تقرب کے واسطے تو اہل
بخارا اسکی تحریم کا فتوی دیتے ہین کیونکہ وہ مما اہل بہ لغیر اللہ مین داخل ہے لیکن رافعی کہے یہہ تو ذبح نہین کرتے
مگر اسکے آنیکی خوشی پر تو وہ عقیقہ کے مانند ہوا جو بچہ پیدا ہونے سے کرتے ہین اور ایسا کرنا موجب تحریم کا
نہین امام نووی روضہ مین لکھتے ہین ذبح کرنے والا اور شکار مارنیوالا باسم محمد بولا تو جایز نہین اور باسم
اللہ و اسم محمدؐ بولا تو بھی جایز نہین اللہ تعالی کے حقوق سے یہہ ہے کہ ذبح اور قسم اُسی کے
نام سے اور سجدہ اسی کو کرین اِن چیزون مین کسی مخلوق کو اُسکا شریک نہ کرنا وسیط مین لکھا ہے باسم اللہ
و محمد رسول اللہ بولنا جایز نہین کیونکہ اس مین شرکت سمجھی جاتی ہے اگر باسم اللہ و محمدؐ رسول اللہ دال کو پیش دیکے
بولا تو مضایقہ نہین اور انہین مسئلون سے مناسب ہے جو صاحب الشامل وغیرہ امام شافعی کے نص سے نقل کئے ہین کہ
اہل کتاب جانور کو اللہ کے نام کے غیر سے ذبح کرین جیسے مسیح تو حلال نہین اور قاضی ابن کج کی کتاب مین ہے
یہودی نے اگر موسی کے واسطے ذبح کیا یا نصرانی نے عیسی کیواسطے یا صلیب کے واسطے ذبح کیا تو وہ ذبیحہ حرام ہے اور
مسلمان نے کعبہ کیواسطے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے ذبح کیا تو قوی بات یہہ ہے کہ وہ ذبیحہ حرام ہے
کیونکہ وہ ذبح لغیر اللہ ہوا اور ابو الحسن کہا ہی کہ وہ حلال ہے کیونکہ مسلمان اللہ کیواسطے ذبح کرتا ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے حق مین وہ اعتقاد نہین رکھتا جو نصرانی عیسی علیہ السلام کے حق مین رکھتا ہی اور جب صنم کے واسطے ذبح کرے
تو وہ ذبیحہ نہ کھاوے پھر ذبح کرنیوالا مسلمان ہو یا نصرانی اور شیخ ابراہیم مرورزی نے کتاب التعلیق مین لکھا ہے
بادشاہ کے استقبال کے وقت اسکی تقرب کے واسطے جو ذبح کرتے ہین اسکی حرمت پر اہل بخارا فتوی دیچکے کیونکہ
وہ مما اہل بہ لغیر اللہ مین داخل ہے جانئے ذبح کرنا معبود کے واسطے اور اسکے نام سے بمنزلہ سجود کے ہے
اور اِن ہر ایک مین ایک نوع کی تعظیم اور عبادت ہے مخصوص اللہ کے لئے جو مستحق عبادت کا ہی پھر جو کوئی تعظیم اور
عبادت لغیر اللہ کی جہت سے ذبح کرے پھر وہ غیر حیوان ہو یا جماد جیسی بت تو وہ ذبیحہ حلال نہین اور اِس فعل کا کرنا
کفر ہے جیسا کسی کو سجدہ عبادت کی جہت سے کرین تو کفر ہے اور ایسا ہی اللہ کو اور اسکے غیر کو ملا کر تعظیم اور
عبادت کی جہت سے ذبح کرے تو کفر ہے اگر ذبح غیر کیواسطے اسوجہ پر نہین کیا مثلاً اضحیہ یا ذبح کعبہ کی تعظیم کیواسطے

کیا کیونکہ وہ اللہ تعالی کا گھر ہے یا ذبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے کیا کیونکہ وہ اللہ تعالی کے رسول ہین
تو ذبیحے کی حلیت کے مانع ہونے کو کوئی چیز نہین اور قایل کا یہہ قول کہ ہدیہ بھیجا حرم کو یا کعبہ کو اسی معنی کی طرف
بھی رجوع کرتا ہی اور اسی قبیل کا ہے پادشاہ کے استقبال کیوقت ذبح کرنا کیونکہ وہ ذبح بادشاہ آتا ہی کرکے
خوشی سے کیا پھر وہ بمنزلۂ عقیقہ کے ہوا جو بچہ تولد ہوا کرکے ذبح کرتے ہین ایسا کرنا موجب کفر کا نہین ایسا ہی
سجود اللہ کے غیر کو فروتنی اور عاجزی کی جہت سے کریتو موجب کفر کا نہین اس تقریر پر اگر ذبح کرنیوالا باسم
اللہ و اسم محمد کہے اور اُس سے یہہ ارادہ کرے ذبح کرتا ہون اللہ کے نام سے اور متبرک ہوتا ہون محمد کے نام
سے سزاوار ہے کہ حرام نہو اور اس کو جایز نہین کہے جو کہتے ہین اُنکے کلام مین اس لفظ کو مکروہ ہونے پر حمل کرنا ممکن
ہے کیونکہ مکروہ مین جواز کی اور اباحت مطلقہ کی نفی کرنا صحیح ہے اور قزوین مین ہم ملاقات کئیے سو علما کی ایک
جماعت مین مناقشہ ہوا کہ کوئی ذبح کے وقت باسم اللہ و اسم رسولہ کہے تو ذبیحہ حلال ہے یا نہین کافر ہوگا
یا نہین پھر وہ مناقشہ بڑھتا بڑھتا ایک فتنہ ہوا اور ہم جو کہے سو بات صواب ہے امام نووی یہہ لکھنے کے بعد اپنی
طرف سے قُلت لکھ کر کہے امام رافعی نے اس فصل کو بہت استواری سے لکھا ہی اور شیخ ابراہیم مروروزی کا کلام اُنکی
تعلیق مین اِس کی تائید کرتا ہی لکھا ہی کہ صاحب تقریب شافعی سے نقل کیا ہی کہ نصرانی اللہ کے غیر کا نام لیوے جیسا مسیح تو
اس کا ذبیحہ حلال نہین صاحب تقریب نے کہا اس سے مقصود یہہ ہے کہ اُس نے جانور کو مسیح کے لئے ذبح کیا تو ذبیحہ حلال نہین
مسیح کا نام اس طور سے لیا گویا درود نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجتے ہین تو اُسکا ذبیحہ جایز ہے اور حلیمی نے کہا ذبیحہ نصرانی
کا مطلق حلال ہی اگرچہ مسیح کا نام لیوے انتہی اور روض الطالب اور اُسکی شرح اسنی المطالب مین جو لکھا ہے اسکو اقتصار
کے ساتھ لکھتا ہون ذبح کرنیوالے کو باسم محمد بولنا یا باسم اللہ و اسم محمد بولنا یا باسم اللہ و محمدٍ رسول اللہ دال کے
زیر سے بولنا جایز نہین کیونکہ ایسا کہنے سے شرکت اللہ کے ساتھ ہوتی ہی اگر محمد کے نام سے تبرک کا قصد کیا سزاوار
ہے کہ حرام نہو اور بعضون نے جو کہا کہ جایز نہین اُس سے مراد کراہت ہی اگر بسم اللہ و محمدٌ رسول اللہ دال کے پیش سے بولا
تو حرام نہین کیونکہ اُس سے شرکت مفہوم نہین ہوتی لیکن یہہ بات نحو جاننے والے کے حق مین ہی جو نحو نہ جانتا ہو اُسکے
بولے تو اُس کیلئے یہہ بات نہین اور کتابی مسیح کے یا انکے غیر کیواسطے جو اللہ کے سوا ہین ذبح کیا تو حلال نہین اور
مسلمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے یا کعبہ کیواسطے یا اور کسی ماسوی اللہ کیواسطے ذبح کیا تو

حلال نہین کیونکہ وہ ما اہل بہ لغیر اللہ مین داخل ہے بلکہ ماسوی اللہ کی تعظیم اور عبادت کی جہت سے ذبح کیا تو کافر ہوگا اگر کعبہ کے نام پر اللہ کا گھر ہے کرکے تعظیم کیواسطے یا رسول اللہ کے نام پر اللہ کے رسول ہین کرکر تعظیم کیواسطے ذبح کیا تو جایز ہے پادشاہ یا غیر کی تقرب کے واسطے اسکی ملاقات کیوقت ذبح کیا تو حرام ہے اگر اُسکے آنیکی خوشی سے یا کسی کی خفگی دور کرنیکی قصد سے ذبح کیا تو جایز ہے اگر جن کیواسطے ذبح کیا تو حلال نہین مگر ذبح سے اللہ تعالے کے تقرب کا ارادہ کیا تا جن کی ایذا کو دفع کرے تو حرام نہین اور ابن حجر ہیثمی نے زواجر فی اقتراف الکبایر مین لکھا ہے کہ باسم اللہ واسم محمد کہا یا باسم اللہ و محمد رسول اللہ کہا تانی اسم کے یا محمد کے زیر سے اور نحو جانتا ہے یا کتابی کنیسہ یا صلیب یا موسی یا عیسی کے لئے کہا یا مسلمان کعبہ کے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کہا یا بادشاہ وغیرہ کے تقرب کیواسطے یا جن کیواسطے ذبح کیا تو ان تمام صورتون مین مذبوح حرام ہوتا ہے اگر بادشاہ کے آنیکی خوشی کا ارادہ کیا یا اللہ کے شکر کا ارادہ کیا یا خفا ہے سو شخص اپنے سے خوشی ہونیکے قصد سے ذبح کیا یا جن کو دفع کرنے اللہ کے تقرب کیواسطے ذبح کیا تو حرام نہین انتہی ہم یہہ بیان جو لکھے اِس سے احوال کاٹ باواصاحب کے مرغ کا اور شیخ احمد رفاعی کے بکریکا اور شاہ مدار کی گاہی کا حکم معلوم ہوا کہ اگر اُنکے ذبح سے اِن بزرگونکی عبادت اور تقرب کا ارادہ کیگا تو فقط حرام ہے اگر تقرب کا ارادہ نہین کیا بلکہ یہہ ارادہ کیا کہ فلانے بزرگ کی فاتحہ کیواسطے ہے اور فقط اللہ تعالی کا نام لیکے ذبح کیا اور اوسکے گوشت کو کھلاکے ثواب اس کھانیکا اس بزرگ کی روح کو بھیجا تو حرام نہین فَمَنِ اضْطُرَّ پھر جو کوئی لاچار ہو یعنی مردار کھانے بن اسکو گریز نہو غَيْرَ بَاغٍ نہ بیحکمی کرتا ہو وَلَا عَادٍ اور نہ زیادتی فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ تو اُسپر گناہ نہین مردار کھانے مین جو کوئی مضطر اور لاچار ہوگا سو وہ لاچاری یا بسبب کسی کے جبر کرنیکے ہوگی یا قوت کے لئے کچھہ ملانہ ہو یا وہ محتاج ہے کھانا مول لینے کی اسکو قدرت نہین اور اسکی جان کھانے سے تلف ہوتی ہے تو اسکو مردار کھانا جایز ہے بشرطیکہ وہ شخص باغی نہو اور نہ عادی باغی سے مراد وہ جو مسلمانون پر خروج کرے اور عادی وہ جو زبردستی کیواسطے نکلے یعنی سفر معصیت کا جیسا قطع رحم یا راہزنی یا چرانے یا زنا کیواسطے نکلے یہہ قول مجاہد سے مروی ہے اور شافعی کا بھی مذہب یہی ہے کہ جو کوئی سفر معصیت مین مضطر ہو تو اسکو مردار کھانا جایز نہین اور بعضے باغی سے خواہش کرنیوالا لذت کا اور عادی سے حاجت سے بڑھکے کھانیوالا مراد لئے ہین اسی پر ابو حنیفہ کہتے ہین مضطر کو اُتناہی مقدار کھانا جایز ہے جس

جان بچ رہے شافعی کے مذہب کا راجح قول بھی یہی ہے اور امام مالک کہتے ہین پیٹ بھر کے کھانا جایز ہے یہہ شافعی کے یہان کا
ضعیف قول ہے اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تحقیق اللہ بخشنے والا ہے مہربان سو اگر کوئی حالت ضرورت مین کھاوے تو اُسکو
بخش دیگا یہہ اللہ تعالے کی مہر ہے جو تمکو انکے کھانیکی رخصت دی کیع اور عبد بن حمید اور ابو الشیخ مسروق سے روایت کئے ہین کہ
جو کوئی مردار اور خون اور سور کا گوشت کھانے مضطر ہو با این کراہیت سے نہ کھا کر مرجاوے تو وہ دوزخ مین جا یگا اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَا
اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ الْکِتٰبِ مقرر جو لوگ چھپاتے ہین جو کچھ نازل کی اللہ نے کتاب سے اِس آیت کے نازل ہونیکا سبب
ثعلبی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کیا ہے کہ یہود کے سردار اور انکے علما اپنے تابعدارون سے ہدیئے اور
درماہے لیا کرتے تھے اور انکو گمان تھا کہ نبی موعود اُنہین مین ہوگا جب اللہ تعالے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو انکی غیر قوم سے
بھیجا تو انکو اپنی آمد جاتی رہنے اور ریاست زایل ہونیکا اندیشہ ہوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت کو بدل دئے اور
اپنے تابعدارون کو سنادئے کہ نبی آخر الزمان کی صفت جو توریت مین ہے سو اِس نبی کی صفت سی نہین پھر تابعدار
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت جو وے بدل دئے تھے مطابق نہین کر کر آپکے تابع نہین ہوئے پھر اللہ تعالی اِس آیت کو نازل
کیا سیوطی نے کہا اِس کی سند ضعیف ہے وَیَشْتَرُوْنَ بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا اور لیتے ہین اوس چھپانے پر مول
تھوڑا یعنے ہدیہ اور رشوت جو تابعدارون سے ملتی ہے اُولٰٓئِکَ مَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِہِمْ اِلَّا النَّارَ وے
نہین کھاتے اپنے پیٹ مین مگر آگ یعنی رشوت بیاز وغیرہ جو انکو آخر آگ مین لیجاویگی گویا وے آگ کھاتے
بعضے کہتے ہین کہ وہ انکے پیٹون مین آتش ہوگی وَلَا یُکَلِّمُہُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اور نہ بات کریگا ان سے
قیامت کے دن یعنی رحمت کی اور انکو بشارت دینیکی بات نہ کریگا بلکہ زجر اور توبیخ کی بات کریگا یا بات نہ کرنا
کنایہ ہے اُنپر غصہ ہونے سے ایک نے ایک پر خفا رہا تو کہتے ہین کہ وہ اُس سے بات نہین کرتا یہہ تاویل اس لئے کئے ہین
کہ دوسری آیتون مین وارد ہوا ہے اللہ تعالیٰ اُنسے سوال کریگا اور اخسؤ کہیگا اور احتمال ہے کہ بات نہ کرنا حقیقت
پر باقی رہے اور سعال وغیرہ ملایکہ کیواسطے سے ہووے وَلَا یُزَکِّیْہِمْ اور نہ پاک کریگا اُنکو یعنی گناہون کی
نجاست سے وَلَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ اور انکو دکھ کی مار ہے اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَۃَ
بِالْہُدٰی وہی ہین جنھون نے خرید کی گمراہی ہدایت کے بدلے یہہ دنیا کا معاملہ ہے وَالْعَذَابَ
بِالْمَغْفِرَۃِ اور خرید کی عذاب بدلے بخشایش کے یہہ آخرت کا سودا ہے فَمَآ اَصْبَرَہُمْ عَلَی النَّارِ

سو کیا چیز صبر دی انکو آگ پر یہہ توبیخ کی جہت سے کیا کہا یا انکے حال سے تعجب کرتا ہی کہ وہ دوزخ مین جانیکا اسباب
کیا بے پروائی سے کرتے ہین گویا اس سے راضی ہین نہین تو آتش پر صبر کرنیکی انکو طاقت کہان حسن بصری
کہے واللہ انکو آتش سے صبر نہین لیکن انکو دوزخ مین لیجانیکا عمل کرنے پر کیا جرأت ہی ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ
نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ یہہ یعنی وے آتش کہانا وغیرہ اس سبب سے ہی کہ اللہ نے اتاری کتاب سچی
وے اسکے منکر ہوئے یا ترجمہ یون ہے ہم انکے ساتھ ایسا کئے کیونکہ ان پر اللہ تعالی سچی کتاب یعنی توریت اتارا
وے اسکو بدل دئے وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ لَفِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ اور مقرر جنہون نے
اختلاف کیا کتاب مین وے البتہ دور و دراز مخالفت مین ہین یعنی انکی مخالفت حق سے بہت تجاوز کر گئی ہے
اس جگہہ کتاب سے یا مطلق کتاب آلہی مراد ہی تو اختلاف سے مراد انکا ایمان لانا بعضی کتابون پر اور منکر ہونا
بعضون سے ہی یا کتاب سے توریت مراد ہی تو اختلاف سے مراد انکا ایمان لانا بعضے احکام پر اور چھپا رکھنا بعض
کو اور اسکے معانی بدل دینا اور الفاظ کی تحریف کرنا یا کتاب سے قرآن مراد ہے تو مراد اختلاف سے انکا قول ہی
جو کہے وہ سحر اور بناوٹ ہی یا بشر سکھاتا سو کلام ہے یا اساطیر الاولین ہے لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ
قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ نیکی یہی نہین کہ منہہ کرنا اپنے مشرق کیطرف یا مغرب کی ابن عباس اور مجاہد
اور عطا سے منقول ہی کہ یہہ خطاب مسلمانون کے حق مین ہی اسوقت معنی یون ہوگا نیکی تمام نماز پڑہنے کی جہت
مین نہین لیکن نیکی وہ ہے جو اب مذکور ہوتی ہی اور قتادہ اور ربیع اور مقاتل اور ابی العالیہ سے مروی ہی
کہ یہہ خطاب اہل کتاب کے حق مین ہی یہود کا قبلہ مدینہ مین مغرب کی جہت مین تہا اور نصارا کا قبلہ مشرق کی
جہت جب مومنون کو قبلہ بدلنے کا حکم ہوا تو یہود و نصاری قبلہ کی بابت مین بہت بحث و تکرار کئے اور
ہر قوم کہی نیکی اسی مین ہے کہ ہمارے قبلہ کی طرف متوجہ ہون انکے رد کرنے کو اللہ تعالی نے فرمایا تمہارے قبلہ کی
طرف متوجہ ہونا نیکی نہین کیونکہ وہ قبلہ منسوخ ہو چکا نیکی کے یہہ کام ہین جو اب کہے جاتے ہین اور بعضے کہتے ہین یہہ
خطاب اہل کتاب اور مسلمانون کے حق مین عام ہی وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ لیکن
نیکی وہی ہی جو کوئی ایمان لاوے اللہ پر اور پچھلے دن پر یعنی روز قیامت پر اسکو اس لئے ذکر فرمایا بہت
لوگ بعث کے منکر ہین وَالْمَلٰٓئِكَةِ اور فرشتون پر وَالْكِتٰبِ اور کتاب پر کتاب سے جنس کتاب آلہی مراد ہے

ربع و ۵

ع ۶

اور بعضے اُس سے قرآن مراد لیتے ہیں وَالنَّبِيِّيْنَ اور پیغمبروں پر وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ اور دیوے
مال اسکی محبت پر حبہ کی ضمیر کا مرجع مال ہے یعنے دیوے مال باوجود اُسکی محبت کے سعید بن جبیر سے یہی منقول ہے
اور حاکم وغیرہ ابن مسعود سے روایت کئے ہیں کہ واٰتی المال علی حبہ کا معنی یہہ ہے مال دیوے اپنی صحت میں
اور مال کی احتیاج کے وقت جو زندگی کی امید ہو اور فقیر ہونے کا اندیشہ ہو یہہ حدیث ابن مسعود سے موقوف
اور مرفوع دو طور سے مروی ہے موقوف ہو تو بھی حکم میں مرفوع کے ہے کیونکہ ایسی بات رای سے کہنے کی نہیں اور موقوف
کی سند کو حاکم نے تصحیح کیا ہے اور امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ابو داود و نسائی اور ابن حبان ابی ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے افضل صدقہ یہہ ہے کہ تو صدقہ دیوے
اپنی تندرستی اور اپنی احتیاج کیوقت جو امید ہے غنی ہونیکی اور اندیشہ ہے فقیری کا اور تو اتنی مہلت نہ کر کہ دم
حلق میں آوے تو بولے فلانے کو اتنا دیو اور فلانے کو اتنا دیو اور وہ تو فلانے کا یعنی وارث کا ہوا اور بعضے
حبہ کی ضمیر اللہ تعالی کی طرف پھیرتے ہیں یعنی وہ مال خالص اللہ کی حب پر دینا دوسری غرض جیسا نام آوری
یا حیا اور لاج سے نہ دینا ذَوِي الْقُرْبٰى ناتے والوں کو یعنی صدقہ دینے والے کے قرابتی کو امام احمد
اور ترمذی وغیرہ سلمان بن عامر ضبی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
کہ مسکین کو کچھ دینا صدقہ ہے اور اپنے قرابتی کو دینا صدقہ ہے اور صلہ رحم بھی وَالْيَتٰمٰى اور یتیموں کو یتیم
کا معنی آگے گذرا قرابت والے اور یتیم سے مقصود وے ہیں جو محتاج ہوں وَالْمَسٰكِيْنَ اور محتاجوں کو مساکین
جمع ہے مسکین کی مسکین اُسکو کہتے اُس کا کسب اور مال اُس کے خرچ کو کفایت نہیں کرتا وَابْنَ السَّبِيْلِ
اور مسافر کو ابن السبیل کا اصل معنی راہ کا بیٹا مسافر کے لئے یہہ لفظ اسواسطے کہے کہ وہ راہ کو لازم کرتا
ہے وَالسَّآئِلِيْنَ اور مانگنے والوں کو امام احمد نے حسین بن علی سے اور ابو داود علی مرتضی رضی اللہ عنہ
سے روایت کئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مانگنے والے کا حق ہے اگرچہ گھوڑے پر آوے اور
ابن سعد اور ترمذی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان ام بجید سے روایت کئے ہیں اور ان بی بی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی بیعت کی تھی کہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بولی یا رسول اللہ مسکین آکے میرے دروازے پر کھڑا
ہوتا ہے اُسکو دینے میرے پاس کچھ نہیں رہتا تو فرمائے اگر تیرے پاس کچھ نہ رہے مگر جلی ہوی کھر ہو تو بھی اُسکو د

وَفِي الرِّقَابِ اور گردنین چھوڑانے مین یعنی غلام آزادی کے واسطے مال جو اپنے صاحب کو دیا قبول کرتا ہی اُسکی
اعانت کرے اور بعضے کہتے ہین مراد اس سے اپنے اسیرون کو بند سے چھوڑا کر مال دیوے وَأَقَامَ الصَّلٰوةَ اور کھڑی
رکھے نماز یعنی فرض نماز اُسکی وقت مین ادا کرے وَءَاتَى الزَّكٰوةَ اور دیا کرے زکوٰۃ اول جو فرمایا دیوے
مال اُسکی محبت پر ناتے والون کو اُس سے غرض سنت و مستحب ہے اب جو فرمایا زکوٰۃ دیا کرنا اُس سے فرض زکوٰۃ ٹھہرا
ہے یا اس لئے انسان کے مال مین دو حق واجب ہین ایک حق اللہ دوسرا حق النّاس حق النّاس جو واجب ہی نفقہ
اپنے اہل وعیال کا اور خادم اور قیدی کو چھوڑوانا اور مضطر کو کھلانا اور پیاسے کو پلانا اور حق اللہ وہ زکوٰۃ فرض
اول جو بیان فرمایا وہ حق النّاس ہی اور اب حق اللہ کو ذکر کیا اس تقریر پر اس آیت مین اشارہ ہوا کہ مال مین سوا
زکوٰۃ کے اور بھی حق ہے اسی پر حدیث دلالت کرتی ہی جس کو ترمذی اور ابو یعلی اور طبرانی فاطمہ بنت قیس رضی اللہ
عنہا سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مال مین حق ہے سوائے زکوٰۃ کے بعد یہہ آیت تلاوت
کئے لیس البران تولو وجوہکم الآیہ لیکن اس کی سند مین ابو حمزہ میمون احمر ہے وہ ضعیف ہی اور حافظ عسقلانی
کہا کہ یہہ حدیث مضطرب ہی کیونکہ ابن ماجہ نے اُسکو روایت کیا سو اُس مین کہا ہی مال مین حق نہین سوائے زکوٰۃ کے
اگرچہ جمع بین الروایتین ممکن ہی لیکن اتنا اضطراب اس مین آنا سبب ضعف کا ہی اور امام نووی کہے وہ حدیث
جدًا ضعیف ہی اور اُسکا موید ہی جو ابن شاہین اور دارقطنی اور بیہقی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کئے
ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اضحیہ کرنا ہر ذبح کو نسخ کیا اور رمضان ہر روزے کو اور غسل
جنابت ہر غسل کو اور زکوٰۃ ہر صدقہ کو ابن شاہین نے کہا یہہ حدیث غریب ہے اور اُسکی سند مین مسیب بن شریک
ہے وہ قوی نہین حافظ عسقلانی کہے کہ وہ حدیث ضعیف ہی وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ اور پورا کرنے والے
اپنے اقرار کو عہد سے مراد یا اللہ تعالی کا عہد ہے جو بندون سے لیا اُسکے حدود پر قایم رہنا اور اس کی طاعت کرنا
یا وہ عہد جو انسان اپنے اوپر لازم کر لیتا ہی جیسی نذر یا وہ عہد جو اُسکے اور لوگون کے درمیان ہوا کرتا ہی جیسے وعدہ وفا
کرنا اور امانتین ادا کرنا إِذَا عَاهَدُوا جب اقرار کرین یعنی جب وعدہ کرین تو اُسکو پورا کرین اور نذر کرین
تو اُسکو وفا کرین اور جب قسم کھاوین اُس مین صادق رہین اور جب کچھ بات کہین تو راست کہین اور کسی کی امانت
لے رکھین تو اُسکو ادا کرین وَالصّٰبِرِينَ فِي الْبَأْسَآءِ اور سنبھالنے والے سختی مین یعنی فقر و فاقے کی شدتین

وَالضَّرَّآءِ اور ضرر مین یعنی بیماری وَحِیْنَ الْبَاْسِ اور وقت لڑائی کے یعنی جہاد فی سبیل اللہ اُولٰٓئِكَ
الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وہی لوگ ہین جو سچے ہو یعنی اِن اوصاف والے وہی سچے ہین ایمان مین اور حق کی متابعت مین
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ اور وہی پرہیزگار ہین قاضی بیضاوی نے لکھا ہے یہہ آیت انسان کے تمام کمالات کو
جامع ہے اور ان تمام پر صراحتہً یا ضمناً دلالت کرتی ہے کیونکہ انسان کے کمالات باوجود کثرت اور بہتایت کے تین چیزون
مین منحصر ہین ایک عقیدہ درست رکھنا دوسرا حسن معاشرت یعنی نیکی کے ساتھ لوگون سے گذران کرنا تیسرا النفس کو مہذب کرنا
من آمن سے والنبیین تک پہلی کی طرف اشارہ ہے اور آتی المال سے فی الرقاب تک دوسری چیز کی طرف اور اقام
الصلوٰۃ سے آخر تک تیسری کی طرف وے لوگ جو اِن اوصاف سے متصف ہین اُنکے ایمان اور اعتقاد کے سبب حق تعالے نے
اُن کے باب مین کہا کہ وے سچے ہوئے اور خلق کے ساتھ حسن معاشرت کرنا اور حق کے ساتھ نیک معاملہ رکھنے کے اعتبار
سے اُنکو پرہیزگار کہا اسی جہت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین جس نے اِس آیت پر عمل کیا تو اُسکا ایمان کامل
ہوا اِس حدیث کو ابن المنذر نے اپنی تفسیر مین ابی میسرہ سے روایت کیا ہے یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے ایمان والو
اِس آیت کی شان نزول کو ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے یون روایت کیا ہے کہ اسلام ظاہر ہونے کے چندروز
آگے عرب کے دو قبیلون مین لڑائی ہوئی یہان تک غلامون کو اور عورتون کو بھی مارے کئی لوگ مارے پڑے
اور کئی لوگ زخمی ہوئے ایک دوسرے کا بدلہ نہین لیے تھے کہ اِس مین اسلام ظاہر ہوا اُن دو قبیلون سے ایک
قبیلہ والے مال اور ہتیار اور قوت کے دیکھنے زبردست تھو وے قسم کھائے ہم راضی نہ ہونگے جب تک اُنکے
صاحبون کو ہمارے غلامون کے عوض اور انکے مردون کو ہماری عورتون کے عوض نہ قتل کرین بعضی طریقون مین آیا ہے
کہ یہہ دونون قبیلے انصار مین تھے كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى لکھا گیا ہے یعنی فرض ہوا ہے
تم پر بدلا برابر مارے گیون مین اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ صاحب کے بدلے صاحب وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ اور غلام کے بدلے
غلام وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى اور عورت کے بدلے عورت اس کا معنی یہہ ہے دو شخص جب برابر ہون تو
ہر صنف کو اُس کے مثل کے بدلے قتل کرینگے مرد کے بدلے مرد کو اور عورت کے بدلے عورت کو اور حر کے بدلے حر کو
اور غلام کے بدلے غلام کو جب برابر نہ ہو تو اعلا کے لئے ادون کو قتل کرینگے ادون کے لئے اعلا کو نہ قتل کرینگے صاحب کے
بدلے غلام کو مارینگے اور غلام کے بدلے صاحب کو نہ مارینگے اور عورت کے بدلے مرد کو اور مرد کے بدلے عورت کو

قتل کرینگے اور مومن کو کافر کے بدلے نہ مارینگے اور کافر کو مومن کے بدلے قتل کرینگے امام شافعی اور مالک اور احمد کا یہی مذہب ہے اور امام ابو حنیفہ کے یہان جان کے بدلے جان ہی مومن رہے یا ذمی صاحب ہو یا غلام فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ پھر جسکو معاف ہوا اُسکے بھائی کی طرف سے کچھ ایک فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ تو چاہیے مرضی پر چلنا موافق دستور کے اور پہنچانا اُسکو نیکی سے یعنی اگر قاتل سے اُسکے بھائی مقتول کا خون معاف کریں اور اُسکے درعوض دیت پر راضی ہوں تو عفو کرنے والے کو چاہیے کہ قاتل سے دستور کے موافق لیوے زیادہ نہ مانگے اور اُسکو سختی سے وصول نہ کرے اور قاتل پر یہہ لازم ہے کہ دیت مقتول کے وارث کو بھلائی سے پہنچاوے سُستی سے حیلہ حوالے نہ کرے اللہ صاحب نے مقتول کو بھائی کہا اُسکے وارثون کو مہر آوے اور اُس مین یہہ اشارہ ہے کہ قتل کے باعث بھائی پن اسلام کا جاتا نہین ذَٰلِكَ یہہ یعنی جو حکم ہوا قصاص اور عفو اور دیت کا تَخْفِيفٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ آسانی ہوئی تمھارے رب کی طرف سے اور مہربانی کیونکہ موسویون پر قتل ہی لازم تھا عفو کرنا دیت لینا حرام اور علیسویون پر عفو کرنا لازم تھا اور قصاص اور دیت لینا حرام اللہ تعالیٰ آسانی اور رحمت کے لئے اس امت کو قصاص اور دیت اور عفو تینو چیزین مقرر کیا فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ پھر جو کوئی زیادتی کرے بعد اُسکے یعنی دیت لیکے یا نہ لیکے خون معاف کر دیوے بعد بھی زیادتی کر کر قاتل کو مار ڈالے فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ تو اُسکو دکھ کی مار ہی یعنی آخرت مین دوزخ کا عذاب ہے یا دنیا مین قصاص لینا ہی وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ اور تمکو قصاص مین زندگی ہی ای عقلمندو شاید تم بچتے رہو قتل ہونے سے فرمایا کیونکہ جو قتل کا ارادہ کیا ہے اُسکو معلوم ہوا کہ اگر قتل کرون تو مین اُسکے بدلے آپ بھی مارا جاونگا تو ڈر کے قتل نکریگا اسوقت دونو کی جان بچگیئی اور بھی قاتل سے جب قصاص لین تو دوسرے لوگ مارے ڈر کے قتل نہ کرینگے اور بھی جاہلیت مین ایک کے بدلے جماعت کو قتل کرتے تھے اور مقتول کے درعوض دوسرے کو قتل کرتے تھے پھر فتنہ ہوتا اور سیکڑون آدمی مارے جاتے سو ان تمام چیزون کے دیکھتے البتہ قصاص مین بڑی زندگی ہی اور بعضے حیات سے مراد آخرت کی حیات کہتے ہین جب قاتل سے قصاص لین تو آخرت مین مطالبہ باقی نہین كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ لکھا گیا ہے تمپر یعنی فرض ہوا ہی جب حاضر ہو کسی کو تم مین سے یعنی موت کی نشانیان ظاہر ہون إِنْ تَرَكَ خَيْرًا اگرچہ کچھ مال چھوڑے اُس مال سے کسقدر مراد ہے سو اُس مین اختلاف ہی زہری سے منقول ہے مطلق مراد ہے

تھوڑا ہو یا بہت اکثر لوگ کہتے ہین خیر کا لفظ اطلاق نہین کرتے ہین مگر بہت سے مال پر اور مال کس مقدار ہو تو
اُس مین وصیت کرنا اِس مین بھی اختلاف ہے بعضے کہتے ہین ہزار درم اور بعضے سات سو اور بعضے سات
دینار اور بعضے پانسو اور عبد الرزاق اور بیہقی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ جس کے پاس
سات سو درم ہون تو وصیت نہ کرے عبد الرزاق اور حاکم اور بیہقی عروہ سے روایت کئے ہین کہ
علی مرتضی رضی اللہ عنہ اپنے ایک آزاد کیے یہان جو بیمار تھا گئے اُسکے پاس سات سو یا چھے سو درم تھے اُسنے
آپ سے پوچھا کہ مین وصیت کرون یا نکرون علی رضی اللہ عنہ فرمائے اللہ تعالیٰ فرمایا ہے ان ترک خیرا اور وہ
مال زیادہ نہین تو اپنے وارثون کے لئے چھوڑ دے اور بیہقی نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
کیا ہے کہ کسی نے اُنسے پوچھا مین وصیت کرنا چاہتا ہون تو پوچھے تیرا مال کتنا ہے بولا تین ہزار درم پوچھے
تیرے گھر کے لوگ کتنے ہین کہا چار تن کہے اللہ تعالیٰ فرمایا ہے ان ترک خیرا اور یہہ تھوڑا مال ہے اپنے علایق کے
لئے چھوڑ دے اَلْوَصِيَّةُ وصیت کرنا آدمی اپنے مرنے کے بعد کچھ کام کرنے کو تاکید جو کرتا ہے اُسکو
وصیت کہتے ہین لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ مان باپ کو اور ناتے والون کو یعنے اُنکو کچھ مال دیو کر
وصیت کرنا بِالْمَعْرُوْفِ دستور سے یعنی وصیت اندازسے کرنا محتاج کو کم دیکے غنی کو بہت نہ دینا
اور ثلث مال سے زیادہ وصیت نہ کرنا حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ضرور ہے پرہیزکارون کو اِس آیت کے نزول کا
سبب یہہ ہے کہ جاہلیت مین لوگون کی عادت تھی کہ اپنا مال غیر شخص کو دینے کے لئے وصیت کرتے قرابت
والون کو نہین دیتے تا لوگون مین اپنی شان بڑی ہو ابتداء اسلام مین یہہ حکم فرض ہوا کہ کسی کو مال ہو تو مرتے
وقت والدین کو اور قرابتی کو دینے کیواسطے حکم کرے بعد مواریث کی آیت جب نازل ہوی اُس کا وجوب
منسوخ ہوا اور حدیث سے ثابت ہوا کہ وارث کو وصیت نہین امام احمد اور اصحاب سنن اربعہ عمرو بن خارجہ سے
اور ابی امامہ رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جانیو اللہ تعالیٰ
ہر ایک حقدار کا حق دیچکا اب وارث کے لئے وصیت نہین انتہیٰ غیر وارث کو ثلث مال سے کم وصیت
کرنا مستحب ہے اِس باب مین بہت سی حدیثین وارد ہین طوالت کے خوف سے ہم نے یہان ذکر نہین کیا

فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ فَاِنَّمَا اِثْمُهُ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهُ پھر جو کوئی اس وصیت کو

سن چکا بعد کوئی بدلے تو اُس کا گناہ اُنھیں پر ہی جنھوں نے اُسکو بدلا یعنے وصی اور ولی وصیت کے لکھنے میں یا حقوق پہنچانے میں تغیر کیا یا شاہدوں نے گواہی کو پوشیدہ کیا اُس کا گناہ بدلنے والے پر ہے میت اُس سے بری ہے اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ مقرر ہے اللہ سنتا جانتا فَمَنْ خَافَ پھر جو کوئی ڈرا یعنے جانا یہہ خطاب سب مسلمانوں کو ہے مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا وصیت کرنے والے کی طرفداری سے یا گناہ سے فَاَصْلَحَ بَیْنَهُمْ پھر اُنمیں صلح کرواوے فَلَآ اِثْمَ عَلَیْهِ تو اُس پر گناہ نہیں جنف سے مراد خطا کی طرفداری اور حق سے عدول کرنا اور اثم سے مراد عمداً ظلم کرنا یعنی موصی نے وصیت میں قصور کیا یا اسراف کیا یا وصیت گناہ کے کام کی کیا تو ولی اور وصی اور حاکم کو لازم ہی کہ اُس کو شرع کے مطابق جاری کریں اور وارثوں میں اور موصی لہ میں ملاپ کروانا کچھ مضایقہ نہیں اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تحقیق اللہ بخشنے والا ہی مہربان یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے ایمان والو کُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لکھا گیا تم پر یعنی فرض ہوا روزہ جیسے فرض ہوا تھا تم سے اگلوں پر یعنی دوسرے انبیا پر آدم سے محمد تک صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ شاید تم پرہیزگار ہو جاؤ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ کئی دن گنتی کے یہاں جو اگلوں سے تشبیہ دیا کس چیز میں بعضے کہتے ہیں تشبیہ روزہ رکھنے میں یا اُسکے صفت میں دونوں میں تشبیہ نہیں سعید بن جبیر سے مروی ہی کہ اہل کتاب پر فرض تھا کہ شب کو کھانا نہ کھا کے کوئی سو جاوے تو پھر دوسری شب تک اُسپر کھانا حرام تھا اور روزے کی شب کو عورتوں سے مقاربت کرنا جایز نتھا مسلمانوں پر بھی ابتداء اسلام میں یہی حکم ہوا بعد رخصت کی آیت نازل ہوئی اِس قول پر یہہ آیت منسوخ ہی اُسکی ناسخ احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الایہ ہی بعضے کہتے ہیں تشبیہ دنوں میں ہی یعنی اُنپر جیسے چند روز مقرر تھے تمپر بھی مقرر ہی چند روز ہیں ابن جریر نے شعبی سے روایت کیا ہی کہ جب نصاری پر رمضان کا روزہ رکھنا فرض ہوا وہ ایام تابستان کے تھے اُن ایام میں روزہ رکھنا دشوار ہوا اُن ایام کا روزہ چھوڑ کر دوسرے دنوں میں مقرر کیے اور معین دنوں میں نہ رکھنے کا کفارہ دس روزے زیادہ کیے اور ایاما معدودات سے مراد رمضان کا مہینہ ہی اور بعضے کہتے ہیں اِن روزوں سے مراد عاشورہ اور ہر مہینے میں تین دن ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہی روزے اول فرض تھے بعد و منسوخ ہوکے رمضان کے روزے مقرر ہوے فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ پھر جو کوئی

تم مین بیمار ہو یا سفر مین بیماری وہ جس کو روزے سے ضرر ہو یا روزہ رکھنا دشوار ہوا اور سفر سے مراد جس مین نماز
کو قصر کرتے ہین وہ دو مرحلے ہین امام شافعی کے پاس اور تین روز کی راہ ہی امام ابوحنیفہ کے پاس فَعِدَّۃٌ
مِنْ اَیَّامٍ اُخَرَ تو اُس پر ہی اُن کی شمار دوسرے دنون سے اِس جگہ کلام مین حذف ہی تقدیر یون ہی فمن کان
منکم مریضًا او علی سفر فافطر فعلیہ صوم عدۃ اَیّام المرض والسفر من ایام اخر یعنے
جو کوئی تم سے بیمار رہنے سے یا سفر مین ہونے سے افطار کیا تو اُس پر روزہ رکھنا ہی بیماری اور سفر کے دنون
کے شمار دوسرے دنون سے وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ اور جنکو اُسکی یعنے روزے کی
طاقت ہی اور افطار کرے تو فدیہ ہی کھانا ایک فقیر کا یعنی ایک دن مین فقیر جس مقدار کھاوے اتنا کھانا
اُس روزے کے بدلے مین فقیر کو کھلانا وہ فدیہ اصح مذہب مین ایک مُد ہی اُس قسم کے اناج سے جو بستی مین اکثر لوگ
کھایا کرتے ہین اور بعضے کہتے ہین اگر گیہون دیوے تو آدھا صاع دینا اگر دوسرے قسم کا اناج دیوے تو ایک صاع دیا جاہیے
اور بعضے کہتے ہین افطار کیا سو شخص اُس دن آپ جو کھاتا ہی سو کھلاوے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہی کہ مسکین
کو شام اور سحر کا کھانا کھلاوے اِس آیت کے حکم مین علما کا اختلاف ہی اکثر کہتے ہین یہہ آیت منسوخ ہی عمر بن الخطاب اور
ابن عمر اور سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ عنہم وغیرہ سے بھی ایسا ہی ثابت ہوا ہے کہتے ہین ابتدا مین جب روزہ رکھنے کا حکم
ہوا تو لوگون کو روزے کی عادت نتھی اُنپر روزہ دشوار ہوا تب یہہ آیت اتری اللہ تعالی نے لوگون کو اختیار دیا
کوئی روزہ رکھتا اور کوئی روزہ نہ رکھکے اُسکے بدلے مسکین کو کھانا کھلاتا اغنیا اکثر روزہ نہ رکھ کے فدیہ دینے
لگے روزہ آن پڑا فقرا مساکین پر پھر اللہ تعالی اِس حکم کو منسوخ کرکے یہہ آیت نازل کیا فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ اور
جماعت کہتی ہے آیت منسوخ نہین بلکہ محکم ہے مگر خاص ہے انکے حق مین جو بہت بوڑھے ہین یا دایم المرض ہین
درست ہونیکی امید نہین اور بعضے کہتے ہین یہان لا مقدر ہی اصل لا یطیقونہ تھا فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَھُوَ خَیْرٌ
لَّهٗ پھر جو کوئی شوق سے زیادہ کرے نیکی تو اُسکو وہ بہتر ہے یعنی ایک مسکین سے بڑھکے لوگونکو کھلاوے تو بہتر ہے
اللہ ثواب زیادہ دیگا وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اور روزہ رکھو تو تمھارا بھلا ہے یعنی افطار کرکے فدیہ
دینے سے روزہ رکھنا بھلا ہے اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اگر تم سمجھ رکھتے ہو یعنے روزے کی خوبیان اور فضیلت
کی آپ معلوم کیجئے جو مسلمان عاقل و بالغ ہے بے عذر رمضان کا روزہ ترک کرنا اُسکے لئے درست نہین

اور وے عذرین جن سے نہ رکھنا روا ہے تین ہین ایک تو سفر اور مرض اور حیض اور نفاس ہے ان پر قضا ہے کفارہ نہین دوسرا حاملہ اور مرضعہ بچے کو ضرر ہونیکے اندیشہ سے روزہ نہ رکھے تو قضا کرنا اور فدیہ دینا امام شافعی کا یہی مذہب ہے ابوحنیفہ کے یہان اس مین بھی فدیہ نہین تیسرا بہت بوڈھا بوڈھی اور دائم المرض جسکے چنگے ہونیکی امید نہو تو وہ فدیہ دیوے اُپر روزہ نہین شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ مہینہ رمضان کا جس مین نازل ہوا قرآن اس کلام کی تقدیر یون ہے تمھارے روزون کا وقت رمضان کا مہینہ ہے اسکے سوا اور بھی تقدیر اور وجہین مفسرین نے ذکر کئے ہین اور قرآن لوح محفوظ سے رمضان کے مہینے مین شب قدر کو اس آسمان پر اترا اسکو بیت العزت مین رکھے بعد جبرئیل علیہ السلام تھوڑا تھوڑا تیئیس برس کے شمار مین صلی اللہ علیہ وسلم لے آئے ابن جریر وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسا ہی روایت کئے ہین اور بعضون کے نزدیک نازل ہونے سے ابتدا نزول مراد ہے امام احمد اور ابن جریر اور محمد بن نصر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور بیہقی شعب الایمان مین واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ابراہیم پر صحیفے رمضان کی پہلی رات کو اترے اور توریت رمضان کی چھٹی کو اور انجیل رمضان کی تیرھوین کو اور زبور رمضان کی اٹھاروین کو اور اللہ تعالے قرآن کو رمضان کی چوبیسوین کو نازل کیا اور بعضے یون تقدیر کرتے ہین کہ رمضان کا مہینا جسکی شان مین یا جسکی فرضیت مین قرآن اترا هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ہدایت واسطے لوگون کے اور کھلی نشانیان راہ کی اور فیصلہ یعنی ہدایت ہے لوگون کیواسطے گمراہی سے اور یہہ جو کہا بینات من الہدی اشارہ کرنیکو کہ ہدایت دو قسم پر ہے ایک ہدایت ظاہر کھلی ہوئی دوسری خفی سو اول فرمایا کہ وہ فی نفسہ ہدایت ہے بعد فرمایا ہدایت مین وہ ہدایت ہے کہ جسکی نشانیان روشن ہین جس سے حلال وحرام اور حدود و احکام ظاہر ہوتے ہین اور فرقان کا معنی فرق کرنیوالا حق و باطل مین فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ پھر جو کوئی پاوے تم مین یہہ مہینہ تو وہ روزہ رکھے وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ اور جو کوئی ہو بیمار یا سفر مین پھر افطار کرے تو اُس پر ہے اسکے شمار روزے رکھنا دوسرے دنون سے اس حکم کو مکرر فرمایا اسواسطے کہ پہلی آیت مین مقیم جو بیمار نہین اُسکو بھی روزہ نہ رکھکے فدیہ دینے کا اختیار دیا تھا جب اُس حکم کو اس آیت سے یعنی فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ سے نسخ کیا پھر اگر اسی جملہ پر اقتصار کرتا تو گمان ہوتا بیمار اور مسافر کے حق مین جو

رخصت تھی وہ بھی منسوخ ہوئی اِس گمان کو اٹھا دیا یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ اللہ
چاہتا ہی تمھاری آسانی اور نہین چاہتا تمپر مشکل یعنی تمکو بیماری اور سفر مین روزہ نہ رکھنا جو مباح کیا تمھاری آسانی
کیواسطے ہی ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہ اللہ چاہتا ہی تمھاری آسانی یعنی افطار
کرنا سفر مین اور نہین چاہتا مشکل یعنی روزہ رکھنا سفر مین علما کا اختلاف ہی کیا سفر مین روزہ رکھنا افضل ہی یا
افطار اصح قول یہہ ہی کہ جسکو روزہ رکھنے مین مشقت ہو تو اُسکو افطار افضل ہی نہین تو روزہ افضل وَلِتُکْمِلُوا
الْعِدَّۃَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ اور اسواسطے کہ پوری کرو
گنتی اور بڑائی کرو اللہ کی اسپر کہ تمکو راہ بتائی اور شاید تم احسان مانو یہہ جملہ عطف ہی ایک فعل محذوف پر کہ جس پر
اوّل کا کلام دلالت کرتا ہی تقدیر یون ہی اللہ تعالی تمھاری آسانی چاہتا ہی تا تمکو روزہ رکھنا سہل ہو اور گنتی پوری
کرو الی آخرہ اور یہہ گنتی پوری کرنے سے مراد رمضان کا تمام مہینا روزہ رکھنا ربیع سے یہی بات منقول ہی یا مرض
وسفر کے سبب جے دن افطار کئے انکی گنتی پوری کرنا یہہ قول ضحاک ہی اور تکبیر سے مراد تکبیر شب عید کی ہی اور بعضے کہتے
ہین وہ تکبیر جو چاند دیکھنے کیوقت کہتے ہین اور بعضے کہے ہین تکبیر سے مراد اللہ کی حمد و ثنا کرنا کہ ہم کو ہدایت دیا
وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اور جب تجھ سے پوچھین بندے میرے مجکو تو مین نزدیک ہون
اِس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابن جریر نے صلت بن حکیم سے وہ اپنے باپ سے وہ انکے دادا سے روایت کیا ہی کہ ایک شخص
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے کہا یا رسول اللہ کیا ہمارا رب قریب ہے تو ہم اُس سے آہستہ مانگین یا دور ہے
تو اُس سے چلا کے مانگین نبی صلی اللہ علیہ وسلم ساکت رہے تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا اور یہہ جو فرمایا مین قریب ہون
اُس سے غرض یہہ ہے کہ اللہ تعالی بندون کے افعال اور اقوال اور اُنکے احوال پر دانا بینا ہی اسکی تمثیل دیتا ہی حال سے
ایک شخص کے جو وہ اُن سے قریب ہو اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ پہنچتا ہون یعنی سنتا ہون پکارتے
کی پکار کو جسوقت مجکو پکارتا ہے اِس مقام مین ایک اشکال ہی کہ بسا لوگ اللہ تعالی سے مانگتے ہین پر اللہ تعالی انکی
دعا مقبول نہین کرتا اُس کے کئی جواب دئے ہین پہلا جواب یہہ آیت مطلق ہی اور قول اللہ کا بل ایاہ تدعون
فیکشف ما تدعون الیہ ان شاء مشیت سے مقید ہی تو قاعدہ ہے اصول کا مطلق کو مقید پر حمل کرنا دوسرا جواب
دعا کی معنی اِس آیت مین طاعت سے اور اجابت کی معنی ثواب یعنی طاعت کرنے والے کو آخرت مین ثواب دونگا

تیسرا جواب دعا کرنیکے ارکان اور شروط مقرر ہین اگران شرطون کیسے ساتھ بندہ دعا مانگے تو قبول کرتا ہی
چوتھا جواب اللہ فرمایا ہی سنتا ہون اور اُس مین اُسکی مراد بر لاتا ہون کرکے مذکور نہین اشکال کا ہی کو وارد
ہوگا پانچوان جواب اِس آیت سے مراد یہہ ہے کہ اللہ تعالی دعا مانگنے والے کو محروم نہین کرتا لیکن اگر مقدر مین
لکھا ہے تو اللہ تعالے اُسکی حاجت بر لاتا ہی اگر مقدر مین نہو تو اُسکے لئے اُس دعا کو آخرت کا ذخیرہ کر رکھتا ہی
یا اُس سے بدی کو دور کرتا ہے فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي تو چاہیے حکم مانین میرا یعنے مین جیسی اُنکی مہمات مین دعا قبول
کرتا ہون اُنکو بھی جب ایمان کی دعوت کرون اور اطاعت کا امر کرون تو اُسکو ماننا ضرور ہے وَلْيُؤْمِنُوا
بِي اور ایمان لاوین مجھ پر لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ شاید نیک راہ پر آوین أُحِلَّ لَكُمْ
لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ حلال ہوا تمکو روزے کی رات بے پردہ ہونا اپنی عورتون
سے رفث کا معنی لغت مین پوچ بات ہی جسکا ذکر کرنا قبیح ہو جیسی جماع اس مقام مین رفث کنایت ہے
جماع سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہے ہین کہ اللہ تعالی بہت شرمناک اور کریم ہے قرآن مین مباشرت اور
ملامسہ اور افضا اور دخول اور رفث بولا اور اُن سب سے ارادہ کیا جماع کا اِس آیت کے نازل ہونیکا سبب
امام احمد اور ابن جریر وغیرہ کعب بن مالک سے روایت کئے ہین کہ رمضان مین یون حکم تھا روزہ رکھنے
والا جب سووے تو اُس پر کھانا پینا اور عورت کے ساتھ صحبت کرنا دوسرے روز افطار کئے تک حرام تھا
ایک شب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ دیر تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہ کے گھر کو گئے دیکھے اپنی
عورت سوتی ہو اُسکو بیدار کئے اور اُس سے صحبت کرنا چاہے تو بولی مین سو گئی تھی عمر کہے نہین سوئی اور
اُس سے صحبت کئے اور کعب بن مالک بھی ایسا ہی کئے پھر صبح کو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آکے خبر دئے تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا اور ابن عباس کی روایت مین آیا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر کو کہے تم کو یہہ کرنا سزاوار نتھا هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وے پوشاک
ہین تمھاری وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ اور تم پوشاک اُنکی یعنی پوشاک بدن سے جیسی لگی رہتی ہے
ویسی ہی زن و شوہر مین اختلاط رہتا ہی اِس مین اللہ تعالی جماع حلال ہونیکا سبب بیان کیا عورتین لباس کی
مانند ہین اُنسے پرہیز کرنا اور کنارے رہنا دشوار ہے عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ

اللہ نے معلوم کیا کہ تم اپنی جانون کی خیانت کرتے ہو یعنی اپنی جانون پر روزے کی رات جماع کرکے ظلم کرتے
ہو تو اب سے جو انکو خطرہ ہے اُس کا نقصان کرتے ہین اُس مین عقاب کا اندیشہ ہی بخاری نے برا رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہی کہ رمضان کا روزہ جب نازل ہوا تو تمام رمضان لوگ عورتون سے قربت نہین کرتے تھے چند لوگ تھے کہ اپنی
جانونکی خیانت کرتے تھے تب اللہ تعالیٰ نے نازل کیا علم اللہ انکم کنتم تختانون انفسکم الایہ فَتَابَ عَلَيْكُمْ
سو معاف کیا تم کو وَعَفَا عَنْكُمْ اور درگذر کی تم سے فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوهُنَّ پھر اب یعنی اُنسے مجامعت
کرو وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ اور چاہو جو لکھدیا اللہ نے تمکو یعنی تم جو مباشرت کرتے ہو فقط
شہوت کو ٹالنے کی غرض سے نہ کرو بلکہ اُس سے نسل جاری ہونیکا قصد کرو مقاتل نے کہا ہے اِس سے غرض
یہہ ہے کہ کھانا پینا جماع حلال ہی کہ اللہ تعالیٰ لوح محفوظ مین جو رخصت لکھا اُسکو کیا کرو وَكُلُوا وَاشْرَبُوا
اور کھاؤ اور پیو اِسکے نازل ہونیکا سبب بخاری نے براُ ابن عازب رضی اللہ عنہما سے یون روایت کیا ہی کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے جو روزہ رکھتا اور افطار کا وقت ہو بعد افطار کے آگے سو جاتا تو وہ شب
اور اوسکے بعد تمام دن شام ہوئے تک کھانا نہین کھاتا قیس بن صرمہ انصاری رضی اللہ عنہ روزہ سے تھے تمام دن
اپنی زمین کا کام کرکے افطار کیوقت گھر کو آ کے عورت کو پوچھے کچھ کھانے کو ہی تو بولی نہین لیکن مین مانگھ کے لے آتی
ہون عورت کھانیکی تلاش مین گئی اور انکی آنکھ لگ گئی عورت آ کے دیکھی تو سو گئے ہین بولی نامراد کیا اتنی مین سو گیا
غرض ویسا ہی روزہ رکھے دوپہر کو اُنکے تئین غش آگئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کئے تب یہہ آیت نازل
ہوئی حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ جب تک ظاہر
ہووے تمکو سفید تاگا سیاہ تاگے سے فجر کے اللہ صاحب نے صبح صادق کی دھلوی کو جو اول طلوع ہوتی ہے
سفید تاگے سے تشبیہ دیا اور شب کی تاریکی کو سیاہ تاگے سے بخاری اور مسلم اور نسائی اور ابن جریر اور ابن
المنذر اور ابن ابی حاتم اور بیہقی سنن مین سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ اول اتنی ہی
آیت نازل ہوئی وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود اور من الفجر کا لفظ نازل نہین ہوا
چند لوگ روزہ رہنا چاہے تو اپنی پانون مین سفید تاگا اور سیاہ تاگا باندھتے اور دونون مین فرق نمود
ہوے تک کھاتے پیتے جب اللہ تعالیٰ من الفجر کا لفظ نازل کیا تو جانے کہ اس سے مراد ظاہر ہونا دن کا ہے رات سے

انہی صبح صادق کو تاگے سے تشبیہ دینا اکثر عربون کے پاس معروف تھا لیکن بعضون نے اس لفظ کو حقیقت پر حمل کئے تھے پھر اللہ تعالیٰ کے من الفجر کو نازل کرنے سے سمجھے کہ وہ استعارہ ہے اور بعضون کی لغت مین یہہ استعارہ مستعمل نہ تھا وے باوجود من الفجر کا لفظ نازل ہونے کے بعد بھی مقصود کے فہم کرنے سے قاصر ہوئے چنانچہ سفیان بن عیینہ اور سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور بخاری و مسلم اور ابو داود اور ترمذی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور بیہقی اپنی سنن مین عدی بن حاتم سے روایت کئے ہین کہ یہہ آیت یعنی حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود نازل ہوئی بعد مین ایک سیاہ تاگا اور ایک سفید تاگا لیکے میرے تکئے کے نیچے رکھا اور انکو دیکھنے لگا تو سیاہ اور سفید مین امتیاز نہوا پھر صبح کو آکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہہ کیفیت عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یون ہو تو تمہارا تکیہ بہت چوڑا ہے وہ سفیدی صبح کی ہے رات کی تاریکی سے اس قصہ کو ابن جریر اور ابن ابی حاتم دوسری طریق سے بہت واضح روایت کئے ہین انکا لفظ یون ہے عدی بن حاتم نے کہے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ مجھے اسلام سکھلائے پانچوقت کی نمازین پڑھنے کا طور ارشاد کئے بعد فرمائے جب رمضان آوے تو تم شب کو کھا ویئو جب تک تمکو سفید تاگا سیاہ تاگے سے فجر کے ظاہر ہووے بعد روزہ شب تک پورا کرو عدی کہے مین یہہ نہ سمجھکے دو تاگے سفید اور سیاہ لیکے بانٹ کر رکھا اور صبح کو انہین نظر کیا تو دونون برابر ہین پھر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ جو فرمائے مین یاد کیا مگر سفید تاگا سیاہ تاگے سے نہ سمجھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کیون نہین سمجھے اور تبسم کئے گویا میری اس حرکت سے آپ واقف ہوئے پھر عرض کیا مین دو تاگے باندھا ایک سفید اور ایک سیاہ اور رات کو انہین نظر کرنے لگا تو دونون برابر ہی دکھتے تھے یہہ سنکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اتنا تبسم کئے کہ حضرت کی کوئچلیان نمود ہوین بعد فرمائے کیا تمکو بولا نتھا من الفجر کرکے وہ کیا ہے دن کی سفیدی رات کی اندھیری سے انتہی جانئے آفتاب طلوع ہونیکے قبل ایک سفیدی نکلتی ہے گاے کی دم کی مانند اسکو صبح کاذب کہتے ہین بعد تھوڑے وقت کے ایک عریض سفیدی افق مین نمود ہوتی ہے رفتہ رفتہ اجالے کی پوپھٹتی جاتی ہے اُس کو صبح صادق کہتے ہین مذہب ایمہ اربعہ اور جمہور فقہا کا یہہ ہے بمجرد طلوع صبح صادق کے صایم پر کھانا وغیرہ حرام ہوتا ہے بلکہ بعضے تو اس بات پر اجماع نقل کرتے ہین اُس پر دلیل یہہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تبین وہ صیغہ باب تفعل سے ہے

باب تفعل کا استعمال تکلف کے واسطے بھی ہوتا ہی تو تبین کا معنی یون ہوا کہ تکلف و مشقت سے دکھے یہہ نہین مگر اسکی
ابتداء طلوع مین ہوگا اسکی مثال تشجع ہے اس معنے سے کہ اسنے شجاعت کو استعمال کیا اور اسکے حاصل کرنے
اپنی نفس پر تکلف کیا اور بعضے صحابہ اور اعمش اور ابوبکر بن عیاش کا مذہب یہہ ہے کہ صبح صادق خوب دہوپ ہونے تک
کھانا پینا وغیرہ جایز ہے ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ پھر پورا کرو روزہ رات تک یعنی طلوع فجر سے
آفتاب غروب ہونے تک روزہ رکھو بخاری اور مسلم وغیرہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جب آئیگی رات اس جگہہ سے یعنی مشرق کی جہت سے اور جائیگا دن اس جگہہ سے اور
غروب ہوگا آفتاب تب صایم افطار کیا یعنی افطار کا وقت آچکا مشرق کی طرف سے رات آنے سے غرض سیاہی نمود ہونا
اور دن کا جانا یعنے سفیدی دن کی کم ہونا اس حدیث مین تین باتین مذکور ہین ایک رات آنا دوسری
دن جانا تیسری آفتاب غروب ہونا ان تینون مین ملازمت ہے ان تینون سے فقط ایک کو ذکر کرنا بس تھا
لیکن ابر یا پہاڑ وغیرہ حایل رہنے سے سیاہی دوڑتی ہے آفتاب غروب نہین ہوتا اس کی توضیح کو تین امر
فرمائے وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰکِفُوْنَ فِی الْمَسٰجِدِ اور نہ لگو ان سے یعنی اپنی عورتون سے
جماع نہ کرو جب بیٹھے ہو مساجد مین یعنی اعتکاف کی نیت کرکے جو مسجد مین بیٹھا ہے اسکو اعتکاف تمام ہونے
تک اپنی عورت سے وطی کرنا جایز نہین اس سے معلوم ہوا اعتکاف کی صحت کا شرط وطی نہ کرنا ہے اگر کوئی وطی
کیا تو اعتکاف فاسد ہوگا اور اس آیت سے معلوم ہوا اعتکاف مسجد مین ہی بیٹھنا ہے اور کہین بیٹھے تو حاصل
نہین ہوتا اور سب مساجد اعتکاف مین برابر ہین یہہ آیت نازل ہونیکا سبب ابن جریر قتادہ سے یون نقل کیا ہو کہ
بعضے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسجد مین اعتکاف بیٹھتے جب انکو عورت کی خواہش ہوتی وہان
سے نکل کے عورت کے پاس جاتے اور اپنے مطلب سے فراغت پاکے غسل کرکر پھر مسجد مین آتے سو اللہ تعالی نے
اس آیت کو نازل کیا تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا یہہ حدین باندہی ہین اللہ کی سو انکے
نزدیک نہ جاؤ یعنے یہہ احکام جو مذکور ہوے اللہ کی حدو ہین جو بندونکے لئے مقرر کیا ہے سو تم
اسکو نہ کرو حد کی معنی لغت مین منع کرنا اور دو چیز نہ ملنے کے لئے جو مانع ہو اسکو بھی حد کہتے ہین
یہی معنی اس مقام مین مربوط ہے بعضے اللہ کے حدود سے اللہ کے فرایض مراد لیتے ہین اور بعضے حدود سے مراد

مقادیر لیتے ہین جنکو اللہ تعالی نے اندازہ کیا ہی اور اُسکی مخالفت سے منع فرمایا ہی اس آیت مین دو اشکال ہوتے ہین
پہلا اشکال تلک کا اشارہ سابق گذرے ہو احکام کی طرف ہی اُن احکام مین بعضے مامورات ہین اور بعضے منہیات
جو منہیات ہین اُنکے نزدیک البتہ نہونا اور جو مامورات ہین اُنکو البتہ بجالانا ہی پھر اُن دونون کے نزدیک نہ جاؤ کرکے
کیسا فرمایا اِسکا جواب یہہ ہی اوپر جو احکام گذرے اگرچہ مامورات و منہیات تہین لیکن اس آیت سے قریب جو مذکور ہی
ولاتباشروھن وانتم عاکفون فی المساجد اُس سے اعتکاف مین جماع کرنا حرام ہی کرکے ثابت ہوا اور اُسکے قبل ثم
اتموا الصیام الی اللیل مذکور ہی اُس سے روزے کے دن کھانا پینا حرام ہی کرکے ثابت ہوتا ہی یہہ محرمات قریب
رہنے سے تحریم کی جانب کو اعتبار کرکے فلا تقربوہا فرمایا یون جواب دیوینگے مامورات جو ہین اُنکا ضد و خلاف
کرنے سے منع فرمایا تو ہر ایک مامور کا ایک ضد ہوا سو ان اضداد کے نظر کرتے فلا تقربوہا فرمایا اس کو بلاغت
والے تغلیب کہتے ہین دوسرا اشکال اس آیت مین اللہ تعالی فلا تقربوہا فرمایا اور اِسی جزو کی تیرہوین رکوع مین
تلک حدود اللہ فلا تعتدوہا فرمایا یہہ آیت چاہتی ہے حدود کی نزدیک نجانا اور وہ آیت چاہتی ہی حدود کے
باہر نجانا اُس کا جواب یہہ ہی جو شخص اللہ کی طاعتون مین رہے اور اُسکے فرضون پر عمل کرے تو وہ شخص گویا حق
کی جگہ مین کھڑا ہوا اللہ تعالی اُس جگہ سے تجاوز نہ کرنا کرکے لاتعتدوہا فرمایا کیونکہ اُس جگہ سے جو کوئی تجاوز کیا تو
باطل کی جگہ پہونچا اللہ تعالی مبالغہ کی جہت سے منع کیا کہ حد جو مانع پڑا ہے حق اور باطل کی جگہ مین اُسکے نزدیک نہو
اس اندیشہ سے کہ باطل کی جگہ مین تجاوز کرے اسی معنی کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم اِشارہ کرکے فرمائے ہر بادشاہ کو
ایک حمی رہتی ہے اور اللہ کی حمی زمین اُسکے محرمات ہین جو کوئی حمی کے گرد جانور چراوے تو قریب ہے کہ حمی کی اندر جاوے
اس حدیث کو بخاری اور مسلم نعمان بن بشیر سے روایت کئے ہین حمی اُس موضع کو کہتے ہین کہ جسکو حد باندھکے علحدہ
کرتے ہین جاہلیت مین عادت تہی کوئی بڑا شخص کسی جگہ رہنا اختیار کرتا تو کتے مارکے آواز کرواتا اُس کی آواز
جتنی دور جاتی اتنی جگہ گرداگرد اپنے احاطہ مین لیتا غیر کے جانور وغیرہ کو اُس مین آنے نہین دیتا کسی کا جانور
آوے تو اسکو سزا دیتا اور بعضے کہتے ہین اس آیت مین حدود سے مراد محارم اور منہیات ہین اس صورت مین
مقصود صاف ہوتا ہی اور اشکال وارد نہین ہوتا بندۂ عاصی کہتا ہے حدود طور کا ہوا کرتا ہی ایک حد ہوتا ہے
اُسکے نزدیک جانے مین ہلاکی ہے جیسے گرداب سمندر مین ہوتا ہی وہان نہ جانا کرکے حد باندھتے ہین ایسے حد کے

نزدیک نہ گیا چاہیے اور ایک حد ہوتا ہی اُس سے باہر نکلنے مین ہلاکی ہی جیسے بکریون کے لئے حد باندھتے ہین اگر اُس حد کے باہر جاوے تو درندہ کہا جاتا ہی ایسے حد کے باہر نہ گیا چاہیے اللہ تعالی نے ماقبل کی آیتون کے دیکھتے اس آیت مین حد کی پہلی صورت کا لحاظ کر کے لاتقربوہا فرمایا اور اگلی آیت مین دوسری صورت کے نظر کرتے فلا تعتدوہا فرمایا کَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اسطرح بیان کرتا ہی اللہ اپنی آیتین لوگون کو شاید وے بچتے رہین یعنی یہہ بیان کرتا ہی تاکہ تم اسکی امر و نہی کی مخالفت کرنے سے ڈرتے رہو تو عذاب سے نجات پاؤ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپس مین ناحق اس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے یون روایت کیا ہی کہ امرءالقیس بن عابس اور عبدان بن اشوع حضرمی باہم ایک زمین کے لئے قضیہ کرتے امرءالقیس قسم کھانے کو تیار ہوا تب یہہ آیت نازل ہوئی باطل وہ جو شرع مین حرام ہوا اُسکے چند طور ہین ایک تو مال معصوم کو تعدی کرکے یا غصب کرکے یا لوٹ کے یا چرا کے کھاوے دوسرا لہو لعب سے جیسے جوا اور گانے کی اجرت اور شراب تیسرا رشوت لینا حکم کرنے یا جھوٹی شہادت دینے کے لئے چوتھا خیانت سے جیسے امانت مین خیانت کرنا اور مال لینے کو کھانا فرمایا کیونکہ مال لینے سے بڑا مقصود کھانا ہی ہی وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ اور نہ پہنچاؤ انھین حاکمون تک ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہی کہ یہہ اُس شخص کی شان مین ہی جسکے ذمے پر کچھ مال ہوا اور اسکا کوئی گواہ نہین اُس مال کا انکار کرتا ہی اور جھگڑ کے حاکم کے پاس جاتا ہی یہہ جانتا ہوا کہ اپنے ذمے پر اُسکا مال ہے اور آپ گناہ گار ہی حرام خوار لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ تاکہ کھاجاؤ ایک قطعہ لوگون کے مال مین کا گناہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہے اثم سے مراد جھوٹی قسم ہی اور بعضے کہتے ہین کہ جھوٹی شہادت اولی یہہ ہے کہ اثم سے مطلق گناہ مراد لین وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اور تمکو معلوم ہے یعنی تم جو باطل ہو سو تمکو معلوم ہے باوجود علم کے گناہ کے مرتکب ہو نہایت قبیح ہے يَسْــَٔـلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ تجھسے پوچھتے ہین چاند سے اس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابن عساکر نے ابن عباس سے یون روایت کیا ہی کہ معاذ بن جبل و ثعلبہ بن غنم کہے یا رسول اللہ چاند نکلتا ہے تو باریک نکلتا ہے پھر بڑھتے بڑھتے گول ہوتا ہی پھر جو گھٹا دیر آتا ہی اول کی مانند باریک ہوجاتا ہی اسکی کیا وجہ ایک ہی حالت پر کیون نہین رہتا تب یہہ آیت اتری سیوطی نے کہا اس حدیث کی سند ضعیف ہی راوی اُسکا سدی صغیر ہے کلبی سے روایت کیا ہی وے دونون ضعیف ہین اور اہلّہ جمع ہلال کی ہے

پہلی دوسری تیسری رات کے چاند کو ہلال کہتے ہین اُسکے بعد نام اُسکا قمر ہے جب پورا ہوا تو اسکو بدر کہتے ہین قُلْ
تو کہہ اے محمد هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ یہہ وقت ٹھہرے ہین لوگون کے واسطے اور حج کے واسطے اللہ تعالی نے
چاند کی کاستگی اور بڑھتی مین حکمت جو ظاہر تھی بیان کیا کہ لوگ اس سے اپنی زراعت اور تجارت کے وقتون
کو اور قرض کی مدت اور روزہ اور حج اور عورتون کے طلاق کی عدت وغیرہ احکام جو چاند سے متعلق ہین جانین
اور حج کا مواقیت مین داخل رہتے پر بھی اسکو علاحدہ ذکر کیا ایک بڑے فایدے کے لئے وہ یہہ ہے کہ عرب جاہلیت مین
دنون کے شمار پر حج کیا کرتے تھے اور مہینون کو ان دنون کے شمار پر بدل دیتے تھے اللہ تعالی نے اسکو باطل کیا اور
حج کو مہینون کے شمار پر کرنے کا امر کیا اور جس مہینے مین حج کرنا مقرر کیا ہی اُس مہینے سے دوسرے مہینے کی طرف نقل کرنا
جایز نہین وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا اور نیکی یہہ نہین کہ گھرون مین آنا چھت پر سے
اس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابن ابی حاتم اور ابن جریر وغیرہ جابر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے یون روایت کئے
ہین کہ عربون کی عادت یہہ تھی کوئی شخص حج کا یا عمرے کا احرام باندھتا تو باغ مین یا گھر مین دروازے کی راہ سے
نہین جاتا ضرورت درپیش ہو تو گھر کے پیچھے سے نقب کرکے یا پیچھے سے سیڑھی لگا کر چھت پر ہوکے جاتا مگر حمس کے
قبیلے والے جو ہو تو گھر کے دروازہ سے جاتا قریش اور کنانہ اور خزاعہ اور ثقیف اور بنو عامر بن صعصعہ اور بنو
نضر بن معاویہ کو حمس کہتے ہین حمس مشتق حماسے ہے اُسکی معنی شدت اور صلابت سو ان قبیلے والون کو انکی
دین مین کمال شدت ہونے سے حمس کہے ہے غرض نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع مین حج کو جو آئے آپ کسی کے
باغ مین دروازے سے تشریف لیگئے انصار کا ایک شخص اُسکا نام رفاعہ بن تابوت تھا اور بعضے روایتون مین
مذکور ہی کہ اسکا نام قطبہ بن عامر انصاری تھا یہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ دروازے سے آیا لوگون نے اس سے
تعرض کئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے تم حج کا احرام باندھکے کیا واسطے
دروازہ سے آئے انھون نے عرض کئے یا رسول اللہ آپ دروازے سے تشریف لائے سو دیکھ کے مین بھی آپکے پیچھے آیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مین حمس مین ہون وہ شخص کہا آپ حمس مین ہو تو مین بھی حمس مین ہی ہون آپکا اور
میرا دین ایک ہی ہے پھر آیت نازل ہوئی وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَىٰ وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا لیکن نیکی
وہ ہی جو کوئی بچتا رہے یعنی اللہ سے ڈرے اسکے خلاف حکم نکرے اور گھرون مین آؤ اُنکے دروازون سے یعنی احرام

باندہے بعد وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ اور اللہ سے ڈرتے رہو شاید مراد کو پہنچو وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ اور لڑو اللہ کی راہ مین اُنسے جو لڑتے ہین تم سے اللہ کی راہ سے اللہ کی طاعت اور اسکی رضامندی طلب کرنا مراد ہی وَلَا تَعْتَدُوا اور زیادتی مت کرو اس آیت کی شان نزول یہہ ہے کہ ابتداء اسلام مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم تھا کہ کافرون کی اذیت سہین اور اُن سے درگذرین پھر ہجرت کے بعد اس آیت سے حکم ہوا جو تم سے لڑتا ہے اسی سے لڑا کرو اور زیادتی نہ کیجیو یعنی جنگ کی ابتدا اپنی جانب سے نکرو ربیع بن انس نے کہا ہے یہہ پہلی آیت ہے جو لڑائی کے باب مین اتری بعد اللہ تعالی کا فرون کے قتل کا حکم علی الاطلاق فاقتلوا المشرکین کافۃ کی آیت سے کیا جسکو آیت السیف کہتے ہین اس قول پر یہہ آیت منسوخ ہوئی اور بعضے کہتے ہین منسوخ نہین بلکہ محکم ہے اور الذین یقاتلونکم سے مراد وے کفار ہین جو لڑنے کے قابل ہین اور تعدی نہ کرنا یعنی جو شخص قابل جنگ کے نہین جیسے عورتین بچے رہبان وغیرہ اُسکو قتل نہ کرنا ابن جریر وغیرہ ابن عباس سے روایت کئے ہین کہے تعدی نکرنا یعنی عورتونکو اور بچون کو اور فرتوت بوڈھے کو قتل نہ کرنا اور نہ وہ جو صلح کرے اور جنگ سے اپنا ہاتھ کھینچے اگر تم اُن لوگون کو قتل کروگے تو تم زیادتی کئے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ مقرر اللہ دوست نہین رکھتا زیادتی کرنے والون کو وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ اور مار ڈالو اُنکو جس جگہہ پاؤ یعنے حِل مین یا حرم مین پہلی آیت مین اللہ تعالی جہاد کا امر اس شرط سے کیا کہ اگر کفار ہاتھ چلاوین تو تم بھی ہاتھ چلانا اُسکے بعد اس آیت مین حکم کرتا ہی کہ اُنکو جہان پاوین وہان قتل کرنا مگر مسجد الحرام کے پاس وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ اور نکالدو اُنکو جہان انھون نے تمکو نکالا یعنی مکہ سے وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ اور فتنہ قتل کرنے سی بڑھکر ہی یعنی تم انھونکو حرم مین قتل کرنے سی یا احرام باندھکے قتل کرنے سی انکا فتنہ یعنی شرک رکھنا اللہ کے ساتھ بڑھکر ہی اور بعضے فتنہ سی محنت جس مین انسان کو حیرت ہو مراد لیتے ہین مثلاً جلاوطن قتل سے بڑھکر ہی کیونکہ قتل مین ایک لحظہ سختی گذرتی ہی اور اس مین ہمیشہ تعب اور دکھ رہا کرتا ہی وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور مت لڑو اُن سے مسجد الحرام کے پاس یعنی حرم مکہ مین جنگ کی ابتدا تم از خود نہ کرو حَتَّىٰ يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ جب تک وے نہ لڑین تم سی اس جگہہ فَإِنْ قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ پھر اگر وے لڑین تو اُنکو مارو كَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ یہی یعنی قتل اور جلاوطن سزا ہی کافرون کی مجاہد اور ایک جماعت علما کی کہے ہین کہ یہہ آیت محکم ہے مسجد الحرام کے پاس

جنگ کرنا حلال نہین مگر کوئی شخص جنگ کرنیکے لئے آوے تو اُسکو دفع کرنا جاری ہی غیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اس شہر کو یعنی مکہ کو اللہ تعالی نے آسمان اور زمین جس روز بنائی
کیا اوسی روز سے حرام کیا ہی روز قیامت تک حرام رہیگا کسی کو اس مین قتال کرنا حلال نہین اور مجھے بھی حلال نہین ہوا مگر
دن کی ایک ساعت پھر وہ قیامت کے دن تک حرام ہی اور قتادہ نے کہا کہ آیت السیف سے یہہ آیت منسوخ ہوئی
فَاِنِ انْتَہَوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ پھر اگر وے باز آوین یعنی کفر سے اور اسلام لاوین تو اللہ بخشنے والا
ہی مہربان وَقٰتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ اور لڑو اُن سے یعنی مشرکون سے یہان تک باقی نہ رہے فتنہ یعنی شرک
وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ اور دین اللہ کا ہی ہووے یعنی عبادت اور بندگی اللہ کے سوای دوسرے کسی کی نہ کرے
فَاِنِ انْتَہَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَی الظّٰلِمِیْنَ پھر اگر وے باز آوین تو تعدی نہین مگر ظالمون پر عدوان
کا معنی یا سبیل ہی یعنی راہ نہین یہہ معنی ابن عباس سے منقول ہی اور اہل معانی کہتے ہین عدوان کا معنی ظلم ہی یعنی وے
اسلام لاوے تو اُنکا مال لوٹنا اور بند مین لانا اور قتل کرنا کچھ جایز نہین مگر ظالمون پر کہ وے جو باقی ہین اپنی شرک پر کفار کی
ساتھ یہہ جو کرتے ہین وہ شرع کے حکم سے ہی وہ عدوان اور ظلم نہوگا لیکن اسکو ظلم بولا مقابلہ اور مجازات کی راہ سے
اُسکو علم بلاغت مین مشاکلہ کہتے ہین جیسے اُس آیت مین ہی فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ اَلشَّہْرُ الْحَرَامُ بِالشَّہْرِ
الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ حرمت کا مہینا مقابل حرمت کے مہینے کے اور آداب رکھنے مین بدلا ہے
اِس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابن جریر وغیرہ یون روایت کئی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے
چھٹوین سال عمرے کے ارادے سے نکلے مشرکون نے آپ کو مکہ مین جانے نہ دیکے مزاحم ہوئے وہ حرام مہینا تھا ذوالقعدہ کا
آخر مشرکون کے ساتھ یہہ صلح ٹھہری کہ اِس سال پھر کے جانا سال آیندہ آنا دوسرے سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ
عمرے کو جانے کیواسطے تہیہ کئے اندیشہ ہوا کہ اگر قریش اپنے عہد کو وفا نہ کرین اور مسجد الحرام مین جانے سے منع
کرین تو جنگ کی نوبت ہوگی حرم اور حرام مہینے مین جنگ کیسا کرین تب یہہ آیت نازل ہوئی یعنی اگر وے لوگ
حرام مہینے کی حرمت توڑکے لڑین تو تم بھی لڑو کیونکہ ہر حرمت مین بدلا جاری ہوتا ہی تمکو مسجد الحرام مین جانے
سے روک کر حرمت توڑین تو تم بھی قہر اور غلبہ کے ساتھ جاؤ اگر وے مارین تو تم بھی مارو اور بعضے یون تفسیر کئے
ہین تم ذی القعدہ کے مہینے مین مکہ مین جو داخل ہوتے ہو اور اپنا عمرہ قضا کرتے ہو سو بدلے مین اُسکے ہی جو تم

ورد ۱۷

روکے گئے تھے اور حرمات جمع حرمت کی ہے حرمت وہ چیز ہے کہ جس پر محافظت کرنا واجب ہے اس جگہ تین حرمت ملکے رہنے سے جمع کا لفظ ذکر کیا ایک مہینے کی حرمت دوسری شہر کی حرمت تیسری احرام کی حرمت

قصاص کا معنی مساوات برابری یعنی کوئی کسی سے کچھ حرکت کیا تو اسکے ساتھ بھی وہی کرنا فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ پھر جس نے تمپر زیادتی کی تو تم اس پر زیادتی کرو جیسے اسنے زیادتی کی تمپر وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرتے رہو اللہ سے یعنی بدلے مین بڑھکے نہ کرو وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ اور جان رکھو کہ اللہ ساتھ ہے پرہیزگارونکے وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور خرچ کرو

اللہ کی راہ مین مراد اللہ کی راہ سے اُسکی اطاعت ہے پھر جہاد ہو یا اُسکا غیر وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ اور نہ ڈالو اپنے ہاتون سے اپنے کو ہلاکت مین بعضونے ایدی سے مراد نفس لیتے ہین اور ترجمہ یون کرتے ہین اور نہ ڈالو اپنی جان کو ہلاکت مین وہ دونون کا حاصل ایک ہے اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ لوگ جہاد کیواسطے پیسا دیا کرین کیونکہ اُسکا نہ دینا سبب ہلاکت کا ہے تم جہاد کیواسطے پیسا نہ دیکے ہلاک مت ہو ابن جریر وغیرہ اس کو ابن عباس سے روایت کئے ہین اور بعضے کہے ہین لوگون کے پاس خرچ نہین رہتا تھا بے خرچ جہاد کیواسطے نکلتے خرچ نہونے سے راہ مین تکلیف اٹھاتے تب اللہ تعالی نے امر کیا جہاد کو جائین تو پیسا خرچ جاجس کے پاس خرچ نہ رہے وہ نہ نکلے جو کوئی بے خرچ نکلا تو اپنی جان کو ہلاکت مین ڈالا کیونکہ بھوکھ پیاس سے اور پیادہ پا چلنے سے وہ ہلاک ہوگا اور بعضے کہے ہین ہلاکت مین نہ ڈالنا جہاد ترک نہ کرنا مراد ہے کیونکہ جہاد ترک کرنے سے کفار غالب ہوینگے اُنکا غلبہ سبب مسلمانونکے ہلاکا ہے

ابو داود اور ترمذی اور نسائی اور ابن جریر اور ابن حبان اور حاکم وغیرہ نے اسلم ابی عمران سے روایت کئے ہین کہا ہم قسطنطنیہ مین تھے اور اہل مصر کے امیر عقبہ بن عامر تھے اور اہل شام کے فضالہ بن عبید پھر رومیون کی ایک بڑی صف نکلی اور ہم بھی اُنکے مقابلہ مین صف باندھے ایک شخص مسلمانونکا رومیون کی صف پر حملہ کرکے اُنمین دھسا لوگ پکارنے اور کہنے لگے دیکھو اپنی جان کو ہلاکت مین ڈالا ابی ایوب رضی اللہ عنہ مصاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہوکے کہے ای لوگو کیا تم اس آیت کی یہہ تاویل کرتے ہو یہہ آیت ہم انصار کے حق مین نازل ہوی جب اللہ تعالی اپنے دین کو عزت دیا اور دین کی نصرت کرنے والے بہت ہوئے ہم آپس مین ایک دوسرے سے مخفی کہے کہ اللہ تعالی نے اپنے دین کو قوت دیا دین کی تائید کرنے والے بہت ہوئے ہم اپنی جگہ مین رہکے ہمارے جو کچھ اموال ضایع ہوئے ہین

انکو درست کرنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے اطلاع نہ کئے ہمارے رد مین اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
پر نازل کیا و انفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ ہلاکت یہی تھی کہ ہم اپنی زمینون مین رہینگے اُن کو
اصلاح کرنا جنگ کو نہ جانا ترمذی اور حاکم دونون اس حدیث کی تصحیح کئے ہین اور بعضے کہے ہین جان کو ہلاکت مین
ڈالنا اللہ کی رحمت سے نا امید ہونا مراد ہی ابن جریر اور حاکم اور بیہقی روایت کئے ہین کہ کسی نے کہا و لاتلقوا بایدیکم
الی التہلکۃ سے مراد یہہ ہی کہ آدمی دشمن سے مقابلہ کرنا اور لڑکے مارے پڑنا جابر رضی اللہ عنہ یہہ سنکر کہے ایسا
نہین اُس سے مراد یہہ ہی ایک شخص گناہ کرتا ہی اور کہتا ہی اللہ مجھے کبھی نہ بخشیگا حاکم نے اُسکی تصحیح کی ہی اور طبرانی
اور بیہقی شعب الایمان مین نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت کئے ہین وَاَحْسِنُوْا اور
نیکی کرو یعنی مال کو اللہ کی راہ مین دو اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ مقرر اللہ دوست رکھتا ہی نیکی والون
کو وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ اور پورا کرو حج اور عمرہ اللہ کیواسطے اِس آیت کی شان نزول کو ابن
ابی حاتم اور ابونعیم دلایل مین یعلی بن اُمیہ سے روایت کئے ہین کہ ایک شخص جعرانے مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آیا اسکے بدن پر ایک جبہ خلوق لگا ہوا تھا اسنے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے عمرے مین کیا عمل کرنے کا
حکم فرماتے ہو تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہہ آیت نازل ہوئی و اتموا الحج والعمرۃ للہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بولے مجھے
سوال کیا سو شخص کہان ہی اُس نے بولا مین یہان حاضر ہون نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جبہ نکال اور ارگجہ
دھوڈال اور حج مین جو اعمال کرتا ہی عمرے مین بھی وہی کر اِس حدیث کو بخاری اور مسلم بھی روایت کئے ہین لیکن
اسمین آیت اترنیکا مذکور نہین حج اور عمرے کو تمام کرنے سے مراد اُنکے ارکان اور شروط اور سنن اور مستحبات
بجالانا ہے یہہ قول ابن عباس کا ہی بعضے کہے ہین اپنے لوگون کے احاطہ سے احرام باندھنا یہہ قول علی مرتضی رضی اللہ
عنہ سے مروی ہے اور بعضے کہے ہین ہر ایک کے لئے علاحدہ سفر کرنا اور بعضے کہے ہین نفقہ حلال کا ہونا اور بعضے
کہے ہین انکو خالص عبادت کے نیت سے ادا کرنا اُس مین تجارت اور اغراض دنیوی کو نہ ملانا شافعی اس آیت سے عمرے کی
وجوب پر دلیل لائے ہین یہی قول علی اور ابن عمر اور ابن عباس اور حسن اور ابن سیرین اور عطا اور طاوس اور سعید بن جبیر
اور مجاہد اور امام احمد بن حنبل کا ہی امام ابوحنیفہ اور مالک کہتے ہین عمرہ سنت ہی وہ قول ابن مسعود اور جابر اور
ابراہیم نخعی اور شعبی کا ہی فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ پھر اگر تم روکے گئے تو جو میسر ہو

ہدی سے اس کلام مین اختصار ہے اور معنی یون ہین پھر اگر تم روکے گئے اور ارادہ کئے احرام سے حلال ہونے کا تو
تم پر واجب ہے ہدی دینا جو میسر ہوا حصار سے مراد یہہ ہے کہ دشمن مکہ کو جانے نہ دیوے اور یہہ آیت حدیبیہ کے قصہ مین اتری
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عمرے سے حلال ہوئے اور ہدی کو نحر کئے ہدی نام ہے جانور کا جو بیت اللہ کو بھیجتے ہین اونٹ ہو
یا گاے یا بکری اور جس مقام پر رُکے اُسی مقام پر ہدی کو ذبح کرنا یہہ مذہب شافعی کا ہے اور ابو حنیفہ کے پاس ہدی مکہ
کو روانہ کرنا تا وہان ذبح ہوئے بعد اپنی احرام سے حلال ہونا وہ اس قول پر آتی سو آیت سے دلیل لیتے ہین وَلَا
تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ اور اپنے سر مت منڈو جب تک پہنچ نہ چکے ہدی اپنے
ٹھکانے یعنی جس جگھہ ذبح کرنا ہے ہدی اس جگہہ پہنچے بعد سر منڈانا محل کی معنی ذبح کرنیکی جگھہ یا ذبح کرنیکا وقت اُس سے
ابو حنیفہ کے پاس حرم مراد ہے اور امام شافعی پاس وہ جگھہ جہان محصور ہوا فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا پھر جو
کوئی تم مین مریض ہو یعنے احرام کی حالت مین اپنے سرون کو مت منڈواو مگر بیمار ہووے اور سر مونڈھنا ضرور
پڑے أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ یا اُسکو اذیت دیا اُسکے سر نے یعنی سر کے بالون مین جوین پڑنے سے ایذا
ہووے فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ تو اُس پر بدلا ہے روزے سے یا خیرات سے یا ذبح
یعنی عذر کے سبب سر کے بال منڈاوین تو فدیہ دیا چاہئے فدیہ یہہ ہے تین دن روزہ رکھنا یا تین صاع صدقہ چھہ مسکین
کو دینا ہر مسکین کو ادھا صاع شہر کے مروج اناج سے یا ذبح کرنا اونٹ یا گاے یا بکری ان تینون مین سے کسی ایک
کو اختیار کرے یہہ آیت کعب بن عجرہ کی شان مین نازل ہوئی امام احمد اور بخاری اور مسلم وغیرہ کعب بن عجرہ سے
روایت کئے ہین کہے ہم حدیبیہ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام باندھ چکے تھے مشرکون نے ہمکو روکا میرے سر مین بال
تھے جوین میرے منہہ پر جھڑ رہی تھین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُدھر سے گذرے مجھے دیکھکے پوچھے کیا تمھارے سر مین کے
کیڑے تمکو ایذا دیتے ہین تو مین کہا ہان آپ فرمائے سر منڈھوا اسی پر یہہ آیت نازل ہوئی فمن کان منکم مریضا او بہ
اذی من راسہ ففدیۃ من صیام او صدقۃ او نسک تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اُسکے بدلے
تین روز روزہ رہو یا چھے مسکین کو کھانا کھلاؤ یا ایک بکری ذبح کرو فَإِذَا أَمِنْتُمْ پھر جب تمھاری خاطر
جمع ہو یعنے دشمن سے جب خاطر جمع ہووے فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ
تو جو کوئی فایدہ لیوے عمرے سے حج تک یعنی عمرے کا احرام حج کے مہینو نمین باندھ چکے اُس سے فراغت پاکر حلال ہو جاوے

اور اسی سال حج کا احرام باندھنے تک اپنی لذتین حاصل کرے تو اُس پر ہدی ہے جو ہی ہو سابق گذری پھر حج کا
احرام باندھے بعد اُسکو حج کرنا فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ پھر جسکو نہ ملے یعنی بکری یا ہدی کا جانور خریدنے کا مقدور نہین فَصِيَامُ
ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ روزہ رکھنا ہے تین دن کا حج کیوقت مین یعنی حج کا احرام باندھے بعد روزہ رکھنا حج کے
احرام کے قبل روزہ رکھنا جایز نہین اور اُس سے فراغت پائے بعد بھی جایز نہین اور اس شخص کو افضل ہے چھٹوین تاریخ کے
قبل حج کا احرام باندھنا کیونکہ عرفے کا دن حاجیون کو روزہ رکھنا مکروہ ہے اور یوم النحر اور ایام تشریق مین
اسکو روزہ رکھنا جایز نہین وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ اور سات دن کا جب پھر کر جاؤ یعنی اپنی وطن کو پھر کر گئے
بعد وہ سات روزے رکھنا وہ وطن مکہ رہے یا کوئی دوسرا شہر تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ وہ روزے دس ہوئے پورے
اس جملہ کو تاکید کیواسطے ذکر کیا تا کوئی یہہ نہ سمجھے تین دن یا سات دن روزہ رکھنا ہے ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ
اَهْلُهٗ حَاضِرِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ یہہ حکم ہے یعنی یہہ تمتع کرنے والے پر ہدی ہے یا روزے کا حکم جو ہوا اُسکو ہے
جسکے لوگ نہ ہوں رہنے والے مسجد الحرام پاس امام شافعی کے پاس مسجد الحرام پاس رہنے والے وہ ہین جو مسجد الحرام سے
دو مرحلوں کے اندر ہوں اور مالک کہتے ہین وہ اہل مکہ ہین اور ابو حنیفہ کہتے ہین احرام باندھنے کی جگہہ کے اندر جو رہے
وہ مسجد الحرام کے باشندے ہین اور جو شخص مسجد الحرام کے رہنے والوں سے ہو تو اُسپر ہدی ہے روزہ نہین وَاتَّقُوا اللّٰهَ
اور ڈرو اللہ سے وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ اور جان رکھو کہ مقرر اللہ کا عذاب سخت ہے
اُس پر جو اُسکے احکام کو نہ مانے اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ حج کے کئی مہینے ہین معلوم یعنی حج کا وقت مقرر مہینون
مین ہے وہ شوال اور ذی القعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن یوم النحر کے طلوع فجر تک ہمارے نزدیک اور ابو حنیفہ کے
پاس پورے دس روز اور امام مالک کے پاس ذی الحجہ کا تمام مہینا فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ پھر جس نے لازم کر لیا یعنے
اپنی ذات پر ان مین حج شافعی کا مذہب یہہ ہے مجرد احرام کے یعنی نیت کرنیکے حج واجب ہو چکا اور ابو حنیفہ کے پاس
احرام کے ساتھ تلبیہ کہے یا ہدی ہانکنے سے حج لازم ہوتا ہے اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ حج کے یہی مہینے مین جو
جو کوئی ان مہینون مین احرام نہ باندھے دوسرے مہینون مین باندھا تو حج کا احرام منعقد نہ ہو گا جیسے فرض نماز
کے وقت کے آگے کوئی تکبیر تحریمہ کہے تو نماز منعقد نہین ہوتی ابن عباس اور صحابہ کی ایک جماعت کا یہی قول ہے
اور اسی کو اوزاعی اور شافعی اختیار کئے ہین اور مالک اور ثوری اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ وہ احرام منعقد ہو گا

فَلَا رَفَثَ پھر تو نہین ہے رفث رفث سے جماع مراد ہے اسکو ابن مردویہ ابی امامہ سے مرفوع روایت کیا ہے
اور ابن جریر اور حاکم اور بیہقی ابن عمر سے بھی ایسی ہی روایت کیے ہین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مختلف روایتین
آئی ہین ابن جریر اور بیہقی اُنسے بھی ایسا ہی روایت کیے ہین اور ایک روایت مین آیا ہی کہ رفث سے مراد عرابت
اور تعریض کرنا عورتون کو جماع سے اس کو طبرانی نے روایت کیا ہی عرابت. عین کے فتح سے یا کسرے سے فحش بات کرنا
اور ایک روایت مین آیا ہی وہ جماع اور بوسہ لینا اور اشارہ کرنا اور فحش باتین اُسکے ساتھ کرنا اس کو
ابن جریر اور ابن المنذر روایت کیے ہین اور ایک روایت مین آیا ہی کہ رفث جس معنی سے روزے مین آیا
وہ معنی یہان مراد نہین روزے مین جماع کی معنی مراد ہی اور یہان عرابت کرنا عرب کے سخن سے اور تعریض کرنا
جماع کی باتون سے وَلَا فُسُوقَ اور نہ فسوق یعنی گناہ کرکے حدود شرع سے نکل جانا اور ممنوعات کے
مرتکب ہونا یہہ قول ابن عباس سے مروی ہے یا جانور کا قتل کرنا اور ناخن لینا اور بال نکالنا اور اُسکے مشابہہ
جو مُحرِم پر حرام ہین کرنا یہہ قول ابن عمر سے منقول ہی اور بعضے کہتے ہین گالیان دینا اور بُرا نام رکھکے پکارنا
وَلَا جِدَالَ اور نہ جھگڑا کرنا یعنی خادم اور رفیق سے لڑ پڑنا فِي الْحَجِّ حج مین یعنے حج کے ایام مین یہہ چیزین
اگرچہ سب اوقات مین ممنوع ہین پر حج مین بہت ہی بد ہین اس لیئے اِن کو ذکر کیا وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ
يَعْلَمْهُ اللّٰهُ اور جو کچھ تم کروگے نیکی اللہ اُسکو جانتا ہی اس کو فرمایا تا کہ لوگونکو نیکی پر رغبت ہو وَتَزَوَّدُوا
فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى اور توشہ لیا کرو کیونکہ بہتر توشہ تقوی ہی یعنی لوگون کے پاس مانگنے سے اُسکو بچا رکھے
توشہ وہ جو سفر مین ساتھ رکھتے ہین کلیجے آماتسؤ اور اُسکے مانند اس آیت کی شان نزول کو بخاری اور ابوداود
اور نسائی وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کیے ہین کہ یمن کے لوگ حج کو نکلتے تو ساتھ کچھ توشہ
اور خرچ نہین لیتے اور کہتے ہم متوکل ہین پھر مکہ کو آکے لوگون پاس بھیک مانگتے تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا
اور بعضے آیت کی تاویل یون کرتے ہین تم اپنی آخرت کے سفر کے لئے پرہیزگاری کا توشہ لیا کرو کیونکہ
پرہیزگاری بہتر توشہ ہے وَاتَّقُونِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ اور مجھسے ڈرتے رہو ای عقلمندو لَيْسَ
عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ کچھ گناہ نہین تمپر کہ تلاش کرو فضل اپنے رب کا
اس آیت کے نازل ہونیکا سبب بخاری اور ابن جریر اور بیہقی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ عکاظ

اور مجنہ اور ذوالمجاز نام جاہلیت مین بازار تھے حج کے موسم مین وہان تجارت کرتے جب اسلام کا دور آیا صحابہ رضی اللہ عنہم اِن ایام مین تجارت کرنا گناہ سمجھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھے تب یہہ آیت نازل ہوئی عکاظ بازار تھا قیس اور ثقیف کے قبیلے والون کا مکہ سے بارہ میل پر نجلیہ اور طایف کے مابین اور مجنہ بنی کنانہ والون کا بازار تھا مَرُّ الظہران مین اور ذوالمجاز ہذیل والون کا بازار تھا عرفات سے ایک گو پر جاہلیت مین عربون کی ایسی عادت تھی اِن بازارون مین حج کے موسم مین تجارت کرتے ذی القعدہ کے بیس روز عکاظ مین ذوالقعدہ کے باقی دس دن اور اول ذالحجہ کے آٹھ روز جملہ اٹھارہ روز مجنہ مین تجارت کرتے پھر یوم الترویہ کو یعنی آٹھوین کو نکل گئے عرفات جاتے وہان ذوالمجاز مین تجارت کرتے **فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ** پھر جب تم اکبارگی نکلو گے عرفات سے تو یاد کرو اللہ کو مشعر الحرام کے نزدیک عرفات نام ایک موضع کا ہے کہ عرفے کے دوپہر سے عید کے روز کی صبح صادق تک وہان رہنا ہے سو اگر اس وقت کے مابین مین وہان ایک لحظہ بھی رہے تو حج ملتا ہے نہین تو حج فوت ہوتا ہے اسکو عرفات اس لئے کہے کہ جبریل ابراہیم علیہ السلام کو حج کے مناسک بتاتے اور پوچھتے عَرَفْتَ یعنی تم جانے تو ابراہیم کہتے عَرَفْتُ یعنی مین نے جانا سو اُس مکان کا نام عرفات اور اُس دن کا نام عرفہ ہوا اِس قول کو ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور ضحاک سے منقول ہے کہ آدم علیہ السلام حوا کی طلب مین سرندیپ سے نکلے پھر اُس موقع مین دونون کی معرفت و ملاقات ہوئی اِس لئے اِس دن کا نام عرفہ اور اِس جگہ کا نام عرفات ہوا اور بعضے کہتے ہین ابراہیم علیہ السلام جب اُس مکان کو پہنچے تو علامات سے پہچانے اِس لئے اِس جگہ کا نام عرفات ہوا اس کو ابن جریر نے سدی سے روایت کیا ہے اور مشعر الحرام نام ایک پہاڑ کا ہے مزدلفے کے آخر مین مشعر کی معنی علامت کی جگہ اُس کو حرام کرکے وصف کیا کیونکہ اُس موقع مین جن باتون کا امر نہ ہوا اُس کا کرنا ممنوع ہے بعضے کہتے ہین مشعر الحرام مزدلفہ کا ہی نام ہے اور اوسکے پاس اللہ کا ذکر کرنے سے مراد تلبیہ اور تہلیل اور تکبیر کہنا اور اللہ کی ثنا کرنا اور دعا مانگنا بعضے کہتے ہین ذکر سے مراد وہان مغرب و عشا کی نماز پڑہنا مسلم نے جابر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مزدلفے کو جب آئے وہان مغرب اور عشا کی نماز ایک اذان اور دو اقامت کہکے پڑھے دونون نمازون کے درمیان کچھ سنت نماز نہ پڑھے پھر لیٹ گئے بعد صبح صادق خوب ظاہر ہوئی اذان اور اقامت کہکے صبح کی نماز پڑھے بعد قصوا پر سوار ہوکے

مشعر الحرام کے پاس آئے اور قبلہ کی طرف متوجہ ہوکے دعا مانگی اور تکبیر اور تہلیل اور توحید کہی وہین کھڑے
رہے یہان تک کہ خوب اُجالا ہوا پھر نکلے یعنی بطن محسر کو گئے آفتاب طلوع ہونیکے قبل جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لیگئے جاہلیت کے دستور کا خلاف کئے وے لوگ آفتاب روشن ہوئے بعد مزدلفہ سے نکلتے تھے بخاری اور مسلم
وغیرہ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے مشرکین آفتاب طلوع کئے تک افاضہ نہین کرتے اور کہتے اشرق ثبیر کیما نغیر
نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکا خلاف کئے سو آفتاب طلوع کرنے کے قبل افاضہ کئے ثبیر نام پہاڑ کا ہے منی کے پاس
اشرق ثبیر کیما نغیر کی معنی اے ثبیر دھوپ سے روشن ہو تاکہ ہم نکلین وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ اور اسکو
یاد کرو جس طرح تمکو راہ بتایا یعنی راہ اپنے دین کے نشانیون کی اور حج کے رسوم کی وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ
لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ اور تحقیق تم تھے اس سے پہلے البتہ راہ بھولے یعنے ایمان اور طاعت کی راہ تمکو معلوم نتھی ثُمَّ
اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ پھر یکبارگی نکلو جہان سے لوگ نکلتے ہین یعنے عرفات سے یہہ خطاب قریش کو
ہے اس کی شان نزول کو بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے
یون روایت کئے ہین کہ قریش اور جو انکے طریق پر تھا جنکو حمس کہتے تھے مزدلفہ مین وقوف کرتے اور باقی تمام
عرب عرفات مین وقوف کرتے جب اسلام ہوا اللہ تعالی نے اپنے نبی کو حکم کیا کہ عرفات کو آکے وہان وقوف
کرنا پھر وہان سے نکلنا سو وہ حکم یہہ ہے ثم افیضوا الآیہ اور قریش کے عرفات مین وقوف نہین کرنے کا سبب یہہ تھا کہ
قریش اپنے پاس ٹھرالئے تھے کہ ہم حرم کے مجاور ہین ہمکو حرم کے سوائے دوسرے کسی مقام کی تعظیم کرنا روا نہین
کیونکہ ہم اگر دوسرے مقام کی تعظیم کرین تو لوگ حرم کی تعظیم نہ کرینگے اس اٹکل سے عرفات کا وقوف ترک کئے تھے
اور یہان کلام مین تقدیم و تاخیر ہے تقدیر یون ہے فمن فرض فیہن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج
ثم افیضوا من حیث افاض الناس فاذا افضتم من عرفات فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور مغفرت مانگو اللہ سے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان فَاِذَا قَضَيْتُمْ
مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ پھر جب پورے کر چکو اپنے رسوم تو یاد کرو اللہ کو
جیسے یاد کرتے تھے اپنے باپ دادونکو اللہ تعالی نے یہہ فرمایا کیونکہ جاہلیت کی عادت تھی عرب حج سے فراغت
پاکر منی کی مسجد کے اور پہاڑ کے مابین کھڑے ہوتے اور اپنے باپ دادونکی خوبیان بیان کرتے اللہ تعالی نے انکو

اپنی یاد کرو کرکے حکم کیا اور ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کیا ہی کہ یاد کرو اللہ کو جیسے
چھوٹے بچے اپنے باپ کو یاد کرتے ہین یعنے بچہ جب بات کرنا شروع کرتا ہے تو باپ کا نام ہی لیکے پکارتا ہی دوسرے
کسی کا نام نہین لیتا سو تم بھی اللہ کا نام یونہین لیا کرو اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا بلکہ اوس سے زیادہ فَمِنَ النَّاسِ
مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا پھر کوئی آدمی کہتا ہی اے رب ہمارے دے ہمکو دنیا مین اس ناس سے مراد مشرکان
ہین کہ حج مین یون دعا مانگتے یا اللہ ہمکو اونٹ گائی بکری بندوین دے وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ اور اسکو
یعنی دعا مانگنے والے کو آخرت مین کچھ حصہ نہین وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ
فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور کوئی اُنمین کہتا ہے اے رب ہمارے دے ہمکو دنیا مین خوبی اور
آخرت مین خوبی اور بچا ہمکو آتش کے عذاب سے یہہ دعا مانگنے والے مومنان ہین علی مرتضی سے مروی ہے کہ دنیا
مین حسنہ نیک عورت ہی اور آخرت مین حسنہ بہشت اور ایک روایت مین آیا ہی آخرت مین حسنہ حور اور عذاب
النار سو بری عورت اور حسن کہا دنیا مین حسنہ علم اور عبادت اور آخرت مین حسنہ جنت اور سدی نے کہا دنیا مین
حسنہ حلال رزق اور آخرت مین حسنہ مغفرت اور ثواب اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا یے لوگ اُنکو ہی حصہ
اپنی کمائی سے یعنی وے جو دونون نیکیان مانگتے ہین اُنکو ثواب ملیگا اُس جنس کا جو وے اُس جنس کے اعمال حسنہ کئے تھے
اولئک کا اشارہ دونون فریق کی طرف لیوین تو بھی درست ہی وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ اور اللہ جلد
لیتا ہے حساب یعنے اللہ تعالی کسی بندے سے حساب لیوے تو اُسکا حساب بہت جلد لیتا ہی کیونکہ اُس کو حساب کیوقت
انگلیون پر گنتے یا دل مین یاد رکھنے یا قلم سے استعانت چاہنے کی احتیاج نہین حسن بصری نے کہا اُسکے حساب لینے
کو ایک پل بھی درکار نہین وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ اور یاد کرو اللہ کو گنتی کے دنون مین
اِن دنون سے ایام تشریق مراد ہین وے تین دن ہین ذی الحجہ کی عید کے بعد گیارہوین بارہوین تیرہوین اُنکو معدودات
بولا اُنکی قلت کے نظر کرتے اور بعضے یوم النحر اور اُسکے بعد کے دو دن کو ایام معدودات کہتے ہین اور ایام
تشریق مین رمی جمار کیوقت اور قربانی کے جانور ذبح کرتے وقت تکبیر کہنا وارد ہی اور ہر نماز کے بعد ان ایام مین تکبیر کہنا بھی
مشروع ہی شروع اس تکبیر کہنے کا امام شافعی کے پاس عرفہ کی صبح سے ایام تشریق کے آخری عصر تک یہہ حکم غیر حاجیون کا ہی جو لوگ حج مین
مشغول رہتے ہین وے یوم النحر کے ظہر سے یوم التشریق کی آخری روز کی صبح کے بعد تک تکبیر کہنا اور ابو حنیفہ کے

صاحبین کے پاس بھی تکبیر عرفے کی صبح سے ایام تشریق کے آخر عصر تک ہے اور ابوحنیفہ کے پاس عرفہ کی صبح سے یوم النحر کے عصر تک فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ پھر جو کوئی جلدی چلا گیا دو دن مین تو اس پر گناہ نہین اس کا بیان یہہ ہے حاجیون پر ایام تشریق کی پہلی شب اور دوسری شب منیٰ مین رہنا واجب ہے تا ہر روز زوال کے بعد تینون جمرون کو کنکر مارین اُسکے بعد کوئی یوم التشریق کے دوسرے روز زوال کے بعد رمی کرکے نکل جاوے تو کچھ گناہ نہین وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ اور جو کوئی رہ گیا یعنی تشریق کی تیسری شب بھی رہکے دن کو زوال کے بعد رمی جمار کرے تو اُس پر کچھ گناہ نہین یعنی وے لوگ تیسری شب رہنے اور نہ رہنے مین مختار ہین اگرچہ رہنا افضل ہے بعضے نقل کئے ہین کہ جاہلیت کے لوگ دو فریق تھے کوئی دوسرے ہی روز چلا جاتا تیسری شب کے رہنا گناہ سمجھتا اور کوئی تیسری شب بھی رہتا دوسرے روز چلا جانا گناہ سمجھتا اُن دونون فریق کو گناہ نہین کرکے اللہ تعالیٰ نے فرمایا لِمَنِ اتَّقَىٰ جو کوئی ڈرتا ہے یعنی اُسکو اختیار ہے اور گناہ نہین کر کر جو بولے اُسکے حق مین ہے جو اللہ سے ڈرتا رہے یا ڈرتا ہو اُس چیز سے جو حرام مین ممنوع ہے جیسے شکار پکڑنا اور فحش کہنا اور اُنکی مانند وَاتَّقُوا اللَّهَ اور ڈرتے رہو اللہ سے وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ اور جان رکھو کہ تم اُسی کے پاس جمع ہوگے وہی تو تمھارے اعمال کی جزا دیگا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا اور بعضا آدمی ہے کہ خوش آوے تجکو اُسکی بات دنیا کی زندگی مین کلبی اور مقاتل اور عطا اس آیت کی شان نزول کا سبب یون کہے کہ اخنس بن شریق ثقفی بنی زہرہ کا حلیف بہت شیرین سخن تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ کو آکے کہا مین اسلام کا ارادہ رکھتا ہون اور قسم کھایا کہ مین سچ بولتا ہون اور آپکو دوست رکھتا ہون اُسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نزدیک بلاتے وہ منافق تھا اللہ تعالیٰ اُسکی شان مین یہہ آیت نازل کیا ابن اسحق اور ابن جریر وغیرہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یون روایت کئے ہین کہ عاصم اور مرثد وغیرہ جس سریہ مین شہید ہوئے چند منافق کہے افسوس وے جو مارے پڑے نہ اپنی لوگون مین رہے اور نہ اپنے خاوند کا پیام پہنچائے تب اللہ تعالیٰ یہہ آیت نازل کیا اور فی الحیوٰة الدنیا کا تعلق قوله سے ہے یعنی وہ دنیا کے امور مین اور اسباب معاش مین جو بات کرتا ہے سو تجکو اچنبھا لگتی ہے یا اُس کا تعلق یعجبک سے ہو یعنے اُسکی شیرین بات تجھے دنیا مین ہی اچنبھا لگتی ہے اور

آخرت مین خوش نہ آئیگی کیونکہ موقف کی دہشت سے انکو مجال سخن کا نہو گا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا
فِي قَلْبِهٖ اور گواہ پکڑتا ہی اللہ کو اپنے دلکی بات پر یعنی وہ جو کہتا ہے واللہ مین آپ پر ایمان لایا ہون
اور تمہاری محبت رکھتا ہون وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ اور وہ سخت جھگڑالو ہے حسن نے کہا الد الخصام کی
معنی کاذب القول ہی اور قتادہ نے کہا سخت دل ہے گناہ کرنے مین جھگڑالو ہے ناحق پر سخن حکمت کا کہتا ہی
اور عمل گناہ کا کرتا ہی بخاری اور مسلم بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے ابغض الناس الی اللہ الالد الخصم لوگون مین اللہ کے پاس ابغض شخص سخت جھگڑالو ہے وَاِذَا
تَوَلّٰى اور جب پیٹھ پھیرے یعنی تیرے سامھنے میٹھی بات کر کے جب جاتا ہی سَعٰى فِي الْاَرْضِ دوڑتا
پھرے زمین پر لِيُفْسِدَ فِيْهَا کہ اُس مین فساد کر ڈالے یعنی دشمنی ڈالنا اور مسلمانون کا خون بہانا
وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ اور ہلاک کرے کھیتیان اور جانین کلبی نے نقل کیا کہ اخنس بن شریق مین
اور ثقیف مین خصومت تھی اخنس ایک شب کو جا کے ثقیف کی کھیتیان جلا دیا اور اُنکے جانور کو مار ڈالا
ابن جریر سدی سے روایت کیا ہی کہ وہ مدینہ سے جاتے وقت راہ مین مسلمانون کی کھیتی جلایا اور گدھون کے کونچے
مارا بعضے تولی کا معنی والی ہونا کہتے ہین یعنی جب وہ حاکم اور والی ہوتا ہی تو ظلم اور فساد کرتا ہی جیسے ظالم حاکم
کرتے ہین مجاہد یون کہتا ہے جب حاکم ہوتا ہی تو تعدی اور ظلم اختیار کرتا ہے تب اللہ تعالی مینھہ کو بند کرتا ہی
اور زراعت اور نسل کو ہلاک کرتا ہے وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ اور اللہ دوست نہین رکھتا فساد کو
محبت کی معنی لغت مین دل کی رغبت کے ہی یہہ معنی تو اللہ تعالی کے حق مین محال ہے پس چاہئے کہ محبت سے
رضامندی ارادہ کرین ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی رضامندی سے تعبیر کئے ہین وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ
اور جو کہے اُسکو اللہ سے ڈر تو اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ کھینچ لاوے اُسکو تکبر گناہ پر یعنی جس
گناہ سے اُسکو منع کرے تو وہ تکبر اور شرارت سے وہی گناہ کرتا ہے فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ پھر بس ہے اُسکو دوزخ
یعنی اُسکے عذاب کے واسطے دوزخ بس ہے وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ اور وہ دوزخ بدبچھونا ہے اس سے غرض یہہ ہے
کہ اُسکے نیچے اور اوپر آتش ڈالکے عذاب دینگے طبرانی اور بیہقی شعب الایمان مین ابن مسعود رضی اللہ عنہ
سے روایت کئے ہین کہ اللہ کے پاس بڑی گناہ یہہ ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی مسلمان کو کہے اللہ سے ڈر تو وہ

جواب دیو گے کیا تو مجھے بولتا ہو تو آپ سے ڈر وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ اور کوئی شخص ہے بیچتا ہو اپنی جان اللہ کی خوشی تلاش کرنے اس آیت کی شان نزول ابن جریر وغیرہ یون روایت کئے ہین کہ صہیب بن سنان رومی مکہ سے ہجرت کرنا چاہے تو قریش کہے ای صہیب تم ہمارے یہان آتے وقت خالی ہاتھ آیا اب کیا تو مالدار ہو کے مال لیجاتا ہو واللہ ہم تو اُسکو نہ چھوڑینگے صہیب کہے مین اپنا مال سب تمکو اگر دیوُن تو مجھکو چھوڑ دوگے قریش کہے بہتر پھر اپنا تمام مال انکو دیکے آپ مدینے کو آئے اُنکے آنے کے قبل یہہ آیت اُنکی شان مین حضرت پر نازل ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم صہیب کو دیکھ کے دو بار فرمائے صہیب کی خریدی مین نفع آیا وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ اور اللہ شفقت رکھتا ہو بندون پر يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً اى ایمان والو داخل ہو مسلمانی مین پورے یعنے اسلام کے تمام شرایع اور احکام قبول کرو اس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابن جریر نے عکرمہ سے یون روایت کیا ہو کہ ثعلبہ اور عبداللہ بن سلام اور ابن یامین اور اسد بن کعب اور اسید بن کعب اور سعید بن عمرو اور قیس بن زید تمام یہود تھے اسلام لائے بعد کہے یا رسول اللہ شنبہ کے دن کی ہم تعظیم کیا کرتے تھے ہمکو حکم دو تو ہم اس دن کی تعظیم کرینگے اور توریت بھی اللہ کی کتاب ہے آپ فرمائین تو ہم شب کی نماز مین اُسکو پڑھا کرینگے تب یہہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ اور مت چلو قدمون پر شیطان کے یعنی شیطان جو شنبہ کی تعظیم اور اونٹ کا گوشت نہ کھانا اور دودھ نہ پینا اور توریت کی تلاوت کرنے کی تمھین ترغیب دیتا ہو تم اُسکی بات پر مت چلو إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ مقرر وہ یعنی شیطان تمھارا صریح دشمن ہے فَإِن زَلَلْتُم مِّن بَعْدِ مَا جَاءَتْكُمُ الْبَيِّنَاتُ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ پھر اگر تم پھسلنے لگوگے بعد اسکے کہ پہنچی تمکو واضح دلیلین تو جان رکھو کہ اللہ زبردست ہو حکمت والا هَلْ يَنظُرُونَ لوگ انتظار نہین کرتے یعنی وے جو اسلام مین نہین آتے اس جگہہ ہل جو آیا ہو استفہام ہے نفی کے معنی مین إِلَّا أَن يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ مگر یہہ کہ آوے اُنپر اللہ یہہ آیت متشابہات مین ہے اس مین دو مذہب مشہور ہین مذہب سلف کے علما کا یہہ ہو کہ اُس کے ظاہر پر ایمان لانا اور اُسکی حقیقت کے علم کو اللہ پر تفویض کرنا اور اعتقاد یہہ رکھنا کہ اللہ تعالی حدوث کی علامت اور حرکت

سکون سے منزہ ہی یہہ قول زہری اور اوزاعی اور مالک اور ابن المبارک اور سفیان بن عینیہ اور سفیان ثوری اور
لیث بن سعد اور احمد بن حنبل اور اسحق بن راہویہ کا ہی دوسرا مذہب جمہور متکلمین کا ہی وے اس قسم کی آیتون کی
تاویل کرتے ہین کیونکہ الفاظ ہر معنی لیوین تو محال لازم آتا ہی اور اللہ تعالی منزہ ہی تو معلوم ہوا الفاظ ہر مراد نہین تاویل کرنا
ضرور ہوا اس جگہہ تاویل یہہ کرتے ہین مگر یہہ کہ آوے اُنپر امر اللہ کا اس تاویل کی وہ دلیل ہی جو اللہ تعالی دوسرے مقام مین فرمایا
ہل ینظرون الا ان یاتیہم الملایکۃ او یاتی امر ربک اور امر سے مراد عذاب ہے فِي ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ ابر کے سائبانون مین
مین سفید ابر پتلا ہو تو اس کو غمام کہتے ہین یعنی اُنپر عذاب سفید ابر کے سائبانون مین آنا اسلئے فرمایا کہ ابر سے اللہ کی
رحمت نازل ہونیکی امید ہی جب اس سے عذاب آوے تو بہت سخت ہوا کیونکہ خرابی جس جگہہ سے نہ آنیکی کرکے امید ہو پھر
وہین سے خرابی آوے تو بہت بری ہوتی ہی وَالْمَلٰٓئِكَةُ اور آوین اُن پر فرشتے یعنی عذاب لیکر وَقُضِيَ
الْاَمْرُ اور ہو چکے کام یعنے اُنکے ہلاکی کا حکم جو ہوا تھا اُس سے فراغت حاصل ہووے حاصل آیت کا یہہ ہی وے لوگ
ایمان نہین لاتے ہین اور انتظار کرتے ہین اللہ کا عذاب نازل ہونیکا وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ اور اللہ
کی طرف رجوع ہین سب کام یعنی آخرت مین اُنکو اللہ تعالی اُنکے اعمال کی جزا دیگا سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ پوچھ
بنی اسرائیل سے یہہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی اللہ تعالی نے آپ کو مدینہ کے یہود سے سوال کرو کرکے امر کیا
اس سوال سے غرض یہہ نہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے سیکھین کیونکہ آپکو وحی سے سب معلوم ہو چکا تھا بلکہ اُنکی
توبیخ اور تنبیہ منظور ہی اور وے جو اللہ تعالے کا شکر نہین کرتے ہین اور اُسکی آیتون سے منہہ موڑتے ہین اسپر مبالغہ کے ساتھ
زجر کرنا كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ کتنی دین ہمنے اُنکو آیتین واضح یعنی معجزے موسی علیہ السلام کی نبوت کے
جیسے عصا اور ید بیضا اور دریا کا پھٹنا اور من وسلوی اترنا اس کے سوے اور بھی بہت سی نعمتین جو وے اُن کو فراموش
کرکے اُسکے بدلے کفر اختیار کئے وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ اور جو کوئی بدل ڈالے اللہ کی نعمت معجزون
کی تعبیر نعمت سے کیا کیونکہ معجزے ہدایت کے سبب ہین ہدایت کے برابر کوئی ایسی نعمت نہین جو دارین کی نجات کا سبب ہو
مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُ بعد اُسکے کہ پہنچ چکی اُسکو یعنی اُنکو اُسکی معرفت حاصل ہو چکی بعد فَاِنَّ اللّٰهَ
شَدِيْدُ الْعِقَابِ تو اللہ کی مار سخت ہی زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا آراستہ کی گئی
ہی منکرون کو دنیا کی زندگی یعنی دنیا اُنکی آنکھون مین اچھی نظر آتی ہے اور اُنکے دلون مین اسکی محبت بیٹھ گئی ہے

ع ۱۰

آراستہ کرنے والا حقیقت مین اللہ تعالیٰ ہی اُس نے اپنے بندون کی آزمائش اور ابتلا کی واسطے دنیا مین لذّتین
اور نضارة اور عجیب و غریب امور پیدا کیا اور بندو کی طبیعت مین لذتون کی رغبت اور انکی دل مین
بُرے خواہشون کی محبت ڈالا لیکن ایسا نہین جو بندون کو اُن خواہشون کا ترک کرنا ممکن نہو بلکہ انکی محبت
فقط دلون مین ڈالا اور نفس کا میلان انکی طرف رکھا اس طرح سے کہ اگر وے چاہین تو اُس محبت کو دور کرین پھر
لوگون نے دنیا کو اسکی مرتبت سے زیادہ دیکھے تو اسکی حسن اور خوبی انکی آنکھون مین خوش نظر آئی اور اُسکو دوست رکھے
اور اُسکے دیوانے بن گئے وَيَسْخَرُونَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا اور مسخری کرتے ہین ایمان والون سے یہہ آیت
مکہ کے مشرکین جیسے ابوجہل وغیرہ کے حق مین اتری دنیا کی نعمتون پر مغرور ہو کے مومنو کی مسخری کرتے تھے ابن عباس کہتے ہین
ایمان والون سے مراد عبد اللہ بن مسعود اور عمار بن یاسر اور صہیب اور بلال اور خباب اور انکے امثال ہین قتادہ نے
کہا کہ یہہ آیت عبد اللہ بن اُبی وغیرہ منافقین کی شان مین اُتری جو ضعیف مومنین اور فقیر مہاجرین سے مسخری
کیا کرتے اور کہتے دیکھو محمد کہتا ہی کہ اِن لوگون سے آپ ہم پر غالب ہوگا اور عطا نے کہا کہ یہہ آیت بنی قریظہ اور بنی نضیر
اور بنی قینقاع کے حق مین اتری وَالَّذِينَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اور پرہیزگار اُن سے اوپر ہونگے قیامت
کے دن کیونکہ مومنان اعلا علیین مین رہینگے اور کافر اسفل سافلین مین یا مومنان شان عزت مین اور کافران خواری
اور ذلت مین وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ اور اللہ روزی دیتا ہی جسکو چاہے بیشمار یعنی
اللہ تعالیٰ دنیا مین روزی بحساب دیتا ہی کافرون کو استدراج کیواسطے اور مومنین کو مبتلا کرنے کے خاطر پر آخرت
مین مخصوص مومنون کو ہی دیگا كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً لوگ ایک ہی گروہ تھے یعنی ایک ہی دین
پر تھے ایسا کسوقت تھی سو اس باب مین اختلاف علما کا ہے بعضے کہتے ہین آدم کی پشت سے ذریت جب نکالا تو سب
اللہ کی ربوبیت کا اقرار کئے اس روز کے بعد کبھی ایک دین نہ ہوا یہہ قول کعب احبار سے مروی ہی اور اسکو
ابن جریر اور ابن ابی حاتم ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کئے ہین کہے لوگ ایک ہی امت جو تھی اُسوقت جب
تمام کو آدم پر عرض کیا اور سبکے دین اسلام پر پیدا کیا اور سب اللہ کی بندگی کا اقرار کئے سو تمام ایک ہی امت
مسلمان ہوئے پھر آدمؑ کے بعد اُن مین اختلاف پڑا اور کلبی نے کہا وہ نوح کی کشتی کے لوگ ہین جنکا ایک ہی دین
تھا پھر نوح کی وفات کے بعد مختلف ہوئے اور قتادہ اور عکرمہ کہتے ہین آدم کی بعثت سے نوح کی بعثت تک سب لوگ

ایک ہی شریعت اور ہدایت پر تھے پھر نوح کے زمانہ مین اختلاف ہوا اور مجاہد نے کہا ہے اس جگہ ناس سے مراد فقط
آدم علیہ السلام ہین سب کے اصل اور ابو البشر ہونے سے اُنکو جمع کے لفظ سے فرمایا بعد حوا کو پیدا کیا اور اُنکی
ذریت کو پھیلایا تو سب مومن تھے قابیل نے ہابیل کو جب قتل کیا تو اختلاف پڑا اور ابن عباس سے مروی ہے
کہ ابراہیم علیہ السلام کیوقت تمام لوگ ایک ہی گروہ سب کافر تھے پھر اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام وغیرہ
پیغمبرون کو بھیجا فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ پھر بھیجے اللہ نے پیغمبران اس جگہ ایک کلمہ محذوف ہے اُسکی
تقدیر فاختلفوا ہے یعنی لوگ ایک ہی گروہ تھے سو بعد اختلاف شروع کئے پھر اللہ نے پیغمبرون کو بھیجا

ملاحظہ انبیا کی تعداد

انبیا کے تعداد مین اختلاف ہے امام احمد اور ابن حبان ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھے انبیا کتنے ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ایک لاکھ چوبیس ہزار پوچھے
یارسول اللہ انمین رسول کتنے ہین تو فرمائے تین سو تیرا جم غفیر مین انتہی اُن پیغمبرون سے بتصریح قرآن شریف
مین ان پیغمبرون کا نام مذکور ہے آدم ادریس نوح ہود صالح ابراہیم اسمٰعیل اسحٰق یعقوب یوسف لوط موسیٰ
ہارون شعیب زکریا یحییٰ عیسیٰ داود سلیمان الیاس الیسع ذو الکفل ایوب یونس محمد علیہم الصلوٰۃ
والسلام ان پچیس شخص کی نبوت مین اختلاف نہین اور ذو القرنین عزیر لقمان تبع مریم ان پانچ شخص
کی نبوت مین اختلاف ہے اور بعضے کہتے ہین یوسف جو سورۂ غافر مین مذکور ہے وہ دوسرے ہین یعقوب کے
فرزند نہین یہ تمام اکتیس شخص ہوئے مُبَشِّرِيْنَ خوشی سنانے والے یعنی جنت مین جانے کی خوشخبری دیتے ہین
اُسکو جو ایمان لاوے وَمُنْذِرِيْنَ اور ڈر سنانے والے یعنی دوزخ اور عذاب سے ڈراتے ہین اُسکو جو کافر
اور گناہ گار ہو وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ اور اُتاری انکے ساتھ کتاب سچی اس جگہ کتاب سے مراد
جنس کتاب ہے لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ تا فیصل کرین لوگون مین جس بات مین جھگڑا
کرین ضمیر لیحکم کی اللہ کی طرف راجع ہے یا کتاب کی طرف یا نبی مبعوث کی طرف پہلے قول کو ابو حیان ترجیح
دیا ہے اب معنی یون ہوگا اللہ تعالی نے کتاب اتارا سو فیصل کرنیکے لئے اس تقدیر پر کتاب کی طرف حکم
کی نسبت جو کیا سو مجاز ہے اور دوسرے قول کو تفتازانی ترجیح دیا اور جس بات مین جھگڑا کرین اُس سے مراد دین
کی بات ہے وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ اور اُس کتاب مین جھگڑا ڈالا نہین مگر انھون نے

جنکو وہ کتاب ملی تھی یعنی اختلاف نہ کرنا کرکے جنکو کتاب ملی تھی وہی لوگ برعکس کیئے اور آپس مین اختلاف
کئے اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہین مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بعد اسکے کہ انکو پہنچ چکے صاف حکم
یعنی واضح دلیلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر بَغْيًا بَيْنَهُمْ آپس کی ضد سے یعنی انکو محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کی متابعت نہ کرنے پر کچھ عذر باقی نہ رہا محض حسد اور ضد سے متابعت نہ کئے کیونکہ انکی دنیوی منفعت مین
نقصان آتا تھا فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ پھر اللہ ایمان
والون کو اُس سچی بات کی راہ بتایا جس مین وہ جھگڑ رہے تھے اپنے حکم سے اس جملہ کے بیان مین ابن ابی حاتم
نے زید بن اسلم سے یون روایت کیا ہے کہ اختلاف جو کئے وہ جمعہ کے روز مین تھا یہود اول ہفتہ کو اختیار کئے
اور نصاریٰ یکشنبہ کو اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو جمعہ کا دن بتا دیا اور قبلہ مین نصاریٰ
مشرق کی طرف متوجہ ہوئے اور یہود بیت المقدس کی طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو اللہ نے کعبہ کی
جہت بتا دیا اور نماز مین کوئی رکوع کرتا تھا سجدہ نہین اور کوئی سجدہ کرتا تھا رکوع نہین کوئی نماز مین بات
کرتا تھا اور کوئی چلاتا تھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو حق بتا دیا اور روزے مین کوئی دن کو روزہ رکھتا تھا
اور کوئی فقط بعضی چیزین نہین کھاتا تھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو اللہ نے حق بات کی راہ بتا دیا اور ابراہیم کے
باب مین یہود کہتے کہ وہ یہود تھے اور نصاریٰ کہتے کہ نصرانی تھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو حق بتا دیا
کہ وہ حنیف مسلم تھے اور عیسیٰ کے باب مین یہود انکو جھٹلائے اور انکے مان پر بڑا بہتان کئے اور نصاریٰ انکو اللہ
اور ابن اللہ کہے اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو حق بات بتا دیا کہ وہ روح اور کلمہ تھا بخاری اور مسلم ابی ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہم پچھلے ہین اور قیامت کے دن اگلے مگر وے
ہمسے آگے کتاب دیے گئے ہین ہم انکے بعد اور اس دن مین یعنی جمعہ کے دن مین وے اختلاف کئے سو اللہ ہمکو
راہ بتا دیا کل یہود کا دن اور پرسون نصاریٰ کا یعنی مسلمانون کی عبادت کیواسطے جمعہ کا دن مقرر ہوا
یہود تو شنبہ کے دن ٹھہرائے اور نصاریٰ ایکشنبہ کو تو یہ ہمارے تابعدار ہوئے وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ
اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اور اللہ چلاوے جسکو چاہے سیدہی راہ یعنی راہ حق اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا
الْجَنَّةَ کیا تمکو خیال ہے کہ جنت مین چلے جاؤگے ابن جریر وغیرہ قتادہ سے روایت کئے ہین کہ یہ آیت

احزاب کے غزوے مین جسکو خندق کہتے ہین نازل ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ پر اُس جنگ مین بہت سختی اور
محنت آن پڑی تھی عطا سے منقول ہے کہا صحابہ مدینہ کو جب ہجرت کئے تو مال متاع گھر زندگانی تمام اللہ کی اور رسول
کی خوشنودی کے لئے ترک کر کے مدینہ کو آئے وہان اُنسے یہود عداوت ظاہر کئے اور لوگ نفاق شروع کئے
مومنون پر بڑی مصیبت ہوئی اللہ تعالیٰ انکی اطمینان کیواسطے اس آیت کو نازل کیا اور بعضے کہتے ہین غزوہ
احد کی مصیبت مین نازل ہوئی وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ اور ابھی تمپر آئے
نہین احوال اُنکے جو تم سے آگے ہوچکے یعنی اگلے امت کے مومنون نے جو محنت سہے ہین ابھی وہ محنت تمپر نہین
آئی مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ پہنچی اُنکو تکلیف یعنی فقیری اور محتاجی وَالضَّرَّاءُ اور سختی یعنی بیماری وَ
زُلْزِلُوا اور جھڑجھڑائے گئے یعنی سختیان نہ سہکے کانپگئے حَتَّىٰ يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا
مَعَهُ مَتَىٰ نَصْرُ اللَّهِ یہان تک کہ کہنے لگا رسول اور جو اُسکے ساتھ ایمان لائے کب وے مدد اللہ کی
یعنی رسولون کو سب سے زیادہ صبر رہتا ہے جب وے صبر کا تاب نہ لاکے یون کہے تب معلوم ہوا کہ وہ سختی نہایت کو پہنچ چکی
تھی اب اللہ تعالیٰ اُنکو جواب دیتا ہے أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ سُن رکھو مدد اللہ کی قریب ہے اس آیت مین
اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کیطرف وصول نہوگا اور اُسکے پاس کی کرامتین نہ ملینگی جب تک اپنی خواہشین اور
لذتین نہ ترک کرین اور سختی اور ریاضت نہ کھینچین اسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہین جنت
ڈھانپے گئی ہے مشقتون سے اور دوزخ ڈھانپے گئی ہے شہوتون سے یعنی جو دنیا مین مشقتین سہیگا تو بہشت مین جاویگا
اور جو نفس کی شہوتین بجا لائیگا تو دوزخ مین جائیگا امام احمد اور بخاری اور ابوداؤد اور نسائی خباب بن
الارت رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ ہم بولے یا رسول اللہ کیا ہمارے لئے نصرت نہین مانگتے ہمارے لئے دعا
نہین کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمھارے آگے کے لوگون کے سر پر آرہ رکھکے کاٹتے تھے آرہ
قدمون تک پہنچتا تھا لیکن وے اپنے دین سے نہین پھرتے تھے اور لوہے کی کنگھی اُنکے گوشت اور ہاڑ کے درمیان کھینچکے
کنگھی کرتے تھے پر وے اپنے دین سے نہین پھرتے تھے واللہ اس دین کو اللہ تعالیٰ پورا کریگا صنعا سے حضرموت تک سوار
جاویگا اور نہ ڈریگا مگر اللہ کو یا بھیڑیے کو بکریون پر لیکن تم جلدی کرتے ہو يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ
تجھسے پوچھتے ہین کیا چیز خرچ کرین ابن المنذر روایت کیا ہے کہ عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہ کہے یا رسول اللہ

۹
رکوع ۱

ہم اپنے مال سے کیا خرچ کرین اور کس کو دین تو یہہ آیت نازل ہوئی قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ
تو کہہ اے محمد جو چیز خرچ کروگے مال سے تو مان باپ کو دو وَالْاَقْرَبِيْنَ اور نزدیک کے ناتے والون کو وَالْيَتٰمٰى
اور یتیمون کو وَالْمَسٰكِيْنِ اور محتاجون کو وَابْنِ السَّبِيْلِ اور راہ کے مسافر کو سوال مین کیا چیز نفقہ دینا
کرکے مذکور تھا اور جواب مین مصرف کو ذکر کیا کیونکہ اس کا ذکر ہی ضرور تھا کس واسطے کہ بیجا خرچ کیا تو شرع مین مقبول
نہین سدی وغیرہ کہتے ہین یہہ آیت زکوٰۃ کی آیت سے منسوخ ہوئی حسن کہتا ہے منسوخ نہین بلکہ محکم ہے کیونکہ اس آیت
مین مان باپ وغیرہ کو نفقہ دینا مذکور ہے وہ تطوع ہے اور کبھی فرض بھی ہوجاتا ہے جب مان باپ محتاج ہون وَمَا
تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ اور جو کروگے بھلائی سو وہ اللہ کو معلوم ہے پھر تمکو اس نیکی کا بدلا دیگا
كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ لکھی گئی تمپر لڑائی یعنی جہاد کرنا تمپر فرض ہوا ابن ابی حاتم نے سعید بن
جبیر سے روایت کیا ہے کہ مکہ مین اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مومنون کو حکم توحید اور نماز
اور زکوٰۃ کا دیا اور کافرون کی تقصیر معاف کرنیکی تاکید کیا جب مدینہ کو ہجرت کئے تو باقی احکام نازل کیا
اور جہاد کا حکم کیا اور فرمایا کتب علیکم القتال الآیۃ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جہاد فرض ہے مذہب جمہور کا یہی ہے
لیکن فرض کفایہ ہے مگر کفار یورش کرین اور مسلمانون کے بلاد پر غالب آوین تو فرض عین ہوجاتا ہے یہہ آیت
ناسخ ہے یا منسوخ اُس مین تین قول ہین ایک یہہ کہ آیت محکم ہے اور کفار سے عفو کرنے کا حکم اس آیت سے
منسوخ ہوا دوسرا یہہ کہ آیت منسوخ ہے کیونکہ یہہ آیت تمام پر جہاد فرض ہونے پر دلالت کرتی ہے لیکن وہ حکم
دوسری آیت سے منسوخ ہوا اُس کی ناسخ یہہ ہے وما کان المومنون لینفروا کافۃ تیسرا قول یہہ کہ یہہ آیت
ایک وجہ سے ناسخ اور ایک وجہ سے منسوخ ہے کفار سے معاف کرنیکے حکم کی ناسخ ہوئی اور تمام پر جہاد فرض ہونا
جو اس مین تھا وہ منسوخ ہوا ہے وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ اور وہ تمکو بری لگی ہے یہہ برا لگنا انسان کی طبیعت
کا مقتضا ہے کیونکہ اسمین مال خرچ کرنا اور عورت بچون سے مفارقت کرنا اور جان کو خطر مین ڈالنا ہے ان کامون کو
طبیعت مکروہ جانتی ہے یہہ غرض نہین کہ وے لوگ جہاد کرنیکو مکروہ جانتے وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ
هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اور شاید تمکو بری لگے ایک چیز اور وہ بہتر ہو تمکو کیونکہ وہ امر تمھاری سعادت دارین
کا سبب ہوتا ہے جیسی دوا کڑوی رہتی ہے اور طبیعت اُس سے نفرت کرتی ہے لیکن صحت حاصل ہونا کرکے

اُس کراہت کا متحمل ہوتا ہے جہاد۔ کو بھی نفس اگرچہ مکروہ جانے لیکن اُسمین ظفر اور غنیمت یا شہادت و جنت ہے
وَعَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَیْـًٔا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْؕ اور شاید تمکو خوش لگے ایک چیز اور وہ بری ہو
تمکو جنگ کا ترک کرنا اگرچہ نفس کے پاس خوش ہے لیکن وہ بری بات ہے کیونکہ جہاد کو ترک کرنا ذلت اور فقر کا
سبب ہے اور دشمن جب دیکھیگا کہ تم آرام طلب ہوے تو تمسے ملک چھین لیگا وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا
تَعْلَمُوْنَ۠ اور اللہ جانتا ہے یعنے وہ جو تمھارے لئے خوب ہے اور تم نہین جانتے یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ
الْحَرَامِ قِتَالٍ فِیْهِؕ سوال کرتے ہین تجہہ سے حرام مہینے سے اُس مین لڑائی کرنی اس آیت کے نازل ہونے کا
سبب ابن جریر وغیرہ یون روایت کیئے ہین کہ مدینہ کی ہجرت کے بعد سترا مہینو کو جمادی الآخرہ مین بدر کے
جنگ کو جانیکے دو مہینے آگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپی کے فرزند عبد اللہ بن جحش کے
ساتھ فوج دیکے روانہ کئے اور کہے اللہ کا نام لیکے روانہ ہو اور ایک خط لکھدیکے فرمائے اس کا مطلب دو منزل
پر جاکے کھول کر دیکھیو اور اُس مین جو لکھا ہے اُسپر عمل کرو اور جس کی مرضی نہو تو اُسکو ساتھ لیجانے پر جبر نکرو وے
لوگ دو منزل پر جاکے خط کھولکر دیکھے اُس کا مضمون یہہ تھا تمھارے ساتھ والون کو لیکے بطن نخلہ مین اترو اور وہان
قریش کا قافلہ آنے والا ہے اُسکی خبر ہمکو دو یہہ مضمون دیکھ کے پھر کوئی شخص جانے پر ناساز گی نہ کیا جملہ آٹھ شخص تھے
سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان کی شرکت مین ایک اونٹ تھا سو گم ہو گیا وے دونون اُسکے ڈہونڈنے
مین رہے اور عبد اللہ بن جحش اپنے ساتھ والون کو لیکے مکہ اور طایف کے درمیان بطن نخلہ مین جاکے اُترے دیکھے
قریش کا قافلہ کشمش اور ادہوڑی وغیرہ تجارت کا اسباب لیکے جاتا ہے اور اُنکے قافلہ مین عمرو بن الحضرمی اور حکم
بن کیسان اور عثمان بن عبد اللہ بن مغیرہ مخزومی اور نوفل بن عبد اللہ مخزومی تھے اُس دن رجب کا غرہ تھا
لیکن اُنکی دانست مین وہ جمادی الاخرہ کا سلخ تھا صحابہ مشورت کرنے لگے کہ اگر ہم کچھ تاخیر کرین تو قافلہ حرم مین
داخل ہو جائیگا اور ہمارے ہاتھ نہ آویگا اسکی کیا تدبیر کرین آخر سب کی راے اس بات پر آئی کہ اُنکو غارت کرنا
تب واقد بن عبد اللہ سہمی نے مشرکون پر تیر چلائے تیر جاکے عمرو بن الحضرمی کو لگا وہ مرگیا حکم بن کیسان اور
عثمان بن عبد اللہ دونون اسیر ہوے نوفل بچ کے بھاگ گیا مسلمانون نے تمام اسباب اور دونون اسیرون کو لیکے مدینہ
کو آئے قریش کو اس بات کی اطلاع ہوئی کہنے لگے حرام مہینا جس مین خاین کو امن ہوتا ہے اور لوگون کو تجارت

اور معاش کیواسطے فرصت ملتی اُس مہینے کو محمدؐ نے حلال کیا اور اُس مین خونریزی کی اور لوگونکو اسیر کیا
اور مال کو لوٹ لیا مکہ مین موسنان جو تھے اُنکو عار دلانے لگے اور یہہ لوگ جب مدینہ مین آئے تو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم اُنپر ناخوش ہوئے اور فرمائے مینے تمکو جنگ کے لئے روانہ نہین کیا تھا تم جسارت سے حرام مہینے مین
کیون جنگ کئے اور آپنے غنیمت کو اور اسیرون کو قبول نہ کئے مسلمانونے اُس سریئے والون پر ملامت
کرنے لگے کہ تم کو حکم نہ تھا سو کام کیون کئے لشکریون کو بہت ندامت ہوئی اور اُنکو یقین ہوا کہ اب آپ ہلاک
ہوچکے اور کہے یا رسول اللہ ہم ابن الحضرمی کو قتل کئے سو شام کو چاند دیکھا ہمکو علم نہین کہ وہ دن رجب مین
تھا یا جمادی الاخرہ مین مدینہ کے منافقان نے بہت طعن و تشنیع شروع کئے پھر یہہ آیت نازل ہوئی اور نبی
صلی اللہ علیہ وسلم اسیرون کو اور غنیمت کو قبول کئے اور خمس غنیمت کا نکالکے باقی لشکر والون مین تقسیم کئے
یہہ پہلی غنیمت ہی جس مین سے خمس نکالے پھر قریش اپنے اسیرون کو چھڑانے آدمی کو بھیجے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے ہمارے لشکر کے دو شخص ابھی آئے نہین اگر وے دونون آوین تو ہم تمہارے اسیرون کو
چھوڑ دینگے اگر وے نہ آوین تو اُنکو ہم قتل کرینگے جب سعد اور عتبہ دونون مدینہ کو آکے پہنچے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم دونون اسیرون کو چھوڑ دئے حکم بن کیسان اسلام لاکے مدینہ مین رہے اور بیر
معونہ مین شہید ہوئے اور عثمان مکہ کو جاکے کفر پر موا اور نوفل غزوۂ خندق مین کافرونکے ساتھ تھا گھوڑا
خندق پر سے اڑا کر آنا چاہا گھوڑا خندق مین گر کے موا اور یہہ جو اللہ تعالی نے فرمایا سوال کرتے ہین تجھ سے
سو وہ سوال کرنے والے موسنان ہین جو حرم مین اور حرام مہینون مین جنگ کرنا حلال نہین سمجھتے تھے
جب جنگ کا حکم ہوا تو سوال کئے حرام مہینے مین جنگ کرنا جایز ہی یا نہین اور بعضے کہتے ہین مشرک لوگ
طعن کی راہ سے لکھ بھیجے شہر حرام مین جنگ کرنا ہی یا نہین پھر یہہ آیت نازل ہوئی اور اس آیت مین شہر الحرام
جو مذکور ہی اسو وہ رجب کا مہینا تھا قُلْ تو کہہ ای محمد قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ لڑائی اُس مین بڑا
گناہ ہے عطا اور بعضے فقہا کہتے ہین یہہ آیت محکم ہے اور حرام مہینون مین جنگ کرنا جایز نہین مگر کافر
تقدیم کوین تو اُنکو دفع کرنے جنگ کرنا سعید بن المسیب اور سلیمان بن لیسار اور جمہور فقہا کہتے ہین یہہ
حکم منسوخ ہوا اور اُسکا ناسخ یہہ آیت ہی اُقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم اور یہہ آیت ہی واقتلوا المشرکین

کافرتہ اب اللہ تعالی دوسرا مطلب فرماتا ہی وَصَدٌّ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ اور روکنا اللہ کی راہ سے اور اُس سے منکر ہونا اور
روکنا مسجد الحرام سے اور نکال دینا اُسکے لوگون کو وہان سے بڑا گناہ ہی اللہ کے یہان یعنی ابن الحضرمی کو خطا اور
گمان سے حرام مہینے مین قتل کرنے سے بڑھ کر گناہ یہہ ہے کہ تم مومنون کو حج سے روکنا اور جو اسلام لانا چاہے اُسکو
منع کرنا اور مسجد الحرام یعنے مکہ مین مسلمانون کو نہ آنے دینا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مومنون کو
ایذا دیکے مکہ سے نکال دینا وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ اور فتنہ مار ڈالنے سے زیادہ ہی یعنے وہ ابن الحضرمی
کو جو حرام مہینے مین قتل کئے ہین اِس سے تمہارا فتنہ یعنی شرک کرنا بڑا گناہ ہے یہہ آیت جب نازل ہوئی عبداللہ
بن انیس یا عبداللہ بن جحش اُسکو لکھ کے مکہ کے مومنون کے پاس بھیجے اور کہے کفار تمکو عار دلائین تو تم اُنکو اُنکے کفر سے
اور مکہ سے لوگون کو نکالنے سے اور مومنون کو وہان جانے سے جو روکتے ہو اُس سے شرمندہ کرو وَلَا يَزَالُوْنَ
يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا اور وے تو لگے ہی رہے ہین تم سے لڑنے
کو یہان تک کہ تمکو پھیر دین تمہارے دین سے اگر مقدور پاوین یعنی کفار کا تو ارادہ یہی ہے کہ ہمیشہ تم سے لڑنا اور
مقدور ہو تو تمکو دین سے پھیر دینا اور کفر مین گرفتار کرنا اِس آیت مین خبر دیتا ہی کہ کفار کی عداوت مومنون سے
دایمی ہے اور اِن استطاعوا مین یہہ اشارہ ہے کہ اُنکو اِس کی طاقت نہین وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ
فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اور جو کوئی پھریگا تم مین
اپنے دین سے پھر مر جاویگا کفر ہی پر تو ایسون کے عمل باطل ہوے دنیا اور آخرت مین اُس صورت مین اُنکے اعمال شمار
مین نہین اور نہ اُنکو کچھ ثواب ملیگا اور روے کے ساتھ موت کی قید لگانے سے یہہ فایدہ نکلا کہ اگر وہ پھر اسلام لاوے
تو سابق کا عمل اُس کا باطل نہین شافعی کا مذہب یہی ہی اور ابو حنیفہ کے پاس مرتد ہونے سے سابق کا عمل مطلق باطل
ہو جاتا ہی اگرچہ وہ اسلام لاوے وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ اور وے دوزخ کے لوگ
ہین وے اُسمین رہ پڑے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مقرر جو لوگ ایمان لائے اِس آیت کی شان نزول کو
ابن جریر وغیرہ یون روایت کئے ہین کہ عبداللہ بن جحش کی ٹکری والے عرض کئے یا رسول اللہ کیا ہمکو اِس
غزوے کا اجر ملیگا تو اللہ تعالی نے یہہ آیت نازل کی وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا اور جنھون نے ہجرت کی یعنی اپنے

گھر بار کو ترک کیا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور لڑے اللہ کی راہ مین یعنے اللہ کا دین بلند کرنے کو لڑائی کئے اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ وے لوگ امیدوار ہین اللہ کی رحمت کے یعنی ثواب و راجر ملنے کی یہہ جو فرمایا انکو امید ہے اس مین اشارہ ہے کہ مجرد عمل موجب نجات کا نہین اور نجات کی دلیل قطعی بھی نہین وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ تجکو پوچھتے ہین شراب اور جوے سے اس آیت کی شان نزول یہہ ہے کہ عمر بن الخطاب اور معاذ بن جبل اور چند شخص انصار کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے عرض کئے یا رسول اللہ ہمکو شراب مین اور جوے مین فتوی دیجئے کیونکہ انسے عقل سلب اور مال تلف ہوتا ہے تب اللہ تعالی اس آیت کو نازل کیا مفسرین کہتے ہین کہ شراب کے مقدمہ مین تین چار آیتین نازل ہوین مکہ مین یہہ نازل ہوئی ومن ثمرات النخیل والاعناب تتخذون منه سکرا پھر مسلمان اسکو پیا کرتے تھے اور ان ایام مین اس کا پینا حلال تھا بعد عمر اور معاذ رضی اللہ عنہما کے سوال کے جواب مین یہہ آیت اتری یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیہما اثم کبیر ومنافع للناس تب گناہ کے نظر کرتے کوئی تو پینا ترک کیا اور منافع کو دیکھ کے کوئی پیتا تھا ایک روز کسی نے نماز مین سورہ غلط پڑھا تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا یا ایہا الذین آمنوا لا تقربوا الصلوة وانتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون پھر نماز کی اوقات مین اسکا پینا حرام ہوا اس پر کوئی تو اسکا مطلق پینا ترک کیا اور کوئی نماز کیوقت نہ پیکے عشا کی نماز کے بعد یا صبح کی نماز کے بعد پیا کرتا عرض ایک روز کسی کے یہان دعوت تھی وہان شراب پیکے آپس مین مارا ماری کئے تب انما الخمر والمیسر کی آیت جو سورۂ مایدہ مین ہے فہل انتم منتہون تک اور اسکا نزول غزوۂ احزاب کے بعد ہوا ہے ابن ابی حاتم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم شراب پیا کرتے تھے جب اللہ تعالی یسئلونک عن الخمر کی آیت نازل کیا تو ہم کہے اب اتنا پیوینگے جو نفع دیوے بعدہ جب سورۂ مایدہ کی آیت انما الخمر الآیہ نازل ہوئی تب کہے یا اللہ ہم اس سے باز آئے اور امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور حاکم اور نسائی عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ عمر کہے یا اللہ ہمکو شراب مین بیان شافی کہہ دے تب یسئلونک عن الخمر والمیسر الآیہ نازل ہوئی حضرت عمر کو بلا کے یہہ آیت انکو سنائے عمر کہے یا اللہ ہمکو شراب مین بیان شافی کہہ دے پھر سورۂ نسا کی آیت نازل ہوئی اس روز سے اقامت کہے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منادی پکار دیتا خبردار نشہ والا نماز نہ پڑھے اور عمر کو یہہ آیت پڑھکے سنائے

ثمن

عمر کہے یا اللہ ہمکو شراب مین بیان شافی کہہ دے پھر سورہ مائدہ کی آیت فہل انتم منتہون تک نازل ہوئی تب
عمر کہے ہم اُس سے باز آئے ابن المدینی اور ترمذی اور حاکم کہتے ہین یہہ حدیث صحیح ہے اور امام احمد ابی ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کیئے ہین کہ شراب تین بار حرام ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو آئے تو وہانکے لوگ شراب
پیا کرتے اور جوا کھیلتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکا حکم پوچھے اللہ تعالی نے یسئلونک عن الخمر والمیسر الآیہ
کو نازل کیا لوگ کہے ہم پر حرام نہین کیا ہے اور اثم کبیر فرمایا ہے تو کچھ گناہ ہوگا اور اُس کو پیا کرتے ایک روز
مہاجرین مین کا ایک شخص مغرب کی نماز کی امامت کیا اور قرات مین غلط کیا پھر اللہ تعالی نے یا ایہا الذین آمنوا
لا تقربوا الصلوۃ و انتم سکاری کی آیت نازل کیا تب شراب پیتے اور نماز کو آتے تو نشہ اتری رہتی پھر بعد یا ایہا الذین
آمنوا انما الخمر والمیسر الآیہ نازل ہوئی تو صحابہ کہے ہم اُس سے باز آئے حافظ عسقلانی کہے اس حدیث کو ابی معشر نے
ابی وہب سے اور اوسنے ابی ہریرہ سے روایت کیا ہے ابو معشر ضعیف ہے لیکن ابو داؤد طیالسی کی مسند مین ابن
عمر سے اسکو ایک شاہد ہے اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی اور حاکم نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ عبد الرحمن
بن عوف رضی اللہ عنہ ہمکو کھانیکی دعوت کئے وہان شراب موجود تھی اُسکو پیکے مست ہوئے اس مین نماز کا وقت
آن پہنچا تو مجھے امام کئے مینے یون پڑھا قل یا ایہا الکافرون لا اعبد ما تعبدون ونحن نعبد ما تعبدون تب اللہ تعالے
لا تقربوا الصلوۃ و انتم سکاری کی آیت نازل کیا ترمذی نے اس حدیث کی تحسین اور حاکم نے اوسکی تصحیح کی ہے اور
بیہقی اور نسائی اور ابن جریر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیئے ہین کہ شراب کی حرمت انصار کے دو قبیلے
والونکے لئے نازل ہوئی وے شراب پیئے جب نشہ چڑھا آپس مین لڑنے لگے نشہ اترے بعد دیکھے تو سر پر اور منہہ پر اور
ڈاڑھی مین مار کی نشانیان ہین اِس سے انکے دلون مین ناخوشی آئی پھر اللہ تعالی یا ایہا الذین امنوا انما الخمر والمیسر کی
آیت نازل کیا قفال نے کہا ہے تحریم اس طور سے نازل ہونے مین یہہ حکمت تھی کہ لوگون کو شراب پینے کی عادت تھی
اسکی تجارت مین انکو بہت منفعت تھی اگر ایک ہی بار اُس سے منع کرتے تو اُنپر بہت شاق ہوتا اس لیئے اللہ تعالے
نے بتدریج حرمت نازل کی اب خمر کی معنی بیان کرتے ہین انگور یا خرمے کا شیرہ جوش کھاکے اُسپر کف آتا ہے تو اسکو
خمر کہتے ہین خمر کی معنی ڈھانپنا سو وہ عقل کو ڈھانپنے سے اسکو خمر کہے ایسا ہی جو چیز نشہ لاوے تو امام شافعی کے
پاس اُسکو خمر کہتے ہین ابو حنیفہ کہتے ہین انگور اور خرمے کے دو شاب سے جو نشہ بنی ہو اُسی کو خمر کہتے ہین دوسری

چیز و نسے بنا دین تو اُسکو خمر نہین کہتے ہماری دلیل حدیث بخاری اور مسلم وغیرہ کی ہے کُلُّ مُسکرٍ خمرٌ یعنے
جو نشہ لاوے وہ خمر ہے میسر یسر سے مشتق ہی اسکی معنی آسانی جوری مین مال بآسانی حاصل ہوا کرتا تھا اس لئے
اُسکو میسر کہے میسر سے مراد تمام اقسام کے جوے ہین ابن سیرین اور مجاہد اور عطا کہے جس چیز مین خطر ہو تو
وہ میسر ہے یہان تک لڑکے جو اکروٹ اور مُہرے کھیلتے ہین قُلْ تو کہہ انکو ای محمد فِیۡهِمَاۤ اِثۡمٌ كَبِیۡرٌ
اِنمین بڑا گناہ ہی اس کی وجہ یہہ ہے شراب عقل کی دشمن ہی جب آدمی کی عقل مین فتور ہوا تو جو فعل بد ہی اُسکا
مرتکب ہوگا سو وہ بڑا گناہ ہی اور میسر مین گناہ کی وجہ غیر کا مال ناحق کھانا ہی شراب اور جوے کے باعث باہکدیگر
قضیہ فساد ہوا کرتا ہی ایک دوسرے کو گالیان دیتا ہی اور عداوت و ناخوشی درمیانی آجاتی ہے سو یہہ تمام
گناہ کے کام ہین وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ اور فایدے بھی ہین لوگون کو یعنے شراب کے پینے مین لذت اور فرح حاصل ہوتی ہے
اور اُسکے بیچنے مین فایدہ ملتا ہی اور میسر مین منفعت یہہ ہی کہ مال بلا مشقت ملتا ہی وَاِثۡمُهُمَاۤ اَكۡبَرُ مِنۡ نَّفۡعِهِمَا
اور انکا گناہ فایدہ سے بڑا ہے یعنے ان سے مفسدی جو پیدا ہوتے ہین انکے فایدے سے بڑے ہین ابن جریر وغیرہ ابن عباس
رضی اللہ تعالی عنہما سے اِس آیت کی معنی مین یون روایت کیا ہی انمین بڑا گناہ ہی یعنی وہ جو اُسکے پینے سے
دین مین نقصان ہوتا ہی اور فایدے ہین لوگون کو یعنی وہ جو اسکے پینے سے انکو لذت اور فرح ہوتی ہی اور گناہ
فایدے سے بڑا یعنی انکے دین مین نقصان ہونے سے جو گناہ ہوتا ہی وہ بڑا ہی لذت اور خوشی سے جو پینے مین ہے
وَيَسۡـَٔلُوۡنَكَ مَاذَا يُنۡفِقُوۡنَ اور پوچھتے ہین تجھسے کیا خرچ کرین سابق کی آیت مین سوال تھا کس چیز کو
خرچ کرنا اور اُسکا مصرف کیا ہی اب سوال کرتے ہین خرچ کرنے کی کیفیت سے یعنی کتنا دیا کرنا اِس آیت کے
نازل ہونیکا سبب ابن اسحق نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کیا ہی کہ اللہ کی راہ مین نفقہ
دیوا کرے جب حکم ہوا تو چند شخص صحابہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کئے یا رسول اللہ اپنے
مالون مین سے نفقہ دیا کرے حکم جو ہوا ہمارے مال سے کس قدر نفقہ دیا چاہیئے تب یہہ آیت نازل ہوئی اور
ابن ابی حاتم نے یحیی سے مرسل روایت کیا ہی کہا مین سنا ہون کہ معاذ بن جبل اور ثعلبہ بن غنم رضی اللہ عنہما
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہے یا رسول اللہ ہم پاس غلام اور گھر کے لوگ ہین ہمارے مال
مین سے کیا نفقہ دینا تو یہہ آیت نازل ہوئی قُلْ تو کہہ ای محمد الۡعَفۡوَ جو افزود ہو قتادہ اور عطا اور

سدی کہتے ہین عفو جو وہ حاجت سے افزود رہے اور کہتے ہین صحابہ کسب کرکے مال کچھ حاصل کرتے تو خرچ کی
موافق رکھکے جو افزود ہوا اُسکو تصدیق کرتے اکلی قول پر یہہ آیت منسوخ ہے زکوٰۃ کی آیت سے مجاہد نے کہا ہے
عفو کی معنی التصدق عن ظہر غنی یعنی صدقہ دینا اُس مال کو کہ جس کے دینے کے بعد دینے والے کی ثروت باقی رہے
اور وہ اپنی ضرورت کے وقت غیر کا محتاج ہووے ابو داود اور بزار اور ابن حبان اور حاکم جابر رضی اللہ
عنہ سے یون روایت کیئے ہین کہ ایک مرد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سونے کا انڈا جو اسکو کسی غنیمت مین ملا تھا
لایا اور بولا یہہ صدقہ ہی میرے سے لو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے تغافل کئے اُسنے مکرر بولا تب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم غصے سے بولے لا اور اُسکو لیکے ایسے زور ست پھینکے کہ اگر اُسکے سر کو لگتا تو سر پھوٹ جاتا بعد
فرمائے تم اپنا سب مال صدقہ دیکر لوگون کے پاس ہاتھ پسارتے پھرتے ہو انما الصدقۃ عن ظہر غنی والید
العلیا خیر من الید السفلی وابدا بمن تعول یعنی صدقہ دینا نہین مگر ظہر غنی سے یعنی اپنی ثروت کے ساتھ
اور اوپر کا ہاتھ بہتر ہے نیچے کے ہاتھ سے یعنی دینے والے کا ہاتھ لینے والے کے ہاتھ سے بہتر ہے اور صدقہ
دینے مین ابتدا کر اُس سے جسکی پرورش تجھ پر لازم ہو اس حدیث کو بدون اس قصہ کے بخاری اور مسلم ابی ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین اُنکے لفظ ہین خیر الصدقۃ ما کان عن ظہر غنی کرکے آیا ہی اور بعضے کہتے ہین عفو کی معنی
میانہ روی نہ اُسمین اسراف رہے نہ قصور اور بعضے کہتے ہین اس صدقہ سے مراد صدقہ مسنون ہی کَذٰلِكَ
یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ اسی طرح اللہ بیان کرتا ہی تمھارے واسطے آیتین یعنی امور جو تم سوال کیئے
تھے لَعَلَّکُمْ تَتَفَکَّرُوْنَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ شاید تم دہیان کرو دنیا مین بھی اور آخرت مین
یعنے دنیا زایل ہونے والی ہے سو دہیان کروگے تو اُسمین زہد کروگے اور آخرت آنے والی ہی سو دہیان
کروگے تو اُس کی رغبت کروگے وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْیَتٰمٰی اور پوچھتے ہین تجھسے یتیمون کا حکم اس آیت کے
نازل ہونے کی وجہ ابو داود اور نسائی اور ابن جریر اور حاکم اور بیہقی وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
یون روایت کیئے ہین کہ جب لا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ہی احسن کی آیت اور ان الذین یاکلون اموال الیتمی
ظلما الآیہ نازل ہوئی تو جس کے پاس یتیم تھا اُس نے اُس یتیم کا کھانا اپنے کھانے سے اور اُس کا پینا اپنے
پینے سے جدا کیا یتیم کھا کے کچھ باقی رہجاوے تو اُسکو رکھ چھوڑتے یا تو اُسکو پھر یتیم کھاتا یا اتر جاوے تو اُسکو

پھینکدیتے اِس سے انکو نہایت تکلیف ہو گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو پوچھنے گئے پھر اللہ تعالے
یہہ نازل کیا حاکم نے اِس حدیث کی تصحیح کی ہے قُلْ تو کہہ اے محمد اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ انکی آراستگی
کرنا بہتر ہے یعنی یتیموں کے اموال کی محافظت کرنی اور اُسپر کچھ حق محنت نہ لینا تمہارے لئے بہتر ہو یعنی اِس
مین بڑا اجر ہی وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ اور اگر انکو ملا رکھو تو وے تمہارے بھائی ہین یعنی انکا کھانا
پینا اور خرچ وغیرہ اپنے کھانے پینے مین ملا رکھو گے تو وے تمہارے بھائی ہین ایک بھائی کے مال کو اُسکا
بھائی کھائے اصلاح کی جہت سے رضامندی پائی جاوے تو جائز ہے وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ
اور اللہ جانتا ہی خراب کرنے والیکو سنوارنے والے سے یعنی جسنے یتیم کا مال اپنے مال سے مخلوط کرنے سے
خیانت اور انکا مال کھالینا ارادہ کیا ہی اور جسنے اِس مخلوط کرنے سے اصلاح کو منظور رکھا ہی سب اللہ جانتا ہی
وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ اور اگر اللہ چاہتا تمپر مشکل ڈالتا یعنی تمپر تنگی کرتا اور انکے مال مخلوط کرنیکی
اجازت ندیتا اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ اللہ زبردست ہی تدبیر والا یعنی اللہ تعالی کا حکم غالب ہے بندونکو
مشقت مین ڈالے تو مختار ہی لیکن حکم ہے حکمت کے مطابق حکم کرتا ہی بندونکو انکی طاقت سے زیادہ تکلیف نہین دیتا
وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ اور نکاح مین نہ لاؤ شرک والی عورتین جب تک ایمان نہ لاوین اِس
آیت کی شان نزول واحدی نے کلبی سے وہ ابی صالح سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت
کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مرثد بن ابی مرثد غنوی کے تئین مکہ کو روانہ کئے تا مخفی جا کے وہان کے مسلمانونکو
لاوین جب وے مکہ کو گئے تو انکے پاس ایک عورت جسکا نام عناق تھا آئی وہ عورت مشرکہ تھی جاہلیت مین
اُسکے اور مرثد کے درمیان دوستی تھی اُسنے مرثد کو اپنے ساتھ صحبت کرنیکے واسطے بلایا مرثد کہے وائے
تجھ پر میرے اور تیرے درمیان اسلام مانع ہوا بولی مجھے نکاح کر و مرثد کہے مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت
لیکے نکاح کرونگا بولی کیا تو میرے بھاگتا ہی پھر لوگون کو اطلاع کی کفار مرثد کو خوب مار کے چھوڑ دئے مرثد اپنے
کام سے فراغت پاکر مدینہ کو گئے اور عناق کے ساتھ جو معاملہ گذرا سو بیان کئے اور کہے یا رسول اللہ کیا اُسکے
ساتھ میرا نکاح کرنا جائز ہے تو یہہ آیت نازل ہوئی حافظ عسقلانی کہے یہہ آیت مرثد کے قصہ مین نازل ہوئی
کرکے جو روایت کئے ہین صحیح نہین بلکہ مرثد کے مقدمہ مین یہہ آیت نازل ہوئی اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً

والزانیۃ لاینکحہا الازان اومشرک الآیہ چنانچہ ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اسکو عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کئے ہین اور امام احمد اور اسحق اور بزار بھی ویسی ہی روایت کئے ہین یہہ آیت دلالت کرتی ہی کہ مشرک عورت کو مسلمان کا نکاح کرنا جایز نہین بت پرست ہو یا آتش پرست یا یہودی یا نصرانی لیکن اس آیت کے عموم سے اللہ تعالی نے اہل کتاب یعنی یہود و نصارا کی نجیب عورتین نکاح کرنیکو استثنا کیا اور والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم کی آیت سے انکو نکاح کرنا مباح کیا اور بعضے کہتے ہین عرب کے مشرک عورتون کے باب مین جو بت پرست تھین یہہ آیت نازل ہوئی اس قول پر اہل کتاب کے بی بیون کو اس آیت کے حکم سے استثنا کرنیکی حاجت نہین اس اختلاف کا منشا یہہ ہی کہ مشرک کے لفظ مین اہل کتاب داخل ہوتے ہین یا نہین اکثر علما کہتے ہین مشرک کے لفظ مین یہود و نصارا اور مجوس اور بت پرست سب داخل ہین یہود مشرک ہین کیونکہ عزیز کو ابن اللہ کہتے ہین اور نصاری بھی مشرک کیونکہ مسیح کو ابن اللہ کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین مشرک وہی ہی جو بت پرست ہو وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ اور البتہ باندی مسلمان بہتر ہی کسی شرک والی سے اگرچہ وہ تمکو خوش آوے یعنی کوئی بی بی مشرک ہو اور مال و جمال کے لئے تمہارا جی خواہش کرتے پر مسلمان باندی اس سے بہتر ہی اس آیت کے نازل ہونیکا سبب واحدی اور ابن عساکر سدی کی طریق سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کیا ہی کہ عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک کالی باندی تھی ایک روز اسپر غصہ ہوکے ایک طمانچہ مارے پھر گھبرا کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اُس باندیکا قصہ بیان کئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے وہ باندی کیسی ہی عبد اللہ بن رواحہ کہے روزہ رکھتی ہی نماز پڑھتی ہی وضو اچھی طرح کرتی ہی اور اللہ ایک ہی اور آپ اُسکے رسول ہین کرکے گواہی دیتی ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وہ باندی مومنہ ہے عبد اللہ کہے ہین اُسکو آزاد کرکے اپنے نکاح مین لاتا ہون غرض جب اُسکو نکاح کئے تو لوگ اُنپر طعن کرنے لگے اور ایک بی بی مشرکہ کو نکاح کر دینے کا پیام کئے تب یہہ آیت نازل ہوئی مقاتل بن حیان کہتا ہی کہ یہہ آیت حذیفہ بن الیمان کی باندی خنسا کی شان مین اُتری حذیفہ کہے خنسا اگرچہ تو کالی بدصورت ہی پر تیرا ذکر ملأ اعلی مین ہوا ہی پھر اُسکو آزاد کرکے آپ نکاح کئے وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا اور نکاح نہ کرو

شرک والون کو جب تک ایمان نہ لاوین یہہ خطاب ہے عورت کے والیون کو مسلمان عورت کو کافر سے نکاح
نہ کر دیو ہے کسی قسم کا کافر ہو خواہ اہل کتاب یا اُنکا غیر اور اجماع امت کا ہو چکا ہے کہ مسلمان عورت کا فر کو
نکاح کرنا حرام ہے وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ اور البتہ غلام مسلمان بہتر
ہے کسی شرک والے سے اگرچہ تمکو خوش آوے یعنی مال جمال کے دیکھنے بعضے مفسرون نے کہا ہے باندی
اور غلام سے اِس جگہ عورت اور مرد مراد ہین خواہ حُرّ ہون یا رقیق کیونکہ سب لوگ اللہ کے باندی غلام ہین
أُولَٰئِكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ وے لوگ یعنی شرک والے بلاتے ہین دوزخ کی طرف یعنی کفر
کی طرف جو دوزخ مین لیجاتا ہے اِس حالت مین اُنکے ساتھ دوستی کرنا اور قرابت لگانا مومن کے لایق نہین
وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ اور اللہ بلاتا ہے جنت کی طرف اور بخشش کی طرف
اپنے حکم سے وَيُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ؏ اور بتاتا ہے اللہ اپنے حکم لوگون کو
شاید وے پند لیوین وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ سوال کرتے ہین تجھ سے حکم حیض کا اِس آیت کی
شان نزول کو امام احمد اور عبد بن حمید اور دارمی اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ
ابن حبان اور بیہقی اپنی سنن مین انس رضی اللہ عنہ سے یون روایت کئے ہین کہ یہود اپنی عورت کو جب حیض آتا
تو گھر کے باہر کرتے اور اُسکے ساتھ ملکے نہین کھاتے اور نہین پیتے اور وہ جس گھر مین ہو اُس جگہ نہین رہتے مسلمانون
نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اِسکا حکم پوچھا تب یہہ آیت نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
اُنکے ساتھ گھرون مین رہا کرو اور اُنکے ساتھ سب کام کرو سوائے وطی کے یہہ خبر یہود کو پہنچی وے کہے یہہ شخص
ہمارے دین کی جس بات کو دیکھتا ہے اُس مین ہماری مخالفت کرتا ہے یہہ سنکے اسید بن حضیر اور عباد بن بشیر
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہے یا رسول اللہ یہود تو ایسا کہتے ہین کیا ہم اپنی عورتون کے
ساتھ حیض مین ملاپ نہ کرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب یہہ بات سنے آپکا چہرہ متغیر ہوا اور ہم
سمجھے کہ اُنپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناخوش ہوئے ہے پھر وے دونون نکلے اور اُنکے روبرو سے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس کوئی دودھ ہدیہ بھیجا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکے پیچھے وہ دودھ بھیجے اور اُنکو بلوائے
پھر ہم سمجھے کہ آپ اُنپر ناخوش نہین ہوئے ہین اور ابن جریر سدی سے اور ابن ابی حاتم مقاتل بن حبان سے روایت کئے ہین

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت بن الدحداح رضی اللہ عنہ نے یہہ حکم پوچھا اور ابن جریر نے قتادہ سے
روایت کیا ہے کہ اہل جاہلیت بھی حیض کی حالت مین عورت کو گھر سے باہر کرتے تھے اور اُنکے ساتھ ملکے
ایک باسن مین کھانا نہین کھاتے تھے پھر اللہ تعالی نے عورت کے حایض رہنے تک جماع حرام کیا اور اُسکے سوائے
باقی سب حلال کیا قُلْ هُوَ اَذًى تو کہہ وہ حیض گندگی ہے فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ سو تم پرے رہو
عورتون سے حیض کیوقت اللہ تعالی نے مومنون کیلئے یہہ حکم فرمایا اعتدال کے ساتھ یعنی نہ یہود کے مانند عورتون
کو گھر کے باہر کرنا نہ نصاری کی مانند حیض مین وطی کرنا وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ اور نزدیک نہو
اُنسے جب تک پاک نہووین یعنی حیض سے پاک ہوئے تک اُنسے وطی نہ کرنا فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ
حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ پھر جب ستھرائی کرلین تو جاؤ اُن پاس جہان سے حکم دیا تمکو اللہ نے یعنے جس جگہہ کی اجتناب
کا حکم دیا تھا اُس جگہہ جاؤ یعنے قبل مین اور اُس جگہہ سے عدول کرکے دوسری طرف نہ جاو ابن جریر نے
ابن عباس سے یہی تفسیر روایت کی ہے اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ تطہرن کی معنی پانی سے
غسل کرنا ہے یعنے غسل شرعی مذہب شافعی اور جمہور کا یہی ہے کہ حایض غسل کئے تک اس سے وطی کرنا جایز نہین
مگر ابو حنیفہ کہتے ہین حیض کے اکثر ایام کے بعد جو انکے پاس دس روز ہین خون منقطع ہو تو بلا غسل وطی جایز ہے طاوس
اور مجاہد کہتے ہین تطہرن سے مراد وضو کرنا ہے اوزاعی نے کہا ہے تطہرن سے مراد مخصوص فرج دھونا اِنَّ
اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ تحقیق اللہ کو خوش آتے ہین توبہ کرنے والے اور خوش
آتے ہین ستھرائی والے یعنی توبہ کرنیوالے گناہون سے اور ستھرائی کرنیوالے حدث اور نجاستون سے حیض کے وقت
جماع حرام ہونے پر سب امت کا اتفاق ہے اور اُسکو حلال جاننے والا کافر ہے اور حیض مین جماع کرے تو اُسپر کچھہ کفارہ
نہین فقط توبہ استغفار کرنا یہی مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے اور امام شافعی کا بھی قول جدید یہی ہے اور بعضون کے
پاس کفارہ واجب ہے وہ مذہب امام احمد بن حنبل کا ہے اور امام شافعی کا قول قدیم بھی وہی ہے انکی دلیل حدیث
ابن عباس کی ہے جسے امام احمد اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور حاکم اور بیہقی روایت
کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو کوئی اپنی عورت سے جماع کرے اور وہ حایض رہے تو ایک دینار
یا آدہا دینار صدقہ دیوے حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے اور ابو داود اور حاکم ابن عباس سے روایت

و
نصف

کئے ہین کہ خون کیوقت اُسکے پاس جاوے تو ایک دینار دیوے اور خون منقطع ہوے بعد جاوے تو آدہا دینار دیوے
پہلے مذہب والے کہتے ہین کہ یہہ حکم استحباب کا ہے وجوب کا نہین نِسَاۤؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ عورتین تمھاری کھیتی
ہین فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ سو جاؤ اپنی کھیتی مین جہان سے چاہو اِس آیت کے نازل ہونیکا سبب بخاری
اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ جابر رضی اللہ عنہ سے یون روایت کئے ہین
کہ یہود کہا کرتے تھے کہ مرد اپنی عورت کے پاس پشت کی طرف اسکی قبل مین وطی کرے اور وہ حاملہ ہووے تو
بچہ احول یعنی ڈھیرا ہوتا ہے اس پر اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم
مسلم کی ایک روایت مین زیادہ کیا ہے خواہ اوندھی ڈالے خواہ اوندھی نہ ڈالے مگر اتنا ہے کہ ایک ہی
سوراخ مین ہووے یعنی قبل مین اور امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن حبان وغیرہ ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے روایت کئے ہین کہ عمر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہے یا رسول اللہ مین
ہلاک ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمکو کیا چیز ہلاک کی عمر کہے آجکی شب میری سواری کو پھیرا یعنی
پیٹ کے پیچھے سے اُسکی قبل مین وطی کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکو کچھ نہ کہے اُسپر یہہ آیت نازل ہوئی
نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم کہے روبرو سے آؤ یا پیچھے سے پر دبر مین اور حیض کی حالت سے احتراز کرو
ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث حسن ہے اور دارمی اور ابو داود اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی اپنی سنن مین
مجاہد کی طریق سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ انصار اول بت پرست یہود کے ساتھ ملے
رہتے تھے وے اہل کتاب تھے اسلئے انصار سمجھتے تھے علم کے ویکھتے یہود کو ہمپر فضیلت ہے اور اکثر کامونمین
انکی متابعت کیا کرتے سو اہل کتاب عورت کے پاس نہین جاتے مگر ایک حرف پر یعنی ایک ہی جانب سے اور
اُس مین عورت کو بہت ستر رہتا قریش عورتون کو اوندھے لیٹا کے وطی کرتے اور اوندھے سیدھے ڈالکر
لذت حاصل کرتے جب مہاجرین مدینہ کو آئے ایک شخص نے انصار کی ایک عورت کو نکاح کیا اور چاہا اپنی
عادت کے موافق اُس سے وطی کرے وہ عورت اُسپر انکار کی اور بولی ہم ایک ہی حرف پر کرتے تھے تو بھی اگر
ویسا ہی کرتا ہے تو کر نہین تو میرے پاس مت آ اس پر اُن دونون مین تکرار رہی صورت مناقشہ کی
ٹھہری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا سو کہا انکو سیدھی کرکے وطی کرو

یا اوندھے کرکے دبر کی جانب سے قبل مین مگر وطی فرج مین ہی ہونا انّی شئتم سے مراد یہی ہے وطی جو کرتے ہین کھڑے ہوکے یا بیٹھکے یا لیٹکے سامنے سے یا پیچھے سے لیکن عورت کی قبل مین ہونا اس جگہ عورت کی قبل مین قبل کو زمین سے تشبیہ دیا اور نطفے کو دانے سے جو بوتے ہین اور بچہ کو گیاہ سے سو اس سے اشارہ نکلا کہ عورت کی دبر مین وطی کرنا حرام ہے کیونکہ زراعت کی جگہ وہی قبل ہے نہ دبر جمہور علما کا یہی مذہب ہے جابر اور ابن عباس کی حدیث جو سابق مین آئی اسپر دلیل ہے اور بہت سی حدیثین دبر مین وطی کرنیکی حرمت مین وارد ہین امام احمد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی حق بات کرنے سے شرماتا نہین تم عورتون کی دبر مین وطی نہ کرو ابن حبان اس حدیث کی تصحیح کیا ہے ترمذی اور نسائی اور ابن حبان ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ نظر نہین کرتا اسکو جو عورت کی دبر مین وطی کرے ترمذی اس حدیث کی تحسین کیا ہے اور ابن حبان اسکی تصحیح کیا ہے اور امام احمد اور ابو داود اور نسائی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو کوئی اپنی عورت کی دبر مین وطی کرے تو وہ ملعون ہے اس باب مین قریب بیس حدیث کے آئے ہین اکثر ضعیف ہین لیکن سب کو دیکھنے سے ایک دوسرے سے قوت ہوتی ہے اور بعضے اس آیت کو عزل پر حمل کرتے ہین اور انّی شئتم کی معنی کیف شئتم لیتے ہین یعنے جون چاہو یعنی خواہ عزل کرو یا نہ کرو یہہ تفسیر ابن عباس اور ابن عمر اور سعید بن المسیب سے مروی ہے عزل اسکو کہتے ہین وطی کرنا جب انزال کا وقت قریب پہنچا تو نکال کے خارج فرج انزال کرنا اسکے جواز عدم جواز مین اختلاف ہے مذہب شافعی کا یہہ ہے کہ عزل کرنا مکروہ ہے کراہت تنزیہی خواہ موطوءہ بی بی رہے یا باندی اجازت دیوے یا نہ دیوے لیکن بی بی عزل کا حکم نہ دے تو عزل کرنا حرام ہے یا نہین اس مین دو قول ہین اصح یہہ ہے کہ حرام نہین اور بعضے کہتے ہین انّی شئتم کی معنی اذا شئتم ہے یعنی جسوقت چاہو گے وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ اور آگے کی تدبیر کرو اپنے واسطے یعنے اپنے لئے نیک اعمال آگے کرو جیسے جماع کے وقت بسم اللہ کہنا اور یہہ دعا مانگنا اللهم جنبنا الشيطان وجنب الشيطان ما رزقتنا صحاح ستہ والے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اپنی عورت کے پاس جاتے وقت یہہ دعا پڑھے اور اسوقت

انکی تقدیر سے بچہ ٹھہرے تو اُسکو شیطان کبھی ضرر نہین دیتا اور بعضے کہے اس سے مراد طلب اولاد ہے
وَاتَّقُوا اللّٰہَ اور ڈرتے رہو اللہ سے اُسکے حکم کا خلاف نکرو وَاعْلَمُوْا اَنَّکُمْ مُلٰقُوْہُ اور
جان رکھو کہ تمکو اُس سے ملنا ہی یعنے آخرت مین اُسکے طرف جانا ہی پھر تمھارے کامون کی جزا دیگا وَبَشِّرِ
الْمُؤْمِنِیْنَ اور خوشخبری سنا ایمان والونکو یعنی آخرت مین نعمتین جو انکو عنایت ہونگی وَلَا تَجْعَلُوا
اللّٰہَ عُرْضَۃً لِّاَیْمَانِکُمْ اور نہ ٹھہراؤ اللہ کو بہت کھنڈا اپنی قسمون اِس آیت کے نازل ہونے کا
سبب یہہ ہے کہ عبد اللہ بن رواحہ کے اور اُن کے بہونی بشیر بن النعمان کے درمیان مناقشہ
ہوا عبد اللہ بن رواحہ قسم کھائے کہ مین اُن کے گھر نہ جاونگا اور اُن سے بات نہ کرونگا اور
اُن کے اور اُن کے دشمن کے درمیان صلح نکرونگا بعد اُسکے صلح کا پیام کوئی کیا تو کہتے ہین
قسم کر چکا ہون اُسکے خلاف کرنا مجھے روا نہین تب یہہ آیت نازل ہوئی اور ابن جریج کہے کہ یہہ آیت ابوبکر کے
حق مین نازل ہوئی جب کہ انھون نے بی بی عایشہ کے بہتان مین مسطح بن اثاثہ کو نفقہ نہ دیونگا کرکے قسم کھائی
اُس پر یہہ آیت نازل ہوئی لیکن بخاری وغیرہ کی روایت مین آیا ہی کہ ابوبکر کے قصہ مین سورہ نور کی آیت
ولا یاتل اولی الفضل منکم الآیہ نازل ہوئی عُرْضَۃ کی اصل معنی شدت اور قوت ہی پھر عرف
مین جب ایک چیز کوئی کام کے لایق ہو تو وہ چیز اس کام کا عُرضہ ہو کہتے ہین یہان تک عورت نکاح کردینے
کی لایق ہو تو کہتے ہین کہ وہ نکاح کی عرضہ ہوئی اور ایک چیز ایک کام کرنے سے آڑ ہو تو اُسکو بھی عرضہ
کہتے ہین اس جگہہ وہی معنی مراد ہین اُس کا ترجمہ بہانہ دستاویز بہت کھنڈا کیا کرتے ہین اِس آیت کا مطلب یہہ
ہے کہ تم اللہ پر قسم کہانا نیکی سے تمکو مانع ہونیکا سبب نہ ٹھہراو کوئی تمکو صلہ رحم اور نیکی کرو کرکے کہے تو مین
وہ کام نکرنے پر اللہ کی قسم کھایا ہون کرکے بہانہ نہ کرو بلکہ کفارہ دیکے قسم توڑ دو اَنْ تَبَرُّوْا وَ
تَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَیْنَ النَّاسِ کہ سلوک کرو اور پرہیزگاری اور صلح درمیان لوگون کے اِس کلام
کی تقدیر مین اختلاف ہی بعضے یون تقدیر کرتے ہین مخافۃ ان لا تبروا یعنے اللہ کو بہت کھنڈا
اپنی قسمونکا نہ ٹھہراو اس اندیشہ سے کہ سلوک نہ کرین اس تقدیر پر جملہ ان تبروا کا محل نصب مین ہی اور
بعضے تقدیر یون کرتے ہین ان تبروا خیر لکم یعنے سلوک کرنا تمھارے لئے بہتر ہے اس تقدیر پر وہ جملہ محل

رفع مین ہے ابتدا کی جہت سے اور خبر محذوف ہے وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ اور اللہ سنتا ہے یعنی تمھاری باتین
جانتا یعنی تمھارے احوال لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ نہین پکڑتا تمکو اللہ تمھاری
ناکاری قسمون پر نہین پکڑتا یعنی اس قسم پر تمکو قیامت مین عذاب نہین اور دنیا مین اُس کا کفارہ نہین
لغو بے فایدہ بات کو کہتے ہین کہ جسکو شمار نہین اور قسم کی لغو وہ ہے جو عرب کے محاورہ مین بیخواسته نکل آتی ہے
جیسے کہتے ہین لا واللہ بلی واللہ یعنی یون نہین واللہ ہو واللہ بخاری وغیرہ بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت کئے ہین کہ آدمی جو ہر بات مین لا واللہ بلی واللہ کہتا ہے اُسکے حق مین یہہ آیت نازل ہوئی امام شافعی
کا بھی یہی قول ہے اور بعضے کہتے ہین لغو یمین وہ ہے جو ایک چیز کو اپنی دھیان مین سچ ہی سمجھکے قسم کھایا بعد معلوم
ہوا کہ وہ سچ نتھی ابو حنیفہ کا یہی قول ہے اور اُس مین اُنکے پاس نہ گناہ ہے نہ کفارہ اور زید بن اسلم سے مروی ہے
کہ لغو یمین اپنے کو آپ بد دعا کرنا ہے جیسے کہنا واللہ اگر مین یون نہ کرون تو میرے ہاتھ ٹوٹین وَلٰكِنْ
يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ لیکن پکڑتا ہے تمکو اُس کام پر جو کرتے ہین تمھارے دل یعنی تم جو قسم قصد
و ارادے سے کھاتے ہو اُسکو توڑین تو اللہ تعالی مواخذہ کرتا ہے قسم تین طور کی ہے ایک لغو اُس مین کفارہ اور
گناہ نہین دوسری یہہ کہ آیندہ کوئی چیز کرونگا یا نکرونگا کرکے قسم کھاوے پھر اُسکا خلاف کرے تو اُس مین کفارہ
ہے کفارے کا بیان سورہ مایدہ مین مذکور ہوگا تیسری زمان گذشتہ مین جو چیز صادر ہوئی ہے یا نہین جانکے
اُسکے خلاف پر قسم کھاوے جیسا کسیکا مال قرض لیکے نہ لیا کرکے قسم کھاوے اور اُسکے مانند اسکو یمین غموس کہتے ہین
قسم کھانے والے کو گناہ مین غمس کرتا ہے یعنے ڈبو دیتا ہے اس قسم مین بڑا گناہ ہے اسکے ساتھ کفارہ بھی اُس مین [امام]
شافعی کے پاس دیا جاتا ہے ابو حنیفہ کہتے ہین اُس مین کفارہ نہین وَاللّٰهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ اور اللہ بخشتا ہے تحمل والا یعنی اُسکے
لغو یمین بخشتا ہے اسپر مواخذہ نہین کرتا تحمل والا ہے گناہ گارون کو گناہ پر جلد عذاب نہین دیتا لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِنْ
نِسَائِهِمْ جو لوگ قسم کھا رہے ہین اپنی عورتون سے یعنے اُنسے وطی نکرنیکی ابن عباس کہتے ہین جاہلیت کے
لوگون کی عادت تھی کہ مرد عورت پر ناخوش ہوکے قسم کھاتا کہ ایک سال یا دو سال تک تیرے سے بات نہ کرونگا
ایسی قسم کھانیکو ایلا کہتے ہین پھر اُسکے پاس نہین جاتا نہ وہ عورت رانڈ ہے نہ مرد والی جب اسلام آیا تو اللہ تعالی
یہہ آیت نازل کیا اور چار مہینون تک ایلا جایز رکھا تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ اُنکو فرصت ہے چار مہینے کی یعنی

ایلا کرنیوالے کو اتنی مدت تک اپنی ایلا پر قایم رہنا پہنچتا ہے اُس مدت مین عورت سے رجوع کریا اُسکو طلاق دے
کرکے امر نہ کرینگے فَاِنْ فَاۗءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ پھر اگر ملگئے تو یعنی وطی نہ کرنا کرکے جو قسم کئے تھے
اُس قسم کو چار مہینوں کے اندر یا اسکے تمام ہوئے بعد توڑ دیا تو اللہ بخشنے والا ہی مہربان وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ
فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اور اگر مصمم کرینگے طلاق تو اللہ سنتا ہی جانتا یعنے چار مہینے کے بعد شوہر کو
ان دو امر سے ایک امر اختیار کئے بن گزیر نہین یا تو اُس عورت سے ملجاوے یا طلاق دیوے اگر عورت نے
خواہش کی اور شوہر نے دونون امر سے ابا کیا تو حاکم اسکی طرف سے ایک طلاق دیڈالنا زوج یا حاکم طلاق ندے تک
اُس پر طلاق نہین ہوتا ہی قول مالک اور شافعی اور احمد اور اسحق کا ہی سفیان ثوری اور ابو حنیفہ کہتے ہین
چار مہینے ہوتے ہی اُس عورت پر ایک طلاق باین واقع ہوتا ہی وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ
ثَلٰثَةَ قُرُوْۗءٍ اور طلاق والی عورتین انتظار کر وادین اپنے تئین تین قرو تک یعنی طلاق کے وقت سے
تین قرو ہونے تک کسی کو نکاح نکرین قرو جمع قر کی ہی قاف کی فتح سے یا ضم سے لغت مین اُس طہر کو کہتے ہین
جو فاصلہ ہوتا ہی دو حیض کی درمیان اور حیض کو بھی کہتے ہین اس آیت مین قرو سے کیا مراد ہے اُس مین اختلاف
ہی مالک اور شافعی کہتے ہین اس جگہ قرو سے طہر یعنی پاکی مراد ہے اور ابو حنیفہ اور امام احمد کہتے ہین حیض مراد ہے
اور اس آیت کے عموم سے عورت غیر مدخولہ نکل گئی کہ اُس پر عدت نہین اور آیسہ اور صغیرہ بھی نکلین کہ انکی عدت تین مہینے
ہین اور حاملہ بھی نکلی کہ اُسکی عدت وضع حمل ہے انکے مخصص قرآن مین مذکور ہین اور باندی بھی نکلی کہ اسکی
عدت دو قرو ہین اُسکا مخصص حدیث ہی وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ
اَرْحَامِهِنَّ اور انکو حلال نہین کہ چھپا رکھین جو پیدا کیا اللہ نے انکے پیٹ مین ابن عباس کہتے ہین اُس سے مراد بچہ ہے
اور بعضے کہتے ہین کہ مراد حیض ہی آدہ ابن جریر نے ابن عمر سے روایت کیا ہی کہ اس سے حمل اور حیض دونون مراد
ہین یعنی عورت کا اپنے تئین حمل ہے یا حیض ہی سو چھپانا حلال نہین ابن جریر نے قتادہ سے روایت کیا ہی کہ جاہلیت
مین دستور تھا عورت کو حمل ہو تو حمل کو چھپاتی بعدہ دوسرے کو نکاح کرکے وہ بچہ اُسکا ہی کرکے اظہار کرتی سو اللہ
تعالی اُسکو منع کرنے کے لئے یہہ آیت نازل کیا اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اگر ایمان رکھتی ہین
اللہ پر اور پچھلے دن پر چھپانا انکی حرام اور خبر دینا جو واجب تھا اُسکی تاکید کیواسطے یہہ وعید شدید فرمائی

یعنی مومن کو چھپانا لایق نہین کیونکہ چھپانا کمال ایمان کا منافی ہی اِس شرط سے یہہ مراد نہین کہ مومن نہو تو اُسکو
چھپانا حلال ہو وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَٰلِكَ اور اُنکے شوہر اونکے پھیر لینے کے سزاوار ہین اُس
عدت کے ایام مین یعنے عدت کے ایام تمام ہونیکے آگے شوہر کا پھر اُس عورت سے رجعت کرنا اولی ہے کیونکہ عدت کے
ایام جب تمام ہون تو اُسکا حق باطل ہوا اِس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابن المنذر نے مقاتل بن حیان سے یون
روایت کیا ہی کہ یہہ آیت غفار کے ایک شخص کے حق مین نازل ہوئی جو عورت کو طلاق دیا اور اُسکو حمل تھا
شوہر کو اطلاع نتھی اُس سے رجعت کرکے اپنی گھر مین رکھا بعد اُسکو بچہ تولد ہوکے مرگئی اور بچہ بھی مرگیا پھر
چند روز کے بعد اِس آیت کے بعد کی آیت نازل ہوئی إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا اگر ارادہ رکھتے ہین
اصلاح کا یعنی اُس رجعت سے شوہر کا ارادہ اسکی درستی اور نیک چلن سے اُسکی ساتھ گذران کرنا منظور ہو تو
رجعت اولی ہے جاہلیت والون کی عادت تھی عورت کو طلاق دیتے بعد دل مین پھر کچھ شرارت آجاوے
تو عورت کو ضرر پہونچانا کرکے اُس سے رجعت کرتے اللہ نے مومنون کو اُس ضرر سے منع کیا اور وہ اصلاح
رجعت جایز ہونے کی شرط نہین وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ اور عورتون کے لئے مردون پر
حق ہے جیسا اُن عورتون پر حق ہے مردون کے لئے موافق دستور کے یعنی شرع مین جو دستور ہی نیک چلن سے
رہنا اور ضرر نہ پہنچانا ابن جریر نے اس آیت کی تفسیر مین ضحاک سے روایت کیا ہی کہ جب کوئی عورت نے اللہ کی
اطاعت کی اور اپنے شوہر کی بات مانی تو اُس کے شوہر اُسکے ساتھ سلوک سے رہنا اور اُسکو کچھ ایذا نہ دینا
اور اپنی مقدور کے موافق اُسکو خرچ دینا چاہیے مسلم نے حجۃ الوداع کی بڑی حدیث مین جابر رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبے مین فرمائے عورتون کے مقدمہ مین اللہ سے ڈرو کیونکہ
تم اُنکو اللہ کے امان سے لئے ہو اور اللہ کے کلمے سے اُنکی فرج تم پر حلال ہوی تمہارا حق اُن پر یہہ ہی کہ تم جس
شخص سے خوش نہین اُسکے تئین تمہارا بچھونا کھندلنے نہ دیوین پھر اگر بچھونا کھندلنے دین تو تم اُنکو مارو تا نا
جو سخت نہو اور تم پر اُنکا کھانا اور لباس دستور کے موافق دینا لازم ہے اِس حدیث مین اللہ کا کلمہ کرکے
جو آیا اُس سے مراد فانکحوا ما طاب لکم من النساء ہے کہ اِس آیت سے عورتون کا نکاح حلال ہوا اور بچھونا
کھندلنے نہ دینے سے مراد یہہ ہے کہ اجنبی مردون کی ساتھ خلوت نہ کرین اُس سے زنا مراد نہین کیونکہ زنا کرنے مین

عورت پر حد لازم آویگا اور مرد جس کو دوست رکھے یا نہ رکھے سب کے ساتھہ زنا حرام ہے یہہ قول مازری کا ہے
قاضی عیاض بولا عربون کی پاس بات کرنا عورتون کا اجنبی مردون کے ساتھہ معیوب نتھا اِس سے اُنکو بدگمانی بھی
نتھی آیت حجاب کی جب نازل ہوئی تو اس سے ممانعت ہوئی اور امام نووی کہتے ہین اُسکی معنی یون کہین
تو خوب ہے یعنے مرد جنکو اپنے گھر مین آنا ناخوش جانتا ہی اور اُسکے آنے سے خفا ہوتا ہی تو عورت اُسکو اندر
آنیکا اذن نہ دیوے پھر وہ آنے والا اجنبی ہو یا اُس عورت کا محرم فقہا کے پاس اِس مسئلہ کا یہہ حکم ہی کہ کسی مرد کو
یا کسی عورت کو خواہ محرم ہو یا نہ ہو عورت اپنے مرد کے گھر مین آنے دینا حلال نہین مگر مرد جس کے آنیسے ناخوش
نہین ہوتا کرکے اِس عورت کو علم ہو یا ظن غالب ہو تو اُسکو اذن دینا حلال ہی کیونکہ اصل تو یہہ بات ہی غیر کے
گھر مین جانا حرام ہے جبتک کہ اُس گھر کا مالک اذن نہ دیوے یا مالک جسکو اذن دینے کا حکم کیا ہی وہ اجازت نہ دیوے
یا مالک کا اُسکے آنے پر راضی ہونا معلوم نہ ہووے مالک راضی ہوتا ہی یا نہین کرکے جب شک آجاوے تو اُس کے
گھر مین جانا یا کوئی اسکو اجازت دینا دونون بات حرام ہین انتھی اور ترمذی اور ابن حبان اور بیہقی شعب الایمان
مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مومنون مین کامل ایمان والا
وہ ہے جو اُن مین خوش اخلاق زیادہ ہو اور پسندیدہ اور بہتر شخص تمہارے مین وہ ہی جو اپنی عورتون کے ساتھ
اچھے طور سے چلے ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث حسن صحیح ہے اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ عمرو بن الاحوص سے
روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سنو تمہارا حق تمہاری عورتون پر ہے اور تمہاری عورتون کا
حق تم پر ہے تمہارا حق عورتون پر یہہ ہے جس سے تم ناخوش ہو اُسکو تمہارا بچھونا کھندلنے نہ دیوین اور جس سے تم ناخوش
ہو اُسکو تمہارے گھر نہ آنے دیوین سنو انکا حق تم پر یہہ ہے کہ اُنکو لباس اور کھانا اچھی طور سے دینا ترمذی اِس
حدیث کی تصحیح کیا ہی اور امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور حاکم اور بیہقی
معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا عورت کا حق مرد پر
کیا ہے تو فرمائے جب وہ کھانا مانگے تو اُسکو کھانا دیوے اور جب کپڑے مانگے تو اُسکو کپڑے دیوے اور اُسکے
منہہ پر نہ مارے اور اُسکو بد نہ بولے اور جدائی نکرے مگر گھر ہی کے اندر حاکم اس حدیث کی تصحیح کیا ہے
اور عبد الرزاق اور ابو یعلی انس رضی اللہ عنہ سے اور ابن عدی طلق رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جب تم مین سے کوئی اپنی عورت کے ساتھ مجامعت کرے تو جلدی نہ کرے یہانتک
تک کہ عورت اپنی حاجت روا کرلے جیسا تم اپنی حاجت روا ہونا دوست رکھتے ہو غرض اس سے یہہ ہی کہ عورت
کو انزال ہوئے تک مرد اس سے کنارہ نہ کرے اور ابن جریر وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے
مین اپنی عورت کے لئے اپنے تئین سوارنا دوست رکھتا ہون جیسا وہ میرے لئے بناو کرتی ہی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی
ولہن مثل الذی علیہن بالمعروف اور میرا حق اس پر جو ہو اسکو پورا لینا نہین چاہتا ہون کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے
وللرجال علیہن درجۃ اور اللہ تعالی اس جگہہ مماثلت جو فرمایا اس سے مراد یہہ ہی کہ عورتون کے حقوق
مردون پر جیسے ہین ویسا ہی وجوب اور مطالبہ مین مردون کے حقوق عورتون پر ہین مماثلت جنس مین نہین کیونکہ
احد زوجین پر جو حق واجب ہے اسی جنس کا حق دوسرے پر واجب نہین اگر مرد کے کپڑے دھو کر دیوے یا اسکے لئے
کھانا تیار کر دیوے تو اسکے کپڑے دہونا اور کھانا پکانا مرد کو لازم نہین لیکن مردون کے لایق جو کام ہے وہی کرے
وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ اور مردون کو انپر یعنی عورتون پر فضیلت ہے اسکا بیان یہہ ہے مرد کو جو
لذت حاصل ہوتی ہے عورت کو بھی وہ لذت ہی لیکن مرد کی فضیلت اور مرتبہ یہہ ہے کہ عورت پر حاکم ہوکے
رہتا ہی اور انکے کھانے کپڑے کا خرچ چلاتا ہی اور یہہ ہی کہ عورت کو مہر دیتا ہے اور اسکی ناموس پر محافظ رہتا ہے
اور شر کو اس سے دفع کرتا ہی بعضے کہتے ہین مردون کو عورتون پر چند چیز سے فضیلت ہے عقل مین اور گواہی مین
اور میراث مین اور دیت مین اور امام ہونیکی صلاحیت اور قاضی ہونے مین مرد کو روا ہے کہ عورت رہتے ہوئے
دوسری عورت کو نکاح کرے اور حرم رکھے عورت کو یہہ جایز نہین اور طلاق مرد کی ہاتھ ہے اور جب طلاق
رجعی دیوے تو پھر اس عورت سے رجعت کر سکتا ہے اور یہہ چیزین عورت کے اختیار مین نہین وَاللّٰهُ عَزِيزٌ
حَكِيمٌ اور اللہ زبردست ہے تدبیر والا اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ دو بار تک یعنی دو بار طلاق دئے تک
مرد کو اس سے رجعت کرنا پہنچتا ہے جب تین طلاق دے بدون دوسرا مرد نکاح کئے کے پہلے شوہر پر نکاح کرنا
اس کا حلال نہین ترمذی اور ابن مردویہ اور حاکم اور بیہقی اپنی سنن مین بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت کئے ہین کہ عادت یہہ تھی مرد عورت کو جتنی طلاق دینا چاہے دیتا تھا اور عدت کے ایام مین اس سے
رجعت کیا تو پھر وہ اسکی عورت بن سے نہین نکلتی اگرچہ سو طلاق سے بڑہکے دیوے غرض ایکبار کوئی مرد اپنی

عورت کو کہا میں نہ تجھے طلاق دونگا جو تو میرے سے جدا ہوا اور نہ تیرے پاس آونگا بولی وہ کیسا تو کہا تجھے
طلاق دیتا رہونگا جب عدت کے ایام تمام ہونے آئے تو تیرے سے رجعت کرونگا وہ عورت بی بی عائشہ
رضی اللہ عنہا کے پاس جاکے یہہ کیفیت کہی بی بی عائشہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہہ قصہ بیان کیا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے پھر یہہ آیت نازل ہوئی الطلاق مرتان الآیہ بی بی عائشہ کہتی ہیں تب
جو لوگ کہ طلاق دئے تھے اور جو طلاق نہیں دئے تھے سبنے سر سے طلاق دئے فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ
پھر رکھنا موافق دستور کے یعنی دو طلاق دئے بعد اگر مرد نے رجعت کی تو اسکو شرع کے دستور کے موافق
رکھنا اور اسکے حقوق جو اپنے پر ہیں انکو ادا کرنا لازم ہے أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ یا رخصت کرنا نیکی
سے یعنی تیسری طلاق دینا یا رجعت نہ کرکے چھوڑ دینا تا کہ اسکی عدت تمام ہووے بعضے کہتے ہیں اس سے
مراد یہہ ہے طلاق دئے بعد اسکے پیسے وغیرہ تمام پہنچا دینا اور اسکو بدی سے یاد نہ کرنا اور لوگوں سے اسکا شکوہ
نہ کرنا وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا اور تمکو حلال نہیں کہ لے لو کچھ اپنا دیا ہوا
عورتوں کو یعنی عورتوں کو طلاق دئے بعد انکو مہر وغیرہ جو دئے اُس کو نہ پھیر لینا اب اللہ صاحب اُس حکم
سے خلع کو استثنا کرکے فرماتا ہے إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ مگر یہہ کہ وے دونوں ڈریں کہ نہ ٹھیک رکھیں
قاعدے اللہ کے یعنی وے دونوں نکاح پر باقی رہیں تو انکو اندیشہ ہوگا کہ آپ شرع کے حکم کے موافق نہ چل سکیں عورت کو اندیشہ ہوگا کہ
شوہر کے امور میں آپ تقصیر کرکے اللہ کی گنہگار ہوگی اور مرد کو اندیشہ ہوگا کہ عورت اپنی اطاعت نکرے تو آپ اُسپر کچھ تعدی کریگا فَإِنْ
خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ پھر اگر تم لوگ ڈروگے کہ وے دونوں ٹھیک نہ رکھینگے
اللہ کے قاعدے تو گناہ نہیں دونوں پر جو بدلا دیکر عورت چھوٹے یعنی جب حکام کو اندیشہ ہو کہ وے دونوں اللہ کے حدود برابر
نہ چلینگے اور ایک دوسرے سے بی اعتدالی کریگا تو عورت کچھ پیسے دیکر خلع کرے تو کچھ مضایقہ نہیں اور مرد کو بھی روا ہے کہ
وہ پیسہ قبول کرے اس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابن جریر نے ابن جریج سے روایت کیا ہے کہ حبیبہ بنت سہل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آکے اپنے شوہر ثابت بن قیس بن شماس کی شکایت کی اور انکے پاس رہنے سے کراہت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے
پوچھے کیا تیرا شوہر تجھے باغ جو دیا ہے اُسکو رد کریگی وہ کہی قبول پھر اسکے مرد کو بلواکے فرمائے تم جو باغ دئے
تھے اُسکو لے لو اور اُس عورت کو ترک کرو انہوں نے پوچھے کیا مجھے وہ باغ پھیر لینا روا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما

البتہ پھر وہ باغ لیکے اس سے خلع کئے اسی پر یہہ آیت نازل ہوئی اس قصہ کو بخاری اور اکثر اصحاب سنن و مسانید
روایت کئے ہین بخاری کی روایت مین آیا ہو کہ ثابت بن قیس کی عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
آئی اور اس عورت کا نام ایک روایت مین جمیلہ کرکے مذکور ہے بیٹی عبد اللہ بن ابی بن سلول کی جو
راس المنافقین تھا اور بعضے روایتون مین آیا ہو کہ وہ بہن عبد اللہ کی تھی روایت ہی صحیح ہو نسائی کی روایت
مین ہو کہ ثابت بن قیس اُسکو ایسا مارے کہ ہاتھ ٹوٹا اس لئے وہ آئی بعضے روایتون مین اُسکا نام زینب کرکے
مذکور ہے شاید ایک نام ہوگا دوسرا لقب اور بعضے روایتون مین اسکا نام مریم مغالیہ کرکے مذکور ہی امام
مالک کی روایت مین یون مذکور ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے لئے گھر سے نکلے تو اندھیرے مین
ایک عورت دروازے کے پاس کھڑی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے تو کون ہی کہی مین حبیبہ ہون بیٹی سہل کی
حافظ عسقلانی کہے شاید یہہ دو قصے ہون اور اُنکے دو عورتین تھین ایک حبیبہ دوسری جمیلہ اور دونون سے
خلع کئے ہون انتہی پھر وہ عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہی یا رسول اللہ مین ثابت کے اخلاق پر اور
دینداری پر عتاب نہین کرتی لیکن اسلام مین کفر کو ناخوش جانتی ہون یعنی اگر مین انکے پاس رہون تو
اندیشہ ہے کہ مجھ سے کوئی حرکت جو مقتضی کفر کی ہون صادر ہو یا کفر سے کفران نعمت شوہر کا مراد ہو
یا کفر سے مراد وہ حرکت ہی جو منافی مقتضای اسلام ہو یا کفر سے مراد لوازم کفر ہون شاید کفر سے اُ
سیاہ رنگ اور بدصورت ہو کیونکہ شعرا اکثر سیاہ رنگ والے کو کافر سے تشبیہ دیتے ہین اسکو تائید
دیتا ہو وہ جو بعضے روایتون مین آیا ہی اُس نے کہی یا رسول اللہ میرے تئین حسن جمال ہی اور ثابت
بدصورت ہی اور بعضی روایتون مین آیا ہی کہی یا رسول اللہ میرا سر اور ثابت کا سر ایک جگہ کبھی نہ ملیگا
مین ڈیرے کا پردہ اٹھاکے دیکھی تو ہتیار باندھکے آتا ہی سب مین کالا اور پستہ قد اور بدصورت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کیا تو وہ باغ جو تیرے شوہر نے تجھے دیا تھا اسکو پھیر دیگی کہی بہت بہتر
پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ثابت کو کہے تم اپنا باغ لے لو اور اُسکو طلاق دو تِلْكَ حُدُودُ
اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا یہ اللہ کے حدود ہین اُنسے آگے مت بڑھو یعنی یہ احکام جو مذکور ہوے
اللہ کے مقرری احکام ہین انکی مخالفت نہ کرو وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللّٰهِ فَأُولَٰئِكَ

هُمُ الظّٰلِمُوْنَ اور جو کوئی بڑھ کے چلے اللہ کے قاعدون سے وہی لوگ ہین بے انصاف فَاِنْ طَلَّقَهَا پھر
اگر اُسکو طلاق دیوے یعنی تیسری طلاق فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ تو اب
اُسکو وہ حلال نہین اُسکے بعد جب تک نکاح نکرے کسی شوہر سے اُسکے سوا یعنی تین طلاق دئے بعد
اُس شوہر کو وہ عورت حلال نہین جب تک عورت دوسرے مرد کو نکاح نہ کرے جمہور علما کے پاس نکاح
سے مراد اس جگہہ وطی ہے سعید بن المسیب کا مذہب یہہ ہے کہ نکاح بس ہے وطی ضرور نہین جمہور کی دلیل حدیث
بخاری اور مسلم وغیرہ کی ہے جو بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین کہ رفاعہ قرظی کی عورت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور بولی مین رفاعہ کے پاس تھی اُس نے مجھے تین طلاق دیا بعد مجھے عبدالرحمن
بن زبیر نے نکاح کیا اُسکے پاس جو ہے سو کپڑے کے کرسے کی سی ہی یعنی وہ عنین ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
یہہ سنکے تبسم کئے اور کہے کیا تو رفاعہ کے پاس جانا چاہتی ہے کہی ہان نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے لا
حتى تذوقي عسيلته ويذوق عسيلتك یعنی نہ جانا جبتک تو اس مرد کی کچھ مٹھاس نہ چکھی اور وہ
تیری کچھ مٹھاس نہ چاکھے اس حدیث مین عسیلہ کا لفظ جو مذکور ہوا عین کے ضم اور سین کی فتح سے تصغیر ہے
عسل کی شہد کی معنی سے وہ کنایہ ہے جماع سے جماع کی لذت کو شہد کی لذت اور شیرینی سے تشبیہہ دی
عبدالرحمن جو مذکور ہوا وہ بیٹا ہے زبیر بن باطیا قرظی کا بعضے زبیر کے باپ کا نام زید بن امیہ انصاری کہتے ہین
لیکن حق بات وہی اول کی ہے اور زبیر زاء معجمہ کے فتح اور باء موحدہ کے کسرہ سے تخفیف کے ساتھہ اسکے
بعد یاء تحتانی ساکن ہے اور آخر کو راء مہملہ ہے وزن پر امیر کے محدثین ایسا ہی اعراب ضبط کئے ہین ہین زین الدین
بغدادی تفسیر خازن مین باء موحدہ کو تشدید سے جو لکھا سو جمہور کا خلاف ہے مالک اور شافعی اور بیہقی کی روایت
مین اس عورت کا نام تمیمہ بنت وہب کر کر مذکور ہے اور اس کے شوہر کا نام رفاعہ بن سموئل قرظی ہے
اور ابن المنذر نے مقاتل بن حیان سے روایت کیا ہے کہ اسکا نام عایشہ تھا بیٹی عبدالرحمن بن عتیک نضری
کی اور اسکا شوہر اُس کا چچیرا بھائی رفاعہ بن وہب بن عتیک تھا اُسکو تین طلاق دیا بعد عبدالرحمن
بن الزبیر قرظی کو نکاح کی وہ بھی طلاق دیا تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور بولی وہ مجھے وطی کے
قبل طلاق دیا ہے کیا مین پہلے مرد کو نکاح کرون تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے نہ کر جبتک دوسرا وطی نکرے

چند روز کے بعد پھر وہ عورت آئی اور بولی وہ مجھے وطی کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تو اپنی
پہلی بات کے برخلاف کہتی ہے مین اُس سخن کو باور نہین کرونگا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی
ابوبکر کے پاس آکے کہی مین اپنی شوہر اول کی طرف رجوع کرتی ہون کیونکہ یہہ دوسرا مجھے وطی کیا تھا ابوبکر
فرمائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تجھے جو فرمائے تھے مجھے معلوم ہے تو اُسکے طرف رجوع نہ کرنا ابوبکر کے مرنیکے بعد
عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور اجازت چاہی عمر کہے دوسری بار تو آئی تو مین تجھے رجم کرونگا مقاتل نے کہا
اس عورت کے مقدمہ مین فان طلقها فلا تحل له الآیہ نازل ہوئی فَاِنْ طَلَّقَهَا پھر اگر اُسکو طلاق دیوے تو
یعنی دوسرا شوہر وطی کے بعد طلاق دیوے تو فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يَّتَرَاجَعَا اب گناہ نہین
ان دونون کو کہ پھر مل جاوین یعنی دوسرا شوہر طلاق دیوے اور اُسکی عدت منقضی ہوئے بعد پہلے شوہر کو
نکاح کی تو کچھ مضایقہ نہین اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ اگر وے دونون یعنی عورت اور اول کا
شوہر خیال کرین کہ ٹھیک رکھینگے اللہ کے قاعدے یعنی درستی اور نیک چلن پر رہینگے اور حقوق جو ہر ایک کے
ہین اُنکو ادا کرینگے یہہ شرط جو لگائی نکاح کی صحت کیواسطے نہین بلکہ بیان ہے اصل کا یعنی نکاح سے غرض
اللہ کے حدود قایم رکھنا ہین بعضے کہتے ہین معنی یون ہے اگر وے دونون جانینگے کہ نکاح اُنکا درست تھا
یعنے حلال کرنے کے واسطے نہین تھا کیونکہ دوسرا شوہر نکاح جو کیا اگر اس شرط سے کریگا کہ پہلے شوہر پر حلال ہو تو
وہ نکاح اکثر علماء کے پاس باطل ہے مگر ابوحنیفہ کہتے ہین کہ نکاح صحیح ہے لیکن کراہت ہے ترمذی اور نسائی
ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محلل اور محلل لہ پر لعنت کئے
ہین ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث صحیح ہے محلل سے مراد دوسرا شوہر ہے جو وہ حلال ہونا کرکے نکاح کرتا ہے اور محلل لہ سے
اول کا شوہر مراد ہے وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ اور یہہ دستور باندھے گئے
ہین اللہ کے بیان کرتا ہے اُنکو جاننے والون کے واسطے وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ اور جب
طلاق دین تمنے عورتون کو پھر پہنچین اپنی مدت تک یعنی عدت تمام ہونیکے دن قریب پہنچین اس جگہ عدت کے
دن پورے ہونا غرض نہین کیونکہ عدت کے دن پورے ہوئے بعد مرد کو رجعت جایز نہین پہنچنے سے مراد قریب پہنچنا ہے
اور یہہ آیت نازل ہونیکا سبب ابن جریر اور ابن المنذر سدی سے یون روایت کئے ہین کہ انصار کا ایک شخص اُسکا نام

۲۱ ور ار

ثابت بن یسار تھا اپنی عورت کو طلاق دیا عدت تمام ہونیکے واسطے دو تین روز باقی تھے کہ رجوع کیا پھر اُسکو
طلاق دیا یون ہی کیا تا کہ نو مہینے گذرے اِس کی غرض یہہ تھی کہ عورت کو ضرر پہنچے تب اللہ تعالی یہہ آیت
نازل کیا فَامْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ تو رکھ لو اُنکو دستور سو وہ دستور یہہ ہے کہ آپ اُس سے رجعت کیا
کرکے زبان سے کہنا اور اُسپر گواہ رکھنا فقط وطی سے رجعت نہ کرنا یا معروف سے غرض اُسکا کھانا کپڑا
عادت کے موافق دینا اور اُسکے ساتھ اچھے طور سے چلنا اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ یا رخصت کرو
اُنکو دستور سے یعنی اُنسے رجعت نہ کرکے چھوڑ دو تا عدت جلد تمام ہو جاوے دیر نہووے وَلَا تُمْسِكُوْ
هُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا اور مت پکڑ رکھو اُنکو ستانے تا زیادتی کرو یعنی رجعت جو کرتے ہو اُس سے
ستانے کا ارادہ مت کرو کیونکہ مہینے کو ایک بار حیض آوے تو تین طلاق کے تین عدے تمام ہونیکو نو
مہینے درکار ہین اسمین تمھارا ظلم اور ستم پایا جاتا ہی وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ اور
جو کوئی یہہ کام کرے تو تحقیق اُسنے اپنی جان پر ظلم کیا کیونکہ اُس نے اللہ کے حکم کی مخالفت کی اور اپنی جان پر
اللہ کا عذاب ڈالنے کا سامان کیا وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا اور مت ٹھہراو حکم اللہ کے
ہنسی یعنی جو کوئی اللہ کے حکم کی مخالفت کیا تو اُس نے اللہ کے حکم کی ہنسی کی اِس مین سخت وعید ہی اور
بڑی تہدید ہے حکم کے خلاف کرنے والے کو ابن ماجہ اور ابن جریر اور بیہقی ابی موسی اشعری رضی اللہ عنہ
سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے لوگون کی یہہ کیا طور ہے اللہ کے حدود سے کھیلتے ہین
کہتے ہین مین تجھے طلاق دیا مین رجعت کیا مین تجھے طلاق دیا مین رجعت کیا مسلمانون کا یہہ طلاق نہین
طلاق دو اُنکو اُنکی عدت کے شروع مین یعنی حیض سے پاک ہوکے دوسرا طہر جب شروع ہوتا ہی اُس وقت
طلاق دیو اور بعضے کہتے ہین کہ یہہ حکم ہے اُن لوگون کا جو طلاق دیتے اور کہتے ہم ہنسی کو طلاق دیئے تھے
سو اُس سے منع کیا ابن المنذر اور ابن ابی حاتم عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین ایک شخص ایک کو کہتا تجھے میری بیٹی نکاح کر دیا پھر کہتا مین ہنسی کو کردیا
تھا اور کہتا مین آزاد کیا پھر کہتا مین ہنسی کو بولا تب اللہ تعالی ولا تتخذوا ایات اللہ ہزوا نازل کیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تین چیز ہین اُنکے کرنے سے حکم ثابت ہو جاتا ہی ہنسی سے کرے یا بغیر ہنسی کے

طلاق اور عتاق اور نکاح اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دیا سو طلاق کے ارادے سے نہین بلکہ ہنسی کی راہ سے اُسپر اللہ تعالی نے ولا تتخذوا ایات اللہ ہزوا نازل کیا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس پر وہ طلاق لازم کر دئے اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور حاکم اور بیہقی اپنی سُنن مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے تین چیزین انکا جد جد ہے اور ہزل بھی جد ہے نکاح اور طلاق اور رجعت ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث حسن ہے اور حاکم اُسکی تصحیح کیا ہے ہزل کی معنی مسخری اور ہنسی ہے جد اسکا ضد واذکروا نعمت اللہ علیکم اور یاد کرو احسان اللہ کا جو تمپر ہے از جملہ احسانات اسلام کی ہدایت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت وما انزل علیکم من الکتب والحکمۃ اور جو اُتارا تمپر کتاب یعنی قرآن اور حکمت یعنی سنت جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلائی یعظکم بہ کہ تمکو سمجھاوے وہ یعنی کتاب واتقوا اللہ اور ڈرتے رہو اللہ سے واعلموا ان اللہ بکل شیء علیم ؀ اور جان رکھو کہ اللہ سب چیز جانتا ہے واذا طلقتم النساء فبلغن اجلھن فلا تعضلوھن ان ینکحن ازواجھن اذا تراضوا بینھم بالمعروف اور جب طلاق دی تمنے عورتون کو پھر پہنچ چکین اپنی عدت تک یعنی عدت کے دن تمام ہو گئے تو اب انکو نہ روکو کہ نکاح کر لین اپنے شوہرون سے جب راضی ہو جاوین دستور کے موافق اس آیت مین عورت کے والیون کو خطاب ہے اس بات کا کہ ایک طلاق یا دو طلاق والی کی عدت تمام ہوی بعد یا تین طلاق والی کی دوسرے شوہر سے عدت تمام ہوی بعد اگر اول کے شوہر کو شرع کے دستور کے موافق پھر نکاح کرنے پر راضی ہو تو ولی کو اُسکی ممانعت روا نہین اس آیت کے نازل ہونیکا سبب وکیع اور بخاری اور عبد بن حمید اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور حاکم اور بیہقی مختلف طرق سے یون روایت کئے ہین کہ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے کہا میری ایک بہن تھی میرا چچیرا بھائی آکے میرے سے اُسکی خواستگاری کیا مین نے اُسکو نکاح کر دیا کئی دن تک اُسکے نکاح مین تھی بعد اُس نے اُس عورت کو طلاق دی اور رجعت نہین کیا یہان تک کہ اُسکی عدت تمام ہوی بعد اُس عورت کی خواہش کیا وہ عورت بھی اُس سے راضی ہوی چند لوگ اُس عورت کا پیام کئے تو اُنکے ساتھ اُسنے بھی پیام کیا مین اُسکو بولا ای نالایق مین تو

ع

تجھی کو نکاح کر دیا تھا تو نے اُسکو طلاق دیا کیا اب پھر اُسکو تو مانگنے آیا ہی واللہ تجھے کبھی نہ دیونگا اور وہ آدمی خوب تھا اور عورت اُسی کو نکاح کرنا چاہتی تھی تب اللہ تعالی نے اُس مرد و عورت کی رغبت باہم جانکے وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ آخر آیت تک نازل کیا معقل کہے میری حق مین یہہ آیت جب اتری مینے اپنی قسم کا کفارہ دیا اور اپنی بہن کو اُس کے ساتھ نکاح کر دیا ایک روایت مین آیا ہی معقل اُس آیت کو سُنکے کہے مین اپنے پروردگار کا سخن سنا اور اُسکی اطاعت کی پھر اُسکو بلواکے نکاح کر دیا معقل کی بہن کا نام بعضے جمیل اور بعضے لیلی اور بعضے فاطمہ کہتے ہین حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا شاید اُسکے دو نام تھے اور ایک لقب تھا یا دو لقب اور ایک نام اور اُنکی چچیرے بھائی کا نام ابو البداح بن عاصم انصاری اور بعضے انکا نام ابو عمرو بداح بن عاصم اور بعضے عبد اللہ بن رواحہ کہتے ہین ہم نے جو کہا کہ یہہ آیت معقل کی شان مین نازل ہوئی اکثر مفسرین کا یہی قول ہی سدی نے کہا ہے کہ وہ آیت جابر بن عبد اللہ کی شان مین اُتری ہے اُنھون نے اپنی چچیری بہن کو کسی سے نکاح کر دئے تھے اُسکا شوہر اُسکو ایک طلاق دیا عدت تمام ہوی بعد اُسکو بھی نکاح کرنا چاہا اور عورت بھی اُسکو نکاح کرنے پر راضی ہوئی جابر قبول نہ کئے تب یہہ آیت نازل ہوئی انتہی شاید کہ اُن دونون کے شان مین آیت نازل ہوئی ہو ذٰلِكَ یہہ یعنی نہ روکنا يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ پند لیتا ہی اُس سے جو کوئی تم مین یقین رکھتا ہی اللہ پر اور پچھلے دن پر یعنی مومن کو ہی پند دینے سے نفع ہوتا ہی نہ اُسکے غیر کو ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ اور یہہ یعنی نہ روکنا انفع ہے تمکو اور ستھرائی کیونکہ منع کرنے سے اندیشہ گناہ کا ہے اسواسطے دونون مین تو پھر محبت ہوئی سابق مین علاقہ رہنے سے آپس مین حجاب نہین اُس مین اندیشہ ہے کہ مرتکب گناہ کے ہون وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اور اللہ جانتا ہی اور تم نہین جانتے

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ

اور مایان دودھ پلا دین اپنے بچون کو دو برس پورے جو کوئی چاہے کہ پوری کرے دودھ کی مدت اس جگہہ والدات سے مراد عام ہے مطلقہ ہو یا نہو اور بعضے اسکو مطلقہ کے ساتھ تخصیص کرتے ہین اور دودھ پلاتے ہین کر کے بطور اخبار کے ذکر کیا پر مراد امر ہے لیکن امر وجوب کا نہین بلکہ امر استحباب کا کیونکہ بچے کو غیر کا دودھ پلانے سے ماں کا دودھ پلانا مناسب اور انفع ہے جب ماں آپ دودھ پلانا چاہی تو بہ نسبت دوسری کی اولی ہوئی مگر دودھ

پلانے والی کوئی نہ ملے تو اُس وقت ماں پرہی دودھ پلانا واجب ہوجاتا ہی اور دو برس پورے کرنے سے
ہونا تما استمال ناقص برس کا نہو کیونکہ عرب چہینے کے بعضے دن گذرے تو اُسکو مہینا کہتے ہیں اور برس کے بعضے
دن گذرے تو اُسکو برس کہتے ہیں پس اس توہم کو دور کرنے کے لئے کاملین کی صفت کو بطور تاکید کے
فرمایا لیکن پھر ارشاد کیا کہ دو برس ہی دودھ پلانا جو ہی سو دودھ پلانے کی انتہا مدت ہی اس سے کم مدت میں
دودھ چھڑائے تو اختیار ہے مگر بچے کی اصلاح اور زندگی منظور رکھنا چاہی وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ
وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ اور لڑکے والے پر یعنی باپ پر ہی کھانا اور لباس اُن والدات کا موافق دستور
کے یہ حکم مطلقہ کا ہے یعنی عورت بچے کو دودھ پلاتی رہی اور اُسکو طلاق دیوے تو دودھ پلائی تک اُس کے
کھانے کپڑے کا خرچ باپ پر واجب ہے لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا تکلیف نہیں کسی جی کو مگر جو اُسکی
طاقت ہی یعنے باپ پر یہہ تکلیف نہیں جو اپنی مقدور سے زیادہ خرچ دیوے یا عورت دودھ پلانے میں اپنی طاقت سے
زیادہ تکلیف اٹھاوے لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ بِوَلَدِهِ اِس جملہ کا معنی دو طرح ہے
اگر بولدہ میں کے باکو سبب کا لیتے ہیں تو ترجمہ یوں ہوگا نہ ضرر پہنچاوے ماں کو بسبب اُس کے بچے کے اور نہ ضرر
پہنچاوے لڑکے والے کو یعنی باپ کو بسبب اُسکے بچہ کے یعنی ماں دودھ نہ پلاوے تنگی کرکے ابا کی تو اُسپر جبر نہ کرنا اور باپ کو خرچہ
زیادہ دیوکرکے تکلیف نہ دینا یا معنی یوں ہی ماں دودھ پلانے پر راضی ہو تو بچے کو اُس سے چھین لینا اور بچہ ماں سے
الفت رکھتا ہو تو ماں اُسکو باپ کے پاس نہ ڈالدے اگر بولدہ کے باکو صلے کا لیوے ترجمہ یوں ہوگا نہ ضرر چاہے
ماں اپنے بچے کا اور نہ ضرر چاہے باپ اپنے بچہ کا یعنے ماں اور باپ ایسا کام نکریں جس سے بچہ کا ضرر ہو
وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَلِكَ اور وارث پر بھی یہی ہے وارث سے یا مراد باپ کا وارث ہی یعنے
باپ مر جاوے تو باپ کا جو وارث ہی اُس پر بھی دودھ پلانے والی کا کھانا کپڑا دینا واجب ہے اِس صورت میں
وارث سے یا وہی لڑکا ہی جو دودھ پیتا ہی اس تقدیر پر خرچ لڑکے کا اُسی کے مال میں ہوگا لڑکے کے مال کا جو
تحویلدار ہے وہ لڑکے کے مال میں تصرف کرے یا مراد وارث سے زندہ ہی یعنے ماں باپ میں سے جو زندہ ہے
اُسپر اُس لڑکے کا نفقہ ہے یہہ دونوں تاویل امام شافعی کے مذہب کے موافق ہوتے ہیں اُنکے یہاں نفقہ
بچے کا فقط والدین پر یعنی اصول پر واجب ہے دوسرے ورثہ پر واجب نہیں یا وارث سے مراد بچہ کا وارث

یعنے بچہ مرجاوے تو اُسکے مال کا وارث جو ہے اُسپر نفقہ ہے یہہ قول ابن ابی لیلی کے مذہب کے موافق ہے یا وارث سے وارث محرم مراد ہے یہہ قول ابوحنیفہ کے مذہب کے مطابق ہے فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا پھر اگر دونون یعنی ماں باپ چاہین دودھ چھڑانا آپس کی رضامندی سے اور مشورت سے تو انکو گناہ نہین یعنے دو برس کے اندر مشورت کرکے دودھ چھڑانا مناسب جانے تو دودھ چھڑاتے مین کچھ مضایقہ نہین دونونکی رضامندی کا قید لگانا بچے کی خوبی کیواسطے ہے وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ اور اگر تم چاہو کہ دودھ پلاؤ اپنی اولاد کو یعنے مرد دوائی رکھکے دودھ پلانا چاہا اسواسطے کہ ماں کو دودھ نہین یا وہ خود دودھ نہ پلاوُنگی کرکے کہے یا دوسرے شوہر کو نکاح کرنا چاہے فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ تو تمپر گناہ نہین جب حوالے کر دیا دائی کو جو تمنے ٹھہرایا تھا یعنی اجرہ موافق دستور کے وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرو اللہ سے یعنی بچون کا حق جو تمپر مقرر کیا اُس کے خلاف نکرو حاکم نے ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کہ جب مجھے لے چلے یعنی معراج کی رات کو تو مینے دیکھا کہ دو عورتون کی پستانون کو سانپین کاٹ رہے ہین مینے پوچھا انکا یہہ حال ہے تو کہے یہہ وے عورتین ہین جو اپنے بچون کو دودھ نہین پلاتی تھین حاکم کہتا ہے کہ یہہ حدیث صحیح ہے وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ اور جان رکھو کہ اللہ تعالی تمہارا کام دیکھتا ہے یعنی تمہارا کوئی بھید اُس سے پوشیدہ نہین وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ اور جو لوگ مرجاوین تم مین وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا اور چھوڑجاوین عورتین يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا وے انتظار کرو وین اپنے تئین چار مہینے اور دس دن یعنے مرد مرجاوے تو عورت چار مہینے دس دن کسی کا نکاح نکرنا چار مہینون پر دس دنکو اس لئے بڑھایا کہ اگر اسکو حمل ہو تو اتنے دنکے عرصے مین وہ حرکت کریگا بخاری اور مسلم ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے خلقت آدمی کی اسکی ماں کے پیٹ مین یون ہے کہ چالیس روز تو نطفہ جمع رہتا ہے یعنی منی جمع رہتی ہے اُسکے بعد اتنے ہی دن مین علقہ ہوتا ہے یعنے خون منجمد ہوتا ہے اُسکے بعد اتنی ہی دن مین مضغہ ہوتا ہے یعنی گوشت کا ٹکڑا اسکے بعد اُس مین روح پھونکتے ہین سو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چار مہینے کے بعد روح پھونکتے ہین

روح پھونکنے بعد دس روز کے عرصہ مین بچہ حرکت خوب کرتا ہو ابن جریر نے سعید بن المسیب اور ابی العالیہ سے
روایت کیا ہو کہ یہہ دس دن چار مہینون کی طرف ملادئے کیونکہ ان ایام مین روح پھونکتے ہین انتہی اس حکم سے حاملہ
نکل گئی اسکی عدت وضع حمل ہے اور باندی بھی نکل گئی اسکی عدت وفات کی دو مہینے اور پانچ دن ہین فَاِذَا
بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ پھر جب پہنچ چکین اپنی مدت کو یعنی انکی عدت کے دن تمام ہوگئے فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا
فَعَلْنَ فِي اَنْفُسِهِنَّ تو تم پر گناہ نہین جو وے اپنے حق مین کرین علیکم کا خطاب اولیا کو ہو بعضے کہتے ہین خطاب حکام
کو ہو یا تمام مسلمانون کو کیونکہ وہی عقد کے والی ہین وے عورتین اپنے حق مین کرنے سے مراد زینت کرنی اور
خوشبوئی لگانی اور گھر سے نقل کرنا اور اپنے نکاح کے درپے رہنا بِالْمَعْرُوفِ دستور کے موافق یعنی اس وجہ
پر کہ شرع انکار نہین کرتی اس آیت سے یہہ مفہوم ہوا کہ اگر وے خلاف شرع کچھ کام کرنا چاہین تو والی انکو منع کرے
وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ اور اللہ کو تمھارے کام کی خبر ہے یعنی اُسپر کچھ مخفی نہین وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ
فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ اور گناہ نہین تمپر اُس مین جو پردے مین کہو پیغام نکاح کا عورت کو
تعریض ایک بات پردے مین ایسی کرنا کہ اُس سے سننے والا غرض سمجھ لے سو عورت مرد کے وفات کی عدت مین ہو تو اُسکو درد
نکاح کا پیغام دینا اللہ تعالی نے جایز رکھا مثلا کہنا تیری رغبت رکھنے والے بہت ہین تجھ سی عورت ملنے کی بڑی آرزو ہے
تو بہت خوب بی بی ہے اللہ تعالی میرے اور تیرے درمیان ملاپ کر دیا تو کیا خوب ہو تو میری عورت ہو تو مین تجھے بہت آرزو
سے رکھونگا ایسے الفاظ کہنا جایز ہے لیکن تجھے نکاح کرونگا کر کے صاف نہ کہنا یہہ حکم وفات کی عدت کا ہو اگر طلاق
باین کی عدت ہو تو جس مرد کی عدت مین ہے اُسکے غیر کو تعریض کرنا جایز ہے تصریح نکاح کے ساتھ کرنا حرام ہو اگر طلاق
رجعی کی عدت ہو تو وہان غیر کو نکاح کی تعریض بھی جایز نہین کیونکہ وہ اپنے شوہر کے حکم مین ہنوز باقی ہے اور اُس
شوہر کو کہ جسکے عدت مین ہے تعریض اور تصریح دونون جایز نہین مگر تین طلاق ہو جاوین تو وہان اُسکو وہ عورت
حلال نہین اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِي اَنْفُسِكُمْ یا چھپا رکھو اپنے دلمین یعنی اُسکو آپ نکاح کرونگا کر کے دلمین چھپا
رکھین اور تعرض نکرین تو بھی کچھ گناہ نہین سدی نے کہا چھپا رکھنا یہہ ہے کہ اسکو اسلام کرنا اور کچھ ہدیہ بھیجنا لیکن
کچھ بات نہ کرنا عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ معلوم ہے اللہ کو کہ تم البتہ اُنکا دھیان کروگے
یعنی تم انکو مانگنے کا خیال دلمین جو کرتے ہو اللہ کو معلوم ہے کیونکہ دل کی آرزو سے بچ رہنا کسی سے ہو نہین سکتا

اس لئے اللہ تعالی نے اسکو معاف کیا وَلٰکِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا لیکن وعدہ نہ کر رکھو اُنسے چھپ کر
سر کا لفظ کنایہ ہوتا ہی وطی سے یہان مراد نکاح ہی اور بعضے کہتے ہین سِر سے مراد زنا ہی جاہلیت کی عادت تھی کہ
مرد عورت کے پاس جا کے نکاح کرونگا کرکے درپردہ کہتا اور اس سے زنا کا ارادہ رکھتا اور کہتا اب چپ
عدت تمام ہوئی بعد مین نکاح کو علانیہ کرونگا اور بعضے کہتے ہین کہ مجھے جماع کی بہت قوت ہی کرکے مراد ہی مثلاً
یون کہے مین چار پانچ دفعہ کرسکتا ہون اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا مگر یہی کہ کہہ دو ایک بات جسکا

ورد ۲۲

رواج ہی یعنے تعریض کرو وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ اور قصد نکرو
نکاح کے عقد پر یہان تک پہنچ چلے کتاب اپنی مدت کو اللہ تعالی نے نکاح کا عقد نہ کرنے پر مبالغہ کیا کیونکہ نکاح
کرنیکا عزم جایز نہو تو نکاح بطریق اولی جایز نہین کتاب اپنی مدت کو پہنچنے سے مراد یہہ ہے کہ عدت کے دن جو کتاب اللہ
مین مقرر ہین تمام ہون وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ اور جان رکھو کہ
اللہ کو معلوم ہے جو تمہارے دلمین ہی یعنے عزم یا اُسکا غیر تو اُس سے ڈرتے رہو وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ
اور جان رکھو کہ اللہ بخشتا ہی تحمل والا جو عزم کرے اور اللہ کے ڈر سے نکاح نہ کرے تو اللہ اسکو بخشتا ہی اللہ تحمل
والا ہی تمہاری عقوبت مین جلدی نہین کرتا لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ

ع ۱۵

اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً گناہ نہین تمپر اگر طلاق دو عورتون کو جب تک انکو نہ چھوے ہو یا مقرر کئے ہون
انکا کچھ حق چھونے سے جماع اور حق سے مہر مراد ہی یعنی نکاح کرکے پیش از دخول اور مہر مقرر کرنے کے عورت
کو طلاق دینے مین تمپر کچھ گناہ نہین بغوی نے لکھا ہے کہ اس آیت کے نازل ہونیکا سبب یہہ تھا کہ ایک شخص انصار سے
بنی حنیفہ کی ایک عورت کو نکاح کیا اور اُسکی مہر کچھ مقرر نہ کیا اور اسکو پیش از دخول کے طلاق دیا تب یہہ آیت
نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اُسکو کچھ دے وہ کہا میرے پاس کچھ نہین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے کچھ نہین ہے تو تیری ٹوپی بھی ہو تو دے ولی الدین عراقی اور حافظ عسقلانی کہے ہمکو معلوم
نہوا کہ اس حدیث کو کس نے نکالا وَمَتِّعُوْهُنَّ اور انکو خرچ دو عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ مقدور والے پر اُسکے
موافق وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ اور بے مقدور والے پر اسکے موافق عورت کو نکاح کرکے پیش از دخول طلاق
دی اور اُسکا مہر بھی مقرر نہ کیا ہو تو اسکو کچھ خرچ دیا چاہیے لیکن اُس کا تعداد نہین ہر شخص کو اپنی مقدور کے موافق

دینا چاہیئے اور مستحسن ہے کہ وہ خرچ تیس درم سے کم نہ رہے پھر دونون باہم کسی چیز پر راضی ہون تو بہتر نہین تو
حاکم اپنے اجتہاد سے اُنکے حال کے موافق مقرر کر دیوے مذہب ابو حنیفہ کا یہہ ہے کہ اسکو ایک پیرہن اور ایک
دامنی اور ایک بالاپوش جنکی قیمت مہر مثل کے نصف سے زاید نہو دینا یہہ اُس وقت مین ہے کہ شوہر غنی رہے
اگر فقیر ہو تو انکی قیمت پانچ درم سے کم نہو مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ جو خرچ دستور ہے شرع کا حَقًّا عَلَى
الْمُحْسِنِينَ لازم ہے نیکی والون کو یعنی مومنون پر جو اللہ کا حکم جلد بجا لا کے اپنے نفس پر احسان کرتے
ہین یہہ حق دینا لازم ہے وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ
فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اگر طلاق دوگے اُنکو چھونے سے آگے یعنی قبل وطی کے اگر طلاق دوگے
اور ٹھہرا چکے ہو انکا حق تو لازم ہوا آدھا جو کچھ ٹھہرایا تھا یعنی آدھا مہر دینا لازم ہے اس وقت خرچ اور کچھ
دینا لازم نہین إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ مگر یہہ کہ معاف کرین عورتین یعنی جو مطلقہ ہے آدھا مہر بھی نہ لیوے تو اُس وقت
مرد پر کچھ نہین أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ یا معاف کرین جسکے ہاتھ گرہ ہے نکاح کی
یعنے شوہر کہ جسکو نکاح کے باقی رکھنے اور توڑنے کا اختیار ہے آدھا مہر بھی معاف کرکے سب مہر عورت کو دیوے تو
مختار ہے ہم یہہ جو کہے الذی سے شوہر مراد ہے وہی قول ابو حنیفہ اور احمد اور جمہور فقہا کا ہے امام شافعی کا
قول جدید بھی یہی ہے اور بعضے کہتے ہین اس سے مراد عورت کا ولی ہے درصورتیکہ عورت صغیرہ ہو یا بسبب جنون
وغیرہ کے اپنے عقد مین تصرف کرنے سے ممنوع ہو یہہ قول مالک کا ہے قول قدیم شافعی کا بھی یہی ہے
وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى اور معاف کرنا قریب ہے پرہیزگاری سے یہہ خطاب مرد اور عورت دونون
کو ہے جمع مذکر کا لفظ تغلیبًا لایا کیونکہ کسی خطاب مین مرد اور عورت سب جمع ہون تو مردون کو غلبہ دیکے
صیغہ مذکر کا لاتے ہین معنی یون ہے مرد پورا مہر اسکو دیڈالنا یا عورت پورا مہر مرد کو معاف کر دینا تقوی
کا کام ہے اور بعضے کہتے ہین فقط مردون کو خطاب ہے وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ اور فراموش
مت کرو آپس کی فضیلت یعنی مرد کچھ نہ وضع کرکے پورا مہر دینے مین اور عورت کچھ نہ لیکے پورا مہر معاف کردے
کرنے مین فضیلت ہے اُسکو نہ ترک کرے اس جگہ بھی خطاب مرد اور عورت کو ہے اور ابو الحسن حرالی کہتا ہے
یہہ خطاب فقط مردون کو ہے کیونکہ مرد کو عورت پر فضیلت ہے اُسکو لائق یہہ ہے کہ پورا مہر عورت کو دیوے

ثمن الثمن الاول

اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ع تحقیق اللہ تم جو کرتے ہو سو دیکھتا ہی حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ
وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی محافظت کرو نمازون پر اور نماز وسطی پر وسطی کا معنی یا میانہ ہی یا افضل یعنی
بیچ والی نماز یا افضل نماز نمازون مین صلوٰۃ وسطی بھی داخل ہی باوجود اسکے اسکا ذکر کرنا اسکی فضیلت پر
دلالت کرتا ہی اسکو تخصیص بعد التعمیم کہتے ہین یعنی عام کو ذکر کرکے خاص کو ذکر کرنا اور محافظت سے مراد
ادا کرنا ہی انکے وقت پر ارکان وسنن کے ساتھ خشوع وخضوع سے طلاق وغیرہ کے احکام کے درمیان نماز
کا حکم فرمایا تا لوگ عورت بچون مین مشغول ہوکے نمازون سے باز نہ رہین اور نمازون سے فرض پانچ نمازین مراد ہین
اور صلوٰۃ الوسطی سے کون سی نماز مراد ہے اس مین بہت اختلاف ہی ابن جریر نے سند صحیح سے روایت
کیا ہے کہ سعید بن المسیب نے اپنی انگلیون کو مشبک کرکے بتلائے اور کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
اصحاب کے صلوٰۃ وسطی مین ایسا ہی اختلاف تھا انتہی اس کی تعیین مین بیس قول تک دیکھنے مین آئے چند قول
جو صحابہ سے منقول ہین انپر یہان اقتصار کرتا ہون پہلا قول وہ صبح کی نماز ہے یہہ قول ابی امامہ اور انس
اور جابر اور ابی العالیہ اور عبید بن عمیر اور عطا اور عکرمہ اور مجاہد کا ہی اور علی اور ابن عمر اور ابن عباس
کا بھی ایک قول ہی امام مالک کا بھی یہی قول ہی اور امام شافعی اپنی کتاب ام مین اسی پر نص کئے ہین دوسرا
قول وہ ظہر کی نماز ہی یہہ قول زید بن ثابت اور اسامہ بن زید اور عبد اللہ شداد کا ہی اور ابی سعید اور
عائشہ سے بھی مروی ہے اور علی اور ابن عمر کا بھی ایک قول ہے اور ابو حنیفہ سے بھی ایک روایت ہے
ابو داود نے زید بن ثابت سے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز شدت حرارت مین پڑھتے
اور حضرت کے اصحاب پر اس سے کوئی نماز زیادہ سخت نتھی تب یہہ آیت نازل ہوئی حافظوا علی
الصلوٰۃ والصَّلٰوۃ الوسطی اس حدیث کی سند جید ہی اور ابوداود طیالسی نے زہرہ بن معبد کی طریق
سے روایت کیا ہی کہ ہم زید بن ثابت کے پاس تھے انھون نے مجھے اسامہ بن زید کے پاس بھیجا تا صلوٰۃ وسطی کی تحقیق
کرون اسامہ کہے وہ ظہر کی نماز ہے اس کو امام احمد اور نسائی زبرقان کی طریق سے یون روایت کیا ہے
کہ قریش کی ایک جماعت نے زید بن ثابت کے پاس کسی کو بھیجی کہ صلوٰۃ وسطی کون سی نماز ہے زید کہے وہ ظہر ہے پھر بعد اسامہ بن زید کو
پوچھے وہ بھی کہے وہ ظہر ہے اور کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز شدت حرارت کے وقت پڑھا کرتے حضرت کے

پیچھے ایک صف وہ صف سے زیادہ نہین ہوتی لوگ اپنے سونے مین اور تجارت مین مشغول رہتے تب
اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا حافظوا علی الصلوٰت والصلوٰۃ الوسطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فرمایے لوگ اپنی اِس حرکت سے باز آتے ہین یا انکے گھرون کو مین جلا دون تیسرا قول وہ عصر کی نماز
ہے یہہ قول ابی ایوب انصاری اور علی اور ابن مسعود اور ابو ہریرہ اور ابو سعید اور ابن عمر اور ابن عباس
اور عبیدہ السلمانی اور نخعی اور حسن اور قتادہ اور ضحاک اور کلبی اور مقاتل کا ہی اور ابو حنیفہ کے مذہب مین صحیح
روایت یہی ہے اور امام احمد کا ہی ایک قول ہی اور اکثر شافعیہ اسی کو اختیار کئے ہین امام نووی کہے کہ یہی قول
مختار ہی ترمذی نے کہا کہ یہہ قول اکثر صحابہ کا ہی ماوردی نے کہا وہ قول جمہور تابعین کا ہی ابن عبد البر نے کہا
وہ قول اکثر محدثین کا ہی اور مالکیہ سے ابن حبیب اور ابن العربی اور ابن عطیہ اسی کو اختیار کئے مسلم نے علی رضی اللہ
عنہ سے شتیر بن شکل کی طریق سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احزاب کے روز فرمائے وہ
کفار ہمکو صلوۃ وسطی صلاۃ عصر سے باز رکھے اللہ انکے گھرون کو اور قبرون کو آتش سے بھر دیوے بعد اس نماز
کو مغرب اور عشا کی درمیان پڑھے اور مسلم نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہا مشرکان
نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عصر کی نماز سے باز رکھے یہان تک کہ آفتاب زرد ہوا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فرمایے ہمکو صلاۃ وسطی صلاۃ عصر سے باز رکھے اللہ انکے پیٹونکو اور قبرون کو آتش سے بھر دیوے اور مسلم
نے شقیق بن عقبہ سے اُسنے برائن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ یہہ آیت نازل ہوئی حافظوا
علی صلوۃ وصلوۃ العصر ہم اسکو اللہ جتنے دن چاہا اوتنے دن پڑھے بعد اللہ تعالی اسکو نسخ کرکے
نازل کیا حافظوا علی الصلوٰت والصلوۃ الوسطی ایک شخص شقیق کے پاس تھا سو انکو کہا اس صورت
مین صلوۃ وسطی عصر کی نماز ہے تو براکہے وہ آیت کیونکر نازل ہوئی اور کسطرح نسخ ہوئی سو مین نے تجھکو
کہدیا اور اللہ دانا ہے امام احمد اور ترمذی سمرہ سے مرفوع روایت کیا ہے کہے کہ صلوۃ وسطی عصر کی نماز
ہی ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث صحیح ہی اور کہیل بن حرملہ کی طریق سے روایت کئے ہین کہ لوگون نے ابو ہریرہ سے
پوچھے کہ صلوۃ وسطی کونسی نماز ہے ابو ہریرہ کہے ہم اختلاف کئے ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے بازو
سے تھے ہمارے پاس ابو ہاشم بن عتبہ تھا اُسنے کہا مین اسکو تمھارے لئے معلوم کروا تا ہون پھر آپ اٹھکے نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کے پاس گیا اور آکے کہا کہ حضرت فرماے وہ عصر کی نماز ہے اور ابی مالک اشعری سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے صلوۃ وسطی صلوۃ عصر ہے ترمذی اور ابن حبان نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوع ایسا ہی روایت کیئے ہین ابن المنذر ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ احزاب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خندق کے روز عصر کی نماز سے باز رکھے یہان تک کے آفتاب غروب ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے وہ ہمکو صلوۃ وسطی سے باز رکھے اور ابن منذر نے ابن عمر سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے ترک کرنے والا اپنے اہل و مال کا وہ جو ترک کرے صلوۃ وسطی کو جماعت مین اور وہ عصر کی نماز ہے چوتھا قول وہ مغرب کی نماز ہے یہہ قول ابن عباس سے اور قبیصہ بن ذویب سے منقول ہے پانچوان قول وہ تمام پانچون نماز ہین یہہ قول معاذ بن جبل کا اور ایک روایت ابن عمر سے ہے مین صلوۃ وسطی کے بیان مین ایک رسالہ تالیف کیا ہون اُس مین باقی اقوال جو ہین اُسکو ذکر کیا ہون اس بیان مین جلال الدین سیوطی بھی ایک رسالہ تصنیف کئے ہین وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ اور کھڑے رہو اللہ کے آگے ادب سے قانت کی معنی یا طاعت کرنے والا ہے یعنے اللہ کی طاعت پوری کرو اور نماز کے ارکان و سنن بجالاؤ یا معنی اُسکی ساکت رہنے والا ہے یعنی نماز مین کسی سے بات نہ کرو بخاری اور مسلم وغیرہ زید بن ارقم سے روایت کئے ہین ہم نماز مین بات کیا کرتے تھے جب یہہ آیت نازل ہوئی تو ہمکو سکوت کا حکم ہوا نماز مین بات کرنے سے نہی ہوئی طبرانی ابن عباس سے اور ابن جریر عبد اللہ بن مسعود سے بھی ایسا ہی روایت کئے ہین اور عکرمہ اور محمد بن کعب اور عطیہ اور مجاہد کا بھی یہی قول ہے سعید بن المسیب سے منقول ہے کہے کہ مراد اُس سے قنوت ہے صبح کی نماز مین فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا پھر اگر تمکو ڈر ہو تو پیادہ پڑھ لو یا سوار یعنی اگر تمکو دشمن کا یا درندے کا یا اُسکی مانند کسی چیز کا ڈر ہوگا تو جس طرح سے ممکن ہو وہین نماز پڑھو فَاِذَا اَمِنْتُمْ پھر جسوقت چین پاؤ یعنی ڈر جاتا رہے فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ یاد کرو اللہ کو جیسا تمکو سکھایا ہے جو تم نہین جانتے تھے یعنی پانچون نمازون کو اُنکے حقوق ادا کرکے گذارو وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ اور جو لوگ تم مین مرجاوین وَيَذَرُونَ اَزْوَاجًا اور چھوڑ جاوین عورتین وَصِيَّةً

لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ وصیت کر دین اپنی عورتون کیواسطے خرچ دینا ایک
برس تک نہ نکال دینا فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَعْرُوفٍ
پھر اگر نکل جاوین تو گناہ نہین تمپر جو کچھ کرین اپنی حقمین دستور کے موافق یعنی عورت اپنی رضامندی سے نکل جاوے
اور دستور کے موافق نکاح کیواسطے زینت وغیرہ کرے تو تمپر کچھ گناہ نہین اس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابن ابی حاتم نے
اپنی تفسیر مین مقاتل بن حیان سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص طایف والون سے جسکا نام حکیم بن حارث تھا مدینہ کو ہجرت کیا
اسکے ساتھ اسکے بچے عورت ماں باپ بھی تھے قضارا وہ مرگیا اسکا مقدمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رجوع
ہوا تب یہہ آیت اسکے مقدمہ مین اتری پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس کا مال ماں باپ اور بچون کو دئے اور اسکی
عورت کو کچھ نہ دئے مگر اتنا حکم کئے کہ ایک برس تک اسکو مرد کے مال سے نفقہ دیوین تھی پھر ابتداء اسلام
مین یہی حکم جاری تھا کہ مرد جب مرجاتا تو اسکی عورت ایک برس تک عدۃ بیٹھتی میت کے وارث اسکے مال سے
عورت کا خرچ چلاتے میراث سے عورت کو کچھ حصہ نہین دیتے لیکن عورت کی مرضی پر موقوف تھا چاہی تو برس
تک عدۃ بیٹھتی اور نفقہ لیتی چاہی تو برس کا انتظار نہ کرکے نکل جاتی اس وقت اسکو نفقہ وغیرہ نہین دیتے اور
مرد کو مرتے وقت یہہ وصیت کرنا واجب تھا سو یہہ آیت دو چیز پر دلالت کرتی ہے ایک تو مرد کے
مال سے اسکو ایک برس تک نفقہ وغیرہ دیوین دوسرا یہہ کہ وہ عورت ایک برس تک عدۃ بیٹھے بعد اللہ تعالی
نے ان دونون حکم کو نسخ کیا میراث کی آیت سے نفقہ وغیرہ دینے کا حکم منسوخ ہوکے ربع یا ثمن مقرر ہوا اور
برس کا عدۃ جو اسکے اختیار مین تھا موقوف ہوکے چار مہینے کا عدۃ واجب ہوا اس جگہ منسوخ آیت تلاوت مین مقدم
ہے اور اسکی ناسخ موخر ہے وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ اور اللہ زبردست ہے حکمت والا وَلِلْمُطَلَّقَاتِ
مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ اور طلاق والیونکو متعہ ہے موافق دستور کے حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ لازم ہے پرہیزگارون
پر متعہ سے مراد وہی ہے جو آگے گذرا اس تقدیر پر اس کو مکرر فرمانے مین حکمت یہہ ہے کہ پہلی آیت مین حکم
غیر ممسوسہ کا تھا اس آیت مین ممسوسہ کا حکم مذکور ہے مذہب شافعی کا یہہ ہے کہ عورت کو قبل وطی کے طلاق دین اور شوہر
پر نصف مہر واجب نہین ہوا ہے تو اسکو جیسا متعہ دینا واجب ہے ویسا ہی مطلقہ عورت جس کے تین طلاق ہوچکے
ہین یا طلاق رجعی کا عدۃ منقضی ہوا ہے تو انکو بھی متعہ ہے ابن جریر نے ابن زید سے روایت کیا ہے کہ جب پہلی آیت متاعًا

بالمعروف حقاعلی المحسنین اتری تو ایک شخص بولاہمارا احسان ہے اگرچاہین توخرچ دین اگر نہ چاہین تو نہ دین
بعد یہہ آیت اُسکے وجوب پر نازل ہوئی امام نسفی کہتے ہین پہلی آیت مین حکم تھا غیر مموسہ کو متعہ دینے کا
اور اس آیت مین حکم ہے مطلقہ عورتون کو نفقہ دینے کا اس تقریر پر متعہ سے مراد نفقہ ہی ابوحنیفہ کے پاس
غیر مموسہ کے سوائے دوسری عورتون کو متعہ نہین نفقہ ہی کَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ
تَعْقِلُوْنَ اس طرح بیان کرتا ہی اللہ تمہارے واسطے آیتین شاید تم بوجھ رکھو اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ
خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ وَھُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ کیا تونے دیکھا وے لوگ جو نکلے اپنی گھرون سے
اور وے ہزارون تھے موت کے ڈر سے ایسے مقامون مین الم ترکی معنی الم تعلم ہین یعنے تو نہ جانا اہل بلاغت کہتے ہین
یہہ استفہام ہی عجب مین لانے اور شوق دلانے کو سننے کیلئے اس قصہ کے بعد مذکور ہوتا ہی اور خطاب تے ہین اسکو
جو کچھ ایک حصہ سنا ہی یا اسکو جو کچھ نہ دیکھا ہی اور نہ سنا ہی اور ہزار دون تھے جو فرمایا انکو بعضے چار ہزار کہتے ہین
بعضے آٹھ ہزار بعضے دس ہزار بعضے چالیس ہزار بعضے ستر ہزار اکثر مفسرین اس کا قصہ یون لکھتے ہین کہ داوردان
ایک قریہ تھا وہان طاعون ہوا بہت سے لوگ مرگئے چند لوگ وہانسے بھاگ کر دوسرے قریہ کو گئے تھے وے تمام
بچ گئے طاعون رفع ہوے بعد جب قریہ مین آئے وہان کے لوگ انکو دیکھکے کہنے لگے ہمارے قرابتی بھی کاش
نکل جاتے تو بچ رہتے اگر اب طاعون آوے ہم تمام یہان سے نکل جائینگے دوسرے سال جب طاعون ہوا وہان کے
اکثر لوگ نکل گئے اور ایک وسیع بیابان مین جا اترے تب ایک فرشتہ بیابان کے سرے پر اور ایک فرشتہ بیابان کے
پائین مین کھڑا ہوکے پکارا کہ مرجاؤ تمام مرگئے اسی کی طرف اللہ تعالیٰ اشارہ کرکے فرمایا فَقَالَ لَهُمُ
اللّٰهُ مُوْتُوْا پھر کہا انکو اللہ نے مرجاؤ پھر وے تمام مرگئے ثُمَّ اَحْیَاھُمْ پیچھے انکو جلا دیا اور بعضے
قصہ یون بیان کرتے ہین کہ بنی اسرائیل کو انکے بادشاہ نے جہاد کی دعوت کی وے جمع ہوکے نکلے آخر جبن کیے بادشاہ کو کہنے لگے
ہم جس جگہہ جاتے ہین وہان وبا ہی وہ رفع ہوئے تک ہم وہان جائینگے اللہ تعالیٰ ان پر موت مسلط کیا سو وہان سے بھاگ کے
نکلے بادشاہ نے یہہ دیکھکے دعا کی یا اللہ یعقوب کے آل موسیٰ کا رب تو نے اپنے بندون کی نافرمانی کو دیکھا انکو معجزہ
بتلا تا وے معلوم کرین تیرے حکم سے بھاگنا نفع نہین دیتا اللہ تعالیٰ نے انکو کہا مرجاو وے اور انکے جانور تمام انکیا بارگی
مرگئے اور آٹھ روز تک انکی لاشین وہین پڑی ہی پھول گئی تھین تعفن اسقدر تھی کہ لوگ انکی دفن سے عاجز ہوئے اور

درمندے انکو نہ کھانا کرکے انپر ایک احاطہ کردئیے ایک مدت گذر گئی جسد انکے مٹی ہوگئے بعد ایک
دن حزقیل علیہ السلام وہان گئے وے موسی علیہ السلام کے تیسرے خلیفہ تھے کیونکہ موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل
مین یوشع بن نون خلیفہ ہوئے انکے بعد کالب بن یوحنا انکے بعد حزقیل انکو بوڑھی کا بیٹا کہتے تھے انکی ماں
بانجھ ہوگئی تھی بڑھاپے مین دعا مانگی اُسکو اللہ تعالی نے فرزند دیا اسکا نام حزقیل رکھے انکو ذوالکفل
بھی کہتے ہین اسواسطے کہ وہ ستر نبی کے ضامن ہوگئے تھے انکو قتل سے بچائے اس طور پر کہ انکو کہے
تم سب چلے جاؤ مین ایک شخص کا مارا جانا تم سب کے قتل سے بہتر ہے وے تمام چلے گئے بعدہ یہود کے
انسے پوچھے وے ستر شخص کہان ہین حزقیل کہے مجھے خبر نہین اور اللہ تعالی انکو یہود سے محفوظ رکھا
غرض حزقیل اُن مُردونکی طرف جب جا نکلے انکو دیکھکے رونے لگے اور کہے یا اللہ مین اس قوم مین رہتا
تھا وے تیری تعریف اور تسبیح کیا کرتے اور تیری ذات پاک کو یاد کرتے تھے اب مین اکیلا رہگیا
ہون میری قوم باقی نہ رہی اللہ تعالی نے حزقیل پر وحی بھیجی مین انکی حیات تیری اختیار مین دیا پھر
حزقیل علیہ السلام کہے اللہ کے حکم سے زندہ ہوجاؤ تمام جی اُٹھے اور اپنی بستی کو گئے اور ایک مدت تک
جیتے رہے اور موت کی یہہ نشانی اُن پر باقی تھی کہ وے کپڑے پہنین تو کفن کے مانند چکنا ہوجاتے
تھے یہانتک کہ وے تمام اپنی اجل پوری کرکے موے اس قصہ کے بیان مین فایدہ یہہ ہے کہ مسلمانون کی
ہمت اور شجاعت بڑھے اور وے توکل کرکے قضای الٰہی پر ثابت رہین کیونکہ موت کا آنا جب مقرر ہی بات
ہو اور اس سے مفر ممکن نہو تو اپنی جان کو خدا کی راہ مین نثار کرنا بہتر ہے اِنَّ اللّٰہَ لَذُوْ
فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ مقرر اللہ فضل رکھتا ہے لوگون پر وے لوگون پر یہہ فضل کیا کہ گناہ پر وے
جو مرے تھے انکو پھر زندہ کرکے توبہ اُنکے نصیب کیا اور تمام مخلوقات پر اُسکا جو فضل ہے دُنیا مین اور مومنون
پر قیامت مین سب عیان ہے وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْکُرُوْنَ اور لیکن اکثر لوگ شکر
نہین کرتے کافر تو اُسکا شکر اصلا نہین کرتے اور مومن بھی اسکا پورا شکر کرنے سے قاصر ہین مگر جن کو اللہ
توفیق دیا ہے وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اور لڑو اللہ کی راہ مین بعضے کہتے ہین یہہ خطاب انکو ہے جو مر کے
زندہ ہوئے انکو زندہ ہوے بعد اللہ تعالی نے جہاد کیواسطے پھر امر کیا اور بعضے کہتے ہین یہہ خطاب محمد صلی اللہ

علیہ وسلم کی امت کو ہی یعنی وے لوگ موت سے ڈر کے جہاد سے منہہ پھیرے تھے پر وہ بھاگنا انکو نفع نہ دیا تم کو بھی جہاد مین موت ہی کر کر اندیشہ نکرو وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ اور جان لو کہ اللہ سنتا ہے جانتا مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا کون ایسا شخص ہے کہ قرض دیوے اللہ کو اچھا قرض یعنی دل کی خوشی سے نیت خالص رکھ کے منت نہ دھر کے ایذا نہ پہنچا کے قرض کی معنی لغت مین قطع اور ایک شخص ایک کو اپنے مال سے کچھ دیکے پھر وہ وصول کرتا ہی اُسکو قرض کہتے ہین انس حکیم انسان ثواب کے خاطر جو چیز اللہ کی راہ مین دیتا ہی اُسکو قرض بولا کیونکہ وہ دُنیا مین اپنا مال دیکے آخرت مین اُسکے ثواب کو حاصل کرتا ہی اور بعضے کہتے ہین اس آیت مین اختصار ہی اور اُسکا معنی یون ہے کون ایسا شخص ہے کہ قرض دیوے اللہ کے محتاج بندون کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی قیامت کے دن کہیگا ای ابن آدم مین نے تیرے پاس کھانا مانگا تونے مجھے کھانا نہ دیا بندہ کہیگا ای پروردگار مین تجھے کھانا کیونکر دے سکون تو رب العالمین ہے اللہ تعالی فرمائیگا میرا فلانا بندہ تیرے پاس کہانا مانگا تونے نہ دیا کیا تجھے معلوم نتھا اگر تو اُسکو کھانا دیتا تو آج اُسکو میرے پاس دیکھتا اور بعضے کہتے ہین اللہ کو قرض دینے سے مراد اُسکی راہ مین اور جہاد مین مال خرچ کرنا ہے فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً پھر اللہ وہ اُسکو دونا کر دیوے کتنے برابر بعضے کہتے ہین ایک کو دس سے سات سو تک اور اُس سے زیادہ سدی نے کہا کہ اُس دونی مقدار کو اللہ کے سوائے کوئی نہین جانتا امام احمد وغیرہ ابی عثمان ہندی ستے روایت کیے ہین کہ مین سنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے بندہ مومن کی ایک نیکی کی عوض اللہ تعالی کرور نیکیان لکھتا ہی پھر اُس سال مین حج کے واسطے گیا اگرچہ اس سال حج کرنا میرا ارادہ نتھا مگر ابو ہریرہ سے ملاقات کرکے اس حدیث کو تحقیق کرنا منظور تھا غرض اُنسے ملکے یہہ حدیث پوچھا ابو ہریرہ کہے مین یون نہین کہا تھا وہ شخص جو تمکو بولا سو یاد نہین رکھا مین کہا تھا اللہ تعالی اپنے بندۂ مومن کو ایک نیکی کے بدل دو کرور نیکی دیتا ہی کیا تم قرآن مین نہین دیکھے اللہ تعالی فرمایا ہے من ذی الذی یقرض اللہ قرضا حسنا فیضاعفہ لہ اضعافا کثیرۃ اللہ کے پاس کثرت کرور ہا سے زیادہ ہے قسم ہے اسکی کہ جسکے دست قدرت مین جان ابو ہریرہ کی ہے

ہیں سنا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی ایک نیکی کو دونی کرتا ہے دو کروڑ نیکی تک اور
ابن المنذر اور ابن حبان اپنی صحیح میں اور بیہقی شعب الایمان میں ابن عمر سے روایت کئے ہیں کہ مثل الذین
ینفقون اموالہم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل آخر آیت تک جب اُتری تو رسول اللہ صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم فرمائے یا اللہ میری امت کو اس سے زیادہ ثواب دے پھر من ذی الذی یقرض اللہ قرضا حسنا
فیضاعفہ لہ اضعافا کثیرۃ کی آیت اتری پھر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یا اللہ میری امت کو اس سے
زیادہ ثواب دے تب اللہ تعالی نے یہہ آیت نازل کیا انما یوفی الصابرون اجرہم بغیر حساب واللہ یقبض ویبسط اور اللہ تنگی کرتا
ہے اور کشایش یعنی اللہ آزمایش کیواسطے جسکو چاہے اسکے رزق میں تنگی کرتا ہے اور امتحان کیواسطے جسکو چاہے اسکے رزق میں کشایش کرتا ہے

ورد ۲۳

والیہ ترجعون ○ اور اسی پاس اُلٹے جاوگے یعنے مرے بعد اسی پاس جانا ہے وہان اعمال کی جزا دیگا سعید بن منصور وغیرہ ابن
مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں کہ جب یہہ آیت اُتری تھی ابو الدحداح انصاری آکے عرض کئے یا رسول اللہ کیا اللہ ہم سے قرض مانگتا ہے
تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہان ای ابو الدحداح پھر ابو الدحداح کہے یا رسول اللہ اپنا دست مبارک دیجئے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ اُنکے ہاتھ میں دئے ابو الدحداح کہے اپنے پروردگار کو میں نے اپنا باغ قرض
دیا اُس باغ میں سات سو خرمہ کے درخت تھے اور انکی عورت ام الدحداح اور اُنکے لوگ اُسی باغ میں رہتے تھے
ابو الدحداح جاکے اپنی عورت کو پکارے ام الدحداح لبیک کرکے جواب دئے ابو الدحداح کہے اس باغ سے
نکل جاو میں نے یہہ باغ اللہ تعالی کو قرض دیا ہوں اس حدیث کو ابن مردویہ نے ابو ہریرہ سے بھی روایت کیا ہے اُنکی
روایت میں یون آیا ہے ابو الدحداح کے دو باغ تھے ایک مدینہ کے تلاٹے اور دوسرا اوپراٹے ابو الدحداح
کہے یا رسول اللہ ان دو باغون سے میں نے ایک باغ اللہ کو قرض دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ نے اسکو
قبول کیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو الدحداح کی پرورش میں چند یتیم جو تھے اُنکو وہ باغ دئے اور نبی
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بہت سے خوشے ابو الدحداح کے لئے بہشت کے درختون پر لٹکے ہیں ابن سعد
کی ایک روایت میں آیا ہے کہ ابو الدحداح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کئے یا رسول اللہ
آپ کسی کو بھیج کے باغ کو لے لو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فروہ بن عمر کو فرمائے تم جاکے دیکھو اور اُن
دو باغ میں جو بہتر ہے ابو الدحداح کے لئے چھوڑ دو اور دوسرے باغ پر قبضہ کر لو فروہ نے ابو الدحداح کو

اس بات کی خبر دی ابو الدحداح کہے مین اپنے پروردگار کو خراب باغ قرض نہ دونگا بہتر باغ جو ہی وہی دونگا دنیا مین فقیر ہونیکا مجھے اندیشہ نہین اَلَمْ تَرَ اِلَی الْمَلَاِ مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ کیا تو نے نہ دیکھا ایک جماعت بنی اسرائیل مین مِنْ بَعْدِ مُوْسٰی موسی کے بعد اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّھُمْ جب کہے اپنے نبی کو اس نبی کا نام اشمویل کرکے اکثر مفسرین کہتے ہین اور یہہ قصہ اس طور پر لکھے ہین کہ موسی علیہ السلام کی وفات کے بعد بنی اسرائیل پر یوشع بن نون بن افرائیم بن یوسف بن یعقوب خلیفہ ہوئے اور ان مین اللہ تعالی کا حکم قائم کئے اور توریت پر عمل کئے انکی وفات کے بعد کالب بن یوحنا خلیفہ ہوئے انکے بعد حزقیل انکی وفات کے بعد بنی اسرائیل بہت بدعتین کرنے لگے اور اللہ تعالی کا عہد فراموش کر دیئے اور بتون کی پرستش اختیار کئے پھر اللہ تعالی نے الیاس کو بھیجا تا کہ توریت کے احکام کو یاد دلاوے موسی علیہ السلام کے بعد انبیا جو ہوتے تھے توریت کو یاد دلایا کرتے اور اسکے احکام کو جاری کرتے پھر الیاس کے بعد الیسع ہوئے انکی وفات کے بعد بنی اسرائیل کی بدچال حد سے گذر گئی اور انکے دشمن جالوت کی قوم جنکو عمالقہ کہتے تھے وہ روم کے ساحل پر مصر اور فلسطین کے درمیان رہا کرتے تھے موجود ہوکے بنی اسرائیل پر غالب آئے اور انکے اکثر ملکون پر مسلط ہوئے اور انکی بہت سی عورتون بچون کو بند مین پکڑ لئے اور انکے سلاطین کی اولاد سے چار سو چالیس لڑکون کو پکڑ کے انپر جزیہ لگائے اور انسے توریت چھین لئے غرض بنی اسرائیل کو عمالقہ سے بہت سختی درپیش ہوئی اور انکے کام کی تدبیر کیواسطے کوئی نبی نہ تھا اور انمین نبوت کی جو سبط تھی تمام ہلاک ہوگئے مگر ایک عورت حاملہ رہگئی اسکو بنی اسرائیل قید کر رکھے اس اندیشے سے کہ بنی اسرائیل کی رغبت دیکھکے وہ عورت لڑکی جن کے کسی غیر کے لڑکے کو اپنا لڑکا ہے کرکر نہ رکھے اور وہ عورت اللہ سے دعا مانگا کرتی کہ اپنے تئین فرزند دے پھر اسکو فرزند پیدا ہوا اس کا نام اشمویل رکھی اسکی معنی عربی مین اللہ میری دعا کو سنا جب لڑکا ہوش مین آیا توریت کی تعلیم کرنے کے لئے اسکو ایک بوڑھے عالم کے سپرد کئے وہ عالم اسکو اپنی فرزندی مین لیکے اسکی تعلیم کرتا اور کسی کا اعتماد نہ کرکے اس لڑکے کو اپنے پاس سلایا کرتا ایک روز جبرئیل علیہ السلام اس عالم کی آواز سے پکارے لڑکے کا بیدار ہوکے اس عالم کو پکارا اور کہا بابا تمنے مجھے کسواسطے پکارا وہ عالم سوچا اگر مین اسکو نہین پکارا کرکے کہون تو لڑکا گھبرائیگا بولا جاکے سو رہ پھر لڑکا سو گیا دوسری بار بھی

جبرئیل ندا کئے لڑکا آکے اُس عالم کو پوچھا وہ بولا سورہ اب مین پکارون تو جواب مت دے پھر تیسرے بار جبرئیل نمود ہوکے کہے اللہ تعالیٰ نے تمکو نبی کیا ہی اپنی قوم کے پاس جاکے انکو اپنے پروردگار کی رسالت پہنچاؤ اشمویل جاکے قوم کو کہے وے انکو جھٹلائے اور کہے ہنوز تیری عمر پوری نہین ہوئی تونے جلد نبوت کا دعویٰ کیا اگر سچا ہے تو ہمارے لئے ایک کو بادشاہ ٹھہرا اسکی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ کرکے فرمایا ہے ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ کھڑا کردے ہمارے واسطے ایک بادشاہ کہ ہم لڑائی کرین اللہ کی راہ مین بنی اسرائیل کے امور کے انتظام کیواسطے ایک بادشاہ مقرر ہوا کرتا تھا وے لوگ اُسکی تبعیت کیا کرتے اور جنگ کیواسطے بادشاہ آپ فوج لیکے نکلتا اور بادشاہ نبی کا تابع رہتا نبی اسکو اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچاوے تو اسکو بجا لاتا جب وے نبی کو یہہ کہے قَالَ نبی بولا هَلْ عَسَيْتُمْ إِن كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ أَلَّا تُقَاتِلُوا کہ یہہ بھی توقع ہے تمسے کہ اگر فرض ہو تم پر لڑائی تو تب نہ لڑو یعنے اس بادشاہ کے تابع ہوکر نہ لڑوگے قَالُوا وَمَا لَنَا أَلَّا نُقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بولے ہمکو کیا ہوا کہ ہم نہ لڑین اللہ کی راہ مین وَقَدْ أُخْرِجْنَا مِن دِيَارِنَا وَأَبْنَائِنَا اور حال تو یہہ ہے ہم نکالے گئے اپنے گھرون سے اور بیٹون سے یعنے ہمارے اکثر ملکون کو چھین لئے اور بچون کو بند مین لے گئے اب ایسے جنگ کرنے کو کیا مانع ہے پھر وہ نبی اللہ سے دعا کیا تب اللہ تعالیٰ نے ایک کو بادشاہ مقرر کیا اور انپر فرض کیا کہ اُسکے ساتھ رہکے جنگ کرین فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ پھر جب فرض ہوئی ان پر لڑائی تو پھر گئے مگر تھوڑے اُنمین کے وہی تھے جو طالوت کے ساتھ نہر پار ہوکے بھاگ گئے وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ اور اللہ جانتا ہی گنہگارون کو یعنی وے لوگ جو اللہ کے حکم کا خلاف کئے اور اپنے کہے پر نرہے انکو اللہ تعالیٰ جانتا ہی وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا اور کہا انکو انکے نبی نے مقرر اللہ نے کھڑا کردیا تمکو طالوت بادشاہ اہل خبر لکھتے ہین اشمویل جب اللہ سے سوال کئے تو اللہ اُنکو ایک عصی اور ایک سینگ مین قدس کا تیل ڈالکے بھیجا اور بولا تمھارے واسطے بادشاہ جو مقرر ہوا اُس کا قد اس عصی کے برابر ہے سو تیل کو دیکھا کرو تمھارے پاس کوئی شخص آوے اور سنگ مین کا تیل بھبل جاوے تو وہی بنی اسرائیل کا بادشاہ ہی ٹھیر اُنکے

سر کو قدس کا تیل لگاؤ اور اُسی کو بادشاہ بناؤ اور طالوت کا نام عبرانی زبان مین شاول تھا
بنیامین ابن یعقوب کے اولاد مین اُسکے باپ کا نام قیس تھا اسوقت کے سب لوگون مین بلند قد تھا
سب اُسکے کاندھے کو لگتے تھے کسب چار کا کرتا تھا ادھوڑی رنگتا سدی نے کہا ہے کہ وہ سقا تھا دریاے
نیل سے اپنے گدھے پر پانی بیچا کرتا اس کا گدہا گم گیا اسکو ڈھونڈنے نکلا اشمویل کے گھر پر سے گذرا اور
وہب سے روایت ہی کہ طالوت کے باپ کا گدھا گم ہوا اُس نے طالوت کے ساتھ ایک غلام دیکے گدھا ڈھونڈنے
بھیجا اشمویل کے گھر پر سے جب گذرے تو وہ غلام طالوت کو بولا اس نبی کے پاس جا کے پوچھو تو گدھا
کہان ہے سو خبر دیگا یا ہمارے لئے دعا کریگا پھر وے دونون جا کے اشمویل سے اپنے گدھے کا احوال
کہتے تھے کہ اس مین تیل سینگ مین پھیلا اشمویل عصا لیکے طالوت کا قد ناپنے تو عصا کے برابر ہوا
طالوت کے سر کو قدس کا تیل لگائے اور بولے تو نبی اسرائیل کا بادشاہ ہے اللہ تعالی تجھی کو بادشاہت
دینیکے واسطے مجھ کو حکم کیا ہی طالوت بولا بنی اسرائیل کے اسباط مین میرے سبط سب مین کم ذات ہے
مجھے کیونکر بادشاہ کروگے اشمویل کہے حکم اللہ کا یون ہی ہے طالوت بولا اس پر کیا دلیل تو اشمویل کہے
اسپر دلیل یہہ ہے کہ تو گھر کو جا تیرے باپ کو گدھا مل چکا ہے پھر اشمویل نے بنی اسرائیل کو کہے اللہ تعالی نے
طالوت کو بادشاہت دی ہے قَالُوٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ
بِالْمُلْكِ مِنْهُ بولے کہان ہوگی اُسکو سلطنت ہمارے اوپر اور ہم سلطنت کے زیادہ حقدار ہین اس سے
یعنے طالوت سے وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ اور حال تو یہہ ہے اُس طالوت کو ملی نہین کشائش
مال کی یعنی وہ محتاج ہے تونگر نہین جو تونگری سے سلطنت کرے یہہ جو کہے سو اسواسطے تھی بنی اسرائیل کے دو سبط
ایک نبوت کی سبط اور ایک سلطنت کی سبط نبوت کی سبط لاوی بن یعقوب کے اولاد انھین مین موسی
اور ہارون تھے اور سلطنت کی سبط یہود ابن یعقوب کی اولاد اس مین داود اور
سلیمان تھے اور طالوت ان دو سبط سے کسی مین نہ تھا بنیامین یعقوب کی سبط مین تھا بنیامین کی سبط اونکے
وقت علانیہ زنا کرنے لگے اللہ تعالی انپر غصہ ہوکے انسے نبوت اور مملکت چھین لیا تھا اور گناہ گار
سبط کرکے مشہور ہوے تھے جب نبی کہے طالوت کو بادشاہت دیئے تو قوم کے لوگ تکرار کرنے لگے اور

اُسکا فقر و افلاس بیان کئے پھر اُنکے رد کیواسطے نبی جو فرمایا اُسکو اللہ تعالیٰ ذکر کرتا ہی قَالَ نبی نے کہا اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰہُ عَلَیْکُمْ اللہ نے اُسکو پسند کیا تم سے وَزَادَہٗ بَسْطَةً فِی الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ اور زیادہ کشایش دی عقل مین اور بدن مین یعنے اُسکو اللہ تعالیٰ نے سلطنت کیلئے پسند کیا اللہ تعالیٰ بندون کی مصلحت سے خوب واقف ہے اور اُسکو تم سے زیادہ علم ہے جسکے سبب سے سلطنت کے کامون کا بندوبست اچھی طور سے کرسکتا ہی ڈیل ڈول اور قوت مین بھی تم سے بڑا ہے اسکے دیکھنے سے دلو نمین رعب پڑیگا اور قوت کے سبب سے دشمنون سے اچھی طرح مقابلہ کریگا کہتے ہین کہ طالوت نہایت خوبصورت اور بڑا گٹھیلا تھا وَاللّٰہُ یُؤْتِیْ مُلْکَہٗ مَنْ یَّشَآءُ اور اللہ دیتا ہی اپنی سلطنت جسکو چاہے اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنا کسی کو نہین پہنچتا وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ اور اللہ کشایش والا ہی سب جانتا یعنی تم طالوت فقیر ہے کرکے جو طعن کرتے ہو وہ قابل اعتبار نہین اللہ بڑی کشایش والا ہی جب اسکو سلطنت دیویگا تو اپنے فضل سے رزق اور مال کے دروازے اس پر کھولیگا وَقَالَ لَھُمْ نَبِیُّھُمْ اِنَّ اٰیَةَ مُلْکِہٖۤ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ التَّابُوْتُ اور کہا اُنکو اُنکے نبی نے نشان اُسکی سلطنت کا یہہ کہ آوے تمکو صندوق بنی اسرائیل نے اشمویل سے کہے تم اُسکو سلطنت ہوئی کرکر جو کہتے ہو اُس پر کچھ معجزہ بتلاو نبی کہے معجزہ یہہ ہے کہ تابوت آنا کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے ایک صندوق شمشاد کی لکڑی کا جسکا طول تین ہاتھ اور عرض دو ہاتھ کا تھا اس مین انبیا کی تصویرین ڈالکے آدم علیہ السلام کو بھیجا تھا وہ صندوق آدم کے وفات تک اُنکے پاس تھا اُنکے بعد شیث کے پاس رہا پھر آدم کے فرزند اُسکے وارث ہوتے آئے یہان تک کہ ابراہیم علیہ السلام کو پہنچا پھر بعد اسمعیل علیہ السلام بڑے فرزند رہنے سے اُنکے پاس رہا پھر وہان سے یعقوب کے پاس آیا اور اُنکی اولاد کے پاس تھا آخر موسیٰ علیہ السلام کو پہنچا موسیٰ اس مین توریت اور اپنا اسباب رکھا کرتے تھے موسیٰ کی وفات کے بعد انبیا جو موسیٰ کے بعد خلیفہ ہوتے تھے اُنکے پاس رہتا تھا جب عمالقہ بنی اسرائیل پر غالب ہوے وہ صندوق اُنسے چھین لیگئے فِیْہِ سَکِیْنَةٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ جس مین دل جمعی ہے تمہارے رب کی طرف سے سکینة کی معنی مین اختلاف ہی قتادہ اور کلبی کہتے ہین سکینة کی معنی طمانیت اور دل جمعی یعنی وہ تابوت جس مکان مین رہے تو وہان کے لوگون کو دل جمعی ہوتی ہے علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سکینہ ایک صورت تھی اُسکو دو سر تھے

اور منھہ اُسکا آدمی کے منھہ کی مانند تھا مجاہد نے کہا ہے کہ وہ ایک تصویر تھی بلی سے مشابہ اُسکا سر بلی کے سر سے
مشابہہ اور دم بلی کے دُم سے مشابہ اور اُسکو دو بازو تھے بعضے کہتے ہین کہ اُسکو دو آنکھ تھے چمکتے اور بازو
زمرد اور زبرجد کے تھے ابن عباس کہتے ہین وہ سونے کا طشت جنت کا تھا اُس مین انبیا کے دلون کو دھوتے
تھے اور بعضے کہتے ہین وہ ایک روح تھا اللہ کے یہان کا جب کسی بات مین اختلاف کرتے تو وہ خبر دیتا۔

وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ اور کچھ بچی چیزین جو چھوڑ گئی آل موسی اور آل ہارون
کی اس جگہہ آل موسی اور آل ہارون سے موسی اور ہارون کی ذات مراد ہے اور بعضے کہتے ہین اُس سے بنی اسرائیل
کے خلفا مراد ہین وے کیا چیزین تھین اُسمین اختلاف ہے ابن عباس سے مروی ہے کہ توریت کے تختیون کے چند ریزے
اور موسی کا عصا تھا اور بعضے کہتے ہین موسی کا عصا اور ہارون کا عصا اور کچھ تختیان توریت کی تھین اور
اور بعضے کہتے ہین جھنڈا اور توریت تھی اور بعضے کہتے ہین کہ موسی کا عصا اور نعلین اور ہارون کا عصا اور پگڑی
اور ایک ناپ من کا جو بنی اسرائیل پر اترتا تھا تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ اوٹھا لاوین اسکو فرشتے ابن عباس
سے منقول ہے کہ اُس تابوت کو فرشتے آسمان و زمین کے درمیان معلق اُٹھا لیکے پھرتے تھے طالوت کے پاس لاکے رکھے لوگ اُسکو
دیکھے قتادہ نے کہا ہے تابوت تیہ مین تھا موسی وفات کے وقت یوشع کے پاس رکھ گئے تھے سو اُسی جگہہ رہ گیا تھا فرشتے
اُسکو اُٹھا لاکے طالوت کے گھر مین رکھدئے صبح کو دیکھے تو تابوت اُسکے گھر مین ہے پھر سب اُسکی سلطنت قبول
کئے بعضے کہتے ہین موسی کے بعد تابوت بنی اسرائیل مین چلا آتا تھا جب کسی بات مین اختلاف کرتے تابوت کے
پاس فیصلہ کے واسطے آتے تابوت سے جیسی آواز آتی اُسی کے موافق حکم کرتے اور جنگ کیوقت اُسکو ساتھ لیجاتے تو
انکی فتح ہوتی آخر وہ تابوت اشمویل کے معلم کے پاس آیا وہ بنی اسرائیل کا بڑا عالم اور قربان گاہ کا کاہن تھا
اُسکا نام علی اور اُسکے دو فرزند فاسق تھے قدس مین جو عورتین نماز کیواسطے آتین تو وے اُنکے ساتھ بدکام
کیا کرتے اللہ تعالی اشمویل کو وحی کیا کہ علی کو جاکے کہہ دے کہ تو اپنے فرزندون کی محبت سے اُنکو منع نہ کیا وے
میری نافرمانی کئے ہین اور میری قربان گاہ مین اور قدس مین گناہ کئے مین تجھ سے اور تیری اولاد سے کہانت چھین
لیا تجھے اور اُن دونون کو ہلاک کرونگا اشمویل جاکے علی کو یہہ بات سنائی علی بہت گھبرایا اس مین اتنا سنا کہ عمالقاس ملک پر چڑھ آئے بنی علی
اُنکے جنگ کیواسطے قوم کو جمع کرکے اور اپنے دونون فرزندون کے ساتھ تابوت بھی دے روانہ کیا جنگ جب ہوی اُس مین بنی اسرائیل کی بہت ہزیمت

عیلی کے دونون فرزند مارے گئے اور عمالقہ تابوت کو لوٹ لیگئے عیلی خبر کا منتظر تھا سنا کہ اپنی قوم کی ہزیمت ہوئی اور تابوت
کو دشمن لے گیا عیلی جو کرسی پر بیٹھا تھا گر کے مرگیا بنی اسرائیل کا کام بگڑ گیا سب متفرق ہوئے یہان تک کہ اللہ
تعالی نے طالوت کو بادشاہ کرکے جہاد کا حکم کیا تابوت کا قصہ یہہ ہوا کہ اسکو عمالقہ فلسطین کے ایک قریہ مین
جس کا نام ازدود تھا لیجا کے ایک بڑا بت تھا اُسکے نیچے رکھے صبح کو دیکھے تو اُسکے نیچے پڑا ہے پھر بت کو
اٹھا کے صندوق پر رکھے اور اُسکے پیر کو میخون سے مستحکم کئے دوسرے روز صبح کو دیکھے تو بت کے ہاتھ پانون
کٹے ہین اور صندوق کے نیچے پڑا ہے اور وہان کے دوسرے تمام بت بھی اوندھے گر پڑے ہین پھر تابوت کو
لیجا کے اپنے شہر مین ایک جگہہ رکھے وہان کے اکثر لوگ قولنج کی بیماری سے مرگئے لوگ آپسمین کہنے لگے اسرائیل کے
اللہ سے کسی کو مقابلہ کی طاقت نہین ہے اس تابوت کو یہین سے نکالو تابوت کو وہان سے نکال کے دوسرے قریہ مین
رکھے وہان کے لوگون پر اللہ تعالی چوہے مسلط کیا لوگ جب سوتے تو چوہے آکے اُنکے شکم چیر کے کلیجہ کترنے لگے
بہت لوگ انکی ایذا سے مرگئے پھر تابوت کو لیجا کے ایک صحرا مین دفن کئے وہ لوگون کی قضاء حاجت کی
جگہہ تھی جو قضاء حاجت کیواسطے وہان جاتا اُسکو بواسیر اور قولنج ہوجاتا عمالقہ کو بڑی مشکل آن پڑی سب
متحیر ہوئے کہ اُسکو کیا کرین بنی اسرائیل کی ایک عورت اُنکے پاس تھی وہ کہی یہہ تابوت جب تک تمہارے
پاس رہیگا تمپر آفتین نازل ہونگی ایک گاڑی پر اُس تابوت کو رکھو اور اسکو دو بیل باندھکے اُنکو ہانکو دو
تا اس تابوت کو تمہارے شہر کے باہر لیجاوین پھر اُسی طور سے گاڑی پر رکھکے ہانکے اللہ تعالی نے اُن بیلون پر
چار فرشتون کو موکل کیا اُس کو لاکے بنی اسرائیل کے ملک مین چھوڑ دئے بنی اسرائیل یکایک دیکھے کہ تابوت
اپنے یہان آگیا ہے اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ؁ مقرر اِس مین نشانی
پوری ہے تمکو اگر یقین رکھتے ہو یہہ بھی اُسی نبی کا قول ہے یعنے تابوت کا آنا میری سچائی پر دلیل ہے یا یہہ
تازہ خطاب ہے اللہ تعالی کی طرف سے مومنون کو غرض تابوت کو دیکھ کے بنی اسرائیل نے طالوت کی سلطنت کو
قبول کئے اور اُسکے ساتھ جہاد کو نکلنے پر مستعد ہوئے فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ پھر جب باہر ہوا طالوت
فوجین لیکر کہتے ہین کہ طالوت جب بیت المقدس سے جنگ کیواسطے نکلا تو اُسکے ساتھ ستر ہزار آدمی جنگی نکلے
اور بعضے کہتے ہین اسی ہزار آدمی اور بعضے کہتے ہین ایک لاکھ بیس ہزار آدمی وہ ایام حرارت کے تھے

طالوت کو کہہ پانی ہمکو کفایت نہ کریگا اللہ سے دعا مانگو تا ہمارے ساتھ چلے قَالَ طالوت نے کہا اِنَّ اللّٰہَ
مُبْتَلِیْکُمْ بِنَھَرٍ اللہ آزماتا ہے تمکو نہر سے تا معلوم ہو تم مین مطیع کون ہے اور نافرمان کون
ابن عباس اور سدی کہتے ہین یہہ نہر فلسطین کی ہے اور قتادہ نے کہا ہے وہ ایک ندی تھی اردن
اور فلسطین کے درمیان اسکا پانی نہایت شیرین وخوشگوار تھا فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَیْسَ مِنِّیْ
پھر جس نے پانی پیا اسکا وہ میرا نہین یعنے وہ میرے تابعدارون مین اور میرے دین پر نہین وَمَنْ لَّمْ
یَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّیْٓ اور جس نے اسکو نہ چکھا وہ ہی میرا اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِیَدِهٖ مگر
جو کوئی بھر لے ایک چلو اپنے ہاتھ سے یہہ استثنا ہی پہلے حکم سے یعنی جو میرا تابع ہو تو وہ ایک چلو پانی سے
زیادہ نہ پیوے فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ پھر پی گئے اس کا پانی مگر تھوڑے ان مین سے
سدی کہتا ہے کہ نہر کا پانی نہ پیکے چار ہزار آدمی اس پر سے عبور کئے باقی تمام پھر گئے اور بعضے کہتے ہین
تین سو دس پر چند آدمی پانی ایک چلو سے زیادہ نہ پیکے عبور کئے یہی قول صحیح ہے بخاری نے اپنی صحیح مین
براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا کرتے تھے بدر کے لوگون کا
شمار طالوت کے لوگون کے برابر تھا جو نہر پار کے گئے وہی شخص نہر پار جو مومن تھا وے تین سو دس پر چند
آدمی تھے القصہ طالوت کے لوگ جو پانی پئے سو انکی منھ سیاہ ہو گئے اور انپر تشنگی غالب ہوئی نامردی
لیکے نہر کے کنارے پر رہگئے اور جو ایک چلو سے زیادہ نہین پئے تھے انکو تشنگی نہ ہوئی اور دل قوی ہوا
اور سلامتی کے ساتھ نہر پار کے گئے فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ پھر جب
پار ہوا وہ یعنی طالوت اور ایمان والے اسکے ساتھ کے قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْیَوْمَ بِجَالُوْتَ
وَجُنُوْدِهٖ کہنے لگے قوت نہین ہمکو آج کے دن جالوت اور اسکے لشکر کی قَالَ الَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ
اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ بولے جنکو خیال تھا کہ انکو ملنا ہے اللہ سے کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِیْلَةٍ غَلَبَتْ
فِئَةً كَثِیْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ بہت جگہ جماعت تھوڑی غالب ہوئی بڑی جماعت پر اللہ کے
حکم سے یہہ جو کہے ہم کو طاقت نہین وے وہی لوگ ہین جو نہر کا پانی پئے اور اللہ کا ملنا جنکے خیال مین تھا
وے وہ ہین جو پانی نہین پئے لیکن صحیح قول یہہ ہے کہ وے جو پانی پئے تھے نہر پار نہوئے اس صورت مین

نہر پار ہوئے سو لوگ ہی جالوت کا لشکر اور اسکی کثرت دیکھ کے گھبراہٹ سے ایسا کہے مگر امنین کے
خواص جو تھے وے وہ جواب دیئے بنی اسرائیل کے مطیعون سے یہہ بات صادر ہونا بعید نہین دیکھیئے کہ موسی
کے مطیع تھے پر مشکل آن پڑی تو بولی ٹھولی مین قصور نہین کیا کرتے تھے وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ اور
اللہ ساتھ ہی صبر والون کے وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ اور جب سامھنے ہوے طالوت اور اسکے ساتھ
والے جالوت کے اور اسکی فوج کے جالوت کنعان کا پادشاہ تھا جبار عمالقہ کے قوم سے عملیق بن عاد کی
اولاد قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا کہے ای رب ہمارے ڈالدے ہم مین جتنی مضبوطی ہے وَّثَبِّتْ
اَقْدَامَنَا اور پھر ا ہمارے پانون وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ اور مدد کر ہماری اس کافر
قوم پر کافر کہے کیونکہ جالوت اور اسکی قوم بت پرست تھی فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ پھر شکست دی انکو
یعنی جالوت کی قوم کو اللہ کے حکم سے وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ اور مارا داؤد نے جالوت کو جالوت کے قتل کے
قصہ کو راویون نے ایسا لکھا ہے کہ داود کے باپ کا نام ایشا اسکے تیرہ فرزند تھے داود سبھون سے چھوٹے گوپھن مارا
کرتے تھے ایک روز داؤد اپنے باپ کو کہے مین گوپھن سے جس کو مارتا ہون تو وہ گرجاتا ہی انکا باپ بولا تو خوش ہو
اللہ تعالی نے تیرا رزق تیرے گوپھن مین رکھا ہی پھر ایک روز اپنے باپ سے کہے مین پہاڑون مین گیا تھا دیکھا ایک
شیر بیٹھا ہے مین اس کا کان پکڑ کے اس پر بیٹھا باپ بولا خوش رہ اللہ تعالی نے تیری خوبی کا ارادہ کیا ہی پھر ایک
دن کہے مین پہاڑون مین جا کے تسبیح کہون تو پہاڑ بھی میرے ساتھ تسبیح کرتے ہین الغرض ایشا اپنے فرزندون
کے ساتھ نہر پار ہو کے طالوت کے لشکر مین تھا جالوت نے طالوت کو کہلا بھیجا مین مبارزی کو نکلتا ہون تو پانی
لشکر مین کا کوئی شخص میرے مقابلہ کو آوے اگر تم مجھے قتل کروگے تو میرا ملک تمھارا ہے اگر مین تمکو قتل کرون
تو تمھارا ملک میرا ہے طالوت اپنے لشکر مین منادی کروایا جو جالوت سے مبارزت کر کے اسکو قتل کریگا تو مین
اپنی لڑکی اسکو نکاح کر دونگا اور اپنی آدھی مملکت اسکو بخش دونگا جالوت کا اندیشہ سب کے دلون مین تھا
بنی اسرائیل کا کوئی شخص میدان مین نہ آیا طالوت نے اشمویل سے پوچھا کہ کیا کرین اشمویل اللہ تعالی سے
التجا کئے انکو وحی ہوئی سینگھ مین تیل ڈال کے لانا اور اسکے ساتھ لوہے کا تنور رکھنا جس کے سر پر سینگہ رکھنے
سے تیل بگل کر اسکے سر پر جیسے تاج کی مثل ہو جاوے اور منہ پر نہ آوے اور اس تنور مین جاوے اسکو کہنا

اضطراب نہ ہووے وہی شخص جالوت کو ماریگا پھر بنی اسرائیل کو بلوا کے سینگہ سر پر رکھ کے دیکھے تو
کسی کے سر پر تیل نہ بہگا تب نبی کو وحی آئی کہ ایشا کی اولاد مین ایک شخص ہے وہ جالوت کو قتل کریگا
طالوت نے ایشا کو بلوا کے کہا تیرے فرزندون کو بلوا ایشا اپنے بارہ فرزند کو حاضر کیا کسی کے سر پر
تیل نہ بہگا طالوت نے ایسا کو پوچھا انکے سوا بھی کوئی لڑکا تجکو ہے تو بولا نہین پھر نبی کو اطلاع کئے تو وحی
ہوئی وہ جھوٹھ بولتا ہے اس کو اوربھی ایک لڑکا ہے ایسا کو کہے اللہ تعالی تیری تکذیب کیا اور کہا
تجھے اور ایک فرزند ہے تب ایسا اقرار کیا کہ اپنے تئین اور ایک لڑکا ہے چھوٹا اُس کا نام داؤد فلانے
مقام مین بکریان چراتا ہے پھر داؤد کو طلب کئے اور اُنکے سر پہ سینگہ رکھے تیل بہگلے سر کو گھیر لیا طالوت
انکو بولا تم جالوت کو قتل کروگے تو مین اپنی لڑکی تمکو نکاح کر دونگا اور اپنی آدھی مملکت تمکو دونگا
داؤد کہے بہتر طالوت نے پوچھا اُسکو قتل کرنے کی طاقت کی اپنے دل مین کچھ ہمت پاتے ہو تو داؤد
کہے البتہ مین بکریون کو چراتے وقت لانڈگا یا باگ آکے بکری اُٹھا لیجاتا ہے تو مین اُسکو پکڑ کے اُسکا
مُنہہ چیر کر بکری کو چھین لیتا ہون غرض طالوت نے داؤد کو لیکر اپنے لشکر مین آیا راہ مین آتے وقت
ایک پتھر داود کو پکار کے بولا مین ہارون کا پتھر ہون مجھے اٹھا لو داؤد اُسکو اُٹھا لئے بعد
دوسرا ایک پتھر پکار کے بولا مین موسی کا پتھر ہون مجھے اٹھا لو اُسکو بھی اُٹھا لئے پھر ایک تیسرا
پتھر پکار کے بولا مین تمھارا پتھر ہون جس سے تم جالوت کو قتل کروگے مجھے اُٹھا لو اسکو بھی اُٹھا لئے
جب جنگ کی صفین آراستہ ہوین جالوت میدان مین نکل کے مبارز طلب کیا طالوت نے داود
کو جنگ کے ہتیار پہنا کر گھوڑے پر سوار کرکے بھیجا داود تھوڑی دور جا کے پھر طالوت کے پاس
آئے اُسکے نزدیک کے لوگ اُنھون کو پھر کر آتے سو دیکھ کر کہے یہہ لڑکا ڈر سے پھر کے آتا ہے
غرض طالوت کو آکے کہے اگر مجھے اللہ تعالی نصرت نہ دیوے تو یہہ ہتیار مجھے کچھ کام نہ آوینگی
اِن ہتیارون کی مجھے احتیاج نہین مین اپنی مرضی کے موافق جا کے اُس سے جنگ کرتا ہون
طالوت بولا بہتر پھر داود وے تمام ہتیارین پھینک دیکے اپنی گوپھن اُٹھا لئے اور جالوت
کے مقابل ہوئے جالوت بڑا قوی ہیکل اور سخت آدمی تھا اور تھا لشکر وں کو ہزیمت

بھیڑیا یا شیر ۱۲

دیتا تھا اُس کا خود لوہے کا وزن مین تین سو رطل کا تھا داود علیہ السلام کو دیکھتے ہی اللہ تعالیٰ نے
انکا رعب اُسکے دل مین ڈالا وہ ابلق گھوڑے پر ہتیار پورے باندھے ہوے تھا داؤد کو بولا کیا
تو گوپھن لیکے آیا ہی جیسا کوئی کُتے کو مارنے آوے داؤد کہے تو کُتے سے بھی بدتر ہے جالوت بولا تیرے گوشت
کو آج مین درندون مین اور پرندون مین بانٹتا ہون داؤد کہے اللہ تعالیٰ تیرے گوشت کو کیسا تقسیم
کرتا ہی پھر داود باسم الہ ابراہیم کہکے ایک پتھر نکالے اور اُسکو گوپھن مین رکھے بعد باسم الہ اسحق کہکے
دوسرا پتھر گوپھن مین رکھکے پھر باسم الٓہ یعقوب کہکے تیسرا پتھر اُس مین رکھے اور گوپھن کو گردش
دیکے پتھر پھینکے تینون پتھر اکٹھے ہو گئے اللہ تعالیٰ نے باؤ کو انکا مسخر کیا پتھر جاکے خود پر لگا اور اُسکا
سر پھوڑ کے پیچھے سے نکل گیا جالوت کا بھیجا پاش پاش ہو گیا اور جالوت مر کے گر پڑا اور اُس
پتھر کے مقابل جو آتا تو اُسکے مارے مرجاتا تیس آدمی اُسکے مارے مارے پڑے اور داؤد
نے جالوت کو کھینچ لیکے طالوت کے روبرو لیجا کر ڈالے بنی اسرائیل اسکو دیکھ کے نہایت
خوش ہوئے اور جالوت کا لشکر ہزیمت پاکے بھاگا بنی اسرائیل غنیمت لیکے اپنے شہر کو آئے
اور طالوت نے داود کو اپنی لڑکی نکاح کر دی اور اُنکا حکم اپنے ملک مین نافذ کیا وَآتَاهُ
اللَّهُ الْمُلْكَ اور دی اللہ نے اُسکو یعنی داؤد کو ملک یعنی سلطنت داود علیہ السلام کو
سلطنت آنیکا قصہ یہہ ہے کہ جب طالوت نے داؤد کو حکومت دی لوگ داؤد کا عدل
و انصاف دیکھ کے اُن سے بہت خوش ہوئے اور اُنسے سب کو محبت ہو گئی طالوت نے
حسد سے داؤد کو قتل کرنے کا ارادہ کیا یہہ بات طالوت کی لڑکی کو معلوم ہوئی وہ بی بی
اپنے شوہر کو کہے آجکی شب تمکو قتل کرنے والے ہین داؤد پوچھے مجھے کون ماریگا تو کہی میرا باپ
داود کہے مین اُسکی ایسی کچھ تقصیر نہین کیا جو مجھے قتل کرے وہ عورت بولی یہہ سخن مجھے ایک
معتبر شخص بولا ہے تم آجکی شب کہین جاکے پوشیدہ ہوتا اس سخن کی راستی ظاہر ہو داؤد
کہے اگر میرے قتل کا ارادہ کیا ہے تو مین بھاگ کے جا نہین سکتا لیکن کچھ تدبیر کرنا ضرور ہے
ایک مشک مین شراب بھر کے اپنے سونیکی جگہہ رکھے اور اُسپر چادر اوڑھا دئے اور آپ

پلنگ کے نیچے جاکے پوشیدہ ہوئے طالوت پھر شب کو داود کے گھر گیا اور اپنی لڑکی سے پوچھا تیرا شوہر کہان ہے بولی پلنگ پر
سوتے ہین طالوت جاکے اس مشک کو تلوار سے مارا شراب کی بو آئی بولا اللہ داود کو رحم کرے کیا بہت شراب پیا کرتا تھا اور
آپ وہان سے نکلا صبح کو معلوم ہوا داود کو قتل نہ کیا طالوت کو نہایت اندیشہ ہو گیا پھر چوکیان اپنی محافظت کے واسطے
رکھنا شروع کیا اور دروازے بند کرنے لگا ایک روز کا یہہ ماجرا ہے لوگ سو گئے اور اللہ تعالی نگاہبانون کی انکھین
اندھی کر دیا داود طالوت کے پاس گئے وہ اپنے بچھونے پر سوتا تھا تب اسکی سرہانے ایک تیر اور پائین ایک تیر اور داہنی
طرف ایک تیر اور بائین طرف ایک تیر رکھکے آپ چلے آئے طالوت اسکو دیکھ کے سمجھا اور بولا داود کو اللہ رحم کرے وہ میرے
سے بہتر ہے اسنے میرے قابو مین آیا تو مین اسکو مارنیکا قصد کیا جب مین اسکے قابو مین آیا تو وہ مجھے نہ مارا اگر میرے گلے مین ایک تیر چبھوتا
تو مین مرجاتا اب مجھے داود سے امن نہین جب سحری شب ہوئی اللہ تعالی نگاہبانون کی انکھین اندھی کیا داود آکے اسکے
پانی پینے کا کوزہ اور آفتابہ اور اسکی داڑھی کے کچھ بال اور کچھ بدن پر کا کپڑا کتر کے لیگئے اور آپ جاکے کہین چھپ گئے طالوت انکی
جستجو مین پڑا اور انکو پکڑنے کو جاسوس مقرر کیا لیکن داود کو کوئی نہ پکڑ سکا ایک روز طالوت سواری نکلا تھا داود بیابان
مین اسکو نظر آئے طالوت انکے قتل کے ارادے سے گھوڑا پیچھے ڈالا داود بھاگنے لگے داود جب دوڑتے تو کوئی انکو پہنچ نہین سکتا
تھا جاکے ایک غار مین چھپگئے اللہ تعالی کے حکم سے غار کے منھ پر مکڑی جالا باندھی جب طالوت اس غار کے پاس آیا تو دیکھا غار کے
منھ پر جالا بنا ہوا ہے طالوت بولا اگر داود اس غار مین گیا ہوتا تو جالا باقی نرہتا اور آپ پھر کے اپنی جگہہ مین آگیا داود وہان سے
نکلکر کسی پہاڑ پر گئے وہان چند لوگ عبادت کرتے تھے انکے ساتھ آپ بھی عبادت کرنے لگے اور بنی اسرائیل کے علما اور مشایخ طالوت
پر طعن و تشنیع کرنے لگے جو کوئی اسکو کہتا کہ داود کو قتل مت کر تو وہ غصہ سے اسکو مار ڈالتا بہت سے عالم کو اسی بات پر قتل کیا آخر
ایک عورت کو جو عالم تھی اور اسم اعظم جانتی تھی پکڑکے لائے اسکو بھی قتل کرنیکے لئے اپنے نانپز کو حکم کیا نانپز نے دیکھا کہ
اگر اس عورت کو ہم قتل کرین تو کوئی عالم باقی نہین رہیگا اسکو قتل نکرنا کیونکہ عالم کی کچھ حاجت پڑے اور کوئی نہ رہے تو مشکل ہے پھر
اسکو قتل نکرکے چھپا دیا آخر طالوت اپنے کئے پر بہت نادم ہو کے رونا اور زاری کرنا شروع کیا اور ہر شب بیابان مین جاکے پکارتا
اور اللہ تعالی کی قسم دیتا کہ میری توبہ کیا ہے سو کہو جب اسطور سے بہت بار کہا تو ایک شب کسی قبر مین سے آواز آئی کہ اے طالوت کیا تو
ہمکو قتل کیا سو بس نہین جو اب موے بعد آکے ہمکو ایذا دیتا ہے یہہ سننے سے طالوت کا گریہ و غم زیادہ ہوا طالوت کے نانپز نے
اسکے رونے پر ترس کھاکے اسکے پاس آکر اسکا حال پوچھا طالوت نے اپنا ماجرا بیان کیا اور اس سے پوچھا میرا توبہ کسطرح ہو تو سمجھتا ہے

تو بیان کر یا کوئی عالم ہو تو اُسکا نشان دے تا میں جا کے اپنا توبہ اُس سے پوچھوں نان پیر بولا میں عالم کا پتا تجھے کیونکر دوں کہ ابھی تو اُسکو مار ڈالیگا
طالوت بولا میں قتل نہیں کرونگا تا نان پیر اس بات کی مضبوطی قسموں سے کروا کر اس عورت کی خبر دیا طالوت نان پیر کو لیکے اس عورت کے پاس گیا اور اس سے
اپنا توبہ پوچھا وہ بولی تیرا کیا توبہ ہے سو میں نہیں جانتی لیکن کسی نبی کی قبر کے پاس چل اُس سے وہ معلوم ہوگا پھر دونوں اشمویل کی قبر کے
پاس گئے وہ عورت اسم اعظم لیکے اُس نبی کو پکاری مٹی جھاڑتے ہوئے قبر سے اُٹھے اور پوچھے کیا قیامت آئی ہے تو وہ عورت کہی نہیں آئی لیکن
طالوت نے گناہ کیا ہے اور توبہ کا سوال کرنے آیا ہے اشمویل طالوت سے پوچھے میرے بعد تو کیا کیا تو بولا تمھارے بعد کوئی بدکام نہیں چھوڑا
مگر سب کچھ کیا اور اب توبہ طلب کرتا ہوں اشمویل پوچھے تجھے کتنے فرزند ہیں بولا دس فرزند ہے تیرا توبہ یہی ہے کہ تو اپنی سلطنت چھوڑ کر اپنے
فرزندوں کو لیکر اللہ کی راہ میں نکل اور اپنے فرزندوں کو آگے کرنا تا وے سب شہید ہوویں تو آپ جا کے جنگ کر اور مارا جا اتنی بات کہکے قبر میں پھر
اشمویل مر گئے اور طالوت بہت غمگین ہو کے آیا اور سب اپنے فرزندوں کو جمع کرکے بولا مجھے آتش میں ڈالتے ہیں تو تم مجھے اس سے بچاؤ گے یا نہیں کہے البتہ
بچا لینگے بولا مجھے ایسا حکم ہوا ہے اب تم بھی کیا کہتے ہو وے سب جہاد کرنا قبول کئے طالوت نے انکو لیکے جہاد کیا آخر سب مارے گئے بعد اپنے بھی شہید
ہوا اور طالوت کا قاتل آ کے داؤد کو خبر دیا کہ میں تمھارے دشمن کو قتل کیا ہوں داؤد کہے طالوت کو قتل کرکے تو زندہ کیونکر رہیگا پھر
اُسکو مار ڈالے اور بنی اسرائیل سب اتفاق کرکے داؤد کو تخت پر بٹھلائے اور طالوت کے خزانہ انکے سپرد کئے طالوت چالیس برس سلطنت
کیا اسکے بعد داؤد ستر برس سلطنت کئے وَالْحِكْمَةَ اور دی حکمت یعنی نبوت اللہ تعالے نے داؤد کو سلطنت اور نبوت دونوں دیا انکے قبل
ایسا تھا بنی اسرائیل کے ایک سبط میں نبوت اور ایک سبط میں سلطنت تھی اشمویل کے بعد اللہ تعالے نے داؤد کو نبوت دیا بعد سلطنت اور بعضے کہتے ہیں
حکمت سے علم و عمل مراد ہے وَعَلَّمَهُ مِمَّا يَشَاءُ اور سکھایا اسکو یعنی داؤد کو جو چاہا جیسا بکتر بنانا اور جانوروں کی بات معلوم کرنا اور خوش الحان
ایسا کہ داؤد جب زبور کی تلاوت کرتے تو جانور آ کے اسکو سن سن ہو جاتے تھے چاہیں تو انکو پکڑ لیں اور بہتا پانی انکی آواز سے ٹھہر جاتا اور
بعضے کہتے ہیں حکمت سے مراد سیاست اور ملک کا بندوبست ہے کیونکہ داؤد سلطنت والوں کے خاندان سے نہ تھے جو اپنے آبا و اجداد کو دیکھ کے اسی طرح
شاہی کرتے لیکن اللہ تعالے نے انکو تعلیم کیا وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ اگر نہوتا دفع کروانا اللہ کا لوگوں کو ایک کو ایک کے
تئیں ایک سے لَفَسَدَتِ الْاَرْضُ البتہ خراب ہو جاتی زمین یعنی بعض سے پہلے مومن اور ابرار مراد ہیں دوسرے بعض سے کفار اور زمین خراب ہو جانے سے
مراد مشرکوں کا غلبہ اور مسلمانوں کی تباہی ہے اور مساجد کی ویرانی اور بستیوں کا لوٹا جانا یا کفر کی شومی سے عذاب کا نازل ہونا مراد ہے ابن جریر اور ابن عدی
ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم فرمائے کہ ایک صالح مسلمان کے سبب سے اللہ تعالے اسکے ہمسایہ کے سو گھر والوں کی بلا دفع
کرتا ہے اسپر ابن عمر نے یہ آیت پڑھی لولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض سیوطی نے کہا کہ اسکی سند ضعیف ہے اور ابن جریر نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما

سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک صالح مسلمان ہونے سے اللہ تعالیٰ اُسکی اولاد کو اور اُسکی اولاد کی اولاد کو اور اُسکے
گھر والونکو اور اُسکے گھر کے آس پاس رہنے والونکو درست کرتا ہے اور جبتک وہ رہتا ہے وے سب بھی اللہ کے حفظ مین رہتے ہین سیوطی نے کہا کہ
اُسکی سند بھی ضعیف ہے اور ابن ابی حاتم اور بیہقی شعب الایمان مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ انھون نے تفسیر مین ولولا دفع اللہ
الناس بعضہم ببعض کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نمازی کے سبب سے بے نمازی کی بلا دفع کرتا ہے اور حج کرنیوالے کے سبب سے حج نکرنے والے کی بلا دفع
کرتا ہے اور زکواۃ دینے والے کے سبب سے زکواۃ نہ دینے والے کی بلا دفع کرتا ہے اور امام احمد اور حکیم ترمذی اور ابن عساکر علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے
روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابدال شام مین ہین وے چالیس مرد ہین انمین سے جب کوئی مرتا ہے تو اُسکے بدلے اللہ تعالیٰ
دوسرے کو مقرر کرتا ہے انھین کے سبب سے مینہہ برستا ہے اور دشمنون پر نصرت پاتے ہین اور اہل زمین سے عذاب دفع ہوتا ہے اور ابو نعیم حلیہ مین
اور ابن عساکر ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے بندون مین تین سو
شخص ہین کہ اُنکے دل آدم علیہ السلام کے دل کے برابر ہین اور اللہ تعالیٰ کے بندونمین چالیس شخص ہین اُنکے دل موسیٰ علیہ السلام کے
دل کے برابر ہین اور اللہ تعالیٰ کے بندونمین سات شخص ایسے ہین اُنکے دل ابراہیم علیہ السلام کے دل کے برابر ہین اور اللہ تعالیٰ کے
بندونمین پانچ شخص ایسے ہین اُنکے دل جبرئیل علیہ السلام کے دل کے برابر اور اللہ تعالیٰ کے بندونمین تین شخص ہین اُنکے دل میکائیل علیہ السلام
کے دل کے برابر اور اللہ تعالیٰ کے بندون مین ایک شخص ہے کہ اُسکا دل اسرافیل علیہ السلام کے دل کے برابر ہے جب وہ ایک شخص مر جاتا ہے
تو اُسکے مقام مین اُن تین شخص مین کا ایک شخص ہوتا ہے اور تین شخص مین کا کوئی مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسکے مقام پر اُن پانچ شخصون مین سے
ایک کو مقرر کرتا ہے اور جب اُن پانچ شخصون مین کا کوئی مرتا ہے تو اُسکے مقام پر اُن سات مین سے ایک کو مقرر کرتا ہے اور جب سات شخصون مین سے
کوئی مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسکی جگہ چالیس مین سے ایک کو مقرر کرتا ہے اور جب چالیس مین کا کوئی مرتا ہے تو تین سو مین سے ایک کو اُنکی جگہ مقرر
کرتا ہے اور جب تین سو مین کا کوئی مرتا ہے تو اُسکی جگہ عوام مین سے ایک کو مقرر کرتا ہے اُنھین کے سبب سے زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور
مینہہ برساتا ہے اور زمین سے اُگاتا ہے اور بلا دفع کرتا ہے عبداللہ بن مسعود سے پوچھو زندہ کیسا اور کسطرح مارتا ہے تو کہے امت بہت ہونا کرکے وے
دعا مانگتے ہین تو بہت پیدا ہوتے ہین اور ظالمونپر بددعا کرتے ہین تو وے مرتے ہین اور مینہہ مانگتے ہین تو اللہ تعالیٰ مینہہ برساتا ہے اور اللہ سے سوال کرتے ہین
تو زمین سے اُگاتا ہے اور دعا مانگتے ہین تو اقسام کی بلا دفع کرتا ہے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ لیکن اللہ فضل رکھتا ہے جہان کے
لوگونپر پہلے اُنکو اپنے فضل سے پیدا کیا پھر اُنسے بلا دفع کی تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ یہہ آیتین اللہ کی ہین یعنی یہہ قصے جو ہمنے تجھے کہے نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ
بِالْحَقِّ ہم تجکو سناتے ہین ٹھیک ٹھیک وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اور بیشک تو رسولونمین سے ہے کیونکہ تو امی تھا اُن قصون کا تجکو علم نتھا ہمنے تجھے تعلیم کی تو معلوم ہوا کہ تو رسول ہے

و ۲۴ د

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ یہہ سب پیغامبر بزرگی دی ہمنے اِن مین
ایک دوسرے پر ان رسولون سے مراد وے ہین جنکے قصے سابق مین گذرے اِس آیت مین دلیل ہی اسبات پر کہ پیغمبران
مین بعضون کو بعضون پر تفضیل ہی امت کے علما سب اسی بات پر اتفاق کیئے ہین اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تمام سے افضل ہین اور
اُنکے بعد ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام ہین مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ کوئی ہی انمین کہ کلام کیا اس سے اللہ نے یعنے بیواسطہ اللہ
نے سخن کیا چنانچہ موسی علیہ السلام مدین سے مصر کو آتے وقت شب کو جب راستہ گم کئے تو اللہ تعالی نے فرشتے کے بیواسطے سخن کیا ایسا ہی
کوہ طور پر بھی سخن کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے معراج کی شب کو بیواسطہ بات کی وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ اور
بلند کیا بعضون کے مرتبے اِس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اللہ تعالی نے اُنکا مرتبہ سب پر بلند کیا دعوت آپ کی
علی العموم ہے اور نبوت آپ پر ختم کی اور قرآن سا معجزہ آپکو عنایت کیا اور بہت سے معجزے جنکا بیان سیر کی
کتابون مین مفصل مذکور ہے وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ اور دئے ہمنے عیسی مریم کے بیٹے
کو روشن معجزے جیسے مردون کو زندہ کرنا اور اندہے بہرے کو درست کرنا وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اور
قوت دی ہمنے اسکو یعنی عیسی کو روح پاک سے روح القدس سے جبرئیل علیہ السلام مراد ہین عیسی علیہ السلام جہان
جاتے جبرئیل اُنکے ساتھ رہتے وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ
الْبَيِّنٰتُ اور اگر چاہتا اللہ نہ لڑتے اُنکے پچھلے بعد اُسکے کہ پہنچے اُنکو روشن معجزے یعنی اللہ تعالی کا ارادہ ہوتا تو ان
پیغمبرون کے بعد کوئی دین مین اختلاف نکرتا وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا لیکن وے بعضے پچھلے اختلاف کئے کیونکہ ارادۂ الہی ایسا ہی
تھا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ پھر کوئی انمین ایمان لایا یعنی اپنی ایمان پر ثابت قدم رہا وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ اور
کوئی انمین منکر ہوا یعنی رسولون کے معجزے دیکھکر عمدا منکر ہوا وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا اور اگر چاہتا اللہ
نہ لڑتے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ لیکن اللہ کرتا ہی جو چاہے یعنی اللہ تعالی جسکو چاہتا ہی اپنی اطاعت
اور ایمان کی توفیق دیتا ہی یہہ اُسکا فضل ورحمت ہی اور جسکو چاہتا ہی اُسکو نامراد کرتا ہی یہہ اُسکا عدل ہے
کسیکو طاقت نہین کہ اس مالک جہان پر اعتراض کرے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اے ایمان والو اَنْفِقُوْا
مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ خرچ کرو کچھ ہمارا دیا اِس خرچ سے زکوۃ فرض مراد ہے اور بعضے کہتے ہین صدقہ تطوع
مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ اُس دن کے آنیکے آگے جسمین بکنا ہے

اور نہ آشنائی ہے اور نہ سفارش بیع سے فدیہ مراد ہے یعنی کچھ مال خرچ کرکے اپنے کو بلا سے بچانا اسکو بیع
بولا کیونکہ فدئے میں بھی اپنی جان کو ملاکی سے مول لینا ہی مطلب آیت کا یہہ ہے تمھیں اپنی جانوں کیواسطے
کچھ مال دینا ہو تو دنیا میں ہی دو قیامت کا دن جب آویگا کوئی مال دیکے اپنے تئیں چھڑا نہ سکیگا اور نہ کسی
کی آشنائی کام آویگی اور نہ کوئی شفاعت کریگا ظاہر اس آیت کا نفی شفاعت پر عموما دلالت کرتا ہے لیکن
مراد نفی شفاعت ہے مخصوص کافروں کے لئے یا نفی شفاعت بلا اذن ہے اسکا بیان مفصل گذر چکا وَالْكٰفِرُوْنَ
هُمُ الظّٰلِمُوْنَ اور کافر وہی ہیں ظالم یعنی کافر ہی ظلم میں کامل ہیں دوسرے نہیں اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ اللہ اُسکے سوائے کسیکی بندگی نہیں وہ جیتا ہے سب کا تھامنے والا یعنی مستحق عبادت کا وہی
ہے اُسکے سوائے دوسرا کوئی خدائی کے لایق نہیں حی یعنی ہمیشہ زندگی سے موصوف ہے اُسکو کبھی موت وفنا نہیں
قیوم یعنے مخلوقات کی تدبیر میں اور اُنکی محافظت میں ہمیشہ رہنے والا لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ
نہیں پکڑتی اُسکو اونگھ اور نیند نیند کا خمار جو آتا ہے اُسکو سنہ کہتے ہیں سین کے کسرے سے اللہ تعالی سبحانہ نیند سے
بلکہ اوسکے خمار سے بھی منزہ ہے کیونکہ یہہ صفت حی القیوم میں رہنا عیب و نقصان ہے جو غافل ہو وہ کیونکر
محافظت و تدبیر کریگا اللہ کی ذات سب عیبوں سے پاک ہے لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ
اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمان و زمین میں یعنی اللہ تعالی سب کا مالک ہے اُسکے ساتھ کوئی شرکت رکھنے والا اور
منازعت کرنے والا نہیں ما فی السموٰت والارض جو فرمایا اسمیں افلاک و ستارے اور نباتات اور معادن
اور ملایک و انسان اور جن وغیرہ سب داخل ہیں مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ
کون ایسا ہے کہ سفارش کرے اُسکے پاس مگر اُسکے حکم سے یہہ استفہام انکاری ہے معنی اُسکا یوں ہے
اُسکے پاس کوئی سفارش نہ کرسکیگا مگر اُسکے حکم و ارادے سے مشرک لوگ کہا کرتے تھے بت ہماری شفاعت
کرینگے اُنکے رد پر فرمایا کہ اُس سبحانہ و تعالی کی کبریائی اور شان ایسی ہے کہ کوئی اُسکا مساوی اور ہمسر
نہیں جو مستقل ہوکے اُسکے ارادے کو شفاعت اور عاجزی کی راہ سے دفع کرسکے کیا مجال کہ اُسکے ارادے
کو عناد یا خصومت کی راہ سے پھیر دیئے وہ جو فرمایا الا باذنہ اُس سے استثنا کیا شفاعت نبی صلی اللہ
علیہ وسلم وغیرہ کی اسطور پر ہے کہ یہ لوگ اُسکے امر و ارادے سے شفاعت کرینگے ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے

کہ سعید بن جبیر ابن جملہ کی تفسیر یون کئے من یتکلم عندہٗ اِلّا باذنہ یعنے کون ایسا ہی کہ بات کرے اُسکے پاس مگر اُسکے
حکم سے یہہ مطابق ہے اللہ تعالی اُنکے قول کے لایتکلمون الا من اذن لہ الرحمن ورضی لہ قولا یَعْلَمُ مَا بَیْنَ
اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ جانتا ہی جو خلق کے روبرو ہی اور جو اُنکے پیچھے مجاہد نے کہا ہے روبرو سے دنیا کے اُمور
مُراد ہین اور پیچھے سے آخرت کے اُمور کلبی نے کہا روبرو سے آخرت اور پیچھے سے دنیا مُراد ہے کیونکہ وے دُنیا کو
اپنے پیچھے چھوڑکے آخرت کی طرف جاتے ہین گویا آخرت اُنکے سامھنے آتی ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین روبرو سے
مُراد اُنکے اعمال جو آگے پیچھے ہین اور پیچھے سے اُن کے وہ اعمال جنکو ضایع کئے ہین غرض اس جملہ سے یہہ مقصود ہے
کہ اللہ تعالی تمام کے احوال پر واقف آگاہ ہی اُس سے کوئی چیز مخفی نہین وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا
بِمَا شَآءَ اور نہین گھیر سکتے وے خلق اُسکے علم مین سے کچھہ مگر خود وہ چاہے اس جگہ علم سے مراد معلومات ہین
یعنے اللہ تعالی کے معلومات کو کوئی احاطہ نہین کرسکتا مگر جس بات پر اللہ تعالی آگاہ کرنا چاہے تو انبیا پر وحی سے
غیب کی بات ظاہر کرتا ہی وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ گنجایش رکھی ہی اُسکی کرسی آسمانون
اور زمین کو کُرسی کا اصل معنی ایک چیز کو دوسرے کے ساتھہ جوڑنا بعد عرف مین اُن لکڑیون کو جو مخصوص ایک شکل
پر بیٹھنے کی خاطر بناتے ہین کہنے لگے اس جگہ کرسی سے عرش مُراد ہے اس قول کو ابن جریر نے حسن بصری سے روایت
کیا ہی بعضے کہتے ہین کرسی وہ جو تخت کے روبرو ڈالتے ہین سلاطین قدمون کو اُسپر رکھا کرتے ہین اُسکو ابن جریر نے
ضحاک سے نقل کیا ہی اور وہ کرسی ساتون آسمان کے اوپر عرش کے نیچے ہی ابن ابی حاتم اور ابن المنذر ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ اگر ساتون آسمان اور ساتون زمین ایک کہ ایک کے ساتھ وصل کرین
تو اُنکی وسعت کُرسی کی بہ نسبت ایسی ہے جیسا ایک حلقہ ہی میدان مین ابن جریر وغیرہ ابو ذر رضی اللہ عنہ سے
بھی مرفوع اسکی مثل روایت کئے ہین سعید بن منصور وغیرہ مجاہد سے روایت کئے ہین کہ ساتون آسمان و زمین کرسی کی
بہ نسبت ایک حلقہ کی مانند ہین وسیع میدان مین اور کُرسی عرش کی بہ نسبت اسی حلقہ کی مانند ہے بعضے کہتے ہین کرسی
عرش کے اوپر ہے بعضے کہتے ہین کرسی سے اللہ تعالی کا علم مُراد ہے بعضے کہتے ہین یہہ فقط مثال ہے اُسکی عظمت
کی صورت بیان کرنے کو وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا اُسکو مشکل نہین اِن دونون کی یعنی آسمان و زمین
کی محافظت وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ وہی ہے سب سے برتر سب سے بڑا یاد رکھئے اس آیت کا نام آیت الکرسی ہے

یہہ آیت علم آلہی کے اصول مسایل پر مشتمل ہی کیونکہ یہہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہی کہ اللہ تعالی موجود وہی الوہیت
مین واحد ہی زندگی سے متصف ہی واجب الوجود لذاتہ ہی غیر کا موجد ہی کیونکہ قیوم وہی ہی جو بنفسہ قایم ہو اور دوسرون
کو قایم کرے تحیز و حلول سے منزہ ہی تغیر اور فتور سے مبرا ہی کسی کا لبد سے مناسبت نہین رکھتا ارواح کے عوارض
اسکو عارض نہین ہوتے ملک و ملکوت کا مالک ہی تمام اصول و فروع کا مخترع ہی بڑے دبدبے والا ہی کہ جسکے پاس
کسیکو بے اجازت بات کرنے کی مجال نہین تمام چیزون سے عالم ہی ظاہر ہو یا چھپے کلی ہون یا جزئی اُسکی مملکت اور
قدرت کی بڑی وسعت ہی جو چیز ملک ہوئیکی اور مقدوریت کی صلاحیت رکھے وہ اُسکا مالک اور اُس پر قادر ہی
کوئی گران چیز اسپر گران نہین ایک کام مین مشغول ہوکے دوسرے سے غافل نہین ہوتا وہم کے ادراک سے برتر ہی فہم کے
احاطہ سے باہر یہہ آیت ان اصول پر شامل رہنے سے اُسکے بہت سے فضایل حدیث مین وارد ہین مسلم اور ابو داود ابی
بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کئیے ہین کہے ایکبار مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھے اے ابو المنذر کتاب اللہ مین کونسی
آیت اعظم ہی مین بولا اللہ اور اُسکا رسول اسبات کو خوب جانتے ہین آپ پھر فرمائے اے ابو المنذر کتاب اللہ مین کونسی
آیت اعظم ہی تب مین بولا آیت الکرسی اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سینے پر مارکے فرمائے
لیہنک العلم ابا المنذر یعنی اے ابو المنذر علم تجکو مبارک ہو اس حدیث کو امام احمد اور ابن ابی شیبہ مسلم کی جو
اسناد ہی اُسی اسناد سے روایت کئیے ہین اُسمین یہہ بھی زیادہ کئے ہین میرا جی جسکے دست قدرت مین ہی اُسی کی قسم اس
آیت کو زبان ہی اور ہونٹھ عرش کے ساق پاس اللہ کی پاکی کہتی ہی اس حدیث کے پہلے جملہ کو یعنی اعظم آیت قرآن مین
آیت الکرسی ہے بخاری تاریخ مین اور طبرانی اور ابو نعیم کتاب المعرفہ مین واثلہ بن الاسقع سے بھی روایت کئیے ہین رجال اسکی سند کے ثقہ ہین اور خطیب بغدادی
اپنی تاریخ مین انس سے اور بیہقی شعب مین ابن مسعود سے اور ابن الضریس ابن عباس سے اور ابن راہویہ اپنی مسند مین عوف بن مالک سے بھی
روایت کئیے ہین امام احمد نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے آیت الکرسی پاؤ قرآن ہے یعنی اُسکے پڑھنے
سے پاؤ قرآن پڑھنے کا ثواب ملتا ہی بیہقی نے شعب الایمان مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے جو کوئی ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑہیگا تو دوسری نماز تک محفوظ رہیگا اُسپر محافظت کریگا مگر
نبی یا صدیق یا شہید طبرانی نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
فرض نماز کے بعد جو کوئی آیۃ الکرسی پڑھیگا تو دوسری نماز تک اللہ تعالی کے ذمہ مین رہیگا اس حدیث کی سند

حسن ہے ابو الحسن محمد بن احمد بن سمعون واعظ اپنی امالی مین اور ابن النجار بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین
کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے شکایت کیا کہ میرے گھر مین جو ہے اُسکی برکت محو ہوتی ہے تب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسکو فرمائے آیت الکرسی سے تو کیون غافل ہو جس کھانے اور سالن پر وہ آیت پڑھی جائیگی تو
اللہ تعالی اُس کھانے اور سالن کو برکت سے بڑھاویگا نسائی اور طبرانی اور ابن حبان ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے اور
بیہقی شعب الایمان مین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو کوئی
آیت الکرسی ہر نماز کے بعد پڑھیگا تو اُسکو بہشت مین جانے کو کوئی چیز مانع نہین مگر مرنے کا توقف ہو ابی امامہ کی حدیث
ایک طریق صحیح ہو بخاری کی شرط پر اور ابن حبان بھی اُسکی تصحیح کیا ہو علی رضی اللہ عنہ کی روایت مین یہہ بھی زیادہ
کیا ہو اور جو کوئی اُس آیت کو اپنے سونے کیوقت پڑھا کریگا تو اللہ اُسکے گھر کو اور اُسکے ہمسایہ کے اور اُسکے اطراف کے
چند گھر ونکو امن مین رکھیگا ترمذی اور بیہقی اور حاکم مستدرک مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سورہ بقرہ مین ایک آیت ہو وہ آیات قرآن کے سیدہ ہو حاکم نے زیادہ کیا ہو جس گھر مین
شیطان ہو وہان اُسکو پڑھے تو شیطان سے نکل جاویگا وہ آیت آیۃ الکرسی ہو بخاری اور نسائی اور ابن خزیمہ وغیرہ
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے ایکبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی زکوٰۃ کو محافظت کرنیکے
لئے مجھے بٹھلائے ایک شخص آکے اُسمین کا اناج اپنے لپتو سے لینے لگا مین نے اُسکو پکڑلیا اور بولا تجھ کو مین رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے پاس لیجاتا ہون اُسنے کہا مین محتاج ہون مجھ پر قرض ہے اور مجھے عیال ہین اور مجھے نہایت ضرورت
ہے مین نے اُسکو چھوڑ دیا صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھ کے فرمائے اے ابوہریرہ تمھارے رات کے اسیر کا کیا
ماجرا ہو مین نے عرض کیا یا رسول اللہ اُسنے اپنی محتاجی اور عیالداری بیان کی مین نے ترس کھا کے چھوڑ دیا رسول اللہ صلی
علیہ وسلم فرمائے وہ جھوٹھ بولا پھر آئیگا آپ یہہ فرمانے سے مجھے یقین ہوا کہ وہ پھر آویگا تب مین اسکی راہ تک رہا
تھا کہ اُسنے آکے اناج لپتو سے اٹھانے لگا مین اُسکو پکڑ لیکے بولا تجھکو مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیجاونگا
بولا مجھے چھوڑ دو مین محتاج ہون علایق بہت رکھتا ہون مین نے ترس کھاکے چھوڑ دیا صبح کو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم پوچھے اے ابوہریرہ تمھارا رات کے اسیر کا کیا ماجرا ہو مین نے عرض کیا یا رسول اللہ اُسنے اپنی محتاجی اور عیالداری
بیان کی مین نے ترس کھاکے چھوڑ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وہ جھوٹھ بولا پھر آئیگا تیسرے مرتبہ مین اُسکو

تک رہا تھا پھر آکے اناج اُٹھانے لگا مین اُسکو پکڑ لیکے بولا تو تین شب سے نہ آونگا کرکے اقرار کرتا ہے اور پھر آتا ہے اب مین
تجھکو البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیجاونگا اُسنے کہا مجھے چھوڑ دو مین تمکو چند کلمے سکھا دیتا ہون کہ اُن سے
تمکو اللہ تعالی نفع دیگا مینے کہا وہ کیا بولا بچھونے پر سونے کو جب جاؤ تو آیت الکرسی اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم
آخر آیت تک پڑھا کرو اللہ تعالی کی طرف سے تمہارے پر ایک محافظ متعین رہیگا اور تمہارے پاس صبح تک
شیطان نہ آویگا مین اُسکو چھوڑ دیا صبح ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے اے ابوہریرہ تمہارے رات کے
اسیر کا کیا ماجرا ہے مینے عرض کیا یا رسول اللہ اسکے اس کہنے سے کہ مین تجھے فایدے کے کلمے سکھاتا ہون مینے
اُسکو چھوڑ دیا فرمائے وہ کیا کلمے ہین تب مین وہ عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سچ بولا
پر وہ بڑا جھوٹا ہے اے ابوہریرہ تم تین شب سے کس سے بات کرتے تھے سو جانتے ہو مین بولا نہین فرمائے
وہ شیطان تھا نسائی اور ابو یعلی اور ابن حبان اپنی صحیح مین اور ابو الشیخ کتاب العظمۃ مین اور طبرانی اور حاکم اور ابو نعیم
اور بیہقی دونون اپنے دلایل مین ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہے میرے یہان جرین[1] مین خرما رہتا جب
دیکھتا تو اسمین خرما کم نظر آتا ایک شب مین اُسکی نگاہبانی کرتا رہا دیکھا تو ایک شخص جوان لڑکے سی شبیہ مین آیا
مینے اُسکو سلام کیا وہ سلام کا جواب دیا مینے اُس سے پوچھا تو جن ہے یا انسان وہ بولا مین جن ہون مینے کہا تو اپنا
ہاتھ بتلا اُسنے بتلایا کتے کے ہاتھ کی مانند تھا اُسپر بال بھی کتے کے بالون کے سے تھے مین نے پوچھا کیا جنون کی خلقت ایسی ہی
ہوا کرتی ہے بولا جنونکو معلوم ہے میرے سے قوی اُنمین کوئی نہین مین بولا تونے ایسا کام کسواسطے کیا بولا مین سنا ہون
کہ تم صدقہ دینا بہت دوست رکھتے ہو مجھے آرزو آئی کہ تمہارے یہان کا کھانا بھی کچھ کھاؤن ابی رضی اللہ تعالی
عنہ کہے کیا چیز ہمکو تمہارے سے پناہ مین رکھتی ہے بولا سورۂ بقرہ مین کی آیت جو آیت الکرسی کہلاتی ہے شام کے
اُسکو جو کوئی پڑھے تو صبح تک ہمارے سے پناہ مین رہتا ہے اور صبح کو جو کوئی پڑھے تو شام تک ہمارے سے پناہ مین
رہتا ہے ابی کہتے ہین صبح ہی مینے آکے یہہ ماجرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ فرمائے کہ وہ خبیث
سچ بولا امام احمد اور ترمذی ابی ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہے ہمارے گھر مین ایک
طاق تھا مین اُس مین خرما رکھا کرتا غول یعنے چڑیل آکے اس مین سے لیجاتی مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس شکایت لے گیا آپ فرمائے تم اُسکو دیکھو تو کہو بسم اللہ اجیبی رسول اللہ پھر اُسکو یہہ کہکر پکڑ لیا اُسنے

[1] جرین اس موضع کو کہتے ہین کہ جہان خرما خشک ہونیکو ڈالے جاتے ہین

قسم کھائی کہ مجھے چھوڑ دو پھر نہ آونگی مین نے اُسکو چھوڑ دیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ پوچھے
تیرے اسیر کا کیا ماجرا ہی مین نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ قسم کھائی کہ پھر نہ آونگی مینے اسکو چھوڑ دیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وہ جھوٹھ کہی پھر آویگی غرض دوسرے بار بھی مین نے اُسکو پکڑا اُسنے نہ آونگی کرکے قسم
کھائی مین نے اُسکو چھوڑ دیا آپ فرمائے وہ جھوٹھ کہی پھر آویگی تیسرے مرتبہ مینے اُسکو پکڑکے کہا اب تجھکو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیگئے تک نہ چھوڑونگا کہی مین تمکو ایک بات سکھاتی ہون تم اپنے گھر مین ایت الکرسی پڑھا کرو
شیطان وغیرہ نہ آوینگے مینے چھوڑ دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ پوچھے تیرے اسیر کا کیا ماجرا ہے
مینے سب ماجرا بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وہ بڑی جھوٹی ہے پر یہہ بات سچ کہی ترمذی نے کہا یہہ حدیث
حسن غریب ہی دوسرے صحابہ پر بھی ایسے قصے گذرے ہین چنانچہ ابی اسید ساعدی انصاری کے قصے کو طبرانی نے روایت
کیا ہے زید بن ثابت کے قصے کو ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہی معاذ بن جبل کے قصے کو طبرانی اور ابوبکر رویانی
روایت کئے ہین بریدہ کے قصے کو بیہقی نے دلایل مین روایت کیا ہی عمر کے قصے کو دارمی اور طبرانی اور ابونعیم
اور بیہقی دلایل مین روایت کئے ہین لیکن عمر کے قصہ مین یہہ مذکور ہی کہ شیطان آپ سے شرط کیا تھا کہ تم کشتی کرکے
مجھے گراوگے تو مین تمکو ایک آیت سکھاونگا جسکے پڑھنے سے شیطان گھر مین نہ آویگا عمر جب اسکو پچھاڑے تو یہہ آیت
سکھایا ابن ابی حاتم وغیرہ ابن عباس سے روایت کئے ہین کہ بنی اسرائیل موسی علیہ السلام سے پوچھے ای موسی تیرا رب کبھی
سوتا بھی ہے موسی انکو غصہ کئے اور کہے اللہ سے ڈرا کرو تب اللہ تعالی موسی کو ندا کرکے کہا اے موسی تجھے پوچھتے
ہین تیرا رب سوتا ہی یا نہین تو اپنے دونون ہاتون مین دو شیشے لیکے تمام شب کھڑا ہو موسی وہین کھڑے ہوئے ثلث شب
جب ہوئی موسی اونگھ کر گٹون پر گرگئے پھر ہشیار ہوکے شیشون کو مضبوط پکڑے پچھلی شب کو موسی اونگے شیشے ہاتھ سے
گرکے پھوٹ گئے اللہ تعالی موسی علیہ السلام کو فرمایا ای موسی اگر مین سوتا رہتا تو آسمان و زمین گرکے پھوٹ جاتے
جیسے یہ شیشے پھوٹے لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ زبردستی نہین دین مین یعنی زبردستی سے دین مین داخل کرنا نہین
پہنچتا اس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابوداود اور نسائی اور ابن جریر وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون
روایت کئے ہین کہ پیش از اسلام انصار کی عورتون سے جسکا بچہ نہین جیتا تو وہ نذر کرتی اگر میرا بچہ جیتا جاگتا رہیگا تو اسکو
یہودی کردونگی اس لئے انصار کے بہت بچے یہودیون کے پاس تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی النضیر کو جب شہر بدر کئے

انصار کہنے لگے ہم اپنی اولاد کو نہ چھوڑینگے تب اللہ تعالی نے یہہ آیت نازل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
اُنمین تمہارے لوگ جو ہین اُنسے استمزاج کرو اگر انکو اختیار کرین تو وے تمہارے ہین اگر یہود کو اختیار کرین تو وہ
یہود ہی ہین اُنہون کو بھی یہود کے ساتھ جلا وطن کرنا سعید بن جبیر اور شعبی سے بھی ایسا ہی مروی ہے مجاہد سے
یہہ مروی ہے کہ بنی نضیر کے قبیلے والے اوسیون کے بچون کو دودھ پلاتے تھی بنی نضیر کو جب شہر بدر کئے اُن کے
قرابت والے اوسیان کہے ہم بھی یہود کے ساتھ جاوینگے اُنکے قرابت والے مسلمان اُنکو روکے اور مسلمان ہونے
کیواسطے اُنپر جبر کئے تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا عبد بن حمید نے عبد اللہ بن علیہ سے روایت کیا ہے کہ انصار سے یعنی بنی سالم
بن عوف مین ایک شخص تھا ابوالحصین نام اسکو دو فرزند تھے پیش از بعثت کے دونون نصرانی ہوئے تھے ایکبار وے
دونون یہودیون کے ساتھ مدینہ کو اناج بیچنے آئے باپ نے انکو دیکھ کے پکڑ لیا اور بولا جب تک تم اسلام نہ لاؤگے
مین تمکو نہ چھوڑونگا وے اس بات پر راضی نہین ہوئے تب یہہ قصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا اور عرض
کیا یا رسول اللہ میرے فرزند دوزخ مین جاوین اور مین دیکھتا رہون کیونکر ہوگا تب یہہ آیت اتری اکثر مفسرین
کہتے ہین یہہ آیت منسوخ نہین بلکہ محکم ہے لیکن اپنے عموم پر باقی نہین بلکہ خاص ہے اہل کتاب کے حق مین کہ وے جزیہ دین
تو انکو اسلام لانے پر جبر نہین بعضے کہتے ہین ابتداء اسلام مین ہنوز جنگ کا حکم نہین ہوا تھا اُسوقت یہہ آیت
نازل ہوئی تھی کہ اسلام لانے پر جبر نہین جب آیت سیف نازل ہوئی اُس سے یہہ حکم منسوخ ہوا یہہ قول ابن مسعود
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ کھل چکی ہے سیدھی راہ گمراہی سے یعنی ایمان اور کفر مین
فرق روشن دلیلون سے ظاہر ہوا ایمان لے آنا سیدھی راہ ہے اس سے سعادت ابدی حاصل ہوتی ہے کفر اختیار کرنا
گمراہی ہے شقاوت سرمدی کو پہنچاتا ہے سو دلیلون سے ثابت ہوا عقلمند پر جب یہہ بات کھل گئی تو ایمان کے
طرف جلدی کریگا تا اُسکو سعادت اور نجات ملے کفر سے بھاگیگا تا شقاوت سے بچے جب امر ایسا ہو تو ایمان لانے
کیواسطے جبر کرنا ضرور نہین فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ اب جو کوئی منکر ہو طاغوت سے یعنے شیطان سے بعضے کہتے ہین
طاغوت سے ساحر اور کاہن مراد ہے بعضے کہتے ہین اُس سے بت وغیرہ کہ جن کو اللہ کے سوا پرستش کیا کرتے ہین
مراد ہے وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ اور ایمان لاوے اللہ پر یعنے اللہ کو اپنا رب اور معبود سمجھے اور اُسکے پیغمبرون کی
تصدیق کرے فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى لَا انْفِصَامَ لَهَا مقرر اُس نے پکڑی گرہ مضبوط جو ٹوٹنے کی نہین

ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہو کہ عروہ وثقی لا الہ الا اللہ ہے ابن ابی شیبہ نے انس بن مالک
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہو کہ وہ قرآن ہو اور مجاہد کہتا ہو کہ وہ ایمان ہو حاصل مطلب یہہ ہو کہ دین اسلام
کو محکم پکڑنا گویا مضبوط زنجیر کو پکڑنا ہے کہ جسکا ٹوٹنا ممکن نہین یہان تک کہ بہشت مین داخل ہووے وَاللّٰهُ
سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اور اللہ سنتا ہو جانتا اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ اللہ
معین و مددگار ہے ایمان والون کا نکالتا ہو انکو اندھیرون سے اجالے مین کفر کو ظلمات سے تعبیر کیا اور ایمان کو
نور سے طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہو کہ الذین آمنوا سے ایک قوم مراد تھی کہ عیسی علیہ السلام
سے منکر تھی بعد وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائی وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰۗـــُٔــھُمُ الطَّاغُوْتُ اور وے
جو منکر ہین مددگار انکے شیطان ہین مقاتل نے کہا ہے طاغوت سے کعب بن الاشرف اور حیی بن اخطب اور وے
گمراہی کے سردار مراد ہین طاغوت کے لفظ کا استعمال مذکر اور مونث واحد اور جمع سب پر آتا ہو اس جگہہ
اسکو جمع مین استعمال کیا يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ نکالتے ہین انکو اجالے سے اندھیرون مین
یعنے ہدایت سے گمراہی کی طرف بلاتے ہین طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہو کہ یہہ آیت چند
لوگون کے حق مین نازل ہوئی جو عیسی علیہ السلام پر ایمان لائے تھے جب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو آپ کے منکر ہوئے بعضے کہتے ہین دونون آیتین اپنے عموم پر ہین
ان سے مخصوص کوئی قوم مراد نہین اور بعضے کہتے ہین چند لوگ اسلام لاکے مرتد ہوئے
تھے انکی شان مین یہہ آیت نازل ہوئی معلوم کیجیے ایمان سے نکالنا حقیقت مین اللہ تعالی کے ارادہ سے ہو مگر طاغوت
سبب بڑے تھے اسلیے نکالنے کی نسبت طاغوت کی طرف کیا اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ وے
ہین یعنی طاغوت اور کفار دوزخ والے اُس مین یعنے دوزخ مین سدا رہینگے اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَاۗجَّ اِبْرٰهٖمَ
فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ کیا تو نے نہین دیکھا وہ شخص جو جھگڑا ابراہیم سے اُسکے رب پر اسواسطے کہ
دی اللہ نے اُسکو سلطنت یعنی اللہ تعالی نے اسکو جو سلطنت دی تھی وہ سلطنت کے غرور پر اللہ تعالی کی ذات پاک مین
جھگڑنے لگا اللہ تعالی نے الم تر فرمایا اس سے مراد الم تعلم ہے یعنی کیا تو نہین جانتا اس کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس بمنزلہ معاینہ کے تھا اسواسطے الم تر کے لفظ سے تعبیر کیا اس بادشاہ کا نام نمرود تھا تاج پہنے کا اختراع اول

اُسی نے نکالا اور زمین پر جبر و ظلم کی بنا ڈالی اور دعوی خدائی کا کیا اور ایک عمارت بلند تیار کرکے آسمان والوں سے جنگ کرنا چاہا اس عمارت کا احوال انشاء اللہ سورہ غافر میں مذکور ہوگا ابن جریر نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ تمام روے زمین کے مالک چار شخص ہوے دو مومن تھے ایک سلیمان بن داؤد دوسرے ذوالقرنین علیہ السلام اور دو کافر ایک بخت نصر دوسرا نمرود بن کنعان اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ جب کہا ابراہیم نے میرا رب وہ جو جلاتا ہے اور مارتا ہے یہہ سخن جواب ہے نمرود کا نمرود نے ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا تیرا رب کون ہے ابراہیم اُسکو یہہ جواب دئے قَالَ نمرود بولا اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ میں ہوں جلاتا اور مارتا اکثر مفسرین کا یہہ قول ہے کہ نمرود نے دو شخص کو بلوایا ایک کو گھایل کیا اور دوسرے کو چھوڑ دیا اِس گدھے نے قتل نہ کرنے کو حیات نام رکھا ابراہیم علیہ السلام دیکھے کہ اُسکو عقل سے بہرہ نہیں ترک قتل کو حیات سمجھا ہے اِس لئے اس دلیل کو چھوڑ کے دوسری دلیل کی طرف نقل کئے قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ کہا ابراہیم نے مقرر اللہ تو نکالتا ہے سورج کو مشرق سے پھر تو اُسکو نکال مغرب سے فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ تب حیران رہ گیا وہ منکر یعنے نمرود کو کچھ نہ سدھری اور کچھ جواب کہہ نہ سکا سمجھا کہ اپنے سے یہہ کام نہوگا بعضے کہتے ہیں نمرود کے اور ابراہیم کے درمیان یہہ جھگڑا جو ہوا ابراہیم علیہ السلام کو آتش میں ڈالنے کے بعد ہوا تھا عبدالرزاق اور ابن جریر وغیرہ زید بن اسلم سے روایت کئے ہیں کہ نمرود کے وقت میں ایکبارگی قحط پڑا لوگ نمرود کے یہاں جاتے لینے پوچھتا تمھارا رب کون ہے جو کہتا تو ہی اُسکو اناج دیتا ابراہیم علیہ السلام بھی اسکے یہاں گئے نمرود نے کہا تیرا رب کون ہے ابراہیم فرمائے میرا رب وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے نمرود بولا میں بھی جلاتا ہوں اور مارتا ہوں تب ابراہیم کہے اللہ سورج کو پورب سے نکالتا ہے تو اسکو پچھم سے نکال نمرود بند پڑا اور ابراہیم کو اناج نہ دیکے نکال دیا ابراہیم نے اپنے گھر کی راہ لی لیک بالو کے ٹیلے پر ایکا گذر ہوا بولے میں یہاں کی بالو لیجاؤں تو گھر کے لوگ دیکھکے خوش ہوجاینگے یعنے وے اُسکو اناج سمجھکے خوش ہووینگے غرض بالو کا موٹھ باندھکے لائے اور اسباب رکھکے سو گئے انکی بی بی جب اسباب کھولی دیکھتی کیا ہے کہ اس میں ایسا بہتر اناج ہے کہ کوئی نہ دیکھا ہوگا کھانا تیار کرکے ابراہیم کے پاس لئے آئی ابراہیم کو تو معلوم تھا کہ اپنے یہاں کھانا نہ تھا پوچھے کہاں سے آیا

بی بی بولی تم جو اناج لائے تھے اُس سے پکائی ہوں ابراہیم جانے کہ اس رزق کو اللہ بھیجا ہے اُسکا شکر
کیئے بعد اللہ تعالی نے نمرود کے پاس ایک فرشتہ کو یہہ پیغام دیکے بھیجا اگر تو میرے پر ایمان لائیگا تجھکو
تیری سلطنت پر باقی رکھونگا نمرود بولا کیا میرے سوا کوئی دوسرا بھی خدا ہے دوسرے بار بھی فرشتہ آکے
بولا تب بھی وہی جواب دیا تیسرے مرتبہ بھی فرشتے نے آکے کہا اس دفعہ بھی وہی جواب دیا تب فرشتہ
بولا تین دن کی تجھکو مہلت ہے اُمین تو اپنا لشکر جمع کر یہہ جبار اپنی فوج جمع کرکے نکلا اللہ تعالی نے فرشتہ کو
حکم کیا کہ اُسکے لشکر پر مچھروں کو مسلط کر فرشتہ نے مچھروں کا دروازہ اُن پر کھولدیا اس کثرت سے
مچھر نکلے کہ آفتاب چھپ گیا اور مچھر فوج والوں کے بدن کی چربی کھا گئے اور اُنکی خون پی گئے ہڈیوں کے
سوائے کچھ باقی نرہا نمرود کو کچھ نہ کیئے مگر اُسکی ناک میں ایک مچھر گھسکے چار سو برس تک ایذا دیتا رہا
نمرود کا حال یہہ تھا کہ گرزوں سے اُسکے سر پر مارا کرتے اور جو شخص دونوں ہاتھ ملاکے زور سے مارتا
اُس سے نمرود بہت خوش ہوتا چار سو برس تک آخر جو سلطنت کی تھی اللہ تعالی نے چار سو برس
تک اُسکو عذاب میں گرفتار کیا آخر مر گیا مقاتل نے کہا ہو کہ ابراہیم بتونکو جب توڑے نمرود نے اُنکو قید کیا
بعدہ آتش میں جلانے کے لئے اُنکو بلوایا اور پوچھا تیرا رب کون ہے تب وہ مباحثہ ہو وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
الظّٰلِمِيْنَ اور اللہ راہ نہیں بتاتا بے انصافوں کو أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ یا جیسے وہ شخص کہ
گذرا ایک شہر پر اس آیت کا عطف پہلی آیت پر ہے یعنی یوں ہے کیا تو نے نہیں دیکھا اُسکو جو جھگڑا ابراہیم سے
یا نہیں دیکھا مثل اُسکے جو گذرا کون شخص یہہ جو گذرا اُسمیں اختلاف ہے مجاہد نے کہا وہ ایک کافر تھا بعث کا منکر
یہہ قول اگرچہ مطابق کے جملے کے دیکھتے مناسب ہے کیونکہ پہلی آیت میں جو دعوے ربوبیت کا کرتا تھا اُسکو ذکر
کیا اب جو قدرت کا منکر تھا اُسکا احوال کہا لیکن مابعد کے جملوں کے دیکھتے درست نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالی
نے اُسکو خطاب کرکے فرمایا كَمْ لَبِثْتَ کافر سے اللہ تعالی مخاطب نہیں ہوتا اور فرمایا وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِلنَّاسِ لیکن
فقط نبیاں علیہم السلام کے شان میں مستعمل ہوا اگر یہ کافر دل کے حال میں نہیں تھا وہب بن منبہ نے کہا کہ
وہ شخص ارمیا بن خلقیا ہے ہارون علیہ السلام کے سبط میں خضر انکا لقب ہے اکثر مفسرین لکھتے ہیں وہ عزیر
بن شرخیا ہے یہی قول قتادہ اور عکرمہ اور ضحاک اور سدی کا ہے اور حاکم نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے

ورد ۲۵

عبد اللہ بن سلام اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسا ہی روایت کئے ہین کہ وہ شخص عزیر تھے
قریہ سے مراد بیت المقدس ہے اُسکو بخت نصر نے جب ویران کر دیا اور بنی اسرائیل کو قتل کیا اور اپنے
لشکر کو حکم کیا ہر ایک آدمی ایک ڈھال بھر کے مٹی بیت المقدس مین ڈالے تا وہ بھر جاوے بعضے کہتے ہین
قریہ وہ جو وہان سے ہزارہا لوگ موت کے اندیشے سے بھاگے تھے اور بعضے قریے کا نام دیر سایار آباد کہتے ہین
جو فارس کے پاس ایک موضع ہے اور بعضے سلماباد کہتے ہین جو ہمدان کے نواحی مین قریہ ہے اور بعضے دیر
ہرقل کہتے ہین جو عسکر مکرم اور بصرے کے درمیان ہے اور بعضے قریۃ العنب کہتے جو بیت المقدس سے دو کوس
پر تھا وَھِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا اور وہ گر پڑا تھا اپنے چھتون پر یعنے سقف اول گر گئی بعدہ اُنپر
دیوارین گرین قَالَ بولا وہ گذرنے والا اَنّٰى يُحْيِيْ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا کہان جلاوے گا
اسکو اللہ مر گئے پیچھے جلا دینے سے مراد اس قریہ کو آباد کرنا ہے اور موت سے مُراد ویرانی ہے گذرا سو شخص اگر
کافر تھا تو یہہ جو کہا اللہ تعالی کی قدرت سے منکر ہو کے کہا اگر مومن تھا تو انکار کی راہ سے نہین کہا بلکہ عادت جو
جاری ہے اُسکے نظر کرتے کہا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ پھر مار رکھا اُس شخص کو اللہ نے سو برس
ثُمَّ بَعَثَهٗ پیچھے پھر اُٹھایا اسکو قَالَ کہا یعنی اللہ یا فرشتہ كَمْ لَبِثْتَ کتنی دیر تو رہا قَالَ بولا وہ
شخص لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ مین رہا ایکدن یا دن سے کچھ کم قَالَ بولا یعنے اللہ یا فرشتہ
بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ بلکہ تو رہا سو برس فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ اب دیکھ
اپنا کھانا اور پینا سڑ نہین گیا وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ اور دیکھ اپنے گدھے کو یعنے اسکا کیا حال ہے وَلِنَجْعَلَكَ
اٰيَةً لِّلنَّاسِ اور تجھکو ہم نمونہ کیا چاہین لوگون کے واسطے یہہ جملہ معطوف ہے ایک محذوف جملے پر تقدیر
یون ہے ہم ایسا اسواسطے کئے تا تجھکو معلوم کرا دین اور تجھکو لوگون کے لئے آیت کرین یعنے دلالت ہو اُٹھانے
پر موت کے بعد بعضے کہتے ہین آیت یہہ ہے کہ وہ جوان تھا ڈاڑھی سیاہ اُسکے بچے پوترے بوڑھے سفید بال والے
یہہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہتے ہین مرنے کے وقت عزیر کی عمر چالیس برس کی تھی اسیصورت
وہیئت پر اللہ تعالی نے انکو زندہ کیا وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا اور دیکھ ہڈیان کسطرح
اُبھارتے ہین پھر اُن پر پہناتے ہین گوشت اس آیت مین تقدیم و تاخیر ہے اس کی تقدیر یون ہے وانظر الی حمارک

وانظر الی العظام کیف ننشزہا ولنجعلک آیۃ للناس اکثر مفسرین کہتے ہین یہان ہاڑون کو دیکھنا جو فرمایا
اس سے گدھے کے ہاڑ مراد ہین گدھا مرکے اُسکے ہاڑ بھی باقی نہین تھے بعضے کہتے ہین گدھا زندہ تھا اُسکو
جسطرح باندھا تھا اُسی حالت کھڑا ہوا تھا ہاڑ سے اُسی شخص کی ہڈیان مُراد ہین اللہ تعالیٰ نے اوّل اُسکے
آنکھ کو زندہ کیا بعد اُسکے سر کو اور تمام جسد اُسکا میت ہی تھا بعد زندہ ہوا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ پھر جب
اس شخص پر یہہ ظاہر ہوا یعنے شہر آباد ہونیکا وہ اچنباجو کیا تھا اُسکو معاینہ کرچکا قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ بولا مین جانتا ہون کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے معلوم کیجئے کہ اللہ صاحب نے اس قصہ کو ثمن
مجملاً ذکر کیا اسکی تفصیل یہہ ہے کہ عزیر کرکے ایک مرد تھا بہت نیک بخت بڑا دانا اپنی زمین کو دیکھنے نکلا
دوپہر کو ایک ویران قریئے مین پہنچا حرارت سخت ہوئی گدھے پر سے اُترکے اُس ویرانے مین گیا اور کسی سایے
کے تلے جا بیٹھا توشہ دان مین انجیر انگور رکھا تھا نکالکے ایک کاسہ مین انگور کا شیرہ نچوڑا روٹی کے سوکھے
ٹکڑون کو نکالکے نرم ہونے کو شیرے مین ڈالا اور آپ چت لیٹھ کے دونون پیر دیوار پر لگا کے گھرون کے
سقف کو دیکھنے لگا تو کیا دیکھتا ہے کہ گھر کے سقف ٹوٹے اور دیوارین گری ہین آدمی زاد ہلاک ہوگئے
اُن کے بوسیدہ ہاڑ پڑے ہین عزیر بولا اب اُنکو اللہ تعالیٰ کیونکر جلاویگا اللہ کے جلانے مین اُسنے شک کیا
لیکن اچنبھے کی راہ سے بولا اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو حکم کیا کہ اُسکی روح قبض کر پھر سو برس تک اُسکو
مار رکھا بعد اس سو برس کے اندر بنی اسرائیل مین بہت سے حادثے گذرے جب سو برس پورے ہوے تو اللہ تعالیٰ
نے عزیر کے پاس فرشتے کو بھیجا فرشتہ آکے اوّل اُسکے دلکو بنایا تا وہ سمجھے پھر آنکھ پیدا کیا تا دیکھے کہ
اللہ تعالیٰ مردون کو کیسا زندہ کرتا ہے بعد اُسکے تمام بدن کو مترتب کیا اور ہاڑون پر گوشت بال
پوست پہنایا بعد اُس مین دم بھرا یہہ معاملہ جو اُسکے ساتھ ہوا عزیر نے اُسکو دیکھا اور سمجھا اور اُٹھ
بیٹھا تب فرشتے نے پوچھا تو کتنی دیر رہا عزیز دوپہر کے وقت سو گیا تھا اب دیکھتا ہے تو دن آخر ہونے
پر ہے لیکن ہنوز آفتاب غروب نہین ہوا ہے شبہہ سے بولا مین ایکدن رہا ہونگا یا اُس سے کم فرشتہ بولا
تو اپنا کھانا پینا دیکھ دیکھا تو انگور کے دو شاب میں روٹی وہین ہے انگور انجیر تازے ہین کوئی چیز سڑی
نہین پھٹ پڑ کہ اُسکے دل مین کچھ شک ہوا تب فرشتہ بولا میری بات مین تو شک کیا کرتا ہے اپنے

گدھے کو دیکھ عزیر نے دیکھا گدھے کے بوسیدہ هاڑ پڑے ہین فرشتہ نے گدھے کے هاڑون کو پکارا اے گدہ
ہوکے جو پڑے تھے جواب دیکے جمع ہوئے فرشتہ ان هاڑونکو ترکیب دیکے اُس پر رگان پے باندھا بعد
اُسپر گوشت پہنایا اور اُسپر پوست مڑھا بال لگایا بعد اُس مین دم پھیرا گدھا سر جھٹک کے کھڑا ہو آسمان
کی طرف دیکھ کے پکارا جب عزیر نے یہہ تماشا دیکھا بولا اللہ سب چیز پر قادر ہے اور گدھے پر سوار
ہوکے اپنی محلہ کی طرف آیا دیکھا تو پہچانت کا نہ کوئی آدمی نظر آیا اور نہ کوئی گھر جب اپنے گھر کو آیا تو
وہان ایک سو بیس برس کی ایک بڑھیا اندھی لنج بیٹھی ہے وہ عزیر کی باندی تھی عزیر جاتے وقت بیس برس
عمر کی تھی عزیر کو خوب پہچانتی تھی عزیر نے اُس سے پوچھا کیا یہہ عزیر کا گھر ہے کہی ہان اور عزیر کا نام سنکے
روئی اور بولی تمام لوگ عزیر کو بھول گئے اب عزیر کا کوئی نام بھی نہین لیتا بولا مین عزیر ہون بولی
عزیر گم ہوکے سو برس گذر چکے اُنکا کچھ پتا نہ لگا تب عزیر اپنا سارا ماجرا بیان کئے بولی عزیر کی دعا
مقبول ہوتی تھی اُنکی دعا سے بیمار چنگے ہوتے تھے تم عزیر ہو تو دعا مانگو کہ میری بصارت آجاوے آنکھ سے
دیکھ کے عزیر کو پہچانونگی عزیر اُسکے آنکھ پر ہاتھ پھیرا کے دعا کئے آنکھین اچھی ہوین ہاتھ پکڑ کے کہے اللہ تعالے
کے حکم سے اُٹھو درست ہوکے اُٹھ کھڑی ہوئی اور دیکھ کے کہی سچ تم عزیر ہو بنی اسرائیل کے محلے مین گئی
عزیر کا فرزند ایک سو اٹھارہ برس کا تھا اور عزیر کے پوتے تمام بوڈھے تھے اُنسی کہی عزیر آئے ہین
سب اُسکو جھٹلانے لگے بولی مین تمھاری باندھی فلانی ہون عزیر کے دعا کرنے سے مین صحت پائی ہون
اللہ نے عزیر کو سو برس مار چھوڑ کے پھر جلایا ہے تب تمام دیکھنے کو دوڑے آئے عزیر کا فرزند بولا میرے
باپکے شانون کے بیچ ایک خال تھا دیکھا تو خال ہے سمجھے سچ عزیر ہے بنی اسرائیل کہنے لگے بخت نصر نے
توریت کے نسخونکو جلا دیا آپ لوگون کو اُسکی کچھ کچھ آیتین یاد ہین اور ہم سنتے تھے کہ اُسوقت سوائے
عزیر کے کسی کو توریت ازبر یاد نہین تھی تم توریت لکھ دو عزیر کا والد سرداب خانے مین بخت نصر کے
اُسوقت توریت کو دفن کیا تھا عزیر کے سوای کسی کو معلوم نتھا بنی اسرائیل کو لیجاکے کھود کر توریت نکالا
سب ہی اُکھڑ گئی تھی کاغذ گل گئے تھے عزیر ایک درخت کے سایہ مین بیٹھے توریت نئے سر سے لکھتے ہین
کے بنی اسرائیل گھیرے ہوئے تھے یکایک آسمان پر سے دو شہاب اُتر کے عزیر کے پیٹ مین گئے توریت تمام

انکو از بر ہو گئی توریت لکھ دئے اُنہین باتون کے لئے یہود عزیر کو ابن اللہ کہتے ہین وے یہہ توریت کا لکھا
دیر حزقیل مین واقع ہوا اُس قصے کو اسحٰق بن بشر اور ابن عساکر ابن عباس اور کعب الاحبار اور حسن بصری
اور وہب بن منبہ سے بطرق متعددہ روایت کئے ہین مگر بعضے روایتون مین اقتصار ہے اور بعضون مین
بتفصیل مذکور ہے وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰى یاد کر ای محمد جب کہا ابراہیم
نے ای رب مجھکو بتا کیسا تو جلاویگا مردے کو اُس سوال کے سبب کو ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ کتاب العظمة
مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کئے ہین کہ ایک روز ابراہیم علیہ السلام کا گذر کسی مردے پر
ہوا کہتے ہین کہ وہ حبشی تھا دریا کے ساحل پر پڑا ہوا دریائی جانور اور زمین کے درندے اور پرندے آتے ہین
اُسکو کھاتے ہین ابراہیم علیہ السلام یہہ دیکھ کے کہے ای رب اُسکو دریا کے جانور اور زمین کے درندے پرندے
کھا رہے ہین آیندہ یہہ بھی مرجاوینگے اور گل جائینگے البتہ تو اُنکو زندہ کریگا پر مجھے دکھاوے کہ تو کیسا زندہ کریگا
ابن جریر نے ابن جریج سے روایت کیا ہی کہ ایک گدھا مر کر پڑا تھا اُسکو درندے پرندے کھا رہے تھے کچھ گوشت
باقی نہین تھا فقط ہاڑ تھے ابراہیم علیہ السلام کا گذر اُسپر سے ہوا تعجب سے دیکھے اور کہے ای رب مجھ کو معلوم ہے
تو اُس مردے کو اُن جانورون کے شکم سے پھر جمع کریگا پر کیسا جمع کریگا سو اب مجھے بتلا قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ
فرمایا رب نے کیا تو نے یقین نہین کیا جو مین مردونکو زندہ کرتا ہون قَالَ بولا ابراہیم بَلٰی کیون نہین ایمان
لاونگا وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىٕنَّ قَلْبِیْ لیکن اسواسطے کہ تسکین ہو میرے دلکو یعنی مین نے جو یہہ مطلب کیا شک سے نہین بلکہ
اپنے تئین علم الیقین جو حاصل ہے اُسکو معاینہ کرون تا عین الیقین ہوجائیگا کیونکہ خبر معاینہ کے برابر نہین ظاہر ہے
کہ کسی چیز کو دیکھنے سے جو معرفت اور تسکین دلکو ہوتی ہی استدلال سے وہ بات حاصل نہین ہوتی وہ جو
بخاری اور مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے نحن
احق بالشک من ابراہیم اذ قال رب ارنی کیف تحی الموتی قال اولم تومن قال بلی ولکن لیطمئن قلبی یعنی
ابراہیم کی بہ نسبت ہم شک کرنے کو احق ہین جبکہ وہ کہا رب ارنی الخ اس سے مراد یہہ ہے کہ ابراہیم
علیہ السلام کو جب معاینہ کرنیکا اشتیاق تھا ہمکو اُس سے زیادہ اشتیاق ہوا چاہئے بعضے کہتے ہین معنی
یون ہے ہمکو جب شک نہ ہو تو ابراہیم کو بطریق اولی شک نہونا یعنے انبیا کے دلون مین شک آیا کرتا تو

مجھکو بھی شک آنا لازم ہوتا تم جانتے ہو مین نے تو شک نہین کیا اب جانو کہ ابراہیم بھی شک نہ کئے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ایسا جو فرمائے تواضع کی راہ سے تھا یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ ابراہیم سے افضل ہونیکا
علم حاصل نہین ہوا تھا قَالَ فرمایا رب نے فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ کہ تو پکڑ چار جانور اڑاتے ابن عباس
کی روایت جو سابق مین گذری اس مین مذکور ہی کہ وے جانور ایک بطخ ایک شترمرغ کا چوزہ ایک مرغ ایک
مور ابن عباس کی بعضی روایتون مین آیا ہی کہ وے چار پرندے کلنگ اور مور اور مرغ اور کبوتر تھے مجاہد سے
منقول ہی کہ وے مرغ اور مور اور کوا اور کبوتر تھے فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ پھر اپنے پاس انکو رکھ چھوڑ اس لفظ
مین دو قرأت ہین ابوجعفر اور حمزہ کی قرأت مین فصرہن صاد کے کسرہ سے ہی تب اسکا معنی یون ہوگا
انکو قطع کر اور اعضا جدا کر دوسرے قاریان صاد کے ضم سے پڑھتے ہین اسکا معنی یہہ ہے انکو اپنی طرف لے
یعنی انکو اپنے پاس جمع کر کے رکھ اس صورت پر یہان تقدیر یون ہوگی ان جانورون کو اپنے پاس رکھ چھوڑ
پھر انکو کاٹ کے ٹکڑے کر ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا پھر ڈال ہر پہاڑ پر انکا ایک ایک ٹکڑا
پرندون کے ٹکڑون مین اور پہاڑون کی تعداد مین اختلاف ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما اور قتادہ سے
مروی ہے کہ اللہ تعالی نے امر کیا ہر ایک جانور کے چار ٹکڑے کر کے انکو چار پہاڑ پر ڈالنا ہر ایک پہاڑ پر ایک
ایک جانور کا ٹکڑا سدی اور ابن جریج کہتے ہین ہر جانور کے سات ٹکڑے کئے اور سات پہاڑ پر ڈالے اور انکے
سر اپنے پاس رکھے ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِيْنَكَ سَعْيًا پھر انکو بلا آوینگے تیرے پاس دوڑتے یعنے پاؤن سے
چلکے آوینگے یہہ فرمایا کیونکہ اگر اڑکر آوین تو مظنہ ہی کہ دوسرے جانور ہون بیہقی اور ابن المنذر حسن بصری
سے جو روایت کئے ہین ان دونون کی روایت کا حاصل یہہ ہے کہ ابراہیم نے ان جانورونکو ذبح کئے
اور ان کے پر اکھیڑ دئے اور ان کے سر اور پاؤن اور پکھوٹے جدا کر کے سب کو ملا دئے اسکے چار حصے کر کے
چار پہاڑ پر ڈالے اور اب انکو پکارے کہ اے ٹوٹے ہوئے ہاڑ اور جدے ہوے گوشت اور کٹی ہوئی رگین
اللہ کے حکم سے جمع ہو جاؤ اللہ تمھین دم بھرتا ہی بمجرد اسکے خون اور ہاڑ اور پر اور گوشت اڑنے لگے
ہاڑ سے ہاڑ اور پر سے پر اور گوشت سے گوشت ملنے لگا ہر جانور کا جز اپنے جز سے ملا ذبح کرنیکے قبل جیسے
تھے ویسے ہی ہوگئے اور سب دوڑ کے ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ

اور جان رکھ اللہ زبردست ہی حکمت والا یعنے سب پر غالب ہے کسی بات سے عاجز نہین جو چاہے سو کرے
کوئی کام بے حکمت نہین کرتا مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ
اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ مثال اُنکی جو خرچ کرتے ہین اپنے مال اللہ کی
راہ مین جیسے ایک دانہ اُس سے اُگین سات خوشے ہر خوشے مین سو سو دانے اس کلام کی تقدیر یہہ ہے
مثال اُنکی جو فی سبیل اللہ مال خرچ کرتے ہین ایک زراعت کرنے والے کی مانند ہی اور مثال اُن کے
مال کی ایک دانے کی مانند ہی جو اسکو بوتا ہی اُس کا جھاڑ اُگتا ہی اُسکو سات خوشے نکلتے ہین ہر خوشے مین سو دانے
رہتے ہین سو ایک درہم مثلاً خرچ کیا تو سات سو درہم کا ثواب ملتا ہی سات خوشے اُگنے سے یہہ مراد ہے
کہ دانے سے ایک جھاڑ اُگتا ہی اس مین سے سات شاخ نکلتے ہین ہر شاخ کو ایک خوشہ لگتا ہی ہر خوشہ مین سو دانے
ہوا کرتے ہین اگر کوئی کہے کہ یہہ تمثیل صحیح نہو گی کیونکہ ایک خوشے مین سو دانے نہین رہتے جواب یہہ ہے اگرچہ
گیہون کے خوشہ مین سو دانے نہین لیکن دوسرے قسم کے اناج مین سو دانے رہتے ہین جیسے کنگنی جوار وغیرہ اور
ممکن ہے کہ کسی سردسیر زمین مین گیہون کے خوشے مین بھی سو دانہ ہون اگر نہو تو بھی کچھ خلل نہین کیونکہ غرض اس سے
تمثیل کے لئے سب چیزین موجود ہونا ضرور نہین اُگانے والا حقیقت مین اللہ تعالی ہی لیکن یہان اُگانیکی
نسبت جو حبہ کی طرف کیا سو مجازاً ہی دانہ اُگانیکا سبب پڑا تھا اِس لئے نسبت اُسکی طرف کیا اور فی
سبیل اللہ سے جہاد مُراد ہے ظاہر لفظ اُسی پر دلالت کرتا ہی کیونکہ عرف مین فی سبیل اللہ سے جہاد مُراد
ہوا کرتا ہی بعضے کہتے ہین تمام قسم کی نیکیان مراد ہین اِس مین واجب اور تطوع سب داخل ہو وینگے امام
احمد اور طبرانی اوسط مین اور بیہقی سُنن مین بُریدہ رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی اوسط مین انس رضی اللہ
عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے حج مین پیسا خرچ کرنا فی سبیل اللہ یعنی جہاد
مین پیسا خرچ کرنیکی مثل ہی ایک درہم سے سات سو درہم کا ثواب ہوتا ہی ابن ابی حاتم نے ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے اِس آیت کی تفسیر مین ایسا روایت کیا ہی کہ پیسا خرچ کرنا حج مین اور جہاد مین دونون برابر
ہین ایک درہم کو سات سو کیونکہ حج بھی فی سبیل اللہ مین داخل ہی وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ اور اللہ بڑھاتا ہے
جسکو چاہے اس جملہ کے دو معنے ہین ایک یون ہے یہہ بڑھوتی ایک کو سات سو کرنا جسکے واسطے اللہ چاہتا ہے

کرتا ہے دوسری معنی یہ ہے اللہ تعالی اس سات سو پر بڑھوتی کرتا ہے جسکے واسطے چاہتا ہے ایک کو سات کرتا ہے سات کے ستر اسکے سات سو اور اس پر بھی بڑھوتی ہوتی ہے یہہ بڑھوتی اسی خالق کو معلوم ہے ابن ماجہ نے عمران بن حصین اور علی بن ابی طالب اور ابی الدرداء اور ابی ہریرہ اور ابی امامہ اور عبداللہ بن عمرو اور جابر رضی اللہ علیہم سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو کوئی کچھ خرچ فی سبیل اللہ یعنے جہاد کیواسطے دیوے اور آپ گھر مین رہے تو اس کو ہر ایک درہم کی عوض سات سو درہم ہین اور جو اپنی ذات سے راہ خدا مین جنگ کو نکلے اور اس بات مین مال خرچ کرے تو ہر ایک درہم کو سات سو ہزار درہم ہین بعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہہ آیت پڑھے واللہ یضاعف لمن یشاء عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کی طریق کو ابن حاتم نے بھی روایت کیا ہے امام احمد اور مسلم اور نسائی اور حاکم اور بیہقی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ ایک شخص ایک ناقہ جسکو مہار باندھی ہوئی تھی فی سبیل اللہ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تجھکو اسکے بدل قیامت کے دن سات سو ناقے مہار باندھے ہوئے ملینگے امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن حبان اور حاکم اور بیہقی شعب الایمان مین خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو فی سبیل اللہ کچھ مال دیویگا تو اسکے لئے سات سو ضعف لکھا جاویگا ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث حسن ہے اور حاکم اسکی تصحیح کیا ہے طبرانی کبیر مین معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو راہ خدا مین جہاد کیواسطے نکلکے اللہ کا بہت ذکر کرے تو اسکو طوبی یعنی خوشی کسواسطے ہر ایک کلمہ کو اسکے ستر ہزار حسنہ اسکے ہر حسنہ کو دس ضعف ہین اسکے سات اسکے لئے اللہ کے پاس زیادتی ہے کہے یا رسول اللہ خرچ کو دین تب کیا ہے فرمائے یہہ بھی اسی مقدار مین ہے عبدالرحمن نے کہا مین نے معاذ کو کہا نفقہ تو سات سو ضعف ہوتا ہے معاذ کہے تو کم فہم ہے یہہ سات سو ضعف اسوقت ہے کہ نفقہ دینے والا اپنے گھر مین رہے جہاد نکرے جب جہاد کرے اور مال خرچ کرے تو اسکے لئے اللہ تعالی اپنی رحمت کے خزانون مین اتنا ثواب چھپا رکھتا ہے کہ بندون کو اسکی خبر نہین وے اللہ تعالی کی جماعت ہین اللہ کی جماعت وہی غالب ہے اسکی سند مین ایک راوی ہے کہ اسکا نام معلوم نہین ابن حبان اپنی صحیح مین اور بیہقی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین

کہ جب آیت مثل الذین ینفقون اموالہم فی سبیل اللہ کمثل حبة الآیہ کی نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے یا اللہ میری امت کیلئے زیادہ کر تب یہہ آیت نازل ہوئی انما یوفی الصابرون اجرہم بغیر
حساب وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ اللہ کشایش والا ہی سب جانتا واسع ہی یعنی اللہ بڑا غنی ہی کچھ دیا تعالیٰ نے
کشایش پر نظر کرکے دیتا ہی یا اللہ تعالیٰ جزا دینے اور احسان وفضل کرنے پر بڑی کشادہ قدرت رکھتا ہی
الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ جو لوگ خرچ کرتے ہین اپنے مال اللہ کی راہ مین یعنی اسکی
اطاعت مین کلبی نے کہا کہ یہہ آیت عثمان بن عفان اور عبد الرحمان بن عوف کی شان مین اتری عبد الرحمن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چار ہزار درم صدقہ لادئے اور عرض کئے میرے پاس آٹھ ہزار درم
تھے اسمین سے چار ہزار مین نے اپنے لئے رکھا اور چار ہزار اپنے پروردگار کو قرض دیا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے تونے جو لادیا اور جو رکھا ہی ان سب مین تجھے اللہ برکت دیوے اور عثمان نے غزوۂ تبوک
مین مسلمانون کے لشکر کی روانگی مین ہزار اونٹ کجاوے اور پالان سمیت اور ہزار دینار نقد لادیئے
عبد الرحمن بن سمرہ کہتے ہین جیش العسرت مین یعنی غزوہ تبوک مین عثمان نے ہزار دینار کے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے گود مین ڈالے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مین نے دیکھا اُسکو اپنے ہاتھ مین پھراتے تھے اور
فرماتے تھے آج سے عثمان کچھ ہی عمل کرو اسکو ضرر نہ دیگا اور فرمائے ای رب مین عثمان سے راضی ہوا تو بھی
راضی ہو ثُمَّ لَا يُتْبِعُونَ مَا أَنْفَقُوا مَنًّا وَلَا أَذًى پھر پیچھے خرچ کے منت نہین رکھتے اور نہ ستاتے
من کی معنی لغت مین انعام اور احسان کرنا اس جگہ اللہ کی راہ مین کسیکو کچھ دین تو اپنے دئے ہوئے پر
منت رکھنی مراد ہے مثلاً کہنا مین نے تجھکو اتنا دیا لوگون سے کہنا مین اسکو اتنا کچھ دیا یا اتنی بار دیا ستانا یہہ کہ
مثلاً اسکو کہے تو کتنے بار مانگیگا تو ہمیشہ مانگا کرتا ہی یا آپ کچھ دیا کرکے اُسکی شکایت لوگون مین کرے یا
یا اُسپر کچھ دست درازی کرے لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ انکو ہی انکا ثواب اپنے رب کی یہان یعنی وے
جو خرچ کئے اُسکا ثواب اُنکو آخرت مین ملیگا وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ اور نہین ہے ڈر اُنپر یعنی قیامت کے دن
وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ اور نہ وے غم کہاوین یعنی اُس چیز پر جو وے دنیا مین چھوڑ گئے ہین قَوْلٌ مَعْرُوفٌ
وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِنْ صَدَقَةٍ يَتْبَعُهَا أَذًى بات بہلی اور درگذرنی بہتر ہے اس خیرات سے جسکے پیچھے

ستانا ضحاک کہتا ہی قول معروف یہہ ہے کہ مانگنے والے کو میٹھی بات کرکے چلاوے اُسکو یرحمک اللہ یرزقک اللہ کہے سخت بات نہ بولے بعضے کہتے ہین اُس سے نیک وعدہ کرنا مراد ہے کلبی کہتا ہے اپنے بھائی مسلمان کے لئے غائبانہ دعا مانگنا مغفرت سے مانگنے والے کے عیب ظاہر کرنا اُسنے مخفی جو سوال کیا ہی علانیہ نہ کرنا احیاناً اگر اُس پر فقیر زبان درازی کرے تو اُس سے درگذرنا مُراد ہے حاصل آیت کا یہہ ہے کہ فقیر کو ستا کر یا منت دھر کر خیرات دینے سے نہ دیکے اُس سے میٹھی بات کرنا بہتر ہے وَاللّٰهُ غَنِيٌّ اور اللہ بے پرواہی یعنے اُسکو بندون کی خیرات کی احتیاج نہین محض اُنکو ثواب ملنے کے لئے امر کیا حَلِيمٌ تحمل والا یعنے اللہ بڑی برداشت والا ہے منت دھرنے والونکو اور ستانے والونکو جلد عقوبت نہین کرتا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ ای ایمان والو مت ضایع کرو اپنی خیرات یعنی اپنی خیرات کا ثواب مِنّت رکھکر اور ستا کر اگر کوئی کہے ظاہر لفظ سے معلوم ہوتا ہی کہ منت دھرنا اور ستانا دونون ملکے اجر کو باطل کرتے ہین اُس سے یہہ بات نکلی کہ ان دونون سے اگر ایک چیز پائی گئی تو اجر باطل نہو تا حالانکہ ایسا نہین اُسکا جواب یہہ ہے کہ مِنّت اور اذی سے کوئی ایک نہ ہونا کر کر پہلی آیت مین شرط کر چکا اب ان دونون سے کوئی ایک فعل کرنا صدقے کو باطل کریگا كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ جیسے وہ جو خرچ کرتا ہی اپنا مال لوگون کے دکھانیکو اُس لئے یہہ کرتا ہی تاکہ لوگ مُسکے اُسکو سخی بولا کرین وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اور یقین نہین رکھتا اللہ پر اور پچھلے دن اُس سے غرض یہہ صدقہ خلوص نیت کے ساتھ دیوے اُس مین ریا کا دخل نہو کیونکہ ریا صدقہ کے اجر کو باطل کر دیتا ہی لوس صدقہ مین ریا کرنا مومنون کا کام نہین منافق کا کام ہے کافر تو اپنے کفر کو علانیہ کرتا ہی اُسکو ریا نہین۔ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا سو مثال اُسکی یعنی ریا کار کی جیسے صاف پتھر اس پتھر پر پڑی ہی مٹی پھر اُس پر برسا زور کا مینہہ تو اُسکو رکھا پاک یعنی اُس پتھر کی مٹی مینہہ کے زور سے دھوئی گئی اب پتھر گرد و غبرہ سے پاک صاف ہوگیا اللہ تعالی یہہ مثال فرمایا ریا کا صدقہ دینے والا لوگونکو نظر آتا ہی کہ اُسکا عمل نیک ہی جیسے ہموار پتھر پر مٹی دکھتی ہی جب مینہہ پڑا تو مٹی بہہ جاکے پتھر صاف اپنی حالت پر آجاتا ہے اُن لوگون کا عمل بھی قیامت کے دن باطل اور مضمحل ہوجائیگا

کیونکہ وہ صدقہ خالص اللہ کیواسطے نہین تھا لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰی شَیْءٍ مِّمَّا کَسَبُوْا کچھ ہاتھ نہین لگتی
انکو اپنی کمائی یعنی دنیا مین وہ جو عمل کئے تھے اُس کا کچھ ثواب نہ ملیگا وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ
الْکٰفِرِیْنَ کا اور اللہ راہ نہین دیتا منکرون کو یعنی اللہ تعالیٰ کے علم مین جسکا کفر پر مرنا مقرر ہوچکا ہے
اُسکو اللہ تعالیٰ ہدایت نہین دیتا اِس مین اشارہ اسبات پر ہے کہ صدقہ مین منت دھرنی یا ستانا
یا ریا کا کرنا مومنون کے اعمال سے نہین ابن ابی شیبہ اور احمد اور ابن المنذر اور بیہقی شعب مین ابی سعید
خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے بہشت مین نہ جائیگا منت
دھرنے والا اور نہ والدین کو ستانے والا اور نہ شراب ہمیشہ پینے والا اور نہ سحر کو ماننے والا اور نہ
کاہن بزار اور حاکم ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تین
شخص کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نظر نکریگا والدین کو ستانے والا اور شراب ہمیشہ پینے والا اور دینے
دئے پر منت دھرنے والا مسلم اور نسائی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے مین نے سنا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمائے قیامت کے دن اول اس شخص کے حق مین جو شہید ہوا تھا حکم کرینگے اسکو لاوینگے
پروردگار جو جو نعمتین اسکو دین تھین یاد دلائیگا وہ شخص ان نعمتون کو یاد کریگا تب اسکو پوچھیگا تونے ان مین
کیا عمل کیا وہ کہیگا تیری راہ مین مین لڑا جنگ کیا کہ شہید ہوا فرمائیگا تو جھوٹھ بولا پر تو جنگ اسواسطے کیا کہ
لوگ تجکو شجیع کہین سو کہہ دئے پھر حکم کریگا کہ اُسکو اوندھے منہہ کھینچتے لیجا کر دوزخ مین ڈالین پھر اس شخص کو
جو علم سیکھا اور سکھایا تھا اور قرآن پڑھا لاوینگے اور جو جو نعمتین اُسکو دین تھین یاد دلاوینگے وہ اُنکو
پہچانیگا تب پوچھیگا تونے اُن مین کیا عمل کیا کہیگا مین نے علم سیکھا اور لوگون کو سکھایا اور تیرے لئے قرآن پڑھا
فرمائیگا تو جھوٹھ بولتا ہی تونے اسواسطے علم سیکھا کہ تجھکو عالم کہے قرآن پڑھا تا تجکو قاری کہے سو کہنہ چکے پھر حکم کریگا
اوسکو اوندھا کھینچتے لیجاکے دوزخ مین ڈالین پھر وہ شخص جسکو اللہ تعالیٰ کشایش دیا تھا اور قسم قسم کا مال
اسکو عطا فرمایا تھا لاوینگے اور جو جو نعمتین اسکو دین تھین یاد دلائیگا وہ انکو پہچانیگا تب پوچھیگا اُسین تونے کیا
عمل کیا کہیگا جو جو بابت مین مال کے خرچ کرنے کو تو دوست رکھتا تھا مین اُس مین اپنا مال خرچ کیا فرمائیگا تو
اتنی ہی واسطے مال خرچ کیا کہ تجکو سخی کہے وہ تو کہہ چکے پھر حکم کریگا اسکو اوندھے منہہ کھینچتے لیجاکے دوزخ مین

ورد ۲۹

ڈالین امام احمد اور بیہقی وغیرہ محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فرمائے تم سے شرک اصغر کا مجھے بڑا خوف ہی عرض کئے یا رسول اللہ شرک اصغر کیا ہی فرمائے ریا ہے
لوگون کو اُنکے اعمال کی جزا دینے کے روز اللہ تعالی ریاکارون کو فرماویگا دنیا مین تم جسکو بتایا کرتے تھے
انھین کے پاس جاؤ اور دیکھو تمکو اُنکے پاس کیا کچھ جزا ملتی ہے سند اس حدیث کی جید ہے امام احمد اور مسلم
اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اپنی صحیح مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی فرمایا انا اغنی الشرکاء عن الشرک من عمل عملا اشرک فیہ معی غیری ترکتہ
وشرکہ یعنی ساجھیون مین مین بہت بے پرواہون ساجھے سے جسنے کچھ عمل کیا اور اُسمین دوسرے کو میرا
ساجھی کیا تو مین اُسکو اُسکے ساجھے کے ساتھ چھوڑ دونگا پہلے جملے یعنی انا اغنی الشرکاء عن الشرک کا
حاصل یہہ ہے دنیا مین لوگ ایک دوسرے کے جو شریک ہوتے ہین وے شرکت کے محتاج ہین اور اسی پر راضی ہین
بخلاف میرے کہ مین سب سے نیارا ہون دوسرے کو میری عبادت مین ساجھی کرے تو مین اُس سے راضی نہین
احمد کا لفظ یہہ ہے انا خیر الشرکاء یعنی مین بہتر شریک ہون یعنی میرے شریک کے واسطے عمل جو کرتے ہین
مین اُسکو قبول نہین کرتا دوسرے جملہ کا یعنی ترکتہ وشرکہ سے مقصود یہہ ہے کہ اُسکو اور اُسکے عمل کو دونون کو مردود
کر دونگا اور ابن ماجہ کے یہان درعوض اس لفظ کے یون ہے انا منہ بری وہو الذی اشرک یعنی مین اُس
شخص سے بیزار ہون وہ عمل اُسیکے لئے ہی جو اُسکے واسطے کیا غرض ریا کی مذمت مین حدیثین بہت سی
آئی ہین وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاۤءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ اور مثال انکی جو خرچ کرتے ہین
مال اپنے اللہ کی خوشی چاہکر وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ اور اپنے دلونکو ثابت کر کر یعنی اللہ کی راہ مین مال جو خرچ کرتے ہین اپنا دل قرار
رکھتے ہین اس بات پر کہ اسکے تئین اللہ کے یہان ثواب ملیگا كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ جیسے ایک باغ بلندی پر ہی جس باغ مین گھنے درخت
ہون تو عرب اُسکو جنت کہتے ہین اور جسمین انگور کی بیل ہون تو اُسکو فردوس نام رکھتے ہین اور ربوہ کہتے ہین بلند زمین کو جو پانی
مین نہین ڈوبتی اور پانی سے مرتفع بھی نہین رہتی باغ کو اس موقع کے باغ سے تشبیہ دیا کیونکہ جو زمین نالی
کی سیل سے بلند رہے اور اُسکے درخت اطراف سے جو نشیب مین ہین پانی پیا کرین تو اُسکا پھل بہت بہتر بالیدہ
ہوا کرتا ہے بعضے کہتے ہین ربوہ اُس زمین کو کہتے ہین جو ہموار بہتر ہے مینہ پڑنے سے سرسبز ہوتی ہی ایسی زمین مین

درخت بہت پھل دار ہوتے ہین اَصَابَهَا وَابِلٌ اس پر پڑا شدت کا مینہہ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ تو لایا اپنا میوہ دونا بعضے مفسرین کہتے ہین ضعفین سے دو مثل مراد ہین یعنی دوسرے باغ جتنا میوہ دیا کرتے ہین دونا میوہ اسمین ہوتا ہے بعضی کہتے ہین چار مثل مراد ہے کیونکہ جس شئی کے ساتھ اُسکا مثل ہوتا ہے تو اسکو ضعف کہتے ہین جب دو ضعف ہوئے تو چار ابوحیان نے کہا ہے یہان تثنیہ کثرت کیواسطے ہے یعنے میوہ ضعف کے بعد ضعف ہوتا ہے یعنی اضعاف کثیرہ ہوتا ہے یہ تاویل کی اسواسطے نیکی کا بدل فقط ایک ہی نیکی نہین بلکہ دس سے سات سو تک اور اس سے زیادہ ہوتی ہے فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ پھر اگر نہ پڑا اُس پر مینہہ تو اوس ہی پڑے یعنی وہ باغ بلندی پر رہنے سے ایکبار مینہہ نہو تو بھی اس پر شبنم پڑیگی اور پھل دونا دیگا شبنم کے پڑنے سے اسکا میوہ کم نہوگا طل ضعیف مینہہ اور شبنم اور تراوٹ کو کہتے ہین سابق کی آیت مین منافق کی مثال کہدیا اب اس آیت مین مومن جو عمل اللہ کے واسطے خالص کرتا ہے نفقہ اسی کی خوشی کیواسطے دیتا ہے اسکی مثال دیا یعنی اس باغ کا میوہ سب حالتون مین خواہ مینہہ قوی ہو یا ضعیف جیسا بڑھتا ہے ایسا ہی مومن مخلص کے صدقہ کو اللہ بڑھاتا ہے خواہ یہہ بہت خرچے یا کم وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے اُس پر خلوص نیت سے مال خرچ کرنے والا اور ریا اور منت اور ایذا سے خرچ کرنیوالا کوئی پوشیدہ نہین اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ بھلا خوش لگتا ہے تم مین کسی کو کہ ہووے اُسکا ایک باغ کھجور اور انگور کا اس جملہ کا علاقہ لاتبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی کے ساتھ ہے اس آیت مین استفہام نفی کے معنی سے ہے یعنے خوش نہین لگتا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ بہتے نیچے اُسکے ندیان باغ بن پانی کے سرسبز نہین رہتا اس لئے فرمایا کہ اُن درختون کے نیچے سے ندیان بہتی ہین اور درختون کے نیچے سے نہرین بہنا اُن کے حسن و خوبی کا سبب ہے لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ اُسکو وہان یعنی اُس باغ مین حاصل ہے سب طرح کا میوہ ثمرات مین خرما اور انگور دونون داخل تھے لیکن اُنکے شرف اور منافع کے نظر کرتے کہ ہم میوہ اور ہم غذا ہین علاحدہ اُنکو ذکر کیا کھجور کے درخت سے عربون کے بہت حوایج متعلق ہین اکثر گھرون کے سقف اسی کی پیڑ اور پتون سے بناتے ہین فرش و ظروف وغیرہ اسی کے پتون سے اور رسیان بنتے ہین انگور جب تازے ہون تو کھانا اور پانی دونون اُس مین موجود ہین جب خشک کرکے کشمش بنا وین تو

غذا ہوتی ہے بے مشقت اُسکو تناول کرسکتے ہین اور خرمے کی شیرینی سے طبیعت کو نفرت ہو تو انگور کی شیرینی اُسکو اعتدال بخشتی ہے گویا دونون توام ہین اس لئے نخل کے ساتھ اکثر عنب مذکور ہوا ہے وَأَصَابَهُ الْكِبَرُ اور اس پر بڑھاپا پڑا یعنی وہ شخص بوڑھا ہوا اُسکو کسب کرکے معاش پیدا کرنیکی طاقت نہین وَلَهُ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاءُ اور اُسکی اولاد ہین ضعیف یعنی چھوٹے ہین کسب نہین کرسکتے یا معذور ہین فَأَصَابَهَا إِعْصَارٌ فِيهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ تب پڑا اس باغ پر بگولا جس مین آگ تھی تو وہ باغ جل گیا عین احتیاج کیوقت باغ جل جاوے بوڑھے کے نہ ہاتھ مین پیسا نہ بدن مین قوت اُسکے بچے نکمّے ہین اب اسکا کیا حال ہوا اعصار گرد باد کو کہتے ہین جو شدّت سے چلتا ہے اور ستون کی مانند آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے اللہ تعالی منافق اور ریاکار کے عمل کی یہہ مثال دیا اور کہا کہ اونکے عمل کی مثال حسن وخوبی مین ایک باغ کی سی ہے کہ مالک اُس سے نفع پایا کرتا تھا جب اُسکی عمر دراز ہوئی اور اولاد چھوٹی لایق کمائی کے نہین ایسی احتیاج کیوقت بگولا پڑکے باغ جل گیا اور وہ شخص باغ کی آراستگی سے عاجز ہے اولاد بھی اسباب کی قابل نہین اور اُنکی عہدہ برائی کا مقدور نہین سب بیچارے لاچار ہوکے متحیر ہین کچھ بن نہین پڑتا منافق اور ریاکار کے اعمال کو بھی اللہ تعالی قیامت کے دن باطل کردیگا اُسوقت اُنکا کوئی مدد گار و معین نرہیگا اور نہ توبہ ہے نہ اقالہ ابن المبارک زہد مین اور بخاری اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور حاکم ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ ایک روز عمر رضی اللہ عنہ صحابہ سے پوچھے تم کیا سمجھتے ہو کہ یہہ آیت ایود احدکم الآیہ کس مقدمہ مین اتری ہوگی صحابہ کہے اللہ دانا تر ہے عمر غصہ ہوکے کہے تم جانتے ہو یا نہین صاف کہدیو تب ابن عباس کہے یا امیر المومنین میرے دل مین ایک بات آتی ہے عمر کہے یا ابن اخی تو اپنے نفس کی حقارت مت کر وہ کیا بات ہے بول ابن عباس کہے کسی عمل کی مثال ہے عمر فرمائے کونسے عمل کی ابن عباس کہے ایک عمل کی تب عمر کہے ایک غنی شخص کی جو اللہ کی طاعت کرتا تھا بعد اللہ تعالی نے اُسکے لئے شیطان کو بھیجا وہ گنہ کے کام کرتے لگا یہان تک کہ اُسکے سب عمل جل گئے عبد اللہ بن حمید اور ابن المنذر کی روایت مین ابن عباس سے یون آیا ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ایک روز فرمائے مین شب کو ایک آیت پڑھا اُسکے لئے تمام شب

بیدار رہا ایود احدکم الآیہ اِس آیت سے کیا ارادہ ہے بعضون نے کہا اللہ اعلم عمر فرماے اللہ جانتا
ہے سو مین بھی جانتا ہون لیکن مین اس لئے پوچھتا ہون کہ تم سے کسی کو اسبات کا علم ہو اور نبی
صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سُنا ہو تو بیان کرے لوگ خاموش ہوئے اور مین آہستہ زبان ہلاتا تھا
مجھے دیکھکے فرمائے یا ابن اخی تو اپنے نفس کو حقیر مت سمجھ کیا کہتا ہو سو کہدے مین بولا اُس سے عمل کا
ارادہ کیا ہے عمر کہے اُس سے عمل کا ارادہ نہین کیا مین بولا میرے دل مین ایک بات آئی سو اُسکو بولا
پھر تامل کر کے کہے یا ابن اخی تو سچ بولا اُس سے عمل کا ارادہ کیا آدمی جب بوڑھا ہوتا ہو اور عیال بہت
ہوتے ہین ویسے وقت مین اُسکو اپنے باغ کی احتیاج بہت ہوتی ہے آدمی قیامت کے دن اپنے
عمل کا نپٹ محتاج ہوگا اِسکو عبد بن حمید نے عطا کی طریق سے یون روایت کیا ہے کہ عمر رضی اللہ
عنہ ایک روز فرمائے کتاب اللہ مین ایک آیت ہے اُسمین کوئی میری تشفی نہین کرتا ایود احدکم
الآیہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہے یا امیر المومنین میرے دل مین ایک بات آتی ہے عمر کہے تو اپنی نفس
کی تحقیر مت کر اور کہہ ابن عباس کہے یا امیر المومنین اللہ یہہ مثال یون فرمایا کہ بھلا تم مین کسی کو
خوش لگتا ہو عمر بھر کے اہل خیر اور اہل سعادت کا عمل کرے جب عمر بڑی ہوئی اور اجل نزدیک
آن لگی اور ہاڑ ہیلے پڑ گئے یہی وقت ضرور تھا کہ خاتمہ اُسکا نیک عمل پر ہو ویسے وقت مین اہل شقاوت
کا عمل کیا اور اپنے عمل کو فاسد کر دیا سو عمل کو جلا دیا ابن عباس کہے یہہ بات عمر کی دلکو لگی اُسکو پسند
کئے کَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ یون سمجھاتا ہو اللہ تمکو آیتین
شاید تم دھیان کرو يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ اے ایمان
والو خرچ کرو ستھری چیزین اپنی کمائی مین سے طیبات سے جید مال یا کیزے کسب کا مراد ہے بعضی
طیب اس مال کو کہتے ہین جو وجہ حلال سے حاصل ہوتا ہو سعید بن جبیر کا یہی قول ہو اس آیت مین
کسب مباح ہونے پر دلیل ہے اور یہہ بھی نکلا کہ کسب دو طور کا ہے ایک طیب دوسرا خبیث امام
احمد اور ترمذی خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے یہہ مال سبز و شیرین ہے جو اُسکو اُسکے حق سے لیویگا تو اُسکو اس مال مین برکت ہوگی

غ

مسئلہ کسب

بسا لوگ اللہ کے اور رسول کے مال مین جیسا اپنا جی چاہتا ہی ویسا خوض کرتے ہین انکے واسطے قیامت
کے دن کچھ نہین ہے مگر دوزخ ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن صحیح ہے سبز و شیرین ہے یعنی خوش منظر
اور خوش مزہ ہے خوض کرتے ہین یعنے بیوجہ شرعی اسکو حاصل کرتے ہین اور تصرف کرتے ہین بخاری
نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے لوگون مین ایک
زمانہ آئیگا تب آدمی آپ جو لیتا ہی یعنے مال جو حاصل کرتا ہی اسمین کچھ پروا نکریگا کہ کہان سے لیا حلال سے
یا حرام سے بخاری نے مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے نہین
کھایا کوئی شخص کچھ کھانا کبھی جو بہتر ہو اپنے ہاتھ سے کسب کئے ہوئے کے اور نبی اللہ داود اپنے ہاتھ کے کسب کا
کھاتے تھے بخاری تاریخ مین اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اطیب کھانا وہ ہی جو تم اپنے کسب سے کھاتے ہو اس جگہ
انفقوا سے بعضون کے نزدیک مطلق صدقہ مراد ہے فرض ہو یا تطوع بعضے کہتے ہین اس سے زکوٰۃ فرض
مراد ہے اور بعضے کہتے ہین صدقۂ تطوع مراد ہے جس نے کہا مراد زکوٰۃ فرض ہے اسکے قول پر کسب
مین مال تجارت اور چارپائے اور سونا روپا سب داخل ہونگے یہہ سب چیزین شروط کے ساتھ نصاب کو
پہنچے اور اسپر سال گذرے تو زکوٰۃ واجب ہوگی تجارت کے اسباب پر جب سال پورا گذرا تو اسکی قیمت
ٹھہرانا قیمت جب بیس دینار یا دو سو درہم کی ہوگی تو ربع عشر یعنے دسوین حصہ کی چوتھائی دینا بیس
دینار کا ربع عشر آدھا دینار دو سو درم کا ربع عشر پانچ درم اسپر بڑھتی جو ہوتی ہے اسمین بھی
اسی حساب سے زکوٰۃ دینا وَمِمَّآ اَخۡرَجۡنَا لَكُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ اور جو ہمنے نکالدیا تمکو زمین سے اسمین تمام
حبوب اور پھل اور معدن اور دفینے داخل ہوتے ہین لیکن شافعی اور جمہور اس عموم کو خاص کردئے
ہین خرمے اور انگور مین اور ان حبوب مین جنکو قوت اور ذخیرہ کرسکتے ہین ابو حنیفہ کہتے ہین تمام
فواکہ اور بھاجیان وغیرہ مین جنکو لوگ بقصد پیدا کرتے ہین زکوٰۃ دینا واجب ہے تفصیل ابن مقدمہ کی
فقہ کے کتابون مین مذکور ہے وَلَا تَيَمَّمُوا الۡخَبِيۡثَ مِنۡهُ تُنۡفِقُوۡنَ اور قصد نکرو ردی چیزون کا
کہ اس سے خرچ کرے معلوم کیجئے جو کوئی طیب کی تفسیر جید سے کرتا ہے اسکے پاس خبیث سے ردی چیز مراد ہین

اور جو طیب کی تفسیر حلال مال سے کرتا ہی اُسکے پاس خبیث سے حرام مُراد ہی بیہقی نے شعب الایمان مین ابن مسعود
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فرمائے کوئی بندہ کچھ مال حرام سے کمائی کرتا ہی
اور اُس سے نفقہ دیتا ہی تو اُسکو اُس کمائی مین برکت نہین ہوتی اگر صدقہ دیتا ہی تو وہ اُس سے قبول نہین
ہوتا اور جب اُسکو اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہی تو وہ مال دوزخ کی طرف اُسکا توشہ ہوتا ہی اللہ تعالی بدی کو بدی سے
محو نہین کرتا بدی کو محو نہین کرتا مگر نیکی سے اور خبیث خبیث کو محو نہین کرتا ابن حزیمہ اور ابن حبان اور حاکم
ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فرمائے تو نے جب زکوٰۃ دی تو
اپنے اوپر کا حق تو ادا کرچکا اور جو کوئی حرام مال جمع کریگا اور اس مین سے خیرات دیگا تو اُسکو کچھ اجر نہ ملیگا بلکہ
اُسکو گناہ ہوگا وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ اور تم آپ وہ نہ لوگے مگر جو انکھین موند لو
یعنے کوئی تمھارا حق دیتا ہو اور اُسنے درعوض اُسکے ردی مال دیا تو تم اُسکو نہ لوگے مگر یہہ کہ اغماض کر جاؤگے
اغماض کی معنی لغت مین بند کرنا ہی اُس سے یہان مُساہلہ مقصود ہے اُس معنی مین استعمال اسواسطے کئے
کہ آدمی کی یہہ عادت ہی کہ کوئی مکروہ چیز پر نظر پڑی تو وہ نہ دیکھا کرکے اپنی آنکھ بند کرلیتا ہی گویا بُری چیز
کو آنکھ موندھ کے لے لیا ابن جریر اور ابن ابی حاتم اس آیت کی تفسیر مین ابن عباس سے یون روایت کئے ہین
انفقوا من طیبات ما کسبتم یعنی اطیب اور نفیس مال کو اپنے صدقہ دو ولستم باخذیہ یعنی کسی کو تمھارا حق
کچھ دینا ہووے اور وہ تمھارے حق سے کم قسم کا لادیوے تو تم جید کے حساب سے نہ لیونگے اُسکو کم کرینگے اِس
طرف اللہ نے اشارہ کیا اور کہا الا ان تغمضوا فیہ یعنے تم اپنے نفسون کیلئے جو پسند نہین کرتے اپنے رب کیلئے کیسا
پسند کرتے ہو اُس کا حق تمھارے اطیب مالون مین ہے اِس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابن ابی شیبہ اور عبد بن
حمید اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور حاکم اور
بیہقی سُنن مین براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے یون روایت کئے ہین کہے کہ یہہ آیت ہم انصار کی جماعت
کے شان مین اتری ہم لوگ خرمے کی درخت والے تھے ہمارے لوگ تھوڑا ہو یا بہت خرما لاکے دیتے کوئی ایک
خوشہ لا دیتا کوئی دو خوشے پھر انکو مسجد مین لٹکاتے اہل صفہ کے قوت کو کچھ نہین تھا تو بھوکا شخص خرمے کے خوشے
پاس آکے لکڑی سے اُسکو مارتا اُس مین کے دانے جو جھڑتے اُسکو کھاتا چند لوگ جنکو نیک کامون کی طرف

رغبت نہین تھی جس خوشے مین پھل ردی ناکارے ہین یا ٹوٹا ہوا ہے اُسکو لاکے لٹکاتے تب اللہ تعالی یہہ آیت
نازل کیا یا ایہا الذین آمنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم و مما اخرجنا لکم من الارض و لا تیمموا الخبیث منہ تنفقون
ولستم بآخذیہ الا ان تغمضوا فیہ اور معنی ولستم بآخذیہ آہ کی یہہ ہے کہ اگر تم سے کسی کو کوئی ہدیہ بھیجا اس قسم کا جو
اللہ کی راہ مین دیا ہے تو اُسکو نہ قبول کریگا مگر اغماض اور شرم سے براء رضی اللہ عنہ کہے یہہ آیت نازل ہوئی
بعد ہم لوگ اپنے پاس کا بہتر مال لا دیتے ترمذی اور حاکم اس حدیث کی تصحیح کئے ہین اور حاکم نے جعفر بن محمد
صادق رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ اپنے باپ سے وہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم زکوۃ فطرۃ ایک صاع دینا کرکے امر فرمائے ایک شخص ردی خرما لایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو حکم کئے کہ اُسکے خرمے کو شمار نہ کر تب یہہ آیت نازل ہوئی
اُسکو عبد بن حمید نے جعفر بن محمد سے اُسنے اپنے باپ سے مرسل بھی روایت کیا ہے اور عبد بن حمید اور ابو داود
نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی اپنی سنن مین
مین سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ دینے کیواسطے حکم
کئے ایک شخص چند کیا لیس شیص کے لاکر رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے سو اُسکو دیکھ کے پوچھے یہہ کون
لایا ہے کہے فلانا معمول تھا کوئی شخص کچھ چیز لا دیا تو آپ سے اُسکا نام بولا کرتے سو اُس کے شان مین یہہ آیت
اُتری و لا تیمموا الخبیث الایۃ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قسم کا خرمہ صدقہ مین لینے منع کئے جعرور
اور حبیق کباسیں جمع کباسہ کی ہے وہ پوری شاخ کو کہتے ہین جسمین سے کچھ دانے کم ہنون اور شیص اُس
خرمے کا نام ہے جو گرمی سے پک جاتا ہے اور اُسکے اندر کی گٹھلی سخت نہین ہوتی جعرور جیم کے ضم اور عین
مہملہ کے سکون اور رای مہملہ کے ضم سے بعد واو ساکنہ بعد را مہملہ ایک قسم ہے خرمے کی نہایت ردی
جسکے دانے چھوٹے ہی پک جاتے ہین حبیق حاء مہملہ کے ضم اور باء موحدہ کے فتح اور یاء مثناۃ تحتانیہ کے سکون
آخر مین قاف ایک ردی خرما ہے ابن حبیق ایک شخص تھا اسکی طرف منسوب ہے ابن ابی حاتم اور ابن
مردویہ اور ضیاء مقدسی کتاب المختارۃ مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کم قیمت اناج مول لیکے صدقہ دیتے تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا

یا ایہا الذین امنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم الایہ ان روایات سے شان نزول مین اختلاف معلوم ہوا شاید
اُسکے نزول کے یہہ تمام سبب ہون وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ اور جان رکھو اللہ بے پرواہی یعنی تمہارے
صدقون کا محتاج نہین صدقے کا جو حکم کیا محض تمہارے نفع کے لئے حَمِیْدٌ خوبیون والا یعنی نیکی کرنے والون
کو نیک کی جزا ہی دیگا اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ شیطان ڈرباتا ہی تمکو محتاجی کا وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ
اور حکم کرتا ہے فحشا کا یعنی بخل اور زکاۃ نہ دینے کا کلبی نے کہا ہی فحشار کا لفظ قرآن مین جہان کہین آیا ہے
اُس سے زنا مراد ہی مگر اس جگہہ اس سے بخل کا ارادہ کیا بخل بُری چیز ہونا سب کو معلوم ہے شیطان اُسکو خوب ہی
کر کر بتا نہین سکتا مگر اس حیلے سے کہ اُسکو فقیری کا اندیشہ بتا تا ہی جب یہہ اندیشہ اُسکے دل مین مستحکم ہوا تو
بخل کا اغوا دینا آسان ہوتا ہی وَاللّٰهُ یَعِدُکُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا اور اللہ تعالی وعدے دیتا ہے
اپنی بخشش کا اور فضل کا مغفرت سے گناہون کی بخشش اور فضل سے رزق و اولاد مراد ہی مغفرت سے اشارۃ ہے
آخرت کی منفعتون کی طرف اور فضل سے دنیا کے منافع اور احتمال ہی کہ فضل سے افرودی دونون جہان کی مراد
ہو کیونکہ خدا تعالی بندیکو جو نعمت مرحمت کرتا ہی دُنیا مین ہو یا آخرت مین سب اُسی کا فضل ہے ابن جریر اور
ابن المنذر اور ابن ابی حاتم روایت کئے ہین کہ ابن عباس رضی اللہ عنہا کہے اللہ تعالی کی طرف سے دو چیزین اور
شیطان کی طرف سے دو چیز شیطان ڈرباتا ہی محتاجی کا اور حکم کرتا ہی بخل کا شیطان کہتا ہی تو اپنا مال مت
خرچ کر جمع کر احتیاج کیوقت کام آویگا اور اللہ تعالی وعدہ کرتا ہی اپنے بخشش کا گناہون سے اور فضل یعنے
رزق کا ترمذی اور نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن حبان اور بیہقی شعب مین ابن
مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ابن آدم سے شیطان کو ایک لمہ ہے
اور فرشتے کو ایک لمہ شیطان کا لمہ وعدے دینا بدی پر اور حق کی تکذیب فرشتے کا لمہ وعدے دینا نیکیون پر اور تصدیق
حق کی جو کوئی پائیگا یہہ یعنے لمہ فرشتے کا تو جانے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے اُس پر اللہ تعالی کا شکر کرے جو کوئی
پاویگا دوسرا یعنے شیطان کا لمہ تو پناہ مانگے شیطان سے بعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہہ آیت تلاوت کئے
الشیطان یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشاء ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن غریب ہی لمہ لام کے فتح اور میم کی تشدید
سے مشتق ہے الہام سے اسکی معنی قرب اور نزدیکی ہی یہان دلمین خطرہ آنا مراد ہے وہ جو کہ اللہ کی طرف سے ہے

یعنے اُس سے اللہ تعالیٰ کا حُب اور رضا مندی مُراد ہو ملک کے ملے کو تعظیماً اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کیا
معلوم کیجئے اِن دو نون لمون مین تمیز کرنا خواص مومنونکا کام ہے بہت لوگون کو معلوم نہین ہوتا
عارف ربانی شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ کتاب عوارف المعارف مین ارشاد فرماتے
ہین خطرون کی اشتباہ کا سبب چار چیزون مین سے ایک چیز ہو گی ایک تو ضعف یقین ہے اسبات کا
کہ جو مقدر مین ہے ہو گا اور قسمت مقرر ہو چکی دوسرا نفس کی صفات و اخلاق کی معرفت کا علم ہونا
تیسرا تقویٰ کے قواعد کو ترک کر کے ہوی کی متابعت کرنا چوتھا محبت جاہ و مال کی اور اپنا مرتبہ
و منزلت لوگون کے پاس ہونا جو کوئی اُن چار وبات سے محفوظ رہیگا وہ فرشتے کے اور شیطان کے ملے مین فرق
کریگا اور جو ان مین مبتلا ہو گا تو وہ نہ خواطر کو معلوم کریگا اور نہ اُنکو طلب کریگا جس کو ان چار چیزون
سے کچھ حاصل رہین اور کچھ نہ رہین تو اُسکو بعضے خطرے معلوم ہوتے ہین اور بعضے نہین معلوم ہوتے
غرض اپنے نفس کی معرفت جسقدر قوی ہو گی اُسقدر خطرون کو زیادہ تمیز کریگا لیکن نفس کی معرفت کا
حاصل ہونا بہت دشوار ہے جو کوئی زہد و تقویٰ پورا اختیار کرتا ہے اسکو میسر ہوتی ہے سب مشائخ کا
اتفاق ہے کہ جس کا کھانا پینا مال حرام سے ہو گا وہ الہام اور وسوسے مین فرق نہ کر سکیگا وَاللّٰهُ وَاسِعٌ
عَلِيمٌ اللہ کشایش والا ہے سب جانتا یعنے واسع ہے چاہے تو تمکو غنی کر دے اور تم جو خرچ کئے اُسکا بدل
دے ڈالے تمھاری نیت اور خرچ کرنے پر دانا ہے اس پر کوئی بھید پوشیدہ نہین اس مین اشارہ ہے کہ
اللہ تعالیٰ کسی کا کچھ عمل اگرچہ تھوڑا ہو ضایع نہ کریگا بشرطیکہ خالص اسیکے لئے ہو بخاری اور مسلم نے
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے بندون پر کوئی صبح
نہین آتی مگر اُس مین دو فرشتے اترتے ہین ایک فرشتہ کہتا ہے اللہم اعط منفقا خلفا یعنے یا اللہ
تیری راہ مین خرچ کرنے والے کو بدل دے دوسرا فرشتہ کہتا ہے اللہم اعط ممسکا تلفا یا اللہ جمع کر رکھنے والے
مال کا تو تلف کر يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ دیتا ہے حکمت جسکو چاہے حکمت کی معنی لغت مین
منع کرنا اور اصطلاح مین ہر شئی کی حقیقت نفس الامر مین جو ہے اسکو جاننا یہان حکمت سے قرآن کی
معرفت مراد ہے یعنی ناسخ اور منسوخ محکم و متشابہ مقدم و موخر حلال و حرام اور دوسرے احکام سب جاننا

یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے اسلئے اسکو ابن جریر اور ابن المنذر نے روایت کئے ہین ضحاک نے
کہا حکمت سے قرآن اور اُسکا فہم کرنا مراد ہے اور کہا قرآن مین ایک سو نو آیتین ناسخ اور منسوخ کی ہین اور
حلال و حرام کی ہزار آیتین ہین مومن کو چاہیئے ان سبکو جانے مجاہد نے کہا حکمت سے قرآن اور علم اور فقہ
مراد ہے سدی نے کہا حکمت سے نبوت مراد ہے اور بعضے کہتے ہین حکمت وہ علم نافع ہے جو آدمی کو عمل کی طرف
لیجاوے وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا اور جسکو حکمت ملی مقرر اسکو بہت خوبی ملی
وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ اور سمجھتے نہین مگر جنکو عقل ہے یعنی اللہ تعالیٰ جو پند دیتا ہے اُسکو
وہی عقلمند لوگ کہ جنکی عقل وہم کے شائبہ سے خالص ہے اور اپنی ہوا کی طرف مایل نہو سمجھتے ہین جسنے نیک
بات قبول نہ کیا اور آخرت کے سفر کا توشہ نہ کیا وہ عاقل نہین احمق ہے اگرچہ دنیا کے کامون مین بڑا عاقل ہو
وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اور جو خرچ کروگے کوئی خرچ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ یا منت کروگے کوئی
منت نفقے سے راہ خدا مین کچھ خرچ کرنا مراد ہے تھوڑا ہو یا بہت مخفی ہو یا علانیہ فرض ہو یا تطوع اور
نذر سے وہ منت جو اپنے ذمے پر اللہ کی طاعت واجب کر لیتے ہین پھر اس منت کو ادا کئے ہین فَاِنَّ اللّٰهَ
يَعْلَمُهٗ سو مقرر اللہ کو معلوم ہے یعنے تمھارا خرچ کرنا اور منت کرنا سب اللہ کو معلوم ہے اُسکی جزا تمکو
دیگا وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ اور گنہگارونکا کوئی مددگار نہین جو اللہ کے عذاب سے انکو بچاوے
ظالمین سے مراد وے ہین جو زکاۃ نہین دیتے یا وے جو صدقون کو بیموقع دیتے ہین یا وے جو ریا و سمعہ کے لئے
دیتے ہین یا وے جو مال حرام سے صدقہ دیتے ہین اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ اگر ظاہر کروگے
صدقات تو وہ اچھی بات ہے صدقہ اُس مال کو کہتے ہین جو انسان اپنے مال سے قربت الٰہی کیواسطے دیا کرتا
اُسکا اطلاق فرض اور نفل دونون پر ہوگا وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ
اور اگر اُسکو چھپاؤ اور فقیرون کو دیو تو وہ تمکو بہتر ہے یعنی صدقہ علانیہ دینے سے مخفی دینا بہتر ہے کیونکہ
مخفی دینے مین ریا نہین ہے اخلاص پایا جاتا ہے بخاری اور مسلم اور نسائی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے
ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سات شخص ہین اللہ تعالیٰ اپنے سایہ مین اُنکو جگہ دیگا اُس دن
اُسکے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہین امام عادل اور جوان جو اللہ کی عبادت مین نشو و نما پایا اور ایک مرد

نصف

جو اُسکا دل مسجدون سے متعلق ہے اور وہ شخص للہ دوستی رکھتے ملتے وقت وہی دوستی تھی اور بچھڑتے وقت
بھی اسی پر تھے اور سر ایک شخص جسکو بڑے منصب اور جمال والی عورت بلوالے تو وہ نہ مانگے کہا مین اللہ سے
ڈرتا ہون اور ایک شخص کچھ صدقہ اتنا مخفی دیا کہ اسکے داہنے ہاتھ کی خبر بائین ہاتھ کو نہوئی اور ایک شخص
اللہ کو خلوت مین یاد کیا اور اُسکی آنکھین اشک سے بھر آئین دوسری حدیث مین آیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فرمائے مخفی صدقہ دینا رب کے غضب کو بجھا دیتا ہی اسکو طبرانی کبیر مین معاویہ بن حیدہ اور ابی امامہ سے
اور اوسط مین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اور بیہقی شعب مین ابی سعید خدری سے روایت کئے ہین ابی امامہ کے حدیث کی
سند حسن ہی امام احمد اور ترمذی اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور بیہقی شعب الایمان مین انس رضی اللہ
عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی نے جب زمین کو پیدا کیا تو وہ حرکت
کرنے لگی پھر اللہ تعالی نے پہاڑون کو پیدا کرکے اسپر ڈالا تب زمین ٹھہر گئی فرشتونکو پہاڑون کی سختی سے
اچنبھا ہوا کہے ای پروردگار تیری مخلوقات مین کوئی چیز پہاڑ سے بھی سخت ہی تو فرمایا ہان لوہا ہی کہے
ای پروردگار تیری مخلوقات مین کوئی چیز لوہے سے بھی سخت ہی تو فرمایا ہان آتش ہے کہے ای پروردگار
تیری مخلوقات مین کوئی چیز آتش سے بھی سخت ہی تو فرمایا ہان پانی ہے کہے ای پروردگار تیری مخلوقات
مین کوئی چیز پانی سے بھی سخت ہی تو فرمایا ہان باد ہی کہے ای پروردگار تیری مخلوقات مین کوئی چیز
باد سے بھی سخت ہی تو فرمایا ہان آدمی ہی داہنے ہاتھ سے صدقہ دیتا ہی بائین ہاتھ سے اسکو چھپاتا ہے
اکثر مفسرین کہتے ہین اس آیت مین صدقہ جو آیا اوس سے صدقہ تطوع مراد ہی اسکو مخفی دینا علانیہ دینے سے افضل
ہے زکوۃ مفروض کو علانیہ دینا افضل ہی جیسے فرض نماز جماعت کے ساتھ افضل ہی اور نفل نماز گھر مین پڑھنا
افضل ہے ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے
صدقہ تطوع کو مخفی دینا علانیہ دینے سے ستر ضعف فضیلت رکھتا ہی صدقہ فرض علانیہ دینا مخفی دینے سے
پچیس ضعف فضیلت رکھتا ہے وَيُكَفِّرُ عَنكُم مِّن سَيِّئَاتِكُمْ اور دور کرتا اللہ تمہارے کچھ گناہ کلمہ
مِن کا یہہ جو آیا ہی اسکو تبعیضیہ کہتے ہین کیونکہ فایدہ تبعیضیت کا دیتا ہی یعنے گناہون کو بخشتا ہی یہی بات
علما کے کلیہ کے مطابق ہی کہ نیک اعمال گناہان صغایر کا کفارہ ہوتے ہین گناہان کبایر کا کفارہ نہین مگر

توبہ یا حد کہ اس گناہ پر مقرر ہے بعضے کہتے ہین کلمہ من کا صلہ ہے تب معنی یون ہوویگی دور کرتا ہے تمھارے گناہون کو وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ اور اللہ تمھارے کام سے واقف ہے اسمین صدقہ مخفی دینے پر ترغیب فرمایا کیونکہ اللہ پر کوئی شئی مخفی نہین علانیہ صدقہ دینے سے جیسا واقف ہے مخفی کو بھی دو نہین جانتا ہے لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ تیرے پر نہین ہے انکو راہ پر لانا اس آیت کے نازل ہونیکا سبب فریابی اور عبد بن حمید اور نسائی اور بزار اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور حاکم اور ابن مردویہ اور بیہقی اپنی سنن مین اور ضیاء مقدسی کتاب المختارہ مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کیے ہین کہ صحابہ اپنے قرابتیون کو جو مشرک تھے کچھہ دینا مکروہ جانتے تھے سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کئے تب یہہ آیت نازل ہوئی لیس علیک ہداہم الآیہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکو رخصت دیے حاکم اس حدیث کی تصحیح کیا ہے ابن ابی حاتم کی دوسری روایت مین ابن عباس سے یون آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو فرماتے تھے کہ صدقہ مت دو مگر اہل اسلام کو جب یہہ آیت نازل ہوئی تب فرمائے کسی دین والا ہو مانگے تو اسکو دیا کرو اور ابن جریر کی ایک روایت مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون آیا ہے کہ انصاریون کے قرابتی لوگ بنی قریظہ اور بنی نضیر مین تھے انصار انکو صدقہ نہین دیتے تا وے اسلام لاوے تب یہہ آیت نازل ہوئی لیس علیک ہداہم الآیہ سعید بن جبیر وغیرہ سے بھی اسی کے مطابق آیا ہے آیت کا حاصل معنی یون ہے تیرے ذمہ پر واجب نہین لوگون کو راہ لانا اس طور سے کہ انکو صدقہ نہ دین تو صدقے کے لالچ سے وے مسلمان ہوون تیرے ذمہ پر یہی ہے کہ لوگون کو ارشاد کر دینا اور نیکیون کی انکو ترغیب دینا اور بدکامون سے جیسے منت اور اذیت اور برا مال نفقہ دینے سے منع کرنا معلوم کیجئے اس بات پر تمام علما کا اجماع ہے کہ صدقہ فرض فقط مسلمان کو دینا مگر ابو حنیفہ نے اہل ذمہ کو فطرہ دینا روا رکھا ہے اس صورت مین یہہ آیت صدقہ تطوع کے ساتھہ مخصوص ہوگی وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ لیکن اللہ راہ لاتا ہے جسکو چاہے ہدایت دونون جگہ جو اس آیت مین آئی ہے اس سے ہدایت توفیق کی مراد ہے یعنے انکو مسلمان کر دینا ہدایت دعوت کی اور انکو راہ حق بتانا مراد نہین کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ارشاد کر دینا واجب تھا وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ اور جو مال خرچ کروگے

سو وہ اپنی ذات کیواسطے ہی غیر اس سے نفع نہین پاتا پھر منت نہ دھرو اور خبیث مال سے نفقہ نہ دو
وَمَا تُنفِقُونَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ اور تم نہین خرچ کرتے ہو مگر اللہ کی خوشی چاہکر یہہ جملہ
یا ماقبل کا حال پڑا ہی معنی یون ہی جو مال تم خرچ کروگے تو وہ اپنی ذات کے واسطے ہی حال تو یہہ ہی کہ تم
نفقہ نہین دیتے مگر اللہ کے پاس کا ثواب لینے یا یہہ جملہ اپنے ماقبل کے کلام پر معطوف ہی تب معنی یون ہوگی تمھارا
خرچ کرنا تو نہین ہے مگر اللہ کی خوشی چاہنے اور اُسکے پاس کا ثواب لینے تس پر منت کیون دھرتے ہو گندہ
مال کرجسین ثواب نہین کاہیکو دیتے ہو یا یہہ جملہ ظاہر مین تو خبر ہی لیکن اُس سے نہی مراد ہی تب معنی یون
ہوگی تم خرچ مت کرو مگر اللہ کی خوشی چاہ کر وَمَا تُنفِقُوا مِنْ خَيْرٍ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ اور جو خرچ
کروگے خیرات پوری ملیگی تمکو یعنی قیامت کی دن تمھاری خیرات کا ثواب تمکو پورا ملیگا وَأَنتُمْ لَا
تُظْلَمُونَ اور تم ظلم نہ کئے جاوگے یعنی تمھارا جو حق ہے تمکو پورا ملیگا تمھارے اعمال کے ثواب مین کچھ نقصان
نہوگا لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ان فقیرون کو جو اٹک رہے ہین اللہ کی راہ مین للفقرا
مین حرف جر جو آیا ہے محذوف سے متعلق ہی اُسکی تقدیر یون ہی اعمدوا للفقرا یعنی قصد کرو دنیا اُن فقیرونکا
یا یون تقدیر ہے اجعلوا ماتنفقونہ للفقرا یعنی تم جو خرچ کرتے ہو سو دو اُن فقیرون کو یا خبر ہے مبتدا محذوف
کی تقدیر یون ہے صدقاتکم للفقرا یعنی خیرات تمھاری اُن فقیرون کو ہے جو اٹک رہے ہین اللہ کی راہ
مین یعنے اپنے تئین جہاد کے واسطے مقید کر رکھے ہین ان فقرا سے اصحاب صفہ مراد ہین وے قریب چار سو شخص کے
مہاجرین سے تھے مدینہ مین اُنکے گھر اور قبایل نہین تھے مگر مسجد نبوی کے پاس ایک چبوترہ کا منڈوا تھا اُسمین رہا کرتے
اور اپنے اوقات علم و عبادت مین صرف کرتے جب کوئی سریہ جنگ کیواسطے روانہ ہوتا تو آپ بھی جاتے یہ
نہایت محتاج تھے اسواسطے اللہ تعالی نے اُنکو خیرات دینیکے لئے مومنون کو ترغیب دیا لَا يَسْتَطِيعُونَ
ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ زمین مین پھر نہین سکتے یعنے وہ لوگ جہاد اور علم مین مشغول رہنے کے سبب تجارت کے
واسطے ملک مین پھرنا اور معاش حاصل کرنا اُنسے ہو نہین سکتا سعید بن جبیر کہتے ہین کہ یہہ وے لوگ تھے جو
جہاد مین زخم کھاکے چلنے پھرنے سے عاجز تھے يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ سمجھے اُنکو بیخبر
تونگر یعنے وے قناعت اختیار کرنے سے اور کسیکے پاس نہ مانگنے سے بیخبر لوگون کو گمان ہوتا ہے کہ وہ غنی ہین

تَعۡرِفُهُمۡ بِسِيمَٰهُمۡ تو پہچانتا ہی انکو انکی علامت سے علامت یہہ تھی کہ انکے چہرون سے آثار تواضع اور خشوع کے نمایان
تھے محتاجی اور فقیری کی نشانیان اُنپر ظاہر تھے اور فاقہ کشی سے چہرونکا رنگ زرد اور کپڑے چندیان تھی اور
یہہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے یا مومنون کو لَا يَسۡـَٔلُونَ ٱلنَّاسَ إِلۡحَافٗا مانگتے نہین لوگو ںسے
لجاجت کر اس سے غرض یہہ ہے کہ وے اصلا سوال نہین کرتے اُن سے لجاجت کبھو واقع نہین ہوتی یہہ
تاویل اس لئے کرتے ہین کہ اللہ تعالی نے پہلی آیت مین فرمایا یحسبہم الجاہل اغنیاء من التعفف تعفف تو وہی ہے
نہ مانگنا پس معلوم ہوا کہ وے بالکل سوال نہین کرتے تھے بعضے کہتے ہین کہ سوال اگر کرے تو لطف اور رعایت کیسے
کرتے سوال مین مبالغہ نہین کرتے الحاف سے بن دیئے کے نہ جانا یا خدا تعالی کا واسطہ دیکے مانگنا مراد ہے
ابن جریر نے سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی روایت کیا ہی بخاری اور مسلم اور ابو داود اور نسائی
ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مسکین وہ نہین جسکو خرمے
کا ایک دانہ دو دانے یا کہانے کا ایک لقمہ دو لقمہ دین تو لے جاتا ہے مسکین وہ ہے جو مانگتا نہین تم چاہتے
ہو تو پڑھ لو لا یسالون الناس الحافا بخاری اور مسلم اور نسائی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمہارے سے کوئی شخص ہمیشہ مانگتا رہیگا تو اللہ تعالی سے ملاقات کرنیکے دن
اُسکے منہہ پر کچھ گوشت نہ رہیگا ابن ابی شیبہ اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن
حبان سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
فرمائے مانگنا اپنے منہہ پر داغ ڈالنا ہے اس پر جو شخص چاہے تو اپنے منہہ پر داغ ڈالے
چاہے تو نہ ڈالے مگر جو کوئی حاکم سے سوال کرے یا جسکو بن مانگنے کے گزیر نہین مسلم
اور ابن ماجہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم فرمائے جو شخص لوگون سے اپنا مال افزود ہونے مانگتا ہے
تو وہ شخص انگارا مانگتا ہے چاہے تو کم کرے چاہے تو افزود کرے آدمی کے
پاس کس مقدار مال ہو تو اُسکو سوال کرنا جایز نہین اس مین اختلاف ہے امام
مالک اور امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی بنی اسد کے ایک شخص سے

روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو اپنے پاس ایک اوقیہ یا اوسکے مانند رہتے
پر سوال کرے وہ سوال الحاف ہی امام احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان ابی
سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی روایت کئے ہین احمد کے رجال صحیح کے رجال ہین ابن خزیمہ نے
اس حدیث کی تصحیح کی ہے اسکی روایت مین آیا ہی اوقیہ چالیس درم کا ہی نسائی عمرو بن شعیب سے
وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے یعنی عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جسکے پاس چالیس درم ہون اور وہ شخص سوال کرے تو ملحف ہی امام
احمد نے مزینہ کے ایک شخص سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص پارسائی طلب کیا تو
اللہ تعالی اسکو پارسا کرتا ہی جو شخص استغنائی طلب کیا تو اللہ تعالی اسکو غنی کرتا ہی جو شخص لوگون سے مانگا اور اسکے
پاس پانچ اوقیون کے مقدار ہو تو اوس نے سوال مین الحاف کیا سیوطی نے کہا کہ اسکی سند حسن ہے ابوداؤد نے سہل بن
الحنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو لوگون سے مانگیگا اور اوسکے پاس
اسقدر ہو کہ اسکو غنی کر دے تو وہ شخص آتش زیادہ طلب کرتا ہی کہے غنا کہ جسکے ہونے سے مانگنا لایق نہین کسقدر
ہے تو فرمائے اسقدر جو اسکے صبح و شام کے کھانیکو کفایت کرے اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح مین بھی نکالا ہے
اسکی روایت مین یون آیا ہی کہ صبح یا شام کے کھانیکو کفایت کرے ابن خزیمہ نے بھی اسکو روایت کیا ہی اسکی
روایت مین آیا ہی کہ اسکے پاس ایک رات دن کی کفایت ہو ابوداود اور ترمذی اور نسائی ابن مسعود
رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جسکے پاس اتنا مال ہو جو اسکو غنی کر دے
با این ہمہ لوگون سے سوال کیا تو قیامت کے دن آویگا سو اس کا مانگنا اسکے منہہ پر خراش ہو گا کہے یا رسول اللہ
کس قدر مال ہو تا غنی کر دیتا ہی آپ فرمائے پچاس درم اسکی سند مین حکیم بن جبیر ہے وہ ضعیف ہی امام شافعی
رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے جسکے پاس اتنا مال ہو یا کسب سے اتنا حاصل کرین کہ اسکے حاجتون کو کفایت کرے تو
اسکو غنی کہینگے اس کو مانگنا یا زکوٰۃ کا مال لینا حرام ہے غنی کو صدقہ تطوع دین تو لینا جایز ہے لیکن مکروہ
ہے امام ابوحنیفہ کے پاس نصاب کی مقدار مال جسکے پاس ہو تو اسکو زکوٰۃ نہ دینا نصاب کی مقدار مال کم
ہو تو اسکو زکوٰۃ دینا جایز ہے اگرچہ وہ شخص صحیح سالم رہے اور کسب کرنے پر قادر ہووے لیکن جسکے پاس

ایک روز کا قوت ہو تو مانگنا اسکو حرام ہے سفیان ثوری اور ابن المبارک اور حسن بن صالح اور احمد بن حنبل
اور اسحق بن راہویہ کہتے ہین جسکے پاس مقدار پچاس درہم کے ہو تو وہ غنی ہی زکوٰۃ کا مال اُس کو نہ دینا
اگر اس سے کم ہو تو زکوٰۃ دینا جایز ہے لیکن رات دن کے کفایت کا قوت اسکے پاس ہو تو مانگن اُسکو حرام ہے
حسن بصری اور ابو عبید القاسم بن سلام کہتے ہین جسکے پاس چالیس درہم ہون تو وہ غنی ہی وَمَا تُنْفِقُوا
مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ اور جو خرچ کروگے مال سے وہ اللہ کو معلوم ہی اس پر تمکو جزا دیگا اَلَّذِيْنَ
يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جو لوگ خرچ کرتے
اپنے مال اللہ کی راہ مین رات اور دن پوشیدہ اور علانیہ اُنکو ہی اُنکا ثواب اپنے رب کے پاس رات اور دن سے
مراد یہہ ہے کہ سب وقت اور سب حالت مین نفقہ دیا کرتے ہین کیونکہ وے خیرات کرنے کی بہت رغبت رکہتے ہین
ابن المنذر نے ابی امامہ باہلی اور ابن جریر نے ابی الدرداء سے اور عبد بن حمید نے ابن عباس سے روایت کیا ہی کہ یہہ آیت
گھوڑے والون کی حقین جن کو جہاد کے واسطے پال کے کھلایا کرتے ہین فخر اور ریا کیواسطے نہین رکھتے ہین نازل ہوئی
عبد الرزاق وغیرہ ابن عباس سے روایت کیئے ہین کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس چار درم تھے رات کو ایکدرم
خیرات کیئے اور دن کو ایک درم اور مخفی ایک درم اور علانیہ ایک درم سو اُنکے شان مین یہہ آیت نازل ہوئی
ابن المنذر نے سعید بن المسیب سے روایت کیا ہی کہ یہہ آیت عبد الرحمن بن عوف اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کے
شان مین اتری جبکہ وے غزوہ تبوک مین پیسون سے اعانت کئے وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ
اور نہ ڈر ہے ان پر نہ وے غم کھاوینگے یعنی آخرت مین اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا جو لوگ کھاتے ہین سود یعنی
سود لیا کرتے ہین اُسکو کھانے سے تعبیر کیا کیونکہ مال سے بڑا نفع وہی ہے کہ کھانے مین صرف کرنا ربا کی معنی لغت مین
زیادتی اور شرع مین عقد کرنا ہی عوض مخصوص پر کہ جسکی مثلیت عقد کی حالت مین شرع کے اندازے سے معلوم نہو
یا دونون بدل یا احدہما کی تاخیر ہووے ربا کئی اقسام مین ہوتا ہی ایک مطعومات مین یعنی کھانیکے چیزین جیسے
اناج میوہ بھاجی وغیرہ جنکو کھاتے ہین دوسرا نقدین مین یعنی سونا روپا سو ان چیزون مین جنس کو اُسکے
مثل کے ساتھ بیچے تو وزن کو وزن اور ماپ کو ماپ برابر اور دست بدست بیچنا اگر کم و زیادہ بیچنا تو حرا
ہین تو ربا ہوتا ہے اگرچہ ردی چیزین زیادہ دیکے جید چیز کم مول لین اگر جنس مختلف ہوئی تو کم و زیادتی جایز ہے

ع

لیکن اُدھار لینگے تو رباہوتا ہی تیسرا قرض مین یعنی قرض دینا اور اس سے شرط کرنا کہ اس سے زیادہ یا بہتر چیز ہمکو دیا چاہئے یا قرض دار آہوتک مثلاً فی صد اتنا کچھ ماہوار نفع دینا تو یہہ بھی سود ہے اگر قرض دینے کے وقت شرط نہ کئے ہون پر قرض لینے والا اپنی خوشی سے بہتر یا کچھ زیادہ دیوے تو وہ ربا نہین یہہ شافعی کا مذہب ہے تفصیل ان مسئلون کی اور مذاہب کا اختلاف کتب فقہ مین مذکور ہے لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ نہ اُٹھینگے یعنی وے اپنی قبرون سے قیامت کے دن نہ اُٹھینگے مگر جس طرح اٹھتا ہے وہ کہ جسکو گراتا ہی شیطان جنون سے خبط کی معنی لغت مین مارنا اور بیموقع چلنا اور جو اُونٹنی چلتے وقت زمین پر پیر مارتی ہے اور لوگون کو کھندلتی ہی تو عرب اُسکو ناقہ خبوط کہتے ہین اور جو شخص کام نادانی اور بے تمیزی کا کرتا ہی عرب اُسکو کہتے ہین فلان خبط خبط عشوا یعنی فلانا شخص خبط کیا خبط عشوا کا عشوا اونٹنی جسکو تاریکی کے سبب سے راستہ نظر نہ آوے کہتے ہین شاید کہ خبط کو تغیر دیکے ویسے شخص کو بیماری یا نہین خفتا کہتے ہین اور جو شخص شیطان کے لگنے سے دیوانہ بنکے حرکت کرتا ہی اسکو کہتے ہین یخبطہ الشیطان آیت کا حاصل یہہ ہے سود خورے قیامت کے دن خفتے شیطان لگا سو آدمی کے سے اُٹھینگے یہان خبط کو شیطان کی طرف نسبت کیا کیونکہ عرب کا زعم یون تھا کہ جس شخص کو شیطان لگے اس کی عقل بر جا نہین رہتی اور حواس اُسکے گم ہوتے ہین پس اللہ تعالیٰ نے سخن کو ایسے طور پر ذکر کیا جو اُنکا متعارف تھا ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا یہہ اسواسطے کہ اُنھون نے کہا یعنی سود خورون پر یہہ عذاب ہوا کیونکہ وے اُسکو حلال سمجھتے تھے اور کہتے تھے إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا سودا کرنا بھی تو نہین مگر جیسا سود لینا عرب کا دستور تھا قرض دیتے وعدہ پر جب پیسا نہین پہنچتا تو اُن پیسون کا منافع افزود کرکے زیادہ پیسون کا دوسرا تمسک لکھالیتے اور کہتے تھے سودے مین اول ہی مول لیتے وقت جیسا منفعت بڑھاتے ہین اس مین آخری کو منفعت لیتے ہین دونون برابر ہوئے اللہ تعالیٰ نے اُنکی تکذیب کیواسطے فرمایا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا اور اللہ نے حلال کیا سودا اور حرام کیا سود یعنی اللہ تعالیٰ نے تجارت مین نفع کھانا حلال کیا اور سود لینا حرام کیا اللہ سب کا مالک ہے تمام اُسکے بندے ہین وہ جیسا چاہے ویسا حکم کرے بندون پر اُسکا حکم ماننا لازم ہے اُسکے حکم پر تعرض کرنا نہین پہنچتا فَمَن جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّهِ پھر جسکو پہنچی نصیحت اپنے رب کی فَانتَهَىٰ سو باز آیا یعنی

اُسکے حکم کو مان لیا اور سود لینا چھوڑ دیا تو فَلَهٗ مَا سَلَفَ اُسکا ہی جو آگے ہو چکا یعنی نہی وارد ہونے کے آگے جو سود کھایا ہی وہ اسی کا ہو چکا اُس سے پھیر نہ لین یا یہہ مراد ہی نہی وارد ہونیکے آگے جو کھایا وہ گناہ معاف ہی وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ اور کام اُسکا اللہ کی طرف ہے یعنی نہی کے بعد اُس شخص کا امر اللہ کے اختیار میں ہے چاہے تو سود کھانے سی آیندہ باز رکھے جاتے تو اسکو رسوا کرے پھر وہ سود کھاوے بعضے کہتے ہیں مراد یہہ ہے کہ اُسکا حکم اللہ کے اختیار میں ہے سو قیام امر کرے یا نہی خواہ حلال کرے یا حرام وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ اور جو کوئی پھر کرے یعنی نہی آنے پر بھی اُسکو بیع مانند حلال سمجھکے کھاوے تو وہی ہیں دوزخ لوگ وے دوزخ میں سدا رہینگے بخاری اور مسلم اور ابوداود اور نسائی ابو ہریرہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تم سات چیز سے جو ہلاک کرنے والے ہین بچتے رہو کہے یا رسول اللہ وے کیا ہین تو فرمائے اللہ کا ساجھی ٹھہرانا اور سحر کرنا اور قتل کرنا جی کا جسکو اللہ نے حرام کیا ہی مگر حق پر اور سود کھانا اور یتیم کا مال کھاجانا اور جنگ کے روز بھاگنا اور محصنہ مومنہ غافلہ عورت پر بہتان زنا کا کرنا مسلم اور بیہقی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سود لینے والے اور سود دینے والے اور اسکے لکھنے والے اور اسکے دونون شاہد تمام پر لعنت کئے اور فرمائے وے سب برابر ہین اس حدیث کو مسلم اور نسائی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یون روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سود لینے والے اور دینے والے کو لعنت کئے بخاری اور ابو داود ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجا ڈالنے والی اور ڈلانے والی اور سود لینے والے اور دینے والے سب پر لعنت کئے اور کتّے کی قیمت سے اور زنا کے کسب سے منع کئے اور تصویر بنانے والون پر لعنت کئے امام احمد اور طبرانی کبیر میں عبد اللہ بن حنظلہ الغسیل رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سود کا ایک درم بھی ہو جان کے اُسکو کھانا چھتیس بار زنا کرنے سے زیادہ بُرا ہی احمد کی سند کے رجال ہین اور یہہ حدیث اور بھی طریقون سے آئی ہے پر عدد مین کم و زیادہ اور بعضے روایتون مین اپنی مان کے ساتھ زنا کرنے سے زیادہ بد ہی کر کر وارد ہوا ہی يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِى الصَّدَقٰتِ گھٹاتا ہے اللہ سود اور بڑھاتا ہی خیرات سود کو گھٹاتا ہے یعنے اُسکی برکت چھین لیتا ہی اور اُسکو تلف کرتا ہی اور خیرات کو بڑھاتا ہے یعنی برکت دیتا ہی اور اسکو زیادہ کرتا ہی اور آخرت مین اُسکا اجر مضاعف دیتا ہی

امام احمد اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور حاکم اور بیہقی شعب الایمان مین عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے
روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سود سے مال اگرچہ زیادہ ہو لیکن انجام کار وہ کم ہوجاتا ہے
عبد الرزاق نے معمر سے روایت کیا ہے کہ ہم سُنے ہین سود کھانے والے پر چالیس برس نہین گذرنے پاتے کہ
اسکا مال کم ہوجاتا ہے بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ ابی ہریرہ رضی اللہ سے روایت
کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص ایک کھجور کے دانہ برابر بھی خیرات کرے بشرطیکہ پاک
کسب سے ہو کیا واسطے اللہ قبول نہین کرتا مگر پاک ہی کو پھر اُس صدقے کو اللہ تعالی اپنی قدرت کے داہنے ہاتھ مین
لیتا ہے پھر اُس صدقہ کو دینے والے کیواسطے پرورش کرتا ہے جیسا تم اپنے گھوڑے کے بچے کو پرورش کرتے ہو
یہان تک کہ وہ صدقہ پہاڑ کے برابر ہوجاتا ہے وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ اور اللہ دوست نہین
رکھتا کسی کفّار اثیم کو کفّار کی معنی ناشکر ناشکری یہہ ہے کہ حرام چیزون کی حلیت پر اصرار کرنا جیسے سود
کو حلال سمجھنا اثیم وہ جو گناہ کرنے مین بہت بیباک ہو إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا جو لوگ ایمان لائے یعنی اللہ کی
اور اُسکے رسول کی تصدیق کئے وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اور نیک عمل کئے یعنے اللہ تعالی نے جو امر فرمایا اسکو
بجا لائے وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ اور قایم کئے نماز یعنے فرض نماز کو مع شروط و ارکان ادا کئے وَآتَوُا
الزَّكَاةَ اور دی زکوٰۃ یعنی فرض زکوۃ جس قدر اللہ نے فرض کیا اُسکو دئے اعمال صالحہ مین نماز و زکوۃ
بھی داخل تھین لیکن اُنکے شرف و منزلت کی سبب اُنکو جدا ذکر کیا لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ انکو ثواب ہے
اُنکا اپنے رب کے پاس یعنی اُنکے اعمال کا ثواب اُنکو آخرت مین ملیگا وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ
اور نہ اُنپر ڈر ہے اور نہ وے غم کھاوینگے سابق مین ایسی ہی آیت آچکی لیکن عادت الٰہی قرآن مین یون
جاری ہے کہ جہان کہین وعید کی آیت ذکر کرے تو اُسکے بعد وعدے کی آیت بھی ذکر کرے یہان سود خورون
کی وعید مین مبالغہ کیا اُسکے پیچھے وعدے کی آیت فرمایا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ اے ایمان والو
ڈرو اللہ سے وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا اور چھوڑ دو جو رہ گیا سود یعنی نہی کے قبل لوگون سے سود کی
جو شرط کئے تھے اور تحریم کے قبل کچھ وصول کرچکے تھے اور کچھ باقی رہ گیا ہے تو اسکو چھوڑ دو إِنْ كُنْتُمْ
مُؤْمِنِينَ اگر تم ہوگے مومن یعنی دلون سے اس آیت کی شان نزول ابو یعلی ابن عباس سے اور ابن ابی حاتم

مقاتل سے یون روایت کئے ہین کہ عمرو بن عمیر بن عوف ثقفی کے اولاد یعنی مسعود بن عمرو اور عبد یالیل بن
بن عمرو اور حبیب بن عمرو چارون بھائی جاہلیت مین مغیرہ بن مخزوم کی اولاد کو سودی قرض دیا کرتے
تھے جب طایف والون نے صلح کی اور اسلام لائے بعد بنی عمرو اپنا سود بنی المغیرہ سے طلب کرنے لگے پیسا بہت
تھا بنی المغیرہ کہنے لگے ہم اسلام مین سود نہ لینگے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانون کو سود سے
منع کئے ہین یہہ مقدمہ عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کے پاس رجوع ہوا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھ بھیجے
تب یہہ آیت نازل ہوی یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ الآیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عتاب کو لکھ بھیجے یہہ انکو سنا
اگر مان لین تو انکا اصل پیسا دلادو اگر نہ مانین تو اللہ سے اور اسکے رسول سے جنگ کرنے کی بات جتا دو
فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا پھر اگر نہین کرے تو یعنی ربا کی حرمت آنے پر بھی اپنا جو سود باقی رہا ہے اسکو نہین چھوڑتے
ہو تو فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ خبردار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ سے اور اسکے رسول سے بعضے کہتے
ہین اس حرب سے وعید مین مبالغہ اور تہدید مراد ہے حقیقۃ جنگ مراد نہین ہے بعضے کہتے ہین حقیقۃ جنگ
مراد ہے کیونکہ جس نے سود حلال سمجھا اور نہی کو قبول نہ کیا وہ مرتد ہے اسکو قتل کرنا اگر وہ شخص شوکت و
قوت رکھتا ہو اور اسکے پاس لشکر ہو تو امام اس سے جنگ کرنا جیسے حربیون سے جنگ کرتے ہین وَاِنْ تُبْتُمْ
فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ اور توبہ کرتے ہو یعنی سود کو حلال جاننا ترک کرتے ہو اور اس سے باز آتے ہو تو
تمکو پہنچتے ہین تمہارے اصل مال لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ کوئی تمپر ظلم کرنا یعنی اصل سے زیادہ
مانگنا کوئی تمپر ظلم کرنا یعنے راس المال سے کم دینا یہہ حکم جب بنی عمرو سنے تو کہے ہم توبہ کرتے ہین ہمکو اللہ سے
اور اسکے رسول سے جنگ کرنیکی طاقت نہین اور اصل مال پر راضی ہوئے تب بنی المغیرہ اپنی بے تیسری ظاہر کئے
اور قرض خواہان کو کہے غلہ تیار ہوئے تک مہلت دو وے نہ مانے تب یہہ آیت نازل ہوئی وَاِنْ كَانَ
ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ اور اگر ایک شخص ہے بے تیسیر تو مہلت دینا ہے تیسیر آئے تک ابن عباس
اور شریح اور ضحاک اور سدی کہتے ہین کہ مہلت کا حکم مخصوص سودی دین مین تھا دوسرے دیون مین نہین
مجاہد اور ایک جماعت مفسرون کی کہتے ہین یہہ آیت سب بے تیسیرون کے حقین عام ہے مذہب شافعی کا
یہہ ہے قرضدار کی بے تیسیری جب ثابت ہو تو اسکو تیسیر آئے تک انتظار کرنا واجب ہے اسکو قید کرنا یا اسیر

محصل کرنا جایز نہین اگر یہہ آپ بے تیسیر ہون کر کر دعوی کرے تو دیکھنا چاہیے کہ اُس پر جو دین ہے کوئی چیز لینے کا
کا درعوض ہے جیسے کچھ چیز مول لیتا ہے یا نقد پیسا لیا تھا سو اُسکا قرض ہے دونون صورت مین اُسکے
افلاس کا دعوی مقبول نہو گا جب تک اپنی افلاس کو گواہ سے ثابت نہ کرے اگر دین عوض کا نہین بلکہ دین
مہر یا کسی چیز کے تاوان کا دعوی مقبول نہ ہوگا جب تک اپنی افلاس کے دعوے پر قسم کیا تو اُسکو قبول کرینگے
قسم کے ساتھ تب غریم کو اُسکی مالداری پر بینہ گذرانا ہوگا وَأَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ اور خیرات کرنا
تمھارے لئے بھلا ہے یعنی بے تیسیر پر جو قرض ہے اسکو معاف کر دو تو تمھارا بھلا ہے إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ
اگر تمکو سمجھ ہے یعنی بے تیسیر کے ذمہ پر کا قرض بخش دینا بڑا ثواب ہے کر کر تمکو سمجھ ہو تو اُسکو اختیار کرو مسلم وغیرہ
ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی کا قیامت کی سختیون
سے نجات دینا جسکو خوش آتا ہو تو بے تیسیر پر کشایش کرے یا اُس کے قرض سے کچھ معاف کرے بخاری اور مسلم
حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اگلے لوگون مین ایک شخص موا
سو فرشتے اُس سے ملکے پوچھے کچھ نیکی بھی تو کیا ہے بولا نہین فرشتے کہے خوب یاد کر تو بولا مین لوگون کو قرض دیتا
تو اپنے غلامون کو تاکید کرتا کہ بے تیسیر کو مہلت دیو اور تیسیر مند سے اغماض کر جاو اللہ تعالی نے کہا اس شخص سے
بھی درگذرو یعنی گناہون کو معاف کیا ایک روایت مین آیا ہے کہ اللہ تعالی نے اُسکو بہشت مین داخل
کیا اس حدیث کو مسلم عقبہ بن عامر اور ابو مسعود انصاری سے اور بخاری اور مسلم اور نسائی ابو ہریرہ سے
بھی روایت کیئے ہین امام احمد نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنا فرماتے جسنے بے تیسیر کو مہلت دی تو اُسکو اُس دین کے برابر ہر روز صدقہ دینے کا ثواب ملتا ہے بعد
سنا فرماتے جو بے تیسیر کو مہلت دیوے تو اُسکو ہر روز اس دین کے دو برابر صدقہ دینے کا ثواب ملتا ہے مین نے
عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پہلے فرماتے ہر روز اس دین کے برابر صدقہ دینے کا ثواب ملتا ہے اب
فرماتے ہو ہر روز اس دین کے دو برابر صدقہ دینے کا ثواب ملتا ہے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قرض ادا
کرنے کا وقت نہ آوے تک اُسکو ہر روز اس کے برابر صدقہ دینے کا ثواب ہے جب وقت آچکا اور اوسنے اُسکو مہلت
دی تو اُسکو ہر روز دو برابر صدقہ دینے کا ثواب ملتا ہے اس سند کے رجال سے صحیح مین حجت پکڑتے ہین اس حدیث کو

امام احمد اور ابن ماجہ اور حاکم مختصر بھی روایت کئے ہین حاکم نے کہا اس کی سند صحیح ہے شیخین کے شرط پر عبد الرزاق
اور مسلم اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا جو کوئی مسلمان سے دنیا کی سختیون سے کچھ سختی دور کریگا تو اللہ تعالی قیامت کی سختیون سے کچھ
سختی دور کریگا اور جو دنیا مین بے تیسیر پر آسانی کردیگا تو اللہ تعالی دنیا و آخرت مین اسپر آسانی کردیگا اور جو دنیا
مین مسلمان پر ستر کریگا اللہ تعالی اس پر دنیا اور آخرت مین ستر کریگا اور اللہ تعالی بندیکے اعانت مین رہتا ہے جب تک
بندہ اپنے بھائی کی اعانت مین ہو امام احمد اور مسلم اور ابن ماجہ ابی الیسیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے جو کوئی بے تیسیر کو مہلت دے یا کچھ قرض معاف کردے تو اس پر اللہ تعالی اپنا سایہ کرتا ہے اس روز کہ
اسکے سایہ بن کسیکا سایہ نہین اس حدیث کو ترمذی اور بیہقی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیئے ہین ترمذی نے کہا کہ وہ حدیث
حسن صحیح ہے اور امام احمد اور دارمی اور بیہقی شعب الایمان مین ابی قتادہ سے بھی روایت کئے ہین انکی روایت مین ہے
کہ قیامت کے دن عرش کے سایہ مین وہ رہیگا اس مضمون کی حدیث عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے عبد اللہ بن احمد کی زوائد
مسند مین اور شداد بن اوس اور جابر بن عبد اللہ اور عایشہ اور کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہم سے طبرانی کی اوسط مین
اور ابی الدردا اور اسعد بن زرارہ سے طبرانی کی کبیر مین بھی آئے ہین ابن ابی الدنیا نے کتاب اصطناع المعروف مین
ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جس کو اپنی دعا مقبول ہونا اور
اپنی سختی دفع ہونا منظور ہو تو بے تیسیر پر کشائش کرے وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ اور ڈرتے رہو
اس دن سے جس مین الٹے جاؤگے اللہ کے پاس اس دن سے مراد روز قیامت ہے ڈرتے رہو یعنی اس روز کے لئے اعمال
کر رکھو ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ پھر پورا ملیگا ہر شخص کو جو اس نے کمایا یعنے ہر شخص کو اسکے عمل کی جزا
ملیگی نیکی یا بدی وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ اور ان پر بے انصافی نہوگی یعنی نیکی جو کیا تھا اسکو چھوڑ دین یا گناہ نہین
تھا سو زیادہ کردین ایسا نہوگا **فایدہ** ابو عبید اور عبد بن حمید اور نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر
اور ابن الانباری کتاب المصاحف مین اور طبرانی اور ابن مردویہ اور بیہقی دلایل النبوۃ مین ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے روایت کیئے ہین کہ قرآن کی آخری آیت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی یہہ ہے واتقوا یوما
ترجعون فیہ الی اللہ الآیہ ابن جریر طبری نے متعدد طرق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور تابعین کی ایک

جماعت سے ایساہی روایت کیاہی اور ابن جریج سے روایت کیاہی کہ یہہ آیت نازل ہوئے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نو دن زندہ رہے اور ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے بھی ایساہی روایت کیاہی اور بعضوں نے اکیس روز اور بعضون سے سات روز زندہ رہے کرکے بھی روایت کیاہی فریابی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کلبی کی طریق سے روایت کیاہی کہ اس آیت کے نزول مین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مین اکیاسی روز کا فاصلہ تھا ابن جریر نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے عطیہ کے طریق سے بھی روایت کیاہی کہ آخر آیت نازل ہوئی سو واتقوا یوما ترجعون فیہ الآیہ تھی لیکن بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کیاہی کہ آخر آیت جو نازل ہوئی ربا کی آیت تھی اور امام احمد اور ابن ماجہ نے سعید بن المسیب سے روایت کئے ہین کہ عمر رضی اللہ عنہ کہے آخر قرآن جو نازل ہوا ربا کی آیت تھی اور ابن مردویہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیاہی کہے عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے خطبہ مین فرمائے ابو عبید نے کتاب الفضائل مین ابن شہاب سے روایت کیاہی کہ عرش سے آخر اترا سو قرآن ربا کی اور دین کی آیت تھی اور ابن جریر نے ابن شہاب سے وہ سعید بن المسیب سے روایت کیاہی کہا عرش سے آخر اترا سو قرآن دین کی آیت ہی سیوطی نے کہا یہہ مرسل ہے اسکی اسناد صحیح ہے بخاری اور مسلم نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ آخر آیت نازل ہوئی سو یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ تھی عبد اللہ بن احمد زوائد مسند مین اور حاکم مستدرک مین اور ابن مردویہ نے ابی العالیہ سے وہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیاہی کہ آخر قرآن جو نازل ہوا یہہ آیت ہی لقد جاءکم رسول من انفسکم آخر سورت تک اور ابو الشیخ اپنی تفسیر مین علی بن زید کی طریق سے یوسف مکی سے وہ ابن عباس سے بھی ایساہی روایت کیاہی اسکو عبد اللہ بن امام احمد زوائد مسند مین شعبہ کی طریق سے علی بن زید سے اُسنے یوسف مکی سے اُسنے ابن عباس سے اُسنے ابی ابن کعب سے روایت کیاہی اور ابن جریر نے معویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کیاہی آخر آیت قرآن کی جو نازل ہوئی یہہ تھی فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا الآیہ امام احمد اور بخاری اور نسائی ابن عباس سے روایت کئے ہین ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاءہ جہنم الآیہ آخر نازل ہوئی سو آیت ہی اسکو کوئی چیز منسوخ نہ کی اور ابن مردویہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیاہی آخر آیت جو نازل ہوئی یہہ تھی فاستجاب لہم ربہم انی لا اضیع عمل عامل الآیہ اور ابن جریر نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیاہی کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم فرماے جو دنیا سے جدا ہو اللہ وحدہ کے اخلاص پر اور اسکے عبادت پر اسکا شریک نہ ٹھہرایا اور
نماز کو قایم کیا اور زکواۃ دی تو اللہ تعالی اُس سے راضی رہیگا اسکی تصدیق پر قرآن مین آخر آیت جو نازل
ہوئی فان تابوا واقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ ہی اور امام الحرمین نے کتاب البرہان مین لکھا ہے کہ یہہ آیت
قل لا اجد فیما اوحی الی محرما الآیہ آخر نازل ہوئی ہے غرض آخر نازل ہوئی سو آیت مین دس قول ہین بیہقی نے
کہا ہے بر تقدیر صحت روایات کے ان اختلافات کا جمع یون ہے ہر شخص اپنے تئین جو معلوم تھا اس سے خبر دیا
قاضی ابوبکر نے کتاب الانتصار مین لکھا ہی اِن اقوال مین کوئی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع
نہین ہر شخص اپنی ظن کے موافق جسکو آخر نازل ہوئی سمجھا اجتہاد سے کہدیا اور احتمال رکھتا ہے کہ ہر شخص جس آیت کو
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آخر وقت سنا تو کہدیا کہ یہہ آخر آیت ہی اور احتمال رکھتا ہی کہ اس کے ساتھ دوسری
چند آیات بھی نازل ہوئین ہون اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسکو اُن آیتون کی بعد لکھو کرکے ام کئے تو
اُسکو گمان کئے کہ یہہ آخر نازل ہوئی انتہی بندۂ عاصی کہتا ہے اس طور سے جمع کرنا بعضی آیتون مین ممکن نہین
پہلا احتمال جو کہے کہ ہر شخص نے جسکو آخر سمجھا اجتہاد سے کہدیا وہی اولی ہے چنانچہ ابی بن کعب کا قول جسکو عبد اللہ
بن احمد زوایدِ مسند مین روح بن عبد المومن سے اُسنے عمر بن شقیق سے اُسنے ابوجعفر رازی سے اُسنے ربیع بن
انس سے اُسنے ابو العالیہ سے اُسنے ابی بن کعب سے روایت کیا ہی کہ ابوبکر کی خلافت مین قران جو جمع کئے اُسکو چند
شخص لکھتے تھے جب سورۂ برأت کی اس آیت کو پہنچے ثم انصرفوا صرف اللہ قلوبہم بانہم قوم لا یفقہون بعضون نے
گمان کیا کہ یہہ قرآن کی آیت ہی جو نازل ہوئی تب انکو ابی بن کعب نے کہے اس آیت کے بعد نبی صلی اللہ علیہ و
سلم مجھے دو آیت پڑھائے ہین لقد جاءکم رسول من انفسکم رب العرش العظیم تک بعد کہے یہہ آخر آیت ہی قرآن کی
جو نازل ہوئی بعد کہے جس آیت سے اللہ تعالی نے شروع کیا تھا اسی سے ختم کیا اللہ الذی لا الہ الا ہو وہی اللہ تعالی
کا قول ہے وما ارسلنا من قبلک رسول الا یوحی الیہ انہ لا الہ الا انا فاعبدون اس سے معلوم ہوا آخر آیت
جو کہے اپنے ظن وقیاس سے کہے بعضے قولون مین جمع کرنا ممکن ہے مثلاً جو کہا آخر آیت واتقوا یوما ہے اور جو
کہا ربا کی آیت ہے اور جو کہا دین کی آیت ہے یعنی اذا اتداینتم کی آیت سو یہہ تینون قول مین اختلاف نہین
کیونکہ وے تینون آیت ایک ہی جگہہ ہین ہر ایک کو آخر آیت کہہ سکتے ہین حافظ عسقلانی نے کہا جس نے بولا آخر

آیت نازل ہوئی سو ربا کی آیت ہے اور جو بولا واتقوا یوما ہے وے دونون قول مین یون جمع کر سکتے ہین
کہ ربا کی آیتون کا خاتمہ کہ اتقوا یوما ہے کیونکہ ربا کی آیتون پر ہی معطوف ہی انتہی بندۂ عاصی کہتا ہی عمر رضی اللہ
عنہ کے قول سے جسکو ابن مردویہ نے ابی سعید خدری سے روایت کیا ہی ایسا مفہوم ہوتا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
آخر دنون مین جو آیتین نازل ہوئین اُس مین یہہ آیت بھی ہے یہہ مراد نہین کہ اسکے بعد کوئی آیت نازل نہوئی
اُنکی روایت کا لفظ یون ہے خطبنا عمر فقال ان من آخر القرآن نزولا آیۃ الربا اس روایت مین لفظ من کا فایدہ
تبعیض کا بخشتا ہے تو معلوم ہوا کہ یہہ آیت اِن آیتون مین سے ہے جو آخر نازل ہوئین وہی آخر آیت ہو سو نہین
وے روایتین جو آئین کہ وہ آیت نازل ہوئی بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اتنے دن کو وفات پائے تابعین کے
اقوال ہین صحابی کی طرف اُنکی نسبت نہین کئے تو وے قابل حجت نہین علی الخصوص اختلاف کے وقت
اور ابن عباس سے جو فرمائے روایت کیا اُسکی سند مین کلبی ہے وہ متہم بکذب ہے حافظ عسقلانی نے براء رضی اللہ
عنہ کے قول مین اور ابن عباس کے قول مین جمع یون کیا ہی کہ وہ دونون آیت یعنی یستفتونک کی آیت اور ربا کی
آیت دونون باہم آخر ین ہون تو ہر ایک پر صادق آتا ہی کہ وے دوسری آیتون کی بہ نسبت آخر نازل
ہوئین اور احتمال رکھتا ہی کہ یستفتونک کی آیت کو اخیر جو کہا بہ نسبت مواریث کے ہو بخلاف واتقوا یوما کی
آیت کے اور احتمال رکھتا ہی کہ بالعکس ہون یعنی واتقوا کی آیت بہ نسبت آیات ربا کی ہو بخلاف یستفتونک کی اور
یو لا کہ اول ارجح ہے کیونکہ واتقوا یوما کی آیت مین اشارہ ہی وفات کی معنی کی طرف جو مستلزم ہے خاتمہ نزول کو
انتہی فمن یرجوا کی آیت مین ابن کثیر نے اور ومن یقتل مومنا کی آیت مین سیوطی نے یون تاویل کئے ہین
کہ اِن آیتون کے بعد دوسری آیات جو اِن کو منسوخ کرین اور اون کے حکم کو پھیر دین نازل نہین ہوئین
بلکہ وے مثبت و محکم ہین انتہی امام احمد اور نسائی کی روایت کا لفظ اس تاویل کی تائید کرتا ہی وہ لفظ
یون ہے لقد نزلت فی آخر ما نزل ما نسخہا شی اور فاستجاب لکم کی آیت مین سیوطی نے یون کہا کہ ام سلمہ رضی اللہ
عنہا کہے یا رسول اللہ مین دیکھتی ہون اللہ تعالی مردون کا ہی ذکر کرتا ہی عورتون کو یاد نہین کرتا تب
یہہ آیت ولا تتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضکم علی بعض اور یہہ آیت ان المسلمین والمسلمات اور یہہ آیت فاستجاب لہم
نازل ہوئین تینون آیتون مین فاستجاب لہم کی آیت آخر نازل ہوئی اسی لحاظ سے کہے کہ وہ آخر آیت

نازل ہوئی یا یون ہے کہ آیتین اول جو مخصوص مردونکے حق مین نازل ہوئین تھین آخر عورتونکے حق مین جو نازل ہوئی سو یہہ
آیت ہی اور سیوطی فان تابوا کی آیت مین یون تاویل کیا ہی کہ وہ آیت سورۃ کے اخیر کو نازل ہو بندہ عاصی کہتا ہی جو
لقد جاءکم کی آیت آخر مین نازل ہوئی کر کے اُبی رضی اللہ عنہ جو کہے اس مین بھی یہہ تاویل ہو سکتی ہی بلکہ ابن ابی داؤد کی
روایت جو ابو العالیہ سے ہے اُسمین اس بات کی تصریح ہے اسکا لفظ یون ہی انہم لما جمعوا القرآن فی خلافۃ ابی بکر کان
الذی یملی علیہم ابی بن کعب فلما انتہوا من براۃ الی قولہ لا یفقہون ظنوا ان ہذا آخر ما نزل منہا فقال ابی بن کعب اقرأنی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیتین بعدہن لقد جاءکم رسول من انفسکم الی آخر السورۃ یعنی وے لوگ ابوبکر رضی اللہ
عنہ کی خلافت مین قرآن جب جمع کئے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ آیتین پڑھے تو اُسکو لکھتے تھے برات کے سورۃ مین
یفقہون کے پاس جب پہنچے تو سمجھے کہ اس سورہ کی وہ آخر آیت ہے جو نازل ہوئی تب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہے مجکو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اس آیت کے بعد بھی دو آیت پڑھا ہین لقد جاءکم رسول آخر تک دیکھو یہہ لفظ صاف دلالت کرتا ہی کہ وہ اُس صورت
کی آخر آیت ہی اور امام الحرمین نے جو کہا قل لا اجد فیما اوحی الایہ آخر آیت ہے اسکی سند کتب حدیث سے نہین ملی لیکن امام شاید
اسکی سند حدیث سی پایا سو کہا ابن الحصار نے انکے قول پر رد کیا ہی کہ وہ سورہ بالاتفاق مکی ہی اور اسمین کی یہہ آیت سورۃ کے
بعد نازل ہوئی کر کر منقول نہین بلکہ اس آیت مین مشرکون کے ساتھ جھگڑا ہی تو وہ مکہ مین ہی ہوا تھا انتہی بندۂ عاصی کہتا ہی سورہ
انعام اگرچہ مکہ مین نازل ہوا لیکن اُسکے چند آیتین مدینہ مین نازل ہوئین ہین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بسند صحیح ثابت ہوا ہی
کہ اسکے تین آیت مدینہ مین نازل ہوئے قل تعالوا اتل ما حرم علیکم اور اسکے بعد دو آیتین اُنکے سوا بھی چند آیتین ہین
کہ وہ مدینہ مین نازل ہوین کر کے منقول ہی سو شاید یہہ آیت بھی مدینہ مین نازل ہوئی ہو ہم ابن الحصار کے قول کو مسلم رکھے کہ یہہ
تمام سورت مکہ مین ہی نازل ہوئی لیکن یہہ آیت شاید اس سورۃ کی آخر آیت ہی جو مکہ مین نازل ہوئی واللہ اعلم

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ای ایمان والو جب معاملہ کرو تم
اودھار کا وعدۂ مقرر تک تو اُسکو لکھو یعنی اس دین کا تمسک لکھا لو اللہ تعالی نے سود کو منع کیا سو سلم اور قرض لینے دینے
کر کے اس آیت مین اذن دیا وعدۂ مقرر تک جو فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ اگر وعدہ مجہول ہو مثلاً کھیت زراعت کے کٹنے تک تو صحیح نہین
اور لکھو کر کے اسواسطے حکم کیا تا بھول نہ جاوین اور انکار کے وقت حجت ہو یہہ لکھنا بعضونکے پاس واجب ہے وہ قول عطا اور ابن جریج
اور نخعی کا ہے محمد بن جریر طبری نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہی اکثر علما کہتے ہین کہ وہ امر استحباب کیواسطے ہی بعضونے کہے کتابت

ع

اور گواہ اور رہن اول واجب تھا بعد وہ حکم فان امن بعضکم بعضا فلیؤد الذی اؤتمن امانتہ کی آیت سے منسوخ ہوا یہہ قول
حسن اور شعبی اور حکم بن عتیبہ کا ہی اب لکھنے کی کیفیت بیان فرماتا ہی وَلْيَكْتُبْ بَيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ
اور لکھ دیا چاہیئے تمھارے درمیان کوئی لکھنے والا انصاف سے یہہ حکم کاتب کو ہے یعنی لکھنے والا مال مین اور وعدہ مین اور
شروط مین کچھ کم و زیادہ نہ لکھ دیوے یا حکم ہے معاملہ کرنے والون کو یعنی دین لینے والا اور دینے والا تمسک کسی دانا
متدین شخص کے ہاتھ سے لکھاوے تا ضرورت کیوقت وہ حجت ہووے وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَنْ يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ
اللّٰہُ اور کنارہ کشی نکرے لکھنے والا اس سے کہ لکھ دیوے جیسا سکھایا اُسکو اللہ نے یعنی جسکو لکھنا معلوم ہو تو وہ لکھنے سے کنارہ کشی
نکرنا اس آیت سے بعضون نے کہا ہی لکھنے والے پر لکھ دینا واجب ہے ویسا ہی شاہد پر تحمل شہادت یعنی قبول شہادت واجب ہے
جب کسی نے کتابت اور تحمل شہادت واسطے اسکو جو لایق ہو طلب کرین تو ان پر وہ واجب ہے اور بعضون نے کہا کتابت
اور تحمل شہادت دونون اول فرض تھے بعد اسکو اللہ تعالی نے ولا یضار کاتب ولا شہید سے منسوخ کیا جمہور کا مذہب
یہہ ہے کہ یہہ امر استحباب کا ہے جبکہ اللہ تعالی نے اسکو لکھنا پڑھنا سکھایا اور دوسرون پر اسکو فضیلت دی تو اسکو مناسب
یہی ہے کہ بخل نکرے اور اپنے مسلمان بھائی کی حاجت برلاوے تا اُس نعمت کا شکر ادا ہو فَلْيَكْتُبْ سو وہ لکھے
وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ اور زبان سے بولتے جاوے جس پر حق دینا ہے یعنی جو قرض لیتا ہی اسکو ضرور ہے
اپنی زبان سے اُسکی مقدار اور جنس و صفت کا اقرار کرے وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ اور ڈرے اللہ سے جو اپنا رب ہے
یعنی لکھنے والا اور بولنے والا دونون اللہ سے ڈرین کچھ فریب دغا نکرین وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا اور نقصان نکرے
اُس مین سے کچھ یعنی حق جو دینا ہے یا جو لکھتا ہی اُس مین کچھ نقصان نکرے فَإِنْ كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا
پھر جس شخص پر حق دینا ہے موقوف ہوگا بعضے کہتے ہین سفیہ سے ایسا جاہل جو کہہ کے لکھا نہ سکے اور بعضے
کہتے ہین کہ سفیہ نابالغ سے مراد ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ کے پاس سفیہ وہ جو بیجا مال خرچے اور اپنے دین کو
فاسد کرے أَوْ ضَعِيفًا یا ناتوان ہے یعنے بہت بوڑھا کہ جسکے حواس بر جا نہین أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُمِلَّ
هُوَ یا طاقت نہین رکھتا وہ بول کے لکھانیکی مثلاً وہ گنگ ہی بول نہین سکتا ہی تو فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ تو چاہیے
لکھاوے اُسکا ولی انصاف سے ولی سے مراد وہ جو اُسکے امور کا متکفل ہی باپ ہو یا وصی یا قیم جنکو اقرار مین نیابت ہو سکتی ہے
وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ اور شاہد کرو دو شاہد اپنے مردون مین سے یعنی شاہد بالغ حر مسلمان ہے

بچہ غلام کافر نہ ہو یہی ہے مذہب شافعی اور جمہور کا شریح اور ابن سیرین غلام کی شہادت جایز رکھے ہین اور ابو حنیفہ کافر کے لئے کافر کی شہادت جایز رکھتے ہین فَاِنْ لَّمْ یَكُوْنَا رَجُلَیْنِ پھر اگر نہون وہ دونون شاہد مرد تو فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ ایک مرد اور دو عورتین سب علما کا اتفاق ہے کہ مالی مقدمون مین ایک مرد اور دو عورت ہون تو انکی شہادت قبول کرینگے مالی مقدمون کے سوا اور دوسرے مقدمون مین انکی شہادت مقبول ہے یا نہین اُس مین اختلاف ہے سفیان ثوری اور ابو حنیفہ کہتے ہین عقوبتون کے سوا اور دوسرے تمام معاملون مین ایک مرد اور دو عورت کی شہادت مقبول ہے اور ایک جماعت فقہا کی کہتی ہے مالی مقدمون کے سوا اور دوسرے کوئی مقدمو نمین عورتونکی شہادت مقبول نہین امام شافعی کا مذہب یہہ ہے کہ جن مقدمون مین کہ اطلاع اکثر عورتون کو ہوتی ہے جیسے ولادت اور رضاعت اور بکارت اور ثیوبت اور انکے امثال مین شہادت ایک مرد اور دو عورت کی فقط چار عورتونکی مقبول ہے اور سب فقہا کا اتفاق ہے کہ عقوبات اور حدود مین شہادت عورتونکی ہرگز مقبول نہین مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ جنکو پسند رکھتے ہو شاہدون مین یعنی جن کی امانت و دینداری تمہارے پسند ہو تو اُسکو شاہد رکھو شہادت کو قبول کرنیکے لئے سات چیزین شاہد مین ہونا شرط ہے اسلام اور حریت اور عقل اور بلوغ اور عدالت اور مروت اور انتفا تہمت کا فر اور غلام اور مجنون اور نابالغ اور فاسق اور بے حیا اور متہم کی شہادت مقبول نہین عدالت یہہ ہے کہ آدمی گناہ کبیرہ سے پرہیز کرے اور گناہ صغیرہ پر اصرار نکرے مروت کی معنی لغت مین آدمیت فقہا مروت اُسکو کہتے ہین کہ اُسوقت اس جگہہ اُسکے مثل کے لوگ کی ڈھنگ چلن جیسی ہے ویسی اختیار کرنا تہمت وہ کہ شہادت دینے سے شاہد کو نفع ہوتا ہے یا اُسکی کچھ مضرت دفع ہوتی ہے یا جس پر شہادت دیتا ہے اُسکے ساتھ دشمنی ہے یہہ مذہب شافعی کا ہے اُسکی تفصیل کتب فقہ مین لکھی ہے عورتین دو ہونا کرکے جو شرط کیا اب اُسکا سبب بیان فرمایا اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى کہ بھول جاوے ایک عورت تو یاد دلاوے اُسکو وہ دوسری عورتونکی طبیعت مین بھول غالب ہے اس لئے دو عورتون کو ایک مرد کے قایم مقام کئے ایک بھول جاوے تو دوسری اُسکو یاد دلاوے وَلَا یَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا اور نہ انکار کرین شاہد جسوقت کہ بلا جاوین شہادت کے تحمل کیواسطے یا اُسکو ادا کرنے کے لئے بلاوین تو انکار نکرنا لیکن تحمل شہادت مستحب ہے اگر کوئی تحمل شہادت سے کنارہ کیا تو گناہگار نہین ہوتا شہادت کا ادا کرنا واجب ہے جس وقت ادا کرنیکے لئے بلاوین اور وہ نہ آوے تو فاسق ہوگا اور اُسکی شہادت مردود ہوگی وَلَا تَسْئَمُوْۤا اَنْ تَكْتُبُوْهُ اور کاہلی نکرو اُسکے لکھنے سے یعنی حق کو یا دین کو لکھ رکھنے مین سستی نکرو صَغِیْرًا اَوْ كَبِیْرًا چھوٹا ہو یا بڑا یعنی قرض تھوڑا ہو یا بہت اُسکو

لکھ رکھنا اِلیٰ اَجَلِہٖ اُسکے وعدے تک یعنی لکھ رکھنا اُسوقت تک جو مدیونؔ نے اقرار کیا ذٰلِکُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰہِ
یہہ لکھ رکھنا خوب انصاف ہی اللہ کے یہان وَاَقْوَمُ لِلشَّھَادَۃِ اور بہت درستی ہی گواہی کو یعنی لکھاوٹ شہود کو
یاد دلاتی ہی اُسکو دیکھے تو شہادت درست ادا کرینگے وَاَدْنٰی اَلَّا تَرْتَابُوْا اور بہت قریب ہے کہ تمکو شبہہ
نہ پڑنا کیونکہ تمسک کو جب دیکھینگے تو روپیون کی مقدار اور وعدے کے دن اور شہود کے نام سب معلوم ہو جائینگے اِلَّا اَنْ
تَکُوْنَ تِجَارَۃً حَاضِرَۃً تُدِیْرُوْنَھَا بَیْنَکُمْ مگر ایسا کہ سودا ہو روبرو کا پھیر بدل کرتے ہو آپس مین کہ
اُس مین وعدہ نہین تو فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ لَّا تَکْتُبُوْھَا مضایقہ نہین تمپر اُسکو نہ لکھنا کتابت کا حکم پہلے
جو کیا تھا اُس سے اس صورت کو استثناء کیا یعنی دست بدست خرید و فروخت ہو تو اُس مین لکھاوٹ کی احتیاج نہین کیونکہ
اس قسم کا معاملہ لوگون مین بہت سا ہوتا ہی اگر اُس مین کتابت کی تکلیف دین تو لوگون پر بہت دشوار ہوگا اور اسمین
بھولنے اور مکر جانیکا اندیشہ بھی نہین وَاَشْھِدُوْا اِذَا تَبَایَعْتُمْ اور شاہد رکھو جب خرید و فروخت کرو گے
اس خرید و فروخت سے یا وہی تجارت روبرو کی ہی یا مطلق خرید و فروخت ہی اس تقدیر پر آیت مین تعمیم ہوئی بعد تخصیص کے
یہہ گواہی احتیاط کیلئے ہی جمہور کا مذہب یہہ ہے کہ گواہی کا حکم یہان استحبابا ہی اور بعضے کہتے ہین وجوبا ہی اور تھوڑے
یون کہتے ہین حکم وجوبا تھا لیکن منسوخ ہوا اُسکی ناسخ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُکُمْ بَعْضًا کی آیت ہی وَلَا یُضَآرَّ کَاتِبٌ وَّلَا
شَھِیْدٌ اور ضرر نہ پہنچاوے لکھنے والا اور نہ گواہ یعنی لکھنے والا کسی کے ضرر اور نقصان کا کام نہ کرے جیسے مال مین
یا وعدے مین کم و زیادتی کر دین یا کچھ شرطون کو چھوڑ دیوے یا بڑھا دیوے یا اس مین اجمال کر دیوے شاہد کا ضرر پہنچانا اس طرح سے
کہ شہادت ادا کرنے کیواسطے طلب کئے ہین تو نہ آوے یا شہادت پوری نہ ادا کرے یہہ معنی اُس تقدیر مین ہوگی کہ یضار کے لفظ کو
صیغہ معروف پر ہین اگر اُسکو مجہول ٹھہراوین تو معنی یون ہوگی ضرر نہ پہنچاوے کاتب اور شاہد کو یعنی بایع یا مشتری کام
نکرے جسمین کاتب کو یا شاہد کو نقصان ہو مثلا کاتب یا شاہد اپنے ضروری کامون مین مشغول ہین تو انکو کتابت اور شہادت
کیواسطے بجبر بلاوے یا کاتب کی اُجرت یا شاہد کی سواری کا خرچ نہ دیوے جب آیت دو وجہ کو محتمل ہوئی تو دونون معنی پر معًا
یا ہر ایک پر حمل کر سکتے ہین وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّہٗ فُسُوْقٌ بِکُمْ اور اگر ایسا ضرر کروگے تو وہ گناہ کا کام
ہے تمھارے لئے وَاتَّقُوا اللّٰہَ اور ڈرو اللہ سے وَیُعَلِّمُکُمُ اللّٰہُ اور اللہ تمکو سکھاتا ہی یعنی اللہ تعالی تمھاری مصلحت
اور بھلائی کی بات تمکو سکھاتا ہی وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ اور اللہ سب چیز سے واقف ہے اس آیت کو دین کی آیت کہتے ہین

اللہ تعالیٰ قرآن مین مطلب بہت اختصار سے فرماتا ہی لیکن اس جگہ تفصیل کیا اور کتابت کے واور شاہد رکھو کرکے مکرر امر کیا تا لوگونکو ہوشیار
کر دے کہ اپنے مال کی احتیاط کرین کیونکہ مال معاش و معاد کی مصلحتونکا سبب ہوتا ہی دوسری بات یہہ ہے کہ لوگ تساہل کرکے ابتداءً
معاملہ مین تمسک نہین لکھتے اور شاہد نہین کرتے بعد دینیکے وقت اُنمین بحث ہوتی ہی آپسمین ناخوشی ہوجاتی ہی آخر حاکم کے پاس فریاد
کرنیکی نوبت پہنچتی ہی جھوٹے شاہد بناتے ہین رشوت دیتے ہین جھوٹی قسم کرتے ہین سو ابتدا مین احتیاط نکرنا مسلمان بھائیون مین عداوت
اور جھوٹی قسم کا سبب ہے احدیث مین آیا ہی جھوٹی قسم شہرونکو ویران کرتی ہے ان قباحتون پر نظر کرتے اللہ تعالیٰ نے مبالغہ سے کہدیا کہ
پہلے ہی معاملہ کے وقت تمسک لکھے اور اُس پر دو معتبر گواہ کی گواہی لکھواوے تا آیندہ فساد نہو وَإِن كُنتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ اور
اگر تم سفر مین ہو وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا اور نہ پاؤ لکھنے والا فَرِهَانٌ مَّقْبُوضَةٌ تو ہاتھ مین گرو رکھنی یعنی اگر تم
مسافرت کے عالم مین ہوگے اور وہان کوئی لکھنے والا نہ ملے تو اعتماد کیواسطے گرو رکھا جائے ظاہر آیت کو دیکھتے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ گرو رکھنا
جایز نہین مگر سفر مین مجاہد اور ضحاک اور داؤد ظاہری کا یہی مذہب ہے جمہور سلف و خلف کہتے ہین حضر مین باوجود کاتب موجود
رہتے رہن رکھنا جایز ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے مین رہتے پر رہن رکھے امام احمد اور بخاری اور مسلم اور
نسائی اور ابن ماجہ اور بیہقی بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودی کے
پاس سے اناج اُدھار لئے اور اسکے پاس اپنی لوہے کی بکتر گرو رکھے امام احمد اور بخاری اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن حبان
انس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین اپنی بکتر ایک یہودی کے پاس گرو رکھکے اپنے لوگونکے
واسطے جو لئے بخاری کی ایک روایت مین وے جو تیس ۳۰ صاع تھے کرکے مذکور ہے اور امام احمد اور ترمذی بعد نسائی اور ابن ماجہ
اور طبرانی اسکو ابن عباس سے بھی روایت کئے ہین ترمذی نے اس حدیث کی تصحیح کی ہی ابن حجر عسقلانی نے صاحب الاقتراح سے نقل کیا ہی کہ وہ حدیث بخاری کی
شرط پر ہی احمد اور ابن ماجہ نے اس حدیث کو شہر بن حوشب سے اسماء بنت یزید سے بھی روایت کیا ہی امام شافعی اور خطیب مبہمات مین اور بیہقی جعفر بن محمد
کی طریق سے وہ اپنے باپ محمد الباقر رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت کئے ہین اور یہودی کا نام ابو الشحم الظفری کرکے ذکر کئے ہین ان احادیث سے رہن رکھنا حضر مین جایز ہوا اور احوالکے
نظر کرتے آیت مین سفر کی قید لگائی کیونکہ اکثر سفر مین کاتب میسر نہین ہوتا وہ قید بطور شرط کے نہین اور مقبوضۃ کے
قید سے معلوم ہوا کہ رہن تمام ہوگا جب تک مرتہن یعنی گرو لینے والا اُس مرہون کو بدست نکرے فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُم بَعْضًا
فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ پھر اگر اعتبار کرے ایک دوسرے کا تو ادا کیا چاہئے جس پر اعتبار کیا اپنے پر کا دین
یعنی پیسا دینے والا قرض مانگنے والے کو اعتباری آدمی سمجھ کے بن گرو کے پیسا قرض دیا تو مدیون کو جس پر حق ہی جسکو

واین اعتباری سمجھا تھا اپنے پر کی امانت یعنی قرض ادا کر دینا قرض کو امانت بولا کیونکہ دینے والا اُس قرض پر نہ وستاویز لیا نہ کچھ مال گرو رکھا مدیون اُس کا انکار کرنا ممکن تھا اس لئے اُس کا نام امانت رکھا وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ اور ڈرتا رہے اللہ سے جو اپنا رب ہے یعنی مدیون پر لازم ہے اللہ سے ڈر کے وعدہ ہوتے ہی قرض ادا کرنا انکار نکرنا اور جھوٹے وعدے آج دیتا ہوں کل دیتا ہوں کر کے نہ کرنا یہہ حکم قرض خواہ کے حق مین بھی ہو سکتا ہے قرضخواہ نے جسقدر دیا ہے اُتنا ہی تقاضا کرتا زیادہ طلبی نہ کرنا خیانت کرنا اور حق کو مکرنا بہت بُری بات ہی اس لئے اللہ تعالی نے اُسکے ادا کرنے کو بہت مبالغے سے فرمایا پہلے امانت ادا کرنا کر کے امر کا صیغہ جو وجوب پر دلالت کرتا ہی لایا پھر اُسی مضمون کی طرف اشارے سے کہا اور اُسکو بھی امر کے صیغے سے لایا اور اللہ اور رب دو نون لفظ ذکر کیا اب اللہ تعالی شہود کو خطاب کرتا ہی وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ اور تم نہ چھپاؤ گواہی کو یعنی شاہد کو شہادت کے نیکے واسطے طلب کرین تو اُسکو شہادت کی کتمان جایز نہین کیونکہ وہ شہادت کی کتمان کریگا تو حقدار کا حق باطل ہوگا اسیواسطے اُسکے وعید کو مبالغے سے کہا وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهٗ آثِمٌ قَلْبُهٗ اور جو کوئی چھپاوے اُس شہادت کو تو گنہگار ہے دل اُسکا اِس جگہ اللہ صاحب نے وہ شخص گنہگار ہے کر کے نہ کہا بلکہ اُسکا دل گنہگار ہے فرمایا مبالغہ کیواسطے اور اشارہ کرنے کو کہ یہہ کام بہت بڑے اُسکا گناہ دلکو گھیرتا ہی سبب اُسکا یہہ ہے شہادت کو چھپانا زبان سے تعلق نہین رکھتا شہادت دل مین رہتی ہی دل چھپانے کا محل پڑا ہے اس لئے دلکی طرف نسبت کیا فعل جس عضو سے ہوتا ہی اُس عضو کی طرف نسبت کرنا بہت بلاغت رکھتا ہے چنانچہ کہتے ہین اُسکو اپنے آنکھون سے دیکھا ہون اپنے کان سے سنا ہون اپنے دل دیا ہون دوسرا سبب یہ ہے دل تمام اعضا کا بادشاہ ہی اور اعضا اُسکے رعیت ہین جب دل درست رہا تو تمام اعضا بھی درست رہینگے اور دل فاسد ہوا تو تمام اعضا بھی فاسد ہو جینگے جب گناہ نے دل کو گھیر لیا تو تمام اعضا کو بھی گھیر لیگا طبرانی نے کبیر مین اور اوسط مین ابی موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کسی کو شہادت ادا کرنیکے واسطے بلوا دین اور وہ اُسکو چھپایا تو گویا اُسنے جھوٹی گواہی دی اُسکی سند مین عبداللہ بن صالح کاتب الليث ہے اُسکو بعضون نے توثیق کیا ہے اور بعضے ضعیف کہتے ہین بخاری اُسکی حدیث کو متابعات مین لے آتا ہی وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ اور اللہ تمھارے کئے کو جانتا ہی یعنے جھوٹی شہادت دین یا شہادت چھپاوین سبکو اللہ تعالی جانتا ہی اس جملے مین بھی چھپانے والے کو وعید ہے لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ

اللہ کا ہی جو کچھ ہے آسمان و زمین مین سبکا مالک سبکا خالق وہی ہی وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اور اگر تم ظاہر کروگے اپنے جی کی بات یا چھپاؤگے حساب لیگا تم سے اللہ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ پھر بخشیگا جسکو چاہے وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ اور عذاب کریگا جسکو چاہے وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور اللہ سب چیز پر قادر ہے اس آیت کا ظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہی کہ دلمین جو بات آتی ہی اور قلب پر گناہ جو خطور کرتا ہی انپر بھی مواخذہ ہونا حالانکہ اُسکا دفع بندیکے مقدور مین نہین اس سے لازم آتا ہی کہ تکلیف مالا یطاق ایسی تکلیف جو طاقت بشری سے خارج ہو دیا ہی اُسکو تکلیف مالا یطاق کہتے ہین ایسی تکلیف دینا جایز نہین اُسکی دفع کی خاطر چند جواب دیئے ہین بعضے کہتے ہیہہ آیت مخصوص ہی اُسکے خصوص مین بھی کئی طرح سے کلام کئے ہین بعضے کہتے ہین یہہ آیت بھی کتمان شہادت کے مقدمہ مین ہے اور پہلی آیت کے ساتھ متصل ہی اُسکی معنی یون ہے ای شاہدو تمھاری دل مین جو بات ہے شہادت کو ظاہر کرنا یا پوشیدہ رکھنا اُسپر تمسے اللہ تعالی محاسبہ لیگا اس قول کو ابن جریر اور ابن المنذر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مقسم کی طریق سے جو مولی ابن عباس کا تھا یون ہی روایت کئے ہین عکرمہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے لیکن یہہ قول ضعیف ہی کیونکہ یہہ آیت اگرچہ شہود کے مقدمہ کے بعد وارد ہے پر لفظ اُسکا عموم پر دلالت کرتا ہی اُسکو شہود کی طرف پھیرنے کی کچھ وجہ نہین کیونکہ لفظ کے عموم کو اعتبار ہے نہ خصوص سبب کو مقاتل کہتا ہے یہہ آیت انکے شان مین نازل ہوئی جو دل مین کافرون کی دوستی رکھتے تھے تب معنی یون ہوگی ای لوگو کافرونکی دوستی جو تمھارے دلونمین ہی اُسکو تم علانیہ کرو یا پوشیدہ اللہ تمسے محاسبہ لیگا مجاہد کہتا ہی یہہ آیت یقین و شک کے مقدمہ مین ہی یعنی تم ایمان کے مقدمہ مین یقین ظاہر کرتے ہو یا اور دل مین شک رکھتے ہین اسپر اللہ محاسبہ لیگا پہلے قول پر جو اعتراض ہوا ان دونون قول پر بھی وہی اعتراض وارد ہوتا ہی بعضے کہتے دلمین خیالات جو آتے ہین بطور پر ہوا کرتے ہین ایک خاطر ہے بخواستہ دل مین آتا ہی یہہ خطرہ معاف ہے چنانچہ اسکا بیان آیندہ آیت مین آتا ہے دوسرا ہم ہے کہ آدمی اُسکے کرنے پر مستعد ہوتا ہی پر بسبب عارض کے وہ حرکت اُس سے وجود مین نہین آتی اس قسم کی بات جو پوشیدہ رہتی ہے اُسپر اللہ محاسبہ لیگا اکثر مفسرین کہتے ہین کہ آیت اپنے عموم پر باقی ہے اور اعتراض کے دفع کے لئے چند وجہ کہتے ہین بعضے کہتے ہین یہہ آیت منسوخ ہے بعد کی آیت سے یہہ قول علی اور ابن مسعود اور ابو ہریرہ کا ہے اور ابن عباس کا بھی صحیح قول یہی ہے اور عایشہ سے بھی ایک روایت ہے اور محمد بن سیرین اور محمد بن کعب قرظی اور قتادہ اور کلبی بھی

یہی کہتے ہین امام احمد اور مسلم اور ابو داود کتاب ناسخ و منسوخ مین اور ابن جریر طبری اور ابن حاتم نے ابی ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہہ آیت نازل ہوئی للہ ما فی السموات و ما فی
الارض وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ فیغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء واللہ علی کل شئ
قدیر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر نہایت شاق ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوکے دو زانو
بیٹھے اور عرض کئے یا رسول اللہ جن تکلیفون کی ہم طاقت رکھتے تھے نازل ہوین جیسے نماز روزہ جہاد صدقہ تو ہم
قبول کئے اب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا ہم اُسکی طاقت نہین رکھتے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
اول کے اہل کتاب جو کہے تھے سمعنا وعصینا یعنی ہم سنے اور اُسکو نہین مانتے کیا تم بھی ویسا ہی کہتے ہو بلکہ یون کہو
سمعنا و اطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر یعنی ہم نے سنا اور قبول کیا تیری بخشش چاہئے ای رب ہمارے اور
تجہی تک رجوع ہے جب لوگ اسکو پڑھے اور انکی زبان رام ہوئے اللہ تعالی اُسکے پیچھے آمن الرسول کی آیت نازل
کیا جب اُسکو قبول کئے تب اللہ تعالی اس آیت کو نسخ کیا اور یہہ آیت نازل کیا لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا الآیہ جب
وہ کہے تو اللہ تعالی فرمایا بہتر ہے امام احمد اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور حاکم
اور بیہقی کتاب الاسماء والصفات مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ جب و ان تبدوا ما فی
انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ کی آیت نازل ہوئی صحابہ کے دل پر اتنا غم ہوا کہ کسی چیز سے اتنا غم نہوا تھا پھر
آکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سمعنا و اطعنا و سلمنا پھر
اللہ تعالی نے اُنکے دلون مین ایمان کو مضبوط کیا اور لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت
ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا کی آیت نازل کیا اور اللہ تعالی نے فرمایا مین نے ویسا ہی کیا ربنا ولا
تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا اللہ تعالی فرمایا مین نے اسکو کیا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ اللہ
تعالی نے فرمایا مین نے کیا واعف عنا واغفر لنا وارحمنا الآیہ اللہ تعالی نے کہا مین نے کیا عبد بن حمید اور ترمذی
علی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ جب وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ کی آیت نازل
ہوئی ہم مغموم ہوئے تب لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت کی آیت نازل کرکے اُسکو
منسوخ کیا سعید بن منصور اور ابن جریر اور طبرانی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ محاسبہ لینا

قبل تھا جب لھا ما کسبت و علیھا ما اکتسبت کی آیت نازل ہوئی آگے کی آیت کو نسخ کی ابن جریر نے قتادہ کی
طریق سے عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہی کہ لھا ما کسبت و علیھا ما اکتسبت کی آیت اس آیت کو نسخ کی
بخاری نے مروان الاصفر سے اُسنے ایک صحابی سے روایت کیا ہی کہ اس آیت کو یعنی ان تبدوا ما فی انفسکم
او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ کو اُسکے بعد کی آیت منسوخ کی بخاری کی ایک طریق مین اس صحابی کا نام ابن عمر کرکے
آیا دوسری ایک طریق مین مذکور ہے کہ مجھے گمان ہے کہ وہ صحابی ابن عمر ہو حافظ عسقلانی نے کہا اپنے کو گمان
ہے کرکے کون کہتا ہی سو مجھکو معلوم نہین ہوا یہہ صحابی ابن عمر رہنے مین مجکو توقف ہے کیونکہ ابن عمر کو اس آیت
کے منسوخ ہونے کی اطلاع نہین تھی چنانچہ امام احمد نے مجاہد کی طریق سے روایت کیا ہی کہے مین ابن عمر کے پاس تھا
اُنھو نے یہہ آیت پڑھی وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ اور رو دئیے مین نے ابن عباس کے
نزدیک آکے انکو اس کا ذکر کیا ابن عباس کہے یہہ جب نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو نہایت
غم ہوا اور عرض کئے یا رسول اللہ ہم ہلاک ہوئے ہمارے دل ہمارے ہاتھ مین نہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
تم کہو سمعنا و اطعنا پھر اسکو یہہ آیت نسخ کی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا اور طبری نے باسناد صحیح زہری سے روایت
کیا ہے اُسنے کہا مین نے سعید بن مرجانہ سے سنا اُسنے کہا کہ مین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا انھو نے یہہ آیت
پڑھی وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ اور کہے واللہ اگر ہمکو اللہ تعالیٰ اس بات پر مواخذہ کرے
تو ہم ہلاک ہونگے بعد اتنا روئے کہ انکے رونے کا آواز سنے سعید نے کہا مین انکے پاس سے اٹھکے ابن عباس رضی اللہ
عنہما کے پاس آیا اور ابن عمر کی بات اُنسے بولا ابن عباس کہے اللہ تعالیٰ ابو عبد الرحمن کو بخشے میری عمر کی قسم
یہہ آیت جب نازل ہوئی تو مسلمانوں کو غم ہوا جیسا ابن عمر کو ہوا تب اللہ تعالیٰ نے نازل کیا لا یکلف اللہ نفسا
الا وسعھا حافظ عسقلانی کہتا ہے شاید ابن عمر کو وہ قصہ معلوم نتھا بعد جب اطلاع ہوئی کہے کہ وہ آیت منسوخ
ہوئی اس آیت کے منسوخ ہونے پر بعضے اعتراض کئے ہین کہ یہہ آیت خبر ہے اخبار مین نسخ نہین آتا ہی نسخ ہوگا
مگر اُس مین جو وہ امر یا نہی ہو اِس اعتراض کا جواب یون دیتے ہین کہ یہہ آیت اگرچہ خبر ہے لیکن حکم کو
متضمن ہے جو اخبار حکم کو متضمن ہو تو نسخ کا اُس مین داخل ہونا ممکن ہے جیسے دوسرے احکام مین داخل ہوتا ہے
نسخ داخل نہین ہوتا سو خبر وہ ہے جو خبر محض ہو اور حکم کو متضمن نہو جیسے گذشتہ امتون کی اخبار طبری نے

اسکا جواب یون دیا ہے کہ اس جگہ نسخ سے شدت جو اس آیت مین تھی سو زایل ہونا مراد ہے اور محاسبہ
اگرچہ ہو ممکن مواخذہ نہو گا حافظ عسقلانی نے یون جواب دیا ہے کہ شاید نسخ سے تخصیص مراد ہو کیونکہ متقدمین
تخصیص پر نسخ کا اطلاق کرتے ہین بندہ عاصی کہتا ہے یہہ جواب دو تو آیت کا مرجع قول اول کی طرف ہوتا ہے
اور طبری کے قول کا مرجع اب آتی سو تاویل کی طرف ہوتا ہے بعضے کہتے ہین آیت منسوخ نہین لیکن مادل ہے پھر
اُسکے تاویل مین اختلاف کئے ہین بعضے کہتے ہین اللہ تعالی بما کسبت قلوبکم جو فرمایا اُس سے دل کا کسب کرنا
ثابت ہوا سو اللہ کا کوئی بندہ نہین جو اپنے اعضا سے کوئی حرکت کرتا ہے یا دل مین کچھ خطرے لے آتا ہے مگر اُسکو
اللہ تعالی اُس بات کی خبر دیگا اور اس کا محاسبہ لیگا بعد جسکو چاہے بخش دیگا جسکو چاہے عذاب دیگا حسن بصری
سے یون ہی منقول ہوا ہے بعضے کہتے ہین اس آیت کی معنی یون ہے بندے جو جو عمل کرتے ہین اور اُنکے دلون مین
جو جو خطرے آتے ہین خواہ علانیہ ہو خواہ مخفی سب کا محاسبہ اللہ تعالی لیگا لیکن جو خطرہ دل مین آیا تھا اور
اسکو عمل مین نہین لائے ہین تو اُسکا بدلا دنیا مین ہی سختی اور مصیبتون سے ہوگا یہی مراد ہے بی بی عایشہ کی جو اُس کو
ابو داؤد طیالسی اور امام احمد بن حنبل اور ترمذی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور بیہقی شعب
الایمان مین امیتہ بنت عبداللہ سے روایت کئے ہین وہ کہی ہین بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے ان آیتون کا
وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ ومن یعمل سوء یجز بہ کا مقصود پوچھی بی بی عایشہ کہے جب سے مین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اِس کا مطلب پوچھی ہون اب تک کوئی میرے سے نہین پوچھا تھا اس سے تپ اور
نکبت وغیرہ مصیبتین ہین جو اللہ تعالی کے غصہ اور عتاب کے سبب سے بندیکو پہنچتے ہین یہانتک کہ کچھ پونجی اپنے پیرہن کی
آستین مین رکھتا ہے اور اُسکو بھول کے گھبراتا ہے بعد اُسکو اپنے جیب مین ہی پاتا ہے پھر اُنکے پہنچنے سے بندہ اپنے
گناہون سے نکلتا ہے جیسا سونا بوتے مین گل کے خالص ہو نکلتا ہے اور سعید بن منصور اور ابن جریر ضحاک کی طریق سے
روایت کئے ہین کہ بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا اس آیت کی معنی مین کہے آدمی نے گناہ کا ارادہ رکھا پر اُسکو کیا نہین
تو اللہ تعالی اس غم مین جسقدر گناہ خطرہ کی تھی اس مقدار اُسکو غم اور درد دیتا ہے یعنے دنیا مین محاسبہ یہی ہے

آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ مانا رسول نے جو کچھ اترا اُسکو اُسکے رب کی طرف سے
اور مسلمانون نے یعنے قرآن اور احکام جو اُترے اُسکو رسول نے مانا اور مسلمانون نے بھی اُسکی تصدیق کی کُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ

وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ سب ایمان لائے اللہ پر اور اسکے فرشتون پر اور کتابون پر اور رسولون پر لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ہم جدا نہین کرتے کسی کو اسکے رسولون مین اللہ صاحب اس آیت مین عقاید کی ضروری باتین ذکر کیا ایمان کا اصول فرمادیا کہ وہ اللہ پر اور فرشتون پر اور ملائکہ پر اور کتابون پر اور رسولون پر ایمان لانا ہے اللہ پر ایمان لانا یہ ہے کہ وہ ایک ہے اسکا کوئی ساجھی نہین اور نہ اسکے مثل وہ زندہ ہے عالم قادر سمیع بصیر متکلم جو چاہے سو کرے ملائکہ پر ایمان لانا یہ ہے کہ وے موجود ہین گناہ نہین کرتے اللہ کے حکم کا خلاف نہین کرتے کتابون پر ایمان لانا یہ کہ وے حق ہین اور سچ اللہ کے پاس سے انبیا پر اتری ہین انکی وحی ہونے مین کچھ شک نہین اور قرآن جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا سچ ہے رسولون پر ایمان لانا یہ ہے کہ وے اللہ کے معصوم بندے ہین خلق کی ہدایت کیو اسطے اللہ تعالی نے انکو بھیجا ہم انمین فرق نہین کرتے جیسے یہود و نصاری فرق کرتے ہین یہود عیسی اور محمد علیہما الصلوۃ والسلام پر ایمان نہین لاتے نصاری محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کرتے ہین بلکہ ہم سبھون پر ایمان لاتے ہین اس بات سے انبیا کے درمیان تفضیل نہونا لازم نہین آتا بلکہ تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض کے نص سے تفضیل ثابت ہوئی وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا اور بولے یعنے مومنین ہمنے سنی اسکی بات اور مانا تیرا حکم غُفْرَانَكَ رَبَّنَا ای رب ہمارے ہم مانگتے ہین تیری بخشش وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ اور تجھی تک رجوع ہے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا اللہ تکلیف نہین دیتا کسی کو مگر جو اسکی گنجایش ہے لَهَا مَا كَسَبَتْ اسی کو ملتا ہے جو کمایا وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ اور اسی پر پڑتا ہے جو کیا رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ ای رب ہمارے نہ پکڑ ہمکو اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا اگر ہم بھولین یا چوکین یہان اللہ تعالی نے اپنے مومن بندون کو دعا مانگنے کی راہ بتلائی کہ تم ایسا کہا کرو ربنا لا تواخذنا الآیۃ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ای رب ہمارے اور نہ رکھ ہمپر بوجھ بھاری جیسا رکھا تھا ہم سے اگلون پر یعنے یہود پر کیونکہ انکے یہان قتل کے بدلے قتل ہی تھا دیت نہین تھی اور زکاۃ مین چوتھا حصہ مال کا دینا کپڑے کو نجاست لگی تو پھاڑ ڈالنا جب کوئی گناہ کرتا تو اسکے دروازہ پر گناہ لکھا جاتا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ای رب ہمارے اور نہ اٹھوا ہم سے جسکی طاقت ہمکو نہین یعنے حسن اعمال کے کرنیکی ہمکو طاقت نہین سو اعمال کی تکلیف مت دے عمل کی طاقت نہونا دو طور پر ہے ایک جسکے کرنیکی طاقت بندہ کی مقدور نہین جیسے اندھے کو دیکھنے کی تکلیف دین اور لنجے کو چلنے کی اس قسم کی تکلیف اللہ تعالی کبھی نہین دیتا ہے دوسرا طور یہ ہے کہ اسکی کرنیکی طاقت بندہ کو ہے لیکن اسمین بہت مشقت ہے جیسے پچاس نماز فرض ہونا اس قسم کی تکلیف ابتداء اسلام مین تھی اسی قسم کی تکلیف مت دے کر کے مومنین نے دعا مانگی وَاعْفُ عَنَّا اور درگذر کر ہمسے یعنی ہم گناہ کرین تو اسکو عفو کر وَاغْفِرْ لَنَا اور بخش ہمکو یعنی ہم گناہ کرین تو اسکو

۲۹ ورد

بخش دے ہمکو فضیحت نکر وَارْحَمْنَا اور رحم کر ہمپر اَنْتَ مَوْلٰنَا تو ہمارا صاحب ہے فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ
سو مدد کر ہماری کافرونکی قوم پر یہاں ایک اشکال ہے وہ یہ ہے کہ بھول سے یا خطا سے کچھ فعل کرے تو اس پر مواخذہ نہیں ابن ماجہ اور
ابن حبان اور حاکم اور بیہقی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اِنَّ اللهَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِيْ الْخَطَاءُ
وَالنِّسْيَانُ وَمَا اسْتُكْرِهُوْا عَلَيْهِ یعنی اللہ تعالیٰ درگذرا میری امت کی خطا اور نسیان سے اور وہ کام جو جبر سے کیا جاوے جب خطا اور نسیان معاف ہو تو
معافی اُنسے مانگنے کا کیا سبب اِسکا جواب یہ ہے کہ خطا اور نسیان دو طور پر ہوتے ہیں ایک یہ کہ اُس آدمی کی غفلت اختیار کرنے سے وہ خطا سرزد ہوئی
دوسرا غفلت اختیار نہیں کیا لیکن اِس سے چوک ہو گئی معافی چاہتے ہیں اُس سے جو اُسکے قصور اور تغافل کی سبب سے سرزد ہوتی ہے کہ پہلی
کہا ہے بنی اسرائیل خطا یا نسیان سے کچھ کام کرتے تھے تو اُن سے مواخذہ ہوتا تھا اور اُنپر کوئی کھانے پینے کی چیز اس گناہ کی برائی کی مقدار حرام
ہوتی تھی اللہ تعالیٰ نے مہر سے مومنوں کو فرمایا کہ اُس سے مواخذہ نہونا کر کے دعا مانگو بخاری اور مسلم وغیرہ ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مَنْ قَرَأَ الْآيَتَيْنِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِيْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ یعنی جس نے سورۂ بقرہ کے اخیر کی دو آیتیں
شب کو پڑھیں تو اُسکو بس ہیں یعنے دوسری آیتیں پڑھنے کی احتیاج نہیں یا وے آیتیں پڑھیں تو نماز تہجد پڑھنے کی احتیاج نہیں مسلم نے
ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اسری کی شب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تئیں سدرۃ المنتہیٰ تک لیگئے
اور تین چیز دیئے ایک تو پانچ نمازیں دوسرا سورۂ بقرہ کے اخیر کی آیتیں تیسرا آپکی امت سے جس نے اللہ کا شریک کسیکو نہ ٹھہراوے تو اُسکے
گناہ کبیرہ بخش دیئے ترمذی وغیرہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالیٰ نے
آسمان اور زمین پیدا کرنیکے دو ہزار برس کے آگے ایک کتاب لکھا اسمیں سے دو آیت نازل کر کے سورۂ بقرہ کو ختم کیا وے دونوں
آیتیں تین رات جس گھر میں پڑھینگے تو اُس گھر کے پاس شیطان نہ آویگا حاکم اس حدیث کی تصحیح کیا ہے امام احمد وغیرہ حذیفہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سورۃ البقر کے آخر کی یہ آیتیں مجھکو یک گنج سے دیئے جو زیر عرش
ہے میرے آگے کے کسی نبی کو وے آیتیں مرحمت نہیں ہوئیں سیوطی کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے مسلم اور ترمذی و نسائی ابوہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کیے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تم اپنے گھرونکو قبر نہ کیجیو جس گھر میں سورۂ بقرہ پڑھا کریں تو شیطان اُس گھر سے بھاگتا ہے اس
حدیث میں جو آیا گھرونکو قبر نکیجیو اس سے مراد یہ ہے نفل نماز گھر میں پڑھا کرو نماز وہاں نہ پڑھکے اُنکو قبرستان کی مانند نہ چھوڑ دو ابن حبان اپنی صحیح میں
سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہر چیز کو سنام یعنی بلندی ہے قرآن کی سنام سورہ بقرہ ہے جو شخص
شب کو وقت اُسکو اپنی گھر میں پڑھے تو تین رات شیطان اس گھر میں نہ آویگا اور جو دن کے وقت پڑھے تو تین دن شیطان اس گھر میں نہ آویگا۔

سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرَانَ مَدَنِیَّۃٌ وَّھِیَ مِائَتَا اٰیَۃٍ

یہ آل عمران کی سورت ہے مدینہ مین اتری اسکی دو سو آیتین ہین خطیب شیربینی نے لکھا اس سورت مین تین ہزار
چار سو اسی کلمہ ہین انکے حروف چودھا ہزار پانسو بیس ہین بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الٓمّٓ
ع ۱
یہ حروف مقطعات ہین سورہ بقرہ کی تفسیر مین ہم لکھ آئے ہین کہ یہ حروف اسرار الٰہی ہین اسکی معنی اللہ کے سوائے
کوئی نہین جانتا ہے اس قول کو اکثر علما اختیار کئے ہین اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم ایسا ہی کہے ہین قاضی ناصر الدین بیضاوی نے
کہا یہ حروف اسرار الٰہی ہین اللہ تعالی کے سوائے کوئی اسکی معانی نہین جانتا اس سے شاید یہہ مراد ہو کہ یہہ الفاظ
اللہ تعالی کے اور اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اسرار اور رموز ہین کہ جن سے غیر کو سمجھانیکا قصد
نہین ہے یہہ تاویل کئے کسواسطے کہ جو لفظ مفید نہو اس سے خطاب کرنا بعید ہے اور بعضے انکی معنی کرتے تھے لیکن
اسمین بڑا اختلاف ہے ہمنے اس اختلاف کو وہان نہین لکھا تھا یہان اُسکا کچھ ذکر کرتے ہین بعضے کہتے ہین کہ وے
اسماء الٰہی کے سرنامے ہین الف لفظ اللہ کا سرنامہ ہے اور لام لطیف کا اور میم مجید کا بعضے کہتے ہین الف سے
اللہ لام سے اُسکا لطیف میم سے ملک مراد ہے بعضے کہے الم کی معنی انا اللہ اعلم یعنی مین اللہ ہون بہت جاننے
والا بعضے کہے ہین الف سے اللہ لام سے جبرئیل میم سے محمد یعنی قرآن اللہ تعالی کی طرف سے جبرئیل کی زبان پر محمد صلی اللہ
علیہ وسلم پر نازل ہوا بعضے کہتے ہین ان حروف مین بعضے لوگون کی مدت و بقا کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ حدیث
مین آیا ہے کہ اس سورت کو جب پڑھے تو یہود کہے ہم تمھارے دین مین کیسے داخل ہون تمھاری مدت اکہتر
برس کی ہے کسواسطے کہ ابجد کے حساب سے الف کا ایک عدد ہے لام کے تیس میم کے چالیس پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
تبسم کرکے فرمائے انکے سوائے اور بھی لفظین ہین المص الر المر یہہ سُنکے یہود کہے اب تم خلط کرے ہم کسکو شمار کرین
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اُنکے قول کو قبول کرکے دوسرے حروف کو بیان فرمانا دلیل ہے کہ اس سے کچھ حساب مراد
ہے بعضے کہتے ہین وے اللہ کے نامون کے مقطعات ہین اگر کوئی شخص اسکو ملانا جانے تو اللہ تعالی کا اسم اعظم جانیگا
جیسے الر حم ن انکو جمع کرین تو الرحمن ہوتا ہے مگر ان سبکو ہم جمع کرنے نہین جانتے بعضے کہتے ہین وے قرآن کے نام
ہین بعضے کہتے ہین وے سورتون کے نام ہین بعضے کہتے ہین وے حروف ہین اللہ تعالی نے بطور قسم کے انکو ذکر کیا اَللّٰہُ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اللہ اسکے سوائے کسی کی بندگی نہین چاہتا ہے سب کا تھامنے والا الحی القیوم کو

بعضے اللہ کا اسم اعظم کہتے ہین اور بعضے فقط اللہ کو اور بعضے اس مجموع کو یعنے اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم کو اسم
اعظم کہتے ہین اُس کی تعیین مین اختلاف بہت سا ہو مفسرین کہتے ہین نجران کے نصاری کی جماعت جو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اُنکے احوال مین یہہ آیت نازل ہوئی وے ساٹھ سوار تھے اُنمین
چودہ آدمی بہت عمدہ تھے اُن عمدگون مین تین شخص پر قافلہ کا مدار تھا ایک کا نام عبد المسیح اسکا عرف
عاقب تھا یہہ قافلہ سالار تھا اسکے بے حکم کچھ نہین کرتے تھے دوسریکا نام اَیہم عرف سید تھا قافلہ کا خانسامان
تیسرا ابو حارثہ بن علقمہ وہ انکا اسقف اور عالم تھا روم کے سلاطین اسکی بہت تعظیم کیا کرتے غرض نبی صلی اللہ علیہ
وسلم عصر کی نماز مین تھے وے مسجد نبوی مین آئے اُنکے بدن پر حبرہ کے جبے اور چادرین تھین بالحارث بن کعب کے
قبیلے والے مردون کی مانند وے خوبصورت تھے انکو دیکھنے والے کہتے ایسی جماعت کبھی نہ آئی انکی نماز کا وقت
جب آیا مسجد نبوی مین نماز کیواسطے کھڑے ہوے لوگ ممانعت کرنا چاہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایے چھوڑ دو پھر مشرق کی طرف منہہ
کرکے نماز پڑھی بعدہ سید اور عاقب دونون آکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتین کرنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکو فرمایے
اسلام لاؤ وے کہے ہم اول سے اسلام لاے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایے تم جھوٹ کہتے ہو اللہ تعالے کیلیے کا فرزند ٹھہرانا اور صلیب کی پرستش کرنی
اور سور کا گوشت کھانا تمہارا اسلام کے مانع ہین پھر وے جھگڑنے لگے اور کہے عیسی ابن اللہ نہو تو پھر انکا باپ کون ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایے لڑکا اپنے
باپ سے شبیہ ہے سو تم جانتے ہو یا نہین کہے ہان تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایے اللہ تعالی ہمیشہ زندہ ہے عیسی موت کو
جا ملیگا سو تم جانتے ہو یا نہین کہے ہان فرمایے اللہ تعالی ہر چیز کا حافظ ہے اور سبکو رزق دیتا ہی سو تمکو معلوم
ہے یا نہین کہے ہان فرمائے کیا عیسی کو بھی یہہ کام کرنے کی قدرت ہی یا نہین تو کہے نہین فرمایے اللہ تعالی نے
مان کی رحم مین عیسی کی صورت بنائی اور پروردگار کھانا پینا نہین سو جانتے ہو یا نہین کہے ہان فرمائے عورتین
جیسی حاملہ ہوتین اور جنتین ہین عیسی کی مان انکو ویساہی جنی بعدہ بچے دودھ جیسا پیتے ہین ویسا پیا بعدہ کھانا
پیتا تھا قضاء حاجت کرتا تھا سو جانتے ہو یا نہین کہے ہان فرمائے جب عیسی یون ہوا تو وہ خدا کاہی کو ہوگا
جب وے چپکے ہو رہے اسی پر اللہ تعالی سورہ آل عمران کے اسّی پر چند آیتین نازل کیا اور فرمایا الم اللہ لا الہ الا ہو
یعنے اللہ کی معرفت مین نصاری جو تکرار کرتے ہین خدا کی شان تو یہہ ہے کہ اسکے سوای دوسرا کوئی الہ نہین
مستحق عبادت کا وہی ہے دوسرے بندگی لایق نہین تم کیونکر اسکا فرزند ٹھہراتے ہو بعدہ فرمایا الحی القیوم

حی اللہ کی ایک صفت ہے اُسکی معنی ہمیشہ رہنے والا جسکو کبھی موت نہین قیوم وہ جو اپنی ذات سے قایم رہے
اور تمام مخلوقات کی تدبیر کرے نَزَّلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ اُتاری تجھ پر کتاب راستی سے یعنی محمدؐ پر
قرآن کو جو نازل کیا دلالت مین راست اور اخبار مین سچ ہے مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ سچ کرتی اگلی
کتابکو بین یدیہ کی اصل معنی اپنے ہاتون کے بیچ روبرو جو چیز ہو تو ہاتون کے بیچ ہوا کرتی ہے اس لئے جو چیز
کسی چیز پر مقدم ہو تو اُسکو بین یدیہ کہنے لگے یعنی قرآن نے اگلی کتابون کا سچاپن ثابت کیا وَاَنْزَلَ
التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ مِنْ قَبْلُ اور اتارا توریت اور انجیل کو اُس سے پہلے هُدًی لِّلنَّاسِ لوگون کی
ہدایت کو یعنی قرآن نازل کرنے کے آگے توریت اور انجیل لوگون کی ہدایت کے خاطر نازل کیا اِس جگہ ناس سے
موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کی قوم مراد ہین معلوم ہو عرب کے محاورہ مین انزل کا لفظ باب افعال سے اُس مقام مین
مستعمل ہوتا ہے کہ ایک چیز ایک ہی دفعہ نازل ہو نزل کا لفظ باب تفعیل سے اس جگہہ جو ایک چیز بدفعات نازل ہو
کیونکہ تفعیل کا صیغہ تکرار کو چاہتا ہے اسی سبب سے قرآن کو نزل بولا اور توریت و انجیل کو انزل کہا بعضے کہتے ہین
قرآن لوح محفوظ سے پہلے آسمان پر ایک ہی دفعہ مین نازل ہوا پھر وہان سے تھوڑا تھوڑا تئیس سال کے عرصہ مین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اس جہت سے قرآن کی شان مین انزل اور نزل دونون کہہ سکتے ہین جب انزل کہے
تو اس سے پہلا نزول ارادہ کرتے ہین اور جب نزل کہے تو دوسرا نزول یہہ جو فرق ہم نے بیان کیا نظر کرتے
غالب استعمال کے ہے کہین اسکے برخلاف بھی مستعمل ہوتا ہے وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ اور اتارا فرقان اس جگہہ فرقان
سے کتابین مراد ہین جو حق و باطل کے درمیان فرق کرتی ہین اس تقدیر پر اس جملہ کو تینون کتاب کے بعد ذکر کرنا اسلئے ہے
کہ تا اُنکے سوا دوسری جو کتابین ہین سبکو شامل ہووے گویا یون کہا وانزل سایر ما یفرق بین الحق والباطل یعنے
اور نازل کیا باقی کتابین جو فرق کرتی ہین حق و باطل کے درمیان بعضے کہتے ہین فرقان سے قرآن شریف
مراد ہے اُسکو پہلے ذکر کرکے پھر دوسرے مقام مین اُسکی نعت ذکر کیا مدح اور تعظیم کے خاطر اور اُسکی فضیلت معلوم ہونے
کے لئے کیونکہ قرآن وحی اور کلام الٰہی ہونے مین دوسرے آسمانی کتابون کا شریک ہوا اور ایک صفت زاید ہوئی
کہ وہ معجزہ ہوا حق و باطل مین فرق کرنے والا بعضے کہتے ہین فرقان سے مراد زبور ہے یہہ بات بعید ہے کیونکہ
زبور مین فقط دعائین اور مواعظ ہین کچھ شرعی احکام مذکور نہین فرقان اُسکی صفت ہو نہین سکتی امام فخرالدین رازی نے

کہا ہے فرقان سے مراد وہ معجزے ہین جنکو کتابون کے ساتھ دیا تاکہ انبیا کے اور جھوٹون کے درمیان فرق کرین
اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ لَہُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ مقرر جو لوگ منکر ہین اللہ کی آیتون سے
انکو سخت عذاب ہے آیات سے مراد قرآن وغیرہ کتب اور تمام معجزے مراد ہین وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ
اللہ زبردست ہو بدلا لینے والا مجرم کے تئین سخت سزا دینے کو انتقام کہتے ہین یعنی اللہ تعالی منکر کو سخت
عذاب دیگا کہ کوئی اسکے مثل عذاب دینے پر قادر نہین اِنَّ اللّٰہَ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا
فِی السَّمَآءِ اللہ اس پر چھپی نہین کوئی چیز زمین مین اور نہ آسمان مین ھُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ
کَیْفَ یَشَآءُ وہی تمھارا نقشہ بناتا ہی مان کے پیٹ مین جسطرح چاہے یعنی مرد یا عورت گورا یا کالا خوب صورت
یا بدصورت پوری خلقت یا ناقص غرض کروڑہا آدمی پیدا کرتا ہی اور اُن مین تفاوت ہوتا ہی پہلی آیت
اللہ تعالی کے حی یعنی زندہ ہونیکی گویا دلیل تھی یہ آیت قیوم ہونیکی دلیل ہے اور بچہ کا نقشہ پیٹ مین بنانا
اُسکی کمال علم و قدرت کی دلیل ہے اور اس آیت مین نجران کے نصاری پر رد ہی وے عیسی کو ابن اللہ کہتے
اور اس پر چند باتون کی دلیل گذرانتے ایک علم کیونکہ عیسی غیب کی باتون کی خبر دیتے تھے دوسری قدرت
کیونکہ عیسی مردون کو زندہ کرتے تھے اور اندھے گنگ کو درست کرتے تھے اُنکے رد مین گویا یون فرمایا
کہ اللہ کی تو شان یہ ہے کہ اسپر کوئی چیز پوشیدہ نہین غیب کی چند باتون کی خبر دینا عیسی کی الوہیت
پر دلالت نہین کرتا کیونکہ وہ باتین وحی سے معلوم ہوئی تھین لیکن عیسی کا علم سب باتون پر محیط نہ ہونا قطعا
دلالت کرتا ہی کہ عیسی خدا نہین تھا حاصل یہ ہے کہ غیب کی بعضی چیزونکا علم ہونا الوہیت پر دلالت نہین کرتا
پر بعضے چیزون کا جہل عدم الوہیت پر قطعا دلالت کرتا ہی عیسی علیہ السلام کو غیب کے سب باتونکا علم نہین
تھا وہ قطعا خدا نہین سب چیزون کو اللہ تعالی کے سوائے دوسرا کوئی نہین جانتا سو سب مسلمانون کو معلوم
ہے لیکن اس مقام مین نصارا پر رد ہی اس لئے ہم انہون کی کتابون سے اس دلیل کے مقدمون کو ثابت کرتے ہین
اخبار الایام کے دوسرے سفر کے چھٹوین باب کی تیسوین سطر مین لکھا ہے یا اللہ انکی نماز کی آواز آسمان
پر سے تو ہی سنتا اور انکے گناہون کو تو ہی بخشتا ہی اور ہر ایک کی دل کی پوری خبر رکھتا ہی اسکے دلمین جو ہے
اسکو تو ہی جانتا ہی اسکی سب روش کے مطابق بدلا دیجئے اس لیئے کہ سارے بنی آدم کے دلون کو تو ہی جانتا ہی

اس فقرے سے ثابت ہوا کہ دل کی خبر فقط اللہ تعالیٰ کے سوا کسیکو معلوم نہین عیسیٰ کو سب چیزون کی خبر نہونا
انجیل سے ثابت ہے متی کی انجیل کے تیسرے باب کی سولھوین سطر مین ہے عیسیٰ جب اصطباغ پا چکا فی الفور پانی سے
نکلکر اوپر آیا کہ ناگاہ اسپر آسمان کے دروازہ کھل گئے اور اوسنے خدا کی روح کو کبوتر کی مانند اترتی اور اپنے
اوپر آتی دیکھا اس فقرے سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ کو پیش اصطباغ پانے کے علم نہین تھا مرقس کی انجیل کے تیرھوین
باب کی بتیسوین سطر مین لکھا ہے اس دن اور اس گھڑی کی بابت سوا باپکے نہ تو فرشتے جو آسمان پر ہین اور نہ
بیٹا کوئی نہین جانتا یاد رکھئے اس کلام مین عیسیٰ نے اللہ تعالیٰ کو باپ اور اپنے تئین بیٹا کہنا متشابہات الفاظ سے ہے
انکی تاویل سے نصاریٰ جاہل ہوکر عیسیٰ علیہ السلام کو خدا اور خدا کا فرزند کہتے ہین متی کی انجیل کے اکیسوین باب کی
اٹھارہوین سطر مین لکھا ہے مسیح صبح کو شہر مین آتے لگا تو اُسے بھوک لگی تب وہ انجیر کا ایک درخت راہ مین دیکھکر
آیا لیکن پتون کے سوا اس پر کچھ نپایا تب بولا قیامت تک تجھ مین پھل نہ لگے ان فقرون سے عیسیٰ کو غیب کے سب باتین
معلوم نہونا ثابت ہوا جب غیب کے سب باتین اُسکو معلوم نہون تو اُسکا خدا نہونا ثابت ہوا اور قدرت کی شان
یہہ کہ ایک قطرہ منی سے رحم مین ایسی نادر صورت نہایت صنعت سے بناتا ہی عیسیٰ اللہ کے حکم سے کسی کو زندہ کرتے تو
انکی الوہیت پر دلالت نکریگا سب پر عیان ہے کہ زندگی اور موت کو پیدا کرنے کی قدرت انمین نہین تھی
یہہ قدرت حاصل نہونا انکے عدم الوہیت پر دلالت کرتا ہی نصاریٰ کو ان دو شبہون کے سوا پھر دو شبہے تھے
ایک تو یہہ کہ مسلمان کہتے ہین عیسیٰ بن باپکے پیدا ہوا انسان سے انکا باپ جب کوئی نہو تو معلوم ہوا کہ وہ ابن اللہ
ہے اسکا جواب یہہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس طرح چاہے اسطرح کا نقشہ رحم مین بناتا ہے بن نطفے باپکے صورت رحم مین
بنا دینا اُسکی قدرت سے کچھ بعید نہین لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ کسی کی بندگی نہین اُسکے سوا وہ زبردست حکمت والا
کلمہ توحید کو مکرر فرمایا رد مین انکے جو تثلیث کے قایل تھے کیونکہ نصاریٰ کی جو جماعت آئی تھی انمین کے بعضے عیسیٰ کو
الٰہ سمجھتے تھے اور بعضے ابن اللہ کہتے تھے اور بعضے تین مین کا تیسرا جانتے تھے دوسرا شبہہ اُس جماعت کا یہہ تھا
کہ تم عیسیٰ کو کلمۃ اللہ اور روح اللہ کہتے ہو یہہ دلالت کرتا ہی کہ وہ ابن اللہ ہی اُسکا جواب کیے یا یون کہا کہ یہہ الزام
لفظی ہے لفظ احتمال رکھتا ہی حقیقت اور مجاز کا جس لفظ کا ظاہر دلیل عقلی کا مخالف ہو تو وہ لفظ متشابہات مین
ہے اس کی تاویل کرنی ضرور ہے اسی کی طرف اشارہ کرکے فرمایا هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ

مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وہی ہی جسنے اتارا تجہہ پر کتاب اُسمین بعضی آیتین محکم ہین وے
جسڑ ہین کتاب کی علیک کا خطاب بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی محکم کی معنی یہہ ہے کہ اُسکی عبارت واضح ہی کچہہ تاویل
کا احتمال نہین رکھتی مقصود پر صاف دلالت کرتی ہی شبہے کا محل نہین ام الکتاب ہین یعنی اصل اور جڑ ہین احکام
کا مدار انہین پر ہے اور حلال وحرام مین انہین پر عمل ہی اور متشابہات کو انہین کی طرف پہیرتے ہین وَاُخَرُ
مُتَشٰبِهٰتٌ اور دوسری آیتین ہین متشابہہ یعنی اُسکا لفظ کئی طرف جاتا ہی مقصود صاف معلوم نہین ہوتا
اِس جگہہ ایک اشکال ہی کہ اللہ تعالیٰ اِس اٰیت مین فرمایا قرآن کے بعضی آیتین محکم ہین اور بعضی متشابہہ اور سُورہُ
زمر مین فرمایا اللہ انزل احسن الحدیث کتابا متشابہا یعنی اللہ نے اتاری بہتر بات کتاب آپس مین متشابہ اس سے معلوم
ہوتا ہی کہ وہ سب متشابہ ہین اور سورہُ ہود مین کہا آلر کتاب احکمت آیاتہ یعنی یہہ کتاب ہی محکم ہین اُسکی ایتین
یہہ دلالت کرتی ہے کہ وہ سب محکم ہین اِس اشکال کا جواب یون ہے کہ سب محکم ہین جو فرمایا اس سے مراد
یہہ ہے کہ وے سب حق ہین اور سچ اسمین کچہہ عبث اور ہزل نہین اور سب متشابہ ہین جو فرمایا اس سے مراد یہہ کہ
حسن اور راستی مین ایک آیت دوسری آیت سے شباہت رکھتی ہے اِس جگہہ بعضی محکم اور بعض متشابہہ ہین جو فرمایا
اس سے مراد یہہ ہے کہ بعضے لفظونکی معنی واضح ہے وہ محکم ہے اور بعضی لفظون کی معنی واضح نہین وہ متشابہ ہے
اُسکی تفصیل یہہ ہے کہ لفظ جو معنی پر دلالت کرتا ہی اس معنی کے سوا دوسری معنی کا احتمال رکھتا ہی یا نہین
اگر دوسری معنی کا احتمال نہ رکھتا ہو تو اُسکو نص کہتے ہین اگر دوسری معنی کا احتمال رکھتا ہی لیکن ان دو معنی سے ایک
معنی پر بقوت دلالت کرتا ہی اور دوسرے پر بقوت نہین سو جس معنی پر بقوت دلالت کرتا ہی اُس کی نسبت
ظاہر کہتے ہین اور جس معنی پر بقوت نہین دلالت کرتا ہی اُسکی نسبت مؤول کہتے ہین اگر دو معنی کا احتمال رکھتا ہی اور
دونون احتمال برابر ہین ایک کو دوسرے پر ترجیح نہین تو اُسکو مجمل کہتے ہین اس بیان سے لفظ کے چار قسم ہوئے نص ظاہر مجمل
مؤول جو نص یا ظاہر ہو تو اُسکو محکم کہتے ہین اور جو مجمل یا مؤول ہو تو اُسکو متشابہ کہتے ہین اصول فقہ والونکے پاس
محکم و متشابہ کے یہی معنی ہین اس جگہہ یہی معنی مقصود ہے کرسکے امام فخر الدین رازی وغیرہ ترجیح دیتے ہین بعضے کہتے
ہین اس جگہہ محکم سے مراد وہ جسکا مقصود معلوم رہے اگرچہ بتاویل ہو متشابہ وہ ہے جسکو اللہ تعالیٰ کے سوا
دوسرا کوئی نہین جانتا جیسے قیامت آنے کا وقت اور دجال نکلنے کا روز اور سورتون کے شروع کے حروف مقطعات

محکم کی معنی

متشابہ کی معنی

نص ظاہر مؤول مجمل محکم متشابہ کی تفصیل سے معنی کی

اسکے سوا کبھی اور چند قول ہین تطویل کے اندیشے سے اُنکو ترک کیا یہان اور ایک اشکال کرتے ہین اُسکی
تقریر یہہ ہے قرآن تو دین کے احکام کو بیان کرنے اور بندونکو ہدایت اور راہ بتلانے کو نازل ہوا ضرور تھا کہ
سب محکم ہی رہے متشابہ نازل ہونے سے کیا فایدہ اس اشکال کا جواب یہہ ہے کہ فصحاء عرب کا کلام دو طور پر تھا ایک
تو واضح اور صریح بیان کر دینا جس کا مطلب سامع پر مخفی نرہے دوسری طور مجاز اور کنایات اور اشارات اور رمزین
ذکر کرنا اس قسم کا کلام ہی عربون کے پاس مستحسن تھا اللہ تعالی نے دونون طور کا کلام فرما دیا تا اسکا مثل کسی قسم کا
ہو لانے سے عاجز ہو وین دوسرا جواب متشابہ ذکر کیا تا علما کی فضیلت معلوم ہو اور علم حاصل کرنیکے واسطے
سعی کرین اور قرآن کی معنی معلوم کرنیکے لئے کوشش کرین تا انکو زیادہ ثواب ملے فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ
قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ سو جنکے دلون مین کجی ہے یا شک ہے یہہ کجی والے وہی نجران کے نصاری ہین جو مسیح ابن اللہ ہونے پر
روح کے لفظ سے دلیل لاتے تھے بعضے کہتے ہین وہ یہود ہین سورۂ بقرہ مین الم نازل ہوا سو سنکے آئے اور کہے ان
حروف مین اشارت ہے تمھاری امت کے بقا کا ابجد کے حساب سے الف کا ایک لام کے تیس میم کے چالیس تو معلوم
ہوا تمھاری امت اکہتر برس رہیگی بعد المص الرا المر سنکے کہے ہمپر اشتباہ ہوا بعضے کہتے ہین وہ منافق ہین
بعضے کہتے ہین تمام بدمذہب والے مراد ہین امام احمد وغیرہ ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وے حواریح ہین فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ سو وے پیروی کرتے ہین اس کتاب
سے اسکی جو متشابہ ہے یعنے ظاہر لفظ کو پکڑ لیتے ہین یا باطل تاویل ٹھہراتے ہین اِبْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ تلاش
کرتے گمراہی یعنی وے متشابہات سے تمسک کرکے لوگون کو شک مین ڈالتے ہین اور دین سے پھرانا چاہتے ہین فتنہ سے
اس جگہہ شرک اور کفر مراد ہے یا مطلق گمراہی وَابْتِغَاءَ تَاْوِیْلِهٖ اور تلاش کرنے اُنکی تفسیر یعنے وے متشابہات کی
پیروی بھی اس جہت سے کرتے ہین کہ اُسکی معنی اپنے مدعا کے برابر کرے تاویل کی معنی لغت مین بیان کرنا اُس طور
پر کہ جس سے بات بدلجاوے یہان مراد تفسیر ہے اردو کے مترجم نے اسکا ترجمہ کل بٹھانی کیا ہے وَمَا یَعْلَمُ
تَاْوِیْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ اُنکی تفسیر کوئی نہین جانتا سوائے اللہ کے یعنی انکی معنی اللہ ہی کو معلوم ہے وَالرّٰسِخُوْنَ
فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ اور مضبوط علم والے کہتے ہین اُسپر ہم ایمان لائے راسخون فی العلم وے علما ہین
جو اپنے دین کی باتین ایسا مضبوط کئے ہین کہ انکو شک نہین ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی انس اور ابوامامہ

اور واثلہ بن الاسقع اور ابو الدرداء رضی اللہ عنہم سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
راسخین فی العلم وے ہین جن کی قسم راست ہو اور زبان سچی اور دل مستقیم اور وے اپنے شکم اور فرج کو حرام سے
نگاہ رکھتے ہین بعضے کہتے ہین راسخون فی العلم وے ہین جنکو علم کے ساتھ اور چار چیز حاصل ہون خوف الٰہی اور تواضع
اور زہد اور مجاہدہ نفس علما کو اس آیت کی ترکیب مین اختلاف ہی بعضے مفسرین کہتے ہین والراسخون کا لفظ
عطف ہے ماقبل پر اور یقولون کا جملہ حال ہی اس تقدیر پر یون معنی ہوتے ہین متشابہ کی تاویل اللہ جانتا ہی اور علما
راسخ بھی جانتے ہین وے جاننے پر بھی کہا کرتے ہین ہم اُس پر ایمان لائے مجاہد اور ربیع بن انس کا یہی قول ہی اور ابن عباس
سے بھی ایک روایت ہی اکثر متکلمین اسی قول کو اختیار کئے ہین امام نووی نے شرح مسلم مین اسی قول کو اختیار کیا اور بولا
وہی اصح ہے کیونکہ کسیکو جس بات کی معرفت نہو اس بات سے خطاب کرنا بعید ہے زمخشری نے کشاف مین کہا یہی قول
اوجہ ہی ابن حاجب نے کہا وہی اظہر ہے اکثر مفسرین کہتے ہین وما یعلم تاویلہ الا اللہ کے پاس کلام تمام ہوا اور والراسخون
فی العلم سے علاحدہ جملہ شروع ہوا اس تقدیر پر معنے یون ہووینگے متشابہ کی تاویل اللہ کے سوائے کوئی نہین جانتا اور علما
راسخین آمنا کہتے ہین یعنی اسکی معنی مین غوض نہین کرتے یہہ قول اکثر صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کا ہے ابن عباس کی
اصح روایت بھی یہی ہے سیوطی نے کہا اکثر اہل سنت وجماعت کا یہی قول ہی امام فخر الدین رازی نے کہا شافعیہ پاس یہی
قول مختار ہے ابن جریر وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے قرآن کی تفسیر چار وجہ پر ہے ایک وہ
تفسیر ہے جسکا جہل کسیکو نہین ایک وہ تفسیر ہے جسکو عرب اپنے زبان کے محاورہ سے جانتے ہین ایک وہ تفسیر ہے جسکو علما
جانتے ہین ایک وہ تفسیر ہے جسکو اللہ کے سوائے کوئی نہین جانتا انتہی اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی بعضی آیتون کی تاویل اللہ تعالیٰ کے
سوائے کسیکو معلوم نہین جیسے قیامت وغیرہ پہلے قول والے اسپر اعتراض جو کرتے ہین کہ جس بات کا علم نہو اس بات
سے خطاب کرنا بعید ہے اُسکا جواب یہہ ہے کہ متشابہ سے محض ایمان لانا منظور ہو تو جہل اُسکی معنی سے ضرر نہین دیتا
ظاہر آیت بھی اسی قول پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے متشابہات سے تمسک کرنے والون کی مذمت اور
راسخین کا جو آمنا بہ کہتے ہین مدح کی اور سورہ بقرہ مین فرمایا فاما الذین آمنوا فیعلمون انہ الحق من ربہم سو اگر
راسخین کو اس کا علم ہوتا تو ایمان لانے مین کچھ مدح نہوتی کیونکہ تفصیل جب معلوم ہووے البتہ اس پر ایمان لاویگا
کل من عند ربنا سب کچھ ہمارے رب کی طرف سے ہی بعضے محکم اور متشابہ سبکو اللہ تعالیٰ ہی اتارا ہے

وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ پند نہین لیتے مگر عقلمند یہہ جملہ تعریف مین راسخین کے فرمایا رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا ای رب ہمارے نہ پھیر ہمارے دل ہدایت دیچکے بعد یہہ راسخین کا مقولہ ہے اللہ نے اسکو نقل کیا یعنی راسخین کہتے ہین ہمکو تو جب اپنے دین کی راہ بتایا اور محکم پر عمل اور متشابہ پر ایمان لانیکی توفیق دیچکا تو اب ہمکو اس راہ سے نہ پھیر مخصوص دلکو نہ پھیر کرکے فرمایا کیونکہ دل جسد مین بمنزلہ بادشاہ کے ہے خطرے اور ارادے اور نیتون کا محل وہی ہے دوسرے تمام اعضا اسکے تابع ہین اسکی درستی سے سب اعضا بھی درست ہوتے ہین بخاری اور مسلم بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے فرزند آدم کا دل اللہ کی دو انگلیون مین ہے چاہے تو اسکو راست رکھے چاہے تو پھیر دیوے ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور ترمذی اور ابن جریر اور طبرانی اور ابن مردویہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہہ دعا فرمایا کرتے یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک ای دلون کے پھیرنے والے میرے دلکو اپنے دین پر ثابت رکھ مین نے عرض کی یا رسول اللہ دل کیا پھر جاتا ہی تو فرمائے جتنے بنی آدم ہین سبھون کے دل اللہ کی دو انگلیون مین ہین اگر اللہ چاہتے تو اسکو راست رکھے چاہے تو اسکو پھیر دیوے سو ہم اپنے پروردگار سے سوال کرتے ہین کہ ہمارے دلون کو ہدایت کے بعد نہ پھیرے اور سوال کرتے ہین کہ اپنی رحمت ہمکو بخشے اللہ بہت بخشش والا ہی مین نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے کچھ دعا سکھا دو تا اپنے خاطر وہ دعا کیا کرون تو فرمائے کہ اللھم رب النبی محمد اغفرلی ذنبی واذہب غیظ قلبی واجرنی من مضلات الفتن ما احییتنی یعنی یا اللہ رب نبی محمد کے میرا گناہ بخش دے میرے دل کا غصہ نکال اور جب تک مجھے زندہ رکھیگا گمراہی کے فتنون سے مجھے پناہ دے ان حدیثون مین دل اللہ کی انگلیون مین ہے کرکے جو آیا متشابہات سے ہے علماء سلف اسکی کچھ تاویل نہین کرتے اور کہتے ہین ہم اس لفظ پر ایمان لاتے ہین اس سے مراد کیا ہے سو اللہ کو معلوم اور متکلمین کہتے ہین ظاہر لفظ کی معنی تو بن نہین سکتی معلوم ہوا کہ مجاز ہے مراد اس سے تصرف اور قدرت ہے یعنی سب کے دل اللہ کی قدرت و اختیار مین ہین جدھر چاہے ادھر پھیرے جیسے کسی کی دو انگلیون مین کچھ چیز ہو تو پھیرتا ہے وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اور دے ہمکو اپنے یہان سے مہربانی یعنی توہمکو توفیق دے اور ایمان پر ثابت رکھ یا گناہون کو بخش اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ بیشک توہی ہے سب دینے والا اسمین دلیل ہے کہ ہدایت و ضلالت دونون اللہ ہی کی طرف سے ہین اور بندون کو نعمتین جو دیتا ہی اپنی مہربانی سے دیتا ہے اسپر کوئی چیز واجب نہین رَبَّنَا اِنَّکَ جَامِعُ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْہِ

حدیث کا لفظ یون ہے نسال اللہ ربنا ان لا یزیغ قلوبنا بعد اذ ہدانا و نسالہ ان یہب لنا من لدنہ رحمۃ انہ ھو الوہاب ۱۲

ع ۱۰

دعا اور انکا تضرع ذکر کیا اب کافرون کا حال بیان فرماتا ہی اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا جو لوگ منکر ہین یہہ سبب کافرون
کے لئے عام ہے بعضے کہتے ہین اس سے بنی قریظہ اور بنی نضیر مراد ہین بعضے کہتے ہین نجران کے نصاری مراد ہین
بندہ عاصی کہتا ہے اگرچہ آیت کسی کی شان مین مخصوص نازل ہوئی لیکن لفظ جب عام ہوتا ہے تو اسی کا اعتبار ہے
خصوص سبب کا اعتبار نہین لَنْ تُغْنِیَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا ہرگز کام نہ آوینگے انکے
مال اور نہ انکی اولاد اللہ کے آگے کچھ یعنی یہہ چیزین اللہ کے عذاب کے آڑ نہ ہونگے وَاُولٰٓئِكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ
اور وے وہی ہین چیٹیان دوزخ کی كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا اس
آیت کی دو ترکیب ہین ایک یہہ ہی کداب آل فرعون محذوف مبتدا کی خبر ہو اور یہہ جملہ مستانفہ ہی تقدیر یون ہے
دابہم فی ذالک کداب آل فرعون اب معنی یون ہوگی انکی عادت ہے جیسی فرعون والون کی عادت یعنی ان کافرون
کی عادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب مین اور حق کے منکر ہونے مین فرعون کی قوم کی سی ہی کیونکہ وے
موسی علیہ السلام کی تکذیب اور فرعون کی تصدیق کئے تھے دوسری ترکیب کداب آل فرعون قبل کی آیت سے متعلق ہے
اسوقت معنی یون ہوگی کہ وے دوزخ کی چیٹیان ہونگی جیسے فرعون والے دوزخ کے چیٹیان ہوے اور والذین من
قبلہم کا جملہ یا عطف ہو آل فرعون پر اور کذبوا بآیاتنا کا جملہ اپنے ما قبل کا بیان ہے یا والذین جملہ مستانفہ ہو کے
مبتدا ہے اور کذبوا بآیاتنا اسکی خبر ہے پہلی تقدیر پر معنی یون ہوگی اور جیسی عادت انکی جو انسے پہلے تھے یعنی
گذشتہ امتون کے کہ جیسے عاد و ثمود وغیرہ ہماری آیتین جو رسول لائے تھے انکو جھٹلانے تو انکو انکے مال اولاد انکے
کام نہ آئے دوسری تقدیر پر معنی یون ہوگی اور جو امتین انکے آگے تھین وے بھی ہماری آیتین جھٹلاتین فَاَخَذَهُمُ
اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ پھر پکڑا انکو اللہ نے انکے گناہون پر یعنی انکی تکذیب کے سبب سے اللہ تعالے نے انکو عذاب دیا وَاللّٰهُ
شَدِیْدُ الْعِقَابِ اور اللہ کی مار سخت ہے قُلْ تو کہہ اے محمد لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا ان کافرون کو اس آیت کے
نازل ہونیکا سبب یون ہوا ابو اسحق اور ابن جریر اور بیہقی دلائل النبوۃ مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت
کرتے ہین کہ جب بدر کی لڑائی مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح ہوئی اور کافرون کو شکست ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مدینہ کو تشریف لے آئے اور یہود کو بنی قینقاع کے بازار مین جمع کرکے فرمایا کہ اے یہود کی جماعت [illegible]
[illegible] انکے [illegible] اسلام لاؤ یہہ نہ سمجھو کہ تم قریش کے [illegible] کھلے [illegible]

معلوم تھا فتح یاب ہونے سے مغرور نہونا واللہ ہم سے مقابلہ کروگے تو سمجھوگے کہ ہم ہی مرد ہین تب اللہ تعالی نے نازل
کیا اے محمد تو یہود کو کہہ سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ اب تم مغلوب ہوگے اور ہانکے جاؤگے دوزخ کو
یعنی دنیا مین تو مغلوب ہوگے اور آخرت مین دوزخ کو جاؤگے یہہ غیب کی بات تھی جسکی خبر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم دئیے پھر آپکے کہے کے بموجب ظہور مین آیا بنی نضیر کو جلا وطن کئے اور بنی قریظہ کو قتل کئے اور خیبر
فتح ہوئی یہود ذلیل ہوکے جزیہ دینا قبول کئے وَبِئْسَ الْمِهَادُ اور کیا برا بچھونا ہے وہ دوزخ قَدْ كَانَ لَكُمْ
اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا مقرر ہو چکا تمکو ایک نمونہ دو فوجون مین جو بھڑی تھین اس آیت کا خطاب کفار قریش
کو ہے بعضے کہتے ہین یہود کو بعضے کہتے ہین مومنون کو دو فوجون مین مقابلہ ہوا سو وہ بدر کا روز ہے یعنی بدر کے
جنگ کے روز دونون فوجون مین جب مقابلہ ہوا اُسمین تمکو ایک معجزہ جو میرے بات کی سچائی پر یعنی مومنون کو فتح ہوگی
کرکے جو کہا تھا نمود ہوا فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ایک فوج ہے کہ لڑتی ہے اللہ کی راہ مین یعنی اللہ کی طاعت اور
اوسکے حکم پر اس فوج سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب ہین جو تین سو تیرہ آدمی تھے امین مہاجرین
کے ستہتر مرد اور انصار کے دو سو چھتیس شخص مہاجرون کا جھنڈا علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مین تھا انصار کا
جھنڈا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس اُس فوج مین ستر اونٹ اور دو گھوڑے تھے ایک گھوڑا مقداد بن عمرو کا
اور ایک گھوڑا مرثد بن ابی مرثد کا لشکر مین بکتر پوش چھے شخص تھے اور آٹھ شخص کے پاس تلوارین تھین وَاُخْرٰى
كَافِرَةٌ اور دوسری کافر یعنی دوسری فوج کافرون کی تھی جنگ کرتی تھی شیطان کی راہ مین یہہ لوگ مکہ کے
مشرک ہین ان مین جنگی لوگ نو سو پچاس تھے اُنکے رئیس ابو جہل بن ہشام اور عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس تھے
اُنکے سات سو اونٹ اور ایک سو گھوڑے کے سوار تمام بکتر پوش تھے یہہ پہلا جنگ تھا جس مین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم آپ تشریف لائے يَرَوْنَهُمْ مِثْلَيْهِمْ یہہ دیکھتے تھے اُنکو اپنے دو برابر رَاْيَ الْعَيْنِ آنکھ
سے دیکھنے مین یرونہم کے لفظ مین دو قراءت ہین نافع اور ابو جعفر اور یعقوب ترونہم پڑھتے ہین تاء مثناۃ
فوقانیہ سے اس قراءت پر خطاب انہین کو ہے جنکو قد کان لکم سے خطاب کیا تھا یعنی مشرکین یا یہود یا مومنین
یہود کو خطاب کرنیکا سبب یہہ کہتے ہین کہ بدر کے جنگ مین شکست کسکو ہوتی ہے سو چند یہود دیکھنے آئے تھے وے
اپنی آنکھون سے دیکھے کہ مشرک دو برابر باوجود اسکے بھی مسلمانون کی فتح ہوئی تو اِس مین معجزہ ہوا دوسری قاری

اسکو یرونہم یا ر مثناۃ تحتانیہ سے پڑھتے ہین اِس قراۃ کی توجیہ مین اختلاف ہی بعضے کہتے ہین دیکھنے والے مسلمان
ہین اِس قول پر آیت مین دو تاویل ہین پہلی تاویل یہہ ہے کا فر جتنے تھے وے سب مسلمانون کو دیکھتے تھے اِس معنی
پر اعتراض ہوتا ہی کہ مشرک تین برابر تھے پھر دو برابر کیسا کہا اُسکا جواب یون کہے ہین کہ عربون کے محاورے مین کبھی تین برابر
ہوون تو بھی اُسکو مثلین کہتے ہین جیسے کسی شخص کے پاس ایک درہم رہتا ہو تو وہ کہتا ہو انا احتاج الی مثلی ہذا الدرہم
یعنے مجھکو اسکے دو برابر ضرور ہین یعنی اُس ایک درہم کے سوا اور دو درہم چاہئے دوسری تاویل یہہ ہے کہ کافر
اگرچہ تین برابر تھے لیکن مسلمان اُنکو اپنے دو برابر دیکھتے تھے اللہ تعالیٰ نے مسلمانون کی آنکھ مین اُنکو کم نمود کیا مسلمان
اُنکو دیکھتا تھا کہ وے چھ سو چھبیس ہین بعد اُسکے بھی کم ہوکے نمود ہوئے چنانچہ ابن جریر نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے کہے بدر کے روز ہم مشرکون کو دیکھے کہ ہم سے دو برابر تھے بعدہ دیکھے تو ہمارے برابر دیکھنے لگے ایک شخص
بھی ہم سے زاید نہوگا بغوی کی روایت مین آیا ہی پھر ہم دیکھے تو ہم سے بھی کم دیکھنے لگے یہان تک اپنے بازو والے کو
مین نے کہا کہ وے ستر آدمی ہووینگے اُس نے کہا سو ہووینگے اسی تاویل کو بغوی نے ترجیح دی ہی بعضے کہتے ہین دیکھنے والے
مشرک ہین یعنی مشرک مسلمانون کو دیکھتے تھے کہ اپنے دو برابر مین جنگ کرنے کے قبل اللہ تعالیٰ نے مسلمانون کو کافرون
کے آنکھ مین کم نمود کیا تا مشرک دلیر ہوکے جنگ پر مستعد ہوین چنانچہ اِس آیت مین فرمایا وَاِذْ یُرِیْکُمُوْہُمْ اِذِ الْتَقَیْتُمْ فِیْ اَعْیُنِکُمْ
قَلِیْلًا وَّیُقَلِّلُکُمْ فِیْ اَعْیُنِہِمْ پھر جب جنگ شروع ہوئی تو مسلمانون کو اُنکی آنکھ مین دو چند کرکے نمود کیا سیوطی نے کہا ہے
کہ یہہ دونون توجیہ ضعیف ہین حق بات یہہ ہے کہ یرونہم کی قراءت پر بھی دیکھنے والے یہود ہین کیونکہ سیاق آیت کا
بھی انہین کو خطاب تھا چنانچہ ترونہم کی قراءت بھی اسی کو تائید کرتی ہے یہہ قاری یرونہم غائب کے صیغے سے جو
پڑھتے ہین سو التفات ہے اور یرونہم مین ہم کی ضمیر مشرکین کی طرف راجع ہے اور مثلیہم کی ضمیر مومنین کی طرف
انتہی اب معنی یون ہوگی یہود مشرکون کو دیکھتے تھے کہ وے مسلمانون سے دو چند ہین آنکھ کے دیکھنے یعنے اُنکو
دو برابر دیکھنا ظاہر اور عیان تھا وَاللّٰہُ یُؤَیِّدُ بِنَصْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ اور اللہ زور دیتا ہے اپنی مدد کا
جسکو چاہے فتح و نصرت لشکر کی کثرت پر نہین اللہ تعالیٰ کی مدد چاہئے اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ
بیشک اُس مین یعنی اِس نصرت مین جو نمود ہوا یا لشکر دو برابر دیکھنے مین نمونہ ہے آنکھون والون کو یعنی عقلمندون
کو جنکے دل کی آنکھ روشن ہو اور بعضے نے یہہ معنی کہا ہے کہ ایکو دیکھ کے ایمان لاوین زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّہَوٰتِ

رچھایا ہی لوگون کو مزونکی محبت بھر رچھانیوالا اہل سنت مین اللہ تعالی ہی کیونکہ بندونکے افعال کا خالق وہی ہے
پھر بھر رچھانا یا بندونکی ازمایش کے لئے ہی اسپر دلیل اللہ تعالی نے سورہ کہف مین جو فرمایا ہی انا جعلنا ما علی الارض
زینۃ لہا لنبلوہم یعنے ہمنے رکھا جو زمین پر ہے اسکی زینت تا ہم انکو ازمایش کرین یا بندون کی زندگی اور نوع انسان
کی بقا کے واسطے ہے یا سعادت اخروی کا وہ واسطہ ہے جبکہ اللہ تعالی کے حکم کے مطابق ہو معتزلہ کہتے ہین رچھانیوالا شیطان
ہی ابو علی جبائی معتزلی سے کہتا ہی جو چیز حرام ہو اسکا رچھانیوالا شیطان ہی اور جو مباح ہو اسکا رچھانے والا اللہ تعالی ہی اہل سنت کا مذہب صحیح ہی کیونکہ
اللہ تعالی سب کا خالق ہی اسکی ملک مین کسیکو دخل نہین مِنَ النِّسَاۗءِ وَالْبَنِيْنَ عورتون اور بیٹیون سے عورتون سے شروع کیا کیونکہ لذت
انکی لذت زیادہ ہے اور انسے انست بھی پوری ہوتی ہے اور وے شیطان کے پھاندے ہین نسائی اور ابن ابی حاتم
اور حاکم انس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے حبب الی من دنیاکم النساء
والطیب وجعلت قرۃ عینی الصلوۃ یعنی تمھاری دنیا کی چیزون سے میرے پاس عورتین اور خوشبوئی دوست ہین اور
میری انکھ کی خنکی نماز مین ہے اور بچون مین بیٹیون کو ذکر کیا کیونکہ لڑکی کے نسبت کرتے لڑکے سے زیادہ محبت رہتی ہے
کیونکہ وہ باپ کا معین و مددگار اور اسکا قایم مقام ہے اللہ تعالی انسان کی نسل باقی رہنے کے خاطر عورت اور بچون کی
محبت دل مین ڈالا اگر محبت نہوتی نسل بھی نہ رہتی وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ اور ڈھیر
جوڑے ہوے سونے کے اور روپے کے قناطیر جمع قنطار کی ہے بہت مال کو قنطار کہتے ہین بعضے کہتے ہین لاکھ دینار کا ایک
قنطار ہے ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ انس سے مرفوع یون ہی روایت کئے ہین بعضے کہتے ہین کائی کا چمڑا بھر کے
سونا ہو تو اسکو قنطار کہتے ہین اسکے سوا بھی بہت سے اقوال ہین المقنطرۃ کی معنی جمع کئے ہوئے بعضے کہتے ہین سکہ مارے ہوئے
مالیت کی چیزون مین سونے روپے کو ابتدا مین ذکر کیا کیونکہ سب چیزون کی قیمت انہین سے ہوتی ہے پیسے کی
کی محبت اس لئے ہوتی ہے کہ جسکے پاس پیسا ہو جو چاہے سو کر سکتا ہے وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ اور گھوڑے پلے ہوے
مسومہ کی معنی بعضے کہتے ہین ایسے گھوڑے جو از خود چرتے ہون بعضے کہتے ہین داغدار گھوڑے کیونکہ عرب لوگ بہتر گھوڑون
کو علامت کے واسطے گل دیتے ہین بعضے کہتے ہین بہتر گھوڑے وَالْاَنْعَامِ اور مواشی انعام جمع نعم کی ہے اونٹ
گائے بکری کو نعم کہتے ہین وَالْحَرْثِ اور کھیتی سے ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا یہ چیزین دنیا کی زندگی
مین برتنے کی ہین المتاع جو ہم بلاپن کے لئے دنیا مین ہی فایدہ لیتے ہین دنیا فنا ہونی ہی وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ

اور اللہ جو ہے اسی پاس ہے اچھا ٹھکانا یعنی جنت اس آیت میں اشارہ ہے دنیا مین زہد اختیار کرنا اور آخرت
کی طرف راغب ہونا اور جسکو اللہ تعالی نے یہہ نعمتین دین اسکو لازم ہے ایسے کام مین انکو خرچ کرے جس مین اللہ تعالی
کی خوشی ہو قُلْ تو کہہ اے محمد اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ مین بتاؤن تمکو اس سے بہتر یعنے دنیا کی یہہ شہوتین
جو مذکور ہوین اس سے بہتر جو ہے اسکو فرماتا ہے لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ پرہیزگارون کو اپنے رب کے یہان باغ ہین بہتے انکے نیچے ندیان خٰلِدِيْنَ فِيْهَا سدا رہینگے انمین
اس جملہ کے دو ترکیب ہین ایک یہہ کہ پہلا جملہ ذٰلکم کے پاس تمام ہوا للذین سے جملہ مستانفہ ہے پہلے جملہ مین خیر
جو کہا تھا اسکا بیان ہے دوسری ترکیب یہہ کہ للذین اتقوا عند ربہم بخیر سے متعلق ہے اور جنات خبر مبتدا محذوف
کی ہے اسکی تقدیر ہو جنات اس ترکیب پر معنی یون ہوگی کیا مین بتاؤن تمکو اس سے بہتر پرہیزگارون کے لئے
اپنے رب کے یہان وہ باغ ہین آہ وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ اور عورتین ہین ستھری وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اور
رضامندی اللہ کی بخاری نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
اللہ تعالی بہشت والون کو فرمایگا اے اہل جنت وے جواب دینگے لبیک وسعدیک والخیر فی یدیک کہیگا کیا تم رضامند
ہوئے وے کہینگے اے پروردگار ہم کیون رضامند نہون تو نے ہمکو جو دیا سو وہ اپنے کسی مخلوقات کو نہ دیا فرمایگا
کیا اس سے بہتر چیز مین تمکو نہ دون کہینگے اے رب اس سے بہتر کیا ہے فرمایگا مین تم سے رضامند ہوا اب کبھی تم سے
خفا نہ ہونگا وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ اور اللہ کی نگاہ مین ہین بندے یعنی اللہ تعالی بندون کے کام سے خوب
خبردار ہے ہر ایک کو انکے عمل کی جزا دیگا اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ وے جو کہتے ہین یہہ الذین نعت ہے للذین اتقوا کی
یا نعت ہے بالعباد کی یا سابق کے للذین سے بدل ہے رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا اے رب ہمارے ہم مقرر یقین لائے ہین
فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا سو بخش ہمکو گناہ ہمارے وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور بچا ہمکو دوزخ کے عذاب سے اَلصّٰبِرِيْنَ
صبر کرنے والے یہہ نعت ہے الذین کی یعنی ان مومنین کی صفت یہہ ہے کہ صبر کرنے والے ہین اسطور سے کہ واجبات کو
ادا کرتے ہین اور معصیت سے الگ رہتے ہین اور مصیبت پر صبر کرتے ہین محنت و مشقت مین بی قراری نہین دکھاتے ہین وَالصّٰدِقِيْنَ
اور سچے ایمان لاتے ہین اور بات چیت مین سچے ہین کہ وہ جو کہتے ہین اسکی نیت بھی ہے اور انکے دل اور زبان
درست اس لئے وے ہمیشہ سچ بولتے ہین جھوٹ نہین کہتے اور انکی نیت اور قول سب مین صدق ہے

قول مین صدق وہ کہ جھوٹ بات نہ کرنا فعل مین صدق وہ کہ اس فعل کو بن اتمام کے نہ چھوڑنا اور نیت مین
صدق وہ کہ عزم جب کرین تو اسکو پورا کرکے چھوڑنا وَالْقٰنِتِيْنَ اور بندگی مین لگے رہتے یعنی ہمیشہ اللہ کی
اطاعت مین رہتے ہین وَالْمُنْفِقِيْنَ اور خرچ کرتے یعنی اپنا مال اللہ کی راہ مین خرچ کرتے ہین اسمین تمام قسم کے
اخراجات خواہ اپنی ذات کے واسطے یا اپنے اہل وعیال کیواسطے یا صلہ رحم مین یا زکوٰۃ مین یا دوسرے نیک کام
مین سب داخل ہین وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ اور گناہ بخشواتے پچھلی رات کو صبح صادق نکلنے کے آگے کیوقت
کو سحر کہتے ہین وہ رات کے آخر کا چھٹا حصہ ہے مراد اس استغفار سے یہہ ہے کہ وہ شخص پچھلی رات کو نماز پڑھکے
استغفار اور دعا مانگتا ہے اسوقت کو مخصوص ذکر کیا کیونکہ وہ غفلت اور نیند کی لذت کا وقت ہے اسوقت عبادت کرنا
قوت ایمان اور کمال بندگی پر دلالت کرتا ہے اور دونون پر اللہ تعالی کی تجلی ہونیکا وہی وقت ہے بخاری اور
مسلم ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تبارک وتعالی ثلث شب
جب باقی رہتی ہے تو آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے اور فرماتا ہے وہ کون ہے جو مجھکو پکارتا ہے تا مین اسکی بات سنون
کون ہے مجھسے مانگتا ہے تا اسکو بخشش [illegible] کون گناہ بخشواتا ہے تا اسکا گناہ بخشون صبح صادق نکلنے تک ایسا
فرماتا ہے اللہ تعالی اترتا ہے کرکے جو آیا اس سے اسکی رحمت اور بندون پر متوجہ ہونا اور انپر لطف اور مہربانی
کرنا مراد ہے ابن جریر نے روایت کیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بہت رات [illegible] اٹھکر نماز پڑھتے بعد نافع سے پوچھتے
کہ سحر کا وقت ہوا یا نہین جب کہتا نہین تو پھر نماز پڑھتے اگر کہتا کہ ہان سحر کا وقت ہوا آپ بیٹھکے استغفار کرتے
اور صبح تک دعا مانگتے ابن جریر نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ستر بار استغفار کرنے کا امر فرمائے زید بن اسلم کہتا ہے مستغفرین بالاسحار سے وہ لوگ ہین جو صبح کی نماز جماعت سے
پڑھتے ہین اس تقدیر پر نماز کو استغفار کہا کیونکہ نماز گناہ کی بخشش کا سبب ہے اور اسوقت کو سحر سے تعبیر
کیا اسواسطے سحر کیوقت سے قریب ہے شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اللہ نے گواہی دی کہ کسی کی
بندگی نہین اسکے سوا گواہی سے مراد اس جگہ بیان کرنا اور ظاہر کرنا اسکے دلائل کو قائم کرکے بعضے کہتے ہین
یہہ بھی نجران کے نصاری کی شان مین اتری کلبی نے کہا ہے شام سے دو حبر آئے تھے جب مدینہ کو دیکھے تو ایک
نے دوسرے سے کہا یہہ بستی نبی آخر الزمان کے شہر سے کیا مشابہ ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو

آپکے اوصاف دیکھکے سمجھے اور کہے آپ ہی محمد ہین فرمایے ہان کہے آپ ہی احمد ہین کہے ہان مین محمد ہون مین احمد ہون کہے ہم ایکبات پوچھتے ہین اگر اسکا جواب دوگے توہم آپ پر ایمان لاوینگے اور آپ کی تصدیق کرینگے حضرت فرمایے پوچھو کہے کتاب اللہ مین بڑی شہادت کیا ہے سو بیان کرو تب یہہ آیت اتری وے دونون اسلام لایے وَالْمَلٰئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ اور اسکی گواہی دیئے فرشتے اور علم والے یعنی وے اُسکی وحدانیت کا اقرار کیے علم والون سے مراد انبیا ہین کیونکہ وے اللہ کو سب سے زیادہ جانتے ہین بعضے کہتے ہین مہاجر و انصار کے علما ہین بعضے کہتے ہین اہل کتاب کے مومنین ہین جیسے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ قَائِمًا بِالْقِسْطِ کھڑا ہوتا ہوا انصاف سے یعنی اللہ تعالی انصاف سے خلق کے کامون کی تدبیر کرتا ہی پیدا کرتا ہی اور اونکو رزق پہنچاتا ہی اور اونکے اعمال کی جزا دیتا ہے اس تفسیر پر قائما حال ہے شہد اللہ کا بعضے اُسکو اولوا العلم کا حال ڈالتے ہین ایسے معنی ہونگی علم والے وے ہین جو انصاف پر قائم ہین لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ نہین ہے کوئی الہ سوا اُسکے زبردست ہی حکمت والا ابن عدی اور طبرانی اوسط مین اور بیہقی شعب الایمان اور خطیب اپنی تاریخ مین اور ابن نجار غالب القطان سے روایت کیے ہین کہا مین تجارت کیواسطے کوفی کو آیا اور اعمش کے گھر کے قریب اترا اکثر اُنکے یہان جایا کرتا تھا ایک شب مین نے بصرے کو جانیکا قصد کیا اعمش شب کے تہجد کی نماز کیواسطے کھڑے ہوے اس آیت پر جب گذرے شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو الا ہو اعمش کہے جو گواہی اللہ دیا مین بھی وہ گواہی دیتا ہون وہ شہادت میری امانت ہی جسکو اللہ کے پاس امانت رکھتا ہون پھر اسی کو چند بار کہے مین سمجھا کہ انہو اس باب مین کچھ حدیث سنے ہین جب صبح ہوی رخصت ہونیکے واسطے گیا پوچھا ابو محمد [illegible] آیت کو مکرر ایسا کہے سو اس باب مین کیا سنے ہو اعمش کہے تمکو ایک سال تک نہ کہونگا تب مین ایک سال اونکے پاس رہا سال جب تمام ہوا مین اعمش کو کہا ای ابو محمد سال تمام ہوا تب فرمایا مجھے ابو وائل نے خبر دی کہ عبد اللہ یعنی ابن مسعود مجھے کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایے یہہ کہنے والے کو قیامت کے دن لاوینگے تب اللہ تعالی فرماویگا اس بندے نے مجھکو عہد دیا ہے مین عہد کو وفا کرنیکا بہت حقدار ہون اس بندے کو بہشت مین لیجاو بیہقی نے کہا کہ یہہ حدیث ضعیف ہے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ مقرر دین اللہ کے یہان وہی اسلام ہے یعنی اللہ کی پسند کے لائق دین نہین ہے مگر اسلام کہے اسلام کی معنی لغت مین تابع ہونا [illegible] اور شرع مین [illegible]

مستعمل ہوا ہے دین کے معنی اصل لغت مین جزا دینا ہے بعد شریعت و ملت کا نام ہوا اس آیت مین رد ہی یہود
و نصاری پر یہود کہتے تھے یہودیت کے سوا کوئی دین افضل نہین اور نصاری کہتے تھے نصرانیت کے سوا
کوئی دین افضل نہین ان دونون کے رد مین فرمایا اللہ کی پسند کوئی دین نہین سوا اسلام کے وَمَا اخْتَلَفَ
الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ اختلاف نہین کئے کتاب والے مگر معلوم ہوئے
بعد آپس کی ضد سے کتاب والون سے یہود و نصاری مراد ہین یعنی یہود و نصاری محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت
مین اختلاف نہین کئے مگر انکی نعت و صفت جان کے یہہ جو کئے حسد سے ملک و ریاست کی خواہش کیواسطے ابن
جریر نے ربیع سے روایت کیا ہے کہ جب موسی علیہ السلام کی وفات کا وقت آن پہونچا تو بنی اسرائیل کے
ستر عالم کو بلوا کے توریت انکے حوالے کئے اور ہر ایک عالم کو ایک جز امین کئے اور یوشع بن نون کو اپنا
خلیفہ بنائے انکے تین قرن جب گذر گئے وے آپس مین اختلاف شروع کئے یہہ مخالفت آپس مین نہین کئے مگر
علما انہین ستر عالم کی اولاد ایک دوسرے کو قتل کئے سب کے دشمنیان و دشمنی اور مخالفت پیدا ہوی دنیا کی
ریاست و ملک و خزانے اور نادر سامان ہاتھ آنیکے حسد سے علما یہہ کام کر بیٹھے تب اللہ تعالی نے ان پر ظالم
حاکمون کو مسلط کیا بعضے کہتے ہین اختلاف جو کئے وے نجران کے نصاری ہین اور کتاب سے مراد انجیل ہے وے
عیسی کو اله یا ابن اللہ یا تین مین کا تیسرا ہے کہے بعد اسکے کہ انکو معلوم ہو چکا کہ اللہ ایک ہی ہے اور عیسی
اسکا بندہ ہے اور رسول وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ اور جو کوئی منکر ہوا اللہ
کی آیتون سے تو بیشک اللہ شتاب لینے والا ہے حساب یعنی انکو کفر کی جزا جلد دیگا فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ
پھر جو تجھ سے جھگڑین تو کہہ اے محمد یعنی دین کے امر مین کفار جھگڑین تو انکا الزام اسطرح ہے تجھی سے تو کر کیا ہے کہ یہود و نصاری
کہتے تھے تم کو جو نام رکھتے ہو اس پر ہم نہین یہودیت اور نصرانیت منسوخ ہے دین وہی اسلام ہے ہم اسی پر ہین تب اللہ تعالی
نے فرمایا اے محمد تو یون بول اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ مین نے تابع کیا اپنا منہ اللہ کے لئے یعنی مین نے اپنا دل اور زبان
اور تمام اعضا خالص اللہ کے لئے سونپا اور اللہ کا ساجھی کسی کو نہین ٹھہرایا اسکے سوا کسی کی بندگی نہین کی
حاصل یہہ ہے کہ میرا دین اللہ کی وحدانیت ہے وہی دین حنیفی ہے جسکی صحت تمہارے پاس ثابت ہو چکی
منہ کو مخصوص ذکر کیا اگرچہ مراد تمام بدن ہے کیونکہ بدن کے ظاہری اعضا مین منہ سب سے اشرف ہے

منھہ جب تابع ہوا تو سب اعضا تابع ہوگئے ہین وَمَنِ اتَّبَعَنِ اور جو کوئی میری پیروی کرتا ہی یعنے وہ بھی اپنے
تئین اللہ کے لئے سونپا وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ تو کہہ دے ای محمد کتاب والون کو یعنی یہود و نصاری
کو وَالْاُمِّیّٖنَ اور ان پڑھون کو یعنی عرب کے مشرک انکو امی کہا کیونکہ ان پر کتاب نازل نہین ہوئی تھی اور
اکثر بے علم تھے ءَاَسْلَمْتُمْ کیا تم تابع ہوتے ہو یہہ لفظ استفہام کا ہی اور اس سے امر مراد ہی یعنی تم تابع ہو بعضے
کہتے ہین استفہام اپنے حقیقت پر ہی معنی یون ہی ہین جیسا تابع ہوا کیا تم بھی یونہی تابع ہوتے ہو کیونکہ دلائل
سے تمپر اسلام لانا لازم ہوچکا ہی یا ہنوز اپنے کفر پر باقی رہتے ہو فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا
اگر تابع ہوے تو راہ پر آئے یعنی اپنے نفس کے نفع کا کام کئے گمراہی سے نکل کے ہدایت مین اور تاریکی سے روشنائی
مین آئے مروی ہی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہہ آیت پڑھے تو اہل کتاب سے اسلمتم یہود کو کہے کیا
تم گواہی دوگے کہ عیسی خدا کا کلمہ اور اسکا بندہ اور رسول ہی وے کہے معاذ اللہ پھر آپ نصاری کو کہے
کیا تم گواہی دوگے کہ عیسی اللہ کا بندہ اور اسکا رسول ہے وے کہے معاذ اللہ عیسی کیسا بندہ ہوگا تب
اللہ تعالی نے فرمایا کہ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ اگر ہٹ رہے تو تیرے پر نہین ہی مگر پہنچا دینا یعنی
تیرا کام رسالت پہنچا دینا ہی انکی ہدایت تجھ پر نہین بعضے علما کہتے ہین یہہ آیت منسوخ ہوئی آیت السیف سے کیونکہ
اس آیت مین فقط اقتصار تبلیغ پر ہے وہ آیت السیف سے منسوخ ہوا بعضے کہتے ہین منسوخ نہین بلکہ محکم ہی نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کو انکے ایمان لانیکی بڑی کد تھی دعوت قبول نکرنے سے رنجیدہ ہوتے تھے آپکی تسلی کیواسطے
اللہ تعالی نے اسکو نازل کیا وَاللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ اور اللہ کی نگاہ مین ہین بندے یعنی جو ایمان لایا ہے
اور جو ایمان نہین لایا سبکو اللہ جانتا ہی ہر ایک کو اسکے عمل کی جزا دیگا اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ ع
اللّٰهِ جو لوگ منکر ہین اللہ کی آیتون سے وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ اور مار ڈالتے ہین نبیون کو
ناحق وَیَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ اور مار ڈالتے ہین جو کوئی امر کرے
انصاف کا لوگون مین سے فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ سو انکو خوشخبری سنا دکھ والی مار کی بشارت کا
لفظ انکی تمسخر کے لئے عذاب مین استعمال کیا ابن جریر اور ابن ابی حاتم ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ
سے روایت کئے ہین کہے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا قیامت کے دن کس کو سخت عذاب ہوگا

فرمایے اُسکو جو کسی نبی کو قتل کیا ہو یا اُس کو جو امر معروف و نہی منکر کرے مارڈالا ہو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یہہ فرما کے الذین یقتلون النبیین کو و مالہم من ناصرین تک پڑھے بعدہ فرمائے ای ابو عبیدہ
بنی اسرائیل ایک روز صبح کیوقت ایک ساعت مین تینتالیس نبی کو قتل کئے یہہ دیکھ کے بنی اسرائیل کے
عابدون سے ایک سو ستر آدمی امر معروف اور نہی منکر کئے انکو بھی اُسی روز آفتاب غروب ہونے کے آگے
قتل کئے ابن ابی الدنیا اور ابن جریر اور ابن المنذر اور حاکم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ
عیسی نے یحیی کے ساتھ بارہ حواری کو دیکے لوگون کی تعلیم کیواسطے روانہ کیا بھائی کی لڑکی کو نکاح کرنے
سے یحیی علیہ السلام منع کرتے تھے اُسوقت کے بادشاہ کو بھائی کی لڑکی تھی نہایت حسین وہ چاہتا تھا کہ
اُسکو بیاہ کرے اس طمع پہ ہر روز اُسکی ایک حاجت روا کرتا اُس لڑکی کی ماں اُسکو کہی اگر بادشاہ تیرے سے
تیری حاجت کیا ہی پوچھا تو تو کہدے یحیی بن زکریا کو مارڈالنا وہ لڑکی بادشاہ سے ایسا ہی کہی وہ بولا کچھ
اور مانگ کہی اسکے سوا کوئی حاجت نہین لاچار ہوکے حکم کیا پھر انکو طشت مین ذبح کئے انکے خون کا ایک
قطرہ اُڑکے زمین پر پڑا سو جوش کھاتا تھا یہان تک کہ اللہ تعالی نے بخت نصر کو مسلط کیا ایک بوڑھیا
اوسکو وہ خون جو جوش کھاتا تھا بتلائی اُسکے دل مین آیا کہ اس قطرے کا جوش دبنے تک قتل کرنا ایک روز مین
ستر ہزار بنی اسرائیل کو قتل کیا تب وہ قطرہ تسکین پایا حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے اس آیت مین
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے یہود کی توبیخ ہے اگرچہ انکے آبا قتل کئے ہین کیونکہ یہہ بھی اُنکے فعل پر راضی تھے
أُولَئِكَ الَّذِينَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وہی جنکی محنت ضایع ہوئی دنیا اور آخرت
مین یعنے وے لوگ نیک کام جو کئے تھے تمام باطل ہوگئے عمل کا باطل ہونا دنیا مین یون ہے کہ وہ عمل مقبول
نہوا اور آخرت مین یہہ کہ اُس پر جزا نہ ملے وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ اور کوئی نہین انکا مددگار یعنے
انکو اللہ کے عذاب سے بچانے والا کوئی نہین أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ تو نے
نہ دیکھے وے لوگ جنکو ملا ہے کچھ ایک حصہ کتاب کا اِس کتاب سے یا توریت مراد ہے یا تمام کتب سماوی اور
اِن لوگون سے یہود مراد ہین يُدْعَوْنَ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ انکو بلاتے ہین اللہ کی کتاب کی
طرف کہ انمین حکم کرے بلانے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور کتاب اللہ سے یا قرآن مراد ہے یا توریت

اِس آیت کی شان نزول مین اختلاف ہی سعید بن جبیر اور عکرمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المدراس مین یہود کے پاس گئے اور انکو اللہ تعالی کی طرف بلائے نعیم بن عمرو
اور حارث بن زید یہودی کہے کہ اے محمد تمھارا کیا دین ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ابراہیم کا دین
ہے وے کہے ابراہیم یہودی تھے رسول اللہ علیہ وسلم فرمائے توریت لاؤ اُسین جو ہو وہی بات ہوگی یہود
اُسکو نہ مانے تب اللہ تعالی اس آیت کو نازل کیا کلبی نے ابی صالح سے روایت کیا ہے وہ ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے کہے خیبر کے یہودیون سے ایک مرد کسی عورت سے زنا کیا وے دونون بڑے آدمی تھے اُنکو توریت کے بموجب
رجم کرنا مگر وہ جانکے اُنکا مقدمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اس توقع پر کہ آپ کچھ آسان حکم فرماوین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونون کے رجم کا حکم کئے تب نعمان بن اوفی اور بحری بن عمرو کہے ای محمد تم ہمپر ظلم کرتے
ہو ان پر رجم نہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے میرے اور تمھارے درمیان توریت ہی اُسکے مطابق حکم کرنا
یہود کہے یہہ انصاف کی بات ہی رسول اللہ علیہ وسلم پوچھے تمھارے مین کون توریت خوب جانتا ہی کہے عبداللہ
بن صوریا اُسکو بلوا کے توریت پڑھنے کا حکم کئے اُسنے رجم کی آیت پر اپنا ہاتھ رکھکے اُس کے بعد کی آیت پڑھی
عبداللہ بن سلام کہے یا رسول اللہ یہہ شخص رجم کی آیت کو چھوڑ کے پڑھتا ہی پھر اُسکا ہاتھ اٹھائے تو رجم کی آیت
نکلی پھر اُن دونون کے رجم کا حکم کئے یہود خفا ہوکے چلے گئے اور یہہ آیت اتری معلوم کیجئے کلبی ضعیف ہی اسکی روایت
کا اعتبار نہین لیکن یہود کے رجم کا قصہ صحیح بخاری مین ہے پر اسپر یہہ آیت نازل ہوئی کر کے صحیح مین مذکور نہین
ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ پھر ہٹ رہے ہین بعضے انمین تغافل کر کر ہٹنے والون سے
یہود کے علما اور رؤسا مراد ہین وے حق سے تغافل کرتے ہین ذٰلِكَ یہہ یعنی انکا ہٹنا اور تغافل کرنا
بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ اسواسطے کہ کہتے ہین ہمکو ہرگز نہ لگیگی آگ
مگر کئی دن گنتی کے یعنی وے یہہ جو کہتے ہین اُس سبب سے ہی کہ وے اپنے عذاب کو سہل ٹھرائے ہین گنتی کے ایام کا
بیان سورہ بقر کے تفسیر مین مذکور ہوا وَغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ اور فریب دیا اُنکو اُنکے دین
مین اپنی بنائی باتین یعنی جو کہتے ہین ہمکو آتش نہ لگیگی مگر گنتی کے دن اپنی بنائی بات پر فریب کھاکے کہتے ہین
بنائی بات یہہ کہ اُنکے آبا جو انبیا تھے اُنکی شفاعت کرینگے فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ

حاشیہ: بیت المدراس یہود کے مدرسہ کا نام ہے

پھر کیا ہوگا انکا حال جب ہم انکو جمع کرینگے ایک دن جسمین شبہہ نہین یعنے قیامت کا دن جس کا ہونا حق
ہے اس آیت مین یہود کی تہدید ہی اور انکے واسطے جو دن مہیا ہے بہت برا ہی مروی ہی کہ قیامت کے دن
کافرون کے واسطے جھنڈا جو کھڑا کرینگے اول یہود کے لئے کھڑا کرینگے اللہ تعالی انکو خلایق کے روبرو فضیحت کریگا
اور انکو دوزخ مین ڈالیگا وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ اور پورا پاویگا ہر کوئی
اپنا کیا اور انکا حق نرہیگا یعنی نیکی ہو یا بدی ہر ایک کو اسکی جزا ملیگی نیکی کو کم کردینا اور گناہ کو زیادہ کرنا نہوگا
قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تو کہہ یا اللہ مالک سلطنت کا ابن جریر نے قتادہ سے روایت کیا ہی کہا ہمکو یون
روایت پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی سے اپنی امت کو فارس اور روم کا ملک ملنا چاہتے
تب اللہ تعالی نے اس آیت کو نازل کیا ابن عباس اور انس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ جب مکہ فتح ہوا تو
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت سے فارس اور روم کے ملکون کا وعدہ کئے منافق اور یہود کہنے لگے ہیہات
ہیہات فارس اور روم کا ملک محمد کو کہان ملتا وہان کے لوگ بہت زبردست ہین محمد کو مکہ اور مدینہ بس
نہین جو فارس اور روم کی طمع کرتا ہی تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا حافظ عسقلانی نے تخریج احادیث کشاف
مین لکھا ہے کہ اس روایت کو واقدی نے اپنی کتاب اسباب النزول مین لکھا ہے لیکن اسکی سند مجھکو نہین ملی
تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ تو سلطنت دیوے جسکو چاہے وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ اور سلطنت
چھین لیوے جس سے چاہے اس آیت مین اشارہ ہے اللہ تعالی کی قدرت و غلبے پر اور اوسکا تصرف ملک پر سلاطین کا
جیسا تصرف نہین بلکہ قہر و غلبے سے تصرف کرتا ہی جسکو چاہے اسکو دیتا ہی جس سے چاہے اس سے چھین لیتا ہے
اچھے مفسرین کے نزدیک ملک سے نبوت مراد ہی اسکا چھین لینے سے نبوت دوسری قوم مین آنا مراد ہے
یا مراد بنی اسرائیل مین تھی اسمعیل علیہ السلام کی اولاد مین لے گیا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مین [illegible]
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ملک دیا فارس و روم سے چھین لیا یعنے کہتے ہین آدم علیہ السلام کی اولاد کو ملک
دیا ابلیس و اوسکے تابعدارون سے چھین لیا وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ اور عزت دیوے جسکو چاہے وَتُذِلُّ
مَنْ تَشَاءُ اور ذلیل کرے جسکو چاہے یعنے مکے مین عزت دیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ذلیل کیا
[illegible]

ورو م کو بعضے کہتے ہیں عزت دیا طاعت کرنے والے کو ذلیل کیا گناہ گار کو بعضے کہتے ہیں عزت دیا قناعت
کرنے والے کو ذلیل کیا حرص وطمع کرنے والے کو بِيَدِكَ الْخَيْرُ تیرے ہاتھ ہاتھ ہے سب خوبی یعنی تیرے قبضۂ قدرت
میں ہے خوبی خیر کو فقط ذکر کیا حالانکہ بدی بھی اسی کی قدرت میں ہے کیونکہ کلام خوبی میں ہی تھا یہودے مسلمانو کو
خوبی ہوگی کرکے کہے تھے یا خطاب میں ادب کا لحاظ کرتے شر کو صراحۃً نہیں ذکر کیا لیکن اسکی طرف اشارہ کرنے
فرمایا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے اب اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کی عظمت بیان
کرتا ہے تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ تو لاوے رات کو دن میں وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ اور تو لاوے
دن کو رات میں یعنی دن کو دراز کرتا ہے رات کو چھوٹی کرتا ہے مثلاً دن پندرہ ساعت کا ہوتا ہے تو رات اسی
حساب سے گھٹکے نو ساعت کی ہوتی ہے اور رات دراز کرتا ہے دن چھوٹا کرتا ہے اسی مقدار سے بعضے کہتے ہیں
مراد اس سے دن کی روشنائی کے پیچھے شب کی تاریکی کا آنا اور شب کی تاریکی کے بعد دن کی روشنائی کا ہونا
پہلی تفسیر کو امام رازی وغیرہ ترجیح دئے ہیں ابن مسعود اور ابن عباس سے بھی ویسی ہی روایت آئی ہے
وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ اور تو نکالے جیتا مردے سے جیسے انسان نطفے سے جانور انڈے سے نکلتے ہیں
وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ اور نکالے مردہ جیتے سے نطفے انسان سے انڈے جانور سے ہوتے ہیں حسن اور عطا کہتے
ہیں مومن کو کافر کے پیٹ سے نکالتا ہے اور کافر کو مومن سے مومن کا دل زندہ ہے کافر کا دل مردہ ہے ابن مردویہ
نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مرفوع اسی کی مثل روایت کیا ہے ابن جریر نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ خرمے
درخت کو تخم سے نکالتا ہے اور درخت سے تخم دانہ خوشے سے نکالتا ہے اور خوشہ دانہ سے وَتَرْزُقُ مَنْ
تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ اور تو رزق دیے جسکو چاہے بے شمار طبرانی نے معجم صغیر میں انس مالک رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معاذ کو فرمائے میں تمکو دعا سکھاتا ہوں اسکو پڑھے گے
تو کوہ احد برابر بھی تمپر قرض ہو گا تو اسکو اللہ تعالیٰ ادا کر دیگا یہہ کہو اللهم مالك الملك تؤتي الملك من تشاء
وتنزع الملك ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بيدك الخير انك على كل شيء قدير رحمن الدنيا والآخرة
ورحيمهما تعطيهما من تشاء وتمنع منهما من تشاء ارحمني رحمة تغنيني بها عن رحمة من سواك امام منذری نے
کہا ہے [illegible] معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے

۳۱ ورد

دین کے سبب کرتے معاذ جمعہ کو نہین آئے سو ذکر کیا ہی اسمین آیت کو اللہم مالک الملک سے بغیر حساب تک ذکر کیا ہی اور
ایک روایت مین اس دعا کے آخر مین یہہ زیادہ کیا ہی اللہم اغننی من الفقر واقض عنی الدین وتوفنی فی عبادتک وجہاد
فی سبیلک لیکن اس دونون روایت کی سند ضعیف ہی ابن السنی اور بغوی علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے
ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور اٰل عمران کی دو آیتین شہد اللہ انہ لا الٰہ الا
ہو والملائکۃ واولو العلم قایما بالقسط لا الٰہ الا ہو العزیز الحکیم ان الدین عند اللہ الاسلام اور قل اللہم مالک الملک تؤتی الملک
من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شیٔ قدیر تولج الیل فی النہار وتولج النہار
فی اللیل وترزق من تشاء بغیر حساب یہہ سب عرش سے لٹکین ہین اللہ کے اور انکے درمیان پردہ نہین سو
اللہ تعالی سے کہین اے رب کیا تو ہمکو زمین پر اور اپنے نافرمان بندون کی طرف اتارتا ہی اللہ تعالی نے فرمایا
میری قسم ہے ہر نماز کے بعد جو کوئی تمکو پڑھا کرے تو اسکی جگہہ بہشت مین کرونگا وہ شخص کچھ ہی عمل کیا ہو اور
اسکو حظیرۃ القدس مین رکھونگا اور میرے پوشیدہ آنکھ سے اسکو ستر بار دیکھونگا اور ہر روز اسکے ستر حاجت
ادا کرونگا ادنا حاجت مغفرت ہی اور ہر دشمن اور حاسد سے پناہ دونگا اور انسے اسکو مدد کرونگا ابن حبان
اور ابن الجوزی اس حدیث کو موضوعات مین داخل کئے ہین لیکن حافظ ابو الفضل العراقی اور حافظ ابن حجر عسقلانی
کہتے ہین کہ اس حدیث کی سند کے دو شخص مین کلام ہے ایک تو ابو صالح محمد بن ابی الازہر زنبور اسکو نسائی اور
ابن حبان ثقہ کہتے ہین ابن خزیمہ نے اسکو ضعیف کہا ہی دوسرا حارث بن عمیر اسکو اکثر لوگ ثقہ کہتے ہین ابن حبان
اور حاکم اسکو ضعیف کہے ہین ان دو شخص کے سوا باقی رجال ثقہ ہین ابن جوزی نے جو موضوعات مین داخل کیا
انکی زیادتی ہے انتہی اس تقدیر پر فضایل اعمال مین اس حدیث پر عمل کیا جاوے لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ
الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ نہ پکڑین مسلمان کافرون کو دوست مسلمانون کے سوا
یعنی مسلمان کافرون سے دوستی نہ کرین اور انکو اپنا معین ومددگار نہ ٹھہراوین اور انسے ملاطفت اور مصاحبت
نہ کرین اگرچہ انسے قرابت یا اسلام لانیکے آگے محبت و دوستی ہو اس آیت کی شان نزول ابن اسحق اور
ابن جریر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کئے ہین کہ حجاج بن عمرو حلیف کعب بن
الاشرف کا اور ابن ابی الحقیق اور قیس بن زید انصار کے چند لوگون سے محبت رکھتے تھے تاکہ انکو اسلام سے پھیر دین

مسلمانون کو کافرون سے [illegible] دوستی [illegible] ہین ۔

رفاعہ بن عبد المنذر اور عبد اللہ بن جبیر اور سعد بن خثیمہ رضی اللہ عنہم اس پر مطلع ہوکے اپنے لوگون کو تاکید کئے
کہ ان یہودیون کی دوستی نکرو اور اُنکو اپنا محرم راز نہ بناؤ کیا واسطے کہ وے تمہارے اسلام مین خلل ڈالینگے
یہہ لوگ انکی بات نہ مانے تب اللہ تعالیٰ نے یہہ آیت نازل کیا وہ جو من دون المومنین فرمایا اُس مین یہہ اشارہ
ہے کہ دوستی کرین تو مومنون سے کرنا مومن رہتے پر کافرون کی دوستی کی کیا حاجت وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ اور جو
کوئی یہہ کام کرے یعنے کافرون کی دوستی کرے اور اُنسے الفت و مصاحبت پیدا کرے اور مسلمانونکے اخبار انکو پہنچاوے
اور انکے خیر خواہی مین رہے تو فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِیْ شَیْءٍ وہ اللہ سے نہین کچھہ یعنی اللہ کے دین سے اسکو کچھہ بہرہ نہین وہ
اللہ سے بری ہوا اور اللہ تعالیٰ کے دین کو ترک کیا اس سے غرض یا یہہ ہر کہ اُسکو اللہ تعالیٰ کی دوستی سے کچھہ چیز حاصل
نہین کہ جسکو شرعاً دوستی کہین کیونکہ غلام صاحب کا دوست اسوقت ہوگا کہ جب اسکی دشمنون سے دشمنی کرے اس
آیت مین وعید ہر کافرون کی دوستی کرنے سے امام فخر الدین رازی نے لکھا ہے کافرون کی دوستی تین طور پر ہو سکتی ہے
ایک اُسکے کفر پر راضی رہنا اور کافر ہی ہے کر کے اُس کی دوستی کرنا ایسی دوستی رکھنے والا کافر ہے کیونکہ کفر کو
اچھا سمجھنا بھی کفر ہے اور کفر سے راضی ہونا بھی کفر ہے دوستی اس صفت کی ہو تو اس شخص کا اسلام باقی رہنا
محال ہر دوسری یہہ کہ اُنسے ظاہر مین خوش خلقی کرنا اس قسم کی دوستی ممنوع نہین تیسری قسم دوستی جو متوسط
ہے آگے کے دونون قسم مین وہ یہہ ہے کہ انکی طرف دل کا میلان رکھنا اور انکی اعانت کرنا اور انکی نصرت
کرنا بسبب قرابت کے یا آشنائی کے مگر اعتقاد یہہ ہر کہ انکا دین باطل ہے اس قسم کی محبت موجب کفر نہین لیکن
اللہ تعالیٰ نے اسی محبت سے منع کیا کیونکہ ایسی محبت سے رفتہ رفتہ اُنکی چال چلن اُسکو پسند آویگی اور اُنکی دین سے
راضی ہوگا آخر یہہ بات اس شخص کو اسلام سے خارج کر دیگی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اُسکو نہایت سختی سے منع کیا
انتہی اس بیان سے کافرون کی نوکری کرنے والون اور اُنکے خیر خواہون اور انکے مددگارون کا احوال معلوم
ہوا اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً مگر یہہ کہ تم بکرا چاہو اُن سے بچاؤ یعنی اگر تمکو کافرونکا اندیشہ ہو تو اپنے
جان کو بچانے کیواسطے ظاہر مین انکی دوستی اور موافقت کرنی جایز ہے اس آیت مین اللہ تعالیٰ تقیہ جایز رکھا
مجاہد وغیرہ کہتے ہین کہ جب دین اسلام مستحکم نہین ہوا تھا اور مسلمانون کو قوت و شوکت نہین تھی یہہ تقیہ
درست تھا اب اللہ تعالیٰ اسلام کو قوت دیا مسلمانون کو اپنے دشمن سے تقیہ کرنا روا نہین لیکن جسکو کافر

حاشیہ: وعید ہے کافرون کی دوستی کرنیوالون کو اور یہہ عیب ہے سب اہل اسلام کی

حاشیہ: کافرونکی نوکری والوں... مدد گارون پر

که اگر کفار غالب هون مسلمان ان مین پکڑا گیا ہے اسکو اپنی جان کا یا مال کا اندیشہ ہے تو اسوقت زبان سے
انکی موافقت کرنا جایز ہی پر دل مین اسکا خلاف رکھے اور زبان سے جو کہتا ہی اسمین بھی الفاظ کنایہ وغیرہ لے آنا
ممکن ہو تو ویسی الفاظ ذکر کرے اور ضرور ہی کہ اس تقیہ مین غیر کا ضرر نہو اگر دوسرے مسلمان کا ضرر ہو تو تقیہ
جایز نہین جیسے قتل اور زنا اور مال کا غصب اور جھوٹی شہادت اور عورت محصنہ کا قذف اور کافرون کو مسلمانون کے
بھید پر اطلاع دینا اور اُسکے مانند اور تقیہ ان شروط کے ساتھ کرنا رخصت ہی اگر کوئی شخص تقیہ نکرکے اپنے ایمان پر
قایم رہا اور مارا گیا تو اُسکو اجر عظیم ہوگا وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ اور ڈراتا ہی تمکو اللہ آپ سے یعنی اللہ
تمکو ڈراتا ہے اپنی نافرمانی سے جس چیز سے منع کیا ہی تم اِسکے مرتکب ہو اور اسکے امر کا خلاف کرو اور کافرون سے
دوستی رکھو وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ اور اللہ ہی تک پہنچنا ہے یعنی آخرت مین سبکو اُسی کی طرف جانا ہی تب سبکو
جزا دیگا اس مین بڑی تہدید ہے اللہ کے دشمنون سے دوستی کرنے والون کو قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ
اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ تو کہہ اى محمد اگر تم چھپاؤ گے اپنے جی کی بات یا ظاہر کروگے اللہ اُسکو جانتا ہی یعنی تم
اپنے دلون مین کافرون کی محبت یا اُسکے سوا جو اللہ کے ناپسند ہو پوشیدہ کروگے یا ظاہر کروگے سب اللہ کو
معلوم ہے اُسکی جزا دیگا کلبی نے یون لکھا ہی کہ تم اپنے دلون کی تکذیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چھپاؤ گے
یا لڑائی کرکے نمود کروگے تو اُسکو اللہ جانتا ہی وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اور جانتا ہی
جو کچھ ہے آسمان و زمین مین اللہ تعالی کو جب یہہ تمام چیزین معلوم ہون تو تمہاری دوستی کافرون سے اُسپر
کب مخفی ہوگی وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہی يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ
مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا جس دن پاویگا ہر شخص جو کی ہی نیکی روبرو امام رازی نے کہا عمل عرض کی اقسام مین ہے اُسکو
بقا نہین قیامت کی دن اوسکا موجود ہونا ممکن نہین اس لئے تاویل کرنا ضرور ہوا تو اس کی دو تاویلین ہوسکتی
ہین ایک یہہ کہ ہر شخص صحیفہ نیکی کا جو کیا ہے پاویگا دوسری یہہ کہ نیکی جو کیا ہی اُسکی جزا پاویگا بندہ عاصی کہتا ہے
محدثین کے محققین لکھتے ہین کہ اللہ تعالی کے پاس عرض کو بھی صورت ہے پس اُسکی نیکی صورت لیکے آویگی اللہ کی
قدرت سے یہہ کچھ بعید نہین وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًا بَعِيْدًا
اور جو کوئی ہے برائی آرزو کریگا کہ مجھ مین اور اُسمین فرق پڑجاوے دور کا یعنی بدی کا جزا اپنے کو نہ ملے کرکے

کریگا وَیُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ اور اللہ ڈراتا ہی تمکو آپ سے اس جملہ کو مکرر فرمایا ڈرانے کو یا پہلے بارجو کہا کافرون کی دوستی سے منع کرنے کو اب جو کہا نیک کام کرنے پر ترغیب دینے اور بد کام سے باز آنے وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ اور اللہ شفقت رکہتا ہی بندون پر اس مین اشارہ ہی اس بات کا کہ اللہ نے کافرون کی دوستی سی جو منع کیا شفقت کی راہ سے ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ تو کہہ ای محمد اگر تم محبت رکہتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو اللہ تمکو پیار کریگا اس آیت کی نازل ہونیکی شان یہہ ہے یہود و نصاری کہنے لگے نحن ابناء اللہ و احباوہ تب یہہ نازل ہوئی اُسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کئے وے قبول نکئے ضحاک نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز کھڑے ہوکے دیکھے قریش مسجد الحرام مین بت بٹھائے ہین اور وہان شتر مرغ کے انڈے لٹکائے ہین اور اُنکے کانون مین گہنا پہنائے ہین اور اُنکو سجدے کرتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے اے قریش واللہ تم ابراہیم اور اسمعیل کی ملت کا خلافت کئے قریش کہے اللہ کی محبت کیواسطے ہم اُنکی پرستش کرتے ہین وے اللہ کے پاس ہمارا مرتبہ بڑہا وینگے تب یہہ ایت نازل ہوئی میری راہ پر چلو یعنی میری شریعت اور سنت اختیار کرو بندہ کا اللہ سے محبت رکھنا یہہ ہے کہ اللہ کی تعظیم کرے اور اُسکے حکم کو بجا لاوے اور مناہی سے باز رہے اللہ کا بندے سے کرنا یہہ ہی کہ وہ اس سے راضی ہو اور ثواب دے وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ اور بخشے تمہارے گناہ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور اللہ بخشنے والا مہربان حسن سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوگ اللہ کی محبت کا دعوی کئے اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو اُنکی محبت کی علامت گردانا جس نے اللہ کی محبت کا دعوی کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا خلاف کیا وہ کذاب ہی یہہ جب نازل ہوئی عبد اللہ بن ابی ابن سلول جو منافقون کا سرخیل تھا اپنے دوستون سے کہنے لگا محمد اپنی اطاعت کو اللہ کی اطاعت کے برابر کئے اور چاہتے ہین کہ عیسی کی محبت نصاری جیسی رکھتے ہین ویسی ہی محبت اپنے ساتھ رکھنے کا ہمکو امر کئے تب اللہ تعالی یہہ ایت نازل کیا کہ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ تو کہہ اے محمد انکو تم حکم مانو اللہ کا اور رسول کا یعنے مین امر نہین کرتا کہ نصاری جو مسیح سے کرتے ہین تم مجھ سے ویسا ہی کرو بلکہ مین اللہ کا رسول ہون اُسکے احکام پہچانے والا میرا جو حکم ہے وہ اللہ ہی کا حکم ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہ کرے تو وہ اللہ کی اطاعت بھی نہین کیا فَاِنْ تَوَلَّوْا پھر اگر وے منہ پھیریں یعنے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہ کرین تو فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ مقرر اللہ تعالی پیار
نہین کرتا کافرون کو یعنے اُنکے کامون سے خوش نہین ہوتا اور اُنکو نہین بخشتا اگلی عبادت کے نظر کرتے اس جگہہ
فان اللہ لایحبہم ضمیر کے لفظ سے کہنا تھا لیکن درعوض ضمیر کے اسم ظاہر یعنے لایحب الکافرین کو ذکر کیا تاعموم پر دلالت
کرے اور اسمین اشارہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے منہہ موڑنا اور ٹلنا کفر ہے اس سے اللہ کی
محبت باقی نہین رہتی کیا واسطے اسکی محبت مخصوص مومنون کے ساتھہ ہی اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰۤی اٰدَمَ
وَنُوْحًا اللہ نے پسند کیا آدم کو اور نوح کو وَاٰلَ اِبْرٰھِیْمَ اور ابراہیم کے گھر والون کو مراد اُنسے اسمٰعیل
اور اسحق اور انکی اولاد ہین جو پیغمبر ہوئے آل ابراہیم مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہین بعضے کہتے ہین
آل ابراہیم سے ابراہیم علیہ السلام کی ذات مراد ہے عرب کے محاورہ مین آل فلان کہتے ہین اُس سے اُس کی ذات کا
ارادہ کرتے ہین وَاٰلَ عِمْرٰنَ اور عمران کے گھر والون کو اس عمران سے موسی اور ہارون علیہ السلام کا والد
مراد ہے یعنے عمران بن قاہت بن لاوی بن یعقوب بعضے کہتے ہین عمران سے مریم کا والد مراد ہے یعنی عمران
بن ہاشان بن اسفازار جو سلیمان علیہ السلام کی اولاد مین تھا اس قول پر آل عمران سے عیسی اور مریم مراد ہونگے
عَلَی الْعٰلَمِیْنَ سارے عالم سے یعنی تمام کی بہ نسبت ان لوگون کو اللہ تعالی پسند کرکے انکو نبوت اور رسالت دیا
اس آیت مین دلیل ہے کہ پیغمبر بشر کے ملائکہ کے پیغمبرون سے افضل ہین ذُرِّیَّۃً بَعْضُھَا مِنْ بَعْضٍ کہ اولاد ہے
ایک دوسرے کی ذریۃ بدل ہے آل ابراہیم و آل عمران سے یا حال ہے یعنی اللہ تعالی ابراہیم اور آل عمران کو جو
پسند کیا وے سب ایک ہی اولاد ہین ایک دوسرے سے پیدا ہوئے ہین حاصل یہہ ہے وہ نیکون کی نیک اولاد
ہین وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ اور اللہ سنتا ہی جانتا اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ جب بولی عورت عمران کی
یہہ عمران فرزند ہاشان کا ہی اسکی عورت کا نام حنہ بیٹی فاقوذا کی یہہ عمران موسی وہارون علیہما السلام
کا والد نہین ان دونون عمران کے درمیان ایک ہزار آٹھہ سو برس کا فاصلہ تھا اور اس ہاشان کی اولاد
اسوقت بنی اسرائیل کے اعیان مین تھی رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ
مِنِّیْ اے رب میرے مین نے نذر کی جو کچھ میرے پیٹ مین ہے آزاد سو تو اسکو قبول کر مجھہ سے محرر کا لفظ مشتق ہے
حر سے حر کی معنی خالص عرب کہتے ہین فلانا شخص حر ہے یعنے اپنی ذات سے خلاص پایا ہے اگمیز کسی کا علاقہ نہین

کلبی اور محمد بن اسحق نقل کئے ہین کہ بنی اسرائیل کی عادت تھی لڑکا پیدا ہوا تو اسکو کنیسی کی خدمت کیواسطے اللہ کے
نام پر چھوڑ دیتے وہ لڑکا فقط کنیسی کی خدمت کرتا دنیا کے کچھ کاروبار مین مشغول نہ ہوتا جب وہ لڑکا بالغ ہوا تو
اُسکو اختیار تھا دل چاہے تو کنیسی کی خدمت ترک کرکے چلا جاوے یا خدمت پر قایم رہے جو اُس کام پر باقی رہتا
بعد خدمت نہین چھوڑ سکتا بنی اسرائیل کے انبیا اور علما سے کوئی نتھا جو اپنی اولاد مین کسی کو بیت المقدس کی
خدمت کیواسطے نچھوڑتا ہو اور اُنکے یہان یہہ شرط تھی کہ اس کام کیواسطے لڑکی کو نہ چھوڑنا تا حیض وغیرہ سے
بیت المقدس نجس نہو مریم کے والدہ نے اپنے پیٹ مین جو ہو اُسکو بیت المقدس کی خدمت کیواسطے چھوڑونگی
کرکے منت کی یہہ منت کرنیکا قصہ یہہ ہی ایک شخص تھا فاقوذا نام اُسکی دو لڑکیان تھین ایک کا نام اشاع عورت
زکریا علیہ السلام کی اسی کے پیٹ سے یحیی علیہ السلام پیدا ہوئے دوسری حنہ عورت عمران کی حنہ بوڑھی ہوگئی پر
اس کو اولاد نتھی ایک روز درخت کے سایہ مین بیٹھی تھی سو دیکھی ایک پرندہ اپنے بچہ کو دانہ کھلاتا ہی اسکو دیکھے
حنہ کو بچے کی آرزو ہوئی دعا کی کہ اللہ مجھے بچا دیوے تو بیت المقدس کی خدمت کیواسطے اُسکو چھوڑونگی وہ
بی بی صلحا لوگون کے گھرانے والی تھی کہ جن کو اللہ تعالی کے پاس مرتبہ تھا حاملہ ہوئی سو تبھی سے حمل کو اللہ کے
نام سے چھوڑی عمران نے کہا تو کیا کام کی اگر وہ حمل لڑکی ہو تو خدمت کے لایق نہین پھر دونون کو اسبات کی
نہایت فکر ہوئی حنہ کو تولد ہونے کے قبل عمران کا انتقال ہوا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ بیشک تو ہی ہے
اصل سنتا جانتا یعنی میری دعا کو سنتا ہی میری نیت کو جانتا ہی فَلَمَّا وَضَعَتْهَا پھر جب اُسکو جنی قَالَتْ
عورت عمران کی بولی رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ ای رب مینے یہہ لڑکی جنی حنہ کو امید یہہ تھی کہ لڑکا
جنے جب لڑکی پیدا ہوئی لڑکی کو تو بیت المقدس کی خدمت کرنے نہین رکھتے تھے عذرخواہی کیواسطے ایسا
کہی وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ اور اللہ کو بہتر معلوم ہے جو کچھ جنی یہہ کلام اللہ تعالی کی طرف سے ہے
حنہ کی بات کا تتمہ نہین یعنے اُس لڑکی مین بڑی آیتین جو ہونہار ہین اللہ ہی کو معلوم ہین حنہ کو وہ معلوم
نہونے سے حسرت کی یعقوب اور ابن عامر اور ابوبکر بما وضعت عین کے سکون وتے کی ضم سے پڑھتے ہین
اُسوقت ترجمہ یون ہوگا اللہ کو بہتر معلوم جو مین نے جنی اس قرأت پر وہ تتمہ حنہ کی بات کا ہی اپنے دلکو
تسلی دیتے یہہ کہی یعنے مینے جو لڑکی جنی شاید اُس مین کچھ بھید وحکمت ہو وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ اور

بیٹا ہوگا بیٹی سا اس جملہ کے دو تاویلین ہین ایک یہہ ہی حنہ کی مراد اس کلام سے بیٹے کو بیٹی پر فضیلت دینا ہی
اس صورت پر کلام مین تقدیم و تاخیر ہے تقدیر یون ہی ولیس الانثی کالذکر یعنی عورت مرد کی مانند نہین کیونکہ
عورت کو کنیسے کی خدمت مین داخل نہین کرتے داخل کرین تو بھی وہ ہمیشہ خدمت گذاری مین رہ نہین سکتی
حیض و نفاس کیوقت کنارہ کشی لازم ہے اور مرد محنت و خدمت جو کرتا ہی عورت نہین کرسکتی اور عورت
مردون کے ساتھ اختلاط سے رہی تو تہمت کا اندیشہ ہی ان اسباب کے نظر کرتے لڑکا ہونا بہتر تھا دوسری تاویل
اُسکی غرض اس کلام سے یون ہے کہ یہہ لڑکی مرد سے افضل ہے یعنے میرا مطلب لڑکے کا ہونیکا جو تھا وہ لڑکی کے
برابر نہین کیونکہ لڑکی اللہ تعالی کی عنایت ہے وہ بی بی اللہ تعالی کے جلال مین مستغرق تھی جانتی تھی کہ اللہ تعالے
بندے کے حق مین جو کرتا ہی بہتر ہے اس سے جو بندہ آپ خواہش کرتا ہی وَاِنِّیْ سَمَّیْتُھَا مَرْیَمَ اور مین اسکا نام
رکھی مریم کہتے ہین مریم کی معنی اُنکی لغت مین عبادت کرنے والی ایسا کہی تا اللہ کا قرب حاصل ہو اور اللہ اُس
لڑکی کو گناہ سے بچاوے وَاِنِّیْٓ اُعِیْذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اور مین تیری پناہ
مین دیتی ہون اُسکو اور اُسکی اولاد کو شیطان مردود سے حنہ کے دلکی مراد لڑکا ہونا جو تھا جب بر نہ آئی اللہ تعالے
سے دعا مانگی کہ اُس لڑکی کو شیطان سے محفوظ رکھہ اور صالحہ کر عبد الرزاق اور امام احمد اور بخاری اور مسلم اور
ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے آدم کی اولاد مین کوئی بچہ نہین مگر اُسکی پیدائش کیوقت شیطان اُسکو ٹوٹتا ہی ایک روایت مین ہے
اُسکے پہلو مین اپنی انگلی سے ٹوٹتا ہی پھر وہ بچا اُٹھتا ہے مگر مریم اور اُسکا لڑکا یعنے ان دونون کو نہین ٹوٹا
ایک روایت مین افزود ہے کہ اُنکو مارنا چاہا سو پردے کو مین مارا یعنے مشیمہ جس مین بچہ رہتا ہی اُسپر مارا اس حدیث
کو ابو ہریرہ روایت کرکے کہے تم چاہو تو یہہ آیت پڑھو و انی اعیذہا بک الایہ قرطبی نے کہا ہے شیطان
یہہ جو ٹوٹتا ہے اُسکے مسلط ہونیکا وقت وہی ہے مریم کو اور اُنکے فرزند عیسی علیہ السلام کو اللہ تعالی
نے اُنکی مان کی دعا کی برکت سے محفوظ رکھا لیکن اس ٹوٹنے سے لازم نہین آتا کہ وہ خواہ نخواہ اُسپر مسلط ہووے
اور ضرر پہنچاوے کیونکہ اللہ کے جو خاص بندے ہین اُن کو اُسکے ٹوٹنے سے کچھ ضرر نہین ہوتا مگر حنہ کی دعا
کی برکت سے اللہ تعالی نے مریم کو اور اُنکے فرزند عیسی علیہ السلام کو اُس کے ٹوٹنے سے بھی محفوظ رکھا

قاضی عبدالجبار معتزلی نے کہا ہے کہ وہ حدیث اخبار احاد ہے دلیل کے برخلاف وارد ہوئی اُسکو رد کرنا
واجب ہے وہ کہتا ہے ہم اُسکو دلیل کے برخلاف جو کہے چند وجہ سے ہے پہلی وجہ شیطان شر کی طرف نہین
بُلاتا مگر اُسی کو جو خیر و شر جانے بچا تو کچھ جانتا نہین اُسکو کیسا بلائیگا دوسری وجہ شیطان کو اگر اس قدر
چھیڑنیکی قدرت ہو تو البتہ صلحا کو اس سے زیادہ ہلاک کرتا اور اُن کے کامون مین فساد ڈالتا تیسری وجہ
مریم و عیسی کو استثنا کرنا باقی تمام انبیا کو چھوڑ دینے کی کیا وجہ چوتھی وجہ شیطان اگر مارے تو اُسکا نشان
ہوتا نشان ہوتا تو اُس کا رونا پکارنا باقی رہتا وہ تو نہین پس معلوم ہوا کہ وہ حدیث باطل ہے زمخشری نے بھی
کشاف مین رعایت مذہب سے اسکے قریب کہا ہے اور بولا اگر حدیث صحیح ہو تو اسکی معنی یون کرنا
ہر بچے کو پیدا ہوے بعد شیطان اغوا دینے کی آرزو کرتا ہے مگر مریم اور عیسی اُس سے محفوظ رہتے ایسا ہی جو
انکی صفت پر ہون وے بھی محفوظ ہین جیسا کہ شیطان نے کہا ہے لاغوینہم اجمعین الاعبادک منہم المخلصین اور وہ جو حدیث
مین ہے اُسکے ٹوسنے سے وہ پکار اُٹھتا ہے سو شیطان کی طمع کی صورت بتانے بہ سبیل استعارہ تخییلیہ کے ذکر کیا ہے
گویا شیطان اُسکو مار کے کہتا ہے کہ مین اِسکو اغوا دونگا حقیقت مین نہ مارتا ہے نہ چھوتا ہے اہل سنت و جماعت
کہتے ہین حدیث صحیح سند سے جو ثابت ہوئی ہے اُسکو انکل پنچے سے رد کرنا محض بیجا ہے اُسکے باطل کرنے پر جو وجہین
جو لکھا ہے اُن کے جواب مین پہلی وجہ کا جواب یون ہے کہ شیطان جو مارتا ہے محض اسی ارادے سے ہے کہ مین
اسکو اغوا دینے پر قادر ہون یا نہین جب امتحان کی خاطر مارے تو اس شخص کو خیر و شر کی تمیز ہونا ضرور نہین دوسری
وجہ کا جواب یہہ ہے شیطان کے ٹوسنے سے یہہ لازم نہین کہ وہ صلحا کو اغوا دیوے اور اُسکا ٹوسنا انکو ضرر کرے
تیسری وجہ کا جواب یہہ ہے کہ یہہ عیسی اور مریم کا خصیصہ ہے انکی مان کی دعا کی برکت سے شیطان کو اُنپر تسلط ہوا
ایسے خصایص انبیا مین اکثر ہوتے ہین ایک خصیصہ ایک مین ہونے سے دوسرے کی منقصت کہ جس مین وہ
خصیصہ نہو لازم نہین آتی چوتھی وجہ کا جواب یہہ ہے کہ پیدائش کیوقت مین اُسقدر قدرت ہونے سے لازم
نہین آتا کہ اسکے ٹوسنے کا نشان باقی رہے صاحب الانتصاف نے کہا یہہ حدیث کتب صحاح مین موجود ہے
فلاسفہ کی جہل باتون سے باطل نہین ہوتی طیبی نے کہا عیسی اور انکی والدہ کا اس فضیلت سے مخصوص ہونا
اور دوسرے انبیا مین وہ خصوصیت نہونا بعید نہین اللہ تعالی شیطان کو دوسرے انبیا کو مس کرنیکی قدرت

دیوے اور اُسکے اغواسے اُنکو محفوظ رکھے شیخ سعد الدین تفتازانی کہتا ہی کہ زمخشری نے اپنی خواہش کے موافق
نہ رہنے سے حدیث کی صحت مین طعن کیا وگرنہ بچہ پیدا ہوتے ہی شیطان اُسکو ٹوستا اور اُس کے ٹوسنے وہ رونا
عقل کی روسے ممنوع نہین وہ ٹوسنا اغوا دینے کے لئے نہین جس سے اعتراض ہو بچے کو پیدا ہوتے ہی اغوا دینا
متصور نہین زمخشری نے حدیث کی صحت فرض کر کے ٹوسنے کو اغوا دینے کی طمع کی تاویل کرنا اور مریم اور اُنکے
فرزند کو معصوم رہنے سے اُس سے استثنا کرنا اور عصمت اُنہین کے ساتھ خاص ہونے سے تمام معصومون کو
استثنا کرنا یا تو حدیث کی صحت کو قبول رکھکے پھر اُسکی تکذیب کرتا ہی استثنا کو علت مقرر کر کے اُسپر قیاس
کرنا ہے زمخشری کے پاس یہہ بات کہان سے ثابت ہوئی کہ اس بچے کو اغوا دیوںگا کر کے شیطان کی طمع
متحقق ہوئی اور اُسکی امید سچ پڑی تا اس سے معصومون کو نکالنا لازم آوے شاید کہ شیطان مریم اور
عیسیٰ اُسکے سوا دوسرونکی اغوا کی طمع کرتا ہی لیکن اغوا پر قادر نہین ہوتا انتہیٰ اس حدیث پر بھی ایک اشکال
کرتے ہین کہ مریم کی مان کا پناہ چاہنا مریم کی پیدایش کے بعد تھا ٹوسنا ولادت کے وقت ہوتا ہی دعا کو
اس ٹوسنے پر حمل کرنا صحیح نہین اُسکا جواب یہہ ہے کہ اس حدیث کے لفظ مین اختلاف ہے بعضے راوی مریم
اور عیسیٰ دونون کا استثنا کئے ہین بعضے فقط عیسیٰ کا استثنا کئے ہین جبکہ فقط عیسیٰ کا ہی استثنا ہو تو یہہ
اعتراض وارد نہین ہوتا جب دونون کا نام مذکور ہو تو اُسکا جواب یون کہینگے کہ بچہ پیدا ہوئے کے بعد
ٹوستا ہے دعا جو کی ہجرد وضع کے کی فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ پھر قبول کیا اُسکو اُسکے رب نے اچھی طرح
کا قبول کرنا یعنے مرد جو کلیسے کی خدمت کیواسطے مقرر تھا اُسکے عوض مین مریم کو اللہ تعالیٰ نے قبول کیا
وَأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا اور بڑھایا اسکو اچھی طرح کا بڑھانا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اُسکی معنی یون
کہے ہین کہ اُسکی خلقت پوری کیا بے زیادتی اور نقصان کے پھر ایک برس مین بچا جو بڑھتا ہے مریم ایک
دن مین اتنا بڑھتی تھی وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا اور سپرد کروایا مریم زکریا کو یہہ ترجمہ ہے عاصم اور حمزہ
اور کسائی کی قراءت پر وے کفلہا کے فا کو تشدید سے پڑھے ہین اُنکی قراءت پر کفلہا کا فاعل اللہ تعالیٰ
ہے اور زکریا مفعول ہے یعنے اللہ تعالیٰ نے زکریا کو مریم کی پرورش کا مختار کروایا دوسرے قاریان
فا کو بلا تشدید پڑھے ہین اُس وقت کفلہا کا فاعل زکریا ہوتا ہے اب معنی یون ہوگی اور کفیل ہوا

مریم کا ذکریا اسکا قصہ یون ہی مریم پیدا ہوئی بعد حنہ اسکو کپڑے مین لپیٹ کر مسجد کو لیگئی اور احبار پاس
ڈال دیکے کہی میری چھوٹی سی نذر کو تم لیو احبار ہارون علیہ السلام کی اولاد مین ہی ہوا کرتے تھے اور بیت المقدس
کی تولیت انہین کو تھی وے جھگڑنے لگے کہ مریم لڑکی ہے وہ کسکے پاس رہے احبار کے امام اور قربانی کے
مختار زکریا علیہ السلام تھے سو کہنے لگے اس لڑکی کا مستحق مین ہون کیونکہ اسکی خالہ میری بی بی ہے دوسرے احبار
کہے استحقاق کو ہم دیکھین تو اسکی مان جو جنی ہے سب سے زیادہ مستحق ہے لیکن ہم قرعہ ڈالینگے قرعہ جسکے نام سے
نکلے وہ اسکا مستحق ہے احبار انتیس شخص تھے سب ملکے ندی کو گئے سدی کہتا ہے وہ اردن کی ندی تھی پھر وے
ندی مین قلم ڈالے تو زکریا کے نام کا قلم نکلا پھر وہ اس لڑکی کے کفیل ہوئے زکریا کے باپ کا نام آذن بن مسلم بن صدوق
اولاد مین سلیمان علیہ السلام کے بعضے انکے باپ کا نام لشوی کہتے ہین اور بعضے برخیا پھر انہون نے مریم کی خاطر
جھوجھو مقرر کئے محمد بن اسحاق کہتا ہے زکریا مریم کو انکی خالہ کے پاس دئے خالہ پرورش کی جب بڑی ہوئی
زکریا نے انکے لئے مسجد مین ایک محراب بنائی اس کا دروازہ بلند کئے تا بدون سیڑھی کے کوئی وہان جا سکے
ان کے پاس زکریا علیہ السلام کے سوا کوئی نہین جاتا تھا آپ ہی کھانا پانی تیل چراغ لیجا کے پہنچاتے كُلَّمَا دَخَلَ
عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ جسوقت آتا انکے پاس زکریا بنگلے مین وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا پاتا اس پاس
کچھ کھانا محراب بنگلے کو کہتے ہین مکانین جو جگہ بہتر اور مقدم رہے اسکو بھی محراب کہتے ہین مسجد مین امام کے واسطے
جو جگہ الگ رہتی ہے اسکو بھی اسی لحاظ سے محراب کہتے ہین اور مسجد کو بھی محراب کہتے ہین مبرد نے کہا ہے سیڑھی
رکھ کے جس مکان پر چڑھتے ہین اسکو محراب کہینگے ربیع بن انس نے کہا ہے مریم کے بنگلے کو جانا چاہتے تو سات دروازے
پار ہوکے جاتے زکریا علیہ السلام جاتے وقت ساتون دروازون کو قفلین ڈالتے جب آتے تو ان کے پاس میوہ
رہتا دھوپ کالے کا میوہ ٹھنڈ کالے مین موجود رہتا ٹھنڈ کالے کا میوہ دھوپ کالے مین بے ہنگامی میوہ دیکھکے
قَالَ زکریا علیہ السلام بولا يَا مَرْيَمُ أَنَّى لَكِ هَٰذَا اے مریم کہان سے آیا تجھکو یہہ کیونکہ اس میوے کا
وہ موسم نہین اور دروازے بند رہتے ہین ابن عباس وغیرہ کی روایت مین آیا ہے کہ وہ میوہ انگور تھے قَالَتْ
هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ کہنے لگی یہہ اللہ کے پاس سے ہے حسن کہتا ہے کہ مریم پیدا ہوئی سو دودھ کبھی نہ پی
انکے واسطے بہشت سے کھانا آتا زکریا پوچھتے یہہ کہان سے آیا تو کہتی اللہ کے پاس سے ہے حرم ملکین مین یہہ

محمد بن اسحق نے کہا ہی بنی اسرائیل مین بڑا قحط ہوا زکریا مریم کو پالنے سے عاجز ہوکے بنی اسرائیل کو کہے مین بہت
ضعیف ہوا مریم کا بار اٹھانیکی مجھ مین طاقت نہین اب میرے بعد اُس کا کون کفیل ہوتا ہی بنی اسرائیل کہے قحط کے
کے سبب سے ہم لاچار ہوگئے اُسکی پرورش کیونکر کرین غرض ایک دوسرے پر حوالہ دینے لگا اسکی پرورش ضرور تھی
آپس کی تکرار سے قرعہ ڈالے یوسف نجار کے نام کا قلم نکلا وہ بنی اسرائیل مین ایک شخص تھا بڑھئی کا کسب کرتا مریم
کا چچیر ابھائی اُسکے باپ کا نام یعقوب پھر اوسکے ذمہ مین کھانا مقرر ہوا مریم نے اُسکے چہرے سے اپنی اخراجات کے
متکفل ہونا گران پاکر کہا اے یوسف تو اللہ سے نیک گمان رکھ اللہ ہمکو رزق دیگا مریم کی برکت سے یوسف نجار
کو فراغت حاصل ہوئی کسب کرکے جو پیدا کرتا ہر روز مریم کے خرچ کو کفایت کئے اتنا لا کے محراب مین رکھ دیتا
پھر اسکو اللہ بڑھا دیتا زکریا آکے دیکھے توجسقدر لا دیا تھا اس سے زیادہ پاتے یہہ دیکھکے کہے اے مریم یہہ کہان
سے آیا تو کہتی اللہ کے پاس سے آئے وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ اللہ رزق دیتا ہی جسکو چاہے
بے حساب یہہ جملہ یا مریم کے قول کا تتمہ ہی یا اللہ تعالی کی طرف سے ہی اولیا کی کرامت حق ہونے پر آیت
مین دلیل ہے اور وہ زکریا علیہ السلام معجزہ نہین ہوسکتا کیونکہ معجزہ مین نبوت کے دعوے کے ساتھ مقارن
ہوکے صادر ہونا شرط ہے یہان زکریا علیہ السلام اُسکا دعوی نہین کئے اگر زکریا علیہ السلام کا معجزہ ہوتا
تو انکو اُسکی اطلاع ہوتی کہان سے ہے کرکے نہ پوچھتے اولیا کی کرامت کے منکر نہین مگر معتزلہ جب قرآن اُسکے
ظہور کا ناطق ہو اور اولیا سے کرامتین صادر ہوئین بتواتر ثابت ہو تو انکا قول مردود ہے ابو یعلی نے
جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ ایکبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چند روز کھانا کچھ نہ ملا بھوک سے
بے تاب ہوکے بی بیون کے گھر تشریف لیگئے کسی کے یہان کچھ نتھا بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین گئے اور
فرمائے مین بھوکا ہون کھانے کو کچھ ہو تو لاو بی بی کہے واللہ میرے پاس اسوقت کچھ نہین آپ وہان سے سدھارے
بعد ہمسایہ کی عورت ایک روٹی اور گوشت کا ٹکڑا بی بی فاطمہ کو حصہ بھیجی بی بی اُسکو باسنے مین رکھکے کہے
واللہ آج مین اسکو نہ کھا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلاونگی بی بی کے گھر مین سب بھوکے تھے کسیکو
کچھ نہ دیکے حسن حسین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجکے بلائے حضرت جب تشریف لائے تو
کہے یا رسول اللہ کسی نے کچھ کھانا بھیجا سو مین آپکے لئے چھپا کے رکھی ہون فرمائے لے آو بی بی جاکے

بادیہ کھول کر دیکھے تو روٹیان اور گوشت سے بادیہ بھر کر ہے بی بی کو تعجب ہوا اور سمجھے کہ اللہ برکت دیا
اللہ کا شکر کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو رکھے آپ دیکھکے اللہ کا شکر کئے اور پوچھے
ای بیٹی یہہ کہان سے آیا بی بی کہے یہہ اللہ کے یہان سے ہے اللہ رزق دیتا ہے جسکو چاہے بے حساب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا شکر کئے اور فرمائے الحمد للہ تجھکو اللہ نے بنی اسرائیل کی بی بیون کی سیدہ کے مشابہ کیا
کیونکہ اسکو اللہ رزق دیتا اور پوچھے تو کہتی ہو من عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب هُنَالِكَ دَعَا
زَكَرِيَّا رَبَّهُ وہان دعا کیا زکریا نے اپنے رب سے اہل اخبار لکھے ہین زکریا علیہ السلام بہت بوڈھے ہوئے تھے
اولاد ہونیکی امید منقطع ہوئی تھی اُن کے گھرانے مین کوئی باقی نہین تھا جب دیکھے مریم کو اللہ تعالی کرامت
اور منزلت دیا ہے جس نے مریم کو بیوقت میوہ دیا میری عورت کو درست کر کے مجھکو بڈھاپے مین فرزند دے سکتا ہے
اس آرزو سے زکریا اپنے محراب مین جا کے دروازہ بند کئے اور اللہ تعالی سے فرزند کے لئے دعا مانگے
قَالَ کہا زکریا نے رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ای رب میرے عطا کر مجھکو اپنے پاس سے
اولاد پاکیزہ ذریۃ کا لفظ واحد جمع مذکر مونث سب مین مستعمل ہوتا ہے اس جگہ مراد واحد مذکر ہے اور
ذریۃ کے لفظ کے لحاظ کرتے طیبۃ کو مونث لایا ہم جو کہے ذریۃ سے واحد مذکر مراد ہے اُسکی دلیل اللہ تعالی کے
قول ہے جو سورہ مریم مین فرمایا فہب لی من لدنک ولیا یرثنی الایہ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ بیشک
تو سننے والا ہے دعا یعنے دعا قبول کرتا ہے فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ
پھر آواز دی اسکو فرشتون نے جب وہ کھڑا تھا نماز مین محراب کے اندر زکریا احبار کے رئیس تھے جو قربانی
کو قربانگاہ پر لیجاتے اور قربان گاہ کا دروازہ آپ ہی کھولتے انکے بے اذن کوئی اُسکے اندر نہین
جاتا آپ محراب مین قربانگاہ کے نزدیک نماز پڑھتے تھے لوگ پروانگی کے منتظر تھے کہ ایک مرد جوان
سفید کپڑے پہنے ہوا دو پڑو آیا زکریا اُسکو دیکھکے گھبرائے وہ جبرئیل تھے سو آواز دئے ابن جریر نے ابن
مسعود اور سدی سے روایت کیا ہے کہ ندا جبرئیل علیہ السلام کئے پس یہان فرشتون نے آواز دی کر کے
جمع کا لفظ جو فرمایا جنس کے ارادہ سے ہے أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَى مقرر اللہ تجھکو خوشخبری دیتا ہے
یحیی کی یعنی لڑکے کی جس کا نام یحیی ہے مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِنَ اللَّهِ سچ کریگا ایک کلمہ کو جو اللہ کی طرف سے

اس کلمہ سے عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں عیسیٰ علیہ السلام کی اول جو تصدیق کیئے یحییٰ تھے وہ عیسیٰ سے چھ مہینوں کے بڑے تھے عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر جانے کے آگے یحییٰ علیہ السلام کو قتل کئے یحییٰ مریم کی خالہ کے فرزند تھے عیسیٰ علیہ السلام یحییٰ کے خلیرے بھانجے ہوئے معراج کی حدیث میں عیسیٰ اور یحییٰ دونوں خالہ کے فرزند کرکے جو آیا مجازاً ہے عرب کی دستور کے موافق خالہ کی اولاد میں کوئی رہیں اسکو ابن خالہ کہتے ہیں ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ یحییٰ علیہ السلام نے عیسیٰ کی تصدیق جو کئے سو یہہ ہے کہ یحییٰ کی ماں نے مریم کو کہے مجھ کو معلوم ہوتا ہے میرے پیٹ میں کا بچہ تیرے پیٹ میں کے بچہ کو سجدہ کرتا ہے کلمہ لغت میں بات کو کہتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام کو کلمۃ اللہ جو کہتے ہیں اسباب میں کئی اقوال ہیں بعضے کہتے ہیں اس لئے اللہ کا کلمہ جو کن ہے اس سے پیدا ہوا باپ کے نطفے سے نہیں اس لئے اسکو کلمہ کہے جیسے مخلوق کو خلق کہتے ہیں اور مقدور کو قدرت کہتے ہیں کلام عرب میں ایسا استعمال بہت ہے بعضے کہتے ہیں عیسیٰ طفولیت میں بات کئے اور اللہ تعالیٰ انکو طفولیت میں کتاب دیا گویا انھوں بڑے سخنگو اور متکلم ہوئے مجازاً متکلم کو کلمہ کہے فلان جود و اقبال مقام میں جواد اور مقبل کے کہتے ہیں جبکہ وہ اس صفت میں کامل ہو بعضے کہتے ہیں عیسیٰ لوگوں کو حقایق اور اسرار الٰہی کی تعلیم کرتے تھے کلام الٰہی سے جو ارشاد ملتا ہے انھوں وہ ارشاد بتاتے تھے اس لئے انکو کلمہ کہے بعضے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے سابق کے انبیائ کے کتب میں کہا تھا کہ ایک نبی کو بے وساطت باپ کے پیدا کرونگا جب عیسیٰ پیدا ہوئے تو کہے یہہ وہ کلمہ ہے جسکا سابق کے کتب میں مذکور تھا بعضے کہتے ہیں قرآن کا نام فضل اللہ اور لطف اللہ ہے ویسا ہی عیسیٰ کا نام کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہے معلوم کیجیئے کلمۃ اللہ کی معنی اللہ کی بات وہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اسکی ذات پاک سے قایم جو قدیم کی صفت ہے اسکو عیسیٰ کی ذات ہی کرکے کہنا محال تھا اس لئے تاویل کئے

وَسَيِّدًا اور سردار ہوگا یحییٰ علیہ السلام دین کے تمام کاموں میں مومنوں کے رئیس اور حیروار تھے ضحاک نے کہا ہے سید کی معنی خوش اخلاق سعید بن جبیر نے کہا سید وہ جو پروردگار کی اطاعت کرے سعید بن المسیب نے کہا سید وہ جو فقیہ اور عالم ہو وَحَصُورًا اور عورت پاس نہ جاویگا حصور کی یہہ معنی جو لکھے عبد الرزاق وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسا ہی روایت کئے ہیں سعید بن جبیر سے بھی یہی منقول ہے ابن جریر نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے اسکی یہی معنی کرکے نقل کیا ہے مفسروں کی ایک جماعت کہتی ہے

حصور وہ جو باوجود مردمی کے عورت پاس نہ جاوے اسی قول کو اکثر مفسرین ترجیح دئے ہین کیونکہ یہہ کلام
انکی مدح مین وارد ہے مدح جب ہی ہوگی جو باوجود قدرت کے عفت اختیار کرے مردمی نہونے سے عورتون کو ترک کرنا
کچھ مدح نہین دوسری بات یہہ ہے انبیا علیہ السلام کا یہہ منصب نہین جو انمین عیب ہو عنین ہونا مرد کے حق مین
بڑا عیب ہی تو ضرور ہوا کہ اُسکی وہ معنی نکرنا جس سے عیب ظاہر ہو وَنَبِيًّا مِنَ الصّٰلِحِينَ اور نبی ہو گا نیکون مین ۳۲ و
قَالَ رَبِّ کہا زکریا نے ای میرے رب اَنّٰى يَكُونُ لِي غُلٰمٌ وَقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ کہان سے ہوگا مجھ کو
لڑکا اور مجھ پر آیا بڑھاپا ابن عباس کہتے ہین اس بشارت کے وقت زکریا ایک سو بیس سال کے تھے انکی بی بی اٹھانون
سال کی کلبی نے کہاہے بیا نو سال بعضے کہتے ہین نو دیر نون سال وَامْرَاَتِي عَاقِرٌ اور عورت میری بانجھ ہے
اس جگہہ اعتراض کرتے ہین باوجود فرشتہ بشارت دینے کے زکریا علیہ السلام یہہ بات کیسا کہے کیا اللہ کے وعدے
مین اُنکو شک تھا اسکا جواب یہہ ہو زکریا علیہ السلام کو اللہ کے وعدے مین اور اُسکی قدرت مین شک نہین تھا یہہ
کلام جو کہے اُس سے غرض دریافت تھی کہ مجھکو فرزند جو ہوتا ہی کیا ہمکو جوانی پھر آتی ہے یا ہم جس حالت پر مین اسی حالت مین
رہینگے اور عورت جو بانجھ ہی اُسی کو حمل ٹھہرتا ہی یا دوسری عورت سے جو نکاح مین آوے یا اسواسطے کہے عادت الٰہی
تو جاری نہین کہ اس حالت مین فرزند پیدا ہو پھر کیسا ہو گا ابن جریر نے عکرمہ اور سدی سے روایت کیا ہو کہ
زکریا کے پاس شیطان آکے کہا ای زکریا تمکو آواز جو آئی اللہ کی طرف سے نہین اللہ کی طرف سے ہوتی تو وحی آتی
شیطان تم سے مسخری کو ایسا کہا اُس سے زکریا کو شک ہوا اس قول پر بعضے اعتراض کرتے ہین انبیا پر فرشتے
کا کلام شیطان کے کلام سے مشتبہ ہونا اور اُن کو اسبات کی تمیز نہونا جایز نہین کیونکہ اگر ایسا ہو تو اللہ کی طرف سے وحی کی
بات جو کہین اُسپر اعتماد باقی نہین رہتا امام فخر الدین رازی نے اس اعتراض کا جواب یون دیا ہی کہ انبیا دین وشرایع کے
باتین جو کہین اسمین شیطان کا دخل نہین امور دنیوی سے جو باتین تعلق رکھتے ہین اُسمین وسوسہ ہونا ممنوع نہین
بندہ عاصی کہتا ہے یہہ جواب درست نہین کیا واسطے امور دنیوی کے وسوسہ آنا نہ ہو گا مگر اُن چیزون مین جو دل
مین خطور کرتے ہین فرشتے اور شیطان کے کلام مین تمیز حاصل نہونا نبی کے علم مین نقصان کا سبب ہوتا ہی جب اُسکے
علم مین نقصان ہوا اور دونون مین تفرقہ نہین کر سکا تو دینی امور مین بھی تفرقہ نکرنا لازم آتا ہی بہتر یہہ ہے کہ وے
جو روایت کئے ہین قابل اعتماد نہین واللہ اعلم قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ فرمایا اسی طرح اللہ کرتا ہے

جو چاہے ہے یعنے اللہ تعالی بوڑھے اور بانجھ کو بچہ دینے پر قادر ہے کسی چیز سے عاجز نہین قَالَ زکریا بولا
رَبِّ اجْعَلْ لِّيْ اٰيَةً ای رب مجھ کو دے کچھ نشانی یعنے عورت حاملہ ہونے کے وقت کی علامت بتادے
تا اُسوقت مین شکر و عبادت زیادہ کرون قَالَ فرمایا اللہ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ
نشانی تیری یہہ کہ نہ بات کرے تو لوگون سے تین دن اِلَّا رَمْزًا مگر اشارے سے اکثر مفسرین کہتے ہین کہ زکریا
علیہ السلام کی زبان تین دن اور تین رات تک لوگون سے بات کرنے سے بند ہوئی لیکن تسبیح اور ذکر الٰہی سے
زبان جاری تھی کہتے ہین کہ زکریا علیہ السلام اُنگلی سے اشارت کرتے تھے بعضے کہتے ہین کہ اشارہ ہونٹون سے
کرتے تھے وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا اور یاد کر اپنے رب کو بہت وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ اور
تسبیح کر شام اور صبح دو پہر سے شام تک وقت جو ہے اُسکو عشی کہتے ہین صبح صادق
سے ضحی تک وقت جو ہے اُسکو ابکار کہتے ہین اس تسبیح سے نماز مراد ہے ذکر مراد نہین کیونکہ اذکر ربک کے
اول کہدیا بعضے کہتے ہین اذکر سے ذکر قلبی مراد ہے اور سبح سے ذکر لسانی وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ
اور جب فرشتے بولے مراد اُس سے جبرئیل علیہ السلام ہین بالمشافہہ آکے مریم کو کہے يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ
ای مریم مقرر اللہ نے تجھ کو پسند کیا اس اصطفا سے مراد یہہ ہے کہ بیت المقدس کی خدمت کے لئے اسکو قبول کیا اور
جنت کے میوون سے اسکو پرورش کیا اور فرشتہ بالمشافہہ اُس سے سخن کیا یہ چیزین مریم کی کرامت تھی وَطَهَّرَكِ
اور ستھرا بنا دیا تجھکو یعنے مرد کے چھونے سے یا حیض و نفاس سے یا گناہون سے پاک رکھا وَاصْطَفٰكِ عَلٰى
نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ اور پسند کیا تجھکو جہان کی عورتون سے اِن عورتون سے یا مریم کے زمانہ کی عورتین فقط مراد
ہین یا عورتین علی الاطلاق اس اصطفا سے مراد مریم کو بن شوہر کے فرزند دینا اور وہ فرزند اپنی مان کی برات
کی گواہی دینا اور سوکھا جھاڑ ہلانے سے پکی کھجورین گرنا ہے حاصل یہہ ہے کہ پہلے اصطفا سے وے چیزین
مراد ہین جو مریم کو اول عمر مین حاصل ہوئین دوسرے اصطفا سے وے چیزین ہین جو آخر عمر مین ملین ابن
ابی شیبہ اور بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن جریر اور ابن مردویہ علی رضی اللہ عنہ سے روایت
کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے خیر نساءها مریم بنت عمران و خیر نساءها خدیجہ بنت خویلد
یعنے بہتر اپنے وقت کی عورتون مین مریم ہے عمران کی بیٹی اور بہتر اپنے وقت کے عورتون مین خدیجہ ہے

خویلد کی بیٹی امام احمد اور ترمذی اور ابن المنذر اور ابن حبان اور حاکم انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیے
ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جہان کی عورتون مین تجھکو بس ہے یعنی عورتون کی بزرگی بیان کرنے
تجھکو بس ہے مریم بیٹی عمران کی اور خدیجہ بیٹی خویلد کی اور فاطمہ بیٹی محمد کی اور آسیہ عورت فرعون کی ترمذی
نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے ابن ابی شیبہ اور بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن
جریر ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مردون مین بہت لوگ کامل
ہوئے عورتون مین کامل نہین ہوئین مگر مریم بیٹی عمران کی اور آسیہ عورت فرعون کی فضیلت عایشہ کی عورتون پر
جیسی فضیلت ثرید کی ہے کھانون پر اور نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے بہشت کی عورتون مین افضل خدیجہ ہے اور فاطمہ اور مریم اور آسیہ اسکی سند صحیح ہے اور حاکم نے حذیفہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فرشتہ آیا اور بشارت دی کہ فاطمہ سیدہ ہے
بہشت کے بی بیون کی اس حدیث کی اصل بخاری کے یہان بھی ہے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اپنی بیماری مین مجھکو فرمائے کیا تو راضی نہین کہ بہشت کی بی بیون کی سیدہ ہو ان احادیث سے مریم اور خدیجہ اور فاطمہ
اور آسیہ کی فضیلت ثابت ہوئی ان سب مین کون افضل ہے اس مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین مریم افضل ہے بلکہ بعضے
ان کی نبوت کے قایل ہین اشعری سے منقول ہے کہ چند عورتین نبیہ ہین ابن حزم نے کہا ہے کہ چھے عورتین نبیہ ہوئین
حوا اور سارہ اور ہاجرا اور موسیٰ کی والدہ اور آسیہ اور مریم قرطبی نے سارہ اور ہاجرہ کے سوا دوسری چار
بیبیون کو ذکر کیا ہے اور تمہید مین اسکو اکثر فقہا سے نقل کیا ہے قرطبی کہتا ہے صحیح بات یہہ ہے کہ مریم نبیہ ہے
لیکن قاضی عیاض نے کہا ہے کہ اکثر علما اسکے خلاف پر ہین بلکہ امام نووی اذکار مین لکھا ہے کہ امام الحرمین نے اجماع نقل کیا ہے
کہ وہ نبیہ نہین تھے اور قاضی بیضاوی بھی عورتون مین کوئی نبیہ ہونے پر اجماع نقل کیا ہے اور کہا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہے
وما ارسلنا قبلك الا رجالا یعنے اور ہم نہین بھیجے تیرے آگے مگر مردون کو سیوطی نے کہا دعوی اجماع کا
جو کئے صحیح نہین کیونکہ چند عورتون کے نبوت مین خصوص مریم کی نبوت مین اختلاف مشہور ہے اور شیخ تقی الدین سبکی کتاب
حلبیات مین انکی نبوت کے قول کو ترجیح دیا ہے انتہی اور بعضے خدیجہ کو تفضیل دیتے ہین بعضے فاطمہ کو تقی الدین سبکی نے
کہا ہے کہ فاطمہ افضل ہین بعدہ خدیجہ بعدہ عایشہ یا مریم اقنتی لربك ای مریم اطاعت کر اپنے رب کی

یہہ بھی فرشتہ کا مقولہ ہے وَاسْجُدِیْ وَارْکَعِیْ مَعَ الرّٰکِعِیْنَ اور سجدہ کر اور رکوع کر رکوع کرنے والون کے ساتھ سجود کو رکوع پر جو مقدم کیا شاید انکی شریعت مین سجدہ رکوع پر مقدم تھا بعضے کہتے ہین واو ترتیب کو نہین چاہتا اور تقدیم سجدے کی رکوع پر غرض نہین بلکہ غرض مطلق امر کرنا ہے مختلف حالتون سے یعنے کوئی حالت مین رکوع کر اور کوئی حالت مین سجدہ بعضے کہتے ہین رکوع سے مراد جماعت سے نماز پڑھنا ہے ذٰلِکَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْہِ اِلَیْکَ یہہ خبرین غیب کی ہین ہم بھیجتے ہین تجھ کو یہہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے یعنے زکریا وغیرہ کے قصے جو کہے انکا علم تجھکو نہ تھا تو اُمی تھا مگر ہمارے وحی کرنے سے معلوم ہوا وَمَا کُنْتَ لَدَیْہِمْ اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَہُمْ اَیُّہُمْ یَکْفُلُ مَرْیَمَ اور تو نہ تھا ای محمد اُن کے پاس جب ڈالنے لگے اپنے قلمون کو کون پالے مریم کو قصہ اسکا سابق مذکور ہوا قلم کس طور سے ڈالتے تھے اُس مین اختلاف ہے اکثر کہتے ہین وہ قلم تھے جس سے توریت اور دوسرے کتب الٰہی لکھا کرتے تھے سو اُن قلمون کو ندی مین ڈالتے پانی کا رخ جس جہت مین ہے اُسکے خلاف پر جس کا قلم جاتا تو وہی حقدار ٹھہرتا قلم زکریا کا اُس جہت مین جب گیا کفالت کے مستحق آپ ہی ٹھہرے بعضے کہتے ہین قلم جسکا پانی نہ بہکے ٹھہرتا وہی مستحق ہوتا ربیع بن انس نے کہا ہے کہ وے اپنے عصون کو پانی مین ڈالے زکریا کا عصا پانی کے رخ کے خلاف گیا بعضے کہتے ہین عرب جیسے پاٹے کی تیر ڈالتے تھے وے بھی تیرون پر ہر ایک کا نام لکھ کے ڈالتے تھے جسکے نام کی تیر نکلے وہ حقدار ٹھہرتا وَمَا کُنْتَ لَدَیْہِمْ اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ اور تو نہ تھا اُن پاس جب وے جھگڑتے تھے یعنی مریم کفالت کیواسطے جو وے آپس مین تکرار کر رہے تھے اُسوقت تو موجود نتھا جو انکا قصہ تجھکو معلوم ہو تجھکو معلوم نہین ہوا مگر وحی سے اگر کوئی کہے اخبار سابقہ کا علم جو حاصل ہوتا ہے مشاہدے سے یا سماعت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشاہدہ نکرنا یقینی تھا پھر اس جگہہ مشاہدے کی نفی کیا واسطے کیا لوگون سے سماعت کا احتمال جو ہے اسکی کیا واسطے نفی نہین کی اسکا جواب یہہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمی ہونا اور علما اور احبار سے یہہ قصے نہ سُننا اسوقت کے لوگون کو خوب معلوم تھا وے صرف وحی کے منکر تھے اسلئے فقط مشاہدے کو ذکر کیا تا مطلب کو برہان کی طور سے ثابت کرے گویا یون کہا مین تمکو باتین جو کہتا ہون اُنکے معلوم ہونیکی راہ یا احبار سے سُننا اور پڑھنا یا اللہ کی طرف سے انکی وحی ہونا یا حاضر رہکے دیکھنا اول کی دونون باتین تو تم پاس منفی ہین باقی رہی تیسری بات اُسکی نفی کیا تہکم یعنے مسخری کے ارادہ سے اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکِ

بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ جب کہا فرشتون نے ای مریم بیشک اللہ تجھکو بشارت دیتا ہے
ایک اپنے کلمہ کی جسکا نام مسیح ہے عیسی مریم کا بیٹا اِس جگہ بھی فرشتون سے جبرئیل علیہ السلام مراد ہین بشارت اُس خبر کو
کہتے ہین کہ جسکے سُننے سے دل خوش ہوتا ہے کلمے سے مراد خبر اور رسالت ہے یعنے اللہ تعالی اپنے پاس کی ایک خبر تجھکو
کہتا ہے ابن عباس کہتے ہین کلمہ وہی عیسی ہے عیسی کو اللہ کلمہ کہنے کی وجہین اوپر مذکور ہوچکین لفظ عیسی کا اصل سُریانی
زبان مین ایشوع تھا عربون نے معرب کرکے عیسی کہے مسیح کے لفظ کو بھی بعضے کہتے ہین معرب ہے اسکا اصل سُریانی مین مشیحا
تھا معنی اُسکی مبارک اکثر کہتے ہین کہ وہ مشتق ہے مسح سے اُسکی معنی چھونا عیسی کے چھونے سے بیمار درست ہوتے تھے
اس لئے اُنکو مسیح کہے یا انکو برکت کی مسح کئے یا گناہ کی نجاست سے اُن کو پاک کئے یا وے ماں کے پیٹ سے نکلے تیل لگا ہوا
اُسکے سوا اور بھی کئی وجہین لکھے ہین وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مرتبہ والا دنیا اور آخرت مین دُنیا کا مرتبہ
نبوت اور معجزے جو اُن سے نمود ہوئے آخرت کا مرتبہ شفاعت کرنا اور درجے وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ اور نزدیک والون مین
یعنے بارگاہ الٰہی کے مقربون مین وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ اور بات کریگا لوگون سے گہوارے مین یا مان کی گود مین
مہد کی معنی لغت مین وہ جگہ جو بچے کو سُلانے کی خاطر مہیا کرتے ہین اُس سے یہان گہوارہ اور مان کا گود دونون مراد
ہو سکتے ہین غرض اُس سے یہہ ہے کہ طفولیت مین جو باتین کرنے کی عمر نہین ہے سخن کریگا چنانچہ عیسی نے پیدا ہوکے
اپنی مان کی برات پر گواہی دی ابن عباس کہتے ہین کہ عیسی ایک ساعت بات کرکے پھر چپکے ہو رہے پھر بات
کرنیکی عمر کو پہنچے تو بات کئے وَكَهْلًا اور پوری عمر کا ہوکا مفسرین کہتے ہین کہ کہلا معطوف ہے فی المہد پر معنی
یون ہے اور بات کریگا کہل ہوکے اُسپر ایک اعتراض تھا کہ کہولت مین ہر کوئی بات کرتا ہے پھر اُسکو ذکر کرنے سے
کیا فایدہ اُسکے کئی جواب دئے ہین ایک یہہ کہ اس سے عیسی کا طور جو بدلتا گیا اُسکو بیان کرنا مقصود ہے کہ اُس نے
پہلے بچہ تھا بعد جوان ہوا بعد ادھیڑ ہوا جو الٰہ ہو اُسپر تغیر محال ہے گویا یہہ رد ہے نجران کے نصاری پر جو مسیح کو
اِلٰہ کہے دوسرا یہہ کہ وہ لڑکپن مین ایک ہی مرتبہ بات کریگا اپنی مان کی برات کیواسطے جب ادھیڑ ہوگا تو وحی
اور نبوت کی باتین کریگا تیسرا یہہ کہ لڑکپن مین جو بات کیا ویسی ہی بات ادھیڑپن مین کریگا دونون مین کچھ
تفاوت نہین اِس مین بڑا معجزہ ہے اَبِينَہ عاصمی کہتا ہے اگر کہلا کا عطف یکلم پر یا وجیہا پر لیوے تو بھی ہو سکتا ہے
اس تقدیر پر وہ عیسی کا جو تھا حال ہے اُسکو کہنے سے غرض یہہ ہے کہ عیسی طفولیت مین نہ مریگا بلکہ زندہ رہیگا گویا

انکی حیات کی بشارت دیا واللہ اعلم کھل لغت مین اُسکو کہتے ہین جسکی قوت پوری ہو اور جوانی کامل عرب کے
محاورے مین جسکی عمر تیس سال سے متجاوز ہو اسکو کھل کہتے ہین آدمی کی عقل اُسی عمر مین کامل ہوتی ہے اور اُسی
عمر مین انبیا پر وحی نازل ہوتی ہے ابن قتیبہ کہتا ہے عیسیٰ علیہ السلام کی عمر جب تیس سال کی ہوئی اللہ تعالیٰ اُنپر
وحی بھیجا اڑھائی سال تک رسالت پہنچائے بعد آسمان پر گئے وہب بن منبہ کہتا ہے کہ تین سال تک رسالت
پر رہے بعضے کہتے ہین عیسیٰ آسمان پر جاتے وقت جوان تھے مراد یہہ ہے آسمان پر سے جب اُترینگے تو ادھیڑ رہینگے
وَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ اور نیک بختون مین ہے عیسیٰ کے اوصاف کو صالح کے وصف پر اس لئے ختم کیا کہ صلاح
کا مرتبہ بہت بڑا اور اُسکا مقام بہت اشرف ہے کیونکہ آدمی صالح نہوگا جب تک اُسکے تمام افعال اور اقوال
خوب طور پر اور اکمل طریق پر نہو اللہ تعالیٰ اُن کے اوصاف جب ذکر کیا تو اس وصف پر ختم کیا تا اُن کو بلند درجے
اور مقام اشرف سے کمال حاصل ہووے قَالَتْ رَبِّ بولی مریم نے ای رب میرے یہہ ندا اللہ کو کرتی ہے بغوی نے
کہا ہے کہ یہہ ندا جبرئیل کو ہے اور رب کی معنی صاحب کی اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِىْ بَشَرٌ
کہان سے ہوگا مجھکو لڑکا اور مجھکو ہاتھ نہین لگا یا کسی آدمی نے یون کہنا یا تعجب سے تہا کہ بن شوہر کے بچے
کا پیدا ہونا عادت الٰہی کے برخلاف ہے یا دریافت کرنے کے لئے کہ یہہ نکاح سے ہے یا اور کوئی طور سے قَالَ
كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ کہا اسی طرح اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہے اسکا کہنے والا یا تو جبرئیل ہے
یا اللہ تعالیٰ ہے اور جبرئیل نے اسکی بات کو نقل کیا اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ
جب حکم کرتا ہے ایک کام کو یہی کہتا ہے اُسکو کہ ہو وہ ہو جاتا ہے یعنے اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہی ہے کہ تجھکو بن شوہر
کے لڑکا دیوے اُسکی قدرت سے یہہ کچھ بعید نہین جیسے شوہر کے سبب سے بچا دیتا ہے اُسکے بلا واسطہ بھی دیسکتا ہے
جیسا ارادہ کرتا ہے ویسا ہی ایک آئین کر دیتا ہے وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ اور سکھاویگا اوسکو کتاب یعنے
خط لکھنا وَالْحِكْمَةَ اور حکمت یعنے علم کہ جسکے ساتھ عمل ہو وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ اور توریت اور
انجیل وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف یہہ رسول ہونا یا لڑکپن مین ہے
یا بعد بلوغ کے اِس مین رد ہے اس پر جو کہتا تھا عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے سوائے دوسرے لوگون کے طرف بھی مبعوث
تھے اور اس پر جو کہتا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام مبعوث تھے بعضے اسرائیلیون کی طرف یہہ جملہ جو یعلمہ سے یہان تک مذکور ہوا

مریم کو خوش کرنیکی خاطر اور بن شوہر کے جب وہ جنیگی تو لوگون مین اُسکی بدنامی ہو گی کر کے اندیشہ جو تھا اُسکو
دور کرنیکے واسطے ہی بنی اسرائیل کے پہلے نبی یوسف علیہ السلام ہوئے اور آخر مین عیسیٰ علیہ السلام جب عیسیٰ
مبعوث ہوئے تو کہے اِنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ بیشک مین آیا ہون تم پاس ایک نشانی لیکر تمھارے
رب کی آیت سے مراد معجزہ ہی عیسیٰ تو بہت معجزے بتلائے آیات کہنا تھا وہ نہ بول کے آیۃ بولا کیونکہ سب
معجزے ملکے ایک چیز پر یعنے رسالت پر دلالت کرتے ہین تو سب ایک ہی ہوئے جب بنی اسرائیل کو انھون نے
یہہ کہا وے پوچھے وہ نشانی کیا ہی تو کہے اِنِّي أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بنا دیتا ہون مین
تمکو مٹی سے جانور کی صورت فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ پھر اُسمین پھونک مارتا ہون تو دہ ہو جاتا
اُڑتا جانور اللہ کے حکم سے اہل اخبار کہتے ہین عیسیٰ علیہ السلام جب دعوی نبوت کا کئے لوگ اُنپر طعن کرنے لگے
اور بولے ہمکو شپرک بنا دیو پھر آپ مٹی کی شپرک بنا کے اُسمین پھونک مارے تو وہ آسمان کی طرف جا کے اُڑنے لگی
کہتے ہین شپرک کے سوائے دوسرا جانور نہین بنائے شپرک ہی بنائے اِس لیے کہ دوسرے پرندون کی بہ نسبت اُسکی خلقت
پوری ہے اسکو دانت ہین اور مادہ کو پستان ہین بچہ کو دودھ پلاتی ہے کہتے ہین کہ اُسکو حیض بھی آتا ہے وہب بن
منبہ کہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جانور جو بناتے تھے لوگ جب تلک اُسکو دیکھتے تو اُڑتا جب لوگون کی نظر سے غائب ہوتا
تو مرکر گر پڑتا تا اللہ تعالیٰ کے فعل مین اور مخلوق کی فعل مین فرق ہو اور سمجھین کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو کمال ہے
وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ اور چنگا کرتا ہون ماںپیٹ کے اندھے کو وَالْأَبْرَصَ اور کوڑھی کو اِن دو مرض کو مخصوص
ذکر کیا کیونکہ ان کے علاج سے اطبا عاجز ہین عیسیٰ کے زمانہ مین طبابت کا چرچا بہت تھا اِس لئے انکا معجزہ اُسی
قسم کا ہو وہب بن منبہ نے نقل کیا ہی کہ بعضے اوقات مین مسیح علیہ السلام ایک دن مین پچاس ہزار بیمار کو چنگا
کئے ہین جس مین طاقت چلنے کی رہتی وہ خود حاضر ہوتا جس مین طاقت نہین تو اسکے یہان عیسیٰ آپ تشریف لیجاتے
اور علاج تمام اقسام کی بیماریون کا دعا سے کرتے تھے باین شرط کہ آپ پر ایمان لائے وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ
اور جلاتا ہون مُردے کو اللہ کے حکم سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ عیسیٰ علیہ السلام چار شخص کو
زندہ کئے عاذر اور بوڑھیا کا لڑکا اور داد وغہ کی بیٹی اور سام بن نوح انہین کے تین شخص زندہ ہوکے باقی رہنے
اور اُن کو اولاد ہوئی مگر سام بن نوح عاذر عیسیٰ علیہ السلام کا مصاحب تھا بیمار ہوا اُسکی بہن عیسیٰ کو کہلا بھیجی انکا

مصاحب عاذر کا وقت اخیر قریب ہے آپ جلد تشریف لائے عیسیٰ وہان سے تین روز کے راستہ پر تھے اپنے اصحاب
کو لیکے وہان آئے دیکھے تو وہ موا ہے اُسکی بہن کو کہے ہمکو اُسکی قبر بتلا اُس نے آکے قبر بتلائی عیسیٰ نے اللہ تعالی
کی درگاہ مین دعا کئے وہ شخص قبر مین سے جی اُٹھا ایک مدت تک باقی رہا اُسکو اولاد ہوئی بوڑھیا کا لڑکا
جو موا تھا اُسکو تختے پر ڈال کے لیجاتے تھے جب عیسیٰ پر اُنکا گذر ہوا عیسے علیہ السلام اللہ سے دعا مانگے وہ اُٹھ
بیٹھا اور تختے پر سے اُتر کے اپنے گھر کو گیا کئی دن زندہ رہا اور اُسکو اولاد ہوئی ایک داروغہ محصول کا تھا
اسکی لڑکی مرگئی عیسیٰ دوسرے دن جاکے دعا مانگے وہ زندہ ہوئی پھر اُسکو اولاد ہوئی سام بن نوح کی قبر کے پاس جاکے
دعا مانگے وہ قبر سے زندہ ہوکے نکلتے ہی قیامت کے اندیشے سے اُن کے سر کے آدھے بال سفید ہوگئے اُنکے زمانے مین
بوڑھے ہوئے تو بال سفید نہین ہوتے تھے وے اُٹھ کے پوچھے کیا قیامت آئی ہے عیسیٰ کہے نہین لیکن مین تمکو
زندہ کرنے کے واسطے اللہ تعالی سے دعا مانگا تھا پھر مرجاؤ کہے مرتا ہون بشرطیکہ موت کی سکرات سے اب دوسری
دفعہ اللہ پناہ دیوے پھر عیسیٰ دعا کئے وے وہین موئے باذن اللہ کا لفظ مکرر ذکر کیا تا کہ معلوم ہو کہ عیسیٰ زندہ
جو کرتے تھے اللہ تعالی کے حکم سے تھا عیسیٰ مین احیا کی قدرت نہین تھی وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ
فِي بُيُوتِكُمْ اور خبر دیتا ہون جو کھا کر آتے ہو اور جو چھپا رکھتے ہو اپنے گھر دن مین ابن عساکر نے عبداللہ بن عمر
بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بچپن مین لڑکون کے ساتھ رہتے سو انکو کہتے تیری
ماں تیری خاطر یہہ چیز کھانے کے واسطے رکھی ہے وہ لڑکا جاکے اپنے ماں سے وہ چیز مانگتا وہ پوچھتی تجھکو کیونکر
معلوم ہوا کہتا عیسیٰ مجھکو بولا لوگون نے جب یہہ دیکھے کہنے لگے ہمارے لڑکے عیسیٰ کے ساتھ رہنے سے بگڑ جاتے ہین
اُنکو اُسکے پاس نہ چھوڑنا پھر اُن تمام بچون کو ایک گھر مین بند کرکے رکھے عیسیٰ لڑکون کی تلاش مین نکلے اُس
گھر کے پاس جہان لڑکے تھے گئے اور پوچھے وے لڑکے کہان ہین اُنکے لوگ کہے ہمکو معلوم نہین پوچھے یہہ آواز
کسکی ہے بولے بندر اور سُور کی ہے عیسیٰ کہے ایسا ہی ہو دیکھے تو وے بندر اور سُور ہوگئے ہین قتادہ کہتا ہے
آسمان پر سے خوان جو آترتا تھا اُسمین خیانت نہ کرو اور اسمین سے کچھ اُٹھا نہ رکھو کرکے عیسیٰ تاکید کئے تھے
پھر وے خیانت کرکے چھپا رکھے پھر وے لوگ جو کھائے اور جو چھپا رکھے تھے عیسیٰ اُن کو اُسکی خبر دیتے اور
جو لوگ خیانت کئے تھے وے خنزیر ہوگئے إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ بیشک

اُسمین نشانی پوری ہی تمکو اگر تم یقین رکھتے ہو یعنے مین بے بیارون کو چنگے کرتا ہون اور مردون کو زندہ اور غیب کی
خبرین جو کہتا ہون تم عناد نہ کرکے مانو تو میری رسالت اور تصدیق کی نشانیان ہین وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ
مِنَ التَّوْرٰىةِ اور سچ بتاتا ہون توریت کو جو مجھ سے پہلے کی ہی یعنے میرے آگے جو توریت نازل ہوئی ہی اُسکی
تصدیق کرتا ہون کیونکہ ایک نبی کا دوسرے نبی کی تصدیق کرنا ضرور ہے وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ
اور اسواسطے کہ حلال کردون تمکو بعضی چیز جو حرام تھی تمپر یعنے موسیٰ کی شریعت مین بعضی چیزین جو حرام تھین اُنکو
حلال کیا ہون وہب بن منبہ نے کہا ہی موسیٰ کی جو شریعت تھی عیسیٰ اُسی پر تھے بیت المقدس کی طرف نماز مین متوجہ
ہوا کرتے اور شنبہ کی تعطیل کرتے مگر چند اشیا جو بعضون کی عقوبت کیواسطے حرام ہوئین تھین اُنکو حلال کئے
جیسے چربی اور اونٹ کا گوشت اور بعضے قسم کی مچھلی اور کئی اُڑتے سو جانور جو موسیٰ پر حرام تھے عیسیٰ اُنکی حلیت
لے آئے بعضے کہتے ہین عیسیٰ توریت کے بہت احکام کو نسخ کئے اور شنبہ کی تعطیل موقوف کرکے اتوار کو تعطیل کئے اور
قبلہ کی جہت بھی بدلدئے الحاصل عیسیٰ نے توریت کے بعضے احکام کو نسخ کئے اِس پر کوئی یون نہین کہہ سکتا کہ اِس
صورت مین عیسیٰ توریت کے مصدق نہین کیونکہ اُسکے بعضے احکام جو اُسوقت کی مصلحت کیلئے ہوئے تھے اُنکا خلاف
کرنے سے توریت کی تصدیق مین خلل نہین ہوتا توریت کی تصدیق یہی ہے کہ اعتقاد کرنا اسمین جو باتین ہین تمام
ہین تمام حق ہین وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ اور آیا ہون تم پاس نشانی
لیکر تمھارے رب کی سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا نو اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ بیشک اللہ ہے
رب میرا اور رب تمھارا سو اُسکی بندگی کرو رسول جتنے ہوئے سب اسباتین متفق ہین کسیکا خلاف نہین کہ
رب سب کا اللہ ہے اُسکی اطاعت کرنا احکام بجالانا مناہی سے باز آنا لازم ہے هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ
یہہ سیدھی راہ ہی یعنے اللہ کی توحید فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ جب معلوم کیا عیسیٰ نے انکا کفر
یعنے بنی اسرائیل عیسیٰ کے قتل کا ارادہ جو کئے تھے سو آپکو جب معلوم ہوا ابن جریر نے سدی سے روایت کیا ہے
کہ اللہ تعالیٰ نے جب عیسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی دعوت کا حکم کیا بنی اسرائیل نے آپ کو شہر سے نکالا
عیسیٰ اور انکی مان مریم دونون زمین پر گشت کرنے لگے ایک قریے مین جاکے ایک شخص کے یہان اُترے
اُس نے اُنکی ضیافت کیا اور سلوک و مدارا کیا اُس شہر کا حاکم بہت ظالم تھا لوگون پر اکثر تعدی کرتا

ثلثہ ا
ورد ۳۳

غرض عیسیٰ جسکے گھر مین تھے وہ شخص ایک روز بڑی خفگی سے گھر مین آیا مریم اُس شخص کی عورت کے پاس جو
بیٹھے تھے پوچھے کیون تیرا شوہر آج بہت خفا ہے بولی اس شہر کا حاکم مقرر کیا ہے کہ اُسکو اور اوسکے لشکر کو بستی
والون سے ہر روز ایک شخص باری سے کھانا کھلا دے اور شراب پلاوے اگر یہہ کام بجا نہ لاوین سزا دیتا ہے آج ہماری
باری ہے ہم پاس تو کچھ نہین دیکھیے کیا کرتا ہی مریم کہے تم گھابرے نہ ہونا مین اپنے لڑکے کو یہہ بات کہتی ہون وہ دعا کریگا
تو تمھاری مراد برآویگی پھر عیسیٰ سے اِن کا مذکور کئے عیسیٰ کہے اس خیال سے باز آو کیونکہ اُس مین بہت سی قباحتین ہین
مریم کہے اِس شخص کا ہم پر بڑا احسان ہے البتہ اُسکا بدلا کیا چاہئے تب عیسیٰ کہے اُسکو فرماؤ کہ دیگ اور گھڑے تمام
پانی سے بھر کے رکھین اور آپ دعا کئے پھر دیگون مین پانی جو تھا گوشت اور روٹی ہو گیا اور گھڑون مین پانی جو تھا شراب
ہو گئی بادشاہ لوگون کو لیکے آیا کھانے کے فراغت پایا شراب جو پیا بہت بہتر تھی پوچھنے لگا کہ یہہ کہان کی شراب
ہے گھر والا بولا فلانی جگہ کی ہے بادشاہ بولا میرے یہان اُسی جگہ کی شراب آتی ہے پر ایسی نہین تب دوسری جگہ کا نام
لیا اُسکی بات مین اختلاف ہونے سے بادشاہ ڈراکے پوچھا اُس نے کہدیا کہ میرے یہان ایک لڑکا رہتا ہے وہ اللہ
سے جو دعا مانگتا ہے قبول ہوتی ہے اُن گھڑون مین پانی تھا اُسکی دعا سے شراب ہو گیا بادشاہ کا ایک لڑکا جو اُسکو
نہایت عزیز تھا اور چاہتا تھا کہ اُسکو اپنا ولی عہد کرے قضارا وہ مر کے تھوڑے دن گذرے تھے بولا جو پانی کو شراب
کرے البتہ مُردے کو زندہ بھی کریگا عیسیٰ کو بلواکے کہا میرے فرزند کو زندہ کرو عیسیٰ کہے اُسکو مین زندہ کرون تو
تمھارے لوگون مین فساد ہوگا بادشاہ بولا اُس سے مجھے اندیشہ نہین عیسیٰ کہے مین اُسکو زندہ کر دون تو مجھے اور
میری مان کو چھوڑ دو ہمارا دل جہان چاہے وہان جاوینگے بادشاہ نے قبول کیا پھر عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ
سے دعا کی وہ لڑکا زندہ ہوا بادشاہ کے لوگ کہنے لگے بادشاہ آپ جبتک تھا ہمکو کھا گیا اُسکی موت کی دن
جو نزدیک ہوے چاہتا ہے کہ اپنے فرزند کو جانشین کرے وہ بھی ہمکو کھا جاویگا وے سب اس اندیشے سے جنگ
کی خاطر مستعد ہوئے عیسیٰ سے یہہ کام ظاہر ہوا کرکے اُنکے بھی دشمن ہوکر درپے قتل کے ہوئے بعضے کہتے ہین عیسیٰ علیہ السلام
جب بنی اسرائیل دعوت شروع کئے یہود کو معلوم ہوا کہ مسیح کی بشارت جو دیئے تھے وہ یہی ہے اُن پر شاق
ہوا آپکے ایذا کے درپے ہوئے اور قتل کا ارادہ کئے تب عیسیٰ نے مدد چاہی قَالَ کہا عیسیٰ نے مَنْ اَنْصَارِیْٓ
اِلَی اللّٰهِ کوئی ہے کہ میری مدد کرے اللہ کی راہ مین قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ کہا حواریون نے

ہم ہین مدد کرنیوالے اللہ کے یعنے اللہ کے دین کی اعانت کرنے والے سدی نے نقل کیا ہے کہ جب عیسی علیہ السلام
اس شہر سے نکلے تو دیکھے ایک جگہہ بارا شخص مچھلی کا شکار کر رہے ہین شمعون اور یعقوب یعنی بڑے تھے عیسی اُن سے
کہے تم کیا کرتے ہو بولے مچھلی کا شکار کرتے ہین عیسی فرمائے میرے ساتھ چلو تا لوگون کو شکار کرے بولے تم کون ہو فرمائے
مین عیسی ہون مریم کا بیٹا اللہ کا بندہ اور رسول وہ بولے کچھہ نشانی بتلاؤ فرمائے بہتر اور دعا کئے پھر شمعون نے
جال جو ڈالا تھا اُس مین اسقدر مچھلیان جمع ہوین کہ جال پھٹ جاے اور یہہ لوگ جال نہ کھینچ سکین دوسرے کشتی والون کو اعانت
کے واسطے بلائے اور دونون کشتیان مچھلی سے بھر گئین یہہ دیکھکے وے ایمان لائے اور عیسی کے ہمراہ ہوئے عطا سے
منقول ہے کہا کہ مریم عیسی کو ہنر سیکھنے کے لئے لوگون کے حوالے کرتی تھی آخر حواریون کی سپرد کئے وے دھوبی اور
رنگریز کا کسب کرتے تھے انکا چودھری ایک روز عیسی کو کہا مجھکو سفر درپیش ہوا ہے وہان جاکے لوٹنے کو دس
دن لگینگے رنگنے کے کپڑے بہت سے جمع ہین تم اُن کو رنگ دو جس کپڑے کو جو رنگ منظور ہے اُسپر مین اُسی رنگ کا نشان
کردیا ہون یہہ کہہ کے آپ سفر کیا عیسی تمام کپڑون کو ایک ہی گھڑے مین ڈالکے رکھے اور فرمائے اللہ کے حکم سے
جو رنگ مطلوب ہے وہی رنگ ہووے غرض جب چودھری پھر کر آیا تو پوچھا کپڑے رنگے ہو عیسی علیہ السلام فرمائے
ہان رنگا ہون پوچھا وے کہان ہین فرمائے اُس گھڑے مین ہین بولا کیا سب کے ایک ہی رنگ مین ڈبوکے خراب کردیا
فرمائے نہین پھر اُس مین سے کپڑا کوئی لال کوئی پیلا کوئی ہرا کوئی سیاہ جو اُسکو منظور تھا نکال دئے وہ چودھری
اور اُسکے تابعدار یہہ دیکھکے عیسی پر ایمان لائے حواری کی معنی مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین حواری کی معنی مصاحب
اور خواص اور بعضے کہتے ہین حواری مشتق حور سے ہے اُسکی معنی سفید اُن کے کپڑے سفید رہنے سے اُنکو حواری کہے
اور بعضے کہتے ہین وے ذات کے دھوبی تھے کپڑے دھوکے سفید کرتے تھے اس لئے اُنکو حواری کہے اور بعضے کہتے ہین
اُنکے دل پاک و صاف رہنے سے اُنکو حواری کہے بعد عرب اپنے محاورے مین جو مصاحب اور رازدان اور یار غار
ہو اُسے حواری کہنے لگے چنانچہ بخاری اور مسلم کی حدیث مین آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہر نبی کے
حواری ہوا کرتے ہین میرا حواری زبیر ہے ءَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ہم یقین لائے اللہ پر وَاشْهَدْ بِاَنَّا
مُسْلِمُوْنَ اور تو گواہ رہ کہ ہمنے حکم قبول کیا گواہ رکھتے تاکہ قیامت کے دن جو انبیا گواہی دیگے اُسوقت ہم کے
ایمان کی گواہی ادا کرین رَبَّنَآ ءَ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ اے رب ہمنے یقین کیا جو تونے اتارا یعنے انجیل

جو تو عیسیٰ پر اُتارا اُسکو ہم نے یقین کیا وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ اور ہم تابع ہوئے رسول کے یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰھِدِیْنَ سو تو لکھ ہم کو گواہی دینے والون مین یعنے جو لوگ اللہ کی وحدانیت کی گواہی دیتے ہین اُنکے ساتھ ہم کو بھی داخل کریا وے جو تیرے انبیا کی تصدیق کئے اور تیرے حکمونکو مانے اُنکے نامون کے ساتھ ہمارا نام بھی لکھ اور ہماری گنتی انہین مین کر اور اُنکو جو نعمتین عطا کریگا ہمکو بھی عطا کر فریابی اور عبد حمید اور ابن المنذر اور ابی حاتم اور ابو الشیخ اور طبرانی اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ اُس شاہدین سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور آپکی امت کیونکہ وے گواہی دیوینگے کہ انبیا اپنی امتونکو رسالت پہنچاے بعضے کہتے ہین شاہدین سے مراد انبیا ہین کیونکہ ہر نبی اپنی امت کی گواہی دیگا وَمَکَرُوْا اور فریب کیا اُن کافرون نے یعنے بنی اسرائیل جنھون کا کفر عیسیٰ نے معلوم کئے ہین فساد کی خاطر مخفی کوشش کرنے کو مکر کہتے ہین ان کا مکر یہہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرین سبب اسکا یہہ ہے کہ عیسیٰ حواریون کو ساتھ لیکے پھر جب شہر کو آئے تو اُنکو علانیہ دعوت کرنے لگے وے الگ لوگون کو لگا دئے تا قابو پاکے عیسیٰ کو مار ڈالین ۔

وَمَکَرَ اللّٰہُ اور فریب کیا اللہ نے مکر کی معنی جو ہم نے لکھا اللہ تعالیٰ کے حق مین اُس معنی کا ارادہ کرنا محال ہے اسلئے اُسکی تاویل یون کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اُنکے مکر کی جزا دیا اس تقدیر مین مکر کی جزا کو مکر بولا کیونکہ جزاء اُسکے مقابلے مین واقع ہوئی علم بلاغت مین اسکو مقابلہ اور ازدواج کہتے ہین بعضے کہتے ہین اللہ تعالیٰ اُن سے جو معاملہ کیا مکر سے مشابہت رکھتا تھا اِس لئے اُسکو مکر فرمایا بعضے کہتے ہین لغت مین مضبوط اور کامل تدبیر کرنیکو مکر کہتے ہین بعد عرف مین مکر اُس تدبیر کو کہے کہ جس سے اپنے غیر کو بدی پہنچا وے یہہ معنی جب کہین تو مکر کی تاویل کی احتیاج باقی نرہی اللہ تعالیٰ جو فریب دیا وہ یہہ تھا کہ جس نے عیسیٰ کا قتل کرنا چاہا تھا اُسی کو اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ کر دیا سو اُسکو قتل کئے کلبی نے ابی صالح سے اُسنے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہ عیسیٰ یہود یون کی ایک جماعت کے پاس گئے وے آپکو دیکھ کے گالیان دینے لگے عیسیٰ اُن کے لئے بد دعا کئے وے خنزیر بن گئے اِس حالت کو دیکھ کے ایک شخص یہودا نام جو یہودیون کا سردار تھا اندیشہ ناک ہو کے یہودیون سے مشورت کرنے لگا آخر سب یہودیون نے اتفاق کیا کہ عیسیٰ کو مار ڈالین وے سب ملکے نکلے تو جبرئیل عیسیٰ کو ایک چھپر مین لیگئے اور اُس کے سقف مین ایک روزن تھا اُس مین سے عیسیٰ کو لیکے آسمان کی طرف گئے یہودا نے

ایک شخص کو جسکا نام ططیانوس تھا حکم کیا کہ حجرے مین جا کر عیسیٰ کو قتل کرے وہ گیا تو عیسیٰ کو نہ پایا اُس کو حجرے سے نکلنے کی خاطر
دیر ہوئی لوگون کو گمان ہوا کہ دونون باہم لڑتے ہین جب وہ حجرے سے نکلا تو عیسیٰ سے نپٹ شبیہ تھا لوگ اُسی کو عیسیٰ
سمجھ کے قتل کئے اور سولی پر چڑھا دیئے وہب بن منبہ سے منقول ہے کہا کہ ایک شب عیسیٰ کو پکڑنے کے لئے یہودیان مستعد
ہوکے آپکے انتظار مین رہے وہ شب بہت تاریک ہوگئی اور عیسیٰ کے اور اونکے درمیان فرشتے حایل ہوئے اُس شب کو
حواریون کو جمع کرکے وصیت کئے اور فرمائے تمھارے مین کا ایک شخص صبح کا مرغ بانگ دینے کے آگے میرے سے منکر ہوگا
اور تھوڑے پیسونکو مجھے بیچیگا حواریان وہان سے جب نکلے اُنمین کا ایک شخص یہود کے پاس گیا اور بولا مین عیسیٰ کو پکڑ کے لا دون تو
تم مجھکو کیا دوگے کہتے ہین تیس درم پھر اُس سے وہ پیسے لیکے عیسیٰ کا پتا اُن کو بتا دیا عیسیٰ جس گھر مین تھے وہان جب وہ گیا اللہ تعالےٰ
نے عیسیٰ کو آسمان پر بلوا لیا اور جو بتلانے کو آیا تھا اُسکو اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ کا شبیہ کر دیا یہود اُسیکو پکڑے وہ کہتا تھا
مین وہ شخص ہون جو عیسیٰ کو پکڑنے آیا تھا تم مجھ کو کیون اسیر کرتے ہو پر کوئی اُسکا کہا نہ مانا اور اُسکو سولی دیئے سب کا گمان
یہی تھا کہ وہ عیسیٰ ہے عیسیٰ کے قتل کی کیفیت سنکے مریم اور دوسری ایک عورت جسکو عیسیٰ جنون سے درست کئے تھے آکے سولی
کے پاس رونے لگین عیسیٰ اگر اُنکو کہے تم کیون روتی ہو مجھ کو اللہ بلوا لیا اور اونکو شبہہ ہوا بعد سات دن کے عیسیٰ پہاڑ پر اُترے
پہاڑ نور سے روشن ہوگیا اور حواریان سب جمع ہوئے عیسیٰ اُنکو ملکون مین دعوت کرنیکے لئے بھیجے جس ملک کی طرف جسکو
بھیجا مقرر کئے اُس ملک کی بولی اُسکو معلوم ہوگئی مورخون نے لکھا ہے عیسیٰ کی ولادت کیوقت مریم برس تیرہ ایک کی
تھی اورشلم کے علاقے مین بیت لحم نام جو جگہ مین آپکا تولد ہوا اسکندر رابی پر مسلط ہوکے بیسٹھ سال ہوتے تھے آپکی عمر جب تیس سال کی ہوئی اللہ تعالیٰ
وحی بھیجا اور رمضان کے مہینے مین شب قدر کو آپ آسمان پر گئے اُسوقت آپکی عمر تینتیس سال کی تھی تین سال تک دعوت کئے آسمان پر جانیکے چھ سال کے بعد
مریم کا انتقال ہوا وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ اور اللہ کا داو سب سے بہتر ہے یعنے اللہ تعالیٰ بدی کی جزا بہت بڑی طرح سے دینے مین سب سے بہتر ہے اِذْ قَالَ اللّٰہُ
یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ جسوقت کہا اللہ نے ای عیسیٰ مین تجھکو پھیر لونگا لفظ متوفیک جو آیا اُسکی معنی مین
اختلاف ہے بعضے کہتے ہین وہ مشتق ہے تَوَفَّیْتُ الشَّیْءَ سے یعنے اُس چیز کو مین نے پوری لے لیا اُسمین سے کچھ نہ چھوڑا اب
معنی آیت کی یون ہوگی مین تجھکو پورا اپنے طرف لے لونگا اور کافرون کے ہاتھ پر مرنے نہ دونگا بعضے کہتے ہین
اُسکی معنی یون ہے مین تیری عمر پوری کرونگا عمر پوری ہوئی بعد تیری موت آویگی کافرون کے ہاتھ پر تجھے مرنے
نہ دونگا بلکہ تجھکو آسمان پر بلوا لونگا بعضے کہتے ہین اُسکی معنی حقیقت مرنے کی ہے یعنے مین تجھکو مارتا ہون

ع ۱۴

تیرے دشمنوں کو تجھ پر مسلط نہیں کرتا ابن جریر نے وہب بن منبہ سے نقل کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام تین ساعت تک مرکے بعد زندہ ہو کر آسمان پر گئے اور حاکم کی روایت میں آیا ہے کہ سات ساعت تک مردہ تھے بعد زندہ ہوئے اور ابن عساکر کی روایت میں آیا ہے کہ تین دن تک مردہ تھے بعد زندہ ہوئے بعضے کہتے ہیں موت سے مراد نیند ہے عیسیٰ سوتے تھے اُس حالت میں اُنکو آسمان پر لے گیا یہہ قول ربیع بن انس کا ہے بعضے کہتے ہیں جو رافعک میں واو آیا ہے ترتیب کا فائدہ تو نہیں بخشتا آیت اِس پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالےٰ عیسیٰ کے ساتھ یہہ کام کریگا کب کریگا کیسا کریگا آیت میں مذکور نہیں اُسکا بیان دلیل پر موقوف ہو دلیل سے ثابت ہوا کہ عیسیٰ زندہ ہیں احادیث سے ثابت ہوا کہ عیسیٰ زمین پر آوینگے دجّال کو قتل کرینگے بعد اُنکی وفات ہوگی بعضے کہتے ہیں مراد یہہ کہ اُنکی شہوتیں ماردیگا اور دُنیا کے علایق اُنسے دور کرے گا کیونکہ آدمی ماسوی اللہ سے جب تک فانی نہو معرفت الٰہی کے مقام کو پہنچنا ممکن نہیں ہیں اور عیسیٰ آسمان پر جب گئے اُنکی حالت فرشتوں کی سی ہوئی کھانے وغیرہ کی کچھ حاجت نہ رہی شہوت وغضب وغیرہ بُرے اخلاق سب جاتے رہے اِن کی سوا اور بھی کئی وجہہ لکھے ہیں سبکو لکھنے سے کلام بہت دراز ہوتا ہی لیکن آسمان پر اُنکا زندہ جانا وہی قول معتبر ہے وَرَافِعُكَ اِلَيَّ اور اوٹھا لونگا اپنی طرف یعنے اپنی کرامت کی جگہہ میں اور فرشتوں کے مقام میں وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور پاک کردونگا تجھکو کافروں سے یعنے یہود کے درمیان سے تجھکو نکال لونگا اور اُن سے نجات دونگا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اور رکھونگا تیرے تابعوں کو منکروں سے اوپر قیامت کے دن تک تابعوں سے مراد مسلمان ہیں جو توحید میں عیسیٰ کے تابع ہوے اور اُنکے اقوال کی تصدیق کئے کافروں سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں نصاریٰ اگرچہ مسیح کے تابعدار کہلاتے ہیں پر حقیقت میں اُسکے دشمن ہیں اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں اوصاف جو انہیں نہیں اُن اوصاف سے اُنکو سراہتے ہیں اوپر کرنے سے مراد اُنکا غلبہ اور عزت اور نصرت اور قوی دلایل ہیں ابن عساکر معاویہ بن ابی سفیان سے اور ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے میری اُمت سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر جنگ کرینگے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا امر آوے اور وے حق پر ہی ہو دینگے بعد یہہ آیت پڑھے

یا عیسیٰ انی متوفیک الآیہ بعضے کہتے ہین عیسیٰ کے تابعدارون سے نصاریٰ ہی مراد ہین اور منکرین یہود ہین یہودیون کی
ریاست جاتی رہی انکو نصاریٰ پر کبھی غلبہ نہوا اور نصاریٰ کی ریاست قیامت قریب ہوئی تک باقی رہینگی اس
قول پر اتباع سے محبت کا ادعا کرنا مراد ہے ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ پھر میری طرف ہی تمکو پھر آنا یعنے اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے دونون فریق جو عیسیٰ کے تابع ہین اور جو اُن کے منکر ہین آخرت مین سب میرے ہی پاس جمع ہووینگے
فَاَحْکُمُ بَیْنَکُمْ فِیْمَا کُنْتُمْ فِیْہِ تَخْتَلِفُوْنَ پھر فیصلہ کرونگا تم مین جس بات مین تم اختلاف کرتے ہو یعنے
اُنہین جو عیسیٰ کے منکر ہین اور جو عیسیٰ کو حد سے زیادہ بڑھادیتے ہین اور اُنہین جو عیسیٰ کو انکی حد پر سراہتے ہین۔
فَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سو وے جو کافر ہوئے یعنے یہود اور نصاریٰ مین جو کافر ہوئے فَاُعَذِّبُہُمْ عَذَابًا
شَدِیْدًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ پھر اُن کو عذاب کرونگا سخت عذاب دُنیا مین اور آخرت مین دُنیا کا عذاب
انکا قتل اور قید اور ذلت اور آخرت کا عذاب دوزخ مین جلنا وَمَا لَہُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ اور کوئی نہین انکا
مددگار یعنے وہ جو اللہ کے عذاب سے بچاوے وَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور وے جو ایمان لائے یعنے عیسیٰ پر اور
انکی تصدیق کئے اور انکو اللہ کا بندہ اور رسول بولے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل نیک کئے فَیُوَفِّیْہِمْ اُجُوْرَہُمْ
سو انکو پورا دیگا انکا حق یعنے انکے اعمال کی پوری جزا اپنے فضل و رحمت سے دیگا وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ
اور اللہ دوست نہین رکھتا ظالمون کو یعنے کافرون پر رحم نہین کرتا اور انکو خوبی سے یاد نہین فرماتا ذٰلِکَ نَتْلُوْہُ
عَلَیْکَ مِنَ الْاٰیٰتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ یہہ پڑھ سناتے ہین ہم تجھکو آیتین اور ذکر محکم یعنے عیسیٰ اور مریم کے
یہ اخبار اور دوسرے قصے وے ہین جو ہم تجھکو ای محمد خبر دئیے اور وے آیتین تیری نبوت پر دلالت کرنے والی ہین
کیونکہ اُن اخبار کو نہین جانتا مگر جو شخص کتابین پڑھا ہے تو امی ہے انپڑھ انکو تو کہنے سے ثابت ہوا کہ وہ وحی سماوی
ہے جو تجھ پر ہم نے نازل کیا یا آیات سے قرآن کی آیتین اور ذکر حکیم سے قرآن مراد ہے اس تقدیر پر حکیم معنی حاکم
ہوگا گویا یون کہا قرآن حاکم ہے یعنے احکام اُس سے مستفید ہوا کرتے ہین یا حکیم بمعنی محکم ہے یعنے مضبوط ذکر جس مین
خلل نہین آتا بعضے کہتے ہین ذکر حکیم سے لوح محفوظ مراد ہے وہ سفید موتی کی تختی ہے عرش سے معلق کتب الٰہی تمام اسمین
لکھے ہوئے ہین اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ بیشک عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک جیسی مثال آدم کی
اس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابن جریر وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کئے ہین کہ نجران کی وفد

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اُنمین دو شخص سید اور عاقب نام تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہنے لگے ہمارے صاحب کو
تم کیون بد کہتے ہو حضرت پوچھے وہ کون ہے تو کہے عیسیٰ آپ اُنکو اللہ کا بندہ کہتے ہو اُسکی شان بندے سے بالا ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہان وہ اللہ کا بندہ ہی ہے بولے ایسا کوئی بندہ ہوا ہو تو بیان کیجو اور آپکے پاس سے
چلے گئے پھر جبرئیل یہہ آیت لیکے اُترے یعنے عیسیٰ کو بن باپکے پیدا کرنا آدم کی پیدایش سے شبیہ ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے
آدم کو بن باپ اور ماں کے پیدا کیا خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ بنایا اُسکو یعنے آدم کو مٹی سے ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ
پھر کہا اُسکو ہو جا وہ ہو گیا یعنے عیسیٰ کو بن باپکے بنانا اچنبا نہین آدم کی پیدایش اِس سے عجیب تر ہے کیونکہ آدم کے
جسد کو مٹی سے بنایا بعد کن کے ایک امر سے وہ زندہ بن گیا فیکون استقبال کا لفظ ہے ماضی یعنے کان کی جگہ مین حکایت
حال کے ارادے سے لایا اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ حق بات ہے تیرے رب کی طرف سے یعنی مثال عیسیٰ کی جو ہمنے بیان
کیا وہی حق بات ہے اللہ کی طرف سے فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ پھر تو مت رہ شک والون مین یہہ خطاب اگرچہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے لیکن اس سے آپکی اُمت مُراد ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شک ہرگز نہوگا
فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ پھر جو کوئی جھگڑا کرے تیرے سے اس بات مین یعنی عیسیٰ کی صفت جو بیان کیا مِنْ بَعْدِ مَا
جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ بعد اُسکے کہ پہنچ چکا تجھکو علم یعنے دلیل جو عیسیٰ کی عبودیت پر دلالت کرتی ہے فَقُلْ تَعَالَوْا
نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ تو کہہ ای محمد آؤ بلاوین ہم اپنے بیٹے اور تمھارے بیٹے وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ
اور اپنی عورتین اور تمھاری عورتین وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ اور اپنی جان اور تمھاری جان ثُمَّ نَبْتَهِلْ پھر بیان یعنے
سے دُعا کرین فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ اور لعنت ڈالین اللہ کی جھوٹون پر نجران کے نصاریٰ
کی جماعت جو آئی تھی عیسیٰ کے باب مین اصرار کرنے لگی تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکو یہہ آیت پڑھکے سنائے اور
مباہلے کیواسطے اُنکو بلائے وے کہے آج کے دن ہمکو مہلت دو کل آکے ہم جواب دیوینگے جب وہان سے نکلے وے
اپنی جگہہ پر آکے مشورت کرنے لگے اور عاقب کو جو اُنمین صاحب تدبیر تھا کہے ای عبد المسیح تو کیا کہتا ہے عبد المسیح بولا
تمکو یقین ہوا ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہین اگر ہم مباہلہ کرین تو ہم سب ہلاک ہو وینگے اگر تمکو اپنے نصرانیت پر ہی
باقی رہنا ضرور ہے تو اُن سے رخصت لیکے اپنے شہر کو جاؤ غرض دوسرے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت مین حاضر ہوئے آپ حسین رضی اللہ عنہ کو گود مین لئے ہوئے اور حسن رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑکے آئے آپکے

پیچھے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا اور اُنکی پیچھے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکو ایسا فرماتے تھے کہ مین
دعا کرون تو تم آمین کہو نصاریٰ کے اُسقف نے یہہ دیکھ کے اپنے لوگونکو کہا اِن لوگون کے چہرے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
اگر وے اللہ سے چاہین کہ پہاڑ جڑ سے اُکھڑ جاوے تو اللہ تعالیٰ اُسکو اُکھاڑ دے تم اُن سے مباہلہ مت کرو اگر کرو گے
تو ہلاک ہو گے اور قیامت تک کوئی نصرانی زمین پر نہ رہیگا تب بولے یا ابو القاسم ہم مباہلہ نہین کرتے آپ اپنے
دین پر رہو ہم اپنے دین پر رہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مباہلہ نہین کرتے ہو تو اسلام لاؤ مسلمانونکے
لئے جو حکم ہے تم بھی وہی ہے اور اُن پر جو حکم ہو تم پر بھی وہی ہے وے اسکو بھی نہ مانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے مین تم سے جنگ کرونگا کہے عربون سے جنگ کرنیکی طاقت ہمکو نہین لیکن ہم صلح کرتے ہین کہ ہم سے جنگ کرنا
اور ہمارے دین سے ہمکو نہ پھیرنا ہم ہر سال دو ہزار جوڑے اور تینتیس اونٹ اور چونتیس گھوڑے دیا کرینگے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے صلح کئے اور فرمائے میرا جی جس کی دست قدرت مین ہے اُسکی قسم اہل نجران سے
عذاب قریب پہنچ چکا تھا اگر وے مباہلہ کرتے تو بندر اور سور ہو جاتے اور بیابان مین اُنپر آتش سلگجاتی اور نجران
مین کوئی باقی نہ رہتا یہان تک کہ درخت پر پرندہ بھی نہ رہتا اور برس تمام ہونیکے آگے نصاریٰ تمام ہلاک
ہو جاتے بچون کو اور عورتون کو مباہلے مین ضم کرنیکا فایدہ یہہ ہے کہ اُس مین اپنی سچوئی خوب ظاہر ہوتی ہے اور اپنی
بات کی مضبوطی نکلتی ہے کیونکہ اپنے عزیزون کی خرابی کوئی نہین چاہتا جب اُنکو مباہلے مین شریک کرین تو یقین معلوم ہوا
کہ آپ حق پر تھے اور خصم بطلان پر اور سب قرابتون مین بچے اور عورتین سب سے زیادہ عزیز رہتے ہین اس لئے
اُن کو مخصوص ذکر کیا یا اِن کے عزیز ہونیکی دلیل یہہ ہے کہ اِن پر کچھ مشکل آن پڑی تو آدمی اپنی جان دیتا ہے نبتہل کا
مصدر ابتہال ہے ابتہال کے دو معنی ہین ایک تو مبالغہ کے ساتھ دعا مانگنا دوسرا کسی پر لعنت کرنا پہلی معنی اِس جگہ
لینا اولیٰ ہے کیونکہ دوسری معنی لیوین تو تکرار ہوتی ہے اور جابجا ہین سے ابتہال تھا اِس لئے مباہلہ کہے آورد وجہ
فرمایا لعنت واللہ کے جھوٹون پر مراد اِس سے یہہ ہے کہ کہنا اللہم العن الکاذب فی امر عیسیٰ یعنی یا اللہ لعنت
کر اُسکو جو عیسیٰ کی بابت مین جھوٹا ہے اِس آیت مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر بڑی دلیل ہے کیونکہ قطعاً
ثابت ہوا کہ نصاریٰ مباہلہ نہ کئے اگر وے انکے یا اُن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ثابت نہوتی تو البتہ مباہلہ
کرتے اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ بیشک یہی ٹھیک بیان ہے خبر تحقیق یعنے عیسیٰ وغیرہ کا احوال جو ہم

بیان کئے سو یہہ سچ خبر ہے وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ اور کوئی الٰہ نہین سواے اللہ کے یعنے عیسی الٰہ نہین جیسے
نصاری کہتے ہین اور بت بھی الٰہ نہین جیسے مشرک کہتے ہین وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ اور تحقیق اللہ
بیشک وہی ہے زبردست حکمت والا یعنے قدرت اور حکمت مین کوئی اسکی برابری نہین کر سکتا پھر وہ الٰہ کیسا
ہوتا اِس سے نصاری کی حماقت کی طرف اشارہ کیا کہ وے ایک مخلوق کو جنمین علامات حدوث کے ظاہر ہین
اور عدم سے وجود مین آیا اور طفولیت کی حالت سے نکل جوان ہوا کھاتا پیتا تھا ہگتا موتتا سوتا جگتا اِلٰہ کہتے ہین
فَاِنْ تَوَلَّوْا پھر اگر پھر جاوین یعنے اگر نصاری ایمان سے منھہ پھیرین اور اسکو قبول نہ کرین تو فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ
بِالْمُفْسِدِينَ مقرر اللہ کو معلوم ہین فساد کرنے والے یعنے وے جو اللہ کے غیر کی بندگی کرتے ہین اور لوگونکو
اللہ کے غیر کی عبادت کیطرف دعوت کرتے ہین انکو اللہ جانتا ہے اُن کو آپ سزا دیویگا قُلْ يَا اَهْلَ الْكِتٰبِ

ع ۱۵

تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ تو کہہ اے محمد اے کتاب والو آؤ ایک سیدھی بات پر ہمارے اور تمہارے
درمیان کی اِس آیت کے نازل ہونیکا سبب مفسرین یون کہتے ہین کہ نجران کے نصاری مدینہ کے یہود سے
ملکے ابراہیم علیہ السلام کے حق مین بحث کرنے لگے نصاری کہے ابراہیم نصرانی تھے اور ہم انہین کے دین
مین اور یہود کہنے لگے نصاری نہین بلکہ یہودی تھے اور ہم انہین کے دین پر ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے تم دونون فریق ابراہیم کے دین سے بری ہو ابراہیم حنیف تھے مسلمان اور مین ابراہیم کے دین پر
ہون تم میری پیروی کرو یہود کہنے یا محمد تمہارا یہہ ارادہ ہے کہ جیسے نصاری عیسی کو رب ٹھہراتے ہین ہم بھی
تمکو ویسے ہین کہتا اور نصاری کہنے یا محمد تمہارا یہہ ارادہ ہے کہ جیسے یہود عزیر کو کہے ہم بھی ویسے ہین کہتا تب
آیت اُتری یعنی ایک حق بات کو کہ جس پر توریت اور انجیل اور قرآن سب متفق ہین اختیار کرو وہ اُس کا
بیان فرماتا ہے اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ کہ بندگی نہ کرین ہم مگر اللہ کی وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا اور شریک
نہ ٹھہراوین اسکا کسی چیز کو وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور نہ پکڑین آپس مین
ایک ایک کو رب سواے اللہ کے اللہ تعالی اِس آیت مین تین چیز فرمایا ایک تو عبادت نہ کرنا مگر اللہ کو دوسرا
اُس کا شریک کسیکو نہ ٹھہرانا تیسرا آپس مین ایک ایک کو رب نہ بنانا سواے اللہ کے یہی تینون چیزون کو ذکر کیا
کیونکہ نصاری یہی تینون فعل اختیار کئے تھے غیر اللہ یعنے مسیح کی عبادت کرتے تھے اور اللہ کے ساتھہ غیر کو شریک

سکتے کیونکہ وے تین ذات قدیم کو ثابت کرتے ہین باپ بیٹا روح القدس اور کہتے ہین اقنوم کلمہ کا مسیح کی
ناسوت مین حلول کیا اور اقنوم روح القدس کا مریم کی ناسوت مین حلول کیا یہہ دونون اقنوم کی ذات
مستقل نہوتی تو باپ کی ذات سے مفارقت کرکے عیسیٰ اور مریم کی ناسوت مین حلول کرنا ممکن نہوتا اور
ایک ایک کو رب جو پکڑے اُس کا بیان یہہ ہے کہ وے حل و حرمت مین اپنے احبار اور رُہبان کی اطاعت کرتے
ہین وے ہماری مانند بشر ہین تو انکی اطاعت ایسی چیز مین کرنی جو اجتہاد سے تعلق نہ رکھتی ہو گویا اُنہین کو رب
ٹھہرانا ہے مثلا اللہ تعالیٰ نے خنزیر کا کھانا حرام کیا ہے نصاریٰ اپنی کتاب کے برخلاف اُسکے حلیت کا حکم کر گئے
ہین ترمذی نے روایت کیا ہے کہ جب یہہ آیت نازل ہوئی اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابًا من دون اللہ
عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بولے یا رسول اللہ ہم تو انکی عبادت نہین کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے وے تمھارے لئے چیزون کو حلال کردیتے تھے اور حرام تو تم انکا کہا مانتے تھے یا نہین بولا ہان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وہ عبادت یہی ہے یعنے اُس امر مین اُنکی بات ماننی اُنکو رب ٹھہرانا ہے
بعضے کہتے ہین کہ وے اُنکو سجدہ کرتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ نصاریٰ کا مذہب یہہ تھا کہ جو ریاضت اور مجاہدے
مین کامل ہو اُس پر اثر لاہوت کا ظاہر ہوتا ہے پھر وہ شخص مردون کو زندہ کرنے اور اندھے اور کوڑھی کو
درست کرنے پر قادر ہوتا ہے اِس صورت مین وے اُنکو اگرچہ رب نہ کہے پر ربوبیت کی معنی جو ہین اُنکے حق مین
ثابت کئے ذرہ بھی شعور جسکو ہو وہ یقین جانتا ہے کہ نصاریٰ کا عقیدہ بہت فاسد ہے فَاِنْ تَوَلَّوْا پھر اگر یہہ پھیرین یعنے قبول نکرین
فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ تم کہو کہ گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہین یعنے ہم خالص اللہ ہی کی عبادت کرتے ہین یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ
فِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَمَاۤ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِیْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ اے کتاب والو تم کیون جھگڑتے ہو ابراہیم پر اور اتری ہین توریت اور انجیل
مگر اُسکے بعد یعنے ابراہیم تمھارے دین پر تھا کہکے کیون جھگڑتے ہو توریت وانجیل تو ابراہیم کے بعد اُترے ہین پھر ابراہیم
تمھارے دین پر کیونکر ہوگا یہود و نصاریٰ جو کہتے تھے کہ ابراہیم علیہ السلام اپنے دین پر تھے اُنکے رد مین فرمایا
کہ توریت نازل ہونے کے بعد یہودیون کا دین نکلا اور نصرانیون کا دین انجیل کے بعد یہہ دونون کتابین تو
ابراہیم کے بعد نازل ہوئین ابراہیم کا اُنکے دین پر ہونا کیونکر بنے اہل تاریخ لکھتے ہین کہ ابراہیم کے اور موسیٰ کے
درمیان دو ہزار برس کا فاصلہ اور موسیٰ اور عیسیٰ کے درمیان دو ہزار برس کا فاصلہ تھا بعضے کہتے ہین

کہ ابراہیم اور موسیٰ کے درمیان پانسو پچہتر برس موسیٰ اور عیسیٰ کے درمیان ایکہزار چہ سو بتیس سال کا فاصلہ
ہے ابن اسحٰق کہتا ہے ابراہیم اور موسیٰ کے درمیان پانسو پینسٹھ سال تھے موسیٰ اور عیسیٰ کے درمیان ایکہزار نوسو
بیس سال انگریز کے بعض مورخین لکھے ہین ابراہیم علیہ السلام کا تولد عیسیٰ علیہ السلام کے تولد کے ایکہزار نوسو چھیانوین
سال آگے تھا موسیٰ کا تولد عیسیٰ کے تولد کے یکہزار پانسو اکہتر سال کے آگے تھا اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا تم نہین سمجھتے
یعنے اتنی بات جو غلط ہے اگر مخالف کہے کہ دین اسلام اور قرآن بھی ابراہیم کے بعد پیدا ہوا تم کہتے ہو کہ ابراہیم حنیف
مسلم تھا یہود و نصاریٰ پر جو اعتراض وارد ہوا تھا تم پر بھی وہی اعتراض وارد ہوتا ہی جواب اس اعتراض کا
یہہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مین فرمایا ہی کہ ابراہیم حنیف مسلم تھا توریت و انجیل مین یہہ مذکور نہین کہ ابراہیم
یہودی یا نصرانی تھا هَا اَنْتُمْ هٰؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ سنتے ہو تم لوگ جھگڑ چکے جس بات مین تمکو
کچھ خبر تھی یعنی موسیٰ اور عیسیٰ کی شان جو تمہاری کتابون مین لکھی ہوئی ہے اور اسکا بیان تمکو معلوم تھا اُسمین
جھگڑے اور دعویٰ کئے کہ ہم ان کے دین پر ہین فَلِمَ تُحَاجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ اب کیون جھگڑتے ہو
کیون بات مین تمکو خبر نہین یعنی ابراہیم یہودی تھا یا نصرانی کر کے تمہاری کتابون مذکور نہین اس مین کاہی کو جھگڑتے
ہو وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اور اللہ جانتا ہی یعنے ابراہیم کس دین پر تھا وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اور تم نہین جانتے مَا
كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا نہ تھا ابراہیم یہودی اور نہ نصرانی وَلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا
لیکن تھا ایک طرف کا حکم بردار حنیف اُسکو کہتے ہین جو تمام دینون کو ترک کر کے ایک ہی راست دین کو اختیار
کرے بعضے کہتے ہین حنیف وہ جو اللہ کی توحید کرے اور اضحیہ دیوے اور نماز مین کعبہ کی طرف متوجہ ہووے
وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اور نہ تھا شرک والون مین مشرکین سے یہود و نصاریٰ مراد ہین وہ مشرک ہین کیونکہ
یہود اللہ کے لئے جسم ثابت کرتے ہین اور عزیر کو ابن اللہ کہتے ہین اور نصاریٰ مسیح کو ابن اللہ کہتے ہین یہان ایک
اشکال ہے اُسکا بیان یہہ ہے مسلمان جو کہتے ہین کہ ابراہیم علیہ السلام کا دین اسلام تھا اس سے کیا غرض ہے
آیا اصول یعنے عقاید مین موافق تھا یا فروع یعنے فقہی مسایل مین اگر کہین کہ موافقت اصول مین تھی تو یہہ بات
ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ مختص نہین بلکہ موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے تمام انبیا کا عقیدہ متفق ہے عقاید مختلف ہونا
ممکن نہین اگر کہین کہ موافقت فروع مین تھی تو لازم آتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شریعت مستقل نہو بلکہ

ورد ۳۴

آپ ابراہیم کی ملت کو بیان کرنے والے ہوئے اور ظاہر ہے کہ نماز مین قرآن پڑھنا جو عبادت ہوا ابراہیم علیہ السلام
کے یہان نتھا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ فروع مین اتحاد نہین اس اعتراض کا جواب یون کہتے ہین کہ موافقت اصول کی مراد ہے
ہمارا عقیدہ اور ابراہیم علیہ السلام کا عقیدہ ایک ہی بخلاف یہود و نصاریٰ کے وے جو ہمارے زمانے مین ہین انکا عقیدہ
ابراہیم علیہ السلام کے عقیدے کے خلاف ہے اگرچہ موسیٰ اور عیسیٰ اور ابراہیم علیہ السلام کا اصل عقاید ایک ہی ہوا اگر کہین مخالفت
فروع مین ہے توبھی ہوسکتا ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ ابراہیم علیہ السلام کی شرع کے مسایل موسیٰ کی شرع سے نسخ کیا بعد محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانے مین موسیٰ کی شریعت کو ان شرایع سے جو ابراہیم کے زمانہ مین تھین نسخ کیا اس تقریر پر محمد
صلی اللہ علیہ وسلم صاحب الشریعت ہوئے موافقت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ جو ہی سو اکثر احکام مین ہی بعضون مین
مخالفت ہو تو کچھ خلل نہین کرتا امام رازی یہہ دونون جواب لکھا ہے اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ
اتَّبَعُوْهُ لوگون مین زیادہ مناسبت ابراہیم سے انکو تھی جو اُسکے ساتھ تھے یعنے وے جو اُنکے زمانہ مین تھے اور اُن پر
ایمان لائے اور اُنکی شریعت کے تابع ہوے وَهٰذَا النَّبِيُّ اور اُس نبی کو یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی زیادی
مناسبت ہی کیونکہ آپکی شرع کے اکثر احکام ابراہیم علیہ السلام کی شرع کے مطابق ہین وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور ایمان
والون کو یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو سو لوگ اگر کہین کہ ہم ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہین تو سہتا ہی
نہ کہ تم یہود و نصاریٰ جو بولے کہ ہم ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہین وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ اور اللہ والی ہے
مسلمانون کا یعنے انکا مددگار اور محافظ ہے اس آیت کے نازل ہونیکا سبب کلبی ابی صالح سے وہ ابن عباس سے
اور محمد بن اسحٰق ابن شہاب کی طریق سے یون روایت کئے ہین کہ جب جعفر بن ابی طالب اور چند صحابہ حبش کو جاکے
وہان رہنا اختیار کئے اور حبش کے بادشاہ کے یہان انکو امن ملا قریش کے عمدہ لوگ دار الندوہ مین جمع ہوکے
حبش کے بادشاہ کو دو ہوشیار شخص کے ساتھ کچھ تحفے روانہ کرکے محمد کے لوگون کو وہان سے نکال دیا یعنی عمرو بن العاص
اور عمارہ بن ابی معیط کے ساتھ ادھوڑیان وغیرہ تحفے دیکے روانہ کئے وے کشتی پر سوار ہوکے حبش کو پہنچے
نجاشی کے روبرو گئے اُسکو سجدہ کئے اور کہے ہماری بستی مین ایک جھوٹا آدمی پیدا ہوا ہے اور کہتا ہی کہ اللہ کا
رسول ہون چند نادان لوگ اُسکے تابع بنے ہین ہم نے اُن کو روک کے کسی پہاڑ کے درہ کی طرف نکال دیئے
اور وہان سے نہ نکلنا کرکے اُنپر تقید کئے اُس نے بھوکھ پیاس کا تاب نہ لاکے اپنے چچیرے بھائی کو اپنی ملک مین روانہ کیا

ارادہ اُس کا یہہ ہے کہ تمھارے دین مین خلل ڈالے اور تمھارے ملک مین فساد مچاوے اور سلطنت کو تباہ کرے
ہم خیرخواہی سے آپکو اطلاع کرتے ہین کہ آپ انکو اگر پکڑکے ہمارے ذمہ کرین تو ہم اُن کو سزا دیوینگے ہماری بات کی دلیل یہہ ہے
کہ وے جب بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوتے ہین تو دوسرونکی مانند سجدہ نہین کرتے اور لوگ جیسا ادب کرتے ہین
ویسا ادب نہین کرتے کیونکہ آپکے دین سے انکو انکار ہے نجاشی نے مسلمانون کو طلب کیا جب وے آئے دروازے پر کھڑے
ہوکے پکارے اللہ کے بھیجے والے آنیکا اذن چاہتے ہین نجاشی نے یہہ سُنکے کہا اُس شخص کو کہو کہ وہی صدا پھر ایکبار کرے
جعفر دوسری دفعہ وہی ندا کئے نجاشی بولا آو تمکو اللہ کا امان اور دوسرے عمرو بن العاص کو یہہ سُننے سے بہت رنج ہو گیا
اپنے رفیق کو کہا تو سنا دے اپنے اللہ کے بھیجے والے کہتے ہین اور دیکھو بادشاہ اُنکو کس ڈھب کا جواب دیتا ہے غرض جعفر اور انکے
رفقا جو آئے نجاشی کو سجدہ نہ کئے عمرو بن العاص نجاشی کو بولا دیکھو یہہ کیا مغرور ہین بادشاہ کو سجدہ نہین کرتے نجاشی نے جعفر سے
پوچھا لوگ جیسا سجدہ کرتے ہین تم مجھکو کیون سجدہ نہین کئے جعفر کہے ہم سجدہ اُسیکو کرتے ہین جسنے تجھکو پیدا کیا اور سلطنت دی
ہم جن ایام مین بت پرستی کیا کرتے تھے اُسوقت مخلوق کو سجدہ کرتے تھے اب اللہ تعالی نے سچے رسول کو ہمارے پاس بھیجا
رسول نے ہمکو فرمایا کہ ملاقات کیوقت السلام علیک کہین جو بہشت والونکا تحفہ ہے نجاشی سمجھا کہ وے حق بولتے ہین
توریت انجیل مین ایسا ہی ہے نجاشی بولا اذن مانگتے وقت اللہ کے بھیجے والے کرکے کون شخص صدا کیا جعفر کہے
مین کیا بولا تمھاری قوم والے ہمکو تیرے سے مانگتے ہین تم کیا کہتے ہو جعفر کہے تمہین بادشاہ ہو تمھارے پاس کتاب اللہ ہے
تمھارے روبرو زیادہ بات کرنا اور کسی پر زیادتی کرنا لایق نہین حکم کرو تا اُن دونون سے ایک شخص تیرے سے
بات کرے اور دوسرا خاموش رہے عمرو بن العاص نے جعفر کو کہا کیا مانگتے ہین سو کہیو جعفر نجاشی کو کہے ان دونون
سے پوچھو ہم صاحب ہین یا کسی کے غلام اگر ہم غلام ہین اور اپنے صاحبون سے بھاگ کے آئے ہین تو ہم کو انکے حوالے
کرنا نجاشی اُن سے پوچھا یہہ لوگ غلام ہین یا صاحب بولے صاحب ہین اشراف لوگون مین نجاشی بولا تم اب غلامی سے
بچے جعفر کہے اُن سے پوچھو کیا ہم کسی کا خون ناحق کرکے بھاگ کر آئے ہین جو ہمکو اُنکے بدلے مین مارنے کو طلب کرتے ہین
عمرو بولا کسی کا خون تو کیا کرنا لہو کا ایک قطرہ نہین بہے ہین جعفر کہے پوچھو کیا ہم کسی کا مال ناحق لیکے آئے ہین جو ہم سے
مطالبہ ہے نجاشی بولا ایک قنطار مال بھی لئے ہون تو مین اُسکو ادا کرونگا عمرو بولا کسی کی ایک کوڑی بھی نہین لئے
تب نجاشی بولا پھر تم انھون سے کیا مطالبہ کرتے ہو عمرو نے کہا ہم اور یہہ اول ایک ہی دین پر تھے جو ہمارے آبا و اجداد کا دین ہے

اب اس دین کو چھوڑکے دوسرا دین اختیار کئے اس لئے ہمکو ہمارے قوم والے روانہ کئے ہین تا انکو ہمارے ذمہ مین کر دیوین نجاشی نے اُنسے پوچھا تم کیا دین اختیار کئے ہو جعفر کہے پہلے ہم جس دین پر تھے وہ شیطان کا دین تھا اللہ سے منکر تھے پتھرون کی پوجا کرتے تھے اب اللہ کا دین یعنے اسلام اختیار کئے ہین اللہ کا رسول اُس دین کو اور ایک کتاب کو مریم کے بیٹے کی کتاب کی موافق لایا نجاشی بولا اے جعفر تو بڑی بات بولا اور حکم کیا ناقوس بجاؤ پھر ناقوس کے بجنے سے قسیس اور راہب نصاری کے تمام جمع ہوئے نجاشی نے اُنسے کہا تمھین اللہ کی قسم ہے جس نے عیسی پر انجیل نازل کیا تم عیسی کے اور قیامت کے درمیان ایک نبی ہوگا کرکے پاتے ہو یا نہین وے کہے ہان عیسی ایک نبی کی بشارت دیئے ہین اور فرمائے ہین کہ جو اُس نبی پر ایمان لاویگا وہ میرے پر ایمان لایا اور جو اُسکا منکر ہوگا وہ میرا منکر ہوا نجاشی نے جعفر کو کہا وہ شخص ہمکو کس چیز کا امر کرتا ہی کہے ہمکو اللہ کی کتاب پڑھکے سناتا ہی خوب کامون کا امر کرتا ہے بُرے کامون سے منع کرتا ہے یہہ حکم کرتا ہے کہ ہمسایہ سے دُرست چلو اور قرابتی سے سلوک کرو یتیم پر مہر رکھو اور حکم کرتا ہی کہ نرے اللہ کی عبادت کرو اس کا ساجھی کسی کو نہ ٹھہراؤ نجاشی بولا کتاب وہ جو پڑھتا ہے مجھکو سناؤ پھر سورہ عنکبوت اور روم پڑھکے سنائے نجاشی کے انکھ سے آنسو بہے بولا کیا خوب باتین ہین اور بھی کچھ پڑھو تب سورہ کہف پڑھے عمرو بن العاص نجاشی کو غصہ دلانے بولا کہ وے عیسی کو اور انکی مان کو بد بولتے ہین نجاشی جعفر کو پوچھا عیسی کے حق مین تم کیا کہتے ہو پھر سورہ مریم پڑھنے لگے جب عیسی اور مریم کا ذکر آیا تو نجاشی اپنی مسواک سے ایک تنکا نکال کر بولا مسیح کی شان مین یہہ لوگ جو کہے اُس سے اِس تنکے کے برابر بھی وہ بڑھکے نہین بعد جعفر کی طرف متوجہ ہوکے بولا جاؤ تم کو میرے ملک مین امان ہے کوئی تمکو بد بولے یا ایذا دیوے تو اُسکو سزا دونگا بعد بولا تم خوش رہو مت ڈرو ابراہیم کے جتھے والون کو آج کے دن سے کچھ اندیشہ نہین عمرو بن العاص نجاشی سے پوچھا ابراہیم کے جتھے والے کون لوگ ہین کہا یہہ جماعت والے اور انکا صاحب جو اُسکے پاس سے وے آئے ہین اور جو اُسکے تابع ہین اور مشرک اُسکے منکر ہوئے اور ابراہیم کے دین پر آپ ہین کرکے دعوی کئے پھر نجاشی نے عمرو بن العاص اور اوسکے رفیق کو جو ہدیہ لا کر دئے تھے پھیر دیا اور بولا تم یہہ جو لائے ہو رشوت ہے مین نہین لونگا اللہ نے مجھے سلطنت رشوت لیکے نہین دی جعفر کہے پھر ہم اُسکے پاس سے اُٹھے اور وہان بہت آرام سے رہے اُس روز ہمارا جھگڑا جو ابراہیم کے دین پر ہوا اُسی پر اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا ان اولی الناس بابراہیم الآیہ

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ آرزو ہے بعضے کتاب والونکو کہ کسی طرح تمکو راہ
سے بھلادین یہود معاذ بن جبل اور حذیفہ بن الیمان اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کو اپنے دین مین ملو کرکے کہے
تب یہہ آیت اُتری یعنے یہود چاہتے ہین کہ تمکو دین سے پھیر کے کافر بنادین وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ
اور نہین راہ بھلاتے مگر آپ کو کیونکہ مومن تو انکی بات قبول نہین کرتے وے اس آرزو سے آپ گنہگار ہوتے
ہین وَمَا يَشْعُرُوْنَ اور نہین سمجھتے یعنے اس کام کا وبال جو اُنپر ہوگا اور انکو دونا عذاب ملیگا سو اُسکی
سمجھ اُنکو نہین يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ اے کتاب والو
تم کیون منکر ہوتے ہو اللہ کی نشانیون سے اور تم دیکھتے ہو آیات سے مراد قرآن ہے بعضے کہتے ہین اُس سے توریت و
انجیل مراد ہین اُن سے کافر ہونا یہہ ہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت جو انمین مذکور ہے ڈھانپ دین جب اُسکو
اخفا کئے تو اُسکے منکر ہوئے اور تم دیکھتے ہو یعنے جانتے ہو کہ وہ نبی برحق ہے اور تنہائی مین اس بات کا اقرار
کرتے ہو يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ اے کتاب والو کیون ملاتے ہو صحیح مین غلط اسکا
بیان یہہ ہے یہود و نصاریٰ کو معلوم تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہین اور آپکا دین حق ہے لیکن
ظاہر مین اسکا انکار کرتے تھے اور لوگون کو شک شبہہ مین ڈالتے تھے کیونکہ حق کو چھپانا بدون اُسکے تمام نہین ہوتا
پھر توریت کی عبارت مین اپنی طرف سے کچھ ملا دیکے لوگون کو سُنا دیتے تھے وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ اور چھپاتے سچی بات جانکر یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت جو توریت مین ہے اُسکو چھپاتے ہو اور
وہ اللہ کا رسول ہے اور اُسکا دین حق ہے کرکے تم جانتے ہو محض حسد اور دشمنی سے یہہ کام کرتے ہو وَقَالَتْ

ع ۱۶

طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اور کہی ایک جماعت اہل کتاب کی ابن جریر نے سدی سے روایت کیا ہے خیبر کے
یہود سے بارہ عالم ملکے مشورت کئے کہ ہم محمد کے دین مین صبح کو داخل ہونا اور شام کو منکر ہوکے کہنا کہ ہم محمد کا احوال
دریافت کئے تو معلوم ہوا کہ وہ نبی نہین جب ہم ایسا کرے تو جو لوگ اُن کے تابع ہین شک مین پڑ جائینگے
اور کہینگے یہہ لوگ صبح کو ہمارے ساتھ تھے اب جو پھر گئے اسکا کچھ سبب ہے تب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس بات
کی خبر دی ابن اسحٰق اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے
ہین کہ عبد اللہ بن الضیف اور عدی بن زید اور حارث بن عوف آپس مین کہنے لگے ہم جاکے صبح کو محمد پر اور اُن کے

اصحاب پر جو نازل ہوا اُس پر ایمان لا نا شام کو منکر ہو جانا مسلمانون کو شبہہ ہو جاویگا اور ہماری مانند
وے بھی منکر ہو جاوینگے تب اللہ تعالی نے یہہ آیت واللہ واسع علیم تک نازل کیا مجاہد اور کلبی کہتے ہین کہ یہہ
آیت قبلہ کی شان مین نازل ہوئی قبلہ کی جہت جب بدل گئی تو یہود پر بہت شاق ہوا کعب بن الاشرف
بولا کعب کے مقدمہ مین جو محمد پر نازل ہوا اُس پر تم ایمان لاؤ اور صبح کو اسی جہت کی طرف نماز پڑھو اور شام
کو منکر ہو کے اپنے قبلے کی طرف مُنہہ کرو وے کہینگے یہہ لوگ اہل کتاب ہم سے زیادہ دانا ہین چاہیے کہ ہم بھی
ادھر ہی متوجہ ہوں اللہ تعالی نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اُنکے راز پر آگاہ کر دیا اور یہہ آیت نازل کیا
اٰمِنُوْا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ مان لو جو کچھ اترا مسلمانون پر اول دن ہر چیز
جا اول دکھتا ہے اُسکو وجہ کہتے ہین مُنہہ کو بھی اُسی لحاظ سے عرب وجہ کہتے ہین اس جگہہ وجہ سے دن کا ابتدا مراد ہے
وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ اور منکر ہو جاؤ آخر دن لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ شاید وے پھر جاوین یعنی ہم یہی سبب دین
مسلمانون کو شک ہو جاویگا اور وے اپنے دین سے پھر جاوینگے یہود نے جب یہہ تجویز ٹھہرائی اللہ تعالی نے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر مطلع کیا اُنکا داؤن نہ پڑا اور مسلمانون کو کچھ ضرر نہ ہوا اگر اللہ تعالی اس بات کی خبر
نہ دیتا تو ممکن تھا کہ بعضے لوگ جنکے دلون مین ایمان مضبوط نہین ہوا تھا شک مین پڑین وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ
تَبِعَ دِيْنَكُمْ اور یقین نہ کرو مگر اُسی کا جو چلے تمہارے دین پر سب مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہہ جملہ یہود کے
قول کا تتمہ ہے لیکن اُسکا حاصل معنی دو طور سے بیان کرتے ہین بعضے کہتے ہین حاصل یہہ ہے کہ تم تصدیق نکرو مگر
اُسیکی بات پر کہ جو توریت کی شریعت پر چلے جو کوئی توریت کے کچھ احکام کو بدل دیوے اُسکی بات نہ مانو بعضے
کہتے ہین حاصل یہہ ہے کہ تم جو کہے مسلمانون کی بات صبح کو مان لیکے شام کو منکر ہونا سو یہہ ایمان یقین سے نہین مگر ان کے
لئے جو تمہارے دین یہودیت کے تابع تھے گویا یون کہے ہم پہلے جو کرتے ہین اس سے غرض یہہ ہے کہ ہمارے
تابع رہین بلکہ مفسرین کے نزدیک نہین قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ تو کہہ ای محمد مشکل ہدایت وہی ہے جو وہ ہدایت
اللہ تعالی کی ہو یعنی جو ہدایت اللہ نے مقرر کرے وہی دین حق ہے معلوم کیجیے سابق کے جملے کی معنی دو طور سے
کہے پہلے معنی پر یہہ جملہ یہود کے قول کا جواب ہے اس کا بیان یون ہے یہود کا غرض یہہ تھا کہ ہم جس دین پر ہین
وہی دین حق ہے تو اُسکو یہی چاہیے اللہ تعالی کا دین حق نہین ہوا مگر اس وقت کہا اللہ تعالی نے ...

چلنے امر کیا تھا اور اُسکی متابعت فرض جب اللہ تعالی امر فرما دے کہ دوسرے دین پر چلو اور اُسکی متابعت لازم
کر دیا تو نئے دین پر چلنا فرض ہوا اگرچہ وہ پہلے دین کے برخلاف ہو کیونکہ دین حق نہین ہوتا مگر اللہ کے حکم سے
پھر جو دین بتا دے وہی دین حق ہے دوسری معنی پر اس جواب کا بیان یون ہے ہدایت وہی ہی جو اللہ سے
ہو یعنے اُس ہدایت کو دکھا دیا اُسکو تم مکر و فریب سے دفع کروگے تو نفع نہ دیگا اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ
اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ مفسرین کا اختلاف ہی کہ یہہ جملہ کس کے کلام کا تتمہ ہی بعضے کہتے ہین اللہ تعالی
نے جو جواب دیا اُس کا تتمہ ہے اب معنی اس جملہ کی یون ہوگی ای محمد کی امت نہین ملا کسی کو جیسا تمکو ملا مگر
یہہ کہ یہود تم سے بیجا جھگڑے کرین تمہارے رب کے فضل کو دیکھکے یعنے اللہ تعالی نے تمکو جو فضیلت دیا اُس کو دیکھکے
جھگڑا کرین کہ ہم افضل ہین حسن اور کلبی اور مقاتل سے یہی معنی مروی ہے یا معنی یون ہے اے اُمت محمد تمکو دین کی [illegible]
اور دلیل جو ملی کسیکو نہ ملی یہانتک کہ قیامت کے دن رب کے پاس جھگڑین یہہ معنی فراء سے منقول ہے یا معنی یون
ہے ای یہود کیا اس سبب سے کہ کسی کو شرع ملی جیسی تمکو ملی ہے تم محمد کے تابع ہونے کا انکار کرتے ہو یا اللہ کے پاس
تم سے حجت کرینگے کرکے منکر ہو قرأت ابن کثیر کی اس قول کی تائید کرتی ہے اُنہون نے ءَاَنْ یُّؤْتیٰ ہمزہ استفہام زیادہ
کرکے پڑھا ہی بعضے کہتے ہین یہہ جملہ بھی یہود کے کلام کا تتمہ ہے اور قل ان الہدی ہدی اللہ کا جملہ اُن کلام مین
معترض ہے اب معنی یون ہین کہ یہود آپس مین کہتے ہین کہ تم یقین نکرو کہ کسی کو ملا جیسا تمکو ملا یعنے علم اور
حکمت اور کتاب اور معجزے اور یقین نکرو کہ تم سے اللہ تعالی کے پاس جھگڑین کیونکہ تمہارا دین اُن کے دین سے
بہتر ہے یہہ قول مجاہد سے منقول ہی اس آیت مین اور بھی تاویلین ہین لیکن عوام اُنکو سمجھ نسکین اس لئے ہمنے ذکر
نہین کیا قُلْ تو کہہ ای محمد اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ بیشک بڑائی اللہ کے ہاتھ
ہے دیتا ہی جس کو چاہے وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ اور اللہ گنجایش والا ہے خبردار یہود کو گھمنڈ یہہ تھا کہ جو
اُن کو ملا سو کسی کو نملیگا اسکے رد مین یہہ فرمایا کہ فضل اللہ کے ہاتھ ہے فضل کی معنی لغت مین زیادتی اور
اُسکا اکثر استعمال احسان کی زیادتی مین ہے لیکن عرف مین کوئی شخص غیر پر احسان کرے تو اُسکو فضل
کہتے ہین اس جگہ فضل سے مراد نبوت ہی یا ایمان اور ہدایت کی توفیق اللہ کے ہاتھ ہے یعنے اللہ اُسکا مالک اور
اُسپر قادر ہے دیتا ہے جسکو چاہے یعنے نبوت یا ہدایت استحقاق سے نہین ملتی محض اُس خالق کے ارادے پر

موقوف ہے يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ خاص کرتا ہے اپنی مہربانی سے جسکو چاہے رحمت سے نبوت
مراد ہے یا دین اسلام یا قرآن وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ اور اللہ بڑے فضل والا ہے وَمِنْ
أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ إِنْ تَأْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُؤَدِّهِ إِلَيْكَ اور بعضا انمین وہ ہے کہ تو اُس پاس امانت
رکھے ڈھیر مال کا تو ادا کرے تجھکو وَمِنْهُمْ مَنْ إِنْ تَأْمَنْهُ بِدِينَارٍ لَا يُؤَدِّهِ إِلَيْكَ اور بعضا انمین وہ ہے
کہ اگر تو اُس پاس امانت رکھے ایک دینار پھیر نہ دے تجھکو یہہ آیت یہود کی شان مین نازل ہوئی اللہ تعالی فرماتا ہے
کہ اُنمین امانت دار بھی ہین اور دغاباز بھی امانت دار جو ہین اُن کے پاس مال بہت سا بھی رکھین تو خیانت
نہین کرتے جیسے عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اُن کے پاس ایک قریشی گیارہ سو سونے کے اوقیہ امانت
رکھا انھون نے اُسکو جب مانگا تو دیڈالے اور بعضے دغاباز ہین جیسے فنحاص بن عاذوراا ایک شخص نے ایک
دینار اُسکے پاس رکھا جب مانگا تو اِس نے اُسکا انکار کیا بعضے کہتے ہین کہ یہود و نصاری کے شان مین
نازل ہوئی نصاری مین اکثر امانت دار ہین بہت مال ہو تو بھی خیانت نہین کرتے اور یہود مین اکثر خائن ہین
تھوڑا مال بھی ہو تو اس مین خیانت کرتے ہین إِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَائِمًا مگر جب تک تو رہے اُسکے سر پر
کھڑا یعنے امانت رکھکر اُسکے پاس سے نکلنے کے آگے مانگے تو دیگا اگر وہان سے نکلے اور مانگنے مین کچھ دیر کرے
تو منکر ہو جائیگا ابن عباس کہتے ہین اُس پر قایم رہے یعنے اُس سے مانگتا اور جھگڑتا رہے ذَٰلِكَ یہہ یعنے
یہود یہہ خیانت جو کرتے ہین اُسکا سبب بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّيِّينَ سَبِيلٌ اسواسطے
کہ اُنھون یہود نے کہہ رکھا ہے نہین ہم پر جاہلون کے حق کا گناہ یعنے یہود کا عقیدہ یہہ تھا کہ عربون کا مال ہمکو
کھانا روا ہے اُس مین گناہ نہین کیونکہ وے ہمارے دین پر نہین ہماری کتاب مین اُنکی کچھ حرمت نہین
ہمارے دین کا جو خلاف کرے اُسپر ظلم کرنا روا ہے حسن اور ابن جریج اور مقاتل کہتے ہین کہ جاہلیت مین
عربون کے اور یہود کے درمیان معاملہ تھا عرب اسلام لائے بعد اپنے مال جو یہود پر باقی تھے سو مانگے تو وے
کہنے لگے تمھارا کچھ حق ہمپر نہین اور ہمکو تمھارا قرض دینا لازم نہین کیونکہ تم ہمارا دین چھوڑ دئے ہمارے
اور تمھارے درمیان جو عہد تھا سو ٹوٹ گیا ہے اور کہتے تھے کہ توریت مین ایسا ہی لکھا ہے اللہ تعالی
نے اُنکو جھٹلایا اور فرمایا وَيَقُولُونَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ اور جھوٹھ بولتے ہین اللہ پر

جانتے یعنے یہود جو کہتے ہین کہ یہہ بات کتاب اللہ مین ہے سو جھوٹھ ہے وے جانتے ہین کہ ہم جھوٹھ کہتے ہین اب اللہ تعالیٰ یہود کے رد مین فرماتا ہے بَلٰی ایسا نہین بلکہ یہود پر انکا مال کھانے مین گناہ ہی لیکن مَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰی فَاِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ جو کوئی پورا کرے اپنا اقرار اور پرہیز کرے تو بیشک اللہ پیار کرتا ہی پرہیز گارون کو یعنے وہ اقرار جو اللہ تعالیٰ نے توریت مین یہود سے لیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن پر ایمان لانا اور امانت ادا کرنا اُسکو پورا کرینگے اور گناہون سے پرہیز کرینگے اور نیک عمل کرینگے تو اللہ تعالیٰ انکو چاہیگا اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا تحقیق جو لوگ خرید کرتے ہین اللہ کے اقرار پر اور اپنی قسمون پر تھوڑا مول یعنے اللہ کی امانت اور جھوٹی قسم پر حقیر چیز بدل لیتے ہین اس آیت کی شان نزول عبد الرزاق اور سعید بن منصور اور امام احمد اور عبد بن حمید اور بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور بیہقی شعب الایمان مین ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یون روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مسلمان کا مال غارت کرنے کو جو کوئی جھوٹی قسم کھاوے تو اللہ سے ملنیکے وقت اللہ اُس پر غصہ ہوگا اِس کی تصدیق پر اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ان الذین یشترون الآیہ ابن مسعود کے یہہ کہتے وقت اشعث بن قیس کندی رضی اللہ عنہ آئے اور لوگون سے پوچھے ابو عبد الرحمن یعنے ابن مسعود کیا کہے پھر لوگ یہہ حدیث بیان کئے تب اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ کہے وہ سچ کہتے ہین واللہ میرے قصہ مین یہہ آیت نازل ہوئی میرے اور میرے چچیرے بھائی کے درمیان ایک کنوان تھا وہ میرے حق سے منکر ہوا مین اُسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا آپ مجھ سے پوچھے تیرے دعوی پر دو گواہ ہین مین بولا نہین اُسکو بولے کیا تو قسم کریگا مین بولا یا رسول اللہ وہ قسم کھاکے میرا مال لے لیگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مسلمان کا مال غارت کرنے کو جو کوئی جھوٹی قسم کھاوے تو اللہ سے ملنے کیوقت اللہ اُسپر غصہ ہوگا پھر یہہ آیت نازل ہوئی ان الذین یشترون الآیہ یہہ لفظ بخاری کا ہے بعضون کی روایت مین چچیرے بھائی کے عوض یہودی مذکور ہے اور کنوے کے عوض زمین ہے امام احمد نے عدی بن عمیر سے روایت کیا ہے کہ یہہ آیت امرؤ القیس کندی کے اور حضرموت کے ایک شخص کے قصہ مین نازل ہوئی اور اشعث کے قصہ کے مطابق قصہ ذکر کیا ہے اُسکے آخر مین یہہ زیادہ کیا

امرء القیس کہے یا رسول اللہ جو اپنا حق جانکے چھوڑ دیوے تو اُسکو کیا ہی آپ فرمایا اُسکو بہشت ہے
امراء القیس نے کہا یا رسول اللہ آپ شاہد رہو مین اُس دعوی سے باز آیا مسلم اور ابو داود اور ترمذی ابن
بن حجر رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی قصہ روایت کئے ہین لیکن ان دونون شخص کا نام ذکر نہ کئے اور کہے کہ دو شخص
آئے تھے ایک حضرموت کا اور ایک بنی کندہ کا اور بخاری نے عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے کہ ایک شخص بازار مین کچھ اسباب لایا اور قسم کھایا کہ اس کا مول اتنا ٹھہرا ہے قسم محض اسلئے کھایا
کہ ایک مسلمان کو فریب دیوے تب یہہ آیت نازل ہوئی ابن جریر نے عکرمہ سے روایت کیا ہی کہ یہہ آیت ابو رافع
اور کنانہ بن ابی الحقیق اور کعب بن الاشرف اور حیی بن اخطب کے قصے مین نازل ہوئی یہہ لوگ یہود کے
رئیس تھے توریت مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین جو عہد تھا اُسکو بدل دیئے اُسکے خلاف لکھدیئے اور قسم
کھائے کہ یہہ اللہ کے یہان سے ہے تا مال اور رشوت جو انکو ملتی تھی موقوف نہووے معلوم کیجئے کہ یہہ اختلاف
اس آیت کی شان نزول مین جو وارد ہوا فی الحقیقت اُنمین تعارض نہین شاید کہ ان تمام کے مقدمہ مین وہ آیت
نازل ہوئی ہو أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ اونکو کچھ حصہ نہین آخرت مین وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ اور نہ بات کریگا انسے اللہ وَلَا
يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اور نہ نگاہ کریگا اُنکی طرف قیامت کے دن وَلَا يُزَكِّيهِمْ اور نہ پاک کریگا
اُنکو یعنے گناہون سے وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ اور اُنکو دکھ کی مار ہے معلوم کیجئے سابق کے احادیث سے
معلوم ہوتا ہی کہ یہہ آیت مخصوص کسی کے مقدمہ مین وارد ہوئی لیکن لفظ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ کا عام ہے
تو اعتبار اسی عموم کو ہے پھر تو اس مین تمام چیزین جو اللہ تعالی نے امر کیا اور وے جنکی معرفت کے دلائل
نصب کیا اور عہد و میثاق جو انبیا کی معرفت سے لیا اور وے جو انسان اپنی ذات پر لازم کر لیتا ہے
داخل ہوئین اور یہہ سبب عہد الٰہی ہین جنکو وفا کرنا لازم ہے دنیا کی متاع حقیر حاصل کرنے کو جو لوگ
جھوٹھ قسم کھاتے ہین اُنکی جزا پانچ چیزین ہین کرکے اللہ تعالی فرمایا انمین کی چار چیزین اُس شخص کے
ثواب اور عزت سے محروم رہنے پر دلالت کرتی ہین اور ایک چیز اُنکو سخت عذاب ہونے پر دلالت
کرتی ہے پہلی جزا تو یہہ ہے کہ اُنکو آخرت مین حصہ نہین اسمین اشارہ ہے اسبات پر کہ وہ شخص
آخرت کی منفعت سے محروم رہیگا دوسری یہہ کہ اُس سے خدا تعالی بات نہ کریگا بات نہ کرنا

کنایہ ہے اس سے کہ اللہ تعالی اُس پر نہایت خفا رہیگا یا اللہ تعالی مقربون سے جو کلمے کلام کرتا ہے اُنسے نہ کریگا تیسری یہہ کہ اُنکی طرف نگاہ نہ کریگا یعنے مہربانی کی نگاہ چوتھی انکا تزکیہ نہ کریگا یعنے گناہون سے پاک نہ کریگا یا انکی ثنا نہ کریگا اور اخیر کی تینون چیزون مین اشارہ یہہ ہے کہ وے آخرت کی عزت سے محروم ہین پانچوین انکا عذاب سخت ہی اس مین اشارہ یہہ ہے کہ وے فقط ثواب سے محروم نہین بلکہ سخت عذاب مین گرفتار ہوونگے امام احمد اور ابن منیع اپنے مسندون مین اور حاکم اور بیہقی اپنی سنن مین عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے ہم یمین غموس کو اُن گناہون مین شمار کرتے تھے جنکو کفارہ نہین کسی نے اُنسے پوچھا یمین غموس کیا ہے تو کہے قسم کھاکے کسیکے مال کو غارت کرنا حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے ابن حبان اور طبرانی اور حاکم حارث بن البرصا سے روایت کئے ہین کہا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا حج کے ایام مین دونون جمرون کے درمیان فرماتے تھے جو جھوٹھ قسم کھاکے اپنے مسلمان بھائی کا مال ڈبو دیوے تو وہ اپنی جگہ دوزخ مین تیار کیا بعد فرمائے جو لوگ حاضر ہین یہہ بات سنادیوین اُنکو جو موجود نہین دو بار یا تین بار یہہ فرمائے حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے بیہقی نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جھوٹی قسم شہرون کو ویران کر دیتی ہے مالک اور ابن سعد اور مسلم اور نسائی اور ابن ماجہ نے ابی امامہ ایاس بن ثعلبہ حارثی رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی اور حاکم جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو کوئی مسلمان کا حق ڈبو دیوے اللہ تعالی اُس کے لئے دوزخ لازم کرتا ہے اور بہشت اُس پر حرام کرتا ہے صحابہ عرض کئے یا رسول اللہ اگر وہ ذری سی چیز ہو تو آپ فرمائے اگرچہ وہ پیلو کی ایک چھڑی ہو تین بار اِسکو کہے عبد الرزاق نے ابی سوید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جھوٹی قسم کھانی رحم کو بانج کر دیتی ہے اور لوگون کا عدد کم کرتی اور گھرون کو ویران کر دیتی ہے بخاری اور مسلم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تین شخص ہین اللہ تعالی اُنسے بات نہ کریگا اور اُنکی طرف نگاہ نہ کریگا اور اُنکو سخت عذاب ہے ایک وہ شخص

جسنے قسم کھاکے مسلمان کے مال کو ڈبو دیا دوسرا وہ شخص جو عصر کے بعد قسم کیا کہ مین اُس چیز کو اتنی ہی قیمت سے لیا ہون لیکن اتنی قیمت سے نہین لیا تھا مول بڑھاکے بولا تیسرا وہ شخص جسکے پاس افزود پانی تھا حاجت مند کو نہین دیا اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائیگا آج کے دن اپنے فضل سے تجھکو منع کرونگا جیسا تو افزود پانی کو کہ جس مین تیرے ہاتھ کا کام نہین کئے تھے منع کیا تھا وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ اور بیشک اُنمین یعنے اہل کتاب مین ایک جماعت ہین مروڑتے ہین اپنی زبان کتاب پڑھنے مین اِس جماعت سے مراد کعب بن الاشرف اور مالک بن الصیف اور حیی بن اخطب وغیرہ ہین یلوون کا لفظ لیّ سے مشتق ہے لی کی معنی لغت مین موڑنا اور ٹیڑھا کرنا عرب کہتے ہین لویت یدہ یعنے اُسکے ہاتھ کو موڑا اور تغیر کی معنی بھی کرتی ہین کہتے ہین لوی لسانہ یعنے اپنی زبان کو تغیر کیا اور پھیرا اس اصل کے دیکھتے آیت مین دو تاویل ہین ایک یہہ کہ خدا کے پاس سے جو آیتین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت مین نازل ہوئی تھین انکو بدل دیکے اپنی طرف سے دوسری آیتین پڑھ کر سناتے ہین بندہ عاصی کہتاہے کہ شاید یہود کے یہان توریت پڑھنے کا کوئی مخصوص لہجہ تھا سو وے اپنے دل سے عبارت خاطرخواہ بناکے توریت پڑھنے کی مانند اسکو بھی پڑھتے اُسی پر فرمایا کہ زبان کو موڑتے ہین اور بعضے کہتے ہین زبان کو موڑتے یعنے لفظ جو موجود ہے اسکی اعراب وغیرہ کو بدل کے پڑھتے جس سے معنی بدلجاتی لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ تاتم جانو کہ وہ کتاب مین ہے یعنی تا غیر کو معلوم ہو کہ آپ جو پڑھتے ہین وہ اللہ کی کتاب مین ہے جو اُنکے نبی پر نازل ہوئی وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ اور وہ نہین کتاب مین یعنے وہ بات جسکو وے کتاب مین ہے کہتے ہین کتاب اللہ مین نہین۔

وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اور کہتے ہین وہ اللہ کے یہان سے ہے اور وہ نہین اللہ کے یہان کا اوپر کی آیت مین جو فرمایا تھا وما ہو من الکتاب اُسی کی تاکید مین یہہ جملہ فرمایا تا اسبات کی طرف اشارہ ہو کہ وے کنایۃً جھوٹھ نہین بولتے بلکہ صراحۃً کہتے ہین وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ اور بولتے ہین اللہ پر جھوٹھ جانکر مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ کسی بشر کا کام نہین کہ اللہ اُسکو

ورد

دیوے کتاب اور حکم پیغمبری مقاتل اور ضحاک کہتے ہین کہ یہہ آیت نجران کے نصاریٰ کے شان مین نازل
ہوئی وے کہتے تھے کہ ہمکو عیسیٰ نے کہا کہ آپ خداہی اُنکی ردمین یہہ آیت نازل کیا اس تقدیر پر بشر سے
عیسیٰ اور کتاب سے انجیل مراد ہین ابن عباس اور عطا کہتے ہین کہ یہودیون مین سے ابو رافع قرظی اور
نجران کے نصاریٰ سے سید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا یا محمد تم چاہتے ہو کہ ہم تمکو رب بولین اور
تمھاری بندگی کرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے معاذ اللہ کہ مین امر کرون اللہ کے سوائے
کسی کی بندگی کرو اللہ تعالیٰ نے مجھے اِسبات کے واسطے نہین بھیجا اور نہ اِس کا امر کیا تب یہہ آیت نازل
ہوئی اس تقدیر پر بشر سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور کتاب سے مراد قرآن شریف ہے عبد بن حمید نے
حسن بصری سے مرسل روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ہم آپس مین جو سلام کرتے ہین آپکو
بھی وہی سلام کرتے ہین آپکو سجدہ کیون نہ کرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ایسا مت کرو
لیکن تم اپنے نبی کی اکرام کرو اور جس کا حق ہے وہ اُسی کو دو کیونکہ اللہ کے سوائے کسی کو سجدہ کرنا
جایز نہین اسی پر اللہ تعالیٰ یہہ آیت نازل کیا بشر آدم کی اولاد کو کہتے ہین اُسکا مفرد نہین واحد
اور جمع کے مقام مین یہی لفظ مستعمل ہے حکم سے شریعت کے احکام کو جاننا مراد ہے اور نبوت سے مراد وہ مرتبہ بلند
جو اسکو حاصل ہوتا ہے ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِّي مِن دُونِ اللَّهِ پھر وہ کہے لوگون کو
کہ تم میرے بندے ہو اللہ کو چھوڑ کر اس آیت کی معنی یہہ ہے کہ کوئی شخص نبی ہوکے لوگونکو بولنا کہ تم اللہ کو
چھوڑ کر میری بندگی کرو ممکن نہین کیونکہ اُنکو مقام نبوت کا نہوگا جب تک اُنکو اللہ تعالیٰ کی کمال معرفت
حاصل نہو اللہ کی معرفت کے بعد الوہیت کا دعوی کرنیکی اُنکو طاقت نہین وَلَٰكِن كُونُوا رَبَّانِيِّينَ
ولیکن کہتے ہین کہ تم ربانی ہوجاؤ ربانی اُسکو کہتے ہین جو عالم باعمل ہو اور بعضے کہتے ہین ربانی وہ ہے جو لوگون کو اول آسان علوم پڑھا کے
بعد بھاری علیم پڑھاتا ہے اور بعضے کہتے ہین ربانی وہ جو علم مین چیز بڑھکے ہو حبر عالم کو کہتے ربانی وہ جسکو دل کی بینائی اور لوگونکو
تعلیم کرنیکی قوت لیا ہو ربانی نسبت ہے رب کی طرف اس نسبت مین الف اور نون اسواسطے زیادہ کئے تا اس صفت کے کمال پر دلالت
کرے یا مبالغے کے لئے بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنتُمْ تَدْرُسُونَ اس سبب سے
تم کتاب سکھلاتے ہو اور اس سبب سے کہ تم پڑھتے ہو یعنے تم جو علم سکھاتے ہو اور علم پڑھتے ہو اُسکے

سبب سے تم ربانی ہو جاؤ اِس سے معلوم ہوا کہ علم کا جاننا اور اُسکا پڑھنا اور پڑھانا آدمی کو ربانی کرتا ہے جسنے علم پڑھا اور پڑھایا اور اُسکا غرض حقتعالی کی معرفت اور عمل کرنی نہو تو اُس نے علم کو ضایع کیا اور اپنی محنت برباد دیا وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا اور یہہ حکم نہیں کرتا تمکو کہ ٹھہراؤ فرشتوں کو اور نبیوں کو رب قریش اور صابی کہتے تھے فرشتے اللہ کے بیٹیاں ہیں اور یہود کہتے ہیں عزیر کو ابن اللہ ہے اور نصاری کہتے ہیں مسیح علیہ السلام ابن اللہ ہے أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ کیا تمکو کفر سکھلاویگا بعد اِسکے کہ تم مسلمان ہو چکو یہہ استفہام تعجب اور انکار کی راہ کرتے ہیں یعنے نبی یہہ حکم نہیں کرتا ہے وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ اور جب کر لیا اللہ نے میثاق نبیوں کا میثاق مصدر ہے اُسکی معنی عہد اور اقرار جو قسم کے ساتھ مضبوط کئے ہوں اِس مصدر کی اضافت اُسکے فاعل کی طرف یا مفعول کی طرف ہے فاعل کی طرف اضافت کریں تو وہ میثاق ہے جو انبیا نے لیا ہے مفعول کی طرف اضافت ہو تو وہ میثاق ہے جو لوگوں سے انبیا کیواسطے لیا اِسی اضافت کے نظر کرتے آیت کی تاویل میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں اللہ تعالی نے میثاق انبیا سے لیا اسطور پر کہ ان کے بعد جو نبی ہو اُسکی تصدیق کریں اور اپنی امت کو جتاویں کہ اُس نبی پر ایمان لاویں اور اُسکی مدد کریں یہہ قول سعید بن جبیر اور حسن اور طاؤس کا ہے بعضے کہتے ہیں اللہ تعالی نے انبیا سے میثاق مخصوص اصحاب کا لیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاویں اور انبیا اپنی امتوں سے بھی میثاق لے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوں تو اُن پر ایمان لاویں یہہ قول علی اور اکثر مفسرین کا ہے اور بعضے کہتے ہیں میثاق انبیا اور اُنکی امت ہر ایک سے لیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاویں لیکن آیت میں فقط انبیا کا ذکر کیا کیونکہ امت اُنکے تابعدار ہیں متبوع سے عہد لیویں تو تابع کا عہد بھی اُس میں داخل ہوتا ہے یہہ قول ابن عباس کا ہے بعضے کہتے ہیں اللہ تعالی نے اہل کتاب سے عہد لیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور اِس جگہ میثاق مقدر ہے یعنے تقدیر یوں ہے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ اولاد النبیین اور اولاد نبیین سے بنی اسرائیل مراد ہیں اور اولاد نبیین کو نبیین بولا تعظیم کی راہ سے کیونکہ بنی اسرائیل کہتے تھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نظر کرتے نبوت کے مستحق ہم ہیں کیونکہ ہم اہل کتاب ہیں اور انبیا ہمارے زمرے سے تھے

ع

لِمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَةٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ
بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ اس جگہ لما اتیتکم کے لام مین دو قرأت ہین ابن عامر لما لام کی کسر سے پڑھا ہے
دوسرے قاری لما لام کی فتح سے پڑھتے ہین دونون قراءت مین میم کو تخفیف ہی ہے لام کی فتح کی قراءت
پر لام تاکید کا اور قسم کا توطیہ ہے اور ما موصولہ شرطیہ ہے اور لتؤمنن کا جملہ قسم کی جواب اور شرط کی
جزا کی قایم مقام ہے اسوقت معنی یون ہوگی کہ جو کچھ مین تمکو دونگا کتاب اور حکمت سے پھر آوے تم
پاس رسول کہ سچ بتاوے تمھارے پاس والی کو تو اس پر ایمان لاؤگے اور اسکی مدد کروگے
یعنے انبیا سے یہہ میثاق لیا کہ اگر مین تمکو کتاب اور حکمت دون پھر ایک رسول تمھارے پاس والی کو
سچ کرتا سو آوے تو اسپر ایمان لانا اور اسکی مدد کرنا لام کی کسر کی قراءت پر معنی یون ہونگی مین
تمکو کتاب اور حکمت دینے کے سبب پھر بعد رسول اسکو سچ بتانے والا آنے سے تم سے میثاق لیا کہ اسپر
تم ایمان لانا اور اسکی مدد کرنا رسول سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہین انکے پاس والی
کو سچ بتانا اس طرح سے ہے کہ اللہ تعالی انکی صفت اگلے انبیا کی کتابون مین کہدیا اور انکے حالات کی شرح
کیا جب آپکی صفات اور احوال انکی کتابون کے مطابق ہو تو آپ ان کو سچ کئے آپ پر ایمان لانا لازم
ہوا میثاق کی تفسیر مین جو بیان کئے اسکے دیکھتے رسول سے مطلق کوئی رسول بھی ہوسکتا ہے قَالَ فرمایا
اللہ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ کیا تم نے اقرار کیا اور لیا اس شرط پر میرا ذمہ قَالُوْا
اَقْرَرْنَا بولے انبیا ہمنے اقرار کیا یعنے رسول پر ایمان لانا اور اسکی مدد کرنا قبول کئے قَالَ فَاشْهَدُوْا
وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ فرمایا تو اب شاہد رہو اور مین بھی تمھارے ساتھ شاہد ہون اس جملہ کو تاکید
کے لئے اور انکے ڈرانیکے واسطے فرمایا کیونکہ جب انکو معلوم ہو کہ ایک کا شاہد دوسرا ہے اور ان سب کا
شاہد اللہ ہے تو اقرار سے بدل جانے کا اندیشہ کرینگے یہہ میثاق اسوقت مین لیا جب آدم کی ذریت کو
انکے صلب سے نکالا اور انبیا انمین چراغون کے مانند چمکتے تھے فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ
الْفٰسِقُوْنَ پھر جو کوئی پھر جاوے اسکے بعد تو وہی لوگ ہین بے حکم یعنے اس اقرار کے بعد جو کوئی
محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاوے اور مدد نکرے تو وہ اللہ کے حکم سے اور اسکی اطاعت سے

خارج ہے اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰہِ یَبْغُوْنَ اب کچھ اور دین اللہ کے دین کے سوائے ڈھونڈھتے ہو آفغیر کے
لفظ مین ہمزہ جو ہے انکار اور تعجب کے واسطے ہے یعنے جب اللہ تعالی سب سے میثاق لے چکا اور اہل کتاب
اُس بات کی معرفت حاصل ہونے کے بعد کیا دوسرا دین ڈھونڈھتے ہین وَلَہٗ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْھًا اور اُسیکے حکم مین ہے جو کوئی آسمان مین اور زمین مین ہے خوشی سے یا
زور سے اَسلم کا لفظ مشتق ہے اسلام سے اسلام کی معنی عاجز اور حکم بردار ہونا طوع کی معنی سہولت سے مطیع
ومنقاد ہونا اور کرہ وہ جو مشقت سے اور نفس کے جبر سے ہوتا ہے طوعًا اور کرہًا ایمان جو لاے اُسکی
تاویل مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین ماسوی اللہ جتنے موجودات ہین تمام ممکن ہین اللہ پیدا کیا تو پیدا
ہوتے ہین نابود کیا تو نابود ہوتے ہین تو سب اپنے وجود وعدم مین اُسیکے عاجز اور فرمانبردار ہوے اور بعضے
کہتے ہین کہ اللہ تعالی کے ارادہ سے باز رہنے کی کسی کو طاقت نہین خوشی سے ہو یا جبر سے سبکو اُسکے
حکم پر چلنا ہے مسلمان جو صالح ہین دین کے حکمونکو خوشی سے بجا لاتے ہین اور جو انکی طبیعت سے تعلق رکھتا ہے
جیسے مرض اور فقر اور موت اس مین اپنے نفس کو زور سے اللہ کا مطیع کرتے ہین اور جو کافر
ہین دین کے امور مین اللہ کے مطیع نہین ہوتے پر دوسرے کامون مین جبر سے مطیع ہین کیونکہ اللہ تعالی
کی قضا و قدر کو دفع کرنا انکی طاقت نہین بعضے کہتے ہین مومن اللہ پر ایمان لاے ہین خوشی سے وہ
ایمان اُنکو قیامت کے دن نفع دیگا اور کافر موت کیوقت زور سے لاتے ہین لیکن وہ ایمان اونکو نفع
نہین دیتا بعضے کہتے ہین اللہ تعالی کی الوہیت کے سب خلق مطیع ہین طوعًا اور اُسکے تکالیف اور آلام
کے مطیع ہین کرہًا بعضے کہتے ہین میثاق کے روز سب ایمان لائے لیکن مومن طوعًا ایمان لائے اور کافر
کرہًا بعضے کہتے ہین آسمان والے تمام طوعًا ایمان لائے اور زمین والے بعضے طوعًا ایمان لائے اور
بعضے تلوار کے اندیشے سے کرہًا ایمان لائے وَاِلَیْہِ یُرْجَعُوْنَ اور اُسیکی طرف پھر جاوینگے یعنی
قیامت کے دن سب کا مرجع اللہ تعالی کی طرف ہے طبرانی اوسط مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کسی غلام یا جانور یا بچے کی خوبری ہو جاوے تو اُسکے
کان مین یہہ آیت پڑھو افغیر دین اللہ تبغون الآیہ یونس بن بکیر نے کہا ہے جانور اگر شرارت کرے تو

اُسکے کان مین یہہ آیت پڑھنے سے عاجز ہو جاتا ہے قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ تو کہہ ای محمد ہم ایمان لائے
اللہ پر اللہ تعالے نے قل کو کے مفرد کے صیغے سے خطاب کیا کیونکہ اللہ کا یہہ حکم خلق کو پہنچانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کو نہین
بعد امنا کو جمع کی لفظ سے فرمایا کیونکہ قرآن جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے آپکی وساطت سے امت پر بھی نازل ہوا
اور متبوع کے حکم مین تابع بھی داخل ہین تو سب کی طرف کہنا صحیح ہوا یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپکی تعظیم کیواسطے اشارہ کیا کہ
اپنی ذات کو جمع کے صیغے سے کہین جیسا سلاطین بات کرتے ہین وَمَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا اور جو
کچھ اترا ہم پر یعنے قرآن اور سنت وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ
وَالْاَسْبَاطِ اور جو اترا ابراہیم پر اور اسمعیل پر اور اسحق پر اور یعقوب پر اور اسباط پر یعنے
یعقوب کی اولاد پر وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَالنَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّھِمْ اور جو ملا موسی
اور عیسی کو اور سب نبیون کو اپنے رب کیطرف سے لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ ہم جدا نہین کرتے
اُنمین کسی کو اس مین تعریض ہے یہود و نصاری کو جو بعضون پر ایمان لاتے ہین اور بعضون سے منکر
ہین وَنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ اور ہم اُسی کے حکم پر ہین یعنے اسکی توحید کرتے ہین خالص اسکی عبادت
کرتے ہین اور اسکا ساجھی کسی کو نہین ٹھہراتے وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ
مِنْہُ اور جو کوئی چاہے سوا اسلام کے دوسرا دین تو اس سے ہرگز قبول ہوگا یعنے دین صحیح اور مقبول اللہ کے پاس دین اسلام ہے
اسکے سوا اور دین جو تھے تمام منسوخ ہوئے اللہ کے پاس اب مقبول نہین کیونکہ اللہ تعالے جس دین کا حکم کرے اور
اُس سے راضی ہووے وہی دین صحیح ہے وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ اور وہ شخص آخرت مین خراب ہے یعنے اسکو ثواب نہ ملیگا۔
اور اسکا عذاب ہوگا کَیْفَ یَھْدِی اللّٰہُ قَوْمًا کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِھِمْ کیونکر راہ دیگا
اللہ ایسے لوگون کو کہ منکر ہوگئے بعد ایمان لانے کے لفظ کیف یہدی کا استفہام ہے اسکا معنی
انکار ہے یعنے نہین ہدایت دیتا اللہ یہہ آیت نازل ہوئی شان مین حارث بن سوید انصاری اور
طعمہ بن ابیرق اور وحوح بن الاسلت وغیرہ بارہ شخص جو ایمان لاکے مرتد ہوگئے اور مدینہ سے
بھاگ کے مکہ کو گئے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہہ آیت یہود کی شان مین اتری
وے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہونیکی قبل کہا کرتے تھے کہ عنقریب ایک نبی مبعوث ہوگا جب

نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے حسد کی راہ کرتے آپکے منکر ہوگئے وَشَهِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ
حَقٌّ اور گواہی دے چکے کہ رسول سچا ہے یعنے وے اقرار کرچکے کہ محمد سچے اللہ کے رسول ہیں وَجَآءَهُمُ
الْبَيِّنٰتُ اور پہنچ چکے انکو نشان یعنے معجزے اور دلیل جو آپکی راستی پر دلالت کرتے ہیں وَاللّٰهُ
لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ اور اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف لوگوں کو ظالم سے مراد کافر
ہے پھر وہ خواہ کافر اصلی ہو یا مسلمان ہو کر مرتد ہوا ہے اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ
اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ایسے لوگوں کی جزا یہہ ہے کہ اُن پر لعنت ہو اللہ کی اور فرشتوں کی
اور لوگوں کی سب کی اولٰئک کا اشارہ انکی طرف ہو جو اسلام کے بعد کافر ہوئے ناس سے مراد مومن
ہیں یا مطلق لوگ مومن ہوں یا کافر کیونکہ کافر بھی حق کے منکر کو لعنت کرتا ہے اگرچہ نہ جانے کہ
حق کون سا ہے خٰلِدِيْنَ فِيْهَا سدا رہیں اُس میں یعنے لعنت میں یا دوزخ میں یا عقوبت میں
لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ نہ ہلکا ہو اُن پر عذاب اور نہ اُنکو مہلت
ملی یعنے عذاب کا وقت جو مقرری ہے اُس وقت میں عذاب ہونے کچھ فرصت ملے یا
ایک وقت میں عذاب موقوف کرکے دوسرے وقت میں دیوے سو نہیں حارث
بن سوید بن صامت انصاری نے جب سنا کہ یہہ آیت نازل ہوئی بہت نادم ہوا اور اپنے
بھائی جلاس بن سوید کو لکھ بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو کیا میں توبہ کروں
تو مقبول ہے جلاس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تب اللہ تعالی نے فرمایا
اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ مگر جنھوں نے توبہ کی اُسکے بعد وَاَصْلَحُوْا اور
درست کریں یعنے نیک عمل کریں تا معلوم ہو کہ توبہ دل کی تصدیق سے کئے ہیں فَاِنَّ اللّٰهَ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ تو البتہ اللہ بخشنے والا ہے مہربان۔ جلاس یہہ آیت اپنے بھائی
کو لکھ بھیجا حارث توبہ کیا اور مدینہ کو آیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس کا توبہ قبول کئے
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ بیشک جو لوگ منکر ہوئے اپنے ایمان کے
بعد ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا پھر بڑھ گئے کفر میں لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ہرگز

قبول نہوگی اُنکی توبہ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الضَّآلُّوْنَ اور وہی ہین راہ بھولے یہہ آیت
یہود کی شان مین نازل ہوئی وے موسیٰ پر اور اُن کے بعد کے انبیا پر ایمان لائے
عیسیٰ کے اور انجیل کے منکر ہوئے بعد کفر مین بڑھ گئے یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور
قرآن کے منکر ہوئے معلوم کیجیے سب علما کا اتفاق ہے کہ جو توبہ کرے تو اُسکی توبہ اللہ تعالیٰ
قبول کرتا ہے اِس آیت مین جو فرمایا توبہ نہین قبول کرتا اوسکی تاویل مین اختلاف ہی حسن
اور عطا اور قتادہ کہتے ہین کہ وہ توبہ قبول نہ ہوگی جسکو آدمی نزع کی حالت مین کرتا ہی ابن
عباس کہتے ہین توبہ اُنکا مقبول نہین جو مرتد ہوئے اور اپنے بچانے کو ظاہر مین ایمان لائے
باطن مین کفر پر ہی رہے ابو العالیہ کہتا ہے یہ وے لوگ ہین جو کفر کی حالت کے گناہ سے
توبہ کئے لیکن اپنے کفر سے توبہ نہ کئے بعضے کہتے ہین پہلی آیت مین فرمایا جو لوگ مرتد ہووینگے اُنپر
لعنت ہے مگر جب توبہ کرین تو انکا توبہ مقبول ہے اِس آیت مین خبر دیا کہ وے لوگ توبہ کرنیکے بعد
بھی کافر رہین تو اول کا توبہ مقبول نہین قفال نے اسی وجہ کو ترجیح دی ہے اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا

وَمَاتُوْا وَھُمْ کُفَّارٌ فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِھِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَھَبًا وَّلَوِ افْتَدٰی بِہٖ
تحقیق جو لوگ منکر ہوئے اور مرگئے منکر ہی تو ہرگز قبول نہوگا ایسے کسی سے زمین بھر کر سونا اگرچہ بدلا دیوے یہہ کچھ آخرت مین تا کسی چیز
کا مالک رہیگا لیکن یہہ جو فرمایا بسبیل فرض و تقدیر ہی یعنی فرض کرین قیامت کے دن کافر کے پاس زمین بھر کے سونا ہو اور وہ اپنی خلاصی کے واسطے اُسکو
دیا چاہتا ہی تو مقبول نہوگا بعضے کہے کافر دنیا مین زمین بھر کے سونا بھی خیرات کیے اور کفر پر مرجاوے تو وہ خیرات اُسکو نفع نہ دیگی اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ
اَلِیْمٌ اُنکو یعنے وے جو کفر پر موے اُنکو دکھ کی مار ہے وَمَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ اور
کوئی نہین اُنکا مددگار یعنے مدد کرکے اُنکو عذاب سے چھڑاوے بخاری اور مسلم وغیرہ
انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
قیامت کے دن سب سے کم عذاب والے کافر کو اللہ تعالیٰ فرمایگا تیرے پاس زمین پر جتنی چیزین تھین اُتنی
سب چیزین ہووین اور عذاب سے بچنے کو وہ سب مال دیوے کرکے تجھکو کہین تو بدلے مین دیگا تو وہ کہیگا ہان البتہ تب اللہ تعالیٰ فرمائیگا
جب تو آدم کے صلب مین تھا اُس سے بھی آسان ایک بات تجھ سے مین چاہا تھا کہ میرا ساجھی نہ ٹھہراوے تو نے اسکو نہ مانا شرک پر ہی رہا۔

لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ہرگز نپاؤگے تم نیکی کو جب تک خرچ کرو کچھ ایک جس سے محبت رکھتے ہو یعنے بِرّ کے حد کو نہ پہنچوگے اور ابرار نہوگے جب تک اپنا بہتر مال جس سے دل بہت لگا ہے اللہ کی راہ مین نہ خرچ کرو بخاری اور مسلم انس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مدینہ کے انصار مین بڑے مالدار تھے اُنکو ایک باغ تھا اُسکا نام بیرحا اُس باغ سے بڑی محبت رکھا کرتے وہ باغ مسجد کے روبرو تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس مین جایا کرتے اُس کا پانی بہت بہتر تھا اُسکو پیا کرتے جب یہہ آیت نازل ہوئی ابو طلحہ کھڑے ہوکے عرض کئے یا رسول اللہ خدا تعالی فرماتا ہے لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون اور بیرحا باغ نپٹ میرے جی کو بھایا ہے مین نے اُس باغ کو اللہ کی راہ مین دیا اُسکی خوبی اور اللہ تعالی کے پاس میرے لئے وہ باغ ذخیرہ رہنا مجھکو امید ہے آپ کی مرضی اُسکو کس مصرف مین رکھنا ہو سو وہان رکھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے واہواہ واہواہ یہہ بہت فایدے کا مال ہے اُسکو اپنے چچیرے بھائیون کو دو پھر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ وہ باغ اپنے چچیرے بھائیون مین بانٹ دے وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ اور جو چیز خرچ کروگے سو وہ اللہ کو معلوم ہے یعنے اگر پاک اور حلال مال اللہ کی راہ مین دوگے تو اللہ تعالی اُسکو نیک جزا دیگا اگر پاک اور حلال نہو تو اُسکو اللہ تعالی قبول نہین کرتا كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ سب کھانیکی چیزین حلال تھین بنی اسرائیل پر یہہ آیت نازل ہونے کا سبب یہہ ہے یہودیون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہے تم کہتے ہو مین ابراہیم کی ملت پر ہون ابراہیم تو اونٹ کا گوشت اور دودھ نہین کھاتے تھے تم اُسکو جو کھاتے ہو تو ابراہیم کی ملت پر نہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ابراہیم علیہ السلام پر وہ حلال تھا یہود کہے ہم جسکو حرام جانتے ہین وہ نوح اور ابراہیم کے وقت سے آج تک حرام ہین تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا اور کہدیا سب کھانیکی چیزین ابراہیم پر اور اسرائیل کی اولاد پر حلال تھین اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَاۗءِيْلُ عَلٰي نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ مگر جو حرام کرلی تھی

اسرائیل نے اپنی جان پر توریت نازل ہونے کے آگے اسرائیل لقب ہے یعقوب بن اسحق بن ابراہیم کا یعقوب علیہ السلام اپنے پر کون سی چیز حرام کئے تھے اسمین اختلاف ہے مقاتل اور کلبی کہتے ہین یعقوب علیہ السلام بہت بیمار تھے نذر کئے اگر اس بیماری سے مجھکو شفا ہو تو مرغوب غذا ترک کرونگا اونٹ کا گوشت اور دودھ انکا بہت مرغوب تھا بیماری سے شفا ہوئی بعد اُن دونون کو اپنے پر حرام کئے اسکو طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کیا ہے بعضے کہتے ہین یعقوب علیہ السلام رگون کو اپنے پر حرام کئے کیونکہ وہ اردن شہر مین تھے اپنے بھائی عیص سے بھاگ کر بیت المقدس کا راستہ لئے راہ مین فرشتہ بصورت انسان نمود ہوا یعقوب قوی ہیکل تھے اُسکو چور تصور کرکے کشتی کرنا شروع کئے فرشتہ آپکی ران دابا اور آسمان پر چلا گیا یعقوب کو عرق النسا کی بیماری بہت شدت سے ہوئی تمام شب درد سے بیقرار رہتے سو نذر کئے اگر مجھکو اس بیماری سے شفا ہوگی تو رگ نہ کھاؤنگا صحت ہوئی بعد گوشت کھائے تو اُس مین کی رگین چنکر نکال دیتے انکے بعد انکی اولاد بھی ویسا ہی رگین نکال کے کھایا کرتے تھے قُلْ فَأْتُوا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ تو کہہ لاؤ توراۃ اور تم پڑھو اگر سچے ہو یعنے تم سچے ہو تو توریت لاکر اسمین بتا دو پھر وے توراۃ نہین لائے تا اپنی قلعی نہ کھل جائے فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ پھر جو کوئی باندھے اللہ پر جھوٹھ اُسکے بعد تو وہی ہین بے انصاف یعنے جب دلیل سے معلوم ہوا کہ حرمت اُسکی یعقوب علیہ السلام کی طرف سے ہوئی اُسکے پہلے وے حرام نہ تھے تو اس کا خلاف جھوٹھ باندھنے والا عذاب کا مستحق ہے قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا تو کہہ سچ فرمایا اللہ نے سو اب تابع ہو جاؤ دین ابراہیم کے جو ایک طرف کا تھا یعنے اللہ تعالی جو خبر دیا بنی اسرائیل پر سب کھانے حلال تھے مگر اسرائیل علیہ السلام جو اپنے پر حرام کیا وہی خبر سچ ہے یہود جو کہتے ہین جھوٹھے ہین اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس دین کی دعوت کرتے ہین وہی دین حق ہے ابراہیم کا دین وہی تھا تم اپنی یہودیت چھوڑ کے دین اسلام کو قبول کرو وَمَا كَانَ

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اور نہین تھا یعنے ابراہیم شرک کرنے والا اس مین تعریض ہے یہود کو کہ وے اللہ کا

ساجھی ٹھہراتے ہین اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ تحقیق

پہلا گھر جو ٹھہرا لوگون کے واسطے یہی ہے جو بکہ مین برکت والا اور نیک راہ بتلانے والا لوگون کو اس آیت کی شان نزول یہہ ہے کہ یہود بیت مقدس

جو اپنا قبلہ ہے کعبہ سے افضل ہے اور اسکی بنا کعبہ سے پہلے ہے انبیا کی ہجرت گاہ اور انکی قبلہ گاہ اور محشر کی جگہہ وہی ہے مسلمانون نے کہا کعبہ افضل ہے تب

اللہ تعالی نے یہہ آیت نازل کیا پہلا گھر جو فرمایا اس سے مراد عبادت گاہ ہے کعبہ پہلی مسجد ہے جسکی بنا اللہ تعالے

کی عبادت کیواسطے ہوئی بخاری اور مسلم ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین بولا مین نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے پوچھا کون سی مسجد زمین پر پہلے بنا ہوئی آپ فرمائے مسجد حرام مین نے پوچھا اسکی

بعد کونسی تو فرمائے مسجد اقصی مین نے پوچھا دونون مسجدونکی بنا مین کتنے روز کا فاصلہ تھا فرمائے

چالیس سال کا کعبہ کی بنا کس وقت ہوئی اس مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کعبہ پہلا گھر ہے جو زمین

پر بنایا بیہقی نے دلایل النبوۃ مین عبداللہ بن عمر سے مرفوع روایت کیا ہے کہ اللہ تعالی نے جبرئیل کو آدم

علیہ السلام کے پاس بھیجا اور کعبہ بنانیکا حکم کیا آدم اسکو تیار کئے بعد حکم ہوا کہ اسکا طواف کرو اور انکو

کہے تم پہلے انسان ہو اور یہہ پہلا گھر ہے انسانونکے لئے بعضے کہتے ہین اسکو آدم کے آگے فرشتے بنائے تھے

وہب بن منبہ سے منقول ہے کہ اسکو شیث بنائے حافظ عسقلانی نے کہا ہے آدم اسکو پہلے بنانا جو کہے

وہی قول معتبر ہے انکے بعد ابراہیم علیہ السلام اسکو بنائے بعد بنی جرہم اور عمالقہ بھی بنائے بعد قریش بنائے

اسکو دو دروازہ تھے ایک ہی دروازہ رکھے زمین پر تھا سو اسکا زینہ بلند کئے اور جنوب کی جہت مین

ساتھ ہاتھ کے قریب طول مین کم کرکے بنائے اور اوپر سقف کئے بعد ابن الزبیر اسکو توڑ کے ابراہیم

قواعد پر اسکو بنائے ان کے بعد حجاج بن یوسف نے کچھ تغیر دیا اور جنوب کی جہت کی دیوار توڑ کے

قریش کی بنا کے موافق کیا پشت کی طرف کا دروازہ بند کیا اور زینہ بلند کیا جیسا قریش کے وقت تھا

اسکے بعد پنجشنبہ کی شب شعبان کی بیسوین تاریخ سنہ ایکہزار انچالیس ہجری مین مسجد الحرام مین پانی کی

سیل بڑی شدت سے آئی سو جنوبی دیوار جو حجاج بنایا تھا تمام گر پڑی شرقی جانب کی دیوار جدھر کعبہ کا

دروازہ ہے آدھی دیوار اور غربی جہت کی تہائی دیوار ضائع ہوئی شمالی دیوار فقط باقی تھی سو انین

بھی خلل آیا سلطان مراد خان بن سلطان احمد خان عثمانی نے تعمیر کا حکم فرمایا اور بہت سا پیسا روانہ
کیا سو جمادی الثانی کی دسوین کو سنہ ایکہزار چالیس ہجری مین دیوارین جو باقی تھین اُسکو توڑکے سہ شنبہ
کے دن اُسی مہینے کی پچیسوین کو نئی بنا شروع کئے مسجد کے مینار اور دروازے وغیرہ جو ضایع ہوے تھے
سب کی مرمت کئے ذی القعدہ کی بیسوین کو اسی سال مین فراغت پائے کعبہ کی بنا جو اب موجود ہی سلطان
مراد خان کی ہے متقدمین کے تاریخون مین جو اُن کے وقت حجاج کی بنا تھی سو وے کہتے ہین اب بنا جو موجود ہی حجاج کی ہے
سو عوام کو اُسکی اطلاع نہ رہنے سے ایسا ہی کہتے ہین یہ بات غلط ہی واللہ اعلم اور بکہ نام مکہ کا ہے بعضے
کہتے ہین کعبہ جس جگہ ہے اس جگہ کا نام بکہ ہے تمام شہر کا نام مکہ ہے اور مبارک کہا کیونکہ وہان لوگون کو بہت
نفع اور خوبی ہے جو کوئی حج یا عمرہ بجا لاوے یا طواف کرے یا اعتکاف بیٹھے یا نماز گذارے تو اُسکو
بڑا ثواب ملتا ہی جہان کے لوگون کو ہدایت بولا کیا واسطے کہ وہ مومنون کا قبلہ ہے نماز کی جہت کے واسطے
اُسی سے راہ پاتے ہین یا جنت مین جانے کے لئے وہ راہ ہے کیونکہ جو اُسکی جہت طرف متوجہ ہو کے
نماز پڑھے وہ مومن ہے جو مومن ہو وہ بہشت مین جائیگا فِيهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ اُس مین نشانیاں ظاہر ہین
یعنے کعبہ کی حرمت اور فضیلت پر بہت سی نشانیان ظاہر ہین اب اُن نشانیون سے ایک نشانی بیان فرماتا ہے
مَقَامُ اِبْرٰهِيْمَ کھڑے ہونیکی جگہ ابراہیم کی ہے مقام کا لفظ ترکیب مین یا مبتدا ہے اُسکی خبر محذوف ہے
اب تقدیر یون ہو گی منہا مقام ابراہیم یعنے اُنہین نشانیون سے مقام ابراہیم ہے یا خبر ہے اُسکا مبتدا محذوف
اب تقدیر یون ہو گی احدہا مقام ابراہیم یعنے ایک اُن نشانیون سے مقام ابراہیم ہے یا بدل پڑھا ہے
آیات کا بدل بعض من کل مقام ابراہیم سے مراد پتھر ہے جسپر ابراہیم علیہ السلام کے دونون پاؤن کے
نشان ہی اُس پر نشان اُٹھنیکا سبب یہہ ہے کعبے کی بنا جب بلند ہوئی اور ابراہیم علیہ السلام ضعف کے
سبب سے پتھر اٹھا نہین سکے تب اُس پتھر پر کھڑے ہوئے اُنکے دونون پاؤن پتھر مین دھس گئے یہی قول
مشہور ہے بعضے کہتے ہین ابراہیم علیہ السلام شام سے مکہ کو جب آنے لگے تو سارہ آپ سے قسم لئے کہ جاکے
وہین آنا وہان نہ اترنا جب مکہ مین آئے اسمعیل علیہ السلام کی بی بی کہے آپ اُترکے اپنا سر دھو لیجئے ابراہیم
نہین اُترے تب اُس نے پتھر لے آکے اُنکے داہنی طرف رکھی اُس پر پاؤن رکھے اور آپکا داہنی طرف

دھوئی بعد بائین طرف رکھکے بائین طرف دھوئی اور اُس پتھر پر آپکے پانون کا نقش اُٹھا یعنے کہتے ہین
لوگون کو حج کے واسطے آنکی ندا جو کئے اُس پتھر پر کھڑے ہوکے کئے سو آپکے قدمون کے نشان اُس پر اُٹھے
اور پھر اُس مین کھٹنون تک دھسا اور وہ پتھر دشمنون کے ہاتھ سے بچ کے آجتک رہنا اللہ تعالی کی
قدرت کاملہ اور ابراہیم علیہ السلام کی نبوت پر دلالت کرتا ہی وَمَنۡ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا
اور جو کوئی اندر آیا اُسکو امن ملا یہہ بھی ایک نشانی ہے اُسکے نشانیون سے عرب جنگ کرتے اور
لوٹتے تھے جب کوئی حرم مین آجاوے تو وہ اپنی جان اور مال کا امن پاتا تھا یا امن ملنا قیامت مین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کوئی شخص دو حرم سے یعنے مکہ اور مدینہ سے کسی ایک مین مرے تو
قیامت کے دن امن سے اُٹھیگا اس حدیث کو ابو داود طیالسی اپنی مسند مین اور بیہقی شعب الایمان مین
عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین اسحق بن راہویہ اپنی مسند مین اور بیہقی شعب الایمان مین انس
رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین طبرانی معجم کبیر اور اوسط مین اور بیہقی شعب الایمان مین جابر رضی اللہ
عنہ سے روایت کئے ہین دارقطنی اپنی سنن مین حاطب بن ابی بلتعہ کی حدیث سے روایت کیا ہی
ان تمام روایتون مین ضعف ہی مگر سب طریقون کے دیکھنے حدیث کو قوت ہوتی ہے اسی سلئے
جلال الدین سیوطی نے کہا کہ یہہ حدیث حسن ہی اللہ صاحب نے اُسکی نشانیون سے دو نشانی پر اقتصار کیا کیونکہ
ان دونون کا ذکر کرنا کافی ہے اُنکے سوائے اور بھی نشانیان موجود ہین پرندہ کعبہ کی اوپر سے
نہین اُڑتا وہان جب پہنچتا ہے داہنے یا بائین طرف ہو جاتا ہے اور وہان کے درندے حرم مین شکار
دیکھے تو نہین پکڑتے اگر شکار کا پیچھا کرے شکار حرم مین آجاوے تو اُس سے باز آتے ہین اور کوئی پرندہ
کعبہ پر نہین بیٹھتا مگر کبوتر بیمار ہوتا ہے تو شفا حاصل ہونے کو وہان بیٹھتا ہے اور اُس پر بیٹ نہین کرتا
اور جو حرم کی حرمت کو توڑتا ہے اللہ تعالی اُسکو جلد سزا دیتا ہے اور جو جبار اُس سے بد ارادہ کرتا ہے
تو اللہ تعالی اُسکو ہلاک کرتا ہے **تنبیہ** علماء متقدمین اپنے مشاہدے کو ذکر کئے ہین کہ کعبہ پر سے کوئی
پرندہ نہین اُڑتا ان کے بعد کے علما لکھے ہین حلال جانور اس پر سے نہین اُڑتا فواسق جانور جیسے چیل
اُس پر سے اُڑتے ہین کبوتر اُس پر نہین بیٹھتا مگر بیمار ہو تو لیکن ہمارے زمانہ مین نقشہ یہہ ہے چیل ابابیل

وغیرہ اُسکے اوپر سے اڑتے ہین کبوتر کی ٹکڑی جب وہان پہنچتی ہے تو پھوٹ کے داھنے اور بائین طرف
ہوکے اُڑتی ہے مگر بعضے کبوتر اوپر سے گذر جاتے ہین اکثر کبوتر جفتی واسطے کعبے کے اوپر جاکے بیٹھتے ہین بندۂ
عاصی اُسکا سبب ایسا سمجھتا ہے اوّل کے لوگ کعبہ کی نہایت حرمت کرتے تھے اِس لئے جانور بھی کوئی
اُسپر سے نہین گذرتا تھا انسان اشرف المخلوقات ہوکے اُسکی تعظیم مین قصور کرتے ہین تو جانور بھی اُسکی
تعظیم مین قصور کرتے ہین اِس لئے اب جانور وہ تعظیم نہین کرتے جو سابق مین کرتے تھے واللہ اعلم ابو حنیفہ
کہتے ہین یہہ جملہ اگرچہ ظاہر مین خبر ہے لیکن معنی مین امر ہے گویا معنی یون ہے جو وہان جاوے تو اُسکو امن
دیوے اور اس سے دلیل لیتے ہین کہ اگر کسی نے حرم کے باہر جنایت کیا اور حرم مین جاکر پناہ لیا تو اُسکو
وہان قتل نہ کرنا خواہ یہہ قتل قصاص کا ہو یا زنا کا حد یا ردت کا پر اُسکو کھلانے پینے سے روکنا تا لاچار
ہوکر باہر نکل آوے شافعی کہتے ہین روہین قتل کرنا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن خطل کو قتل
کیئے اور آیت کو ظاہر پر جو خبر ہے حمل کرنا ممکن ہتے پر اُسکو امر لینا خلافِ قانون ہے امن ثابت ہونے
کوئی ایک وجہ سے امن پایا جانا بس ہے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا
اور اللہ کا حق ہے لوگون پر حج کرنا اُس گھر کا جو کوئی پاوے اس تک راہ اِس آیت سے اللہ تعالی نے
بندون پر حج فرض کیا اسلام کے پانچ رکن مین حج بھی ایک رکن ہے اُسکی فرضیت کا منکر کافر ہے
بخاری اور مسلم وغیرہما عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے اسلام کی بنا پانچ چیز پر ہے گواہی دینا کوئی معبود نہین سوا اللہ کے اور محمد اللہ کا رسول اور
نماز پڑھنا اور زکوٰۃ دینا اور حج کرنا اور روزے رمضان کے رکھنا حج کی معنی اصل مین قصد کرنا شرع
مین بیت اللہ کی زیارت کا مخصوص طور پر قصد کرنا بیت گھر کو کہتے ہین اُسپر الف لام لاکے البیت کہے تو
بیت اللہ مراد ہے اُسکی فرضیت کیواسطے اللہ تعالی نے وہان پہنچنے کی استطاعت ہونا شرط کیا جسکو
استطاعت نہین اُسپر حج فرض نہین استطاعت کی معنی زاد راحلہ یعنے توشہ اور سواری کر کر جو حدیث مین
آیا ہے انس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کیئے ہین لیکن
اُسکی سند مین ابراہیم بن یزید خوزی ہے وہ ضعیف ہے اور حاکم نے انس کی حدیث سے روایت کیا ہے

اُسکی سند مین بھی علت ہی اور دارقطنی اور حاکم قتادہ سے وہ انس سے روایت کیا ہی اُسمین بھی علت
ہے اور ابن ماجہ نے ابن عباس سے مرفوع روایت کیا ہی اُسکی سند بھی ضعیف ہی اور دارقطنی نے
اسکو علی اور ابن مسعود اور عایشہ اور جابر اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہی اُن
تمام روایتون کی سندین ضعیف ہین لیکن سب طریقون کو جمع کرنے سے اُسکے اصل ہونا معلوم ہوتا ہے
فقہا کہتے ہین استطاعت دو قسم کی ہی ایک استطاعت خود حج ادا کرنیکی دوسری استطاعت غیر سے کروانیکی خود ادا کرنیکی استطاعت یہہ ہی حج کو جاکر
آنے تک کا خرچ اپنا اور اپنے اہل وعیال کا ہونا اور سواری رہنا مگر دو مرحلے کے اندر کوئی شخص رہتا ہی تو اسکو
سواری ہونا شرط نہین اور سواری پر بیٹھنے کی طاقت ہونا اور راہ مین امن رہنا غیر سے حج کروانیکی استطاعت
یہہ ہے کہ خود حج کو جانے سے عاجز ہے لیکن غیر کو پیسے دیکے حج کروا سکتا ہی تو حج کروانا فرض ہی وَمَنْ كَفَرَ
فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ○ اور جو منکر ہوا تو اللہ پروا نہین رکھتا لوگون کی یعنی اللہ تعالی نے حج جو فرض
کیا ہی اُسکو کوئی انکار کیا تو اللہ کا کچھ بگاڑتا نہین عالمین سے مراد جن اور انسان اور فرشتے ہین سعید
بن المسیب کہتا ہے یہہ آیت یہود کے حق مین اُتری وے کہتے تھے حج کرنا فرض نہین سدی کہتا ہی جسکو حج کی استطاعت ہے
اور حج نہ کرکے مرگیا تو وہ کافر ہے اُسکی دلیل حدیث ہی علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی جسکو ترمذی نے روایت کیا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو زاد و راحلہ اللہ کے گھر کو جانے کا پاوے اور نہ جاوے تو یہودی ہو کے
مرے یا نصرانی یعنی یہودی یا نصرانی ہو کر مرنا اور حج ادا نہ کرکے مرنا دونو برابر ہین لیکن اس حدیث کی سند مین
ہلال بن عبداللہ ہے وہ مجہول ہے اور حارث ضعیف ہی اور سعید بن منصور اور امام احمد اور ابویعلی
اور دارمی اور بیہقی شعب مین ابی اُمامہ سے مرفوعاً روایت کئے ہین کہ جس کو حج کرنے سے ظاہر حاجت
یا ظالم حاکم یا سخت بیماری منع نہ کرے پھر وہ حج نکرکے مرا تو یہودی ہوکے مرے یا نصرانی اس حدیث کی سند
مین لیث بن ابی سلیم ہی وہ ضعیف ہی اور شریک ہی وہ سیئی الحفظ ہی اور اس کو امام احمد نے کتاب الایمان
مین سفیان ثوری کی طریق سے مرسل روایت کیا ہی اور سعید بن منصور اور بیہقی عمر بن الخطاب سے اس حدیث
کے مثل موقوف روایت کئے ہین اور اسکی سند صحیح ہی حافظ عسقلانی وغیرہ کہتے ہین کہ ان طریقون کے
دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اس حدیث کو اصل ہی اور ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات مین جو داخل کیا سو

خطا کیا اور یہہ حدیث اُس شخص کے حق مین ہے جسنے حج کو باوجود استطاعت کے ترک کرنا حلال سمجھا یا
اُسکے کرنے کو ثواب اور نہ کرنے کو گناہ نہین سمجھا بعضے کہتے ہین یہہ جملہ علحدہ ہے ماقبل سے تعلق نہین اور وہ
وعید ہے کافرون کو قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ تو کہہ ای اہل کتاب کیون منکر
ہوتے ہو اللہ کی آیتون سے اہل کتاب سے مراد یا اُنکے علما ہین کہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اُنکے پاس متحقق
تھی یا سب اہل کتاب ہین جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے منکر ہین مخصوص اہل کتاب کو خطاب کرنے مین
اشارہ ہے کہ اِنکا کفر بہت قبیح ہے اگرچہ وے کہتے ہین کہ ہم توریت و انجیل پر ایمان لائے ہین پر وے ان کتابونکے
منکر ہین آیات سے نشانیان مراد ہین جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلالت کرتی ہین وَاللَّهُ شَهِيدٌ
عَلَىٰ مَا تَعْمَلُونَ اور اللہ کے روبرو ہے جو کرتے ہو یعنے اللہ تعالی تمہارے سب کامون پر مطلع ہے اُنکا
بدلا دیگا قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ آمَنَ تَبْغُونَهَا عِوَجًا
تو کہہ ای اہل کتاب کیون روکتے ہو اللہ کی راہ سے ایمان لانے والے کو تم ڈھونڈھتے ہو اُس راہ
مین کجی یعنے اللہ تعالی پر جو شخص ایمان لاتا ہے اُسکو اللہ کی راہ مین کجی ہے کرکے کیون پھیرتے ہو یہود کی
عادت تھی مسلمانون کو شبہہ مین ڈالنے کو جو کوئی ایمان لانا چاہتا تو اُسکو روکتے اور کہتے توریت مین نبی کی صفت
جو مذکور ہے وہ صفت محمد مین نہین اور کہتے موسی کی شریعت قیامت تک باقی ہے کرکے توریت مین آیا ہے
اور کہتے اللہ کے احکام بھی کہین منسوخ ہوتے ہین وَأَنتُمْ شُهَدَاءُ اور تم خبر رکھتے ہو یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کی نعت توریت مین مذکور ہوئی اور دین اسلام کا پسندیدہ اللہ ہونا تم کو خوب معلوم ہے وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ
عَمَّا تَعْمَلُونَ اور اللہ بیخبر نہین تمہارے کام سے یعنے تمہارے کفر اور جھٹلانے سے اور مومنونکو فریب
دینے سے اللہ غافل نہین جزا دینے کا وقت آئیگا تو جزا دیگا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ای ایمان والو
اِن آیتون کی شان نزول کو ابن جریر طبری نے زید بن اسلم سے یون روایت کیا ہے کہ شاس بن قیس
ایک یہودی تھا بوڑھا بڑا سخت کافر مسلمانون سے نہایت عداوت رکھتا سو ایک روز دیکھا چند
لوگ اوس اور خزرج کے باہم مل کر بات چیت کر رہے ہین انہون کی اُلفت اور دوستی اُسکو بری
لگی کہ زمانہ سابق مین یہہ لوگ باہم عداوت رکھتے تھے اب یہہ بہت آپس مین دوست ہین یہہ بری بات ہے

اگر یہی قبیلے یعنے اوس اور خزرج باہم ملکے ہمارے پر کمر باندھے تو ہمکو اس شہرون مین رہنا دشوار ہوگا
پھر ایک یہودی اُسکے ساتھ تھا سو اُسکو بولا تو اُن مین جاکے بیٹھ اور بُعاث کے جنگ کا احوال بیان کر اور
بیتین اُس مین جو بنائے ہین پڑھکے سُنا بعاث کا روز وہ تھا جس مین اوس اور خزرج کا جنگ ہوا تھا اور
فتح اوسیونکو ہوئی تھی وہ یہودی جاکے اُنکو اُس روز کا احوال بولا اور بیتین پڑھنے لگا اوس اور خزرج
آپس مین فخریہ کرنے لگے آخر دونون قبیلے والون مین جھگڑا لگا اوس بن قبطی اوسی اور جبار بن صخر
خزرجی اپنے گرڈگون پر آکے لڑنے لگے ایک بولا تم چاہتے ہو تو اُس جنگ کو آج کے دن ہم تازہ کر بتلاتے
ہین پھر دونون قبیلے والے تیز ہوکے کہنے لگے مدینے کے باہر جنگ کو چلیو اور ہتیار باندھے پھر اوس اور
خزرج کے درمیان جاہلیت مین جو دعوی تھا اُس دعوی کے واسطے حرے پاس جمع ہونے لگے یہہ خبر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپ چند مہاجرین کو جو وہان موجود تھے لیکے انصار پاس تشریف لیگئے اور کہے
اے مسلمانو تمہارے درمیان مین موجود ہوتے پر کیا تم جاہلیت کے رسوم اختیار کرتے ہو تمکو اللہ تعالی اسلام
کی عزت دیا اور جاہلیت کے عہدین توڑا اور تمہارے مین الفت ڈالا کیا پھر جیسے تھے ویسے ہی کافر
بنتے ہو دیکھو اللہ سے ڈرو تب انصار سمجھے کہ یہہ شیطان کا فساد تھا دشمنون دآو کئے تھے پھر ہتیار ڈالدیکے
رونے لگے اور ایک کے ایک گلے لگے اور سب ملکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئے اس پر اللہ تعالی نے
یہہ آیت نازل کیا إِنْ تُطِيعُوا فَرِيقًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوكُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ
كَافِرِينَ اگر تم مانوگے بعضے اہل کتاب کی بات تو پھیر دینگے تمکو ایمان لائے پیچھے کافر وَكَيْفَ
تَكْفُرُونَ وَأَنْتُمْ تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللَّهِ وَفِيكُمْ رَسُولُهُ اور تم کسطرح منکر ہوتے ہو اور
تم پر پڑھی جاتی ہین آیتین اللہ تعالی کے اور تم مین اُسکا رسول ہے اللہ تعالی انکی سرزنش کے واسطے یہہ
فرماتا ہے کہ تمہارے پاس کفر کا دخل ہونا نہایت بعید ہے کیونکہ اللہ کے آیتین یعنے قرآن جو معجزہ ہے
اُسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھکے سُناتے ہین اور اللہ کا رسول یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے
بیچ موجود ہے تمکو وعظ و نصیحت کرتا ہے اور تمکو کچھ شبہہ ہو تو اُسکو دفع کرتا ہے وَمَنْ يَعْتَصِمْ
بِاللَّهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ع اور جو کوئی مضبوط پکڑے اللہ کو پھر وہ پہنچا سیدھی راہ پر

یعنے جو کوئی اللہ کے دین کو اختیار کرے اور اپنے امور مین اُسی سے التجا کرے تو وہ شخص راہِ حق کو
پایا یَاۤ اَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ ای ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے
جیسا چاہئے اُس سے ڈرنا یعنے اُس سے پورا ڈرنا واجبات کو ادا کرنا اور حرام سے باز رہنا عبدالرزاق
اور فریابی اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اپنی تفسیرون مین اور طبرانی معجم مین اور
حاکم مستدرک مین اور ابونعیم حلیہ مین عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے حق
ڈرنیکا یہہ ہے اُسکی ایسی فرمانبرداری کرنا کہ اُس مین نافرمانی نہ ہو ایسا شکر کرنا کہ اُسمین ناشکری نہو
ایسا ذکر کرنا کہ اُسمین فراموشی نہو حاکم اُسکی تصحیح کیا ہے ابن مردویہ نے اُسکو مرفوع بھی روایت کیا ہے
مفسرین کو اس جملہ کے حکم مین اختلاف ہے سعید بن جبیر اور قتادہ اور سدی کہتے ہین یہہ منسوخ ہے اس آیت
کے نازل ہونے سے صحابہ کو بہت گھبراہٹ ہوئی عرض کئے یا رسول اللہ کِسکو اسکی طاقت ہے کہ اُس سے
پورا ڈرے تب اللہ تعالی اس آیت کی ناسخ جو سورۂ تغابن مین ہے نازل کیا فاتقوا اللہ ما استطعتم طاؤس
وغیرہ کہتے ہین یہہ جملہ منسوخ نہین بلکہ محکم ہے پورا ڈر وہی ہے جو اپنے پر لازم ہے اُسکو اپنی طاقت کے
موافق ادا کرنا وَلَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ اور نہ مریو مگر مسلمان اس جگہ اگرچہ نہ مریو کہکر
نہی کا صیغہ فرمایا لکن مقصود اُس سے اسلام پر رہنے کے لئے امر ہے گویا معنی یون ہے اسلام کی حالت
پر تم ثابت رہو اگر موت آوے تو اسی حالت مین آوے ترمذی اور بغوی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کئے ہین کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کو پڑھے یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ
حق تقاتہ ولاتموتن الا وانتم مسلمون اور فرمائے زقوم کا ایک قطرہ اگر زمین پر گرے تو اہل
دنیا کا تمام معاش تلخ ہو جائیگا جسکو زقوم کے سوائے کچھ کھانا نہ ہو تو اُسکا کیا حال ہوگا ترمذی نے
کہا یہہ حدیث حسن صحیح ہے وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا اور مضبوط پکڑو اللہ کی رسی سب ملکے
اللہ کی رسی سے مراد اللہ کا دین ہے یعنے دین اسلام کو اختیار کرو اسکو رسی سے تعبیر کیا کیونکہ کوئی
باریک تنگ راہ مین گذرنا چاہے اور پیر پھسلنے کا اندیشہ ہووے تو رسی جسکی دونون طرف راہ کے
دو جانب سے باندھے ہون پکڑے تو اُسکو خوف نہین رہتا حق کی راہ بھی بہت باریک تنگ ہی اکثر

لوگون کی آسپر لغزش پاتے ہین جسنے دین اسلام مضبوط پکڑا تو بڑے خوف سے نجات پایا بعضے کہتے ہین اُس سے
مراد قرآن ہی کیونکہ جو اُسکے احکام پر چلیگا تو اُسکو نجات ہوگی مسلم نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہا سے غدیر خم کی
حدیث مین روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مین تمہارے مین دو گران چیز چھوڑ کے جاتا ہون
ایک تو کتاب اللہ ہی وہ اللہ کی رسی ہے جو اُسکی پیروی کریگا ہدایت پایا جو اُسکو ترک کیا تو گمراہ ہوا دوسری
چیز میرے اہل بیت ہین الحدیث ترمذی اور دارمی علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے خبردار عنقریب فتنے ہونگے مین نے کہا یا رسول اللہ اُس فتنہ سے نکلنے کی کونسی
راہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کتاب اللہ ہی اسمین تمہارے قبل کی اور بعد کی خبر ہی اور تم آپسمین
چلنے کا حکم ہے وہی فصل ہی بیہودہ نہین جو ستمگار اُسکو ترک کریگا اللہ اُسکے پرزے پرزے کریگا جو
اُسکے غیر مین سیدھی راہ طلب کریگا اللہ اُسکو گمراہ کریگا وہی اللہ کی مضبوط رسی ہے وہی پکی نصیحت ہے
وہی سیدھی راہ ہی وہی ہے جو اُسکی سبب سے خواہش ہای نفس میل نہین کرتے اور زبان اُس سے مخلوط نہین ہوتی
اور علما اُس سے سیر نہین ہوتے اور بہت بار اُسکو تکرار کرنے سے کہنہ نہین ہوتا اور اُسکے عجایب تمام نہین ہوتے
وہی ہے جنات اُسکو سُنے تو چپ نہ ہو سکے کہہ دئے کہ ہم نے سُنا ہی ایک عجب قرآن سمجھاتا نیک راہ
سو ہم اسپر ایمان لائے جو اُسکی بات بولا تو سچ بولا اور جو اسپر عمل کیا تو ثواب پایا اور جو اسمین کا حکم کیا
تو عدل کیا اور جو اُسکی طرف دعوت کیا تو سیدھی راہ پر چلا ترمذی نے کہا اس حدیث کی سند مین مجہول
شخص ہے اور اُسکی سند مین حارث اعور ہے اُسمین مقال ہے اس حدیث کو ایک شاہد بھی ہے طبرانی نے اُسکو
معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی اور اُسکو حاکم ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی
روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یہ قرآن اللہ کی مضبوط
رسی ہے اور کھلا نور ہے اور شفاء نافع ہے اُسکے پکڑنے والے کی خاطر بچاؤ ہے
الحدیث حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے حافظ عسقلانی نے کہا کہ اُسکے سلسلے مین ابراہیم ہجری ہی
ضعیف ہی وَلَا تَفَرَّقُوا اور پھوٹ نہ جاو یعنی اسلام لا لیکے آپس مین جدائی نہ کرو جیسا اہل کتاب کئے

یا جیسا تمہارے پیش از اسلام کے پھوٹتی وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً

فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖۤ اِخْوَانًا اور یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب تھے تم
آپس مین دشمن پھر اُلفت دی تمہارے دلون مین اب ہو گئے اُسکے فضل سے بھائی یعنے اسلام سے آنیکے
قبل تمہارے بیچ عداوت تھی آپس مین جنگ کر رہے تھے اسلام کے سبب سے تمہارے دلونمین محبت اور الفت
کو ڈالا اب آپس مین محبت اور اتفاق ہو گیا سب اکٹھے ہوئے جیسا بھائی اس آیت مین اللہ تعالیٰ نے اوس
و خزرج کے درمیان پیشین از اسلام کے مخالفت جو تھی اُسکی طرف اشارہ کیا اُنکا قصہ یہہ ہے اوس اور خزرج
دو بھائی تھے اُنکی ماں قیلہ اور اُنکا باپ حارثہ بن عمرو بن عامر اوس کو ایک فرزند ہوا اُسکا نام مالک خزرج
کو پانچ فرزند ہوئے اُن کے نام عمرو عوف جشم کعب حارث اُنکی اولاد مدینہ مین ایک مدت رہی سب مین
دوستی تھی بعد اُسکے اوس کا ایک شخص خزرج کے حلیف کو قتل کیا خزرج اُسکے بدلے مین ایک اوس کو قتل کرنا چاہے
اوس نہ مانے کیونکہ اُنھون مین دستور تھا حلیف کے بدلے مین اصل کو نہ مارنا پھر دونون قبیلے والون مین جنگ
شروع ہوئی ایک سو بیس سال تک باہم جنگ ہوتا تھا اخیر جنگ جو ہوا اُسکا نام یوم بعاث ہے اُسکے
بعد اسلام لائے اور جنگ مٹ گیا اُن جنگونمین اکثر فتح خزرج کو ہوا کرتی تھی اوس عاجز ہوکے بنی قریظہ
کمک چاہے خزرج اُنکو دبائے اور یہود سے چالیس شخص کو لیکے اپنے پاس گرو رکھے اسلئے یہود اوس کی کمک نکرے
اوس کے چند قبیلے عاجز ہوکے خزرج مین مل گئے اور بعضے وطن چھوڑکے خیبر کی طرف نکل گئے بعد جو جنگ ہوا اُسمین
اوس کے بہت سے لوگ مارے گئے اوس چاہتے قریش کے حلیف ہونا سو ظاہر کئے ہم مکہ کو عمرے کی خاطر جاتے ہین
اُنہین دستور تھا حج کو یا عمرے کو جانیکا ارادہ کرے تو جنگ موقوف رہتا اس حیلے سے مکہ کو آئے لیکن مطلب
حاصل نہونے سے پھر گئے بعد سوید بن صامت مکہ کو حج یا عمرے کے واسطے آیا اُنہین بہت دانا تھا اُنکی قوم اُسکی
دانائی کے نظر کرتے اُسکو کامل کہا کرتے اُن دنون مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے قبیلون پاس
جاکے اُنکو دعوت کیا کرتے تھے سوید کے آنیکی خبر سنکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسکے پاس گئے اور اُنکو
اسلام کی دعوت کئے سوید نے کہا شاید تمہارے پاس وہی ہے جو میرے پاس ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے تیرے پاس کیا ہے بولا لقمان کی حکمت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وہ کیا حکمت ہے
سو کہہ وہ کچھ باتین کہہ سنایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یہہ خوب سخن ہے لیکن میرے پاس جو ہے

ان سے بہتر ہے وہ قرآن ہے اللہ تعالیٰ نے اُسکو میرے پر روشنائی اور ہدایت کے واسطے نازل کیا ہے
پھر آپ کچھ آیتیں پڑھے اور اُسکو اسلام کی دعوت کئے اُسنے انکار نہ کیا اور بولا یہہ خوب باتیں ہیں پھر
مدینہ کو گیا خزرج اُسکو قتل کئے سوید کی قوم والے کہتے تھے کہ وہ مسلمان مرا بعد اوس کے قبیلے سے ابو الحیسر
انس بن رافع بنی عبد الاشہل کے چند جوانوں کو اپنے ساتھ لیکے مکہ کو قریش سے حلف کرنیکی خاطر آیا
ان لوگوں میں ایاس بن معاذ بھی تھا انکے آنیکی خبر سُنکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لیگئے
اور فرمائے تم جسکے لئے آئے ہو اس سے بہتر بات میں تمکو بولتا ہوں تم اُسکو مانو کہے وہ کیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھکو بندوں کی طرف بھیجا ہے تا سبکو دعوت
کروں اور سب اُس خدائے واحد لاشریک لہ کی عبادت کریں اور مجھ پر قرآن نازل کیا اور آیتیں پڑھکے
سنائے اور انکو اسلام کی دعوت کرے ایاس بن معاذ اُن میں لڑکا کم سن تھا پکار اُٹھا اے لوگو تم
جس بات کیواسطے آئے ہو اُس سے یہہ بہتر ہے ابو الحیسر نے زمین پر سے مٹی کنکر اٹھاکر ایاس بن معاذ کے
منھ پر مارا اور بولا خاموش ہو ہم اسکے واسطے نہیں آئے ہیں ایاس بن معاذ چپکا ہو رہا اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اُنکے پاس سے چلے آئے اور وہ لوگ مدینہ کو گئے غرض خزرج کو فتح پر فتح جو ہوتی تھی اس سے
خزرج فخر کرنے لگے اور اوسیونکی ہجو میں بیتیں کہنے لگے اور بنی قریظہ اور بنی نضیر کی بھی ہجو کئے اوس ہو نے
اپنا شریک کر کر جنگ پر مستعد ہوئے اوس کا سردار حضیر بن سماک تھا والد اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کا
اُسکو حضیر الکتائب کہتے تھے اور خزرج کا سردار عمرو بن نعمان بیاضی تھا بعاث کے نزدیک جنگ شروع ہوا
اول غلبہ خزرج کو ہوا پھر حضیر نے اوسیو کو ہمت دیکے بھی مقابلے میں آیا اوسیوں کی فتح ہوئی بہت سے سردار
جانبین کے مارے گئے عمرو بن نعمان بیاضی بھی مارا گیا حضیر بھی زخمی ہوکے چند روز کے بعد مرا اس جنگ
کے جنگ کو بعاث کا جنگ کہتے ہیں بُعاث باء موحدہ کے ضم سے اور عین مہملہ کے فتح سے اُسکے اخیر میں
ثاء مثلثہ ہے بعضے اُسکو غین معجمہ سے بھی کہتے ہیں نام ایک جگہہ کا ہے مدینہ کے پاس بعضے کہتے ہیں نام قلعہ کا
ہے جسکو اوسیوں نے بنایا تھا بعضے کہتے ہیں نام زراعت گاہ کا ہے بنی قریظہ پاس مدینہ سے دو میل
پر اس جگہہ جنگ ہونے سے اس جنگ کا نام یوم بعاث ہوا یہہ جنگ امر قول پر ہجرت کے قبل پانچ سالکے

اس جنگ کے بعد چند روز کے ایاس بن معاذ جو مکہ کو آیا تھا سو بھی مواُ مرتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو سُنا تھا اوسپر ایمان لاکے کلمہ پڑھکے جان دیا القصہ خزرج کے چند شخص حج کو آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عادت کے موافق ہر ہر قبیلہ والے کو دعوت کرتے تھے سو عقبی پاس خزرج سے ملکے پوچھے تم کون ہو کہے خزرج کے وہی خزرج جو یہود کے موالی ہین کہے ہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے بیٹھو مین تم سے کچھ کہتا ہون پھر وے بیٹھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو قرآن پڑھکے سنائے اور اسلام کی دعوت کئے مدینہ والے بُت پرست تھے یہود مین ملکے رہتے سو یہود اہل کتاب تھے یہود کے اور اُنکے درمیان جنگ ہوتا تو یہود کہتے ایک نبی مبعوث ہونیکا زمانہ قریب پہنچا ہے وہ آوے تو ہم اُسکے تابع ہوکر تمکو عاد و ارم کا سا قتل کرینگے جب خزرجیونکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعوت کئے وے آپس مین کہنے لگے یہود جو خبر دیتے تھے ایک نبی مبعوث ہونیوالا ہے سو وہ یہی نبی ہے یہود کے آگے ہی ہم ایمان لانا تا وے ہمپر سبقت نکرے پھر وے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کئے اور ایمان لائے اور کہے ہماری قوم مین باہدیگر جنگ ہے ہم جاکے اُنکو دعوت کرتے ہین اگر وے آپس کی عداوت کو چھوڑ کے اتفاق کرے اور ہمارا کہا مانے تو تم سا عزیز شخص کوئی نہین پھر اپنے شہر کو روانہ ہوئے وے چھے شخص تھے ابو امامہ اسعد بن زرارہ نجاری اور عوف بن حارث بن رفاعہ نجاری اسکو عوف بن عفرا بھی کہتے ہین اور رافع بن مالک بن العجلان اور قطبہ بن عامر بن حدیدہ اور عقبہ بن عامر بن نابی اور جابر بن عبد اللہ بن رئاب یہہ سب خزرج کے قبیلے والے تھے پھر اپنے شہر کو جاکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احوال بیان کئے اور اُنکو اسلام کی دعوت کئے انمین اسلام کا چرچا ہوا انکا کوئی گھر نہ تھا مگر اُس مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ ہو رہا تھا جب دوسرا سال آیا حج کے موسم مین انصار کے بارہ شخص آئے اسعد بن زرارہ اور عوف بن حارث بن رفاعہ اور معاذ بن حارث بن رفاعہ اور رافع بن مالک بن عجلان اور ذکوان بن عبد قیس اور عبادہ بن صامت اور یزید بن ثعلبہ اور عباس بن عبادہ بن نضلہ اور عقبہ بن عامر بن نابی اور قطبہ بن عامر بن حدیدہ یہہ دس شخص خزرج کے قبیلہ سے تھے اور اوس کے قبیلے کے دو شخص ابو الهیثم بن التیهان اور عویم بن ساعدہ ان بارہ شخصون مین پانچ شخص سال گذشتہ مین آئے سو ہین

غرض یہہ بارہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقبہ اولی پاس ملکے بیعت کئے اسبات پر کہ اللہ کا ساجھی
کسیکو نہ ٹھہرانا اور چوری نکرنا اور زنا نکرنا اور اپنی اولاد کو قتل نکرنا اور بہتان نکرنا اور بھلے کام مین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی نافرمانی نکرنا اگر اسکو وفا کرینگے تو جنت مین جاینگے اگر کوئی گناہ کر بیٹھے بعد دنیا مین اُسکا حد جاری ہوا
تو اسکا کفارہ ہوگیا اگر اسکو مخفی کرے تو اُسکا امر اللہ کی طرف ہی جاہے تو عذاب دیوے یا بخشے یہہ بیعت لینے کیوقت جہاد فرض نہ تھا
پھر وے لوگ مدینہ کو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکی تعلیم واسطے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو اُن کے
ہمراہ روانہ کئے مصعب جاکے اسعد بن زرارہ کے گھر مین اُترے نماز مین انہون کو امام کرتے کیونکہ تب اَوس اور
خزرج ایک دوسرے کو امام کرنا مکروہ جانتے تھے القصہ ایک روز اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ مصعب بن
عمیر رضی اللہ عنہ کو لیکے بنی عبد الاشہل اور بنی ظفر کے گھرون کی طرف گئے اور بنی ظفر کا ایک باغ تھا اُس مین جاکے
دونون بیٹھے لوگ جو مسلمان ہوئے تھے اُنکے پاس جاکے جمع ہوے یہہ کیفیت سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر کو جو بنی عبد الاشہل
کے سردار تھے اور ہنوز ایمان نہین لائے تھے معلوم ہوئی سعد بن معاذ نے اسید بن حضیر کو کہا یہہ دونون
شخص جو ہمارے باغ مین آکے ہمارے نادان لوگون کو بگاڑتے ہین تم جاکے اُن کو غصہ کرو اور تاکید کرو ہمارے
باغ مین نہ آوے میرا خلیرا بھائی اسعد بن زرارہ اُسکے ہمراہ نہ ہوتا تو مین آپ جاکے منع کرتا پھر اسید بن حضیر
اپنا حربہ لیکے اُنکے پاس چلدئے اسعد بن زرارہ نے اسید آتا سو دیکھ کے مصعب کو کہا یہہ شخص اپنی قوم کا سردار
ہے تمہارے پاس آتا ہی فَاصدِق اللہَ فِیہ یعنے اللہ کے دین کی راستی اُسکو ظاہر کرو یعنے ایسا سخن کرو کہ اُسکو
ایمان کی ترغیب ہو مصعب کہے اگر وہ میرے پاس بیٹھا تو مین اُس سے باتین کرونگا اسید آکے گالیان دیتا کھڑا ہوا
اور بولا تم آکے کیا ہمارے نادان لوگون کو بگاڑتے ہو تمکو اپنی جان پیاری ہی تو یہان سے نکل جاؤ مصعب کہے
تم بیٹھکے ہماری بات سنو اگر پسند آوے تو قبول کرو نہین تو جو تمہارے پسند نہین اُسکو منع کرو اسید کہے تم راستی کی
بات بولے اور اپنا حربہ گاڑکے بیٹھا مصعب نے اسلام کی دعوت کی اور قرآن کی آیتین پڑھکے سنائے مصعب اور
سعد کہتے ہین واللہ اُس سے بات کرنیکے آگے اُسکے چہرے کی چمکاٹ اور اُسکی ملایمت دیکھ کے ہم سمجھے کہ وہ
اسلام لایا اسید کہے یہہ سخن بہت بہتر ہے بڑا اپنا را تمہارے دین مین ملانے کیسا کرتے مصعب کہے نہاکے تم پاک
کپڑے پہنو اور کلمہ شہادت پڑھو دو رکعت نماز ادا کرو تو ہمارے دین مین داخل ہوے اسید نہائے پاک کپڑے

پھنے اور کلمۂ شہادت پڑھے اور دو رکعت نماز ادا کئے بعد کہے اب ایک شخص ہے وہ تمھارا تابع ہوا تو اسکی قوم کا کوئی
شخص تمھاری متابعت سے لیس پا نہو گا وہ شخص سعد بن معاذ ہے مین جا کے انکو بھیجتا ہون پھر اپنا حربہ لیکے سعد بن
معاذ پاس آئے سعد اپنی قوم کی مجلس مین جو بیٹھے تھے اسید کو دیکھ کے کہنے لگے واللہ اسید کا چہرہ جاتے وقت
جو تھا سو اب ویسا نہین جب اسید آئے تو سعد پوچھے تم جا کے کیا کرے اسید کہے مین اُن دونون کی بات
مین کچھ بُرا نہین دیکھا اور اُن کو یہان مت آ و کرکے تاکید کیا وے بولے تمھاری مرضی نہین تو ہم یہان
نہین آتے لیکن مین سنا ہون بنی حارثہ اسعد بن زرارہ کو قتل کرنے آتے ہین اسعد بن زرارہ تمھارا خلیر بھائی
ہے کرکے تمکو حقیر کرنا چاہتے ہین سعد بن معاذ نے بنی حارثہ کی بات سُنکے غصہ سے جلد حربہ لیکے نکلے جا کے
دیکھے تو وے دونون خاطر جمعی سے بیٹھے ہین سعد سمجھ گئے کہ اسید نے انکی بات مجھے سُنانے ایسا کہا غرض
سعد انکو گالیان دئے اور اسعد بن زرارہ کو کہے تجھ کو میرے سے قرابت نہوتی تو یہان سے توبچ کے
نہ جاتا کیا تم ہمارے گھر مین آکے ہماری مرضی کے برخلاف باتین کرتے ہو سعد بن معاذ آتے سو دیکھ کے اسعد بن
زرارہ نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو کہے یہہ اپنی قوم کا سردار ہے وہ تمھارا تابع ہوا تو اسکی قوم مین
کا ایک شخص بھی خلاف نہ کریگا غرض مصعب سعد بن معاذ کو کہے تم یہان بیٹھکے ہماری بات سنو اگر مرضی کے
موافق ہو تو اُسکو قبول کرو نہین تو ہم تمھاری مرضی کے خلاف نہ کرینگی سعد بن معاذ کہے تم انصاف کی
بات کہے اور حربہ گاڑکے بیٹھے مصعب نے اسلام کی دعوت کئے قرآن کے آیتین پڑھکے سنائے مصعب اور
اسعد کہتے ہین واللہ ہم اُنکے چہرے کی چمکاٹ اور ملایمت دیکھ کے سخن کرنیکے قبل سمجھے کہ وہ اسلام لائے
پھر سعد کہے اس دین مین ملنا چاہے تو کیا کرنا مصعب کہے نہاکے پاک کپڑے پہنا بعد کلمہ شہادت پڑھنا
اور دو رکعت نماز ادا کرنا سعد نہاکے اسلام لائے اور دو رکعت نماز پڑھے اور حربہ لیکے اپنی قوم پاس
گئے اسید بن حضیر بھی ساتھ ہوئے لوگ انھون کو آتے دیکھ کے کہے واللہ سعد کا چہرہ یہان سے جاتے وقت
تھا سو نہین دکھتا پھر سعد اپنی قوم کے پاس جا کے کھڑے ہوکے پوچھے ای عبد الاشہل تم مجھ کو اپنے پاس
کیسا سمجھتے ہو کہے تم کو اپنا سردار سمجھتے ہین اور عقل مین افضل ہین اور مبارک نفس کے سعد کہے تمھارے مردون
اور عورتون سے بات کرنا مجھ پر حرام ہے جب تک تم اللہ پر اور اُسکے رسول پر ایمان نہ لاؤ پھر وہ دن

نہین گذرا کہ بنی عبد الاشہل کے مرد و زن تمام مسلمان ہو گئے بعد مصعب اسعد بن زرارہ کے گھر مین رہ کے
لوگون کو دعوت کرنے لگے انصار کا کوئی گھر نہ چھٹا جس مین مرد اور عورت مسلمان نہ ہون مگر بنی امیہ بن
زید اور بنی خطمہ اور بنی وایل اور بنی واقف یہہ قبیلے والے ایمان نہین لائے کیونکہ انمین ابو قیس بن الاصلت شاعر
تھا اور لوگ اُسکے مطیع تھے سو اُنکو اسلام لانے نہین دیا یہانتک کہ خندق کا جنگ ہوا غرض مصعب وہان چند
روز رہکے مکے کو گئے اور انصار جو ایمان لائے تھے انمین کے سات شخص اپنی قوم کے مشرکون کے ساتھ حج کو آئے
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کئے ایام تشریق کے اوسط دنون مین عقبی پاس آپ سے ہم ملاقات
کرینگے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بھی اس جماعت مین تھے سو کہتے تھے جب ہم حج سے فراغت پائے اور وعدے
کی رات پہنچی ہمارے ساتھ جابر کا والد عبد اللہ بن عمرو بن حرام بھی تھا وہ ایمان نہین لایا تھا ہم اپنی بات اپنے
قوم کے مشرکون سے چھپاتے تھے سو جابر کے والد کو کہے تم ہماری قوم کے رئیس اور بڑے اشراف ہو تم دوزخ مین جلنا
ہمکو بہت بد دکھتا ہی بہتر ہے کہ تم اسلام لاؤ عبد اللہ اسلام لائے ہمارے ساتھ حاضر ہوئے اُس شب کو ہم اپنی اسباب
پاس سوئے جب رات تہائی ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کیواسطے جانے ہم اپنے بچھونون پر سے دبتے
اور سہر کتے ہوئے نکلتے تا ہمارے ساتھ کے مشرکون کو معلوم نہووے پھر ایک ایک شخص نکل کے جاتا عقبہ پاس جمع ہوتا
ہم ستر آدمی تھے ہمارے ساتھ دو عورتین بھی تھین ایک تو ام عمارہ نسیبہ بنت کعب دوسری ام منیع اسماء بنت
عمرو بن عدی بن خلف پھر ہم سب پہاڑ کے درے مین انتظار کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لائے آپکے ہمراہ آپکے چچا عباس بن عبد المطلب بھی آئے عباس اُن ایام مین اپنی قوم کے دین پر تھے لیکن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو شرط عہد ہوتا ہی اُسکو مضبوط کرنیکی خاطر حاضر ہوئے تھے اول عباس بن عبد المطلب کہنے
لگے ای خزرج کی جماعت سو راوی کہتا ہی عرب لوگ اوس و خزرج سبکو خزرج ہی کہا کرتے تھے اُسی عادت پر عباس کہے ای خزرج کی جماعت سنو محمد کا مرتبہ
ہمارے پاس جو ہی سو تمکو معلوم ہی ہم اُنکو اپنی قوم والون سے جو ہمارے دین پر ہین بچاتے آئے وہ اپنے شہر مین اپنی قوم کی محافظت عزت سے ہی اب اُسکو ہمارے
پاس رہنے کی مرضی نہین تمہارے پاس جانا اور تم مین ملکے رہنا چاہتا ہے تمکو اتنی مضبوطی ہے کہ تم
اُس سے جو شرط و عہد کروگے سو اُسکو نبھاؤگے اور مخالفون سے اُسکو بچاؤگے تو اُس امر مین اقدام کرو
اگر اُن آنے بعد اُسکو مخالفون کے ہاتھ مین دیدینے اور اُسکی رفاقت ترک کرنی ہو تو ابھی کہدو کیا

اپنی قوم مین وہ عزت اور قوت سے ہے ہم لوگ کہے تم جو بولے سو ہمکو معلوم ہوا یا رسول اللہ آپ کیا فرماتے ہو سو فرماؤ اور اپنے واسطے اور اپنے پروردگار کیواسطے جو جو شرط و عہد لینا منظور ہے سو لینا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُنسے بات کئے اور قرآن کے آیتین پڑھے اور اللہ کی طرف کی دعوت کئے اور اسلام لانے پر ترغیب دئے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تم سے بیعت اسبا کی لیتا ہون کہ تم اپنے زن و فرزند کی جیسی حفاظت کرتے ہین میری بھی ویسا ہی کرنا براء ابن معرور نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک پکڑ کر عرض کئے قسم ہے اُسی کی جو آپکو سچّا نبی کیا ہے ہم آپکی ویسی ہی حفاظت کرینگے یا رسول اللہ ہم سے بیعت لیو واللہ ہم سپاہی ہین مردی ہماری بزرگون سے چلی آتی ہے براء ابن معرور سخن کر رہے تھے کہ ابو الہیثم بن التیہان اُن کے سخن کے آڑ ہوکے کہے یا رسول اللہ ہمارے اور یہود کے درمیان شرط و پیمان تھا اب ہمکو اُنکا شرط توڑ ڈالنا پڑیگا اگر ہم اُنکی شرط توڑین اور اللہ تعالی آپکو غلبہ دیا تو آپ اپنی قوم مین چلے جاوینگے اور ہمکو چھوڑ دینگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبسم کرکے فرمائے میرا خون سو تمھارا خون ہے اور میری حرمت سو تمھاری حرمت ہے تم جس سے جنگ کروگے مین اُن سے جنگ کرونگا اور تم جس سے صلح کروگے تو مین اس سے صلح کرونگا براء ابن معرور کہے یا رسول اللہ ہاتھ دراز کرو مین بیعت کرتا ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمھارے مین سے بارہ شخصون کو نقیب مقرر کرو تا وہ اپنی قوم کا کفیل رہے پھر خزرج کے نو شخص اور اوس کے تین شخص کو نکالے بنی نجار کا نقیب اسعد بن زرارہ اور بنی سلمہ کا نقیب براء ابن معرور اور عبد اللہ بن عمرو بن حرام اور بنی ساعدہ کا نقیب سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو اور بنی زریق کا نقیب رافع بن مالک اور بنی الحارث بن الخزرج کا نقیب عبد اللہ بن رواحہ اور سعد بن الربیع اور بنی عوف بن الخزرج کا نقیب عبادہ بن الصامت یہہ نو شخص خزرج کے اور اوس کے تین شخص اُسید بن حضیر بنی عبد الاشہل کا نقیب اور سعد بن خیثمہ بنی غنم کا نقیب اور رفاعہ بن عبد المنذر بنی عمرو بن عوف کا نقیب بعضے رفاعہ کے عوض ابو الہیثم بن التیہان کو ذکر کئے ہین بعضے روایتون مین آیا ہے یہہ بارہ شخص کو جو چنے جبرئیل علیہ السلام کے اشارے سے تھا غرض جب اِن بارہ شخصون کو نکالے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نقیبون کو فرمائے تم اپنی قوم کے کفیل ہو جیسا حواری عیسی ابن مریم کے کفیل تھے اور مین اپنی قوم کا کفیل ہون

عاصم بن عمرو بن قتادہ کی روایت مین ہی کہ جب تمام لوگ بیعت کرنے پر متفق ہوئے عباس بن عبادہ بن نضلہ
انصاری کہے ای خزرج کی جماعت اس شخص کی بیعت جو کرتے ہو کس بات کی بیعت ہی سو سمجھے ہو یہہ بیعت تمام
کالے گورے آدمیون سے تمام عرب و عجم سے جنگ کرنے کی ہی اگر تم اپنا مال سب خرچ ہو گیا اور عمدہ لوگ مارے گئے
کرکے اس شخص کی رفاقت ترک کرکے اُسکو دشمن کے سپرد کر دینے والے ہو تو ابھی سے چھوڑ دو کیونکہ اُس وقت چھوڑ دینا دنیا اور آخرت
کی رسوائی ہی اگر تمکو اعتقاد ہی کہ تمھارے تمام مال خرچ ہو جاوے اور اشراف سب مارے جاوے تو بھی اسکی رفاقت
نہ چھوڑینگے تو اُسکی بیعت کرو واللہ وہ دنیا اور آخرت کی خوبی ہی عباس بن نضلہ یہہ جو کہے تھا اسواسطے تھا بیعت
پکی ہووے یا اُس شب کی بیعت موقوف کرکے عبداللہ بن ابی بن سلول کو بھی اپنا شریک بنانا تا بیعت مضبوط ہووے
انصار کہے ہم اُنکو اختیار کئے اگرچہ ہمارا تمام مال خرچ ہووے اور اشراف لوگ سب مارے پڑے پھر کہے یا رسول اللہ
ہم اس عہد کو وفا کرے تو ہمارے لئے کیا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمکو جنت ہی کہے اپنا ہاتھ دراز کرو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ دراز کئے سب سے اول برا بن معرور بیعت کئے اُنکے بعد دوسرے لوگ بیعت
کئے بعضی کہتے ہین اول اسعد بن زرارہ بیعت کئے بعضی کہتے ہین ابو الہیثم بن التیہان کئے جب بیعت سے فراغت
ہوئی شیطان عقبہ پر ایسے بڑے آواز سے پکارا کہ ہم اتنا بڑا آواز نہین سُنے یا اہل الجباجب ہل لکم فی مذمم
والصباۃ معہ قد اجتمعوا علی حربکم یعنے ای جباجب والے مذمم کی ساتھ صابیون نے تمھارے جنگ کی خاطر جمع ہوئے
ہین تم اُسکا بندوبست کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یہہ ازبّ العقبہ ہی بیٹا ازیب کا ہی بعد فرمائے
ای عدو اللہ کیا تو سنتا تھا واللہ ہم تیرے لئے خالی کر دیتے ہین اور لوگونکو فرمائے اب تم اپنے مقام کو
چلے جاو جباجب منا کے گھرون کو کہتے ہین کفار قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مذمم کہا کرتے تھے اور
مسلمان کو صابی ازبّ العقبہ شیطان کا نام ہے العقبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگون کو جب رخصت کئے
عباس بن عبادہ بن نضلہ کہے قسم ہے اُسکی جو آپکو رسول برحق کیا اگر حکم کرتے ہین تو ہم سویرے ہی منا والون پر
تلوار لیکے آتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مجھے اسکا امر نہین ہے لیکن تم اپنے فرودگاہ کو جاؤ
پھر ہم اپنے ٹھکانے پر آکے سو رہے جب صبح ہوئی قریش کے چند عمدہ شخص ہمارے پاس آکے کہنے لگے ای خزرج
کی جماعت ہم سُنے ہین تم ہمارے آدمی کو یہان سے نکال کے لیجاتے ہو اور ہمارے سے جنگ کرنے کی خاطر بیعت کئے ہو

عرب کے کسی قبیلے سے جنگ کرنا ہمارے پاس یہہ نہین جو تم سے ہے راوی کہتا ہے یہہ سُنکے ہمارے ساتھ والے مشرکان
قسم کئے کہ بات بالکل ہوئی نہین اور ہم جانتے نہین وے سچ بولے کیونکہ اُنکو ہماری بیعت سے اطلاع نتھی اُسوقت
ہم آپس مین ایک کو ایک دیکھنے لگے پھر وہ لوگ اُٹھے اُن مین حارث بن ہشام بن المغیرہ مخزومی بھی تھا
اُسکے پانون مین نئے نعل تھین کعب کہتے ہین لوگ جو باتین کرے اُنہین مین بھی گویا داخل ہون کرکر معلوم ہونے
کیواسطے مین عبد اللہ بن عمرو بن حرام کو کہا ای ابوجابر تم ہمارے عمدہ لوگون مین ہو قریش کا یہہ جوان
نعل جیسے پہنا ہے تم بھی کیون نہین پہنتے حارث نے یہہ سُنکے اپنے پانون سے نعل نکالکر میرے روبرو ڈالا اور
قسم دینے لگا کہ تم اسکو پہنو ابوجابر بولے اُس جوان کو تونے شرمندہ کیا اُسکے نعل اُسکو پھیر دے
مین بولا نہ پھیرونگا کیونکہ مجھے نیک فال ہی اللہ چاہے تو مین اُسکا لباس چھین لونگا پھر قریش اُٹھکے عبد اللہ
بن ابی بن سلول پاس جاکے اُسکو بھی پوچھے اُس نے بولا واللہ یہہ بہت بڑا کام تھا اگر ہوا رہتا تو میری
قوم مجھکو اطلاع کرتی مجھکو یقین ہے کہ یہہ بات نہین ہوئی پھر قریش چلے گئے اور انصار مدینے کو روانہ ہوئے
قریش اس بیعت کی خبر معلوم کرکے مسلمانون کو اول سے زیادہ ایذا دینے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے اللہ تعالی نے تمکو بھائی دئے اور تمہارے امن کے واسطے ٹھکانا کیا تم مدینے کو ہجرت کرو سب سے اول
ابوسلمہ بن عبد الاسد مخزومی ہجرت کئے اُن کے بعد عامر بن ربیعہ اُنکے بعد عبد اللہ بن جحش پھر توجماعتین نکلنے لگے
بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کئے آپکے سبب سے اوس اور خزرج کے قبیلون مین دوستی اور اتحاد ہوا
فساد مٹا سو اللہ تعالی نے فرمایا اے انصار اللہ کی احسان کو یاد کرو جو تمکو اسلام سے مشرف کیا اسلام کے
قبل تم آپس مین دشمن تھے سو دوستی کر دی وَكُنتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم
مِّنْهَا اور تھے تم کنارے پر ایک آگ کے گڑھے کے پھر تمکو خلاص کیا اس سے یعنے تم اپنے کفر کے باعث
دوزخ سے قریب تھے تمہارے اور اسکے درمیان موت ہی تھی كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ
لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ اسی طرح کھولتا ہے اللہ تمپر اپنے نشانیان شاید تم راہ پاؤ وَلْتَكُن مِّنكُمْ
أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ اور چاہیے رہے
تم مین ایک جماعت بلاتی نیک کام کی طرف اور حکم کرتی رہے پسند بات کو اور منع کرتی رہے ناپسند سے

اِس آیت مین اللہ تعالی تین چیز کی تکلیف دیا ایک دعوت کرنا نیک کام کی طرف دوسرا حکم کرنا معروف
کا تیسرا نہی کرنا منکر سے نیکی کی دعوت مین سب سے اعلا اور افضل اللہ کی وحدانیت اور اُسکے صفات
اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ثابت کرنیکی دعوت ہی معروف اُسکو کہتے ہین جو کتاب و سنت کے
موافق رہے منکر اُسکو بولتے ہین جو کتاب و سنت کے موافق نہو خیر کی دعوت عام ہے اُسمین امر معروف
اور نہی منکر داخل ہوگئے لیکن اُنکے بیان مین مبالغہ کرنیکے لئے پھر ذکر کیا علما کہتے ہین امر معروف اور
نہی منکر فرض کفایہ ہے اُسکا حکم سب پر ہے لیکن ایک شخص بھی اُسکو بجالاوے تو سب کے ذمہ سے ساقط ہوتا ہے
اس تقدیر پر من کا لفظ جو منکم مین ہے تبعیض کا ہے یعنے تمام امت اُسکے مکلف نہین بلکہ تھوڑے من بعض
کا ہونے پر بھی ایک دلیل ہے امر معروف اور نہی منکر کا مخاطب نہین مگر وہی شخص جسکو انکا علم اور اُنکے
قایم کرنے کا علم حاصل رہے جو جاہل ہے وہ خطا کرنیکا معروف کو منکر سمجھنیکا اندیشہ ہے بعضی کہتے ہین
من بیانیہ ہے معنی یون ہین تم امت ایسی ہو جو نیک کام کی دعوت اور امر معروف اور نہی منکر کرتے ہو
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝ اور وہی پہنچے مراد کو اللہ تعالی نے اِس آیت مین امر معروف اور نہی منکر
کے باب مین مبالغہ کیا مسلم اور ترمذی اور ابن ماجہ ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت
کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو کوئی تم سے منکر چیز دیکھے تو اسکو اپنے ہاتھ سے
تغیر دیوے اگر طاقت نہین رکھتا ہے زبان سے تغیر دیوے اگر یہہ بھی مقدور نہین رکھتا ہو تو دل سے
تغیر دیوے یعنے دل مین کہے کہ یہہ بد کام ہے مجھکو اُسکے دفع کرنیکی طاقت ہوتی تو مین دفع کرتا
اور یہہ یعنے دلمین انکار کرنا اضعف ایمان ہے اور ترمذی نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قسم ہے اُسی کی میری جان جسکی دست قدرت مین ہے چاہئے کہ
تم نیک کام کا امر اور بد کام سے منع کرتے رہنا نہین تو ایسا ہوگا اللہ تمپر عذاب بھیجیگا پھر تم دعا مانگوگے
تو تمھاری دعا مستجاب نہوگی ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن غریب ہے ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی
اور ابن ماجہ اور ابن حبان اپنی صحیح مین ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے ای لوگو
تم یہہ آیت پڑھتے ہو یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ اور مین رسول اللہ

ورد ۳۷

امر معروف اور نہی [illegible]
احادیث

صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوں فرماتے تھے لوگ جب کسی ظالم کو دیکھ کے اُسکا ہاتھ نہ پکڑینگے یعنے اُسکو
ظلم سے منع نہ کرینگے تو عنقریب اللہ تعالی سب پر عذاب بھیجیگا امام احمد اور ترمذی اور ابن حبان
اپنی صحیح مین عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
جو شخص ہمارے چھوٹون پر رحم اور بڑون کی توقیر اور امر معروف اور نہی منکر نکرے تو وہ شخص ہمارے مین نہین
اس باب مین احادیث بہت سی ائی ہین عمل کرنے والے کو یہہ بس ہو آپ معلوم کیجئے جو چیز فرض ہے اُسکے
لئے امر کرنا بھی فرض ہے اگر مندوب ہو تو اُسکے لئے امر کرنا مندوب ہے منکر حرام ہو تو اس سے نہی کرنا بھی
واجب ہے وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ مت ہو
انکی طرح جو پھوٹ گئی اور اختلاف کرنے لگے بعد اسکے کہ پہنچ چکے انکو صاف حکم لوگ پھوٹ گئے اُنسے یہود و نصاری ہین اکثر مفسرین کا یہی قول ہے
اختلاف جو کئے سو اللہ کے دین اور اسکے امر و نہی مین کئے بعضے کہتے ہین تفرق اور اختلاف دونون ایک ہی معنی سے ہے تاکید
واسطے دونون کو ذکر کیا بعضے کہتے ہین تفرق سے آپس کی عداوت اور اختلاف سے دین کے احکام مین مخالفت کرنی
مراد ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین اللہ تعالی مومنون کتین جماعت کو لازم کرنیکا حکم کیا اختلاف اور تفرق سے
منع کیا اور خبر دیا اون کے لوگ ہلاک نہین ہوئے مگر دین کے کامون مین جھگڑا فساد کرنے سے رہیع کہتا ہے اللہ تعالی
مسلمانون کو تفرق واختلاف سے منع کیا جیسے اہل کتاب تفرق واختلاف کئے ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ اور
حاکم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یہود پھوٹ کے ایکہتر فرقے ہوئے
اور نصاری کے بہتر فرقے ہوئے میری امت تہتر فرقے ہوگی ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث حسن صحیح ہے اور
حاکم نے بھی اُسکی تصحیح کی ہے امام احمد اور ابو داود اور حاکم معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے اہل کتاب اپنے دین مین پھوٹ ڈالے سو بہتر ملت ہوئے یہہ امت پھوٹ ڈالیگی تہتر فرقے ہوگی وے سب
دوزخ مین جائینگے مگر ایک فرقہ وے اہل جماعت ہین اس مضمون مین بہت سے احادیث صحیح سندون سے ثابت ہوئے ہین
معلوم کیجئے اس اختلاف سے دینی عقاید کئے اصول مین انکا اختلاف مراد ہے فقہی فروعات کا اختلاف مراد نہین
تہتر کی قید جو فرمائے اُس سے یا کثرت ان بدعتی فرقون کی مراد ہے یا معین عدد ہی مراد ہے اس تقدیر پر اُس مین
اعتراض ہے کسواسطے کہ ان فرقون سے اصل فرقے جو ہین انکو اعتبار کئے تو چھے فرقے ہین۔ حروریہ اور قدریہ اور جہمیہ

دو تفرق واختلاف کے بیان مین

اور مرجیہ اور شیعہ اور جبریہ اگر ان فرقون کے فروع فرقے جو ہر فرقے مین کئی فرقے ہوئے ہین اعتبار کئے تو بہتر
سے بڑہجاتے ہین اسکا جواب یہہ ہی یہان ان فرقون کے فروع مُراد ہین لیکن ایک فرقے کے فروع مین جس فروع کو
دوسرے فرع کے ساتھ زیادہ مخالفت ہو اُسکو علاحدہ لینا اور جن فروع مین مخالفت زیادہ نہین اُنکو ایک ہی فرع
شمار کرنا اس لحاظ سے فرقون کی کثرت کو اس معین عدد کی طرف پھیر سکتے ہین مثلاً شیعہ کے بائیس فرقے ہین اُنمین
سے جس فرقے کو اپنے دوسرے فرقے کے ساتھ بہت مخالفت ہو اسکو علیحدہ فرقہ شمار کرنا جسکو اپنے دوسرے فرقے کے ساتھ
تھوڑی مخالفت ہی دونون کو ایک ہی لینا اور بھی یہہ سب فرقے ایکوقت مین مجتمع ہونا لازم نہین بلکہ کوئی ایک
وقت مین اسقدر ہونا کافی ہی معلوم کیجئے ہر فرقہ اپنے کو ناجی اور دوسرون کو گمراہ سمجھتا ہی لیکن یہہ گمان باطل
ہے کسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ناجی فرقہ وہ جس پہ مین اور میرے اصحاب ہین اس سے
ظاہر ہوا جو فرقہ اس طریقہ پہ نہو وہ گمراہ ہی صحابہ کے طریقے کے خلاف پہلا فرقہ جو نکلا حروریہ تھے جن سے
علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ جنگ کئے معلوم ہوا یہہ فرقہ گمراہ ہی ایسا ہی شیعہ کا فرقہ نکلا سو صحابہ کا جو طریقہ تھا
اُسکے برخلاف ہوا تو معلوم ہوا کہ وہ گمراہ ہی اسی پر قیاس کیجئے بعضے کہتے ہین آیت مین لوگون سے اِس امت کے
اہل بدعت مراد ہین لیکن یہہ قول ضعیف ہی کسواسطے کہ اللہ تعالیٰ نے اِس امت کو خطاب کیا تم اگلے اُمتون کی
سی آپس مین اختلاف نہ کرنا تو یہان دو امت ہوئے ایک مُشبہ دوسرا مشبہ بہ اس سے اہل بدعت مُراد لیوین تو
مُشبہ مشبہ بہ دونون کا ایک ہی ہونا لازم آتا ہی یہہ بات بعید ہی واللہ اعلم وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ
عَظِيْمٌ اور اُن کیواسطے بڑا عذاب ہے یعنے جو لوگ تفرق و اختلاف کئے اُن کو آخرت مین بڑا عذاب ہوگا اختلاف
کرنے والون کے لئے اِس جملہ مین سخت وعید ہی اور مومنین اُسکو نہ کرنا کرکے تہدید ہے ابو داود نے ابوذر رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو جماعت سے مقدار ایک بالشت کے بھی ہو تو اُس نے
اپنی گردن سے اسلام کا گردن بند نکالا يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ جسدن سفید ہونگے بعضے
مُنہہ اور سیاہ ہونگے بعضے منہہ اس دن سے قیامت کا دن مُراد ہی کس کے منہہ سفید اور کس کے منہہ سیاہ
ہونگے اسمین اختلاف ہی ابن عباس کہتے ہین اہل سُنت و جماعت کے منہہ سفید منور اہل بدعت و ضلالت
کے منہہ سیاہ ہونگے خطیب روایت مالک مین اور دیلمی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور ابو النصر السجزی کتاب الابانہ مین

ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی مرفوع روایت کئے ہیں ترمذی اور ابن ماجہ اور عبد الرزاق اور امام احمد اور اسحق اور ابو یعلی اور طبرانی اور ابن المنذر ابو غالب سے روایت کئے ہیں کہا ازارقہ کے یعنے خوارج کے سرون کو کاٹ کے دمشق کی مسجد کے سیڑھیون کے پاس نصب کئے ابو امامہ رضی اللہ عنہ انکو دیکھ کے کہے یہہ دوزخ کے کتے بدترین مقتولین ہیں آسمان کے نیچے یہہ لوگ جنکو قتل کئے ہیں وے بہترین مقتولین ہیں بعدہٗ آیت پڑھی یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ الآیہ میں نے ابو امامہ کو کہا کیا اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تم سنے ہو تو کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایکبار یا دوبار یا تین بار یا چار بار یہانتک کہ سات بار نہ سنتا تو تمکو اسکی خبر نہ دیتا بعضے کہتے ہیں مومنون کے منہہ سفید ہونگے اور کافرون کے منہہ سیاہ اور بعضے کہتے ہیں مخلصون کے منہہ سفید اور منافقون کے منہہ سیاہ ہونگے یہہ منہہ کا سفید اور سیاہ ہونا یا حقیقت میں وہی رنگ ہو یا سفیدی سے خوشی اور فرحت اور سیاہی سے غم مراد ہی پہلا معنی حقیقی ہے اسکے صحیح ہونے پر ثانی معنی جو مجازی ہے اسکو اختیار کرنا اولی ہین فَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ سو وے جو سیاہ ہوئے اُن کے منہہ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ایا تم کافر ہوے ایمان میں اگر سو اب چکھو عذاب بدلہ اُس کفر کرنیکا یعنے جنکے منہہ سیاہ ہیں انکو سرزنش کے واسطے یہہ کہینگے اس آیت کی شان سے یہہ معلوم ہوا کہ وہ لوگ ایمان لانے کے بعد کافر ہوئے ہیں سو عکرمہ کہتا ہے ان سے اہل کتاب مراد ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے قبل آپ پر ایمان لائے تھے جب مبعوث ہوئے تو کافر ہوئے اور انکار کئے بعضے کہتے ہیں وے لوگ ہین جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتد ہوئے حسن بصری سے منقول ہی کہ یہہ منافق ہین زبان سے ایمان لائے اور دل سے انکار کئے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایمان سے میثاق کے روز کا ایمان مراد ہے اُس روز سب ایمان لائے دنیا میں موجود ہوئے بعد جو لوگ اپنے اس ایمان پر باقی رہے اور عمل خالص اللہ کے لئے کئے قیامت کے دن اُن کے منہہ سفید ہون گے جو لوگ دنیا میں موجود ہوکے کافر ہوے انکے منہہ سیاہ ہونگے بعضے کہتے ہین وے حروریہ ہین جو علی رضی اللہ عنہ پر خروج کئے آپ نے اُن کو قتل کئے بعضے کہتے ہین اس سے بدعتی مذہب والے لوگ جیسے قدریہ مرجیہ مراد ہین کہتے ہیں ایمان کے بعد کافر ہونے سے جماعت سے نکلنا اور اعتقاد مین انکی مفارقت کرنی مراد ہے وَاَمَّا الَّذِیْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِیْ رَحْمَةِ اللّٰهِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ اور جنکے منہہ انکے سفید ہوئے سو رحمت میں ہین اللہ کی

وے اُس رحمت مین ہمیشہ رہینگے اِس جگہہ رحمت سے جنت مُراد ہے اُسکو رحمت کہا کیونکہ وہ اللہ کی رحمت کی جگہہ
ہے اور رحمت کی لفظ لانے مین بھی ایک اشارہ ہی کہ مومن کی تمام عمر اگرچہ اللہ کی طاعت مین گذرے لیکن بہشت
مین جانا محض اُسکی رحمت اور فضل ہی تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ یعنے یے آیتین جو وعد
وعید مین آئے حکم ہین اللہ کے ہم پڑھ سناتے ہین تجھکو تحقیق یعنے اُنکی وحی تجھ پر یقینا ہوتی ہی وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ
ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ اور اللہ نہین چاہتا ظلم جہان والون پر یعنے کسیکو بے جُرم عذاب نہین دیتا اُس سے ظلم ہونا
محال ہے کیونکہ وہ سبکا مالک علی الاطلاق ہے اُس پر کوئی چیز واجب نہین جو اپنی مُلک مین تصرف کرے وہ
ظالم نہین اُسی طرف اشارہ کرنے کو فرمایا وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اور اللہ کا ہی جو
کچھ ہی آسمانون اور زمین مین وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ اور اللہ کی طرف رجوع ہی ہر کام کی یعنے مومن اور
کافر مطیع اور عاصی سب کا مرجع اللہ ہی جو جسبات کی استحقاق رکھتا ہی اُسکو ویسی جزا دیگا كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ
اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تم ہو بہتر سب اُمتون سے جو پیدا ہوئی ہین لوگون مین اِس آیت کی شان نزول یہہ ہے
مالک بن الصیف اور وہب بن یہودا دونون یہودیون سے تھے عبد اللہ بن مسعود اور ابی بن کعب اور معاذ بن
جبل اور سالم مولی ابی حذیفہ رضی اللہ عنہم کو کہے ہم تمہارے سے افضل ہین اور ہمارا دین تمہارے دین سے
بہتر ہے تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا لفظ کنتم جو آیا ہی بعضے اُسکو کان تامہ لیتے ہین اس قول کے مطابق ہم نے
ترجمہ کیا اور بعضے اس کان کو ناقصہ کہتے ہین تب معنی یون ہوگی تم تھے بہتر سب امتون مین یعنے اللہ تعالی کے
علم مین تم بہتر تھے یا گذشتہ امتون کے پاس تم بہتر امت ہو کر متصف تھے یا تم لوح محفوظ مین بہتر امت ہو کر
لکھا تھا تم کر کر جو خطاب کیا اُس مین اختلاف ہی عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور فریابی اور
امام احمد اور نسائی اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن المنذر اور طبرانی اور حاکم ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے روایت کئے ہین کہے وے وہ لوگ ہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینے کو ہجرت کئے حاکم نے
اِس حدیث کی تصحیح کی اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا کہ اسکی سند جید ہی ضحاک کہتا ہے وے صحابہ ہین
جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کئے اور لوگون کو دعوت کئے عمر رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے اللہ تعالی چاہتا تو فرماتا انتم خیر امۃ اسوقت ہم سب داخل ہوتے لیکن کنتم خیر امۃ فرمایا

ع ۳

سو یہ مخصوص ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے لئے اور جو اُن کے مانند کام کرے اُسکو ابن ابی حاتم اور ابن جریر طبری سدی کی طریق سے روایت کئے ہین حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا اُسکی سند منقطع ہے فریابی اور عبد بن حمید اور بخاری اور نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین اُنھون نے بیان مین اس آیت کے کنتم خیر اُمۃ اخرجت للناس فرمائے خیر الناس واسطے ناس کے وے ہین جو لے آتے ہین اُنکو گلون مین زنجیر ڈال کے یہان تک کہ داخل ہو اسلام مین یعنے بعضے لوگ جو بعضونکو طوق زنجیر کرکے لے آتے ہین پھر آئے بعد وے اسلام لاتے ہین وے لانے والے بہت بہتر لوگ اور اُن سے دوسرون کو بہت نفع ہوتا ہے ابن جریر طبری اور زجاج وغیرہ مفسرین کہتے ہین اس جگہ اگرچہ خطاب صحابہ کو ہے لیکن حکم سب اُمت کے واسطے عام ہے اسکی دلیل حدیث ہے بہز بن حکیم وہ اپنے باپ سے وہ اُسکے دادا سے یعنے معاویہ بن حیدہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کی بیان مین فرمائے کہ تمہارے سے ستر اُمت پورے ہوئے ان سب مین تم بہتر اور اکرم ہو اللہ تعالی کی پاس یہہ حدیث حسن صحیح ہے اسکو عبد الرزاق اور عبد بن حمید اور امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور حاکم روایت کئے ہین ترمذی نے کہا وہ حدیث حسن ہے اور حاکم نے کہا کہ وہ صحیح ہے اسکو ایک شاہد ہے قتادہ سے مرسل جس کو طبری نے روایت کیا ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پشت کعبہ کو لگا کے بیٹھے تھے سو فرمائے قیامت کے دن ہم سے ستر اُمت پوری ہوونگی ہم سب کے آخر اور سب سے بہتر ہین اُسکے رجال ثقہ ہین امام احمد نے علی رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کیا ہے اُنمین یہہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے میری اُمت کو خیر اُمت کیا حافظ عسقلانی اور سیوطی کہے اسکی سند حسن ہے اس قول کی معارض عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث نہین ہوتی جسکو امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ترمذی روایت کئے ہین کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے لوگون مین بہتر میرے قرن کے لوگ ہین اُنکے بعد وے جو ملنے لگے ہوئے آئے اُنکے بعد وے جو اُن سے لگے ہوئے آئے بعد اُسکے تو ایسے ایک لوگ ہونگے اُنکی شہادت قسم پر سبقت کرتی ہے اور اُنکی قسم شہادت پر سبقت کرتی ہے اور بخاری اور مسلم وغیرہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے لوگون مین بہتر میرے قرن والے ہین اُن کے بعد وے جو اُنسے لگے ہوئے آئے اُنکے
بعد وے جو اُن سے لگے ہوئے آئے عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہین مجھکو یاد نہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قرن
کے بعد دو قرن کو ذکر کئے یا تین قرن کو اُنکے بعد ایک قوم ہوگی بے طلب گواہی دیگی خیانت کریگی امین امانت نہ ہونگی
نذر کریگی اُسکو وفا نہ کریگی اور اُن مین موٹاپن ظاہر ہوگا اس حدیث مین قرن جو مذکور ہوا اُس سے مراد ایک وقت مین
لوگ جو ہوتے ہین وے سب جب جاوے تو ایک قرن ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنا قرن جو فرمائے اُس سے مراد صحابہ
ہین یہہ احادیث اوپر کے احادیث کو معارض نہین ہوتے کسواسطے کہ اس آیت مین یہہ اُمت بہ نسبت دوسرے اُمتون
کے بہتر رہنے کا بیان ہے اور اُن احادیث مین ئے اُمت کے لوگ بایکدیگر بہتر ہونے مین ہے تو اس امت مین سب سے
افضل صحابہ ہین صحابہ مین بھی سب سے افضل ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہین اُن کے بعد عمر رضی اللہ عنہ اُنکے بعد عثمان
رضی اللہ عنہ اُن کے بعد علی رضی اللہ عنہ اُن کے بعد باقی عشرۂ مبشرہ یعنے ابو عبیدہ بن الجراح اور زبیر بن العوام
اور طلحہ بن عبید اللہ اور سعد بن ابی وقاص اور عبد الرحمن بن عوف اور سعید بن زید رضی اللہ عنہم اُنکے بعد اہل بدر
اُنکے بعد اہل بیعۃ الرضوان اُن کے بعد دوسرے صحابہ اُن مین بھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کو گئے ہین
وے افضل ہین اُن سے جو جہاد کو نہ گئے اور جو زیادہ صحبت سے مشرف ہوئے افضل ہین اُن سے جو اُتنی صحبت
مین نہین رہے اِن احادیث کو آپس مین افضل ہونے پر جو حمل کئے اُسکی دلیل بخاری اور مسلم کی بعضے
روایتون مین خیر امتی قرنی کر کر آیا ہے یعنے میری امت مین کے بہتر لوگ میرے قرن والے ہین تَأْمُرُوْنَ
بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ حکم کرتے ہو اچھی بات کا اور منع کرتے ہو بُری بات سے اِس جملے مین اِس
امت کی بہتری کا سبب بیان کیا کہ وے امر معروف اور نہی منکر کرتے ہین سابق کے امتون مین بھی لوگ یہہ کام
کرتے تھے لیکن اس امت والے اُس کام کو بہت جد و کد سے بجا لاتے ہین بیان اسکا یون ہے امر معروف اور نہی
منکر کبھی دل سے ہوتا ہے کبھی زبان سے کبھی ہاتھ سے بہت قوی اُس مین وہ جو جنگ سے ہو کیونکہ اُسمین
اپنی جان کی پروانہ کر کے اندیشناک جگہہ مین اُسکو ڈالا سب سے بڑا امر معروف دین حق اور ایمان ہے اللہ پر
اور اُسکے رسول پر اور سب سے بد منکر اللہ کی ساتھ کفر ہے جہاد مین اپنے پر بڑی مشقت اُٹھانی اور غیر کو بڑی منفعت
پہنچانی اور اُسکو بڑی مضرت سے بچانا ہے اس لئے سب سے جہاد بڑی عبادت اور بڑا امر معروف ہوا دوسری

بیان خیر

شریعتون کے نسبت ہماری شرع مین جہاد کا امر بہت قوی ہے تو وے لوگ دوسرے اُمتون سے بہتر ہونگے اب
تُمہارا وَتُؤمِنُونَ بِاللّٰہِ اور ایمان لانے ہو اللہ پر اس جگہہ رسول پر ایمان لانیکو نہین ذکر کیا کیونکہ اللہ پر
ایمان لانے کو رسول پر ایمان لانا لازم پڑا ہے کیونکہ اللہ پر ایمان لانا حاصل نہوگا جب تک رسول کی تصدیق
نہو رسول کی تصدیق کوئی نہ کریگا جب تک وہ اپنے دعوے کے موافق معجزہ نہ بتاوے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت
تو معجزے سے ثابت ہوئی اب اللہ پر ایمان لانے کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضرور ہوا معلوم کیجئے حق یہہ
تھا ایمان کو مقدم کرنا لیکن اس آیت مین امر معروف ونہی منکر کو اوّل ذکر کیا اسواسطے ایمان لانے مین سب امتون
کے مومن شریک ہین یہہ امت بہتر ہوئی نہین مگر امر معروف ونہی منکر کرنیکے سبب سے تو انکی خیریت کی موثر وہی
امر معروف ونہی منکر ہوئی ایمان شرط ہوا کیونکہ ایمان نہو تو طاعت بھی مقبول نہین وَلَوْ آمَنَ اَھْلُ الْکِتٰبِ
لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ اور اگر ایمان لاتے اہل کتاب تو انکو بہتر تھا یعنے یہود ونصاریٰ دین اسلام کو
قبول کرتے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے تو بہتر تھا ایمان جو نہین لائے سو محض حب ریاست اور
عوام اپنے تابع رہنیکے لئے تھا ایمان لاتے تو دنیا مین عزت اور آخرت مین بہشت ملتی مِنْھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ
کوئی ہین اُن مین ایمان پر یعنے چند اہل کتاب مومن ہین جیسے عبداللہ بن سلام اور سلمان فارسی اور نجاشی
وَاَکْثَرُھُمُ الْفَاسِقُوْنَ اور اکثر انکے فاسق ہین یعنے کفر مین سخت ہین یا وے باوجود کفر کے
اپنے دین کے احکام کو بجا نہین لاتے فسق وفجور کیا کرتے ہین لَنْ یَّضُرُّوْکُمْ اِلَّآ اَذًی وے تمھارا کچھ نہ بگاڑینگے
مگر ستانا مقاتل کہتا ہے یہود کے سردار اپنی قوم والون کو جو ایمان لائے تھے جیسے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو
ایذا دینی اور طعن تشنیع کرنی شروع کئے تب اللہ تعالی مسلمانون کی تسلی کے واسطے یہہ آیت نازل کیا کہ اے مومنو
یہہ یہود تمھارا کچھ نہ بگاڑینگے مگر زبان سے طعن وتشنیع کرنی اور کچھ دھمکی دینی وَاِنْ یُّقَاتِلُوْکُمْ یُوَلُّوْکُمُ الْاَدْبَارَ
ثُمَّ لَا یُنْصَرُوْنَ ۝ اور اگر تم سے لڑینگے تو تم سے پیٹھ دینگے پھر انکو مدد نہوگی یعنے اگر یہود کسی وقت
تم سے جنگ کرین تو ہزیمت پاکے بھاگینگے اور تم پر انکو فتح نہوگی بلکہ فتح تمھین کو ہے اس آیت مین غیب کے
چند باتون کی خبر دیگئی ایک تو یہہ کہ مومنون کو اُن سے کچھ ضرر نہ پہنچیگا دوسری بات اگر وے مسلمانون
سے لڑینگے تو شکست پائینگے تیسری ہزیمت کے بعد انکو قوت وشوکت نہوگی بموجب اس آیت کے یہ تینون امر

ثمن

ظہور مین آئے بنی قریظہ اور بنی نضیر اور خیبر وغیرہ کے جنگون مین یہود ہزیمت پائے بعد اُن کو شوکت نہوئی جب جنگ یا ریاست کا خیال کئے ہین تو ذلیل وخوار ہوئے ہین اُنکی مخالفت سے مسلمانون کا کچھ نہین بگڑا کوئی یون نہ کہے یہود تو یونہی ہین لیکن نصاریٰ کا حال ایسا نہین کیونکہ یہہ آیتین مخصوص یہود کے لئے ہین شان نزول کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی امام رازی نے ایسا ہی کہا ہے بندۂ عاصی کہتا ہی نصاریٰ کی بھی شوکت ٹوٹ گئی اور شلیم اور قسطنطنیہ چھنکے والی ہونے سے اُنکے راجہ کو قیصر کا لقب تھا اُن کی اختیار سے جاتا رہا جزیہ قبول کئے باوجود کثرت کے بہت بار مسلمانون کے ہاتھ سے ہزیمت اُٹھائے بالکلیہ شوکت ٹوٹنے کا وقت ہنوز نہین پہنچا ہی جب وقت پہنچیگا تو انشاء اللہ اُسکا ظہور ہو ویگا ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوٓا ماری گئی اُن پر ذلت جہان ہووے یعنے یہود جہان ہین تو ذلیل ہین ذلت یہہ ہے کہ اُنکو قتل کرنا اور اُنکے اہل وعیال کو بند مین لانا اور مال غنیمت کرنا بعضے کہتے ہین ذلت یہہ کہ اُنکو بادشاہ یا رئیس شوکت والا نہین جس شہر مین یہودی ہے تو رعیت اور بے زور ہی إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللَّهِ سوای اللہ کی رسّی کے یعنے کسی حالت مین اُنکو پناہ اور خلاص نہین مگر اللہ کی رسّی کو پکڑے یعنے اُسکے عہد کو قبول کرے وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ اور لوگونکی رسی کے یعنی مسلمانون کے عہد کو قبول کرے حاصل یہہ ہے یہود کو سب حالتون مین ذلت ہے مگر اللہ کے عہد کو اور مومنون کے عہد کو قبول کرین تو اُسوقت ذلت نہین عہد کو رسی کہا کیونکہ عہد سبب ہوا خلاصی اور خوف نہ رہنیکا جیسی رسّی سبب ہوتی ہے خلاصی کی یہہ رسّی کیا ہے سو اُسمین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین حبل اللہ سے اسلام اور حبل الناس سے ذمّی ہونا اور جزیہ دینے کو قبول کرنا مراد ہی بعضے کہتے ہین دونون عہد سے ذمّی ہونا مُراد ہے اور اُسکو دو حبل سے تعبیر کیا کیونکہ یہود مومنون سے جو امان لیتے ہین وہ امان اللہ کے حکم سے ہی امام فخرالدین رازی کہتا ہی یہ دونون بات میرے پسند نہین مین کہتا ہون ذمّی کو جو امان ملتا ہی دو قسم کا ہی ایک وہ جو اللہ تعالیٰ اُسکو نص کر دیا وہ جزیہ لینا دوسرا وہ جو امام کی تجویز بمقرر ہے کہ اُسمین زیادتی اور کمی کرسکتا ہی حبل اللہ سے پہلی قسم اور حبل الناس سے دوسری قسم مُراد ہے وَبَآءُو بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ اور کما لائے غصہ اللہ کا یعنے یہود اُسکے غصہ مین پڑے وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ اور مارے گئی اُنپر محتاجی یعنے اُنپر محتاجی کا خیمہ مارے ہین وے اُسمین پڑے ہین باہر نکل نہین سکتے مسکنت کا حکم بہ نسبت اکثر کے ہے اکثر یہود محتاج فقیر ہوگئے ہین حسن بصری کہتا ہے مسکنت سے جزیہ مُراد ہے بعضے کہتے ہین مسکنت سے یہہ غرض ہے

یہود اگرچہ غنی مالدار ہوا اپنے تئین مسکین محتاج نمود کرتے ہین ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ
يَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ یہہ اسواسطے کہ وے منکر رہے ہین اللہ کی آیتون سے اور قتل کرتے رہے پیغمبرون
کو ناحق یعنے یہود پر ذلت اور محتاجی ور اللہ تعالی کا غضب جو ہوا اُن کے کفر سے اور ناحق انبیا کو قتل کرنے سے
ہوا ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ یہہ اس سے کہ وے بے حکم ہین اور حد سے بڑھتے ہین یعنی یہود پر یہہ
بلا جو آئی اُنکی نافرمانی اور اللہ کے احکام کو توڑنے کے سبب سے آئی لَيْسُوْا سَوَآءً وے سب برابر نہین ابن اسحٰق اور
ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور بیہقی دلایل مین اور ابن عساکر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کئے ہین کہ جب عبد اللہ بن سلام اور ثعلبہ بن سعیہ اور اسید بن سعیہ اور اسعد بن عبید وغیرہ یہود ایمان
لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کئے اور اسلام کی رغبت کئے یہود کے احبار کہنے لگے محمد پر ایمان نہین لائے
مگر وے جو ہمارے مین بگڑے ہوئے تھے اگر وے بگڑے نہوتے تو اپنے بزرگون کا دین کاہی کو چھوڑتے تب اللہ تعالی
یہہ آیت نازل کیا اس جملہ کی لگاوٹ مین دو قول ہین ایک یہہ ہے لیسوا سواء ایک پورا جملہ ہے اور من اہل الکتاب
امة آه علاحدہ جملہ ہے یون کہنے والے اُسکے بیان کے لئے سواء پاس وقف کرتے ہین اب معنی آیت کی یہہ ہونگی
اہل کتاب جنکا ذکر پہلے آیا کہ تھوڑے اِن کے مومن اور اکثر فاسق ہین وے سب برابر نہین بعضے کہتے ہین معنی یون ہین
یہود اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت جو اللہ کے حکم پر قایم ہین دونون برابر نہین دوسرا قول لیسوا سواء اپنے
بعد کے کلام سے مربوط ہے اُس قول پر سواء کے پاس وقف نکرنا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ
اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ اہل کتاب مین ایک فرقہ ہے حق پر کھڑا ہوا پڑھتے ہین آیتین اللہ کی
رات کے گھڑیون مین اور وے سجدہ کرتے اس جملہ کو پہلے جملے کا بیان ڈالے یا اُسکا متعلق گردانے دونون
قول پر برابری بیان کرنیکے واسطے دو فرقون کو ذکر کیا چاہئے ایک فرقہ وہ جو اللہ کے حکم پر ثابت ہے دوسرا
فرقہ جو اللہ کے حکم پر قایم نہین لیکن یہان ایک ہی کو ذکر کیا دوسرے کو چھوڑ دیا کیونکہ عرب کے کلام کا ڈھب ہے
گاہے ایک شئ کو بیان کرتے ہین اُسکے ضد کو چھوڑ دیتے ہین تا عقل سے اُسکو سمجھ لیوے اس آیت مین قائمة
جو مذکور ہوا اُسکے معنے مین ابن عباس ایسا کہے ہین کہ وے سیدھی راہ پر ہین اللہ تعالی کے حکم پر کھڑے ہین اُسکے
حکم کا خلاف نہین کرتے اور اُسکو نہین چھوڑتے بعضی قائمة کی معنی عادلة کہتے ہین اور آیات اللہ سے کتاب اللہ

اور سجدہ کرنے سے نماز پڑھنا مراد ہے اس نماز سے نماز تہجد مراد ہے ابن عباس سے ایسا ہی مروی ہے بعضے کہتے ہین
عشا کی نماز ہے کیونکہ یہود اُسوقت نماز نہین پڑھتے امام احمد اور نسائی اور بزار اور ابو یعلی اور ابن جریر اور
ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی سند حسن سے روایت کئے ہین کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ایک شب عشا کی نماز کی تاخیر کئے بعد مسجد مین آئے اور دیکھے لوگ نماز کی انتظار مین ہین سو فرمائے
کوئی دین والا نہین جو اللہ کو اسوقت ذکر کرتا ہو سوا تمھارے ابن جریر اور طبرانی کی روایت مین یون آیا ہے
کہ اس نماز کو اہل کتاب سے کوئی شخص نہین پڑھتا اور یہہ آیت نازل ہوئی لیسوا سوا من اہل الکتاب الآیۃ اللہ تعالی
اس امت قایمہ کی دوسری صفتین کہتا ہے یُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ ایمان لاتے ہین اللہ پر اور پچھلے دن پر اور حکم کرتے
ہین پسند بات کو اور منع کرتے ہین ناپسند سے اور جلدی کرتے ہین نیک کامون مین وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ؁
اور وے لوگ یعنے وے جو ان صفات سے موصوف ہین نیک بختون مین ہین بد فریق کے صفتین یہہ ہین کہ وے
اللہ کے حکم سے منحرف ہین شب کو عبادت نہین کرتے اللہ سے منکر ہین اُسکے صفات مین الحاد کرتے ہین اور پچھلے دن
یعنے قیامت کے دن کو انکار کرتے ہین اور نیک کامون مین سستی کرتے ہین وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ
اور جو کرینگے نیک کام سو اُسکی ناقدر شناسی نہ کئے جائینگی یفعلوا کی ضمیر امت قائمہ کی طرف پھرتی ہے یعنے جو نیک کام
کرینگے اُسکے ثواب سے محروم نہ ہونگے اللہ نیکی کی جزا دیگا وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالْمُتَّقِيْنَ ؁ اور اللہ کو خبر ہے
پرہیزگارون کی اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا
مقرر وے لوگ جو منکر ہین اُن کے کام نہ آوینگے اُن کے مال اور نہ اولاد اللہ کے آگے کچھ یعنے کافر اپنا
مال دیکے اللہ کے عذاب سے چھٹنا یا اپنی اولاد کی اعانت سے اس سے بچنا چاہے تو ہو نہین سکیگا یہہ آیت سب
کفار کے لئے عام ہے بعضے کہتے ہین ان کفار سے بنی قریظہ اور بنی نضیر مراد ہین کیونکہ اُن کے سردار مال کی
طمع سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی پر کمر باندھے سو ان کو فرمایا تمھارے مال اور اولاد کام نہ
آئینگے بعضے کہتے ہین قریش کے کافرون کے حق مین نازل ہوئی ابوجہل بڑا مالدار تھا اور مال پر فخر کرتا تھا اس
جگہ مخصوص مال اور اولاد کو ذکر کیا کیونکہ آدمی اپنے پر کی بلا کو مال خرچ کرکے کبھی دفع کرتا ہے اور کبھی اپنی اولاد کی

استعانت سے سو نے دونون چیزین اللہ کے عذاب سے نہ بچاوینگے وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ اور وے دوزخ کے لوگ ہین وے اسمین رہ پڑے یعنے دوزخ سے کبھی انکو چھٹکارا نہو گا مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ

فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ

جو کچھ کفار خرچ کرتے ہین اس دنیا کی زندگی مین اُسکی مثال جیسی ایک باؤ اسمین پالا مار گئی کھیتی ایک لوگونکی جنھون نے اپنے حق مین برا کیا تھا پھر اُسکو نابود کر گئی حاصل معنی آیت کی یہہ ہے کفار نیک کامون مین مال خرچ کرتے ہین اُس سے اُنکو گمان ہر کہ وہ کام آویگا جیسی کھیتی کسیکو ہوتی ہے تو اُسکو امید رہتی ہے کہ اپنے کام آویگی جب کافر خرچ کرتے سو مال ضرورت کیوقت کام نہ آیا تو گویا کھیتی جلگئی سوائے غم اور افسوس کے کچھ نہ ملا سابق کی آیت مین اللہ تعالی نے فرمایا کفار کو اُنکا مال اور اولاد کچھ کام نہ آئیگے اِس سے احتمال ہوا کہ کسی دل مین خیال آوے کہ شاید کفار اپنا مال اللہ کی راہ مین خرچتے ہین جیسا غریبون مسکینون کو خیرات دیتے ہین مسافر خانے بناتے ہین اِسکے سوائے نیکی کے بہت سے کام کرتے ہین شاید یہہ اُنکو نفع دیوے سو اس خیال کو دفع کرنے کو یہہ آیت نازل کیا حاصل اِس آیت کا یہہ ہے کُفّار جو مال خرچ کرتے ہین اگرچہ نیک کام مین ہو آخرت مین اُنکو نفع نہ دیگا یہہ حکم سب کافرون کے حق مین ہر کیونکہ مال جو وے خرچ کرتے ہین یا دُنیا کے منافع کے واسطے یا آخرت کے منافع کے واسطے دنیا کے منافع کے واسطے جو دیتے ہین وہ آخرت کے لئے کام نہین آتا کافر کا کیا ذکر مسلمان بھی دنیا کے نفع کیواسطے دیوے تو اُسکو آخرت مین نفع نہین دیتا اگر کافر آخرت کی منفعت واسطے دیتا ہو تو اُسکو نفع نہ دیگا کیونکہ کفر اُسکے تمام نیک اعمال کو باطل کردیتا ہے بعضے کہتے ہین یہہ آیت ابوسفیان اور اور دوسرے مشرکون کی شان مین اُتری جو اپنا بہت سا پیسا بدر اور احد وغیرہ مین خرچے صِرّ کا ترجمہ پالا یعنے سرما اور ٹھنڈہم جو کہے وہ اکثر مفسرین اور اہل لغت کا قول ہے بعضے کہتے ہین صِرّ باد سموم کو کہتے ہین دونون قول پر تمثیل صحیح ہے کیواسطے سردی ہو یا گرمی افراط سے ہوئی تو کھیت کو جلادیتی ہے

وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ اور اللہ نے اُن پر ظلم نہین کیا پر وے اپنے جی پر ظلم کرتے ہین جمع کی ضمیر اس جملہ مین جو ہے پیسا خرچ کئے سو کفار کی طرف پھرتی ہے یعنے کُفّار جو نفقہ دیتے تو اللہ تعالی نے اُسکے ثواب کو ضایع نہین کیا بلکہ اُنکا کفر اُسکو باطل کیا کھیتی والون کی طرف ضمیر کو پھیرے

بھی صحیح ہے یعنے اللہ تعالی اُنکی کھیتی ظلم کر کر ضایع نہین کیا بلکہ وے عذاب کے مستحق ہو کر اپنے پر ظلم کئے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِنْ دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا ای ایمان والو

نہ ٹھہراؤ بھیدی اپنے غیر کو وہ کمی نہین کرتے تمھاری خرابی مین اکثر مفسرین کہتے ہین اس غیر سے یہود

مُراد ہین کسواسطے کہ اُن آیتون مین اوّل سے آخر تک خطاب یہود کی ساتھ ہے تو غیر سے وہی یہود مُراد

ہین اسکو تائید کرتی ہئے حدیث جسکو ابن اسحق اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ

عنہما سے روایت کیئے ہین کہ چند مُسلمان تھے اُنکو یہود کے ساتھ سابق مین قرابت اور دوستی تھی اسلام کے بعد اسی

محبت اور اتحاد کے دیکھتے مسلمان اُن سے اپنے کامون کی مشورت کیا کرتے اور اپنے دل کا بھید اُن سے

کہتے اللہ تعالی اُس دوستی سے نہی کیا اور اِس آیت کو نازل کیا قتادہ کہتا ہے اس سے منافق مُراد ہین

وے مسلمانون کے پاس اپنا بھگل تباتے دوستی نمود کرتے مسلمان اُنکو سچے سمجھ کر اپنے بھید اُن سے ظاہر کرتے

وے جاکے یہود کو اُس راز سے خبر دیتے پھر اللہ اُنکو اِس سے منع کیا اسکی دلیل وَإِذَا لَقُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا

کا جملہ ہے سو یہہ جُملہ دلالت کرتا ہے غیر سے مراد منافقین ہین کسواسطے کہ یہہ منافقین کی صفت ہے

بعضے کہتے ہین اس سے سب کفّار مُراد ہین کسواسطے کہ اللہ تعالی مومنون کو اپنے غیر کے تئین بھیدی نہ کرنا

کر کر منع کیا تو وہ علی العموم کافرون کو اپنا بھیدی نہ کرنے کی نہی ہوئی اسکے بعد کی آیت منافقون سے متعلق تھی

مخصص ہونا اول آیت کے عموم کو منع نہین کرتا کسواسطے کہ اصول فقہ مین ثابت ہے آیت کا ابتدا عام

اور اُسکا آخر خاص ہو تو آخر کا خصوص ابتدا کے عموم کو مانع نہین بطانہ اصل مین لباس کو کہتے ہین جو

بدن سے لگا رہتا ہے بعد اُسکو اطلاق کئے مصاحب پر جو اُسکے ساتھ لگا رہتا ہے اور واقف اسرار ہوا

کرتا ہے خبال کی معنی فساد اور ضرر جو آدمی کو لاحق ہو کے عقل مین نقصان ڈالتا ہے اس جگہہ (لا یالونکم

خبالًا) سے مُراد یہہ ہے کہ تمھارے درمیان بیر اور فساد ڈالنے مین قصور نہ کرینگے وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ

اونکی خوشی ہے تم جسقدر تکلیف پاؤ یعنے تمکو ضرر پہنچنا اور تمھارا ہلاک ہونا اور مشقت مین پڑنا اُنکی مراد ہے

قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ نکلی پڑتی ہے دشمنی اُنکی زبان سے یعنے اُنکی باتون سے اُنکی عداوت

معلوم ہوتی ہے پیغمبر کی تکذیب کرتے ہین اور اہل اسلام کو احمق اور نادان ٹھہراتے ہین مذمت کرتے ہین

بھگل: مکر و تزویر

وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ اور جو چھپا ہے اُن کے سینون مین سو اُس سے زیادہ ہے یعنی باتون سے جو عداوت ظاہر ہوتی ہے اُس سے زیادہ انکے دلون مین عداوت اور دشمنی ہے قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ہ تحقیق ہمنے بتا دئے تمکو پتے اگر تمکو عقل ہے یعنے کفار کی دوستی نہ کرنا کرکے تمکو ہم کہدئے تمکو سمجھ ہو تو تم اُن سے دوستی نہ کروگے اللہ صاحب نے کافرون کو اپنا بھیدی نہ کرو کرکے حکم فرمایا اور اُنکو بھیدی نہ کرنیکے چار سبب چار جملون مین کہے ایک لا یالونکم خبالا دوسرا ودّوا ما عنتم تیسرا قد بدت البغضاء چوتھا قد بینا لکم الایات یہ جملے ہر ایک علیحدہ ہین ماقبل کی صفت وغیرہ نہین اِس ایت مین ایک فقہ کا مسئلہ نکلا وہ یہہ کہ کافرونکو کار و خدمت پر مامور نکرنا اُن سے کنارہ کشی کرنا چاہئے ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم روایت کئے ہین کہ عمر رضی اللہ عنہ کو کہے یہان ایک لڑکا ہے حیرہ کے لوگون سے یعنے نصاریٰ سے منشی اور محاسب اوسکو آپ منشی گری مین داخل کرے تو بہتر ہے عمر رضی اللہ عنہ کہے اگر مین نے اُسکو اس کام مین داخل کیا تو مومنون کے غیر کو مین نے بھیدی ٹھہرایا

هٰاَنْتُمْ اُولَاۤءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ سنتے ہو تم لوگ انکی دوستی رکھتے ہو اور وے تمکو دوست نہین رکھتے اور تم سب کتابون کو مانتے ہو ہا کا لفظ تنبیہ کے لئے ہے انتم سے مسلمانون کو خطاب ہے اور اولاء سے اشارہ کفار کی طرف ہے یعنے ای مومنو تم قرابت وغیرہ کے دیکھتے ہو وسے دوستی کرتے ہین اور وے تمھاری دوستی نہین کرتے کیونکہ تمھارے اور اون کے دین مین اختلاف ہے اور تم خدا کے سب کتابون پر ایمان لاتے ہو اور وے تمھاری کتاب پر ایمان نہین لاتے اللہ تعالیٰ اس سے مومنون کو سرزنش کرتا ہے کہ وے باطل پر ہوتے ہوئے تم سے اتنے کڑوے ہین جو تم حق پر رہکے اُن سے اس قدر کڑوے نہین چاہئے تم اون سے زیادہ کڑوے رہنا وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا اور جب تم سے ملتے ہین کہتے ہین ہم مسلمان ہین اوپر کی آیت کا نزول منافقین کی شان مین لیوین تو امنا کی معنی ظاہر ہین اسواسطے کہ منافقین ظاہر مین اپنے کو مومن کہلاتے تھے اگر یہود کی شان مین لیوین تو شاید آمنا سے موسیٰ کے دین ایمان لانا مراد ہو وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ اور جب اکیلے ہوتے ہین کاٹ کاٹ کھاتے ہین تمپر انگلیان دشمنی سے

یعنے وے لوگ تمھارے روبرو تو تمھاری سی بات کرتے ہین تمھاری غیبت مین بڑی عداوت ظاہر کرتے ہین اور نہایت غصہ ہوتے ہین اتنا غصہ آتا ہے کہ اپنی انگلیون کو کترلین چنانچہ لوگون کی عادت ہی غصہ ازحد زاید ہووے اور مغلوب ہاتھ سے جاوے تو انگلیان کترتے ہین غصہ والا یہہ حرکت اکثر کرنے سے انگلیان کترنا کنایت ہوا غصہ سے اگرچہ انگلیان نہ کترے یہہ غصہ آنیکا سبب یہہ ہووے دیکھے مسلمان آپس مین دوستی رکھتے ہین اور سب مین اتفاق ہی اور اس اتفاق سے مسلمانون کو قوت اور روز بروز ترقی ہے اور اسمین یہود منافق کی ذلت اور رسوائی ہے اس لئے غصہ کھاتے ہین اور انکو نہایت رنج ہوا کرتا ہی اس آیت مین بھی اللہ تعالی نے مومنون کو کافرون کے مخالطت سے منع کیا اور تین چیز ذکر کیا کہ ہر ایک انمین کا مسلمانون کا اپنا بھیدی کافر کو نہ بنانے پر دلالت کرتا ہی ایک تو یہہ کے تمکو دوست نہین رکھتے دوسرے تمھاری کتاب کو نہین مانتے تیسرے دل مین تم سے دشمنی رکھتے ہین ایسون سے دوستی رکھنا اور اپنا بھیدی بنانا عقل کا کام نہین قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ تو کہہ ای محمد تم مرو اپنی دشمنی مین یعنے تم مرتے تک دشمن ہی رہو یہہ بد دعا ہے اُن پر اس سے غرض اسلام کو روز بروز ترقی ہونا اور اُس سے اُنکو ذلت اور رسوائی ہونا مراد ہے وے کفر پر قایم رہنا مراد نہین اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اللہ کو معلوم ہے دلون کی بات یعنے تمھارے دلون مین جو خطرے آتے ہین سب اللہ تعالی کو معلوم ہین تمھارے دلون مین جو عداوت ہی اللہ کو معلوم ہی صدور جمع صدر کی ہے اُسکی معنی سینہ اس سے خطرے جو دلین آتے ہین اور خواہشین جو نیکی سے بھراتے ہین مراد ہے اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ اگر تمکو ملے کچھ بھلائی بُری لگے اُن کو اس جگہہ حسنہ سے دُنیا کی منفعت مُراد ہے جیسا غنیمت ملنا دشمن پر فتح یاب ہونا وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا اور اگر تمپر پہنچے بُرائی خوش ہون اُس سے سیئہ سے دُنیا کے مکروہات مُراد ہین جیسا لوگون کا جنگ مین مارا جانا کھانے پینے مین تنگی ہونا یہہ جملہ بھی سابق کے منع کی طرف اشارہ کرتا ہی یعنے جب وے تمھاری دشمنی مین قصور نہین کرتے تم کسواسطے اُن سے دوستی باندھتے ہو وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا اور اگر تم ٹھہرے رہو اور بچتے رہو کچھ نہ بگڑیگا تمھارا اُن کے فریب سے یعنے اُنکی ایذا کو تم سہو نگے اور اللہ سے ڈروگے اُسکے حکم کا خلاف نکروگے تو کچھ تمکو ضرر نہوگا اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ جو کچھ وے کرتے ہین سب اللہ کے بس مین ہے یعنے وے جو تمھاری عداوت کرتے ہین اور دل مین بغض رکھتے ہین سب اللہ کو معلوم ہے اُسکی جزا دیگا اِن آیتون مین اللہ تعالی یہود و نصاری سے

انصاری کے
کاشی سکے بیان

کنارہ کشی اختیار کرنے کو اور اُنکو مسلمانون کے امور مین دخل نہ دینے کو بمبالغہ بیان کیا کسواسطے کہ اُنکو مسلمانون سے
دینی عداوت ہو رہے چاہتے ہین کہ مسلمانون کا دین اُٹھ جاوے اُسکے واسطے اقسام کے حیلہ کرتے ہین مسلمانون کو
علم حاصل کرو کرکے ترغیب دیتے ہین جب کوئی علم کی طرف مشغول ہوا تو کہتے ہین تمھارے علوم یعنے علوم دینی حاصل
کرنے مین تم مشغول ہو تو تمکو معاش حاصل کرنیکی لیاقت نہین ہوتی ایسا علم حاصل کرنا کہ جس سے فکر معاش ہو
ہمارے علوم تم حاصل کروگے تو فکر معاش تمکو حاصل ہوتی ہے اُنکے فریب پر نادان مسلمان نہین کا گاتے ہین
یہہ نہین سمجھتے اُنکی غرض ہمارے دین کو ضایع کرنے پڑے چاہیئے کہ اُن کے اس دام مین نہ پھنسین دین
کی مضبوطی کے واسطے علم حاصل کرنا معاش کی فکر نہ کرنا کیا واسطے معاش کا کفیل اللہ سبحانہ ہے اُنکے علوم حاصل
کرنے سے معاش نہین ملتی و اللہ المستعان وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ
لِلْقِتَالِ اور جب فجر کو نکلا تو اپنے گھر کے لوگون سے بٹھانے لگا مسلمانون کو لڑائی کے ٹھکانون پر
اکثر مفسرین کہتے ہین یہہ قصہ جنگ احد کا ہے بعضے کہتے ہین یہہ جنگ احزاب کا قصہ ہے بعضے کہتے ہین بدر کا ہے
پہلا قول ہی صحیح ہے کیونکہ بعد کی آیت مین اذ ہمت طائفتان منکم ان تفشلا جو آیا اُس مین سب علما کا اتفاق ہے
کہ وہ نہین ہوا مگر احد مین مجاہد اور کلبی اور واقدی کہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح ہی بی بی عایشہ
رضی اللہ عنہا کے مکان سے پیادہ پا نکلے احد کو پہنچے اور جنگ کے لئے صفین ایسی راست کین جیسا تیر کو راست کرتے
ہین محمد بن اسحاق اور سدی نقل کئے ہین بدر کے جنگ مین قریش کے اکثر عمدہ لوگ مارے پڑے اور اُنکی جماعت
خستہ حال مکے کو پہنچی بعد عبد اللہ بن ابی ربیعہ اور عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان بن امیہ وغیرہ چند لوگ جنکے بھائی
بند مارے گئے تھے مسلمانون سے جنگ کرنیکی ترغیب دیئے ہر ہر شخص اپنے مقدور موافق پیسونکی کمک کیا ابوسفیان لشکر
ہوکے مکے سے نکلا اُنکی جماعت چہارشنبہ کے روز عینین پہاڑ کے پاس جو احد کے مقابل ہے آکے اُتری اُنکے اُترنے
کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپ صحابہ سے مشورت کئے اور عبد اللہ بن ابی بن سلول کو بلواکے اُس سے
بھی تجویز کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسکو اسکے آگے کبھی نہین بلوائے تھے پھر عبد اللہ بن ابی اور اکثر
انصار کہے مدینہ مین ہم رہنا اُن سے جنگ کرنے باہر نجانا واللہ ہم جنگ کرنے جب مدینہ کے باہر گئے ہین
تو ہمکو شکست ہوئی ہے اور جب شہر مین رہے ہین مخالف اندر آیا ہے تو شکست پایا ہے آپ جب ہمارے

ساتھ ہون تو البتہ ہمکو فتح ہوگی کفار کو وہ نہین چھوڑ دینا اگر رہے تو بُری حالت سے رہے آخر نا امید ہوکر
چلے جائینگے اگر بستی مین آوے تو مرد سامنے ہوکر مقابلہ کرینگے بچے اور عورتین گھرون پر سے پتھرے پھینک کے
مارینگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہہ تجویز پسند آئی لیکن بعضے صحابہ کہنے لگے یا رسول اللہ ہمکو لیکے میدان
چلو نہین تو وے کُتے سمجھینگے کہ ہم ڈر کے نہ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مین خواب دیکھا کہ گائے ذبح
ہوئے ہین اُسکا بچار خوبی سے کیا اور میری جماعت کے چند لوگ مارجائینگے اور دیکھا میری تلوار کی دانت ٹوٹ گیا
ہے اُسکی تعبیر ہزیمت سے کیا اور دیکھا ہین اپنا ہاتھ مضبوط بکتر مین کیا ہون اسکی تاویل مدینہ سے کیا تمہاری
مرضی ہو تو مدینہ مین رہو اگر وے بستی مین آجاوے تو ہم اُن سے جنگ کرینگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی مرضی مبارک یہی تھی شہر مین رہنا وے آجاوے تو اُنکو گلی کوچون مین مار ڈالنا چند مسلمان جو بدر کے جنگ مین
حاضر نہین تھے سو بجد ہوئے کہ ہمکو لیکے میدان مین نکلنا تا اپنی شجاعت بتاوین انکا بجد ہونا دیکھ کے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم دولت سرا مین تشریف لیگئے بکتر پہن ہتیار باندھکے نکلے لوگ دیکھے آپ مسلح ہوئے ہین
نادم ہوکے ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگا کہ تم کیا کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی وحی آتی ہے آپکی
بات نہ ماننے نکلنے کا جو اصرار کئے بہت بیجا کئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوکے عذرخواہی
کرنے لگے اور کہے آپکی مرضی کے ہم تابع ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے نبی کو بکتر پہنے بعد اسکو اُتارنا لائق
نہین جب تک جنگ نہ کرے پھر جمعہ کی نماز پڑھے بعد کوئی انصاری مرا تھا سو اُسکے جنازے کی نماز پڑھکے نکلے
شنبہ کے صبح کو شوال کی پندرھوین ہجرت کا تیسرا سال احد پاس پہنچے اور عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ
پچاس تیر مارنے والونکو دیکے پشت پر پہاڑ پاس کھڑا کئے اور تاکید کئے تم اُس مقام کو چھوڑ کے ہرگز نہ نکلو اگرچہ
ہم سب مارے جائین یا فتح یاب ہون اللہ تعالی نے اسی قصہ کی طرف اشارۃ کرکے فرمایا ای محمد تو یاد کر اُس
روز کا احوال جو تونے اپنے لوگون سے یعنے بی بی عائشہ کے گھر سے نکل کر لڑائی کے موقع دیکھکے مومنونکو
ٹھانے لگا وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ اور اللہ سنتا جانتا ہے اِذْ هَمَّتْ طَّائِفَتَانِ مِنكُمْ أَن تَفْشَلَا جب قصد
کیا دو فرقونے تم مین سے کہ نامردی کرین وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا اور اللہ مددگار تھا انکا جب اللہ مددگار ہو تو
وے کاہیکو نامردی کرینگے وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ اور اللہ ہی پر چاہئے بھروسا کرین۔

مسلمان ان دو فریق سے بنی سلمہ خزرج کے قبیلے سے اور بنی حارثہ اسکے قبیلے سے جو لشکر کے میمنہ اور میسرہ
پر تھے مراد ہین جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد کا قصد کئے آپکے ہمراہ ہزار آدمی تھے بعضے کہتے ہین نو
سو پچاس اور کفار تین ہزار تھے جب شوط کو پہنچے عبد اللہ بن ابی ابن سلول تین سو شخص کو جو اسکے تابع تھے
لیکر پھر گیا اور بولا میری بات نہ مانکے جھوکرون کی بات پر نکلے ہین ہم مفت مین اپنی جان کسواسطے کھوئین
ابو جابر نے انکے پیچھے دوڑکے کہا تمکو خدا کی قسم ہے رسول اللہ کو چھوڑکے کہان جاتے ہو ابن سلول بولا جنگ ہوتا
سو ہمکو معلوم ہو تو تمہارے شریک ہونگے انکو دیکھکے بنو سلمہ اور بنو حارثہ کے دلونمین بھی نامردی آئی چاہیے
ابن سلول کے ساتھ پھر جانا لیکن اللہ تعالیٰ نے انکو توفیق دیا سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئے
اللہ تعالیٰ نے ان دونون فرقون پر جو بڑا احسان کیا اسکو ذکر کیا اور انکی تعریف کیا اور بولا کہ مین انکا
ولی یعنے مددگار اور محافظ اور انکے کام کا والی ہون اور اونکے دلونمین ایک خطرہ جو آگیا تھا اس پر کچھ
مواخذہ نہین کیا بخاری اور مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ روایت کیا کہے یہ آیت اذ ہمت طایفتان منکم ان تفشلا الآیہ
ہمارے حال مین نازل ہوئی دو طایفہ بنو حارثہ اور بنو سلمہ ہین اسکا نازل نہ ہونا مجھ کو خوش نہین دکھتا کیونکہ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا واللہ ولیہما یعنے ابتدا آیت سے انکی کچھ منقصت معلوم ہوتی ہے لیکن آخر مین جو کہا اس سے بڑی
منقبت نکلی وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ اور بیشک تمھاری مدد کرچکا ہے اللہ بدر کی لڑائی مین
اور تم بے مقدور تھے بدر نام ایک قریہ کا ہے مدینہ سے چار منزل پر بدر بن مخلد بن نضر بن کنانہ یا بدر بن الحارث
وہان رہتا تھا اس لئے اس جگہ کا نام بدر ہوا بعضے کہتے ہین وہان ایک کنوان ہے اسکا نام بدر اذلۃ جمع
ذلیل کی ہے اللہ تعالیٰ مسلمانون کو ذلیل تھے فرمایا کیونکہ وے بہ نسبت کافرون کے کم تھے کیونکہ مسلمان تین
سو تیرہ شخص تھے ہتیار ہمراہ نہین رکھتے تھے انکے ساتھ ایک گھوڑا تھا اکثر لوگ پیادہ پا تھے سواری کو
جانور نہین تھے چند چند شخص مین ایک ایک اونٹ تھا باری سے اسپر بیٹھتے تھے ہمراہ مال اسباب کچھ نہین تھا
مشرکون کا حال اسکے برعکس تھا ہزار بھر لڑیا اقسام کی ہتیار سے آمادہ تھا انکے ساتھ سو گھوڑا سات سو
اونٹ تھا اسکا سبب یہ تھا مسلمان ابو سفیان کے قافلے کو جو تجارت کا مال لئے جاتا تھا غارت کرنیکے
ارادے سے روانہ ہوئے تھے اس قافلہ مین لوگ زیادہ نہ رہنے سے علی العموم نکلنے کی ضرورت نہین سمجھے اور

جنگ کی نوبت نہ پہنچے گی بخلاف کافرون کے کہ اپنے قافلے کو بچانے کے واسطے جنگ کے مستعد ہو کے آئے تھے اللہ تعالے
مسلمانون کو فتح دیا فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ سو ڈرتے رہو اللہ سے شاید تم احسان مانو اِذْ تَقُوْلُ
لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ جب تو کہنے لگا مسلمانون
کو کیا تمکو کفایت نہین کہ تمھاری مدد بھیجے رب تمھارا تین ہزار فرشتے آسمان سے اترے بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا
وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ۝
البتہ اگر تم ٹھہرے رہو اور پرہیزگاری کرو اور وے آوین تم پر اسی دم تو مدد بھیجے تمھارا رب پانچہزار فرشتے
نشانی کئے ہوئے تے فرشتے مدد کیواسطے آتے ہین کر کر وعدہ جو کیا کس جنگ مین تھا سو اختلاف ہی اکثر مفسرین
اور اہل سیر کہتے ہین بدر کے جنگ مین تھا اس قول پر اذ تقول للمومنین کا تعلق ولقد نصرکم اللہ سے ہو گا اس وعدے
کے موافق بدر کے جنگ مین فرشتے آئے یا نہین سو اختلاف ہی بعضے کہتے ہین یہہ مدد پہنچی ابن ابی حاتم قتادہ سے
نقل کیا ہی کہ بدر کے روز پانچہزار فرشتہ آیا اور ربیع بن انس سے روایت کیا ہی کہ اللہ تعالی اول ہزار فرشتے
مدد کے لئے بھیجا بعد بھی مدد بھیجا سو تین ہزار فرشتے ہوئے بعد بھی مدد پہنچی سو پانچہزار فرشتے ہوئے بعضے کہتے ہین
فرشتے نہین آئے فقط ہزار فرشتہ جنکا ذکر سورۂ انفال مین ہے وہی آئے ابن ابی حاتم نے شعبی سے روایت
کیا ہی کہ بدر کے روز مسلمانون کو خبر پہنچی کہ کرز بن جابر فہری مشرکون کی مدد کرتا ہی یہہ سنکے مسلمانون کو اندیشہ
ہوا تب اللہ تعالی نازل کیا الن یکفیکم ان یمدکم ربکم بثلثة الاف الایۃ سو کرز مشرکون
کی ہزیمت سنکے مدد نہین کیا اور مسلمانون کی مدد کیواسطے پانچہزار فرشتے بھی نہین آئے فقط ہزار فرشتہ ہی
آیا بعضے کہتے ہین یہہ وعدہ احد کے جنگ مین تھا عکرمہ اور ضحاک اور مقاتل کا یہی قول ہے لیکن یہہ مدد آنا صبر کرنے
اور اللہ سے ڈرنے پر مشروط تھا وے لوگ صبر نہین کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا خلاف کئے اس لئے
مدد نہین آئی مجاہد کہتا ہے احد کے روز بھی فرشتے آئے پر جنگ نہین کئے لیکن بخاری اور مسلم سعد بن ابی وقاص
رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے احد کے جنگ کے روز مین نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے دونون بازو پر دو شخص کپڑے بہت سفید پہنکے ہین آپکی طرف سے خوب سا جنگ کر رہے ہین وہ
دونون شخص کو اس جنگ کے آگے اور اسکے بعد کبھی مین نہین دیکھا تھا وے دونون جبرئیل اور میکائیل تھے اس سے معلوم ہوا

کہ اس دن بھی فرشتے جنگ کئے مسومین کی معنی میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہین نشان کئے ہوئے عرب کا دستور تھا
جنگ کے روز اپنی معرفت کے واسطے نشان کرتے تھے یہہ نشان اپنے بدن پر کئے تھے یا گھوڑون کو اسمین اختلاف
ہے عروہ بن الزبیر نے کہا علامت یہہ تھی فرشتے سر پر زرد پگڑی باندھکے ابلق گھوڑون پر تھے علی مرتضی اور
ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ وے سفید پگڑیان باندھکے پیچھے شملہ چھوڑے تھے قتادہ اور ضحاک کہتے
ہین گھوڑون کے ماتھے پر اور دم مین رنگین صوف باندھے تھے بعضے روایتون مین آیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم بدر کے روز صحابہ کو فرمائے تم نشانی باندھو کیونکہ فرشتے اپنے ٹوپی اور خود پر سفید صوف کا نشان باندھے
ہین اور بعضی روایتون مین آیا ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جنگ کے روز شتر مرغ کا پر لگاتے اور علی مرتضی
رضی اللہ عنہ سفید صوف کا نشان باندھتے تھے اور زبیر رضی اللہ عنہ سر پر زرد پٹی اور ابو دجانہ رضی اللہ عنہ
سرخ پٹی باندھتے تھے بعضی کہتے ہین مسومین کی معنی چھوٹے ہوئے یعنے گھوڑون کو کافرون پر چھوڑے تھے اس سے
غرض گھوڑون کو انپر ڈالکے قتل کرتے تھے یا اسیر کرتے تھے وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى اور یہہ مدد
یا وعدہ اللہ نہین کیا مگر تمہاری خوشی کیواسطے وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ اور تا تسکین ہو تمہارے دلون کو یعنے
دشمن کی بہتایت اور اپنی قلت سے اندیشہ نکرین وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ اور مدد
نہین مگر اللہ کے پاس سے جو زبردست ہے حکمت والا یعنے یہہ خیال مت کرو کہ لوگونکی کثرت سے فتح ہوتی ہے
یا فرشتے آنے سے فتح ہوئی کیونکہ شکست و فتح اللہ کی اختیار مین ہے چاہئے کہ بندے اللہ پر بھروسا کرنا اسباب
کو ترک کر کے مسبب الاسباب کی طرف متوجہ ہونا لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا تا کاٹ ڈالے کافرونکی
ایک جماعت کو اسکا تعلق ولقد نصرکم اللہ ببدر سے ہے یعنے بدر کے روز جو تمکو نصرت دیا سو کافرونکی ایک جماعت کو ہلاک
کرنیکے واسطے تھا بعضے ترجمہ یون کرتے ہین تا توڑے ایک رکن شرک کی رکنون سے سو بدر کے روز مشرکون کے
ستر آدمی قتل ہوئے اور ستر آدمی اسیر ہوئے جسنے آیت کو غزوہ احد پر لگاتا ہے سو کہتا ہے کہ احد کے روز بھی پہلے
نصرت مسلمانون کو ہوئی اور انکے سولا آدمی مارے پڑے بعد لوگون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا
خلاف کئے اور مقام چھوڑ کے نکلے سو جکڑ مین آئے اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ یا انکو اوندھا
کرے کہ پھر جاوین نامراد یعنے فتح کی آرزو جو کرتے تھے بر آوے خار و ذلیل ہو کے الٹے لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ

شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ تیرا اختیار کچھ نہین یا انکو اللہ توبہ دیوے یا انپر
عذاب کرے کہ وے ناحق پر ہین اس آیت کی شان نزول مین اختلاف ہے صحیح قول وہ کہ احد کے جنگ مین
اُتری بعضے کہتے ہین بیر معونہ والون کے قصے مین نازل ہوئی رعل اور ذکوان اور عصیہ اور بنی لحیان کے قبیلے والے
آکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہے ہماری تمام قوم ایمان لانیکی امید ہے ہماری مدد کیواسطے چند
شخص کو روانہ کرو آپ ستر شخص کو صفہ والون سے جو قرا تھے روانہ کئے اور اُنپر منذر بن عمرو کو سردار کئے
اور بیر معونہ کو روانہ کئے وہ ہذیل کے شہرونمین ایک جگہہ کا نام ہے مکہ اور عسفان کے مابین اُنکی روانگی
صفر کے مہینے مین تھی سنہ چہار ہجری احد کے بعد چار مہینون کے جب اُنکی سرحد مین داخل ہوے عامر
بن الطفیل نے دغا سے اُن تمام قاریون کو قتل کیا اِنکے قتل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت
رنج ہوا پھر آپ نماز مین اُن قبیلے والون کو بد دعا کرنے لگے اُسکو منع کرنے پر یہہ آیت نازل ہوئی ابن اسحق
اپنی مغازی مین اور امام احمد اور مسلم اور ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم احد کے روز اپنے منہہ پر سے خون پونچھتے تھے اور فرماتے تھے کیونکر بھلا پاوگی قوم جو اپنے نبی
کے منہہ کو زخمی کیا اور اُسکے دانت توڑے تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا لیس لک من الامر شیئ امام احمد
اور بخاری اور ترمذی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر
کی نماز مین دوسری رکعت کے رکوع سے سر اُٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد کہتے یا اللہ لعنت کر فلانے کو فلانے
کو فلانے کو ایک روایت مین آیا ہے لعنت کر صفوان بن امیہ کو اور سہیل بن عمرو کو اور حارث بن
ہشام کو تب اللہ تعالی لیس لک من الامر شیئ کی آیت ظالمون تک نازل کیا امام احمد اور ترمذی
اپنی روایت مین اُسکے بعد یہہ بھی زیادہ کئے ہین کہ بعد وہ لوگ توبہ کئے یعنے اسلام لائے اور امام احمد
کی ایک روایت مین ان تین شخص کے ساتھ عمرو بن العاص کا نام بھی داخل کیا ہے بخاری نے ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو بد دعا کرنا دعا دینا چاہتے تو رکوع
کے بعد قنوت پڑھتے سو بعضے وقت سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد کہتے یا اللہ نجات دے ولید بن الولید کو اور سلمہ بن
ہشام کو اور عیاش بن ربیعہ کو یا اللہ مضر کو خوب کچل دے اور اس کو قحط یوسف کیوقت کی قحط سالی مانند

لہ لفظ حدیث کا یہہ ہے اللہم اشدد وطأتک علی مضر واجعلہا سنین کسنی یوسف

یہہ پکار کے فرماتے اور فجر کی نماز مین بعضے وقت فرماتے یا اللہ لعنت کر فلانے فلانے عرب کے قبیلو نکو یہان تک کہ
اللہ تعالی نے نازل کیا لیس لک من الامر شیٔ الآیہ مسلم کی روایت مین آیا ہے یا اللہ لعنت کر لحیان اور رعل
اور ذکوان اور عصیہ کو اِن روایتون کے اختلاف کے سبب سے مفسرین شان و نزول مین اختلاف کئے ہین احد کے
جنگ مین نازل ہوئی کر کے انس کی روایت مین تصریح ہے ابن عمر کی روایت مین کچھ تصریح نہین ابوہریرہ کی
روایت جو بخاری مین آئی ہے اُسمین بھی کچھ تصریح نہین مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ رعل و ذکوان
وغیرہ قبیلے والون کی شان مین نازل ہوئی لیکن مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے بخاری کی روایت مین جو آیا ہے
یہان تک کہ اللہ وہ آیت نازل کیا سو مدرج ہے کیونکہ مسلم کی روایت مین ہے زہری نے کہا بعد ہمکو پہنچا کہ جب
یہہ آیت نازل ہوئی لیس لک من الامر شیٔ او یتوب علیہم او یعذبہم فانہم ظالمون نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُسکو
ترک کئے حافظ ابن حجر عسقلانی کہتا ہے اگر یہہ روایت محفوظ ہو تو احتمال ہے کہ جنگ احد کی بعد چند روز
کے یہہ آیت نازل ہوئی حق بات یہہ ہے کہ قصۂ احد مین نازل ہوئی آیت کا سیاق بھی اسی پر دلالت کرتا ہے
اِس آیت مین او یتوب علیہم کا عطف او یکبتہم پر ہے اس معطوف معطوف علیہ کی درمیان لیس لک من الامر
شیٔ کا جملہ معترضہ ہے معنی یون ہے ای محمد تجھکو اُنکے امر مین کچھ دخل نہین اللہ تعالی اُنکے امر کا مالک
ہے چاہے تو اُنکو ہلاک کرے چاہے تو ذلیل کر کے پھر بچاوے بعد توبہ کرے اور اسلام لادے تو انکا توبہ قبول
کرے اگر کفر پر ہی اصرار کرے تو اُنکو عذاب کرے اللہ تعالی ان کفار پر بد دعا کرنے سے منع کیا کیونکہ
اُسکو معلوم تھا یہہ لوگ یا اِنکی اولاد مسلمان ہوگی سو ویسا ہی ہوا یا منع کیا تا بندے کی عاجزی ظاہر
ہووے اور بندے کو اللہ کے ملک و ملکوت کے اسرار مین دخل کرنا لایق نہین سو معلوم کرے وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِی الْاَرْضِ اور اللہ کا مال ہے جو کچھ آسمان و زمین مین ہے یہہ جملہ سابق کے جملہ لیس لک من الامر شیٔ
کی تاکید پڑا ہے یعنے تجھ کو کچھ اختیار نہین اختیار اُسکو ہے جو یہہ سب اُسکی ملک ہے یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَاۗءُ وَ
یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَاۗءُ بخشے جسکو چاہے اور عذاب کرے جسکو چاہے بخشنا اُسکا فضل و احسان ہے عذاب
کرنا عدل ہے جو چاہے سو حکم کرے اُسکے حکم کو کوئی توڑنے والا نہین اور اُسکے کام کو کوئی بگاڑنے والا
نہین وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوا الرِّبٰوا

ع

أَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ای ایمان والو مت کھاؤ سود دونے پر دونا سود دگنا مطلق حرام اور گناہ کبایر مین سے ہے دونا یا نہ ہو اس جگہ دونے پر دونا مت کھاؤ کر کر جو فرمایا بیان واقع ہے کسواسطے کہ جاہلیت کا دستور تھا قرض کا وعدہ ہو جاوے بیبیانہ پہنچاوے تو قرض کو دونا کرکے پھر مہلت دیتے یہانتک قرض دونے پر دونا ہو جاتا اللہ تعالے نے اُن کو اس سے منع کیا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ اور ڈرو اللہ سے شاید تمھارا بھلا ہو یعنے اگر بھلا چاہتے ہو تو سود کھانے سے باز آو وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ اور بچو اس آگ سے جو طیار ہوئی ہے کافرون کیواسطے یعنی تم ایسا کام نہ کرو کہ جس سے تمکو اُن کے ساتھ ملا کے جلاوے ابوحنیفہ کہتے ہین قرآن مین اتنی ہدت کی کوئی آیت نہین کیونکہ اللہ تعالی مومنون کو پرہیز گاری نہ کرے تو اُس آتش سے جو کافرون کیلئے مہیا ہی عذاب دونگا کرکے ڈرایا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ مومن اگر سود وغیرہ کو جو حرام ہین حلال جانے تو اُنکے لئے یہہ تہدید ہی یعنے اللہ تعالے نے جسکو حرام کیا ہی اسکو کوئی مؤمن حلال جانا تو کافر ہوا پھر کافرون کے لئے جو آتش تیار ہے اُسمین جائیگا وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ اور حکم مانو اللہ کا اور رسول کا شاید تم پر رحم ہو وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اور دوڑو اپنے رب کی بخشش پر لینے جو چیزین مغفرت کے سبب ہوتے ہین اُنکو بجا لانے مین سستی نہ کرو وہ چیزین نیک اعمال ہین جیسے اسلام اور توبہ اور فرضین ادا کرنا اور جہاد کرنا اور امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ مین شریک ہونا وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اور جنت کی طرف یعنے دوڑو جنت کی طرف جسکا پھیلاؤ ہے آسمانان اور زمین یعنے بہشت کی پہنائی اتنی ہی جیسے آسمانون اور زمین کی پہنائی ہے عرض کا ذکر کیا طول کو نہ کہا کیونکہ عادت ایسی ہے طول عرض سے بڑھکر ہوتا ہے جب عرض اتنا ہو تو طول کو اس پر قیاس کر لیجئے اس سے غرض بہشت کی وسعت بیان کرنی ہے جسکو جو دیکھتا ہی اُسمین آسمان زمین سے کوئی چیز بڑی نتھی اسلئے اُنکے ساتھ تمثیل دیا ابن جریر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہ سات آسمان اور سات زمین کو اگر باہم جوڑکے دیکھین تو جسقدر پہنا ہوگی جنت کی اُتنی پہنائی ہے بزار اور حاکم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور بولا مجھکو خبر دو بہشت کی پہنائی آسمانان اور زمین کے برابر ہو تو دوزخ کہان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تو مجھکو بول رات ایسی جو ہر چیز کو تاریک کر دیتی ہے آتی ہی تو دن

ربع و ۲۹

کہان رہتا ہو وہ بولا اللہ جہان چاہتا ہے وہان رہتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ایسا ہی اسکو اللہ جہان چاہے وہان رکھے حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر نے طارق بن شہاب سے روایت کئے ہین بولا چند یہودی آکے عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھے تم جو کہتے ہو بہشت کی پھیلاو آسمان و زمین ہے تو پھر دوزخ کہان ہی عمر رضی اللہ عنہ کہے شب آوے تو دن کہان رہتا ہے اور دن آوے شب کہان رہتی ہے تب وے کہے توریت مین بھی ایسا ہی ہے معلوم کیجیے اہل سنت وجماعت کا مذہب یہہ ہے کہ دوزخ اور بہشت اب موجود ہین اور بہشت ساتون آسمان کے اوپر عرش کے نیچے ہی بخاری اور مسلم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے تم اللہ سے مانگوگے تو فردوس کو مانگو کیونکہ وہ بہشتون مین سب سے افضل اور اونچی ہے اوسکے اوپر رحمان کا عرش ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی نے اُنسے پوچھا بہشت آسمان مین ہے یا زمین پر انس کہے کونسی زمین و آسمان ہوگی جو بہشت اُسمین سماوے وہ شخص پوچھا پھر بہشت کہان ہے تو بولے ساتھ آسمان کے اوپر عرش کے نیچے قتادہ بولا سلف کے علما کہتے تھے بہشت ساتون آسمان کے اوپر ہے اور دوزخ ساتون زمین کے نیچے حافظ جلال الدین السیوطی نے اتمام الدرایہ مین کہا ہے جنت ساتون آسمان کے اوپر رہنا آیات اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے اور دوزخ کس جگہ ہی سو اسمین توقف کرنا ہو کہ اللہ تعالی اسکو جانتا ہو اُسکی جگہ کی تعین مین احادیث جو وارد ہوئے ہین ضعیف ہین اُعِدَّتۡ لِلۡمُتَّقِيۡنَ تیار ہوئی ہے واسطے پرہیزگارون کے پرہیزگار وہ جو نیک کام کرتے ہین اور گناہون سے باز رہتے ہین پرہیزگارون کے چند صفات فرماتا ہی اَلَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ فِى السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وے لوگ جو خرچ کرتے جاتے ہین خوشی مین اور تکلیف مین یعنی نیک کام مین اپنے مقدور موافق پیسا خرچ کرتے ہین اس مین دریغ نہین کرتے کیسی حالت مین ہو ثروت یا تنگدستی سختی فراغتی یا خوشی یا غمی راحت یا محنت متقین جنت مین داخل ہونیکی پہلی صفت سخاوت کو ذکر کیا کیونکہ اپنا مال غیر کو دینا نفس پر بہت شاق ہوتا ہے علی الخصوص اُسوقت کہ لوگون کو پیسے کی بڑی احتیاج تھی جہاد مین اور فقیر مسلمان کی خدمت مین اپنا مال صرف کر دیتے تھے اس سبب سے سخاوت بڑی صفت ٹھہری بخاری اور مسلم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مثال بخیل کی اور مال خرچ کرنے والے

کی دو شخص کے مانند ہی اُنپر لوہے کے بکتر ہین ہسلی سے چھاتی تک خرچ کرنے والا جب خرچ کرتا ہی تو اُسکے بدن
پر بکتر کشادہ ہوتا ہے یہان تک اُسکے انگلیون کو ڈھانکتا ہے یعنے اتنا دراز اور کشادہ ہوتا ہی کہ اُسکے
تمام بدن کو یہان تک اُسکے ہاتھ اور پانوٗن کے انگلیون کو ڈھانکتا ہی بخیل جب کچھ دینا چاہتا ہی تو بکتر
کی ہر کڑی اپنے جگہہ پر چپٹ جاتی ہے وہ اُس بکتر کو کشادہ کرنا چاہتا ہی پر کشادہ نہین ہوتا اِس حدیث
مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کے رزق اور نعمتونکو بکتر سے تشبیہ دی سخی اللہ کی راہ مین کچھہ
خرچا تو اُسکے نعمتین بھی زیادہ اور کامل ہوتے ہین بخیل کچھہ خرچنا چاہے تو اُسکی حرص اور بخل اور نقصان کا اندیشہ
خرچ کرنے سے مانع ہوتے ہین وہ سمجھتا ہی خرچ نہ کرنے سے اپنے نعمتون کی کشایش ہوتی ہے پر اُس سے کشایش
نہین ہوتی بلکہ اور تنگ ہو جاتے ہین بخاری اور مسلم اور ابن حبان اپنے جامع صحیح مین ابی ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کوئی صبح نہین مگر دو فرشتے اُترتے ہین ایک کہتا
ہے اللہم اعط منفقا خلفا یعنے یا اللہ خرچ کرنے والے کو بدل دے دوسرا کہتا ہی اللہم اعط ممسکا تلفا یعنے
بخل کرنے والے کا مال تلف کر بخاری اور مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی نے کہا تو خرچ کر مین تجھکو دونگا طبرانی معجم کبیر اور اوسط مین عبد اللہ بن
عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جنت عدن کو اللہ تعالی نے
ہاتھ سے بنایا اور اوسمین پہلونکو لٹکایا اور نہرین بہایا بعد اُسکی طرف دیکھ کے فرمایا کچھ بول وہ بولی قد افلح المؤمنون
یعنے مومنون کا بھلا ہوا اللہ تعالی نے کہا وعزتی لایجاورنی فیک بخیل یعنے اپنی عزت کی قسم تیرے بیچ بخیل کو
اپنا ہمسایہ نہ کرونگا طبرانی نے اس حدیث کو دو طریق سے روایت کیا ہی اُنمین سے ایک طریق جید ہے
ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور بیہقی جابر سے اور طبرانی اوسط مین عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سخی اللہ سے نزدیک بہشت سے نزدیک لوگون سے نزدیک ہے
اور دوزخ سے دور ہے بخیل اللہ سے دور بہشت سے دور لوگون سے دور ہے دوزخ سے قریب ہے نادان سخی اللہ
کے پاس بخیل عابد سے زیادہ دوست ہی انکی سند مین سعید بن محمد وراق ہی وہ ضعیف ہے **وَالْكَاظِمِينَ
الْغَيْظَ** اور دبا لیتے ہین غصہ یہہ مومنونکی دوسری صفت ہے یعنے انکو جب غصہ آوے اور اُسکو جاری کرنیکی

قدرت رہتے پر اُسکو پی جاتے ہین عبد بن حمید اور بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے
ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے لیس الشدید بالصرعۃ ولکن الشدید الذی یملک نفسہ عند الغضب یعنے
کڑا بن کشتی کرکے گرانے سے نہین لیکن کڑا وہ شخص ہے جو مالک ہو اپنی نفس کا غصہ کے وقت امام احمد اور
بخاری ادب المفرد مین اور طبرانی کبیر مین اور مکارم الاخلاق مین اور ابن ماجہ سنن مین یونس بن عبید بن
دینار کی طریق سے وہ حسن بصری سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم فرمائے اللہ تعالی کے پاس کسی گھونٹ مین بڑا اجر نہین غصّے کی گھونٹ سے جسکو بندہ اللہ کے واسطے
پی جاتا ہے یہہ لفظ ابن ماجہ کا ہے حافظ المنذری نے کہا ابن ماجہ کے رجال محتج بہم ہین صحیح مین طبرانی
کی طریق کو حافظ سیوطی نے تحسین کی ہے لیکن اُسکی سند مین اور احمد کی سند مین علی بن عاصم ہے لوگ اُسمین کلام
کرتے ہین حافظ عسقلانی نے تقریب مین کہا کہ وہ صدوق ہے کبھی خطا کرتا ہے ادب المفرد کے رجال سب صحیح کے
رجال ہین ثقات امام احمد اور عبد بن حمید اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور بیہقی شعب الایمان مین
معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص غصّے کو جاری کرنیکی
قدرت رکھتا ہو اُسکو دبالیگا تو اللہ تعالی اُسکو علی رؤس الخلایق بلاکے کہیگا تیرا دل جتنے چاہتا ہو اُتنے حورین
لے ابو داؤد نے اس حدیث پر سکوت کیا ہو اُسکے پاس یہہ حدیث صالح ہو اور ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث حسن غریب
ہے بندہ عاصی کہتا ہے اسکی سند مین ابو مرحوم عبد الرحیم بن میمون ہے سہل بن معاذ سے وہ اپنے باپ معاذ
بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہو ابن معین نے کہا ابو مرحوم ضعیف ہے ابن ابی حاتم نے کہا اِسکی حدیث
لکھتے ہین لیکن اس سے حجت نہین پکڑتے بعضے محدثین اسکی توثیق کئے ہین ترمذی نے اسکی حدیث کو جو سہل سے
روایت کیا ہو تحسین کی ہو ابن خزیمہ و حاکم وغیرہ اسکی حدیث کی تصحیح کئے ہین امام احمد اور طبرانی مکارم الاخلاق مین ابن
لہیعہ کی طریق سے وہ زبان بن فاید سے وہ سہل بن معاذ سے بھی روایت کیا ہو ابن لہیعہ کا حال معلوم اور
اور زبان بھی ضعیف ہو اس حدیث کی دوسری ایک طریق ہے اسکو طبرانی صغیر مین بقیہ بن الولید کی طریق سے
وہ ابراہیم بن ادہم سے وہ فروہ بن مجاہد سے وہ سہل بن معاذ سے روایت کیا ہو بقیہ مدلس ہے عنعنے کے صیغہ
سے روایت کیا ہو اگرچہ یہہ دونون روایت ضعیف ہین لیکن متابعت کی صلاحیت رکھتے ہین ابو داؤد نے

محمد بن عجلان کی طریق سے وہ سوید بن وہب سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی لڑکے سے وہ اپنے
باپ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے سو اُس مین اللہ تعالیٰ اُسکو امن و ایمان سے بھر دیگا کہا ہے اللہ تعالیٰ
بلا لیگا کرکے جملہ جو پہلی روایت مین ہے اُسکو نہین ذکر کیا ابن طاہر نے کہا کہ یہہ صحابی وہی معاذ بن انس ہے
اُنکا لڑکا وہ سہل ہے انتہی اسکی سند مین سوید بن وہب جو ہے اسکو ذہبی میزان مین کہا کہ وہ تابعی ہے
محمد بن عجلان کے سوائی اس سے کوئی شخص روایت نہین کیا ہے حافظ عسقلانی نے تقریب مین کہا کہ وہ مجہول ہے
چھٹے طبقے والون سے یعنے تبع تابعین مین عبد الرزاق اور ابن جریر اور ابن المنذر نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص غصّے کو جاری کرنے پر قادر ہوتا ہوا اُسکو دبا لیگا
تو اللہ تعالیٰ اُسکو امن اور ایمان سے بھر دیگا سیوطی نے جامع الصغیر مین اس حدیث کی تحسین کی رمز کی ہے
لیکن اسکی سند مین عبد الجلیل الفلسطینی ہے اپنے چچا سے وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے عبد الجلیل کا
چچا مجہول ہے عبد الجلیل کو ابن ابی حاتم نے ذکر کیا سو اسکی جرح اور تعدیل کچھ بیان نہین کیا ذہبی میزان مین اس
حدیث کو عبد الجلیل کے ترجمے مین وارد کیا ہے اور ابو لابخاری نے کہا کہ اس پر متابعت نہین کی جاتی امام احمد
اور بیہقی شعب الایمان مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کوئی
گھونٹ احب نہین اللہ تعالیٰ کے پاس غصے کے گھونٹ سے کہ جسکو بندہ دبا لیتا ہے اس گھونٹ کو کوئی بندہ اللہ کے
واسطے نہین دبا لیگا مگر اللہ تعالیٰ اسکے باطن کو ایمان سے بھر دیگا سیوطی نے الدر المنثور مین کہا اسکی سند
حسن ہے اور جمع الجوامع مین کہا کہ اسکو ابن ابی الدنیا کتاب ذم الغضب مین نکالا ہے طبرانی کتاب مکارم الاخلاق
مین موسی بن عبد الرحمن الصنعانی کی طریق سے وہ ابن جریج سے وہ عطا سے وہ ابن عباس سے اور بھی مقاتل سے وہ ضحاک
سے وہ ابن عباس سے والکاظمین الغیظ کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ اس سے مراد ایک شخص تجھ پر بدزبانی
کرے اور تو اُسکو رد کرنیکی قدرت رکھتے ہوئے اپنے غصّہ کو دبا لیوے اور اُسکو رد نہ کرے اسکی سند
بہت ضعیف ہے ابن عدی نے کہا موسی ابن عبد الرحمن منکر الحدیث ہے ابن حبان نے کہا دجال ہے حدیث کو وضع

کرتا ہے ایک تفسیر وضع کیا ہے اُسکو ابن جریج سے وہ عطا سے وہ ابن عباس سے روایت کرتا ہے وَالْعَافِینَ عَنِ
النَّاسِ اور معاف کرتے ہین لوگون کو یہہ متقین کی تیسری صفت ہے یعنے کوئی شخص اُنپر زیادتی کیا ہو تو اُسکو

معاف کر دیتے ہین بدلا نہین لیتے حاکم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جسکو خوش آتا ہو کہ گھر اُسکا اونچا ہونا اور مرتبہ اُسکا بلند تو اپنے پر کوئی شخص ظلم کرے تو اُسکو معاف کرنا جو محروم کرے اسکو دینا اور جو دوستی توڑے اُسکی دوستی جوڑنا حاکم نے کہا ہے اِس کی سند صحیح ہو لیکن وہ سند منقطع ہے اِس مضمون کے دوسرے احادیث بھی ہین اُنسے اس حدیث کو قوت ہوتی ہے طبرانی نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قیامت کے دن مُنادی پکاریگا جس کا اجر اللہ پر ہے وہ شخص اُٹھکے بہشت مین جاوے پھر دوسرے بار پکاریگا جسکا اجر اللہ پر ہے وہ اُٹھکے بہشت مین جاوے پوچھے وہ کون ہو جسکا اجر اللہ پر ہے تو فرماے وہ جو معاف کرتے ہین لوگون کو پھر تیسرے بار پکاریگا تو اتنے ہزار آدمی اُٹھکے بن حساب کے بہشت مین جائنگے اُسکی سند حسن ہے بعضے عن الناس سے مراد باندی غلام لیتے ہین یعنے باندی غلام کی تقصیر معاف کرتے ہین وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ اللہ دوست رکھتا ہو نیکی کرنے والونکو محسنین سے یا جنس مُراد ہے یعنے جو احسان کرنے والا ہو یا وے لوگ ہین جنکے اوصاف مذکور ہوے معلوم کیجیے احسان دو قسم کا ہے ایک احسان اپنی ذات پر دوسرا احسان غیر پر جو احسان غیر پر ہے یا اُسکو نفع پہنچانے سے یا اوس سے ضرر کو دفع کرنے سے نفع پہنچانے کی طرف اشارہ کیا اس جملہ مین (الذین ینفقون فی السراء والضراء) اور علم کا نفقہ یعنے لوگونکو علم سکھانے مین مشغول ہونا اور گمراہون کو ہدایت دینا اسمین داخل ہے نیک کامون مین پیسا خرچنا بھی اُسی مین داخل ہے ضرر کو دفع کرنا یا دُنیا مین ہے یا آخرت مین دُنیا مین ضرر دفع کرنا سو بدی کے مقابلہ مین بدی نہ کرنا والکاظمین الغیظ مین اُسکی طرف اشارہ ہو آخرت کا ضرر دفع کرنا غیر کے ذمے پر اپنے حقوق جو ہین جنکا مطالبہ آخرت مین ہوتا ہے اُس مطالبے سے دُنیا مین اُسکو بری کر دینا والعافین عن الناس مین اسی کی طرف اشارہ ہے ہم جو تقریر کئے اِس سے معلوم ہوا غیر کی طرف احسان کرنیکے سب قسم کو آیت جامع ہے ان تینون خصلتون مین غیر کی طرف احسان تھا اس لئے اللہ تعالیٰ اس احسان کے ثواب کو ذکر کیا اور بولا اللہ محسنین کو دوست رکھتا ہو اللہ تعالیٰ کا بندیکو دوست رکھنا ثواب کے سب درجون مین اعلا درجہ ہے سو اسکو کہدیا وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ اور وے لوگ کہ جب کر بیٹھیں کچھ

کھلا گناہ یا برا کریں اپنے حق میں تو یاد کریں اللہ کو پھر بخشش مانگیں اپنے گناہوں کی فاحشہ اس قول یا فعل کو کہتے ہیں جو نہایت بد ہو جا بجا کہا ہے اس جگہ فاحشے سے زنا مراد ہے اپنے پر ظلم کرنے سے وہ گناہ جو زنا سے کم ہے جیسا بوسہ دینا گلے لگنا بعضے کہتے ہیں فاحشے سے گناہ کبیرہ اور اپنے پر ظلم کرنے سے گناہ صغیرہ مراد ہے اللہ کو یاد کرنا یعنے اسکے وعید اور عقاب کو خیال میں لانا بخشش مانگیں یعنے گناہ سے توبہ کرنا اور اس فعل سے باز آنا اور اپنے کئے پر پشیمان ہونا اور عزم کرنا کہ پھر نہ کرونگا و الذین اذا فعلوا کے جملہ کا عطف المتقین پر ہے یا الذین ینفقون پر ہے اس آیت کی انتظام پہلی آیت کے ساتھ اس طور پر ہے کہ اللہ تعالی اوپر فرمایا جنت متقین کے واسطے مہیا ہے سو انکے دو قسم ذکر کیا ایک وے جو طاعتوں پر مستعد ہیں اور عبادتوں میں مشغول رہتے ہیں الذین ینفقون سے انکے صفات ذکر کیا دوسرے وے لوگ گناہ کئے بعد گناہ سے توبہ کئے والذین اذا فعلوا فاحشۃ سے انکی طرف اشارہ کیا اور فرمایا یہہ فرقہ پہلے فرقے کے مثل ہے کیسو اسطے گناہ سے توبہ کیا سو شخص اسکے مثل ہے جو گناہ نہیں کیا یہہ بھی احتمال ہے اللہ تعالی پہلی آیت میں غیر کی طرف احسان کرنے کی ترغیب دیا اب اس جملہ میں اپنی جان پر احسان کرنیکی ترغیب دیتا ہے گنہگار اپنی گناہ سے جب توبہ کیا تو وہ توبہ اسکی جان پر احسان ہے عطا سے منقول ہے کہ یہہ آیت ابو سعید نبہان التمار کی شان میں نازل ہوئی اسکے پاس ایک عورت خرما خرید کرنے آئی وہ عورت حسین تھی نبہان اسکو بولا یہہ خرما بہتر نہیں گھر میں بہتر خرما ہے اسکو لینے چل جب گھر میں گئی اسکو کھینچ کے گلے لگایا اور بوسہ دیا وہ عورت کہی تو اللہ سے ڈر پھر اسنے اس عورت کو چھوڑ دیا اور پشیمان ہو کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اپنی کیفیت عرض کیا تب یہہ آیت نازل ہوئی اس قصہ کو مقاتل بن سلیمان اپنی تفسیر میں ضحاک سے وہ ابن عباس سے روایت کیا ہے اور عبد الغنی بن سعید الثقفی اپنی تفسیر میں موسی بن عبد الرحمن سے وہ ابن جریج سے وہ عطا سے وہ ابن عباس سے مطول قصہ روایت کیا ہے حافظ عسقلانی نے کہا مقاتل متروک ہے اور ضحاک نے ابن عباس سے سنا نہیں عبد الغنی اور موسی دونوں ہالک ہیں اس قصہ کو ثعلبی اور مہدوی اور ماوردی اپنی تفسیروں میں بے سند وارد کئے ہیں انتہی حاصل کلام اسکی سند نہایت ضعیف ہے اس موسی کا حال اوپر بھی مذکور ہوا ہے وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ اور کون گناہ بخشتا ہے سوائے اللہ کے یہہ استفہام نفی کی معنی سے ہے یعنے اللہ کے سوائے کوئی گناہ نہیں بخشتا یہہ جملہ معترضہ

واقع ہوا ہے معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان اپنی رحمت کی وسعت بیان کرنے کو اس جملہ کو ذکر کیا
کیا واسطے گناہ گار کو اُسکے فضل و احسان کے سوائے کچھ پناہ نہین اور گناہ سے توبہ کرنے والا اللہ کے پاس گناہ
نہین کیا سو شخص کے مانند ہے اور اسمین اشارہ ہے کہ بندہ مغفرت مانگے مگر اُسی سے کیونکہ گناہگار کو عذاب دینا یا بخشنا اُسی کے اختیار مین ہے تو مغفرت
مانگنا جایز نہین مگر اُسی سے وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا اور اڑے نہین اپنے کئے پر یعنی اپنے بد کام پر ثابت نہین رہتے بلکہ اس سے باز آتے ہین
اس جملہ کا عطف فاستغفروا کے جملہ پر ہے گناہ پر اصرار نکرنا استغفار کے لیے شرط ہے کسو اسطے کہ زبان سے توبہ کرنا اور گناہ مین پھنسے رہنا کھیل کی طرح
ہے بعضے کہتے ہین اصرار یہہ کہ استغفار نہ کرنا ابو داؤد اور ترمذی اور ابو یعلی اور بزار ابو بکر صدیق رضی اللہ
عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مَا أَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ وَإِنْ عَادَ فِي الْيَوْمِ سَبْعِينَ
مَرَّةً یعنے اصرار نہین کیا جسنے توبہ کیا اگرچہ ایک دن مین اُس گناہ کو ستر بار پھر اُسکے کرے ترمذی نے کہا یہہ حدیث
غریب ہے اسکی اسناد قوی نہین بزار نے کہا ہے اس حدیث کی سند مین ابو نضیرہ ہے وہ کون ہے سو معلوم
نہین اُسنے ابو بکر کے مولی سے روایت کیا ہے وہ مولی مجہول ہے حافظ عسقلانی نے کہا ہے اِس حدیث کو
ایک شاہد ہے اُسکو طبرانی کتاب الدعا مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝
اور وے جانتے ہین یہہ جملہ یصروا کی ضمیر کا حال پڑا ہے یعنے وے جانتے ہین کہ آپ بُرا کام کئے یا جانتے ہین گناہ
نہین بخشتا سوا اللہ کے أُولَٰئِكَ جَزَاؤُهُم مَّغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَ
نْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا اُنکی جزا ہے بخشش اُن کے رب کی اور باغین جنکے نیچے بہتی نہرین رہ پڑے اُن مین
توبہ کرنے والون کی یہہ جزا ہے توبہ سے دو چیز مطلوب تھے ایک عذاب سے امن ہونا سو مغفرۃ من ربہم سے
اُسکی طرف اشارہ کیا دوسرا ثواب ملنا سو (جنات تجری) سے اُسکی طرف اشارہ کیا اللہ تعالی نے متقین
اور تائبین کا حال ذکر کیا گناہ پر جو لوگ مُصر ہین اور بے توبہ مرتے ہین اُنکو بیان نفرمایا کیونکہ یہہ مقام
ترغیب و ترہیب کا تھا اول سود کھانے والون کو ڈرایا کہ تم باز نہ آوگے تو کافرون کے لئے جو نار ہے تمکو
تمکو وہ ملیگی پھر اُنکو اپنے گناہ سے باز آنے اور توبہ کرنے پر ترغیب دیا کہ اگر توبہ کرینگے تو متقین کے ساتھ
بہشت مین جاینگے ایسے مقام مین مُصرین کو بھی مغفرت کرونگا کہنے کے لائق نہین اُنکو گناہ پر دلیر بنانا ہے
اور اُنکی پیٹھ ٹھوکنے سا ہوتا ہے اسواسطے اُنکو ذکر نہ کیا اِس سے لازم نہین آتا کہ وے بہشت مین نہ جاینگے

زمخشری نے تفسیر کشاف مین لکھاہے مومن کے تین حالت ہین ایک متقی دوسرا تائب تیسرا گناہ پر
مُصر جنت متقی اور تائب کو ہی مُصر کو نہین انتہی اسو اپنے معتزلہ کا مذہب ذکر کیا ہے وے کہتے ہین
مرتکب گناہ کبیرہ کا توبہ نہ کرکے مرا تو بہشت مین نہ جائیگا مذہب اہل سنت کا یہہ ہے جو مومن ہے
بہشت مین جائیگا اور کبیرے کا مرتکب اللہ تعالی کے ارادے پر ہے چاہے تو عذاب دیوے اور اوسکے
سزا کے دن تمام ہوے بعد بہشت مین داخل کرے یا چاہے تو بن عذاب کے بخش دیوے آیات اور
احادیث اُسکی بخشش کے باب مین بہت سے ہین وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ اور یہہ خوب مزدوری
ہے کام کرنے والوکی یعنے مغفرت اور جنت اللہ کے فرمان بردار بندون کو ملنا انکا بہت خوب ثواب
ہے اِس آیت سے استغفار اور توبے کی بڑی فضیلت بوجے گئی احادیث بھی اسمین بہت وارد ہین
مسلم اور ترمذی اور ابن ماجہ اور بیہقی نے ابوذر رضے اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرماے اللہ تعالی فرمایا ای میرے بندو تم رات دن گناہ کرتے ہو اور مین تمھارے
سب گناہ بخشتا ہون سو میرے سے بخشش مانگو مین تمکو بخشونگا الحدیث ابن ماجہ کی روایت مین
یون ہے اے میرے بندو تم سب گناہگار ہو مگر وہ جس کو مین عافیت دیون سو میرے سے بخشش مانگو
مین تمکو بخشونگا اور تم سے جو مجھکو سمجھیگا کہ بخشنے کی مین قدرت رکھتا ہون اور بخشش چاہیگا تو اُسکو مین
بخش دونگا ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے اللہ تعالی بولا اے آدم کے بیٹے جب تک تو میرے سے دعا مانگا کریگا اور میرے سے
امید رکھیگا تو مین تیرے گناہون کو بخشونگا تیرے سے کچھ ہی ہو اور مجھکو پروا نہین اے آدم کے لڑکے
تیرے گناہ آسمان تک بھر جاینگے پھر تو میرے سے بخشش مانگیگا تو مین تجھ کو بخش دونگا اور مجھکو پروا
نہین ای آدم کے لڑکے اگر تو زمین بھر کے گناہ کر کر میرے پاس آئیگا پھر مجھ سے ملتے وقت میرا
شریک کسی کو نہ ٹھہرایگا تو زمین بھر کے مغفرت مین تجھ کو دونگا ترمذی کہا یہہ حدیث حسن غریب ہے
امام احمد اور حاکم ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فرمائے ابلیس نے کہا ای پروردگار تیری عزت کی قسم مین تیرے بندون کے دھرے مین

دم رہے تک مین اُنکو اغوا دیتا رہونگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری عزت و جلال کی قسم وے جبتک
میرے سے مغفرت مانگتے رہینگے مین اُنکو بخشونگا حاکم نے کہا اسکی سند صحیح ہے ابو داؤد اور ترمذی اور
نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اپنی صحیح مین علی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنتا تو مجھے اللہ تعالیٰ جس حدیث سے نفع دینا چاہتا تو نفع دیتا اور جب
صحابہ سے کوئی مجھکو حدیث بولتا تو مین اُسکو قسم کھلاتا وہ جب قسم کرتا تو مین اُسکی تصدیق کرتا اور
ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھکو ایک حدیث بولے ابو بکر سچ کہے بولے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سُنا فرمائے جو بندہ گناہ کرے پھر اچھی طہارت کرے اور دو رکعت نماز پڑھے بعد اللہ سے مغفرت
مانگے تو اللہ اُسکو بخشتا ہے اُس پر یہہ آیت پڑھے والذین اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسہم الآیۃ ترمذی
نے کہا یہہ حدیث حسن غریب ہے اور بعضے اسکو موقوف روایت کئے ہین اور مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قسم ہے اسکی جسکے ہاتھ مین میری جان
ہے اگر تم گناہ نکرتے تو اللہ تمکو لیجاتا اور اُس قوم کو لے آتا جو گناہ کرتے پھر اللہ سے مغفرت مانگتے
سو اُنکو بخشتا اس حدیث کو مسلم ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے اور امام احمد عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کئے ہین ابو داود اور ترمذی نے بلال بن یسار بن زید سے وہ اپنے
باپ یسار سے وہ اپنے باپ زید سے مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روایت کیا ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو کہیگا استغفر اللہ الذی لا الہ الا ہو الحی القیوم و اتوب الیہ تو اُسکو
بخشا جائیگا اگرچہ کافرون کے جنگ سے بھاگا ہو ترمذی نے کہا یہہ حدیث غریب ہے حافظ عبد العظیم
منذری نے کہا اس حدیث کی سند جید اور متصل ہے اس حدیث کو حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے
روایت کرکے کہا یہہ حدیث بخاری اور مسلم کے شرط پر ہے اس روایت مین اسکو تین بار کہنا کر
آیا ہے اس حدیث کو امام احمد اور ترمذی نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کئے
ہین اُنکی حدیث مین یون آیا ہے جو کوئی اپنے بچھونے پر آتے وقت استغفر اللہ الذی لا الہ الا ہو الحی
القیوم و اتوب الیہ تین بار کہے تو اللہ تعالیٰ اُسکے گناہون کو بخشیگا اگرچہ دریا کے کف کی مانند ہوئے

اور اگرچہ ستارون کے شمار مین ہووے اور اگرچہ عالج کی ریتی کے شمار مین رہے اور اگرچہ دُنیا کے دنون کے شمار مین ہووے قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ہو چکے ہین تم سے آگے دستور سو پھرو زمین مین تو دیکھو کیسا ہوا انجام جھٹلانے والونکا اُحد کے روز جو قصہ ہو دیا اللہ تعالی مسلمانون کی تسلی کے واسطے اسکا بیان نازل کیا تا مسلمانون کے لشکر مین کچھ لغزش آئی سو اُس سے اُنکو ہراس نہ ہو کیونکہ اللہ تعالی کی عادت اسی طور پر جاری ہوئی ہے کہ کافرونکو اول مہلت دیتا ہے جب وقت پہنچا تو ہلاک کرتا ہے زمین مین پھر و کرکے جو کہا اُس سے مقصود گذشتہ اُمتونکا احوال دریافت کرے اور معلوم ہووے کہ انکو کیسا ہلاک کیا هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ یہہ بیان ہے لوگون کے واسطے اور ہدایت اور نصیحت ڈروالونکو ہذا کا اشارہ قرآن کی طرف ہے یا امر و نہی اور وعدہ اور وعید جو سابق مین کرچکا بیان ہے لوگون کے واسطے یعنے علی العموم لوگونکے واسطے اور ہدایت ہے اور نصیحت ڈروالونکو یعنے گمراہی سے ہدایت ہے اور مخصوص پرہیزگارون کے واسطے نصیحت ہے بعضے کہتے ہین ہذا پر تین چیز کو حمل کیا بیان اور ہدایت اور موعظت اور اُنکو واو عطف سے ذکر کرنا ان تینون مین مغایرت ہونے کو مقتضی ہے سو تینون مین فرق یہہ ہے بیان ایک دلالت کو کہتے ہین کہ جس سے حاصل تھا سو شبہہ دفع ہوتا ہے ہُدیٰ راہ کو کہتے ہین کہ جس راہ پر چلنے اور اوسکے مخالف سے پرہیز کرنے ماموریہ اور موعظت کلام کو کہتے ہین جس سے دین کے امور مین نالایق چیزون کرنے کا زجر ہو ہدایت اور موعظت مخصوص متقین کو ہے کرکے فرمایا کیا واسطے ہدایت اور نصیحت اُنہین کو فایدہ دیتی ہین دوسرونکو نہین دیتے وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اور سست نہو اور غم نہ کھاؤ اور تمہین غالب رہوگے اگر تم ایمان رکھتے ہو یعنے تمکو شکست ہوئی کرکے جہاد سے سستی نکرو اور تمھارے لوگ جو مارے گئے اُنکا غم نکھاؤ کیونکہ وے بہشت مین ہین ابن جریر نے زہری سے روایت کیا ہے جب صحابہ کے بہت لوگ مارے گئے جو زندہ تھے سو زخمی تھے اور اُنکو نہایت غم ہوا سو اللہ تعالی اُنکی تعریف اور تسلی واسطے یہہ آیت نازل کیا انتم الاعلون سے مراد یہہ ہے

تمھاری شان بلند ہے کیونکہ تم حق پر ہو اور اللہ کے واسطے جنگ کرتے ہو آخر تمھین کو فتح و نصرت ہو گی
ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ جب تیر انداز پہاڑ کے درے مین ہزیمت پائے اور خالد
بن الولید جو مشرکون کے سوارون کا سرخیل تھا اپنے سوارونکو لیکے پہاڑ پر چڑھنا چاہا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یا اللہ تو مشرکونکو ہمارے سے بلند ہونے مت دے یا اللہ ہمکو قوت نہین
مگر تیری پھر مسلمانون کی ایک جماعت دوڑکے پہاڑ پر چڑھ گئے اور تیرین مارکے کافرونکو نیچے اتار
دئے سو اللہ تعالیٰ نازل کیا ولا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون یعنے تمھین اونچے ہو ان کنتم مومنین کا
جملہ یا ولا تہنوا سے متعلق ہے یعنے تم اگر سچے مومن ہو تو سست نہوگے کیونکہ ایمان سے دل قوی ہوتا ہے
اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرنا پڑتا ہے دشمنون سے اندیشہ نہین آتا یا انتم الاعلون سے متعلق ہے یعنے اللہ تعالیٰ
جو وعدہ کیا اور تمھارے غلبہ کی بشارت دیا اُسکو سچ مانوگے تو تمھی کو غلبہ ہے اِنْ یَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ
فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ اگر تم نے زخم پایا تو وے لوگ بھی پاچکے زخم ویسا ہی یہہ خطاب
مسلمانون کو ہے یعنے احد کی جنگ مین ہمکو زخمین لگین تو کیا ہوا بدر کے جنگ مین کافرون کو ایسے
ہی زخمین لگین تھین وے کم زور نہین ہوئے اور نامردی نہین کئے ہمکو سستی نہ کرنا اور غم نہ کھانا
سزاوار ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جنگ مین زخمین جو لگے سو یہہ تھے کہ آپکا چہرۂ
مبارک زخمی ہوا اور دانت ٹوٹے اور رخسار پر اور نیچے کے ہونٹھ کے اندر زخم لگے اور گڑہے گا پھوٹا عبدالرزاق
معمر سے وہ زہری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہہ پر اُس روز تلوار کے ستر زخم لگے مگر
سب کی ضرر سے اللہ تعالیٰ آپکو بچایا حافظ عسقلانی نے کہا یہہ مرسل قوی ہے اور ستر زخم جو بولا ستر
زخم حقیقۃً مراد ہین یا زیادتی کے دیکھنے مبالغے کی راہ سے کہا وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا
بَيْنَ النَّاسِ اور یہ دن بدلتے ہین ہم لوگون مین یعنے دُنیا کے دن بدلتے آتے ہین کبھی
انکو فتح ہوتی ہے کبھی مسلمانون کو بدر کے روز فتح ہوئی مشرکونکے ستر آدمی مارے پڑے ستر آدمی اسیر ہوئے
اُحد مین کافرون کو غلبہ ہوا مسلمانون کے ستر شخص زخمی ہوئے ستر شخص شہید ہوئے بخاری نے براء
بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ احد کے دن پیادونکے تیر انداز پچاس شخص کو ایک مقام پر

کھڑا کئے انکا سرخیل عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو کئے اور سب کو تاکید کئے کہ اگر ہمکو پرندے لیکے اڑجاوین
یا ہم اُن قوم کو ہزیمت دیکے کھندل دین تو تم اس مقام سے نہ نکلو جب تک مین نہ بلواؤن جب جنگ
ٹھا اور اللہ تعالی کا فرون کو ہزیمت دیا مین نے دیکھا انکے عورتین کپڑے اٹھاکے بھاگتین سو اُن کے پنڈیان
اور پیجنین دیکھتے ہین عبد اللہ بن جبیر کے ساتھ والے یہہ دیکھ کے کہنے لگے کیا دیکھتے ہو غنیمت لینے چلو عبد اللہ بن جبیر
کہے کیا تم رسول اللہ صلی اللہ وسلم کی بات بھول گئے آپ تو فرمائے ہین یہان سے نہ نکلنا وے کہے واللہ ہم
غنیمت لینے جاینگے جب اس مقام سے نکلکے اُدھر آئے جو کڑی بھول گئے ہزیمت پاکے پھرے اُسکی طرف اللہ
تعالی اشارہ کرکے فرمایا والرسول یدعوکم فی اُخراکم یعنے اور رسول پکارتا تھا پچھاڑی مین سو نبی صلی اللہ علیہ و
سلم کے ساتھ بارہ آدمی کے سواے کوئی نہ رہا اور ہمارے ستر آدمی موے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بدر کے جنگ
مین کافرون کے ایک سو چالیس شخص پر دست یاب ہوئے تھے ستر آدمی بند مین آے تھے ستر آدمی قتل ہوئے تھے
ابو سفیان آکے تین بار پکارکے پوچھا کیا ان لوگون مین محمد ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اُسکو جواب مت دیو
بعد تین بار پکارکے پوچھا کیا ان مین ابن ابی قحافہ ہے تو فرمائے جواب مت دیو پھر تین بار پوچھا کیا ان مین ابن الخطاب ہے
فرمائے جواب مت دیو تب ابو سفیان اپنے لوگونکی طرف پھرکے کہائے تینون شخص مارے پڑے عمر رضی اللہ عنہ
رہ نہ سکے کہے اے عدو اللہ تو جنکو پکارا وے سب زندہ ہین تجھکو بُرے دیکھنے والے باقی ہین ابو سفیان بولا
یہہ روز بدر کے روز کے بدلے مین ہے جنگ کو نوبت ہے تمہارے مُردون کے ناک کان کٹے رہینگے مین اُسکا حکم
نہین کیا اور اُسکا کرنا مجھ کو ناپسند بھی نہین دکھا بعد رجز بولنے لگا اُعْلُ ہُبَلْ اعل ہبل یعنے ہبل دیو غالب
ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اُسکو جواب کیون نہین دیتے صحابہ عرض کئے ہم کیا جواب دینا
آپ فرمائے کہو اللہ اَعلیٰ واَجَلّ یعنے اللہ بہت غالب اور بہت بزرگ ہے ابو سفیان بولا لنا العزی و
لاعزی لکم یعنے ہمکو عزی بوت ہے ہمکو عزی نہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اُسکو جواب دیو
کہے کیا جواب دینا فرمائے کہو اللہ مولانا ولا مولی لکم یعنے اللہ ہمارا رفیق ہے تمہارا رفیق نہین ولیعلم
اللہ الذین ءامنوا اور اسواسطے کہ معلوم کرے اللہ جنکو ایمان ہے یعنے اس جنگ مین
مسلمانون پے مصیبت جو گذری اور کافرون کو غلبہ ہوا تا مومن اور منافق مین تفرقہ معلوم ہووے جنکا ایمان

خالص تھا وے اس شدت اور نکبت مین صبر کیئے کفارون کے مقابلے سے نہین ہٹے اور جنکا ایمان
خالص نہ تھا انکی قلعی کھل گئی اِس آیت کے ظاہر لفظ سے یون نکلتا ہے کہ اللہ تعالی نے یہہ جو کیا سو اپنے تئین
علم حاصل ہونیکے لئے کیا اِس سے لازم آتا ہے اللہ تعالی کو حوادث کا علم اُن کے ہوئے پر ہونا ایسا ہی
کئی آیتون مین آیا ہے جیسا اس آیت مین ولما یعلم اللہ الذین جاہدوا منکم الآیہ اور اس آیت مین حتی نعلم
المجاہدین منکم والصابرین یہہ تو اللہ تعالی پر محال ہے کیونکہ اُسکا علم قدیم اور ازلی ہے پیش از وقوع کے
اُسکو حاصل ہے متکلمین اس کا جواب دیتے ہین دلایل قطعی سے ثابت ہوا اللہ تعالی حوادث کو پیش از
وقوع کے جانتا ہے اُسکے علم مین تغیر آنا محال ہے لیکن علم کو ذکر کر معلوم کا ارادہ کرنا اور قدرت کو بول کے
مقدور کا ارادہ کرنا بر سبیل مجاز عرب کے محاورے مین مشہور ہے کہتے ہین یہہ فلانے کا علم ہے یعنے اُسکا معلوم ہے
یہہ اُسکی قدرت ہے یعنے مقدور ہے سو جو آیت اللہ کے تجدد علم پر دلالت کرے وہان علم سے معلوم مراد ہے اسطرح
جو الفاظ وارد ہوئے ہین انکا یہہ کلی جواب ہے اس جگہہ مین لیعلم کے لفظ مین اور بھی چند وجہ ہین پہلی وجہ یہہ ہے لیعلم لیظہر کی
معنی سے ہو یعنے تا ظاہر ہووے مخلص منافق سے اور مومن کافر سے دوسری وجہ مضاف محذوف ہے معنی یون ہین
تا معلوم کرے اللہ کے اولیا تفخیم اور شان کے لئے مضاف کو حذف کر کے علم کی نسبت اپنی طرف کیا تیسری
وجہ لیعلم کی معنی یہہ ہے تا حکم کرے اللہ امتیاز کا مومن اور کافر مین حکم کے مقام مین علم کو ذکر کیا کیونکہ
حکم حاصل نہین ہوتا مگر علم کے بعد چوتھی وجہ لیعلم سے وقوع مین آنا مراد ہے یعنے تا مومنون سے وہ وقوع
مین آنا جانے اس سے غرض یہہ ہے جو واقع ہوگا سو جیسا جانتا تھا ویسا ہی وقوع مین آیا سو جانے کیونکہ جو
چیز وقوع مین آتی ہے اُسی پر جزا دیتا ہے معلوم جو موجود نہین ہوا ہے اُسپر جزا نہین وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاءَ
اور کر لیوے تم مین بعضے شہید یعنے اُسکو اللہ تعالی نے اسواسطے کیا تا تم سے بعضونکو شہادت کا مرتبہ مرحمت کرے
بعضے مسلمانون کو جو بدر کے جنگ مین حاضر نہ رہنے سے نہایت ملال تھا اُنکو شہادت کی بڑی آرزو تھی سو اُنکا مقصود
حاصل ہوا شہدا جمع شہید کی ہے مشتق شہود سے ہے اُسکی معنی لغت مین حاضر ہونا اور گواہی دینا شرع مین مسلمان جو کافرونکے
جنگ مین مارا جاوے اُسکو شہید کہتے ہین کیا واسطے کہ رحمت کے فرشتے اُسکے پاس حاضر ہوتے ہین یا وہ بہشتی ہے کر کے اللہ
تعالی اور اُسکے فرشتے گواہی دیتے ہین یا وہ قیامت کے دن انبیا کے ساتھ گذشتہ اُمتون پر گواہی دینے کو طلب کیا جاویگا

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ اور اللہ چاہتا نہین ناحق والونکو یعنے کافرونکو یا منافقون کو یہہ جملہ علتون کے درمیان معترضہ واقع ہوا ہے اسمین اسبات کا اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کافرون کی نصرت حقیقت مین نہین کرتا لیکن کبھی ظفر انکے نصیب کرتا ہے استدراج اور مومنون کے امتحان اور پاداش کے واسطے وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور اسواسطے کہ نکھارے اللہ ایمان والون کو یعنے اللہ یہہ جو کیا سو مومنون کو گناہون سے نکھارنے پاک کرنے کیواسطے کیا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ اور مٹاوے منکرون کو یعنے کافرون کو ہلاک کرے اس آیت کا مطلب یون ہے دن بدلتے آتے ہین پھر اگر کافر غالب آکے تمکو شہید کرے تو اللہ تمکو گناہون سے پاک کرتا ہے اگر تم غالب آکے انکو قتل کرو تو اللہ تعالیٰ کافرون کے نشانون کو مٹا دیتا ہے اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ کیا تمکو خیال ہے کہ داخل ہو جاؤگے جنت مین اور ابھی معلوم نہین کیا اللہ نے جو لڑنے والے ہین تم مین سے اور معلوم کرے ثابت رہنے والے احد کے جنگ مین ہزیمت پائے سو لوگون کو اللہ تعالیٰ اس آیت مین عتاب کرتا ہے یعنے یہہ خیال نہ کرو کہ بن مجاہدہ اور بن صبر کے تم بیٹھے بیٹھے بہشت مین چلے جاؤگے اور ثواب حاصل کروگے بلکہ بہشت مین جانیکے واسطے لوگ جیسے مارے پڑے اور اپنی جان اللہ کی راہ مین دئے اور زخم کھائے درد کو سہے اور دشمن کے مقابلہ سے نہین ٹلے تم بھی جہاد کروگے اور مشقتون کو سہوگے تو بہشت مین جاؤگے واو ویعلم مین جو ہے اسکو واو الصرف اور واو المعیت کہتے ہین اسکے بعد آن پوشیدہ ہے یعلم کو نصب دیا ہے یعنی بہشت مین جانا اور جہاد پر صبر کرنے کو ترک کرنا دونون جمع نہین ہوتے اللہ تعالیٰ کا علم قدیم اور ازلی ہونے مین سابق کی آیت ولیعلم اللہ الذین امنوا منکم مین جو تقریر کئے تھے اس جگہہ بھی وہی تقریر ہے اور علم سے معلوم مراد ہے معنی یون ہین کیا تمکو بہشت مین داخل ہو جانیکا خیال ہے اور ابھی تمھارے سے جہاد ہنوز نہین ہوا یا اسکی معنی یون ہے جہاد جو تمپر واجب ہے جسکے وقوع سے تمکو اجر ملتا ہے سو اللہ تعالیٰ معلوم نہین کیا اگرچہ جو ہونہار ہے اللہ تعالیٰ اسکو جانتا ہے وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ اور مقرر تم آرزو کرتے تھے مرنے کی اسکی ملاقات سے پہلے سو اب دیکھا تم نے اسکو انکھون کے سامنے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ بدر کے جنگ مین حاضر ہوئے سو لوگونکو جو مرتبہ شہدا پایا سو جنکے بعد صحابہ آرزو کرنے لگے کہ اگر اب جنگ کا کام پڑے تو ہم اپنی جان دینے کو

دریغ نکرینگے اُن کو جو فضیلت ملی ہم بھی حاصل کرینگے اللہ تعالی انکی آرزو برآنے واسطے احد کا روز درپیش کیا لاف
مارنے والے جو تھے تن دہی نہ کئے اور جنکا ایمان راسخ تھا وہی ثابت قدم رہکے جان بازی کئے الموت سے مراد یا جنگ ہے
کیونکہ وہ موت کا سبب ہے یا شہادت کی موت ہے یعنے تم جنگ ہونے کی اور شہادت ملنے کی آرزو جو کرتے تھے اُسکو اپنی آنکھون
سے دیکھے تمہارے بھائی اور قرابتی مرکے سامنے پڑے اور تم کس واسطے ہزیمت کھائے وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ اور محمد
تو نہین مگر ایک پیغامبر ہے قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ہو چکے پہلے اُس سے بہت پیغامبر یعنے سابق کے
پیغامبر جیسے مرگئے یا مارے گئے اور اون پیغمبرونکی امت جیسی اپنی دین پر قایم رہی ویسا ہی محمد بھی مریگا یا مارا جائیگا
تو تمکو بھی محمد کے بعد اُسکے دین پر قایم رہنا ضرور ہے کیونکہ پیغمبر مبعوث ہونے سے غرض رسالت کو پہنچا دینی اور اُمت پر
حجت قایم کرنی ہے رسول کا قوم مین ہمیشہ باقی رہنا غرض نہین اَفَاِنْ مَاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ
پھر کیا اگر وہ مرگیا یا مارا گیا تم پھر جاؤگے اُلٹے پانون یعنے کافر بن جاؤگے اور اپنے اول کے دین کی طرف رجوع کروگے
اس آیت مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان مین سے گذر جاوین تو اُنکے مرتد ہونے اور دین سے پھر جانے پر انکار ہے یعنے محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کے گذر جانے سے دین مین ضعف نہ آئیگا اور مومن پھر جا نہ سکینگے اہل سیر کہتے ہین اندازا لوگ جنکو عبد اللہ بن جبیر کے تابع کرکے محافظت
کیواسطے کھڑا کئے تھے غنیمت کیلئے بے حکم اُس مقام سے نکلے خالد بن ولید نے جو مشرکون کے میمنے کی فوج کا سردار تھا جگہہ خالی دیکھکے عبد اللہ
بن جبیر وغیرہ چند شخص اُس مقام مین جو کھڑے تھے اُنکو مارکے مسلمانون کی فوج پر حملہ کیا مسلمان جو ادہر تھے بھاگ کے اپنی جماعت مین داخل ہوئے کیواسطے
مسلمانونکو شبہہ ہوگیا دشمن سمجھکے آپس مین آپ مارنے لگے اور منتشر ہوگئے عبد اللہ بن قمئہ نے پتھر مارکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت توڑا اور چہرے پر زخم
لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پتھر پر چڑھنا چاہے حضرت دو زرہ بکتر پہنے ہوئے تھے اسپر چڑھ نہ سکے تب طلحہ رضی اللہ عنہ کے بیٹھنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکی پشت پر پاؤن
رکھکے پتھر پر چڑھے تو فرمائے طلحہ نے اپنے لئے جنت کو واجب کرلیا ہندہ ابو سفیان کی جورو عتبہ کی بیٹی اور مشرکون کی دوسری چند عورتین شہیدون کی ناک کان کاٹ کے ہار بنا کے
پہنین وحشی نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تو ہندہ اُسکو اپنے بدن پر کا بالا اور پہنچین نکال کے دی وہ حمزہ رضی اللہ عنہ
کا شکم چیر کے کلیجہ نکالی اور اُسکا ایک ٹکڑہ لیکے چابی اور نگل نہ سکی اُسکو پھینک دی اور عبد اللہ بن قمئہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو مارنیکے ارادے سے آیا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
نشان اُٹھائے تھے اُسکے مقابلے مین آئے ابن قمئہ نے مصعب کو شہید کیا اور سمجھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو شہید کیا ہون پھر لوگون مین جاکے کہدیا مین نے محمد کو قتل کیا کفرونین سے کسی نے پکارا محمد مارے گئے

ع ۱۴

کہتے ہین کہ یہہ ندا ابلیس کی تھی پھر لوگ متفرق ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگون کو بلانے اور فرمانے
لگے اِلَیَّ عِبادَ اللّٰہ یعنے ای اللہ کے بندے میری طرف آؤ پھر تیس شخص تک آپکے پاس جمع ہوئے اور آپکے نزدیک سے
مشرکین کو ہٹا دئے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اتنے تیر مارے کہ کمان کے گوشے ٹوٹ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اپنی ترکش کے تمام تیر اُنکو خالی کر دئے اور فرمائے تیرون کو پھینک میرے ماںباپ تیرے پر سے فدا ہین اور ابو طلحہ
رضی اللہ عنہ بڑے تیر انداز تھے اتنے تیر چلائے کہ دو یا تین کمانین ٹوٹ گئین کوئی شخص تیرون کا ٹکڑہ لیجاتا سو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم دیکھے تو فرماتے تیر ابو طلحہ کو دے ابو طلحہ تیر مارتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر اُٹھاکے ملاحظہ
کرتے کہ اُنکا تیر کہان لگا اور طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کے مار کو اپنے اوپر لیا
سو اُنکا ہاتھ شل ہو گیا اور قتادہ بن النعمان رضی اللہ عنہ کو مار لگ کے اُنکی آنکھہ کا حدقہ رخسارے پر نکل پڑا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے اُسکو اُسکے گھر مین لگا دئے آنکھہ اول سے زیادہ بہتر ہوئی جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پشتے پر گئے ابی بن خلف الجمحی آپکا قصد کرکے آیا اور کہتا تھا لا نَجَوْتُ اِن نَجَا محمدٌ یعنے محمد بچا تو
مین نہین بچا لوگ عرض کئے یا رسول اللہ حکم ہو تو ہم اُسکو مار لیتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اُسکو
چھوڑ دو تا وہ میرے پاس آوے ابی بن خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا تو کہتا میرے یہان گھوڑے کا
بچہ ہے اُسکو ہر روز پچھے سیر دانا دیتا ہون اُس پر بیٹھ کے تمکو مارونگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے انشاء اللہ
مین تجھکو مارونگا جب وہ نزدیک ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حارث بن الصمہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے حربہ لیکے
اُسکو ایسا جھٹکے کہ ہم حضرت کے نزدیک سے سرک گئے جیسا اونٹ اپنی پشت جھٹکے تو مکھی اُڑ جاتی ہے اور حربہ
اُسکے گردن پہ مارے زخم تو پوست مال لگی پر گھوڑے کی پشت سے جدا ہو کے زمین پر گرا اور گاے پکارے سا
پکارنے لگا کہتا تھا محمد نے مجھکو قتل کیا اُسکو اُسکے لوگ آکے اُٹھا لیگئے اور بولے اس زخم سے کچھ اندیشہ نہین بولا
اس مار سے مین نہ بچونگا اگر ربیعہ اور مضر کی تمام قوم کو یہہ مار لگتا تو وہ سب جاتے محمد مجھکو قتل کرونگا کرکے کہے
بعد اگر مجھ پہ تھوکتے تو مین مرجاتا پھر ایک روز جی کے موا بخاری ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دانت کی طرف اشارہ کرکے فرمائے اللہ کا سخت غضب ہے اون قوم پر جو اپنے نبی سے
یوں کئے اللہ کا سخت غضب ہے اس شخص پر جسکو رسول اللہ نے اللہ کی راہ مین قتل کیا یعنی بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما

روایت کیا ہے کہے اللہ کا غصہ بہت سخت ہوا اس پر جسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم قتل کیئے اور اللہ کا غصہ بہت سخت
ہوا اُس پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو خون آلود کیا اہل سیر کہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مارے گئے کرکے بات لوگون مین اشتہار پائی بعد بعضے مسلمان کہنے لگے اسوقت ہم عبداللہ بن ابی بن سلول پاس کسیکو
دوڑاکے ہمارے لئے ابوسفیان سے امان لیوے تو مناسب دکھتا ہے اور بعضے جنگ نہ کرکے بیٹھ گئے بعضے منافق کہنے لگے
محمد مارے گئے ہین تو تم اپنے اول کے دین کو اختیار کرو انس بن النضر رضی اللہ عنہ جو چچا تھے انس بن مالک کے کہنے لگے
اے لوگو محمد صلی اللہ علیہ وسلم مارے گئے تو کیا ہوا محمد کا رب تو نہین مارا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہکے
کیا کروگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس کام کیواسطے جنگ کئے اسپر ہم بھی جنگ کرنا حضرت جس امر پر مرے
ہم بھی اُسی پر مرنا بعد کہے یا اللہ مین عذر چاہتا ہون انکے مقولے سے یعنے مسلمانونکے اور ابرا کرتا ہون انکے کام
سے یعنے مشرکونکے اور اپنی تلوار کھینچکے جنگ کئے یہان تک کہ مارے گئے موے بعد دیکھے تو انپر ستر زخم سے زیادہ
تھے انکو کوئی پہچان نہ سکے مگر انکی بہن انکی انگلیون کو دیکھکے پہچانی بعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پتھر کی طرف
گئے اور لوگونکو بلوانے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اول جو پہچانے سو کعب بن مالک رضی اللہ عنہ تھے
کہتے تھے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھون کو دیکھا خود کے نیچے سے چمکتے ہین مین نے چلاکے کہا اے مسلمانون
دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اشارے سے فرمائے خاموش رہ پھر صحابہ
حضرت کے پاس جمع ہونے لگے سو ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم انکو ملامت کئے کہ تم کیا واسطے بھاگے کہے یا رسول اللہ ہمارے ماں باپ آپ سے فدا ہین ہم سنے کہ آپ قتل ہوئے
اس لئے ہم بھاگے اس پر اللہ تعالیٰ یہہ آیت نازل کی وما محمد الا رسول الآیہ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ
يَضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا اور جو کوئی پھر جاویگا اُلٹے پاؤن وہ نہ بگاڑیگا اللہ کا کچھ یعنے جو شخص دین سے پھر جاویگا اور
مرتد ہوگا تو اللہ کا کچھ نقصان نہوگا اللہ سب سے غنی ہے وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ اور اللہ ثواب دیگا
بھلا ماننے والوں کو یعنے وے جو اپنے دین پر ثابت رہے اور جنگ سے نہین ہٹے اللہ تعالیٰ انکو شاکرین
بولا کسواسطے کہ وے اللہ کی نعمتونکا شکر جو اُن پر تھا اُسکو ادا کئے وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ
اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا اور کوئی جی مر نہین سکتا مگر اللہ کے حکم سے لکھا ہوا مقرری وقت یعنے اسوقت سے

موت نہین ٹلتی آگے پیچھے نہین ہوتی اللہ تعالی اس سے مسلمانون کی شجاعت بڑھاتا ہی اور جہاد کرنے پر انکو ہمت دیتا ہے
کیونکہ بے حکم اللہ کے کوئی نہین مرتا اور موت کا جو وقت مقرری ہی اُس سے نہین ٹلتا جبن اختیار کرنا اور جنگ سے بھاگنا موت سے
نہین بچاتے وَمَنْ یُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْیَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا اور جو کوئی چاہیگا بھلا دنیا کا ہم اُسکو اس مین سے دیگے یعنے
جو کوئی نیک عمل کرتا ہی اور اس عمل سے اُسکا ارادہ دنیا کی خوبی ملنی ہے تو اُسکے خواہش کے مطابق کچھہ ایک جو ہم
ازل مین مقرر کئیے ہین دینگے وَمَنْ یُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا اور جو کوئی چاہیگا اجر آخرت کا ہم اُسکو
اسمین سے دینگے احد کے روز غنیمت حاصل کرنے مین جو لوگ لگے اور جو غنیمت کا خیال نہ کرکے ثابت قدم رہے اُنکی شان مین
یہہ آیت نازل ہوئی اگرچہ یہہ آیت جہاد کے مقدمہ مین اُتری ہی لیکن اُسکا حکم سب اعمال کو شامل ہی کیا واسطے کہ بندہ کی تمام
اعمال کا اصل نیت پڑی ہی اگر عمل سے دنیا منظور ہو تو اُسکی جزا دنیا مین ملیگی اور جسکو عمل سے آخرت منظور ہی تو اسکی جزا آخرت مین ملیگی
اس آیت کا مضمون مطابق اُس حدیث کے ہی جسکو امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے انما الاعمال بالنیات آہ یعنے اعمال نہین مگر نیتون سے اور ہر آدمی کو وہی ہی جو نیت
کیا پھر جسکی ہجرت اللہ کے اور اسکے رسول کے لئے ہی تو وہ ہجرت اللہ کی اور اُسکے رسول کی ہی اور جسکی ہجرت دنیا
حاصل کرنے کیلئے ہی یا عورت کو نکاح کرنیکے لئے تو اُسکی ہجرت اُسی کی طرف ہی جو اُسکے لئے ہجرت کیا آہ اور بغوی نے
اُنس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جسکی نیت آخرت کو طلب کرنا
ہوگی تو اللہ تعالی اُسکے دلمین اپنی غنا رکھیگا اور اُسکے کام مین جمعیت دیگا اور دنیا اُسکے پاس ناک گھستی آتی
ہی اور جسکی نیت دنیا کی طلب ہی تو اللہ تعالی فقیری اسکی آنکھہ مین رکھتا ہی اور اُسکے کام اسپر پراگندہ کرتا ہی اور اُسکے
پاس کچھہ دنیا نہین آتی مگر وہی جو اُسکے لئے لکھا ہی وَسَنَجْزِی الشّٰكِرِیْنَ اور ہم ثواب دینگے شکر کرنے
والون کو یعنے مومنون کو جو اللہ تعالی کے حکم کو نہین توڑے اور جہاد سے منہہ نہین موڑے وَكَاَیِّنْ

مِّنْ نَّبِیٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّیُّوْنَ كَثِیْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَاۤ اَصَابَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَمَا
ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا بہت نبی ہین جنکے ساتھہ ہو کر لڑے ہین بہت ربیان سو سست ہوئے ہین
کچھہ تکلیف پہنچنے سے اللہ کی راہ مین اور نہ کمزور ہوئے ہین اور نہ دبگئے ہین قاتل مین دو قرات ہین حمزہ
اور کسائی اور عاصم اور ابن عامر اور ابو جعفر اور خلف قاتل کرکے قرأت کرتے ہین قاف کے بعد الف

اور تا کی فتح سے نافع اور ابن کثیر اور ابو عمرو اور یعقوب قُتِلَ قاف کی ضم سے اور تا کی کسر ماضی مجہول کے صیغے سے پڑھتے ہیں ہم ترجمہ جو کئے ہیں پہلی قراءت پر ہے اس قراءت پر ربیون قاتل کا فاعل ہے یعنی کئی نبی کے ساتھ ہو کے بہت سے ربیان دشمن سے جنگ کئے اور زخم کھائے لیکن اس سے انکو کچھ سستی اور ناتوانی نہ آئی اور دشمن کے ذلیل نہوئے کیسواسطے کہ اللہ کی راہ میں اور اسکی اطاعت میں اور دین کی نصرت و تائید میں یہ زخم لگے ہیں بلکہ دشمن سے مقابلہ کرنے میں ویسے ہی شیر رہے ای محمد کی امت تمکو بھی ان گذشتہ لوگون کی چلن اختیار کرنا اور جہاد میں صبر کرنا اور شیرونکی مانند کافرونپر حملہ کرنا ضرور ہے جو قاری قتل مجہول کے صیغے سے پڑھتے ہیں انکی قراءت پر قتل کا نائب فاعل کون ہے اوسمین تین وجہ ہیں پہلی وجہ یہہ ہے قتل کا نائب فاعل ضمیر ہے نبی کی طرف پھرتی ہے معہ ربیون کثیر کا جملہ حال ہے اسوجہ میں قتل پر وقف کرنا کیا واسطے وہ کلام تمام ہوا اب معنی یون ہو گی کئی نبی مارے پڑے اور اونکے ساتھ ربیان جو تھے اپنا نبی مارے جانے سے کچھ سستی اور ضعف اختیار نہین کئے بلکہ جہاد میں ثابت اور دین کی نصرت میں قایم رہے تم بھی ویسی ہی رہا چاہئے دوسری وجہ قتل کا نائب فاعل نبی کی ضمیر ہے اور ربیون محذوف فعل کا نائب فاعل ہے یعنی کئی نبی مارے گئے انکے ساتھ بھی بہت ربیان مارے پڑے تسپر بھی جو لوگ باقی تھے انکو سستی نہ آئی تیسری وجہ قتل کا نائب فاعل ربیون ہے اور یہہ جملہ کاین کی خبر ہے یعنے کئی نبی کے ساتھ بہت سے ربیان مارے گئے لیکن جو لوگ اٹھ رہے سو اپنے نبی کی رفاقت نہین چھوڑے سستی نہین اختیار کئے تمکو بھی انکے طریقہ پر چلنا چاہئے اس آیت میں کنایہ ہے انکی طرف جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر گئے کرکے سنکر سست ہوے اور جہاد سے ہاتھ کھینچے اور جو ذلیل ہوکے ابو سفیان سے امن لینے عبد اللہ بن ابی منافق کو حمایتی کرنا چاہے ربیون جمع ربی کی ہے ربی اس عالم کو کہتے ہیں جو خدا ترس ہو بعضے کہتے ہیں ربی تابعدار ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ربیون کی معنی بہت جماعتین بعضے کہتے ہیں ربیون ہزاروں ضحاک کہتا ہے ایک ربی ایک ہزار آدمی کو کہتے ہیں کلبی کہتا ہے ایک ربی کے دس ہزار آدمی ہین وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ اور اللہ چاہتا ہے ثابت رہنے والون کو

وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○ اور کچھ نہین بولے وے ربیون مگر یہی کہا کہ ای رب ہمارے بخش ہمارے گناہ اور جو ہم سے زیادتی ہوئی ہمارے کام میں اور ثابت رکھ ہمارے قدم اور مدد دے ہمکو منکر قوم پر فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا پھر دیا اللہ نے انکو ثواب دنیا کا یعنے نصرت ہونا اور غنیمت لینا اور عزت پڑھنا اور نیک نامی حاصل کرنا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ

۴۰ ع

دول من القرآن

ع

اور خوب ثواب آخرت کا یعنے جنت اور نعمتیں اور اللہ کی رضوان آخرت کے ثواب کو حسن کا قید لگایا تا انکی فضیلت
اور اللہ تعالیٰ کے پاس وہی معتبر رہنے معلوم ہو وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ اور اللہ چاہتا ہے نیکی والون کو يَا أَيُّهَا
الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تُطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا يَرُدُّوكُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خَاسِرِينَ
اے ایمان والو اگر تم کہا مانوگے کافرون کا تو تمکو پھیر دینگے ایڑیون پر پھر جا پڑوگے نقصان مین کافرون سے
یہود و نصارا مراد ہین یا منافق ہین جو احد کے دن ہزیمت دیکھکے کہنے لگے تم اپنے اول کے دین مین ملجاو محمد اگر نبی ہوتے تو مارے
نہ جاتے ایڑیون پر پھیرنا یعنے الٹے پاؤن جانا اس سے اول کا امر جو کفر اور شرک ہے اختیار کرنا مراد ہے یعنے تم انکا کہا اگر مانوگے
تو تمکو کافر بنائینگے خسران جو کہا اس مین دنیا اور آخرت دونون کا خسارہ ہے دنیا کا یہہ خسارہ ہے کافرون کے
مطیع ہونا اور دشمنون سے ذلیل بننا آخرت کا خسارہ بہشت سے محروم ہونا اور دوزخ مین جانا بَلِ اللّٰهُ مَوْلَاكُمْ
بلکہ اللہ تمھارا مددگار ہے وَهُوَ خَيْرُ النَّاصِرِينَ اور وہ بہتر مددگار ہے یعنے تم کافرون کا کہا اسواسطے مانتے
ہوگے کہ وے تمھاری مدد کرین وے تو اپنی ذات کو مدد کرنے سے عاجز ہین تمکو کیا مدد کرینگے تم اللہ کی مدد مانگو
اسی کی مدد سب سے بہتر ہے سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ اب ڈالینگے ہم کافرون کے دلمین ہیبت احد
مین کافرون کے مسلمانون کو ہزیمت دیئے بعد اللہ تعالیٰ نے کافرون کے دل مین رعب ڈالا اسی سبب سے الٹے ابو سفیان نے
جاتے وقت پکار کے بولا یا محمد تم چاہتے ہو تو تمھارا ہمارا وعدہ سال آئندہ پر بدر مین ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے انشاء اللہ بہتر یعنے کہتے ہین کفار مکے کی راہ لئے بعد تھوڑا جاکے پشیمان ہوئے اور کہنے لگے ہم کیا برا کام کئے انکے
اکثر لوگون کو قتل کرکے نہائے بھاگون کو چھوڑ کے چلے جانا عقل کا کام نہین پھر جاکے انکو مٹانے لگا دینا جب اس
بات کا عزم کئے تو اللہ تعالیٰ انکے دلون مین رعب ڈالا انکو پھر کر آنے کی طاقت نہوئی یعنے مفسرین کہتے ہین کافرون کے
دلمین ہیبت پڑنی مخصوص احد کے دن ہی تھی صحیح بات یہہ ہے کہ یہہ ہیبت مخصوص نہین بلکہ عام ہے گویا یون فرمایا اس
جنگ مین تمکو ہزیمت ہوئی کرکے غم نکرو آئندہ اللہ تعالیٰ کافرون کے دلمین رعب ڈالیگا اور انکو تمھارے عاجز بنا دیگا
اور تمھارے دین کو سب دینون پر غالب کریگا پھر اللہ تعالیٰ نے اس وعدہ کو پورا کیا دین اسلام سب دینون پر غالب آیا
بخاری وغیرہ کی حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مجھکو پانچ چیز عطا ہو میرے آگے کے کسی نبی کو عطا
نہین ہوئے تھے سو اس مین کہا نصرت بالرعب مسیرۃ شہر یعنے مجھکو ایک مہینے کی راہ ہیبت سے فتح ہوئی اس قول کو

تائید کرتی ہے بِمَا اَشْرَكُوا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطَانًا اِسواسطے کہ انھون نے شریک ٹھرایا اللہ
کا جسکی اُسنے سند نہین اُتاری یعنے انکی دلون مین رعب ڈالنے کا سبب یہہ ہی کہ وے بتون کو اللہ کا شریک
ٹھراے وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ اور انکا ٹھکانا دوزخ ہے وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ اور دوزخ بری آرامگاہ
ہے بے انصافون کی وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ اور البتہ اللہ سچ کر چکا تم سے اپنا وعدہ محمد بن کعب
قرظی سے منقول ہی کہا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ جنگ کے مقام سے اپنے گھرون کو آئے تو بعضے لوگ کہنے
لگے ہمپر یہہ مصیبت کیا واسطے ہوئی اللہ تعالی تو نصرت کا ہم سے وعدہ کر چکا تھا تب اللہ تعالی یہہ آیت
نازل کیا یعنے اللہ تعالی نے نصرت اور ظفر کا وعدہ جو کیا تھا اسکو سچ کر دیا پہلے مسلمانون کی فتح ہوئی
اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ جب تم لگے انکو کاٹنے اُسکے حکم سے یعنے اللہ کے ارادے اور اُسکے حکم سے
تم کافرون کو الکیسان قتل کرنے لگے یہان تک کہ کافرون کی نشان بردار بنے عبد الدار کے قبیلے والے
گیارہ شخص قتل ہوئے دیکھو یہہ کیسی فتح ہوئی تھی حَتّٰى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ
مِنْۢ بَعْدِ مَا اَرٰىكُمْ مَا تُحِبُّوْنَ یہان تک کہ تمنے نامردی کی اور کام مین جھگڑا ڈالا اور بے حکمی کی بعد اُسکے
کہ تمکو دکھا چکا تمہاری خوشی کی چیز حتی اذا کی معنی یہان تک کر کر ہم جھکنے اس معنی پر کچھ تقدیر کرنیکی حاجت نہین
بعضے اسکی معنی یون کرتے ہین یہان تک کہ جس وقت اس معنی پر جزا کی تقدیر کرنا ضرور ہی تقدیر یون ہوگی حتی
اذا فشلتم وتنازعتم في الامر وعصيتم منعكم الله النصر یعنے یہان تک کہ جس وقت تمنے نامردی کی اور کام مین
جھگڑا ڈالا اور نافرمانی کی تو اللہ نے نصرت کو تم سے منع کیا نافرمانی انسے یہہ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
احد کو اپنی پشت پر لئے اور منہہ مدینے کی جانب کی طرف کئے اور تیر اندازون کو پہاڑ کے درے پر بٹھلائے اور انکو
جتا دئے کچھ ہی ہو تم اس مقام کو ہرگز نہ چھوڑو وے بحکم اُس جگہہ کو ترک کئے کام مین جھگڑا ڈالے یعنے بالکل خلاف کیا
کئے عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تیر انداز لوگ جو تھے مشرکون کی ہزیمت دیکھ کے کہنے لگے یہان
کیا کرتے کھڑے ہوکے غنیمت پیدا کرنے چلو انکا امیر کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمکو یہان سے ہٹجانے کی منع کرنیکی
جو تاکید کئے تھے کیا اسکو بھول گئے وے بالکل جھگڑنے لگے کوئی بولا نہ جانا اور کوئی بولا جانا آخر عبد اللہ بن
جبیر کے ساتھ دس شخص سے کم رہگئے باقی سب لوگ نکل گئے خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابی جہل دیکھے کہ میدان خالی ہے

اُس طرف سے حملہ کئے عبد اللہ بن جبیر اور اُن کے ساتھ والونکو قتل کرکے مسلمانونکی بڑی جماعت کا قصد کئے
مسلمان صف باندھ سکے جو کھڑے تھے اُنکی صف ٹوٹ کے مومن اور مشرک خلط ہوگئے اور جنگ کا شعار
جو تھا بھول گئے اپنے لوگ پر آپ تلوار چلانے لگے فتح کے واسطے باد صبا جو چلتی تھی موقوف ہوکے دبور چلنے لگی
ابلیس پکارا کہ محمد مارے گئے سو لوگوں کے دلونمین جبن آگیا ایک جماعت نے بھاگ کے مدینہ کی راہ لی مِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّرِيۡدُ
الدُّنۡيَا کوئی تم مین سے چاہتا تھا دنیا یعنے وے جو مقام چھوڑکے غنیمت لینے دوڑے وَمِنۡكُمۡ مَّنۡ
يُّرِيۡدُ الۡاٰخِرَةَ اور کوئی تم مین سے چاہتا تھا آخرت یعنے وے جو عبد اللہ بن جبیر کے ساتھ رہ کے
مقام نہین چھوڑے ثُمَّ صَرَفَكُمۡ عَنۡهُمۡ لِيَبۡتَلِيَكُمۡ پھر تمکو یعنے مسلمانون کو اُلٹ دیا اُنپر سے یعنے کافرون
سے یعنے تم اُن سے ہزیمت پائے اسواسطے کہ تمکو آزماوے یعنے مخلص کون ہے اور منافق کون ہے دنیا
کون چاہتا ہی آخرت کون چاہتا ہی سو معلوم ہووے وَلَقَدۡ عَفَا عَنۡكُمۡ اور بتحقیق اللہ وہ تمکو معاف کرچکا
یعنے تم سے یہہ گناہ جو سرزد ہوئی رسول کے حکم کا خلاف کرنا اور کافرون کے منہہ پر سے بھاگنا اللہ اسکو
معاف کیا وَاللّٰهُ ذُوۡ فَضۡلٍ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اور اللہ فضل رکھتا ہے مومنون پر اِذۡ تُصۡعِدُوۡنَ
جب چڑھے جاتے تھے تُصۡعِدُوۡنَ کا صیغہ مشتق اصعاد سے ہے اُسکی معنی زمین پر دور چلے جانا یعنے تم ہزیمت پاکے
نبرد گاہ سے بھاگتے چلے جاتے تھے وَلَا تَلۡوٗنَ عَلٰۤى اَحَدٍ اور پیچھے نہ دیکھتے تھے کسی کو یعنے ان بے حواسی سے
بھاگتے تھے ایک دوسرے کی طرف التفات نہین کرتا تھا وَّالرَّسُوۡلُ يَدۡعُوۡكُمۡ فِىۡۤ اُخۡرٰٮكُمۡ اور رسول پکارتا
تھا پچھاڑی مین یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُنکو پیچھے سے پکارتے تھے اے اللہ کے بندو میری طرف آؤ جو پھرکے
آئیگا اُسکو بہشت ہے فَاَثَابَكُمۡ غَمًّاۢ بِغَمٍّ پھر تمکو بدلا دیا دکھ بعد دکھ کے اَثَابَ کا صیغہ ثوب سے مشتق ہے ثوب کی معنی
لغت مین رجوع کرنا اور کام کرنے والے کو اُسکے کام کی جزا جو دیتے ہین اُسکو ثواب کہتے ہین پھر وہ کام نیک ہو یا بد
اس جگہہ اثاب کی اصل معنی مراد لیوے تو مطلب حاصل ہوا یعنے تمہارے بھاگنے کی پاداش دیا لیکن اثاب کا استعمال اکثر
خیر مین ہوتا ہی شر مین نہین ہوا اس تقدیر پر اُنکی عقوبت کو مجازاً ثواب کرکے کہا اس کو علم بلاغت مین تہکم
کہتے ہین بندہ عاصی کہتا ہی اس جگہہ اگرچہ ظاہر کے دیکھنے میں معلوم ہوتا ہے کہ اثابت کا لفظ عقوبت مین مستعمل ہے
لیکن حقیقت مین وہ عقوبت نہین تھی بلکہ آخرت کے نجات کی سبب تھی اس لئے اثاب کا اطلاق کیا نعم مین بے کا لفظ

تمن

جو آیا ہے مع کی یا علی کی معنی سے ہی یعنے غم غم کے ساتھ یا غم پر غم بعضے ب کو اُسکے اصل معنی پر رکھتے ہین
اور ترجمہ یون کرتے ہین غم سے غم متصل ہئے دو غم سے کیا مُراد ہے بعضے کہتے ہین پہلا غم وہ جو انکو فتح نہوئی
اور غنیمت ہاتھ نہین لگی دوسرا غم انکو جو ہزیمت ہوئی اور لوگ مارے پڑے بعضے کہتے ہین پہلا غم انکو جو زخمی لگین
اور لوگ مارے پڑے دوسرا غم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مارے گئے کرکے جو سُنے سو اس غم نے اول کے غم
کو بھلا دیا بعضے کہتے ہین پہلا غم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا جو خلاف کئے اُسکی جزا مین اللہ تعالی نے
اونکو ہزیمت دی اور لوگ مارے پڑے بعضے کہتے ہین غم بغم سے مخصوص دو غم مُراد نہین بلکہ اُسکی معنی یون ہین
بہت سے غم علی الاتصال اُن پر وارد ہوئے لوگون کا قتل ہونا اور زخمی کھانا اور اُنسے معصیت ہوئی
اور عذاب اُترنیکا اندیشہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مارے گئے کرکے سُننا اور کافر بار ثانی اِن پر
یورش کرتے ہین اور ابو سفیان مدینہ مین گھس کے گھر وارکو تباہ کرتا ہی کرکے متفکر ہونا لِكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلٰى مَا
فَاتَكُمْ وَلَا مَا اَصَابَكُمْ تا اُداسی نہ کرو جو ہاتھ سے جاوے اور نہ جو سامنے آوے معلوم کیجئے لکیلا کے
لا مین دو قول ہین پہلا قول لا اپنی اصل معنی پر جو نفی ہے باقی ہے اور اس جملہ کا تعلق عفا عنکم سے ہی یعنے اللہ انکو
وہ معاف کیا تا تمکو دکھہ نہو اُسکا جو فوت ہوئی اور نہ اُسکا جو تمکو پہنچا کیا واسطے اللہ تعالی عفو کرنے سے اداسی جو تمھی
سو جاتی رہی بعضے اُسکی معنی یون کرتے ہین تمکو غم ایسا ہوا جو تمھاری اُداسی کو بھلا دیا دوسرا قول لا کا
کلمہ زاید ہے صلہ کلام کے واسطے اب معنی یون ہوگی تمکو غم دکھایا تا طول ہو اسپر جو فوت ہوئی اور اسپر جو تمکو
عقوبت پہنچی وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اور اللہ کو خبر ہے تمھارے کام کی یعنے تمھارے سب کام نیک
و بد اسکو معلوم ہین ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ پھر تم
پر اُتارا دکھہ کے بعد امن کو اور اونگھہ کہ گھیر رہی تھی تم مین بعضو نکو یہہ خطاب مومنون کو ہی یعنے اُس خوف اور غم کے
بعد تمکو اللہ تعالی نے اتنا بے فکر کر دیا کہ تمکو نیند آنی شروع ہوئی نیند آنا علامت بیفکری کی ہی جسکو خوف و ہراس ہو تو
اسکو نیند نہین آتی بخاری نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہے مین اونھین لوگون مین تھا جسکو احد کے روز
اونگھہ گھیر رہی تھی میرے ہاتھ سے تلوار گرتی جاتی تھی اور مین اٹھا لیتا تھا امام احمد اور حاکم کی روایت مین یا ہی
ابو طلحہ کہے احد کے روز مین سر اُٹھا کے دیکھا جسپر نظر پڑی اُسکا یہہ حال تھا کہ ڈھال کے نیچے سر رکھ کے نیند سے

جھک رہاہے ابن اسحق نے کتاب المغازی مین زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ہمپر نہایت خوف ہوا پھر اللہ تعالی ہمپر نیند بھیجا اُسوقت معتب بن قشیر بولا تھا لوکان لنا من الامر شئی ما قتلنا ہہنا یعنے ہمارے ہاتھ مین کچھ امر ہوتا تو ہم یہان نہ مارے جاتے اسکی یہہ بات مین سنا اور مجھپر نیند اس قدر غلبہ کی تھی کہ وہ بات مجھکو خواب معلوم ہوتی تھی وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ اور بعضون کو فکر پڑی تھی اپنے جی کی اس طایفہ سے منافق مراد ہین اللہ تعالی مخلصون پر نیند بھیجا منافق پر نیند نہ آنے سے وے اپنے جان بچانیکی فکر مین پڑے تھے يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ خیال کرتے تھے اللہ پر جھوٹے خیال جاہلون کے یعنے اللہ پر جو خیال کرنا ہے وہ نہ کرکے جھوٹے خیال کرتے تھے جیسا جاہلیت والے کرتے ہین يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ کہتے تھے کچھ بھی کام ہے ہمارے ہاتھ ہل استفہام کا کلمہ ہے اُسکی معنی نفی کی ہے اور امر سے ظفر اور فتح مراد ہے یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ظفر کا وعدہ ہم سے جو کئے تھے کچھ نہ ہوا مشرکون کو غلبہ ہے بعضی کہتے ہین یہہ استفہام انکاری ہے اور وہ مقولہ عبد اللہ بن ابی بن سلول کا ہے اُسنے اول کہہ دیا تھا مدینے سے نہ نکلنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اوسکی بات کا خلاف کرکے مدینہ سے نکلے اور لوگ شہید ہوئے عبد اللہ بن ابی بن سلول کو خزرج کے بہت سے مارے جانے کی خبر ہوئی اُس نے سنکے کہا مین اُنکو منع کیا تھا میری بات مانکے مارے پڑے قُلْ تو کہہ ای محمد اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ سب کام اللہ کے ہاتھ ہی فتح اور غلبہ نصرت اور شکست قضا و قدر سب اُسکی اختیار مین ہین جو چاہے سو کرے يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ چھپاتے ہین اپنے جی مین جو تجھ سے ظاہر نہین کرتے یہہ جملہ حال پڑاہے یقولون کی ضمیر کا يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا کہتے ہین اگر کچھ کام ہوتا ہمارے ہاتھ تو ہم مارے نجاتے اِس جگہہ یہہ جملہ سابق کے جملہ کا بیان ہے یعنے دلمین بات جو پوشیدہ رکھتے ہین سو یہہ ہی کہتے ہین ہمکو اگر اختیار ہوتا تو ہم محمد کے ساتھ نہ نکلتے اور مارے نجاتے یہہ مقولہ معتب بن قشیر کا ہے قُلْ تو کہہ ای محمد لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ اگر تم ہوتے اپنے گھرون مین البتہ باہر نکلتے جن پر لکھا تھا مارا ہی جانا اپنے پڑاو پر اِس آیت کا مطلب یہہ ہے سو اندیشہ اور حذر کرنا قدر کے آگے

نفع نہین دیتا اور تدبیر تقدیر کو دفع نہین کرتی تم اگر اپنے گھرون مین رہتے تو بھی جن کی قضا آئی تھی وے
البتہ گھرون سے نکل آتے اور مرکر گرنے کی جو جگہ ہے وہان پہنچتے وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ
اور اللہ کو آزمانا تھا جو کچھ تمھارے جی مین ہے یہہ جملہ فعل محذوف کی علت ہے تقدیر یون ہے ولم ینصرکم یوم
احد لیبتلی اللہ یعنے احد کے دن تمکو نصرت نہین دیا واسطے کہ تمھارے جی مین اخلاص ہے یا نفاق سو اللہ کو اسکا
آزمانا منظور تھا وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ اور نکھارنا تھا جو تمھارے دلون مین ہے یعنے شکست سے فایدہ
یہہ تھا کہ تمھارے دل شک اور شبہے سے پاک صاف ہوجاوین وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ اور
اللہ کو معلوم ہے جی کی بات یعنے لوگون کے دلو مین جو پوشیدہ ہے وہ سب اللہ کو معلوم ہے اسکو آزمایش وغیرہ کی
کچھ حاجت نہین محض لوگون پر مومن اور منافق کا حال کھل جانیکے واسطے یہہ کیا اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا
مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا مقرر جو لوگ تم مین ہٹ گئے
جسدن بھڑین دو فوجین سو انکو ڈگا دیا شیطان نے کچھ انکے کرتب سے یعنے احد کے دن فوجین مسلمانون
کے اور مشرکون کے جب مقابل ہوین تب تمھارے لوگ جو بھاگ گئے سو انکی گناہ کی شامت سے شیطان نے
انکو لغزش دیا لغزش یہہ کہ جو انکے دلون مین وسوسہ ڈالا اور غنیمت کے لالچ سے مقام کو چھوڑ کے
نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا خلاف کئے بعضے کہتے ہین لغزش یہہ تھی کہ شیطان انکو انکے
گناہ جو سابق سرزد ہوئے تھے یاد دلوایا پھر وے توبہ نہ کرکے اس حالت سے اللہ تعالی کی ملاقات کرنا مکروہ جانے
اور اپنے پاس قرار دئے کہ اللہ تعالی سے ملاقات کرے تو ایسی طور سے کرنا کہ وہ راضی ہو بہتر ہے کہ اب
یہان سے جیت ہونا عناد کی راہ سے یا نفاق سے نہین بھاگے اس آیت کے سیاق سے معلوم ہوا کہ لوگ سب
نہین بھاگے نفس الامر مین ایسا ہی ہے لوگ تین تفرق ہوئے ایک جماعت نے بھاگ نکلے مدینہ کی راہ لی اور یا نکل
نہین الٹی انہین کے شان مین آیت اتری اور انکی تقصیر معاف ہوئی اور ایک جماعت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر
گئے کرکے غم کھائے لیکن اپنے دین کے واسطے اور دشمن کو دفع کرنے کے لئے جان سے ہاتھ اٹھکے مرنے تک کوشش کئے اکثر
اکثر صحابہ کا یہی حال تھا اور ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھی ہزیمت کی ابتدا مین
ایک دو شخص ساتھ تھے بعد معلوم ہونے لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیات سے ہین ایک ایک دو دو آکے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہونے لگے اس حالت کے دیکھنے روایتون مین اختلاف ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ کتنے شخص تھے بعضے روایتون مین آیا ہے کہ آپکے ہمراہ فقط مقداد بن الاسود تھے اور بعضے
روایتون مین آیا ہے کہ طلحہ بن عبید اللہ اور سعد بن ابی وقاص تھے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ پانچ شخص تھے
اور ایک روایت مین آیا ہے کہ گیارہ شخص تھے اور ایک مین آیا ہے بارہ شخص تھے اور ایک مین آیا ہے کہ چودہ شخص
تھے مہاجرین کے ساتھ اور انصار کے ساتھ انکے نام بھی لکھے ہین ابو بکر اور علی اور عبد الرحمن بن عوف اور
سعد اور طلحہ اور زبیر اور ابو عبیدہ اور انصار کے ابو دُجانہ اور حُباب بن المنذر اور عاصم بن ثابت
اور حارث بن الصمہ اور سہل بن حنیف اور سعد بن معاذ اور اُسید بن حضیر یہہ نام واقدی نے لکھا ہے اور
بعضے روایتون مین سعد بن عُبادہ اور محمد بن مسلمہ کا نام بھی آیا ہے اور زیاد بن السکن یا عمارہ بن زیاد
بن السکن کا نام بھی آیا ہے اور عمر اور ابو طلحہ بھی ہمراہ تھے کر کے صحیح مین آیا ہے وَلَقَدْ عَفَا اللّٰہُ عَنْہُمْ
اور تحقیق اللہ اُنکو بخش چکا کیونکہ وے نادم ہوے اور توبہ کئے اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ بیشک اللہ بخشنے
والا ہے تحمل رکھتا یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا ای ایمان والو تم نہو اُنکی
طرح جو منکر ہوے یعنے عبد اللہ بن ابی بن سلول وغیرہ منافقین وَقَالُوْا لِاِخْوَانِہِمْ اور کہے اپنے بھائیونکو
یعنے اُنکو جو کفر اور نفاق مین ابن سلول کے شریک تھے یا اُنکو جو اُنکے بھائی تھے نسب مین لیکن مسلمان تھے
اِذَا ضَرَبُوْا فِی الْاَرْضِ جب سفر کو نکلین ملک مین یعنے تجارت کے واسطے یا اور کسی کام کے لئے
کسی ملک مین سفر جاوین اور وہان مرجاوین اَوْ کَانُوْا غُزًّی یا ہون جہاد مین اور
مارے جاوین غزی جمع غازی کا ہے لَوْ کَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا
قُتِلُوْا اگر رہتے ہم پاس نہ مرتے اور نہ مارے جاتے لِیَجْعَلَ اللّٰہُ ذٰلِکَ حَسْرَةً فِیْ قُلُوْبِہِمْ تا کر ڈالے
اللہ اُس سے افسوس اُنکے دلون مین لیجعل مین کا لام ایک مقدر جملہ سے متعلق ہے جسپر نفی دلالت کرتی
ہے تقدیر یون ہے لا تقولوا مثل قولہم لیجعل اللہ الآیہ یعنے اسے مومنو تم منافقون کے بات کی مانند مت کہو
تا اللہ اُس قول سے منافقون کے دلمین افسوس ڈالے کیونکہ وے منافق جب تمہارے دلمین تم نہ مرتے کر کے
شُبہہ ڈالے اور تم اُنکی بات کو خاطر پر نہ لاکے اپنے سفر اور جہاد کو نہ چھوڑے تو منافق کا مکر ٹوٹ گیا اور

ع

انکی بات کارگر نہوئی تو آخر وے افسوس کرینگے بعضے کہتے ہین اس کلام کی تقدیر یون ہے انہم قالوا ذلک الکلام لیجعل اللہ ذلک الکلام حسرۃ فی قلوبہم یعنے منافق یہہ بات کہے تا اسبات سے اللہ اُن کے دلمین حسرت ڈالے اس تقدیر پر افسکے دلونمین حسرت آنیکی وجہ یہہ ہے کہ سو شخص کے قرابتی کہ جنکا ایمان قوی نہین ہے یہہ بات جب سنین تو انکی حسرت زیادہ ہوتی ہے کیونکہ انکا عقیدہ یہہ تھا کہ اگر ہم کد کرتے اور اونکو سفر اور جہاد سے منع کرتے تو وے نہ مرتے ہم انکو بعید ہوکے منع نکرنے سے وے مارے گئے جب عقیدہ یہہ ٹھہرا تو انکی حسرت البتہ زیادہ ہوگی مسلمان جو یہہ عقیدہ نہین رکھتے ہین انکو اُسکی موت سے افسوس نہین ہوتا سو معلوم ہے منافق شبہہ ڈالا تو اُسیکو حسرت ہوتی ہے وَاللّٰہُ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ اور اللہ ہی جلاتا اور مارتا یہہ رد ہی منافقون کے قول پر یعنے تم جو کہتے ہو کہ اگر نہ جاتے تو نہ مرتے ایسا نہین کیونکہ امر اللہ کے اختیار مین ہے جلانے اور مارنے والا صاحب وہی اللہ ہی اکثر مسافر اور غازی بچ جاتے ہین گھر مین بیٹھنے والا مرتا ہے گھر مین چھپکے رہنا فایدہ نہین دیتا وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ اور اللہ تمھارے

ورد ۴۱

کام دیکھتا ہے وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَحْمَۃٌ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ اور اگر تم مارے گئے اللہ کی راہ مین یا مرگئے تو بخشش اللہ کی اور مہربانی بہتر ہے اُس سے جو وے جمع کرتے ہین یعنے تم قتل ہوے جہاد مین یا اللہ کی راہ مین نکل کے مرگئے تو تمکو آخرت مین مغفرت ہوگی اور اللہ رحم کریگا یہہ بخشش اور مہربانی دنیا مین زندہ رہنے سے اور دنیا کو حاصل کرنے سے بہتر ہے مغفرۃ اور رحمۃ کو نکرہ جو لایا تو اس مین اشارہ ہے کہ ذرا سی مغفرت اور ذرا سی رحمت تمام دنیا سے بہتر ہے ابو داود نے ابی مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے جو شخص اللہ کی راہ مین نکل کے مرجائیگا یا مارا جائیگا تو وہ شہید ہے یا اُسکو گھوڑا گرائیگا یا اونٹ گرائیگا یا اُسکو کیڑا کاٹیگا یا اپنے بچھونے پر کسی طرح سے مریگا تو وہ شہید ہے اسکی سند مین بقیۃ بن الولید ہے جمہور اُسکو ثقہ کہتے ہین اور عبد الرحمن بن ثابت ابن ثوبان دمشقی ہے وہ صدوق ہے ابن المدینی اور ابو حاتم اور رحیم اور ابن معین اُسکی توثیق کرتے ہین ابو یعلی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے جو حج کیواسطے نکلیگا اور مرجائیگا تو اللہ تعالی اُسکے لئے قیامت تک حج کرنے والیکا ثواب لکھیگا

اور جو عمرے کے لئے نکلیگا اور مر جاے گا تو اللہ تعالے اسکے لئے قیامت تک عمرہ کرنے والیکا ثواب لکھیگا اور جو جہاد کے لئے نکلیگا اور مر جاے گا تو اللہ تعالے اسکے لئے قیامت تک غازی کا ثواب لکھیگا اسکی سند مین محمد ابن اسحق ہی اکثر لوگ اسکی توثیق کئے ہین اور اسکی حدیث کو حسن یا صحیح کہتے ہین وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَی اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ اور اگر تم مر گئے یا مارے گئے تو البتہ اللہ ہی پاس اکٹھے ہوگے یعنے تم کسی طور سے مرو آخرت مین سب اللہ ہی کے پاس جمع ہوتا ہی تب ہر ایک کو اُسکے عمل کی جزا دیگا فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ سو کچھ اللہ کی مہر ہے جو تو نرم دل ملا انکو اس آیت مین جار مجرور کو مقدم کرکے فبما رحمة فرمایا سو اس سے یہہ فایدہ نکلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نرم دل ہونا اللہ کی رحمت ہی یعنے اللہ تعالی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لطف و ملایمت کرنیکی توفیق دیا اور اونکے دل مین مہر ڈالا سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن پر نرم دل ہوے وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ اگر تو ہوتا بد خلق سخت دل تو البتہ منتشر ہو جاتے تیرے گرد سے فظ کی معنی بد خلق اور سخت گو اور جفا کرنے والا سخت دل وہ جسکو مہر نہین اس جگہہ فظ اور غلیظ القلب دونون صفت کو جمع کیا کسواسطے کہ لوگ بعضے بدخلق اور سخت گو ہین رہتے لیکن سخت دل ہین سے کسی پر رحم نہین کرتے اس واسطے فرمایا تو بدخلق اور سخت دل نہین حاصل یہہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر بدخلق اور سخت دل ہوتے تو آپکے پاس لوگ نہ ٹھہرتے علی الخصوص اعراب جو جفا اور بے مروتی مین پکے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خوش خلق نرم دل رہنا ضرور ہی معلوم کیجے کہ رسول کی بعثت سے اللہ کے احکام اور شرع کے تکلیفات خلق کو پہنچانا مقصود ہے یہہ غرض حاصل نہوگی جب تک لوگ دل سے اُسکی طرف مایل نہون یہہ بات تمام نہوگی مگر رسول کے نرم دل اور مہربان رہنے سے اور اُن سے ملنساری اختیار کرنا اور اُنکی بدخلقی سے درگذرنا اور اُنکے تقصیرین معاف کرنا اور اُنکو شفقت کی نظر سے دیکھنا ان اسبابکے دیکھتے رسول فظ اور غلیظ القلب نہنا جب ہوا امام قفال نے اس آیت کو احد کے روز کے واقعے پر حمل کیا ہی معنی یون کرتا ہی اللہ کی کچھ رحمت تھی احد کے روز جب وے ہزیمت کے بعد بھی تیرے پاس آئے تو اُنپر نرمی کیا اگر تو فظ اور غلیظ القلب ہوتا اور اُنپر طعن ملامت کرتا تو تیری ہیبت سے اور بھاگیگی ہتے ہم تیرے نزدیک سے نکل جاتے اور دشمن شیر ہوتا اُسکی طمع زیادہ ہوتی فَاعْفُ عَنْهُمْ سو تو انکو معاف کر یعنے انکی لغزش سے درگذر اور انکی تقصیر معاف کر وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ اور بخشش مانگ اُنکے واسطے یعنے اللہ تعالی سے اُنکی مغفرت چاہ تا اللہ تیری سفارش قبول کرے اور اُنکو بخشے بعضے کہتے ہین معاف کر یعنے تقصیرین جو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی ذات کے ہین اور بخشش مانگ یعنے گناہون کی جو حقوق الٰہی ہین وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ اور اونسے مشورت لے کام مین یعنے اُنسے تجویز کیا کر بغوی نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہی کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوائے زیادہ مشورت لیتا کسی کو مین نہین دیکھی اور عبد الرزاق مصنف مین اور امام احمد اور اسحق اور ابن حبان حدیبیہ کے قصہ مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے اپنے اصحاب سے مشورت بہت کرتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوائے کسی کو مینے نہین دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل کامل اور رائے صائب رہتے پر اور وحی اُترنا اور آپکی اطاعت تمام خلق اللہ پر بھلے بُرے اُمور مین فرض ہوتے ہوئے آپکو مشورت کرنیکا حکم اللہ تعالی نے جو فرمایا اُس کے چند وجہ ذکر کئے ہین پہلی وجہ مشورت کا حکم جو کیا صحابہ کی عزت اور شان بتلانے اور انکی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہوتے ہی مشورت نہ کرے تو انکی ہتک تھی شاید آزردہ ہون اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بدخلقی کرین دوسری وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ عقل مین سب سے کامل تھے لیکن لوگون کی عقل کو انتہا نہین ایک شخص کی رای مین مصلحت کی ایسی بات آجاتی ہے جو دوسرے کی عقل مین نہین آتی علی الخصوص دنیا کے کامون مین مسلم نے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مین بھی ایک بشر ہون جب تمہارے دین کے کامون مین کچھ امر کرون تو اسکو اختیار کرو اور جب تمکو امر کرون کچھ چیز کا میری رائے سے تو مین بشر ہون اور عائشہ اور انس رضی اللہ عنہا کی روایت مین آیا ہی کہ آپ فرمائے انتم اعلم بامر دنیاکم یعنے تمہاری دنیا کے کامون کا علم تمکو زیادہ ہی بخاری ادب المفرد مین اور عبد اللہ بن احمد زوائد زہد مین حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کئے ہین کہے کوئی لوگ آپس مین مشورت نہین کئے مگر اللہ تعالی انکو بہتر چیز کی راہ بتایا اسکی سند قوی ہی بعضے اُسکو مرفوع بھی روایت کئے ہین لیکن وہ صحیح نہین تیسری وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن سے مشورت لینے کی احتیاج نتھی لیکن لوگ آپکی اقتدا کرنے اور مشورت کرنیکی سنت جاری رہنے اللہ تعالی ایسا حکم کیا یہہ وجہ حسن بصری اور سفیان بن عیینہ سے منقول ہے چوتھی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے احد کے دن مشورت کئے بعضے تو نکلنے پر مجبر ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی نکلنے پر نہین تھی جب انکی بات سنکے نکلے اور صورت ویسی ہوئی تو احتمال ہوا کہ آئندہ اُنسے مشورت نہ لیوے جب مشورت نہ لیوے تو انھون کے خیال مین آویگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مین اُس روز کا اثر ہنوز باقی ہی پھر اللہ تعالی نے حکم کیا کہ اُن سے مشورت لیا کر تا معلوم ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دلمین اُسکا کچھ اثر

باقی نہین پانچوین وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے مشورت جو لیتے ہین انکی رای لینی اور معلوم کرنی
منظور نہتی بلکہ معلوم ہو کہ انکی عقل کتنی ہے اور انکا فہم کیسا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کسقدر
رکھتے ہین اس سے عقلمند کون ہے، اور فاضل و مفضول کون ہے، معلوم ہوگا تو ہر ایک کو اُسکے مرتبہ پر رکھینگے چھٹی وجہ انسے
مشورت لینے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احتیاج نہین لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آن سے جب مشورت لیا کرے
ہر شخص اس مقدمہ مین بہتر اور مناسب بات کہنے کیواسطے سعی کریگا اور سبکے ارواح بہتر بات نکالنے پر متفق ہوگی ظاہر مین
سبکے روح ایک بات پر متفق ہونا مقصد حاصل ہونے پر اعانت کرتا ہی اسی سرا کے لظر کرتے نماز کو جماعت سے پڑھنیکا حکم ہوا
اور جماعت سے نماز پڑھنا منفرد نماز پڑھنے سے افضل ہوا ساتوین وجہ اللہ تعالی مشورت لینے کا جب حکم کیا تو معلوم ہوا
کہ اللہ تعالی کے پاس انکی قدر و منزلت ہی وے جب اسکو جانتے تو زہد و تقوی مین جد و کد کرینگے تا اللہ کے پاس اپنی منزلت بلند
اٹھوین وجہ سلاطین کو کوئی مہم درپیش ہو تو مشورت نہین لیتے مگر اُسی سے جو عقلمند اور عالی مرتبت اور بادشاہ کا مقرب ہے
صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورت لینے کا حکم نہوتا تو اُنکے دلمین خطرا ہوتا کہ ہم جو گنا ہ کئے اسکو اگرچہ اللہ تعالی اپنی
فضل سے معاف کیا لیکن اب اللہ تعالی کے پاس ہماری وہ منزلت باقی نہین سو اُس خطرے کو دفع کرنیکے واسطے اللہ
تعالی نے مشورت لینے کا حکم کیا تا معلوم ہو کہ تم سے یہہ لغزش جو سرزد ہوئی اسکو معاف کردیا اور تمھاری منزلت
اللہ کے پاس جو تھی اُسمین کچھ گھٹاؤ نہین ہوا بلکہ تم توبہ خالص جو کئے اسکے کرنے سے تمھارا مرتبہ بالا ہوا سابق
مین مشورت لینے کا حکم نازل نہین تھا سو اب اس باب مین قرآن نازل ہوا اب دوسری بات سنئے کہ جب کسی
مقدمے مین وحی نازل ہو چکی ہے تو اسمین مشورت لینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جایز نہین اس بات مین سب
علما کا اتفاق ہے جس مین وحی نازل نہین ہوئی ہے پھر وہ کیسا ہی مقدمہ ہو اسمین مشورت لینا یا بعضی مقدمون
مین سو علما کو خلاف ہے بعضے کہتے ہین تمام امور مین مشورت لینا بعضے کہتے ہین فقط دنیوی امور مین اور بعضے
کہتے ہین فقط جنگ کے مقدمون مین اور ہر شخص اپنے قول کی دلیل ذکر کیا ہے اور دوسرے کی دلیل پر قدح کیا ہے
بندہ عاصی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ سب امور مین
مشورت نہین لیتے تھے مشورت اُنہین امور مین لیتے تھے جنمین مشورت لینے کی احتیاج ہی خواہ تعلق جنگ سے رکھے یا نہ رکھے
دنیوی امور ہون یا دینی چنانچہ بدر مین جنگ کرنے گے مقدمہ مین مشورت لئے اور بدر کے اسیرون کے مقدمہ مین مشورت لیے

اور احد کے جنگ کو نکلنے مین مشورت لئے اور حدیبیہ مین سید ہا مکہ کو جانا یا جو لوگ قریش کی کمک کیواسطے جمع ہوئے ہین انکے مقامون پر جاکے انکو ہلاک کرنا کرکے مشورت لئے اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے افک کے مقدمہ مین مقدمہ مین مشورت لئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرنیکے قبل صدقہ دیو کرکے آیت جو نازل ہوئی اُس مین علی رضی اللہ عنہ سے مشورت لیئے کہ کس مقدار مین کتنے صدقہ لینا دیکھو ان امور مین بعضے جنگ کے مقدمات ہین اور بعضے جنگ کے مقدمات نہین اور بعضے دینی امور ہین اور بعضے دنیوی تو معلوم ہوا مشورت لینا مخصوص نہین معلوم کیجئے شاور امر کا صیغہ ہے وجوب پر دلالت کرتا ہے پھر یہہ امر وجوب کا ہے یا استحباب کا اسمین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین مشورت لینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب تھا بعضے کہتے ہین یہہ امر استحباب کا ہے بیہقی نے امام شافعی رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی نقل کیا ہے ابو نصر القشیری نے بھی اپنی تفسیر مین اسی بات کا جزم کیا ہے یہی قول راجح ہے شاورہم کی ضمیر راجع ہے الذین آمنوا کی طرف یعنے مومنون سے مشورت لے ان مومنون سے صحابہ مراد ہین لیکن سب اصحاب مراد نہین بلکہ انمین جو دانا اور عقلمند تھے مشورت کے لایق تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مین ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے مثل کسی کو عقل و فراست اور دانائی نہین تھی اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہین سے اکثر مشورت کرتے بلکہ واحدی نے تفسیر وسیط مین عمرو بن دینار سے روایت کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہے وے لوگ جن سے مشورت لینے کا حکم ہوا وے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہین اسکو حاکم اور بیہقی بھی روایت کیئے ہین حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے امام احمد اور اسد بن موسی فضایل صحابہ مین اور یعقوب بن سفیان کتاب المعرفہ مین عبد الرحمن بن غنم سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو فرمائے مشورت مین تم دونون جب ایک امر پر اتفاق کروگے تو مین تمھارا کبھی خلاف نہ کرونگا حافظ عسقلانی نے کہا اسکی سند لاباس بہ ہے اور عبد الرحمن بن غنم صحابی رہنے مین اختلاف ہے اور غنم غین معجمہ کی فتح اور نون کی سکون سے ہے امام فخر الدین رازی نے کہا ہے اس آیت مین اہل مشورت سے ابوبکر اور عمر کو مراد لینے مین اشکال ہے کسواسطے کہ جو لوگ ہزیمت کھائے تھے اور انکی لغزش کو عفو کیا اور انکے لئے مغفرت مانگنے کا امر کیا ان سے مشورت لو کرکے امر کرتا ہے عمر تو ہزیمت کھائے تھے مشورت لینے کے حکم مین داخل ہوتے ہین لیکن ابوبکر ہزیمت نہین کھائے تھے تو آیت کے حکم مین داخل نہونگے آیت سے ابوبکر کیسے مراد ہونگے بندۂ عاصی کہتا ہے ہزیمت کھائے سو لوگون سے مشورت لینا کرکے آیت مین کچھ دلالت نہین اوپر کی آیت مین یعنے ان الذین تولوا منکم

یوم التقی الجمعان الآیہ مین ہزیمت کھائے سو لوگون کی بخشش کی خبر دے دیا بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نرم دلی بیان کیا اور بولا اگر تو نرم دل نہوتا تو تیرے پاس سے سب منتشر ہوجاتے دوسری بار تیرے پاس جمع نہوتے اس سے معلوم ہوا مغفرت مانگنی اور مشورت لینی ہزیمت پائے ہوؤن سے مخصوص نہین بلکہ آپکے پاس جو لوگ مجتمع ہین ان سے مشورت لینا ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی انہین مین تھے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر تھے پھر اہل شوری مین کیسے داخل نہونگے اور عمر رضی اللہ عنہ کو منہزمین مین شمار کرنا صحیح نہین کس واسطے کہ ہزیمت کھاکے مدینہ کی راہ لئے سو لوگو نمین آپ نہین تھے بلکہ ابتداء ہزیمت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور پڑگئے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام معلوم ہوا آپکے نزدیک آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک نہ رہنے سے لازم نہین آتا کہ ہزیمت کھائے عمر رضی اللہ عنہ جنگ مین موجود تھے اور اونکے اور ابوسفیان کے درمیان گفت وگو جو ہلی اسکا قصہ صحیحین وغیرہ مین موجود ہے

فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ پھر جب ٹھہر چکا تو بھروسا کر اللہ پر یعنے تجویز کرکے تو ایک بات جب ٹھہرا دیا بعد اللہ پر بھروسا کر اچھا برا کرنے والا وہی صاحب ہے اِس سے غرض یہہ ہے کہ بندہ تمام امور مین اللہ کے سوائے دوسرے کسی چیز پر اعتماد نہ کرے اور مشورت لینے سے توکل مین خلل نہین آتا تدبیر بالکل چھوڑ دینا توکل نہین بلکہ اسباب کی رعایت کے ساتھ اللہ پر تفویض کیا جائے ہے

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ مقرر اللہ چاہتا ہے توکل والون کو اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ اگر اللہ تمھاری مدد کریگا تو کوئی تمپر غالب نہوگا یعنے اللہ اگر تمکو نصرت دیوے اور دشمن پر غالب کرے تو کسی آدمی کی طاقت نہین جو تم پر غالب آوے جیسا بدر کے روز نصرت دیا

وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ اور اگر وہ تمکو چھوڑ دیگا پھر کون ہے کہ تمھاری مدد کریگا اُسکے بعد یعنے اگر وہ تمکو مدد نہ کرے تو کوئی تمھاری مدد کرنے والا نہین جیسا احد کے دن گذرا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ اللہ پر بھروسا چاہئے مومنون کو کیا واسطے تمام کام اللہ کے اختیار مین ہے اور اسکے قضا کو کوئی رد نہین کرسکتا اور اوسکے حکم کے آگے کوئی نہین آتا تقدیر کے کو ضرورت اپنے سبب کا مومنین اللہ پر توکل کرنا دو بھر یگا نہ کہنا کسی نے توکل کی معنی مین کہا ہے

کہا ہے اَلتَّوَکُّلُ لَاتَعْصِی اللّٰہَ مِنْ اَجْلِ رِزْقِکَ وَلَاتَطْلُبْ لِنَفْسِکَ نَاصِرًا غَیْرَہٗ وَلَا لِعَمَلِکَ شَاہِدًا سِوَاہُ یعنے توکل اُسکو کہتے ہین رزق کیو اسطے اللہ کی نا فرمانی نہ کرنا اور اپنا مددگار اسکے سوائے دوسرے کو نہ ڈھونڈھنا اور اپنے عمل پر اُسکے غیر کو شاہد نہ رکھنا مسلم نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے میری امت سے ستر ہزار آدمی بہشت مین بن حساب لیئے کے جائینگے صحابہ عرض کئے یارسول اللہ وے کون لوگ ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وے لوگ ہین جو گل نہین دیتے اور نہین منتر کراتے اور جانور کی فال نہین لیتے اور اپنے پروردگار پر توکل کرتے عکاشہ بن محصن اٹھکے عرض کئے یارسول اللہ آپ دعا کیجیے کہ اللہ مجھکو اُنہین مین کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یا اللہ عکاشہ کو اُنہین مین کر پھر دوسرا شخص کھڑے ہوکے عرض کیا یارسول اللہ آپ دعا کیجے کہ اللہ مجھکو بھی اُنہین مین کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عکاشہ تیرے پر اُسکی سبقت لیگیا قولہ گل نہین دیتے یعنے بیماری دفع ہونیکے واسطے آتش کا داغ نہین دیتے ترمذی اور ابن ماجہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہون فرماتے تھے تم اگر اللہ تعالی پر پورا توکل کروگے تو تمکو رزق پہنچایگا جیسا پرندے کو پہنچاتا ہے صبح ہی خالی شکم نکلتا ہے شام کو آگھاتا آتا ہے ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن ہے وَمَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّغُلَّ اور نبی کا کام نہین کہ کچھ چھپا رکھے یغل کا لفظ غلول سے مشتق ہے غلول کا معنی اصل مین خیانت کرنا عرف مین غنیمت کے مال کو خیانت کرنے کے تئین کہتے ہین یعنے نبی کی شان نہین جو غنیمت مین خیانت کرے کیونکہ خیانت کرنا بہت برا اور ہلکا کام ہے نبوت کا منصب نہایت جلیل اور بزرگ ہے نبوت اور خیانت دونون جمع ہونا محال ہے اس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابو داؤد اور ترمذی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کئے ہین کہ بدر کے جنگ مین ایک سرخ چادر گم ہوئی بعضے کہے شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لئے ہون پھر اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا ترمذی کہا یہہ حدیث حسن غریب ہے ثعلبی اور واحدی مقاتل اور کلبی سے نقل کئے ہین کہ یہہ آیت اُحد کے تیر اندازون کے حق مین اتری وے جو مقام کو چھوڑ کر نکلے اس خیال سے کہ غنیمت جسکے ہاتھ لگے شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی کو دینگے

ہمکو نہ دینگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکو جب پوچھے تمکو تاکید کئے پر بھی تم کسو اسطے مقام چھوڑکے
آئے تو کہے ہم وہان لوگ چھوڑکے آئے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے ایسا نہین تم
اسواسطے آئے ہو کہ غنیمت ہم ہی کھا جاینگے سو انکی سرزنش مین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جناب کی
برات مین یہہ آیت اتری ابن ابی شیبہ وابن جریر ضحاک سے مرسل روایت کئے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم چند شخص کو طلایہ بھیجے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غنیمت کی تقسیم کئے سو طلایہ
والون کو کچھ نہ دئیے اسپر یہہ آیت اتری اس قول پر لفظ غل اپنی حقیقی معنی پر نہ رہیگا تقسیم پوری نہ کرنیکو مجازاً
غلول کہا اسکے شان نزول مین اور بھی اقوال ہین بڑے تفسیرون مین انکا مذکور ہے وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ
بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور جو کوئی چھپاویگا وہ لاویگا اپنا چھپایا ہوا قیامت کے دن یعنے غنیمت مین کی
کوئی چیز کسی نے خیانت کیا تو قیامت کے دن بعینہٖ اُس چیز کو اپنی پشت پر اٹھاکے لے آئیگا تا لوگون
مین اوسکی فضیحت پوری ہووے اکثر مفسرین کی یہی بات ہے بخاری وغیرہ کی حدیث جسکو ہم آیندہ
لکھینگے اس پر دلالت کرتی ہے بعضے کہتے ہین اس چیز کی مثال دوزخ مین موجود ہوگی اور خیانت کیا سو اسکو تکلیف دینگے کہ
اُسکو لے آ پھر وہ شخص اپنی پشت پر اسکو اٹھا لاویگا جب اپنے مقام پر لایا تو وہ چیز پھر دوزخ مین گرجاویگی اور اُسکو نکالنے
کی تکلیف دینگے ایسا ہی اُسکو عذاب دیتے رہینگے یہہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ابو مسلم نے
کہا ہے اسکا ظاہر مراد نہین بلکہ اُسکو بر سبیل تمثیل ذکر کیا اور اس سے اُسکا وعید بہت سخت ہونا مراد
ہے بندہ عاصی کہتا ہے آیت کو بظاہر معنی پر حمل کرنے سے محال یا اور کچھ قباحت لازم نہین آتی اور
حدیث صحیح بھی اس کو موید ہے پھر تاویل کرنیکی کیا حاجت ہے ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ پھر
پورا پاویگا ہر کوئی اپنا کمایا یعنے ہر کوئی جو عمل کیا ہے نیک یا بد اُسکی جزا پاویگا نیکی کی جزا نیک بدی کی جزا بد
ملیگی وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ اور اُنپر ظلم نہو گا یعنے جسقدر بدی کیا ہے اُتنی ہی سزا ملیگی زیادہ نہوگی
غنیمت مین خیانت کرنے والے پر اس آیت مین بڑا وعید ہے بخاری و مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مین کھڑے
ہوئے یعنے خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے سو غلول کا ذکر کئے اسکے امر مین بہت ہی سختی بتلائے یہانتک کہ فرمائے مین ہرگز نہ پاؤن
یعنے نہ دیکھون تم سے کسی کو قیامت کے دن اپنی گردن پر اونٹ کو اٹھالاتا ہے اور وہ اونٹ بغبغاتا ہے

پھر وہ شخص کہتا ہے یا رسول اللہ اغثنی یعنے میری فریاد کو پہنچو مین کہونگا تیرے واسطے مجھکو کچھ اختیار نہین مین نے تو تجھکو حکم پہنچا دیا تھا مین نہ دیکھونگا تم سے کسی کو قیامت کے دن اپنی گردن پر گھوڑا اُٹھا لاتا ہے اور وہ ہنہناتا ہے مجھکو پکاریگا یا رسول اللہ اغثنی مین کہونگا تیرے جھگڑا سے کا مجھکو کچھ اختیار نہین مین تو حکم پہنچا دیا تھا مین تم سے کسیکو نہ دیکھون قیامت کے دن اپنی گردن پر بھیڑی اٹھا لاتا ہے اور وہ میانمیاتی ہے مجھکو پکاریگا یا رسول اللہ اغثنی مین کہونگا تیرے جھگڑا سے کا مجھکو کچھ اختیار نہین مین تو تجھکو حکم پہنچا دیا تھا مین تم سے کسی کو نہ دیکھون قیامت کے دن اپنی گردن پر جی اٹھا لاتا ہے جی پکار رہا ہے مجھکو پکاریگا یا رسول اللہ اغثنی مین کہونگا میرا کچھ اختیار نہین مین تجھکو حکم پہنچا چکا تھا مین تم سے کسیکو نہ دیکھون قیامت کے دن اپنی گردن پر تسکات اُٹھا لاتا ہے وسے اڑرہے ہین مجھکو پکاریگا یا رسول اللہ اغثنی مین کہونگا میرا کچھ اختیار نہین مین تو تجھکو حکم پہنچا چکا تھا مین تم سے کسی کو نہ دیکھون اپنی گردن پر صامت یعنے سونا روپا اُٹھا لاتا ہے مجھکو پکاریگا یا رسول اللہ اغثنی مین کہونگا میرا کچھ اختیار نہین مین تو تجھکو حکم پہنچا چکا تھا یہہ ترجمہ مسلم کی روایت کا ہے بخاری نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غنیمت پر رکھے تھے اُس کا نام کرکرہ تھا مر گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وہ دوزخ مین ہے پھر اُسکا اسباب دیکھے تو ایک کمل غنیمت سے خیانت کیا نکلی امام مالک اور امام احمد اور ابو داود اور نسائی اور ابن ماجہ زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ ایک شخص اصحاب سے خیبر کے دن موا اُسپر نماز پڑھنے کے واسطے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایے تمہین نماز پڑلو یہہ سننے سے لوگون کے چہرے متغیر ہوے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وہ شخص غنیمت کے مال سے چوری کیا ہے پھر اُسکا اسباب کھول کے دیکھے تو یہود کے یہان کے مُہرے نکلے جنکی قیمت دو درہم کی ہوگی مسلم اور ترمذی عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ خیبر کے روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے چند شخص آتے آتے کہنے لگے فلانا شہید ہے فلانا شہید ہے آخر بھی ایک شخص پر گذرنے سو کہے فلانا شہید ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایے ایسا نہین مین نے دیکھا اسکو ایک چادر یا ایک کمل غنیمت مین کی خیانت کرنے سے دوزخ مین ہے

ف مرادیہ ہے کہ اسباب کی کوتاہی دیکھی بناءً ایک بات سے کہاتا ہو گیا تعجب یہہ اثر نہیں

یعنے اسکو جنت و دوزخ مین عذاب کرنے سے اور حشر مین فضیحت ہونے سے مراد ہے

بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ای عمر لوگون مین جاکے ندا کردو کہ بہشت مین نہ جائیگا مگر مومن بخاری
اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ ہم خیبر کو گئے سو اللہ تعالی نے خیبر کا فتح کروایا وہان ہمکو غنیمت سونا روپا نہین ملا فقط اسباب
اور کھانا کپڑا ملا وہان سے نکل کے وادی القری کو آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غلام
تھا اُسکو بنی جُذام مین بنی ضبیب کے قبیلہ کا ایک شخص جسکا نام رفاعہ بن یزید تھا ہدیہ دیا تھا جب ہم وادی
القری مین اُترے وہ غلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ پر کا کجاوا کھولتا تھا کہ ایک تیر آکے
اس غلام کو لگا اُسی مین اس غلام کی موت تھی سو مر گیا لوگ کہنے لگے یا رسول اللہ اسکو شہادت مبارک ہو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یون نہین قسم ہی اُسکی جسکے دستِ قدرت مین محمد کی جان ہی اُسنے
غنیمت تقسیم پانے کے قبل ایک دوپٹا خیانت کیا تھا سو آتش ہوکے اس پر بھبک رہا ہے لوگ گھبرائے
ایک شخص نعل کی ایک یا دو دوال لادیا اور بولا اُسکو خیبر کے دن مین نے لیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے یہہ دوال آتش کی ہے بخاری کی ایک روایت مین آیا ہے کہ اس غلام کا نام مِدْعَمْ تھا ترمذی
اور نسائی اور ابن حبان اپنی صحیح مین اور حاکم مستدرک مین ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو قیامت کے دن تین بات سے بُری رہکے آئیگا تو بہشت مین جائیگا۔
ایک تکبر دوسرا غلول تیسرا قرض یہہ ترجمہ ابن حبان کی روایت کا ہے حاکم نے کہا یہہ حدیث شیخین کی
شرط پر صحیح ہے **تنبیہ** غنیمت مین غلول کیا اور غنیمت ہنوز تقسیم نہین پائی تو جو اسباب دبا لیا ہی اسکو
پھیر دینا واجب ہے تقسیم کے بعد بھی امام کو ہی دینا واجب ہے کرکے امام شافعی کہتے ہین توری اور
اوزاعی اور لیث اور امام مالک کہتے ہین اسکا پنجم حصہ امام کو دینا باقی فقرا مین بانٹ دینا غنیمت مین
غلول کرنا گناہ کبیرہ ہے امام نووی اِس پر علما کا اجماع نقل کئے ہین مکحول اور اوزاعی کہتے ہین غلول کرنے
والے کے اسباب کو جلا دینا امام احمد سے بھی ایک روایت ایسی ہی آئی ہے جمہور علما کہتے ہین اُسکے
اسباب کو نہ جلانا پہلے قول والون کی دلیل عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہی جسکو امام احمد اور ابوداؤد
اور ترمذی صالح بن محمد بن زایدہ کی طریق سے روایت کئے ہین کہا مین زعم مین سلمۃ بن عبدالملک کے

ہمراہ تھا ایک شخص کے اسباب مین غنیمت کا مال جو دبا رکھا تھا سو نکلا تھا عبہ سالم بن عبد اللہ بن عمر سے پوچھا اُسکو کیا سزا دینا سالم کہے مین نے عبد اللہ بن عمر سے سُنا کہے عمر رضی اللہ عنہ کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے غلول کیا سو شخص کو پاؤگے تو اُسکے اسباب کو جلا دو لیکن اسکی سند مین صالح بن زایدہ لیثی مدنی ہے وہ ضعیف ہے ترمذی نے کہا یہہ حدیث غریب ہے مین نے بخاری سے پوچھا تو کہے صالح بن محمد منکر الحدیث ہے مین اوس سے روایت نہین کرتا انتہیٰ ابو داود نے اس حدیث کو دوسری طریق سے موقوف روایت کیا اور کہا یہہ اصح ہے اور اس حدیث کو ابو داؤد نے زہیر بن محمد کی طریق سے وہ عمرو بن شعیب سے وہ اپنی باپ سے وہ اُسکے دادا سے یعنی عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے غلول کیا سو شخص کے اسباب کو جلائے اور اسکو مارے ابو داود دوسرے طریق سے اس حدیث کو موقوف روایت کیا ہے وہی راجح ہے ابن القیم نے کتاب الہدی مین لکھا ہے بعضے کہتے ہین اسباب جلانیکا حکم منسوخ ہوا کیونکہ غلول کے مقدمہ مین اکثر احادیث جو آئے ہین اُنمین یہہ حکم نہین بعضے کہتے ہین یہہ تعزیر اور مالی عقوبات کے قسم سے ہی جسکو امام مناسب جانکے کرتا ہی بندہ عاصی کہتا جب تعزیر کے باب سے ہو تو جن کے یہان تعزیر مین مال لینا درست نہین اُنکے پاس جلانا بھی روا نہین طحاوی کہتا ہی اسباب جلانیکی حدیث اگر صحیح ہو تو ہم کہینگے شاید یہہ حکم اُسوقت تھا تعزیر مین مال لیا کرتے تھے جب یہہ حکم منسوخ ہوا تو اسباب جلانیکا حکم بھی منسوخ ہوا اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْ بَاءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ کیا ایک شخص جو تابع ہے اللہ کی مرضی کا برابر ہے اُسکے جو کما لایا اللہ کا غصہ یعنے جو شخص اللہ کو ڈرتا ہے اور اُسکی مرضی کا تابع ہوتا ہے برابر نہین اُسکے جو اللہ کی ناخوشی کا کام کرتا ہی سخط کی معنی بڑی شدت کا غصہ کہ جس سے سزا دیوے یہان اس سے مراد اللہ کی عقوبت نازل ہونا جسپر اللہ تعالی ناخوش ہو وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ اور اسکا ٹھکانا دوزخ ہے وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ اور کیا بُری جگہہ پہنچا اس آیت کی مراد مین اختلاف ہی کلبی اور ضحاک کہتے ہین اللہ کی مرضی کا تابع ہوا یعنے غنیمت مین غلول نہین کیا اللہ کا غصہ کما لایا یعنے غلول کیا زجاج نے کہا ہے احد مین کافر مسلمانون پر جب حملہ کئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانون کو اُنپر حملہ کرنے فرماے تھوڑے لوگ حکم بجا لاے اور تھوڑے نہ مانے جو حکم مانا وہ اللہ کی مرضی کا تابع ہوا اور جو حکم نہ مانا

وہ غصہ کما لایا بعضے کہتے ہین مرضی کے تابع ہوئے سو مہاجرین ہین اور غصہ کما لائے سو منافقین ہین بعضے کہتے ہین مرضی کا تابع ہوا جو ایمان لایا اور نیک عمل کیا اور غصہ کما لایا جو کافر ہوا اور گناہ کا مرتکب ہوا امام فخر الدین الرازی نے قاضی سے نقل کیا ہے کہ آیت مین ئے سب وجہین مراد لینا صحیح ہے لیکن لفظ سے مخصوص وہی ہے کرکے حصر کرنا صحیح نہین کیونکہ لفظ عام ہے سب کو شامل ہوتا ہے جو نیک کام کرے اتبع رضوان اللہ مین داخل ہے اور جو بد کام کرے بارلسخط من اللہ کے حکم مین شامل ہے آیت کسی مخصوص مقدمے مین نازل ہونے سے اُس کا عموم باطل نہین ہوتا هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ لوگ کئی درجے ہین اللہ کے یہان یعنے جو اللہ کی مرضی کا تابع ہوا اور جو غصہ کما لایا وے سب اللہ تعالی کے پاس برابر نہین عمل کے دیکھتے ہر ایک کا مرتبہ مختلف ہر جو اللہ کی مرضی کا تابع ہوگا تو اسکو ثواب عظیم ہے اور جو اسکی مرضی کا خلاف کریگا تو اُسکو عذاب الیم ہے وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ؁ اور اللہ دیکھتا ہے جو کرتے ہین یعنے اللہ تعالی سب کے اعمال کا اور مرتبونکا داناہے ہر ایک کو اُسکے عمل کے برابر جزا دیگا لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ ہر آئینہ تحقیق اللہ نے بڑا احسان کیا ایمان والون پر جو بھیجا اُن مین رسول اُنہین مین کا يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ پڑھتا ہے اُنپر آیتین اُسکی اللہ کی آیتون سے قرآن مراد ہے وَيُزَكِّيْهِمْ اور پاک کرتا ہی اُنکو یعنے اُنکو اُنکی بد طبیعتون اور بد اعتقاد اور بد اعمال سے پاک کرتا ہے وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ اور سکھاتا ہے اُنکو کتاب اور کام کی بات کتاب سے قرآن اور حکمت سے سنت مراد ہی وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ اور مقرر وے تو پہلے صریح گمراہ تھے یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے قبل وے بڑی گمراہی مین تھے معلوم کیجیے اللہ تعالی کا بندون کی طرف رسول کو بھیجنا اُسکا احسان ہے کیونکہ رسول اُنکو دین کی راہ بتاتا ہی اور اس مین شک وشبہہ آوے تو اسکو دور کرتا ہی اُسکے نور کی برکت سے اُنکی دلکی بینائی قوی ہوتی ہے اپنے خالق کو پہچانتے ہین اور اوسکی عبادت درست طور سے ادا کرتے ہین پھر رسول سے جسقدر نفع زیادہ ہو منت بھی زیادہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے مومنون کو نفع زیادہ ہوا سو منت بھی زیادہ ہوئی آپ سے نفع زیادہ ہوا کیونکہ آپکی بعثت مین دو امر پائے گئے ایک منفعت جو اصل بعثت سے ہو دوسری منفعت جو

آپ کے صفات سے حاصل ہوئی اللہ تعالی اس آیت مین پانچ صفت بیان کیا پہلی صفت کی طرف اشارہ کرکے
فرمایا من انفسہم یعنے انہین کی جنس کا عربی انہین مین پیدا ہوا اور انہین مین پلا انہون کو آپکے احوال سے خوب
وقفیت تہی اور آپکے تمام افعال اور اقوال پر مطلع تھے آپ پیدا ہوئے سو وقت سے وفات تک صدق اور
عفت سے رہے دنیا کی طرف التفات نہ کئے کذب خیانت سے محفوظ رہے بعد جب نبوت کا دعوی کئے
تو یقین ہوا کہ آپ اس دعوے مین سچے ہین دوسری صفت کی طرف اشارہ کرکے کہا یتلوا علیہم آیاتہ کیونکہ انکو معلوم
تھا کہ آپ کسی سے علم حاصل نہ کئے اور کسی اہل کتاب کی صحبت مین نہین رہے بعد چالیس سال کے دعوا نبوت
کا کئے آپ سے علم و حکمت کے باتین ایسے ظاہر ہوئین کہ کسی انبیا سے ظاہر نہین ہوئے اور گذشتہ لوگون کے
قصے اور انبیا کے احوال جو اہل کتاب کے یہان تھے سبکو بیان کئے جسکو عقل سلیم ہووہ یقیناً سمجھیگا کہ یہ
وحی آسمانی سے حاصل ہوا تیسری صفت کی طرف اشارہ کرکے کہا ویزکیہم کیونکہ جب نبوت کا دعوی
کئے لوگ چاہے مال متاع دیکے اس دعوی سے باز رکہنا آپ اسکو نہ مانے اور انکی ایذا کو سہے اور فقر
فاقہ پر صبر کئے اور اقسام کی مشقت و محنت کو اٹھائے پر اپنے دعوی سے باز نہ آئے جب آپکی اقتدار
بڑہ گئی اور جزیرہ عرب کے تمام لوگ آپکے تابع ہوئے اور جزیہ اور خراج حاصل ہونے لگا تو اپنے طریقہ سے سرمو
تجاوز نہ کئے اور اپنے تئین ذری راحت نہ دئے اور جب تک وے رستی پر نہ آئے انپر نرمی اور گرمی
کرنا نہ چھوڑے تو معلوم ہوا رسول سچے ہین ڈھونگی نہین چوتھی صفت کی طرف اشارہ کرکے کہا ویعلمہم
الکتاب والحکمۃ کیونکہ آپ خدا تعالے کے یہان سے جو کتاب لئے آئے اس مین توحید اور تنزیہ کی
تقریر ہے اور عدل اور نبوت اور معاد کو ثابت کرنا اور عباد تونکی شرح کرنا اور طاعتین بیان کرنا اور سبکو معلوم ہے انسان
کو کمال نہین ہوتا جب تک حقتعالی کو نہ جانے اور نیک عمل نہ کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کتاب لائے
اس مین اسی کا بیان ہے تو ہر عاقل سمجھتا ہے کہ آپ جو فرمائے سو حق ہے پانچوین صفت کی طرف اشارہ
کیا وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین کیونکہ آپکے آنیکے قبل عربون کا دین بہت ہی بد تھا بتون کی پرستش کرنا
لوٹنا چرانا لعد ناحق قتل کرنا اور ردی چیزین کھانا پھر حضرت کی بعثت سے بلند منصبونکو پہنچے علم اور
زہد اور عبادت مین اولین پر سبقت لے گئے اور دنیا کے زینتونکی طرف التفات نہ کئے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم انہین مین کے ہونے سے ان تمام اوصاف پر انکو خوب اطلاع ہوئی اور نبوت کے دلایل ان پاس خوب متحقق ہوئے تو ایمان لانا ان پر سہل ہوا منت کی اور بھی وجہ ہے کہ بنی اسرائیل مین بہت انبیا ہوئے اور توریت و زبور انجیل ان مین اتری اسکو وے شرف جانتے تھے عرب نہین وہ شرف نتھا جب اللہ تعالی نے نبی عربی کو کہ خاتم الانبیا ہے جامع کتاب دیکے ان مین مبعوث کیا تو ان کا شرف بڑھگیا ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے سب عربون کو شرف ہوا کیا واسطے کہ عرب کا کوئی قبیلہ نہین مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے کچھ رشتہ ددیال یا ننہال کی طرف سے لگتا ہے سوائے بنی تغلب کے کہ ان سے کچھ رشتہ نہین کیونکہ وے اصل مین عرب نہین نصرانی ہین اگر کوئی کہے اللہ تعالی فقط مومنون پر کیا واسطے منت دھرا حالانکہ بعثت حضرت کی عام ہے مومن اور کافر سب پر منت ہی تو اسکا جواب یہہ ہے کہ اس بعثت سے نفع حاصل نہین ہوتا مگر اسی کو جو ایمان لاوے اور اللہ سے ڈرے اس لئے مومنین کرکے کہا اگر کوئی کہے بعثت تو سب عرب و عجم کی طرف عام ہے جتنے مومن ہین سب پر منت ہوئی پھر من انفسہم کہنے کی کیا وجہ اسکے دو جواب ہو سکتے ہین ایک وہ جو بغوی نے بعضے مفسرون سے نقل کیا ہے کہ من انفسہم سے جمیع مومنین مراد ہین یعنے رسول انہین مین کا ہے ایمان اور شفقت کے نظر کرتے نسب قرابت کے دیکھنے نہین دوسرا جواب یہہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اول نفع جو حاصل ہوا عربون کو ہی حاصل ہوا پھر انکے سعی سے دوسری قومین ہدایت پائین تو اول مخاطبین وہی ہوئے اس لئے من انفسہم کہا **اَوَلَمَّا اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ** کیا جسوقت تمکو پہنچی ایک تکلیف **قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا** حالانکہ تم پہنچا چکے ہو اسکے دوبرابر **قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا** کہتے ہو یہہ کہان سے آئی یعنے احد کے جنگ مین تمپر جو مصیبت گذری اسکو کہتے ہو یہہ مصیبت ہمپر کیا واسطے گذری ہم تو مسلمان ہین اور ہمارے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے حالانکہ بدر کے روز اس مصیبت کے دوبرابر مصیبت مشرکون کو پہنچا چکے ہو کیونکہ احد مین مسلمانون کے ستر آدمی فقط شہید ہوئے اور بدر مین کافرون کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر آدمی اسیر ہوئے **قُلْ** تو کہدے اے محمد انکو جواب **هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ** یہہ مصیبت آئی تمکو اپنی طرف سے یعنے تمھارے کرتب کی شومی سے تمپر یہہ گذرا پہلے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کیواسطے مدینہ سے باہر نکلنے پر مجبور کیے آپکی مرضی وہین رہنے کی تھی دوسرا تیرانداز غنیمت کی لالچ سے مقام چھوڑکے نکلے

یہی مخالفت تمہارے قتل و ہزیمت کا سبب ہوئی ابن ابی شیبہ اور ترمذی اور نسائی اور ابن جریر
اور ابن مردویہ نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آکے کہے تمھارے قوم لوگون کو اسیر جو کی لینے بدر کے دن اُنکو اللہ تعالی نے مکروہ جانا اب اُنکو
اختیار دیا ہے کہ ان اسیرونکو قتل کرے یا اُن سے فدیہ لیکے چھوڑ دیوے اگر فدیہ لیکے چھوڑتے ہین تو اُتنے
ہی لوگ تمھارے قتل ہونگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگون کو بلاکے یہہ بات سُنائے صحابہ عرض کئے
یارسول اللہ وے ہمارے قرابتی اور بھائی ہین ہم اُن سے فدیہ لیتے ہین تا ہمکو اپنے دشمن سے جنگ کرنے کی
تقویت ہو اور ہمارے لوگ اسقدر شہید ہونا ہمکو بُرا نہین دِکھتا سو احد کے جنگ مین بدر کے اسیرون کے
شمار مین ستر آدمی شہید ہوے قُل ہو من عند انفسہم کی یہی معنی ہے یعنے یہہ مصیبت جو تمکو آئی تمھارے فدیہ اختیار
کرنے سے اور شہادت چاہنے سے آئی ترمذی نے اس حدیث کی تحسین کی ہے اور اس حدیث کو مختصر روایت
کیا ہے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ مقرر اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے چاہے تمکو فتح دیوے چاہے فتح
نہ دیوے کبھی مشرکون کو غالب کرے کبھی تمکو وَمَآ اَصَابَكُمْ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ جو کچھ تمکو
پہنچا جس دن بھڑین دو فوجین سو اللہ کے حکم سے یعنے احد کے روز تمھارے اور مشرکون کی فوجین جو بھڑین
اور تمھارے لوگ زخمی ہوئے اور مارے پڑے سو سب اللہ کے ارادہ سے اور اُسکی قضا و قدر سے ہوا اللہ
تعالی نے اس جملے کو مومنون کے تسلی کیواسطے فرمایا جب اُنکو معلوم ہوگا کہ یہہ اللہ تعالی کی قضا و قدر سے ہے
تو اللہ تعالی کے حکم پر راضی ہو جائینگے وَلِیَعْلَمَ الْمُؤْمِنِیْنَ اور اسواسطے کہ معلوم کرے ایمان والونکو
وَلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ نَافَقُوْا اور تا معلوم کرے جو منافق تھے یعنے اللہ تعالی تمپر یہہ مصیبت جو لایا اسواسطے
تھا مومن ثابت رہینگے اور منافق ٹل جائینگے تو مومن کون ہے اور منافق کون سو معلوم ہوگا اللہ تعالی
کا علم ازل مین ثابت ہے لیکن یہان علم سے معلوم کا ارادہ کیا یا لوگون کو علم حاصل ہونیکا ارادہ کیا نافقوا
ماضی کا صیغہ ہے باب مفاعلہ سے نفاق سے مشتق ہے نفاق کی معنی ظاہر مین ایمان لانا و لیکن اُسکا خلاف
رکھنا منافق اس شخص کو کہتے ہین جو ایمان ظاہر کرے اور دل مین اسکا خلاف رکھے یہہ لفظ اہل اسلام کی
اصطلاح ہے جاہلیت مین عرب اسکو اس معنے مین استعمال نہین کرتے تھے یہہ لفظ اصل مین نفق سے مشتق ہے

نفق سوراخ کو کہتے ہین اُسی سے نافقا بھی مشتق ہے جنگلی چوہا اپنی بل کے دو سوراخ بناتا ہو ایک کو قاصعا کہتے ہین دوسری کو نافقا کہتے ہین قاصعا کی طرف سے اُسکو پکڑنا چاہے تو نافقا سے بھاگ جاتا ہے منافق بھی اپنے لئے دو راہ بنا رکھتا ہے زبان سے اسلام نمود کرتا ہو دلمین کفر رکھتا ہو ایک طرف مین گرفت کرے تو دوسری طرف بھاگتا ہے وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوِ ادْفَعُوا اور کہا اُنکو کہ آؤ لڑو اللہ کی راہ مین یا دفع کرو دشمن یعنے تمھارے دل مین ایمان کی محبت ہو تو ایمان واسطے لڑو اگر ایمان کی محبت نہو تو دشمن کو اپنے اور اپنے اہل ومال سے دفع کرنیکی خاطر لڑو کیونکہ تم بھاگوگے تو دشمن تمھاری پیٹ چڑھیگا یا معنی یون ہین اللہ کی راہ مین نہین لڑتے ہو تو دشمن کو ہم سے دفع کرو کیونکہ لوگون کی کثرت سے دشمن پر ہیبت ہوتی ہے یہہ جو آؤ کرکے کہا سو ابو جابر عبد اللہ بن عمرو بن حرام انصاری رضی اللہ عنہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد کی طرف نکلے تو آپکے ساتھ ایکہزار آدمی تھے جب شوط کو پہنچے عبد اللہ بن ابی بن سلول جو منافقون کا سرخیل تھا اپنے ساتھ کے تین سو آدمی کو لیکے پھر گیا ابو جابر عبد اللہ بن عمرو بن حرام نے انکا پیچھا کرکر کہنے لگے ای لوگو اللہ سے ڈرو اور غنیم سر پر پہنچا سو وقت اپنے نبی کو چھوڑکے مت جاؤ اُسم کہتا ہے آؤ کرکے کہے سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین لوگونکو جنگ کرنے آؤ کرکے بلاتے تھے قَالُوا بولے یعنے منافق لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَاتَّبَعْنَاكُمْ اگر ہمکو معلوم ہو لڑائی تو تمھارا ساتھ کرین اس جملے کے دو معنے ہوتے ہین ایک یہہ کہ آج کا دن جنگ ہونہار ہے سو ہمکو معلوم ہو تو ہم جنگ کرینگے ہماری دانست مین جنگ نہو گا دوسری معنی یہہ ہے ہمکو جنگ کرنیکی ڈھب معلوم ہوتی تو ہم جنگ کرتے تم بے ڈھب نکلکے اپنے کو ہلاکی مین ڈالتے ہو ان دونو معنی سے اُنکو مراد کچھ ہی ہو اس سے اُنکی شرارت اور بدذاتی معلوم ہوتی ہے کیونکہ دنیا کے کاروبار مین ظن علم کے قایم مقام ہوتا ہے جنگ کے آثار اُس روز ظاہر تھے دشمن اپنے شہر کے پاس ڈیرا دیا تھا جہاد کرنا مومنون پر فرض ہو چکا تھا جنگ نہو گا کرکے خیال کرنا حماقت ہے اور اللہ کے حکم پر نکلے سو لوگونکو ہلاک ہونے نکلے ہین سمجھنا نادانی ہے تو معلوم ہوا وے یہہ جو کہے سو دل سے مومن نتھے اُسی پر اللہ تعالی نے انکا حال بیان کیا اور فرمایا هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ وے لوگ اُس دن کفر کی طرف نزدیک مین

ایمان سے یعنے وے منافق جس دن کہے اگر ہمکو معلوم ہو لڑائی تو تمہارا ساتھ کرین اُس سے اُنکی نزدیکی
کفر کی طرف معلوم ہوئی کیونکہ وے ایمان سے دور پڑے اور دین سے پھر گئے اُس دن کرکے فرمایا کیونکہ اُس
دن کے آگے انکا نفاق مخفی تھا دشمنی انکی ظاہر نہین ہوئی تھی کلمہ پڑھتے تھے کفر پوشیدہ رکھتے تھے یَقُولُونَ
بِأَفْوَاهِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ کہتے ہین اپنے منہہ سے جو نہین اُنکے دلون مین یعنے منافق زبان سے
کہتے ہین ہم مومن ہین لیکن انکے دلمین ایمان نہین بلکہ دلمین کفر بھرا ہوا ہے مومن کی چال یون نہین
رہتی اُسکی زبان اور دل ایک ہی بات پر یعنے توحید پر رہتا ہے وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ اور
اللہ خوب جانتا ہے جو چھپاتے ہین یعنے اُنکا نفاق اللہ کو خوب معلوم ہے آخر اسکی جزا دیگا الَّذِينَ قَالُوا
لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا وے جو کہتے ہین اپنے بھائیون کو اور آپ بیٹھ رہتے ہین
اگر وے ہماری بات مانتے تو نہ مارے جاتے یہہ آیت عبد اللہ بن ابی ابن سلول وغیرہ منافقون کی شان مین
نازل ہوئی ہے یہہ بات وہی ابن سلول کہا بھائیون سے یا وے لوگ مراد ہین جو جنگ مین شہید ہوئے انکو
بھائیان کہے نسب اور قرابت کی رو سے دین کی نظر کرتے نہین اس تقدیر پر آیت کی معنی یون ہوگی وے
اپنے بھائیون کے حق مین جو احد مین مارے پڑے کہے اگر وے ہماری بات مانتے تو نہ مارے جاتے یا بھائیون سے
منافق مراد ہین یعنے وے منافق اپنے بھائیون کو کہے یہہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے
جو مارے گئے اگر ہماری بات مانتے تو نہ مارے جاتے اِس آیت مین قعدوا کا جملہ ترکیب مین قالوا کی ضمیر کا حال
پڑا ہے قد کی تقدیر سے جنگ سے باز رہنی اور پھر جانیکو بیٹھنا کہا جنگ کے واسطے نہ نکلے گھرون مین بیٹھنا مراد
نہین کیونکہ عبد اللہ بن ابی وغیرہ نکلنے مین شریک تھے پر اثنا ر راہ سے نکل گئے اب اللہ تعالی منافقون کی رد مین فرمایا
ہے قُلْ تو کہہ اے محمد فَادْرَءُوا عَنْ أَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ اب ہٹا دیجیو اپنے
اوپر سے موت اگر تم سچے ہو یعنے مقدر مین اللہ تعالی جو لکھ چکا ہے وہ ٹلتا نہین موت کا وقت پہنچا تو گھر مین ہی
رہکے مر جاؤگے اگر جنگ مین بیٹھنے کے سبب سے تم بچے ہو تو دوسرے سببون سے موت جو ہوتی ہے اوس سے اپنے تئین
بچاؤ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا اور نہ سمجھ جو لوگ مارے گئے اللہ کی راہ مین
مردے یہہ خطاب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اُسکو جو خطاب کا اہل ہے اللہ کی راہ مین مارے جانا

یعنی دین کی تائید واسطے جان دینا یہہ آیت احد کے شہدا کے حق مین نازل ہوئی ابو داؤد اور حاکم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو فرماے کہ تمھارے بھائیان احد مین جو مارے گئے اُنکے ارواح کو اللہ تعالیٰ نے سبز پرندون کے شکم مین رکھا ہے بہشت کے نہرون پر جاتے ہین اور بہشت کے پھل کھاتے ہین اور سونے کے قنادیل مین جو عرش کے نیچے لٹکے ہین شب باشی کرتے ہین پھر وے لوگ جب اچھا کھانا اور بہتر پانی اور خوب مکان دیکھے سو کہنے لگے کون شخص ہمارے بھائیون کو خبر کریگا کہ ہم زندہ ہین تا وے جنت کو حاصل کرنے سے باز نہ رہے اور جنگ کرنے سے ہمت نہ ہارے تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا مین اُنکو خبر کرتا ہون پھر یہہ آیتین نازل کیا ولا تحسبن الذین قتلوا آخر تک سعید بن منصور نے ابو الضحی سے مرسل روایت کیا ہے کہ احد کے جنگ مین مسلمانون کے ستر آدمی شہید ہوے مہاجرین کے چار شخص حمزہ بن عبد المطلب اور مصعب بن عمیر اور شماس بن عثمان اور عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہم باقی انصار کے لوگ تھے ابن اسحٰق نے بھی ایسا ہی کہا ہے ابن حبان اپنی صحیح مین اور حاکم مستدرک مین ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ احد کے دن انصار کے چونسٹھ شخص اور مہاجرین کے چھے شخص قتل ہوئے پہلی روایت مین مذکور ہوے سو چار شخص یا پانچواں سعد مولی حاطب بن ابی بلتعہ کا چھٹوان ثقیف بن عمرو اسلمی بنی عبد شمس کا حلیف محب الدین طبری نے شافعی سے نقل کیا ہے کہ احد کے شہدا بہتر شخص تھے اور مالک سے روایت کیا ہے کہ وے پچہتر شخص تھے اُنمین انصار اکہتر اور مہاجر چار تھے ابو الفتح یعمری نے شہداء احد کے نام ذکر کیا سو چھیانوے شخص کو ذکر کیا ہے مہاجرین کے گیارہ باقی انصار محمد بن اسحٰق جنکو ذکر کیا ہے اُن تمام کو ذکر کیا باقی جو زیادہ کیا ہے وے موسی بن عقبہ کی یا محمد بن سعد کی یا ہشام بن الکلبی کی روایت سے ہے اُسکے بعد بھی چار یا پانچ شخص کو ابن عبد البر اور دمیاطی سے نقل کیا ہے تو سب سو سے زاید ہوے بعضے کہتے ہین یہہ آیت بدر کے شہدا کے حق مین نازل ہوئی حافظ جلال الدین سیوطی اور قاضی زکریا انصاری کہتے ہین یہہ قول غلط ہے کیونکہ بدر کے شہدا کے حق مین سورۂ بقرہ کی آیت نازل ہوئی ہے بعضے کہتے ہین کہ یہہ آیت بیر معونہ کے شہدا کے حق مین نازل ہوئی ہے یہہ بات بھی ضعیف ہے کیونکہ انکے حق مین آیت جو نازل ہوئی تھی اسکی تلاوت منسوخ ہوئی بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ بلکہ زندہ ہے اپنے رب کے یہان یعنے حضرت

قدس الٰہی مین انکو عزت اور مرتبہ ہے یہہ تاویل ہینے اس لئے کی کہ قربت مکانی اللہ تعالی پر محال ہے
یُرْزَقُوْنَ روزی پاتے ہین فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ خوشی کرتے ہین اس پر جو دیا انکو
اللہ نے انکو شہادت کا شرف دیا اور حیات ابدی انکو مرحمت کیا درگاہ الٰہی مین مقرب ہین بہشت کی
نعمتین کہاتے ہین وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِہِمْ مِنْ خَلْفِہِمْ اور خوش وقت ہوتے ہین انکی
طرف سے جو ابھی نہین پہنچے انہین پیچھے سے یعنے مومن بھائیون کو دنیا مین جو چھوڑ کر آئے تھے وے بھی
شہید ہوکے اپنے سے ملینگی خوشی کرتے ہین اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۱۵ سو واسطے کہ نہ ڈر ہے
انپر اور نہ انکو غم یَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَفَضْلٍ خوشوقت ہوتے ہین اللہ کی نعمت اور
فضل سے وَاَنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اور اس سے کہ اللہ ضایع نہین کرتا مزدوری ایمان
والون کی اللہ تعالی پہلی ایت مین انکی خوش وقتی مومن کے لئے تھی سو بیان کیا اس آیت مین وہ جو اپنے
لئے خوشی کرتے ہین کہا اللہ تعالی اس آیت مین شہدا کی حیات کی خبر دیا سو یہہ چار وجہ پر ہوتی ہے یا مجازی
یا حیات حقیقی حیات حقیقی مراد ہو تو پھر کیا وہ حیات آخرت مین ہے یا فی الحال زندہ ہین فی الحال زندہ
ہین تو وہ حیات روح کو ہے یا روح اور جسد دونوکو پہلی وجہ حیات مجازی ہے یعنے انکا نام زندہ
ہے یہہ وجہ بعضی معتزلہ کہتے ہین لیکن حقیقت پر حمل جایز ہوتے پر مجاز کو اختیار کرنا خلاف قانون ہے
دوسری وجہ یہہ حیات انکو آخرت مین ہوگی اس قول کو کعبی وغیرہ ایک جماعت معتزلہ کی اختیار
کی ہے یہہ قول بھی ہمارے پاس باطل ہے کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے بل ہم احیاء یہہ لفظ دلالت کرتا ہے
کہ وے آیت کے نزول کے وقت زندہ ہین اسکو آخرت پر حمل کرنا ظاہر آیت کا خلاف ہے اور آخرت
مین مومن تمام زندہ رہینگی شہدا کو مردے مت سمجھ کرکے بولنے کا کچھ فایدہ نہین تیسری وجہ وے فی الحال
زندہ ہین لیکن حیات فقط روح کو ہے دلیل انکی حدیث مسلم کی ہے جو مسروق سے روایت کیا ہے
کہا ہم عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی معنی سے سوال کئے ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ
امواتا الایہ عبد اللہ کہے ہم اس سے سوال کئے ہین یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو آپ
فرمائے ارواح شہدا اسکے سبز پرندون کے شکم مین ہے انپرندون کے لئے عرش کے نیچے قنادیل آویزان

حزب ورد ۴۲

ہین اور وے جنت مین جہان چاہے وہان جاکے چرتے ہین پھر آکے اُس قنادیل مین رہتے ہین پھر اللہ تعالے
اُنپر منود ہوا اور پوچھا پھر کچھ چاہتے ہو وے عرض کئے ہم کیا چاہین اور ہم تو بہشت مین جہان چاہے وہان
جاکے چرتے ہین اللہ تعالے نے کئی بار ان سے ایسا ہی سوال کیا جب دیکھے کہ پوچھنا چھوڑتا نہین تب عرض کئے ای
پروردگار ہم یہی چاہتے ہین کہ تو ہمارے ارواح کو ہمارے جسد مین پھر ڈال تا ہم تیری راہ مین دوسرے بار مارے جاوین
اللہ تعالی نے دیکھا کہ انکو کسی چیز کی حاجت نہین انکو پوچھنا ترک کیا اِس حدیث مین عبداللہ جو مذکور ہوے
بعضے کہتے ہین کہ وہ عبد اللہ بن عمر ہین لیکن ابو مسعود دمشقی اور حمید کہتے ہین کہ وہ عبداللہ بن مسعود ہے یہی قول
صحیح ہے امام نووی بھی اوسیکو اعتبار کئے ہین اہل سنت کے بعضے علما کہتے ہین کہ اس حدیث سے شہدا کے ارواح
زندہ رہنا ثابت ہوا اور وے جو کہے ہمارے ارواح کو ہمارے اجساد مین پھر ڈال اس سے جسد مردہ رہنا معلوم
ہوا اس قول مین بھی اشکال ہے کیونکہ اہل سنت پاس روح باقی رہتی ہے فنا نہین ہوتی اگرچہ جسد فنا ہو جاوے
ارواح شہدا کے زندہ ہین کہنا کچھ انکی خصوصیت پر دلالت نہین کیا جو تھی وجہ وے فی الحال زندہ
ہین روح اور جسد دونون کو حیات حاصل ہے اسی قول کو اکثر محققین اختیار کئے ہین آیت کا سیاق بھی
اسی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے وے زندہ ہین روزی پاتے ہین اور آسایش مین
ہین جب انکے اجسام زندہ نہ رہین تو آسایش انکی پوری نہ رہی انکے اجسام کی حیات پر یہہ بھی دلیل ہے
کہ زمین انکو نہین کھاتی لیکن یہہ حیات دنیاوی حیات کے مانند کہ جس سے جسد محتاج غذا وغیرہ کا
تھا سو نہین بلکہ یہہ حیات دُنیوی حیات سے فایق ہے مسلم کی روایت مین جو آیا ہمارے ارواح کو ہمارے
جسد مین پھر ڈال اُس سے حیات دنیاوی مراد ہے اس سے جسد مردہ رہنے کی دلیل ہو نہین سکتی

ع ۹

اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَہُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْہُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ

عَظِیْمٌ جن لوگون نے حکم مانا اللہ کا اور رسول کا بعد اسکے کہ لگے تھے انکو زخم جو انہین نیک ہین اور پرہیزگار
انکو ثواب بڑا ہے بخاری نے عروہ سے روایت کیا ہے کہ بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا اس آیت کے بیان مین
اسکو کہے تیرا باپ اور نانا انہین لوگون مین ہین احد کے جنگ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو پہنچا
تھا سو پہنچا اور مشرک لوگ چلے گئے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اندیشہ ہوا کہ مشرک لوگ بھی الٹ آوین

لوگون کو حکم کئے کہ اُنکا پیچھا کرو ستر شخص مستعد ہوکے نکلے ابوبکر اور زبیر بھی اُنمین تھے اُنکا بیان اہل مغازی یون
کہتے ہین کہ ابوسفیان اور اُسکے ساتھ والے احد سے کوچ کرکے روحا کو پہنچے سو آپس مین ملامت کرنے لگے اور
پھرنے سے نادم ہوئے اور کہنے لگے تم نہ محمد کو مارے نہ اُنکے جوان عورتون کو پکڑے اُنکے لڑکون کو مارے
اونمین بھگوڑون کے سوا کے کوئی باقی نہین رہا پھر اُنکو چھوڑکے چلا آنا بہت بیجا ہوا اب جاکے اُنکو مستاصل کرنا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے ارادے پر مطلع ہوکے چاہے کہ اُنپر رعب ہو اور وے معلوم کرین
کہ مسلمانون کو قوت اور شوکت باقی ہے پھر احد کے جنگ کے دوسرے روز یکشنبہ شوال کی سولھوین کو
لوگون مین منادی کروائے کہ ابوسفیان اور اوسکے ساتھ والون کا پیچھا کرنے نکلو اور یہہ تاکید کئے کہ کل کے
روز جو ہمارے ساتھ شریک تھا وہی آنا غیر نہ آنا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان
اور علی اور طلحہ اور زبیر اور سعد اور عبدالرحمن بن عوف اور عبداللہ بن مسعود اور حذیفہ بن الیمان اور ابو
عبیدہ بن الجراح وغیرہ ستر شخص کو لیکے نکلے جابر بن عبداللہ آکے عرض کئے یا رسول اللہ میرے والد
عبداللہ بن حرام مجھکو گھر مین رکھ کے کہے تھے کہ مجھکو سات لڑکیان ہین گھر مین مرد کی ذات کوئی نہین
ہین اور تو دونون کا جنگ کو جانا مناسب نہین اور مین جنگ کو نہ جانا ہرگز مجھکو گوارا نہین تو گھر ہی مین رہجا
اسلئے مین جنگ کو نہ آیا اب مجھکو اجازت دیجئے حضرت اُنکو اجازت دئے القصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مدینہ سے آٹھ میل پر حمراء الاسد کو پہنچے وہان معبد خزاعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا یہہ ہنوز
ایمان نہین لایا تھا لیکن خزاعہ کے قبیلہ والے تمام مومن اور کافر سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
دوستی اور موافقت رکھتے تھے اور قریش وغیرہ کی کیفیات پر حضرت کو مطلع کرتے تھے پھر معبد نے عرض کیا
یا رسول اللہ آپکے ہمراہ لوگ جو مارے گئے ہمکو نہایت شاق ہوا پھر معبد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
نزدیک سے نکلکر روحا مین ابوسفیان سے ملا وہان دیکھا قریش پلٹ کے آنے پر مستعد ہین اور کہتے ہین ہم
محمد کے ساتھ کے اکثر لڑیّون کو مار چکے ہین پھر اب جاکے باقی لوگونکو مار کر فراغت پائینگے ابوسفیان نے
معبد کو دیکھ کے پوچھا کیا خبر ہے معبد بولا محمد اپنے اصحاب کو لیکے تمہارے تعاقب کے واسطے آتا ہے بہت سا
لشکر ساتھ ہے کل کے روز جو لوگ حاضر نہین ہوئے تھے وے بھی تمام پشیمان ہوکے ساتھ ہین اُنکو تم پر اتنا غصہ ہے

ملتے ہی تمکو کھا جاوے ابوسفیان بولا تیرا بُرا ہو کیا کہتا ہے معبد بولا واللہ تو اس مقام سے ہنین نکلنے تک اُنکے سوار نمود ہوتے ہین ابوسفیان بولا ہم تو انکو بیخ و بنیاد سے اُکھیڑنے جاتے ہین معبد بولا ہرگز یہہ ارادہ مت کر اُنکی جمعیت بہت بھاری ہے تم اُنکا مقابلہ ہرگز نہ کرسکوگے یہہ کیفیت سُننے سے ابوسفیان وغیرہ کو رعب ہوا اور اپنے ارادے سے باز آئے اور عبدالقیس کے قبیلے کے چند سوار جاتے تھے سو اُن سے ابوسفیان نے پوچھا تم کہان جاتے ہو کہے مدینہ کو بولا محمد کو میرا ایک پیام پہنچا دو مین عکاظ مین تمھارے اِن اونٹون پر کشمش بار کروا دونگا کہے خوب بولا مدینے کو جاوینگے تو ایسا کہہ دو کہ ہم تمکو مستاصل کرنے کے خاطر آتے ہین یہہ کہکے ابوسفیان مکہ کو روانہ ہوا اور عبدالقیس کے سواران حمراء الاسد مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملکے ابوسفیان کا پیغام دئیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سُنکے کہے حسبنا اللہ ونعم الوکیل پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہان تین روز رہکے مدینہ کو سدھارے بعضے مفسرین کہتے ہین یہہ آیت بدر الموعد کے قصہ مین اتری اسکو بدر الصغری بھی کہتے ہین اُسکا قصہ یہہ ہے ابوسفیان نے احد سے جاتے وقت پُکار کے کہدیا کہ تمھاری مرضی ہو تو سال آئندہ ہمارا تمھارا مقابلہ بدر مین ہوگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے انشاء اللہ بہتر ہے جب برس ہوا ابوسفیان قریش کو لیکے مر الظہران کے نواحی مین مجنہ پاس اترا اللہ تعالی نے ابوسفیان کے دلمین رعب ڈالا ابوسفیان نے پلٹنا چاہا وہان اُسکو نعیم بن مسعود الاشجعی جو عمرہ ادا کرنیکے خاطر آیا تھا ملا ابوسفیان نعیم کو بولا ای نعیم مین نے محمد سے وعدہ کیا تھا کہ اس سال بدر مین مقابلہ کرنا اس سال قحط پڑا ہے ہمکو جانا مناسب ہنین برسات ہوکے ملک سرسبز ہوگا تو اونٹون کو چراتے اور انکا دودہ پیتے جائینگے لیکن محمد آوے اور ہم نہ آوین تو اُنکی لاف زیادہ ہوگی اگر انہین کی طرف سے خلاف عہد ہو تو ہماری بڑی خوشی ہے تو مدینے کو جاکر وے نہ نکلنے سی تدبیر کر اور کہہ دے کہ ہم بڑی جمعیت سے آتے ہین اور تمکو اُن سے مقابلہ کرنے کی طاقت ہنین یہہ کام تو کیا تو مین تجھکو دس اونٹ دیتا ہون غرض نعیم نے اونٹ دینے کی ضمانت سہیل بن عمرو سے لیکے مدینہ کو گیا دیکھا لوگ جنگ کو نکلنے کی تیاری کرتے ہین پوچھا کہان جاتے ہو کہے ابوسفیان کا وعدہ تھا اُسکو وفا کرنے جاتے ہین نعیم بولا جب تم اپنی بستی مین تھے اُن سے مقابلہ نہ کرسکے اب کیا وہان جاتے ہو وے تو بڑی جمعیت سے آتے ہین مقابلہ جب ہوگا تو تمھارا کوئی شخص بچ کے نہ آئیگا بعضے لوگ یہہ سُنکے ہٹگئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے کوئی نہ آوے تو بھی مین تنہا جاونگا جو پاک مومن تھے جنگ کو نکلنے تیار ہوئے اور کہے حسبنا اللہ

ونعم الوکیل پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو لیکے نکلے اور بدر کو پہنچ گئے لوگون سے ابوسفیان کی خبر دریافت
کئے وے ڈرانیکے خاطر کہے ابوسفیان بڑی فوج لیکے آتا ہے مسلمان کہتے حسبنا اللہ ونعم الوکیل پھر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بدر مین آٹھ روز انتظار کئے مشرکون سے کوئی جنگ کو نہ آیا ابوسفیان مجنہ سے الٹکے مکہ کو چلا گیا
جاہلیت مین معمول تھا برس کو ایک بار بدر مین ہاٹ جمتا آٹھ روز تجارت کرتے سو مسلمانان وہان آٹھ روز ج
رہے تجارت کرکے نفع پیدا کئے ایک کو دونا نفع ملا مدینہ کو سلامتی سے آکر پہنچے الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ جنکو
کہا لوگون نے بعضے مفسرین کہتے ہین یہہ آیت پہلی آیت کے ساتھ متعلق ہے اور الذین سے وہی لوگ ہین جو
اللہ کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانکے حمراء الاسد کے غزوے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ہمراہ ہوئے انکے قول پر ناس سے مراد عبد القیس کی وفد ہے ابن عباس اور محمد بن اسحق کا یہی قول ہے بعضے
کہتے ہین یہہ آیت بدر الموعد کے غزوے کو جو لوگ نکلے انکی شان مین نازل ہوئی اس قول پر ناس سے نعیم بن مسعود اشجعی مراد ہے
تو لفظ ناس کا عام ہوا لیکن اس سے خاص کا ارادہ کئے ناس کا اطلاق شخص واحد پر کرنا درست ہوا کیونکہ ایک
شخص کچھ کام کرے یا کچھ بولے اور دوسرے اس پر راضی ہووے تو اس فعل اور قول کی نسبت جماعت کی طرف کرنا
نیک ہوتا ہے جیسا اللہ تعالی نے اس آیت مین فرمایا واذ قتلتم نفسا یعنے اور جبکہ قتل کئے تم ایک شخص کو قاتل
ایک ہی شخص تھا لیکن دوسرے اس کے کام سے راضی ہونے سے قتل کی نسبت ان تمام کی طرف کیا بعضے کہتے ہین ناس سے
منافقین مراد ہین منافق دیکھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان کے وعدے پر جنگ کی تیاری کر رہے ہین تو اپنے
دوست وقرابتی کو جانے سے منع کرنے لگے اور کہے وے تمہارے شہر کو آئے تو تم انسے مقابلہ کر نہ سکے اور بہت سے
لوگ تمہارے گھایل ہوے اب تم وہان جاوگے تو کوئی تم سے بچ کر نہ آئیگا إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ مقرر
لوگ تمہارے واسطے اکٹھے ہوئے ہین اس ناس سے مراد ابوسفیان اور اسکے ساتھ کے مشرک ہین یعنے مشرکون
نے تمہارے مقابلہ کیواسطے بہت لوگونکو جمع کیا ہے فَاخْشَوْهُمْ سو تم انسے ڈرو یعنے ان سے جنگ کرنے
مت جاو تمکو انکے مقابلہ کی طاقت نہین فَزَادَهُمْ إِيمَانًا پھر انکو زیادہ ہوا ایمان یعنے اس بات سے مومنون
کی تصدیق اور یقین زیادہ ہوا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ○ اور بولے یعنے مومنون نے بس ہے
ہمکو اللہ اور کیا خوب کارساز ہے بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہے ابراہیم

ہاٹ یعنی ہفتہ واری بازار یعنی
بازار لگنا سوق ۱۲ [illegible]

علیہ الصلوۃ والسلام آتش میں ڈالے جاتے وقت حسبنا اللہ ونعم الوکیل کہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کہے ان الناس قد جمعوا لکم تو آپ فرماے حسبنا اللہ ونعم الوکیل وکیل وہ جسکی طرف اپنے تمام کام مفوض کر دیتے ہیں بعضے کہتے ہیں وکیل کی معنی کافی یعنے بس ہونے والا بعضے کہتے ہیں وکیل کی معنی کفیل ہے کفیل اسکو کہتے ہیں جو کسی کے کاروبار کو اپنے ذمہ پر لیتا ہی اللہ تعالی کو وکیل کہے تو اُن کے ارزاق اور مصالح کا کارساز اور اُنکے تمام امور کا مدبر مراد ہی فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ پھر چلے آئے اللہ کے احسان سے یعنے دشمن سے نہ ملکے خیر و عافیت سے پھر کر آئے وَفَضْلٍ اور فضل سے یعنے تجارت کا فایدہ جو بدر کے ہاٹ میں ملا بعضے کہتے ہیں نعمت سے دنیا کے منافع اور فضل سے آخرت کا ثواب لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ کچھ نہ پہنچی اُنہیں بُرائی یعنے اُنکو قتل کی اور زخموں کی کچھ ایذا اور محنت ہوئی وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ اور چلے اللہ کی رضا پر یعنے خدا کی خشنودی کیلئے بعضے کہتے ہیں صحابہ کہنے لگے کیا اُسمیں ہمکو جہاد کا ثواب ملیگا تو اللہ تعالی نے اُنکو جہاد کا ثواب دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہوئے کرکے اُن سے خوش ہوا وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ اور اللہ کا بڑا فضل ہے کہ اُنکو نکلنے کی توفیق دیا اور اُنکے دلوں کو مضبوط کیا اور ایمان زیادہ کیا اور دین کے کاموں پر اُنکو صلابت دیا اور دشمن کے دلمیں اُنکا رعب ڈالا اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ یہہ نہیں ہے مگر شیطان کہ ڈراتا ہے اپنے دوستوں کو ذلکم مبتدا ہے شیطان اُسکی خبر ہے اور یخوف اولیاءہ کا جملہ مستانفہ ہے شیطنت کے بیان کے لئے یا شیطان ذلکم کی صفت ہے اور یخوف اولیاءہ کا جملہ خبر ہی ذلکم کا اشارہ اسی ڈرانے والے اور مومنوں کی ہمت ہٹانے والوں کی طرف ہی شیطان سے مراد یا سوار ہیں جو آکے مسلمانوں کو خبر دئے یا نعیم بن مسعود ہے اُنکی سرکشی اور کفر پر تمردی کے دیکھتے اُنکو شیطان بولا یا ابلیس مراد ہے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے یخوف اولیاءہ کے جملے میں تین وجہ ہیں پہلی وجہ یخوف کا مفعول ثانی اور حرف جر محذوف ہی تقدیر یوں ہے یخوفکم باولیاءہ اس تقدیر پر معنی یوں ہوگی ای مومنو شیطان تمکو ڈراتا ہے اپنے دوستوں سے دوسری وجہ یخوف کا مفعول اول محذوف ہی تقدیر یوں ہے یخوفکم اولیاءہ یعنے شیطان ڈرہاتا ہے تمکو اپنے دوستوں کا اُن دونوں وجہ پر اولیاءہ سے ابو سفیان اور اسکے ساتھ والے مشرک مراد ہیں تیسری وجہ اولیاءہ مفعول اول یخاف کا ہے اور مفعول ثانی محذوف یا متروک ہی معنی یوں ہی شیطان ڈراتا ہے اپنے دوستوں کو سستی کرنیکو کے جنگ سے اسوجہ پر اولیاءہ سے مراد منافق ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نہیں نکلے اور تخویف سے مراد جبن

رعب مراد ہے جو شیطان نے منافقوں کے دلمین ڈالا فَلَا تَخَافُوْهُمْ سو انسے تم مت ڈرو ہُم کی ضمیر کا مرجع یا اولیاء ہے یعنے شیطان کے دوستون سے مت ڈرو ضمیر کا یہہ مرجع اُس صورت مین ہوگا یخوف اولیاء مین اور کی دو وجہین اختیار کرین اگر وہان تیسری وجہ لیوین تو اسوقت اس ضمیر کا مرجع ناس ثانی ہے جو ان الناس قد جمعوا لکم مین مذکور ہوا یعنے لوگ جو تمہارے واسطے اکٹھا ہوے ہین اُنسے مت ڈرو جنگ سے جھجھن مت لیو وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۝ اور مجھ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو کیونکہ ایمان کا مقتضا یہہ ہے اللہ ہی کو ڈرنا دوسرون سے نہ ڈرنا وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ اور تجھ کو غم نہ آوے اُن لوگون سے جو جلدی کرتے ہین کفر مین لوگ سے کفار قریش مراد ہین بعضے کہتے ہین منافق اور یہود کے روسا ہین بعضے کہتے ہین وے چند لوگ ہین اسلام لائے بعد مرتد ہوئے آیت کا مضمون یون ہے اے محمد جو لوگ کفر کے کامون پر جلدی کرتے ہین اور تیرے سے جنگ کرنے فوجین لے آتے ہین انکا غم نہ کر یا کفر مین جلدی کرنے سے مراد کافرونکی مدد کرنا یعنے جو لوگ کافرون کی نصرت و مدد کرتے ہین انکا غم نہ کر اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا بیشک وے نہ بگاڑینگے اللہ کا کچھ یعنے وے بدبختون کفر مین جلدی کرنے سے اپنا ہی برا کر لیتے ہین اللہ کا اور اُسکے دوستون کا کچھ بگاڑ نہین کرتے يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ اللہ چاہتا ہے کہ انکو فایدہ نہ دے آخرت مین یعنے آخرت کے ثواب سے اُن کو محروم رکھے وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۝ اور انکو مار ہے بڑی یعنے انکو ثواب ملنے پر بھی بڑا عذاب ہے اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا مقرر جنھون نے خرید کیا کفر ایمان کے بدلے وے نہ بگاڑینگے اللہ کا کچھ یعنے منافق ایمان لاکر پھر اس سے جو بدل گئے اس سے اللہ تعالی کا کچھ نقصان نہ کئے اپنی جی پر ظلم کئے وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۝ اور انکو دکھ کی مار ہے آخرت مین وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ اور یہہ نہ سمجھین منکر کہ ہم جو فرصت دیتے ہین انکو کچھ بھلائی ہے اُنکے حق مین یعنے کافر یہہ گمان نہ کرین کہ اللہ انکو مہلت دیا اور اُن کی عمر بڑی کیا سو اُنکے حق مین بہتر ہے اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْا اِثْمًا ہم تو فرصت نہین دیتے ہین مگر اتنے واسطے کہ وے بڑھتے جاوین گناہ مین یعنے انکو مہلت دینا اور انکی عمر زیادہ ہونا اُنکے گناہ کے بڑھنے کے واسطے ہے وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ۝ اور انکو ذلت کی مار ہے آخرت مین مقاتل نے کہا ہے یہہ آیت مکّہ کے مشرکون کی شان مین نازل ہوئی عطا کہتا ہے بنی قریظہ کے یہود کی شان مین اُتری بغوی نے

ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھے کون لوگ خیر ہین آپ فرمائے
جسکی عمر دراز ہو اور اسکا عمل نیک رہے پوچھے کون لوگ بد ہین فرمائے جسکی عمر دراز ہو اور اسکا عمل بد رہے

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ اور اللہ وہ
نہین کہ چھوڑ دیگا مسلمانون کو جسطرح پر تم ہو جب تک جدا نکرے ناپاک کو پاک سے اس آیت کی شان نزول مین
اختلاف ہے کلبی نے کہا ہے کفار قریش کہے یا محمد تم کہتے ہو جو شخص تمہاری مخالفت کیا وہ دوزخ مین جایگا اور اللہ تعالے
اسپر غصہ ہوگا اور جو تمہاری متابعت کیا وہ بہشت مین جایگا اور اللہ تعالی اس سے خوش ہوگا بھلا تمپر کون کون
ایمان لایگا سو بیان کرو پھر یہہ آیت نازل ہوئی سدّی نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
میری تمام امت کو مجھے بتلائے جیسا آدم کو بتلائے تھے مین نے معلوم کیا انکو جو میرے پر ایمان لائینگے اور جو منکر
ہونگے یہہ بات منافقون کو معلوم ہوئی سو تمسخر سے کہنے لگے جو لوگ ہنوز پیدا ہوئے نہین انمین کون مومن اور کون کافر
ہوگا کرکے محمد زعم کرتے ہین ہم تو موجود ہین ہم سے کون مومن اور کون کافر ہے سو خبر دیو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کو انکی بات پہنچی حضرت منبر پر کھڑے ہوکے اللہ تعالی کی حمد و ثنا کرکے فرمائے کیا لوگ میرے علم پر طعن کرتے ہین واللہ
قیامت تک جو چیزین ہونہار ہین اُنسے پوچھو مین کہہ دیتا ہون عبد اللہ بن حذافہ سہمی کھڑے ہوکے پوچھے یا
رسول اللہ میرا باپ کون ہے آپ فرمائے تیرا باپ حذافہ ہے پھر عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوکے عرض کئے یا رسول اللہ رضینا
باللہ ربا و بالاسلام دینا و بالقرآن اماما و بک نبیا آپ ہماری تقصیر معاف کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم منبر پرسے اترے تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا بندہ عاصی کہتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
خطبہ پڑھے اور عبد اللہ بن حذافہ وغیرہ سوال کئے اور عمر رضی اللہ عنہ عذر خواہی کئے اسمین یا ایہا الذین امنو
لا تسالوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم کی آیت نازل ہوئی کرکے بخاری وغیرہ کی حدیث سے ثابت ہوا ہے بعضے
کہتے ہین مومنین سوال کئے ہمکو کچھ نشان ہونا تا اُس سے مومن اور منافق مین ہم تمیز کرے تب اللہ تعالی یہہ آیت
نازل کیا بعضے کہتے ہین منافقون کی ایک جماعت دعوی کی کہ اپنا ایمان بھی مومن کے برابر ہے اللہ تعالی نے احد کے
جنگ مین انکا نفاق ظاہر کیا اور یہہ آیت اتارا اس آیت کی معنی اور حکم مین بھی اختلاف ہے ابن عباس اور
اکثر مفسرین کہتے ہین کہ انتم کا خطاب کفار اور منافق کو ہے معنی یون ہے ای منافقو اور کافرو اب تم نفاق

اور کفر کی حالت مین جو ہو اُسی حالت پر اللہ تعالی مومنون کو جو چھوڑ دیگا سو نہین بلکہ خبیث اور طیب کو
جُدا کریگا بعضے کہتے ہین خطاب مومنون کو ہی معنی یون ہین اے مومنو اب جس حال پر تم ہو کہ مومن و منافق
مخلوط ہین مومن کون اور منافق کون سو معلوم نہین کیونکہ ظاہر مین تو سب ایمان کا دعوی کرتے ہین
سو اُس حال پر تمکو اللہ نہ چھوڑیگا جب تک جُدا نہ کرے مومن کو منافق سے یہہ جدا کرنا یا اس طرح سے ہے
کہ اپنے نبی کو صلی اللہ علیہ وسلم معلوم کرا وے اور منافقون کی حالت سے خبر دیوے یا ایسے مشقت کے کامون کی
تکلیف دیوے کہ منافق اُنکو نہ کرسکے جیسا اللہ کی راہ مین مال خرچ کرنا اور جان دینا ان چیزون سے آزمایش کرے
تو قلعی کھل جاتی ہے پھر احد مین ایسا ہی کیا مخلص ٹھہر گئے اور منافق سرک گئے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ
عَلَى الْغَيْبِ اور اللہ یون نہین کہ تمکو مطلع کراوے غیب پر معلوم کیجئے اوپر کے جملہ مین اللہ تعالی وعدہ
کیا کہ مومن کو منافق سے جدا کرنا دو طور پر ہے ایک آثار و علامات مقرر کرنا جس سے تمیز حاصل ہو یا غیب پر
مطلع کرنا یہان مطلع کیا سو پہلی طور سے کیا کیا واسطے اللہ تعالی کی عادت جاری ہی کہ غیب پر سوا انبیا کے
کسی کو مطلع نہین کرتا کلبی کے قول پر اس آیت مین خطاب کفار قریش کو ہے جو کہتے یا محمد کون ایمان لاتا ہے
اور کون ایمان نہین لاتا سو ہمکو کہدو اس قول پر آیت کی تفسیر یون ہوگی ای کافرو اللہ تعالی تمکو مومن کون
اور کافر کون سو خبر نہین دیتا کیونکہ اللہ تعالی کے سوا کوئی غیب کی بات نہین جانتا عادت الہی ایسی
جاری ہے کہ غیب کی خبر پر ہر کسی کو مطلع نہین کرتا اب مومن کو کافر و منافق سے امتیاز کرنے کی کچھ راہ
نہین مگر امتحان ہے مومن جو ہے آفت مصیبت پر صبر کریگا اور ایمان پر ثابت قدم رہیگا اور منافق
پھسل جایگا بعضے کہتے ہین خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے یعنے اللہ یون نہین جو محمد کو غیب کی
خبر دیوے تا مومن کون اور کافر کون سو تمکو بتاوے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ
و لیکن اللہ برگزیدہ کرتا ہے اپنے رسولون مین جسے چاہے یعنے اللہ تعالی ہر کسی کو غیب پر مطلع نہین کرتا
لیکن اپنے رسولو مین جسے چاہے اسکو پسند کرکے غیب کی خبرون پر مطلع کرتا ہے جب نبی کو غیب کی خبر پر
مطلع کیا تو نبی علیہ السلام خبر دیتا ہے کہ فلانا مومن ہے فلانا منافق یا معنی یون ہی نبی کو پسند کرنیکے بعد اسکے
واسطے سے لوگون کو شریعت کی تکلیف دیتا ہی اس تکلیف مین مومن اور منافق کا حال کھل جاتا ہی اس آیت سے

ثابت ہوا اللہ تعالی کے سوائے کسی کو غیب دانی نہین حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہین مگر جس بات
کی خبر اُنسے دیا ہے اتنا ہی معلوم ہے انبیا اولیا غیب کی کچھ خبر نہین جانتے مگر وہی جو اللہ انکو وحی و الہام سے
یا نور فراست سے معلوم کروا تا ہے اہل اسلام کا یہی عقیدہ ہے جو کوئی عقیدہ رکھے کہ اللہ کے سوائے دوسرا کوئی
غیب دان ہی تو وہ کافر ہے لیکن یہان ایک بات سمجھنے کی ہے بعضے جاہل خیال کرتے ہین ہمکو حواس سے جسقدر
علم حاصل ہوتا ہے انبیا اولیا کو بھی اُتنا ہی حاصل ہوتا ہی یہہ بھول ہے کسواسطے کہ پانچ حواس سے اشیا مدرک ہوتے
ہین ہر شخص کے ادراک مین تفاوت رہتا ہی ایک شخص دور کی چیز کو مثلاً انسان ہی کرکے درک کرتا ہے دوسرا
شخص بصارت ضعیف رہنے سے اُسکو نہین دیکھتا آنکھ کی تیزی سے دور کی چیز کو دیکھنے والے کے تئین غیب دان
نہ کہینگے ایسا ہی کسی کا سامعہ تیز رہنے سے آہستہ بات کو سُنتا ہی کسی کا کُند رہنے سے پُکار کر کرتے سو بات
نہین سُنتا اللہ تعالی انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام اولیا کی بصارت کو اتنی تیز کر دیا کہ جس سے انکو آسمان پر کا
حال معاینہ ہوتا ہی ایسا ہی اُنکی سماعت کو بھی تیز کیا کہ جس سے ملکوت مین کلام جو ہوتا ہے اُسکو سُنتے ہین اُنکے
مدرکات قوی ہونے سے محسوسات کو درک کرنا غیب دانی مین شمار نہ کرینگے اور بھی اُنکی ہمت دنیوی امور کی
طرف زیادہ مصروف نہین رہتی اُن کے دلون کو عوالم قدسیہ سے کمال اتصال رہتا ہی اس لئے اُمور غیبی اُنکے
دلونمین ہمیشہ منتقش ہوتے ہین پھر کسی نبی سے یا ولی سے استمداد ہم چاہے تو اسکو اس امر کا مکاشفہ ہونا بعید
نہین اُسکو اُسکا ادراک یا اُسکا سامعہ قوی رہنے سے حاصل ہوتا ہی یا کشف کے رو سے ہوتا ہی ایسا نہ سمجھنا کہ وہ
مرگئے ہین اور اُن کے حواس اب باقی نہین کیا واسطے کہ اہل سنت وجماعت کے پاس انبیا علیہم السلام حیات سے ہین
اور بھی موت سے ارواح فنا نہین ہوتے بلکہ باقی رہتے ہین اجسام کی آلایش سے مجرد ہونیکی جہت سے ادراکات
انکے دو چندان ہوئے پھر غیب کے باتون کا مکاشفہ ہونا بعید نہین واللہ اعلم فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ
سو تم یقین لاؤ اللہ پر اور اُسکے رسولون پر یعنے اللہ پر اور اوسکے رسول پر نرل ایمان لاؤ نفاق کی راہ
مت جاو یا مطلب یون ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت واضح دلایل سے ثابت ہو چکی بعد کچھ باقی
نہین رہا مگر اللہ پر اور رسولون پر ایمان لانا یا غرض یہہ ہے کہ تم ایمان لانا اور جاننا چاہئے کہ غیب اللہ
ہی جانتا ہے اور رسول اُسکے برگزیدہ بندے ہین اللہ جس امر پر انکو مطلع کرتا ہی اسکو جانتے ہین اور جو وحی کرتا ہے

علم غیب بن انبیا

اُسیکو کہتے ہین وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَکُمْ اَجْرٌ عَظِیْمٌ اور اگر تم ایمان پر رہو اور پرہیزگاری
پر تو تمکو بڑا ثواب ہے وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ھُوَ خَیْرًا لَّھُمْ
اور نہ سمجھین جو لوگ بخل کرتے ہین ایک چیز پر کہ دی ہے اُنکو اللہ نے اپنے فضل سے یہہ بہتر ہے اُنکے
حق مین یعنے بخل کرنے والے یہہ نہ سمجھین کہ بخل اُن کے حق مین بہتر ہے بَلْ ھُوَ شَرٌّ لَّھُمْ بلکہ یہہ برا ہے
اُنکے واسطے یعنے وے لوگ بخل کرنا ان کے حق مین برا ہے سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِہٖ یَوْمَ
الْقِیٰمَۃِ آگے طوق پڑیگا اُنکو جسپر بخل کیا تھا قیامت کے دن بخل کی معنی کنجوسی یعنے اپنے پاس کی پونجی
اُسکے حقدار کو نہ دینا ایسا کام جس سے بہت ہوتا ہی اُسکو عربی مین بخل اور ہندی مین کنجوس کہتے ہین
انسان مین یہہ صفت نہایت مذموم ہے یہہ آیت اسکی مذمت پر دلالت کرتی ہے احادیث بھی اُسکی
مذمت مین بہت وارد ہین مُسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
تم ظلم سے ڈرو کیا واسطے ظلم ظلمات ہے قیامت کے دن اور شح سے ڈرو کیا واسطے کہ شح نے تمھارے آگے لوگون
کو ہلاک کیا شح اُنکو خون بہانے پر اور حرام کو حلال جاننے پر لایا ظلم ظلمات ہے یعنے ظلم کرنا سبب پڑتا ہی قیامت کے
دن اُس شخص کو تاریکی مین چلکے دوزخ مین جانیکا شح شین کے ضم اور حا مہملہ کا تشدید سے بخل کے ساتھ حرص
ہونے کو کہتے ہین ابو داؤد اور حاکم عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ ایک روز نبی صلی اللہ
علیہ وسلم خطبے مین فرمائے تم شح سے ڈرو اگلے لوگ ہلاک نہین ہوئے مگر شح سے شح اُنکو بخل پر لایا سو بخل اختیار
کئے شح اُنکو گناہ پر لایا سو گناہ کئے حاکم نے اس حدیث کو مطول روایت کیا ہی اور کہا یہہ حدیث صحیح ہی مسلم کی
شرط پر نسائی اور ابن حبان اپنی صحیح مین اور حاکم مستدرک مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے راہ خدا مین نکلا سو غبار اور دوزخ کا دُھوان دونون ایک شخص کے
شکم مین کبھی جمع نہونگے اور شح اور ایمان دونون ایک شخص کے شکم مین کبھی جمع نہونگے طبرانی معجم کبیر مین اور
معجم اوسط مین عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
اللہ تعالی جنت عدن کو اپنی دست قدرت سے بنایا اور آپ اُسمین پھل لگایا اور نہرین نکالا بعد اُسکی
طرف دیکھ کے کہا سخن کر جنت بولی مومنون نے فلاح پائے اللہ تعالی فرمایا میری عزت کی قسم کوئی بخیل تیرے

بیچ رہ کے میرا ہمسایہ ہوگا امام منذری نے کہا طبرانی اس حدیث کو دو طریقے سے روایت کیا ہی انمین سے
ایک طریق کی سند جید ہے ابن حبان نے اپنی صحیح مین ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے تین شخص کو اللہ تعالی دوست رکھتا ہی اور تین شخص پر غصہ رہتا ہی پھر پوری حدیث ذکر کئے بعد کہے
اور اللہ تعالی غصہ رہتا ہی بوڈھے پر جو زنا کرے اور بخیل اور متکبر پر ترمذی نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مومن مین دو خصلت جمع نہین ہوتے بخل اور بدخلقی
ترمذی نے کہا یہہ حدیث غریب ہے سوا صدقہ بن موسی کی طریق کے دوسری طریق سے آئی سو ہم نہین جانتے
بندۂ عاصی کہتا ہی ابن معین اور نسائی وغیرہ نے صدقہ بن موسی کی تضعیف کی ہے اکثر مفسرین کہتے ہین
اس آیت مین بخل جو مذکور ہوا اس سے اپنے ذمہ پر حق جو واجب ہوا ہی اسکو ادا نکرنا مراد ہی کیا واسطے کہ ایسی آیتین
بخل کرنے والے پر وعید شدید ہے ایسا وعید ہوگا مگر واجب کے لئے دوسری دلیل یہہ ہے اللہ تعالی بخل کی مذمت
کیا تطوع کو ترک کرنے سے مذمت نہین کی آیا جاتا ہے مال کا خرچ کرنا جو واجب ہے اُسکے اقسام مین پہلا خرچ کرنا
اپنی ذات کے کھانے وغیرہ مین دوسرا خرچ کرنا اپنے قرابتی وغیرہ کے واسطے کہ جنکا خرچ چلانا اُسپر واجب ہے
تیسرا زکوۃ نکالنا چوتھا دشمن یعنے کفار مسلمانون کے جان و مال کا قصد کرکے چڑھ آوے اور حاکم کو مال کی احتیاج
ہو تو مسلمانون پر واجب ہے اپنے مقدور موافق پیسا حاکم کے حوالے کرنا تا انکو دفع کرے پانچوان کوئی شخص قوت
نہ ملنے سے جان کندنی کی حالت کو پہنچا تو اُسکی جان بچنے کی مقدار کا مال اسکو دینا ان ابواب مین جو کوئی مال
نہ خرچے تو وہ گناہ گار ہوا اللہ صاحب وہ جو فرمایا طوق پڑیگا اسکی تفسیر مین بھی اختلاف ہی اکثر مفسرین کہتے ہین
کہ وہ مال طوق ہوکے اُسکے گلے مین پڑیگا آیت کا ظاہر اسی پر دلالت کرتا ہی احادیث بھی اسی بات کی تائید کرتے
ہین امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن خزیمہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو بندہ اپنے مال کی زکوۃ نہ دیگا اُسکے لئے وہ مال شجاع اقرع بنکے اسکے گلے مین
طوق پڑیگا بعد اسکے سچوٹی پر یہہ آیت پڑھے سیطوقون ما بخلوا بہ شجاع شین کے ضم اور کسر سے سانپ کو کہتے ہین
اور بعضے کہتے ہین شجاع مخصوص نر سانپ کو کہتے ہین بعضے کہتے ہین ایک قسم کے سانپ کو کہتے ہین اور اقرع وہ
جو اُسکی عمر زیادہ ہونے سے اسکے سر کے بال جھڑ جاتے ہین یا اس کے زہر کی تیزی سے سر پر کی کھال نکلجاتی ہی

بخاری اور نسائی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
من اتاہ اللہ مالا فلم یؤد زکاتہ مثل له ماله یوم القیمة شجاعا اقرع له زبیبتان یطوقه یوم القیامة ثم یاخذ بلہزمتیه
ثم یقول انا مالک انا کنزک ثم تلا ولا تحسبن الذین یبخلون الآیہ یعنے جسکو اللہ تعالی مال دیوے وہ اُس مال کی زکات
ادا نکرے تو قیامت کے دن اُسکا مال شجاع اقرع کی صورت لیگا اس سانپ کو دو طرف زبیبہ ہوکے وہ سانپ
طوق ہوکے اُسکے گلے مین پڑیگا اور وہ سانپ اس شخص کے منہہ کے دونون طرف ڈسیگا اور کہیگا مین تیرا مال
ہون مین تیرا گنج ہون بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہہ آیت پڑھے ولا تحسبن الذین یبخلون الآیہ زبیبہ زای
معجمہ کی فتح سے کف کو کہتے ہین جو سانپ کے منہہ کے دونون جانب مین آتا ہے بعضے کہتے ہین دو سیاہ نقطون کو
کہتے ہین جو سانپ کے دونون آنکھ پر ہوتے ہین یا اُسکے منہہ کے دونون جانب مین ہوتے ہین یا دو کچلیان اُسکے
دو جانب مین رہتے ہین لہزمہ منہہ کے جانب کو کہتے ہین یاخذ مین ضمیر جو ہے شجاع کی طرف پھرتی ہے اور لہزمتیہ
کی ضمیر یا شجاع کی طرف پھرتی ہے اُسوقت ترجمہ یون ہوگا وہ سانپ اس شخص کو اپنے منہہ کی دونون جانب سے
پکڑیگا یا ضمیر اس شخص کی طرف پھرتی ہے اسوقت معنی یون ہوگی وہ سانپ اُس شخص کے منہہ کے دونون جانب
کو پکڑیگا بعضی کہتے ہین بخل کرنے والون کے گلے مین آتش کی طوق ڈالینگے اور بعضے کہتے ہین انپر قیامت کے دن
جبر کرینگے کہ تم جو حق ادا نہین کئے ہین اُسکو دیو وہان اُن سے اسکا ادا نہو سکیگا اُس مین اُنکی توبیخ ہے کہ جب دینا
ممکن تھا اُسوقت تم کیا واسطے نہین دیئے اور بعضے کہتے ہین حقیقت مین طوق نہین بلکہ یہہ تمثیل ہے اُس سے
یہہ غرض ہے کہ اُس بخل کی گناہ اُنکو قیامت کے دن حاصل ہوگی کوئی چیز کسی کو لازم ہوتی ہے تو عرب کے محاورہ
مین اسکو طوق سے تعبیر کرتے ہین اور کہتے ہین فلانی چیز اُسکے گلے کی طوق ہوئی اہل ہند کے محاورے مین بھی
یہہ تمثیل مستعمل ہے کہتے ہین لعنت ابلیس کے گلے کی طوق ہوئی اور وہ اُسکے گلے کا ہار ہوا مجاہد سے مروی ہے
یہہ آیت یہود کے احبار کی شان مین نازل ہوئی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات کو پوشیدہ کئے اور آپکی نبوت
کا انکار کئے اس قول پر بخل سے علم کو چھپانا اور اسکو ظاہر نہ کرنا مراد ہے اور طوق پڑنے سے چھپانے کی گناہ
اُنپر لادنا مراد ہے یا آتش کی طوق اُن کے گلے مین ڈالنا اِس پر ابی ہریرہ کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کوئی کسی سے کچھ علم کا سوال کرے اور وہ باوجود جاننے کے اُسکو چھپاوے تو

اللہ تعالیٰ اسکو آتش کی لگام دیگا اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہ روایت کئے
ہین امام فخرالدین رازی نے کہا ہے کہ آیت دونون فریق کے حق مین جو علم کا بخل کرتے ہین اور جو مال کا
بخل کرتے ہین عام لینا اور وعید دونون فریق کے حق مین ہونا بعید نہین وَلِلّٰهِ مِيرَاثُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ اور اللہ وارث ہے آسمان وزمین کا اسکی تفسیر مین دو وجہ ہین پہلی وجہ یہہ ہے آسمان و
زمین کے لوگ مال اور علم وغیرہ کے جو وارث ہوتے ہین وہ سب اللہ کا ملک ہے پھر کیا واسطے اللہ کے ملک کو
اُسکی راہ مین خرچ نہ کرکے بخل کرتے ہو دوسری وجہ جو اکثر مفسرین کہتے ہین یہہ ہے کہ آسمان والے اور زمین والے
لوگ تمام فنا ہونگے اور لوگون کے ملک اسباب تمام رہ جائینگے تو اُسکا مالک سوا ے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہین بندے
دعوی کرتے تھے یہہ اپنا ملک ہے جب وے سب مرجاوین اور اس ملک کا دعویدار کوئی باقی نہ رہا تو اللہ تعالیٰ ہی
اُسکا وارث ہوا آیت سے مقصود یہہ ہے کہ تمام مالکون کی ملک باطل ہوگی اور اللہ کی ملک ہی باقی رہے گی
گویا سب کی میراث کا وارث اللہ ہی ہوا پھر جسکا وارث اللہ ہوتا ہے اُسکو اللہ تعالیٰ کی راہ مین خرچ نہ کرکے
بخل کرنا حسرت وندامت کا سبب ہے وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ اور اللہ جو کرتے ہو سو جانتا ہے تم جو اللہ کی
راہ مین دیتے ہو یا بخل کرتے ہو اُسکی جزا اُسکو دیگا لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ
وَنَحْنُ اَغْنِيَاءُ مقرر اللہ نے سنی اُنکی بات جنھون نے کہا کہ اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار ہین حسن بصری اور قتادہ
اس آیت کی شان نزول کا سبب یہہ کہتے ہین کہ جب من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا کی آیت نازل ہوئی
یعنے کون ہے وہ جو قرض دیتا ہے اللہ کو قرض نیک یہود کہنے لگے اللہ فقیر ہے ہمارے سے قرض مانگتا ہے اور ہم
غنی ہین اُنکے رد مین اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا حسن کہتا ہے حیی بن اخطب یہودی نے یہہ کہا تھا عکرمہ
اور سدی اور مقاتل اور محمد بن اسحاق کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قینقاع کے یہود کو خط لکھکے
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے بھیجے اس خط کا مضمون یہہ تھا تم اسلام لاؤ نماز پڑھو زکاۃ ادا کرو
اللہ کو قرض حسنہ دو ابوبکر صدیق یہود کے پاس بیت المدراس مین یعنے انکی کالج مین گئے وہان بہت سے یہود
فنحاص بن عازوراکے پاس جو یہودیون کا حبر تھا جمع تھے اُسکے نزدیک دوسرا ایک حبر بھی تھا اُسکا نام اشیع ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ فنحاص کو کہے تو اللہ سے ڈر اسلام لا واللہ تجھکو خوب معلوم ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول

ور ۴۳ ع

اللہ تعالیٰ کے پاس سے سچی بات لائے ہین اور وہ بات تمھاری توریت مین لکھی ہوئی ہے تو ایمان لا اور محمدؐ کی تصدیق
کر اور اللہ کو قرض حسنہ دے بہشت مین جائیگا اللہ تعالیٰ تجھکو دونا ثواب دیگا فنحاص بولا اے ابوبکر تم کہتے ہو
اللہ ہمارے سے مال قرض مانگتا ہے قرض نہین مانگتا مگر جو فقیر ہے تم کہتے سو بات حق ہو تو معلوم ہوا اللہ فقیر ہے اور ہم
غنی ہین اور اللہ تمکو سود سے منع کیا اور ہمکو سود دیتا ہے یعنے وہ جو اللہ کہا فیضاعفہ لہ اضعافا کثیرۃ اگر غنی ہوتا تو
ہمکو سود نہ دیتا ابوبکر رضی اللہ عنہ غصہ ہوکے فنحاص کو زور سے طمانچہ مارے اور کہے واللہ اگر ہمارے اور تمھارے
درمیان عہد نہ ہوتا تو اے عدو اللہ تیری گردن مارتا فنحاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور کہا یا محمدؐ
دیکھو تمھارے ملازم نے میرے ساتھ کیا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھے کیا واسطے
تم اسکو مارے ابوبکر کہے یا رسول اللہ یہہ عدو اللہ ایک بڑی بات بولا کہا اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار ہین مین اسلیے اللہ تعالیٰ
کے حق کے واسطے غصہ ہوا اور اسکو طمانچہ مارا فنحاص انکار کر بیٹھا اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کی تصدیق اور فنحاص کی تکذیب پر
یہہ آیت نازل کیا لقد سمع اللہ الآیہ اس آیت مین قالوا کو جمع کے صیغے سے لانے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکو متعدد
لوگ کہے ہین قصے جو ہم بیان کئے اس سے معلوم ہوا کہ فنحاص کہا تھا اس مین کچھ مناقضہ نہین شاید دوسرے بھی یہی بات
کہے ہونگے یا وہ کہا اور دوسرے اسکے قول کو پسند کئے پھر اس قول کی نسبت سب کی طرف کرنا صحیح ہوا یہہ قول ان سے
جو صادر ہو یا انکا اعتقاد ایسا ہی تھا یا تمسخر کی راہ سے بولے بہر صورت بہت بڑی بات ہے عقلمند ایسی بات نہ بولیگا
کافر کفر و ضلالت کی تمردی مین یہہ بول بیٹھے سَنَكْتُبُ مَا قَالُوا وَقَتْلَهُمُ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ اب
ہم لکھ رکھینگے انکی بات اور جو خون کئے ہین نبیون کے ناحق یعنے یہود جو کہے اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار انکی بات کو
ہم اپنے علم مین یاد رکھینگے اسکو چپ نہ چھوڑینگے یا اس بات کو فرشتے انکے اعمال نامہ مین لکھ رکھینگے تا قیامت مین
اسکی جزا ملے کیونکہ وہ بہت بڑی بات ہے اسمین اللہ کے اور رسول کے ساتھ کفر اور استہزا ہے اسکے ساتھ
وہ بھی ہم لکھینگے جو انبیا کو ناحق قتل کئے ہین بعضے کہتے ہین معنی یون ہین یہ یہود جو کہے اور ان کے اسلاف
جو کئے دونون چیزین ہم لکھ رکھینگے اور ہر ایک کو اسکے عمل کے مطابق جزا دینگے اس جگہ قتل کی نسبت ان یہود کی
طرف جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین تھے کیا حالانکہ قتل یہ نہین کئے بلکہ ان کے آبا و اجداد کئے کیا واسطے
کہ ان کے کئے پر یہہ لوگ راضی ہوئے تو یے بھی قتل کرنے مین شریک ہوئے بعضے کہتے ہین معنی یون ہین یہ لوگ

بات جو آپ کہے اور اپنے اجداد کے کئے پر جو راضی ہوئے دونوں بات کو ہم لکھ رکھینگے اور اسکی جزا انکو دینگے اس آیت مین اللہ تعالی فقر و غنا کی بات کے ساتھ انبیا کے قتل کو جو ضم کیا سو آگاہ کرنیکے واسطے کہ یہہ پہلی گناہ نہین جو ہیود کئے ہین لیسے بہت سے کام انسے صادر ہوئے وے لوگ انبیا کے قتل پر جب جرات کئے ہون تو ان سے یہہ بات صادر ہونا کچھ بعید نہین وَنَقُولُ ذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ اور کہینگے چکھو جلن کی مار یعنے اللہ تعالی قیامت کے دن فرشتون کی زبانی انکو کہیگا دنیا مین جو کہتے تھے کلمہ کفر چکھو یہان ایک اشکال ہے اسکی تقریر یہہ ہے یہود کا اعتراض ایسا تھا کوئی کسی سے مال طلب کیا تو فقیر اور محتاج ہوا اللہ جب مال مانگا تو فقیر ہوا اللہ تعالی پر تو فقیر کا اطلاق کرنا محال ہے معلوم ہوا اللہ تعالی نے اپنے بندون سے مال نہین مانگا مال نہ مانگنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صدق مین قدح کرتا ہے اس اعتراض کا جواب کہنے وعید بیان کرنا مناظرے کی ائین کا خلاف ہے اس اشکال کو امام فخر الدین رازیؒ اپنی تفسیر مین لکھا ہے اور اس کا جواب ایسا کہا ہے کہ اگر ہم اپنے اہل سنت و جماعت کے اصول کے قواعد کو دیکھے تو یون جواب دینگے اللہ تعالی جو چاہنے سو کرے اور جو ارادہ ہے سو حکم فرمادے اس صورت مین اللہ تعالی باوجود غنی رہنے کے بندون کو مال خرچ کرکے تکلیف دینا کچھ بعید نہین اگر ہم معتزلہ کے اصول کو رعایت کرین یون جواب دینگے اللہ تعالی بندون کے مصالح کی رعایت کرتا ہے اور اس تکلیف مین کئی مصلحتین موجود ہین ایک تو مال کو خرچ کرنے سے اسکی محبت دل سے نکل جاتی ہے یہہ محبت دل سے نکلنے مین بہت منفعت ہین کیا واسطے موت کیوقت اسکے دل مین مال کی محبت رہیگی تو اسکے روح کو مال چھوڑ جانیکا بہت درد ہوگا دوسرا مال خرچ کرنا وسیلہ ہے سدا ثواب ملنے کا تیسرا مال خرچ کرنے سے ماسوی اللہ کی محبت سے دل خالی ہوتا ہے جسقدر ماسوائے اللہ کا حب دل سے کم ہوا اتنی ہی محبت اللہ کی اسکے دل مین قوی ہوگی یہہ محبت سب سعادتون کی اصل ہے اللہ صاحب ان وجہون کو قرآن مین مکرر ذکر فرماچکا باوجود ان وجہون کو ذکر کرتے بھی وہ شبہہ وارد کرنا محض عناد کی راہ سے تھا اس لئے فقط وعید کو ذکر کیا جواب کی طرف متوجہ نہوا انتہی بندہ عاصی کہتا ہے جواب ایسے مقدمہ سے دیا چاہیے کہ خصم اسکو قبول کرے اہل سنت و جماعت کے اصول پر جواب دیکے یا معتزلہ کے طریق پر دونون کو خصم جو یہود ہین قبول نہ کریگے پھر امام رازیؒ کے جواب سے اشکال دفع نہین ہوتا مجھکو پہلے تو نفس

سوال مین سخن ہے قرض دینکی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرکے واقرضوا اللہ قرضاً حسناً جو کہا اس پر اعتراض ہے یا بندے جو ایک دوسرے کو قرض دینے سے مامور ہین اسپر اعتراض ہے اگر پہلی شق پر اعتراض ہے تو اُسکا جواب یہہ ہے کہ تم اعتراض جس سے کرتے ہو اللہ کو قرض دینے سے اُسکے بندون کو قرض دینا مراد ہے قرض کی اسناد اللہ تعالیٰ کی طرف مجاز ہی اگر دوسری شق پر ہے تو تمہارا اعتراض تمام نہین ہوتا کسواسطے کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو اسکی ضرورت کیوقت قرض دو کرکے امر کیا اس امر کرنے والے کا فقیر و محتاج ہونا لازم نہین آتا وہ جو ہے کہ مال طلب کرنے سے فقیر و محتاج ہونا یہہ مقدمہ بھی مُسلم نہین یہود کے اعتراض کے دفع کی طرف یہان متوجہ نہین کیا واسطے تمھارا مقدمہ کہ کوئی کسی سے مال طلب کیا تو فقیر و محتاج ہوا اُسکو ہم قبول نہین رکھتے قرض حسنہ دینے اور راہ خدا مین مال خرچ کرنے پر یہود کو توریت مین امر کرچکا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر جو اعتراض کئے اُن کی توراۃ پر بھی وہی اعتراض وارد ہوتا ہے یہود اسکا جو جواب دینگے ہمارا جواب بھی وہی ہے اب ہمکو انکا جواب دینے کی احتیاج نہ رہی ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ یہہ بدلا اسکا جو تمنے بھیجا اپنے ہاتھون یعنے یہہ عذاب جو تمکو دیگا بدلا اُس اعمال کا ہے جو تمہارے نفس کئے ہین کیونکہ تم اللہ سے اور اسکی ایات سے تمسخر کئے اور انبیا کے قتل پر اقدام کئے اِس جگہ ہاتھون سے انسان کی ذات مراد ہی اکثر کامون کا آلہ ہاتھ تھا نہین سے بہت کام ہوتے ہین اس لئے فعل کی نسبت ہاتھ کی طرف مجازاً کیا وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ اور تحقیق اللہ ظلم نہین کرتا بندون پر یعنے اللہ تعالیٰ بن گناہ کے عذاب نہین دیتا کیونکہ وہ ظلم سے اللہ تعالیٰ عادل ہی مقتضی عدل کا یہہ ہی کہ گنہگار کو عذاب دیا اور نیک کردار کو ثواب اگر کہے ظلام مبالغے کا صیغہ ہی کثرت و زیادتی کو چاہتا ہی اسکی معنی بہت ظلم کرنے والا ظلام کی معنی ظالم کے معنی سے خاص ہوئی خاص کی نفی سے عام کی نفی لازم نہین ہوتی کیا واسطے بہت ظلم نہین کرتا کہے تو معلوم ہوتا ہے کہ شاید تھوڑا ظلم کرتا ہی جواب یہہ ہے ظلام کو عبید کے مقابلہ مین لایا بندے تو کثیر اور بہت ہین تو مقابلہ کیا کثیر کو کثیر کے ساتھ یا جب ظلم کثیر کو نفی کیا تو اس سے ظلم قلیل بھی نفی ہوا کیونکہ ظالم ظلم نہین کرتا مگر اپنے نفع کیواسطے بہت کو کہ جس مین نفع زیادہ ہے ترک کرے تو قلیل کو بطریق اولیٰ ترک کریگا یا ظلام کا صیغہ مبالغے کیواسطے نہین بلکہ نسبت کیواسطے ہی یعنے اللہ تعالیٰ منسوب بظلم نہین ہے جیسا عطار اور بقال اور بزاز کہتے ہین یعنے منسوب عطر کی طرف اور بقل کی طرف اور بز کی طرف

اَلَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰہَ عَہِدَ اِلَیْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰی یَاْتِیَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْکُلُہُ النَّارُ

جو کہے کہ مقرر اللہ نے ہمکو کہہ رکھا ہو کہ تم یقین نہ کرین کسی رسول کا جبتک نہ لاوے ہم پاس ایک نیاز جسکو کھا جاوے آگ اَلَّذِیْنَ کا یہہ جملہ سابق کے الذین کی نعت ہے یعنے اللہ نے سُنا اُنکو جو کہے اللہ نے ہم سے عہد کیا یعنے ہمکو امر کیا کہ کوئی رسول کی ہم تصدیق نہ کرین جبتک نہ بتاوے یہہ معجزہ کہ آگ آسمان پر سے اُترکے قربانی کو کھا جاوے یعنے جلا دیوے جیسا بنی اسرائیل کے انبیا کیوقت آگ قربان کو جلا دیتی تھی یہہ معجزہ جو بتاوے تو اُسکے صدق پر دلیل ہے کلبی نے کہا ہے کعب بن الاشرف اور مالک بن الصیف اور وہب بن یہوذا اور زید بن التابوت اور فنحاص بن عازورا اور حیی بن اخطب جو یہودیون کے سردار تھے اُنکے شان مین یہہ آیت اُتری وے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آکے کہے یا محمد تم کہتے ہو کہ اللہ تعالی اپنے تئین رسول کیا ہے اور اپنے پر کتاب اُتارا ہے توریت مین تو اللہ نے ہمکو ایسا کہہ رکھا ہے کہ کوئی شخص رسول ہون کرکے دعوی کرے اُسکو سچ نہ مانو جب تک وہ قربانی کو جلانے آتش نہ لاوے اگر تم رسول ہو تو آتش لے آو پھر یہہ آیت اُتری قربان وہ کہ جس سے اللہ کی نزدیکی بندہ حاصل کرتا ہے پھر وہ نماز ہو یا روزہ ہو یا اور کوئی نیک عمل اس جگہ قربان سے وہ قربان جسکو جلاتے آتش آتی تھی بنی اسرائیل جب جانور کو قربانی کرتے یا جنگ مین غنیمت ملتی تو اُسکا کھانا اُنکو روا نہین تھا سو اسکو جمع کرکے چھوڑ دیتے سفید رنگ کی آتش جسین دھوان نہین آسمان پر سے آواز کرتی ہوئی اُترکے اس ذبیحے کو یا غنیمت کو جلاکے خاک کر دیتی قربان قبول ہونیکی یہہ علامت تھی اگر اُنکی قربانی یا غنیمت قبولیت مین نہ آوے تو وہ نہین پڑے رہتا آگ نہین اُترتی عطا سے روایت ہے کہا بنی اسرائیل قربانی اللہ کے واسطے ذبح کرکے اُسکا پاکیزہ گوشت اور بوٹھا اور آنت پر کی چربی لیکے گھر کے بیچ دھر دیتے اور سقف کو کھول دیتے اور گھر کے باہر گرداگرد تمام لوگ کھڑے ہوتے نبی علیہ السلام گھر مین جاکے دعا مانگتا تو سفید رنگ کی آگ آسمان پر سے آواز کرتی ہوئی اُترتی اُس آگ مین دھوان نہین رہتا پھر اُس قربان کو کھا جاتی یہود کے اس دعوے کی رد مین ہمارے علما کے دو قول مین پہلا قول جسکو سُدی نے کہا ہے کہ توریت مین شرط ایسا ہی مذکور ہے لیکن اس شرط کے ساتھ دوسری بھی ایک شرط تھی کیا واسطے توریت مین ہے کوئی آکے تم سے کہے کہ مین رسول ہون تو اُسکو سچ نہ مانو جب تک قربان کو کھا جانے آگ نہ لاوے یہان تک کہ مسیح اور محمد آوے جب وے آوے

اُنپر ایمان لے آو کیونکہ وے دونون بن قربان کے آوینگے واحدیؔ نے کہا ہے مسیح علیہ السّلام کی مبعث تک بنی اسرائیل مین یہی معجزہ باقی تھا مسیح کیوقت سے جاتا رہا یہود اوپر کا شرط ذکر کرگئے پیچھے کے شرط کو چھپا گئے دوسرا قول یہہ ہے کہ یہہ شرط توریت مین اصلا مذکور نہین یہود جھوٹ بنا کے کہے اِسکے جھوٹھ پر چند وجہ ہین پہلی وجہ اگر یہہ شرط صحیح ہوتی تو تمام انبیا کا اس معجزے کو بتانا ضرور ہوتا اور تو ایسا نہین کیونکہ موسی علیہ السلام فرعون کو دوسرے معجزے بتاے قربان کا معجزہ نہ بتائے دوسری وجہ نبی کی سچائی کے واسطے معجزہ ضرور ہے نبی جو معجزہ بتاوے تو مقبول ہوگا اور اُسکی سچاہٹ پر دلالت کریگا خواہ وہ قربان ہویا اور کوئی معجزہ پھر قربان کی تخصیص مین کچھ فایدہ نہوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سے معجزے جو آپکی سچاہٹ پر دلالت کرتے ہین سو صادر ہوئے تو آپکی نبوت یقینی ہوئی قربان کا معجزہ ظاہر ہویا نہو دونون برابر ہین تیسری وجہ ہم پوچھتے ہین کیا توریت مین یون ہے نبوت کا دعوی کرنے والا کتنے ہی معجزے بتاے تو اُسکو نہ مانو مگر جب قربان کا معجزہ لاوے تو اسکو قبول کردیا توریت مین یہہ ہے کہ نبوت کا دعوی کرنے والے سے معجزہ طلب کیا چاہیے خواہ قربان ہویا اُسکا غیر اگر پہلی بات ہے کرکے کہین تو باطل ہے کیونکہ اس تقدیر مین تمام معجزے بتلانا سچائی پر دلالت نہین کرتا جب ان تمام معجزون مین طعن کرنا اور قبول نہ کرنا روا ہوا تو اس مخصوص معجزہ مین بھی طعن کرنا جایز ہوا اگر دوسری بات ہے کرکے کہین تو وہ بات چاہتی ہے نبوت کا دعوی مطلق معجزے پر دلالت کرتا ہے مخصوص اس معجزے پر دلالت نہین کرتا جب پھر اس مخصوص معجزے کو اعتبار کرنا لغو اور بے فایدہ ہوا اللہ تعالی

یہود کی رد مین فرماتا ہی قُلْ تو کہہ ای محمد قَدْ جَاۤءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ‌+ تحقیق تم مین آچکے کتے پیغمبر مجھ سے پہلے بے نشانیان لیکر اور یہہ بھی جو تم نے کہا پھر کیون قتل کیا تمنے اُنکو اگر تم سچے ہو یعنے سابق کے انبیا نے معجزے بتائے اور تم جو طلب کرتے ہو وہ آگ کے قربان کو کھانا بھی پایا گیا جیسا یحیی اور زکریا وغیرہما علیہم الصلوۃ و السلام اور تمہارے اسلاف اُنپر ایمان نہ لاکے اُنکو قتل کئے تو معلوم ہوا وے ان انبیا علیہم الصلوۃ و السلام سے معجزے جو طلب کئے استرشاد یعنی بھلائی حاصل ہونے کے واسطے طلب نہین کئے محض عناد کی راہ سے تھا کیونکہ اُنکو استرشاد مطلوب ہوتی تو انبیا کو باوجود قربان لانیکے قتل نہ کرتے ای یہود تم اب جو ہو اپنے آبا و اجداد کے کامون پر راضی ہوے وجہ کئے اُسکو پسند

کرتے ہین پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے قربان کا معجزہ جو طلب کرتے ہو تعنت کی راہ سے کرتے ہو استرشاد
کے واسطے نہین جب ثابت ہوا مخاطبین یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے یہود چندین معجزے
دیکھتے پر بھی قربان کا معجزہ طلب کرنا استرشاد کے واسطے نہین بلکہ تعنت کیواسطے ہے اللہ تعالی کی حکمت مقتضی
ہوئی کہ ان کے سوال کو قبول نکرین اور وہ معجزہ نہ بتلاوے اب اللہ تعالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے
واسطے فرماتا ہے فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ
پھر اگر تجھکو جھٹلاوین تو آگے تجھ سے جھٹلائے گئے بہت رسول جو لاے نشانیان اور ورق اور کتاب چمکتی یعنے
اگر یہود تجھکو نبوت و شریعت کے دعوی مین یا قربان لائے سو انبیا کے قتل مین جھٹلاوین تو غم نکھا کیونکہ
یہہ جھٹلانا تیرے ہی ساتھ مخصوص نہین بلکہ کافرون کی عادت یہی ہے انبیا کو باوجود معجزے بتلانے اور کتابین
لانیکے جھٹلاتے ہین وے انبیا اس پر صبر کئے اور انکی ایذا کے متحمل ہوے تو بھی صبر کر اور ان انبیا کے طریقے پر مستقیم
رہ بینات جمع بینہ کی ہے اسکی معنی دلیل اس جگہہ مراد معجزے اور نبوت کے دلایل ہین زبر جمع زبور کی ہے
زبور مطلق کتاب کو کہتے زجاج کہتا ہے کتاب کہ جس مین حکمت اور نصیحت ہو بعضے کہتے ہین کتاب جسمین فقط حکم ہو
بیضاوی نے کہا ہے کتاب کی معنی قرآن کی عرف مین وہ کہ جس مین شریعتین اور احکام ہو زبور جب مطلق کتاب
کی معنی سے ہو تو اسپر الکتاب المنیر کا عطف خاص کا عطف عام پر ہے کیونکہ زبور عام ہوئی اور کتاب منیر اسکے
بہ نسبت خاص ہوئی اسکی شرف کے واسطے علحدہ ذکر کیا بعضی کہتے ہین زبر سے صحیفے مراد ہین اور کتاب المنیر سے
توریت و انجیل و زبور ہے كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ہر جی کو چکھنی ہے موت اس آیت سے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
تسلی مقصود ہے اور آپکے دل پر غم جو آیا ہے اسکو دفع کرنا سو اسکو دو وجہ سے دفع کیا ایک تو یہہ کہ جسکو معلوم ہوے کہ
آخر مرنا ہے تو اسکے دل سے غم و اندوہ نکل جاتا ہے دوسری وجہ یہہ ہے اس دنیا سے گذر گئے بعد بھی ایک ٹھکانہ ہے
کہ وہان نیک بخت کون ہے اور بد بخت کون سو معلوم ہو جائیگا حق پر کون تھا اور ناحق پر کون سو عیان ہوگا اور
ہر ایک کو اسکے عمل کی جزا ملیگی یئے دونون وجہ جسکو یقین ہو تو اسکے دل مین ہرگز غم کو مجال نہ رہیگی مروی ہے
کہ جب یہہ آیت نازل ہوئی قُل یتوفاکم ملک الموت صحابہ کہے یہہ تو بنی آدم کے حق مین نازل ہوئی جن اور چارپائی
اور وحوش اور پرندون کا ذکر کہان تب یہہ آیت نازل ہوئی اگر کوئی اشکال کرے کہ اس آیت کا عموم

چاہتا ہے کہ جو نفس ہو سو مرنا بہشت کے حور و لدان بھی نفوس ہین لیکن وے نہ مرینگے اور بھی اللہ تعالی فرماتا
فصعق من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ یعنے پھر مرینگے جو ہین آسمان مین اور جو ہین زمین
مین مگر جسکو اللہ چاہے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی جسکو استثنا کیا وہ نہ مرینگے اسکا جواب یہہ ہے کہ اس جگہہ کل
نفس سے مراد مکلفین ہین جو دار تکلیف مین موجود ہین اس پر اسکے بعد کی آیت دلالت کرتی ہی وانما
توفون اجورکم یوم القیمۃ اور تمکو پورا بدلا نہ ملیگا مگر قیامت کے دن یعنے اعمال کی پوری جزا
قیامت کے دن ملیگی یعنے جس دن سب قبرون سے جی اٹھینگے نیکی کیا سو اپنی نیکی کا ثمرہ پایگا بدی کیا سو برائی کی جزا دیکھیگا
اس جملہ مین اشارہ ہی کہ پیش از قیامت بھی جزا ملتی ہے لیکن پوری نہین کیونکہ جو منفعت دنیا مین مکلف کو ملتی ہی سو
غم و اندوہ کے ساتھ مکدر رہتی ہی اسکی زوال و انقطاع کا اندیشہ رہتا ہی پورا ثواب نہ ملیگا مگر قیامت کے دن وہان
خوشی ہے غم نہین امن ہے خوف نہین لذت ہی درد نہین سعادت ہی منقطع ہونیکا اندیشہ نہین عذاب مین بھی
یہی بات جاری ہے دنیا مین درد جو لذتون سے خالص ہو سو نہین بلکہ ہر درد کے ساتھ راحت بھی لگی ہی پورا درد
نرا راحت سے سدا رہنے والا اسی دن ہوگا فمن زحزح عن النار وادخل الجنۃ فقد فاز پھر جسکو
سرکا دیا آتش سے اور داخل کیا بہشت مین اسکا کام بنا یعنے اسکی مراد ملی انسان کی مراد انہین دو امر کے سوا کچھ نہین
عذاب سے خلاص پانا اور بہشت مین جانا جسکو یہے دونون بات حاصل ہو تو اسکی مراد آئی ترمذی نے سورۃ الواقعہ
کی تفسیر مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہے اللہ تعالی فرماتا ہی مین مہیا
کر رکھا ہون اپنے نیک بندون کے لئے ایسی چیزین جسکو نہ کوئی آنکھ دیکھی اور نہ کوئی کان سنا ہی اور نہ کسی بشر کے
دلمین خطور کیا ہی تم چاہتے ہو تو پڑھو یعنے اسبات کی دلیل چاہتے ہو تو اس آیت کو پڑھو فلا تعلم نفس ما اخفی
لہم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون ۔ اور بہشت مین درخت ہے سوار اس درخت کے سایہ مین سو برس
چلتا ہے تو اسکا سایہ قطع نہوگا تم چاہتے ہو تو پڑھو (وظل ممدود) اور کوڑے کی جگہہ بہشت مین بہتر ہے دنیا سے
اور جو اس دنیا مین ہی اگر تم چاہتے ہو تو پڑھو (فمن زحزح عن النار وادخل الجنۃ فقد فاز وما الحیاۃ الدنیا الا متاع
الغرور) ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن صحیح ہے اور مسلم کتاب الامارہ مین عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے
حدیث طویل روایت کیا ہی اس مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جسکو دوست آتا ہی دوزخ سے سرکنا

اور بہشت مین جانا تو اُسکی موت آوے اُس حال مین کہ وہ ایمان لاتا ہے اللہ پر اور پچھلے دن پر اور لوگون کے ساتھ
وہ کرے جو اپنے ساتھ لوگ کرنیکو دوست رکھتا ہے وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ اور دنیا کی
زندگی تو نہین ہے مگر دغا کی جنس یعنے اس دنیاے فانی کی زندگانی انسان کو فریب مین ڈالتی ہی اُسکو امید رہتی
اب بہت روز رہونگا پھر وہ امید منقطع ہو جاتی ہے مال وغیرہ اسباب جس سے آدمی منفعت لیتا ہی اُسکو
متاع کہتے ہین اور بعضے گھر کے اسباب کو جیسے کلہاڑی دیگچہ کٹورہ چکی موسل وغیرہ کو متاع کہتے ہین غرور
وہ جو انسان کو فریب مین ڈالتا ہی اور باقی نہین رہتا اور بعضے کہتے ہین غرور کی معنی باطل اس آیت مین
اللہ تعالی دنیا کو دغا کی جنس کے ساتھ تشبیہ دیا جسکو خرید کرنے والا بہتر سمجھکے فریب سے خرید کرتا ہے بعد اسکا عیب
معلوم ہوتا ہے وہ ناکاری جنس رہتی ہے سعید بن جبیر نے کہا دنیا کی زندگی دغا کی جنس ہونا فقط اُسکے لئے ہے جو
آخرت کو چھوڑکے دنیا کی طلب مین رہے جو کوئی آخرت کے طلب مین ہو تو اُسکے لئے دنیا خوبی کو پہنچانیکا توشہ ہی
دنیا آنے سے فساد جو ہوتا ہی اُسکے کئی وجوہ ہین ایک وجہ یہہ ہے جسکے سب مرادین دنیا مین برآوے اُسکو غم اور
فکر بھی بہت ہوتا ہے کیا واسطے زندگی کا بھروسا نہین اور اُسکو ان اسباب سے منفعت اُٹھانیکا علم نہین جب دلمین
یہہ دغدغا ہوا تو عیش منغص ہوا دوسری وجہ یہہ جسکے اکثر مرادین برآوے اسکی حرص زیادہ ہوتی ہی جسقدر
حرص زیادہ ہوگی اسقدر دل کو بھی سخت رنج ہوگا آدمی سمجھتا ہی اپنے مرادین برآدین تو اپنی نفس خاموش ہوگی
ایسا نہین بلکہ اُسکی خواہش زیادہ ہوتی ہی اور حرص بڑھتی ہی اور رغبت بہت ہو جاتی ہی تیسری وجہ یہہ انسان
کو دنیا جس قدر زیادہ ملیگی اتنا ہی آخرت سے جسکے برابر کوئی سعادت نہین محروم ہوگا جو شخص ان تینون
وجہون کو پہچانیگا تو اُسکو دنیا متاع الغرور ہونا معلوم ہوگا اسی پر علی مرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین لین
مسہا قاتل سمہا یعنے دنیا کو چھین تو نرم دکھتی ہے اور اسکا زہر قاتل ہے اور بعضے کہے ہین الدنیا ظاہرہا مظنۃ
السرور دباطنہا مطیۃ الشرور یعنے دنیا کی ظاہر کو دیکھئے تو خوشی کے گمان کی جگہ ہے اور اُسکا باطن دیکھے تو
برائیون کی سواری ہے لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ اللہ کی قسم البتہ تم آزمائے جاوگے تمہارے
مالون مین اور جانون مین یعنے تمہاری آزمائش مال سے اور جان سے ہوگی یہہ جملہ ایک محذوف قسم کا جواب ہے تقدیر
یون ہے واللہ لتبلون اسی لئے ترجمے مین ہم قسم کو ظاہر کئے آیت کا مطلب یہہ ہے اللہ تعالی تمہارے پر محنتین اور بلاء

نازل کرتا ہے تمھاری آزمایش کے واسطے ہے تا مومن اور غیر مومن معلوم ہو مال کی آزمایش یہہ ہے کہ مال مین نقصان آنا یا اُسکے حقوق ادا کرنا جان کی آزمایش یہہ ہے کہ مصیبت آنا بیمار ہونا اللہ کی راہ مین مارا جانا دوست واقارب کا مرنا اور تکلیفات شرعی ادا کرنا معلوم کیجیے اللہ تعالی سب احوال سے آگاہ ہے آزمایش کا اطلاق اُسکی ذات پر کرنا محال ہے اس صورت مین آزمایش سے مراد یہہ ہے کہ اُنکے ساتھ معاملہ ایسا کرنا گویا کوئی آزمایش کرتا ہے تا مومنون کو معلوم ہو اِس آیت مین اللہ تعالی مومنون کو یہہ خطاب کیا تا وے مصیبتون پر صبر کرنے اور اذیتون کو سہنے آمادہ اور تیار رہین یکایک کچھ ایذا پہنچے تو نہ ڈگمگاوین وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا اور البتہ سنوگے اگلی کتاب والون سے اور مشرکون سے ایذا بہت اگلی کتاب والون سے مراد یہود و نصاری ہین اور مشرکون سے عرب کے مشرک اذی کثیرا جو فرمایا اس سے اقسام کی ایذا ہے جو اُن تینون فرقے سے پہنچتی تھی وے عزیر کو اور مسیح کو ابن اللہ کہتے تھے اور اللہ کو تین مین کا تیسرا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حتی الامکان طعنے کرتے تھے اور ہجو بناتے تھے اور اُنکی مخالفت پر لوگونکو ترغیب دیتے تھے اور آپ سے جنگ کرنے لشکر جمع کرتے تھے اور مومنونکی ہمت گھٹاتے تھے وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ اور اگر تم ٹھہرے رہو اور پرہیزگاری کرو تو مقرر یہ ہمت کے کام ہین یہہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مومنونکو ہے یعنے اگر تم اُنکی ایذا پر صبر کروگے اور پرہیز سے ڈروگے جس چیز کا امر کرتا ہون اُسکو بجالاؤگے اور جس چیز کو منع کرتا ہون اُس سے پرہیز کروگے تو یہہ عزم الامور سے ہے یعنے نیک تدبیر کہ جسکے کرنے مین خوبی ہے عقلمند کو نہین پہنچتا کہ اُسکو ترک کرے بعضے کہتے ہین عزم الامور کی معنی یہہ ہے مین نے تمکو لازم کروایا کہ اسکو البتہ کیا چاہیے اِس آیت کی شان نزول مین اختلاف ہے ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور فنحاص یہودی کے درمیان قصہ جو چلا اور فنحاص بولا اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار اور ابوبکر غصہ ہوئے یہہ آیت نازل ہوئی حافظ عسقلانی نے کہا ہے اِس کی سند حسن ہے عکرمہ اور مقاتل اور ابن جریج کا بھی یہی قول ہے عکرمہ سے روایت ہے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فنحاص بن عازورا سے جو بنی قینقاع کا رئیس تھا مدد چاہے اور خطوط لکھے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حوالے کئے اور کہے یہہ خط لیجا کے اُسکو دیو اور تاکید کئے تم وہان جاؤ تو مین نہین بولا سو کام کچھ مت کر بیٹھیو غرض ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تلوار کو حمایل ڈال کے فنحاص کے یہان جا کے خط دئیے فنحاص خط پڑھکے کہا تمھارا رب اسقدر محتاج ہوا جو ہم سے مدد مانگا ابوبکر چاہے اُسکو تلوار سے گھایل کرنا

لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو تاکید کیے تھے یاد کر کر اُسکو نہ مارسے تب یہہ آیت نازل ہوئی اور عبد الرزاق
معمر سے وہ زہری سے وہ عبد الرحمن بن کعب بن مالک سے روایت کیا ہی کہ یہہ آیت کعب بن الاشرف یہودی کے
حق مین نازل ہوئی وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور صحابہ کی ہجو کرتا تھا معلوم کیجئے اِس آیت مین صبر کرنیکا امر جو
آیا ہے اُسکے دو تاویل ہین پہلی تاویل یہہ ہے کہ اگر کافرون کی طرف سے جان و مال کو کچھ نقصان پہنچے یا اور
کچھ ایذا دیوین تو اسکو سہنا اور اُن سے مقابلہ اور جنگ نکرنا اس تاویل پر واحدی کہتا ہے کہ یہہ حکم آیت السیف
سے منسوخ ہوا قفال کہتا ہے یہہ حکم منسوخ نہین بلکہ ظاہر یہہ ہے آیت احد کے قصہ کے بعد نازل ہوئی اس سے
مقصود کُفار کے گندے باتون پر صبر کرنا اور اکثر اوقات مین اُن کے ساتھ مدارا کرنا ان باتون مین صبر کرنا
ان سے جنگ کرنے کو منافی نہین امام فخر الدین الرازی کہتا ہی واحدی کا قول ضعیف ہی قفال جو کہا سو بات قوی
ہے بندۂ عاصی کہتا ہی اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی حدیث جسکو بخاری وغیرہ روایت کئے ہین اسمین آیا ہے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن عبادہ کی بیمار پُرسی کے واسطے گئے راہ مین ایک مجلس تھی وہان عبد اللہ بن
رواحہ رضی اللہ عنہ وغیرہ چند انصار اور مشرک اور یہود جمع تھے اُنمین عبد اللہ بن ابی بن سلول بھی تھا اور اسلام
نہین لایا تھا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت باتین کیا پر اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در گذرے
اس حدیث کے آخر مین مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب مشرک اور اہل کتاب کی زیادتی کو
جیسا کہ اللہ تعالی نے امر کیا تھا معاف کر دیتے تھے اور اُنکی ایذا پر صبر کرتے اللہ تعالی فرمایا ولتسمعن من الذین
اوتوا الکتاب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیرا الآیہ اور فرمایا ود کثیر من اہل الکتاب لو یردونکم من
بعد ایمانکم کفارا حسدا من عند انفسہم الآیہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عفو کرنیکا امر جو اللہ تعالی اُنکو کیا تھا
اُسکو بجا لاتے تھے یہان تک کہ اللہ تعالی کافرون سے جنگ کا اذن دیا پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کا
جنگ کئے اور اسمین قریش کے سردار مارے گئے عبد اللہ بن ابی بن سلول اور اسکے ساتھ کے مشرک اور بت پرست
بولے یہہ امر یعنے اسلام نمود مین آیا اب اسلام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنا سو اسلام لائے
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عفو کی یہہ آیت پیش از غزوہ بدر کے نازل ہوئی تھی اُسکے بعد قتال کا حکم ہوا یہہ دلالت
کرتی ہے اُسکے نسخ پر لیکن نسخ سے یہہ مراد نہین کہ عفو کا حکم بالکلیہ منسوخ ہوا بلکہ یہہ غرض ہے عفو جو لازم اور

فرض تھا موقوف ہوا جنگ کرنے کی اجازت ہوئی دوسری تاویل یہہ ہے صبر سے مراد کافرون سے جنگ نہ
صبر کرنا اور انکار کرنے مین اور شرک کے رسوم مٹانے مین انکا اندیشہ نہ کرنا وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ
الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّہٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَکْتُمُوْنَہٗ اور جب اللہ نے اقرار لیا کتاب والون
سے کہ البتہ تم اسکو بیان کروگے لوگون کے پاس اور نہ چھپاؤگے کتاب والون سے یہود و نصاری کے علما مراد
ہین عہد لینے سے اللہ تعالی انکو توریت مین جو نہایت تاکید کے ساتھ فرما دیا تھا کہ اسکو نہ چھپانا لوگون مین
علانیہ کہنا مراد ہے ضمیر لتبیننہ کی اور لاتکتمونہ کی کتاب کی طرف پھرتی ہے کتاب مین یعنی توریت و انجیل
مین محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نعت وغیرہ جو ہے اسکو تم بیان کرنا اور نہ چھپانا بعضے کہتے ہین انکے ضمیر
نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف پھرتی ہے یعنے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نعت جو تمکو معلوم ہے اسکو نہ چھپانا
ابن کثیر اور ابوبکر اور ابوعمرو لیبیننہ اور ولایکتمونہ یاء مثناۃ تحتانیہ سے قرارت کہتے ہین غایب کے صیغہ پر یعنے
البتہ وے اہل کتاب اسکو بیان کرینگے اور وے اسکو نہ چھپاینگے جو لوگ خطاب کے صیغہ سے قرارت کئے
ہین سو انکا نبی علیہ السلام میثاق لیتے وقت جو لوگ حاضر تھے انکو خطاب ہے فَنَبَذُوْہُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ
پھر پھینک دیا وہ اقرار اپنے پیٹھ کے پیچھے یعنے اس اقرار پر ثابت نہ رہے اور اسکو عمل مین نہ لائے اور
اسکی طرف التفات نہ کئے وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا اور خرید کیا اسکے بدلے مول تھوڑا یعنی انکے علماان
نے دنیا کی تھوڑی منفعت کی طمع سے حق بات کو پوشیدہ کئے کیونکہ انکو اندیشہ ہوا کہ اگر حق بات کہہ دین تو اپنی
عزت اور آمدنی جاتی رہیگی فَبِئْسَ مَا یَشْتَرُوْنَ ۝ سو کیا بری خرید کرتے ہین یعنے یہہ چھپانا انکے حقمین بہت بری
چیز ہے معلوم کیجئے اس آیت کی ظاہر کے دیکھنے اگرچہ یہود و نصاری کے علما کے حقمین مخصوص ہے لیکن اسکے حکم مین
اس امت کے علما بھی داخل ہین کیونکہ انکو بھی اللہ تعالی قرآن جو اشرف کتب آلہی ہے دیا جو شخص ظالم حاکم کو
خوش کرنے یا اسکو اعانت کرنے یا اپنے تئین منفعت ملنے یا اور کسی اندیشہ سے حق بات کو چھپایا یا اپنا علم دوسرون
کو معلوم نہ ہونیکے بخل سے نہ بولا تو اس عہد مین داخل ہوگا قتادہ کہا اللہ تعالی نے علما سے یہہ اقرار لیا ہے
جسکو کچھ معلوم ہو تو دوسرے کو سکھاوے اور علم کو پوشیدہ رکھنا ہلاکی کا سبب ہے مروی ہے کہ حجاج بن یوسف نے
جو بڑا ظالم امیر تھا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو کہلا بھیجا تمہاری طرف سے مجھکو بہت سی باتین پہنچی ہین حسن بصری کے

تمام باتین جوتجکو پہنچے ہین وہ مین نہین بولا ہون اور تمام باتین جو بولا وے سب تجکو نہین پہنچی حجاج بولا مین سنا ہون تم کہتے ہو نفاق جسکو ہم سنتے تھے اب پگڑی باندھکے تلوار لیکر موجود ہوا ہے حسن بصری کہے ہان مین یہہ بات بولا ہون حجاج بولا یہ باتین جو ہمکو پسند نہین تم کیا واسطے کہتے ہو حسن بصری کہے اللہ تعالی نے کتاب والون سے عہد لیا ہے کہ اسکو لوگون کے پاس بیان کرو اور اسکو مت چھپاو اس لئے مین بولا ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اپنی صحیح مین اور بیہقی سنن مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے جو کوئی کسی علم سے سوال کیا جاوے اور وہ شخص جانے اس علم کو چھپائے تو قیامت کے دن اسکو آتش کی لگام دینگے ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے اور حاکم نے اسکے مثل روایت کیا ہی اور کہا کہ سند اسکی صحیح ہے شیخین کی شرط پر اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح مین اور حاکم نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے ابو یعلی اور طبرانی نے کبیر مین اور اوسط مین ابن عباس سے روایت کیا ہی حافظ عبد العظیم منذری نے کہا ہے ابو یعلی کی حدیث کے تمام راوی ثقہ اور محتج بہ ہین صحیح مین اور طبرانی کی سند جید ہے اس حدیث کو ابن ماجہ نے ابوسعید خدری سے روایت کیا ہی اس حدیث کو طبرانی عبد اللہ بن مسعود اور طلق بن علی سے ابن ماجہ انس بن مالک سے عقیلی جابر اور عائشہ سے ابن جوزی عمرو بن علبسہ سے بھی روایت کئے ہین اور جابر بن عبد اللہ اور عبد اللہ بن عمر وغیرہ سے بھی مروی ہی اکثر طرق اس حدیث کے ضعیف ہین لیکن سبکو جمع کرکے دیکھین تو حدیث کو تقویت ہوتی ہے طبرانی نے اوسط مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے مثال اس شخص کی جو علم سیکھتا ہے پھر اسکو بیان نہین کرتا ایک شخص کے مانند ہے جو خزانہ جمع کرتا ہی اور اسکو خرچ نہین کرتا اس حدیث کی سند مین ابن لہیعہ ہے اور حارث بن اسامہ نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہے اللہ تعالی جاہل سے علم سیکھنے کا عہد نہین لیا جبتک اہل علم سے سکھانے کا عہد نہین لیا یعنے اللہ تعالی نے اول عالمون سے سکھانیکا عہد لیا بعدہ جاہلون سے سیکھنے کا عہد لیا اس اثر کی طریق مین حسن بن عمارہ ہے وہ ضعیف ہی ابن ابی حاتم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ اللہ تعالی نے اہل کتاب سے اگر اقرار نہ لیا ہوتا تو مین تمکو کوئی حدیث نہ کہتا اور یہہ آیت پڑھی واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیننہ للناس الآیہ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَا اَتَوْا نہ سمجھیو کہ جو لوگ خوش ہوتے ہین

ضعیف ہے

اپنے کئے پر وَيُحِبُّونَ اَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا اور دوست رکھتے ہین تعریف بن کئے پر فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِنَ الْعَذَابِ سو نہ جان کر وے خلاص ہین عذاب سے وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اور انکو دکھ کی مار ہے لاتحسبنّ کو عاصم اور حمزہ اور کسائی تاء مثناۃ فوقانیہ سے خطاب کے صیغہ پر پڑھتے ہین باقی قرا لایحسبن یاء مثناۃ تحتانیہ سے غایب کے صیغہ پر پڑھتے ہین اور فلاتحسبنهم کو ابن کثیر اور ابو عمرو یاء مثناۃ تحتانیہ سے اور باء موحدہ کے ضم سے جمع غایب کے صیغے سے پڑھتے ہین باقی قرا تاء مثناۃ فوقانیہ اور باء موحدہ کے فتح سے واحد مخاطب کے صیغے سے پڑھتے ہین جو لوگ دونو کو خطاب کے صیغے سے پڑھتے ہین انکی قرارت پر لاتحسبن اور فلاتحسبنهم کا خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے یا جو شخص خطاب کا اہل ہو اسکو خطاب ہے یعنے اے محمد تو مت سمجھ یا اے سننے والے تم مت سمجھو جو لوگ غایب کے صیغے سے پڑھتے ہین تو لایحسبن کی ضمیر مومنو کی طرف پھرتی ہے یعنے مومنین نہ سمجھے ان لوگون کو جو خوش ہوتے ہین فلاتحسبنهم کو جمع غایب کے صیغے سے جو پڑھتے ہین انکی قرأت مین لایحسبن کا فاعل ہم ہے اور مفعول محذوف ہے معنی یون ہین جانتے مومنین ان لوگون کو جو خوش ہوتے ہین خلاص عذاب سے حاصل مضمون آیت کا یہہ ہے جو لوگ اپنے کئے پر خوش ہوتے ہین یعنی اپنی مکر و فریب پر اور حق کو چھپانا اور اپنی عیب کو مخفی رکھنا اور کھوٹے کو کھرا بتانا اور وے جو دوست رکھتے ہین تعریف بن کئے پر کیونکہ وے لوگ اقرار کو نہ نبھائے اور حق کو ظاہر نہ کئے اور سچی بات نہ کئے پھر بدیان انہین رہتے پر اپنے تئین خوب ہون کر کر نمود کرتے ہین ایسے لوگ عذاب مین گرفتار نہ ہونگے کرکے مت سمجھ بلکہ انکی جگہہ دوزخ مین ہے معلوم کیجئے یہہ آیت پہلی آیت کے تحت مین داخل ہے سو اہل کتاب غیرہ کے اذیتون سے یہہ بھی ایک ایذا ہے کہ وے لوگ اپنے مکر و فریب پر اور دغل فصل پر خوش ہوتے ہین اور اپنے تئین راست باز اور دیانت دار سمجھا کر کر آرزو کرتے ہین انکی ایسی چال و چلن دیکھنے سے مسلمانکو ایذا ہوتی ہے سو اس ایذا پر بھی صبر کرنیکا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہوا اس آیت کی شان نزول مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین منافقون کے حقمین نازل ہوئی بخاری اور مسلم نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ چند منافق تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ کو نکلے تو وے نہین نکلتے اور اپنے بیٹھنے پر خوش رہتے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آتے تو وے آپکے پاس

حاضر ہوکے اپنے نہ آنیکا عذر بتاتے اور اس پر قسم کرتے اور بن کئے پر تعریف دوست رکھتے اس پر یہہ آیت
نازل ہوئی اور بعضی کہتے ہین یہود کے حق مین نازل ہوئی جو حق بات کو چھپاکے اسکا خلاف کہتے تھے بخاری
اور مسلم علقمہ بن وقاص سے روایت کئے ہین کہ مروان اپنے دربان کو بولا اے رافع تو ابن عباس کے پاس
جاکے پوچھ اگر ہر آدمی اپنے کئے پر خوش ہووے اور بن کئے کی تعریف دوست رکھے تو ہم سب کو معذب ہونا
لازم آتاہے ابن عباس کہے تم اس آیت سے کاہیکو سوال کرتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہود کو
بلواکے کچھ پوچھے وے اسکو چھپاکے اسکے برخلاف کہے اور ایسا نمود کئے کہ ہم جو بیان کئے اس پر ہمکو شاباش
کہنا اور اپنے کئے پر اور حق چھپانے پر نازان اور خوش ہوئی بعد ابن عباس یہہ آیت پڑھے واذ اخذ اللہ
میثاق الذین اوتوا الکتاب اور یہہ پڑھے ویفرحون بما اتوا ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا ابن ابی حاتم نے
تابعین کی ایک جماعت سے روایت کیا ہے کہ یہہ آیت یہود کے حق مین نازل ہوئی جو کہے ہم پہلی کتاب والے اور
نماز و بندگی والے ہین اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا اقرار نہ کئے اس پر یہہ آیت نازل ہوئی
شاید آیت ان تمام لوگون کے حق مین نازل ہوئی ہو یا مخصوص کسی کے مقدمہ مین نازل ہوئی لیکن اسکا
عموم ہر شخص کو جو کچھ نیک کام کرکے اس پر خود بینی کی راہ سے نازان ہوتاہے اور اپنے مین نہین سو چیز
پر لوگ تعریف کرنا کرکے خوش ہوتاہے شامل ہے امام فخر الدین رازی نے اس آیت کی شان نزول مین چھے
قول ذکر کرکے ان قولون کی تفصیل کے بعد کہا اس آیت کو ان تمام مقدمون پر حمل کرنا اولی ہے کیا واسطے کہ
ان تمام قولون کا خلاصہ ایک ہی بات ہے کہ انسان لایق نہین سو کام کرے اور اس پر خوش ہووے
اور لوگون سے توقع رکھے کہ وے اپنی کو نیک چلن اور استقامت اور زہد اور اللہ کی طرف رجوع ہے
کرکے تعریف کرین انتہی اللہ تعالی جس بات کی مذمت کیا ہم لوگ اسمین گرفتار ہین دنیا حاصل کرنے کے لئے
اقسام کے مکر و حیلے کرتے ہین اسپر لوگ اپنے کو دیندار اور حق گو اور بے طمع ہے کرکے تعریف کرنے کو دوست
رکھتے ہین وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ : اور اللہ کو ہے
سلطنت آسمان و زمین کی اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے پھر جو آسمان و زمین کا مالک ہو اور مینہ پانی اناج
دانا گھانس بات وغیرہ سب اسکی قدرت مین ہون اسکو سزاوار ہے جو چاہے سو کرے کافر کو

۶۶ اب دیوے مومنون کو نجات بخشے اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ
وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۞ مقرر آسمان وزمین کا بنانا اور رات و دن کا بدلتے آنا
اسمین نشانیان ہین عقل والونکو اس آیت کی شان نزول کا سبب ابن ابی حاتم اور طبرانی جعفر بن ابی
المغیرہ کی طریق سے وہ سعید بن جبیر سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کئے ہین کہ قریش
یہود کے پاس آکے پوچھے موسی کیا معجزہ لائے یہود کہے عصا اور ید بیضا الحدیث پھر قریش کہے ہمارے
واسطے صفا پہاڑ کو سونے کا بنادو تب یہہ آیت نازل ہوئی حافظ عسقلانی نے کہا اس حدیث کے رجال تمام
ثقہ ہین مگر حمانی کہ اسمین لوگون کو سخن ہے اور حسن بن موسی اسکو حدیث سے یعقوب کے وہ جعفر بن ابی
المغیرہ سے وہ سعید بن جبیر سے مرسل روایت کیا ہے یہہ مرسل روایت ہی معتبر ہے اس روایت مین
بہی ایک اشکال ہے کیونکہ یہہ سورہ مدنی ہے اور قریش مکے مین تھے وے سوال کیسا کئے حافظ ابن
حجر عسقلانی نے اس اشکال کے جواب مین کہا شاید یہہ سوال ہجرت کے بعد کئے ہون علی الخصوص صلح
حدیبیہ کے زمانے مین انتہی آیت کی معنی یون ہے اے لوگو تم تامل کرکے دیکھو اور سوجھو مین نے آسمان و
زمین کو کیسا پیدا کیا ہون اور تمہارا رزق اور معاش انہین رکھا اور رات دن کی گردش لگا دیا کبھی
تو رات بڑھتی ہے اور کبھی دن بڑھتا ہے دن جو رکھا ہون اسمین محنت مزدوری
کرکے معاش کی فکر کرے اور رات کو آرام لیوے سوای عقلمند و اسکو دیکھکر تفکر
کرو اور عبرت پکڑو ابن حبان نے عبد الملک بن سلیمان کی طریق سے وہ عطا سے روایت کیا ہے کہا مین
اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عبید بن عمیر مکے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہان گئے ابن عمر بی بی کو
کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت عجیب امر جو دیکھی ہو وہ کہو بی بی بہت روئین
اور کہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب کام عجب ہی تھے ایک شب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے اور میری چادر کے اندر آئے یہان تک کہ آپکے بدن کا پوست
میرے پوست کو لگا بعدہ فرمائے ای عائشہ آجکی شب اللہ تعالی کی عبادت کے لئے مجھے اجازت
دوگے مین نے عرض کی یا رسول اللہ مین آپکا تقرب چاہتی ہون اور مجھکو آپکی خوشی منظور ہے آپکو اجازت

دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھکر مشک مین سے پانی لیکے وضو کئے پانی زیادہ خرچ نکئے بعد
نماز کو کھڑے ہوکے قرآن پڑھتے تھے اور روتے تھے یہان تک کہ اشک سے پہلو تر ہوئے بعدہ بیٹھے
اور اللہ کی حمد و ثنا کئے بعد ہاتھین اُٹھائے یعنے دعا مانگنے لگے اور آپ روتے تھے اشک سے زمین تر
ہوئی اسمین بلال صبح کی نماز کے واسطے بلانے آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روتے دیکھکے کہے یا رسول اللہ
کیا آپ روتے ہین اللہ تو آپکے اگلے اور پچھلے گناہ سب معاف کرچکا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے یا بلال کیا مین شکر نہ کرون بعدہ فرمائے مین کیون نہ رون گا اللہ تعالی ان راتون مین
یہہ آیت نازل کیا ہے اِنّ فی خلق السموات والارض بعدہ فرمائے ویل ہے اسکو جو اس آیت کو
پڑھا اور اسمین دھیان نکیا ثعلبی علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
شب کو اُٹھے تو مسواک کرتے بعد آسمان کی طرف دیکھکے پڑھتے انّ فی خلق السمٰوات والارض
الآیہ بخاری اور مسلم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے ایک شب مین اپنی خالہ
ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین رہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کے لوگون سے
ایک ساعت باتین کرکے آرام کئے جب پچھلی شب ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ بیٹھے اور
آسمان کی طرف دیکھکے فرمائے اِنّ فی خلق السموات والارض الآیہ ایک روایت مین آیا ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہوشیار ہوکے ہاتو سے انکھین ملے اور آل عمران کے آخر کے دس آیتین پڑہین
الحدیث الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِہِمْ وے جو یاد کرتے ہین
اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے وے لوگ ہمیشہ یاد الٰہی مین رہتے ہین اور سب حالتون مین اللہ
کا ذکر کرتے ہین یہان تین حالتین ذکر کیا کسواسطے کہ اکثر انسان ان تین حالتون سے خالی نہین رہتا لیٹنا
بھی کئی طرحکا ہوتا ہے کروٹ چت اوندھے یہان کروٹ لیٹنے کو ذکر کیا کسواسطے کہ اوندھے لیٹنا
شرعًا اور عرفًا مذموم ہے لوگ بھی اکثر اسطور سے لیٹتے نہین کروٹ لیٹنا بہ نسبت چت کے زیادہ ہے
کیونکہ پہلو وہین اور پشت ایک ہی ہے تو البتہ کروٹ کا وقت زیادہ ہوا چت سے اغلب کے
دیکھتے کروٹ کہا اور اہل طب کہا کرتے ہین چت لیٹنا فکر کرنے کو مانع ہوتا ہے پہلو پر لیٹنا اسکو

مانع نہین یہہ مقام تو تفکر کرنے کا تھا اسلئے اسکو ذکر کیا اور بھی پہلو پر سونا مستغرق نیند کو مانع ہوتا ہے
تو اس وضع سے سونے والا جلد ہوشیار ہوتا ہے ہوشیار ہوا تو اللہ کا ذکر کریگا بعضے کہتے ہین مراد ذکر سے
نماز ہے یعنے نماز کھڑے ہو کے پڑھتے ہین اس سے عاجز ہو تو بیٹھ کے پڑھتے ہین اس سے بھی عاجز ہو تو لیٹ کے
مقصود یہہ ہے وے لوگ نماز کو کسی حالت مین ترک نہین کرتے جیسا بنے ویسا گذارتے ہین بندۂ عاصی
کہتا ہے پہلے قول والے ذکر کو عموم پر حمل کئے دوسرے قول والے ذکر سے مخصوص نماز کو لئے عموم پر حمل
کرنا اولی ہے ذکر کے فضایل مین احادیث بہت وارد ہوئے ہین امام احمد اور ابو داود اور ابن ابی
الدنیا اور نسائی اور ابن حبان اپنی صحیح مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے کوئی شخص کہین بیٹھو وہان اللہ کا ذکر نہین کیا تو اس شخص کو اللہ کے یہان
نقصان ہے اور کوئی شخص کہین کروٹ لیٹو وہان اللہ تعالی کا یاد نکیا تو اس شخص کو اللہ تعالی کے
کے یہان نقصان ہے اور کوئی شخص کہین چلا اور اس چلنے مین اللہ کی یاد نکیا تو اس شخص کو اللہ کے
یہان نقصان ہے ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اپنی صحیح مین اور حاکم عبد اللہ بن بسر رضی اللہ
عنہ سے روایت کئے ہین کہے مینے عرض کیا یا رسول اللہ شرایع اسلام مجھ پر بہت ہوئے سو کچھ ایسا
فرماو کہ مین اسکو پکڑ رکھون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تیری زبان ذکر الہی سے ہمیشہ
تر رہے ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن غریب ہے اور حاکم نے کہا اسکی اسناد صحیح ہے مسلم نے عایشہ رضی اللہ عنہا
سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب وقتون مین اللہ تعالی کا ذکر کیا کرتے تھے امام شافعی
اس آیت سے بیمار لیٹ کے نماز پڑھے تو کروٹ لینا واجب ہونیکی دلیل پکڑتے ہین پھر کروٹ لیٹنے تو
سر سے اشارہ کرنا مگر کروٹ لیٹنے کی طاقت نہو تو چت لیٹنا اسیکو تائید کرتی ہے حدیث جسکو بخاری
اور اصحاب السنن عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے مجھکو بواسیر تھی مین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کا سوال کیا حضرت فرمائے کھڑا ہو کے نماز پڑھ اگر طاقت نہین تو بیٹھ کے
نماز پڑھ اگر طاقت نہین تو کروٹ لیٹ کے پڑھ ابو حنیفہ کے پاس بیمار کو بیٹھنا متعذر ہو تو چت لیٹنا
افضل ہے کروٹ لیتا تو بھی جایز ہے وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور دھیان

کرتے ہین پیدائش مین آسمان اور زمین کے رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا اى رب ہمارے
تو نے یہہ عبث نہین بنایا لفظ ربنا قول محذوف کا مقولہ ہی یعنے آسمان و زمین کی پیدائش مین تفکر کرکے کہتے ہین ای
رب ہمارے تو نے یہہ عبث نہین بنایا بلکہ اسمین تیری وحدانیت پر اور کمال قدرت پر دلیل ہی اور اسمین کئی حکمتین
رکھا ہی سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ تو پاک ہی عیب سے سو ہمکو بچا دوزخ کے عذاب سے یعنے ہم تیری وحدانیت
کی تصدیق کئے اور تو جنت اور دوزخ جو تیار رکھا ہی اس کا اقرار کئے اب ہمکو دوزخ سے بچا معلوم کیجیے
اللہ تعالی نے اس آیت مین دعا کرنیکی کیفیت بندون کو تعلیم کی سو دعا کرنے والا اول اللہ تعالی
کی حمد و ثنا کرکے بعد دعا کرے سن لیجیے اپنی خاطر کسی چیز کے حاصل کرنین صرف کرنیکو اور اس چیز کو
دلمین بھر آنے کو فکر کہتے ہین یہہ فکر انسان مین ایک قوت ہی جسکے سبب سے انسان مجہولات کو معلومات
سے حاصل کرتا ہی اس قوت کو عقل کے مطابق جاری کرنیکو تفکر کہتے ہین اس سے معلوم ہوا جس چیز کی
صورت ذہن مین کسی وجہ سے حاصل نہو تو اسمین تفکر کرنا ممکن نہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین
تم اللہ تعالی کے نعمتون مین تفکر کرو اللہ تعالی کی ذات مین تفکر مت کرو اسکو طبرانی وغیرہ ابن عمر
رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین ابن عباس وغیرہ سے بھی ایسی ہی روایت مرفوع وارد ہوئی
ہے اللہ تعالی کی ذات پاک مین تفکر کرنے کو منع فرمائے کسواسطے کہ اللہ تعالی کسی صورت سے
متصف ہونے سے منزہ ہی اسکو تصور کرنا بھی محال ہوا اسی لئے اللہ تعالی نے اپنے بندون سے خبر دیا کہ
وے آسمان و زمین کے پیدائش مین تفکر کرتے ہین دیکھئے کہ اللہ تعالی صنایع عجیب اور بدایع غریب اسمین
ودیعت رکھاہے تا اس خالق کی کمال قدرت کا نمونہ ہو اور سمجھے کہ انکو ایک خالق ہے قادر مدبر حکیم
رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ اى رب ہمارے جسکو تو نے دوزخ مین ڈالا
تو مقرر اسکو تو نے رسوا کیا وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ أَنْصَارٍ - اور گنہگارون کا کوئی نہین مددگار
اخزیت ماضی کا صیغہ ہے باب افعال سے اسکا مجرد خزی ہے خزی کی معنی اہانت اور ذلت
اور فضیحت اور بے عزت کرنا اہل قبلہ سے گناہ کبیرہ کا مرتکب جو ہو وہ مومن نہین کرکے معتزلہ
اس آیت سے دلیل لیتے ہین کہتے ہین کبیرہ کا مرتکب دوزخمین پڑا تو اسکو اللہ تعالی اخزا کیا سو یہہ بات

اس آیت سے ثابت ہوئی مومن کو اخزا نہین کرکے اللہ تعالی نے دوسری آیت مین فرمایا ہے یوم لایخزی اللہ النبی والذین امنوا معہ یعنے اس دن رسوا نکریگا اللہ تعالی نبی کو اور انکو جو اس نبی کے ساتھ ایمان لائے ان دونون آیتونکو جمع کرنے سے لازم ہوا گناہ کبیرہ والا مومن نہین اس اعتراض کے کئی جواب ہین پہلا جواب یوم لایخزی اللہ النبی کی آیت اخزا مطلق نہونیکو مقتضی نہین بلکہ مومن نبی کے ساتھ جس حال مین ہوگا اس حالمین اسکو اخزا نہین اس حالت مین اخزا نہونا دوسری حالت مین اخزا ہونیکو منافی نہین اخزا کی ایک حالت ہے عدم اخزا کی ایک حالت ہی دونون مین تناقض نہین امام رازی نے اسی جواب کو پسند کیا دوسرا جواب اخزا مخصوص ہے اسکو جو دوزخین سدا رہے گناہ کے موافق دوزخین جاکے نکلا تو اسکو اخزا نہوا یہہ قول سعید بن المسیب اور ثوری اور قتادہ کا ہی تیسرا جواب دوزخین گیا سو شخص جانیکی حالت مین اسکو خزی ہی وہان سے جب نجات پایا تو اسکی خزی دفع ہوئی آیت کی معنی یون ہین جسکو تونے دوزخین ڈالا اسکو رسوا کیا واسطے دوزخین ڈالا اور آتش سے عذاب دیا اسیکو تائید کرتی ہے حدیث جسکو ابن جریر طبری اور حاکم عمرو بن دینار سے روایت کئے ہین بولا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما عمرے کے ارادے سے آئے پھر مین اور عطا ملکے انکے پاس گئے مین نے پوچھا کیا دوزخین گئے بعد نہ نکلین گے یعنے مومن جابر کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو خبر دئے کہ وے کفار ہین مین نے کہا اللہ تعالی فرماتا ہے انک من تدخل النار فقد اخزیتہ جابر کہے آتش سے جب جلایا تو اس سے بڑھکے کونسی خزی ہے اس سے کم چیز مین خزی ہے ابن جریر طبری نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اور بولا دوزخین گیا تو جانے سے اسکو خزی ہوئی اگرچہ بعد اس سے نکلے اس تقدیر پر خزی سے ہتک اور فضیحت مراد ہوگی چوتھا جواب خزی کی معنی اہانت اور ہلاک اور ابعاد اور شرمندگی اور خجالت بھی ہے جو شخص دوزخین جائیگا تو اسکے مناسب کی خزی اسمین مراد ہوگی اسمین سے نکلنے تک مومن کو شرمندگی اور خجالت ہے حاصل جواب اخزا کا لفظ مشترک ہے مشترک لفظ کو نفی اور اثبات دونون مین ملکے حمل کرنا صحیح نہین پھر اس سے حجت پکڑنا ساقط ہوا معتزلہ جیسے ان دو آیتون سے اپنے مذہب پر دلیل پکڑتے ہین

ایسا ہی مرجیہ گناہ کبیرہ والا مومن دوزخمین نہ جانے پر اس سے دلیل لیتے ہین کسواسطے کہ صاحب الکبیرہ مومن ہے مومن کو خزی نہین دوزخمین جانا خزی ہے توچاہئے کہ صاحب کبیرہ دوزخمین نہ جاے معتزلہ کو جوجواب دئے اسکو تامل کرنے سے ان کاجواب بھی نکل آتا ہے منکرین شفاعت و ما للظالمین من انصار سے فاسقون کو شفاعت نہونے پر دلیل لیتے ہین کسواسطے کہ شفاعت بھی ایک نوع کی نصرت ہی جنس نصرت کی نفی جب کیا تو اسکے نوع کی نفی بھی ثابت ہوئی بیضاوی اسکے جواب مین بولا نصرت اسکو کہتے ہین کسی چیز کو قہر و غلبے سے دفع کرنا شفاعت مین قہر نہین بلکہ عاجزی ہی سو نصرت کی نفی کرنے سے شفاعت کی نفی لازم نہین آتی امام رازی اسکے چندجواب دیا ہے پہلا جواب قرآن دلالت کرتا ہے مطلق ظالم کافر ہے جیسے اس آیت مین فرمایا والکافرون ہم الظلمون کافرون کا مددگار کوئی نہونے سے مومنون کے لئے شفاعت نہونا لازم نہین آتا کافرانے کو شفاعت اور مدد کرنیوالا کوئی نہین کو کے تخصیص جو کرتے ہین اسی کو تائید کرتی ہے اللہ تعالی فرماتا ہے وے قیامت کے دن کہین گے فما لنا من شافعین ولا صدیق حمیم یعنے ہمارا کوئی سفارشی نہین اور نہ کوئی دوست محبت کرنیوالا دوسرا جواب شفاعت اللہ تعالی کے اذن سے ہوگی جب اذن سے ہوئی تو شفیع نصرت پر قادر نہین ہوا اگرا ذن کے بعد جب اذن ہوا تو نصرت پر بالاستقلال قادر نہین ہوا تیسرا جواب یہ آیت عام ہے شفاعت کی ثبوت کے دلائل خاص ہین خاص مقدم ہے عام پر رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ای رب ہمارے ہمنے مقرر سنا کہ ایک پکارنے والا پکارتا ہے ایمان لانیکو کہ ایمان لاو اپنے رب پر سو ہم ایمان لائے ابن عباس وغیرہ اکثر مفسرین کہتے ہین اس پکارنے والے سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہین محمد بن کعب القرظی نے کہا پکارنے والے سے قرآن مراد ہے کیا واسطے ہر شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہین کیا یعنے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہو تو آپکے پکارنے کو بھی نہین سنا بخلاف قرآن کے اسکو ہر کوئی سنتا ہے اور سمجھتا ہے ایمان لانیکی توفیق جب اسکو اللہ تعالی دیا تو اسکا بھلا ہوا کسواسطے کہ قرآن رشد اور ہدایت اور اقسام کے دلایل پر جو اللہ تعالی کی وحدانیت پر دلالت کرتے ہین شامل ہی جو شخص اسکو

سنا اور سمجھا اور ایمان لایا تو گویا قرآن اسکو ایمان کے واسطے پکارا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا ای
ہمارے اب بخش ہمکو ہمارے گناہ وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا اور ڈھانپ دے ہماری برائیان ذنوب سے
کبایر اور سیئات سے صغائر مراد ہین بعضے کہتے ہین دونون کی ایک ہی معنی ہے تاکید کے واسطے ذکر کیا
کسواسطے کہ دعا مین الحاح اور مبالغہ کرنا مندوب ہے بعضے کہتے ہین گناہ جو ہم کر چکے ہین انکو بخش اور جو آیندہ ہم سے سرزد ہونگے انسے در گذر بعضے کہتے ہین
غفران اگلے گناہ ہونگے جو توبہ کرنے سے بخشے جاتے ہین اور تکفیر ان گناہو نکی جو طاعتوں سے محو ہو جاتے ہین وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ اور موت
ہمکو نیکون کے ساتھ یعنے ہمکو ابرار کے زمرے مین داخل کر ابرار سے انبیا اور صالحین مراد ہین اسکی معنی یہہ ہے
کہ وہی جس عمل پر مرے ہمکو بھی اسی عمل پر مار تاکہ ہم قیامت کے دن انکے درجہ مین رہین یا معنی یون ہین ہمکو انکے تابعدارون
مین رکھکے مار رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ ای رب ہمارے اور دے ہمکو جو وعدہ دیا تو نے یعنے اپنے رسولون کی
اپنے رسولون کی زبان پر یا رسولونکی تصدیق پر ثواب دینے کا وعدہ جو کیا ہے اسکو دے اگر کوئی کہے اللہ تعالیٰ وعدہ کا خلاف
نہین کرتا پھر وعدے کو پورا کرنیکی طلب کسواسطے کرنا اسکا جواب یہہ ہے کہ وعدہ پورا ہونیکے جو اسباب ہین انکے محافظت کی
توفیق طلب کرتے ہین یا اپنی عاجزی اور فروتنی اور بندگی ظاہر کرتے ہین یا آپ اس اکرام کے مستحق ہونا یقینی نہین سمجھ
اپنے تئین اسکے مستحق ہونیکی لیاقت کا سوال کئے وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اور رسوا نکر ہمکو قیامت کے دن
یعنے ہلاک اور فضیحت مت کر اور اس دن ہماری اہانت نکر إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ مقرر تو خلاف نہین کرتا
وعدہ اس آیت سے طاعت کی توفیق اور معصیت سے عصمت طلب کرنیکی توفیق مقصود ہے گویا یون کہے ہمکو طاعتونکی توفیق دے
جب تم فیق دیا تو اس توفیق کو باطل کرنیکے اور ہمکو بلا کی اور رسوائی مین ڈالنے کے کام سے بچا ابو یعلیٰ جابر رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عار اور تخزیہ یعنے رسوائی ابن ادم کو قیامت کے دن
اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہوے سو وقت اس مرتبہ مین ہوگی کہ وہ بندہ اپنے کو دوزخمین ڈالنے کیواسطے آرزو نیکی
آرزو کریگا بعضے کہتے ہین لا تخزنا کا سوال اسواسطے ہے بعضے آدمیون کو گھمنڈ رہتا ہے کہ آپ نیک کام مین ہین
قیامت کے دن ظاہر ہوگا کہ وہ نیک کام پر نہین تھا پھر اسکو موقف مین حسرت اور ندامت ہوگی سو وہ حسرت و
ندامت زایل ہونیکا سوال کئے فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ پھر قبول کی انکی دعا انکے رب نے یعنے جو مانگے سو دیا
أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ یہہ اللہ تعالیٰ کا مقولہ ہے یعنے اللہ تعالیٰ

فرمایا مقرر مین ضایع نہین کرتا محنت کسی محنت والے کی تم مین مرد ہو یا عورت سعید بن منصور اور عبد الرزاق اور ترمذی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور حاکم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیے ہین کہ بی بی نے فرمایا یا رسول اللہ اللہ تعالے نے ہجرت مین عورتون کا کچھ ذکر کیا سو مین نہین سنی تب اللہ تعالے نے فاستجاب لہم ربہم کی آیت آخر تک نازل کیا حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہی بَعْضُكُم مِّنْ بَعْضٍ بعض تمہارے بعض سے ہی یعنے تم آپس مین ایک ہو مرد عورت سے پیدا ہوتا ہی عورت مرد سے پیدا ہوتی ہی یا مرد عورت سب اصل مین ایک ہی آدم اور حوی علیہما الصلوة والسلام سے نکلے ہین یا دونون مین کمال اتحاد اور اتصال ہی یا دین اور نصرت اور موالات مین متحد ہین یا معنی یون ہے طاعت پر ثواب ملنے اور معصیت پر عقاب ہے تمے بعضی مثل بعض کے ہین فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ پھر جو لوگ اپنے وطن سے چھوٹے اور نکالے گئے اپنے گھرون سے وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي اور ستائے گئے میری راہ مین وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا اور لڑے اور مارے گئے ہین یعنی مہاجرین جو اپنے گھر دار کو اور عورت بچون کو ترک کر کے نکلے اور اسلام لانے سے مشرکون نے انکو جو جو ایذا دی سو وہ سہے بعد جہاد جب فرض ہوا تو دشمن سے لڑے اور جنگ مین شہید ہوے فی سبیل اللہ سے اللہ تعالی کی طاعت اور اسکے دین کو قایم کرنے مین اور اسکی رضامندی مین نکلنا مراد ہی یہہ مہاجر وہ ہین جو مکہ سے حبش کی طرف اور مدینہ کیطرف ہجرت کیے ہین لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ البتہ ڈھانپونگا یعنی محو کرونگا ان سے انکے برائیان یعنے گناہان وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ اور البتہ انکو داخل کرونگا باغون مین جنکے نیچے بہتی ندیان بدلا اللہ کے یہان سے یعنی انکے گناہ جو بخشا اور انکو بہشت مین داخل کیا سو اللہ تعالی اپنے فضل و احسان سے انکو بدلا دیا وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝ اور اللہ ہی کے یہان ہی اچھا بدلا اللہ تعالے نے انکو بدلا دیا محض اسکا فضل و کرم تھا سو اسکی تاکید کیو اسطے اس جملہ کو ذکر کیا ابن جریر اور ابو الشیخ اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی شعب الایمان مین عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے بہشت مین اول داخل ہوگا سو زمرہ مہاجرین کے فقرا کا ہی وہ لوگ ہین جو سب برائیون سے بچتے تھے انکو حکم کچھ کرو تو سنتے اور اطاعت کرتے تھے انمین سے کسیکو حاکم کے پاس کچھ حاجت رہتی تو وہین اسکے دلمین رہجاتی بر نہ آتی اور اللہ تعالی قیامت کے دن بہشت کو بلاویگا تو اپنی زینت اور آراستگی کے ساتھ آویگی اللہ تعالے فرمایگا اے میرے بندو جو میری راہ مین لڑے اور مارے گئے اور میری راہ مین ستائے گئے اور میری راہ مین کوشش کیے تم بہشت مین جاؤ پھر وہ لوگ بن حساب اور بن عذاب کے بہشت مین جاوینگے تب فرشتے اگر اللہ تعالی کو سجدہ کرینگے

اور کہتے ای رب ہمارے ہم رات دن تیری تسبیح کرتے ہین اور تیری پاک ذات کو یاد کرتے ہین یہہ کون لوگ ہین جنکو تونے ہمارے پر فضیلت
دی اللہ تعالی فرمائیگا یہہ میرے وے بندے ہین جو میری راہ مین لڑائی کئے اور میری راہ مین ستائے گئے پھر فرشتہ انکے پاس سب
دروازون سے جاکے کہینگے سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار یعنی سلامتی تمپر اسکے بدلے جو تم صبر کئے سو تمھارا اچھلا گھر کیا خوب
ملا حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہی لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ تجھکو فریب نہ دے آنا جانا کافرون
کا شہرون مین اس آیت کی شان نزول یہہ ہے کافر فراغتی مین تھے تجارت کرتے اور خوشی سے گذران کرتے انکا ایسا حال دیکھکے
بعضے مسلمان کہنے لگے دیکھو اللہ کے دشمن کس نعمت اور فراغت مین ہین اور ہم سختی مین گرفتار ہین تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا
لا یغرنک کا خطاب اگرچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی لیکن اس سے امت مراد ہی کسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی
فریب نہین کھاتے اسکی معنی یون ہے ای سننے والے تجھکو فریب نہ دیوے یعنی کافر فراغتی اور آسایش مین ہین انکی طرف مت دیکھو اور رشک
مت ہو مَتَاعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ یہہ فایدہ ہی تھوڑا سا پھر انکا ٹھکانا دوزخ ہی اور کیا بری
آرام کی جگہہ ہے یعنے دنیا دو روزہ ہی اسکے نعمتین رہنے والے نہین اور یہہ عیش فانی ہے پھر قیامت کے دن دوزخ مین پڑینگے
لَٰكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لیکن جو لوگ ڈرتے رہے اپنے رب سے
انکو باغ ہین جنکے نیچے بہتی ندیان خَالِدِينَ فِيهَا نُزُلًا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ سدا رہینگے انمین مہمانی اللہ کے
یہان سے یعنے اللہ کے فضل و کرم سے مہمان آیا تو اسکے لئے جو چیز مہیا کرتے ہین اسکو نزل کہتے ہین وَمَا
عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِلْأَبْرَارِ اور جو اللہ کے یہان ہے سو بہتر ہے نیک بختون کو یعنے فضل و نعمت خیر و
کرامت اللہ تعالی نے اپنے مطیعون کے لئے جو آمادہ رکھا ہے بہتر ہے کافرون کے دنیا کے نعمتون سے
وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ اور تحقیق کتاب
والون مین بعضے وے بھی ہین جو ایمان لاتے ہین اللہ پر اور جو اترا تمھاری طرف یعنے قرآن اور جو
اترا انکی طرف یعنے تورات انجیل زبور وغیرہ خَاشِعِينَ لِلَّهِ نیوے ہین اللہ کے آگے لَا يَشْتَرُونَ
بِآيَاتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا خرید نہین کرتے اللہ کی آیتون پر تھوڑا مول یعنے یہود کے روسا اپنی ریاست
اور آمدنی اور رشوت جانیکے اندیشے سے اپنے کتب کی تحریف کرتے ہین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
صفات چھپاتے ہین ویسا وے نہین کرتے أُولَٰئِكَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ انکو انکی مزدوری ہے

اُنکے رب کے یہان اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ بیشک اللہ تعالی شتاب لیتا ہے حساب ابن جریر وغیرہ متعدد طریقون سے روایت کئے ہین جنکا خلاصہ یہہ ہے حبش کا بادشاہ جسکا نام اصحمہ تھا مرا جبرئیل علیہ السلام آکے اسکی موت کی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگون کو لیکے بقیع کے میدان تشریف لائے اور فرمائے تمھارے بھائی نجاشی پر نماز پڑھو پھر نماز جنازہ پڑھے منافقین کہے دیکھو نماز پڑھتے ہین حبش کے نصرانی پر جسکو کبھی دیکھے نہین اور نہ وہ اُنکے دین پر ہے تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا بعضے کہتے ہین نجران کے چالیس آدمی کی شان مین نازل ہوئی انمین حبشی بتیس ۳۲ آدمی اور رومی آٹھ آدمی تھے وے سب عیسی علیہ السلام کے دین پر تھے سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے بعضے کہتے ہین عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ وغیرہ اہل کتاب جو ایمان لائے ان سب کی شان مین نازل ہوئی يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اصْبِرُوْا اے ایمان والو صبر کرو یعنے اپنے دین پر تم ثابت رہو سختی ہونے سے اسکو مت چھوڑدو یا ثابت رہو طاعتون پر یا فرایض کو ادا کرنے مین یا بلاؤن پر وَصَابِرُوْا اور سختی بتاؤ یعنے کفار کے مقابلہ مین مضبوط رہو جنگ کے سختیون کو سہو اگرچہ اوپر صبر کرو کرکے جو فرمایا اسمین یہہ بھی داخل تھا لیکن جنگ کی سختی بہت شدت سے رہتی ہے اسلئے اسکو ذکر کیا وَرَابِطُوْا اور لگے رہو یعنے جہاد کے واسطے مستعد رہو مرابطے کی اصل معنی بایکدیگر گھوڑے بندھے رکھنا اور دونون طرف کے لوگ لڑائی کے مستعد رہنا بعد اُسکو گھاٹھ باندھکے دشمن کو دفع کرنے لوگ جو رہتے ہین اسمین استعمال کئے اگرچہ گھوڑا نہ باندھا ہے اور اپنے تئین کسی کام پر لازم رکھنے کو بھی رباط کہتے ہین اس جگہ رباط سے کیا مراد ہے اسمین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین گھاٹھ مین دشمن کو دفع کرنے رہنا اسکو تائید کرتی ہے وہ جو بخاری اور مسلم اور ترمذی اور بیہقی شعب الایمان مین سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے فی سبیل اللہ ایکدن رباط کرنا دنیا سے اور جو اسمین ہے بہتر ہے امام احمد اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور طبرانی اور بیہقی سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ایکدن رات کا رباط ایک مہینے کے روزے اور شب بیداری سے بہتر ہے اگر وہین مرا تو عمل جو کرتا ہے اسکے لئے وہ عمل جاری رہتا ہے یعنے اسکا ثواب ہمیشہ جاری

رہتا ہے اور اسکا ذوق اسپر جاری رہتا ہے اور فتان سے یعنے فتنۂ قبر سے امین رہتا ہے طبرانی
کی روایت مین یہہ بھی زیادہ کیا قیامت کے دن شہیدون کے ساتھ اُٹھتا ہے رباط کی فضیلت مین احادیث
بہت سی وارد ہوے ہین جنکا ذکر ترغیبات کے کتابون مین مذکور ہے بعضے کہتے ہین ایک نماز
کے بعد دوسری نماز کی انتظاری کرنا اسپر دلالت کرتی ہے وہ جو ابن المبارک اور ابن جریر اور
ابن المنذر اور حاکم اور بیہقی شعب الایمان مین داؤد بن صالح کی طریق سے روایت کئے ہین اُسنے کہا
ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے مجھے کہا تمکو معلوم ہے یہہ آیت کس بابت مین نازل ہوئی مین بولا نہین کہے
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ایسا جنگ نتھا جسکے واسطے مرابطہ
ہو لیکن نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے ابن مردویہ نے دوسری طریق
سے ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے یون روایت کیا ہے کہا ایک روز ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے میری طرف متوجہ
ہوکے کہے یا ابن اخی یہہ آیت یا ایہا الذین امنوا اصبروا الآیہ کس بابت مین نازل ہوئی سو تجھکو معلوم ہے
مین نے کہا نہین ابوہریرہ کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین ایسا جنگ نہین تھا جس کے لئے مرابطہ
ہو لیکن یہہ آیت نازل ہوئی ایک قوم کے حق مین جو مسجد کو آباد کرتے تھے نماز کو اسکے وقت پر ادا کرکے
اللہ تعالی کا ذکر کرتے ہوئے بیٹھے سو انکے شان مین نازل ہوئی اصبروا یعنے پانچ نمازون پر ثابت رہو و
صابروا یعنے اپنی نفس وہوا پر سختی بتلاؤ ورابطوا یعنے مساجد مین لگے رہو امام مالک اور امام شافعی اور
اور امام احمد اور مسلم اور ترمذی اور نسائی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے آیا مین تمکو خبر نہ دیوان اس سے جو کہ اللہ تعالی گناہون کو محو کرتا ہے اور مرتبون کو
بلند کرتا ہے مشقت کے وقت وضو کامل کرنا اور قدمون کو مساجد کیطرف زیادہ کرنا اور ایک نماز کے بعد
دوسری نماز کا انتظار کرنا فذلکم الرباط فذلکم الرباط فذلکم الرباط یعنے رباط یہی ہے اسکو تین بار فرمائے
احتمال ہے کہ رباط سے دونون معنی مراد ہو کیا واسطے رباط مشتق ربط سے ہے ربط کی معنی باندھنا پھر جو
شخص کسی امر پر صبر کیا اور اسکو لازم کر لیا تو وہان ربط کہتے ہین یہہ لازم کر لینا خواہ جہاد مین ہو یا نماز
مین یا دوسرے کسی نیک کام مین وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اور ڈرتے رہو اللہ سے شاید تم مراد کو

پہنچو یعنی تم اللہ تعالی سے ڈرو اسکے ماسواسے بری ہو تو تمھارا بھلا ہو گا معلوم کیجئے اللہ تعالی اس سورۃ
مین علوم کے اصول اور فروع کے بہت سی قسمین بیان کیا ہے اصول کا بیان کیا سو اپنی توحید اور عدل اور
نبوت اور معاد کا ذکر کیا فروع کا بیان کیا سو تعلق جن کا تکالیف اور احکام سے تھا جیسے حج اور جہاد بیان کیا بعد سورت کا
ختم ایسی آیت پر کیا جو تمام آداب پر مشتمل ہے اُسکی تقریر ایسی ہے انسان کے احوال دو قسم کے ہین ایک فقط اسی سے تعلق رکھتا ہے
دوسرا اسکے اور غیر کے درمیان مشترک ہے پہلی قسم مین صبر ضرور ہے دوسری قسم مین مصابرہ صبر کے تحت مین کئی
انواع داخل ہین پہلا توحید اور عدل اور نبوت کی معرفت کیواسطے نظر اور استدلال کی مشقت پر اور مخالفون کے
شبہونکو دور کرنیکے واسطے جواب استنباط کرنیکی مشقت پر صبر کرنا دوسرا واجبات اور مندوبات ادا کرنیکی مشقت پر
صبر کرنا تیسرا منہیات سے باز رہنے کی مشقت پر صبر کرنا چوتھا دنیا کی سختیان اور آفتین جیسے مرض اور فقر
اور قحط اور خوف پر صبر کرنا اصبروا جو فرمایا اسکے تحت مین سب اقسام داخل ہوتے ہین اور ہر قسم
کے تحت مین انواع ہین کہ جنکی انتہا نہین مصابرت اسکو کہتے ہین اپنے اور غیر کے
درمیان برائیان جو پڑتی ہین اُسکو سہنا اسکے تحت مین گھر والے اور ہمسایہ
اور قرابت دار اور ذات بھائیون سے کچھ بدخلقی ہو تو اسکو سہنا اور کوئی
شخص بدی کیا تو اس سے بدلا نکرنا اسکی تحت مین اپنے نفس پر غیر کو ایثار کرنا اور ظالم سے عفو کرنا اور امر
معروف و نہی منکر اور جہاد اور مبطلین کے شبہے دفع کرنیکے واسطے مباحثہ کرنا اور انکے شبہون کا جواب
دینا اور انکے دلون سے وے شبہے دفع کرنیکے واسطے سعی کرنا یہہ سب مصابرتین داخل ہین پھر انسان
اگرچہ صبر اور مصابرت کے واسطے تکلیف کرے لیکن اُسکی ذاتمین بداخلاق موجود ہین وے باعث ہوتے ہین
برے کامون پر وے شہوت اور غضب اور حرص ہے انسان اسکو مجاہدہ سے عاجز کرنمین اپنی تمام عمر مشغول
نہ رہیگا تو صبر اور مصابرت اس سے ہوگی اسکے واسطے رابطوا فرمایا یہہ فعلونمین کا ایک فعل تھا انسان
جو فعل کرتا ہے اسکے لئے غرض اور باعث رہنا ضرور ہے تو اس مجاہدہ مین بھی غرض اور باعث ضرور ہوا
وہ باعث اللہ تعالی کا ڈر ہے تا فلاح حاصل ہو اُسکے لئے فرمایا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون فخر الرازی
ایسی ہی تقریر کیا ہے اس سورت کی فضیلت مین بیضاوی وغیرہ حدیث جو ذکر کئے ہین کہ جو شخص

سورت آل عمران پڑھیگا تو دوزخ کی پل پر اسکی ہر آیت پر امان ملیگی سو اس حدیث کو حفاظ الحدیث موضوع کہتے ہین ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ہر ہر سورے کی فضیلت مین ایک طویل حدیث موضوع بعضون نے روایت کیا ہے سو اسمین یہہ بھی ہے ابن السنی کتاب عمل الیوم واللیلہ کے اور ابو نعیم اور ابن عساکر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر شب آل عمران کے آخر کے دس آیت پڑھا کرتے تھے دارمی نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت کیا ہے آل عمران کے آخر کو جو شخص شب کو پڑھیگا تو اُسکے لئے اس شب کا قیام لکھا جائیگا اور طبرانی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص جمعہ کے دن سورت آل عمران پڑھا جاتا ہے پڑھے تو آفتاب غروب ہوئے تک اس شخص پر اللہ اور اُسکے ملائکہ صلواۃ بھیجتے ہین حافظ عسقلانی نے کہا اسکی سند ضعیف ہے

سورة النساء مدنية وهي مائة وست وسبعون اية

سورت النسا مدینہ مین نازل ہوئی اسکے ایک سو چہتر آیت ہین خطیب الشربینی کہا اسکی تین ہزار بینتالیس کلمے ہین اور سولہ ہزار تیس حرف ہین بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ لوگو ڈرتے رہو اپنے رب سے جس نے بنایا تمکو ایک جان سے یعنے آدم علیہ السلام سے وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا اور اسی جان سے بنایا اُسکا جوڑا اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام پر نیند ڈالا سو گئے بعد اُنکی بائین طرف کی چھوٹی پسلی سے حوا کو پیدا کیا آدم ہوشیار ہوکے اسکو دیکھے اپنے سر کے پاس بیٹھی ہے پوچھے تو کیا ہے بولی مین عورت ہون کہے تو کیا واسطے پیدا ہوئی ہے بولی تا تو میرے سے آرام پکڑے پھر دونومین محبت اور الفت ہوئی حوا کس وقت پیدا ہوئی اسمین اختلاف ہے کعب الاحبار اور وہب بن منبہ اور ابن اسحق کہتے ہین کہ آدم بہشت مین جانیکے قبل پیدا ہوئی ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ آدم بہشت مین گئے بعد حوا وہین بہشت مین پیدا ہوئی وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً اور بکھیرا یعنی اللہ تعالیٰ نے ان دونون سے یعنے آدم اور حوا سے بہت مرد اور عورتون کو اسحق بن بشر اور ابن عساکر ابن عباس

شیخ الجزری نے اپنے مصحف کے حاشیہ پر لکھا ہے
آیات ۱۷۶
کلمات ۳۷۴۵
حروف ۱۶۰۳۰

رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین کہ آدم علیہ السلام کو چالیس بچے ہوئے بیس لڑکے اور بیس لڑکیان
اللہ تعالی نے مردون کو کثرت کی وصف کرکے اکتفا کیا عورتون کی وصف نہین کیا کسواسطے کہ حکمت
مقتضی ہے عورتین بہت ہونا کیا واسطے اللہ تعالی مردونکو ایک عورت سے زیادہ اپنی صحبت مین رکھنا
جایز رکھا جب مرد بہت ہوئیگا تو عورتون کی کثرت بھی ضرور ہوئی اور انکو کثرت سے وصف کرنے مین
اشارہ ہے کہ حال مردون کا اتم و اکمل ہے اور انکو ظہور و اشتہار لایق ہے اور عورتون کو لایق پوشیدگی
اور گمنامی ہے وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اور ڈرتے رہو اللہ سے جسکا واسطہ
دیتے ہو آپس مین اور خبردار رہو ناتے والون سے یعنے تم کسی سے اعانت چاہتے یا اپنے پر اسکو مہربان
کرنا چاہتے ہو تو اسکا واسطہ دیتے ہو عرب کہتے تھے اسالک باللہ یعنے اللہ کا واسطہ دیکے تجھسے
مانگتا ہون انشدک باللہ یعنے اللہ کا واسطہ دیکے تجھکو قسم دیتا ہون الارحام مین دو قراٴت ہین اکثر
قاریان میم کے فتح سے پڑھتے ہین لفظ اللہ پر عطف ڈالکے اسوقت معنی یون ہوگی تم ڈرو اور خبردار
رہو ناتے والون سے یعنی انسے قطع دوستی مت کرو حمزہ اسکو میم کے کسرسے پڑھتا ہے بہ کی ضمیر پر
عطف ڈالکے اس قراٴت پر معنی یون ہوگی ڈرو اللہ سے کہ جس کا واسطہ اور رحم کا واسطہ دیتے
ہو یہہ بھی عرب کی عادت تھی اللہ کا اور رحم کا واسطہ دیا کرتے اور کہتے سالتک باللہ و بالرحم یعنی
اللہ کا اور رحم کا واسطہ دیکے تجھسے مانگتا ہون ارحام جمع رحم کی ہے اسکی معنی قرابت اصل مین رحم
بچہ دان کو کہتے ہین سو سبب ایکہی رحم سے نکلنے سے رحم کو قرابت مین استعمال کئے بعضے کہتے ہین
رحم مشتق رحمت سے ہی کیا واسطے قرابت کے سبب سے ایک دوسرے پر رحم کرتا ہے مہربان
ہوتا ہے اللہ تعالی اپنے نام کے ساتھ رحم کو ضم کرنے سے رحم کا حق بڑا معلوم ہوا اور اسکو
قطع کرنا بڑا گناہ ہے بخاری اور مسلم ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے جو شخص اللہ کو اور پچھلے دن کو مانتا ہے تو اپنے رحم کو وصل کرے بخاری اور
مسلم انس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جس کو اپنی
رزق کی کشایش ہونا اور اجل مین تاخیر ہونا یعنے عمر دراز ہونا دوست ہو تو اپنی رحم کو وصل کرے

عمر بڑہی ہونا جو کہے اس سے مراد طاعت کی توفیق اور گناہ سے محفوظ رہنی اور اوسکا نام نیکی سے یاد کرنا مراد ہے گویا وہ نہین مرا بعضے کہتے ہین قضا دو طور کی ہے ایک قضاء مبرم جو ام الکتاب اور علم آلہی مین ہے اس قضا کو تبدل نہین دوسری قضاء معلق جو فرشتے کو عمر کا علم ہوتا ہے اسین تبدل جایز ہے کیا واسطے فرشتے کو معلق حکم ہوتا ہے یعنی فلا ناشخص اگر اپنی رحم کو وصل کریگا تو اسکی عمر مثلاً سو برس کی ہے اگر قطع کریگا تو اسکی عمر ساٹ برس کی اس وصل اور قطع کرنیکا علم اللہ تعالی کے پاس رہتا ہے کہ اسین تبدل نہین بخاری اور مسلم عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے رحم عرش سے لٹکی ہے کہتی ہے جو شخص مجھکو وصل کرے تو اللہ تعالے اسکو وصل کرے اور جو مجھکو قطع کرے اللہ تعالی اسکو قطع کرے امام احمد اور بزار سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یہہ رحم شجنہ ہے رحمن سے یعنی مشتق ہے رحمن کے اسم سے جو اسکو قطع کریگا تو اللہ تعالی اس پر جنت کو حرام کریگا احمد کے رجال ثقہ ہین اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝ مقرر اللہ ہے تمپر مطلع رقیبا اللہ تعالی کی صفت ہے اسکی معنی وہ جو اپنے مخلوقات سے غافل نہین بعضے کہتے ہین نگاہ بان کہ جس سے مخلوقات کا کوئی امر پوشیدہ نہین اس جملہ کو جو ذکر کیا اسین اشارہ کیا کہ اللہ تعالی تمھارے سارے اسرار پر مطلع ہے جو شخص ایسا ہو تو اسکو ڈرنا ضرور ہے وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ اور دیوے ڈالو یتیمون کو انکے مال ابن ابی حاتم سعید بن جبیر سے ثعلبی اور واحدی مقاتل اور کلبی سے روایت کئے ہین کہ یہہ آیت بنی غطفان کے ایک شخص کی شان مین نازل ہوئی اسکو بھتیجا تھا بہت سا مال اسکا اسکے چچا کے پاس تھا لڑکا بالغ ہوکے اپنے مال کی درخواست کیا چچا نے اسکو نہین دیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فریاد کیا تب یہہ آیت نازل ہوئی مقاتل اور کلبی کہتے ہین کہ اسکے چچا نے اُسکے کہا ہم اللہ کی اور اسکے رسول کی اطاعت کئے اور حوب الکبیر سے ہم اللہ کی پناہ لیتے ہین اور اسکا مال اسکے ذمہ کر دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماے جو شخص اپنی نفس کی بخل سے بچیگا اور اپنے پروردگار کی اسطور سے اطاعت کریگا تو وہ بہشت مین جایگا غرض وہ لڑکا اپنا سارا مال فی سبیل اللہ خرچ کر دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اجر ثابت ہوا گناہ

باقی رہ گئے صحابہ عرض کئے یا رسول اللہ گناہ کیسی رہی تو فرمائے اس لڑکے کو اجر ملا اور اُسکے باپ پر
گناہ رہگیا بندۂ عاصی کہتا ہے شاید باپنے مال وجہ شرعی سے جمع نہین کیا تھا یا اسکے حقوق ادا نہین کیا
تھا اسلئے اس پر گناہ رہ گیا اس آیت مین دے ڈالو کرکے حکم جو ہے یتیمون کے اولیا اور اوصیا کو ہے یتامی
جمع یتیم کی ہے یتیم اس لڑکے کو کہتے ہین باپ اسکا مرجاوے لغت کی رو سے یتیم کا اطلاق بچے پر اور
بالغ پر ہوتا ہے لیکن عرف مین بچے کو یتیم کہینگے جب بالغ ہوا تو یتیم کی اطلاق اسپر سے جاتی رہی فقہا کے
پاس بھی یتیم اسکو کہتے ہین معلوم کیجئے یتیم کی اطلاق نابالغ پر جب ہوئی جب تک وہ یتیم ہے یعنے بالغ نہین
اُسکا مال اسکو دینا جایز نہین جب بالغ ہوا اور مال دینے کا لایق ہوا تو وہ یتیم نہین پھر اس آیت مین
بلوغ کے بعد انپر یتیم کی اطلاق جو کی سو اصل لغت کے نظر کرتے ہیں یا یتیمی کا وقت قریب رہنے سے مجازاً
ان پر اطلاق یتیم کا کئے تا اُنکی حالت پر رحم کرے بعضے کہتے ہین امر زمان مستقبل کو بھی متناول ہوتا ہے
یہان امر اسی قبیل کا ہے یعنے یہ بچے جو اب یتیم ہین وے بالغ ہوے بعد اُنکے مال انکو دیڈالو وَلَا
تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيثَ بِالطَّيِّبِ اور بدل نہ لو گندا ستھرے سے یعنے تمہارے مال جو حلال پاک ہین اُسکو
چھوڑکے یتیم کا مال جو تمہین حرام ہے نہ لو سعید بن المسیب اور نخعی اور زہری اور سدی کہتے ہین یتیمون کے
اولیا جو تھے یتیم کا جید مال لیکے اسکے درعوض اپنا ردی مال اسکو دیتے بعضے تو اسکی بکری فربہ ہو تو
آپ لیکے اُسکے بدل اپنی دبلی بکری دیتے کوئی اسکا جید درم لیکے اپنا کھوٹا درم اُسکے بدل دیتا اور کہتا
بکری کے بدل بکری ہے درم کے بدل درہم سو اس تبدیل سے نہی ہوئی وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَىٰ
أَمْوَالِكُمْ اور نہ کھاؤ اُنکے مال اپنے مالون کے ساتھ یعنے اپنے مال کے ساتھ اُنکا مال ملاکے نہ کھاؤ مال کھانا
جو بولا اس سے سب تصرفات کہ جس سے انکا مال تلف ہو مراد ہے لیکن مال سے بڑی غرض کھانا ہے اسلئے کھانیکو
ذکر کیا إِنَّهُ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا بے شک وہ یعنے یتیم کا مال کھانا بڑا گناہ ہے وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا
فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ اگر ڈروگے کہ انصاف
نہ کرے یتیم لڑکیون کے حق مین تو نکاح کرو جو تمکو خوش آوین عورتین دو دو اور تین تین اور چار چار بخاری
اور مسلم وغیرہ عروہ بن الزبیر سے روایت کئے ہین کہا مین نے بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کی

عرض کو پوچھا تو بی بی نے فرمایا اے میرے بھانجے یہہ یتیم لڑکی ہے اپنے ولی کے پاس رہتی ہے ولی کو اُسکے
مال مین شرکت رہتی اس لڑکی کا مال اور جمال اس ولی کو خوش لگتا تو اُسکو آپ نکاح مین لانے کا قصد کرتا اور
اُسکے مناسب کا مہر جو غیر شخص نکاح مین لاوے تو دیتا ہے نہین دیتا سو یتیم لڑکیون کو انکا بڑا مہر جو ہو تا ہے
دیکے نکاح کرے تو بہتر ہے نہین تو انکو نکاح کرنے کی نہی ہوی اُنکے سوا دوسرین عورتین تمکو خوش آوین
یعنی کم مہر پر راضی ہو وین تو انکو نکاح کر و بی بی عایشہ نے فرمایا ہے پھر لوگون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
اس آیت کے بعد فتوی طلب کیا تو اللہ تعالی اس آیت کو نازل کیا یستفتونک فی النسآء قل اللہ یفتیکم
فیہن وما یتلی علیکم فی الکتاب فی یتامی النساء اللاتی لا تؤتونہن ما کتب لہن وترغبون ان تنکحوہن سو
اللہ تعالی یہہ نازل کیا کہ یتیم لڑکی خوبصورت مال دار ہو تو اُسکو نکاح کرنے کی رغبت رکھتے ہو اور اُسکا مہر
پورا نہ دیتے ہو مال اور جمال نہ رہنے سے ناپسند ہو تو اُسکو ترک کرکے دوسری عورت کو نکاح کرتے ہو سو
پسند نہ رہنے کیوقت جیسا اُسکو ترک کرتے ہو رغبت کے وقت اُسکو نکاح نہ کرنا مگر اسکا بڑا مہر دیوے
یہہ تفسیر جو عایشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہوئی اس سے ان خفتم مین جو شرط ہے اور فانکحوا ما طاب مین
جو جزا ہے اس کا ربط حاصل ہوا یعنے یتیم لڑکی کو نکاح کرنے سے اُسکے حقوق تم سے ادا نہین ہو سکتے
تو دوسرین عورتین جو تمہارے پسند ہون نکاح کر لو مثنی وثلاث ورباع ان صیغون کے معنی مین تکریر ہے
مثنی کی معنی دو دو ثلاث کی معنی تین تین رباع کی معنی چار چار ان الفاظ کو اختیار کیا کسواسطے کہ جمع کو جمع
کے ساتھ مقابلہ کرے تو احاد کی تقسیم احاد پر کرنیکا فایدہ بخشتا ہے اس جگہ خطاب تو جمع کو تھا تکریر واجب
ہوئی تا ہر شخص ان اعداد سے جسقدر جمع کرنا چاہتا ہے جمع کرے عرب وعجم کا عرف اسی پر جاری ہے
مثلاً ایک جماعت کو کہے کہ لیے ہزار روپے تم اپنی مرضی موافق دو دو اور تین تین اور چار چار تقسیم
کر لو ہر شخص اسقدر لیگا اگر اس مقام مین مفرد لفظ لاوے تو بے معنی ہو جاتا ہے وثلاث ورباع مین واو
عاطفہ جو آیا ہے او کی معنی سے ہے یعنی دو دو یا تین تین یا چار چار امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے
ایسا ہی ثابت ہوا ہے آپ اسکی معنی مین فرمائے ہین او ثلاث اور رباع بعضون نے کہا ہے واو لانے
سے ہر شخص کو اپنے واسطے ان اقسام سے کسی قسم کو اختیار کرنیکا فایدہ بخشا اگر دو پر قادر ہو دو کو

نکاح کرے تین پر قادر ہو تو تین کو کرے چار پر قادر ہو تو چار کو کرے ہر شخص کو چار عورتون سے افزود نکاح
کرنا جایز نہ ہونے پر امت کا اجماع ہوا مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خصیصہ ہے کہ آپکو چار عورتون سے افزود
نکاح کرنا جایز ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین جواز کی دلیل دوسری آیت سے مستفاد ہوتی ہے امام شافعی
اور ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور نحاس کتاب ناسخ و منسوخ مین اور ابن حبان
اور حاکم اور دارقطنی اور بیہقی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ غیلان بن سلمۃ الثقفی اسلام
لایا اسکے نکاح مین دس عورتین تھین سو اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم امر کئے ان سے چار عورتونکو رکھکے باقی
سبکو چھوڑ دے اس حدیث کی سند مین کلام ہے ابن ابی شیبہ اور ابوداود اور ابن ماجہ اور نحاس
کتاب ناسخ و منسوخ مین قیس بن الحارث رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین اس نے کہا مین اسلام لایا
سو میری نکاح مین آٹھ عورتین تھین مین نے آکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا حضرت فرمائے ان سے
چار عورتین اختیار کر باقی دوسرونکو چھوڑ دے معلوم کیجئے اس حدیث کے اکثر روایات اس کے صحابی کا نام
قیس بن الحارث کہتے ہین بعضے روایتون مین الحارث بن قیس کرکے آیا ہے عروہ بن مسعود اور صفوان بن
امیہ اور نوفل بن معاذ رضی اللہ عنہم اسلام لائے انکے نکاح مین چار عورتون سے افزود تھین سو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم انکو طلاق دینے کا حکم کئے اس حکم مین بعضے رافضیون کو خلاف ہے وے اٹھارا عورتین نکاح کرنا
جایز ہونے پر آیت سے دلیل لیتے ہین اجماع کا خلاف ہونے سے انکا قول قابل حجت نہین معلوم کیجئے
حر کا چار عورتون حرہ کو نکاح کرنا جایز ہے غلام کو دو عورتون سے افزود نکاح کرنا جایز نہین شافعی اور جمہور
فقہا کا یہی مذہب ہے ربیعہ اور مالک سے ایک روایت ہے کہ اسکو چار عورتین جایز ہین اس آیت کے عموم سے
دلیل لیتے ہین امام شافعی جواب دئے کہ یہہ آیت احرار کے واسطے مختص ہے کسواسطے کہ اس آیت کے
اخیر مین کہا او ما ملکت ایمانکم غلام تو کسی چیز کا مالک نہین ہوتا تو معلوم ہوا یہہ حکم احرار کا ہی غلام کا
نہین فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً پھر اگر ڈروگے برابر نہ رکھنے کو تو ایکہی یعنے دو تین
چار عورتین نکاح کرنے سے انکو انصاف سے بجانا تم سے ہونیکا اندیشہ ہو تو ایکہی عورت کو نکاح کرو اَوْ
مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ یا جو اپنے ہاتھ کا مال ہے یعنی اپنی ملک کی لونڈی ہو تو اسکو اپنی تصرف مین

رکھو ایک نکاحی بی بی اور چند لونڈیون کا حکم برابر کیا کسواسطے کہ بی بی عورتون کے حقوق کے نسبت
کرتے بندیون کے حقوق وہ نہین اور انکو قسم بھی نہین ذٰلِكَ اَدْنٰىٓ اَلَّا تَعُوْلُوْا یہہ تم میل نکرنے
سے نزدیک ہے یعنے عورتون کی تقلیل کرنا ایک نکاحی پر اکتفا کرنا یا لونڈی سے کارروائی کرنا تمھارے لئے
بہتر ہے کیا واسطے افزود بیبیان ہون تو تم سے ایکہی کی طرف میلان ہونا اور دوسرون کی حق تلف
کرنیکا اندیشہ ہے تعولوا جمع مضارع ہے عال یعول عولا کا ماخوذ ہے عال المیزان یعول عولا یعنی
میل کیا یاماخوذ ہے ہی عال فی الحکم سے یعنی جور وظلم کیا اس جگہہ میل سے مراد ممنوع میل ہے جو مقابل
عدل کے ہے مفسرین ایسا ہی کہتے ہین ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن حبان اپنی صحیح مین عایشہ رضی اللہ
عنہا سے مرفوع روایت کئے ہین کہ ان لا تعولوا کی تفسیر ان لا تجوروا ہے یعنے تم ظلم نہ کرو لیکن ابن ابی حاتم
نے کہا رفع اسکا خطا ہے عایشہ پر موقوف ہونا صواب ہے سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ مصنف مین اور
عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسکی تفسیر ان
لا تمیلوا اسے کئے ہین عکرمہ اور مجاہد اور ضحاک سے بھی ایسی ہی تفسیر آئی ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ انھون اسکی معنی ایسی کئے کہ لا تکثر عیالکم یعنی تمھارے عیال بہت نہو اس تقدیر پر وہ مشتق ہے
عال الرجل عیالہ یعولہم یعنے انکا خرچ دیا کیا واسطے کہ جسکے عیال بہت ہو اسکو ان کا خرچ چلانا لازم
پڑتا ہے سو کثرت خرچ سے کثرت عیال کا کنایۃً ارادہ کیا اصمعی اور کسائی سے جو ائمہ لغت ہین عال
کی معنی اکثر عیالہ منقول ہے ابن ابی حاتم نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے اس نے کہا ان لا تعولوا
کی معنی ان لا یکثر من تعولوا ہے یعنے بہت نہووے لوگ کہ جنکا تم خرچ چلاتے ہو زہری نے عبد الرحمن
بن زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ اُسنے اُسکی تفسیر لا تکثر عیالکم سے کی ہے اسکی تائید کرتی ہے
قراءت یحیی بن مضرب کی اسنے اَلَّا تعیلوا پڑھا ہے اُسکا اشتقاق اعال الرجل سے ہے یعنے اُسکی عیال
بہت ہوئے عیال سے مراد عورتین ہین حرہ عورت اگر ہو تو انکا خرچ اُنکے حال کے مناسب دینا پڑیگا
بخلاف لونڈیون کے اور پھر لونڈیون کو صاحب کسب کرنیکی تکلیف دیسکتا ہے جب کسب کرین تو
آپ بھی کھاوینگی اور صاحب کو بھی کھلاوینگی بخلاف حرہ کے اور بھی باندی کو پالنے سے عاجز ہو تو

بیچ سکتا ہی بخلاف حرہ کے اسکو چھوڑ نہین سکتا ناصر البیضاوی جو بولا اگر اولاد مراد لو تو بھی ہو سکتا ہی
کیا واسطے کہ لونڈیون سے اولاد کم ہونیکی مظنہ ہے بہ نسبت نکاح کے کیا واسطے لونڈیمین عزل جایز ہے
انتہی سو اسپا تمین اشکال ہے کیا واسطے لونڈی اپنی مملوکہ ہے یا غیر کی لونڈی اسکے نکاح مین ہے دونون سے
عزل کرنا حرام نہین زوجہ حرہ بھی اذن دے تو عزل حرام نہین اگر اذن نہین دئے تو اس مین دو وجہ
ہین اصح وجہ مین عزل حرام نہین احادیث مین عزل سے نہی جو وارد ہوئی ہے کراہت تنزیہ پر محمول ہے
اسصورتمین اولاد کم ہونیکا مظنہ بنتا نہین ہم یہہ جو بولے اس سے ثابت ہوا امام شافعی رضی اللہ عنہ جو
تفسیر کی تابعین سے بھی مروی ہے امام شافعی آپ متفرد نہوے اور اسکی تفسیر عرب کی لغت کے محاورے
کے مخالف نہین امام شافعی پر بعضون نے اعتراض جو کیا بے فہمی سے کیا ہی امام رازی اور زمخشری وغیرہ
بدلایل اس کا بیان بسط سے کئے ہین وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحۡلَةً اور دے ڈالو عورتون کو
انکے مہر بخش کے صدقات صاد کے فتح اور دال کی ضم سے جمع صدقہ کی ہے مہر کو کہتے ہین نحلۃ کی معنی
عطیہ کر کے عرب کہتے ہین اور نحلہ کذا انحلاً و نحلۃً یعنے اسکو دل کی خوشی سے کچھ عوض اس سے
لینے کا توقع نہ رکھکے دیا بعضون نے نحلۃ کی معنی (فریضۃ مسماۃ) کئے ہین یعنے معین حق جسکا دینا
فرض ہے دے ڈالو کر کے خطاب جو ہے نکاح کرتے سو شوہرون کو ہے کلبی وغیرہ کہتے ہین خطاب
عورت کے اولیا کو ہے کیا واسطے جاہلیت کی عادت تھی رانڈ کو نکاح کر دیا تو مہر اس عورت کو
نہ دیکے ولی آپ لیتا اس سے اللہ تعالی نے منع کیا فَاِنۡ طِبۡنَ لَكُمۡ عَنۡ شَىۡءٍ مِّنۡهُ نَفۡسًا فَكُلُوۡهُ
هَنِيۡٓــًٔا مَّرِیۡٓـــٴًﺎ پھر اگر چھوڑ دین تمکو اسمین سے کچھ دل کی خوشی سے تو اسکو کھاؤ رچتا پچتا ہنی اور
مری اس کھانیکو کہتے ہین بن اٹک کے حلق مین جاوے بعضون نے کہا ہنی وہ مزے دار ہو اور مری
وہ جو کھائے بعد اسکا انجام بخیر ہو آیت کی معنی یہہ ہے عورتین خوشی سے اگر مہر بخشین تو صحیح ہے
پھر پورا مہر بخشین یا تھوڑا کیا واسطے کہ مہر اسکی ملک ہی ولی کو اسمین کچھ حق نہین بخشنے کو دل کی خوشی
کی قید لگایا کیا واسطے کہ شوہر کے اخلاق بد ہونے یا عورت سے بدسلوکی کرنے سے بیزار ہو کر مہر
بخش دے تو اس کو کھانا مرغوب نہین بعضے فقہا کا مذہب ہے عورت اپنے شوہر کو مہر بخش دی بعد

طلب کی تو اسکو رد کرنا کیا واسطے کہ خوشی سے نہین بخشی تھی شریح سے ایسا ہی مروی ہے ابن ابی
شیبہ اور عبد الرزاق طریق سے محمد بن عبید اللہ الثقفی کے روایت کئے ہین کہ عمر رضی اللہ عنہ اپنے
قاضیون کو لکھہ بھیجے عورتین دیتیان ہین رغبتہً اور رہبتہً یعنے خوشی سے اور ڈر سے سو جو عورت دیئے
بعد پھیر لے لینیکا ارادہ کی تو اسکو پہنچتا ہے مذہب شافعیہ اور حنفیہ کا یہہ ہے ہبہ کے بعد رجوع کرنا
چاہی تو اسکو نہین پہنچتا مگر اکراہ سے بخشے تو پھیر لینا پہنچتا ہے وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ
اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا اور مت پکڑا دو بے عقلون کو اپنے مال کہ جنسے بنائی اللہ نے تمھاری گذران یہہ خطاب کسکو
ہے اسمین مفسرین کو اختلاف ہی بعضے کہتے ہن یتیمون کے اولیا کو ہے یتیم کو رشد حاصل ہوے تک اسکا
مال اُسکے ذمے نہ کرنا اپنے پاس رکھکے بقدر ضرورت اُسکے لئے خرچ کرنا سعید بن جبیر کا قول یہی ہی اموال
کی اضافت اولیا کی طرف کی گیا واسطے کہ بالفعل مال انہین کے اختیار مین ہے نگاہبان اور متصرف وہی ہین
بعضے کہتے ہین خطاب ہر شخص کو ہی اور سفہا سے عورتین مراد ہین یا مخصوص اولاد یا دونون مجاہد نے کہا اللہ تعالے
مردون کو اپنے مال عورتون کے پاس دینے سے منع کیا کیا واسطے کہ وے سفہا ہین خواہ بی بیان ہون یا بیٹیان یا
مائین ابن جریر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہ اللہ تعالی نے فرمایا اپنے سفیہ لڑکے کو اپنے
مال پر مسلط مت کرا اور اسکو مال سے کہلانے کا امر کیا ابن جریر وغیرہ طریق سے علی کے ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے اسکی تفسیر مین یون روایت کئے ہین تیرا مال جسکو اللہ تعالی تجھے عطا کیا اور اسمین تیری گذران رکھا ہے
اسکو اپنی عورت کے یا بچون کے حوالہ کرکے اپنی ضرورت کیوقت انکے پاس التجا کرنا سو ایسا مت کر
لیکن اپنا پیسا اپنے پاس رکھ کے اُسکی اصلاح کرا اور انکا کھانا کپڑا اور خرچ تو دیا کر سفیہ کی معنی لغت مین خفت
سو جسکی عقل مین نقصان ہو خواہ امور دینی مین یا دنیوی مین کہ جس سے فقہا پاس مستحق حجر کا ہوتا ہی اسکو
سفیہ کہتے ہین دوسری تفسیر پر کہ جسکو ہم ذکر کئے سفیہ سے یہہ مذموم صفت مراد نہین بلکہ خفت عقل اور
قلت تمیز مراد ہے کہ جس سے خرچ چلانے کا ڈھب نہین آتا قیاما یا کے بعد الف سے قراۃ عاصم
وغیرہ کی ہے نافع اور ابن عامر اسکو قیما پڑھتے ہین قاف کی کسرا اور یا کی فتح سے تخفیف کے ساتھ اسکے بعد میم
معنی دونون کے ایکہی ہین اللہ تعالی مال کو قیام بولا کیا واسطے آدمی کا نبھاو اور معیشت بن مال کے نہین بنتی

مال سبب قیام کا تھا اسکو مجازاً قیام بولا سبب کا جو نام تھا اسکو سبب پر مبالغے کیواسطے اطلاق کیا یعنے خود
یہہ مال تمہارا قیام ہے اللہ تعالی اکثر جگہہ قرآن مین لوگون کو اپنے مال کی حفاظت کرنی اور اسکو بیجا یا افزود
خرچ ڈالنے سے منع کیا کیا واسطے آدمی کا دل جبتک فارغ نہو اس سے دینی اور دینوی مصلحتون کو حاصل
کرنا ممکن نہین جب تک مال نہ ہو دلکی فراغت حاصل نہین ہوتی کیا واسطے منافع حاصل کرنا اور مضرتین دفع
کرنا بن مال کے ممکن نہین اسلئے اسکی محافظت پر امر کرتا ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ کہتے ہین بچہ بالغ ہوا سو
سفیہ ہے تو اسکا مال اسکے حوالے نکرنا بالغ ہوا تب رشید تھا بعد ہاتھ مین پیسا ملنے سے سفیہ ہوا تو اسکو حجر
یعنی اسکے مال مین تصرف کرنے سے اسکو قاضی منع کردیا اور لوگ اس سے معاملہ نہ کرنیکی منادی کروا اما
ابو حنیفہ کے صاحبین پاس بھی سفیہ کو حجر کرنا ہے فتوی انھین کے قول پر ہے امام ابو حنیفہ کہتے ہین اسپر حجر
نہین شافعی کی دلیل یہہ ہے کہ وہ سفیہ ہے کیا واسطے سفیہ کی معنی لغت مین خفیف الوزن جو شخص مال کو بیجا
صرف کرے اور بیفائدہ اسکو ضایع کرے تو اس شخص کو عقلمندون کے پاس کچھ وزن اور اعتبار نہین رہتا ہے
لوگون کے آنکھ مین سبک ہوجاتا ہے تو اسکو سفیہ کہنا لازم ہوا جب سفیہ ہوا تو اس آیت کے حکم مین مندرج ہوا
کیا واسطے اعتبار عموم لفظ کو ہے نہ خصوص سبب کو فقہا کے پاس سفیہ کون ہے سو اسکا بیان آتی سو آیت مین
بیان کرینگے وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا اور کھلاؤ انکو اسمین یعنے اس
مال مین اور پہناؤ اور کہو انکو بات معقول رزق کی نسبت اللہ تعالی کی طرف کریتو بے محنت و مشقت کے
جو دیتا ہے مراد ہے بندون کی طرف نسبت کریتو مقرری خرچ جو معین وقت پر ہو مراد ہے یہان
اللہ تعالی فیہا کا لفظ لایا یعنے اس مال مین منہا نہین بولا یعنے اس مال سے کیا واسطے منہا کہتا تو یہہ معلوم
ہوتا اس کے عین المال مین سے کچھ کھانیکو و لیکن لایق یہہ ہے اسکے مال کو اسکے خرچ کی جگہہ ٹھہرانا یعنے
اس سے تجارت وغیرہ کرنا اور منافع جو حاصل ہوتے ہین اس مین کھانے وغیرہ کا خرچ دینا عین المال سے
کچھ خرچ نکرنا یتیم کے مال مین تجارت وغیرہ کرنا جو کہے سو امر مندوب ہے ولی پر لازم نہین جس چیز کو
شرع یا عقل نیک اور خوب سمجھتی ہے اسکو معروف کہتے ہین اور جس چیز کو شرع یا عقل قبیح اور بد سمجھتی ہے
اسکو منکر کہتے ہین اللہ تعالی انکو خوب بات بولنے کا حکم کیا تا انکے دل خوش ہون اس قول معروف سے

کیا بات مراد ہے مفسرین کو اختلاف ہے بعضون نے کہا اچھی بات کہنا جو دلمین تاثیر کرے اور اُسکی
سفاہت زایل کرے بعضون نے کہا انکے ساتھ نیک وعدہ کرنا عطا نے کہا اسکو ایسا بولنا مجھکو نفع ملا تو
تجھکو دونگا غنیمت ملی تو تجھے شریک کرونگا بعضون نے کہا انکو دعا دینا ابن زید نے کہا یتیم جو ہے اگر اُسکا
نفقہ تجھپر نہین ہے تو اُسکے لئے دعا کر اسکو کہہ ہمکو اور تجھکو اللہ عافیت دیوے اللہ تجھکو برکت دیوے
بعضون نے کہا ان سے ایسی بات کرنا کہ جس سے انکے دل خوش ہون سو ولی سفیہ یتیم کو کہے تیرا مال میرے
پاس امانت ہے مین اُسکا محافظ ہون تو بالغ ہوگا رشید رہیگا تو تیرا مال تیرے سپرد کرونگا زجاج نے کہا انکو
دین کے باتونکی تعلیم کرنا نصیحت کیے چیزین انکو سکھانا وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَاِنْ
اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ آزمایش کرو یتیمون کو یہان تک پہنچے نکاح کی عمر کو
یعنے بالغ ہو پھر اگر دیکھو انمین ہوشیاری تو حوالے کرو انکو انکے مال بغوی نے کہا یہہ آیت ثابت بن رفاعہ
اور اوسکے چچا کے شان مین اتری رفاعہ مرکے اپنے لڑکے ثابت کو چھوڑ گیا لڑکے کا چچا آکے نبی صلی اللہ علیہ و
سلم کو عرض کیا میرا بھتیجا چھوٹا ہے وہ میرے علاقہ مین ہے اسکے مال سے مجھکو کیا حلال ہے اور اسکا مال اسکے
ذمہ کسوقت کر دون تب یہہ آیت نازل ہوئی اللہ تعالی فرمایا یتیمون سے آزمایش کرو یعنے وہ یتیم رشید ہے
یا نہین سو امتحان کرنا فقہا کہتے ہین ہر شخص کے یتیم کی امتحان علیحدہ ہے تاجر کے لڑکے کی امتحان خرید و فروخت
کرنے مین اور قیمت چکانے مین ہے زراعت کرنے والے کے لڑکے کی امتحان زراعت کے کامون مین
اور اُسکے کام والون کو اجرہ وغیرہ دینے مین ہے امیر کے لڑکے کا امتحان نوکر چاکر کو درماہہ دینے
مین ہے عالم کے لڑکے کا امتحان کتب کی خرید مین ہے غرض ہر حرفے والے کے لڑکے کی امتحان اُسکے
حرفے مین ہے لڑکی ہو تو اسکی امتحان تاگا کاتنے مین اور سینے مین اور گھر کے اسباب کی محافظت مین
کھانیکے چیزون کو چوہے بلّی سے بچانے مین ہے امتحان ایکبار لینا کفایت نہین کرتا بلکہ چند بار لینا کہ
جس سے اسکے رشد کا ظن غالب حاصل ہو یہہ امتحان کسوقت لینا اس مین ہمارے فقہا کو دو وجہ ہین
ایک وجہ مین بلوغ کے بعد لینا لکن اصح وجہ مین امتحان پیش از بلوغ کے ہے پیش از بلوغ کے امتحان
کس طور سے کرنا اسمین دو وجہ ہین اصح وجہ مین لڑکے کے پاس کچھ پیسا دیکے کیسا مال اُٹھاتا

مول کیا جاتا ہے دیکھنا جب معاملے کا عقد ٹھہرا اسوقت ولی آپ عقد کرنا دوسری وجہ مین خود
لڑکا عقد کرنا حاجت پر نظر کرتے اسکا عقد کرنا صحیح ہے ابو حنیفہ کے پاس نابالغ کے تصرفات ولی اذن
دیا تو صحیح ہے نکاح کی عمر کو پہنچا جو بولا اس سے بالغ ہونا مراد ہے بلوغ دو چیز سے ہوتا ہی ایک خروج
منی سے خواہ بیداری مین نکلے یا خواب مین جسکو احتلام کہتے ہین دوسرا عمر پوری پندرہ برس کی ہونا اور
عانہ پر سخت بال نکلنا کافر کے فرزند مین بلوغ کی علامت ہی ان علامتون مین مرد اور عورت دونون
مشترک ہین عورت کی بلوغ کے پھر دو علامت افزود ہین حیض آنا یا حمل ٹھہرنا ان علامتون کے امکان کا
وقت عمر پوری نون برس کی ہوئی بعد سے ہی ابو حنیفہ کے پاس عورت کی سن امکان یہی ہے لیکن مرد کی
سن امکان بارہ برس ٹھہرائے ہین اللہ تعالی نے فرمایا یتیم بالغ ہوے بعد انمین تم رشد دیکھو تو مال انکے
حوالے کرو سو رشد سے عقل وہوشیاری اور حکمت سے مال خرچ کرنا مراد ہے امام شافعی رضی اللہ
عنہ کہتے دین ومال کی اصلاح کو رشد کہتے ہین دین کی اصلاح یہہ ہے حرام چیز جسکے مرتکب ہونے سے عدالت
ساقط ہوتی ہے پرہیز کرنا مال کی اصلاح یہہ ہے مال کی تبذیر نکرنا یعنے ضایع نکرنا مالکو دریا مین ڈالدینا
اور معاملات وغیرہ مین غبن فاحش کا متحمل ہونا یعنے صریح نقصان کرنا مثلاً روپے کے مال کو دو
روپے سے خرید کرنا اور حرام مین پیسا اڑانا ان سب کو تبذیر کہینگے مال کو نیک کامون مین خرچ کرنیکو
جیسے صدقہ دینا اور مسجد یا مدرسہ بنانا اور جو اسکے مانند ہو تبذیر نہ کہینگے اصح وجہ مین نفیس کھوان
مین جو اسکی مقدور سے افزود ہو پیسا خرچ کرنے کو یا بھاری مول کے کپڑے پہننے کو یا باندیان بہت
خرید کرکے ان سے تمتع لینے کو بھی تبذیر نہ کہینگے بیان کئے سو رشد جس شخص مین نہو اسکو سفیہ کہینگے
جب تک سفاہت باقی ہے مال اسکے حوالے نکرنا صاحبین یعنے ابو یوسف اور محمد بن الحسن کا مذہب
بھی یہی ہے ابو حنیفہ کے پاس بالغ ہوکے رشید نہ ہو تو پچیس برس کی عمر ہوئی تک انتظار کرنا اسکے
بعد اسکا مال اسکے ذمہ کر دینا غیر رشید بعد بلوغ کے کچھ تصرف کیا تو اسکے تصرفات ہمارے یہان
صحیح نہین ابو حنیفہ کے پاس سفیہ اسکو کہینگے جو اخراجات مین اسراف کرتا ہے اگرچہ نیک کام
ہو مثلاً مساجد بنانے مین صرف کرے اور بے غرض مالکو ضایع کرتا ہے یا غرض جسکو دیندار عقلا

اعتبار نہین کرتے ہین اڑاتا ہے مثلاً قوال کنچنیان بھانڈ بھگتیون کو پیسا دیتا ہے یا تماشا کرنیوالو کو دیتا ہے یا بڑی قیمت سے کبوتر مول لیکے انکو اڑایا کرتا ہے فقط فاسق رہنے سے اسکا رشد زائل نہین ہوتا وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا اور مت کھاؤ انکو اڑا کر یہہ خطاب یتیمون کے والیون کو ہے یعنے یتیمون کے مال کو ناحق تم مت کھاؤ وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا اور جلدی سے کہ بڑے ہو جاوین یعنے بڑے ہوکے مال تمسے لینیکے اندیشے سے جلدی کر کر انکے مال کو خرچ نہ کیجو وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ اور جو کوئی ہے تونگر تو چاہئے بازرہے اور جو کوئی ہے محتاج تو کھاوے موافق دستور کے یعنے ولی تونگر ہے تو یتیم کا مال نہ کھاوے ولی محتاج ہے تو اپنا محنتانہ لیوے۔ امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ اسکے دادا سے یعنے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے عرض کیا مجھکو کچھ ملتا نہین اور میرے پاس مال نہین میرے پاس یتیم ہے اسکا مال موجود ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کُلْ مِنْ مَالِ یَتِیْمِکَ غَیْرَ مُسْرِفٍ وَلَا مُتَاثِّلٍ وَلَا تَقِ مَالَکَ بِمَالِهٖ یعنے تیرے یتیم کے مال سے کھایا کر مگر اسراف نکر اور نہ اسکو اپنا اصل مال ٹھہرا اور اسکے مال سے تیرے مال کو مت بچایا کر بخاری نے عروہ بن الزبیر سے روایت کیا ہے کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہہ آیت ومن كان فقيرا فليأكل بالمعروف یتیم کے مال کے والی کے حقمین اتری ہی فقیر ہو تو دستور کے موافق اس سے کھانا درعوض اسکے قیام کے اسکے مال پر عبد الرزاق اور سعید بن منصور اور ابن سعد اور ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابن ابی الدنیا اور ابن جریر اور ابن المنذر اور بیہقی سنن مین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین فرمائے اللہ تعالی کے مالمین اپنے کو یتیم کے والی کی منزلے مین ٹھہرایا ہون اگر مجھکو غنا حاصل ہو تو اس سے باز رہون اگر محتاج ہون تو دستور موافق لیون پھر مقدور ہو تو اسکو ادا کر دیوین امام مالک اور سعید بن منصور وغیرہ قاسم بن محمد سے روایت کئے ہین کہ ایک اعرابی ابن عباس کے پاس آیا اور بولا میرے علاقہ مین چند یتیم ہین انکو اونٹ ہین سو انکا دودھ کس قدر مجھکو حلال ہے

ابن عباس کہے اگر تو گم گیا سو اونٹ کو ڈھونڈتا ہے اور خارش والیکو دوا لگاتا ہے اور حوض کی اصلاح کرتا ہے اور پانی پلانے کے دن انکو پانی پلاتا ہو تو انکا دودھ پیا کر مگر اسقدر کہ ان اونٹون کے بچون کو ضرر نہو اور دودھ نچوڑتے مین مبالغہ نکرے آبن عباس سے اور بھی روایتین آئے ہین اور یہہ مسئلہ مختلف فیہ ہے بعضے کہتے ہین یتیم کے والی کو اسکے مال سے اپنی محنت کے مقدار پیسا لینا جایز ہے عایشہ اور عکرمہ اور حسن وغیرہ کا یہی قول ہے بعضون نے کہا ہے لینا جایز نہین مگر عندالحاجت اِس قول والونمین بھی اختلاف ہے بعضون نے کہا ہے محتاج ہو تو بقدر ضرورت لیوے لیکن مقدور ہوا تو اُسکو ادا کرنا یہی قول علبیدہ بن عمرو اور سعید بن جبیر اور مجاہد کا ہے بعضے کہتے ہین ادا کرنا واجب نہین بعضے کہتے ہین سونا روپا ہو تو اس سے کچھ لینا جائز نہین مگر قرض کی طور سے اسکے سوائے دوسرے چیزین ہون تو بقدر احتیاج کے لینا جائز ہے ابن عباس کے قولون مین انکا اصح قول یہی ہے شعبی اور ابو العالیہ وغیرہ ایسا ہی کہتے ہین مذہب شافعیہ کا یہہ ہے ولی غنی ہے تو اُسکو یتیم کے مال سے کچھ لینا مطلق جائز نہین اگر فقیر ہے یا اُسکے کامونمین مشغول ہونے سے اسکے کسب مین ٹوٹا پڑتا ہے تو لینا جائز ہے کس مقدار مین لینا اسمین خلاف ہے امام رافعی کہتے ہین اپنے خرچ کے موافق لینا امام نووی نے کہا اصح قول پر خرچ اور اجرت مثل دونون مین جو اقل ہے اسکو لینا اکثر اصحاب ہمارے اسکو اختیار کئے ہین امام شافعی نے اسی پر نص کیا ہے پھر مقدور ہوسے بعد جو لیا ہے اسکا بدل دینا لازم نہین حنفیہ کا مذہب فتاوی قاضیخان مین ایسا کہتا ہے وصی یتیم کے کامونمین پھرنے کے واسطے اسکے پیسون سے جانور کرایہ کرنا اور اپنے خرچ کا پیسا لینا ضرور ہو تو استحسانا جایز ہے نصیر نے کہا ہے وصی یتیم کے پیسون سے اپنا کھانا کھانا اور اسکے کام کے واسطے اُسکے جانور پر سوار ہونا جایز ہے فقیہ ابو اللیث نے کہا یہہ اس صورت مین ہے کہ وصی محتاج رہے بعضے کہتے ہین کھانا اور اسکے جانور پر سوار ہونا جایز نہین قیاس یہی ہے استحسان مین وصی محتاج ہے تو جسقدر یتیم کے مال مین محنت کرتا ہے اتنا کھانا دستور کے موافق جائز ہے انتہی

فَاِذَا دَفَعۡتُمۡ اِلَیۡهِمۡ اَمۡوَالَهُمۡ فَاَشۡهِدُوۡا عَلَیۡهِمۡ پھر جب انکو حوالے کرو انکے مال تو گواہ کر

اوپر انکو مال دیتے سو اس پر گواہ رکھنے کا امر وجوب کے واسطے نہین بلکہ ارشاد کا امر ہے یعنے بندون
کی تعلیم واسطے فرماتا ہے ولی کو اللہ تعالی تعلیم کرتا ہے یتیم کے بلوغ کے بعد اسکا مال اسکو دیگا تو اسپر گواہ
رکھو تا تہمت دفع ہو اور آیندہ پیسا نہین دیا کرکے دعوی نکرے اور ولی پر ضمان نہ آوے گواہ موجود
ہونگے تو پیسا نہین دیا کرکے دعوی کر نہین سکتا اور ولی کی امانت ظاہر ہوتی ہے اس آیت مین دلیل
ہے ولی مال ویڈا لینے کا دعوی کیا تو بن گواہ کے دعوی مقبول نہوگا شافعی اور مالک کا قول یہی ہے
ابو حنیفہ کہتے ہین ولی کا قول مقبول ہوگا یعنے قسم کے ساتھ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا اور بس ہے
اللہ حساب لینے کو یا جزا دینے کو یا گواہی کو اس مین وعید ہے یتیم کے ولی کو اگر
یہہ یتیم کے مال مین تغلب تصرف بیجا کرے گا تو اس کا حساب اللہ تعالے
لے گا اور اوس کو سزا دے گا لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ
وَالْأَقْرَبُونَ مردون کو ہے حصہ اُس مین جو چھوڑ مرین مان باپ
اور ناتے والے ثعلبی اور بغوی کہتے ہین یہہ آیت اوس بن ثابت انصاری کی شان مین نازل ہوئی
وہ مرا ایک جورو چھوڑا جس کا نام ام کحہ تھا اسکے پیٹ سے تین لڑکیان تھین سو میت کے چچیرے
بھائی ایک کا نام سوید دوسرے کا نام عرفجہ تھا مال کے وارث بنے اسکی جورو اور لڑکیون کو کچھ
نہ دئیے کس واسطے کہ جاہلیت کا دستور تھا عورتون کو اور چھوٹے لڑکون کو کچھ حصہ نہین بالغ مرد جو
ہین وہی وارث ہوتے اور کہتے وارث ہوگا مگر وہی جو جنگ کرے غنیمت کو سمیٹے ناموس کو دشمن سے
بچاوے اوس بن ثابت کی عورت ام کحہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہی یا رسول اللہ اوس بن ثابت مر گئے تین لڑکیونکو
چھوڑا ہین اسکی جورو ہون میرے پاس کچھ مال نہین جو لڑکیونکو کھلاؤن انہون کا باپ اچھا مالدار تھا اسکا مال سب سوید اور عرفجہ
لے لئے مجھکو اور اسکے لڑکیون کو کچھ نہ دیئے لڑکیان میرے پاس ہین کچھ بھی کھاتی اور پیتی نہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان دونونکو بلا کے پوچھے یا رسول اللہ
اسکی اولاد گھوڑے پر سوار نہین ہوتین اور گرانی نہین اٹھاتین اور دشمن کو دفع نہین کرتین تب اللہ تعالی نے
یہہ آیت نازل کیا لیکن اسمین کسقدر دینا اسکی تفصیل نہین تھی اسلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوید
اور عرفجہ کو کہلا بھیجے اوس کا مال اسیطور سے امانت رکھیو کیا واسطے اللہ تعالی اسکے لڑکیون کو بھی حصہ دینے کا

حکم کیا ہے لیکن کسقدر دینا سو بیان نہین کیا مجھکو اس کا بیان نازل ہونیکی انتظار ہی بعد اللہ تعالے
یوصیکم اللہ فی اولادکم کی آیت نازل کیا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکو بلوا کے ام کجہ کو ثمن
اور لڑکیون کو ثلثین دیکے باقی کا مال سوید اور عرفجہ مین تقسیم کیئے حافظ عسقلانی نے کہا اس قصہ کو
ثعلبی اُسکے بعد بغوی بن اسناد کے ذکر کیئے ہین سیوطی نے کہا ابو الشیخ بن حیان نے اپنی تفسیر مین تمام
پورا قصہ ابن عباس سے روایت کیا ہی لیکن اسکی روایت مین مذکور ہے اوس بن ثابت مر گئے
ایک لڑکا اور دو لڑکیان چھوڑا ہی اور چچیرے بھائیون کا نام خالد اور عرفطہ کہا ہے اخیر مین کہا
عورت کو ثمن دیئے اور باقی اسکی اولاد کو دیئے لڑکے کو دو لڑکیون کے برابر اس قصہ کو ابن
جریر طبری نے عکرمہ سے بھی روایت کیا ہی لیکن دونون کے سیاق مین اختلاف ہی اُسنے کہا ہے
یہ آیت ام کجہ اور اسکی بیٹی کجہ اور ثعلبہ بن اوس اور سوید کی شان مین نازل ہوئی وے انصار مین
تھے انمین سے ایک اس عورت کا شوہر تھا اور ایک اسکی لڑکی کا چچا پھر اس عورت کی فریاد کو
وغیرہ مختصر ذکر کیا ابن ابی حاتم عکرمہ سے جو روایت کیا ہے سو اسمین کہا ام کلثوم اور بنت
کجہ اور ثعلبہ بن اوس اور سوید کی شان مین نازل ہوئی باقی ابن جریر کی روایت کے مطابق ذکر کیا
ہے ابن المنذر نے بھی اسکو عکرمہ سے ذکر کیا ہے عکرمہ کے بعضے روایتون آیا ہی کہ ام کلثوم اور اسکی
لڑکی ام کحلہ یا ام کجہ اور ثعلبہ اور سوید کی شان مین نازل ہوئی میت کا نام اوس بن ثابت کر کے
جو آیا اُسکے درعوض بعضے اسکا نام اوس بن الصامت کہے ہین اور بعضے اسکا نام اوس بن مالک کہی اور بعضے ثابت بن قیس بن
کہے ہین حافظ عسقلانی ام کجہ کو کاف کی ضم اور جیم کی تشدید سے ضبط کیا ہی حافظ سیوطی اسکو حائے
مہملہ سے ضبط کیا ہی مجد الدین فیروزآبادی نے بھی قاموس مین حاء مہملہ کی باب مین ذکر کیا ہی ام کحلہ
جو مذکور ہوئی حاء مہملہ سے ہی اور اسکے بعد لام ہے وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ
وَالْاَقْرَبُوْنَ اور عورتون کو حصہ ہے اسمین جو چھوڑ مرین مان باپ اور ناتے والے یعنی میراث
مردون کو ہی نہین بلکہ اسمین مرد اور عورت دونون شریک ہین مردون کو جو میت کی
اولاد ہو یا اسکے عصبہ تو انکو میراث سے حصہ ہے اور عورتون کو بھی اُنکے ماں باپ کے اور قرابت والونکے

مال سے حصہ ہے مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا اسمین یعنے میت کے مال مین تھوڑا مال ہو یا بہت حصہ مقرر کیا ہوا یعنے ایک معین حصہ ہے کہ اسکا خلاف نکرنا اِن حصون کا بیان اللہ تعالی آیندہ فرماتا ہے اس آیت مین دلیل ہے خطاب کے وقت سے بیان کی تاخیر کرنا جایز ہے اور یہہ بھی دلیل ہے وارث نے اپنے حصہ سے اعراض کیا تو اسکا حق ساقط نہین ہوتا وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ اور جب حاضر ہون تقسیم کے وقت ناتے والے اور یتیم اور محتاج تو انکو کچھ کھلاؤ اسمین سے یعنے ترکے کے مال سے انکو بھی کچھ دیو قرابت والون سے اس جگہہ وے لوگ ہین جنکو میراث مین سے کچھ حصہ نہین یتیم کو مسکین پر مقدم کیا گیا واسطے کہ یتیم کی بے مقدوری زیادہ ہوتی ہے حاجت بڑی رہتی ہے تو انکو مدد دینا افضل ہوا وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا اور کہو انکو بات معقول امام رازی نے کہا قول معروف سے دینے کی منت نہ رکھے اور زبان سے غیر غلطہ نہ کہنی یا جنکو کچھ دیا ہے اُن کو زیادہ دینے کا وعدہ کرنا اور جنکو کچھ نہین دیا ہے انسے معذرت کرنی مراد ہے یہہ آیت محکم ہے یا منسوخ اسمین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین یہہ آیت مواریث کی آیت سے منسوخ ہوی یہہ قول سعید بن المسیب اور قاسم بن محمد اور عکرمہ اور ضحاک اور قتادہ کا ہے مجاہد اور عطا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسا ہی روایت کئے ہین مجاہد کی طریق کو نحاس نے اپنی ناسخ مین روایت کیا ہے عطا کی طریق کو ابو داؤد اپنی ناسخ مین اور ابن ابی حاتم تفسیر مین روایت کئے ہین حافظ عسقلانی نے کہا کہ ایمہ اربعہ کا بھی یہی قول ہے بعضے کہتے ہین منسوخ نہین بلکہ محکم ہے یہہ قول ابو موسی الاشعری اور حسن اور ابو العالیہ اور شعبی اور عطا بن ابی رباح اور سعید بن جبیر اور مجاہد اور نخعی اور زہری کا ہے سعید بن جبیر اور عکرمہ اور مقسم ابن عباس سے بھی ایسا ہی روایت کئے ہین حافظ عسقلانی نے کہا ابن عباس سے اصح روایت یہی ہے اور پہلے قول کے روایتین ضعیف ہین جو لوگ اسکو محکم کہتے ہین انہین اختلاف ہی مجاہد اور ایک فریق کہتی ہے کہ یہہ حکم واجب ہے ابن حزم نے اسکو اختیار کیا ہی وجوب کو حسن نے اختیار کیا اسکے پاس خلاف ہے بعضون نے کہا وارث بالغ ہو یا بچہ دونون کے حصون مین سے

کچھ دینا واجب ہے اگر بالغ ہو تو آپ دیوے بچہ ہو تو اسکی طرف سے اسکا ولی دیوے بعضے کہتے ہیں وارث
بالغ ہو تو مال دینا واجب ہے بچہ ہو تو ولی یا وصی دینا یہ مال بچے کا حصہ ہے مجھکو اسمین کچھ دخل نہین اگر مجھکو کچھ دخل ہوتا
تو البتہ تمکو دیتا بچے بڑے ہونگے تو سمجھ کر تمھارا حق دیوینگے وے لوگ کہتے ہین قول معروف سے
یہی مراد ہے حسن اور نخعی کہتے ہین پیسے اور اسباب کی تقسیم مین یہہ دینا ہے زمینات اور غلامون غیرہ
کی تقسیم ہے تو اسمین کچھ نہین اچھی بات بولنا کافی ہے اور ایک جماعت کہتی ہے یہہ حکم مندوب ہے
درصورتیکہ ورثہ بالغ ہون وارث بالغ نہو تو دینا مستحب بھی نہین بغوی نے کہا یہی قول اولی ہے
امام رازی نے کہا فقہار امصار کا یہی قول ہے سعید بن منصور اور عبد بن حمید اور بخاری اور ابو داؤد
کتاب ناسخ و منسوخ مین اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور بیہقی طریق سے سعید بن جبیر
کے روایت کئے ہین کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا بعضے لوگ کہتے ہین یہہ آیت منسوخ ہوئی
واذا حضر القسمۃ اولوا القربی الایۃ واللہ منسوخ نہین لیکن لوگ اسپر عمل کرینین تہاون لینے سہل انگاری
کئے وے دو والی ہین ایک والی ہے وارث ہوتا ہے وہی کھلاتا اور پہناتا ہے دوسرا والی ہے
جو وارث نہین وہی کہتا ہے بات بہتر سو بولتا ہے یہہ یتیم کا مال ہے میرا اسمین کچھ نہین اس روایت سے
معلوم ہوتا ہے کہ وہ مستحب ہے ابن عباس بھی اسکے استحباب پر گئے ہین کیا واسطے فرض ہوتا تو لوگ
جن سے صحابہ مراد ہین اسپر عمل کرنے مین تہاون نہ کرتے آیت کی معنی مین بعضون نے کہا ہے
قسمت سے وصیت مراد ہے وصیت کے وقت قرابتی جنکو میراث نہین اور یتیم اور مسکین حاضر ہو تو
وصیت کرنے والے کو اللہ تعالی نے امر کیا کہ ان لوگون کو بھی کچھ دو اور اسکے ساتھ نرمی سے میٹھی بات
کرو اس قول کو تائید کرتی ہے روایت ابن عباس کی جسکو عبد الرزاق اور عبد بن حمید اور ابو داؤد
کتاب الناسخ مین اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور بیہقی اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر
الصدیق اور قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق سے روایت کئے ہین کہ عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی بکر نے
اپنے والد عبد الرحمن کا ترکہ تقسیم کیا سو گھر مین کسی مسکین کو اور قرابت والے کو نہین چھوڑا مگر
اپنے باپ کی میراث سے کچھ دیا اور یہہ آیت تلاوت کی واذا حضر القسمۃ الآیۃ اسوقت

عائشہ رضی اللہ عنہا زندہ تھین قاسم نے کہا ابن عباس کو ہین یہہ ماجرا بولا ابن عباس کے مطلب کو
نہین پہنچا یہہ حکم وارث کو نہین یہہ آیت وصیت مین ہے میت انکو کچھ دینے کی وصیت کرنا حافظ
عسقلانی نے کہا عبد الرزاق کی روایت کی سند صحیح ہے وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ
ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ چاہئے ڈرین
وے لوگ کہ اگر چھوڑین اپنے پیچھے یعنے اپنی موت کے پیچھے اولاد ضعیف تو ڈرتے ہین انپر سو چاہئے
ڈرین اللہ سے اور کہین بات راست یعنے جسکی اولاد ضعیف ہو تو وہ اپنی موت کے بعد اولاد کو ضرر
پہنچنے کا اندیشہ رکھتا ہے ویسا شخص ڈراچاہئے یہہ حکم کسکو ہے سو مفسرین کو خلاف ہے بعضون نے کہا
یہہ حکم انکو ہے جو مریض کے پاس جاتے ہین اسکی تباہ حالت دیکھکے کہتے ہین ایسے وقت مین اپنی جان
کی بھلائی کا خیال رکھو تیرے وارث کچھ کام نہ آئینگے خیرات کر یا مذہبی غلام کو آزاد کر سو ایسی
ترغیب دینے سے انکو اللہ تعالیٰ نے منع کیا اسکی اولاد کی بہبودی نظر مین رکھنے کا امر کیا اِس
قول پر معنی یون ہونگی تم اپنی اولاد ضعیف بھو کی محتاج رہنا جیسی مکروہ جانتے ہو بیمار کی اولاد پر
بھی اسبات کا خیال رکھو اسکو ایسی ترغیب مت دو جس سے اُسکی اولاد محروم ہو حاصل
اسکا یہہ ہے تو اپنے نفس کے واسطے یہہ بات مکروہ جانتا ہے تو اپنے مسلمان بھائی کیو اسطے بھی
اسکو مکروہ جان بعضون نے کہا خطاب ہے اسکو جسکی موت کا وقت پہنچا اور ارادہ کیا کہ وصیت
کرے تو لوگ اسکے پاس جو جمع تھے اسکو کہتے اپنی اولاد کے واسطے مال رکھ اور اسکو
وصیت کرنے سے مانع ہوتے ہین بعضون نے کہا خطاب بیمار کو ہی ہے اسکو زیادہ پیسونکو
خرچ کرنیکی وصیت سے منع کیا اِس توجیہ پر اگر ثلث سے افزود وصیت نہ کرنیکے حکم کے
قبل یہہ آیت نازل ہوئی ہے تو اِس آیت سے وصیت جو ترکے کو مستغرق نہو مراد ہے اگر ثلث
سے افزود وصیت نکرنیکے حکم کے بعد یہہ آیت نازل ہوئی ہے تو اولاد کی بہبودی کے واسطے
ثلث سے بھی کم دینیکی وصیت کرنا مراد ہوگی اسی پر نظر کرتے اکثر صحابہ ثلث سے کم کی
وصیت کئے ہین ہمارے فقہا بھی کہتے ہین ثلث سے کم دینے کی وصیت کرنا افضل ہے بعضون نے

وردی ۴۶

کہا یہہ خطاب یتیموں کے اولیا کو ہی یعنی جو شخص اپنے بعد اپنی اولاد تباہ ہونیکا اندیشہ رکھتا ہے تو وہ شخص
غیر کے یتیم لڑکے کا مال ضایع کرنے سے اندیشہ کرے اس توجیہ پر آیت سے غرض حض اور ترغیب ہی اسبات پر
کہ یتیم کے مال کی احتیاط اور محافظت الیسی ناکہ اپنے بعد اپنی یتیم اولاد کی محافظت جیسی کرنا چاہتا ہی اللہ تعالی اس آیت
مین فاتقوا اللہ کا جملہ ذکر کیا سو پہلے جملہ کی تقریر کے واسطے ہی گویا یون کہا اوپر یہہ حکم جو گذرا اسکے
بجالانے مین احتیاط کرو اور اللہ تعالی سے ڈرو اور بات کرو تو قول سدید کہو قول سدید سے حق اور
راست اور سیدہی بات مراد ہے مریض کے پاس بیٹھنے والون کی راست بات یہہ ہے کہ اسکو ثلث سے
کم صدقہ دینے کی اور باقی مال ورثہ کو چھوڑنیکی تاکید کرنا وصی کی اور یتیم کے ولی کی راست بات یہہ ہے
کہ اپنے بچون کو جیسی لطف و مہربانی کی بات کرتے ہین یتیم لڑکون سے بھی ویسی ہی بات کرنا انکو
ایذا نہ دینا میراث تقسیم کرلینے والون کی راست بات یہہ ہے کہ حاضرین سے سخن نیک اور ملایم
کرنا اِنَّ الَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡیَتٰمٰی ظُلۡمًا اِنَّمَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِہِمۡ نَارًا مقرر جو لوگ
کھاتے ہین مال یتیمون کے ناحق وے نہین کھاتے اپنے پیٹ مین مگر آگ مقاتل بن حیان کہتا ہے یہہ آیت
غطفان کے ایک شخص کے حق مین نازل ہوئی جسکا نام مرثد بن زید تھا اپنے بھائی کے لڑکے کے مال کا ولی
ہو اسو اس کو کہا گیا تب اللہ تعالی اس آیت کو نازل کیا یتیم کا مال ناحق جو شخص کھاتا ہے تو اپنے شکم مین
آتش ڈالتا ہی یعنی قیامت کے دن آگ ہو جائیگی جو کھاتے ہین اسکو آگ بولا سو باعتبار مآل کے ہی معلوم کیجئے کہ یہہ آیت اور
اوپر گذری سو آیت (ولا تاکلوا اموالہم الی اموالکم انہ کان حوبا کبیرًا) نازل ہوئے بعد لوگ یتیمون کا
کھانا پانی علاحدہ کر دیئے کہ جس سے تصدیع ہونے لگے تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا (وان تخالطوہم
فاخوانکم) اسکا بیان انیسوین ورد مین مذکور ہوا بعضون نے خیال کیا ہے کہ (وان تخالطوہم) کی آیت
ان دونون آیتون کو نسخ کی یہہ بات غلط ہے کیا واسطے کہ یے آیتین یتیم کا مال ناحق نہ کھا جانے
مین وارد ہوئی ہین اور وہ آیت یتیمون کے مال کی اصلاح اور ان پر احسان کرنیمین وارد ہوئی
ہے پھر کیسا نسخ کرتی وَسَیَصۡلَوۡنَ سَعِیۡرًا اور عنقریب پڑینگے بھڑکتی آگ مین ابن ابی شیبہ اور
ابو یعلی اور طبرانی اور ابن حبان اپنی صحیح مین اور ابن ابی حاتم ابی برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت

گئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قیامت کے دن ایک قوم اپنے قبرون سے اٹھیگی سو
انکے موُن سے اگ زبانہ مارتی رہیگی صحابہ کہے یا رسول اللہ وے یون لوگ ہین فرمائے
کیا تم نہین دیکھے اللہ تعالی فرماتا ہے ان الذین یاکلون اموال الیتامی ظلما انما یاکلون فی بطونہم نارًا
یعنے وے لوگ وے ہین جو یتیمون کا مال ناحق کھاجاتے ہین حافظ عسقلانی نے کہا اسکی سند ضعیف ہے
ابن جریر اور ابن ابی حاتم ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم اپنی اسرا کی شب کی ہمکو خبر دئے سو کہے مین نے ایک قوم کو دیکھا انکے ہونٹ اونٹ کے ہونٹ کی
طرح ہین اور ان پر ایک شخص موکل ہے کہ انکے ہونٹون کو پکڑکے انکے منہہ مین آتش کا پتھر
ڈالتا ہے تو وہ پتھر شکم مین جاکے انکے اسفل سے نکلتا ہے وے چلاتے پلاتے ہین مین بولا یا جبرئیل یہ
کون ہین تو کہا یہ وے لوگ ہین جو یتیمون کا مال ظلم سے کھاجاتے ہین حاکم اور بیہقی شعب الایمان مین
ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے چار شخص ہین
انکو بہشت مین داخل نہ کرنا اور اوسکے نعمتین انکو نہ چکھانا اللہ تعالی پر حق ہے شراب پینے پر مداومت
کرنیوالا اور سود کھانے والا اور یتیم کا مال ناحق چٹ کرنیوالا اور والدین کی نافرمانی کرنے والا حاکم
نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے حافظ المنذری نے کہا اسکی سند مین خثیم بن اراک ہے وہ متروک
ہے بخاری اور مسلم اور ابوداود اور نسائی اور بزار ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تم سات چیزون سے جو ہلاک کرنیوالے ہین دور رہو ازانجملہ
یتیم کا مال کھاجانے کو ذکر کیا عمرو بن حزم کی حدیث مین جسکو ابن حبان نے اپنی صحیح مین وارد کیا
ہے اور عمیر لیثی کی حدیث مین جسکو طبرانی کبیر مین بسند حسن روایت کیا ہے سو یتیم کا مال کھانا
اکبر کبائر اور اعظم کبایر ثابت ہوا ہے یُوصِیکُمُ اللّٰہُ فِیٓ اَولَادِکُمۡ لِلذَّکَرِ مِثۡلُ حَظِّ
الۡاُنۡثَیَیۡنِ کہہ رکھتا ہے تمکو اللہ تمھاری اولاد مین مرد کو حصہ برابر دو عورت کے یہہ آیت
کس کی شان مین نازل ہوئی اسمین اختلاف ہے ابن سعد اور ابن ابی شیبہ اور احمد اور ابوداود اور
ترمذی اور ابن ماجہ اور مسدد اور طیالسی اور ابن ابی عمر اور ابن منیع اور ابن ابی اسامہ اور ابو یعلی

نار شعلہ ور

ع ۱۳

اور ابن ابی حاتم اور حاکم اور ابن حبان اور بیہقی اپنی سنن مین جابر رضی اللہ عنہ سے روایت
کئے ہین کہ سعد بن الربیع کی عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے عرض کی یا رسول اللہ
یہہ دونون سعد بن الربیع کے لڑکیان ہین اُنکا باپ آپکے ساتھ احد کے جنگ مین شہید ہوا ان
لڑکیون کا چچا اس کا سب مال لے لیا اُنکے لئے کچھ نہ چھوڑا انکو کوئی نکاح نہ کریگا مگر مال رہنے تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی اُسکا حکم کریگا تب یہہ آیت نازل ہوئی یوصیکم اللہ فی اولادکم پھر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکے چچا کو بلواکے کہے سعد کے لڑکیون کو دو ثلث دے اور اُسکی عورت
کو ثمن باقی جو رہا سو تیرا ہے اوپر مذکور ہوا کہ یہہ آیت ام کجہ اور اسکے لڑکیون کی شان مین نازل
ہوئی اُسکے شوہر کا نام اَوس بن ثابت انصاری تھا اس قصہ کو واقدی نے کلبی کی طریق سے
ابن عباس سے روایت کیا ہے یہہ دونون شخص بالاتفاق ضعیف ہین ام کجہ کے قصہ مین وارد ہونیکو
ابو نعیم اور ابو موسی طریق سے عبد اللہ بن محمد بن عقیل کے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے بھی وارد
کیا ہے لیکن شوہر کا نام نہین ذکر کیا یہہ طریق بھی ضعیف ہی ابو داود نے اسی عبد اللہ بن محمد کی طریق
سے جابر بن عبد اللہ سے ذکر کیا سو عورت کا نام ذکر نہین کیا اسکے شوہر کا نام ثابت بن قیس کہا
ابو داود نے کہا کہ یہہ روایت خطا ہے صحیح یہہ ہے کہ اسکا نام سعد بن الربیع ہے انتہی بعضون نے
کہا ہے اَوس بن ثابت یہہ حسان بن ثابت کا بھائی ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شاعر تھا لیکن یہہ بات
صحیح نہین ہوتی کیا واسطے اگر حسان کا بھائی ہوتا تو اُسکا وارث حسان ہوتا عرفطہ اور سوید نہ ہوتے ام
کجہ کے اور اُسکے شوہر کے اور اسکی لڑکی اور وارثون کے نام مین روایات کا بہت اختلاف ہی سب روایات ضعیف
رہنے سے وہ قابل حجت نہین اگر قصہ صحیح ہو تو دونون کی شان مین نازل ہونیکو کچھ مانع نہین عبد بن حمید اور بخاری اور
مسلم اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور بیہقی سنن مین
طریق متعددہ سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے میری بیماری مین کیواسطے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اور ابو بکر رضی اللہ عنہ پیادہ پا بنی سلمہ کے گھر وانکے احاطے مین تشریف لے آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو بیہوش
دیکھکے پانی منگواکر وضو کئے اور پھر پر وہ پانی چھڑکے مین ہوشیار ہوکے کہا یا رسول اللہ مین اپنے مال کو کسطرح سے

بامثناۃ اللہ تعالے اسلیے یہہ آیت نازل کیا یوصیکم اللہ فی اولادکم معلوم کیجیے یہہ مذکور آیت نازل ہوئی کرکے ابن جریج
کی روایت جو محمد بن المنکدر سے جابر سے آیا ہے ترمذی اور حاکم عمرو بن قیس کی طریق سے محمد بن المنکدر سے
بھی ایسا ہی روایت کیے ہین عبد بن حمید اور ترمذی نے یحیی بن آدم کی طریق سے اور اسماعیلی نے اسحق بن ابی اسرائیل
کی طریق سے دونون ابن عیینہ سے وہ محمد بن المنکدر سے بھی ایسی ہی روایت کیا ہی لیکن مسلم نے عمرو الناقد
سے اور نسائی محمد بن منصور سے وے دونون سفیان بن عیینہ سے وہ محمد بن المنکدر سے روایت کیا سو کہکے
کہا میراث کی آیت یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ نازل ہوئی ابن خزیمہ نے عبد الجبار بن العلاء کے وہ ابن عیینہ سے
روایت کیا سو کہا آیت میراث کی ان امرؤ ہلک لیس لہ ولد نازل ہوئی اسکی ایک روایت مین ہے آیت
کلالہ کی نازل ہوئی بخاری نے قتیبہ اور ابن المدینی اور الجعفی کی طریق سے ابن عیینہ سے روایت کیا سو اسمین آیت میراث کی
نازل ہوئی کرکے کہا ایک روایت مین آیت فرایض کی نازل ہوئی کرکے کہا پر آیت کو ذکر نہین کیا مسلم نے
سفیان الثوری سے وہ ابن المنکدر سے روایت کیا سو بھی آیت میراث کی نازل ہوئی کرکے کہا آیت کو ذکر نہین کیا
حافظ عسقلانی نے کہا ابن المنکدر سے محفوظ یہی روایت ہی اور بولا ابن عیینہ کی روایت مین آیت کو جو ذکر کیا ہی وہ ابن عیینہ کا کلام ہے حدیث مین
مدرج ہی اور آیت کونسی نازل ہوئی سو اسمین بھی ابن عیینہ کے راویونکو اضطراب ہی دمیاطی وغیرہ کہتے ہین ابن جریج کی روایت مین یوصیکم اللہ
فی اولادکم کی آیت نازل ہوئی کرکے جو آیا ہی وہ وہم ہی کیا واسطے آیت یہہ سعد بن الربیع کے لڑکیون کی شانمین نازل ہوئی ہی جابر کے مقدمہ مین
نازل ہوئی سو یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ کی آیت ہے کیا واسطے جابر کو تب ولد اور والد نہین تھے کلالہ وہی شخص ہی جسکو ولد اور والد
نہو حافظ عسقلانی انکو رد کیا اور بولا کلالہ کی تفسیر مین اختلاف ہی بعضے کہتے ہین مال موروث کا نام ہی اور بعضے
کہتے ہین ارث کا نام ہے اس اختلاف کے نظر کرتے کلالہ کی تفسیر ولد اور والد نہونی معین نہین ہوئی
تو پھر اس سے دلیل پکڑنا صحیح نہوا بخاری کی روایت مین آیا ہے یستفتونک قل اللہ یفتیکم کی آخر آیت
ہے جو نازل ہوئی یہہ آیت جب اخیر مین نازل ہوئی تو اس سے دلیل لینا صحیح نہو ظاہر یہہ ہے کہ میراث
کی آیت سے یوصیکم اللہ فی اولادکم کی آیت مراد ہی سعد بن الربیع کے لڑکیون کی شانمین نازل ہونا
اس کو مانع نہین کیا واسطے دونون کے مقدمہ مین نازل ہوئی رہے یہہ بھی احتمال ہے کہ اس آیت
کی ابتدا ان لڑکیون کے مقدمہ مین نازل ہوئی ہو اسکے آخر یعنے وان کان رجل یورث کلالہ

جابر کے قصہ مین جابر جو کہے (یوصیکم اللہ فی اولادکم) کی آیت نازل ہوئی اس سے کلالہ کی آیت جو یوصیکم اللہ
سے منفصل ہے مراد لئے انتہی لکھا بندۂ عاصی کہتا ہے جابر کے وارث انکے بیماری کیوقت بہنون کے سوائے
کوئی ذوی الفروض نہین تھے یوصیکم اللہ فی اولادکم کی آیت مین اعیانی اور علاتی بہنون کے میراث کا
ذکر نہین وان کان رجل یورث کلالۃ ولہ اخ او اخت مین بہن اور بھائی جو مذکور ہین انسے اخیافی
بھائی اور بہن مراد ہونین سب کا اتفاق ہے جابر کی شان مین یہہ آیت اگر نازل ہوئی ہو تو انہین
بہنون کی میراث کا ذکر نہ رہنے سے انکے غرض کو مفید نہین سوال کے مطابق آیت نازل ہونا
بعید ہے اس سے یقینا معلوم ہوتا ہے آیت المیراث سے یستفتونک قل اللہ یفتیکم مراد ہے جابر رضی اللہ
عنہ کلالہ کے میراث کی تقسیم کا استفتا کرنا اسپر یستفتونک کرکے نازل ہونا اور انکے وارث بہنان
رہنا دلیل بین ہے کہ مراد جابر کی یہی آیت ہے یہہ آیت اخیر مین نازل ہوئی کرکے جو آیا اسکو منافی
نہین کیا واسطے اسکا اخیر ہونا امر نسبی ہے یعنے میراث کی آیتون مین یہہ اخیر آیت ہے اسی کو
تائید کرتی ہے حدیث جسکو نسائی نے ابی الزبیر کی طریق سے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہے مین بیمار
ہوا میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے مینے کہا یا رسول اللہ مین اپنی بہنون کے لئے
تہائی مال کی وصیت کرتا ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے احسان کرین مین نے کہا آدھے مال کی وصیت
کرتا ہون کہے احسان کر بعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لیجاکے پھر آئے اور فرمائے تو اس بیماری
مین نہین مرتا اللہ تعالی آیت نازل کیا اور تیرے بہنون کو دو تہائی دینے کو بیان کیا جابر کہتے تھے
یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالہ کی آیت نازل ہوئی اوپر کی حدیث جابر کی ایک بیماری تھی اور
یہہ حدیث دوسری بیماری مین تھی کرکر کہنا بعید ہے اس حدیث مین اور اُس حدیث مین کچھ منافات
نہین شاید جابر اپنے مال کی تقسیم کس طور سے کرنیکا سوال کرکے اپنے بہنون کو اس قدر دینیکی وصیت
کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہان سے گئے بعد یہہ آیت نازل ہوتے سے تشریف لاکر انکے
بہنون کا حصہ بیان کئے واللہ اعلم معلوم کیجئے اوپر گذری سو آیت للرجال نصیب مما ترک
الوالدان والاقربون الآیۃ کی یہہ آیت تفصیل ہے اس آیت مین اللہ تعالی نے یوصیکم جو فرمایا

یوصی صیغہ مضارع کا ہے ایصاء سے ایصاء کی معنی اصل مین وصل کرانا عرب کے محاورہ مین ایسا کہتے ہین
وَصَتِ الارض وَصْیا و وَصِیًّا و وصاءً و وصاءۃً یعنی اسکے نباتات متصل ہوئین اسکو جب
باب افعال مین لیگئے تو اوصی کی معنی وصل کرانا اور پہنچانا اس تقدیر پر آیت کی معنی یون ہونگی
اللہ تعالی تمکو ایک بات کہتا ہے ایسی بات ہے جو تمھارے مرے بعد تمھاری اولاد کے حقوق پورے
ملنے کو پہنچاتا ہے قفال نے ایسی ہی معنی کو بیان کیا بعضے کہتے ہین یوصیکم کی معنی یا مرکم کی ہے
یعنے حکم کرتا ہے تمکو بعضے کہتے ہین اسکی معنی یعہد الیکم یعنے عہد کرتا ہے تمکو بعضے کہتے ہین یفرضکم
یعنے فرض کرتا ہے اولاد کا ذکر مقدم کیا کسو اسطے آدمی کو اپنی اولاد کے ساتھ نہایت تعلق
رہتا ہے اس لئے انکو مقدم کیا اور یو لا میت کو اولاد ہو تو لڑکے کو دو حصے اور لڑکی کو ایک حصہ
دینا فَاِنْ كُنَّ نِسَاۤءً فَوْقَ اثْنَتَیْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ پھر اگر ہووین یعنے اولاد عورتین
دو سے اوپر تو انکو ہین دو تہائیان جو چھوڑ مرا وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ
اگر ہے یعنے لڑکی ایک تو اسکو آدھا مال ہے معلوم کیجئے اللہ تعالی نے ان جملون مین اولاد کا حصہ
بیان کر دیا اولاد کے ساتھ دوسرے حصہ دار بھی ہین یا نہین اگر انکے ساتھ دوسرے حصہ دار نہین ہے
تو انکے تین حالت ہین یا میت کو لڑکے اور لڑکیان دونون ہین یا فقط لڑکیان ہین یا فقط
لڑکے پہلی حالت مین کہا لڑکے کو دو لڑکیون کے برابر دینا اگر میت فقط ایک لڑکا اور ایک لڑکی
چھوڑا ہے لڑکے کو دو حصے اور لڑکی کو ایک حصہ دینگے اگر متعدد ہین تو ہر لڑکے کو دو حصے اور ہر لڑکی
کو ایک حصہ دینگے دوسری حالت مین یعنے لڑکا نہین فقط لڑکیان ہین اگر ایک ہی لڑکی ہے تو اسکو
آدھا مال ہے اگر دو سے افزون ہین یعنے تین ہین یا اس سے زاید تو ان تمام مین دو تہائیان ہین دو لڑکیان
ہون تو انکو کس قدر دینا سو نہین فرمایا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین دو لڑکیان ہون تو
انکو بھی نصف ہے جمہور امت کہتے ہین لڑکیان دو ہون تو بھی انکے واسطے دو ثلث ہے کیا واسطے
کوئی شخص مرکے ایک لڑکا اور ایک لڑکی چھوڑا تو لڑکی کو ایک ثلث اور لڑکے کو دو ثلث دیگے کیا
واسطے اللہ تعالی نے فرمایا للذکر مثل حظ الانثیین ایک لڑکے کو دو ثلث دیئے تو آیت سے معلوم ہوا کہ

دو لڑکیون کا حصہ ہے تو پھر دو لڑکیون کو بھی دو ثلث دینا اس آیت سے ثابت ہوا تیسری حالت
مین فقط لڑکون کو چھوڑا ہے تو ایک لڑکا ہو تو اسکو پورا مال دیگے اگر زاید ہو تو انمین علی السویہ تقسیم کرینگے
لڑکا ہو تو اسکو پورا مال دینے کا حکم آیت سے نکلنے کا بیان یہہ ہے اللہ تعالی نے فرمایا للذکر مثل
حظ الانثیین اس جملہ سے معلوم ہوا مرد کا حصہ عورت کے دو برابر ہے بعدہ فرمایا وان کانت واحدۃ
فلہا النصف اس سے معلوم ہوا فقط لڑکا ہو تو اسکو دو نصف ہر ان دونون آیتون کو جمع کرنے سے
معلوم ہوا ایک لڑکے کا حصہ پورا مال ہے اگر اسکے ساتھ لڑکے اور بھی ہون تو سبکو علی السویہ تقسیم
کر دینگے اولاد کے ساتھ دوسرے حصہ دار مثلا والدین اور احد زوجین ہون تو انکا حصہ دیکر باقی مال مین اوپر کی تقسیم کے مطابق تقسیم کر دیگے
معلوم کیجئے اس آیت کا عموم چار صورت سے تخصیص پایا ہے پہلی صورت حر و عبد مین توارث نہین دوسری صورت قاتل
جو عمداً قتل کیا ہو اسکو حصہ نہین تیسری صورت کافر مسلمان کا وارث نہین ہوتا انکی تخصیص حدیث سے ثابت ہوئی اسپر امت کا اجماع ہے مسلمان کافر
کا وارث ہوتا ہے یا نہین اسمین اختلاف ہو معاذ اور معاویہ اور شریح القاضی اور شعبی کہتے ہین
وارث ہوتے ہین جمہور کہتے ہین وہ بھی وارث نہین ہوتے مسلمان مرتد ہوکے مرا ہو یا اسکو قتل کرے
تو مال جو ردت کے زمانے مین حاصل کیا ہے اسکا کوئی وارث نہو گا بلکہ بیت المال مین داخل
کرینگے اسلام کی حالت مین جو کسب کیا تھا شافعی کے پاس وہ بھی بیت المال مین داخل کرنا ابو حنیفہ کہتے ہین
وہ مال اسکے مسلمان وارثون مین تقسیم کرنا چوتھی صورت انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کسی کے مال
کے وارث نہین ہوتے اور انکے مال کا بھی کوئی وارث نہین ہوتا مذہب اکثر مجتہدین کا یہی ہے انکی
دلیل حدیث مشہور ہے لا نورث ما ترکنا صدقۃ ہم وارث نہین کئے جاتے جو چھوڑ جاتے ہین وہ صدقہ
ہے اس مسئلہ مین شیعہ کو خلاف ہے ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متروکات
کی تقسیم نکرنا اور دوسرے صحابہ انکے قول کی تسلیم کرنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہ حدیث کہے تھے
سو اسکے مقر ہونا اور فاطمہ اور عباس اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم دعوی سے باز رہنا صحابہ کے
اجماع پر دلالت کرتا ہے اجماع کا خلاف جو کہے اسکا قول مردود ہے۔ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ
وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ اور میت کے مان باپ کو

ہر ایک کو دونون مین چھٹا اس مال سے جو چھوڑ مرا اگر میت کو اولاد ہے اب اللہ تعالی ماں باپ کو
حصہ کسقدر دینا ہے سو شروع کیا اور فرمایا انکے تین حالت ہین پہلی حالت انکے ساتھ اولاد ہونا
تو ماں کو ایک سدس ہے یعنے چھٹا حصہ اور باپ کو ایک سدس ہے معلوم کیجیے ولد کا اطلاق
لڑکا اور لڑکی دونون پر ہوتا ہے میت کو لڑکا ایک رہے یا افزود اور اوسکے ساتھ لڑکی بھی
رہے یا نہ رہے سب حالتو نمین وہی سدس سدس دیوینگے اگر لڑکا نہین فقط لڑکیان ہین تو اس تقدیر مین
ماں کو وہی سدس ہے لیکن باپ کو سدس جو اسکا فرض ہے اسکے سوا جو باقی رہا سو مال بھی اسیکو
دیوینگے مثلاً ایک لڑکی ہے تو لڑکی کو نصف اور ماں کو سدس اور باپ کو سدس دینگے ایک سدس جو
باقی ہے وہ بھی عصوبت کی راہ سے باپ ہی کو دینگے فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُ وَلَدٌ وَّوَرِثَهُ أَبَوَاهُ
فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ پھر اگر اسکو یعنے میت کو اولاد نہین اور وارث ہین اسکے ماں باپ تو اسکی
ماں کو ثلث ہے یعنے تہائی اس جملے مین والدین کی دوسری حالت کی طرف اشارہ کیا ہے میت کو
اولاد نہونا تو اس تقدیر مین ماں کو ثلث ہے باپ کو کسقدر سو بیان نہین کیا کیا واسطے میت کو ماں باپ
کے سوا اسے کوئی نہین سو آیت سے ظاہر ہوتا ہے جب اسکو کوئی نہو تو پورا انہین کو دینگے ماں کا حصہ
جب ثلث ہوا تو لازم آیا باپ کو باقی دینا جیسا اولاد مین مرد کو عورت سے دو برابر حصہ تھا یہاں بھی
ویسا ہی باپ کو ماں کے دو برابر ہوا پہلی آیت مین باپ کا فرض سدس تھا یہاں دو ثلث
جب لیا تو سدس تو اسکا فرض ٹھہرا باقی عصوبت کی جہت سے لیا اس سے ثابت ہوا اگر ماں نہین فقط
باپ ہے تو سارا مال لیگا کیا واسطے عصبہ ہے عصبہ اسکو کہتے ہین کہ جسکو حصہ مقرر نہین اگر ذوی الفروض
یعنے جنکے حصہ مقرر ہین انکے ساتھ ہو تو انکے حصے جاتے ما بقی لیگا دوسرا کوئی نہین ہے تو پورے مال کا
وارث ہوگا معلوم کیجیے ماں باپ کے ساتھ میت کا شوہر یا جورو ہے تو اس صورت مین شوہر یا
جورو کو اسکا حصہ دینے بعد جو باقی رہتا ہے اسکا ثلث ماں کو دیوینگے باقی باپ کو ائمہ اربعہ اور جمہور
کا مذہب یہی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین شوہر یا جورو کو اسکا حصہ دینگے ماں کو کل مال کا
ثلث دینگے باقی جو رہا باپ کو دینگے کیا واسطے کہ وہ عصبہ ہے میت کو عورت اور ماں باپ

مسروق بھی ابن عباس کی موافقت کرتا ہے اگر شوہر ہے تو جمہور کی موافقت کرتا ہے تا ماں کا حصہ باپ سے
افزود نہو فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ پھر اگر اسکو یعنے میت کو بھائیان ہے تو اسکی
ماں کو سدس یعنی چھٹا حصہ ہے یہہ ابوین کی تیسری حالت ہے میت کو بھائیان اور بہنان ہو تو ماں کو
سدس ہے اخوۃ جمع اخ کی ہے اخ بھائی کو کہتے ہین لیکن اس جگہہ اخوۃ کا لفظ بھائیان اور بہنان دونون کو
شامل ہے جمع کا لفظ لانے سے معلوم ہوا کہ بھائیان یا بہنان تین ہون تو ماں کو سدس ہے اسبات پر سب
مجتہدون کا اتفاق ہے بھائی یا بہن ایک ہو تو ماں کو سدس نہین بلکہ ثلث ہے اسمین بھی سب کا اتفاق
ہے اگر دو ہون تو اس مین فقہا کو اختلاف ہے اکثر صحابہ کہتے ہین تین کا حکم جو ہے دو کا حکم بھی وہی
ہے عمر اور عثمان اور علی اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کا مذہب یہی ہے ائمہ اربعہ اور جمہور فقہا کا بھی یہی
مذہب ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین دو ہون تو ماں کو سدس نہین بلکہ وہی ثلث ہے ابن جریر اور
حاکم اور بیہقی اپنی سنن مین روایت کئے ہین جسکا حاصل یہہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما عثمان
رضی اللہ عنہ کے پاس جاکے کہے تمھاری قوم کی زبان مین دو بھائیون کو اخوۃ نہ کہینگے سو دو بھائیان
ہون تو ماں کو ثلث سے سدس کی طرف نہ پھیرنا عثمان رضی اللہ عنہ فرمائے میرے آگے ایک بات
ٹھہر گئی اور ملکون مین جاری ہوئی اور لوگ اسکے موافق تقسیم کئے ہین سو مین اسکو رد کرنیکی طاقت نہین رکھتا
حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے جواب کا حاصل یہہ ہے اس حکم پر سابق اجماع ہو چکا ہے
مین اسکا خلاف نہین کر سکتا سُن لیجئے بعضے مفسرون نے کہا اس اختلاف کا منشا یہہ ہے اقل جمع دو ہے
یا تین اسمین علما کو اختلاف ہے قاضی ابو بکر الباقلانی کہتا ہے اقل جمع دو ہے جمہور علما کہتے ہین اقل جمع
تین ہے اس اختلاف کے نظر کرتے بعضون نے دو کو جمع کا حکم کیا بعضون نے اسکو واحد کا
حکم دیا بندہ عاصی کہتا ہے اگر اقل جمع کا لحاظ اس اختلاف کا منشا ہوتا تو
جمہور کو لازم پڑتا دو اخوۃ سے ماں کا حجب نہ کرنا سو معلوم ہوا کہ اقل جمع کے
لحاظ سے یہہ اختلاف نہین بلکہ تثنیہ پر جمع کے لفظ کی اطلاق مجازًا جایز ہے
یا نہین صحابہ اخوۃ کے لفظ کا اطلاق اخوین پر مجازًا جو کئے ہین اس سے

معلوم ہوا کہ وہ جایز ہے اسکو تایید کرتی ہے وہ جو حاکم اور بیہقی روایت کئے ہین کہ زید بن ثابت نے دو بھائی سے مان کی حجب کرتے تھے لوگ کہے یا ابا سعید اللہ تعالی فرماتا ہے (فان کان لہ اخوۃ) تم دو بھائی سے کیسا محجوب کرتے ہو تو کہے عرب اخوین کو اخوۃ بولتے ہین یہہ دلالت کرتی ہے کہ اخوین کا لفظ اخوۃ پر اطلاق کیا جاتا ہے ابن عباس کے قول سے ثابت ہوا کہ یہا اطلاق حقیقی نہین تو لازم ہوا کہ وہ مجاز ہے اصل الفاظ مین تو حقیقت تھی یہان حقیقت پر حمل نہ کرکے مجاز پر جو حمل کئے ہین کیا واسطے اسکے نظایر مین جمع سے تثنیہ مراد لئے ہین اس جہت سے یہان بھی اسی پر حمل کئے واللہ اعلم یاد رکھئے میت کو باپ رہے اور اخوۃ باپ ہی وارث ہوگا اخوۃ محجوب ہوگے با این ہمہ مان کے حق مین تو ناڈالنے کا ڈ لے گا اسکا وارث بھی باپ ہی ہوگا مثلاً میت والدین اور تین بھائیون کو چھوڑکے مرا تو مان کو سدس دیگے باقی پانچ سدس باپ لیگا جمہور فقہا کا مذہب یہی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین یہہ سدس جو مان کا تھا اخوۃ کو ملیگا مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُّوۡصِىۡ بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ یہہ وصیت کے پیچھے جو دلوا مرا یا قرض کے یعنی اولاد اور والدین کو یہہ حصے دینا جو کہے اسوقت دیگے دین ادا کرکے وصیت جاری کئے بعد کچھ بچ رہا ہو تو ہے کیا واسطے کہ ترکہ سے اول میت کی تجہیز وتکفین کریگے اسکے بعد دیندار کا دین پھیرےگے تمام مال دین مین کھپ گیا تو نہ وصیت جاری ہوگی نہ ورثہ کو کچھ ملیگا اگر دین نہین یا دین ادا ہوکے کچھ باقی رہا تو میت کسی کو کچھ دینے کی وصیت کیا ہے تو مال باقی جو رہ گیا ہے اسکے ثلث مین وصیت جاری کریگے باقی کو ورثہ مین تقسیم کریگے ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور عبد بن حمید اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور حاکم اور بیہقی علی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین فرمائے تم یہہ آیت پڑھتے ہو (من بعد وصیۃ یوصی بہا او دین) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین کو پیش از وصیت کے ادا کئے یعنی اس آیت مین وصیت مقدم رہنے سے یہہ نہ سمجھو کہ وصیت دین پر مقدم ہے بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دین کو اول ادا کرواتے ہین اس حدیث کی سند مین حارث الاعور ہے وہ اگرچہ ضعیف ہے لیکن امت کا اجماع منعقد ہوا ہے کہ دین وصیت پر مقدم ہے معلوم کیجئے اس جگہہ

اگرچہ تلفظ مین وصیت دین پر مقدم ہے لیکن اَوْ کا لفظ جو اباحت کے واسطے ہے لانے سے حکم مین مقدم نہین کیا واسطے او کا لفظ ترتیب کے واسطے نہین بلکہ دو چیز مین سے ایک کے واسطے رہتا ہے گویا یون کہے ان دونون مین سے ایک کے بعد ورثہ کا حق دینا خواہ مفرد ہو یا ایک دوسرے کے ساتھ مضموم ہو تو بین باوجود مقدم رہنے کے اللہ تعالی اسکو لفظ مین موخر ذکر کیا کیا واسطے کہ دین مین غیر کا حق میت کے ذمہ پہ باقی رہتا ہے قرضخواہ میت کے پاس مال دیکھا تو کسی طور سے اپنا حق لیگا وارث کو بھی حقدار کا حق پہنچانے مین کچھ اٹک نہین بخلاف وصیت کے مفت غیر کو مال دینا ہے اسکو ادا کرنا ورثہ پر شاق ہوتا ہے مظنہ تھا کہ اسکو ادا کرنے مین سستی کرے سو اہتمام اور انکی ترغیب واسطے اسکو مقدم کیا اس امر کی تاکید واسطے اَوْ کے لفظ سے ذکر کیا تا معلوم ہو کہ ادا کرنے مین دونو برابر ہین

آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا تمھارے باپ اور بیٹے تمکو معلوم نہین کون الینے شتاب پہنچتے ہین تمھارے کام مین یہہ جملہ وارثون کے حصون کے بیان مین اور (فریضۃ من اللہ) کے درمیان معترضہ واقع ہوا ہے اسکو ذکر کرنیکا فایدہ یہہ ہے حصے جب مختلف ذکر کیا اور عرب کی عادت میراث بانٹنے مین جو تھی اسکے برخلاف حکم کیا تو لوگون کے دلونمین یہہ خطرہ ہو گا کہ تقسیم اسطور پر ہوتی تو بہتر تھی سو اس مظنے کو دفع کرنے یہہ فرمایا یعنے تمھارے وارث خواہ تمھارے اصول رہو یا تمھارے فروع انہین سے دنیا مین اور آخرت مین کون تمکو زیادہ کام آنیوالا ہے سو تم کو معلوم نہین پھر اللہ جیسی تقسیم کرنے کا حکم کیا ہے اسکے موافق عمل مین لاؤ اپنی خواہش کے موافق ایک کو دیکے دوسرے کو محروم نہ کیجو مجاہد کہتا ہے نفع سے دنیوی نفع مراد ہے بعضے کہتے ہین اخروی نفع مراد ہے ابن جریر وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین آبا اور ابنا سے جو اللہ تعالی کا زیادہ مطیع ہے قیامت کے دن اللہ تعالی کے پاس اسکا مرتبہ بلند ہے کیا واسطے اللہ تعالی بعضے مومنون کو بعضون کے لئے شفیع کیا ہے اس اثر کا مطلب یہہ ہے کوئی شخص سمجھتا ہے آخرت مین اپنا والد اپنے کو نفع دیگا کوئی سمجھتا ہے اپنا لڑکا اپنے کو نفع دیگا سو یہہ بات نہین بلکہ جو شخص اللہ کا زیادہ مطیع ہوا اسکا مرتبہ بلند ہو گا بلند مرتبہ والا اپنے والد کی یا ولد کا

شفیع ہو گا اسکو تائید کرتی ہے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
جنت مین کوئی شخص گیا تو اپنے والدین اور عورت اور بچون کو چاہیگا تو کہینگے وے تیرے مرتبہ کو
اور عمل کو نہین پہنچے پھر وہ شخص کہیگا ای رب مین نے عمل جو کیا سو اپنے اور انکے لئے کیا ہون پھر
حکم ہو گا اسکے لوگون کو اسکے ساتھ لاحق کرو سیوطی نے بیضاوی کے حاشیہ مین کہا اس حدیث
کو طبرانی کبیر مین اور ابن مردویہ اپنی تفسیر مین روایت کئے بندہ عاصی کہتا ہے طبرانی اسکو صغیر
مین بھی روایت کیا ہے اسکی سند مین ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمن بن غزوان ہے دارقطنی نے کہا وہ
متروک ہے حدیث کو وضع کرتا ہے ابن عدی نے کہا اسنے ثقات سے بواطیل کو روایت کرتا ہے
اور وضع حدیث سے متہم ہے واللہ اعلم بعضے کہتے ہین یہہ جملہ معترضہ نہین بلکہ آیت کی معنی کے ساتھ
تعلق رکھتا ہے معنی یون ہین تمھارے باپ اور بیٹے جو تمھارے وارث بنتے ہین انمین تمکو کون دنیا اور
آخرت مین تمھارے بہت کام آئیگا سو تم نہین جانتے کوئی سمجھتا ہے باپ بہت کام آئیگا لیکن بیٹا
کام آتا ہے کوئی سمجھتا ہے بیٹا کام آئیگا لیکن باپ کام آتا ہے اگر حصونکی تقسیم تمھارے اختیار پر
چھوڑ دین تو جو مستحق ہے اسکو تم نہ دیکے جو مستحق نہین اسکو دوگے اس لئے اللہ تعالی نے جو مصلحت
جانا اسکے موافق تقسیم کیا فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ حصہ باندھا اللہ
کا ہے مقرر اللہ خبردار ہے حکمت والا فریضۃ کا لفظ مفعول مطلق ہے یوصیکم اللہ کے جملے کا
اسکے مضمون کو تاکید کرنیکے واسطے لایا ہے کیا واسطے کہ یوصیکم سے مراد یفرض اللہ علیکم ہے یعنی
فرض اور معین کیا تمپر فرض کرنا کرکے یا مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اسکی تقدیر یون ہے
فرض اللہ ذلک فریضۃ یعنے فرض و مقدر کیا اللہ تعالی اس تقسیم کو فرض کرنا یعنی اس حکم کو بجالانا
تمپر فرض و واجب ہے اسکے برخلاف جو تم کرتے تھے سو فقط اپنی نفسانیت کی راہ سے کرتے تھے
اللہ سب معلومات کا علیم ہے اس تقسیم کے مصالح و منافع کا بھی عالم ہے اور وہ حکیم ہے امر نکریگا
مگر اسی کا جو بہتر اور پسندیدہ ہو وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ
وَلَدٌ اور تمکو ہے آدھا اسکا جو چھوڑ مرین تمھاری عورتین اگر نہو انکو بچہ فَإِن كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ

ثمن

فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ پھر اگر ہے انکو بچہ تو تمکو چوتھائی مال ہے اُس سے جو چھوڑ گئین اس جملے مین شوہر
کو کسقدر دینا سو حکم کیا اور فرمایا عورت مرے اور اسکو بچہ نہین ہے تو شوہر کو اسکی میراث سے
نصف مال دینا اگر عورت کو بچہ ہو تو اس تقدیر مین شوہر کو ربع ہے ولد جو کہا عام ہے لڑکا ہو
یا لڑکی ایک ہو یا متعدد وہ اولاد اسی شوہر کی ہو یا دوسرے کی صلبی بیٹا بیٹی کا جو حکم ہے پوتا پوتی
ہو تو بھی وہی حکم ہے معلوم کیجئے ازواج جمع زوج کی ہے مرد اور عورت دونون کو عرب کے
محاورے مین زوج کہتے ہین عورت کو زوجہ کہنا ضعیف لغت ہے امام نووی نے کہا فرایض کے
باب مین عورت کو زوجہ کہنا ضرور پڑتا ہے تا اشتباہ نہو انتہی کیا واسطے میت مثلا زوج چھوڑ مرا
گیا ہے تو معلوم نہین ہوتا کہ مراد شوہر ہے یا عورت یہان فرایض کے بیان مین اللہ تعالی زوجہ نہین
کہا گیا واسطے ضمایر مذکور ہونے سے اشتباہ نہین ہے مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ
بعد وصیت کے جو دلوا مرین یا قرض کے اوپر جو حکم کہا تھا اسکو اہتمام اور تاکید کے لئے مکرر فرمایا

وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا
تَرَكْتُمْ اور انکو یعنے عورتون کو ہے چوتھائی مال اس سے جو چھوڑ مرو تم اگر نہو تمکو بچہ پھر اگر تمکو بچہ
ہے تو انکو یعنے عورتون کو اٹھوان حصہ اس سے جو تمنے چھوڑا اس جملے مین شوہر مر گیا اور اُسکو
اولاد نہین ہے تو اسکی عورت کو ربع دو کہا اگر اولاد ہے تو اسوقت عورت کو ثمن دینے کا امر کیا
عورت ایکہی ہے تو اُسکو ربع یا ثمن دیوینگے اگر ایک سے زیادہ ہے تو سبکو اسی مین بانٹ کے دیوینگے
اوپر کے جملہ مین اولاد کا حال ہم جو کہے یہان بھی وہی ہے مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ
بعد وصیت کے جو تم دلوا مرو یا قرض کے وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً اور اگر ہو کا مرد کہ
جسکی میراث لیتے ہین کلالہ أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ
یا عورت اور اوسکا ایک بھائی ہے یا بہن تو دونون مین ہر ایک کو چھٹا حصہ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ
مِنْ ذَٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ اور اگر زیادہ ہوئے اِس سے یعنی ایک بھائی اور
ایک بہن سے تو سب شریک ہین ایک تہائی مین معلوم کیجئے میت سے اسکا وارث بے واسطہ اتصال

رکھتا ہے یا بالواسطہ جو بیواسطہ ہے وہ اتصال نسب کے سبب کرتے ہیں یا زوجیت کے یہہ تین قسم ہوئے
پہلی قسم اتصال جو اتصال نسب کے سبب سے ابتداء حاصل ہوتا ہے وہ اشرف و اعلا ہے یہہ اتصال نہین
ہوتا مگر ولادت سے اللہ تعالی اس قسم کی قرابت والون کا حصہ اوّل بیان کیا دوسری قسم اتصال
جو زوجیت کے سبب سے ابتداءً حاصل ہوتا ہے سو اس کا رتبہ پہلے سے کم ہے اسکو اسکے بعد ذکر کیا
تیسری قسم اتصال جو غیر کے واسطے سے حاصل ہوتا ہے اس اتصال کو کلالہ کہتے ہین پہلی قسم کے نظر
کرتے اس قرابت مین تھوڑا فاصلہ پڑا اسلئے اللہ تعالی اس قسم کو اوپر کے قسمون کے بعد ذکر کیا
کلالہ کسکو کہتے ہین اسمین صحابہ کو اختلاف ہے اکثر صحابہ اور جمہور فقہا کہتے ہین جسکو والدین اور ولد
نہو وہ کلالہ ہے یہی قول ابو بکر الصدیق اور علی اور ابن مسعود اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم
کا ہے عمر اور ابن عباس سے بھی ایک روایت ہے صحیح مختار قول یہی ہے بعضے کہتے ہین کلالہ وہ
جسکو ولد نہین یہی قول عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے طاؤس نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے
کلالہ وصف وارث کی ہے یا مورث کی اسمین بھی اختلاف ہے بعضے کہتے ہین میت کے ورثہ جو
زندہ ہین اُنکی وصف ہے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول یہی ہے جمہور فقہاء کا مختار بھی یہی ہے
بعضے کہتے ہین وہ میت کی وصف ہے یہہ قول علی بن ابیطالب اور ابن مسعود کا اور ابن عباس کا
ہے شاید یہہ اختلاف اسکی حقیقت کے نظر کرتے ہو ورنہ عرب کے استعمال مین دونون کی صفت مین
مستعمل ہے امام رازی نے کہا کلالہ اس آیت مین میت کی وصف ہے جو اولاد اور والدین کو
نہین چھوڑا حاصل آیت کا یہہ ہے کوئی مرد یا عورت مرجاوے اور اسکو اولاد اور والدین نہو
مگر ایک ہی بھائی یا ایک ہی بہن ہے تو اسکو ایک سدس دینگے اگر ایک سے زیادہ ہو تو اُنہین
مین اسی ثلث کو بانٹ کے دینگے اَوِ امْرَأَةٌ کا عطف رجل پر ہے اس عطف کے نظر کرتے (وله
اخ او اخت) مین وله اور لہما کہنا تھا لیکن عرب کا محاورہ ہے جب دو اسم ذکر کرکے اُنکے
بعد ان دونون کی خبر ذکر کرنا چاہے اور دونون کا حکم ایک ہی رہے تو کبھی دونون کی طرف
اضافت کرتے کبھی ایک ہی کیطرف اس قاعدہ کے رو سے یہان وله اخ او اخت کہے ولہما

اخ او اخت کہے دونون صحیح ہین لیکن مرد کو شرف تھا اس لئے وله اخ او اخت فرمایا یاد رکھئے اس اخ او اخت سے بھائی یا بہن اخیافی مراد ہے اس پر سب مفسرین کا اتفاق ہے اخیافی بھائی اور بہن اسکو کہتے ہین میت کی اور اس بھائی یا بہن کی والدہ ایک ہی اور باپ دونون کا مختلف اس جگہہ اخیافی بھائی یا بہن مراد لئے کیا واسطے سورے کے آخر مین آیت جو آتی ہے اسمین ایک بہن کو نصف اور دو بہن کو دو ثلث اور بہن بھائی مخلوط ہون تو مرد کو عورت کے دو برابر دینے کا حکم کیا ہے تو معلوم ہوا وہان بھائی بہن سے جو مراد ہین یہان وہ مراد نہ ہونا اس لئے وہان حقیقی یا علاتی بھائی اور بہن مراد لئے اور یہان اخیافی کو کیا واسطے وہان لحاظ باپ کا تھا باپ کا حصہ انکو دیا یہان لحاظ مان کا ہے مان کا حصہ ثلث تھا سو انکو دیا مان کے حصہ سے بڑکے انکو دینیکا کوئی وجہ نہین اخیافی بھائی بہن کا حکم جو مذکور ہوا اس پر سب مجتہدین کا اجماع ہے کہتے ہین اخیافی بھائی بہن وہ ہو یا اس سے زاید سب ثلث مین شریک ہوگے انمین مرد کا اور عورت کا حق برابر ہے مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ بعد وصیت کے جو ہوچکی ہے یا دین کے غَيْرَ مُضَآرٍّ جب وارثونکا نقصان نہ کیا ہو غیر کے لفظ کو نصب ہوا کیا واسطے یوصی کے فاعل کا حال واقع ہوا ہے یعنے وصیت جو کرتا ہے اس سے ورثہ کے ضرر کا قصد نہونا اگر ضرر کا قصد کیا ہے تو گناہگار ہوگا مثلا کہا یہہ مال جو ہے وہ فلانے کی ودیعت ہے یا اپنے پر فلانے کا اسقدر دین ہے حالانکہ حقیقت مین اسکی ودیعت یا دین نہین تھا یا بولا فلانے پر میرا قرض جو باقی تھا سب مجھکو وصول ہوا حالانکہ وصول نہین ہوا تھا اسکے مانند جس سے ورثہ کو ضرر پہنچے ابو داؤد اور ترمذی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کوئی مرد یا کوئی عورت اللہ تعالے کے طاعت میں ساٹھ برس تک کرتا ہو جب موت کا وقت پہنچا تو ورثہ کے ضرر کی وصیت کرے تو اسکے لئے دوزخ ہی ترمذی نے کہا اس حدیث کی سند حسن غریب ہے بہ عاصی کہتا ہو اس حدیث کو شہر بن حوشب نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہو نسائی اور ابن عدی کہتے ہین کہ وہ قوی نہین احمد اور یحیی بن معین اسکی توثیق کئے ہین عبد الرزاق نے اپنے مصنف مین بھی اسکو روایت کیا ہو اسکی روایت مین یون ہو آدمی ستر برس تک اہل خیر کا عمل کرتا رہا وصیت کرنیمین ظلم کیا تو اسکا ختم بد عمل پر ہوا وہ دوزخ مین جایگا اور آدمی ستر برس تک اہل شر کا عمل کرتا رہا وصیت کرنیمین

انصاف کیا تو اسکا ختم نیک عمل پر ہوا وہ بہشت مین جائیگا امام احمد اسکو اپنی مسند مین عبدالرزاق سے اور ابن ماجہ بھی عبدالرزاق کی طریق سے ایساہی روایت کئے ہین نسائی اور عبدبن حمید اور ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق اور سعید بن منصور اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور دارقطنی اور بیہقی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہین کہے وصیت مین اضرار یعنے غیر کو ضرر پہنچانا گناہ کبایر سے ہے اور یہہ آیت پڑھے غیر مضار وصیۃ من اللہ بعضون نے اس حدیث کو مرفوع بھی روایت کیا ہے عقیلی نے کتاب الضعفا مین کہا عمر بن المغیرۃ المصیصی کے سوائے دوسرا کوئی اسکو رفع نہین کیا ہے بیہقی نے کہا اسکا وقف ہی صحیح ہے اُسکا رفع ضعیف ہے حافظ عسقلانی نے فتح الباری مین کہا اسکو سعید بن منصور موقوف روایت کیا ہے اسکی سند صحیح ہے اور نسائی مرفوع روایت کیا ہے اسکے رجال ثقہ ہین بندہٗ عاصی کہتا ہے نسائی نے اسکو کتاب التفسیر مین روایت کیا ہے شاید اسکے نسخے مختلف ہین کیا واسطے جمال الدین الزیلعی تخریج مین ہدایہ کے کہا ہے کہ نسائی اسکو موقوف روایت کیا ہے اور ابن فہد بھی اپنی اطراف مین ایساہی کہا ابن ماجہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو کوئی اپنے وارث کو میراث پہنچنے سے بھاگے گا تو اللہ تعالی قیامت کے دن جنت سے اسکی میراث کو قطع کریگا اسکو عبدالرحیم بن زید العمی نے اپنے باپ سے وہ انس سے روایت کیا ہے عبدالرحیم متروک ہے اور اسکا باپ ضعیف ہے ہمارے فقہا کہتے ہین وصیت ثلث مال مین صحیح ہے اور مستحب ہے وصیت ثلث سے کم رہنا اور وارث کیواسطے نہ رہنا اگر ثلث سے افزود کی وصیت کیا یا وارث کو وصیت کیا تو ورثہ کی اجازت پر موقوف ہوگا جسکو وارث نہین وہ شخص ثلث سے افزود کی وصیت کرنا باطل ہے کیا واسطے وہان حق مسلمانون کا تعلق پکڑا وہ وصیت نافذ نہوگی ابو حنیفہ کے پاس یہہ وصیت صحیح ہے اور موصی لہ کو پورا مال دیگے معلوم کیجیے وصیت کبھی واجب ہوتی ہے جیسی زکاۃ وغیرہ حق اللہ یا کسی آدمی کا حق اسکے ذمہ پر رہے اور اسکے شہود نہین ہین تو وصیت کرنا اسپر واجب ہے اور کبھی مندوب ہوتی ہے مثلا فقرا کو دینا کہ جس سے کثرت اجر کا ارادہ ہو اگرچہ مال کم ہو اور عیال بہت ہے اور کبھی مکروہ ہوتی ہے جیسی اسکے عکس مین اور کبھی مباح

ہوتا ہے جہان کہین اسکے دونون امر مستوی رہے مثلا غنی کو مال دینے کی وصیت کیا اور کبھی حرام ہوتی ہے جیسی معصیت مین یا ورثہ کو ضرر پہنچانے اکثر فقہا اضرار کو گناہ کبیرہ مین شمار کئے ہین اور ثلث سے زیادہ مال کی وصیت کو بھی بعضون نے حرام کہا ہے اور اسکو اضرار مین داخل کرتا ہے بخاری اور مسلم وغیرہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ وہ اتنا بیمار پڑے کہ قریب المرگ ہوے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکی عیادت کے واسطے تشریف لے گئے سعد عرض کئے یا رسول اللہ میرے پاس بہت سا مال ہے ایک لڑکی کے سوا میرا کوئی وارث نہین اس مال مین سے دو ثلث کی وصیت ابا مین کرون حضرت فرمائے نہین وہی نصف کی کرون تو کہے نہ وہ کہے ایک ثلث کی تو کہے ہان ثلث کی کر اور ثلث بہت ہے تو اپنے وارثون کو غنی چھوڑنا بہتر ہے فقیر ہو کر لوگون کے پاس ہاتھ پسار کے بھیک مانگتے پھرنے سے اس سے معلوم ہوا کہ ثلث سے افزود مال کی وصیت ممنوع ہے ہمارے فقہا سے ابو سعید المتولی نے کہا کہ ثلث سے افزود کی وصیت کرنا مکروہ ہے ہمارے جمہور فقہا اسیکو اختیار کئے ہین ابن حجر ہیتمی تحفہ مین کہا جس نے حرام بولا سو اسکا قول ضعیف ہے اگرچہ اس وصیت سے ورثہ کی حرمان کا ارادہ کرے کیا واسطے حرمان کے ارادے کو یہان کچھ تاثیر نہین ثلث مال کی وصیت کرنا میت کا حق ہے حرمان کا قصد ثلث مین کچھ تاثیر نہین کرتا اس سے زیادہ کی وصیت کیا تو نافذ ہوگی مگر ورثہ کے اذن سے ورثہ جب اذن دیوے تو حرمان کی نسبت اسکی طرف نہوئی شمس الرملی نے کہا یہی قول معتمد ہے

وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ یہ رکھا ہے اللہ نے اور اللہ سب جانتا ہے تحمل والا لفظ وصیۃ کا یا مفعول مطلق یوصیکم کا ہے یعنے اللہ تعالی تمکو اسکا امر کرتا ہے امر کرنی یا مفعول بہ غیر مضار کا معنی اسوقت یون ہوگی وصیت کیوقت ورثہ کا ضرر نہ کرنا تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ یہ حدین باندھی اللہ کی ہین تلک کا اشارہ یا نزدیک جو مذکور ہوا اسکی طرف ہے یا سب احکام جو سورے کے اول سے یہان تک مذکور ہوئین ان کا نام حدود رکھا گیا واسطے شرع کے احکام بمنزلہ حد اور احاطے کے ہین اس سے تجاوز کرنا مکلف کو جایز نہین وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا اور جو کوئی حکم پر چلے اللہ کے اور اسکے رسول کے تو داخل کرے اسکو باغون مین کہ

جنکے نیچے بہتی ندیان سدا رہے انمین بعضے مفسرین کہتے ہین اللہ کی اطاعت اور ایسا ہی نافرمانی اس جگہہ مختص ہے ان چیزون سے جو اس صورتین مذکور ہوئین اکثر محققین کہتے ہین یہہ حکم عام ہے ان تکالیف کو اور اونکے سواے دوسرے سب تکالیف کو شامل ہے کیا واسطے لفظ عام ہے سب تکالیف کو شامل ہوتا ہے مخصوص تکالیف کے بعد اسکو ذکر کرنا اسکے عموم کی تخصیص کو مقتضی نہین وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ اور یہی ہے بڑی مراد ملنی وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ کی اور اسکے رسول کی وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ اور درگذرے اسکے حدون سے يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا داخل کر اسکو آگ مین رہ پڑا اسمین وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ اور اسکو ذلت کی مار ہے معلوم کیجے یدخلہ کا لفظ دونون آیتون مین یاء مضمومہ اور خاء معجمہ کی کسر سے مضارع غائب کا صیغہ باب افعال سے قرارت عاصم وغیرہ کی ہے نافع اور ابو جعفر اور ابن عامر دونون جگہہ ندخلہ نون کی ضم سے جمع متکلم مع الغیر کے صیغے سے پڑھتے ہین اس قرارت پر اسکی معنی یون ہوگی داخل کرینگے ہم اسکو اس قرارت پر اوّل کے جملہ کو غائب کے صیغے سے ذکر کرکے اسکو متکلم کے صیغے سے جو ذکر کیا اسکو بلاغت والے التفات کہتے ہین معتزلہ کہتے ہین مومن گنہگار دوزخ مین ہمیشہ رہینگے اس آیت مین دلیل ہے اس کا جواب یہہ ہے عصیان سے یہان شرک مراد ہے اور یہی آیت دلالت کرتی ہے اللہ تعالی کے حدود کو تعدی کرنا سبب خلود نار کا ہے یہہ تعدی متحقق نہوگی مگر جو شخص اعتقاد کیا کہ یہہ قسمت حکمت و مصلحت کے رو سے نہین جو شخص ایسا اعتقاد کیا تو کافر ہوا بن توبہ کے اسی اعتقاد پر موا تو البتہ وہ مخلد فی النار ہوگا جو شخص یہہ احکام و تکالیف کو حق مانا اور انکو قبول کرنا فرض سمجھا مگر شومی نفس سے اسپر عمل نہین کیا تو اسکو اللہ تعالی کے سب حدود کو تعدی کیا کر کے نہ بولیگے وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ اور جو کوئی بدکاری کرے تمہاری عورتون مین تو شاہد لاؤ انپر چار مرد اپنون مین سے فاحشہ لغت مین قبیح کو یعنے بد کام کو کہتے ہین بعضے کہتے ہین جو فعل یا قول کہ اسکی قبح دونین عظیم ہو اور زبان پر لانا اسکا بد ہو اسکو فاحشہ کہتے ہین اس جگہہ فاحشہ سے زنا مراد ہے اسپر سب مفسرین کا اتفاق ہے زنا کی قبح بڑی رہنے سے اسکو فاحشہ کہے نسائکم سے یا حرہ عورتین مراد ہین یعنے

ع ۱۴

باندیون کا یہہ حکم نہین یا جورو ان یا مومن عورتین مراد ہین شاہد لانیکا خطاب شوہر کو ہے
یا اس شخص کو جو عورت پر زنا کی تہمت کیا ہے یا خطاب حکام کو ہے یعنے زنا کے ثبوت کیو اسطے
چار شخص کی شہادت لیوے شہود عادل مرد ہونا شرط ہے فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي
الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ۝ پھر اگر دے گواہی
تو ان کو بند رکھو گھر و نمین یہان تک تمام کرے انکو موت یا کر دے۔ اللہ انکی کچھہ راہ تمام کرے
انکو موت کی معنی یہہ ہین ملائکہ انکی عمر تمام کرے یا انکو موت پکڑ لیوے یعنے مرین مفسرین کہتے ہین
یہہ حکم اول اسلام مین تھا عورت زنا کی تو اسکو گھر ہی مین قید کرتے اسمین حکمت یہہ ہے عورت باہر
پھری تو اسکو مردون سے آشنائی ہوتی ہے اور زنا کا سبب تا ہی گھر سے باہر نکلنے نہ دو تو دھگڑے
نہین ملتا بعد یہہ حکم منسوخ ہوا اسبات پر مفسرین کا اتفاق ہے لیکن اسکے ناسخ مین اختلاف ہے بعضون نے
کہا اسکا ناسخ آیت جلد کی ہے جو سورہ نور مین نازل ہوئی الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منہما مائۃ
جلدۃ بعضون نے کہا اسکا ناسخ حدیث ہے عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی جسکو عبد الرزاق اور امام
شافعی اور طیالسی اور ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور عبد بن حمید اور دارمی اور مسلم اور ابو داؤد اور
ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن الجارود اور طحاوی اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور نحاس
اور ابن حبان روایت کئے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی جب نازل ہوتی تو حضرت کو کرب و
بیقراری ہوتی چہرے کا رنگ بدل جاتا ایک روز حضرت پر وحی نازل ہوئی اس سے جب افاقہ ہوا
فرمائے خذوا عنی یعنی میرے سے لو یعنی حکم جو بیان کرتا ہون اسکو سنو اللہ تعالی نے عورتون کی
راہ کیا ثیب یعنی بیاہتی کو سو تازیانے مار کے پتھرون سے سنگسار کرنا اور بکر یعنی کنواری کو سو تازیانے
مار کے ایک برس تک شہر بدر کرنا بعضے کہتے ہین یہہ آیت اس حدیث سے منسوخ ہوئی اور حدیث سورہ
نور کی آیت سے منسوخ ہوئی لیکن یہہ قول شافعی کے قواعد کے موافق نہین کیا واسطے اس سے قرآن کا نسخ
سنت سے اور سنت کا نسخ قرآن سے ہونا لازم آتا ہے شافعی اسکو روا نہین رکھتے ابو سلیمان الخطابی
نے کہا آیت اور حدیث منسوخ نہین کسواسطے کہ اللہ تعالی انکی کچھہ راہ ہوئی تک گھرون مین

بند رکھنے کے حکم کو مقید کیا تو انکی راہ ہوئی مجمل ہے عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی حدیث نے
اس اجمال کی تفصیل کی اسکی ناسخ نہین ہوئی اور جلد کی آیت کے عموم کو تخصیص کی بکر کو سو جلد کے مارنے
پر سب علما کا اتفاق ہے اسکو شہر بدر کرنا واجب ہی یا نہین اسمین فقہا کو اختلاف ہی شافعی اور
اکثر فقہا اور ابو یوسف کہتے ہین کہ وہ واجب ہے ابو حنیفہ کہتے ہین کہ وہ واجب نہین امام مناسب
سمجھا تو بطور تعزیر کے شہر بدر کرے ثیب کو رجم کرنا واجب ہے ثیب سے مراد محصن ہے رجم کے باب مین
محصن اسکو کہتے ہین عاقل بالغ رہنا اور عورت سے کہ جسکے ساتھ نکاح کا عقد صحیح ہوا ہے وطی کرنا
ایسے محصن کو رجم کرنے پر صحابہ اور فقہا کا اجماع ہے بعضے خوارج اور معتزلہ اسکو انکار کرتے ہین محصن
کو اول جلدے مارکے بعد رجم کرنا یا فقط رجم کرنا اسمین بھی اختلاف ہی علی رضی اللہ عنہ سے دونون
مین جمع کرنا ثابت ہوا ہے عبادہ کی حدیث جو گذری اسپر دلیل ہے احمد اور اسحق اور داؤد اور ابن المنذر
کا مذہب بھی یہی ہے شافعی اور جمہور کہتے ہین محصن کو فقط رجم کرنا جلدے نہ مارنا عبادہ کی حدیث
مین جلدون کا حکم جو تھا سو منسوخ ہوا کسواسطے کہ غامدیہ اور جہنیہ وغیرہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
فقط رجم کا حکم کئے جلدون کا امر نہین کئے تو معلوم ہوا کہ وہ واجب نہین وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا

مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

اور جو دو کرنے والے تم مین سے کرین وہی کام تو ستاؤ انکو پھر اگر توبہ کرین اور نیک چلن اختیار
کرین تو انکا خیال چھوڑ دو مقرر اللہ توبہ قبول کرتا ہے مہربان اَللَّذان تثنیہ الذی کا ہے ان دو
سے مرد و عورت مراد ہین سعید بن جبیر اور سدی کہتے ہین پہلی آیت مین ثیبہ عورت کا حکم بیان
فرمایا اس آیت مین بکر مرد و عورت کا حکم ذکر کیا اس سے معلوم ہوا ایذا کا حاکم مرد و عورت
دونون مین مشترک ہی اور قید کا حکم فقط ثیبہ عورت کے لئے ہے حسن بصری کہتا ہے اس آیت کا نزول
پہلی آیت کے قبل ہے معنی یون ہین مرد ہو یا عورت جو زنا کرتے ہین انکو ستانا پھر توبہ کرے اور برے
کام سے باز رہے تو ان کا خیال چھوڑ دینا اگر توبہ نکرے اور اپنے کام مین اصرار کرے تو عورتون کو
قید کر رکھنا ایذا سے مراد انکو سخت باتین کرنا بے حیا بے غیرت کہنا بعضے کہتے ہین انکو گالیان دینا

ابن جریر وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ ہر دو زنا کیا تو اسکو زبان سے سخت کہتے تھے اور چپلون سے مارتے تھے اِن سے اعراض کرنا یعنی انکا خیال چھوڑ نا جو بولا اس سے انکو ایذا نہ دینی مراد ہے یعنی جب وے دونون زنا سے توبہ کرین اور نیک چلن اختیار کرین تو انکی ایذا سے باز رہنا اس آیت کا حکم بھی منسوخ ہو نیمین مفسرون کو اتفاق ہے معلوم کیجئے ابو مسلم الاصفہانی کہتا ہے کہ یہ دونون آیتین منسوخ نہین بلکہ پہلی آیت یعنی واللاتی یاتین الفاحشۃ سے سحاقات یعنی عورت عورت سے بدکام کرنا جسکو طبق زنی اور چپٹ بازی کہتے ہین مراد ہے چپٹ باز عورتون کو موے تک حبس کرنا دوسری آیت یعنی واللذان یاتیانہا منکم سے لواطت مراد ہے لواطت کرنیوالونکو زبان سے اور ہاتھ سے ایذا پہنچانا اسکو موید ہے قول مجاہد کا جس کو ابن جریر وغیرہ روایت کئے ہین اسنے کہا واللذان یاتیانہا سے لواطت مراد ہے سورہ نور کی آیت سے زنا مراد ہے جو مرد وعورت کے درمیان ہوتا ہے اسکا حکم بکر کو سو جلدے ہین اور ثیب کو رجم کرنا ہے اور بولا ایسا کہنے سے ان آیتون مین کسی آیت کی نسخ کا دعوی کرنیکی احتیاج نہین رہتی لواطت پر بھی فاحشہ کا اطلاق آیا ہے اتاتون الفاحشۃ وانتم تبصرون کی آیت اسپر دلالت کرتی ہے طبرانی نے واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے السحاق بین النساء زنا بینہن یعنے چپٹ بازی عورتون کی انکے درمیان زنا ہے اور بولا پہلی آیت مین من نسائکم کا لفظ عورتون کی تخصیص پر دلالت کرتا ہے اور دوسری آیت مین منکم کا لفظ مردونکی خصوصیت پر دال ہے اور بولا واللذان سے مرد اور عورت تغلیب کے قاعدہ پر لینا درست نہین کیا واسطے عورتون کا حکم پہلی آیت مین فرمادیا دوسری آیت مین بھی عورت کا ارادہ کرنا مکرر ہے اور پہلی آیت مین فاحشہ سے زنا مراد لینا اور دوسری آیت مین بھی اسکو مراد لینا ایک شئی کو ایک ہی جگہہ مین مکرر لانا ہے اہل بلاغت کے پاس یہہ تکرار قبیح ہے اور بھی اللہ تعالی نے او یجعل اللہ لہن سبیلا فرمایا اس سے رجم اور جلد مراد لینا صحیح نہین کیا واسطے رجم اور جلد مین انکی کچھہ راہ نہین ہوئی بلکہ ان پر تو ناپڑا اسمین سبیل علیہن ہے سبیل لہن نہین جیسی اس آیت مین ہے لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت اور بولا ہم کہتے ہین انکی راہ کر دینے سے نکاح سے

انکی شہوت منقضی ہونیکو اللہ تعالی سہل کرنا مراد ہے انتہی فخر رازی کا میلان بھی اسیکی قول کے
طرف ہے بندہ عاصی کہتا ہے اسکا قول باطل ہے کیا واسطے کہ فاحشہ سے اس جگہہ زنا مراد ہونے پر
سب مفسرون کا اتفاق ہے اسکا اطلاق لواطت پر ہونے سے اس جگہہ بھی وہی مراد ہونا لازم
نہین جیسے باری پر زنا کا اطلاق جو آیا ہی مجازا ہے اگر حقیقت ہوتا تو سورہ نور کی آیت پر نظر کرنے
چیپٹ بازون کو بھی سو جلدے مارنا لازم ہوتا اسکا تو کوئی قائل نہین مجاہد کا قول جو نقل کیا اول
اسکی سند کو دیکھا چاہیئے صحیح ہے یا نہین بر تقدیر ثبوت اسکا قول شاذ ہے قابل حجت نہین کسی آیت
کی نئی تاویل جسکو متقدمین ذکر نہین کئے ہین استنباط کرنا جایز ہے کرکے اہل اصول جو کہتے ہین اس
تاویل کی صحت پر دلالت نہین کرتی کیا واسطے کہ نئی تاویل جہان قدیم تاویل کو جو مجمع علیہ ہے باطل
نکرے تو نئی تاویل استنباط کرنا جایز ہے اس جگہہ نئی تاویل قدیم تاویل کو جو مجمع علیہ ہے باطل کرتی ہی سو ایسی قبیل کی تاویل احداث کرنی جایز نہین ہے
پہلی آیت مین عورتون سے ثیبہ اور دوسری مین مرد و زن بکر مراد لینا جیسے سعید بن جبیر و سدی سے ہم نقل کئی ہین تکرار کے دعوے کو
جو اس نے زعم کیا باطل کرتا ہے تفصیل کے مقام مین اسطور کی تکریر لانا عین بلاغت ہی (او یجعل اللہ لهن
سبیلا) سے رجم اور جلدے مراد ہونا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا ہی عبادہ بن الصامت کی
روایت جسکو مسلم روایت کیا ہے اسپر دلالت کرتی ہے عبادہ بن الصامت کی حدیث کو ایک
شاہد ہے جسکو امام احمد نے سلمہ بن المحبق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کہے میرے سے لو میرے سے لو اللہ تعالی انکے لئے راہ کیا بکر بکر سے کیا تو سو جلدے مارنا اور ایک سال
شہر بدر کرنا ثیب ثیب سے کیا تو سو جلدے مارنا اور رجم کرنا اسکی سند حسن ہے اور عبد بن حمید
صحیح سند سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انکی سبیل یہہ ہوئی رجم ثیب کو اور
جلدے بکر کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہہ قول حکم مین حدیث مرفوع کے ہے اور بیہقی نے مجاہد سے روایت
کیا ہے اسنے کہا سبیل سے حد مراد ہے قتادہ بھی ایسا ہی کہا جب شارع سے اور صحابہ سے سبیل کی
تفسیر رجم اور جلد سے وارد ہو تو اسکے مقابلہ مین قیاس کرنا فاسد ہے کسکے لفظ کو لام سے اور
علی سے متعدی کرنے سے جعل کے لفظ کا تعدیہ بھی ویسا ہی ہونا لازم نہین دیکھو علی کا لفظ مضرت

ہے صلی کہ اس سے متعدی کرنے سے مضرت کی معنی کا فایدہ نہین بخشتا سبیل کی یہہ تفسیر کرنے سے قرآن
کا نسخ خبر احاد سے نہین ہوا جیسا بعضے کہتے ہین بلکہ اجمال کی تفصیل ہوئی جس کا بیان ہم اوپر کئے ہین
اس حد مین انکی راہ نہین ہوئی جو بولا سو مسلم نہین کیا واسطے جوان عورت کو علی الخصوص شدت
شہوت کے وقت مین قید کرنے سے قتل کرنا اسکو خوب دکھتا ہو بھی یہہ سبیل دنیا مین ہونا ضرور
نہین آخرت کی سبیل دنیا کی سبیل سے افضل ہے اسکو رجم کرنے سے یا جلدے مارنے سے طہارت اور
سبیل اخروی حاصل ہوتی ہے کہ جس سے نجات ملتی ہے عورت مساحقہ کرنا اور مرد لواطت کرنا اگرچہ
گناہ کبیرہ ہین لیکن انکے ثبوت کیواسطے چار شاہد ہونا کرکے کسی صحابہ سے ثابت نہوا اور کوئی مجتہد اسپر
عمل نہین کیا چار شاہد رہنا مخصوص زنا کیواسطے ہے چار شاہد لانا کرکے جو بولا اس سے معلوم ہوا فاحشے
سے زنا ہی مراد ہے فریابی اور ابن المنذر اور نحاس اپنی کتاب الناسخ مین اور بزار اور طبرانی مجاہد کی
طریق سے روایت کئے ہین کہ (واللاتی یاتین الفاحشۃ) کی تفسیر مین ابن عباس رضی اللہ عنہما کہے عورت
جب زنا کرتی تو اسکو گھر مین قید کرتے مرگئی تو مرگئی جیتی تو جیتی یہانتک کہ سورۂ نور کی آیت نازل ہوئی
علی اور عطا اور عکرمہ بھی ابن عباس سے ایسی ہی روایت کئے ہین ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے
روایت کیا ہے کہا ابتدا اسلام مین عورت کا زنا چار مرد عادل کی شہادت سے جب ثابت ہوتا تو
اسکو قید کرتے اسپر کچھ حد نہین تھی اگر اس عورت کو شوہر رہتا تو عورت کے پاس سے مہر جو دیا تھا لے لیتا اور
اسی مہر سے اسکا خرچ چلاتا طلاق نہین دیتا اور اس عورت سے مجامعت بھی نہین کرتا یہانتک مرجاوے
ان دلائل سے معلوم ہوا کہ یہہ آیت مساحقہ کے مقدمہ مین نازل نہین ہوئی مساحقہ کرنے والیکو قید دائمی
کرنیکا کوئی مجتہد قائل نہین دوسری آیت لواطت کے مقدمہ مین نازل ہوتی تو صحابہ اسپر عمل کرتے
اسکے حد مین اختلاف نہ کرتے باوجود شدت احتیاج کے صحابہ اس آیت سے حجت نپکڑنا دلیل
ہے کہ یہہ آیت لواطت مین نازل نہین ہوئی ابن ابی الدنیا اور اسکی طریق سے بیہقی بسند جید
محمد بن المنکدر سے روایت کئے ہین کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو
لکھ بھیجے کہ مین نے عرب کے بعضی نواحی مین دیکھا ایک مرد دوسرے مرد کو نکاح کرتا ہے جیسے عورت کو

نکاح کرتے ہین پس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صحابہ کو جمع کئے اور اُنسے اسکا حکم پوچھے علی رضی اللہ عنہ فرمائے یہہ گناہ ہے جسکو کوئی امت نہین
کی مگر ایک اُمت یعنی لوط علیہ السلام کی امت سو انکو اللہ تعالے نے کیا کیا سو تم سب جانتے ہو میری رائے یہہ ہے کہ اسکو آتش سے جلانا پھر سب کی رائے
اسی پر متفق ہوئی ابوبکر رضی اللہ عنہ اسکو آتش مین جلانیکا حکم کئے منذری نے کہا لوطی کو آتش مین جلانا چار خلیفون سے ثابت ہوا ہے
ابوبکر الصدیق اور علی بن ابیطالب اور عبد اللہ بن الزبیر اور ہشام بن عبد الملک بعضے اہل علم کہتے ہین
لواطت کرنے والے کا حکم زنا کا حکم ہے محصن ہو تو رجم کرنا محصن نہ ہو تو سو جلدے مارنا یہی قول سعید
بن المسیب اور عطا بن ابی رباح اور حسن بصری اور قتادہ اور نخعی کا ہے ثوری اور اوزاعی بھی ایسا ہی
کہتے ہین ابن الزبیر سے بھی ایسی ہی روایت آئی ہے بیہقی نے عطا سے روایت کیا ہے کہ ابن الزبیر
پاس سات شخص کو لواطت کئے سو لے آئے انمین سے چار شخص محصن تھے سو انکو رجم کئے اور تین
شخص غیر محصن تھے سو انکو رجم نہ کئے شافعی کے دو قول ہین اظہر قول یہی ہے اور ابی یوسف اور
محمد بن الحسن سے بھی ایسا ہی روایت کئے ہین شافعی پاس اس قول پر مفعول کو سو جلدے اور ایک
سال تک شہر بدر کرنا ہے پھر مفعول مرد ہو یا عورت محصن ہو یا غیر محصن علما کی ایک جماعت کہتی ہے
لوطی محصن ہو یا غیر محصن دونون کو رجم کرنا سعید بن جبیر اور مجاہد ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسا ہی روایت
کئے ہین شعبی سے بھی ایسی ہی روایت آئی ہے زہری بھی یہی کہتا ہے امام مالک اور احمد اور اسحق
کا یہی قول ہے اور علی رضی اللہ عنہ بھی لوطی کو رجم کئے کرکے ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین روایت
کیا ہے ابن ابی شیبہ اور بیہقی بسند صحیح ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے شہر مین بلند
جگہہ کون سی ہے سو اس پر سے لوطی کو الٹا پھینکنا بعد اُسکو سنگساری کرنا شافعی کے ایک قول
مین لوطی کو خواہ فاعل ہو یا مفعول قتل کرنا انکی دلیل ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے
جسکو عبد الرزاق نے اپنے مصنف مین اور امام احمد اپنی مسند مین اور عبد بن حمید اور ابو داؤد اور
ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن ابی الدنیا کتاب ذم الملاہی مین اور ابو یعلی اور عدنی
دونو اپنی مسندون مین اور ابن جریر تہذیب الآثار مین اور ابن الجارود کتاب المنتقی مین
اور دارقطنی اپنی سنن مین اور حاکم مستدرک مین اور بیہقی سنن مین اور ضیاء مقدسی کتاب المختارہ مین

روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے لوط کی قوم کا عمل کرتا ہوا کسیکو تم پاؤگے تو فاعل اور مفعول دونونکو قتل کرو اس حدیث کی صحت مین اختلاف ہی ابن الجارود اور حاکم اور ضیاء مقدسی اور ایک جماعت محدثین کی اسکی صحت کے قائل ہین اور ایک جماعت اسکی صحت مین کلام کرتے ہین اس حدیث کو ابوہریرہ اور جابر اور ابی موسیٰ اور ابو ایوب اور عثمان رضی اللہ عنہم کے روایتون سے مرفوع شواہد بھی وارد ہوئے ہین لیکن اُنکے اسانید مین مقال ہے ابن عباس کی حدیث کی صحت مین حافظ جلال الدین سیوطی نے ایک رسالہ تصنیف کیا ہے ابوحنیفہ کہتے ہین لوطی پر حد نہین اس پر تعزیر ہے پھر اسکو آتش سے جلانا یا بلند مکان پر سے اوندھا پھینک کے سنگسار کرنا یا جلد مارنا یا عمر تک اسکو قید کرنا اس اختلاف سے معلوم ہوا کہ یہہ آیت لواطت کے مقدمے مین نازل نہین ہوئی اگر نازل ہوتی تو البتہ اُسپر عمل کرتے نص موجود ہوتے ہوئے یہہ اختلاف نکرتے تو معلوم ہوا اسکو لواطت کا حکم ٹھہرانا باطل ہے اگر کہے صحابہ کی غرض یہہ تھی لوطی پر حد قایم کرنا ہے یا نہ کرنا اس آیت مین اُسکا کچھ ذکر نہین اس لئے اس آیت کی طرف رجوع نہین کئے اسکا جواب یہہ ہے لوطی کی یہہ تعزیر نص سے جب ثابت ہو تو اس پر حد قایم کرنے مین اختلاف کرنا بیجا ٹھہرتا ہے اللہ تعالے سخت سست جسکو بولو کرکے امر کرے تو اسپر حد قایم کرنے کیواسطے اختلاف کرنا نص صریح کا خلاف ہوتا ہی واللہ اعلم اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ توبہ قبول کرنی اللہ پر نہین ہے مگر اُنکی جو برا کرتے ہین نادانی سے پھر توبہ کرتے ہین جلد سو انکو اللہ تعالی معاف کرتا ہی معلوم کیجئے معتزلہ کہتے ہین توبہ قبول کرنی اللہ تعالی پر عقلاً واجب ہے اور اس آیت سے دلیل لیتے ہین کیا واسطے کلمہ علی کا وجوب پر دلالت کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ اُسکی توبہ قبول کرنی واجب ہے اہل سنت کہتے ہین اللہ تعالی مالک مختار ہے جو چاہتے کرے اسپر کوئی چیز واجب نہین لیکن اللہ تعالی مومنون کا توبہ قبول کرنیکا وعدہ کیا اللہ تعالی کے وعدے مین خلاف آنا محال ہے تو اس رو سے توبہ قبول کرنی گویا واجب ہوئی کیا واسطے اُس نے جس چیز کی ایجاب غیر کی طرف سے اُسپر نہین تھی سو اپنی ذات پر واجب ٹھہرا لیا

تو علی کے لفظ کا اطلاق کرنا صحیح ہوا ابو حیان کہتا ہے اس جگہہ دو مضاف محذوف ہین ایک
مبتدا سے دوسرا خبر سے اس جملہ کی تقدیر یون ہے انما قبول التوبة مترتب علی فضل اللہ یعنے توبہ قبول
کرنی مترتب نہین ہے مگر اللہ کے فضل پر اس تقدیر مین علی اپنے اصل معنی پر باقی ہے السوء جو فرمایا
اس سے گناہ مراد ہے تو یہ قبول کرنیکو جہالت سے قید کیا سو اسکے ظاہر سے ایسا معلوم ہوتا ہے جو شخص جانکے گناہ پر اقدام کرے تو اسکی توبہ
مقبول نہین لیکن یہہ مقصود نہین کیا ہے اسواسطے کہ گناہ نادانی سے کر یا جانکے دونون حالت مین توبہ مقبول ہوتا ہے اس بات پر امت کی اجماع ہے بلکہ عرب کے
محاورے مین بے اعتدالی کرنے کو جہالت کہتے ہین عبد الرزاق اور ابن جریر قتادہ سے روایت کرتے
ہین کہا جس چیز سے اللہ تعالی کی نافرمانی ہوتی ہے اُسکو جہالت کہتے ہین خواہ عمداً ہو یا بلا عمداً
اور بولا اس بات پر سب صحابہ رضی اللہ عنہم کا اتفاق ہے عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر
ابو العالیہ سے روایت کئے ہین بولا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کہتے تھے بندہ جو گناہ کرتا ہو وہ
جہالت ہے عبد بن حمید اور ابن جریر وغیرہ مجاہد سے روایت کئے ہین کہا جو شخص اللہ تعالی کی
نافرمانی کیا تو وہ جاہل ہے ابن جریر نے کلبی کی طریق سے ابی صالح سے روایت کیا ہے اُسنے
کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر مین کہتے تھے جو شخص بُرا کام کرے وہ جاہل ہے
اس نے جہالت سے بُرا کام کیا اِن تمام کے کلام سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کی نافرمانی جسنے کی اُسکو جاہل کہینگے
اور اُسکے کام کو جہالت بولینگے عاصی کو جاہل کہنے کی وجہ یہہ ہے کہ ثواب و عقاب ملنے کا علم جو اُس
شخص کو تھا اُسکو استعمال مین نہین لایا جب استعمال نہین لایا تو جاہل اور وہ دونون مساوی
ہوئے اِس لئے اُسکو جاہل کہے خواہ اُسکو گناہ سمجھ کر کیا یا گناہ نہین سمجھا بعضے کہتے ہین اُسکو جہالت کہے
کیا واسطے اُس نے لذت فانیہ کو لذت باقیہ پر اختیار کیا اس لئے جاہل ہوا بعضے کہتے ہین معصیت پر
اُسکو لانے والی چیز کا جہل ہے کیا واسطے اُسنے معصیت کی قباحت اور اُسکی بری عاقبت کو نہین
جانا وہ گناہ معصیت ہونیکا جہل نہین سو جو شخص گناہ کرتا ہے اُس گناہ کی حالت مین وہ جاہل ہے
ہوا ے نفسانی اُسپر غالب ہونے سے اُسکا کمال علم مسلوب ہوتا ہے توبہ کو شتاب کرنا کہا
اُس شتاب کرنے سے حضور موت مُراد ہے یعنی ملک الموت کو اور موت کے ہول کو معاینہ کرنیکے

قبل توبہ کیا تو وہ توبہ قبول ہوتا ہے موت کے ہول کو معاینہ کئے بعد توبہ کیا تو وہ توبہ مقبول نہین
مفسرین کا اسبات پر اتفاق ہے امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور حاکم اور بیہقی شعب الایمان
مین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مقرر
اللہ تعالی بندے کے توبہ کو قبول کرتا ہے جبتک غرغر نہ کرے ترمذی نے اس حدیث کی تحسین کی ہے
اور حاکم نے اُسکی تصحیح کی ہے غرغرہ اسکو کہتے ہین بیمار کے مُنہہ مین پانی یا اور کوئی پتلی چیز ڈالے تو
اُسکے حلق کے اندر غرغر کرکے شکم مین نہ اُترے اور اُسکو نگلنے کی قدرت نہ رہے دم حلق مین جب آتا ہے
اُسوقت یہہ حالت ہوتی ہے اس حالت کو پہنچنے کے قبل تک توبہ کرنی مقبول ہے اُس مدت کو قریب
بولا کیا واسطے جو آنے والی چیز ہے سو قریب ہے اور عُمر انسان کی اگرچہ دراز ہو وہ قلیل ہے اور
اسکی موت قریب ہے انسان کو لازم ہے ہر آن موت کا وقت آنیکی انتظار مین رہے اسی واسطے
کہتے ہین گناہ سے مفارقت کرتے ہی توبہ کرنا اُس پر فرض ہے تا گناہ پر اصرار کرنے والون مین
داخل نہووے یہان اللہ تعالی شروع مین انما التوبۃ علی اللہ کا جملہ فرمائے بعد اولئک یتوب اللہ
علیہم آہ کا جملہ فرمایا سو پہلے مین اعلام ہے اُسپر کہ اللہ تعالی توبہ قبول کرنی اپنے پر جو لازم کیا ہے
یہہ لزوم احسان و فضل و تکرم کا ہے لزوم استحقاقی نہین دوسرے جملہ مین توبہ قبول کرنے کی
خبر دیتا ہے اور بھی پہلے جملہ سے توبہ کی توفیق مراد ہے یعنی توبہ کی ہدایت اور اسکی ارشاد اور اُسپر
اعانت کرنا گناہ کرنیوالے کو جو اللہ تعالی کی عظمت اور قہر کو نظر مین نہ لاکے جہالت سے کر بیٹھتا ہے پھر جلد
توبہ کرتا ہے اور گناہ پر اصرار نہین کرتا ہے اُس سے باز آتا ہے یہہ سب اللہ تعالی کے فضل سے ہے
دوسرے جملے مین اشارہ ہے بندہ کہ جسکی شان ایسی ہو وہ توبہ کیا تو اللہ تعالی اُسکو قبول کرتا ہے
وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا یعنی جانتا ہے کہ اس شخص نے شہوت اور جہالت
غالب آنے سے گناہ کیا حکمت والا یعنی ایسی صفت کا بندہ جب شتاب توبہ کیا تو اُسکے توبہ کو قبول کرنا کرم
کا مقتضا ہے یا اپنے بندون کے دلون کی تصدیق و یقین کو جانتا تھا سو اپنی حکمت کے مقتضا سے اُسکے
توبہ کو قبول کیا وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اور انکی توبہ مقبول نہین جو کرتے ہین

برے کام حتیٰ اذا حضر احدھم الموت قال انی تبت الآن یہانتک جب سامھنے آئی
ایسی کسی کی موت کہنے لگا مین نے توبہ کی اب ولا الذین یموتون وھم کفار اور نہ انکی جو
مرتے ہین کفر مین اولئک اعتدنا لھم عذابا الیما انکے واسطے ہم نے تیار کی ہے دکھ کی مار
اوپر کی آیت مین اللہ تعالی توبہ قبول کرنیکا شرط بیان کیا اب اس آیت مین جنکی توبہ قبول نہین انکا ذکر شروع
کیا سو اُسکے دو قسم کیا پہلی قسم وے لوگ جو گناہ پر اصرار کرتے ہین موت کا وقت جب حاضر ہوا یعنی
سکرات لگی اور ملک الموت کو دیکھا اور اپنے جسد سے روح کو نکلتے پایا پھر ایسی حالت مین توبہ کیا تو
اُسکی توبہ قبول نہین معلوم کیجیے موت کا وقت قریب ہونا توبہ قبول ہونے کو مانع نہین بلکہ احوال
کہ جنکو مشاہدہ کرنے سے آخرت کے امور اسپر منکشف ہوئے اور معرفت اللہ تعالی کی ضروری ہوئی
اور تکلیف ساقط ہوئی سو یہہ حالت توبہ قبول ہونیکو مانع ہے فرعون کی ایسے ہی وقت مین ایمان
لانے سے توبہ مقبول نہوئی دوسری قسم کفار ہین و للذین یموتون مین انکی طرف اشارہ کیا یعنی
کفار جو اپنے کفر پر مرتے ہین آخرت مین وے توبہ کرے تو انکی توبہ مقبول نہین کسو اسطے کہ آخرت
مین تکلیف اٹھ گئی اور عذاب کہ جسکا وعدہ تھا اسکو معاینہ کئے اس آیت سے بدعتی مذہب کا فرقہ
جنکو وعیدیہ کہتے ہین اپنے مذہب پر دلیل لیتے ہین اور کہتے ہین یہان اللہ تعالی و للذین یموتون
وھم کفار کے جملہ کو للذین یعملون السیئات کے جملہ پر عطف کیا معطوف مغایر معطوف الیہ کا رہتا ہی تو معلوم
ہوا پہلا طایفہ کافرون کا نہین وے منافق ہین یا فساق مومنین منافق اور کافر دونون شارع
کے پاس حکم مین مساوی ہین تو ثابت ہوا کہ یہہ طایفہ فساق مومنین کا ہے بعد جب دونون فریق کے
حق مین بولا اولئک اعتدنا لھم عذابا الیما تو معلوم ہوا یہہ وعید فساق اور کفار دونون کے حق مین
ہے اسکا جواب یہہ ہے کفار یا منافق جو کفر پر مرتے ہین وے غیر ہین ان کافر اور منافق کے
جو موت کو معاینہ کرکے توبہ کرتے ہین اسقدر تغایر معطوف اور معطوف الیہ مین عطف کے واسطے
بس ہے اسی پر سعید بن جبیر نے کہا ہے پہلا جملہ یعنی انما التوبۃ اہ مومنونکی شان مین ہے دوسرا
جملہ یعنی ولیست التوبۃ کا منافقون کے حق مین ہے یعنی منافق یا کافر موت کے معاینہ کیوقت توبہ کرتے ہین

تیسرا جملہ یعنی ولا الذین یموتون کا کافرون کی شان مین ہے یعنی کافر جو اپنے کفر پر مرتے ہین اور اصلا توبہ نہین کرتے ابن المنذر نے عکرمہ کی طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہے کہ یعملون السیات سے مراد اہل الشرک ہین یعنی اہل الشرک جو معائنہ موت کے وقت توبہ کرتے ہین ابن المنذر اور ابن جریر وغیرہ علی بن ابی طلحہ کی طریق سے ابن عباس سے روایت کیے ہین کہے اللہ تعالیٰ اول اس آیت کو نازل کیا بعد ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء کو نازل کیا سو جو شخص کفر پر موا تو اسکی مغفرت حرام کیا اور اللہ تعالیٰ کی توحید کو اپنی مشیت پر رکھا مغفرت سے مایوس نہین کیا اس قول پر یہہ آیت عقاب مومنین کے حق مین نازل ہوئی لیکن اسکا حکم دوسری آیت سے منسوخ ہوا اور یہہ بھی احتمال ہے کہ (الذین یعملون السیئات) سے مراد فساق مومن ہین وے حضور موت کے وقت توبہ کرے تو انکا توبہ مقبول نہین انکے بعد اللہ تعالیٰ نے کافرون کو ذکر کیا کفر نہایت قبیح تھا اور فاسق مومن سے کافر کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے پاس بہت حقیر و ذلیل تھا اس لئے اس کے حق مین وعید ذکر کیا اور فرمایا (اولئک اعتدنا لہم عذابا الیما) اولئک اسم اشارے کا لفظ ہے اسم اشارہ جاری مجری ضمیر کے ہوتا ہے ضمیر کا مرجع اقرب مذکور کی طرف ہوتا ہے اسم اشارے کی مرجع بھی اُسیکی طرف ہونا اقرب مذکور تو کفار ہین اولئک کا اشارہ بھی اُنہین کی طرف ہوا اور یہہ عذاب مخصوص کافرون کے لئے ہوا کیا واسطے کفر کے سبب سے زیادہ عقوبت اور ذلت کے مستحق ہوئے اب وعید یہ کو اس آیت مین کچھ حجت نہ رہی يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَاۗءَ كَرْهًا اے ایمان والو حلال نہین تمکو کہ وارث ہو عورتون کے زور سے بغوی نے نقل کیا ہے کہ جاہلیت مین مدینے کے لوگون کا دستور تھا مرد مرکے عورت کو چھوڑا تو اُس عورت کا فرزند بیٹا یا اُس مرد کے عصبات سے کوئی شخص آکے اُس عورت پر یا اُسکے خیمہ پر اپنا کپڑا ڈالتا پھر وہ شخص اُس عورت کا مالک ٹھہرتا پھر اول کا شوہر جو مہر دیا تھا اُسی مہر پر اکتفا کرتا بغیر مہر کے نکاح کرتا یا دوسرے کو نکاح کر دیتا یہہ شخص جو مہر دیتا اُسکو آپ ہی لیتا یا کسی کو نکاح نہ کر دیکے جیب ڈال رکھتا تا وہ عورت تنگ ہوکے میراث وغیرہ اپنے اول کے شوہر سے کچھ لی ہے تو دیکے اُس کے پنجے سے چھوٹتی یا وہین مرجاتی چادر ڈالنے کے قبل وہ عورت نکل جاکے اپنے لوگون مین ملی تو وہ عورت اپنی ذات کی مختار

رہتی اسلام کا دور آئے بعد بھی اُن مین ایسا ہی دستور جاری تھا ابو قیس بن الاسلت انصاری رضی اللہ عنہ موا اس کی عورت کبیشہ بنت معن انصاریہ پر اس کا بیٹا جس کا نام حصن یا قیس بن ابی قیس تھا چادر ڈال کے اسکا مالک بنا لیکن اسکو نکاح نہ کر کے اُسکو ضرر ہونا کر کے کھانا کپڑا نہ دیکے اس کو تنگ کیا کبیشہ آکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ ابو قیس موا اس کا لڑکا میرے نکاح کا مالک ہوا وہ مجھکو نہ کھانا دیتا ہے نہ میرے پاس آتا ہے اور نہ مجھکو چھوڑتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالیٰ کا امر ہوئے تک تو اپنے گھر ہی مین بیٹھی رہ پھر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا ابن جریر وغیرہ متعدد طریقون سے اس قصے کا مضمون روایت کئے ہین اسکے اصل کو بخاری اور مسلم اور ابو داود اور نسائی اور بیہقی اپنے سنن مین اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم طریق سے عکرمہ کے روایت کئے ہین اُس نے کہا اس آیت کی تفسیر مین ابن عباس رضی اللہ عنہما کہے کوئی شخص مر گیا تو اس شخص کے اولیا یعنی عصبہ اس عورت کے مستحق ہوتے چاہے تو آپ اُس کو نکاح کرتے چاہے تو دوسرے کو نکاح کر دیتے چاہے تو کسی کو نکاح نہین کر دیتے یہی لوگ اُسکے مستحق رہتے عورت کے لوگونکو کچھ اختیار نہین انکی شان مین یہہ آیت نازل ہوئی وہ جو کہے اس عورت کا نام کبیشہ تھا لڑکی معن بن عاصم اوسی کی اور اُس کے شوہر کا نام ابو قیس بن الاسلت تھا سو اُسکو ابن جریر وغیرہ ابن جریج کی طریق سے عکرمہ سے وہ ابن عباس سے ایسا ہی روایت کئے ہین بھی طبری نے ابی امامہ بن سہل بن حنیف سے روایت کیا انھنے اپنے والد سے روایت کیا کہ ابو القیس بن الاسلت جب موا تو اس کا لڑکے نے چاہا اپنی عیندر ماں کو آپ نکاح کرنے کیواسطے جاہلیت کا دستور ایسا ہی تھا تب اللہ تعالیٰ نے یہہ آیت نازل کیا حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا اس روایت کی سند حسن ہے اس آیت کی معنی مین دو قول ہین ایک معنی عورتون کے ذات کے وارث ہنو یعنے انکو جبر سے میراث مین مت لو شان نزول کے احادیث جو ہم ذکر کئے اسی پر دلالت کرتے ہین بعضے کہتے ہین عورت کے مال کے وارث مت ہو جب وہ عورت اُسپر راضی نہو لفظ کرہا کا مصدر ہے معنی سے اسم فاعل کے یا مفعول کے حال پڑا ہے یرثون کی ضمیر کا فاعل کی معنی لیوے تو معنی یون ہو گی جس حال مین کہ وہ عورتین اُسکو کارہ ہین مفعول کی معنی لیوے تو یون معنی ہو گی جس حال مین کہ تم انپر جبر کرتے ہو کرہا کے کاف مین دو قراٰت ہین

حمزہ اور کسائی اور خلف کاف کی ضم سے پڑھتے ہین باقی کے قرا کاف کی فتح سے دونون کی معنی
ایک ہی ہین حافظ الدین النسفی نے کہا کرہا کا قید لگانے سے کرہ نہ ہو تو جائز ہونا مراد نہین کیا واسطے
ایک شی کو ذکر سے تخصیص کرنی اسکے ماعدا کی نفی پر دلالت نہین کرتا وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا
بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اور مت روکو انکو تاکہ لیلو اُن سے کچھ اپنا دیا ابن جریر وغیرہ ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے مرد نے اپنی عورت سے ناخوش ہوتا اور اس کی صحبت سے بیزار
ہوتا تو مہر جو لی تھی اسکو پھیر دینے کے واسطے اُسکو مار دہاڑ کرتا تا بیزار ہوکے مہر پھیر دے اللہ تعالی نے
انکو اُس سے منع کیا اور بولا جلیسا جبر سے اُن کو میراث مین لینا حلال نہین نکاح کے بعد انکو روک کے
اُن سے کچھ مہر جو دئے تھے پھیر لینا بھی روا نہین ابن جریر نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے وہ بولا
مکہ مین قریش کی عادت تھی کسی شریف عورت کو نکاح کرتا عورت اُسکی موافقت نہین کرتی تو اُس عورت
سے مفارقت کرتا اس شرط پر کہ دوسرے شوہر کو اپنے بے اذن نکاح نکرنا اس بات کی لکھا پڑھی ہوتی
اس پر گواہ رکھتے جب عورت کو کوئی منگنی کیا تو اگلے شوہر کو کچھ پیسا دیکے راضی کی تو اُس کو نکاح
کی اذن دیتا نہین تو اُسکو مانع ہوتا اس صورت مین بھی خطاب شوہرون کو ہے بعضے کہتے ہین یہہ
خطاب میت کے اولیا کو ہے ابن جریر نے عکرمہ کی طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
کہ میت کے اولیا عورت کو میراث مین لیتے پھر اسکو نکاح کرنے سے مانع ہوتی مہر جو اول کے شوہر پاس سے
لی تھی اسکو پھیر دی تو اسکو اذن دیتے اس سے اللہ تعالی نے انکو منع کیا اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ
مُّبَيِّنَةٍ مگر جب کرین فاحشہ صریح اوپر کے حکم سے اس کو استثنا کیا اور بولا ان عورتون کو ضرر کے ارادہ سے
روکنا اور ان سے پیسا لیکے چھوڑنا کسی وقت مین یا کسی سبب سے حلال نہین مگر ان سے
فاحشہ صریح ہو تو اُن سے روک کے پیسا لینا حلال ہے اس فاحشہ سے زنا مراد ہے یہی قول حسن اور
ابی قلابہ اور سدی کا ہے یہہ حکم باقی ہے یا منسوخ ہوا اس مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین وہ حکم
منسوخ نہین باقی ہے بعضے کہتے ہین وہ حکم منسوخ ہوا عبد الرزاق اور ابن جریر اور ابن المنذر
عطاء الخراسانی سے روایت کئے ہین اس نے کہا عورت سے فاحشہ صادر ہوا تو اس کو مہر جو دیا تھا سو

لے لیکے اس کو نکال دینا اور بلا حد و جب نازل ہوئے تب یہہ حکم منسوخ ہوا بعضے کہتے ہین فاحشہ سے نشوز
یعنی عورت شوہر کی نافرمانی کرنا برے اخلاق سے پیش آنا اور مرد کو اور اُسکے لوگون کو ایذا پہنچانا
مراد ہے یہہ قول ابن عباس سے اور قتادہ اور ضحاک سے مروی ہے ابن عباس کہے اس سے نشوز
جب ہونے لگا تو شوہر کو اُس سے فدیہ لینا حلال ہوا معلوم کیجئے عورت سے پیسا لیکر خلع کرنیکا حکم
اگرچہ منسوخ نہین لیکن اُسکو پیسے دینے تک عضل کرنا اور روکنا اور ضرر پہنچانا جو اس آیت سے مفہوم ہوتا
ہے منسوخ ہوا کیا واسطے ائمہ اربعہ کے پاس اسکو ایسا روک کے پیسا لینا صحیح نہین مبینہ کو ابن کثیر
اور ابوبکر یاء مثناۃ کی فتح سے پڑھتے ہین اسم مفعول کا صیغہ اُس کی معنی ظاہر اور روشن کیا گیا باقی
قرا یاء مثناۃ کی کسر سے پڑھتے ہین اسم فاعل کا صیغہ اسکی معنی ظاہر اور روشن کرنے والا فتح سے جو پڑھتے
ہین اسکی وجہ یہہ ہے بیان کرنا حقیقت مین فاحشہ کا فعل نہین بیان کرنا اللہ تعالی کا فعل ہے اس لئے
مفعول کا صیغہ بولا فاحشہ یعنی زنا کی ثبوت چار شاہد سے ہوتا ہے سو فاحشہ شہود کے سبب سے ظاہر
ہوئی تو صیغہ مفعول کا درست ہوا کسر سے جو پڑھتے ہین اُسکی وجہ یہہ ہے فاحشہ جب ثابت اور
ظاہر ہوئی تو بیان کی سبب پڑے پھر بیان کی نسبت اُسکی طرف کرنا جائز ہوا مآل دونون قراتون سے
واحد ہے اسی لئے اردو کے مترجم نے اسکو صریح سے ترجمہ کیا ہے وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ
اور گذران کرو انکے ساتھ خوبی سے اکثر لوگ عورتون کے ساتھ بدسلوکی کیا کرتے تھے اس لئے
حسن معاشرت کا حکم کیا بعضے کہتے ہین اس جملہ کی تعلق دو واتوا النساء صدقاتہن نحلۃ کے ساتھ
ہے یعنی عورتون کا مہر پہنچا دو اور انکے ساتھ خوبی سے چلو معاشرت بالمعروف سے مراد مبیت وطا
سے انکے ساتھ بات کرنا شب کو انکے ساتھ ملکے سونا کھانا کپڑا عادت کے موافق دینا مسلم نے
جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفے کے دن
بمرہ مین خطبہ جو پڑھے اس مین فرمائے عورتون کے حق مین اللہ سے ڈرو کیا واسطے تم انکو
اللہ کے امان سے لئے ہو اور اللہ کے کلمہ سے اُن کی فرج کو حلال کئے ہو ان عورتون پر
تمھارا حق یہہ ہے جس شخص کو تم مکروہ رکھتے ہو اس کو تمھارا بچھونا کھندلنے نہ دیوے

اگر ایسا کرین تو اُنکو مارو لیکن سخت مار نہ رہے اور اُن کے لئے تمھارے پر کھانا کپڑا ہے دستور کے موافق

فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّ یَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا كَثِیْرًا ﴿۱۹﴾ پھر اگر تم اُنکو مکروہ جانو یعنے وے عورتین تمکو نہ بھاوین تو شاید تم مکروہ جانو ایک چیز اور اللہ نے رکھی اُسمین بہت خوبی یعنی وے عورتین تمکو نہ بھاوین اور اُنکی صحبت سے تم بیزار ہو تو اُنکی بے اعتدالی کو سہا کرو اور اُن سے فراق مت کرو اُنکو طلاق نہ دو شاید اُنسے موافقت کرنے مین تمھارا بھلا ہے عَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا کا جملہ اصل مین جزا کی علت تھی اُسکو قائم مقام جزا کے کرکے جزا کو حذف کیا گویا تقدیر یون ہے فان کرہتموہن فاصبروا عسیٰ ان تکرہوا الخ خیر کثیر سے فرزند مراد ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہے موافقت کرنے مین بچا پیدا ہو جاوے تو خفگی جو تھی جاتی رہیگی عورت مرد مین محبت اور رغبت پیدا ہو گی یا خیر کثیر سے ثواب مراد ہے کیواسطے باوجود اس عورت سے نفرت ہونیکے ثواب ملنے کے ارادے سے اُسکے بے اعتدالیون کو نظر نہ کیا اور اُسکی بدخلقی اور ستانے کو سہا اور اُسکے ساتھ نیکی سے پیش آیا اُسکو کھانا کپڑا دستور کے موافق دیا تو دنیا مین نیک نامی اور آخرت مین ثواب کمایا بعضے کہتے ہین آیت کی معنی یون ہین اگر تم اُنکی صحبت سے بیزار ہوگے اور اُنسے فراق کرنیکی خواہش رکھوگے تو مفارقت کرو شاید اس مفارقت مین اُس عورت کا بھلا ہے کسواسطے کہ وہ عورت اُس شوہر کے علاقہ سے نکلی بعد دوسرے شوہر کو بیاہ کرے اور دونون مین موافقت ہو کے خیر کثیر ملے حسن اور مقاتل سے ایسا ہی مروی ہے

وَ اِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ اور اگر تم بدلنا چاہو ایک عورت کی جگہ دوسری عورت وَّ اٰتَیْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَیْــٴًـا ؕ اور دے چکے ہو اُنمین سے ایک کو ڈھیر مال تو پھیر نہ لو اُس مین سے کچھ قنطار سے بہت سا مال مراد ہے قنطار کسکو کہتے ہین اسکا بیان سورہ ال عمران مین مذکور ہوا اس آیت مین (ان اردتم) جو فرمایا اس مے خطاب شوہرون کو ہے زوج سے عورت مراد ہے پہلی آیت مین عورتون سے فاحشہ صادر ہو تو اس کو روکنا جائز رکھا تھا سو عورتون سے فاحشہ اگر نہو تو انکو ضرر پہنچانا حرام ہے کرکے اس آیت مین فرمایا اور بولا عورت کو طلاق دیوے تو اسکو مہر جو دئے ہین اُس سے کچھ پھیر نہ لینا اگرچہ بہت مال بھی

مفسرین کہتے ہین عورت مرد مین سوء العشرت ور نا اتفاقی جو ہوتی ہے یا مرد کی کھوٹائی ہو یا
عورت کی مرد کی کھوٹائی ہے تو عورت سے کچھ لیکے فراق کرنا مکروہ ہے اگر کھوٹائی عورت کی
ہے تو اس سے پیسا لیکے خلع کرنا حلال ہے عورت کی طرف سے کچھ کھوٹائی نہو مرد اسکی طرف فاحشے
کی تہمت باندھکے پیسا لیوے تو اسکی تہدید مین یہہ آیت نازل کیا معلوم کیجیے اس آیت مین مہر بڑا باندھنا
جایز ہونے کی دلیل ہے سعید بن منصور اور ابو یعلی مسروق کی طریق سے روایت کئے ہین کہا عمر بن
الخطاب رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھکر فرمائے اے لوگو عورتون کے مہر کیا واسطے بڑا باندھتے ہو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم اور ان کے اصحاب جو تھے آپس مین مہر چار سو درم یا اس سے کم باندھتے تھے مہر بڑا باندھنے مین
اللہ کے پاس تقوی یا کرمت ہوتی تو اس مین انپر تم سبقت نہ لیجاتے عورت کا مہر چار سو درم سے کوئی
افزود کیا سو پھر مین تم سے نہ سنو یہہ کہہ کے حضرت منبر پرسے اترے بعد قریش کی ایک عورت آڑ ہو کے کہی
یا امیر المومنین عورتون کا مہر چار سو درم پر افزود باندھنے سے آپ منع کئے تو فرمائے ہان وہ عورت
کہی کیا اللہ تعالی جو فرمایا (وآتیتم احداہن قنطارا) آپ نہین سنے عمر یہہ سنکے کہے اللہم غفرا یعنی یا اللہ
مجھے بخش لوگ سب عمر سے زیادہ فقیہ ہین پھر آکے منبر پر سوار ہوے اور کہے لوگو عورتون کا مہر چار سو درم
سے افزود باندھنے سے مین تمکو منع کیا تھا جو شخص اپنے مال سے قدر دنیا دوست رکھتا ہو دیوے الجمال الزیلعی
تخریج کشاف مین کہا اسکی سند قوی ہے حافظ السیوطی نے در المنثور مین کہا اسکی سند جید ہے بندہ عاجز
کہتا ہے اسکی سند مین محمد بن اسحق ہے اسکی جرح و تعدیل مین محدثین کا اختلاف مشہور ہے اکثر متاخرین کے
قرار داد پر اسکی حدیث حسن ہے عبد الرزاق اور ابن المنذر ابو عبد الرحمن سلمی کی طریق سے روایت کئے
ہین اس نے کہا عمر رضی اللہ عنہ فرمائے عورتون کے مہر بڑے مت باندھو تب ایک عورت کہی یا عمر
یہہ حکم کرنا تمکو نہین پہنچتا اللہ تعالی فرماتا ہے وآتیتم احداہن قنطارا من ذہب عمر رضی اللہ عنہ فرمائے
عمر سے ایک عورت بحث کرکے غالب آئی ابو عبد الرحمن السلمی نے کہا کہ ابن مسعود کی قرآت مین ایسا ہی
ہے یعنی قنطارا من ذہب اسکی سند متصل نہین کیا واسطے ابن ابی حاتم یحیی بن معین سے روایت کئے ہے
کہ ابو عبد الرحمن السلمی نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنا نہین زبیر بن بکار نے موفقیات مین عبد اللہ بن مصعب کی

طریق سے روایت کیا ہے بولا عمر رضی اللہ عنہ فرمائے عورتون کا مہر چالیس اوقیون سے زیادہ مت باندہو جس نے اس سے زیادہ باندھا تو اس زیادتی کو مین بیت المال مین داخل کرونگا ایک عورت کہی آپ کو یہہ نہین پہنچا کیا واسطے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وآتیتم احداہن قنطارا تب عمر رضی اللہ عنہ کہے عورت صواب کو پہنچی اور مرد نے خطا کی یہہ سب روایتین اوپر کی روایت کو تائید کرتے ہین پہلا خطبہ جو پڑھے اس کو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے محمد بن سیرین کی طریق سے وہ ابو العجفاء ہرم بن نسیب سے روایت کیا ہی کہا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ خطبہ پڑھے لیکن عورت کا قصہ اس مین کو نہین ترمذی نے کہا کہ یہ روایت حسن صحیح ہی اور اسکو ابن حبان اپنی صحیح مین اور حاکم مستدرک مین روایت کئے ہین حاکم نے کہا اسکی سند صحیح ہی شیخین کی شرط پر اور بولا ابن عمر اور ابن عباس بھی اسکو روایت کئی ہین اور بولا عمر رضی اللہ عنہ خطبہ پڑھے سوا اسکی صحت تواتر ثابت ہوئی ہے انتہیٰ مختلفا اور اسکو طبرانی اپنی معجم مین اور امام احمد مسند مین مرواحی اور ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق اپنی مصنف مین بھی روایت کئے ہین اور اسکو اسحٰق بن راہویہ اپنی مسند مین عطاء الخراسانی کی طریق سے روایت کیا ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ فرمائے عورتون کے مہر بڑے مت باندھو پھر خطبہ ذکر کیا اسکے آخر مین زیادہ کیا ہے کہ اسکے بعد عمر رضی اللہ عنہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما کو نکاح کئے سو مہر چالیس ہزار باندھے لیکن یہہ سند منقطع ہے کیا واسطے عطاء الخراسانی عمر سے نہین سنا امام رازی نے کہا میرے پاس مہر زیادہ باندھنا جائز ہونے پر آیت دلالت نہین کرتی کیا واسطے (ان آتیتم احداہن قنطارا فلا تاخذوا منہ شیئا) کو قنطار دینا جائز ہونے پر دلالت نہین جیسا یہہ قول (لو کان فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا) حصول الہہ پر دلالت نہین کرتا حاصل یہہ ہے ایک شئ کو ایک شئ کی شرط کرنے سے وہ شرط فی نفسہ جائز الوقوع ہونا لازم نہین انتہیٰ بندہ عاصی کہتا ہے (ان اردتم استبدال زوج) کا جملہ شرط ہے وآتیتم احداہن قنطارا کا جملہ شرط نہین بلکہ حال واقع ہوا ہے اور آتیتم ماضی مثبت کا صیغہ ہے حال پڑا وہان قد کا لفظ مقدر ہے یہہ حال مہر کثیر عطا کرنے پر دال ہے تو اس سے جواز زیادت مفہوم ہوئی ہم تسلیم کئے کہ وآتیتم تقدیر مین ان آتیتم کے ہے کیا واسطے جملہ شرطیہ کا حال پڑھنے سے شرطیت اس مین بھی تعلق پکڑی لیکن ان کا لفظ موضوع اس شرط کے لئے ہے جس کی وقوع یا لا وقوع کا

جزم نہین یہہ ممکن نہین مگر اسی شرط مین جو فی نفسہ جائز الوقوع ہے قیاس اِس کا (لو کان فیہما الہتہ الا اللہ) پر صحیح نہین کیا واسطے استعمال لو کا مخالف ہے ان کی استعمال کو لو کی استعمال اُس مقام مین ہے جہان شرط قطعاً منتفی ہوتا ہے سو وجود آلہہ کا قطعاً منفی ہوتا ہے اُسکا حاصل یہہ ہے جس شرط کا وجود محال ہے وہان لو کی استعمال ہی بخلاف اِن کے محال شرط مین اسکو استعمال نہین کرتے مگر مجازاً جیسی اس آیت مین ہے (قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین) وجود ولد کا رحمن کو محال ہے باوجود لفظ اِن کا ایک فایدہ کیواسطے مجازاً لے آیا وہ فائدہ ولد کی نفی ابلغ وجہ سے کرنا بخلاف اِس جگہ کے مال کثیر مہر مین دینا محال نہین بلکہ اُنکی عادت تھی تو شرط جائز الوقوع ہوئی پھر مہر بڑا باندھنا بھی جائز اہل لسان اس سے جواز کی دلیل لینا اسکی دلالت پر بڑی دلیل ہے معلوم کیجیے عمر رضی اللہ عنہ اُس عورت کے قول کو تسلیم جو کئے اُس سے شیعہ عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت مین طعن کرتے ہین اور کہتے ہین عمر جب ایک عورت کے اعتراض سے بسر نہین آئے اور اسکے جواب سے عاجز ہوئے تو امامت کے قابل کیسا ہون گے یہہ طعن بیجا اور عداوت سے ناشی ہے کیا واسطے عمر رضی اللہ عنہ کتاب اللہ سے نہایت ادب اور حتی الوسع تاویل کی طرف رجوع نہین کرتے تھے حر بن قیس اپنے چچا عینیہ بن حصن کو حضرت عمر کے پاس ملاقات کیواسطے لے آئے اُس نے کہا ای عمر تم ہمکو مال بہت نہین دیتے اور تقسیم برابر نہین کرتے اُس سے عمر رضی اللہ عنہ نہایت غضب مین آئے اسکو مارنا قریب تھا کہ اس مین حر بولا یا امیر المومنین اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاہلین) یعنی اختیار کر معاف کرنی اور حکم کر نیک کام کا اور کنارہ کر جاہلون سے بمجرد اسکے پڑھنے کے عمر رضی اللہ عنہ کا غصہ جاتا رہا ہے اُسکے انتقام سے درگذرے غصہ کے وقت انسان اپنی اختیار سے نکل جاتا ہے ویسی حالت مین باوجود اس حکومت واقتدار کے درگذرنا امر الٰہی سے انکو کمال انقیاد ہونے پر دلالت کرتا ہے ایسا ہی اس قصہ مین بھی اُسکے قول کا رد نہین کئے حالانکہ آیت مین اور اُن کے قول مین منافات نہین کیا واسطے آیت مین دلیل جواز کی ہے لیکن اُسکے کراہت کو مانع نہین عمر رضی اللہ عنہ اُسکے جواز کے منکر نہین تھے بلکہ اُسکے استحباب کی طرف اشارہ کئے اور فرمائے نبی صلی اللہ علیہ سلم کے

لڑکیون کا اور آپکے اکثر بیبیون کا مہر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر اصحاب کا مہر بہت کم مقدار تھا
تم بھی انکے مہر کی مقدار سے زیادہ مت باندھو عمر رضی اللہ عنہ یہہ حکم جو کئے اس مضمون کے احادیث
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہوئے ہین امام احمد اور حاکم اور بیہقی سنن مین عائشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عورت کے جلہ ازمین یعنی برکت سے اُسکے مہر کی
تیسیر ہے یعنی مہر تھوڑا رہنا حاکم نے کہا یہہ حدیث صحیح ہے مسلم کے شرط پر ذہبی نے بھی اسکے قول کو مسلم رکھا
حافظ عراقی نے کہا کہ اسکی سند جید ہے ابو داؤد اور حاکم اور بیہقی سنن مین عقبۃ بن عامر رضی اللہ عنہ سے
روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے (خیرُ الصداقِ اَیسرُہٗ) ابو داؤد کی روایت مین
آیا ہے (خیرُ النکاحِ ایسرُہٗ) یعنی بہتر مہر کا وہ جو کم ہو یا بہتر نکاح کا وہ جو آسان ہو یعنی مہر کم ہو حاکم نے
کہا یہہ حدیث شیخین کی شرط پر ہے ذہبی نے بھی اُسکے قول کو مُسلم رکھا امام احمد اور حاکم اور بیہقی اور
بزار عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے (اعظمُ النساءِ برکۃً
ایسرہنّ صداقاً) یعنی بڑی برکت والی عورت وہ جس کا مہر آسان اور کم ہو حاکم نے کہا یہہ حدیث
صحیح ہے مسلم کے شرط پر ذہبی نے بھی اُسکو مسلم رکھا حافظ زین الدین عراقی نے کہا کہ اُسکی سند جید ہے
اور حافظ سیوطی بھی اس حدیث کی تصحیح کی ہے ان احادیث سے ثابت ہوا کہ مہر تھوڑا باندھنا مستحب ہے
آیت سے جو ازجو نکلتا ہے اُسکے استحباب کو منافی نہین بلکہ آیت نص نہین کہ قنطار جو دیا ہے مہر ہی ہو
احتمال ہے کہ وہ مہر کے سوائے افزود بخشش رہے اسکو پھیر لینے سے منع کیا عورت کو جو دیا ہے اسکو پھیر لینا
شافعی اور حنفی دونون مذہب کے روسے جائز نہین سو عمر رضی اللہ عنہ مومنون کو اپنے اموال کی محافظت
کیواسطے خیرخواہی سے منع کئے تا اپنے اموال کہ جس سے قوام ہے عورتون کی رضامندی مین مصروف نہ کرے
اور مناقشے کے وقت اُسکو چھین بیٹھے جیسا علی رضی اللہ عنہ اہل کوفہ کو کہے ای اہل کوفہ حسن کو نکاح
کر کے مت دو کیواسطے کہ وہ عورتون کو بہت طلاق دیا کرتا ہے سو نکاح امر مستحب ہوتے پر لوگون کی
خیرخواہی کیواسطے اپنے فرزند حسن رضی اللہ عنہ کو نکاح کر دینے سے منع کئے ان امور کے نظر کرتے عمر رضی
اللہ عنہ تہدید کیواسطے فرمائے مہر افزود دیگا تو چھین کے بیت المال مین رکھونگا امام مصلحت اور دفع فساد کے

واسطے حکم کرے اور وہ حکم مستحب رہے العد کوئی شخص اسکو بجانہ لاوے تو امام کو اسکی تعزیر کرنا بالاتفاق
پہنچتا ہے اسلیئے تہدید کیواسطے اسکا مال چھین کے بیت المال مین رکھونگا فرماے تعزیر مین پیسا جرمانہ
لینا مختلف فیہ مسئلہ ہے مجتہد اس کا حکم کرے تو اُس پر کچھ طعن کی جگہ نہین لوگ عمر سے افقہ ہین یا عورت
صواب بولی اور مرد خطا کیا جو فرمائے تو امنع اور ہضم نفس کی راہ سے تھا چنانچہ علی رضی اللہ عنہ سے
بھی ایسا کلام ثابت ہوا ہے ابن جریر اور ابن عبد البر محمد بن کعب سے روایت کئے ہین کہ ایک شخص نے
علی رضی اللہ عنہ سے کوئی مسئلہ پوچھا آپ اُسکا جواب دئے وہ شخص بولا یا امیر المومنین اسکا جواب یہہ
نہین بلکہ جواب یہہ ہے علی رضی اللہ عنہ سُنکے فرمائے تونے صواب کہا اور ہم نے خطا کی اَتَاْخُذُوْنَهٗ
بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ کیا لیا چاہتے ہو ناحق اور صریح گناہ سے ہمزہ جو (اتاخذونہ) مین ہے
انکار اور توبیخ کے واسطے ہے یعنی اسکام کی بُرائی تمکو معلوم ہے اور اسکی قبح شرع اور عقل کے روسے
تمپر عیان ہے با این ہمہ کیا اسکو لیتے ہو بہتان لغت مین اُسکو کہتے ہین کوئی شخص کچھ کام نہین کیا سو
کیا کرکے جھوٹھ بنا کر کہنا اور باطل سخن کرنا کہ جس کو باطل کرنے سے آدمی متحیر ہو جاتا ہے اس اخیر معنی
لحاظ کرتے بہتان کی تفسیر ظلم اور ناحق سے کرتے ہین بہتانا اور اثما کو نصب جو ہوا حال کی جہت سے
اسکی تقدیر (مُبَاهِتِيْنَ اور آثِمِيْن) ہوگی یعنی کیا اسکو لیتے ہو حال یہہ کہ تم ظلم اور گناہ کرتے ہو اِن
دونون کو مفعول لہ ڈالین تو بھی صحیح ہے یعنی اُسکو کیا ظلم اور گناہ کے واسطے لیتے ہو بعضے کہتے ہین اہل
جاہلیت کی عادت تھی دوسری عورت کو نکاح کرنا چاہے تو پہلی عورت زنا کی کرکے اُسپر بہتان کرتے
اور اسکے جرمانہ مین مہر جو دیتے تھے اسکے پاس سے چھین لیتے اسواسطے کہا کیا بہتان کرکے لیتے ہو

وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ اور کیونکر اُس کو یعنی اپنے دئے ہوئے کو
لیتے ہو اور پہنچ چکے ہو ایک دوسرے تک کیف کا کلمہ تعجب اور انکار کے واسطے ہے یعنی تم کسوجہ سے
لیتے ہو حالانکہ وہ عورت اپنی نفس کو تیرے حوالہ کی اور تو اُس کا مزہ لے چکا اب عقلمند کا کام نہین
جو دئے سو پھیر لیوے افضی کا لفظ ماضی ہے افضا سے اس کی معنی لغت مین پہنچنا یہان افضا سے
مُراد کیا ہے سو اس مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین وہ کنایہ جماع سے ہے یہی قول ابن عباس اور

مجاہد اور سدی کا ہے زجاج اور ابن قتیبہ اسی کو اختیار کئے ہین امام شافعی کا مذہب بھی یہی ہے
کیا واسطے شافعی کے پاس قبل وطی کے طلاق دیا تو آدھا مہر پھیر لینا پہنچتا ہے بعضے کہتے ہین افضا سے
خلوت مراد ہے پھر وطی ہو یا نہ ہو کلبی نے کہا عورت مرد دونون ایک چادر مین ہوے تو افضا
ہوا پھر اُس سے جماع کرے یا نہ کرے فراء نے اسی کو اختیار کیا ہے ابو حنیفہ کا مذہب یہی ہے خلوت
صحیحہ جب ہوئی پورا مہر لازم ہو چکا وَأَخَذْنَ مِنْكُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا اور لے چکین یعنی وہ عورتین
تم سے عہد گاڑھا عہد لینے والا حقیقت مین اللہ تعالی ہے یعنی اللہ تعالی نے عورتون کے واسطے یا اُن کے سبب تے تمہارے
سے عہد لیا لیکن مبالغے کیواسطے اور عہد لینے کا سبب عورتین ٹھہرین اسلئے فعل کی اسناد عورتون کی
طرف کیا غلیظ کی معنی گاڑھا اور موٹا اور سطبر اُس سے عہد مضبوط اور قوی و استوار مراد ہے اس عہد سے کیا مراد ہے
اس مین اختلاف ہے ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر ابن عباس سے روایت کئے ہین کہ میثاق غلیظ سے
امساک بمعروف یا تسریح باحسان مراد ہے عبد الرزاق اور عبد بن حمید اور ابن جریر قتادہ سے روایت
کئے ہین کہ اُس نے بھی ایسا ہی کہا اور بولا نکاح کے وقت یہہ میثاق لینے کی عادت تھی شوہر کو کہتے
تو جو نکاح کرتا ہے سو تجھ سے اللہ تعالی کا عہد ہے کہ اُسکو رکھنے کا ارادہ ہے تو دستور کے موافق
رکھنا ہے نہین تو خوبی سے رخصت دینا ابن ابی شیبہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہ وہ
جب نکاح کر دیتے تو کہتے امساک بمعروف یا تسریح باحسان پر مین تجھکو نکاح کر دیتا ہون ابن ابی شیبہ نے
انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہون اپنے لڑکیون کا یا کسی قرابت والی عورت کا
نکاح باندھتے تو کہتے امساک بمعروف یا تسریح باحسان پر تجھکو مین نکاح کر دیتا ہون مجاہد سے مروی ہے
کہا میثاق غلیظ نکاح کا صیغہ ہے جس سے عورتون کے فرج حلال ہوتی ہے اسکی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم
جو فرمائے عورتون کے مقدمے مین اللہ سے ڈرو کیا واسطے تم انکو اللہ کی امانت سے لئے ہو اور اُنکے
فرج کو اللہ کے کلمہ سے حلال کئے ہو وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ اور نکاح مین نہ لاؤ
جن عورتون کو نکاح مین لائے تمہارے باپ اس آیت کی شان نزول کو فریابی اور ابن المنذر
اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور بیہقی اپنی سنن مین عدی بن ثابت الانصاری سے یون روایت کئے ہین

کہ اُس نے کہا ابو قیس بن الاسلت انصاری صالح لوگوں مین تھا مرا اُس کا لڑکا قیس نے اسکی
عورت کو نکاح کا پیغام کیا عورت کہی مین تجھکو اپنا لڑکا سمجھتی تھی اور تو اپنے قوم کے صالح لوگون مین ہے
مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس جاکے پوچھتی ہون آپ کیا فرماتے ہین پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
پاس آکے کہی ابو قیس مرا اور اُسکا لڑکا مجھکو نکاح کا پیغام کیا ہے اور مین اُسکو اپنا لڑکا سمجھتی تھی آپ
کیا فرماتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ کا حکم ہوئے تک تو اپنے گھر مین جاکے رہ پھر یہہ آیت
نازل ہوئی (ولا تنکحوا ما نکح آباؤکم من النساء) بیہقی نے کہا یہہ حدیث مرسل ہے سیوطی نے کہا ابن
ابی حاتم نے عدی بن ثابت سے وہ انصار کے ایک مرد سے روایت کیا ہی بندۂ عاصی کہتا ہی
اس روایت پر بھی اُسکی سند متصل ہونا ثابت نہین ہوتا کیا واسطے انصار کا مرد جو تھا وہ مجہول ہے
وہ مجہول صحابی ہی ہونا اُسکی روایت سے ثابت نہین ہوتا حافظ عسقلانی نے اصابہ مین کہا اس آیت
کی سند مین قیس بن الربیع ہے وہ روایت کیا ہے اشعث بن سوار سے یہہ دونون ضعیف ہین
اور یہہ سند منقطع ہے سابق مذکور ہوا کہ ابو قیس بن الاسلت کی شان مین (لا یحل لکم ان
ترثوا النساء کرہاً) کی آیت نازل ہوئی اور اُسکے لڑکے کے نام مین اختلاف تھا کسی روایت
مین قیس اور کسی روایت مین حصن کرکے مذکور تھا اور کسی مین اسکا نام محصن بر تقدیر صحت دونون
مین جمع یون کر سکتے ہین مثلاً دو لڑکے تھے ایک لڑکا جاہلیت کی عادت کے موافق جا در ڈال کے
مالک ہوا اس کو نفقہ نہ دینے سے وہ فریادی ہوئی تب (لا یحل لکم ان ترثوا النساء) کی آیت نازل ہوئی
بعد دوسرا لڑکا اسکو نکاح کا پیغام کیا تب یہہ آیت نازل ہوئی ابن جریر نے عکرمہ سے روایت کیا ہی
کہا کہ ابو قیس بن الاسلت اپنی باپ اسلت کی عورت جس کا نام عبید تھا ضمرہ کی بیٹی اور اسود
بن خلف نے اپنے باپ خلف کی عورت جو لڑکی تھی ابی طلحہ بن عبد العزی بن عثمان بن عبد الدار کی
اور صفوان بن امیہ نے اپنے باپ بن خلف کی عورت جسکا نام فاختہ تھا بیٹی الاسود بن المطلب
بن اسید کی اور منظور بن ربان نے اپنے باپ رباب بن سیار کی عورت جسکا نام ملیکۃ تھا بیٹی خارجہ
کی نکاح کئے ان سبھوں کے مقدمے مین یہہ آیت نازل ہوئی (الا ما قد سلف) مگر جو آگے ہو چکا

یعنی جاہلیت مین تحریم کا حکم نازل ہونیکے قبل باپ کی عورت کو نکاح کیے ہین وہ معاف ہے اس کا
کچھ گناہ نہین اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا وَسَآءَ سَبِيْلًا ۝ مقرر یہہ بیحیائی ہے اور کام غضب کا
اور بُری راہ ہے اِنَّهٗ کی ضمیر کا مرجع یا اس نکاح کی طرف ہے جو پیش از نہی کا تھا یعنی یہہ نکاح جس کو
اللہ تعالی حرام کیا ہے وہ تمہارے پاس بُرا کام تھا اور تم اُسکو حقیر سمجھتے تھے میندر ماں کو نکاح
کرکے بیٹا جنا تو عرب اس لڑکے کو مقتی کہتے تھی کیا واسطے باپ کی عورت ماں ہوئی ماں کو نکاح کرنا عربون کے پاس نہایت قبیح تھا
اُسکو نکاح کرنا ماں کو نکاح کرنیکے مانند تھا اس لیئے ان کے پاس قبیح تھا سو اللہ تعالے نے فرمایا کہ یہہ نکاح تحریم کے آگے بھی تمھارے پاس قبیح تھا
یا ضمیر کی مرجع نکاح کرنی ہے بعد تحریم کے یعنی یہہ نکاح نہی کے بعد فاحشہ اور مقت ہے اس تقدیر پر ماضی کا صیغہ اسواسطے لایا کہ وہ نکاح اللہ تعالے
کے حکم مین اور اُسکے علم ازلی مین ان صفون سے متصف تھا اس کو فاحشہ کہا کیا واسطے ماں کو نکاح کرنا
بہت قبیح گناہ ہے مقت کی معنی شدت بغض سو یہہ نکاح کرنا اللہ تعالی نہایت غضب مین آنیکا
اور اُسکے کرنے والے سے کمال بغض رکھنے کا سبب ہے اللہ تعالی کا بندے سے بغض رکھنے سے مراد
اسکو سخت عذاب مین گرفتار کرنا اور اسکو رسوا کرنا مراد ہے بُری راہ ہے کرکے فرمایا کیا واسطے
اللہ تعالی کے غضب کا سبب ہے یہان تین چیز ذکر کیا فاحشہ اور مقت اور سبیل کیا واسطے قبیح تین
قسم کی ہوتی ہے ایک عقل کے نظر کرتے دوسرا شرع کے تیسرا عادتون کے سو اُس مین
تینون قبیح جمع ہوئی ہین فاحشہ سے عقلی قبیح کی طرف اشارہ ہے مقتاً سے عادی قبیح کی طرف
اشارہ ہے ساء سبیلا سے شرعی قبیح کی طرف اشارہ ہے جب تین بات اس مین جمع ہوئین
تو نہایت قبیح ہوا عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور حاکم اور بیہقی اپنی سنن مین
براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین اُس نے کہا میرا ماموں جھنڈا لیکے جاتا تھا
سو دیکھ کے مین نے پوچھا کہان جاتے ہو تو کہے ایک شخص اپنا باپ مرے بعد اسکی عورت
کو نکاح کیا ہے مجھکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم روانہ کئے ہین کہ جاکے اُسکی گردن مارون
اور اسکا مال لے لیون حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے ابو حنیفہ اس آیت سے دلیل لیتے ہین
باپ جس عورت سے زنا کیا ہے اسکو بھی نکاح کرنا جائیز نہین کیا واسطے اللہ تعالے

اس آیت مین باپ کی منکوحہ کو نکاح کرنے سے منع کیا نکاح عبارت ہے وطی کرنے سے تو معلوم
ہوا باپ کی موطوہ کو نکاح کرنا منہی عنہ ہے موطوہ عام ہے خواہ نکاح سے ہو خواہ زنا سے
نکاح سے وطی مراد ہونا جو بولے کیا واسطے بعضی آیتون مین نکاح کا لفظ آیا ہے اُس سے وطی مراد
ہے جیسی یہہ آیت (وابتلوا الیتامیٰ حتی اذا بلغوا النکاح) سو یہان نکاح سے وطی مراد ہے اور بعضی آیتون مین نکاح کے لفظ سے عقد مراد
جیسی یہہ آیت (فانکحوا ما طاب لکم من النساء) نکاح سے مختلف معنی جو مراد ہوئے اُس کے نظر کرتے نکاح کا لفظ
مشترک ہی کہنا یا ایک معنی مین حقیقت دوسری مین مجاز ہی بولنا خلاف اصل ہے اس لئے دونون مین قدر مشترک جو ہی یعنی ضم اور
طاپ اُسکو اختیار کئے جب قدر مشترک سے نہی ہوئی تو ہر ایک قسم سے بھی نہی ہوئی تو باپ کی
منکوحہ اور موطوہ دونون سے نہی ہوئی شافعی کے پاس باپ کی منکوحہ کو نکاح کرنا حرام ہے
زنا سے وطی کیا سو عورت کو بیٹا نکاح کرنا حرام نہین کیا واسطے نکاح کا لفظ عقد مین حقیقت
ہے وطی مین مجاز ہے اکثر آیات اور احادیث اور عرب کا محاورہ اسی پر دلالت
کرتا ہے وہ جو کہے ضم کی معنی جو قدر مشترک ہے اسکو اختیار کئے سو صحیح نہین کیا واسطے ضم
جو وطی مین ہوا سو دونون کے جسم مین طاپ اور ملاقات سے ہوا نکاح مین ضم جو ہوا
سو ایسا نہین بلکہ اس مین ایجاب وقبول ہے وے آوازین کہ جن کو بقا نہین عقد سے
جسم کی طاپ اور ملاقات نہین ہے تو معلوم ہوا ضم دونون کی معنی مین قدر مشترک نہین
اب ضرور ہوا ایک معنی مین حقیقت اور ایک مین مجاز لینا سو نکاح مین حقیقت لئے
کیا واسطے کوئی شخص کہا مین نکاح کیا ہون تو اس سے عقد متبادر ہوتا ہے وطی متبادر نہین
ہوتی وطی کا معنی لینے احتیاج قرینے کی ہوتی ہے تو معلوم ہوا کہ وطی مین اسکا استعمال
مجاز ہے اس مسئلے کے دلائل مین جانبین مین بہت سا کلام ہے اسکو لکھنے کی یہہ جگہ
نہین حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ حرام ہوئی ہین تم پر تمھاری مائین معلوم کیجئے حرمت
سے اُنکی ذات حرام ہونا مراد نہین بلکہ اُن سے اُنکا نکاح حرام ہونا مراد ہے
اُمَّهٰت جمع ام کی ہے قیاس یہہ تھا کہ اُس کی جمع امات ہونا لیکن خلاف قیاس

ع ۱۵

ہا بڑہا کے اُمّہات کہے اُمّہات سے مراد وہ عورت جو تجھکو جنی یا تجھکو جنا ہے اُسکو
جنی اگرچہ کتنا ہی اوپر ہو اُس مین جتنے دادیان اور جتنے نانیان ہین سب داخل ہوئین
لیکن لفظ اُمہات کا اُسکو حقیقۃً شامل ہوتا ہے یا مجازاً اُس مین اختلاف ہے وَبَنٰتُكُمْ
اور تمھاری بیٹیان بنت سے مراد وہ عورت ہے ولادت کی جہت سے اُسکا نسب
تجھکو پہنچے اگرچہ چند مرتبے رہے اس مین نواسی اور پوتری اور انکین لڑکیان
سب داخل ہوئین وَاَخَوٰتُكُمْ اور تمھاری بہنین اَخوات جمع اخت کی ہے
بہن کو کہتے ہین اُن سے تیرے اصول مین یعنی مان باپ مین جو عورت تیری شریک ہو
مراد ہے خواہ سگی بہن ہو یعنی تیری اور اسکی مان باپ دونون ایک ہی ہین اُسکو
اُخت اعیانی کہتے ہین خواہ سوتیلی بہن یعنی مان دو ہین باپ ایک ہے اُسکو اُخت
علاتی کہتے ہین یا مان ایک ہی ہے اور باپ علحدہ اس کو اخیافی بہن کہتے ہین -
وَعَمّٰتُكُمْ اور تمھاری پھپھیان عمّات جمع عمہ کی ہے اس سے مراد وہ عورت
ہے تیرے باپ کی شریک اُسکے اصل مین ہوگی اس مین باپ کی سب بہنین یعنی اعیانی
اور علاتی اور اخیافی اور دادا کے تینون قسم کی بہنین اور اُسکے اوپر کے دادا اُن کی
بہنین سب داخل ہوئین نانا کی بہن بھی اُس مین داخل ہوگی وَخٰلٰتُكُمْ اور تمھاری
خالائین خالات جمع خالہ کی ہے اُس سے مراد وہ عورت ہے تیری مان کی شریک
اُسکے اصل مین ہوگی اُس مین تیری مان کے تینون قسم کی بہنین اور نانی کے اور دادی
کے تینون قسم کی بہنین اور اُسکے اوپر کے نانیان دادیان کی بہنین سب داخل ہوگی
وَبَنٰتُ الْاَخِ اور بھائی کی بیٹیان اس سے مراد عورت تیرے تینون قسم کے
بھائیون کی اولاد مین ہو اور تیرے بھائی کی طرف اُس کا نسب پہنچے اُس مین بھائی
کی بیٹیان پوتیان نواسیان اگرچہ سافل ہون یعنی اُن کے اولاد کی بیٹیان سب
داخل ہین وَبَنٰتُ الْاُخْتِ اور بہن کی بیٹیان اُس سے مراد عورت تیرے

تینون قسم کی بہن کی اولاد بیٹی ہو سو بہن کی بیٹیان پوتیان نواسیان اگرچہ سافل
ہو داخل ہین یہہ سات قسم کی عورتین نسب کے سبب سے حرام ہوئین انکی حرمت
مؤید ہے کسی وجہ سے حلال نہین ہوتین وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ اور
تمھاری مائین جو تمکو دودھ پلائین وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ اور تمھارین
بہنین دودھ دینے سے اب اللہ تعالی بیان فرماتا ہے اُن عورتون کا جنکا نکاح رضاعت
یعنی دودھ پلانے سے حرام ہے سو انمین سے دو عورت کو ذکر کیا ایک اصل
وہ دودھ پلانے والی دوسری اسکی فرع وہ دودھ پلانے والی کی لڑکی ان دو کو
ذکر کرکے اشارہ کیا رضاعت نسب کے مثل ہے نسب سے جو عورتین حرام ہین رضاعت
سے بھی وہ عورتین حرام ہونگی اسی کو تائید کرتی ہے حدیث جسکو عبدالرزاق اور
ابن ابی شیبہ اور بخاری اور مسلم عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے رضاعت حرام کرتی ہے جسکو کہ ولادت حرام کرتی ہے اور
صحیحین مین آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ کی لڑکی کو نکاح نہ کرنے کی وجہ فرمائے
اگر وہ میری ربیبہ میری پرورش مین نہوتی تو بھی حلال نہوتی کیا واسطے وہ میرے
رضاعی بھائی کی لڑکی ہے مجھکو اور ابو سلمہ کو یعنی اس لڑکی کے باپ کو ثویبہ دودھ
دی ہے اس سے معلوم ہوا جو عورت نسب کے سبب سے حرام ہوتی ہے اسکی نظیر رضاعت
سے حرام ہوتی ہے مرضعات کو اُمّہات جو بولا اس سے نکاح کی حرمت ثابت ہوئی
اور انکو نظر کرنا حلال ہے اور اکیلی اُن کے سات رہنا اور اُن کے سات سفر کرنا
درست ہوا ماون کے دوسرے احکام اُن مین جاری نہونگے جیسی میراث اور
نفقہ وغیرہ معلوم کیجئے رضاعت سے حرمت ثابت ہونیکے لئے دو شرط ہین پہلی شرط
بچپن مین دودھ پینا اسکی انتہا شافعی کے پاس دو سال ہین اور ابو حنیفہ کے پاس اڑھائی سال ہین یہہ
مدت گذرے بعد دودھ پیا تو حرمت ثابت نہوگی دوسری شرط تفرقے سے پانچ بار پینا ہے

کم پیا تو رضاعت ثابت نہو گی امام شافعی کے پاس یہہ شرط ہے اور احمد سے بھی ایک روایت ایسی ہی ہے
ابو حنیفہ اور مالک اور دوسرے ایمہ کے پاس یہہ شرط نہین مطلق پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہے

وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ اور مائین تمھارے عورتون کی آب سسرال کی جہت سے
عورتین جو حرام ہین انکو ذکر کیا سو بولا ساس حرام ہے یعنی کوئی شخص کسی عورت کو نکاح کیا تو
اس عورت کی مان اس لڑکی کے شوہر پر حرام ہے اُس مین عورت کے تمام نانیان اور دادیان
اگرچہ عالی ہون داخل ہوئین وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِیْ
دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ اور تمھارے
ربیب لڑکیان جو تمھارہی پرورش مین ہین جن عورتون سے تم نے صحبت کی پھر اگر تم نے
صحبت نہین کی تو تم پر گناہ نہین رَبائب جمع ربیبہ کی ہے اپنی عورت
کی لڑکی جو دوسرے شوہر سے ہے اُسکو ربیبہ کہتے ہین لڑکا ہو تو اس کو ربیب کہتے ہین
رب سے مشتق ہے کیا واسطے عورت کے خاطر سے اُسکے اولاد کی پرورش یہی شوہر اکثر
کرتا ہے حجور جمع ہے حجر کی گود کو کہتے ہین یہان اُس سے پرورش اور تربیت کرنی
مراد ہے پرورش اور تربیت کو حجر کہے کیا واسطے بچے کی جو شخص پرورش کرتا ہے اُسکو
اپنے گود مین بٹھاتا ہے پھر پرورش کو استعارۃً حجر کہے ابو عبیدہ کہتا ہے فی حجورکم کی
معنی فی بیوتکم کی ہے یعنی تمھارے ربیب لڑکیان جو تمھارے گھرون مین ہین دخلتم بہن
جو بولا اُس سے جماع مراد ہے عقد نکاح مراد نہین معلوم کیجئے ربیبہ کی حرمت کے واسطے
اللہ تعالیٰ دو شرط ذکر کیا ایک تو وہ اُسکی پرورش مین ہو دوسری شرط اُسکی مان سے
وطی کرنا سو عورت کو نکاح کرکے اُس سے وطی کئے بعد اُس عورت کی لڑکیان اور اسکی نواسیان
پوتیان اگرچہ سافل ہو اُس شوہر پر حرام ہوتی ہین خواہ لڑکیان نسب کی جہت سے ہو یا رضاعت
سے اگر عورت کو پیش از جماع کرنے کے طلاق دیا یا جماع کرنے کے آگے وہ مرگئی تو اُسکی لڑکی
حلال ہے بخلاف ساس کے کہ وہ بمجرد عقد کے حرام ہوتی ہے کیا واسطے اللہ تعالیٰ ساس کی

حرمت کو مطلق ذکر کیا ربیبہ کی حرمت کو دخول کا قید لگایا آئمہ اربعہ اور جمہور فقہا کا
یہی مذہب ہے بعضون نے دخول کے قید کو ساس اور ربیبہ دونون سے لگاتے تھے عبد اللہ بن
الزبیر اور مجاہد کا مذہب یہی تھا ابن ابی شیبہ اور ابن جریر علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے
بھی ایسا ہی روایت کئے ہین ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اول یہی قول تھا بعد اُس سے رجوع
کئے عبد الرزاق اور سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر اور بیہقی اپنی سنن مین
ابی عمرو الشیبانی سے روایت کئے ہین کہ ایک شخص بنی شمخ سے ایک عورت کو نکاح کیا
ہنوز اس سے وطی نہین کیا تھا پھر اُسکی مان کو دیکھا سو اس کے دل مین چہی اسکو طلاق
دیکے اوس کی مان کو نکاح کرنے کا فتوی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے چاہا آپ جواز کا مسئلہ
دیئے اس نے لڑکی کو طلاق دیکے مان کو نکاح کیا اور اسکو اولاد بھی ہوئی بعد ابن مسعود
مدینہ کو آئے سو عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھے ایک روایت مین آیا ہے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے اصحاب سے پوچھے وے سب کہے کہ وہ عورت حلال نہین جب ابن مسعود کوفہ
کو مراجعت کئے اس شخص کو کہے کہ وہ لڑکی کی مان تیر پر حرام ہے پھر وہ شخص اس سے مفارقت
کیا اس کو امام مالک مؤطا مین بھی روایت کئے ہین لیکن انکی روایت مرسل ہے ربیبہ اُس شوہر
کی پرورش مین ہونیکا قید جو آیا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے ربیبہ پرورش مین نہ ہو تو اُسکی
نکاح صحیح ہے عبد الرزاق اور ابن ابی حاتم بسند صحیح مالک بن اوس بن الحدثان سے روایت
کئے ہین اس نے کہا میری ایک عورت تھی موئی اسکو میرے سے اولاد بھی تھی سو مجھکو بڑا
غم ہوا علی رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے سو کہے تیرا یہہ حال کیا واسطے ہے مین نے کہا میری عورت
مرگئی علی رضی اللہ عنہ کہے آیا اس کو کوئی لڑکی بھی ہے یعنی دوسرے شوہر سے تو مین نے کہا ہان طایف مین رہتی ہے
علی رضی اللہ عنہ کہے کیا وہ لڑکی تیرے پرورش مین تھی تو مین کہا نہین فرمائے اسکو نکاح کر مین کہا کیسا نکاح کرنا اللہ تعالے
فرماتا ہے وربائبکم اللاتی فی حجورکم علی رضی اللہ فرمائے وہ تیری پرورش مین نہین تیری پرورش مین ہوتی تو
حرام ہوتی داؤد ظاہری کا مذہب بھی یہی ہے لیکن آئمہ اربعہ اور جمہور فقہا یا سب

وہ لڑکی اسکی پرورش مین نہ ہو تو بھی حرام ہے اور یہہ قید غالب عادت کے نظر
کرتے ہے کیا واسطے اکثر احوال مین یہہ لڑکیان اسی کی پرورش مین رہا کرتی ہین اس
کی پرورش نہ ہو تو بھی وہ حرام ہونے کی دلیل بعد جو اللہ تعالےٰ نے فرمایا
وفان لم تکونوا دخلتم فلا جناح علیکم) کیا واسطے جناح مرتفع ہونے کو فقط
عدم دخول پر معلق کیا تو معلوم ہوا بوجود دخول جناح کے حصول کو مقتضی ہے
پرورش مین ہو یا نہ ہو وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِکُمُ الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلَابِکُمْ اور عورتین
تمھاری بیٹیون کے جو تمھارے پشت سے ہین حلایل جمع حلیلہ کی ہے عورت کو کہتے
ہین اِس مین بیٹیون کے عورتین اور پوتے نواسون کی عورتین اگرچہ سافل
ہو داخل ہین اُن کی حرمت نفس عقد سے ثابت ہوتی ہے اصلاب جمع صلب کی ہے
وہ اصل مین نام ہے ہڈی کا جو پشت مین شانے سے کمر کے منکے تک پہنچتی ہے سو
پشت کو مجازاً اصلب کہنے لگے مرد کی منی اس ہڈی مین سے ہوکے انثیین مین آتی ہے
اور اس منی سے بچہ منعقد ہوتا ہے اس لئے بچہ کو اُسکی صلب کی طرف نسبت کرتے ہین
یعنی اُسکی منی سے پیدا ہوا سو لڑکا صلب کا لڑکا کرکے قید لگانے سے متبنیٰ لڑکا نکل گیا
متبنیٰ لڑکے کا حکم ابتداء اسلام مین صلبی لڑکے کے مثل تھا سو اللہ تعالی یہان قید کرنے
سے متبنیٰ لڑکے کی عورت نکل گئی وہ حرام نہین معلوم کیجیے اس آیت کا ظاہر رضاعی
لڑکے کی عورت حرام نہونے پر دلالت کرتا ہے لیکن نسب سے جو عورتین حرام
ہین رضاع سے بھی وہی عورتین حرام ہین کرکے حدیث جو آئی ہے اس آیت کے
عموم کو خاص کردی سو رضاعی لڑکے کی عورت بھی حرام ہے وَاَنْ تَجْمَعُوْا
بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ اور جمع کرنا درمیان دو بہنون کے یعنی دو بہنون کو ملاکے اپنی وطی
مین رکھنا حرام ہے پھر وہ دونون اعیانی بہن ہو یا علاتی یا اخیافی نسب سے ہو یا رضاعت
سے معلوم کیجیے دو بہنون مین جمع کرنا تین وجہ پر ہوتا ہے پہلی وجہ ایک عقد مین

دو نون کو جمع کرے مثلاً کہے مین ہند کو اور اُسکی بہن کو نکاح کیا یہہ عقد فاسد ہی
نکاح دو نون کا منعقد نہین ہوتا اگر ایک بہن کو اول نکاح کیا بعد دوسری کو نکاح کیا
تو اُس دوسری کا نکاح باطل ہے پہلی کو طلاق باین دیا بعد دوسری بہن کو نکاح کیا
تو دوسری کا نکاح صحیح ہوگا دوسری وجہ ملک یمین سے دو بہنون کے درمیان
جمع کرنا یعنی دو نون کو مول لے کے ان سے وطی کرنا سو دونون کو ملا کے وطی کرنا جایز نہین ایک
سے وطی کیا تو دوسری اس پر حرام ہوئی جب تک پہلی کو بیع یا ہبہ یا عتق یا کتابت سے
اپنے پر حرام نہ کرے دوسری سے وطی جایز نہین تیسری وجہ ایک بہن نکاح مین تھی دوسری
بہن کو خرید کیا تو اس باندی سے وطی کرنا جایز نہین جب تک منکوحہ بہن کو طلاق نہ دیوے
دو بہنون مین جمع کرنا پہلی وجہ سے بالاجماع حرام ہے دوسرے دونون وجہ سے جمع کرنیکو
بعضے سلف جائز رکھے ہین ابن عباس سے ایسا ہی مروی ہوا ہے اور امام احمد سے بھی ایک
روایت ہے جمہور فقہا کے پاس ان دونون وجہ سے بھی جمع کرنا حرام ہے امام مالک اور امام
شافعی اور عبد بن حمید اور عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم اور بیہقی سنن مین طریق سے
ابن شہاب زہری کے روایت کئے ہین اسنے قبیصہ بن ذویب سے روایت کیا ہے کہا
ایک شخص عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے پوچھا دو بہنون کے درمیان ملک یمین سے
جمع کرنا جائز ہے یا نہین عثمان کہے ایک آیت اس کو حلال کرتی ہے اور ایک آیت حرام
کی ہے مین اسکو نہ کرونگا پھر وہ شخص وہان سے نکلا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے
ایک شخص سے شاید وہ علی رضی اللہ عنہ تھے ملکے پوچھا تو کہے مجھکو اختیار ہو تو ایسا کرنے والے کو
سزا دونگا معلوم کیجئے دو بہنون کو جیسا جمع کرنا حرام ہے عورت کو اور اسکی خالہ یا اسکی
پھپی کو جمع کرنا بھی حرام ہے صحیحین وغیرہ مین حدیث اُسکی نہی کی وارد ہوئی ہے جمہور فقہا کا
یہی مذہب ہے اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ مگر جو آگے ہو چکا یعنی نہی وارد ہونیکے قبل جاہلیت کی عادت پر جو دو
بہنون کو نکاح مین جمع کرتے تھے سو معاف ہے اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا مقرر اللہ ہے بخشنے والا مہربان

الجزء الخامس ع

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَاۗءِ اور شوہر والی عورتین محصنات جمع محصنہ کی ہو مشتق احصان سے
اُسکی معنی لغت مین منع کرنا باز رکھنا محصنہ کی معنی منع کرنے والی باز رکھنے والی عورت بعد اُسکو چند معنی
مین استعمال کئے ایک حرہ یعنی بی بی جو آزاد ہو اور کسیکی لونڈی نہ رہے دوسری عفیفہ یعنی ست سے رہنے
والی عورت اُسکو محصنہ کہے کیا واسطے اُسنے اپنی فرج کو فساد سے باز رکھی بیجا کام کرنے سے اپنے
تئین منع کی تیسری مسلمان عورت چوتھی شوہر والی عورت اس آیت مین محصنہ سے یہی اخیر کی معنی یعنی
شوہر والی عورت مراد ہی کیا واسطے یہان محصنات کا عطف محرمات پر کیا تو معلوم ہوا احصان جو سبب
حرمت کا ہی مراد ہونا حریت اور عفت اور اسلام کو حرمت مین کچھ تاثیر نہین اس سے معلوم ہوا محصنات سے
شوہر والی عورتین مراد ہین یعنی شوہر والی عورتین تمپر حرام ہین شوہر سے بن مفارقت کئے کے اسکو نکاح کرنا
کرنا حلال نہین یہہ ساتوین عورت ہی جو کسی سبب کے نظر کرتے حرام ہوئی اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مگر جنکے
مالک ہو جاوین تمھارے ہاتھ یہہ استثنا ہی پہلے حکم سے یعنی شوہر والے سب عورتین تمپر حرام ہین مگر شوہر والی عورت
بند مین آوے اور اُسکا شوہر دار الحرب مین ہو تو اُس عورت کی استبرا کے بعد اُسکے مالک کو اُس سے وطی کرنا
حلال ہی کیا واسطے بند مین آنے سے اُسکے نکاح کا عقد ٹوٹ گیا استبرا کی معنی پاک ہونا یہان استبرا سے
رحم پاک ہونا مراد ہے اُسکو حمل ہو تو حمل وضع ہوئے تک اُس سے وطی جائز نہین حیض آنے والی ہو تو ایک حیض آنے
تک صبر کرنا حیض نہین آنے والی ہی تو ایک مہینا گذرنے تک توقف کرنا اس آیت کی شان نزول کو مسلم اور
ابو داؤد وغیرہ ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے یون روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حنین کے دن
فوج کی ایک ٹکری اوطاس کی طرف روانہ کئے سو دشمن سے مقابلہ کرکے اُنپر فتح یاب ہوئے اور اُنکے کئی
عورتین مسلمانون کے ہاتھ لگین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اُنسے وطی کرنے کو عیب جانے کیا واسطے اُن عورتونکے
شوہر موجود تھے تب اللہ تعالی نے اس آیت کو نازل کیا حنین ایک جگہ کا نام ہی طایف اور مکہ کے درمیان وہان
نبی صلی اللہ علیہ وسلم مین اور ہوازن مین جنگ ہوئی مسلمانون کو فتح ہوئی اوطاس الف کی فتح اور واو کی
سکون سے طاء مہملہ اور سین مہملہ کی درمیان الف ہی ایک وادی یا ایک جگہہ کا نام ہے جو ہوازن کے شہرون مین ہے معلوم کیجیے
ملک یمین کو استثنا جو کیا سی کی ساتھ مخصوص ہے باندی کسی مسلمان کی نکاح مین ہو اور اُس باندی کو بیع سے یا ہبہ سے

مالک ہو اتو بدون طلاق کے ملک یمین سے اسکو وطی کرنا حلال نہین اکثر صحابہ اور ائمہ اربعہ اور جمہور فقہا کا یہی مذہب ہے ابن مسعود اور ابی بن کعب اور ابن عباس اور جابر اور انس رضی اللہ عنہم کہتے ہین مالک باندی بیچا یا ہبہ کیا تو اسکو طلاق ہوگیا استبرا کے مالک وطی کرنا حلال ہے کِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ لکھا اللہ کا ہے تم پر یعنی ان تمام عورتون کی حرمت کو اللہ تعالی تمپر لکھ چکا ہے اسکا خلاف جائز نہین یا معنی یون ہے تم اپنے پر لازم کرلو اللہ کے لکھے کو وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اور حلال کیا گیا تمکو جو انکے سوا ہین یعنی یہہ عورتین جنکی حرمت مذکور ہوئی ان کے سوا جتنے عورتین ہین انکی نکاح تمپر اللہ تعالی حلال کیا احل کی لفظ مین دو قرأت ہین ابو جعفر حمزہ کسائی خلف حفص احل ہمزے کی ضم اور مہملہ کی کسر سے ماضی مجہول کے صیغے سے پڑھے ہین مذکور معنی اسی قراءت پر ہے دوسر قرا ہمزہ اور حا دو نون کے فتح سے ماضی معروف کے صیغے سے پڑھتے ہین انکی قراءت پر معنی یون ہوگی اللہ تعالے حلال کیا تمکو جو انکے سوائے ہین اس آیت کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہی حرام عورتین جو مذکور ہوئین انکے سوا تمام عورتین حلال ہین لیکن دوسری دلیلون سے انکے سوا بھی چند عورتین حرام ہین خالہ بھانجی مین بھتیجی مین جمع کرنا جائز نہین جس عورت کو تین طلاق دے چکا ہی اسکو دوسرا شوہر نکاح کرکے طلاق دئیے تک نکاح کرنا صحیح نہین عورت جو عدہ بیٹھی ہے اسکا عدہ تمام ہوئے تک نکاح کرنا حلال نہین جسکے نکاح مین حرہ عورت ہو اسکو کسی کی باندی نکاح کرنا جائز نہین جسکو حرہ عورت کے تئین نکاح کرنیکی طاقت ہو تو امام شافعی کے پاس اسکے تئین باندی کو نکاح کرنا صحیح نہین جسکے نکاح مین چار عورت ہو تو پانچوین کے تئین نکاح کرنا صحیح نہین جس عورت سے ملاعنہ کیا ہے اسکو نکاح کرنا صحیح نہین اس آیت کا عموم انسے تخصیص پایا اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ یون کہ طلب کرو اپنے مال کے بدلے ست طلب کرنے یا نکاح مین لانے نہ مستی نکالنے یعنی ان محرمات عورتون کے سوا دوسرے عورتین تمکو اللہ تعالی حلال کیا سو اس شرط پر کہ تم اپنا پیسا خرچ کرکے عورتین طلب کرنا یہہ خواہش احصان یعنی عفت کے واسطے ہونا یا نکاح واسطے ہونا سفح واسطے نہ رہنا پیسا خرچ کرنا سو عورت کو مہر دیکے نکاح کرنا یا باندی مول لیکے

اپنی تصرف مین لانا محصنین اور غیر مسافحین یہہ دو نون تبتغوا کی ضمیر کے حال پڑے ہین اس جگہ احصان سے یا عفت مراد ہے یا نکاح مراد ہے مسافحین سفح سے مشتق ہے سفح کی اصل معنی انڈیلنا یہان اس سے زنا یعنی جیسا لا مراد ہے زنا کو سفح بولے کیا واسطے

زنا کرنے والی کو غرض کچھ نہین مگر معاملات سے منا معلوم کیجیے مہر مین جسقدر مال دیو جائز ہے تھوڑا ہو یا بہت آیت سے
بھی یہی مفہوم ہوتا ہے صحیحین کی حدیث مین آیا ہے کہ وہ مہر اگرچہ انگوٹھی لوہے کی ہو شافعی کا یہی قول ہے ابوحنیفہ کہتے ہین
مہر دس درم سے کم نہو نا بھی ابوحنیفہ کہتے ہین مہر مال کی قسم سے رہنا شرط ہے منافع ہو جیسے قرآن کی سورتون کی
تعلیم کو مہر ٹھرانا صحیح نہین کیا واسطے اللہ تعالیٰ ابتغا کو مال سے قید کیا سورتون کی تعلیم مال نہین شافعی کہتے ہین
سورتونکی تعلیم کو مہر ٹھہرانا صحیح ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سورتونکی تعلیم کو مہر ٹھہرائے صحیحین کی حدیث سے ثابت ہے عورت
کو مال سے طلب کرنی جائز ہونے پر آیت دلالت کرتی ہے منافع سے طلب کرنا یا نہ کرنا اس پر آیت دلالت نہین کرتی

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً پھر جسکو تم ان عورتون مین سے اپنے کام مین لائے
تو دو انکو اُنکے حق جو مقرر ہوئے استمتعتم ماضی کا صیغہ ہے استمتاع سے استمتاع کی معنی لغت مین انتفاع یا نا یہان
اس سے جماع کرنا یا نکاح کا عقد مراد ہے اجور سے مہر مراد ہے ما کا لفظ موصولہ ہے اس سے مراد چیز ہے یا عورتین بہ کی ضمیر
ما کی طرف پھرتی ہے ما کے لفظ کی رعایت کرتے مفرد ضمیر لے آیا اور فاتوہن اور اجورہن مین معنی کی رعایت کرتے
جمع کی ضمیر کے لئے آیا منہن مین من جو آیا ہے بیان کیواسطے ہے یا تبعیض کیواسطے معنی یون ہین وہ عورتین جن سے
تم انتفاع لئے ہین ان منکوحات سے سو دو انکو انکے مہر یا معنی یون ہین جس چیز سے تم اُس سے اپنے منکوحات سے
انتفاع لئے ہین جماع سے یا عقد سے تو اُس پر انکو اُن کے مہر دو مہر کو اجر بولا کیا واسطے جو چیز منفعت کا بدل
پڑتا ہے اُسکو اجر یعنی اُجرت کہتے ہین جیسے گھر کی یا جانور کی منفعت کے بدلے جو پیسا دیتے ہین اسکو اجر کہتے ہین یہ
پیسا بھی منفعت کا بدل ہے اس لئے اسکو اجر بولا مہر عین کا بدل نہین ہے کہ اسکو دوسرے لفظ سے تعبیر کرے
فریضہ کا لفظ مفروضہ کی معنی سے حال ہے اجورہن کا یعنی اُنکے مہر دینا تمپر فرض اور لازم ہے فریضہ کو مفعول مطلق
تاکید واسطے ڈالکے اُس کی تقدیر فرض اللہ ذٰلک فریضۃ کرنا یا مقدر کی صفت ڈالکے اُسکی تقدیر فاتوہن
اجورہن ایتاءً مفروضا کرنا بھی صحیح ہے جمہور مفسرین آیت کی یہی تفسیر کرتے ہین بعضے مفسرین کہتے ہین اس جملے مین
نکاح متعہ کا حکم ہے متعہ اُسکو کہتے ہین عورت کو کچھ دیکے معین چند روز رکھنے پر عقد باندھنا اتنے دن جب منقضی
ہوے بن طلاق کے وہ عورت جدا ہوئی اُن معین ایام مین دونون سے کوئی مرے تو اُس عورت کو یا شوہر کو میراث نہین
اور شوہر کے مرنے سے عورت پر عدت بھی نہین بچہ ہوا تو اسکا نسب بھی اس شوہر سے ثابت نہین ہوتا کتنے آیت کی

معنی یون ہے جس عورت سے متعہ کرتے ہین تو اسکو اسکی اجرت دیڈالو معلوم کیجئے متعہ ابتداء اسلام مین مباح تھا بعدہ وہ حکم
منسوخ ہوا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین اسکی حرمت پر سب صحابہ کا اتفاق ہوا بعد ابن عباس اسکے مطلق جواز کے یا ضرورت کے
وقت مباح ہونیکے قائل تھے ابن عباس اس بات سے باز آئے سو بھی ثابت ہوا ہی فقہاء مکہ سے ابن عباس کے بعضے
تابعین بھی جواز کے قائل تھے بعد تمام امت اسکی حرمت پر اجماع کئے اب اسکی حرمت مین کسیکو خلاف نہین مگر
شیعہ اسکے جواز پر ہین اور کہتے ہین اس آیت سے متعہ ہی مراد ہی کیا واسطے اوپر کی آیت مین عورتکو پیسے سے طلب کرنیکا
حکم کیا بعد بولا تمتع کے بعد انکی اجرت دو تو معلوم ہوا عورت کو وطی واسطے اجرت سے طلب کرنا جائز ہی یہہ نہو گا مگر
متعہ مین کیا واسطے نکاح مطلق مین حلیت حاصل نہین ہوتی جب تک عقد نہو اور ولی اور شاہدین اس پر نہ رہے
ہون فقط مال سے طلب کرنا حلیت کو مفید نہین ہوتا اس سے ثابت ہوا کہ یہہ حکم متعہ کا ہی اور کہتے ہین اس آیت کو نکاح پر
حمل کرے تو حکم کی تکرار لازم آتی ہے کیا واسطے سورت کے شروع مین کہہ دیا فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ
وثلاث ورباع بعدہ کہا وآتوا النساء صدقاتہن نحلۃ یہان بھی یہہ حکم نکاح کا لیو تو حکم کی تکرار ہوتی ہی جب اس آیت
کو متعہ پر حمل کرے تو جدید فایدہ ہوتا ہی جدید فایدہ اولی ہی تکرار سے اور کہتے ہین اسکو ابی بن کعب اور عبد اللہ بن
مسعود رضی اللہ عنہما کی قرارت تائید کرتی ہے انکی قرارت مین آیا ہے فما استمتعتم بہ منہن الی اجل مسمی فاتوہن
اجورہن یعنے جسکو تم ان سے اپنے کام لائے ہین کسی مقرری وعدے تک تو دو انکو انکے حق عبد بن حمید اور
ابن جریر قتادہ سے روایت کئے ہین اسنے کہا کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرارت مین ایسا ہی ہی اور ابو داود نے
کتاب المصاحف مین سعید بن جبیر سے روایت کیا ہی کہ ابی بن کعب کی قرارت مین ایسا ہی ہے عبد الرزاق نے عطا سے
روایت کیا ہی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فما استمتعتم بہ منہن الی اجل مسمی کرکے پڑھے اور بولے ابی کی قرارت مین
ایسا ہی ہے عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن الانباری کتاب المصاحف مین اور حاکم مستدرک مین
طرق متعددہ سے ابی نضرہ سے روایت کئے ہین اسنے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس فما استمتعتم
بہ منہن تا تو ہن اجورہن کو پڑھا ابن عباس کہے فما استمتعتم بہ منہن الی اجل مسمی ابو نضرۃ نے کہا ہم تو ایسا نہین
پڑھتے ابن عباس کہے واللہ اسکو اللہ تعالی نے ایسا ہی نازل کیا حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے اور بولا
مسلم کے شرط پر ہے اس قرارت سے ثابت ہوا کہ یہہ حکم متعہ کا ہے اور کہتے ہین اس آیت مین مجرد استمتاع پر اجر

دینے کا حکم ہے استمتاع کی معنی تلذذ اور انتفاع ہی نکاح مین اجر جو دیتے ہین استمتاع پر موقوف نہین بلکہ مجرد
عقد پر ہے کیا واسطے مجرد عقد سے نصف مہر لازم ہو جاتا ہی معلوم ہوا کہ نکاح کو استمتاع نہ کہینگے کیا واسطے
استمتاع مین تلذذ ہونا ضرور ہے مجرد نکاح مین تلذذ نہین تو معلوم ہوا کہ یہہ حکم متعہ کا ہی اور کہتے ہین ان تبتغوا باموالکم
شامل ہی اسکو جو عورت کو مال سے علی التابید طلب کرے یا بر سبیل توقیت یہہ دونون قسم آیت مین جب داخل ہوئے
تو یہہ آیت متعہ کی حلیت کو مقتضی ہوئی اور کہتے ہین متعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین حلال تھا اُسکو
حرام نہین کئے مگر عمر رضی اللہ عنہ طحاوی نے روایت کیا ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے
مین دو متعے ہوتے تھے ایک عورتون کا متعہ دوسرا حج کا متعہ اور مین ان دونون سے منع کرتا ہون کہتے ہین
جو شئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین حلال ہو وہ عمر کے حرام کرنے سے حرام نہین ہوتی عبدالرزاق
اور ابن المنذر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے اللہ تعالی عمر کو رحم کرے متعہ نہین تھا
مگر رحمت کہ جس سے اللہ تعالی نے امت محمد پر رحم کیا تھا اگر عمر اُس سے نہی نہ کرتے تو زنا کا محتاج نہین ہوتا
مگر شقی عبدالرزاق اور ابن جریر حکم سے روایت کئے ہین کہ علی رضی اللہ عنہ کہے عمر متعہ سے نہی نہ کرتے تو
زنا نہ کرتا مگر شقی ثعلبی اپنی تفسیر مین ابی رجاء العطاردی کی طریق سے روایت کی ہی کہ عمران بن حصین
رضی اللہ عنہما کہے متعہ کی آیت کتاب اللہ مین نازل ہوئی اسکے بعد دوسری کوئی آیت اسکو نسخ کرنیکی
نازل نہین ہوئی ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متعہ کا امر کئے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رکھے
متعہ کئے حضرت ہمکو منع نہین کئے اُن کے بعد ایک شخص نے اپنی راے سے جو چاہا سو کیا اور کہتے ہین اول اسلام
مین متعہ جائز ہونے پر سب کا اتفاق ہی کسی کو اُسکے جواز مین اختلاف نہین بعد وہ حکم منسوخ ہوا یا نہین سو
اُسمین اختلاف ہی اگر اس حکم کا نسخ ہوا ہی تو اسکا ناسخ تواتر سے معلوم ہوا ہوتا یا اخبار احاد سے تواتر سے معلوم
ہوا ہے تو لازم آتا ہی کہ علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم وغیرہما کا منکر ہونا اُس
حکم کے جس کا حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے ہونا بتواتر ثابت ہوا ہی ایسے حکم کا منکر کافر ہی تو معلوم ہوا کہ یہہ
بات قطعاً باطل ہی اسکا حکم خبر احاد سے ثابت ہے تو بھی باطل ہے کیا واسطے متعہ کی اباحت تواتر و اجماع سے ثابت ہوئی ہی اسکا
ثبوت یقیناً معلوم ہوا خبر احاد سے اسکو ہم نسخ کرے تو ظنی امر سے قطعی امر کو نسخ کرنا لازم آتا ہے یہہ باطل ہے

اور کہتے ہین احادیث تم جو ذکر کرتے ہو اُنمین خیبر کے دن متعہ کی نہی کئے کرکے وارد ہے اور بعضے روایتون مین آیا ہے فتح مکہ کے دن اسکی اجازت دئے اور ایک روایت مین آیا ہے حجۃ الوداع مین اجازت دئیے یہہ دونون واقعے فتح خیبر کے بعد ہوئے ہین تو معلوم ہوا خیبر کے دن متعہ کی نہی ہوئی کرکے روایت جو وارد ہے غلط ہے کیا واسطے ناسخ اپنے منسوخ پر کیسا مقدم ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ متعے کے منع کی احادیث جو ہین اُنمین تناقض ہے وے احادیث قابل حجت نہ ہے ہم اہل سنت وجماعت کہتے ہین اس آیت کو نکاح متعہ پر حمل کرنا صحیح نہین کیا واسطے اللہ تعالی نے عورتین جنکی وطی حرام تھی پہلے ذکر کیا بعد بولا واحل لکم ماوراء ذلکم یعنی حلال کیا اُن کے سوائے سو اس حلیت کو مطلق نہین چھوڑا بلکہ اسکو ان تبتغوا باموالکم سے شرط لگایا تا معلوم کرے اُنکے دوسرے عورتین جو حلال ہین سو مطلق حلال نہین بلکہ پیسا خرچ کرکے انکو طلب کرنا یعنی انکو مہر سے طلب کرنا یا پیسا دیکے باندی مول لینا اس شرط سے عورت کو عاریت لیکے یا بن پیسون کے مفت وطی کرنا حرام ہوا بعد اس حکم کو پھر دو شرط سے مقید کیا اور فرمایا محصنین غیر مسافحین یعنی پیسا خرچ کرکے طلب کروگے تو مخصوص عفت واسطے ہونا یا مخصوص نکاح سے ہونا کہ جس سے وہ عورت اُسکی دو جورو ہو اور غیر کی لگاوٹ سے محفوظ رہے محض دھات نکالنے کیواسطے نہ ہووے اُس شرط سے متعہ باطل ہوا کیا واسطے اسمین عفت منظور نہین فقط دھات نکالنی غرض ہے وہ عورت ہر شب نئے یار کے گلے لگتی ہے اور ہر وقت تازے مرد کے گود مین سوتی ہے بعد اللہ تعالی اُس حلال نکاح پر تفریع کرکے فرمایا فما استمتعتم بہ منہن فاتوہن اجورہن اُس سے غرض یہہ نکلی مہر دیکے عورت کو جو نکاح کئے ہین اس سے تمتع حاصل کرنے سے تمپر مہر لازم ہوا اگر وطی ہوئی ہے تو پورا مہر دینا لازم ہوا پیش از وطی طلاق دیوے تو آدھا مہر دینا ضرور ہوگا اس آیت کو اُسکے ماقبل سے قطع کرکے ابتداء کلام لینا اور اسکو متعہ پر حمل کرنا عربیت کے قواعد کے روسے باطل ہے کیا واسطے اس جملہ کے شروع مین فا کا لفظ لایا فا کا لفظ لانا اپنے ماقبل سے قطع اور ابتداء کلام ہونے کو منع کرتا ہے بلکہ مابعد کو ماقبل سے مربوط کرتا ہے وہ جو کہے تھے نکاح صحیح پر اسکو حمل کرنے سے فایدۂ جدید حاصل نہین ہوتا سو بات باطل ہوئی کیا واسطے فایدۂ جدید یہی ہے نکاح ہونے سے مہر ادا کرنا لازم ہوا خواہ پوری مہر لازم ہو یا آدھی مہر اوپر کے آیتون مین مہر کسوقت لازم ہوتا ہے سو ذکر نہین تھا

یہان اسکو ذکر کیا یہہ البتہ فایدۂ جدید ہے نکاح کو استمتاع نہین بولتے کرکے جو کہے سو مسلم ہے ہم یہہ نہین کہتے
استمتاع سے مراد نکاح ہے بلکہ استمتاع کی معنی انتفاع ہی کی ہے لیکن جب نکاح اُنسے انتفاع حاصل کرنے کا
سبب ہوا اور نکاح کرنے سے ایک نوع کا انتفاع اسکو مِل چکا اور فلانے کی عورت ہوئی کرکے بول لگا اُس
انتفاع کیو اسطے آدہا مہر گلے لگا تو معلوم ہوا کہ مجرد نکاح مین استمتاع موجود ہے اور احل لکم ما وراء ذلکم مین اگرچہ
نکاح متعہ داخل تھا لیکن پیچے کے قیدنے اسکو نکال دیا پیچے کے قید کو چھوڑ دیکے متعہ حلال ہے کہنا بیجا ہے
اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ وغیرہ کی قراءت جو ذکر کئے ہین اُسکی صحت مین کلام ہے بر تقدیر ثبوت وہ شاذ
قراءت ہے قراءت شاذہ قابل حُجّت نہین علی الخصوص نظم قرآنی کے خلاف ہو جو لوگ قراءت شاذہ
کو حجت ظنّی کر دانتے ہین اُن کے قول پر بہی یہہ قید لگانے سے متعہ پر آیت دلالت نہین کرتی کیا
واسطے الی اجل مسمّٰی کی تعلق استمتاع سے ہے عقد کے ساتھ تعلق نہین متعہ مین مدت معیّن کی تعلق نفس عقد
کے ساتھ رہتی ہے استمتاع کے ساتھ نہین رہتی معنی یون ہین نکاحی عورتون کے ساتھ ایک مدت معیّن تک
تمتع پاؤگے تو اُنکا پورا مہر ادا کردو اس قید کو افزود کرنیکا فایدہ یہہ ہے کہ ایسا نہ سمجھے پورا مہر ادا
کرنا لازم نہوا اگر نکاح کی پوری مدت تمام ہووے یعنی دونون مین موت وغیرہ سے جب فراق ہوتا ہے تب مہر ادا کرنا بلکہ مجرد نکاح کے مہر لازم
ہوا اگر ہم مسلم رکھے کہ یہہ آیت متعہ کے حکم مین ہے تو بہی ہم کو کچھ خلل نہین کیا واسطے متعہ اول اسلام مین مباح تھا بعد وہ حکم کتاب سنت سے منسوخ ہوا
اُسکے نسخ مین متعدد احادیث وارد ہین حکم کتاب سے منسوخ ہوا جو ہم کہے اسکا بیان یہہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
(والذین ہم لفروجہم حافظون الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم) اس آیت مین وطی حلال ہونیکے
سبب کو اللہ تعالیٰ نے دو چیز مین حصر کیا ایک نکاح صحیح دوسرا ملک یمین اس حکم کو سورۃ المومنین
مین ذکر کیا پہر تاکید واسطے سورت المعارج مین بہی اسیکو ذکر کیا اُسکے بعد دونون جگہہ مین فرمایا
(فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ہم العادون) متعہ کی رنڈی نہ زوجہ ہے نہ بندی کیا واسطے بندی
رہتی تو اسکو بیع وغیرہ سے مالکانہ تصرف کرنا روا ہوتا حالانکہ بالاجماع وہ تصرف جائز نہین معلوم ہوا
کہ وہ بندی نہین زوجہ بہی نہین کیا واسطے زوجہ ہوتی تو موت سے دونون مین توارث ہوتا کیا واسطے
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ولکم نصف ما ترک ازواجکم الآیہ) اور عدت واجب ہوتی کسواسطے کہ اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے (والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجاً یتربصن بانفسھن اربعۃ اشھر وعشرا) اور نسب ثابت ہوتا کیا واسطے حدیث مشہور مین آیا ہے الولد للفراش یعنی بچہ بچھونے کا ہے یعنی عورت کے ساتھ ملکے بچھونے پر جو شخص سوتا ہے خواہ شوہر ہو یا صاحب اُسکے ساتھ بچے کا نسب ثابت ہوتا ہی متعہ کے رنڈی مین یہ تینون بات نہین نہ اُسکو میراث ہے نہ عدت اور نہ اس سے نسب ثابت ہوتا ہی شیعہ کا بھی اسبات مین اتفاق ہے تو معلوم ہوا کہ وہ زوجہ نہین جب یہہ دونون امر یعنی زوجیت اور ملکیت اس مین نہ ہون تو اُس سے وطی کرنیوالا (فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ھم العادون) مین داخل ہوا اس سے ثابت ہوا کہ متعہ حرام ہے اُسکی حلیت کا جواز اِس آیت سے منسوخ ہوا یہہ آیت از قبیل اخبار و اوصاف ہے احتمال نسخ کا اس مین ممکن نہین اسیکو تاکید کرتا ہے وہ جو حاکم نے مستدرک مین روایت کیا ہے کہ ابن ابی ملیکہ کہا ہے مین نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو متعہ سے پوچھا بی بی نے فرمایا میرے اور تمھارے درمیان کتاب اللہ ہے یعنی اُسکا حکم پوچھنے کی احتیاج نہین کیا واسطے کتاب اللہ مین اسکا حکم موجود ہے اور یہہ آیت پڑھی (والذین ھم لفروجھم حافظون الا علی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم فانھم غیر ملومین فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ھم العادون) سو اللہ تعالی جنکو نکاح کروا دیا یا بند مین دیا اُن کے سوائے دوسرے کو کوئی چاہا تو اُسنے حد سے تجاوز کیا یعنی اُنکے سوا اے متعہ وغیرہ سے تصرف کرنا صحیح نہین حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی اور بولا شیخین کے شرط پر ہے امام محمد بن الحسن الشیبانی نے اپنی کتاب الآثار مین امام ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے اُسنے حماد سے اُسنے ابراہیم نخعی سے کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہے عورتون سے متعہ کرنیکی رخصت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو ایک جنگ مین ہوئی تھی وے اپنی مجردی کی شکایت کئے تھے بعد اسکو آیت نکاح اور میراث اور مہر کی منسوخ کی اسکی سند کے رجال سب ائمہ فقہاء ثقات ہین عبد الرزاق اور ابن المنذر اور بیہقی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے متعہ منسوخ ہوا طلاق اور مہر اور عدت اور میراث اسکو نسخ کئے ابن عدی اور دار قطنی اپنی سنن مین ابی ہریرہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہے نکاح اور طلاق اور عدت اور میراث مرد و عورت مین جو ہوئی متعہ کو حرام کئے حافظ عسقلانی نے کہا اسکی سند حسن ہے

اسحق بن راہویہ اور ابن حبان ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب
ثنیۃ الوداع پاس اُترے چراغین دیکھے اور عورتین روتین سو سُنکے پوچھے یہہ کیا ہے لوگ کہے یا رسول اللہ
یہہ وے عورتین ہین لوگ جن سے متعہ کئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے نکاح اور طلاق اور عدت
اور میراث نے متعہ کو توڑا اُسکی سند بھی حسن ہی لیکن ابوہریرہ کی ان دونون سند کے بعضے رجال مین
محدثین کو کلام ہے اس حدیث کو ایک شاہد ہی اُسکو حافظ ابوبکر الحازمی نے اپنی کتاب الناسخ و منسوخ مین جابر
بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک کیواسطے
نکلے شام کے قریب گھاٹ جو ہے وہان ہم جب پہنچے عورتین آئین ہم اُن سے متعہ کرنیکی بات کئے اور کہے ہمارے منزل گاہ
مین آنا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان عورتون کو دیکھ کے پوچھے یہہ کون عورتین ہین ہم کہے یا رسول اللہ
ہم اُنسے متعہ کئے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم اتنا غضب مین آئے کہ حضرت کے رخسار سرخ ہوئے اور خطبہ پڑھنے
کھڑے ہوکے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کئے اور متعہ سے نہی کئے پھر ان عورتون کو ہم رخصت کئے ہم کبھی اُسکی طرف عود
نہ کئے اس گھاٹ کا نام ثنیۃ الوداع ہوا ابوداود اپنی کتاب ناسخ و منسوخ مین اور ابن المنذر اور نحاس وغیرہ نے
عطا کی طریق سے اُسنے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہی انہونے کہے (فما استمتعتم بہ منہن
فاتوہن اجورہن) کو یہہ آیت منسوخ کی (یا ایہا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوہن لعدتہن) والمطلقات
یتربصن بانفسہن ثلاثۃ قروء) واللائی یئسن من المحیض من نسائکم ان ارتبتم فعدتہن ثلاثۃ اشہر) ترمذی
وغیرہ محمد بن کعب القرظی کی طریق سے روایت کئے ہین اُسنے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا متعہ
نہین تھا مگر ابتداء اسلام مین آدمی شہر مین آتا وہان اُسکا کوئی آشنا نہین رہتا سو وہان جتنے روز
رہتا اتنے دن تک نکاح کرتا تا اسکے اسباب کی محافظت کرے اور اُسکے کامون مین چین کرے یہان تک
کہ یہہ آیت نازل ہوئی الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم ابن عباس کہے اِن دونون کے سوائے یعنی نکاح
اور ملک یمین کے سوا جو فرج ہو سو حرام ہے اُسکی سند مین موسیٰ بن عبیدہ الربذی ہی وہ ضعیف ہی عبد الرزاق
اور ابن المنذر علی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے رمضان کا روزہ دوسرے تمام روزونکو نسخ کیا
اور زکوۃ دوسرے صدقون کو نسخ کی اور طلاق اور عدت اور میراث متعہ کو نسخ کئے یہہ حدیث بھی ضعیف ہے ابوداود اپنی کتاب الناسخ مین

اور ابن المنذر اور نحاس اور بیہقی سعید بن المسیب سے روایت کئے ہین کہے میراث کی آیتین متعہ کو نسخ کئے
معلوم کیجئے اِن احادیثون مین بعضے احادیث اگرچہ ضعیف ہین لیکن ان سب طریقون کو جمع کرنے سے متعہ
کی حرمت ان آیتون سے ہونا معلوم ہوا ہم مسلّم رکھے کرتے ضعیف روایتین قابل حجت نہین لیکن آیت سے
اُسکا نسخ جب معلوم ہوا تو ان احادیث کو حجت نہ کر دانے تو بھی ہمکو کچھ خلل نہین وہ جو کہتے ہین متعہ کو
عمر رضی اللہ عنہ حرام کئے سو بات غلط ہے عمر رضی اللہ عنہ اپنی طرف سے حرام نہین کئے بلکہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے نہی کئے ہین کرکے منع کئے اُسپر ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث دلالت
کرتی ہے جسکو ابن ماجہ اور ابن عساکر اور تمام اور ضیاء المقدسی کتاب المختارہ مین روایت کئے ہین کہے
عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوے بعد ایکروز خطبہ پڑھے سو کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم متعہ کی اجازت تین دن تک
دئے بعد اسکو حرام کئے واللہ جو شخص متعہ کریگا سو مجھکو معلوم ہوگا اور محصن رہیگا تو مین اُسکو رجم کرونگا
مگر اُسنے چار شاہد لادے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حرمت کے بعد بھی اُسکو حلال کرے حافظ عسقلانی نے کہا ہے
حدیث صحیح ہے ضیاء المقدسی نے بھی اس حدیث کی تصحیح کی ہے اور بیہقی نے روایت کیا ہے کہ عمر رضی اللہ
عنہ منبر پر کھڑے ہوکر اللہ تعالی کی حمد و ثنا کرکے کہے لوگونکو کیا ہے نکاح متعہ کرتے ہین حالانکہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم اُس سے نہی کی ہین متعہ کیا سو شخص کا مقدمہ میرے پاس آیگا تو مین اسکو رجم کرونگا یعنی روایتون
مین جو آیا ہے عمر رضی اللہ عنہ کہے متعہ کو مین حرام کیا ہون سو اُس سے غرض یہہ ہے متعہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے زمانہ مین اول مباح تھا لیکن مین اُس سے نہی کرتا ہون کیا واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے
نہی کئے سو میرے پاس اُسکی حرمت دلیل قطعی سے ثابت ہے عمر رضی اللہ عنہ کے اس خطبے مین متعہ حرام
ہونیکی بڑی دلیل ہے کیا واسطے عمر صحابہ کے مجمعے مین یہہ خطبہ پڑھے صحابہ سب اُنکے خطبہ کو مسلّم رکھے کوئی
اُنپر انکار نہین کیا تو معلوم ہوا کہ اُسکی حرمت پر سب کا اجماع ہوا کیا واسطے صحابہ جو سکوت کئے یا وے سب جانتے تھے
متعہ حرام نہین لیکن عمر کے اندیشے سے سکوت کئے یا انکو اسکی حرمت و اباحت کا علم نہین تھا اُس مکو کچھ یا دے وے اسکی حرمت جانتے اسلئے سکوت کئے
اوپر کے دو نون بات یعنی اندیشے سے خاموش رہنا یا اُسکی حرمت و اباحت کا انکو علم نہ رہنا دونون باطل ہین
کیا واسطے متعہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع مین حلال رہنا لیکن اندیشہ سے سکوت کرنا سو اس سے عمر کی اور دوسرے

تمام صحابہ کی تکفیر لازم آتی ہے کیا واسطے جو شخص جانے شرع مین متعہ حلال ہے بدون اسکے نسخ کے مین اُسکو
حرام کرتا ہون کہا تو وہ شخص کافر ہوگا اور جو شخص جانا اُنہون خطا کئے اور کافر ہوئے سو اصحاب پر تصدیق کیا
تو وہ بھی کافر ہوا اصحاب سے تمام اُمت کی تکفیر لازم ہوتی ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہی (کنتم خیر امۃ اخرجت للناس)
دوسری قسم یعنی اُسکی حُرمت اور حلیت کا علم نہین تھا اس لئے توقف کئے سو یہ بات بھی باطل ہی کیا واسطے متعہ اگر مباح
رہتا جیسا نکاح مباح ہے تو سب لوگ کو اُسکی اباحت کا علم رہنا ضرور ہوتا ایسا حکم مخفی رہنا ممنوع ہے بلکہ اُسکی حلیت
سبکے پاس معلوم رہنا واجب ہے نکاح مباح ہے منسوخ نہین سو سبکو جیسا معلوم تھا متعہ کا حال بھی ویسا ہی ہوتا
سو اس سے معلوم ہوا تمام کو اُسکی اباحت یا حرمت کا علم ہونا باطل ہے اب ثابت ہوا کہ اُنکو اُسکی حرمت
کا علم تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسکی اباحت کو نسخ کئے سب کو علم تھا اس لئے سکوت کئے تو اسکی حرمت
پر سب صحابہ کی اجماع ہوئی لنکے اجماع کی سند حدیث علی رضی اللہ عنہ کی ہے جسکو امام شافعی سفیان بن
عیینہ سے روایت کئے ہین اُسنے زہری سے روایت کیا ہے اُس نے حسن اور عبد اللہ سے جو فرزندان تھے محمد بن علی
بن ابی طالب کے روایت کیا ہی وے دونون اپنے باپ سے یعنی محمد بن الحنفیہ سے روایت کئے ہین اُسنے کہا علی رضی اللہ عنہ
ابن عباس کو کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکاح متعہ سے اور شہری گدھون کے گوشت سے نہی کئے ہین امام مالک
اور عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ اور بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ علی بن ابیطالب رضی اللہ
عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتون کے متعہ سے خیبر کے دن منع کئے اور شہری گدھون کے
گوشت سے بخاری اور مسلم کی ایک روایت مین یون ہے کہ علی رضی اللہ عنہ ابن عباس کو کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
متعہ سے اور شہری گدھے کے گوشت سے خیبر کے زمانہ مین نہی کئے ہین ایک روایت مین آیا ہے علی رضی اللہ عنہ کو کہے
ابن عباس کہتے ہین عورتون سے متعہ کرنا کچھ مضائقہ نہین علی رضی اللہ عنہ فرمائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم متعہ سے خیبر کے
دن نہی کئے اور شہری گدھونکا گوشت کھانے سے مسلم کی ایک روایت مین آیا ہے کہ ابن عباس عورتون سے
متعہ کرنے مین نرمی کرتے یعنی وہ جائز ہے کرکے کہتے سو علی رضی اللہ عنہ سُنکے فرمائے مہلاً یا ابن عباس یعنی
اے ابن عباس جلدی مت کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے نہی کئے خیبر کے دن اور شہری گدھونکے گوشت سے
مسلم کی ایک روایت مین آیا ہے علی رضی اللہ عنہ فلانے کو کہے انک رجل تائہ یعنی تو بھٹکا ہوا آدمی ہے یعنی

بے راہ جاتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم متعہ سے نہی کئے ہین دارقطنی کی روایت مین آیا ہے کہ علی اور ابن عباس
رضی اللہ عنہم عورتون کے متعہ مین کلام کئے علی رضی اللہ عنہ اُنکو کہے ایک امر تائیہ یعنی تو تایہ آدمی ہے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے نہی کئے ہین سعید بن منصور کے روایت مین آیا ہے کہ ابن عباس عورتون
متعہ کرنے مین کچھ مضایقہ نہین کرکے فتوی دئے سو علی رضی اللہ عنہ سُنکے کہے کیا تجھکو معلوم نہین نبی
صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے نہی کئے الحدیث معلوم کیجئے یہہ حدیث سب ائمہ حدیث کے پاس ثابت ہے سب ائمہ
اسکو روایت کئے ہین اُسکی صحت پر سب کا اتفاق ہے اہلبیت سے جو حدیث مروی ہے اور انکا وہ مذہب ہے
اُس پر عمل کرنا شیعہ پاس لازم ہے بیہقی نے امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہون
کہے نکاح متعہ وہ بعینہ زنا ہے باوجود اُسکے اسپر عمل نکرنا انکے قواعد کا خلاف ہے عبد الرزاق اور امام
احمد اور مسلم سبرۃ الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین بولا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو متعہ کی اجازت
دئے پھر مین اور ایک شخص ملکے بنی عامر کی ایک عورت پاس گئے وہ عورت گویا اونٹنی کی سی دراز
گردن تھی یعنی جوان قوی ہیکل تھی پھر ہمنے اُسکے پاس سونیکی بات کئے اُسنے کہی تو مجھکو کیا دیگا مین
بولا اپنی چادر دونگا میرے ساتھ کا شخص بھی اپنی چادر دونگا کرکے کہا میری چادر سے اُسکی چادر
بہتر تھی اور مین بہ نسبت اُسکے جوان تھا میرے ساتھ والے کی چادر کو دیکھی سو چادر اُسکی پسند آئی اور
مجھکو دیکھی سو مین اُسکے پسند پڑا مجھکو بولی تیری چادر مجھکو بس ہے پھر مین اس عورت سے ملکے تین روز رہا
بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم حکم کئے کسی شخص کے نزدیک متع کیا سو عورت ہو تو اُسکا خیال چھوڑ دینا مسلم کی ایک روایت
مین ہے کہ سبرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فتح مکے کے جنگ کو گیا وہان پندرہ روز رہے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم عورتون سے متعہ کرنے کی اجازت دئے پھر اوپر کی روایت مین قصہ جو بولا اُسکے مثل بیان کرکے
بولا اس عورت کے پاس سے مین نہین نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو حرام کئے مسلم کی ایک روایت
مین آیا ہے مین دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکن اور باب کے درمیان یعنی حجر اسود اور کعبہ کے دروازہ کے مابین کھڑے
ہوکے فرمائے اے لوگو مین تمکو عورتون سے استمتاع کرنیکی اجازت دیا تھا مقرر اللہ تعالی نے اسکو قیامت تک حرام
کیا ہے جس شخص کے پاس متعہ کی عورت ہو تو اُسکی راہ کو مت جاو اور ان عورتون کو کچھ دئے ہین تو اُن سے واپس نہ لو

مسلم کی ایک روایت مین آیا ہے کہ مکہ فتح ہوے سو سال ہم مکہ مین داخل ہوئے بعد ہمکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم متعہ کرنیکی اجازت دئیے پھر ہم ہنوز مکہ سے نکلے نہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے نہی کئے مسلم ایک روایت مین آیا ہے کہ عُمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے کہا مجھکو ربیع بن سبرۃ الجہنی نے خبر دیا کہ اُسکا والد یعنی سبرہ بن معبد جہنی نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم متعہ سے نہی کئے اور فرمائے اَلَا اِنّہَا حَرَامٌ مِن یومکم ہٰذا الیٰ یوم القیامۃ یعنی خبردار بے شک متعہ آج کے دن سے قیامت کے دن تک حرام ہو اگر کوئی شخص اِن عورتون کو کچھ دیا ہے تو اُسکو نہ پھیر لیوے ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور مسلم سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ اوطاس کے سال ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتون سے تین روز متعہ کرنیکی اجازت دئیے بعد ہمکو اُسکے بعد متعہ سے نہی کئے بیہقی نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہو کہے متعہ حلال نہین ہوا تھا مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو تین روز تک بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے نہی کئے ابو عوانہ نے اپنی صحیح مین سالم بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک شخص متعہ سے پوچھا تو کہے حرام ہے وہ شخص کہا فلانا شخص اسمین کلام کرتا ہے ابن عمر کہے واللہ مقرر وہ جانتا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متعہ کو خیبر کے دن حرام کئے اور ہم زنا نہ کرینگے یعنی متعہ زنا ہو ہم اُسکو نہ کرینگے اِن احادیث کے سوا اور بھی احادیث اُسکے حرمت مین دوسرے صحابہ سے ثابت ہو لیکن ہم اختصار واسطے اِن کو نہین لکھے علی رضی اللہ عنہ سے جو نقل کئے ہین عمر رضی اللہ عنہ متعہ سے نہی نہ کرتے تو زنا نہ کرتا مگر شقی یہہ روایت منقطع ہے قابل حجت نہین ابن عباس سے جو مروی ہے اُسکے ثبوت مین بھی نظر ہو سند صحیح سے بھی یہہ نقل ثابت ہو تو قابل رد کرنے کے ہے کیا واسطے یہہ بے معنی کلام ہے کیا واسطے اسکی نہی شارع کی طرف سے ہو یا نہین شارع کی طرف سے ہو تو اعتراض شارع پر ہو یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بلکہ اللہ تعالیٰ پر متعے سے نہی نہ کرنا مناسب تھا نہی کرنے سے لوگ زنا مین پڑتے ہین یہہ کلام تو منجر بکفر ہوتا ہو علی مرتضیٰ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم ایسا سخن کرنا باطل ہو اگر نہی شارع کی طرف سے نہین تھی لیکن عمر رضی اللہ عنہ اُس سے نہی کئے ہین تو عمر کی نہی کو انپر قبول کرنا لازم نہین تھا اگر اُسکو قبول کئے ہین تو نہی نہ کرنیکی آرزو کرنا خلاف عقل ہو اگر اُنکے قول کو قبول نہین کئے ہین تو آرزو کرنا

بیجا ہے اسکی کچھ حاجت نہین علی رضی اللہ عنہ سے صحیح روایات جو وارد ہین جنکو ہم ذکر کئے وے دلالت
کرتے ہین کہ علی رضی اللہ عنہ سے متعہ کا جواز جس نے نقل کیا ہے سو صحیح نہین ثعلبی نے اپنی تفسیر مین عمران
بن حصین سے متعہ کی حلیت جو نقل کیا سو خطا ہے عمران بن حصین متعہ کی حلیت کے قائل نہین اُنسے حدیث جو آئی ہے حج کے متعہ کی ہے مسلم نے اپنی صحیح مین ابی رجا العطاردی کی
طریق سے عمران کی اس حدیث کو ذکر کیا سو اسمین حج کا متعہ کہکر تصریح کیا ہے اُسکو ثعلبی نے نہ سمجھکے غلطی کیا ابن عباس سے متعہ کی حلیت جو
نقل کئے ہین سو صحیح ہے لیکن اُسکے مطلق حلیت کے قائل نہین تھے بلکہ کہتے تھے ضرورت کیوقت مین متعہ مباح ہے
یہہ روایت ان سے صحیح بخاری مین آئی ہے بعضے روایتون مین آیا ہے جیسا مردار اور خنزیر کا گوشت
اضطرار کی حالت مین مباح ہوتا ہے ویسا ہی متعہ اضطرار کی حالت مین مباح ہے بعد ابن عباس اس
قول سے باز آکے متعہ کی حرمت کے قایل ہوے کرکے ترمذی وغیرہ تصریح کئے ہین وہ جو کہتے ہین متعہ بالاتفاق
حلال تھا اُسکی حرمت خبر متواتر سے ثابت ہوئی یا خبر احاد سے الی آخرہ باطل ہے کیا واسطے صحابہ رضی اللہ
عنہم کو اسکا ناسخ قطعاً معلوم تھا اسکا علم انکو خبر متواتر اور خبر احاد سے نہین تھا بلکہ وے لوگ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے اُسکی نہی سُنے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر اُنکو یقینی تھی اس لئے اُسکی حرمت کا
حکم کئے جو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہین سنے تھے انہین بعضون کو اصلا اسکا علم نہین تھا اور بعضونکو
علم تھا لیکن اخبار احاد سے حاصل تھا جب عمر رضی اللہ عنہ اُسکی تحریم پر خطبہ پڑھے اور سب اُسکو قبول کرلئے
کوئی اعتراض نہ کیا تو سب کا اجماع اسکی تحریم پر ہوا اجماع کے واسطے ایک مستند ہونا ضرور ہے یہان اسکی
تحریم کی مستند وہی ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اُسکی نہی ثابت ہوئی اس نہی کا علم بعضون کو قطعی ہونا
ضرور نہین ہوتا گیا واسطے اجماع کی سند قطعی ہونا کچھ ضرور نہین ظنی ہو تو بھی کافی ہے اس سے ثابت ہوا یہان
مقطوع کی رفع مظنون سے نہین ہوئی وہ جو کہے تھے متعہ کی نہی مین احادیث جو آئے ہین نہی کسوقت ہوئی
سو اسمین اختلاف ہے اس اختلاف سے ان احادیث مین تناقض ہوا پھر وہ احادیث قابل حجت نہین سو
یہ بات مقبول نہین کیا واسطے اسمین جمع یا ترجیح ممکن ہے جب یہہ ممکن ہو تو تناقض دفع ہوا متعہ کی حرمت
احادیث کے ظاہر پر نظر کرنے سے سات جگہہ مین ہے خیبر - عمرۃ القضا - غزوۂ فتح حنین اوطاس تبوک
حجۃ الوداع ان سات مین اصح بات غزوہ فتح مین نہی ہوی عمرۃ القضا مین نہین کئے کرکے حسن بصری سے

مرسل روایت آئی ہے حسن کے مرسل حدیث ضعیف ہین قابل حجت نہین حنین کا ذکر جو آیا ہے علی رضی اللہ
عنہ کی حدیث مین خیبر کے درعوض ایک راوی نے حنین کر کے کہا ہے وہ روایت شاذ ہے قابل حجت
نہین اوطاس کا ذکر سلمہ بن الاکوع کی حدیث مین آیا ہے جسکو امام احمد اور مسلم وغیرہ روایت کیئے
ہین اس حدیث کا ترجمہ یہہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوطاس کے سال متعہ کی رخصت تین دن
تک دئے بعد اُس سے نہی کئے سو اس حدیث مین تصریح نہین کہ اوطاس کے جنگ کے روز یہہ حکم ہوا حکم
اس جنگ کے قبل یا بعد ہونیکو شامل ہے فتح مکہ رمضان مین ہجرت کے آٹھوین سال ہوا اُسی سال کے شوال
مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم حنین کا جنگ کئے کفار ہزیمت پاکے متفرق ہوئے اُنکی ایک جماعت اوطاس کی طرف جو
ہوازن کے ملک مین ایک مقام کا نام ہے بھاگی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکی تعاقب کرنے ابو عامر اشعری کے
ساتھ فوج کی ایک ٹکڑی دیکے روانہ کئے پھر ابو عامر جاکے اُنکو ہزیمت دئے الغرض فتح مکہ کے سال کو عام اوطاس
کہنا صحیح ہے اُنہون سال فتح نہ کہکے سال اوطاس کہنے کا وجہ بعد ہم بیان کرینگے تبوک کا ذکر جابر اور ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہما کی حدیث مین آیا ہے جنکو ہم اوپر ذکر کئے لیکن ان حدیثون کے سند ضعیف ہین با این ہمہ اسمین
ذکر نہین کہ متعہ اسی وقت حرام ہوا بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عورتون کو دیکھ کے غصہ ہونا دلالت کرتا ہے
کہ اسکے قبل اسکی حرمت ہو چکی تھی لیکن جنکو اسکا علم نہین تھا وے متعہ کئے تھے خیبر کی روایت علی رضی اللہ عنہ
سے صحیحین وغیرہ مین ثابت ہے لیکن بعضی روایتون مین آیا ہے نہی عن متعۃ النساء یوم خیبر وعن لحوم الحمر
الاہلیۃ یعنی منع کئے عورتون کے متعہ سے خیبر کے دن اور شہری گدھون کے گوشت سے اور بعضے روایتون مین
آیا ہے نہی عن نکاح المتعۃ وعن لحوم الحمر الاہلیۃ زمن خیبر یعنی منع کئے نکاح متعہ سے اور شہری گدھون کے
گوشت سے خیبر کے زمانہ مین پہلی روایت سے متعہ کی نہی خیبر مین ہونا صریح ہے دوسری روایت مین اسبات
کی تصریح نہین کیا واسطے زمن خیبر کی تعلق مجموع دونون چیزون سے بھی ہوتی ہے اور فقط لحوم الحمر
الاہلیۃ سے بھی ہوتی ہے اس روایت پر نکاح متعہ کی نہی کا زمانہ حدیث مین مذکور نہین سفیان بن عیینہ
اور حمیدی وغیرہ متقدمین اور متاخرین کی ایک جماعت اسی روایت کو ترجیح دئے ہین اور کہتے ہین
خیبر مین شہری گدھون کے گوشت کی حرمت ہوئی متعہ کی نہی اسمین نہین ہوئی بلکہ دوسرے وقت یعنی فتح مکہ مین

ہوئی تب دو مقام باقی رہے ایک فتح مکہ دوسرا حجۃ الوداع یہہ اختلاف راوی کا ہے سبرہ بن معبد کا
فرزند ربیع جو اس حدیث کا راوی ہے اس سے اکثر لوگ فتح مکہ کرکے روایت کئے ہین اور بعضے حجۃ
الوداع کرکے روایت کئے ہین فتح مکہ کی روایت ہی راجح ہر کیا واسطے وطن چھوڑکے بہت دن ہوئے تھے
اور عورتون کی حاجت اُسی مین تھی بخلاف حجۃ الوداع کے کہ یہان لوگون کے ساتھ انکے عورت لونڈیان
تھین اور خرچ کی تنگی بھی نہین تھی اور عورتون سے بچھڑکے دن زاید نہین ہوے تھے کیا واسطے ذی القعدہ
پانچ دن باقی تھے تب مدینہ سے نکلے ذوالحلیفہ مین آکے احرام باندھے بعد ذی الحجہ کی چوتھی کو مکہ مین داخل
ہوے طواف الوداع وغیرہ مناسک سے فراغت پائے بعدہ بعضے محرم ہی رہے اور بعضون کے ساتھ ہدی نہین
تھی انکو عمرہ کے اعمال ادا کرکے حلال ہونیکا حکم کئے یہہ حلال ہوجانا انپر شاق ہوا غرض پھر یوم الترویہ یعنی
ذی الحجہ کی آٹھوین کو حج کا احرام باندھکے منی کو نکلے اس سے معلوم ہوا حجۃ الوداع مین متعہ کی نہی نہین ہوئی
بلکہ اُسکے قبل فتح مکہ مین ہوئی سب حدیثون مین جو لوگ جمع کرتے ہین وے کہتے ہین متعہ مطلق
مباح نہین تھا بلکہ سفر کی حالت مین حاجت واسطے مباح ہوا تھا امام شافعی اور بخاری اور مسلم وغیرہ
ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کو جاتے
ہمارے ساتھ عورتین نہین تھین سو ہم اپنے تئین خصی کرنا چاہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے ہمکو منع کئے
پھر عورت کو کچھ دیکے چند روز تک اسکو نکاح کرنے کا اذن دئے ابن عبد البر نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ
روایت کیا ہے کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم متعہ کی رخصت نہین دئے مگر مجردی سے لوگون پر شدت
ہونے سے بعد اس سے نہی کئے ان حدیثون سے معلوم ہوا رخصت نہین ہوئی تھی مگر حاجت کے واسطے
حاجت جب دفع ہوئی تو اُس سے نہی کئے اجازت کے بعد پہلے بار خیبر مین اُس سے نہی کئے بعد فتح مکہ کے تین
اذن دئے تین روز کے بعد نہی کئے اور فرمائے قیامت تک اُسکی حرمت باقی ہے اُسکی اباحت مکرر ہونے
مے کچھ قباحت نہین کیا واسطے اسکی اباحت ضرورت کیواسطے ہوا کرتی تھی ضرورت دفع ہوئی تو اُس سے
نہی کرتے تھے خیبر کے سفر مین چندان مشقت نہین تھی اُسکے فتح سے سابق کی تنگی بھی دفع ہوئی اس لئے اس سے
نہی کئے بعد فتح مکہ مین اجازت دیکے تین روز کے بعد اُسکی حرمت کو موبد کردئے فتح مکہ مین اُسکی اباحت کا

اذن جو ہوا تھا شاید علی رضی اللہ عنہ کو اس سے اطلاع نہین تھی کیا واسطے یہہ اباحت فقط تین روز تک تھی بعد نہی
ہوئی اس لئے خیبر مین جو نہی ہوئی تھی اُسیکو ذکر کرگئے یا اطلاع تھی لیکن اسکے بعد معًا حرمت کا حکم ہوا اس لئے اس
اباحت کو اعتبار نہ کرکے خیبر کی نہی کو ذکر کرگئے کیا واسطے اسمین دو چیز سے نہی ہوئی تھی متعہ اور گوشت خر ابن
عباس رضی اللہ عنہما ان دونون کی اباحت کے قایل تھے اس لئے انکے رد مین فرمائے کہ خیبر کے دن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان دونون سے نہی کئے ہین اوطاس کے سال متعہ سے نہی کئے کرکے حدیث مین جو آیا ہے
فتح مکہ مین نہی کرنے کو منافی نہین کیا واسطے فتح مکہ اور اوطاس کا جنگ ایک ہی سال مین ہوا ہے فتح مکہ کے
سال نہی ہوئی کہنا یا اوطاس کے سال نہی ہوئی کہنا دونون مین کچھ فرق نہین ہان اوطاس مین مباح ہوئے
بعد حرام ہوا کہتا تو یہہ بات صحیح نہ ہوتی لیکن سال فتح کو سال اوطاس سے تعبیر کرنے کی کچھ وجہ ہونا ضرور ہے
شاید سلمہ بن الاکوع اوطاس کو گئے بعد اسکی نہی کی خبر انکو ہوئی اس لئے عام اوطاس کہے یا اس سال کے فتحون
مین یہہ اخیر فتح تھا اس لئے اُسکو ذکر کرگئے تبوک مین نہی کئے سو روایت بھی اُسکو منافی نہین کیا واسطے وہان
فقط نہی کئے اور غصے مین آئے شاید نہی کی اطلاع بعضون کو نہین تھی اسلئے وے متعہ کرنا چاہے تھے انکو غصہ
سے منع کئے حجۃ الوداع کی روایت جو آئی ہے راوی کا اختلاف ہے اسمین کون سی روایت راجح ہے ہم
اوپر ذکر کئے حج الوداع مین لوگون کا بہت مجمع تھا سب کو اطلاع ہونا کرکے اس کی فقط نہی ذکر کئے ہونگے
دوسرے بہت سے احکام اس دن بیان کئے متعہ کرنے والے کے حکم مین فقہا کو اختلاف ہے شافعیہ اور مالکیہ
اور حنابلہ سے بعضے کہتے ہین اس مین زنا کی حد جاری کرینگے محصن ہو تو اُسکو رجم کرینگے محصن نہ ہو تو سو جلدے
مارکے ایک برس تک شہر بدر کرینگے عمر رضی اللہ عنہ کے خطبے سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے ابو حنیفہ
کے پاس اس مین حد نہین فقط تعزیر ہے ائمہ ثلثہ کے پاس اصح قول بھی یہی ہے کہ اسمین حد نہین کیا واسطے
صحابہ کے اجماع مین ابن عباس رضی اللہ عنہما جو شریک تھے اُنہون نے اسکی اباحت کا فتویٰ دئے اس سے شبہہ
حد دفع ہوا واللہ اعلم وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُم بِهِ مِن بَعْدِ الْفَرِيضَةِ اور گناہ نہین
تمکو اسمین جو ٹھہرا لو تم دونون آپسکی رضا سے مقرر ہونے پیچھے یعنی مہر ٹھہر چکے بعد عورت رضامند ہوکے
پورا مہر یا تھوڑا مہر بخش دی یا مرد پورا مہر دئے بعد پیش از دخول طلاق دیا اور پورا مہر اُسکو چھوڑ دیا

آپس کی رضامندی سے مہر کے عوض کچھ بڑی قیمت یا کم قیمت کی چیز دیا تو کچھ مضایقہ نہین جو لوگ پہلے جملہ کو متعہ پر حمل کرتے ہین وے اس جملہ کی تفسیر مین یون کہتے ہین کہ وے دونون کچھ بیسا دیکے ایک معین مدت تک رہنے کا عقد کرین پھر وہ مدت تمام ہوئے بعد اُنکو اختیار ہے چاہے تو اور چند روز رہے چاہے تو فراق کرے اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ٥ مقرر اللہ ہے خبردار حکمت والا یعنی تمکو اللہ تعالے جن عورتون کی وطی حرام اور جنکی وطی حلال کیا سب کو جانتا ہے اُس سے کوئی چیز پوشیدہ نہین حکیم ہے اپنی حکمت کے مطابق تمکو امر اور نہی کرتا ہے اُسکے احکام کو قبول کرنا تمکو ضرور ہے وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ اور جو کوئی نہ رکھتا ہو مقدور تم مین کہ نکاح مین لاوے بی بیان مسلمان تو جو ہاتھ کا مال ہے آپس کی تمھارے مسلمان لونڈیون سے یعنی جس شخص کو مسلمان بی بی کے تئین نکاح کرنیکی قدرت نہین ہے تو اپنے مسلمان بھائی کی مسلمان باندی کو نکاح کرے طول طا کی فتح سے لغت مین فضل اور زیادتی کی معنی سے ہے غنی کو بھی طول کہے کیا واسطے آدمی غنی ہو تو اپنے مرادین حاصل کرتا ہے جنکو فقر کی حالت مین حاصل نہین کرسکتا یہان طول سے بی بی عورت کو نکاح کئے تو اُسکو مہر اور کھانا کپڑا دینے کا مقدور رہنی مراد ہے محصنات سے حرہ مراد ہے یعنی بی بی عورت کہ کسیکی باندی نہو فمن ما ملکت مین من تبعیض کے واسطے اور اوسکا تعلق محذوف سے ہے تقدیر یون ہے فلتیزوج مما ملکت ایمانکم یعنی نکاح کرے کسی کو تمھارے باندیون سے ایمانکم مین ضمیر مخاطب کی جو ہے اُس سے لوگ مراد ہین ناکح مراد نہین کیا واسطے اپنی لونڈی سے بن نکاح کے وطی حلال ہے اسکو نکاح کرنا جائز نہین نکاح جائز نہوگا مگر غیر کی لونڈی سے وہ غیر مسلمان ہونا ضرور نہین بلکہ کافر ہو تو بھی اُسکی لونڈی کو نکاح کرنا جائز ہے فتیات جمع فتاۃ کی ہے فتی کا مونث ہے اسکی اصل معنی لغت مین جوان بعد اُسکو باندی غلام مین استعمال کئے باندی کو فتاۃ کہے اور غلام کو فتی کہے اگرچہ جوان نہ رہے اِس آیت سے یہہ معلوم ہوا حر یعنی کوئی صاحب غیر کی باندی کو نکاح کرنا جائز نہین مگر دو شرط سے پہلی شرط اُس شخص کو بی بی عورت کو نکاح کرنیکی مقدور نہ ہونا دستور یہہ ہے بی بی کو نکاح کرے تو مہر بہت دینا پڑتا ہے اور اُسکے کھائی کھلائی کے اخراجات بہت لگتے ہین جس شخص سے

اُسکے اخراجات کی عہدہ برائی ہو نہین سکتی وہ شخص باندی کو نکاح کرے تا مہر کم لگے اور کھانے کپڑے
کا خرچ زیادہ نہ پڑے دوسری شرط نکاح نہ کرنے سے زنا ہونیکا اندیشہ رہتا ہے اس شرط کو اللہ تعالے
آیندہ ذکر کرتا ہے جابر اور ابن عباس اور سعید بن جبیر اور طاؤس اور مسروق اور مکحول اور عمرو بن دینار
وغیرہ کا یہی قول ہے شافعی اور مالک اور احمد کا مذہب بھی یہی ہے علی اور حسن بصری اور سعید بن المسیب اُنکے
سوا ایک جماعت کہتی ہے جس شخص کے نکاح مین حُرہ نہ ہو تو اُسکو باندی کا نکاح جائز ہے خواہ حرہ کو نکاح کرنیکی
قدرت ہو یا نہ ہو ابو حنیفہ کا مذہب یہی ہے یہ لوگ نکاح کی معنی وطی لیتے ہین یعنی جو شخص حرہ کو وطی کرنیکی
قدرت نہین رکھتا ہے باندی کو نکاح کرے باندیون کو بن ضرورت کے نکاح کرنے سے اللہ تعا کی منع کرنیکے چند
وجہ ہین پہلا وجہ یہہ ہے بچہ حُریت اور رق مین اپنی مان کا تابع ہوتا ہے والدہ حُرہ رہی تو بچہ بھی حُر ہوتا ہے
اگر رقیق ہو تو بچہ بھی رقیق ہوتا ہے حُر شخص کا بچہ غیر کا رقیق ہونے مین اس شخص کو خفت اور نقصان ہے دوسرا وجہ باندی پر
اپنے صاحب کی خدمت کرنا اور اُسکے حقوق ادا کرنا شوہر کے حق پر مقدم ہے اگر شوہر کو اُس سے ضروری کام کوئی درپیش
ہووے اور صاحب اسکو اپنی خدمت سے نہ چھوڑے تو شوہر کا کچھ نہین چل سکتا تیسرا وجہ مہر صاحب کا ملک ہوتا ہے شوہر کو
معاف کرنا چاہے تو اسکو اختیار نہین اور شوہر اسکو اپنی خوشی سے کچھ دیوے تو صاحب کا ہو جاتا ہے چوتھا وجہ
صاحب چاہا تو اُس باندی کو دوسرے کے پاس بیچ سکتا ہے جب بیچ دیا تو دوسرا صاحب اُس باندیکو اور اُسکے
بچہ کو لیکے کسی دوسرے شہر کو نکل جاوے تو جورو بھی ہاتھ سے گئی اور بچہ بھی بچھڑا اس مین نہایت ضرر ہے اور جنکے
پاس باندی کو بیچنے سے طلاق ہو جاتا ہے اگرچہ شوہر کی مرضی اسکو طلاق دینے کی نہ رہے انکے قول پر تو شوہر
کی بہت ہی سبکی ہوئی پانچوان وجہ باندی صاحب کے پاس اکثر رہا کرتی ہے اپنے کام کیواسطے بازار کو لوگون کے
گھرون کو بھیجا کرتا ہے اجنبی مردون مین پھرتی رہتی ہے تو اندیشہ ہے کہ کسی سے لگاوٹ ہو جاوے یا صاحب ہی
اس سے وطی کر بیٹھے تو شوہر کا نہایت ضرر ہو ان اندیشون پر نظر کرتے اللہ تعالی باندیون کے نکاح سے منع کیا
مگر حاجت کے وقت اُسکی رخصت دیا معلوم کیجئے اللہ تعالی محصنات کو مومنات سے جو قید لگایا اُس سے معلوم ہوتا ہے
حُر مسلمہ کے نکاح کی مقدور جسکو نہ رہے اور حرہ کتابیہ کی نکاح کی مقدور ہے تو اسکو باندی نکاح کرنا جایز
ہے شافعی اور بعضے فقہا کا یہی قول ہے لیکن ابو حنیفہ اور اکثر فقہا اور شافعیہ کا اصح قول یہہ ہے کہ یہان بھی باندی کو

نکاح کرنا جائز نہین ایمان کا قید جو ہے استحباب کے واسطے ہے کیا واسطے حرہ خواہ مسلمان ہو یا کتابیہ دونون کے واسطے حرج برابر ہے تو معلوم ہوا قید استحباب کے واسطے ہے اور فتیات کو مومنات کا قید جو لگایا اس سے معلوم ہوتا ہے باندی مسلمان ہو تو اُسکو نکاح کرنا جائز ہے کتابیہ باندی کو نکاح کرنا صحیح نہین خواہ شوہر حر ہو یا غلام شافعی اور مالک کا یہی قول ہے کیا واسطے مسلمان باندی مین رقیت کے سبب سے ایک ہی نقصان ہے بخلاف کتابیہ کے اُس مین دو قسم کا نقصان ہے ایک کفر دوسرا رق اس لئے کتابیہ باندی کو نکاح کرنا صحیح نہوا ابو حنیفہ کہتے ہین کتابیہ باندی کو بھی نکاح کرنا جائز ہے مومنات سے اسکو قید جو کیا ہے وہ بھی ندب کے واسطے ہے جیسا محصنات مین تھا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ اور اللہ خوب جانتا ہے تمھارا ایمان یعنی ظاہر حال سے مومن یا غیر مومن جو معلوم ہوتا ہے اُسکو تم اعتبار کرو باطن مین وہ مومن ہے یا نہین سو اللہ جانتا ہے باطن پر مطلع ہوکے عمل کرنیکی تکلیف تمکو نہین دیا ہے بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ بعضے تمھارے بعض سے ہین یعنے تم آپمین ایک ہو کیا واسطے تم سب ایک ہی آدم سے پیدا ہوے ہو ضرورت کے وقت باندی نکاح کرنے سے ننگ نہ سمجھو یہہ کہنے کا وجہ یہہ ہے عرب اپنے نسب سے فخر کرتے تھے باندی کے بچے کو ہجین یعنی دو غلا کہتے تھے انکو اللہ تعالیٰ معلوم کرایا کہ نسب سے تم جو فخر کرتے ہو لایق فخر کے نہین کیا واسطے سب کے نسب کا سلسلہ آدم ہی کو پہنچتا ہے یا معنی یون ہے تم سب کا دین ایک ہی ہے ایمان لانے مین تم سب برابر ہین ایمان سے بڑھکے کوئی فضیلت نہین جب اس بڑی فضیلت مین سب برابر ہوے تو دوسرے فضیلتین جو اُس سے کم ہین اُنکی طرف التفات نکرنا فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ پھر اُنکو یعنی لونڈیون کو نکاح کرلو اُن کے لوگون کے حکم سے اُس حکم مین سبکا اتفاق ہے کہتے ہین ایک کی باندی کو اُسکے صاحب کے بے اذن نکاح کرنا باطل ہے کیا واسطے اللہ تعالیٰ باندی کی نکاح کے جواز کو اُسکے صاحب کا اذن شرط کیا والا صاحب اذن نہ دیوے تو نکاح درست نہین اسمین حکمت یہہ ہے باندی صاحب کی ملک ہے نکاح کے بعد صاحب کے بہت سے منفعتین جو اُس باندی سے تھے معطل ہوجاتے ہین اِس لئے اُسکے نکاح کو صاحب کا اذن شرط ہوا وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ اور دو انکو اُنکی اُجرت موافق دستور کے اجور جمع اجر کی ہے اس سے مہر مراد ہے یعنی اُنکا مہر دینے مین حیلے حوالے مت کرو یا ویسی باندیونکا

مہر دینے کا جو دستور ہی اُس موافق دو معلوم کیجئے مہر جو دیتا ہے وہ مہر صاحب کا ملک ہی اسکو باندیوں کی
طرف نسبت کیا اسواسطے کہ وہ اُنکے بضع کی منفعت کی اُجرت ہے مُحۡصَنٰتٍ غَيۡرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا
مُتَّخِذٰتِ اَخۡدَانٍ ست والیان نہ مستی نکالتیان اور نہ پکڑتیان دوسرے محصنات حال پڑا ہی فانکحوہن
کی مفعول کی ضمیر کا غیر مسافحات اسی ضمیر کا دوسرا حال ہی یعنے انکو نکاح کرو جس حال مین کہ وے ست والیان
ہون نہ زنا کرتیان اسکے ظاہر لفظ سے معلوم ہوتا ہی چھنال باندی کو نکاح نہ کرنا فقہا کہتے ہین یہہ شرط
استحباب کے واسطے ہی زانیہ کو نکاح کرنا جایز ہے اگرچہ باندی ہو لیکن ایسون کو نکاح نہ کرنا مستحب ہے
اخدان جمع خدن کی ہے خاء معجمہ کی کسرہ اور دال مہملہ کی سکون سے یار اور دوست کو کہتے ہین اسکو عورت کی
طرف اضافت کرکے عورت کا خدن جب کہے تو اس یار کو کہینگے کہ جس کے ساتھ مخفی زنا کرے حسن بصری نے
کہا ہے مسافحات وے عورتین ہین جو شخص بلوائے اُسکے پاس جاتے ہین اور اُس سے زنا کرتی ہین ذات اخدان وہ
جو ایک ہی یار سے لگتے ہین دوسرے کے پاس نہین جاتے جاہلیت مین عرب مسافحے کو حرام جانتے تھے خدن سے
لگنا جایز سمجھتے تھے اور اسکو زنا نہین کہتے تھے ان کے پاس یہہ فرق معتبر تھا اس لئے اللہ تعالی نے دونون
قسم کو ذکر کیا اور دونون کی حرمت کا نص کیا فَاِذَآ اُحۡصِنَّ فَاِنۡ اَتَيۡنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيۡهِنَّ نِصۡفُ
مَا عَلَى الۡمُحۡصَنٰتِ مِنَ الۡعَذَابِ پھر جب وے قید مین آچکین سو اگر کرین بے حیائی کا کام یعنی زنا
کرین تو اُنپر ہے آدھی وہ مار جو بیبیون پر مقرر ہے احصن کو حمزہ اور کسائی اور خلف اور ابو بکر
ہمزے کی اور صاد مہملہ کی فتح سے باب افعال کے ماضی معروف کے صیغے سے پڑھتے ہین اسکی معنی
یون ہوگی جب وے اپنی فروج کی محافظت کرین باقی قرا ہمزے کے ضم اور صاد کے کسرے سے ماضی مجہول
کے صیغے سے پڑھتے ہین اب اسکی معنی یون ہوگی جب وے نکاح مین آچکین محصنات سے اس جگہہ کنواری بیبیان
مُراد ہین یعنی کنواری حرہ زنا کری تو اسکو سو جلدے مارتے ہین اور شافعیہ کے پاس ایک برس تک شہر بدر
بھی کرتے ہین سو باندی نکاح مین آئی بعد زنا کری تو اسکو کنواری بی بی کا آدھا حد یعنی پچاس جلدے
مارنا اور چھے مہینے شہر بدر کرنا محصنات سے کنواری حرہ مُراد لئے کیا واسطے نکاح والی حرہ کا حد رجم ہے
اگر وہ مُراد ہو تو لازم آتا ہی باندی کو آدھا رجم کرنا یہہ تو باطل ہے کیا واسطے رجم تنصیف قبول

نہین کرتا اس سے معلوم ہوا محصنات سے کنواری حرہ مراد ہے معلوم کیجئے باندی محصنہ ہو یا نہو اس سے
زنا صادر ہو تو اسکو پچاس جلدے ہین آیت مین اسکے حد کو احصان پر متعلق کیا سو احصان کو اسکے حد
مارنے کی شرط واسطے نہین ذکر کیا بلکہ اس واسطے ذکر کیا کہ نکاح سے حد مغلظ ہوتا ہی لیکن باندی
محصنہ یعنی مزوجہ ہو تو بھی نکاح کے سبب سے اسکا حد مغلظ نہین ہوتا جیسے حرہ مین مغلظ ہوتا ہے جب
نکاح کے بعد حد مغلظ نہ ہو تو پیش از نکاح کے بطریق اولی مغلظ نہ ہوگا معلوم کیجئے یہہ جملہ اوپر کے اور نیچے کے
حکم کے درمیان معترضہ واقع ہوا ہے غیر مسافحات و لا متخذات اخدان کے مناسبت کیو اسطے اسکا حکم ذکر
فرمایا ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ یہہ یعنی بندیون کو نکاح کرنا اسکو ہے جو تم مین ڈر تکلیف
مین پڑنے سے ذلک کا اشارہ باندیون کے نکاح کی طرف ہی یعنی بیبیون کے نکاح کا مقدور نہ رکھنے والا
مومن باندی کو نکاح کرنا جبکہ ہے اس وقت ہی اسکو نکاح نہ کرنے سے اندیشہ عنت کا رہے عنت کی
معنی لغت مین محنت اور مشقت یہان اس سے زنا مراد ہے یعنی جس شخص کو شدت شہوت سے زنا مین پڑنے
کا اندیشہ ہے تو وہ شخص لونڈی کو نکاح کرے زنا کو عنت بولا کیا واسطے وہ سبب مشقت کا ہوا کہ جسپر دنیوی
یا اخروی سزا مترتب ہوتی ہے وَأَنْ تَصْبِرُوا خَيْرٌ لَكُمْ اور صبر کرنا تمکو بہتر ہے باندی کو نکاح کرنا مباح
ہونیکے تین شرط بولا ایک تو حرہ کو نکاح کرنیکی مقدور نہ ہونا دوسری شرط باندی مومن رہنا تیسری شرط
نکاح نکرنے سے زنا کا اندیشہ ہونا ان شروط کی رعایت کے بعد بھی باندی کو نکاح نہ کرکے صبر کرے تو بہتر ہے
تا بچہ جو ہوتا ہی غلام نہ ہو وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے یہہ جملہ گویا اوپر کے
کلام کی تاکید واسطے ہے یعنی یہہ نکاح نہ کرنا بہتر تھا لایق تھا کہ اس سے منع کرے لیکن اللہ تعالی نے تمپر رحم
کیا جو اسکو تمپر مباح کیا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ
عَلَيْكُمْ اللہ چاہتا ہے کہ بیان کرے تمھارے واسطے اور چلاوے تمکو اگلون کی راہ اور متوجہ ہووے تمپر یعنی
تمھارے گناہ بخشے یا بتاوے تمکو وہ جو تمکو گناہون سے منع کرتا ہی یا تم اسکے گناہ پر جو تھے اس سے اپنی
طاعت کی طرف پھیرے یہہ علاحدہ جملہ ہی احکام اوپر جو گذرے انکو بجا لانے کیو اسطے اسکو کہا یعنی
جس چیز مین تمھارے دین کی طریق اور تمھارے کامون کی مصلحت ہے اللہ اسکو تمھارے لئے بیان کرتا ہی

ع ۲

تحلیل وتحریم مین اگلے پیغمبرونکی جو راہ تھی اللہ تعالی تمکو وہ راہ بتاتا ہے اگلے پیغمبرونکی راہ بتاتا ہی جو بولا
اس سے بعضے مفسرین کہتے ہین نکاح جن عورتون کا ہمپر حرام کیا اور جن کا نکاح ہمکو حلال کیا اگلے
پیغمبرون کے وقت بھی ایسا ہی حکم تھا بعضے کہتے ہین آیت سے یہہ مراد نہین بلکہ یہہ مراد ہے اگلے انبیا کو مصلحت
کے امور جیسا بتلایا تمکو بھی ویسا ہی بتلاتا ہے شریعتین اور تکالیف مین اگرچہ تمہارے اور انکے درمیان
اختلاف ہے لیکن مصلحت کی راہ کے دیکھتے سب مین اتفاق ہے (یتوب علیکم) اسسے مراد یہہ ہے
کہ حل وحرمت بتانیکے آگے تم سے یہہ افعال جو صادر ہوئے تھے انسے اللہ تعالی درگذرتا ہے تم معصیت کی
جو تھے اس سے اپنی طاعت کی طرف پھیرتا ہے یا مراد یہہ ہے احکام جو گذرے ان مین تم سے
قصور ہوجاوے اور تم توبہ کرو تو اللہ تعالی تمہارے توبے کو قبول کرتا ہے وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝
اور اللہ جانتا ہے حکمت والا یعنی تمہارے سب احوال اور دین ودنیا کی مصلحتین تمام اللہ تعالے
جانتا ہے اور تمہارے ساتھ جو معاملہ کرتا ہی اور اونکے بجالانیکا امر جو کرتا ہی اپنی حکمت کے روسے کرتا ہے

وَاللّٰهُ يُرِيدُ اَنْ يَّتُوبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيلُوا مَيْلًا
عَظِيمًا ۝ اللہ چاہتا ہے کہ تمپر متوجہ ہووے اور جو لوگ لگے ہین اپنے مزون کے پیچھے وے چاہتے ہین تم
مڑجاؤ بہت دور پہلے جملہ کی تاکید واسطے اس جملہ مین بھی یتوب علیکم کو ذکر کیا یہہ لوگ جو اپنے شہوتون
کے پیچھے لگے ہین انسے یہود ونصاری مراد ہین بعضے کہتے ہین فقط یہود مراد ہین وے کہتے ہین میندر بہن کی
بیٹی کو نکاح کرنا جایز ہے بعضے کہتے ہین مجوس مراد ہین وے بہنون کو اور بھتیجون کو اور بھنجیان کو نکاح کرنا
جائز ہے کہتے تھے جب اللہ تعالی انکی حرمت نازل کیا مسلمانون کو کہنے لگے خالہ اور پھپی تمپر حرام ہین سوانکے
بیٹیون کو نکاح کرنا حلال کہتے ہو بھائی کی اور بہن کی بیٹی بھی حلال ہونا تب اللہ تعالی اس آیت کو نازل کیا
بعضے کہتے ہین اس سے زانی لوگ مراد ہین وے چاہتے ہین آپ جیسے گناہ مین پھنسے ہین تم بھی ویسے ہی
پھنسے رہو يُرِيدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ اللہ چاہتا ہے کہ تم سے بوجھ ہلکا کرے یعنی شرع کے
احکام تمپر سہل ہووین یہہ حکم جتنے شرعی احکام ہین سب مین عام ہے کہ جن احکام کو اللہ تعالی اپنے
فضل واحسان سے ہم پر آسان کیا اور بنی اسرائیل جیسی سختی ڈالا تھا ہمپر نہین ڈالا بعضے کہتے ہین تخفیف سے

باندیونکو ضرورت کیوقت نکاح کرنا مراد ہے وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ۝ بنایا گیا انسان کمزور انسان شہوتون سے اپنے کو تھام نہین سکتا اور طاعتون کی مشقت کو اُٹھا نہین سکتا یا عورتون سے اپنے کو روک نہین سکتا عورت کو دیکھتے ہی اوسکی عقل جاتی رہتی ہے اور اس سے صبر نہین ہوتا یا انسان کی خلقت ہی ضعیف ہے ابن ابی الدنیا اپنی کتاب التوبہ مین اور ابن جریر اور بیہقی شعب الایمان مین صالح مری کی طریق سے روایت کئے ہین وہ قتادہ سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہے سورۂ النسا مین آٹھ آیتین وے آیتین اس اُمت کے لئے جس پر آفتاب طلوع اور غروب کرتا ہے بہتر ہے یعنی تمام دنیا ملنے سے انکو وے آیتین بہتر ہین پہلی آیت یرید اللہ لیبین لکم ویہدیکم سنن الذین من قبلکم ویتوب علیکم واللہ علیم حکیم ہے دوسری آیت واللہ یرید ان یتوب علیکم ویرید الذین یتبعون الشہوات ان تمیلوا میلاً عظیما تیسری آیت یرید اللہ ان یخفف عنکم وخلق الانسان ضعیفا) چوتھی آیت ان تجتنبوا کبایر ما تنہون عنہ نکفر عنکم سیئاتکم وندخلکم مدخلاً کریمًا پانچوین آیت ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ الآیہ چھٹوین آیت ومن یعمل سوءًا او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ الآیہ ساتوین آیت اِن اللہ لا یغفران یشرک بہٖ ویغفر ما دون ذلک الآیہ آٹھوین آیت والذین آمنوا باللہ ورسلہ ولم یفرقوا بین احد منہم اولئک سوف نوتیہم اجورہم الآیہ حافظ عسقلانی نے کہا صالح مری ضعیف ہے اور قتادہ کی روایت ابن عباس سے منقطع ہے يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اے ایمان والو نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کا آپس مین ناحق معلوم کیجئے اوپر کی آیتون مین اپنی ذات مین نکاح سے جو تصرّف کرتے ہین ذکر کیا اب مالون مین تصرف کرنے کو ذکر کیا یا اوپر عورتون کو مال سے طلب کرو کرکے فرمایا اب مال پیدا کرنیکی راہ بتایا سو بولا غیر کے مال کو باطل سے نہ کھانا باطل سے حرام مراد ہے جو شرع مین جائز نہین جیسے سود اور جوّا اور غصب اور چوری اور خیانت اور جھوٹی شاہدی سے یا جھوٹی قسم سے کسی کا مال لینا اور اُسکے مانند معلوم کیجئے غیر کے مال کو ناحق کھانا جیسا حرام ہے ویسا ہی دوسرے تصرفات بھی اُسکے مال مین حرام ہین لیکن مقصود اعظم مال سے کھانا ہے اسلئے کھانیکو ذکر کیا بعضون نے کہا اس آیت سے غیر کے مال کو ناحق کھانا جیسا حرام ہوا ہے اپنے مال کو بھی ناحق کھانا حرام ہوا ہے جیسے شراب خواری

اور رنڈی بازی وغیرہ مین مال خرچ کرنا حرام ہوا اور معاملات جو شرعًا فاسد ہین اُن معاملات سے
مال حاصل کرنا بھی حرام ہوا اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ مگر یہہ کہ سوداہو آپسکی خوشی سے
اوپر کے حکم سے اِسکو خارج کیا یعنی غیر کا مال باطل سے کھانا حرام ہے لیکن تجارت مین نفع جو ملتا ہے
اُسکو کھانا حلال ہے بشرطیکہ بایع مشتری دونون کی خوشی سے بیع واقع ہوئی ہو اور بیع مین شروط جو ہین اُنکی
رعایت کرے معلوم کیجئے ہبہ اور صدقہ اور وصیت سے مال جو ملتا ہے اُسکا کھانا بھی جائز ہی لیکن مال کے
اکثر تصرفات تجارت سے حاصل ہوتے ہین اور رزق حاصل ہونیکا غالب سبب تجارت ہی اور اُسکے کرنے مین
کچھ ننگ نہین اس لئے تجارت کو ذکر کیا بخلاف ہبہ سے یا صدقہ وغیرہ سے مال لینے مین اکثر ننگ ہوتا
ہے اس لئے اُنکو ذکر نہین کیا ترمذی اور حاکم ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تاجر راستگو امانتدار انبیا اور صدیقین اور شہدا کے ساتھ رہیگا
ترمذی نے اس حدیث کی تحسین کی ہے ابن ماجہ اور حاکم اور بیہقی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تاجر راستگو امانتدار قیامت مین شہدا کے ساتھ رہے گا
اصبہانی نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے پاکیزہ
کسب تجارون کا کسب ہے وے تاجر کہ جب سخن کرے تو جھوٹھ نہین کہتے وعدہ کئے تو اسکا خلاف نہین کرتے
آپ خرید کرے تو اُس چیز کی مذمت نہین کرتے اور آپ بیچے تو اُسکی تعریف نہین کرتے اُنپر کسی کا حق
ہو تو اسکو دینے کیواسطے حیلے نہین کرتے انکا حق غیر پر ہو تو لینے کیواسطے سختی نہین کرتے اور حاکم نے
رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تجار قیامت کے
دن فجار یعنے فاسقون مین اُٹھینگے مگر جو اُن مین اللہ سے ڈرے اور نیک کام کرے اور راست
کہے حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے امام احمد اور حاکم عبد الرحمن بن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت
کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تجار وہی فجار ہین یعنی فاسق ہین صحابہ عرض کئے یا
رسول اللہ کیا اللہ تعالی بیچنا حلال نہین کیا فرمائے البتہ درست کیا لیکن وے قسم کھاتے ہین تو گناہ
کرتے ہین یعنے جھوٹھ کھاتے ہین اور بات کرتے ہین تو جھوٹھ کرتے ہین حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ مت مار ڈالو اپنے جانون کو یعنی آپس مین خون نکرو یعنی ایک دوسرے کا قتل نکرنا
ایک دوسرے کو قتل نہ کرنے کو اپنے جانون کو قتل نکرو فرمایا گیا واسطے تمام مسلمانون کا دین ایک ہی ہی سو
تمام ملکے ایک جان ہو جب غیر کو قتل کیا تو اپنے کو قتل کیا صحیحین وغیرہ مین ابن عباس وغیرہ رضی اللہ
عنہم سے آیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع مین خطبہ پڑھے سو اُس مین فرماے لاترجعوا
بعدی کفارًا یضرب بعضکم رقاب بعض یعنی تم مت ہو جاو میرے بعد کافر ان مارتے ہین تمھارے بعض گردنونکو
بعضونکے کافران مت ہو یعنی کافران آپس مین جیسے خون کرتے ہین تم ویسا مت کرو یا اپنی کو
آپ قتل کرنے کی نہی بھی آیت سے ثابت ہوئی خود اپنے کو مار لینا بھی حرام ہے بخاری اور مسلم ابی
ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے جو شخص پہاڑ پر سے
اپنے کو گرا کے مار ڈالا تو وہ دوزخ کی آتش مین گرایا جاویگا خالدًا مخلدًا فیہا ابدًا یعنی ہمیشہ ہمیشہ
لانہایت جو شخص زہر کھاکے اپنے کو مار ڈالا تو وہ زہر اُسکے ہاتھ مین رہیگا جہنم مین اُس زہر کے گھونٹ
پیتا رہیگا خالدًا مخلدًا فیہا ابدًا جو شخص اپنے کو لوہے سے مار لیکے مر گیا تو دوزخ مین وہ لوہا اُسکے ہاتھ
مین رہیگا اپنے شکم مین مار لیتا رہیگا خالدًا مخلدًا فیہا ابدًا معلوم کیجئے ان تینون لفظ کے معنے ایک ہین تاکید
واسطے لایا خلود اُسکے حق مین جو آیا ہے یا تہدید کے واسطے ہے یا حلال جانکے مارنے والے پر محمول ہے
اس نہی سے بہت حدیث آئے ہین اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ٥ مقرر اللہ تم پر مہربان ہی یعنے اللہ اپنی
مہربانی سے جس مین مشقت ہی اُس سے تمکو منع کیا بعضے کہتے ہین اللہ تعالی بنی اسرائیل کو توبہ کے واسطے
اپنے جانون کو قتل کرنیکا حکم کیا تم محمدیون پر رحم کرکے ایسے تکالیف اور سختیونکا امر نہین کیا وَمَنْ
يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا جو کوئی یہہ کام کرے زور اور ستم سے
تو ہم ڈالینگے اُسکو آگ مین ذٰلک کا اشارہ یا قتل کی طرف ہے یا لوگونکا مال ناحق کھانا اور قتل کرنا
دونون کی طرف ہے یا سورت کی شروع سے یہان تک جن چیزون سے نہی کیا ہے ان سب کی طرف
اشارہ ہے عدوان اور ظلم کا قید جو کیا اس لئے کہ قتل کرنا کبھی حق پر ہوتا ہے جیسا قصاص مین قتل کرتے
ہین اور مال لینا کبھی حق پر رہتا ہے جیسی دیت لیتے ہین اُسکو خارج کرنیکے واسطے اللہ تعالی اس وعید کو

تعدی اور ظلم سے مقید کیا عدوان اور ظلم اگرچہ دونون کی معنی قریب ہین انکو مکرر لانے سے فایدہ یہہ ہے عدوان سے ستم مراد ہی اور ظلم سے حق سے تجاوز کرنی اور جس چیز کا کرنا سزاوار نہین اُسکے کرنے مین افراط وزیادتی کرنا مراد ہے بعضے کہتے ہین عدوان سے غیر پر تعدی کرنا اور ظلم سے اپنی جان پر تعدی کرنا اور اپنے کو عذاب کا مستحق کرنا نُصْلِی مضارع کا صیغہ ہے اُسکا مصدر اصلاء ہی اصلاء کی معنی آتش مین بھوننا نصلیہ نارًا سے غرض یہہ ہے ہم قیامت مین اُسکو دوزخ مین ڈالکے اُسکی آتش سے جلاتے رہینگے

وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا اور یہہ اللہ پر آسان ہے معلوم کیجیے جتنے ممکنات ہین اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نسبت کرتے سب برابر ہین ان مین سے اُسکے پاس کوئی مشکل اور کوئی آسان نہین یہان آسان ہے کرکے جو اللہ تعالیٰ فرمایا بندون کے عرف کی لحاظ سے فرمایا یا تہدید مین مبالغہ کرنیکے واسطے یہہ فرمایا کہ کوئی شخص اُس سے بھاگنے کی قدرت اور اُسکے حکم سے سرکشی کرنیکی طاقت نہین رکھتا

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا

اگر تم بچتے رہوگے بڑے چیزون سے جو تم ان سے منع کئے گئے ہو تو ہم نابود کردینگے تمھاری تقصیرین اور داخل کرینگے تمکو عزت کے مقام مین تَجْتَنِبُوا مضارع کا صیغہ ہے اجتناب سے اُسکی معنی کسی چیز سے دور ہونا کبائر جمع کبیرہ کی ہی کبیرہ وہ گناہ جو بہت بڑی ہے نُكَفِّرْ مضارع کا صیغہ تکفیر سے ہے اُسکی معنی ستر کرنا ڈھانپ دینا یعنی ہم اُن کے سیئات کو یعنی صغائر کو ڈھانپ دینگے گویا اُن کو نہین کیا اس سے معلوم ہوا گناہ صغایر کو حسنات محو کرتے ہین بخلاف کبایر کے انکو محو نہین کرتا مگر توبہ مدخل کریم سے بہشت مراد ہی یعنے تم کبایر گناہون سے پرہیز کروگے اور طاعتون کو بجا لاؤگے تو تمکو ایسی جگہہ مین رکھینگے کہ تمکو وہان عزت ہو مدخلا مین دو قراءت ہین نافع اور ابو جعفر میم کی فتح سے پڑھتے ہین باقی کے قرا میم کی ضم سے پڑھتے ہین دونون قراءتون پر یا وہ ظرف مکان کا صیغہ ہے اسکی معنی داخل ہونیکی جگہہ ہم اوپر ترجمہ کئے سو اسی معنی پر ہے یا مصدر میمی ہے لیکن فتح کی حالت مین ثلاثی مجرد کا مصدر ہوگا دخول کی معنی سے اور ضم کی حالت مین ثلاثی مزید فیہ کا مصدر ہوگا ادخال کی معنی سے ثلاثی مجرد کا مصدر لیوے تو کلام کی تقدیر یون ہوگی ندخلکم الجنۃ فتدخلون مدخلا کریما یعنی داخل کرینگے ہم تمکو جنت مین پھر تم بہشت مین جاؤگے

عزت کا جانا ثلاثی مزید فیہ کا مصدر لیوسے تو مدخول فیہ محذوف ہوگا اُسکی تقدیر یون ہوگی وندخلکم الجنت مدخلاً کریما یعنی داخل کرینگے ہم تمکو جنت مین داخل کرنا عزت کا معلوم کیجئے اِس آیت مین اللہ تعالیٰ اشارہ کیا کہ گناہ دو طور کی ہے کبیرہ اور صغیرہ علما کو اسمین دو قول ہین ایک جماعت کہتی ہے جتنے گناہ ہین سب کبیرہ ہین گناہ صغیرہ نہین ہوتی لیکن بعضے گناہ کو صغیرہ جو کہتے ہین اِس سے جو بڑے گناہ ہے اُسکے نظر کرتے ہی یہی قول استاد ابو اسحٰق اسفراینی اور قاضی ابو بکر الباقلانی اور امام الحرمین اور ابن القشیری اور سبکی وغیرہ کا ہے اسی کو تاکید کرتی ہے وہ جو عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور طبرانی اور بیہقی شعب الایمان مین متعدد طریقون سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے جس چیز سے اللہ تعالیٰ نہی کیا ہے وہ کبیرہ ہے جمہور علما کہتے ہین گناہ دو قسم پر ہین بعضے کبیرہ ہین بعضے صغیرہ امام نووی نے کہا آیات اور احادیث اسکو تائید کرتے ہین امام غزالی نے بسیط مین کہا کبیرہ اور صغیرہ مین فرق نہین کرکے کہنا فقہا کو لایق نہین انتہی غزالی کی غرض اس کلام سے یہہ ہے آدمی شہادت دینے کیواسطے عادل ہونا جو شرط ہے اس عدالت مین بعضے گناہ قدح کرتے ہین انکا مرتکب مردود الشہادت ہے اور بعضے گناہ عدالت مین قدح نہین کرتے انکا مرتکب مردود الشہادت نہین اسبات پر فقہا کا اتفاق ہے ایسا فرق ہوتے پر فقیہ کا اسکو انکار کرنا بیجا ہے اسی فرق کے لحاظ کرتے بعضے کہتے ہین دونون فریق مین اختلاف فقط لفظی ہے پہلے قول والے اللہ تعالیٰ کی گناہ کو صغیرہ کہنا مناسب نہین سمجھے کیواسطے اللہ تعالیٰ کی عظمت پر نظر کرتے اور اُسکے سخت عذاب کو دیکھتے گناہ چھوٹی ہو تو بھی بڑی ہے جمہور اسکو لحاظ نہین کئے کیواسطے یہہ بات سبکو معلوم ہے بلکہ آیات و احادیث کے رو سے گناہون مین تفرقہ جو آیا ہے اسکے لحاظ کرتے گناہ کو کبیرہ اور صغیرہ کہے بعضے علما کہتے ہین یہہ اختلاف لفظی نہین بلکہ معنوی ہے کیواسطے وے لوگ گناہ صغیرہ ہونیکے منکر ہین جمہور جو تقسیم کئے انکے قول کو وہ جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان) تائید کرتا ہے اسمین اللہ تعالیٰ نے گناہ کے تین مرتبے کیا ایک کفر دوسرا فسق تیسرا عصیان اس سے معلوم ہوا بعضی گناہ فسق نہین اور بھی فرمایا والذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش الا اللمم اسمین گناہ کے دو قسم کیا ایک کبائر دوسرے لمم اور اس آیت مین کہا

(ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ نکفر عنکم سیئاتکم) اس سے معلوم ہوا کہ گناہ دو ہین ایک کبائر دوسرے سیئات
اور صحیحین وغیرہ کے کئی احادیث مین آیا ہے کہ فلانی فلانی گناہ ہے اور بھی صحیح حدیث مین آیا ہے ایک نماز دوسری
نماز تک گناہون کا کفارہ ہے جب تک کہ کبائر سے احتراز کرے ابن عباس سے روایت جو منقول ہوئی قرطبی نے
کہا ہے کہ وہ روایت صحیح نہین ابن حجر ہیتمی نے کہا کہ اُسکی سند منقطع ہے لیکن حافظ عسقلانی نے اسکو رد کیا
اور بولا ابن عباس کی روایت جسکو اسمٰعیل قاضی اور طبرانی روایت کیے ہین وہ سند صحیح شیخین کی شرط پر ہے
اور کہا ابن عباس جو کہے جس چیز سے اللہ تعالیٰ نہی کیا سو اُسکو نہی خاص پر حمل کرنا اولی ہے یعنی نہی کہ جسکے
ساتھ وعید ہو ابن عباس کی ایک روایت مین ایسا ہی آیا ہے اُسکے نظر کرتے ابن عباس سے مطلق جو
آیا ہے اُسکو اس مقید پر حمل کرنا انتہی حافظ عسقلانی دوسری روایت کو جو ذکر کیا اُسکو ابن ابی حاتم
نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہے جس چیز
پر اللہ تعالیٰ دوزخ کا وعید بتایا ہے وہ کبیرہ ہے حافظ عسقلانی نے کہا اُسکی سند لا باس بہ ہے یعنی اسمین
کچھ مضایقہ نہین لیکن اس مین انقطاع ہے لیکن ابن ابی حاتم نے اُسکے مثل بھی دوسری روایت کہی ہے اُسکی
سند متصل ہے اور اسکے رجال بھی لا باس بہ ہین ابن جریر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کیا ہے
کہ جس گناہ کی نتیجہ نار سے یا غضب یا لعنت یا عذاب سے ہے وہ کبیرہ ہے جو لوگ کبیرہ اور صغیرہ مین فرق کرتے
ہین اُنکے پاس اون دونون کی تعریف مین اختلاف ہے ہمارے فقہا کو اُسکی تعریف مین چند وجہ ہین پہلی وجہ گناہ
کبیرہ وہ جو حد کو موجب ہو دوسری وجہ جس گناہ کے کرنے سے وعید شدید نص قرآن مین یا حدیث
مین آیا ہے روضہ اور اُسکے اصل مین مذکور ہے ثانی وجہ اکثر فقہا کے کلام مین واقع ہوئی ہے اور کہے پہلی وجہ
کی ترجیح کے طرف اکثر فقہا کی میلان ہے لیکن کبائر کی تفصیل جو کئے ہین اُسکے دیکھتے ثانی وجہ بہت موافق ہے
انتہی تیسری وجہ جسکو امام الحرمین نے ارشاد مین ذکر کیا ہے یہ ہے جس گناہ مین اُسکے مرتکب ہونے والے
کی بے پروائی دین مین معلوم ہوتی ہے اور اُسکے دینداری کے ضعف پر دلالت ہو وہ گناہ عدالت
کو ساقط کرتی ہے پہلی وجہ جو بولے اُسپر یہ اعتراض آتا ہے صحیح حدیثون مین بہت سے چیز گناہ کبیرہ کرکے مذکور ہین
لیکن اس مین حد نہین سو تعریف جامع نہین اُسکا جواب یون کہتے ہین جسکے کبیرہ ہونے پر حدیث مین نص

نہین ہے اُسمین اُس تعریف کو اعتبار کرینگے بندہ عاصی کہتا ہے یہہ قید بڑھانے سے تعریف جامع نہین
کرکے جو اعتراض کیا ہے دفع نہین ہوتا پھر حد ناقص کا ناقص رہا دوسری وجہ پر یہہ اعتراض کئے ہین کہ بعضے
گناہون مین وعید شدید وارد نہین ہوا لیکن وہ گناہ کبیرہ ہونا نص سے ثابت ہی یہہ تعریف بھی جامع نہین لیکن اس
اعتراض کے جواب مین ایسا کہینگے جسکے کبیرہ ہونے پر نص نہین وارد ہوا ہے اُسکی یہہ تعریف ہی تیسری وجہ اگرچہ
کبائر کے سب اقسام کو جامع ہے لیکن بعضے گناہ صغیرہ بھی اسمین داخل ہین یہہ تعریف مانع نہین اسی واسطے
امام نے اُسکو کبیرہ کی تعریف نہین ٹھہرایا بلکہ عدالت کو مسقط ہے کرکے کہا بعضون نے کبیرہ کی تعریف یون لکھی
ہے جس گناہ کے کرنے پر وعید شدید وارد ہوا ہے یا اُسکے کرنے سے حد ہی یا اسکے کرنے والے پر لعن وارد
ہوا ہے یا اس گناہ کی مفسدت اُن گناہون کے مثل ہے یا اُس سے افزود ہے تو وہ کبیرہ ہے ابن عباس سے اوپر
جو مذکور ہوا اُن کے قول کی تائید کرتی ہے ان تعریفون کے سوائے اور چند تعریف ہین لیکن یہہ سب تعریفین جسکو
اصطلاح مین حقیقی حد کہتے ہین وہ نہین بلکہ سب تقریبی تعریف ہین گناہ کبائر کے تعداد مین بھی اختلاف ہے
ابن مسعود سے آیا ہے کہ وہ تین ہین اور اُنکی ایک روایت مین آیا ہے چار ہین اور بعضے کہتے ہین سات ہین کیا واسطے
صحیح حدیث مین آیا ہے اجتنبوا السبع الموبقات الحدیث یعنی بچتے رہو سات ہلاک کرنے والیون سے بعضے
کہتے ہین دس ہین بعضے کہتے ہین چودہ ہین بعضے کہتے ہین پندرہ بعضے کہتے ہین ستر کے قریب ہین طبرانی کی روایت
مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیا ہے سات سو کے قریب ہین ابن حجر الہیثمی نے ایک بڑی کتاب جسکا نام زواجر
فی اقتراف الکبائر ہے گناہین جس مین حد یا وعید شدید یا لعن وارد ہوا ہے ان سبکو جمع کیا تو چار سو سڑسٹ [٤٦٧]
گناہ ہوئے صحیح یا حسن حدیثون مین جن گناہون کو کبیرہ کرکے نص وارد ہوا ہے یہہ ہین [۱] شرک اللہ تعالی کے ساتھ [۲] ناحق
مسلمان کو قتل کرنا [۳] زنا کرنا [۴] کفار کے جنگ سے بھاگنا [۵] سود کھانا [۶] یتیم کا مال ناحق کھانا [۷] محصنہ عورت پر زنا کی تہمت [۸] کرنا سحر
[۹] سحر سیکھنا [۱۰] ناحق مسلمانون کو بے آبرو کرنا [۱۱] جھوٹی شاہدی دینا [۱۲] جھوٹی قسم کھانا جسکو یمین غموس کہتے ہین [۱۳] جعلی لگانا [۱۴] غنیمت
کے مال مین چوری کرنا [۱۵] جھوٹھ بات کرنا [۱۶] شراب پینا [۱۷] بیت اللہ کو حلال سمجھنا یعنی وہ حرم نہین حلال ہے سمجھنا-
[۱۸] بیت اللہ مین الحاد یعنی ستم کرنا [۱۹] اللہ تعالی کی رحمت سے ناامید ہونا [۲۰] اللہ تعالی کے مکر سے امن مین آنا [۲۱] والدین کی نافرمانی
کرنا [۲۲] اپنے والدین کو کوئی شخص گالی دینے کا سبب ٹھہرنا [۲۳] وصیت مین غیر کو ضرر پہنچانا [۲٤] اللہ تعالی سے بدگمان ہونا

بچنیات سے تنزہ یعنی پاکی نکرنا وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰہُ بِہٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ آرزو مت کرو جس مین بزرگی
دی اللہ نے ایک کو ایک پر تمنے اسکو کہتے ہین جس چیز کا حاصل ہونا ممکن نہین ویسی چیز ملنے کی آرزو کرنا یعنی اللہ تعالے نے
کسی کو کچھ چیز کی فضیلت دی ہے تو وہ چیز اپنے تئین حاصل ہونیکی آرزو مت کرو معلوم کیجیے سعادت کے تین مرتبے ہین نفسانی اور
بدنی اور خارجی سعادت نفسانی وہ ہے جسکا تعلق قوت علمیہ اور عملیہ کے ساتھ رہے جس کا تعلق قوت علمیہ سے ہے وہ ذکاوت اور
مزاج کی چالاکی اور علوم کی معرفت ہے جسکا تعلق قوت عملیہ سے ہے وہ عفت اور شجاعت اور حکمت علمیہ کو استعمال مین لانا مجموع
کو عدالت کہتے ہین سعادت بدنی وہ ہے جسکا تعلق بدن کے ساتھ رہے وہ صحت اور خوبصورتی اور عمر کی درازی ہے
سعادت خارجی وہ جسکا تعلق خارج سے رہے جیسی نیکبخت اولاد ہونا قرابت والے بہت رہنا دوست اور مددگار لوگ کثرت سے
رہنا اور مال داری اور ریاست اور اسکی بات سبکے پاس مقبول رہنا اور اسکا حکم سب پر نافذ ہونا اور سب آپس مین
وہ دوست رہنا اور سب اسکو بہتر شخص کہنا یہہ سب سعادت اور فضائل ہین ان فضایل سے بعضے داد الہی ہین اور بعضے کسب سے
حاصل ہوتے ہین لیکن عقلمند تامل کیا تو سب کا حصول محض اللہ تعالی کے فضل پر ہے انہین سعادتون سے اللہ تعالی ایک کو
دوسرے پر فضیلت دیتا ہے پھر وہ سعادتین دینی رہے یا دنیوی آدمی جب دیکھتا ہے یہہ فضائل اپنے مثل کے آدمی کو حاصل ہین
اور اپنے تئین حاصل نہین اسکے دلکو برا لگتا ہے اسکی خاطر مشوش ہوتی ہے اس سے دو حالت لاحق ہوتے ہین ایک حالت
اس سے یہہ نعمت زائل ہونیکی آرزو کرنا پھر اسکے ساتھ اپنے تئین وہ نعمت حاصل ہونیکی آرزو ہے یا نہ ہے اسیکو حسد
کہتے ہین یہہ آرزو حرام اور مذموم ہے کس واسطے عالم کا مدبر اور انکا خالق اپنے ایک بندے پر احسان کیا اور اپنے کچھ
نعمتین اسکو مرحمت کیا جب کوئی شخص وہ نعمت اس سے زایل ہونیکی آرزو کیا تو اللہ تعالے پر اعتراض کیا اور جب وہ نعمت اپنے تئین
حاصل ہونیکی آرزو کیا تو اسکے دلمین یہہ بات آئی کہ وہ شخص مستحق نہین اور آپ اس نعمت کا مستحق ہون تو اللہ تعالے کے
پر حرف رکھا یہہ حرف رکھنا دلکی سیاہی کا سبب ہوا کہ جس سے اندیشہ کفر کا ہے پھر حسد جیسا دین کے فساد کا سبب ہے ویساہی دنیا کے
فساد کا بھی سبب ہے کیا واسطے اس سے الفت اور دوستی منقطع ہوتی ہے عداوت اور دشمنی پڑجاتی ہے اسلیے اللہ تعالے نے
اس سے نہی کیا دوسری حالت غیر سے وہ نعمت زایل ہونیکی آرزو نہین کیا لیکن اپنے تئین وہ نعمت حاصل ہونیکی آرزو کیا
تو اسکو غبطہ اور منافسہ کہتے ہین عرب کے محاورے مین غبطے کی جگہہ مین حسد اور حسد کی جگہہ مین غبطہ کو مجازًا استعمال کرتے ہین
یہہ آرزو جائز ہے یا نہین اسمین کلام ہے فخر الدین رازی اپنی تفسیر مین کہا کہ اسکو بعضے لوگ جائز کہتے ہین لیکن محققین کہتے ہین

که یهه بهی جائز نهین بنده عاصی کهتا هی حق بات جسکو امام غزالی وغیره محققین اختیار کئے هین اس مین تفصیل هی اگر یهه غبطه طاعت
مین هو تو محمود هے قرآن مین الله تعالے جو فرمایا فلیتنافس المتنافسون اور صحیحین کی حدیث مین جو آیا هی لاحسد الا فی اثنتین الحدیث
اسی قسم سے هی اگر معصیت مین هو تو مذموم هے صحیحین کی حدیث مین لاتنافسوا جو آیا هی یعنے منافسه مت کرو اسی قسم سے هی اگر جائز
مین هو تو مباح هے امام غزالی احیاء علوم الدین مین کهتا هی نعمت غیر کو جو هی دینی هو کے واجب هے جیسے ایمان نماز زکاة پهر اپنے کو
حاصل هونا کرکے غبطه کرنا واجب هے کیا واسطے ایسے دینی امور حاصل هونیکی آرزو نهین کیا تو معصیت پر راضی هوا یهه تو
حرام هے اگر وه نعمت فضایل یعنی مندوبات سی هی جیسے نیک کامون مین مال کو خرچ کرنا تو اُسکا منافسه مندوب هے اگر وه نعمت مباح
چیزون سے هی یعنے مثلاً اپنے کو بهتر گهر هونا تو اس کا مناف مباح هی لیکن مباحات مین منافسه کرنا فضیلت کو کم کردیتا هے
اور زهد اور رضا اور توکل کا مخالف هوتا هی اور عالی مقامات کا حجاب پڑتا هی اسمین گناه نهین لیکن وه نعمت اُسکے حق مین
کبهی مفسده هو جاتی هے اور گناه مین پهنستا هے لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا مردون کو حصه هی اپنی کمائی
سے وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ اور عورتون کو حصه هے اپنی کمائی سے اس جمله سے احوال وے جو امور دنیوی
سے تعلق رکهتے هین یا وے جو امور اُخروی سے تعلق رکهتے هین یا دونون کے ساته تعلق رکهتے هین مراد لینا ممکن هی پهلی وجه پر یعنے
احوال وے جو دنیا کے اُمور سے تعلق رکهتے هین مراد لیو تو اُسمین چند احتمال هین پهلی احتمال دُنیا کی نعمتون سے هر فریق کو اُسکا
حصه هے انسان کو چاهئے الله نے اپنے حصه مین جو دیا اُسپر راضی هونا دوسری احتمال الله تعالے نے هر فریق کو میراث کا حصه
مقرر کردیا هی اس حصه پر راضی هونا اور اسپر اعتراض نکرنا واجب هے یهه معنی ابن عباس رضی الله عنهما مروی هے اس احتمال پر اکتساب
اصابت یعنے پانے کی معنی سے لینا حاصل یهه هے الله تعالی مرد کو عورت کے دو برابر حصه دینیکا امر جو کیا اسمین کوئی آرزو نه کرے
اپنے کو زاید حصه رهنا تها کسواسطے یهه حسد کی بات هے الله تعالے اپنے بندون کے مصلحتون کا خبردار هی اُنکے مرتبون کی تفاوت کو
نظر کرکے اُنکے حصه مقرر کیا تیسری احتمال جاهلیت مین عورتون کو اور بچون کو حصه نهین دیتے تهے الله تعالے اُسکو باطل کیا
مرد هو یا عورت بڑا هو یا بچه سبکے حصے مقرر کردیا اس مین افزود هونیکی آرزو کرنا مفید نهین دوسری وجه یعنی اس جمله
سے وے امور جنکے تعلق آخرت کے احوال سے مراد لینا سو اسمین بهی چند احتمال هین پهلی احتمال هر شخص کو ایک مقرر
ثواب هے که اُسکو الله تعالی اپنے لطف وکرم سے عنایت کرتا هی تم اسکے خلاف کی آرزو مت کرو دوسری
احتمال هر شخص جسقدر نیک عمل کرتا هے اتنی جزا اُسکو ملتی هے اُسپر حسد کرکے اپنے اعمال باطل کرنا نه چاهئے

قتادہ نے کہا ہے ثواب و عقاب مردونکو انکے اعمال پر جو ملتا ہی عورتون کو بھی ویسا ہی ملتا ہے مردونکو ایک نیکی کو دس نیکی ایک گناہ کو ایک ہی بدی جیسی ملتی ہے عورتون کو بھی ویسا ہی ملتی ہی تیسری احتمال مردونکو عورتونکی عہدہ برائی کرنے سے اور انکو کھانا کپڑا دینے سے یا مرد جہاد کو جانے سے ثواب جو ملتا ہی عورتونکو بھی اپنی فروج کی محافظت کرنے سے اور مردون کی اطاعت کرنے سے اور گھر کے کام و طعام کی سربراہی دینے سے ثواب ملتا ہی۔ تیسری توجیہ اس جملہ سے یہہ سب امور دنیوی اور اخروی مراد ہین ان سب امور مین حسد نکرنا (مما) مین مِن جو ہے دونون جگہہ سبب و علت بیان کرنیکے واسطے ہی یعنے مردون کو سبب انکے کسب کے کچھ حصہ ہی اور عورتون کو سبب انکے کسب کے کچھ حصہ ہے وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اور مانگو اللہ سے اسکا فضل اس جملے کا عطف و لاتتمنوا کے جملہ پر ہے گویا یون کہا تم آرزو مت کرو ایک کا حصہ جو اللہ نے اسکو اُسکے کسب پر عنایت کیا ہی تم اللہ تعالیٰ کا فضل مانگو کہ جسکے نعمتون کے خزانے خالی نہین ہوتے اسکے درگاہ کا امیدوار محروم نہین جاتا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ فضل سے رزق مراد ہی بعضے کہتے ہین فضل سے عبادت اور اُسکے سوال سے عبادت کی توفیق کا سوال کرنا مراد ہے معلوم کیجئے اللہ تعالیٰ بندون کو اپنا فضل مانگنے کا حکم نہین کیا مگر اتنی ہی واسطے کہ انکو اپنا فضل عنایت کرے اور اُسمین اشارہ ہی کہ بندہ دعا اور طلب کرنے مین کچھ معین چیز کو طلب نکرنا بلکہ اللہ تعالیٰ کا فضل کہ جس مین اپنی دنیا اور آخرت کی دستی سے ہو نگنا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا مقرر اللہ ہر چیز کا دانا ہے یعنی اللہ کو ہر چیز معلوم ہے اُس مانگنے والون کی صلاح جس چیز مین ہے وہ اُسکو عطا کریگا جو اُسکے لئے مقدر نہین کیا ہے اُسکی آرزو نکرنا اس آیت کی شان نزول کو عبدالرزاق اور عبد بن حمید اور ترمذی اور حاکم اور سعید بن منصور اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد کی طریق سے وہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے یون روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتین عرض کین یا رسول اللہ مرد جہاد کرتے ہین ہم کیا واسطے جہاد نکرنا ہم بھی شہید ہونگے اور ہمکو نہین ہے مگر آدھی میراث تب اللہ تعالیٰ یہہ آیت نازل کی اور عورتون کے حق مین یہہ آیت نازل ہوئی۔ ان المسلمین والمسلمات الآیہ ترمذی نے کہا یہہ حدیث مرسل ہی ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر کی طریق سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے کہی یا نبی اللہ مرد کو

عورت کے دو برابر حصّہ ہے اور دو عورت کی شہادت ایک مرد کے برابر ہے کیا اعمال مین بھی ایسا ہی ہے
عورت ایک نیکی کی تو اسکو آدھا ثواب ملیگا تب اللہ تعالیٰ یہہ آیت نازل کی و لاتتمنوا یعنے آرزو مت کرو
کیا واسطے یہہ میرا عدل ہے اُسکو مین ٹھہرایا ہون ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے علی بن
ابی طلحہ کی طریق سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہے ولاتتمنوا ما فضل اللہ بعضکم
علی بعض کی تفسیر یہہ ہے آدمی آرزو نہ کرنا کہ کاش فلانے کا مال اور اہل مجھکو ہوتا سو اللہ تعالیٰ نے
اس آرزو سے منع کیا لیکن اللہ تعالےٰ سے اسکا کچھ فضل مانگنا سعید بن منصور اور ابن المنذر و عکرمہ سے
روایت کئے ہین اُسنے کہا عورتین جہاد کا سوال کئین اور بولین ہمکو آرزو ہے اللہ تعالیٰ ہمپر بھی جہاد
فرض کرے مردون کو جو ثواب ملتا ہے ہمکو بھی ملے تب اللہ تعالیٰ یہہ نازل کی ترمذی نے ابن مسعود رضی اللہ
عنہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تم اللہ تعالیٰ کا کچھ فضل مانگو کیا واسطے اللہ تعالےٰ
اپنے سے مانگنا دوست رکھتا ہے امام احمد انس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے مسلمان آدمی اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال تین بار کیا تو جنت کہتی ہے یا اللہ اُسکو داخل
کر مسلمان آدمی دوزخ سے تین بار پناہ مانگا تو دوزخ کہتی ہے یا اللہ اسکو پناہ دے وَلِکُلٍّ جَعَلْنَا
مَوَالِیَ مِمَّا تَرَکَ الْوَالِدَانِ وَالْاَقْرَبُوْنَ اور ہر کسی کے ہم نے ٹھہرادئے وارث اُس مین جو چھوڑ جاوین
ماں باپ اور قرابت والے ہر کسی سے مردان اور عورتان مراد ہین موالی سے عصبہ مُراد ہین یعنی میت مرد ہو
یا عورت اُنکو وارث عصبہ ہین وے وارث ہوتے ہین اُس مال کے جو اُنکے ماں باپ اور قرابت والے
چھوڑ کے موئے ہین اس تقدیر پر ماں باپ قرابت والے اُسکو مورث ہوئے بعضون نے کہا (مما ترک) مین ما معنی سے
مَن کے ہے اُسکی تقدیر یون ہے مما ترکھم المیت یعنے ہر کسیکو ورثہ ہین ان لوگون سے جنکو میت چھوڑ مرا ہے وے ورثہ ماں باپ
اور قرابت والے ہین اس تقدیر پر ماں باپ قرابت والے وارث ہوے وَالَّذِیْنَ عَقَدَتْ اَیْمَانُکُمْ فَاٰتُوْهُمْ
نَصِیْبَهُمْ اور جن سے باندھا ہے تمھارا عہد سو انکو پہنچاؤ اُنکا حصّہ عقدت کو عاصم اور حمزہ اور کسائی اور خلف
عین اور قاف اور دال تینون کے فتح سے بن الف کے ثلاثی مجرّد کے صیغے سے پڑھتے ہین اُسکا مصدر عقد ہوگا باقی
کے قرا عاقدت عین کے بعد الف زیادہ کرکے ثلاثی مزید فیہ کے باب مفاعلہ کی ماضی کے صیغہ سے پڑھتے ہین

اُسکا مصدر معاقدت ہے معاقدت کی معنی معاہدت اور محالفت یعنی باہمدیگر عہد اور قول قرار کرنا ان دونون
قرأت پر اِس فعل کا مفعول محذوف ہی اُسکی تقدیر پہلی قرأت پر عقدت حلفہم یعنی باندھا ہے اُنکے عہد کو دوسری
قرأت پر اُسکی تقدیر عاقدتہم یعنی باہمدیگر تم اُنکے ساتھ قرار کئے ہین ایمان جمع یمین کی ہے یمین کی معنی یا ہاتھ ہے
یا قسم دونون معنی پر عقد کی نسبت یمین کی طرف مجازًا ہے یمین سے ہاتھ مراد لیوے تو معنی یون ہوگی اور جس سے
عقد کئے ہین تمہارے ہاتھ اُسکا حقیقی معنی یون تھا جس سے تم عقد کئے ہو کیا واسطے حقیقت مین شخص عقد کرتا ہے
اُسکے ہاتھ عقد نہین کرتے لیکن عرب کی دستور تھی عقد کے وقت ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑتے اور اُس عقد پر قایم
رہنے کا اور اُسکو نبھانیکا قول و قرار مستحکم کرتے اس لئے عقد کی نسبت ہاتھ ہی کی طرف مجازًا کرتے ہین یمین سے
قسم مراد لیوے تو معنی یون ہوگی جس سے عقد کئے ہین تمہارے سوگند حقیقت مین عقد تو وے لوگ کئے ہین لیکن اُنکی نسبت
سوگند کی طرف کیا کسواسطے عقد کا سبب قسم ٹھہرا اِس لئے عقد کی نسبت قسم کی طرف کیا معلوم کیجئے اِس جگہہ
عقد سے کونسا عقد مراد ہی اُسمین مفسرین کو اختلاف ہے بعضے کہتے ہین محالفے کا عقد مراد ہے محالفے کی معنی باہمدیگر
دوستی کرنا وہ مشتق حلف سے ہے حاء حطی کی کسرے سے دوستی کی معنی سے جاہلیت مین عرب کا دستور تھا دو شخص ملکے
آپس مین قول و قرار اور قسم عہد کرتے کہ میرے اور تیرے درمیان کمال دوستی ہوئی میرا خون سو تیرا خون ہے
تیرا خون سو میرا خون میرا خون معاف تو تیرا خون معاف ہے تیرا خون معاف تو میرا خون معاف ہی میرے
خون کا بتنا تیرے خون کا بتنا ہے تیرے خونکا بتنا میرے خونکا بتنا ہے میری تقصیر کے بدلے مین تو پیسا دینا
تیری تقصیر کے بدلے مین پیسا دونگا اُس عقد کو محالفہ کہتے ہین اور یہہ عقد کرنے والے کو حلیف کہتے ہین اس
عقد کے سبب سے ایک دوسرے کا وارث ہوتا اس وراثت کا حکم ابتداء اسلام مین بھی تھا اُسپر اللہ تعالیٰ نے
فرمایا فاتوہم نصیبہم یعنے پہنچاؤ اُنکو اُن کے حصے یعنی میراث مین اُنکو جو حصہ دینے کا ہے وہ اُنکو دیو ابن جریر
طبری نے ابن عباس وغیرہ سے بھی روایت کیا ہی کہ یہہ حکم عقد محالفت کا تھا قتادہ سے روایت کیا ہی اُنکو مال کا
چھٹوان حصہ دیتے تھے بعضے کہتے ہین اس عقد سے عقد مواخات مراد ہے مواخات کی معنی بھائی چارا
سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کو تشریف لائے بعد مہاجرین کے ایک ایک شخص کو انصار کے ایک ایک
شخص کے ساتھ بھائی چارا لگائے پھر اُس مواخات کے عقد سے باہمدیگر وارث ہوتے تھے اُس عقد سے مواخات

مُراد جو کہے اُسکو بخاری نے اپنی صحیح مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے ابن عباس کہے والذین
عاقدت ایمانکم مہاجرین مدینے کو آئے بعد مہاجری انصاری کا وارث ہوتا تھا بھائی چارے کے سبب سے جو نبی صلی اللہ
علیہ وسلّم اُنکے درمیان لگائے تھے اُنکا قرابتی وارث نہین ہوتا تھا بعضے کہتے ہین اس عقد سے تبنی کا عقد مُراد
ہے اپنے متبنی یعنی لے پالک کو میراث دیتے تھے سعید بن المسیب سے ایسا ہی مروی ہے اِن تینون قول مین
مخالفت نہین کیا واسطے یہہ عقد سب حلف کہلاتے ہین ان عقد کے سبب سے وارث ہوتے تھے اِن سب قول پر
یہہ آیت منسوخ ہے اُسکی ناسخ یہہ آیت ہے واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض فی کتاب اللہ ابن جریر طبری
نے علی بن ابی طلحہ کی طریق سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہو کہ ایک شخص دوسرے سے معاقدہ
یعنی مخالفہ کرے بعد مرجاوے تو دوسرا اُسکا وارث ہوتا بعدہ اللہ تعالی اس آیت کو نازل کیا واولوا الارحام بعضہم
اولی ببعض فی کتاب اللہ من المومنین والمہاجرین الا ان تفعلوا الی اولیائکم معروفا یعنی یہہ آیت پہلی آیت کو
نسخ کی ابن عباس کہے اِلّا ان تفعلوا آہ سے مُراد یہہ ہے کہ مگر وصیت کرے اپنے دوستون سے کہ جنکے ساتھ
محالفہ کئے ہین یعنی حلیف کو کچھ دینیکی میت وصیت کیا تو اُسکی وصیت جاری کریگی وگرنہ اُسکو کچھ حصہ
نہین ابن جریر متعدد طریقون سے عُلما کی ایک جماعت سے ناسخ یہی آیت ہے کرکے روایت کیا ہی حافظ عسقلانی نے
کہا یہی قول معتمد ہے بخاری نے اپنی صحیح مین ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حلیف کے میراث کی ناسخ آیت
ولکل جعلنا موالی ہے بخاری کی روایت کا ترجمہ یہہ ہے ابن عباس کہے ولکل جعلنا موالی ہر کسی کے ہمنے
ٹھہراوئے موالی یعنی ورثہ والذین عاقدت ایمانکم ابن عباس کہے مہاجرین جب مکہ کو آئے مہاجری
انصاری کا وارث ہوتا تھا اُسکے ذو رحم یعنی قرابت والے وارث نہین ہوتے تھے بسبب بھائی چارکے
جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکے درمیان لگائے تھے جب ولکل جعلنا موالی کی آیت نازل ہوئی
وہ وارث ہونا منسوخ ہوا والذین عاقدت ایمانکم فاتوہم نصیبہم یعنی اُنکو اُنکا نصیب دینا ہے جو اُس سے
نصرت کرنی اور رفادت یعنی پیسے سے اعانت کرنا اور خیر خواہی کرنی مُراد ہے اُنکو دیتے تھے سو میراث
جا چکی اُنکے لئے وصیت کرنا اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی اور ابن جریر طبری اور ابن المنذر اور
ابن ابی حاتم اور نحاس اور حاکم اور بیہقی سُنن مین بھی روایت کئے ہین اس روایت کے نظر کرتے نسخ دو بار ہوتا ہے

معاقد کو ہی میراث دیتے تھے عصبہ کو نہین دیتے تھے یہ حکم ولکل جعلنا موالی سے منسوخ ہوا عصبہ کو بھی میراث مین شریک کرے بعد سورت الاحزاب کی آیت یعنی واولو الارحام بعضہم اولی ببعض سے انکو میراث دینی بالکل منسوخ ہوئی اور نصرت اور رفادت وغیرہ باقی رہی حافظ عسقلانی نے ایسا ہی کہا ہے بعضے کہتے ہین آیت منسوخ نہین بلکہ عقد سے محالفت اور نصیب سے نصرت اور رفادت وغیرہ مراد ہین بعضے کہتے ہین یہہ آیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اور انکے فرزند عبد الرحمن کی شان مین نازل ہوئی عبد الرحمن ایمان نہین لایا تب ابو بکر نے قسم کھائے کہ اسکو اپنی میراث نہ دونگا عبد الرحمن ایمان لائے بعد اللہ تعالی امر کیا کہ اسکو اسکا حصہ دیوے اسکو ابو داود نے ام سعد بنت الربیع سے کہ جسکو ابو بکر رضی اللہ عنہ پرورش کرتے تھے روایت کیا ہے اسنے عقدت ایمانکم پڑھی اور شان نزول ایسا بیان کیا اس قول پر بھی وہ آیت منسوخ نہین معلوم کیجیے اس آیت سے معلوم ہوتا ہی محالفت جائز ہے بخاری وغیرہ کی حدیث جو انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مہاجر اور انصار کے درمیان محالفت میرے گھر مین کیے ہین اسی پر دلالت کرتا ہی لیکن مسلم نے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے حلف نہین اسلام مین جو حلف جاہلیت مین تھا اسکی شدت کو اسلام نے زیادہ کیا انس کے قول مین اور اس حدیث مین ظاہر کے دیکھتے منافات ہی لیکن دونون حدیث مین ایسا جمع کرتے ہین منفی وہ حلف ہے جو جاہلیت مین تھا باطل امر مین بھی اسکی نصرت کرتے تھے اور قبیلے مین کا ایک شخص قتل کیا تو اسکا بدلہ سارے قبیلے والون سے لیتے تھے اور اس کو وارث کرتے تھے اس سے نہی کیے مثبت وہ حلف ہی جس مین مظلوم کی نصرت اور امور دینی پر قیام ہو اور اسکے مانند چیز دن مین عہد کرنا مستحب ہے معلوم کیجیے ابو حنیفہ کہتے ہین ایک شخص ایک کے ساتھ عقد موالات کیا تو صحیح ہے پھر وہ شخص مرجاوے عصبات اور ذوی الارحام سے اسکا کوئی وارث نہ ہے تو وہ شخص اسکا وارث ہوگا اور اسکو مولی الموالات کہتے ہین اسیر اس آیت سے دلیل پکڑتے ہین کیا واسطے اس آیت مین جسکے ساتھ محالفت کیا تھا اسکو حصہ دینیکا حکم تھا بعد اولوا الارحام بعضہم اولی ببعض کی آیت سے وہ حکم منسوخ ہوا یہہ حکم منسوخ نہو گا مگر اس صورت مین کہ میت کو اولوا الارحام موجود ہون اولوا الارحام موجود نہون تو محالفت کا حکم اول جو تھا وہی حکم ہوگا

شافعی اور مالک کہتے ہین مولی الموالات کو حصہ نہین آیت منسوخ ہے منسوخ کا حکم ورثہ نہونے سے عود کریگا
اور ورثہ دو قسم کے ہین ایک خاص دوسرے عام خاص ورثہ نہون تو عام ورثہ کو دینا عام ورثہ جماعت
مسلمین ہین اُنکے حصے کا وارث بیت المال ہے اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا اہ مقرر اللہ ہے
ہر چیز پر حاضر شہید یا شاہد کی معنی سے ہے یعنی حاضر کہ کوئی چیز اُس سے پوشیدہ نہین ہر چیز اُسکے روبرو
ہے یا مخبر کی معنی سے یعنی خبر دینے والا سو قیامت کے دن مخلوقات کے سب اعمال کی خبر دیگا اِس جملے مین
اللہ تعالی کی اطاعت کرنے والونکو وعدہ اور اُسکی نافرمانی کرنے والون کو وعید ہے اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ
عَلَى النِّسَآءِ مردان حاکم ہین عورتون پر قوامون واو کی تشدید سے جمع قوّام کی ہے قوام اُسکو کہتے
ہین جو اپنے کامون پر ضابطہ رہے اُنکو درستگی کے ساتھ کرے کام کرے تو تدبیر سے کرے اور ادب
سکھاوے مرد عورت پر قیّم ہے یعنی اُسپر مُسلّط ہے جیسا حاکم اپنے رعایا پر مُسلّط رہتا ہے اس عورت کے کامونکی
درستی کرتا ہے اُسکو ادب سکھلاتا ہے اُسکی محافظت کرتا ہے بُرے کام سے اُسکو روکتا ہے اِس آیت
کی شان نزول کو ابو داؤد اپنے مراسیل مین اور ابن ابی حاتم اور ابن جریر وغیرہ باسانید متعددہ
حسن بصری سے روایت کئے ہین کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو طمانچہ مارا وہ عورت آکے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس فریاد کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُسکے شوہر سے اُسکا بدلا لینا چاہے تب یہہ آیت نازل
ہوئی الرجال قوامون علی النساء نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکے شوہر کو بُلوا کے یہہ آیت اُسکو پڑھکے
سُنائے اور فرمائے مین نے ایک چیز کو چاہا اللہ تعالی نے اُسکے غیر کو چاہا ابن مردویہ نے علی رضی اللہ عنہ سے
بھی اُسکے مانند روایت کی ہے اُسکی سند منقطع ہے اور اُسکی سند مین محمد بن محمد الاشعث الکوفی ہے
وہ منکر الحدیث ہے ثعلبی اور واحدی مقاتل سے نقل کئے ہین کہ وہ انصاری سعد بن الربیع ہین
جو نقبا مین تھے اور انکی عورت حبیبہ بنت زید بن ابی زہیر ہے بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى
بَعْضٍ اس سبب سے کہ بڑائی دی اللہ نے بعض کو بعض پر بما مین با سببیہ ہے پہلے بعض سے مردان دوسرے
بعض سے عورتان مُراد ہین وَبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ اور اس سبب سے کہ خرچ کئے انہون نے
اپنے مال یعنی مہر اور نفقے مین مردان عورتون پر مسلط ہونیکے دو سبب اللہ تعالی نے بیان کیا پہلا سبب

۴۶ ورد

۴ ع

یہہ کہ اللہ تعالی نے مردون کو عورتون پر فضیلت دی مردون کو یہہ فضیلت چند وجہ سے ثابت ہے
بعضے ان وجھون مین حقیقی صفات ہین اور بعضے شرعی احکام ہین حقیقی صفات مین فضیلت جو ہے
اسکا بیان یہہ ہے حقیقی فضیلتون کا مرجع دو چیز کی طرف ہے ایک علم دوسری قدرت وقوت
مردون کو عقل زیادہ رہنے سے انکو علم بڑکے ہے محنت اور قوت کے کام مردون سے جو ہوتے ہین
عورتون سے نہین ہوتے اس سے اُن کو قوّت و قدرت بڑکے ہوئی ان دونون سبب سے مردونکو
عورتون پر فضیلت ہوئی عقل اور پیش اندیشی اور عزم اور قوّت اور علم اور لکھاوٹ اور گھوڑ
سواری اور سپاہ گری وغیرہ فضیلتون کے کام مردون سے ہی سربراہی پاتے ہین شرعی
احکام مین فضیلت جو ہے کیا واسطے انبیا اور علما انہین مین ہین امامت کبری اور صغری اور جہاد اور
اذان اور خطبہ انہین سے مخصوص ہے حدود اور قصاص کی شہود ایسا ہی امام شافعی کے
پاس نکاح کے شہود فقط مرد کا ہونا ضرور ہے اور میراث مین افزود حصہ اور عصبہ ہونا قتل خطا
مین اور قسامے مین دیت کے متحمل ہونا اور نکاح کے ولی ہونا اور طلاق اور رجعت انہین کے اختیار مین
ہونا اور مرد چار عورتونکو نکاح مین جمع کرنا بخلاف عورت کے کہ اسکو ایک مرد سے افزود نکاح کرنا
درست نہین اور بچے کا نسب مردون کی طرف ہی ہوتا ہے یہ سب شرعی احکام ہین اُنہین مردون
کو عورتون پر فضیلت ہے مردونکا عورتون پر قیم ہونیکا دوسرا سبب یہہ ہے فرمایا کہ مردان اپنے ہاتھ کا
پیسا خرچ کرکے اُنکو لیتے ہین مہر دیکے نکاح مین لاتے ہین کھانا کپڑا دیتے ہین انکو پیسا دینے والا
البتہ ابنیر اپنی حکومت چلاویگا فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ پھر
نیک بختین حکم بردار ہین خبرداری کرتیان ہین غیبانے مین اللہ کی خبرداری سے اس آیت مین اللہ تعالی
نے بھلین بُرین عورتون کو بیان کیا سو کہا بھلین عورتین وہ ہین جو قانتات ہین یعنے مرد کے فرمانبردار
حافظات یعنی مردون کی غیر حاضری مین اپنی خبرداری کرتیان ہین عورت کی دو حالت بیان کیا اُسکو
مرد حاضر ہے یا غیر حاضر حاضر ہے تو اسکی فرمانبرداری کرنا اُسکی خدمت بجالانا غیر حاضر ہے تو
اپنی خبرداری کرنا یہہ خبرداری چند وجہ سے ہے پہلی وجہ عورت کا اپنے کو زنا سے بچانا کیا واسطے اسکے

زنا کرنے سے شوہر کو عیب لگے گا غیر کے نطفے کا بچہ اُسکی طرف منسوب ہو گا دوسری وجہ اسکے مال کی
محافظت کرنا گھر کے اسباب کو جتن کرنا تیسری وجہ گھر مین بیجا بُرا کام ہونے نہ دینا چوتھی وجہ شوہر کے
راز کو مخفی کرنا کسی پر ظاہر ہونے نہ دینا بعضے مفسرین کہتے ہین قانتات سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے
والیان اور حافظات سے مردون کے حقوق ادا کرنے والیان مُراد ہین حقوق آلٰہی شوہر کے حقوق پر مقدم ہین واحدی نے
کہا ہی اطاعت عام ہی خواہ اللہ تعالیٰ کی ہو یا شوہر کی معلوم کیجیے یہہ کلام ظاہر مین اخبار ہی لیکن اس سے عورت کو
اُسکے شوہر کی اطاعت کا امر کرنا مُراد ہی عورت جبتک اپنے شوہر کی اطاعت نکریگی صالحہ نہوگی بما حفظ اللہ
مین بما موصولہ ہی الذی کی معنی سے اُسکی طرف پھرنیکی ضمیر محذوف ہی اور با رجارہ مقابلے کی معنی سے ہی اُسکی
تقدیر یون کرینگے بما حفظ اللہ لہن اُسکی معنی یہہ ہے عورتون پر شوہرون کے حقوق کی محافظت کرنا واجب ہے مقابلے
مین اُسکے جو اللہ تعالیٰ مردون پر عورتون کے حقوق کی محافظت واجب کیا مہر دینا اُنپر مقرر کیا اور اُنکا خرچ
دستور موافق دینیکا اور اُنکے درمیان عدل کرنے کا امر کیا بما مین ما مصدریہ بھی ہوسکتا ہی اب اُسکی تقدیر
یون ہوگی بحفظ اللہ ایاہن مصدر اپنے فاعل کی طرف مضاف ہوا ہی اُسکا مفعول محذوف ہی معنی یون ہوگی
وے عورتین خبرداری کرتیان ہین غیبا نے مین اُنکو اللہ تعالیٰ محافظت کرنیکے سبب سے یعنی حفظ الغیب اُنکو
میسر نہین ہوا مگر اللہ تعالیٰ اُنکو اُسکی توفیق دینے سے امام احمد اور نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر
اور ابن ابی حاتم اور حاکم اور بیہقی اپنی سنن مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے پوچھے عورتون مین بہتر کون ہی فرمائے بہتر عورت وہ ہی مرد جب حکم کیا اطاعت کرتی ہی جب
دیکھا تو خوش ہوتی ہے اور اپنے نفس کی اور اُسکے مال کی خبرداری کرتی ہی بعضی روایتون مین ایا ہی عورتون مین
بہتر وہ ہی جب تو اسکو دیکھا تو تجھکو خوش کرے اور جب تو اسکو امر کیا تو بجا لاوے اور جب تو اس سے پوشیدہ
ہو تو تیرے مال کی اور اپنے نفس کی خبرداری کرے اُسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرجال قوامون
علی النسآء کی آیت کو قانتات حافظات للغیب تک پڑھے حاکم کہا یہہ حدیث صحیح ہے مسلم کے شرط پر
ذہبی اپنے مختصر مین اُسکے قول کو مسلم رکھا ہے بندۂ ناصی کہتا ہے اُسکی سند مین محمد بن عجلان ہے مسلم
اسکی حدیث کو متابعت یون لے آتا ہی اصول مین اس سے حجت نہین لیتا حافظ عسقلانی نے نسائی کی حدیث کو

ذکر کرکے کہا کہ وہ حدیث حسن ہی ابو داؤد اور حاکم اور بیہقی مجاہد کی طریق سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کیا مین تمکو ایک بہتر گنج کی جسکو آدمی جمع کر رکھتا ہے خبر نہ دیون کہے بہتر فرماے وہ صالحہ عورت ہے جب اُسکو دیکھتا ہی تو خوش کرتی ہی اور جب اُسکو امر کرتا ہے اطاعت کرتی ہے اور جب اس سے غائب ہوتا ہی تو خبرداری کرتی ہی ابو داؤد نے کتاب الزکاۃ مین الذین یکنزون الذہب و الفضۃ کی آیت نازل ہوئی سو حدیث مین اس حدیث کو ذکر کیا ہے اور اس پر سکوت کیا ہے یہہ حدیث اُسکے پاس صالح ہوئی امام نووی نے خلاصہ مین کہا اُسکی سند صحیح ہے لیکن بیہقی نے سنن مین اُسکو روایت کیا سو سند مین ایک راوی زیادہ کیا ہی اس سے معلوم ہوا کہ ابو داود کی سند مین انقطاع واقع ہے اسی معنی کی حدیث کو ابن ماجہ نے ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی حافظ عسقلانی نے کہا اُسکی سند ساقط ہی اور طبرانی نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی حافظ ابو الحسن الہیثمی نے کہا اُسکی سند مین زریک بن ابی زریک ہی مین اُسکو نہین جانتا باقی کے رجال ثقہ ہین بندہ عاصی کہتا ہے ابن حبان نے زریک بن ابی زریک کو اپنی کتاب الثقات مین ذکر کیا ہی اور طبرانی اُسکو ثوبان وغیرہ سے بھی روایت کیا ہی اور ابن ابی شیبہ نے یحیی بن جعدہ سے روایت کیا ہی ان سب طریقون کو جمع کرکے دیکھنے سے یہہ حدیث درجہ صحت کو پہنچتی ہے ابن حبان نے اپنی صحیح مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عورت جب پانچ وقت کی نماز پڑھے اور اپنی فرج کو عصمت سے رکھے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو بہشت مین جس دروازہ سے چاہتی ہے جاوے اس مضمون کی حدیث عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوع آئی ہے اُسکو امام احمد اور طبرانی روایت کئے ہین بزار اور ابن حبان اپنی صحیح مین ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے شوہر کا حق اُسکی عورت پر یہہ ہے کہ اگر شوہر کے بدن پر پھوڑا رہے عورت اسکو چاٹے یا شوہر کے نتھنے سے پیپ یا لہو بہے اور عورت اسکو نگلے تو شوہر کا حق ادا نہین کی امام احمد اور بزار نے انس بن مالک سے ایک طویل حدیث روایت کی ہی کہ جس مین کسی انصاری کا اونٹ بھڑک جاکے لوگون پر حملہ کرتا تھا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کے سجدہ کیا اسکو دیکھ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

سجدہ کرینکی اجازت صحابہ چاہئے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ایک آدمی دوسرے آدمی کو سجدہ کرنیکی صلاحیت نہین رکھتا آدمی کو آدمی کا سجدہ کرنا درست ہوتا تو مین عورت کو اپنے شوہر کو سجدہ کرنیکا امر کرتا کیا واسطے مرد کا حق عورت پر بہت بڑا ہی اگر شوہر کو سر سے پانون تک پھوڑا رہے اور اس سے پیپ پانی بھی عورت اُسکو چاٹے توبھی شوہر کا پورا حق ادا نہین کی حافظ المنذری نے کہا اس حدیث کی سند جید ہے حاکم نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے نیک بختی کے تین چیز ہین عورت تو اسکو دیکھا تو تجھکو خوش کرتی ہے اور تو اس سے غائب ہوا تو اپنے نفس کر اور تیرے مال پر اُسکو امین پاتا ہی اور جانور غریب چالو تجھکو تیرے ساتھ والون مین لیجا کے پہنچاتا ہے اور کشادہ گھر حسین مرافق یعنی آرام کی جگہ بہت ہین بدبختی کے تین چیز ہین عورت اسکو دیکھا تو بری دکھتی ہی اور تیرے سے زبان درازی کرتی ہے اگر اُس سے تو غائب ہووے تو اپنے نفس پر اور تیرے مال پر اُسکو امین نہین پاتا اور جانور اتریا لو اگر اُسکو مارا تو تجھکو تعب مین ڈالتا ہے نہ مارے تو ساتھیون مین لیجا کے نہین پہنچاتا اور تنگ گھر جسکے مرافق کم ہین حاکم اور بیہقی معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی پر ایمان لائی سو عورت کو اپنے شوہر کے گھر مین جسکو شوہر مکروہ جانتا ہی بلوانا اور جہان جانیکو شوہر مکروہ جانتا ہے وہان جانا اور اُسکے امر مین کسیکی اطاعت کرنا اور شوہر کے دلکو دکھانا اور اُسکے بچھونے کو یعنی اُسکے ساتھ ملکے سونیکو چھوڑنا اور اسکو مارنا حلال نہین اگر زیادتی شوہر کی ہی تو اُسکے پاس آکے اُسکو راضی کرے پھر شوہر اسکی بات کو مانا تو خوب اور اللہ اس عورت کے عذر کو قبول کریگا اور اس عورت پر کچھ گناہ نہین اسکی بات سے شوہر راضی نہین ہوا تو عورت اپنے عذر کو اللہ تعالی تک پہنچادی حاکم نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہی نسائی اور بزار اور حاکم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ علیہ وسلم فرمائے جو عورت اپنے شوہر کی کہ جس شوہر کے بن اسکو استغنائی نہین ہی شکرگذاری نہ کرے تو اللہ تعالی اُس عورت کی طرف نظر نہین کرتا حافظ المنذری نے کہا نسائی اور بزار اس حدیث کو دو طریق سے روایت کئے ہین اُنمین سے ایک طریق کے رجال صحیح کے رجال ہین اور حاکم نے اسکی تصحیح کی ہی بخاری اور مسلم ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ

یعنی مطبخ اور حمام اور پاےخانہ وغیرہ ۱۲

سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جس عورت کا شوہر حاضر ہو تو وہ عورت روزہ نہ رکھے مگر اسکی اجازت سے اور جسکا شوہر حاضر ہو وہ عورت اُسکے گھر مین کسیکو آنیکی رخصت نہ دیوے مگر اُسکی اجازت سے بندۂ عاصی کہتا ہے اس جگہ روزے سے سنت روزہ مراد ہے بخلاف رمضان کے فرض روزہ کے کہ اُسکے رکھنے کے واسطے اجازت کسی کی درکار نہین شوہر حاضر ہو تو اُسکے بے اِذن گھر مین کسی کو آنیکی اجازت نہ دینا جو کہے اس سے یہہ غرض نہین شوہر غایب ہے تو اجازت دینا بلکہ اس صورت مین اجازت نہ دینا متاکد ہے حدیث مین قید جو لگاہی غالب عادت کے نظر کرتے ہی طبرانی زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عورت جب تک اپنے شوہر کے سب حقوق ادا نکرے اللہ تعالی کا حق بھی وہ ادا نہین کی سو اگر اونٹ کی پشت پر بیٹھی ہے اور شوہر اسکو بلاوے یعنے وطی کی خواہش کرے تو اپنے نفس کو اس سے باز نہ رکھے حافظ المنذری نے کہا اسکی سند جید ہے ترمذی اور نسائی اور ابن حبان اپنی صحیح مین طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے شوہر نے اپنی عورت کے تئین اپنے کام کو بلاوے تو اُسکے پاس گیا چاہیے اگرچہ عورت تنور پر ہے یعنی روٹی پکاتی رہے ترمذی اس حدیث کی تحسین بعد ابن حبان اسکی تصحیح کئے ہین بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے شوہر جب اپنی عورت کو اپنے بچھونے پر بلاوے اور وہ نہ آوے اور شوہر غصہ سے شب کاٹا تو صبح ہوئی تک اُس عورت کو فرشتے لعنت کرتے ہین ابن ماجہ اور ابن حبان اپنی صحیح مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تین شخص ہین اُنکی نماز ایک بالشت بھی اُنکے سر پر نہین جاتی پھر انمین عورت کو ذکر کئے جو اپنے شوہر کو ناخوش کر کے شب گذارتی ہے ابن حبان اور ابن خزیمہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تین شخص کی نماز قبول نہین ہوتی اور انکی کوئی نیکی آسمان پر نہین جاتی پھر انمین عورت کو شمار کئے کہ جسپر اسکا شوہر ناخوش ہوتا ہی یہان تک کہ شوہر راضی ہووے طبرانی اوسط مین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عورت اپنے گھر کے باہر نکلے اور اُسکا شوہر اُسکے نکلنے کو مکروہ جانتا ہی تو اس عورت پر ہر فرشتہ جو آسمان مین ہے

اور ہر چیز کہ اس پیدا سے وہ عورت گذرتی ہے سوا جن و انسان کے سب اس عورت پر لعنت کرتے ہین

وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ اور جن عورتون کی بدخوئی کا تمکو ڈر ہو سو ان کو پند دو اور جدا کرو انکو سونے مین اور مارو انکو عورت اپنے شوہر کی اطاعت سے نکلنے اور اسکی نافرمانی کرنے اور اس سے نفرت اور عداوت پیدا کرنے کو نشوز کہتے ہین نشز سے ماخوذ ہے نشز مکان مرتفع کو کہتے ہین عورت اپنے مرتبے سے اپنے کو بلند سمجھی اسلئے اسکو نشوز کہے اس آیت سے مقصود یہہ ہے عورت نشوز کرنیکا تمکو گمان ہوا بطور سے کہ اس عورت سے علامت نشوز کے نمود ہوئے تو اس عورت کو وعظ کرو یعنی پند و نصیحت کرو نشوز کے علامت عورت کے حال سے شوہر پر ظاہر ہو جاتے ہین خواہ قول سے ہو یا فعل سے مثلاً ہمیشہ اس سے بات ملائمت سے کرتی تھی یا جھڑک کے جواب نہین دیتی تھی اور بلوائیے تو جلد آتی تھی اور کسی کام کا امر کیا تو جلد اسکو بجا لاتی تھی اس آئین مین جب خلاف ہوا سخت بات بولی یا جھڑک کے جواب دی یا جلد نہین آئی یا حکم بجا لانے مین سستی کی تو معلوم ہوا اسکی چال بدلی اور وہ نشوز اختیار کی اس صورت مین اسکو زبان سے نصیحت کی بات بولنا مثلاً اسکو کہنا اللہ تعالی سے ڈر میرے حقوق تجھ پر لازم ہین تو یہہ اپنی ٹیڑھی چال چھوڑ میری اطاعت کرنا تجھ پر فرض ہے ایسے باتون سے اسکو پند دیا وعظ قبول نہین کی اور اپنی ٹیڑھی چال پر ہٹ کی اور اسکا نشوز متحقق ہوا تو اسکو مضجع مین ہجر کرنا مضجع جیم کے فتح سے خوابگاہ ۔ اور سونے کی جگہہ کو کہتے ہین مضاجع اسکی جمع ہے خوابگاہ مین ہجر کرنا یعنے اسکے ساتھ ملکے سونے گویا اس سے وطی کرنیکو چھوڑنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہے اسکے طرف پیٹ پھرا کے سوئے اور اس سے بات نہ کرے معلوم کیجئے سونا اسکے پاس چھوڑا تو اس پر یہہ بات شاق ہوگی اور نشوز ترک کریگی اگر شوہر سونا ترک کرنے کو غنیمت سمجھے اور نشوز نہین چھوڑے تو اسکو مارے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہے اسکو مسواک سے یا اسکے مانند کی چیز سے مارے ہمارے فقہا کہتے ہین نشوز کی علامت اس سے ظاہر ہو تو اسکو فقط وعظ کرنا ہجر کرنا اگر نشوز متحقق ہوا لیکن متکرر نہین ہوا تو اسکو وعظ کرنا اور ہجر کرنا اس حالت مین مارنا جائز ہے یا نہین اسمین دو قول ہین نووی کا مختار یہہ ہے کہ مارنا جائز ہے اگر نشوز متکرر ہو وعظ اور ہجر کے ساتھ

مارنا بھی جایز ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ کہے مارنا مباح ہے لیکن نہ مارنا افضل ہے جب مارا تو
مار مبرح نہونا کیا واسطے صحیح حدیثون مین تصریح ہے کہ مار غیر مبرح ہونا اگر سمجھا بدون مبرح مار کے نشوز نہ
چھوڑیگی یا مارنا کچھ فایدہ نہ دیگا تو ایسی صورت مین مارنا جایز نہین مبرح مار وہ جو سخت اور شدت سے
ہووے یعنی اس مار کا درد بہت ہووے کہ جس سے تیمم مباح ہونیکا اندیشہ رہے غیر مبرح کو رویانی نے
فقہا سے نقل کیا ہے کہ رومال لپیٹ کے مارنا یا ہاتھ سے مارنا کوڑے سے اور لکڑی سے نہ مارنا اسکے
منہہ پر مارنا یعنے طبانچہ وغیرہ یا مار کہ جس سے ہلاک ہو یا مار مبرح مارنا جائز نہین ایسا ہی بہت لاغر ہی
ہے مار کی طاقت نہین رکھتی ہے تو اسکو مارنا جائز نہین حرہ کو چالیس مار سے افزود اور باندی
کو بیس مار سے افزود مارنا جائز نہین ہجر کی صورت مین اس سے بات کرنا چھوڑ دیا تو تین روز سے
افزود نہ رہنا کیا واسطے تین روز سے افزود کسی سے بات ترک کرنا حرام ہے ہان گناہ سے باز
آنے اور اسکے دین کی صلاحیت واسطے بات ترک کرنا تین دن سے افزود ہو تو بھی جائز ہے بشرطیکہ بات
ترک کرنے مین اپنی نفس کی حظ کا عرض بالکل نہ رہے بلکہ عذر شرعی واسطے رہے جیسے فاسق اور بدعتی
سے کلام ترک کرنا مندوب ہے معلوم کیجیے اللہ تعالی آیت مین اول وعظ ذکر کیا بعد ہجر کو بولا بعد مار کا حکم کیا
سو اسمین اشارہ ہے کہ اخف سے غرض حاصل ہو جاوے تو اشد پر اقدام کرنا جایز نہین فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ
فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا پھر اگر وہ عورتین تمہارے حکم مین آوین تو مت تلاش کرو ان پر الزام کی
یعنی وعظ وغیرہ نشوز ترک کرکے تمہاری اطاعت قبول کرین تو انکو ایذا دینے کی راہ کو مت چاہو مسلم
نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے حجۃ الوداع کی مطول حدیث مین یہہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے عورتون کے حق ادا کرنے مین اللہ تعالی سے ڈرو کیا واسطے تم انکو اللہ کے امان سے لئے
اور اللہ کے کلمہ سے انکے فرج کو حلال کئے تمہارا حق انپر یہہ ہے کہ تم جسکو مکروہ جانتے ہین اسکو تمہارا
بچھونا کھندلنے نہ دیوے اگر وہ وین ایسا کرین تو انکو مارو مار ایسا جو مبرح نہ ہو اور انکا حق تمہارے پر یہہ
ہے کہ انکو کھانا کپڑا دستور کے موافق دینا اس حدیث مین اللہ کے کلمہ سے کر کر جو مذکور ہوا اس سے
فانکحوا ما طاب لکم من النساء الایہ مراد ہے اس کلمہ سے عورتون کو نکاح کرنا حلال ہوا یا کلمے سے

نکاح کا ایجاب وقبول مراد ہے بچھونا کھندلنے نہ دیوے یعنی شوہر جسکو اپنے گھر مین آنا مکروہ جانتا ہی اُسکو
گھر مین نہ بلواوے اور گھر مین بیٹھنے نہ دیوے خواہ مرد ہو یا عورت اجنبی شخص ہو یا عورت کا محرم ترمذی اور
نسائی اور ابن ماجہ عمرو بن الاحوص رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین اُسنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
حجۃ الوداع مین حاضر تھا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کی حمد وثنا کیئے اور لوگونکو پند ونصیحت کیئے
پھر چند احکام ذکر کیئے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سنو تم عورتون کے ساتھ خوبی سے چلنے کی نصیحت کو
قبول کرو وے عورتین تمہارے قید مین ہین اسکے سوائے اُنسے اور کسی چیز کے تم مالک نہین مگر صریح بیحیائی
کرین تو پھر ایسا کرین تو اُنکے ساتھ ملکے سونا ترک کرو اور انکو مارو جو سخت مار نہ ہے پھر تمہاری
اطاعت کرین تو انکو ایذا دینے کا حیلہ مت ڈھونڈھو سنو تمہارا حق تمہارے عورتون پر ہی اور تمہاری
عورتون کا حق تمپر ہے تمہارا حق تمہاری عورتون پر یہہ ہے تم جسکو مکروہ رکھتے ہو اسکو تمہارا بچھونا کھندلنے
نہ دینا اور تم جسکو مکروہ رکھتے ہین اُسکو تمہارے گھر مین آنے نہ دینا انکا حق تمہارے پر یہہ ہے اُنکو کھانا کپڑا اچھی طور سے
دینا ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن صحیح ہے ترمذی اور ابن حبان اپنی صحیح مین ابی ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مومنون مین اکمل وہ ہے جسکے
اخلاق نیک ہون تمہارے مین سے خوب لوگ وے ہین جو اپنی عورتون کے ساتھ خوبی سے چلتے ہین بخاری
اور مسلم وغیرہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
عورتون کے ساتھ خوبی سے چلنے کی نصیحت قبول کرو کیا واسطے عورت پسلی سے پیدا ہوئی ہے پسلی
اوپر بہت کجی رہتی ہے اگر تو اُس پسلی کو سیدھی کرنا چاہا تو توڑ دیگا اگر چھوڑ دے گا تو ہمیشہ ٹیڑھی
رہیگی سو عورتون کے ساتھ خوبی سے چلنے کی نصیحت کو قبول کرو مسلم کی ایک روایت مین یون
ہے عورت پسلی سے پیدا ہوئی ہے تیرے سے پاس ایک ہی طور پر سیدھی نہ رہیگی اگر تجھکو اس سے
فایدہ لینا ہے تو اُسکی کجی کے ساتھ فایدہ لے اگر تو اسکو سیدھی کرنے جاے گا تو توڑ دیگا
اسکو توڑنا سو اسکو طلاق دینا ہے اس حدیث مین عورت پسلی سے پیدا ہوئی جو آیا ہے اسمین
ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کی طرف اشارہ ہے جسکو ابن اسحق کتاب المبتدا مین روایت کیا

کیا ہے کہے آدم علیہ السلام کے سوتے وقت انکی بائین طرف کی چھوٹی پسلی سے حوا کو پیدا کیا حدیث
کی معنی گویا یون ہین عورتین اپنی اصل خلقت مین ٹیڑی چیز سے پیدا ہوئین ٹیڑی چیز کو سیدھی
کرنا دشوار ہے وہ جو فرمائے پسلی کے اوپر بہت کجی رہتی ہے سو ٹوٹنے کی معنی کی تاکید واسطے ہی کیونکہ
کسی چیز کو سیدھا کرتے ہین تو اوپر کی جانب سے کرتے ہین اُسکی اوپر کی جانب ہی نہایت کج ہے سیدھا
کرے تو ٹوٹ جائیگی معلوم کیجئے عورت کو اُسکی کجی پر چھوڑنا جو اس حدیث مین آیا ہے اس سے مباح
امور مراد ہین اگر وہ واجبات کو ترک کری یا گناہونکی مرتکب ہوئی تو اُسکو پند و نصیحت وغیرہ جیسا
اوپر اللہ تعالی فرمایا ہے اسکو عمل مین لانا ابو داؤد اور ابن حبان اپنی صحیح مین معاویہ بن حیدہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کئے ہین بولا مین نے کہا یا رسول اللہ ہمارے عورتونکا حق ہمپر کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فرمائے تو آپ کھانا کھاوے تو اسکو بھی کھلاوے اور تو آپ کپڑا پہنا تو اسکو بھی پہناوے اُسکے منھہ
پر نہ مارے اور اسکو تقبیح نہ کرے اور اسکو ہجر نکرے مگر گھرہی مین تقبیح نکرے یعنی اسکو قبحک اللہ یعنی اللہ
تیرا بُرا کرے کرکے نہ کہنا یا اُسکو بُری بات نہ بولنا گالیان نہ دینا ہجر نہ کرے مگر گھر ہی مین یعنی اُسپر
خفا ہوئے تو اُسکے پاس نہ سوکے گھر ہی مین دوسری جگہ سووے گھر چھوڑکے باہر نکل نہ جاوے یہ حکم
جو ہے ہجر نکرنا مگر گھر ہی مین سونا لازم نہین گھر مین نہ آوے تو بھی جایز ہے ابو داؤد اور نسائی اور ابن
ماجہ اور عبد الرزاق اور ابن سعد اور احمد اور ابن المنذر اور ابن حبان اور حاکم اور بیہقی ایاس بن عبد اللہ
بن ابی ذباب سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ کے بندیون کو تم مت
مارو پھر عمر رضی اللہ عنہ آکے عرض کئے ذئرالنساء علی ازواجہن یا رسول اللہ یعنی عورتین اپنے مردون
پر نشوز شروع کرین اور اُنپر چھپے بادیا ن ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتون کو مارنیکی اجازت دیئے
بعد بہت سی عورتین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل پاس آکے اپنے مردون کی شکایت کئے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگونکو کہے بہت سے عورتین ایک روایت مین آیا ہے ستر عورتین محمد کے اہل
پاس آکے اپنے شوہرونکی شکایت کئین وے لوگ یعنی عورتونکو مارنیوالے تمھارے مین خوب آدمی نہین یا
ابن حبان اور حاکم اس حدیث کی تصحیح کئے اس حدیث کا راوی ایاس بن عبد اللہ جو ہی اسکو بعضون نے

صحابی کہتے ہین اور بعضے تابعین مین شمار کرتے ہین حافظ عسقلانی نے پہلے قول کو ہی ترجیح دی ہے
امام شافعی کہے اس حدیث مین عورتون کو مارنے سے نہی جو کئے سو احتمال ہے کہ افضل اور اولی کو اختیار
کئے بعد مارنیکا امر جو کئے اباحت کیواسطے کئے اور احتمال ہے کہ مارنے سے نہی کئے سو واضربوہن کی
آیت نازل ہونیکے قبل تھا آیت نازل ہوئی بعد اذن دئے ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور بخاری اور
مسلم اور ترمذی اور نسائی عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے کیا واسطے تمھارے بعضے لوگ اپنی عورت کو ایسا مارتے ہین غلام کو مارے سا ایک
روایت مین ہے باندی کو مارے سا پھر رات کو اسکے ملکے سوتے ہین عبدالرزاق نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کیا بعضے لوگونکو شرم نہین اپنے عورت کو غلام کے
تئین مارے سا مارتے ہین دن کے پہلے پہر مین مارتے ہین پچھلی پہر مین اُسکے ساتھ ملکے سوتے ہین معلوم
کیجئے اس حدیث سے غرض یہہ ہے مرد اپنی عورت کے ساتھ خوبی سے رہنا پر ہاتھ نہ اٹھانا اپنی عورت کو خوب سا
مارکے پھر تھوڑے وقت کے بعد اُسکے ساتھ ہم بستر ہونا بھلے مانس کا کام نہین اور نہایت قبیح ہے
کیا واسطے ہم بستر ہونا نفس کی میلان اور عشرۃ کی رغبت کے ساتھ ہو تو مستحسن ہے مار کھائی تو اسکو
شوہر سے نفرت رہتی ہے عیش حاصل نہین ہوتا اس لئے ایسی حرکت مذموم ہونیکی طرف حدیث مین اشارہ
کئے اگر بن مارے کے راہ پر نہین آتی ہے تو تھوڑا مار کہ جس سے کمال نفرت اسکو ہنو مضایقہ نہین ڈرانے
سے اپنا غرض نکلتا ہے تو مار کے نام کو نہ جاوے اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا بے شک اللہ ہی سب سے
بلند بڑا اللہ تعالی یہان اپنے دو صفت بیان کیا ایک علی دوسری کبیر علی کی معنی بلند مرتبہ ایسا کہ وصفون
کی وصف اور عارفون کی معرفت سے برتر ہے کہ جس بلندی سے مدح کے سب صفات کا مستحق ہوا
کبیر کی معنی بڑا ایسا جو اپنی بڑپن پر سب سے مستغنی ہوا جسکی عظمت اور کبریائی کے روبرو سب چیز
چھوٹے ہو جاتے ہین ان دونون صفت کو یہان ذکر کرنا چند وجہ سے نہایت مستحسن ہوا پہلی وجہ یہہ
کہ اُن کو یہان ذکر کرنے سے مردون کو عورتون پر ظلم نکرنیکی تہدید غرض ہے اسکا بیان یون
ہے کہ عورتان تمھارا ستم دفع کرنے سے عاجز ہین اور اپنا حق تمسے حاصل کرنیکی قدرت

نہین رکھتے تم اِن کے اوپر مسلط ہین کر کے مغرور نہونا اور اُن کے ایذا کے درپے نہ ہونا کیا واسطے
اللہ تعالیٰ اُن سب سے بلند بڑا اور سب پر قادر ہے ایک دن تم سے اُنکی ایذا کا بدلا لیگا دوسری
وجہ عورتین تمھاری اطاعت قبول کئے بعد تم اپنی قوت و قدرت پر نظر کرکے اُنکو ایذا
دینے کی قابو مین مت لاو کیا واسطے اللہ تعالیٰ باوجود اپنے علو اور کبریائی کے کسی کو حق
کے سوائے دوسری چیز کی تکلیف نہین دیتا تیسری وجہ اللہ تعالےٰ باوجود اپنے علو اور
کبریائی کے تمکو تکلیف نہین دیتا مگر اسی کی جو تم طاقت رکھتے ہین تم بھی عورتون کو اپنی محبت
کی تکلیف نہ دینا کیا واسطے یہہ محبت انکی اختیار مین نہین چوتھی وجہ اللہ تعالیٰ باوجود اِس بلندی
اور کبریائی کے تم توبہ کئے تو توبہ قبول کرتا ہے گناہ بخش دیتا ہے اسکی یاداش نہین کرتا عورت
جب اپنا نشوز چھوڑے اور تمھارے حکم مین آوے تو تم انکی خطا معاف کرنا گذشتہ خطا کا کینہ
دل مین نہ رکھنا اللہ تعالیٰ کی قدرت و اختیار تمپر جسقدر ہے تمکو اپنے زیردستون پر اتنی قدرت
نہین باوجود اس قدرت کے اللہ تعالیٰ جب معاف کیا تو تم معاف کرینگے احق واولیٰ ہو پانچوین
وجہ اللہ تعالیٰ باوجود اس علو و کبریائی کے احکام تمھارے ظاہر حال پر جاری کیا تمھارے بطون کے
کا پردہ نہین توڑتا تم بھی عورت کے ظاہر حال پر اکتفا کرنا اُسکے دلمین تمھاری دوستی یا دشمنی ہے سو اُس
کی جست وجو نہ کرنا وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا
اور اگر تم ڈروگے مخالفت کو اون دونون مین تو کھڑا کرو ایک منصف مرد کے لوگون سے اور ایک منصف عورت کے
لوگون سے معلوم کیجئے عورت نشوز کی تو اُسکو سُدھارنے کی راہ اللہ تعالیٰ بتایا کہ اسکو وعظ و نصیحت کرنا اور ہجر کرنا اور
مارنا اس پر بھی نشوز نہین چھوڑی تو حاکم پاس قصہ مرافعت کئے بن صورت نہین بنتی سو اُسکا حکم ذکر کیا ہمارے فقہا کہتے ہین
حاکم پاس جب مرافعہ کئے تو قاضی دیکھنا کہ نشوز کسواسطے ہے شوہر اُسکا حق ادا نہین کرتا ہے مثلاً خرچ کو نہین
دیتا یا اُسکے پاس رہنے کے دن نہین رہتا ہے شوہر کو اُسکا حق ادا کرنے پر جبر کرنا یا شوہر اس سے بدخلقی کرتا ہے
اور بے سبب اُسکو ایذا دیتا ہی مارتا ہے تو شوہر کو اُس سے منع کرنا لیکن تعزیر نہ دینا منع کئے پر بھی نہ مانا
عورت اُسکو سزا دلوانا چاہی تو شوہر کے حال کے مناسب سزا دینا اگر شوہر عورت کی تعدی اور عورت شوہر کی تعدی

بیان کرے تو انکے پڑوس مین ثقہ شخص کوئی رہتا ہے تو اس سے دونون کا حال دریافت کرکے جس سے
تعدی ہوتی ہے اسکو منع کرے سزا دینا مناسب دیکھتا ہی تو سزا دیوے پڑوس مین کوئی ثقہ نہین رہتا ہے
تو ثقہ کے پڑوس مین ان دونون کو رکھکے حال دریافت کرے جس سے تعدی ہو اُسکو منع کرے با اینہمہ
بھی راہ پر نہ آوے تو دونون کو جُدا رکھنا بلکہ شوہر کی جرأت کو دیکھنے سے معلوم ہو کہ وہ عورت
پر زبردستی کریگا اور شدت سے ماریگا تو دونون کو جُدا رکھنا جب دونون مین مخالفت بہت پڑگئی
اور شقاق ہوا تو دونون کی طرف سے دو منصف مقرر کرنا اس حکم کو بیان کرنے کو اللہ تعالے
نے فرمایا فان خفتم ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین خفتم علمتم کی معنی سے ہی یعنی جب تمکو یقین ہوا کہ عورت
مرد آپسمین ضد رکھتے ہین بعضے کہتے ہین خفتم ظننتم کی معنی سے ہی یعنی جب تمکو گمان ہوا پہلی معنی ہی اولے
ہے کیا واسطے مار توڑ ہو وے بعد آپس مین مخالفت آنا یقینی ہے لیکن آیندہ وہ شقاق باقی نہ رہنے کو
منصف کھڑا کرنا ہے شقاق کی معنی مخالفت مخالفت کو شقاق کہے کیا واسطے دو شخص مین جب مخالفت
ہوتی ہے تو ہر ایک ایک شق مین یعنی ایک جانب مین ہوتا ہے اور ایک دوسرے کا خلاف کرتا ہی بینہما کی
ضمیر زوجین یعنی مرد عورت کی طرف پھرتی ہے یعنی مرد عورت مین بیر پڑا مرد نہ عورت سے ملاپ کرتا ہے
نہ اوس سے درگذرتا ہے اور نہ اُس سے فرقت کرتا ہی اور عورت بھی نہ شوہر کی فرمانبرداری کرتی
ہے نہ کچھ چھوڑ دیکے اُس سے جدا ہوتی ہے تو منصفون کو کھڑے کرنا اللہ تعالی جو فرمایا فابعثوا حکما
یعنی تم منصف کھڑا کرو یہہ حکم کس کو ہے بعضے کہتے ہین حاکمونکو اور جو انکی طرف سے حکم رانی کرتے ہین اُنکو
ہے شافعیہ ایسا ہی کہتے ہین حکم کھڑا کرنا قاضی پر واجب ہے اور بعضی کہتے ہین یہہ حکم اُمت کے صلحا
لوگ پر ہے کیا واسطے فابعثوا مین خطاب جمع کو ہے اُسکو بعض پر حمل کرنا اولے نہین بعضے مفسرین
حنفیہ کے ایسا ہی کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین خطاب زوجین کو ہے لیکن تامل کرنے والے پر ظاہر ہے
عورت مرد دونون منصف مزاج ہین تو حکم مقرر کرینگے اور اُنکے قول پر راضی ہونگے اگر اُنکی مزاج
مین شرارت ہے تو نہ آپس کی رضامندی سے حکم کھڑا کرینگے نہ صلحا لوگ کا کہا مانینگے اُنکی کجی کے
نظر کرتے حاکم حکم مقرر کرنا ضرور ہے حاکم جب مقرر کیا تو اُسکے ڈر سے قبول کرنا ضرور ہوتا ہی اللہ تعالے

فرمایا دو حکم رہنا ایک ہی حکم دونوں کی طرف سے ہو تو کفایت نہین کرتا ہے شوہر کا حکم اُسکے لوگون سے
رہنا اور عورت کا حکم اُسکے لوگون سے رہنا جو آیت مین مذکور ہے استحباب واسطے ہے نظر کرتے
اِس بات کے قرابت والے کو اپنے قریب کے حال سے آگہی خوب رہتی ہے اگر اجنبی کو حکم کرے تو بھی جایز ہے
حکم دور ہنے سے فایدہ یہہ ہے کہ ہر ایک کا حکم تخلیہ مین اپنے بچھی والے سے اس کا حال دریافت کریگا
اُسکی رغبت نکاح باقی رہنے مین ہے یا فرقت مین ہے سو معلوم کریگا یہہ بات معلوم ہوئی بعد دونون حکم بھی جمع ہو کر
جو اصلح ہے اُسکو عمل مین لاوینگے یہہ دونون حکم مرد عورت کی طرف سے وکیل ہین یا قاضی کی طرف سے ان دونون
کو ولایت ثابت ہوئی ہے اِسمین امام شافعی رضی اللہ عنہ کے دو قول ہین اصح قول مین وے دونون حکم مرد عورت
کی طرف سے وکیل ہین اُنکو وکیل کرنے پر دونون کی رضامندی شرط ہے شوہر اپنے حکم کو طلاق دینے کی یا کچھ
پیسا لیکر خلع کرنیکی اجازت دینا اور عورت اپنے حکم کو پیسا دیکے طلاق قبول کرنیکی اجازت دینا شرط ہے
اگر اجازت نہ دیوے تو اپنی راے سے طلاق وغیرہ دینا صحیح نہین طلاق کے وکیل کو خُلع کرنا جایز نہین خُلع
کے وکیل کو مفت طلاق دینا جایز نہین ابو حنیفہ اور احمد کا بھی یہی قول ہے شافعی کے دوسرے
قول مین انکو قاضی کی طرف سے ولایت ثابت ہے مرد عورت کی رضامندی شرط نہین حکم کو طلاق یا خُلع
کرنیکی اختیار ہے مالک اور اسحٰق کا یہی قول ہے اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا اگر یہہ دونون
صلح چاہینگے تو اللہ ملاپ دیگا انمین یریدا اور بینہما کی تثنیہ کی ضمیر مین چار وجہ ہین پہلی وجہ دونون
ضمیر کی مرجع حکمین کی طرف ہے یعنی دونون حکم کا ارادہ عورت مرد مین دوستی کر دینا اور فساد
مٹا دینے کا ہے تو اللہ تعالی دونون حکم مین توفیق دیگا اُنکے حق مین جو بہتر ہے اسپر دونون حکم اکٹھا
ہوگے دوسری وجہ دونون ضمیر کی مرجع زوجین ہین یعنی مرد و عورت دونون کا ارادہ اصلاح
کا ہے تو اللہ تعالی مرد و عورت مین ملاپ دیگا تیسری وجہ یریدا کی ضمیر کی مرجع حکمین بینہما کی ضمیر کی
مرجع زوجین یعنی دونون حکم اصلاح کا ارادہ کرینگے تو اللہ تعالی مرد و عورت مین ملاپ دیگا چوتھی وجہ
اسکا عکس یعنی یریدا کی ضمیر کی مرجع زوجین کی طرف بینہما کی ضمیر کی مرجع حکمین کی طرف یعنی مرد و عورت
اصلاح کا ارادہ کرینگے تو اللہ دونون حکم مین ملاپ دیگا تا جس مین صلاح ہو اسکو کرے اصلاح سے

ع یعنی پنچ و دوست اور رفیق ۱۲

مراد دونون مین کا جھگڑا مٹ جانا خواہ دونون مین دوستی کروا دینے سے ہو یا دونون مین فرقت کر دینے سے توفیق کی معنی لغت مین کسیکو ہاتھ دینا اور مدد کرنا اُسکو اللہ تعالی کی طرف اضافت کرنے تو اللہ تعالی کی لطف مراد ہے کہ جسکے سبب سے اسکی طاعت کرنے پر مدد ہوتی ہے اسمین اشارہ ہے کوئی کام اور غرض اللہ تعالی کے بے توفیق حاصل نہین ہوتا اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیْمًا خَبِیْرًا ۝ مقرر اللہ جانتا ہے آگاہ ہے یعنی دونو مین ملاپ کرا دیتے ہین یا دونون مین آتش افروزی کرتے ہین سب کا علم اللہ کو ہے اس جملے کو لانے سے غرض وعید ہے حکمین کو اور زوجین کو کہ وے حق سے تجاوز نہ کرین شرع کے خلاف کی راہ کو نہ جاوین

ثمن

وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا اور بندگی کرو اللہ کی اور ملاؤ مت اُسکے ساتھ کسیکو معلوم کیجئے جب اللہ تعالی مرد عورت چلن کیسی اختیار کرنیکی راہ بتا دیا اور آپس کے جھگڑے کو مٹانیکی طور دکھلا دیا اب دوسرون کے ساتھ چلنے کی راہ کا بیان فرمایا سو اُسکے دس قسم ذکر کیا بعضے اُنمین سے حق اللہ مین اور بعضے حق الناس ہین پہلا قسم اللہ تعالی کی عبادت کرنا اور کسی کو اُسکا ساجھی نکرنا بعضے مفسرین اعبدوا کی تفسیر وحدوا سے کرتے ہین یعنے اللہ کو ایک جانو اس معنی پر ولا تشرکوا کا جملہ پہلے جملے کی تاکید ہوگا اظہر یہہ ہے عبادت کو بندگی کے معنی سے لینا اس کی توحید ولا تشرکوا بہ شیئًا کے جملہ سے مستفاد ہوتی ہے اس تفسیر پر ہر ایک جملہ ایک علاحدہ فایدہ بخشتا ہے یہہ مراد لینا اولی ہے عبادت اُسکو کہتے ہین جس امر کو کرتا ہے خواہ وہ امر فعل ہو یا ترک فعل فقط اس لیے کرنا کہ اللہ تعالی کا حکم ہے اسمین دل کے اور جوارح کے اعمال سب داخل ہوین اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو ساجھا نہ کرنا یعنی اللہ تعالی کی ذات پاک کو ایک جاننا اُسکی عبادت کرنے مین دوسرے کو شریک نہ کرنا جب اُسکی عبادت مین دوسرے کو شریک کیا تو مشرک ہوا عبادت خالص اللہ کیواسطے نہ رہی وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اور ماں باپ سے نیکی کرو یہہ جار مجرور کا تعلق محذوف فعل سے ہے اسکی تقدیر یون ہے واحسنوا بالوالدین احسانًا یعنی ماں باپ سے نیکی کرو نیکی کرنا یہہ جملہ اگرچہ لفظ مین خبر ہے لیکن اس سے امر مراد ہے یعنی تم ماں باپ سے احسان کرو ماں باپ سے احسان کرنا دس قسم مین کا دوسرا قسم ہے کہ اللہ تعالی جسکا امر کیا ہے ماں باپ کے ساتھ احسان کرنیکو اللہ تعالی اپنی عبادت کے ساتھ یہان مقرون کیا دوسے

کئی آیتون مین بھی انکے احسان کو اپنی عبادت کے ساتھ مقرون کرکے ذکر کیا ایسا لیے آنا
دلالت کرتا ہی کہ والدین کا حق فرزندون پر بہت بڑا ہے بخاری اور مسلم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کئے ہین کہ ایک شخص آکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یارسول اللہ مین کسکے
ساتھ بہت درستی سے چلنے کا احق ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تیری مان مین پھر پوچھا
اسکے بعد کون تو فرمائے تیری مان پھر پوچھا اسکے بعد کون فرمائے تیری مان پھر پوچھا اسکے بعد کون
فرمائے تیرا باپ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مان کے حق کو تین بار فرمائے اس سے معلوم ہوا کہ اسکا حق باپ سے
تین برابر بڑھکے ہی اسکی وجہ ظاہر ہے کیا واسطے حمل اور ولادت اور دودھ پلانے سے مشقتین مان جو
اٹھاتی ہے باپ انکو نہین اٹھاتا مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تین بار فرمائے رغم انفہ یعنی ناک کٹے صحابہ عرض کئے یارسول اللہ کسکی تو فرمائے
اس شخص کی جو اپنے والدین کو یا انمین سے ایک کو بڑھاپے مین پایا اور بہشت مین نہین گیا
اس حدیث کا حاصل یہہ ہے والدین کے بڑھاپے مین انکی خدمت کرنا بہشت مین جانے کا سبب ہے
جو شخص اس مین قصور کیا تو بہشت مین جانے سے محروم ہوا رغم انفہ کی اصل معنی ناک کو مٹی لگی اس سے
ذلیل خوار بے آبرو بے حرمت ہونا مراد ہے اسکا ترجمہ ناک کٹی کرکے ہم جہ کے اسکی اصطلاحی معنی بھی
وہی بے آبرو اور بے حرمت ہوئی ہے مان باپ کی نافرمانی اکبر الکبائر سے ہی کرکے صحیحین وغیرہ کے متعدد
حدیثون مین وارد ہوا ہے والدین کے ساتھ احسان کرنا یہہ ہے کہ انکی خدمت مین حاضر رہنا انکے روبرو
بات پکارکے نکرنا ان سے بات سختی سے نہ کرنا انکے مطالب بر لانے مین سعی کرنا اپنی مقدور کے موافق انکا خرچ
چلانے مین قصور نکرنا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ اور قرابت والون سے یہہ بھی محذوف احسنوا سے متعلق ہی یعنی قرابت
والون سے نیکی کرو قرابت والون سے نیکی کرنا دس قسم مین کا تیسرا قسم ہے اس سے صلہ رحم یعنی سگاوٹ جوڑنی مراد ہے
رحم را کی فتح اور حاء مہملہ کی کسر سے قرابت والون کو کہتے ہین خواہ اس قرابت سے وارث ہو یا نہ ہو خواہ
محرمیت ہو یا نہو والدین بھی قرابت والون مین داخل ہین لیکن ولادت کی قرابت سب قرابتون سے
بہت نزدیک تھی دوسرے قرابتون کے بہ نسبت اسکے خصوصیات بہت تھے اس لئے اللہ تعالی انکے حقوق اور اگر نیکو

لفظ حدیث کا یون ہے یارسول اللہ من احق الناس بحسن صحابتی

مقدم کیا بعد دوسرے قرابت والون کو ذکر کیا قرابت والون سے احسان کرنا یہہ ہے اُنکے احوال
دریافت کرنا اُنکے لغزشون کو معاف کرنا جن کا خرچ چلانا واجب ہے اُن کے خرچ کو دینا اُنکی حاجت روائی کرنا
اور اونکو کچھ ضرر پہنچا ہو تو اُسکو دفع کرنا اُنکے ساتھ کشادہ پیشانی سے بات کرنا اور اونکو دعا کرنا اِسکا حاصل
اُنکے حق مین جسقدر اپنے سے نیکی ہو سکتی ہے کرنا اور جسقدر اُنسے بدی کو دفع کرنی ممکن ہو دفع کرنا قرابت
نزدیک ہونے سے اور دور ہونے سے اُنکے استحقاق کے مرتبون مین بھی تفاوت ہوتا ہے بخاری
اور مسلم انس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جس شخص کو
اپنی رزق کی کشایش ہونا اور اپنی عمر دراز ہونا خوش ہو تو اپنے سگاوت کو جوڑے وَالْیَتٰمٰی
اور یتیمون سے یتیمون سے احسان کرنا انہین کا چوتھا قسم ہے یتیم یعنی بچا جسکا باپ نہین اسکے ساتھ
احسان کرنیکا امر کیا کہ واسطے وہ دو طور کی عاجزی رکھتا ہے ایک تو بچپن دوسرا اسکا کوئی مشفق
نہین جو شخص ایسا ہو تو نہایت عاجز ہوا رحم کرنیکا بہت مستحق ہوا چاہیے یتیم سے نرمی کرے اُسپر لطف و
مہربانی بہت کرے اور اُسکے سر پر ہاتھ پھیرے اور اُس سے سلوک کرے یتیم کا نگاہبان جو ہو اسکو یتیم کے
مال کی محافظت کرنے مین مبالغہ ضرور ہے امام احمد اور بخاری اور ابوداود اور ترمذی سہل بن سعد
رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم فرمائے مین اور یتیم کا کافل بہشت مین
ایسا رہینگے اور اپنے کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کئے ایک روایت مین یہہ بھی زیادہ
ہے اور ان دونون انگلیون مین کشادہ کئے یتیم کے کافل سے وہ شخص مراد ہے جو اُسکی کفالت کرتا ہے اور
اسکے کامون کی سرابرہی دیتا ہے اور اُسکا محافظ رہتا ہے انگلیون سے اشارہ جو کئے اس سے مراد یہہ ہے کافل اس
کا مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ سے قریب ہے دونون مرتبون مین تفاوت نہین مگر اتنا ہی بقدر جو
دونون انگلیون مین کشادگی ہے امام مالک اور مسلم انہین کی طریق سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مین اور یتیم کا کفیل پھر وہ یتیم اسکا ہو یا غیر کا بہشت مین
ایسا رہینگے امام مالک نے کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کئے یتیم اسکا ہو یعنی اسکی قرابت والا
ہو مثلاً پوترا ہے یا بھائی یا بھتیجا اور اُسکے مانند جو کفیل سے قرابت رکھتا ہو یا غیر کا یعنی کفیل سے کچھ قرابت

نہین رکھتا ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے جو شخص یتیم کو جو مسلمان والدین سے ہے اپنے کھانے پانی مین شریک کریگا تو اللہ تعالی اُسکو البتہ بہشت
مین داخل کریگا مگر ایسی گناہ کرے کہ اللہ تعالی اس گناہ کو نہین بخشتا ہو ترمذی نے اس حدیث کی
تحسین کی ہے احمد اور طبرانی عمرو بن مالک القشیری رضی اللہ عنہ سے اسیکے مثل روایت کئے ہین ابو الحسن
الہیثمی نے کہا اُسکے رجال سب مجتمع بہم ہین مگر علی بن زید اُسکی حدیث بھی حسن ہو اللہ اُس گناہ کو نہین بخشتا جو
آیا اس سے شرک مراد ہو امام احمد وغیرہ ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص یتیم کے سر پر ہاتھ پھراوے اور یہہ ہاتھ نہین پھرایا مگر اللہ کے واسطے تو
جتنے بال پر ہاتھ پھیرا ہو اُن ہر ہر بال کے واسطے اُسکو ایک ایک حسنہ ہو اس حدیث کی سند مین کلام ہے
وَالْمَسٰكِيْنِ اور مسکینون سے مسکینون سے احسان کرنا پانچوان قسم ہے مسکین سے فقیر اور محتاج مُراد ہین اُنکو
یتیمون کے بعد ذکر کیا کیواسطے یتیم کو دو طور کی عاجزی تھی بخلاف مسکین کے اُسکو ایک ہی طور کی عاجزی
ہے بخاری اور مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
بیوہ عورت اور مسکین کیواسطے کوشش کرنے والا راہ خدا مین جہاد کرنے والیکے مثل ہے یا جو شخص تمام شب
عبادت مین کھڑا رہتا ہو اور تمام دن روزہ رکھتا ہو اُسکے مثل ہے مسکین سے احسان کرنا یہہ ہو کہ اُسکو
اپنے پاس کچھ ہو تو دیوے اگر اپنے سے کچھ دینا نہین ہوسکتا ہے تو دوسرے کے پاس سے دِلانے
کی کوشش کرے کچھ بھی نہین ہوسکتا ہے تو اُسکو میٹھی بات کرکے چلاوے وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى
وَالْجَارِ الْجُنُبِ اور قریب ہمسائے سے اور بعید ہمسائے سے جار ذی القربی چھٹوین قسم ہے جار الجنب ساتوین
قسم ہے جار پڑوسی کو کہتے ہین ذی صاحب کی معنی سے القربی اصل مین مصدر ہے قرب کا معنی سو قرب کے یا قرابت کے
الجنب بعید کی معنی سے جمہور مفسرین کہتے ہین جار ذی القربی سے قرابت کا ہمسایہ مراد ہو اور جار الجنب سے غیر قرابت
کا ہمسایہ ابن جریر طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بسند صحیح ایسا ہی روایت کیا ہو بعضے کہتے ہین جار ذی القربی
نزدیک رہنے والا پڑوسی اور جار الجنب دور رہنے والا پڑوسی مُراد ہو بعضے کہتے ہین جار ذی القربی سے مسلمان
پڑوسی جار الجنب سے اُسکا غیر یعنی کافر پڑوسی مراد ہے معلوم کیجئے ہمسایہ مین مسلمان کافر عابد فاسق

دوست دشمن پردیسی رہواس نفع پہنچانے والا ضرر پہنچانے والا قرابت والا اجنبی نزدیک رہنے والا
دور رہنے والا سب داخل ہین پھر ان صفات کے دیکھنے بعضون کو حق بعضون سے بڑکے ہوتا ہے اور جس
کے صفات سب جس مین جمع ہوگئے اُسکا حق بہت رہیگا جس قدر یہہ صفات کم ہوگئے اُسقدر حق کم
ہوگا ایساہی نیچے کے صفات جسقدر جمع ہوگئے اُتنا حق گھٹنگے ہوگا غرض ہر ونی حقکو اُسکے حال کے
موافق کا حق ادا کیا جاہئے کبھی دو حق یا اُس سے زیادہ متعارض ہو جاتے ہین پھر اُن مین یا ترجیح
ہوگی یا تساوی ہم حقوق مین تفاوت جو بیان کئے اُسکو جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث تائید
کرتی ہے جسکو طبرانی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے پڑوسیان تین ہین ایک پڑوسی کا ایک ہی حق ہے وہ مشرک ہی اسکو حق پڑوس کا
ہے ایک پڑوسی کے دو حق ہین وہ مسلمان ہے اُسکو حق پڑوس کا ہے اور حق اسلام کا ہی ایک
پڑوسی کے تین حق ہین وہ قرابت والا مسلمان ہے اُسکو حق پڑوس کا اور اسلام کا اور رحم کا ہی معلوم
کیجئے ہمسائیہ سے احسان یہہ ہے کہ اُسکے ساتھ خوبی سے رہنا اُسکو حصہ بانٹ بھیجنا اُسکو سلام کرنا
ملاقات کے وقت کشادہ پیشانی رہنا اُسکی احوال پرسی کرنا اُسکو کسی چیز کی احتیاج ہو تو اعانت کرنا اُسکو
کسی قسم کی ایذا نہ پہنچانا کیا واسطے پڑوسی کو ضرر پہنچانا گناہ کبائر سے ہی پڑوسی صالح شخص ہو یا بدکار سبکے
واسطے خوبی کا ارادہ رکھنا معلوم کیجئے سب اقسام کے احسانات جو مذکور ہوئے صالح پڑوسی کیواسطے مختص ہوگئے بدکار کو
نصیحت کرنا برے کامون کا مرتکب ہوتا ہی تو اُسکو منع کرنا امر معروف و نہی منکر کے مرتبون کے موافق اُسکی
نصیحت مین حد بالغ نکرنا نرمی یا گرمی جو مناسب ہے اس بموجب اُسکو وعظ کرنا اُسکے برائیون کو ڈھانپنا غیر کو
اُسکے برائیون پر مطلع نکرنا نرمی کے ساتھ اُس سے منع کرنا باز آیا تو بہتر نہین تو اُسکو ادب سکھانیکے ارادے
سے اُس سے ہجر کرنا یعنی بات ترک کرنا اور ہجر کا سبب اُسکو بیان کرنا شاید وہ اپنے برے کام سے باز آوے
اُسکے ضرر کے روا دار نہونا مگر جہان شرع اُسکے ضرر کو واجب رکھی ہے وہان قول یا فعل سے اُسکو ضرر پہنچانا
واجب ہے مثلاً شراب پیتا ہی تو اُسکو اُنڈیلنا پڑوسی کافر ہو تو اُسکے حال کے مناسب اُس سے نیکی کرنا اسکو اسلام
لانے کی ترغیب دینا اسلام کے خوبیان اسکو بتانا اپنے گھر سے کتنے تفاوت تک ہے تو وہ پڑوسی ہے اسمین اختلاف ہی علی رضی اللہ عنہ

کہے تیری اذان کا آواز جو سنا وہ تیرا پڑوسی ہے بعضے کہتے ہین تیرے ساتھ مسجد مین صبح کی نماز جو
پڑھتا ہے وہ پڑوسی ہے عائیشہ رضی اللہ عنہا کہے ہر جانب مین چالیس گھر تک پڑوسی ہین اوزاعی کا بھی یہی قول ہے
صحیح قول شافعیہ پاس بھی یہی ہے گھر کے چارون جانب کے چالیس چالیس گھر پڑوس ہین ایک قول یہہ ہے اپنے
گھر سے جس کا گھر لگا ہو وہ پڑوسی ہے بخاری اور مسلم ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے جبرئیل علیہ السلام پڑوسی کیواسطے ہمیشہ مجھے کہا کرتے تھے یہان تک کہ مین نے سمجھا کہ اسکو
وارث ٹھہرائینگے بخاری اور مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے جو شخص اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان لاتا ہے وہ شخص اپنے ہمسایہ کو ایذا نہ دیوے بخاری اور مسلم ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے واللہ ایمان نہین لایا واللہ ایمان
نہین لایا واللہ ایمان نہین لایا صحابہ عرض کئے یا رسول اللہ وہ کون تو فرمائے جسکی بدی سے
اسکا ہمسایہ بیفکر نہین رہتا ہے طبرانی اور ابو یعلی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مومن ایسا نہین ہوتا جو خود پیٹ بھر کے کھاوے اور اپنا پڑوسی بھوکھا ہے
حافظ منذری نے کہا اسکی سند کے راویان ثقہ ہین بخاری نے عائیشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہے کہ مین عرض کی
یا رسول اللہ میرے پڑوس مین دو شخص ہین مین ہدیہ بھیجون تو کسکو بھیجون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے تجھ سے جس پڑوس کا دروازہ قریب ہے اسکو بھیج مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ ابو ذر
رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یا ابا ذر تو شوربا پکایگا تو اسمین
پانی بہت رکھ اور اپنے پڑوسی کی غمخواری کر ایک روایت مین آیا ہے ابو ذر کہے میرے خلیل یعنی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو وصیت کئے کہ جب تو شوربا پکائیگا تو اسمین پانی بہت رکھ اور تیرے پڑوس والون سے
کسیکو دیکھ کے اسمین سے دستور کے موافق اسکو بھیج بخاری اور مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے
ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اے مسلمان عورتو حقیر نہ سمجھو اپنے پڑوسی کو اگرچہ بکری کا کھر
ہو یعنی اپنے پڑوسی کو ہدیہ بھیجنے کیواسطے کسی چیز کو حقیر نہ سمجھو بھیڑی کی کھر ہو تو بھی بھیجو وَالصَّاحِبِ
بِالْجَنْۢبِ اور بغلی سے لگے ہوئے آشنا سے یہہ آٹھوان قسم ہے جنکے ساتھ احسان کرنیکا امر کیا صاحب کی

معنی مصاحب اور آمیزش کرنے والا اور آشنا اور ہمنشین اور ساتھی اور شریک جنب کی معنی پہلو اور پسلی بالجنب مین بے الصاق کے واسطے ہے یا فی کی معنی سے ہے اسکا تعلق محذوف سے تقدیر یون ہے ملتبا بالجنب یعنی ساتی جو بازو سے لگا ہو ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین اُس سے سفر کا رفیق مراد ہے سعید بن جبیر اور مجاہد سے بھی ایسا ہی مروی ہے زید بن اسلم نے کہا الصاحب بالجنب سے مراد تیرا ہمنشین حضر مین اور تیرا رفیق سفر مین اور تیری عورت جو تیرے پہلو سے لگتی ہے علی ابن ابیطالب اور ابن مسعود سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کی ایک روایت مین آیا ہے کہ اس سے عورت مراد ہے امام رازی نے کہا اس سے مُراد وہ جو تیری صحبت مین رہے اور تیری بازو سے بیٹھے پھر سفر مین رفیق ہو یا اُس کا گھر تیرے گھر سے لگا ہو یا علم حاصل کرنے مین یا کسی حرفے مین تیرا شریک ہو یا مسجد مین یا مجلس وغیرہ مین تیرے بازو سے بیٹھا ہو اگرچہ ایک لحظہ بھی رہے کہ ان سے تیرے اور اسکے درمیان صُحبت کا حق ثابت ہوتا ہے اس حق کی رعایت کرنا اور اسکو فراموش نہ کرنا تجھ کو لازم ہے اور اسکو اسکے احسان کا ذریعہ کرنا ضرور ہے انتہی امام احمد اور بخاری ادب المفرد مین اور ترمذی اور ابن جریر اور حاکم عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اصحاب مین اللہ کے پاس خیر وہ ہے جو اپنے آشنا سے خوبی کے ساتھ رہتا ہے ترمذی نے اسکی تحسین کی ہے اور حاکم نے تصحیح کی ہے اور کہا شیخین کی شرط پر ہے ذہبی نے بھی اسکے قول کو مسلم رکھا اس حدیث کا حاصل یہہ ہے بہتر آشنا جسکو اللہ تعالی کے پاس منزلت اور اجر ہے وہ شخص ہے جو اپنے آشنا کو زیادہ نفع پہنچاتا ہے وَابْنِ السَّبِيلِ اور راہ کے مسافر سے یہہ نوان قسم ہے ابن السبیل کی لفظی معنی راہ کا بیٹا راہ مین جو شخص اٹک پڑتا ہے اسکو ابن السبیل کہتے ہین اور جو شخص اکثر سفر مین رہا کرتا ہے اُسکو بھی ابن السبیل کہتے ہین یہان ابن السبیل سے مطلق مسافر مراد ہے بعضے کہتے ہین مسافر جو حج کے یا جہاد کیواسطے نکلا ہو راہ مین اسکے پاس کا خرچ سرگیا یا جانور اُسکا ماندہ ہو ایا اسکے مانند کے عذرون سے اٹک پڑا ہے وہ مراد ہے بعضے کہتے ہین ابن السبیل سے مہمان مراد ہے جہان آوے تو اسکو اکرام کرنا مالک اور بخاری اور مسلم اور ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ ابی شریح العدوی رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لاتا ہی تو اپنے مہمان کو
تکریم کرے مہمان کا جایزہ ایک دن رات ہے اور ضیافت تین دن ہے اُسکے بعد جو دیتا ہی صدقہ ہی مہمانکو
حلال نہین کہ اُسکے پاس رہکے اُسکو تنگ کرے اِس حدیث مین جو مذکور ہوا جایزہ ایک دن رات ہے یعنی
صلہ اور بخشش اور اُسکی مہمانی مین اہتمام کرنا اور جسقدر ہو سکتا ہی اُتنا تکلف کرنا اور اُس سے لطف و
مدارا کرنا ایک دن رات ہی اسکے بعد تین دن تک جو میسر ہو سو کھلاوے عادت سے افزون نکرے مہمان
تین دن سے زیادہ رہا تو وہ ضیافت نہین بلکہ صدقہ ہے چاہے تو دیوے چاہے تو نہ دیوے مہمان کو تین روز سے
افزود رہکے مہمان دار کو تنگ کرنا حلال نہین ہان مہمان دار اُسکے رہنے کا باعث ہو تو مہمان کو رہنا
مضایقہ نہین یہہ تین دنمین پہلے دن کے سواے ہے یا اُسکو ملا کے تین دن ہین اسمین اختلاف ہی لیث
اور امام احمد کہتے ہین مہمان آوے تو اُسکو ایک دِن رات اُسکی ضیافت کرنا واجب ہے لیکن امام احمد کہتے ہین
جنگل اور قریون مین رہنے والون پر مہمان آوے تو ایک دن رات کا کھانا کھلانا واجب ہے شہرون مین
رہنے والون پر واجب نہین امام شافعی اور مالک اور ابو حنیفہ اور جمہور فقہا کہتے ہین ضیافت واجب
نہین بلکہ سنت ہے اور مسلمانون کو اسکا کرنا سنن موکدات سے ہی وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اور تمہارے
ہاتھ جسکے مالک ہین یہہ دسوان قسم ہے جنکے ساتھ احسان کرنا فرمایا اس سے باندی غلام مُراد ہین
ایمان جمع یمین کی ہے داہنے ہاتھ کو کہتے ہین ملک کی نسبت داہنے ہاتھ کی طرف مجازاً ہے کیا واسطے
کسی چیز کے مالک ہوتے ہین تو اکثر اُسکو داہنے ہاتھ مین پکڑتے ہین باندی غلام سے احسان یہہ ہے
اُنھون مین جس چیز کے کرنیکی طاقت نہین ویسی چیز کرنیکی تکلیف نہ دینا اور اُنکو سخت بات نہ کرنا
اور اُنکو نہ مارنا اور اُنکو کھانا کپڑا کفایت کئے اُتنا دینا معلوم کیجیے باندی غلام کو کھانا سالنا اور کپڑا
دینا واجب ہے اُس بستی کے باندی غلام کو جس قسم کا قوت دینیکی غالب عادت ہے اُس قسم کا قوت دینا اور لباسا
ہی لباس اُنکو دینے کی غالب عادت جو ہو وہ لباس دینا فقط شرمگاہ چھپاوے اُتنا کپڑا دینا کفایت نہین کرتا
اُنکو اپنے ساتھ بٹھلا کے کھلانا افضل ہے اپنے ساتھ نہین بٹھلایا تو خود کھاتا سو کھانے سالن وغیرہ سے
کچھ اُسکو بھی دینا سنت ہی ایسا ہی خود پہنتا سو لباس سے اُسکو بھی کچھ دینا معلوم کیجیے ما ملکت ایمانکم مین

جانور بھی داخل ہین کسیکے پاس جانور ہے تو اُسکو دانا چارا ڈالنا یانی پلانا مالش وغیرہ کہ جس سے جانور کی خوبی ہے کرنا لازم ہے ریشم کے کیڑے ہو تو اُنکو توت کے پتے ڈالنا لازم ہے جانور کی طاقت سے افزود لادنا اور سواری سے اسکو آرام نہ دینا بھی جائز نہین دودھ دیتا سو جانور ہو تو اسکا دودھ اسقدر نہ نچوڑنا کہ اس سے جانور کو یا اُسکے بچے کو ضرر ہو جو ملک ذی روح نہین مثلاً گھر ہے یا پانی اینکا تالاب ہے تو بے عذر اُنکی مرمت نہ کرکے ویران کرنا درخت ہین یا زراعت ہے تو اُنکو پانی نہ بند کے سُکا دینا مکروہ ہے بخاری اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وے یعنی باندی غلام تمہارے بھائیان ہین اُنکو اللہ تعالی تمہے زیر دست کیا سو جسکا بھائی اسکے زیر دست ہو تو آپ جو کھاتا ہے اُس سے اُسکو بھی کھلاوے اور آپ جو پہنتا ہے اُس سے اُسکو بھی پہناوے اور اُسکو ایسا کام کرنیکی تکلیف نہ دیوے کہ جسکے کرنے سے وہ عاجز ہو اگر ایسے کام کی تکلیف دیا تو خود اسکی اعانت کریے مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی ابو مسعود البدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہے مین اپنے غلام کو کوڑے مارتا تھا میرے پیچھے سے صدا ہونے لگی ابو مسعود تو سمجھ مین غصے کے مارے آواز کسکا ہے سو نہین پہچانا جب میرے نزدیک ہوا دیکھتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین فرماتے ہین ای ابو مسعود تو اس غلام پر جتنی قدرت رکھتا ہے اللہ تعالی تجھ پر اُس سے بڑکے قدرت رکھتا ہے مین بولا آج سے مین غلام کو کبھی نہ مارونگا ایک روایت مین یہہ بھی زیادہ کیا ہے پھر مین بولا یا رسول اللہ وہ غلام اللہ کی ذات کیواسطے آزاد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تو اُسکو آزاد نکرتا تو تجھکو دوزخ کی آتش لگتی مسلم اور ابوداؤد ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص اپنے مملوک کو یعنی باندی غلام کو طبانچہ یا مار مارے تو اُسکا کفارہ اُسکو آزاد کرنا ہے مسلم کی ایک روایت مین آیا ہے جو شخص اپنے غلام کو حد مارا ایسی تقصیر پر کہ وہ غلام اُسکو نہین کیا ہے یا اُسکو طبانچہ مارا تو اسکا کفارہ اس غلام کو آزاد کرنا طبرانی نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص اپنے مملوک کو ظلم سے مارا تو قیامت کے دن اس سے بدلا لیا جائیگا حافظ عبد العظیم المنذری نے کہا اُسکی سند کے رجال ثقہ ہین بخاری اور مسلم اور ترمذی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص اپنے مملوک کو قذف کیا تو قیامت کے دن اس شخص پر حد قذف جاری کیا جائیگا مگر وہ مملوک ویسا بدفعل کیا رہے قذف کی معنی زنا کی گالی دینا اور زنا کی طرف نسبت کرنا یعنی مثلاً اسکو زانی اور باندی کو قحبہ چھنال کہنا امام احمد اور ابن ماجہ اور ترمذی ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سیئی الملکہ یعنی غلام باندی کے ساتھ برائی کرنے والا بہشت مین نہ جائیگا امام احمد کی روایت مین زیادہ کیا ہے صحابہ کہے یا رسول اللہ آپ فرمائے ہین بہ نسبت دوسرے امتون کے اس امت مین مملوک اور یتیم بہت رہینگے فرمائے ہان برابر لیکن تم انپر لطف و مہربانی کرو جیسی اپنی اولاد کو کرتے ہین اور تم جو کھاتے ہین اُس سے کچھ اُنکو کھلاؤ مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مملوک کیواسطے اسکا کھانا کپڑا دینا ہے یعنی واجب ہے اُسکو تکلیف نہ دینا مگر اُسکی کہ جسکی طاقت رکھتا ہے اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح مین یون روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مملوک کیواسطے اُسکا کھانا پانی لباس دینا ہے اور تکلیف نہ دیا جاوے مگر اسی کی جو طاقت رکھے اگر تم تکلیف دوگے تو تم انکی اعانت کرو اللہ کے بندو تم عذاب مت دو بندونکو جو تمہارے سریکے ہین بخاری ادب المفرد مین اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور بیہقی علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری کلام یہہ تھا الصلاة الصلاة واتقوا اللہ فیما ملکت ایمانکم یعنی نماز پڑھنا لازم رکھو نماز پڑھنا لازم رکھو اور اپنے ہاتھ کے مال مین اللہ سے ڈرو ابن ماجہ وغیرہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی اس حدیث کے مثل روایت کئے ہین ابو داؤد اور ترمذی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیئے ہین کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے کہا یا رسول اللہ مین اپنے خادم کو یعنی باندی غلام کو کتنے بار معاف کرون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہر روز ستّر بار ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن غریب ہے ایک نسخے مین ہے حسن صحیح ہے ابو یعلی نے ابن عمر سے بسند جید یون روایت کیا ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا میرا خادم نافرمانی کرتا ہے اور ستم کرتا ہے کیا مین اسکو مارون نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہر روز تو اسکو ستر بار معاف کر ترمذی کی ایک روایت مین بھی ایسا ہی آیا ہے اس حدیث کے صحابی کا نام ابو داؤد کے بعضے نسخون مین ابن عمر ہے عین کی ضم سے اور بعضے نسخون مین ابن عمرو ہے عین کی فتح سے امام احمد اور ترمذی ۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین کہ ایک شخص آکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو بیٹھا اور کہا مجھکو مملوک ہین وے مجھ کو جھٹلاتے ہین

چراتے ہین نافرمانی کرتے ہین مین انکو مارتا ہون اور گالیان دیتا ہون سو مین اُنسے کیسا ہون نبی صلی اللہ علیہ
فرمائے وے جو چراتے ہین نافرمانی کئے ہین جھٹلائے ہین اور تو جو انکو سزا دیا ہو دونکو قیامت کے دن حساب کیے گی تیری
سزا اگر اُنکی تقصیرون کے برابر ہو تو بدلا ہوگیا نہ تجھکو کچھ ہو اور نہ تجھ پر کچھ ہے تیری سزا اُنکی تقصیرون سے افزود ہے
تو تیرے سے انکا بدلا لئے جائیگا وہ شخص کنارے جاکے رونے پکارنے لگا پھر اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
کیا تو اللہ کا یہہ قول نہین پڑھا (ونضع الموازین القسط لیوم القیمۃ فلا تظلم نفس شیئا و ان کان مثقال حبۃ من
خردل اتینا بہا وکفی بنا حاسبین) یعنی ہم رکھینگے ترازوان انصاف کے قیامت کے دن پھر ظلم نہو گا کسی جی پر
ایک ذرہ اور اگر ہو گا برابر رائی کے دانے کے وہ ہم لے آوینگے اور ہم بس ہین حساب کرنیکو پھر وہ شخص کہا
یا رسول اللہ اب مین ان سے جدائی اختیار کئے بن میرے واسطے کوئی چیز بہتر نہین انکو گواہ رکھتا ہون کہ وے
سب آزاد ہین ترمذی نے کہا یہہ حدیث غریب ہے حافظ المنذری نے کہا اسکی سند کے سب رجال سے بخاری اور مسلم
حجت پکڑتے ہین مگر عبد الرحمن بن غزوان وہ بھی ثقہ ہے حافظ عسقلانی نے کہا عبد الرحمن اگرچہ ثقہ ہو لیکن اسنے حدیث
کی سند جو ذکر کیا ہو اُسکے سبب سے لوگ اسمین کلام کرتے ہین مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمہارے مین کسیکے واسطے اسکا خادم گرمی مین اور دھوین مین رہکے
کھانا پکالاوے تو چاہیے اُسکو اپنے ساتھ بٹھلاکے کھلاوے اگر کھانا تھوڑا ہو تو اُسکے ہاتھ مین لقمہ دو لقمے ڈالے

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ہ مقرر اللہ دوست نہین رکھتا اُسکو جو ہو اتراتا بڑائی کرتا
مختال کی معنی متکبر کی متکبر وہ جو اپنے کو بڑا سمجھتا ہے لوگون کے حقوق ادا نہین کرتا فخور وہ جو اپنے مال متاع کی کثرت
پر نظر کرکے اپنے تئین سب سے بہتر جانتا اللہ تعالی ان دو مذموم صفت پر اس آیت کو ختم کیا کیا واسطے متکبر شخص اپنے
فقیر قرابت والے سے ننگ و عار کرتا ہو اور ضعیف ہمسائے کو حقارت سے دیکھتا ہے پھر ان کے حقوق ادا نہین
کرتا اور ان کے طرف التفات نہین کرتا سو ایسا کرنے والا درگاہ الٰہی سے دور ہے ابو یعلی اور ضیاء المقدسی کتاب
المختارہ مین ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قیامت کے دن
اللہ تعالی لوگون کو جب ایک میدان مین جمع کریگا تو دوزخ اس کے بعض پر بعض گرتی ہوئی آئیگی اُسکے رکھوال
اسکو روک رہینگے وہ کہیگی میرے پروردگار کی قسم میرے اور میرے یارون کے درمیان تم ہٹ آؤ نہین تو

مین لوگون کو ایک دوڑ مین گھیر لونگی رکھوال پوچھینگے تیرے یار کون ہین کہیگی جو متکبر اور جبار رہو پھر اپنی جیب نکال کے لوگون مین سے انکو چن لیگی اور اپنے پیٹ مین ڈال لیگی پیچھے ہٹ جاویگی پھر اُسکے بعض پر بعض گرتی ہوئی آویگی اُسکے رکھوال اسکو روک رہینگے وہ کہیگی میرے پروردگار کی عزت کی قسم میرے اور میرے یارون کے درمیان تم مت آؤ نہین تو مین لوگونکو ایک دوڑ مین گھیر لونگی رکھوال پوچھینگے تیرے یار کون ہین کہیگی ہر ختار کفور یعنی دغاباز اور ناشکرگذار پھر انکو اپنی جیب سے چن لیگی اور اپنے پیٹ مین ڈال لیگی پیچھے ہٹ جاویگی پھر اسکے بعض پر بعض گرتی ہوئی آویگی اُسکے رکھوال اُسکو روک رہینگے وہ کہیگی میرے پروردگار کی عزت کی سوگند میرے اور میرے یارون کے درمیان تم مت آؤ نہین تو مین لوگون کو ایک ہی دوڑ مین گھیر لونگی پوچھینگے تیرے یار کون ہین کہیگی جو مختال فخور ہے پھر اپنی جیب سے انکو چن لیگی اور اپنے پیٹ مین ڈال لیگی پیچھے ہٹ جاویگی تب اللہ تعالے لوگون کے درمیان چکوتی شروع کریگا حافظ جلال الدین السیوطی نے کہا اُسکے سند کے رجال ثقہ ہین امام احمد اور حاکم نے جابر بن سلیم الہجیمی رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث روایت کئے ہین اسمین مذکور ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پنڈلی پکڑ کے کہے لنگ یہان تک باندھ اسکو نہین مانا تو یہان تک باندھ اول سے نیچے بتائے اسکو نہین مانا تو یہان تک باندھ ٹخنے کے اوپر اُسکو نہین مانا تو اللہ تعالی مختال فخور کو دوست نہین رکھتا حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے بخاری اور مسلم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص اپنا کپڑا تکبر سے لڑادے تو قیامت کے دن اللہ تعالی اُسکی طرف نہ دیکھیگا

الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ جو لوگ بخل کرتے ہین وَيَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ اور حکم کرتے ہین لوگون کو بخل کی یعنی انکو بخل سکھاتے ہین وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ اور چھپاتے ہین جو دیا انکو اللہ نے اپنے فضل سے الذین یبخلون کا جملہ من کان مختالا فخورا کا بدل پڑا ہے معنی یون ہونگی اللہ دوست نہین رکھتا اُن لوگون کو جو بخل کرتے ہین یا یہہ جملہ ذم کی تقدیر سے منصوب یا مرفوع ہے نصب کی حالت مین معنی یون ہوگی مین مذمت کرتا ہون ان لوگون کی جو بخل کرتے ہین رفع کی حالت مین ہم کی تقدیر کرنا یعنی وے مذموم لوگ وے ہین جو بخل کرتے ہین یا یہہ جملہ صفت پڑا ہے من کان سے یعنی اللہ تعالی دوست نہین رکھتا مختال فخور کو ایسے جو بخل کرتے ہین یا الذین اپنے مابعد کے ساتھ مبتدا پڑا ہے اُسکی خبر محذوف ہے

خبر کی تقدیر یون ہے الذین یبخلون احقاء بکل ملامۃ یعنے جو لوگ بخل کرتے ہین ہر قسم کی رسوائی کے لایق ہین پیچھے کے دونون جملے یعنے یامرون کا جملہ اور یکتمون کا جملہ یبخلون کے جملہ پر معطوف ہین یبخلون مین جو تقدیر کرتے ہین ان دونون مین بھی وہی تقدیر ہوتی ہے ابن اسحٰق اور ابن جریر طبری اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ کردم بن زید کعب بن الاشرف کا حلیف اور اسامہ بن حبیب اور نافع بن ابی نافع اور بحر بن عمرو اور حیی بن اخطب اور رفاعہ بن زید بن التابوت یہہ سب یہودیان انصار کے پاس آکے انکو بطور نصیحت کے کہتے کہ تم اپنے مال خرچ مت کرو مال جا کے تم فقیر ہو جاؤگے پیسا خرچ کرنے مین شتاب نہ کیجو آیندہ کیسا نقشہ ٹھہرتا ہے سکو معلوم نہین تب اللہ تعالے نے الذین یبخلون کی آیت کو وکان اللہ بہم علیما تک نازل کیا بعضے کہتے ہین یہہ آیت خود یہود کی شان مین نازل ہوئی بخل سے علم کا بخل مراد ہے وے بخل سے علم نہین سکھاتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت جو ان کی کتابون مین مذکور تھی اسکو پوشیدہ رکھتے تھے بعضے کہتے ہین بخل عام ہے خواہ مال کا بخل ہو یا علم کا معلوم کیجیے اس آیت مین اللہ تعالیٰ مذموم تین صفت بیان کیا پہلی صفت انسان بخیل ہونا بد ہے اس صفت کو الذین یبخلون کے جملہ مین ذکر کیا دوسری صفت غیر کو بخل کرنے کا امر کرنا یہہ صفت نہایت بد ہے اس صفت کو یامرون الناس بالبخل کے جملہ مین ذکر کیا تیسری صفت اللہ اپنے فضل سے کچھ بخشش کیا ہو اسکو پوشیدہ کرنا غنی رہتے پر اپنی فقیری نمود کرنا فراغت رہتے پر افلاس ظاہر کرنا قدرت رہتے پر بیمقدوری بیان کرنا یہہ صفت اوپر کے دونون صفتون سے زیادہ مذموم ہے کیا واسطے اسمین اللہ تعالیٰ کی ناشکری پائی جاتی ہے بالبخل کو حمزہ کسائی خلف باکی اور خاء معجمہ کی فتح سے قراءت کرتے ہین باقی کے قرا باکی ضم اور خاء کی سکون سے پڑھتے ہین معنی دونون کے ایک ہی ہین وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّھِیْنًا ۵ اور ہمنے تیار رکھا ہے کافرون کیواسطے خوار کرنے والا عذاب یعنی ذلت کی مار قیامت کے دن مہین کی معنی خوار اور رسوا اور ذلیل کرنے والا اس مقام مین ضمیر لانیکی جگہہ پر اسم ظاہر کو لایا یعنی اعتدنا لہم کی جگہہ اعتدنا للکافرین کہا اسمین اسبات کی اشارت ہو کہ جس کا حال ایسا ہو آپ بخل کرنا اور لوگونکو بخل کا امر کرنا اور اللہ کے فضل کو پوشیدہ کرنا وہ شخص اللہ تعالیٰ کی نعمتون کا

کافر ہے جو شخص اللہ کی نعمتوں کا کافر ہو تو اسکے لئے خوار اور ذلیل کرنیکا عذاب مہیا ہے جیسا اُسنے اللہ تعالی کی نعمت کو بخل اور پوشیدہ کرکے خوار کیا ترمذی اور حاکم عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی اپنی نعمت کا اثر اپنے بندے پر نمود رہنے کو دوست رکھتا ہے ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث حسن ہے حاکم نے کہا کہ وہ صحیح ہے ابن حبان اپنی صحیح میں اور حاکم ابو الاحوص کی طریق سے روایت کئے ہیں اُسنے اپنے باپ سے یعنی مالک بن نضلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکا دول بُرا دیکھ کے کہے کیا تیرے پاس کچھ مال نہیں اُسنے کہا سب طرح کا مال مجھکو اللہ تعالی دیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے پھر کیا واسطے تجھ پر نہیں دکھتا اللہ تعالی کسی بندے کو کچھ نعمت دئی ہے تو وہ نعمت اُسپر نمود ہونے کو اللہ تعالی دوست رکھتا ہے حاکم اُسکی تصحیح کی ہے امام احمد اور اسحق بن راہویہ اور بیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی اپنے بندیکو کچھ نعمت نہیں دیتا مگر اُسکا اثر اُس بندے پر نمود ہونے کو دوست رکھتا ہے بیہقی کی روایت میں یوں آیا ہے مقرر اللہ تعالی جب کسی بندے کو کچھ نعمت دیتا ہے تو اس نعمت کا اثر اُس بندے پر نمود ہونیکو دوست رکھتا ہے اور بؤس اور تباؤس کو مکروہ رکھتا ہے اور الحاح کرکے سوال کرنے والے کو مبغوض رکھتا ہے اور شرم والا اور عفیف اور متعفف کو دوست رکھتا ہے ذہبی نے کہا اسکی سند جید ہے بؤس کی معنی بدحالت تباؤس کی معنی بدحالتی نمود کرنا یعنی اپنی حالت کو بُری بنانا اور اپنی بدحالتی نمود کرنیکو اللہ تعالی مکروہ جانتا ہے عفیف پارسا جو حرام سے بچ رہتا ہے اور لوگوں سے سوال نہیں کرتا متعفف وہ جو تکلف سے پارسائی اختیار کرتا ہے معلوم کیجئے ہم یہہ بیان جو کئے اس سے معلوم ہوا کافرین سے کافر دین اور شرع کا مراد نہیں بلکہ کافر نعمت کا یعنی کفران نعمت کرنے والا اور ناشکر گذار مراد ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت کو پوشیدہ کرتے تھے سو یہود کی شان میں آیت کا نزول لیوے تو کافرین سے دین وشرع کے کافر مُراد ہوتے ہیں کیا واسطے یہود جب دین اور نبوت کو پوشیدہ کئے تو کافر ہوئے اور یہہ بھی احتمال ہے کہ جسکو اللہ تعالی اپنے فضل سے نعمتیں دیا ہے اُسکو پوشیدہ کرنے سے کبھی کافر ہوتا ہے مثلاً کسی نے اللہ تعالی کی شکایت کیا اور اسکے قضا و قدر پر راضی نہیں ہوا تو کافر ہوا اُس پر فرمایا کافرون کو ذلت کی مار ہے

اَمْوَالَهُمْ رِئَاۤءَ النَّاسِ اور وے جو خرچ کرتے ہین اپنے مال لوگون کو دکھانے یعنی فخر کیواسطے اور لوگ انکو سخی مرد کہنے کیواسطے وَلَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اور یقین نہین رکھتے اللہ پر اور نہ پچھلے دن پر یعنی وے لوگ مال دیتے اُس سے اللہ تعالی کی ذات کا ارادہ نہین کرتے کیا واسطے اللہ تعالی کی توحید کا اقرار نہین کرتے اور معاد پر کہ جس مین اعمال کی جزا ملتی ہے ایمان نہین لاتے سو اُنکے واسطے بھی عذاب مہین ہے اس الذین کا عطف یا اوپر کی آیت مین کے الذین پر ہے اس تقدیر پر وہان جو تقدیرین تھین یہان بھی وے جاری ہوگے یا للکافرین کے لام کے مجرور پر ہے اس تقدیر پر معنی یون ہوگی ہمنے مہیا کیا ہے ان ریا والونکے واسطے عذاب مہین سدی کہتا ہی یہہ آیت منافقون کی شان مین نازل ہوئی ریا کا لفظ اسی قول کی تائید کرتا ہے کیا واسطے ریا بھی نفاق کا ایک قسم ہی مجاہد کہتا ہے یہود کے شان مین نازل ہوئی بندہ عاصی کہتا ہے یہہ قول ضعیف ہے کیا واسطے اللہ تعالی انکو بخل اور کنجوسی سے وصف کرتا ہے بعضے کہتے ہین مکہ کے مشرکون کی شان مین نازل ہوئی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت مین پیسا خرچ کرتے تھے بندہ عاصی کہتا ہی آیت کے سیاق سے عداوت مین پیسا خرچ کرنا مفہوم نہین ہوتا بلکہ عرب علی الخصوص قریش سخاوت بہت کرتے تھے لیکن اکثر کفار داد و دہش جو کرتے تھے فقط اپنی نام آوری اور خود سخی کہلانے کے واسطے تھا سو اللہ تعالی انکا احوال ذکر کیا ریا مصدر ہے اپنی مفعول کی طرف مضاف ہوا ہے اور حال پڑا ہے ینفقون کے فاعل سے مرائین کی تاویل سے اسکو ینفقون کا مفعول لہ ڈالے تو بھی صحیح ہے وَمَنْ یَّكُنِ الشَّیْطٰنُ لَهٗ قَرِیْنًا فَسَآءَ قَرِیْنًا اور جسکے واسطے ہووے شیطان ساتھی یعنی جس کا ساتھی شیطان ہو تو بہت برا ساتی ہے اوپر بخل وغیرہ مذموم صفات کو ذکر کیا سو اب اسکا سبب بیان فرمایا کہ اسکا سبب شیطان ہی جو انکے ساتھ لگا ہی پھر جس کا عمل شیطان کے کہے موافق ہو تو وہ عمل برا ہے اس بیان سے معلوم ہوا شیطان ساتھی ہے سو دنیا مین ہے بعضے کہتے ہین یہہ آخرت مین ہوگا ہر کافر کے ساتھ ایک شیطان کو زنجیر دن مین جکڑ کے دوزخ مین ڈالینگے وَمَاذَا عَلَیْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ اور انپر کیا تھا یعنی انکا کیا نقصان تھا اگر ایمان لاتے اللہ پر اور پچھلے دن پر اور خرچ کرتے کچھ اللہ کے دئیے ہوئے سے یعنی اللہ کی راہ مین ماذا کا

کلمہ استفہام کیواسطے ہے وے لوگ جو ایمان کی منفعت سے جاہل ہین اُنکی توبیخ اور جھڑکنیکے واسطے اس استفہام
کو لایا یعنی انکا کیا ضرر تھا اُنپر کیا آفت تھی اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لانے مین ضرر تو اسمین ہے
اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہ لانا اور اللہ کی راہ مین بیبانہ خرچنا وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيمًا
اور اللہ اُنکے دانا ہے یعنی اللہ کو اُنکی خوب خبر ہے اُنکے اعمال کی جزا اُنکو دیگا نفاق اور ریا کی بابت مخفی رہتی ہے
ظاہر نہین ہوتی اُس سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے علانیے کا جیسا اللہ کو علم ہے ویسا ہی تمہارے بطون کا
علم بھی اُسکو حاصل ہے اپنے دل کی کوئی بات اُس سے پوشیدہ رہیگی کرکے تم ریا نہ کرنا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ
ذَرَّةٍ مقرر اللہ ستم نہین کرتا ایک ذرہ کے وزن کا یعنی ایک ذرہ برابر کسی کا حق نہین رکھتا وَاِنْ
تَكُ حَسَنَةً يُضٰعِفْهَا اور اگر نیکی ہو تو اسکو دونا کرے وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيمًا
اور دیوے اپنے پاس سے بڑا ثواب اس آیت کا تعلق اوپر کے آیتون سے یون ہے کہ اللہ تعالیٰ اول اپنی عبادت کا امر کیا
بعد والدین وغیرہ کے ساتھ احسان کرنیکو ذکر کیا اس کے بعد کنجوسی کی مذمت کیا بعد ایمان نہین لانے
والون کی اور اللہ کی راہ مین خرچ نہین کرنیوالون کی توبیخ کیا اب نیکی کی جزا اور بدی کی سزا ذکر کرنا ضرور ہوا
سو اپنے عدل کی صفت بیان کیا کہ ذرہ برابر کسی پر ستم نہین کرتا اور اپنے احسان کی شان بولا کہ ذری
نیکی کو دونی کرتا ہے لا یظلم کا مفعول محذوف ہے تقدیر یون ہے ان اللہ لا یظلم احدا یعنی اللہ کسی پر
ستم نہین کرتا مثقال کی معنی وزن اور ذرہ باریک سرخ چیونٹی کو کہتے ہین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
ایسا ہی ثابت ہوا ہے کہ ذرہ یعنی چیونٹی اسکو اُنسے عبد بن حمید اور ابن جریر روایت کئے ہین ابن عباس
سے یہہ بھی مروی ہے کہ انھون اپنی انگلی مٹی مین ڈالکے اُٹھائے اور اسکو پھونکے اور کہے اسکا ہر
جُز ذرہ ہے بعضے کہتے ہین آفتاب کے کرن روزن مین سے پڑے تو غبار کے اجزا جو دیکھتے ہین اُن اجزا کے
ہر ہر جُز کو ذرہ کہتے ہین غرض چھوٹی چیز کی معرفت کے واسطے اللہ تعالیٰ ذرہ کو ذکر کیا اُس سے لوگون
پر انیائی خواہ بہت خواہ تھوڑی نہ کرنا مراد ہے لیکن لوگ جسکو نہایت چھوٹی چیز سمجھتے ہین ان کی سمجھ بات
کے موافق ذرہ کرکے کہا حسنة کو نافع اور ابو جعفر اور ابن کثیر رفع سے پڑھتے ہین اس تقدیر کان تامہ
ہوگا معنی یون ہوگی اگر واقع ہونگی نیکی دوسرے قرا حسنة کے نصب سے پڑھتے ہین انکی قرارت پر کان

ناقصہ ہوگا اُسکی تقدیر یون ہوگی فان یک زنۃ الذرۃ حسنۃ یعنی اگر ذرہ کے وزن کے برابر نیکی ہو تو یضٰعفہا
اس صیغہ کو ابن کثیر اور ابن عامر اور یعقوب یُضَعِّفہا کرکے پڑھتے ہین عین کی تشدید اور بن الف کے تضعیف سے
جو باب تفعیل ہی باقی کے قرا یُضٰعِفہا ضاد کے بعد الف زیادہ کرکے بن تشدید کے پڑھتے ہین مضاعفت سے جو باب
مفاعلہ ہے دونو کی معنی ایک ہی ہے یعنی ایک کو دو کرنا یا افزود کرنا نیکی افزود کرنے سے اُسکا ثواب افزود
کرنا مراد ہی یعنے ایک نیکی کو دس کا ثواب اور اس سے افزود اجر عظیم سے جنت مراد ہی امام الرازی نے
کہا تضعیف مین اور اجر عظیم مین فرق یہہ ہے تضعیف اُس ثواب کے جنس سے ہوگی اور اپنے پاس سے اجر عظیم دیگا
سو اُس ثواب کے جنس سو نہین بلکہ لذتون کے جنس سے ہوگی کہ جنکو جنت مین دونگا کرکے وعدہ کیا ہے
سعید بن منصور اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت
کئے ہین کہے یہہ آیت من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا اعرابیون کے یعنی بدیون کے شان مین نازل ہوئی ایک شخص
کہا مہاجرین کو کتنا ثواب ہوگا تب یہہ آیت نازل ہوئی ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ الایۃ جسکو اللہ تعالیٰ عظیم کہے وہ
البتہ بہت بڑی ہوگی ابو داؤد طیالسی اور امام احمد اور مسلم اور ابن جریر انس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالیٰ مومن کی کسی نیکی مین ستم نہین کرتا اُسکی نیکی کے بدلے
دنیا مین کھانا دیتا ہے اور آخرت مین اُسکی جزا دیگا کافر کو اُسکی نیکی کے درعوض دنیا مین کھانا دیتا ہے
قیامت کا دن جب آئیگا تو اُسکو کچھ نیکی نہ رہیگی عبد الرزاق اور عبد بن حمید اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور ابن
حاتم - ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جسکے دل مین
ذرہ کے برابر بھی ایمان ہوگا اُسکو اللہ تعالیٰ دوزخ سے نکالیگا ابن ابی شیبہ نے ابو عثمان النہدی سے روایت
کیا ہے اُسنے کہا مجھ کو خبر پہنچی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین اللہ تعالیٰ مومن کو ایک نیکی کے بدلے
دس لاکھ نیکی دیگا پھر مین آکے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہے ہان بیس لاکھ نیکی دیتا ہی قرآن مین
اُسکو فرماتا ہے ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ و ان تک حسنۃ یضٰعفہا اللہ تعالیٰ کتنا افزود کریگا سو کون
جانتا ہے ابن جریر کی روایت مین یون آیا ہے ابو عثمان النہدی نے کہا مین ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے
ملکے کہا مین سنتا ہون کہ تم کہتے ہو ایک نیکی بیس لاکھ نیکی ہوتی ہے ابو ہریرۃ کہے اُس سے تو کیا اچنبا کرتا ہے

واللہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہون فرماتے تھے ایک نیکی کو اللہ تعالی بیس لاکھ نیکی کرتا ہے
بعضے کہتے ہین قیامت مین خصوم کے مقدمات جو فیصل ہوکے انکے حق مین یہہ آیت نازل ہے جسکی نیکی ذرہ کے برابر
ہے تو اللہ تعالی اسکو افزود کر دیگا اسکو تائید کرتی ہے حدیث جسکو عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم
ابن مسعود رضی اللہ سے روایت کئے ہین کہ بندے کو قیامت کے دن اول سے آخر تک جتنے خلایق ہین اُن کے
روبرو لاکے پکارینگے یہہ فلانا ہے فلانے کا بیٹا ہے اُسپر کسی کا حق ہو تو آکے اپنے حق کو لیوے پھر لوگ خوش
ہونگے کیا واسطے مان پر یا باپ پر یا بچے پر یا عورت پر کچھ حق نکل آوے تو اسکو لین اگرچہ تھوڑا بھی ہو
اس سخن کی سچائی اس آیت مین ہے (فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینہم یومئذ ولا یتسآءلون) پھر اس شخص کو
بولینگے اِن کے حقوق ادا کردے وہ شخص کہیگا ای رب کہان سے دون دنیا چلی گئی اللہ تعالی فرشتون کو
کہیگا اسکے نیک اعمال کو دیکھکے اُن سے اِنکے حقوق ادا کرو پھر ذرے کے اتنی نیکی باقی رہی تو فرشتے
کہینگے ہم نے سب حقدارون کے حقوق ادا کئے اب اسکو ایک ذرے کے اتنی نیکی باقی رہ گئی ہے اللہ تعالے
فرشتون کو کہیگا میرے بندے کے لئے اس ذرے کو افزود کیجیے اور میری فضل رحمت سے اسکو بہشت مین
داخل کریئے اسکی سچائی قرآن مین یہہ آیت ہے (اِن اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ واِن تک حسنۃ یضعفہا ویوت
من لدنہ اجراً عظیما) اجر عظیم یعنے جنت اُسکو دیگا اگر اُسکی نیکیان تمام فنا ہوگئے اور اُسکے گناہ باقی ہین تو
فرشتے کہینگے ای پروردگار اِسکے سب نیکیان فنا ہوگئے ہین اور حقدار بہت سے باقی ہین تب اللہ تعالی
کہیگا اُن کے گناہ اِسپر ڈالو اور اوسکے واسطے خط دوزخ کو لکھو اس حدیث کو بغوی نے بھی بن سند کے
ذکر کیا ہے اس تاویل پر آیت کی معنی یون ہوگی اللہ تعالی جھگڑے والے کے حق سے ذرہ کی مقدار
بھی ظلم نہ کریگا ذرہ کے مقدار ثواب اُسکے سے لئے باقی رہا تو بھی ظلم نہ کریگا بلکہ اسکو بڑا کے اُسپر ثواب
دیگا فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴿۴۱﴾ پھر کیا حال
ہوگا جب ہم لے آوینگے ہر قوم سے گواہ کو اور لے آوینگے تجھکو اُنپر گواہ یعنی قیامت کے دن مشرک اور
منافق کا کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت کے گواہ کو یعنی ان قوم کے نبی کو اپنی امت کا حال کہنے واسطے
گواہ بلاوینگے کہ اُس نے اُنکو کیا امر کیا اور وے کیسے عمل کئے اور تجھکو ای محمد اُنپر گواہ لاوینگے ہو لا رکا

اشارہ یا انبیا کی طرف ہے یعنی ان انبیا کے حال پر گواہی دینے تجھکو بلاوینگے یا اشارہ سب امتوں کی
طرف ہے یعنی ان سب امتوں پر تجھکو گواہ لے آوینگے یا ان لوگوں کی طرف ہے جو قرآن سُننے اور اُسپر
عمل کرنیکے لئیے مامور ہوئے یا اشارہ مومنین کی طرف ہی کیا واسطے انبیا اپنے امتوں کو احکام پہنچائے کرکے
گواہی دینے اس اُمت کے مومنوں کو طلب کرینگے اور مومنوں کی تصدیق کی گواہی دینے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کو طلب کرینگے جیسا اللہ تعالیٰ اس آیت مین فرمایا ہی(وکذلک جعلنا کم اُمّۃً وسطًا لتکونوا شھداء
علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدًا) اس آیت کی تفسیر تیرھوین وردمین ہم ذکر کئیے ابوسعید الخدری
رضی اللہ عنہ کی حدیث جسکو بخاری اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ روایت کئیے ہین اسی پر دلالت
کرتی ہے ابوسعید کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے نوح علیہ السلام کو قیامت کے دن بُلواکے پوچھینگے
کیا تھنے اپنی امت کو رسالت پہنچائی نوح کہینگے ہان پہنچایا انکی اُمت کو بلواکے پوچھینگے نوح نے تمکو کیا
رسالت پہنچائی وے کہینگے ہمارے پاس کوئی نذیر نہین آیا پھر نوح کو کہینگے تم رسالت پہنچائے سو شاہد
کون ہی کہینگے محمد اور انکی امت شاہد ہین اللہ تعالیٰ یہہ جو فرمایا وکذلک جعلنا کم امۃ وسطا اسیکی طرف
اشارہ ہے پھر تم کو بلوائینگے تم آکے انہون پر رسالت پہنچائی کرکے گواہی دوگے اور مین تمپر گواہی
دونگا بخاری اور ترمذی اور نسائی وغیرہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئیے ہین کہے مجھکو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مجھکو کچھ پڑھکے سناؤ ابن مسعود کہے یا رسول اللہ قرآن آپ پر
نازل ہوا ہے آپکو مین کیا سناؤن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے دوسرے شخص سے
سُننا مجھکو اچھا لگتا ہی پھر سورۃ النسا پڑھنے مین شروع کیا جب اِس آیت کو پہنچا فکیف اذا جئنا من
کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہولاء شہیدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اب بس کر مینے دیکھا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے دونون آنکھ سے اشک جاری ہین ابن ابی حاتم اور بغوی اپنی معجم مین اور
طبرانی محمد بن فضالہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئیے ہین کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے
پاس بنی ظفر مین آئے حضرت کے ساتھ ابن مسعود اور معاذ بن جبل اور چند شخص تھے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قاری کو پڑھنے کا امر کئیے سو پڑھنے لگا جب اس آیت کو پہنچا فکیف اذا جئنا

الآیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے حضرت کے داڑ اور پہلو حرکت کرنے لگے اور فرمائے ای رب
مین جن مین موجود ہون اُنکی گواہی دونگا مین جنکو نہین دیکھا انکی گواہی کیسا دون حافظ سیوطی نے
کہا اُسکی سند حسن ہے ابن المبارک نے زہد مین سعید بن المسیب سے روایت کیا ہے کہے کوئی روز نہین مگر
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر انکی اُمت کو صبح شام نمود کرتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکا پتا اور اُن کے
عمل سب جان لیتے ہین حافظ العسقلانی نے کہا ابن فضالہ کی حدیث مین جو اشکال تھا اسکو یہہ مرسل حدیث
دفع کی انتہیٰ اشکال وہی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مین جنکو نہین دیکھا ہون اُنکی گواہی کیسا دون
اسکی دفع یون ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر انکی اُمت کے ہر ہر شخص کا حال دو وقت صبح شام
نمود کردیتے ہین پھر اُن کے حال پر گواہی دینا سہل ہوا معلوم کیجئے اس آیت کو پڑھنے سے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے رونے کی وجہ یہہ ہے کہ جب حضرت اپنے کو جو علم ہے اُسکے موافق اپنی اُمت
پر گواہی دینگے تو جو شخص مستقیم نہین تھا اسکی تعذیب کا سبب ہوگا اپنی امت پر رحم کھاکے روئے
یا قیامت کے دن کا ہول اور گواہی کے واسطے طلب کرنا اور اسوقت کی سختیون کو نظر مین لانا
سبب حضرت کے رونیکا ہوا یَوْمَئِذٍ یَّوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ
تُسَوّٰی بِهِمُ الْاَرْضُ اُس دن آرزو کرینگے جو لوگ منکر ہوئے تھے اور رسول کی بے
حکمی کئے تھے کاشکے ہموار کئے جاتی اُن سے زمین یعنی وے زمین کے پیوند ہوجاتے اُس دن سے
گواہی دینے بلوانے کا دن مراد ہے یعنی قیامت کا دن منکر ہوئے سو لوگ سے مراد وے لوگ ہین
جو اللہ تعالی کی وحدانیت کو اِنکار کئے اور رسول کی نافرمانی کئے رسول کے حکم کو نہین ملنے یعنی
جو لوگ کفر و عصیان کو جمع کئے ہین یا کفار اور گناہگار مراد ہین لو تسوی مین لو مصدریہ ہے اپنے ما بعد کے
ساتھ ملکے یود کا مفعول پڑا ہے تسوی مین تین قرارت ہین ایک تُسَوّٰی تا کی ضم اور سین کی فتح
تخفیف کے ساتھ اور واو کی تشدید سے مضارع مجہول کا صیغہ باب تفعیل سے یہہ قرارت ابن کثیر اور
ابو عمرو اور عاصم اور یعقوب کی ہے اسی قرارت کا ہم ترجمہ کئے دوسری تَسَّوّٰی تا کی فتح اور سین کی تشدید
اور واو کی تشدید سے مضارع معروف کا صیغہ باب تفعل سے اسکا اصل تتسوی تھا تا کو سین سے

بدل کرکے سین کو سین مین ادغام کئے یہہ قرارت نافع اور ابوجعفر اور ابن عامر کی ہے تیسری لَتَسَوّٰی
تا اور سین دونون کی فتح سے اور سین مخفف اور واو کی تشدید مضارع معروف کا صیغہ باب تفعل سے
اُسکا اصل تتسوی تھا ایک تا کو تخفیف کیواسطے حذف کر دئیے یہہ قرارت حمزہ اور کسائی اور خلف
کی ہے اخیر کے یہہ دونون قرارتون پر معنی ایک ہی ہین یعنے کاش راست اور ہموار ہوتی ان سے
زمین تینون قرارتون کی معنی کی حاصل ایک ہی ہے زمین اُنکے ہموار ہو جانے سے مُراد اُنکو زمین مین
گاڑکے مٹی کے برابر کردیتے یا زمین شق ہوکے اُنکو نگل کر پھر ملجاتی یا خود زمین ہوجاتے کفار دیکھکے جانور
سب مٹی ہوجاکے عذاب سے بچے آپ بھی آرزو کرینگے کہ ہم بھی مٹی ہو جاتے وَلَا يَكْتُمُونَ اللّٰهَ حَدِيثًا
اس جملہ کو بعضے کہتے ہین مستانفہ ہے اپنے ماقبل سے متصل نہین بعضے کہتے ہین یہہ بھی اپنے ماقبل سے
متصل ہے جب مستانفہ کیو تو اُسکا مبتدا محذوف ہے اُسکی تقدیر ہم لایکتمون ہے اس تاویل پر معنی
یون ہوگی وے نہ چھپا سکینگے اللہ سے کوئی بات اس جملہ کو ماقبل سے متصل لیوسے تو یا یَوَدُّ کے جملہ پر
عطف ہے اس صورت مین اللہ تعالی اُنسے دو چیز کی خبر دی ایک زمین کے پیوند ہونیکی آرزو کرنا
دوسری بات چھپانیکی طاقت نرکھنا معنی یون ہوگی اُس دن بات چھپانیکی طاقت نہ رکھینگے کیا
واسطے اُنکے اعضا اپنے کئے کی گواہی دیگے یا اپنے ماقبل سے حال پڑا ہے اب معنی یون ہونگی حال
یہہ کہ وے نہین چھپا سکتے اللہ سے کوئی بات ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عطا نے یون روایت
کیاہے کہ کہے وے آرزو کرینگے کہ کاش زمین کے پیوند ہوتے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امر کو نہ
چھپاتے اور اونکے منکر نہ ہوتے اور اُن سے نفاق نہ رکھتے اس قول پر چھپانے سے دنیا مین نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے اوصاف چھپانا مُراد ہے اُوپر جو تاویلین بیان کئے اس سے آخرت مین چھپانا مُراد
ہے تو اُس پر ایک اشکال وارد ہوتا ہے کہ یہان مذکور ایسا ہوا مشرک اللہ سے بات نہین چھپاتے
دوسری آیت مین اللہ تعالی کہا ہے واللہ ربنا ما کنا مشرکین یعنی قسم ہے اللہ کی اپنے رب کی ہم
مشرک نہین تھے اس آیت مین وے اللہ سے بات چھپائے نافع بن الازرق نے جو خوارج کا سرخیل
تھا جن ایام مین ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا کرتا تھا ابن عباس سے چند آیتون کا سوال کیا

کہ جن مین تعارض پایاجاتاہی ازانجملہ یہہ اعتراض بھی کیاہی ابن عباس اُسکے جواب مین کہے اللہ تعالی مخلصون کے گناہ بخش دیگا مشرک نے اسکو دیکھ کے کہینگے چلو آوہم بھی کہینگے کہ ہم مشرک نہین تھے پھر اللہ تعالی اُنکے منہہ پر مُہر کردیگا اور اونکے ہاتھ بات کرینگے اُسوقت مشرکون کو معلوم ہوگا اللہ سے بات چھپا نہین سکتے تب آرزو کرینگے ہم زمین کے بیوند ہوتے تو بہتر تھا اسکو بخاری نے تفسیر مین حم السجدہ کے سعید بن جبیر کی طریق سے روایت کیا ہی کہ ایک شخص نے عبداللہ بن عباس سے پوچھا اسکو عبدالرزاق اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور حاکم اور ابن مردویہ اور بیہقی کتاب الاسماؑ والصفات مین بھی سعید بن جبیر کی طریق سے روایت کئے ہین اور حاکم نے اسکی تصحیح کی ہی ان کی روایت مین یون مذکور ہے ابن عباس کہے اللہ تعالی نے جو فرمایا ثم لم تکن فتنتہم الا ان قالوا واللہ ربنا ما کنا مشرکین سو کفار قیامت کے دن دیکھینگے اللہ تعالی مسلمانون کے گناہ بخش دیتا ہی اور شرک نہین بخشتا اور شرک سی بڑی گناہ کوئی نہین ہے پھر آپ بھی شرک کا انکار کرینگے اس اُمید پر کہ خود بھی بخشے جاوے سو کہینگے (واللہ ربنا ما کنا مشرکین) پھر اللہ تعالی اُنکے منہہ پر مُہر کردیگا اور جو عمل کرتے تھے اُسکو اُنکے ہاتھ پانون بول اُٹھینگے اسوقت کافر اور رسول کی نافرمانی کرنیوالے آرزو کرینگے کاش ہم زمین کے بیوند ہوجاتے اور اللہ سے بات نہ چھپاتے اسکو ابن جریر الطبری نے جویبر کی طریق سے وہ ضحاک سے روایت کیا ہی کہا نافع بن الازرق ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آکے کہا اللہ تعالی فرماتا ہی (یومئذ یود الذین کفروا وعصوا الرسول لو تسوی بہم الارض ولا یکتمون اللہ حدیثاً) بھی فرماتا ہے واللہ ربنا ما کنا مشرکین یعنی ان دونون آیتون مین تعارض پایا جاتا ہے ابن عباس اُسکو کہے مین ایسا سمجھتا ہون تو اپنی جماعت والون کے پاس تھا سو انھون کو کہہ آیا ہے کہ مین ابن عباس پاس جاکے اُنپر قرآن کے متشابہ آیتون کا اعتراض کرتا ہون سو جاکے تیری جماعت والون کو کہہ قیامت کے دن اللہ تعالی سبکو ایک جگہہ جمع کریگا سو مشرک کہینگے اللہ تعالی کسی سے کچھ عمل نہین قبول کرتا مگر اُن سے جو اسکی وحدانیت کیا ہے سو آوہم بھی جاکے کہینگے جب اللہ تعالی اُنسے سوال کریگا تو کہینگے واللہ ربنا ما کنا مشرکین تب اللہ تعالی انکے مونہہ پر

مُہر کردیگا اور اُنکے اعضا بات کرینگے اور وے مشرک تھے سو گواہی دینگے تب کفار آرزو کرینگے کہ خود زمین کے پیوند ہوتے اور اللہ سے بات نہ چھپاتے اِس اشکال کا دوسرا جواب یہہ ہی قیامت کے بہت دن سے مقام ہین ایک مقام مین بالکل بات نہ کرینگے (فلا تسمع الا ہمسًا) مین اُسکا اشارہ ہے اور ایک مقام مین بات کرینگے اور ربنا کے جھوٹھ بولینگے (واللہ ربنا ما کنا مشرکین) مین اور (وما کنا نعمل من سوء) مین اُسکا اشارہ ہے اور ایک مقام مین اپنے کئے کا اقرار کرینگے (فاعترفوا بذنبہم) مین اُسکی طرف اشارہ ہی غرض سب سے اخیر مقام مین اُنکے مونھون پر مُہر ہوگی اور اُنکے اعضا بات کرینگے (ولا یکتمون اللہ حدیثًا) مین اسی کی طرف اشارہ ہی یہہ جواب حسن بصری سے منقول ہی یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

ع

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ اے ایمان والو نزدیک نہ ہو نماز کے جب تمکو نشا ہو یہان تک کہ سمجھنے لگو تم جو کہتے ہو یعنی نشا کی حالت سے نماز پڑھا جب تک ہوش نہ آوے صلٰوۃ سے نماز مراد ہے جمہور مفسرین کا یہی قول ہے بعضے کہتے ہین اُس سے مسجد مراد ہے اصل مین موضع الصلوۃ تھا مضاف کو حذف کئے ہین اس اختلاف کا فائدہ ہم آیندہ ذکر کرینگے سُکارٰی جمع سکران کی ہے اُسکی معنی مست متوالا وہ لفظ سُکر سے ماخوذ ہے سُکر کی اصل معنی راہ بند کرنا اُسکو نشا مین استعمال کئے کیا واسطے نشا کرنے سے اُسکی حواس کی راہ بند ہوجاتی ہے اس جگہ سُکارٰی سے نشا کے متوالے مراد ہین جمہور مفسرین کا قول صحابہ اور تابعین سے یہی ہی ضحاک سکارٰی سے نیند کے متوالے مُراد لیتا ہے معلوم کیجئے نیند جس پر غالب رہے تو اُسکو اُس حالت سے نماز پڑھنے کی نہی وارد ہوئی ہے لیکن آیت کا نشا کے متوالے کے شان مین نازل ہونا صحیح حدیثون سے ثابت ہوا ہے سو معین مقدمے مین معین سبب مین آیت نازل ہو تو آیت سے اُس سبب کو مراد نہ لینا ممنوع ہے ہان ایسا کہہ سکتے ہین نشا کے متوالے کو نماز پڑھنے سے نہی جیسی وارد ہوئی ہے نیند کے متوالے پر کہ جسکے غلبہ سے اسکو تمیز نہ رہے نماز پڑھنا ممنوع ہوگا معلوم کیجئے نشا کی حالت سے نماز پڑھنے یہہ نہی جو وارد ہوئی ہے شراب کا پینا حرام ہونیکے قبل تھا جب شراب کا پینا حرام ہوا یہہ حکم منسوخ ہوا عبد بن حمید اور ابو داود اور نحاس اور نسائی اور بیہقی اپنی سنن مین ابن عباس رضی اللہ عنہما

سے روایت کئے ہین کہہ یا ایہا الذین اٰمنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ کو انما الخمر والمیسر کی
آیت نسخ کی یہان ایک اعتراض ہے اسکی تقریر یون ہے نشا کرنا جب مباح تھا نشا کے بعد تو اُسکو
عقل اور فہم باقی نہین رہتی یہان نماز نہ پڑھنے کا حکم سکاریٰ کو ہے جسکو نشا ہو اسکو نہی کرنا کیسا صحیح
ہو گا اسکا جواب یہہ ہے قبل پینے کے اسکی طرف نہی متوجہ ہے اُس سے نماز کے اوقات مین نشا نہ کرنا
مُراد ہے اسی واسطے صحابہ یہہ آیت نازل ہوئی بعد اُسکو نماز کے اوقات مین نہین پیتے تھے یہہ آیت
نازل ہونیکے سبب کو عبد بن حمید اور ابو داؤد کتاب السنن مین اور کتاب الناسخ والمنسوخ مین اور
ترمذی اور نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور نحاس اور حاکم علی ابن ابیطالب
رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ ایک شخص انصار سے اُنکو اور عبد الرحمن بن عوف کو دعوت کی اُسوقت
شراب حرام نہین تھی سو دونونکو شراب پلایا مغرب کی نماز مین علی رضی اللہ عنہ امام ہوکے قل یا ایہا
الکافرون کی صورت پڑھے سو اُس مین خلط کر دئے اُس پر یہہ آیت نازل ہوئی لا تقربوا الصلوٰۃ
وانتم سکاریٰ حتیٰ تعلموا ما تقولون یہہ ترجمہ ابو داؤد کی روایت کے مطابق ہے ترمذی کی روایت کا ترجمہ
ہم بیسوین ورد مین ذکر کئے ہین ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے
معلوم کیجئے یہہ حدیث عطا بن السائب کی طریق سے مروی ہے عطا سے جو لوگ روایت کئے ہین اُسکے
وصل و ارسال مین اختلاف کئے ہین سفیان ثوری اور ابو جعفر الرازی اور حماد وغیرہ عطا بن السائب
سے وہ عبد الرحمن السلمی سے وہ علی رضی اللہ عنہ سے موصول روایت کئے ہین سفیان بن عیینہ اور ابراہیم
بن طہمان اور داود بن الزبرقان عطا سے مرسل روایت کئے ہین جو لوگ وصل کئے ہین اُنہین کی روایت
اصح ہے کیا واسطے عطا سے جو لوگ روایت کئے ان سب مین سفیان ثوری احفظ ہے تو البتہ اُنکی
روایت راجح ہوئی اور بھی وصل اور ارسال مین اختلاف ہو تو اعتبار وصل کو ہی ہے اُسکے سوائے
دعوت کون کیا تھا اور امامت کون کیا اور قراءت مین کیا خلط کیا سو بھی اسمین اختلاف ہے
ابو جعفر الرازی کی روایت مین ترمذی کے یہان اور خالد طحان کی روایت مین حاکم کے یہان مذکور ہے
کہ عبد الرحمن بن عوف نے کھانیکی دعوت کی تھی سفیان ثوری کی روایت مین ابو داؤد کے یہان

آیا ہے کہ انصار کا ایک شخص علی اور عبدالرحمن کو دعوت کیا ثوری کی روایت مین امام احمد اور
حاکم کے یہان یون ہے کہ ایک شخص انصار سے ہمکو دعوت کیا ابوداؤد اور ترمذی اور حاکم وغیرہ
کی روایت مین علی رضی اللہ عنہ امامت کئے کرکے مذکور ہے احمد اور نسائی وغیرہ کی روایت مین ہے
عبدالرحمن بن عوف کو امام کئے مسند البزار مین ہے ایک شخص کو امام کئے ترمذی کی روایت مین ہے
کہ قرارت ایسی کئے قل یا ایہا الکافرون لا اعبد ما تعبدون ونحن نعبد ما تعبدون حاکم کی ایک روایت
مین ہے ایسا پڑھا قل یا ایہا الکافرون لا اعبد ما تعبدون ونحن عابدون ما عبدتم ابوداؤد کی
روایت مین ہے کہ قل یا ایہا الکافرون کی سورت مین خلط کیا احمد کی روایت مین ہے قل یا ایہا
الکافرون کی سورت پڑھا سو اسپر التباس ہوا یعنی دھوکا کھایا ان اختلافات کے نظر کرتے بعضون
نے کہا یہہ حدیث مضطرب ہے لیکن ابن دقیق العید نے کتاب الامام مین کہا امام مین اختلاف کرنے سے
حکم اُسکے اضطراب کا نہ کرینگے بندہ عاصی کہتا ہے سب روایات کا حاصل یہہ ہے ایک شخص دعوت کیا
اُس مین علی مرتضیٰ اور عبدالرحمن بن عوف تھے صاحب دعوت شراب کی تواضع کیا سو اُسکو پیکے نماز
پڑھے اُن مین کوئی امام ہوا قرارت غلط پڑھا اُسپر یہہ آیت نازل ہوئی اس بات مین سب روایات
متفق ہین نام وغیرہ زواید مین اختلاف ہوا سو حدیث کی اصل مطلب مین اس سے خلل نہین ہوا اس
اختلاف مین جمع بھی ممکن ہے ایسا کہئے عبدالرحمن بن عوف ابتدا مین مدینہ کو جب آئے تو انصاری کے
گھر مین اُترے تھے سو شاید حقیقت مین انصاری دعوت کیا عبدالرحمن اُسکے گھر مین رہنے سے اُنہون بھی
کام مین شریک تھے سو اسلئے اُنکی طرف مجازاً نسبت کئے امام کون تھا آیت کیسی پڑھی سو اختلاف جو ہے
شاید علی رضی اللہ عنہ سے ہی رہے کیا واسطے وہ حالت مستی کی تھی امام کون تھا اور کیا پڑھا سو خوب
ضبط نہ ہوا واللہ اعلم وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّىٰ تَغْتَسِلُوا اور نہ جنب مگر راہ سے گذرنے
والے جب تک کہ غسل کرلو جنب اسم ہے مذکر مونث مفرد جمع سب پر اسکا اطلاق ہوتا ہے جنابت کی
اصل معنی دور ہونا جس شخص کو نہانے کی حاجت ہوتی ہے اُسکو جنب کہے کیا واسطے وہ نماز اور
مسجد وغیرہ سے دور رہتا ہے ولا جنبا کا عطف انتم سکاری پر ہے معنی یون ہین نزدیک نہ ہو نماز کے

جس حال مین کہ تم جنب ہو یعنی جنابت کی حالت سے نماز مت پڑھو یہان تک کہ غسل کر لو عابری اسم فاعل
کے جمع کا صیغہ ہے عبور سے اصل مین عابرین تھا اضافت کی سبب سے نون گر پڑا عبور معنی کی راہ کاٹنا ادھر
سے ادھر جانا عابری سبیل یعنی راہ سے گذرنے والے جنب نماز نہ پڑھنے کے حکم سے عابری سبیل کو
استثنا کیا اس سے مراد کیا ہی سو اُسمین اختلاف ہی بعضے کہتے ہین مسجد مین سے گذرنا کیا واسطے انصار کے
بعضے لوگون کے دروازہ مسجد مین تھے اُنکو جنابت ہوتی اُنکے گھرون مین پانی نہین رہتا اُنکو گھر سے نکلنے کی راہ
نہین تھی مگر مسجد کے اندر سے سو اُنکو مسجد سے گذرنے کی پروانگی ہوئی اس قول پر الصلوة سے مواضع الصلوة مراد ہے
کہتے ہین اس جملے کی معنی یون ہے تم جنابت کی حالت سے مسجد مین مت جاؤ مگر گذرنے کیواسطے یعنی مسجد مین
ہوتے ہوئے باہر نکل جانا یا اندر چلے جانا یہہ قول ابن مسعود اور انس بن مالک اور حسن بصری اور سعید بن
المسیب اور عکرمہ اور ضحاک اور عطاء الخراسانی اور نخعی اور زہری کا ہی اس توجیہہ پر امام شافعی اور امام
مالک اور امام احمد کو دلیل ہے جو کہتے ہین جنب کو مسجد مین سے گذرنا جائز ہے ابو حنیفہ کہتے ہین اسکو گذرنا
جائز نہین بعضے کہتے ہین عابری سبیل سے مسافر مراد ہے معنی یون ہے تم جنابت کی حالت سے نماز مت پڑھو
مسافر ہوگے اور پانی نہ پاؤ گے تو تیمم کرو یہہ قول علی اور ابن عباس اور سعید بن جبیر اور مجاہد اور قتادہ
کا ہے معلوم کیجیے جنب مسجد مین ٹھہرنا اکثر فقہا کے پاس جائز نہین شافعی اور مالک اور ابو حنیفہ کا یہی مذہب ہے
احمد کہتے ہین ٹھہرنا جایز ہے بشرطیکہ وضو کرے مزنی شافعیہ سے بھی ایسا ہی کہتا ہے وَاِنْ كُنْتُمْ

مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً

فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا

غَفُوْرًا ۝ اور اگر تم ہوگے بیمار یا سفر مین یا آیا ہے کوئی شخص تم مین جائے ضرور سے یا لگے ہو عورتون ۵۰ وڈ
سے پھر نپایا پانی تو ارادہ کرو پاک زمین کا پھر ملو اپنے منہہ اور ہاتھ تمکو اللہ ہے معاف کرنے والا بخشنے والا
اس آیت کی شان نزول کو حسن بن سفیان اپنی مسند مین اور قاضی اسمعیل کتاب الاحکام مین اور
طحاوی مشکل الآثار مین اور بغوی اور باوردی کتاب الصحابہ مین اور دارقطنی اور طبرانی اور ابونعیم
کتاب المعرفہ مین اور ابن مردویہ اور بیہقی اپنی سنن مین اور ضیاء المقدسی کتاب المختارہ مین الاسلع

بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی پر پالان باندھا
کرتا تھا ایک شب نہایت سرما کی تھی مجھکو غسل کی حاجت ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر پالان
باندھنے کا امر کئے مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کو جنابت کی حالت سے پالان باندھنا مکروہ جانا
ٹھنڈے پانی سے نہانے سے مرجانیکا یا بیمار پڑھنے کا اندیشہ کیا اور انصار کے ایک شخص کو بلوا کے
پالان بندھوایا اور مین پتھرون کو گرم کرکے اُس سے پانی کو گرم کیا اور نہا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو اور حضرت کے اصحاب کو ملالیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اسلع پالان آج کیا واسطے
درست نہین مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آج مین اُسکو نہین باندھا ایک انصاری کے ہاتھ سے بندھوایا
فرمائے تو کیا واسطے نہین باندھا مین عرض کیا یا رسول اللہ مجھکو جنابت ہوئی سرما سے ڈرکے مین غسل
نہین کرسکا اور اس انصاری کو پالان باندھنے کہہ دیکے مین پتھرونکو گرم کرکے پانی کو گرم کرلیا اور
نہا کر حاضر ہوا تب اللہ تعالیٰ نے اس آیت (یا ایہا الذین اٰمنوا لا تقربوا الصلاۃ وانتم سکاریٰ حتیٰ تعلموا
ما تقولون ولا جنبا الا عابری سبیل) کو (ان اللہ کان عفورًا رحیما) تک نازل کیا مرضیٰ جمع مریض کی ہے
بیمار کو کہتے ہین اللہ تعالیٰ بیمار کو تیمم کرنیکی رخصت دیا ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابن المنذر اور
ابن ابی حاتم اور بیہقی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے کسی کو سیتلا نکلے یا اتش زخم
رہے یا پھوڑا ہوا اور جنابت ہوئی نہانے سے مرنے کا اندیشہ ہے تو تیمم کرے بزار اور ابن خزیمہ اور
حاکم اور بیہقی اس حدیث کے مثل ابن عباس سے مرفوع بھی روایت کئے ہین لیکن موقوف اصح ہے بیمار
فقہا کہتے ہین پانی کے استعمال سے بیماری آتی ہے یا بیماری زیادہ ہوتی ہے یا پانی کے استعمال سے کسی
عضو کی منفعت جاتی رہتی ہے مثلاً انکھ کی روشنی یا کان کی سماعت کم ہوتی ہے یا اس کے استعمال سے
چنگا دیر سے ہوتا ہے یا درد زیادہ ہوتا ہے یا نمود رہتا سو عضو مین عیب نمایان پیدا ہوتا ہے
اسکو تیمم کرنا مباح ہے او علیٰ سفر یعنی تم مسافر ہوگے اور پانی نہین ملا تو تیمم کرکے نماز پڑھو خواہ سفر
طویل ہو یا قصیر الغائط اصل مین پست زمین اور غار کو کہتے ہین عرب قضاء حاجت واسطے پست
زمین مین جایا کرتے تھے تا لوگ ننگا نہ دیکھیں سو قضاء حاجت کو غائط کہنے لگے یعنی کوئی شخص بچانا مجھ سے

اور پانی نہ پاوے تو تیمم کرنا اولامستم النساء مین دو قرارت ہین حمزہ اور کسائی اور خلف لمستم
بن الف کے پڑھتے ہین باقی کے قرا لامستم پڑھتے ہین لام کے بعد الف زیادہ کرکے ملامست سے لمس کی اصل
معنی چھونا یہان اس سے کیا مراد ہے سو مفسرون مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین جماع مراد ہے یہہ قول
علی اور ابن عباس اور حسن مجاہد اور قتادہ کا ہے ابن جریر وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
کئے ہین کہ ملامست سے جماع مراد ہے لیکن اللہ تعالی جماع کا لفظ ذکر نکرکے کنایۃً لمس کو ذکر کیا اس
مضمون کی روایتین متعدد طریقون سے ابن عباس سے آئے ہین اکثر روایتون کے اسانید صحیح ہین بعضے کہتے ہین
لمس سے پوست کو پوست لگنا یعنی بدن کو چھونا مراد ہے اسمین جماع ہو یا نہ ہو یہہ قول ابن مسعود اور
ابن عمر اور شعبی اور نخعی کا ہے انکی دلیل یہہ ہے حقیقی معنی لمس کی چھونا اس سے جماع مراد لینا معنی
مجازی ہے حقیقی معنی درست ہوتے ہون تو اسکو مراد لینا اصل ہے لامستم قرارت جماع کی معنی مین نص
نہین کیونکہ ملامست کبھی چھونے کی معنی سے بھی آتا ہے دیکھو نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیع ملامست
سے نہی کئے کرکے صحیح حدیث مین ثابت ہے وہان ملامست چھونے کی معنی سے ہے شافعی کا مذہب بھی
یہی ہے نامحرم عورت کو مس کرنے سے وضو شکست ہوتی ہے اسکے شکست ہونے کے قیود فقہ
کے کتب مین مذکور ہین ابوحنیفہ کے پاس چھونے سے وضو شکست نہین ہوتی اللہ تعالی یہہ جو
فرمایا فلم تجدوا ماء مرض کے سوا دوسرے تین حالتون سے متعلق ہے کیا واسطے بیمار پانی کو پاوے
یا نہ پاوے سب حالتون مین اسکو تیمم کرنا صحیح ہے پانی نہ پانے سے ظاہر کے دیکھتے پانی نہ ملنا
مراد لوگے تو اس تاویل کی احتیاج ہے اگر اس سے شرعی نہ ملنا یعنی اسکے استعمال پر شرعاً قادر
نہونا مراد لوگے تو یہہ جملہ بیمار کا قید بھی ہوگا کیا واسطے شرعاً جو ممنوع ہے وہ حسًا مفقود کے
منزلے مین ہے فتیمموا تیمم کی معنی لغت مین قصد کرنا شرع مین وضو کے درعوض مخصوص فعل جو
کرتے ہین اسکو تیمم کہتے ہین صعید کی معنی مین اختلاف ہے قتادہ کہتا ہے صعید زمین کو کہتے ہین
لیث نے کہا ہموار زمین جس مین کچھ نہ ہو فراء نے کہا صعید مٹی کو کہتے ہین بعضے کہتے ہین زمین کا جانب
جو بلند ہے وہ صعید ہے زجاج نے اسکو اختیار کیا اور بولا زمین کی جانب جو بلند ہے اسکو صعید کہتے ہین

خواہ اس جگہ مٹی ہو یا نہ ہو ابو حنیفہ اور محمد کا قول یہی ہے کہتے ہین جو چیز زمین کی جنس سے ہو اس سے
تیمم صحیح ہے کہتے ہین جو چیز آتش سے جل کے راکھ ہو وے جیسے جھاڑ یا آتش مین جلانے سے نرم ہو کے
گھڑے جانیکی صلاحیت پیدا کرے جیسے لوہا اور تانبا یہ سب زمین کی جنس سے نہین اُسکے سوا
دوسرے تمام چیز زمین کی جنس سے ہین مٹی بالو پتھر چونا گچھ سرما ہڑتال گندک فیروزہ عقیق وغیرہ
اقسام کے پتھر سب پر تیمم کرنا جائز ہے امام شافعی کہتے ہین صعید نہ کہینگے مگر اسی مٹی کو جسمین غبار رہے
سنگ ریزے خواہ بڑے ہون یا چھوٹے انکو صعید نہ کہینگے اگر اس مین مٹی مخلوط رہے اور اُسمین غبار ہے
تو اُن سنگ ریزون مین صعید مخلوط ہوئی اور کہے چونا اور سرما اور ہڑتال پر تیمم صحیح نہین انتہی معلوم کیجئے
امام شافعی اہل لسان سے ہے اور لغت دانی مین امام ہے صعید کی تفسیر جو کئے اسمین اُنکا قول البتہ حجت ہے
اہل لغت سے فرا اور ابو عبید بھی شافعی کے قول کے مطابق کہتے ہین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی
ایسا ہی ثابت ہوا ہے کہ صعید مٹی ہے ابو یوسف کا قول بھی شافعی کے موافق ہے طیب کی معنی
پاک اس قید سے نجس مٹی پر تیمم کرنا صحیح نہین منہہ کا مسح جو کہا سو وضو مین منہہ کا حد جو کہے ہین یہان
بھی وہی مراد ہے ہاتھون کو کسقدر مسح کرنا اسمین اختلاف ہے ابن عمر اور انکے فرزند سالم اور حسن بصری
کہتے ہین ہاتھون کا مسح کہنیون تک کرنا ہے شافعی اور ابو حنیفہ کا مذہب بھی یہی ہے زہری نے کہا ہے
ہاتھون کا مسح منکب یعنی کاندھے تک کرنا علی اور ابن عباس اور شعبی اور عطا اور مکحول کہتے ہین فقط
پہنچون کا مسح منکث تک کرنا ہر ہر کی دلیل کتب الخلاف مین مذکور ہے اس آیت کا ختم عفوًا غفورًا
پر جو کیا اسمین اشارہ ہے معاف کرنا اور بخشنا اللہ کے صفات ہین وہ عفو ہے بندون کے گناہون کو
معاف کرتا ہے اور اُس سے درگذر تا ہے غفور ہے بندون کے گناہون کو پوشیدہ کرتا ہے اور بخشتا ہے
جسکی عادت گناہون کو بخشنے کی ہو تو عبادت کے کسی امر سے عاجز ہوا اسکو سہل امر اور مشکل حکم کو بھی
آسان بطریق اولی کریگا گویا یہہ جملہ رخصت کے حکم کی علت پڑا ہے سورت کی ابتدا سے یہان تک
اللہ تعالی نے احکام ذکر کیا اب اہل کتاب کا احوال جو اللہ تعالی کے احکام کو پوشیدہ کرتے ہین اور انکا انکار کرتے ہین شروع کیا
اسمین مسلمانون کو خبردار کرتا ہے کہ انسے ڈرتے رہنا انکی صحبت اختیار نکرنا انکی پیروی نہ کرنا سو فرمایا اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا

نَصِيبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ کیا تو نے نہین دیکھا اُنکی طرف جنھین ملا ہی حصہ کتاب سے
خرید کرتے ہیں گمراہی اِس آیت کی شان نزول کو ابن اسحٰق اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور
بیہقی دلایل النبوت مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کئے ہین کہ رفاعہ بن زید بن التابوت
جو یہودیون کا سرخیل تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے باتین کیا تو اپنی زبان کو موڑنا اور کہتا ارعنا سمعک یا محمد نفہمک
یعنی یا محمد ہماری بات کان دھر کے سُنیئے تا ہم تمکو سمجھاوین پھر اسلام مین طعن کرنا اور عیب دھرنا شروع کیا تب
اللہ تعالے الم تر الی الذین اوتو نصیبا من الکتٰب کی آیت کو فلا یومنون الا قلیلا تک نازل کیا الم تر مین استفہام
کا ہمزہ جو ہے تعجب کیواسطے ہے یہود کی بُری چلن سے مسلمانون کو اچنبے مین ڈالتا ہی یہہ خطاب یا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے یا ہر من کو ہے جو اُسکو دیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہی کیا تو نے نہین دیکھا جو بولا اس سے معنے
غرض یون ہی کیا تجھکو یہہ بات معلوم نہین یقینی علم دیکھنے سے شبیہ ہوتا ہے اس لئے علم کے عوض رویت
کو استعارہ کرکے ذکر کیا الذین یہہ لفظ اگرچہ عام اور یہود و نصاری کو شامل ہے لیکن یہان یہود مُراد مین کیا
واسطے یہہ کام وہی کرتے تھے الکتٰب سے توریت مُراد ہی کتاب سے اُنکو کچھ حصہ ملنے سے اسکے احکام اور علوم مراد
ہین جو توریت مین تھے از انجملہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور اسلام کی حقیقت جو اُس مین موجود تھی
توریت کے علوم کو حصہ کرکے جو فرمایا اُس مین اشارہ ہے کہ اللہ تعالے نے اُنکو توریت کا علم جب دیا اُنکو لازم تھا
اسکی محافظت کرنا اور اسکے احکام کو لازم کرلینا جیسے اپنے حقوق کی محافظت کرتے ہین لیکن جو لوگ نہایت
بے نصیب تھے جو اپنے حق کو ضایع کرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صفتون کو پوشیدہ کئے گمراہی خرید کئے یعنی
ہدایت کو چھوڑ کے اُسکے درعوض گمراہی اختیار کئے یا اپنی رشوت کا بازار سرد ہونیکے اور اپنی ریاست
جاتی رہنے کے اندیشہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کو اختیار کئے اِسکو شرا یعنی مول لینے سے تعبیر کیا کیا اسلئے
شرا مین بھی ایک چیز کو دیکے اُسکے بدلے مین دوسری چیز اختیار کرتے ہین وے بھی دین کے بدلے دنیا کی منفعت
کو اختیار کئے وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ چاہتے ہین کہ تم بہکو راہ سے یعنی یہود خود گمراہ ہوتھے
سو بس نہین ہوا چاہتے ہین اے مومنون تمکو راہِ حق سے پھیرنا اور تم بھی اُنکے مانند گمراہ ہونا واللّٰہ اعلم
بِاَعْدَاۗىِٕكُمْ اور اللہ خوب جانتا ہی تمھارے دشمنو نکو یعنی ان یہود کے دلون مین تمھاری عداوت

و دشمنی جو ہے اللہ تعالیٰ اسکی حقیقت کو خوب جانتا ہے اُنکے مکر کی باتون پر تم فریب مت کھاؤ اپنی خرابی
کی بات اُنسے مت چاہو وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا اللہ بس ہے حمایتی اور اللہ بس ہے
مددگار ولی کی معنی کامون کا متکفل اور محافظ اس جملہ کو مسلمانون کی تسلی کیواسطے ذکر کیا یعنی وے تمہارے
دشمن ہونے سے تم اندیشہ مت کرو اللہ تعالیٰ تمہارا محافظ اور مددگار ہے ان کی دشمنی سے تمہارا کچھہ نہ بگڑیگا
مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ بعضے وے جو یہود ہین بدلدیتے ہین کلمونکو ان کے
ٹھکانون سے اسکا تعلق کاہے سے ہے اُسمین چند وجہ ہین پہلی وجہ الذین اوتوا نصیبًا من الکتاب کے جملہ کا
بیان پڑا ہے الذین اوتوا مین احتمال تھا کہ وے یہود ہویا اُن کے غیر سو اُسکے بیان کیواسطے اِسکو ذکر کیا
یعنی کتاب سے حصہ ملا سو وے یہود ہین ان دونون جملہ کے درمیان جملے جو آئے ہین جملے معترضہ ہین دوسری
وجہ اعدائکم کا بیان ہے یعنی اللہ تمہارے ایسے دشمنون کو جانتا ہے وے دشمن یہود ہین تیسری وجہ اسکا تعلق
نصیرًا اسے ہے یعنی اللہ مددگار بس ہے یہود سے چوتھی وجہ مبتدا محذوف کی خبر ہے یحرفون کا جملہ اس
محذوف کی صفت ہے اسکی تقدیر یون ہے من الذین ہادوا قوم یحرفون یعنی یہودیون مین چند لوگ ایسے
ہین بدلدیتے ہین کلمون کو موصوف کو حذف کرکے صفت کو اُسکے قایم مقام کیا تحریف کی معنی لغت مین
تغیر دینا یعنی بدلنا یہود توریت کے لفظ کو بدل کے دوسرا لفظ اُسکی جگہہ مین دھر دیتے تھے مثلًا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی وصف توریت مین ابیض ربعۃ تھی یعنی گورا رنگ میانہ قد اسکو بدل دیکے آدم طویل یعنی
گندم رنگ دراز قامت اور رجم کی آیت کو بدل کے اُسکے درعوض تحمیم اور جلد کو ثابت کئے یعنی منہہ کو
کالک لگا کے شہر مین پھراتے اور تازیانے مارتے بعضے اس پر ایسی اعتراض کرتے ہین کہ توریت کے نسخے جو
موجود تھے مشرق سے غرب تک مشہور تھے اُسکے حروف اور کلمے تواتر کو پہنچ چکے تھے اُسکو تغیر دینا ممکن
نہین فخرالرازی اُسکے جواب مین کہا شاید لوگ کم تھے اور علما کتاب کو جاننے والے نہایت قلیل تھے
اس لئے وے تحریف کرنے پر قادر ہوئے بندہ عاصی کہتا ہے اہل کتاب اپنے کتابون کی تبدیل کرنا بدیہی
بات ہے، توریت وغیرہ کے نسخے ان کے پاس جو موجود ہین اُسکے دیکھنے سے یہہ بات ظاہر ہوتی ہے
اُسکے بدل دینے کی صورت یہہ ہے، توریت وغیرہ کتب سوائے احبار کے دوسرون کو انکا علم نہین تھا جو لوگ

پڑھتے تھے وے اسکے حافظ نہین تھے کہ جس سے غلطی پر مطلع ہون مدینہ مین یہود جو تھے اُنمین چند معین شخص
کتب کو جانتے تھے اور آپس مین مشورت کرکے کام کیا کرتے تھے مدینہ سے شام تک اور یمن تک بلکہ تمامی
جزیرۂ عرب مین جو یہود تھے ان سب مین سلسلہ خطوط کا جاری تھا پھر مدینہ کے یہود کچھ کام کرے تو
اُسکا عمل تمام جزیرۂ عرب مین جاری ہوجاتا تھا وے لوگ اپنی کتابونمین تغیر و تبدل کر گئے تو اسکو سمجھ کے
اس تغیر و تبدل کو کون دور کرتا اُنکے بعد آئے سو لوگون سے کیسا ہوسکیگا کیا واسطے ان کتب کا حافظ
کوئی نہین مثلاً گلستان کی کتاب شرق سے غرب تک مشہور ہے لیکن ہر نسخہ دوسرے کا مخالف ہے مصنف کے
اصل نسخے مین کسطور پر ہے سو کیسا معلوم ہوگا اصل توریت کا یہہ حال ہے اسکے نسخے عربی اور فارسی اور
ہندی وغیرہ مین ترجمہ جو ہوتے ہین ان مین تغیر تبدل ہونا بہت آسان ہے ہزار دو ہزار نسخے ترجمہ
کر دیکے اشتہار دیتے ہین اسمین تحریف جو کرتے ہین اس سے اطلاع کہان ہوسکتی اشعیا کی کتاب کے
بیالیسوین باب مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وصف مذکور ہے سو قدیم ایک نسخہ مین یعنی احمد اسمہ بعد سنہ اٹھارہ سو گیارہ عیسوی عربی ترجمہ
جو ہے اُسمین اس لفظ کو بدلادیکے تمجید اسمہ لکھا ہے بعد سنہ اٹھارہ و بائیس عیسوی مین ترجمہ جو لکھا اسمین اس جملہ کو نکال ہی ڈالا ایسے بہت سے تغیر ہین
اُنکے ترجمونکو رکھ کے دیکھے تو انکی تبدیل و تغیر دینی ظاہر ہوتی ہے بعضے کہتے ہین بدل دینے سے مراد باطل
تاویل کرنا لفظ کو اُسکے معنی سے پھیر کے دوسرے معنی کرنا بعضے کہتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہود آ کے
کچھ سوال کرتے حضرت اسکا جواب دئیے بعد باہر نکل کے حضرت کے کلام کو بدل دیتے الکلم اکثر نحویان کہتے
ہین وہ اسم جنس جمعی ہے یعنی دو سے اکثر پر دلالت کرتا ہے اسکی طرف ضمیر جو پھرتی ہے اُسمین تذکیر و تانیث
دونون جائز ہین اسی واسطے عن مواضعہ کی ضمیر کو جو اُسکی طرف راجع ہے مذکر لایا بعضے اسکو اسم جمع کہتے
ہین اور بعضے اسکو کلمہ کی جمع کہتے ہین جب کلمہ کی جمع ہوئی تو جمع مونث کی طرف پھرنے مواضعہ مین ضمیر مونث
کی لانا تھا مذکر لایا گیا واسطے جس جمع کے حروف اُسکے واحد کے حروف سے کم ہوتے ہین تو اُس کی
ضمیر مین تذکیر و تانیث دونون جائز ہین واحدی نے ایسا ہی کہا ہے امام رازی نے کہا وہ جمع مونث ہونا
امر حقیقی نہین بلکہ امر لفظی ہے اسمین تذکیر و تانیث دونون جائز ہین معلوم کیجیے یہود گمراہی کو خرید کئے
مکر کے جو فرمایا سو اسکے چند وجہ ذکر کیا پہلی وجہ وے کلمون کو بدل دیتے ہین دوسری وجہ کی طرف

اشارہ کرکے فرمایا وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا اور کہتے ہین ہمنے سُنا اور نہ مانا یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یہود کو کچھ فرمائے تو زبان سے کہتے ہین سمعنا یعنی ہمنے تیری بات سنا دلمین کہتے ہین عصینا یعنی تیرے امر کا ہمنے خلاف کیا اور اسکو نہ مانا بعضے کہتے ہین وے عصینا دلمین نہین کہتے تھے بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ظاہر کرنے اور استخفاف کے ارادے سے اُسکو زبان سے کہتے تھے بندہ عاصی کہتا ہے یہود سے مصاحبت بھی زبان سے ایسا کہے ہوتے تو اُنکی صلح باقی نہ رہتی پہلا قول یہی قوی ہے یا اسکو کنایۃً کہتے تھے وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ اور سن نہ سنایا جائیو یہود کی ضلالت کی یہہ تیسری وجہ ہے اسکا عطف سمعنا وعصینا پر ہے اور یہہ بھی یقولون کا مقولہ ہے غیر مسمع حال پڑا ہے اسمع کے فاعل کا تقدیر یون ہے ویقولون اسمع وانت غیر مسمع یعنی یہود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرتے تو باتون مین کہتے اسمع غیر مسمع یعنی سن حال یہہ کہ تو غیر مسمع ہے معلوم کیجئے یہہ یہود کی دورنگی بات ہے مدح بھی ہوتی ہے مذمت بھی تعظیم بھی ہوتی ہے اہانت بھی مدح اور تعظیم پر حمل کرے تو معنی یون ہوگی تو ہماری بات سن حال یہہ کہ بری بات تجھکو نہ سنایا جاوے اس معنی پر مسمع ماخوذ ہے عرب کے قول سے جو کہتے ہین سَمع فلانٌ فلانًا یعنی فلانا شخص فلانے کو سنایا یعنی گالی دیا بری بات بولا مذمت واہانت پر حمل کرے تو اُسکی معنی تین طرح سے ہوتے ہین پہلی طرح کی معنی یہہ ہے اسمع یعنی ہماری بات سُن ہم تجھکو نہ سُنا کرکے بد دعا کرتے ہین ہماری دعا مستجاب ہوگی کوئی بات تو سُنایا نہ جائیگا بہرہ ہوگا یا مرے گا یہہ جو کہے اس گھمنڈ پر کہ اپنی دعا مستجاب ہے دوسری طرح کی معنی یہہ ہے تو سُن حال یہہ کہ تو سنایا نہ جائیگا جواب وہ جو تیرے موافق ہو گویا تو کچھ سنا ہی نہین تیسری طرح کی معنی یہہ ہے تو سُن حال یہہ کہ تو سنایا نہ جائیگا سخن ایسا کہ تو اسکو پسند کرے اس معنی پر غیر مسمع کو اسمع کا مفعول ڈالے تو بھی جائز ہے یعنی سن بات جو تجھکو سنائی نہین جاتی ہے کیا واسطے تو اسبات کو فہم نہین کرتا ہے غرض یہود یہہ جو کہتے تھے اس سے اُنکی غرض اہانت تھی وَرَاعِنَا لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ اور راعنا موڑکے اپنی زبان کو یہہ اُنکی ضلالت کی چوتھی وجہ ہے اور یہہ بھی یقولون کا مقولہ ہے یعنی وے یہود اپنی زبان کو موڑکے راعنا کہتے ہین معنی راعنا کی ہماری مراعات کر یعنی ہماری خاطرداری کر وے اسکو زبان موڑکے کہتے تھے کہ

جس سے دوسرا لفظ جو ماخوذ رعونت سے ہو حماقت کی معنی سے یا لفظ جو انکی زبان مین گالی تھی نکلتا تھا تو پھر
اللہ تعالی نے مومنون کو ایسا لفظ کہنے سے منع کیا جسکا بیان نوین ورد مین مذکور ہوا بعضے کہتے ہین راعنا
کی معنی ارعنا سمعک سے ہے یعنی تو اپنے کان ہمارا بات کی طرف پھیر اور ہماری بات سُننے کو خاموش رہ
یعنی ہماری بات کان رکھکے سُن سو انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کی شان یہہ نہین جو اُنکے اسطور کا خطاب
کرے بلکہ اجلال وتعظیم سے انکو خطاب کرنا بعضے کہتے ہنسی اور تمسخر کی راہ سے راعنا کہا کرتے تھے لیّا بمعنے
تو ہی یلوی کا اسکی معنی پھیرنا موڑ دینا یا منا راعنا کو زبان موڑکے کہتے تھے کرکے بولے تو اسکی حقیقی معنی
مراد ہوتے ہین بعضے کہتے ہین وے حق کو موڑ دیکے اسکو باطل کرتے تھے بعضے کہتے ہین زبان کو پھیرکے
موٹے الفاظ نکالتے تھے جیسی کوئی مسخری سے الفاظ نکالتے ہین وَطَعۡنًا فِي الدِّيۡنِ اور عیب دیگر دین میں
یعنی یہود ایسا جو کرتے ہین دین مین طعن کرنیکے لئے ہووے اپنے دوستون سے کہتے تھے دیکھو ہم طعن
کرتے ہین اور محمد اسکو نہین سمجھتا اگر نبی ہوتا تو البتہ اسکو اسبابت سے خبر ہوتی پھر اللہ تعالی اُنکے تمام بدیون
کو نمود کر دیا اُنکے سخن کا پیچ وتاب سب بتا دیا وَلَوۡ اَنَّهُمۡ قَالُوۡا سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا وَاسۡمَعۡ وَانۡظُرۡنَا
لَكَانَ خَيۡرًا لَّهُمۡ وَاَقۡوَمَ اور اگر مقرر وے کہتے ہمنے سُنا اور مانا اور سُن اور ہم پر نظر کر تو بہتر ہوتا
انکے حق مین اور درست یعنی وے یہود سمعنا وعصینا کے درعوض سمعنا اور اطعنا کہتے یعنی ہمنے تیری بات
سُنے اور اسکو مانا اور اسمع غیر مسمع کی بولنے کی جگہ فقط اسمع کہتے اور راعنا کے مقام مین انظرنا کہتے
یعنی ہماری بات سُن اور نگاہ کر تا ہم تیرے قول کو فہم کرین تو اللہ تعالی کے پاس انکے حق مین بہتر اور انکی
بات راست ہوتی وَلٰكِنۡ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفۡرِهِمۡ فَلَا يُؤۡمِنُوۡنَ اِلَّا قَلِيۡلًا ۞ ولیکن لعنت کی
انکو اللہ نے اُنکے کفر سے سو ایمان نہین لاتے مگر کم یعنی اُنکے کفر کے سبب سے اللہ نے اُنپر لعنت کی یعنی اپنی
رحمت سے دور کیا اور اپنی درگاہ کی قربت سے انکو ہانکا سو ایمان نہین لاتے مگر تھوڑے قلیلا یا صفت قوم
کی ہے یعنی یہود سے ایمان نہین لاتے مگر تھوڑے لوگ جیسے عبداللہ بن سلام اور اُنکے رفیقان یا وے لوگ
جو اُسکے بعد ایمان لاوینگے جسکا علم اللہ تعالی کو ہے یا صفت ایمان کی ہے اسکی تقدیر یون ہے فلا یؤمنون
الا ایمانا قلیلا یعنی ایمان نہین لاتے مگر تھوڑا ایمان وے موسی پر اور توریت پر اگرچہ ایمان لائے تھے

لیکن اسمین کے اکثر احکام پر عمل نہین کرتے تھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت جو اسمین مصرح تھی اُسکا انکار
کرتے تھے یا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَکُمْ مِّنْ قَبْلِ
اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰۤی اَدْبَارِهَاۤ اَوْ نَلْعَنَهُمْ کَمَا لَعَنَّاۤ اَصْحٰبَ السَّبْتِ
اے وے جو دئے گئے ہو کتاب کو یعنی اے کتاب والو ایمان لاؤ اُسپر جو ہمنے اُتارا سچ بتاتا تمھارے
پاس والی کو پہلے اِس سے کہ ہم مٹا ڈالین کتنے منہہ پھر اُلٹ دین اُنکو پیٹھہ کی طرف یا اُنکو لعنت کرین
جیسا لعنت کی ہفتے والون کو معلوم کیجئے کتاب جنکو ملی وے یہود و نصاریٰ ہین لیکن اوپر یہود کا فن
فریب مکر جگہ جگہ بیان کیا اب اُنکو قرآن پر ایمان لانے کا امر کیا اور اُسکے ساتھ ایمان نہ لانے والونکو
وعید شدید سے ڈرایا ہمنے اوتارا جو فرمایا اُس سے قرآن مراد ہے یعنی اہل کتاب قرآن پر ایمان
لاؤ اُسپر ایمان لانیکے واسطے تمکو اسقدر کافی ہے کہ یہہ کتاب تمھاری کتاب کو یعنی توریت کو سچ کرتی
ہے اسطور پر تمکو توریت مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت جو بتلائے تھے وہ نعت موجود ہے اور توریت
مین توحید اور لوگون مین انصاف اور گناہون سے نہی وغیرہ جو ہین یہہ کتاب بھی اُن احکام پر مشتمل ہے
ایمان نہ لانا محض دشمنی اور کھوٹائی اور دنیا کی محبت ہے معلوم کیجئے ایمان اور احکام کے وصول
جو توریت مین ہین قرآن مین بھی وہی موجود ہین مگر چند جزئی احکام جو توریت کے برخلاف قرآن مین
ہین اُنکے سبب سے دونون مین مخالفت نہین ہوتی کیا واسطے لوگون کی تفاوت اور اوقات کی مناسبت
کے واسطے اگلے احکام کو نسخ کرکے مناسب حال نازل کیا اسکو فی الحقیقت مخالفت نہ کہینگے کیا واسطے
ایسا کرنا حکمت کا مقتضا ہے طمس کی معنی محو کرنا مٹانا نشانیون کا نابود کرنا یہان طمس سے حقیقۃً طمس مراد
ہے یا مجازًا اسمین اختلاف ہے جسنے کہا حقیقی معنی مراد ہے اس تقدیر پر منہہ کا طمس سے انسانی
صورت مین تغیر آنی مراد ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہے اونٹ کے تلون کی سی
ہونا یعنی ناک آنکھین وغیرہ سب کے منہہ برابر ہوجانا اور بعضے کہتے ہین منہہ سے آنکھین مراد ہین یعنی
اُنکی آنکھہ اندھی ہونا اور نردہا علی ادبارہا سے مراد۔ بعضے کہتے ہین گردن کی طرف جیسی ہموار ہے
منہہ بھی ویسا ہی ہموار ہونا بعضے کہتے ہین پھیرنا اس طرح سے منھ کی جانب کو پشت کی طرف کرنا اور

پشت کو منہہ کی طرف طمس سے حقیقی معنی جب لیوے تو یہہ طمس آخرت مین واقع ہوگا یا دنیا مین اسمین
اختلاف ہے بعضے کہتے ہین آخرت مین یہہ صورت بنیگی بعضے کہتے ہین دنیا مین ہی ہونا سو آئندہ
یہود مین یہہ طمس واقع ہوگی بعضے کہتے طمس دنیا مین ہی ہونا لیکن واقع نہین ہوا کیا واسطے ایسا
ہونا ایمان نہ لانے پر مشروط تھا لیکن اُنسے کئی لوگ ایمان لائے اس واسطے یہہ واقع نہین ہوا
بعضے کہتے ہین اللہ تعالی انکے وعید مین دو امر سے ایک امر کو کرنا انکے منہہ طمس کرنا یا اُنپر لعن کرنا
فرمایا سو ان مین ایک امر یعنی لعن کیا پھر طمس ہو یا نہو کعب الاحبار اس طمس کو اُسکی حقیقی معنی اور دنیا
مین ہی ہونے پر آیت کو حمل کیا ہے بندۂ عاصی کہتا ہے اللہ تعالی نے یہود کو ایمان لانیکی تکلیف دی اس
تکلیف کا وقت نزع کی حالت پہنچے تک باقی رہتا ہے اس لئے اللہ تعالی انکی صورتون کو طمس نہین کرتا
جب نزع کی حالت پہنچی اور توبہ قبول ہونیکا وقت ہاتھ سے جاچکا تو اُسوقت اُنکی صورت مسخ ہوجاتی ہے
کُتّے سوّر کی مثل بن جاتی ہے سو طمس یہی معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم جو لوگ اُسکو مجاز پر حمل کرتے ہین انکے
پاس بھی اسکی تاویل مین کئی وجہ ہین بعضے کہتے ہین منہہ کو طمس کرنا یعنی ہدایت کی راہ انپر مٹا دینا منہہ کو
پُشت کی طرف اُلٹ دینا یعنی گمراہی مین انکو گرفتار کرنا اُس سے غرض اُنکو اقسام کی رسوائی اور
ضلالت کی تاریکی مین ڈالنا بعضے کہتے ہین طمس پھیرنا اور تغیر دینا وجوہ سے انکے سرخیل اور رئیس
مُراد ہین معنی یون ہے اُنکے سردار اور سرخیل کو جو عزت اور منزلت ہو اُسکو پھیر کے انکو ذلت اور
ہتک ہونا بعضے کہتے ہین طمس سے اُنکے نشانات مدینے سے مٹا دینا اور انکے سرخیلون کی حالت بدلدینا سو
وے جلاوطن کئے گئے اذرعات اور اریحا کی طرف خواری اور ذلت سے گئے اور انکی عزت کی حالت جو
اول تھی وہ باقی نہ رہی شنبہ کے لوگونپر لعنت کیا جو کہا اُس سے مراد وے یہود ہین جو شنبہ کے دن
مچھلیان پکڑنے لگے سو اللہ تعالی نے انکو بندر بنا دیا انکا قصہ چھٹے ورد مین مذکور ہوا لعنت سے مراد
اللہ تعالی کی رحمت سے دور ہونا بعضے کہتے ہین لعنت سے بندر ہونا مراد ہے نلعنہم مین غائب کی ضمیر جو
مخاطب یہود جو ہین انکی طرف پھیرتی ہے اس تقدیر مین یہان خطاب کی ضمیر لانا تھا لیکن غائب کی ضمیر
لایا کیا واسطے گناہ کے سبب سے گویا حضور سے نکالے گئے اسکو علم بلاغت مین التفات کہتے ہین اس آیت کی

شان نزول کو ابن اسحٰق اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن حاتم اور بیہقی دلایل النبوة مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کئے ہین کہ عبد اللہ بن صوریا اور کعب بن اسد وغیرہ یہود کے احبار کے روسا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ای معشر یہود اللہ سے ڈرو اسلام لاؤ واللہ مین جو لایا سو حق ہے کر کے تمکو یقین ہے وے کہے واللہ اسکو ہم نہین جانتے انکے وعید مین اللہ تعالیٰ اس آیت کو نازل کیا ابن جریر وغیرہ روایت کئے ہین کعب بن ماتع جسکو کعب الاحبار کہتے ہین عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین یمن سے شام کو جانیکے ارادے سے نکلا مدینہ کو جب آیا عمر رضی اللہ عنہ اس سے ملکے کہے کعب تو ایمان لا کعب بولا تمہاری کتاب مین مذکور ہے مثل الذین حملوا التوریت ثم لم یحملوہا کمثل الحمار یحمل اسفارا سو مین توریت کو اٹھاتا ہون عمر رضی اللہ عنہ سکوت کئے پھر کعب حمص کو آیا ایک روز سنا ایک شخص یہہ آیت پڑھا یا ایہا الذین اوتوا الکتاب آمنوا بما نزلنا مصدقا لما معکم من قبل ان نطمس وجوہا) کعب اسکو سنکے کہا اے رب مین ایمان لایا اب مین اسلام لایا اس اندیشے سے کہ میرا حال ایسا نہو وہان سے یمن کو آکر اپنے سب لوگون کو مسلمان کیا سب ملکے مدینہ کو آئے وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ۝ اور اللہ کا حکم ہے کیا گیا یعنی اللہ نے جو حکم کیا سو ہوا اس سے مقصود یہہ ہے اللہ تعالیٰ کا ارادہ جو ہو خواہ نخواہ وہ ہوتا ہے اسکے حکم کو رد کرنے والا اسکے امر کو توڑنے والا کوئی نہین جس کا ہونا وہ چاہا تو اسکا کرنا اسپر ممتنع نہین اسکی تعبیر کان کے لفظ سے کیا گیا واسطے اللہ تعالیٰ اُنکو خبر دیتا ہے کہ امم سابقہ مین عادت الٰہی ایسی جاری تھی کہ اللہ تعالیٰ انبیا سے کسی پر عذاب نازل کرنے کا وعدہ کیا تو خواہ مخواہ اسکو کرتا تھا گویا انکو کہتا ہے تمکو معلوم ہے امم سابقہ مین اللہ تعالیٰ جس چیز کی تہدید کرتا تھا خواہ نخواہ اسکو کرتا تھا تم بھی اس وعید سے ڈرو إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ اور تحقیق اللہ نہین بخشتا ہی یہہ کہ اسکا شریک پکڑے اور بخشتا ہی اس سے نیچے جسکو چاہے یعنی شرک کے سوا دوسرے کوئی گناہ ہو جاہے تو بخشتا ہی معلوم کیجئے یہہ جملہ مستانفہ ہے ماقبل کے کلام مین وعید جو مذکور ہوا اُسی کو ثابت کرتا ہے اور ایمان کا امر جو کیا ہے اسکو بجالانا واجب ہونیکی تاکید ہے کیا واسطے بدون ایمان کے مغفرت ہونا محال ہے یہہ ذاہنی

مغفرت کی طمع جو کرتے ہین امر محال کی طمع ہے اِس آیت مین شرک سے مطلق کفر مراد ہے جسمین یہود کا
کفر بھی مندرج ہے اس سے معلوم ہوا یہود کو شرع کی عرف مین مُشرک کہینگے اگرچہ لغت کی معنی کے نظر کرتے
انپر اطلاق شرک کا نہو کفر کو شرک کہنے کی وجہ یہہ ہے جسنے کفر کیا وہ شخص اللہ تعالیٰ کے امر کو انکار کی راہ سے
نہ مانا اور اُسکے حکم سے اپنے تئین باہر کیا اس صورت مین وہ شخص خدا کو خدا نہین سمجھا اور اپنے پر اُسکے
امر کو نافذ نہین کیا تو اپنے تئین خدائی مین شریک کیا تو ثابت ہوا جو کفر ہے سو شرک ہے اِس آیت سے
ثابت ہوا کفر کے سوائے گناہ جتنے ہین خواہ کبیرہ ہون خواہ صغیرہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہین
چاہے تو عذاب دیوے چاہے تو بن توبہ کے مغفرت کرے احادیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہی ابن جریر
اور ابن ابی حاتم وغیرہ متعدد طریقون سے روایت کئے ہین کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہے قاتل نفس
اور یتیم کا مال کھاجانے والا اور جھوٹی شاہدی دینے والا اور قطع رحم کرنے والا یہہ سب دوزخ مین جاینگے
کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ شک نہین کرتے تھے جب یہہ آیت اِن اللہ لایغفر ان یشرک بہ
ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء نازل ہوئی ہم اُس سے باز آئے یعنی وے بہشت مین جاینگی ہمکو امید
ہوئی ابن الضریس اور ابن المنذر اور ابن علی عدی بسند صحیح ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے
گناہ کبائر والون کے واسطے استغفار کرنے سے ہم توقف کرتے تھے یہان تک کہ ہم اپنے نبی سے صلی اللہ
علیہ وسلم سنتے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء اور فرماے اپنی اُمت
کے گناہ کبیرہ کرنے والون کے لئے مین شفاعت کرنا کر کے میری دعا کو ذخیرہ کر رکھا ہون یہہ سننے
سے ہمارے دلون مین جو بات تھی اُس سے باز رہے اور ہمکو ان کی امید ہوئی ابو یعلی اور ابن ابی حاتم
جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کوئی بندہ
نہین جو مرے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے مگر اُسکے لئے مغفرت پہنچتی ہے اللہ تعالیٰ
چاہے تو اُسکو بخشے اور چاہے تو اسکو عذاب دیوے کیا واسطے اللہ تعالیٰ فرمایا اِن اللہ لایغفر ان
یشرک بہ الآیہ امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن مردویہ ابو ذر رضی اللہ عنہ سے
روایت کئے ہین کہے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا حضرت فرمائے کوئی بندہ نہین

جو بولا لا اله الا الله پھر اسی پر موا مگر بہشت مین جایگا مین نے عرض کیا یا رسول الله اگرچہ زنا
کرے اور چورا وے حضرت فرمائے اگرچہ زنا کرے اور چراوے پھر مین بولا اگرچہ زنا کرے اور
چراوے فرمائے اگرچہ زنا کرے اور چراوے پھر مین بولا اگرچہ زنا کرے اور چراوے تین بار فرمائے
اگرچہ زنا کرے اور چراوے چوتھی بار کہے علی رغم انف ابی ذر یعنی ابی ذر کے برضد اسبات مین
مین احادیث بکثرت وارد ہوئے ہین معتزلہ کہتے ہین گناہ کبیرہ والا بن توبہ کے مرجاوے تو اسکی گناہ
معاف نہین ہوتی اور اس آیت کے عموم کو توبہ کے قید سے خاص کرتے ہین انکا یہہ قول باطل ہے
کیا واسطے توبہ سے شرک بھی معاف ہوتا ہے کبایر سے تخصیص کرنے مین فایدہ مترتب نہین ہوتا
وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا ۝ اور جسنے ٹھرایا شریک الله کا اُسنے بڑے
گناہ کا طوفان باندھا جھوٹھ بات بناکے بولنے کو افترا کہتے ہین یعنی شرک کی گناہ بہت بڑی
ہے جو شرک پر موا تو اسکی گناہ معاف نہین ہوتی سدا دوزخ مین رہیگا أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ
يُزَكُّونَ أَنفُسَهُم کیا تونے نہین دیکھا انکی طرف جو پاکیزہ گنتے ہین آپکو یعنی اپنی ستایش آپ
کرتے ہین اور اپنے کو پاکیزہ سمجھتے ہین اس آیت کی شان نزول کو ابن جریر نے ابن عباس رضی الله عنہما
سے یون روایت کی ہے کہ یہود کہتے تھے ہمارے بچے جو مرتے ہین وے الله کے پاس ہمارے وسیلہ ہین
وے ہمکو پاک کرینگے اور ہماری شفاعت کرینگے اسپر الله تعالی نے نبی صلی الله علیہ وسلم کو فرمایا الم
تر الی الذین یزکون انفسہم الایہ ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی الله عنہما سے روایت کی ہے
یہود اپنے بچون کو نماز مین مقدم کرتے انکے ساتھ نماز پڑھتے اور انکی طرف سے قربانی کرتے اور
کہتے ان پر کچھ گناہ نہین یعنی انکے واسطے سے ہماری گناہ بھی بخشے جائیگی الله تعالی نے انکی تکذیب کی
اور فرمایا گناہ والے کے ساتھ بے گناہ والا رہنے سے مین گناہ والے کو پاک نہین کرتا اسی پر
یہہ آیت نازل کیا عبد الرزاق اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم حسن بصری سے روایت کئے ہین کہے
یہہ آیت یہود و نصاری کی شان مین نازل ہوئی وے کہتے تھے نحن ابناء الله واحباؤہ یعنی ہم
الله کے بچے اور اسکے پیارے ہین اور کہتے تھے لن یدخل الجنۃ الا من کان ہودا او نصاری یعنی

ہرگز بہشت میں نہ جائیگا مگر وہ جو یہودی ہو یا نصاری یعنی اس تزکیئے کے واسطے یہہ آیت
نازل ہوئی بعضون نے کہا چند یہودی اپنے بچون کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاکے کہے یا محمد آیا
ان بچون پر کچھ گناہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے نہین وے کہے ہم بھی ان بچون کے مانند ہین دنکو
ہم جو گناہ کرتے ہین راتکو معاف ہوجاتی ہے اور رات کو جو گناہ کرتے ہین دنکو معاف ہوجاتی ہے
اسی پر اللہ تعالی نے اس آیت کو نازل کیا یزکون مضارع کی صیغہ ہے تزکیہ سے تزکیہ اسکو کہتے ہین
انسان اپنے کو صلاح تقوی دینداری سے سراوے اللہ تعالی انسان کو اس ستایش سے منع کیا اور
فرمایا فلا تزکوا انفسکم ہو اعلم بمن اتقی یعنی مت پاکی کرو اپنے نفسونکی اللہ خوب جانتا ہی اسکو جو اللہ سے
ڈرتا ہے اس منع کا سبب یہہ ہے تزکیہ کا تعلق اور مدار تقوی پر پرہیزگاری پر ہے وہ باطنی صفت ہے
اسکی حقیقت کو اللہ تعالی کے سوا دوسرا کوئی نہین جانتا تزکیہ کرنا تو اللہ تعالی کرنا کہ اپنے آپ کو
تزکیہ کرے اپنے منہہ میان مٹھو کہلائے اپنے کو صلاح سے اور اپنے اعمال کو پاکیزگی سے وصف کرنا یا
طاعت وتقوی آپ بہت کرتا ہون کرکے کہنا یے سب اسی نہی مین داخل ہین ان چیزون کو اللہ
تعالی کے سوائے کوئی نہین جانتا پھر انکے رد مین فرمایا بَلِ اللّٰہُ یُزَکِّی مَنۡ یَّشَآءُ بلکہ اللہ پاکیزہ کرتا ہے
جسکو چاہے وَلَا یُظۡلَمُوۡنَ فَتِیۡلًا ۝ اور ظلم نہوگا بتی برابر فتیل کی معنی مفعول کی ہے یعنی بانٹا ہوا
اس سے مراد باریک بتی ہے جو خرمے کے تخم کے دونون ناکے درمیان رہتی ہے بعضے کہتے ہین دو
انگلیون کو ملاکے ملنے سے میل کی باریک بتی جو نکلتی ہے اسکو فتیل کہتے ہین الحاصل کوئی حقیر چیز جسکو
قیمت نہین رہتی اسکو فتیل کی مثال دیتے ہین جیسے ذرہ کی مثال دیتے ہین یعنی ذرہ ظلم بھی نہوگا اس جملے
کی معنی یون ہین جو لوگ اپنے نفسون کا تزکیہ کرتے تھے انکو اس ستایش پر سزا ہوگی لیکن تاگے کے
برابر بھی انپر ظلم نہوگا بعضے کہتے ہین اسکی معنی یون ہے اللہ تعالی جسکو پاکیزہ کیا ہے انکے طاعتونکا
ثواب بتی کے برابر بھی کم نہوگا اُنۡظُرۡ کَیۡفَ یَفۡتَرُوۡنَ عَلَی اللّٰہِ الۡکَذِبَ دیکھ کیسا باندھتے
ہین اللہ پر جھوٹھ یہہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے یعنی اے محمد تو دیکھ یہ یہود اللہ تعالی پر
کیسا جھوٹھ باندھتے ہین اسلئے کہتے ہین ہم گناہ سے پاک ہین گویا دھو یا موتی ہین وَکَفٰی بِہٖۤ اِثۡمًا

مَبِيْنًا اور بس ہے یہہ گناہ صریح بہ کی ضمیر کذب کی طرف پھرتی ہے یعنی وے لوگ سخت عذاب کے مستحق ہونیکے واسطے یہہ جھوٹھ بس ہے یا معنی یون ہین فقط انکی یہہ بات انکی گناہ بڑی ہونیکے واسطے بس ہے

ع

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ

کیا تونے نہین دیکھا انکی طرف کہ جنکو ملا ہے حصہ کچھ کتاب کا مانتے ہین بت اور طاغوت کو اس آیت کی شان نزول کو ابن جریر وغیرہ متعدد طریقون سے روایت کئے ہین کہ جنکا خلاصہ یہہ ہے احد کے جنگ کے بعد کعب بن الاشرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو عہد کیا تھا اسکو توڑ کے قریش کے ساتھ عہد و اقرار باندھنے کے ارادے سے یہودیون کی ایک جماعت کو اپنے ساتھ لیکے مکہ کو گیا قریش کے مالدار لوگون سے ایک ایک شخص نے ایک ایک یہودی کو اپنے گھر مین اتارا کعب بن الاشرف ابوسفیان نے اپنے یہان اتار کر بہت مدارا کیا اسکو بخوبی ضیافت کی غرض یہود کئے مخالفت کرنا چاہے قریش کہے تم اہل کتاب ہو اور محمد بھی کتاب والا ہے تم باطن مین انکے ساتھ شریک رہ کے ہمکو فریب دینے آنا بعید نہین ہمکو تمہاری طرف سے اطمینان نہین ہے اگر تم ہمارے ان دونون بت کو سجدہ کر دگے تو ہمکو اطمینان ہوگا پھر یہود نے بتونکو سجدہ کئے بعد کعب بن الاشرف نے کہا ہمارے تیس آدمی اور تمھارے تیس آدمی چل کے کعبہ سے اپنی چھاتی لگا کے اس بیت کے رب سے عہد کرنا کہ ہم اور تم آپسکے اتفاق سے محمد سے جنگ کرنا پھر اسی طور سے عہد و پیمان کئے بعد ابوسفیان کعب کو بولا تو کتاب پڑھا ہے عالم ہے ہم لوگ ان پڑھے نادان ہین ہم سے سچ کہہ ہمارا طریقہ بہتر ہے یا محمد کا کعب بولا تمھارے دین کا طریقہ مجھکو بولو تا مین معلوم کرون کہ کس کا طریقہ بہتر ہے ابوسفیان بولا ہم حاجیون کے واسطے اپنے نفیس اونٹون کو نحر کرکے کھلاتے ہین انکو پانی پلاتے ہین مہمانون کی میزبانی کرتے ہین اسیرونکو قید سے رہا کرتے ہین قرابتیون سے دوستی جوڑتے ہین ہمارے پروردگار کے گھر کو آباد کرتے ہین اسکا طواف کرتے ہین اسکو چھوڑکے ہم کہین نکل نہین جاتے محمد نے اپنے آبا اجداد کے دین کو ترک کیا ہماری قرابت کو قطع کیا حرم کو چھوڑکے نکل گیا ہمارا دین قدیم ہے محمد نے نیا دین نکالا ہے کعب بولا واللہ تم جس طریقہ پر ہو وہ محمد کے طریقہ سے نہایت راست ہے اسی پر اللہ تعالی نے اس آیت کو نازل کیا الم تر الی الذین

الآیہ یعنی اے محمدؐ کیا تو نے نہین دیکھا جنکو ملا ہے حصہ کتاب سے یعنی کعب بن الاشرف اور اُسکے ساتھ والے یہود ایمان لاتے ہین جبت اور طاغوت پر یعنی بتون کو سجدہ کئے جبت اور طاغوت کی معنی مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین جبت اور طاغوت دو بت کے نام ہین جنکو یہود سجدہ کئے بعضے کہتے ہین جبت سحر کو اور طاغوت شیطان کو بولتے ہین عبد بن حمید وغیرہ عمر رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح ایسا ہی روایت کئے ہین مجاہد نے کہا جبت سحر کو کہتے ہین طاغوت اس شیطان کو کہتے ہین جو انسان کی صورت مین آتا ہے اور اسکے پاس فیصلہ جنکا نے رجوع ہوتے ہین سعید بن جبیر اور ابو العالیہ کہتے ہین جبت ساحر کو اور طاغوت کاہن کو کہتے ہین عکرمہ نے کہا جبت حبشی زبان مین شیطان کو کہتے ہین اور طاغوت کاہن کو عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہ جبت بتون کو کہتے ہین طواغیت شیاطین جو بتون کی طرف سے جھوٹھ بات بنا کے کہتے تھے بعضے کہتے ہین جبت کاہن اور طاغوت سے کعب بن الاشرف علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہ جبت سے حیی بن اخطب اور طاغوت سے کعب بن الاشرف ہے بندۂ عاصی کہتا ہی جبت وطاغوت سے یہہ دونون شخص مراد ہین انکی اصل معنی نہین عبد الرزاق اور امام احمد اور عبد بن حمید اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ابی حاتم قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے ان العیافۃ والطرق والطیرۃ من الجبت یعنی عیافت اور طرق اور طیرہ اقسام سے جبت کی ہین امام نووی نے کہا اس حدیث کی سند حسن ہے عیافت عین کی کسر سے ابو عبید نے کہا پرندے کو ہنکارنے اور اسکے نام سے اور آواز سے اور عمر سے شگون لینے کو عیافت کہتے ہین طرق طاء مہملہ کی فتح اور راء مہملہ کی سکون سے اخیر مین قاف ہی نہایہ مین کہا کنکرون سے مارنے کو طرق کہتے ہین عورتین شگون اور حال دیکھنے کیواسطے اسکو کیا کرتی تھین اور بعضے کہتے ہین رمل کے خطون کو طرق کہتے ہین طیرہ طاء مہملہ کے کسر سے اور یاء مثناۃ تحتانیہ کی فتح سے یعنی شگون لینا جانورون کے نامون سے اور آوازون سے اور رنگون سے اور اسکے اڑنے کی جہت سے مثلاً عقاب اڑا تو عقوبت کا بدشگون لینا اور غراب یعنی کوا اڑا تو غربت کا شگون اور ہدہد اڑا تو ہدایت کا شگون کرنا اور مثلاً یمین کی طرف یعنی داہنی طرف

جانور اڑکے گیا تو نیک شگون لینا اور لیسار یعنی بائین طرف اُڑکے گیا تو بدشگون لینا یعنی یہہ
چیزین جبت کے اقسام مین ہین جبت کو سحر کی معنی سے لیوے تو حدیث کی معنی یون ہوگی یہہ
چیزین سحر کے اعمال مین ہین سحر جیسا حرام ہے یہہ بھی حرام ہین جبت کو معبود من غیر اللہ کی معنی
سے لیوے تو حدیث کی معنی یون ہوگی یہہ چیزین حرمت مین جبت کی عبادت کے مثل ہین ابن جریر
طبری کا مختار جبت اور طاغوت سے یہان اللہ تعالیٰ کے سوا جن چیزون کی عباوت کرتے ہین اُنکی
جنس مُراد ہے خواہ صنم ہو یا شیطان جن ہو یا آدمی پھر اُس مین ساحر اور کاہن بھی داخل ہوے
وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هٰؤُلَاءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِينَ اٰمَنُوا سَبِيلًا اور کہتے
ہین کافرون کو کہ اُنہون نے زیادہ پائی مسلمانون سے راہ یعنی کعب بن الاشرف اور اُسکے ساتھ
والے یہود کفار قریش کو کہتے ہین کہ مسلمانون کے دیکھتے تم اچھی راہ پر ہو یعنی تم حق پر ہو اُولٰئِكَ
الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ یہہ وے لوگ ہین جنکو لعنت کی اللہ نے اولئک کا اشارہ کعب بن الاشرف
وغیرہ یہود کی طرف ہی اللہ تعالیٰ نے خبر دیا کہ ان یہود پر لعنت ہی یعنی وے اللہ کی رحمت سے دور ہین وَمَن
يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيرًا جس کو لعنت کرے اللہ پھر تو نپاوے کوئی اسکا مددگار اِس
جملہ مین اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی انکا مددگار کوئی نہین اس مین اشارہ
ہوا کہ اللہ تعالیٰ مومنون کو اپنی رحمت سے گھیر لیتا ہی اور انکو مدد کرتا ہی اَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّنَ الْمُلْكِ
فَاِذًا لَّا يُؤْتُونَ النَّاسَ نَقِيرًا آیا انکا کوئی حصہ ہے سلطنت مین پھر تو نہ دیگے لوگونکو
ایک نقیر برابر اَم کا کلمہ استفہام انکاری کے واسطے ہے فَاِذًا لَّا يُؤْتُونَ کا جملہ مقدر شرط کی جزا ہی
اسکی معنی یون ہین انکو سلطنت مین کچھ حصہ نہین اگر سلطنت مین کچھ حصہ ہوتا تو لوگون کو نقیر بھی نہ دیتے
نقیر گڑھے کو کہتے ہین جو خرمے کے تخم کے پشت پر ہوتا ہی اور اُسی جگہہ سے خرمے کے درخت کا
سوئہ نکلتا ہے جو شئے نہایت حقیر ہے اور معمول لینے کے لایق نہین اسکو نقیر سے تمثیل دیتے مین
جیسے ہماری زبان مین اس شئی کو رائی کے دانہ اور تِل کے دانہ سے تمثیل دیتے ہین اوپر کی
آیت مین اللہ تعالیٰ نے یہود کے جہل کو بیان کیا یہان انکا بخل بیان کرتا ہے کہ وہ اشد بخیل

ہین سلطنت ہو تو کسیکو تل کے دانے کے برابر بھی نہ دیگے ملک کو ذکر کیا گیا واسطے یہود کہتے
تھے ملک اور نبوت کے ہم مستحق ہین ہم عربون کی تبعیت کاہیکو قبول کریگے اللہ تعالی نے اُنکے
اُس دعوی کو باطل کیا بعضے کہتے ہین یہود کہتے تھے آخیر زمانے مین سلطنت پھر ہمارے اختیار مین ہوگی
اللہ تعالی نے اُن کے اس دعوی کو باطل کیا اسطور پر کہ تمکو سلطنت ملنے کی صورت نہین بنتی
کیا واسطے بخل اور سلطنت دونون جمع نہین ہوتے تم نہایت مکھی چوس ہو لوگ تمھارے مطیع ومنقاد
ہرگز نہ ہوگے اور تمھارے اختیار مین ملک نہ آویگا اس پر عقلی دلیل یہہ ہے انسان کی طبیعت مین
اپنے سریکے انسان کے مطیع ومنقاد ہونیکی کراہت اور نفرت ہی جس امرکو مکروہ جانتا ہی اسکو اختیار
نکریگا جبتک کوئی امر کہ جس سے اسکو مکروہ امر کو قبول کرنا لازم ہی درپیش ہو ولیسا امر سوا حاجت کے کوئی نہین انسان
کو ایسی حاجت پڑتی ہی کہ اسکو دفع کرنا ضرور ہوتا ہی حاجت دفع ہوگی جبتک ہاتھ مین پیسہ ہے ہر شخص کے پاس پیسہ نہین ہوتا اسلیئے جسکے
پاس پیسہ ہے اسکی خوشامد اور اطاعت کرتے ہین تا اس سے مال حاصل کرے اور اپنی حاجت
کو دفع کرے جب اس سے مال حاصل کیا تو اُسکا مطیع ومنقاد ہوا دینے لینے کی بات درمیان سے
نکل جاوے تو اصلی نفرت جو ہے وہی عود کرتی ہے اس سے معلوم ہوا بخل اور سلطنت دونون جمع
نہین ہوتے أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ
إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُم مُّلْكًا عَظِيمًا ۔ آیا حسد کرتے ہین لوگونکا اُسپر جو جو ما
انکو اللہ نے اپنے فضل سے سو مقرر ہمنے دی ہے ابراہیم کے آل کو کتاب اور حکمت اور انکو دی ہے
ہمنے بڑی سلطنت یہود کی یہہ تیسری بدصفت ہے جو لوگونکا حسد کرتے ہین اور یہ بخل کی صفت سے
یہہ صفت زیادہ قبیح ہے کیا واسطے بخل مین اپنے پاس کی چیز دوسرے کو نہ دینے ہی حسد مین اللہ تعالی
کے پاس کی چیز دوسرے کو نہ ملنا اور اللہ تعالی پر اعتراض کرنی ہے ام یحسدون استفہام
انکاری ہے یعنی یہہ حسد کرنا لایق نہین الناس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہین واحد پر ناس کا
اطلاق کیا گیا واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین نیک خصلتین اسقدر جمع ہوئین جو کہ سب
موجود نہین ہوتے مگر جم غفیر مین گویا آپکی ذات اُن تمام لوگون کو جامع ہے یا ناس سے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب ہین کیا واسطے ناس کا لفظ جمع کی معنی سے ہے جمع پر اسکو حمل کرنا اولی ہے ناس سے عرب مُراد لیوے تو بھی صحیح ہے فضل سے مراد نبوت اور کتاب اور نصرت اور عزت اور فضیلت ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور حضرت کے امت کو ملی یا نبی آخر الزمان قبیلے عرب سے ہونیکی فضیلت مراد ہے یہود کو گھمنڈ تھا نبی آخر الزمان اپنے مین ہوگا اسمعیل علیہ السلام کی اولاد کو حقیر سمجھتے تھے یہہ جو اللہ تعالی نے فرمایا فقد اتینا آل ابراہیم انکے انکار کی علت ہی اور انکو الزام دیتا ہے ایسے امر سے کہ وہ امر انکے پاس مُسلم ہے اور اُنکے حسد کی جڑ کو قطع کرتا ہے کیا واسطے انکا حسد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے کے سبب سے تھا یہہ حسد نہایت قبیح اور باطل ہے کیا واسطے ہم ابراہیم کی آل مین ایک جماعت کو کتاب اور نبوت اور سلطنت عطا کئے تم انکا انکار نہین کرتے اور انکا حسد نہین کرتے ابراہیم علیہ السلام کی وہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلاف اور بنی العم ہین پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت اور ملک ملنے کو کیا واسطے انکار اور حسد کرتے ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی آل ابراہیم علیہ السلام مین ہی ہے الکتاب سے شریعت کے ظاہر احکام اور حکمت سے حقیقت کے اسرار اور ملک عظیم سے کمال اقتدار مُراد ہے بعضے کتاب سے توریت اور حکمت سے نبوت مراد لیتے ہین ابن جریر اور ابن ابی حاتم عوفی کی طریق سے روایت کئے ہین اُسنے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اہل کتاب کہنے لگے محمد کہتے ہین اپنے کو جو مرحمت ہوئی تواضع کی ساتھ ہے یعنی نبوت کے ساتھ تواضع کرنی حالانکہ اُنکو نو بی بیان ہین انکا خیال عورتون پر ہے اس سے بڑکے کون سی سلطنت ہے پھر اللہ تعالی نے اس آیت کو نازل کیا اس قول پر ملک عظیم سے کثرت نسا مراد ہے کیا واسطے داؤد علیہ السلام کو سو عورت تھین اور سلیمانؑ کو تین سو بی بی اور سات سو حرم تھین انکے حق مین اتنے عورتان ہونا مستبعد اور نبوت مین نقصان نہ ہو تو محمدؐ کو نو عورت ہونا مستبعد اور نبوت مین نقصان کیا واسطے ہوگا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ پھر امنین کسی نے اُسکو مانا یعنی یہود سے بعضون نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ اور امنین کوئی اس سے الگ رہا یعنے ان یہود مین کوئی ایمان

نہ لایا وَ کَفٰی بِجَھَنَّمَ سَعِیْرًا ۵ اور دوزخ بس ہے جلتی آگ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی ایمان نہ لاوے
تو اس کی سزا کو دوزخ کی آگ بس ہے بعضے کہتے ہین من آمن بہ سے گذرے انبیا مراد ہین یعنی اول کے
انبیا جو گذرے انکے امتون کی عادت بھی یہی تھی کہ انپر بعضون نے ایمان لاتا اور بعضے اٹکتے اور اپنے
کفر پر قایم رہتے سو تو اے محمد انکے ایمان نہ لانے سے آزردہ مت ہو گذشتہ انبیا کے ساتھ ان کے امت ایسا ہی
کرتی تھی انکی سزا کیواسطے دوزخ بس ہے اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِیْھِمْ نَارًا مقرر جو لوگ منکر
ہوے ہمارے آیتون سے عنقریب جلاینگے انکو ہم آگ مین جو لوگ اپنے کفر پر قایم ہین اور محمد صلی اللہ علیہ
وسلم پر جو نازل ہوا اسکی تکذیب کرتے ہین انکے واسطے یہہ وعید ہے اوپر مخصوص یہود کے حق مین
وعید ذکر کیا اب علی العموم کفار کی وعید ذکر کرتا ہے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر آیات جو ہم نازل کئے
انکا انکار جو شخص کریگا اسکو ہم دوزخ مین داخل کرینگے اور آتش سے جلاینگے آیات سے جو چیز اللہ
تعالی کی ذات اور صفات اور اسکے اسما پر اور فرشتے اور کتب اور رسولون پر دلالت کرے
مراد ہے آیات سے کافر ہونا فقط انکے منکر ہونا نہین بلکہ ان سے کافر ہونا کئی طرح پر ہے ایک تو
وے آیات ہین کرکے منکر ہونا دوسرا ان آیتون کو سمجھنا لیکن ان مین تامل نہ کرنا تیسرا ان آیتون
مین شبہے شکوک ڈالنا چوتھا انکو حق سمجھنا لیکن عناد اور حسد سے انکا انکار کرنا کُلَّمَا نَضِجَتْ
جُلُوْدُھُمْ بَدَّلْنٰھُمْ جُلُوْدًا غَیْرَھَا لِیَذُوْقُوا الْعَذَابَ جسوقت پک جاویگی یعنی جل جاویگی
انکی کھال بدل کر دینگے انکو اور کھال تاچکھتے رہین عذاب ابن جریر اور ابن ابی حاتم نویر کی
طریق سے روایت کئے ہین اسنے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہون اس آیت کی
معنی مین کہے انکے پوست جب جل جاوینگے تو تازہ پوست سفید کاغذ کے مانند بدل کر دینگے
طبرانی اوسط مین اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نافع کی طریق سے روایت کئے ہین اسنے
ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہے عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اس آیت کو پڑھے معاذ
رضی اللہ عنہ کہے اسکی تفسیر مجھکو معلوم ہے ایک ساعت مین سو بار انکی کھال بدل کر دینگے عمر
رضی اللہ عنہ کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مین نے ایسا ہی سنا ہے حافظ السیوطی نے

کہا اسکی سند ضعیف ہے ابن مردویہ اور ابونعیم حلیہ مین ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین
کہے عمر رضی اللہ عنہ اس آیت کو پڑھے کعب الاحبار بولا اس آیت کی تفسیر مجکو معلوم ہے پیشتر از
مسلمان ہونیکے مین اسکو پڑھا ہون عمر رضی اللہ عنہ کہے ای کعب بیان کر مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
جیسا سنا ہون ویسا ہی تو کہا تو ہم تیری تصدیق کرینگے کعب نے کہا ایک ساعت مین ایک سو
بیس بار انکا پوست بدل کر دینگے عمر رضی اللہ عنہ کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مین
ایسا ہی سنا ہون حافظ المنذری نے کہا اسکی سند ضعیف ہے ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور
ابن المنذر اور ابن ابی حاتم حسن بصری سے روایت کئے ہین کہے مجھکو پہنچا کہ ایک دن مین ستر
ہزار بار جل جایگا آتش جب گوشت کو جلاویگی تو کہینگے پھر عود کر سو پھر گوشت آجایگا بخاری
اور مسلم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
کافر کے دونون کاندھون کے درمیان دوزخ مین جلد چلنے والے سوار کی تین دن کی راہ ہوگی مسلم
نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کافر کا داڑ
احد کے برابر ہوگا اور اسکی کھال کا دل تین دنکی راہ کا ہوگا کھال اس طرح سے بدل کر دینے کا وجہ
بیان کیا کہ تا چکھے عذاب کو یعنی ہم انکو ایسا نہین کئے مگر اسکے واسطے کہ وہ عذاب کی سختی اور
شدت اور درد کو ہر وقت پاتے رہین اور کسی وقت منقطع نہ ہو معلوم کیجئے ذوق کا استعمال تھوڑی
ادراک مین ہوا کرتا ہے مثلاً کہتے ہین ذاق الطعام یعنی کھانیکو چکھا دوزخیون تو سخت عذاب مین
اگر خالد رہتے ہین انکے حق مین ذوق کو استعمال کیا گیا واسطے کہ ذوق کو ذکر کرنے سے مقصود
یہہ ہے وے لوگ عذاب کی احساس کرنی یعنی اسکی سختی با ہر آن موجود رہیگی اور جلنے سے
اسکی ادراک کم نہوگی جیسا چکھنے والا چکھنے کی چیز کو ہر وقت احساس کرتا ہے یہان ایک اعتراض
کرتے ہین اسکا حاصل یہہ ہے گناہ گار کا پوست جل گئے بعد دوسرا پوست اسکی جگہہ مین آیا اور اس
پر عذاب ہوا تو پوست جو گناہ نہین کیا ہے اسکی تعذیب دینی لازم آتی ہے یہہ تو جائز نہین اسکے
چند جواب ہین پہلا جواب اللہ تعالی فرمایا کلما نضجت جلودہم نضج کی معنی پکنا کوئی چیز پکتی ہے تو

اسکی ماہیت یعنی اصلی ذات باطل نہین ہوتی جیسے چانول پکے تو انکی ذات معدوم نہین ہوتی بلکہ انکی صفت بدل گئی اس سے معلوم ہوا انکے پوست کی ماہیت مین تغیر نہوا بلکہ ذات باقی رہے لیکن اُسکی صفت متغیر ہوئی جب ذات باقی ہو تو عذاب نہین ہوا مگر گنہگار کو غیریت جو آیت مین مذکور ہے اس صفت کی غیریت مراد ہے ذات کی غیریت مراد نہین یعنی کھال مین جب تغیر ہوتا ہے تو بدل کے پھر اسکی اصلی حالت عود کرتی ہے دوسرا جواب عذاب نہین ہوتا ہے مگر آدمی کو اور وہ کھال آدمی کی ماہیت کی جزو نہین تھی بلکہ کوئی افزود چیز اس سے لگی ہوئی تھی جب اللہ تعالیٰ پوست کی تجدید کی یہہ نیا پوست اس آدمی کو عذاب پہنچنے کا سبب ہوا تو عذاب نہین ہوا مگر مجرم کو تیسرا جواب جلود سے قطران کے سرابیل مراد ہین اللہ تعالیٰ فرمایا ہے سرابیلہم من قطران لباس انکے گندھک کے ہین سو معنی یون ہے انکے لباس گل گئے تو دوسرا لباس پہناتے ہین اس جواب پر اعتراض کرتے ہین کہ لفظ کے ظاہر معنی کو چھوڑ کے مجازی معنی کو جو ظاہر کا خلاف ہے اختیار کرنا قواعد کا خلاف ہے اور بھی سرابیل کو احراق یعنی جلنے سے تعبیر کرتے ہین نضجت سے اُسکی تعبیر نہ کرینگے چوتھا جواب عذاب دائم رہنے اور منقطع نہونے سے یہہ استعارہ ہے یعنی جب انکو گمان ہوا کہ آپ گل گئے اور عذاب سے رہائی پائے انکو ہم تازی قوت دیتے ہین جس سے وے گمان کرتے ہین کہ انکی بنا کی تجدید ہوئی پانچوان جواب اللہ تعالیٰ اُنکے گوشت سے نیا پوست نکالتا ہی چھٹوان جواب اللہ تعالیٰ دوزخ والون کے بدن پر پوست جو بناتا ہے اس پوست کو درد نہین پہنچتا لیکن اس پوست سے انکی ذات کو درد پہنچتا ہے جب وہ پوست جل جاتا ہے تو نیا پوست بنایا جاتا ہے

اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَزِیْزًا حَکِیْمًا ۝ مقرر اللہ ہے زبردست حکمت والا عزیز اسکو کہتے ہین جو سب پر قادر اور غالب رہے حکیم وہ جو اچھا کام کرے ان دونون وصف کو یہان ذکر کرنے سے نہایت حسن و بلاغت پائی جاتی ہے کیا واسطے انسان آتش مین پڑنا اور اسمین جل بھنکے خاک نہونا و لوگونکو اچنبے مین لاتا تھا اس خیال کے دفع کرنیکے واسطے فرمایا اللہ تعالیٰ کو قدرت کاملہ ہے اور سب پر اسکا امر غالب ہے آتش مین زندہ رکھکے جلانا اسکی قدرت کے نظر کرتے آسان ہے اور خیال بھی نہ

ہوتا تھا اللہ تعالیٰ کریم رحیم ہے انسان کو جو نہایت ضعیف ہے اسقدر عذاب دینا اسکی رحمت کو
لایق نہین اُسکے دفع کے واسطے فرمایا اللہ تعالیٰ جیسا کریم و رحیم ہے حکیم بھی ہے اُسکی حکمت کی مقتضے
یہہ ہے اسکے امر کا جنھون نے خلاف کیا اُسکو سزا دینا سو اپنی حکمت کے موافق امر کرتا ہے

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
اور جو لوگ یقین لاے اور کرین نیکیان اُنکو عنقریب ہم داخل کرینگے باغون مین جنکے نیچے بہتی
نہرین خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا رہ پڑے وہان ہمیشہ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ اُنکے لئے
وہان عورتین ہین ستھری وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ۵ اور اُنکو ہم داخل کرینگے چھاون مین گہنے
والی چھاون قرآن شریف مین اللہ تعالیٰ اکثر وعید کے ساتھ وعدے کو اور وعدے کے ساتھ وعید کو
ذکر کرتا ہے گویا دونون مین تلازم ہے یہان کفار کے وعید کو مقدم کیا کیا واسطے کفار کا احوال
بیان کرنی مقصود بالذات تھا مومنین کو بالعرض ذکر کیا یون بھی کہہ سکتے ہین اوپر یہود کے حق مین
فرمایا فَمِنْهُمْ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ صَدَّ عَنْهُ سو اول جو لوگ ایمان لانے مین استادگی کئے انکا عذاب
بیان کیا بعد ایمان لانے والون کا حال ذکر کیا اہل بلاغت والون کے پاس
اسکو لف نشر مشوش کہتے ہین معلوم کیجئے اس آیت مین اللہ تعالیٰ نے خلود کے
ساتھ تابید کا قید کیا کیا واسطے خلود کی معنی طول مکث یعنی دیر تک پڑے رہنا
پھر وہ رہنا منقطع ہو یا نہو اسکے ساتھ ابدًا کا جب قید لگایا تو معلوم ہوا کہ
اس رہنے کو انقطاع نہین اس آیت مین جہم بن صفوان پر جو جبریہ فرقے
والون مین کا سرخیل ہے اور اسکے تابعدارون کو جہمیہ کہتے ہین رد
ہے اُسنے کہا جنت کی نعمتین اور دوزخ کے دردین منقطع ہوگے اللہ تعالیٰ تو فرمایا وہ
ہمیشہ رہینگے اللہ تعالیٰ عورتونکی صفت مین مطہرۃ جو بولا حیض اور نفاس اور دوسری غلاظت
جو دنیا مین انکو رہتے ہین اس سے پاک رہنے کا ارادہ کیا ظل سایہ کو کہتے ہین ظلیل وہ سایہ جو
ہمیشہ رہے ظل کی تاکید کے واسطے ظلیل کو ذکر کیا جیسے لیل الیل یعنے رات نہایت تاریک اور

ربع

شمس شارق یعنی آفتاب نہایت تیز کہتے ہین معلوم کیجئے عرب کے شہرون مین خصوص مکہ مین نہایت حرارت رہتی ہے اُنکے راحت کے اسباب مین سایہ بڑی راحت اور نعمت کا سبب ہے علی الخصوص باغون مین درختونکا سایہ گرمی کیوقت نہایت راحت دیتا ہے اس لئے ظِلًّا ظَلِیْلًا کو ذکر کیا گویا وہ کنایہ ہے کمال راحت سے اس تقریر سے بعضون نے جو اعتراض کیا اور بولا بہشت مین آفتاب نہین کہ جسکی تابش سے اذیت ہو پھر اسکو ظل ظلیل سے وصف کرنیکی کیا حاجت سو یہہ اعتراض دفع ہوا اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا مقرر اللہ تمکو فرماتا ہے کہ تم پہنچانا امانتین ان کے لوگون کو یعنی امانت والون کو اس آیت کی شان نزول کو ابن مردویہ نے کلبی کی طریق سے اُسنے ابو صالح سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ فتح کئے بعد عثمان بن طلحہ کو بلوا کے کعبہ کی کنجی درخواست کئے اُسنے کنجی حاضر کی عثمان اپنا ہاتھ دراز کرکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دینا چاہتا تھا کہ اس مین عباس رضی اللہ عنہ کھڑے ہوکے عرض کئے یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہین یہہ کنجی میرے سپرد کیجئے سقایہ کے ساتھ یعنی آبدارخانہ کی خدمت کے ساتھ یہہ بھی ہمکو ہووے عثمان نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اے عثمان کنجی دے عثمان نے کنجی دینے اپنا ہاتھ دراز کیا کہ اسمین عباس ویسا ہی بھی عرض کئے عثمان نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اے عثمان تو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہے تو کنجی مجھکو دے عثمان نے کہا اللہ کی امانت سے لیو اور کنجی حوالے کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کنجی لیکے کعبہ کا دروازہ کھولے کعبہ مین گئے وہان دیکھے ابراہیم علیہ السلام کی مورت بنا کے اُسکے پاس ازلام یعنی شگون لینے کے تیرین رکھے ہین کہ اُنسے شگون لیتے ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی مشرکون کو لعنت کرے ابراہیم علیہ السلام کو اس سے کیا سروکار تھا پھر ایک قدح مین پانی منگوائے اس پانی سے مورت کو مٹا دیئے بعد کعبہ کے باہر نکلے طواف کئے اس مین جبرئیل علیہ السلام وحی لائے کہ کنجی اُسیکو دیجئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم عثمان بن طلحہ کو بلوا کے کنجی اسکے حوالے کئے اور اس آیت کو ان اللہ یامرکم ان تودوا الامانات الی اہلہا آخر تک پڑھکے سنائے ابن جریر اور ابن المنذر ابن جریج سے روایت کئے ہین اُسنے کہا یہہ آیت عثمان بن طلحہ کی شان مین نازل ہوئی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن اسکے پاس سے کعبہ کی کنجی لیکے کعبہ کے اندر گئے وہان سے جب
نکلے تو یہہ آیت پڑھتے ہوئے نکلے اُسکو ابن عائذ نے ابن جریج سے یون روایت کیا ہے کہ علے
رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کئے یا رسول اللہ حجابت اور سقایہ دونون ہمکو دو تب
یہہ آیت نازل ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم عثمان کو بلوا کے کہے ای بنی شیبہ تم اسکو ہمیشہ خواہ نخواہ
لیو تم سے اسکو چھین نہ لیگا مگر ظالم طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے خذوہا یا بنی طلحہ خالدۃ تالدۃ لا ینزعہا منکم الا ظالم یعنی ای بنی طلحہ تم اُسکو
لو ہمیشہ مدام اُسکو یعنی کعبہ کی دربانی کو تم سے چھین نہ لیگا مگر ظالم قولہ خالدۃ اُسکی معنی ہمیشہ اور مستمر
آخر زمان تک قولہ تالدۃ اسکی معنی قدیم اور اصالۃ یہہ لفظ معنی مین اسی خالدۃ کی تاکید کی سی ہے
بعضے شراح ایسا ہی کہتے ہین بندہ عاصی کہتا ہے نشوان نے شمس العلوم مین کہا قدیم مال جسکو آدمی اپنے
آبا و اجداد سے وارث ہوتا ہے اُسکو تالد کہتے ہین اس معنی کے دیکھتے تالدۃ کی معنی یون ہوگی تم اسکو لو
بطن بعد بطن یعنی پیڑھی بہ پیڑھی بغوی نے کہا یہہ آیت شان مین عثمان بن طلحۃ الحجبی کے جو بنی عبد الدار کے
قبیلے والون سے کعبہ کا دربان تھا نازل ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ مین داخل ہوے عثمان بن
طلحہ نے کعبہ کے دروازے بند کرکے سطح پر چڑھ گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کنجی طلب کئے لوگ کہے کنجی عثمان بن طلحہ
کے پاس ہے پھر اُس سے مانگے تو استادگی کیا اور بولا اگر اللہ کے رسول ہین سو مجھکو یقین ہوتا تو مین
کنجی دینے سے استادگی نہ کرتا علی رضی اللہ عنہ اُسکا ہاتھ مروڑ کے کنجی چھین لئے اور کعبہ کا دروازہ کھولے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ مین داخل ہوکے دو رکعت نماز پڑھے اندر سے جب نکلے عباس رضی اللہ عنہ کنجی اپنے
کو دینا اور آبدارخانہ کی خدمت کے ساتھ کعبہ کی دربانی بھی اپنے تئین ہونیکی خواہش کئے تب اللہ تعالی نے
اس آیت کو نازل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم علی رضی اللہ عنہ کو حکم کئے کنجی لیجا کے عثمان کو دو اور اس سے
معذرت کیجیے علی رضی اللہ عنہ بموجب حضرت کے حکم کنجی لیجا کے عثمان کو دئے عثمان نے کہا تم میرے
پاس سے کنجی چھین لیگئے اب کیا واسطے ملایمت کرتے ہو علی رضی اللہ عنہ کہے اللہ تعالی نے تیری کنجی کے
مقدمہ مین آیت نازل کیا ہے عثمان نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ اور ایمان لایا

عثمان کا انتقال ہوئے تک کنجی اُسیکے پاس تھی پھر اُسنے کنجی کو اپنے بھائی شیبہ کے سپرد کیا کعبہ کی کنجی اور دربانی انہین کی اولاد مین قیامت تک رہیگی بغوی نے اس روایت کی سند ذکر نہین کیا ثعلبی بھی اسکو بن سند کے ذکر کیا ہے واحدی بھی ایسا ہی بن اسناد کے ذکر کیا اُسکے آخیر مین یہ بھی زیادہ کیا ہے کہ فرماے کعبہ جب تک باقی ہے کنجی اور دربانی عثمان کی اولاد مین ہے انتہی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عثمان اسلام نہین لایا مگر فتح مکہ کے دن لیکن ابن عبد البر اور ابن سندہ اور ابن اثیر وغیرہ جزم کئے ہین اس نے صلح حدیبیہ کے بعد سنہ آٹھ ہجری مین خالد بن ولید کے ساتھ آکے اسلام لایا حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا بغوی نے روایت جو ذکر کیا نہایت ضعیف و منکر ہے بندۂ عاصی کہتا ہے عثمان کنجی نہ دیکے سطح پر چڑھگیا جو کہا مخالف ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کو کہ جسکے تئین مسلم نے اپنی صحیح مین روایت کی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال اسامہ بن زید کے ناقے پر بیٹھکے تشریف لائے اور کعبہ کے پاس لاکے ناقہ کو بٹھلائے اور عثمان بن طلحہ کو بلواکے کہے کعبہ کی کنجی لاکے دے اُسنے اپنی مان کے پاس جاکے کنجی کو طلب کی اسکی مان نے کنجی دینے سے انکار کی عثمان نے کہا تو کنجی دے نہین تو واللہ مین اس تلوار کو کمر سے نکالتا ہون پھر کنجی دیدی کنجی لاکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم دروازہ کھول کے اندر گئے الحدیث معلوم کیجیے مسلم کی اس روایت مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسامہ بن زید کے ناقہ پر بیٹھکے تشریف لائے کرکے ہے لیکن بخاری وغیرہ کے روایتون مین آیا ہے کہ حضرت اپنے ناقہ قصوا پر بیٹھکے آئے تھے واللہ اعلم عبد الرزاق اور طبرانی بھی اسیکی طریق سے زہری سے مرسل روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن عثمان بن طلحہ کو کہے کعبہ کی کنجی لے آ اُسنے گیا سو آنے کو دیر ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکی انتظاری کرتے تھے حضرت کی پیشانی سے عرق موتیو کی دانون کی سی ٹپک رہا تھا اور فرماے کیا واسطے اتنی دیر کیا پھر ایک شخص دوڑکے اُسکو بلوانے گیا سو دیکھا عثمان کی والدہ سلافہ بنت سعید جسکے پاس کنجی تھی یہ نہ دیکے کہتی تھی تمھارے ہاتھ سے کنجی لئے تو پھر کبھی نہ دیگے پھر عثمان نے بجد ہوکے اسکے پاس سے کنجی لیا اور حضرت صلی اللہ علیہ کو لاکے دیا حضرت دروازہ کھول کے کعبہ کے اندر

گئے وہان سے نکل کے سقائے پاس جاکے تشریف رکھے علی رضی اللہ عنہ کہے ہمکو نبوت اور سقایہ اور حجابت ملے تو ہمارے سے زیادہ منصب الا کوئی نہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو انکی بات پسند نہ آئی اور عثمان بن طلحہ کو بُلا کے کُنجی اُسکے حوالے کئے ان روایتون سے ثابت ہوا کنجی کے لانے مین عثمان کی طرف سے کچھ تاخیر نہین ہوئی اسکی مانے استادگی کی تھی واللہ اعلم اس عثمان کے باپکا نام طلحہ بن ابی طلحہ بن عبد العزی بن عبد الدار بن قصی بن کلاب ہے اس گھرانے والون کو حجبی کہتے ہین کیا واسطے مکہ کی حجابت یعنی دربانی انہین مین ہے اب انکو شیبی کہتے ہین اسکی نسبت شیبہ کی طرف سے شیبہ کے باپ کا نام عثمان الاوقص بن ابی طلحہ بن عبد العزی ہے یہہ شیبہ عثمان بن ابی طلحہ کا چچیرا بھائی ہی اسکا فرزند نہین عثمان بن طلحہ کو اولاد نہین تھی اپنے مرتے وقت اپنی خدمت اپنے چچیرے بھائی کی تفویض کی آج تک بھی وہ خدمت اُنہین کی اولاد مین باقی ہے اس آیت کی شان نزول جو کہے اسکے دیکھتے یا مرکم کا خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے بعضے کہتے ہین یہہ خطاب حکام کو ہے یعنی ای حکام ہمکو اللہ تعالے امر کرتا ہے کہ تم اپنے رعیت کے جن امور کے امین ہو ان امانتون کو ادا کرو ان کے حقوق پورے انکو دو بعضے کہتے ہین یہہ خطاب جتنے مکلف ہین ان سبھونکو ہی نزول اگرچہ کسی مخصوص مقدمہ مین رہے لیکن مقصود اُس سے عام ہے جتنے امانتین ہین وے سب اُسین داخل ہین اسکی تفصیل یہہ ہے انسان کا معاملہ اپنے رب کے ساتھ ہے یا اُسکے تمام بندون کے ساتھ یا اپنی ذات کے ساتھ ان تینون کے معاملہ مین امانت کو ادا کرنا لازم ہے اللہ تعالی کے معاملے مین امانت کی رعایت اسطور پر ہے کہ اللہ تعالی نے جن چیزونکا امر کیا ہی اسکو بجا لانا اور جس سے نہی کیا ہے اس سے باز رہنا بندون کے معاملہ مین امانت کی رعایت یہہ ہے کوئی اپنی کچھ چیز دھر وا رکھا تو اسکو پہنچا دینا کسی سے کچھ عاریت لیا ہو تو احتیاط سے لاکے دیدا لینا ناپ تول مین کم نکرنا مول تول مین امین کیا تو اُسکے ساتھ دغا نکرنا اور لوگون کے عیبون کو پوشیدہ کرنا امیر اپنی رعیت کے ساتھ عدل وانصاف سے چلنا علما عوام کو نصیحت کرنا انکو حیلے مکر نہ سکھانا تعصبات باطلہ سے ان کو منع کرنا اپنی ذات کے معاملہ مین امانت کی رعایت ایسی نہج پر ہے کہ اپنے نفس کیواسطے وہی

ودنیا مین جو چیز نفع زیادہ بخشتی ہے اُسکو اختیار کرنا شہوات نفسانی اور غصہ سے ایسا کام نکرنا
کہ جس سے آخرت کا ضرر ہو اور اپنے اعضا کو جو اللہ کی طرف سے نعمت ہے جس منفعت کے
لئے اللہ تعالی نے پیدا کیا ہے اسی مین استعمال کرنا زبان کی امانت اُسکو جھوٹھ غیبت چغلی گالی گلوچ
سے نگاہ رکھنا آنکھ کی امانت حرام چیزون کی طرف نہ دیکھنا کان کی امانت حرام چیزین
اور فحش باتین اور غیبت وغیرہ نہ سننا اللہ تعالی بہت سے آیتون مین امانت کے مقدمہ کی
عظمت بیان کیا بخاری اور مسلم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے منافق کی علامت تین ہے مسلم کی ایک روایت مین زیادہ کیا ہے
اگرچہ وہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور بولے مین مسلمان ہون بات جب کیا تو جھوٹھ کرتا ہے
وعدہ جب کیا تو اسکا خلاف کرتا ہے امین کرے تو خیانت کرتا ہے بخاری اور مسلم اور ابو داؤد
اور ترمذی اور نسائی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فرمائے چار خصلت جس مین ہو وہ خالص منافق ہے جس مین اُن چار خصلتون
سے کوئی خصلت ہو تو اُس مین نفاق کی خصلت ہے یہانتک کہ اُسکو چھوڑے جب امین کرے تو
خیانت کرتا ہے الحدیث ابو داؤد اور ترمذی اور حاکم اور بیہقی شعب الایمان مین ابی ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص تجکو امین
کیا تو اسکی امانت اسکو ادا کر تیرے سے کوئی خیانت کیا تو اُس سے خیانت مت کر امام
احمد اور ابن حبان وغیرہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے ایمان نہین جسکو امانت نہین اور دین نہین جسکو عہد نہین الغرض امانت
کی رعایت مین احادیث بہت سے آئے ہین معلوم کیجئے ودیعت یعنی دہروت بھی امانت
کے اقسام مین ہے مالک نے جب اپنی ودیعت کو طلب کیا تو اسکو دے ڈالنا واجب ہے بن تعدی
کے ودیعت ہلاک ہو تو اسکو تاوان نہین بعضے سلف سے منقول ہے کہ اسکا تاوان
دینا لازم ہے اس آیت سے شافعیہ دلیل لیتے ہین کہ عاریت یعنی مانگی ہوئی چیز تلف ہو تو

اُسکا ضمان لازم ہے اگرچہ مُستعیر یعنی مانگ لینے والے کی طرف سے کچھ تعدی نہو کیا واسطے اللہ تعالیٰ نے امانت دینے والے کو اُسکے رد کرنے کا حکم کیا امر کا ظاہر وجوب پر دلالت کرتا ہے جب امانت ہلاک ہوئی تو اسکی ذات کو رد کرنا متعذر ہوا لیکن اُسکا تاوان دیوے تو معنیً اُسکا رد ہوا تو آیت ضمان دینے پر دلالت کی ہان جس کام مین برتنے کی اجازت دیا ہے اُسمین مُتلف ہو تو ضمان نہین ابو حنیفہ کہتے ہین عاریت تلف ہو تو اسکا ضمان نہین مگر تعدی کیا تو ضمان لازم ہوگا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ اور جب جکوتی کرنے لگو لوگون مین تو جکوتی کرنا انصاف سے اذا حکمتم کا عطف ان تؤدوا پر ہے یعنی اللہ تعالیٰ تمکو امر کرتا ہے یہہ کہ تم فیصلہ کرو تو عدل سے کرنا عدل کی معنی چیزون مین مساوات کرنا جس حکم مین ظلم اور زیادتی نہو اس حکم کو اسی مساوات کی جہت سے عدل کہے اِس آیت مین یہہ بیان ہے کہ حکم کرنے والے پر واجب ہے ظالم سے مظلوم کا حق پورا لینا اور حق اُسکے حقدار کو پہنچانا فقہا کہتے ہین مدعی اور مدعی علیہ مین تسویہ پانچ چیزمین کرنا قاضی پر واجب ہے اپنے پاس بلوانے مین اور دونون کو برابر بٹھلانے مین اور دونون کی طرف متوجہ ہونے مین اور دونونکا کلام سُننے مین اور دونون مین حکم کرنے مین حکمتم کا خطاب حکام کے حق مین ہونا ظاہر ہے کیا واسطے کہ انصاف کرنا اُنہین کا کام ہے اگر خطاب مکلف کو ہے کرکے کہے تو اُسوقت جکوتی سے مراد اس شخص کی جکوتی ہے کہ جس پر اس مکلف کا حکم نافذ ہوتا ہے یا وہ مکلف کہ جسکو مدعی مدعی علیہ دونون ملکے اپنے فیصلے کا اختیار دیئے ہین امام احمد اور مسلم اور نسائی نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ان المقسطين يوم القيمة على منابر من نور عن يمين الرحمن وكلتا يديه يمين الذين يعدلون في حكمهم واهليهم وما ولوا یعنی مقسطین یعنی عدل کرنیوالے اللہ کے پاس قیامت کے دن نور کے منبرون پر رحمٰن تبارک و تعالیٰ کے داہنے ہاتھ کی طرف ہونگے اللہ تعالیٰ کے دونون ہاتھ داہنے ہی ہین مقسطین وے لوگ ہین عدل کرتے ہین اپنے حکمون مین اور اپنی لوگون مین اور اس امر مین کہ جسکے والی ہوئے ہین معلوم کیجیے اس حدیث مین یمین الرحمٰن یعنی اللہ تعالیٰ کے داہنے ہاتھ کی طرف

کرکے جو آیا ہے اُس سے مقسطین کا قرب اللہ تعالی سے اور انکا مرتبہ بلند ہونا مراد ہے اُنکو
تشبیہ دیا ہی اس شخص سے جو بادشاہ کے داہنی بازو کو بیٹھتا ہے داہنا جب بولے تو احتمال ہوتا
تھا کہ وہان بایان بھی ہو ناسو اُس احتمال کی دفع کیواسطے کلتا یدیہ یمین یعنی اسکے دونون ہاتھ
داہنے ہین کہا اس سے غرض یہہ ہے اللہ تعالی کی طرف داہنے کی نسبت جب کرتے ہین تو اُسکے
مقابلہ مین بایان نہین ہاتھ یہان جو مذکور ہوا اُس سے مرتبہ کا قرب مراد ہے وہ جو کہا اپنے لوگون
مین یعنی اپنی جورو بچون کے حقوق ادا کرنے مین اور اُنکے امور کی سربراہی مین عدل کی رعایت
کرتے ہین ترمذی اور طبرانی اور بیہقی ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے لوگونمین دوست زیادہ اللہ کے پاس اور اللہ سے نزدیک بیٹھنے والا قیامت کے دن امام عادل ہی اور لوگونمین سخت
بغض والا اللہ کے پاس اور اللہ سے دور رہنے والا امام ظالم ہے اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمۡ بِهٖ مقرر اللہ تمکو اچھی
نصیحت کرتا ہے یعنی امانت ادا کرنا اور انصاف سے حکم کرنا اچھی چیز ہے نعما اصل مین نعم ماتھا
نعم کو نحویان فعل مدح کہتے ہین وہ ماضی کا صیغہ ہے اصل مین نعم تھا نون کی فتح اور عین کی کسر سے
عین کی متابعت واسطے نون کو کسرہ دئے اور عین کو ساکن کرکے نعم کہے نعم کی میم اور ما کی میم دونون
ایک جنس کے حرف تھے اس لئے میم کو میم مین ادغام کئے عین کا اصلی کسر جو تھا عود کیا سو نعما ہوا یہہ
ما یا نکرہ موصوفہ ہے اور یعظکم اُسکی صفت ہے اسوقت اسکی تقدیر یون ہوگی نعم شیئًا یعظکم بہ
یعنی اچھی چیز ایسی کہ جسکی تمکو نصیحت کرتا ہے یا ما موصولہ ہے اور مخصوص بالمدح محذوف ہی اُسکی
تقدیر یون ہے نعم الشی الذی یعظکم اللہ بہ اداء الامانۃ والحکم بالعدل یعنی اچھی چیز کہ جسکی نصیحت تمکو
اللہ کرتا ہے وہ امانت کو ادا کرنا اور انصاف سے حکم کرنی ہے اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيۡعًا
بَصِيۡرًا ؀ بیشک اللہ ہے سُنتا دیکھتا یعنی تم جو کہتے ہو اُسکو اللہ تعالی سُنتا ہی اور تم جو کرتے
ہو اُسکو دیکھتا ہے تم جو حکم کروگے اُسکو اللہ سُنتا ہی جو امانت ادا کرتے ہین اُسکو اللہ تعالی
دیکھتا ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِى الۡاَمۡرِ مِنۡكُمۡ
اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور جو اختیار والے ہین تم مین سے اُن

آیت کی شان نزول کو بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر
اور ابن ابی حاتم اور بیہقی دلایل مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کئے ہین کہ یہہ
آیت عبد اللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی کے شان مین کہ انکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سریہ
مین یعنی فوج کی ٹکری دیکے بھیجے تھے نازل ہوئی اس قصہ کو ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور
ابو یعلی اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے
یون روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علقمہ بن مجزز کے ساتھ ایک ٹکری دیکے
روانہ کئے مین بھی ان مین تھا تھوڑی راہ طے کئے بعد فوج کی ایک جماعت کو اجازت دئیے یعنی
اپنے شہر کو جانے کی اور ان پر عبد اللہ بن حذافہ بن قیس السہمی کو امیر کیا عبد اللہ اہل بدر سے تھا
اسکی مزاج مین خوش طبعی تھی غرض ہم جاکے ایک جگہ اترے اور کچھ تیار کرنے آتش سلگائے
عبد اللہ بن حذافہ نے کہا میری اطاعت کرنا اور میری بات سننا تمپر لازم ہے یا ہنین کہے البتہ
بولا مین تمکو جو بولونگا سو مانونگے کہے البتہ بولا مین تمکو امر کرتا ہون اس آگ مین کودجانا پھر چند لوگ
اٹھکر کمرین باندھین عبد اللہ سمجھا کہ وے اب کودتے ہین کہا مت کودو مین ہنسی کو بولا تھا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے بعد یہہ عرض کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمکو گناہ
کا امر کسی نے کیا تو اسکی اطاعت مت کرو ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اس حدیث کی
تصحیح کئے ہین معلوم کیجیے بخاری وغیرہ کی روایت مین جو آیا ہے آیت عبد اللہ بن حذافہ کے
قصے مین نازل ہوئی اس سے فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ مراد ہے کیا واسطے امیر کی
اطاعت کرنا واجب تھا سو انکو معلوم تھا لیکن آتش مین کودنے کو چند لوگ راضی ہوے اور چند
لوگ راضی نہوے سو آیت سے معلوم ہوا کہ ایسی صورت مین اطاعت نکرنا بلکہ کتاب وسنت
کی طرف رجوع کرنا ہے ابن جریر نے سدی سے روایت کیا ہے کہ اسنے کہا یہہ آیت خالد بن
الولید اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی شان مین نازل ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم خالد بن الولید
کو فوج کی ٹکری کا سردار کرکے روانہ کئے اس فوج مین عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بھی تھے پھر فوج

دشمن کے مقام کے قریب جا کے پچھلی شبکو اُترپڑے فوج کی خبر سنکے کفار اُس مقام سے بھاگ گئے مگر ایک شخص اپنا اسباب وغیرہ باندھکے ہنوز رات باقی تھی لشکر مین پہنچکر عمار بن یاسر کو ڈھونڈھتا ہوا آیا اور اُنکو بولا یا ابا الیقظان مین اسلام لایا اللہ ایک اور محمد اُسکے رسول ہین سو گواہی دیا تمھاری خبر سنکے لوگ سب بھاگ گئے فقط مین رہگیا ہون اب اسلام لانا مجھکو نفع دیتا ہی تو مین اپنے گھر رہونگا نہین تو مین بھی بھاگ جاتا ہون عمار اسکو کہے تجھکو اسلام نے نفع دیا تو اپنے مقام مین رہ جب صبح ہوئی مسلمانان اُس مقام پر گئے دیکھے وہان سوا اس ایک شخص کے کوئی نہین تھا اُسکو اور اسکے مال کو لیکے خالد کے پاس حاضر کئے عمار سنکے خالد بن الولید پاس آئے اور کہے یہہ شخص اسلام لایا ہی اور مین اسکو امان دیا ہون خالد کہے میرے امیر ہوتے پر تم کیا واسطے اسکو امان دئے اُسیر عمار مین اور خالد مین تکرار چلی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہو کے عرض کئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم عمار کے امان کو بحال رکھے اور دوسرے بار امیر کے بے اجازت امان دینے سے منع کئے تب اللہ تعالی نے اس آیت کو نازل کیا ابن عساکر نے اسکو سدی کی طریق سے وہ ابی صالح سے وہ ابن عباس سے روایت کی ہے اطیعوا اطاعت سے مشتق ہے اطاعت کی معنی فرمانبرداری کرنا اور حکم ماننا اللہ تعالی کی اطاعت کرنا اور اُسکا حکم ماننا سبھون پر فرض ہی ایسا ہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ماننا سب پر فرض ہے کیا واسطے اللہ تعالی نے اس آیت مین حضرت کی اطاعت کا امر کیا ایسا ہی اولی الامر کی اطاعت کرنے کا حکم بھی اس آیت سے فرض ہوا لیکن اولی الامر کون لوگ ہین اس مین اختلاف ہی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بہ سند صحیح ثابت ہوا کہ وے اُمرا اور حکام ہین میمون بن مہران وغیرہ بھی ایسا ہی کہتے ہین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہہ ایک روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہین اولی الامر فقہا اور علما ہین وے جو لوگون کو دین کی تعلیم کرتے ہین حسن اور ضحاک اور مجاہد کا بھی یہی قول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی مشہور قول یہی ہے مجاہد کا ایک قول یہہ ہے کہ وے صحابہ ہین عکرمہ نے کہا کہ وے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہین شیعہ کہتے ہین اولی الامر سے امام معصوم مراد ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی قول کو ترجیح دی اور کہا قریش امارت کو

نہین جانتے تھے اور کسی امیر کے تابع نہین ہوتے تھے سو اللہ تعالی نے اُمرا کی اطاعت کرنیکا
امر کیا انتہی امام نووی نے شرح مسلم مین کہا سلف اور خلف کے جمہور مفسرین اور فقہاء وغیرہ
کا قول یہی ہے اور بولا جسنے کہا اس سے فقط صحابہ مراد ہین سو اُسنے خطا کی انتہی امام ابن جریر
طبری نے اولی الامر کو عموم پر حمل کرنیکو اختیار کیا ہی معلوم کیجئے امرا کی اطاعت کرنا واجب ہے
سو ان اُمور مین ہی جو کتاب وسنت کے موافق ہون امیر نے کتاب وسنت کا اختلاف کیا تو اُس
امر مین اسکی اطاعت نہین امام نووی نے قاضی عیاض وغیرہ سے اس پر اجماع نقل کیا ہی ابن
ابی شیبہ اور بخاری اور مسلم اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص میری اطاعت کیا تو مقرر اللہ کی اطاعت
کیا اور جو شخص میرے امیر کی اطاعت کیا تو مقرر میری اطاعت کیا جو شخص میری نافرمانی کیا
مقرر اللہ کی نافرمانی کیا اور جو شخص میرے امیر کی نافرمانی کیا مقرر میری نافرمانی کیا بخاری نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تم بات سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تمپر حبشی کو جسکا سر کشمش کے مانند ہے
مقرر کیا جاوے یعنی خلیفہ نے تمپر کسی حبشی غلام کو جو نہایت حقیر اور بدصورت ہی امیر کیا تو اُس غلام
کی اطاعت تمپر واجب ہی مسلم نے ام الحصین رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمپر نکٹا غلام کالا امیر بنے اور کتاب اللہ کی طرف تمکو کھینچے تو اُسکی بات
سنو اور اطاعت کرو بخاری اور مسلم ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مسلمان آدمی پر سمع وطاعت یعنی امیر کی بات سننا اور اطاعت کرنا
واجب ہے اپنے بھلے مین ہو یا برے مین جب تک کہ گناہ کا امر نکرے جب گناہ کا امر کرے تو اُسکی
نہ بات سننا ہی اور نہ اسکی اطاعت کرنا امام احمد اور ترمذی اور حاکم اور بیہقی شعب الایمان مین
ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے خطبہ مین
فرمائے تم اپنے رب کی عبادت کروگے اور اپنے پانچ وقت کی نماز پڑہونگے اور اپنے مہینے کا
یعنی رمضان کا روزہ رکھوگے اور اپنے مالون کی زکات دوینگے اور اپنے اولی الامر کی اطاعت

کروگے تو اپنے رب کی بہشت مین بیٹھو گے فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیز مین تو اسکو رجوع کرو اللہ کی اور رسول کی طرف تنازع کی اصل معنی دلیل کو نکالنا بعد تجویزون مین اختلاف جو پڑتا ہے اسکو تنازع کہے یعنی دین کے کسی امر مین آپس کا اختلاف ہو تو اس امر کو کہ جس مین اختلاف پڑا ہے اللہ کی اور رسول کی طرف رجوع کرنا اللہ کی طرف رجوع کرنا اس طور پر ہے کہ اسکی کتاب مین یعنی قرآن شریف مین اسکا کیا حکم ہے اسپر عمل کرنا اگر قرآن مین نہین ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک زندہ تھے لوگ حضرت کی طرف رجوع کرتے تھے حضرت کے وفات کیے بعد حضرت کی سنت کی طرف رجوع کرنا معلوم کیجئے جب قرآن مین اور سنت مین کچھ امر نہ پایا جاوے تو وہان اجتہاد کرنا ہے بعضون نے کہا اللہ کی اور رسول کی طرف رجوع کرنے سے مراد معلوم نہین سو چیز کو اللہ اور اسکا رسول دانا ہے کرکے کہنا یہہ تاویل ضعیف ہے اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اگر تم یقین رکھتے ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر یعنی اگر تم اللہ پر ایمان لاتے ہو اسکی اطاعت واجب ہونیکی اقرار کرتے ہو اور قیامت کے دن کو کہ جسمین اعمال کی جزا ملنگی سچ سمجھتے ہو تو اللہ تعالی نے جو امر کیا ہے اسکو بجا لاؤ علمار کہتے ہین اس آیت سے یہہ بات ثابت ہوئی کہ جو اللہ تعالی کی اطاعت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور سنت کی متابعت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث جو ثابت ہوئے ہین انکے موافق حکم کرنا واجب ہونیکا اعتقاد نہ کرے تو وہ شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہین لایا ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا یہہ خوب ہے یعنی حکم کو اللہ کے اور رسول کیطرف رجوع کرنا خوب ہے اور نیک انجام ہے تاویل کا استعمال دو چیزمین ہوا کرتا ہے ایک تفسیر اور بیان کرنا یہہ معنی یہان مراد نہین دوسرا مآل اور عاقبت یعنی انجام اور پھل یہی معنی اس جگہہ مراد ہے معلوم کیجئے یہہ آیت علم اصول کے اصل پر مشتمل ہے فقہا کہتے ہین شریعت کے اصول چار ہین کتاب سنت اجماع قیاس اس آیت مین چارون کی طرف اشارہ ہے اطیعوا اللہ مین کتاب کیطرف اشارہ ہے اطیعوا الرسول مین سنت کی طرف

اولی الامر منکم مین اجماع کی طرف فردوہ الی اللہ والرسول مین قیاس کیطرف اولی الامر مین اجماع کیطرف اشارہ ہے جو کہے اسکی وجہ یہہ ہے اللہ تعالی نے اولی الامر کی اطاعت کرو کر کے علی سبیل الجزم امر کیا جسکی اطاعت کرنا علی سبیل الجزم ہو تو وہ امر کرنے والا خطا سے معصوم ہونا ضرور ہوا اسکیا واسطے خطا سے معصوم نہو تو احتمال رکھتا ہے کہ اُسنے امر جو کیا شاید خطا ہو جب خطا ہوا تو اُسپر عمل کرنا منہی عنہ ہوا یہہ چاہتا ہے ایک ہی امر ایک ہی اعتبار سے مامور بھی اور منہی بھی ہونا یہہ تو محال ہے تو ثابت ہوا اولی الامر معصوم ہونا ضرور ہوا یہہ معصوم یا مجموع امت ہے یا احاد امت ہے یعنی تمام امت مین کوئی ایک شخص احاد امت ہونا صحیح نہین کیا واسطے آیت مین اولی الامر کی اطاعت کو واجب کیا ہمکو اُسکی اطاعت کرنی اُسوقت واجب ہوگی جبکہ ہم اس معصوم شخص کو پہچانین اور اُسکی طرف اپنے کو پہنچائین اور اُس سے افادہ لینی ہمارے زمانہ مین ایسا معصوم شخص کون ہے ہمکو معلوم نہین اور ہم اسکے پاس پہنچ نہین سکتے اُسکو پہچاننیکی تکلیف امر محال کی تکلیف ہے تو معلوم ہوا کہ وہ معصوم مجموع امت ہے کہ جنکے اجماع مین خطا واقع نہین ہوتی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا ہے کہ اپنی امت سب ملکے ضلالت پر اکٹھا نہوگی تو معلوم ہوا مراد اس سے اجماع امت ہے اگر کوئی اسپر اعتراض کرے کہ اوپر اولی الامر سے مراد کون ہین جو کہے اُس مین یہہ قول مذکور نہین تازہ ایک قول جسکو سلف نہین ذکر کئے ہین احداث کرنا باطل ہے اور یہہ بھی کہے اولی الامر سے اُمرا مراد ہونا راجح قول ہے یہان اس سے اجماع مراد لینا کیسا صحیح ہوگا اس کا جواب یہہ ہے اوپر ہم ذکر کئے اولی الامر سے ایک قول پر علما مراد ہین یہان علما سے جمیع علما جو اہل حل و عقد ہین مراد لینے سے نئے قول کو احداث کرنا لازم نہین آتا اولی الامر سے راجح قول پر اُمرا مراد ہونا اسکو منافی نہین کیا واسطے امرا کا حکم جو کتاب و سنت کے موافق ہو تو وہ حکم اللہ کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوا اسمین امیر کی اطاعت اللہ اور رسول کی اطاعت ہے اور جو حکم کتاب و سنت کے مخالف ہو اُسمین اُنکی اطاعت نہین اب باقی رہا وہ حکم جو اجماع سے ثابت ہوا پھر اس حکم مین اُنکی اطاعت واجب ہوئی فی الحقیقت یہہ حکم علما کا ہے لیکن علما کو جمع کرنا اور اُن سے حکم حاصل کرنا

اور اسکو جاری کرنا وظیفہ امرا کا ہی تو اس جہت سے اس حکم کو امرا کا حکم کرکے کہنا ہمارے مقصود کے
مخالف نہین اولی الامر سے اہل بیت کے ائمہ جنکو شیعہ معصوم کہتے ہین مراد لینا نہایت بعید ہے
کیا واسطے انکا معصوم ہونا ہمارے پاس ثابت نہین اور پھر امام معصوم کی اطاعت واجب ہونیکے
واسطے اسکی معرفت اور اُس تک پہنچ ہونا شرط ہے کیا واسطے پیش از انکی معرفت کے انکی
اطاعت واجب ہونا تکلیف مالایطاق ہے معرفت اُس معصوم کی حاصل نہو گی جب تک
اس امر مین نص جلی قرآن یا حدیث متواتر سے وارد نہووے یا خود اپنی عصمت کا دعوی کرے
اور اس دعوے کو دلیل سے ثابت کرے قرآن و حدیث مین تو اُسکی تنصیص وارد نہین اور
ائمہ شیعہ جنکی عصمت کے قایل ہین وے اپنی عصمت کا کبھی دعوی نہین کئے پھر بھی چند اشخاص کا معصوم ہونا
کیسا ثابت ہو گا تیسری بات یہہ ہے اللہ تعالی فرمایا اُولی الامر کی اطاعت کرو اولی الامر تو جمع ہے
شیعہ کے پاس زمانہ مین ایک امام سے افزود نہین ہوتا سو جمع کا صیغہ لے آنا صحیح نہو گا جمع سے فرد
مُراد لینا خلاف ظاہر ہے چوتھی بات اللہ تعالی فرمایا فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والی
الرسول اگر اولی الامر سے امام معصوم مراد ہوتی تو اختلاف کیوقت اسیکی طرف رجوع کرنیکا حکم
کرتا اس سے ثابت ہوا اولی الامر سے شیعہ کا معصوم مراد نہین تنازع کیوقت اللہ و رسول کی
طرف رد کرنے سے قیاس مراد ہوا کیا واسطے جس شئ مین اختلاف پڑا ہے اُسکا حکم کتاب و سنت و
اجماع سے منصوص ہے یا نہین منصوص ہے تو اوپر کے جملہ اطیعوا اللہ مین داخل ہوا فان تنازعتم کو کہنے
کی حاجت نہین تو ثابت ہوا تنازع جس شئ مین ہوا ہے اُسکا حکم کتاب و سنت و اجماع سے منصوص نہ تھا
اور اس حکم کو اللہ کے اور رسول کے نصوص سے طلب کرنا ممکن نہونا تو معلوم ہوا اس واقعہ کے حکم کو
دوسرے وقایع کے حکم کے ساتھ جو اس سے مشابہہ ہین رجوع کرنا یہہ نہین مگر قیاس اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ

یَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ
یَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ یَّكْفُرُوْا بِهٖ کیا تو نے نہین دیکھا انکو جو دعوی
کرتے ہین کہ مقرر وے ایمان لائے ہین اُس پر جو اُترا تیری طرف اور وہ جو اُترا اگلے سے آگے چاہتے ہین

ع ۶

کہ قضیہ لیجاوین طاغوت کی طرف اور حکم ہو چکا ہے انکو کہ اُس سے منکر ہو جاوین اس آیت کی شان نزول کو ابن ابی حاتم اور طبرانی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کئے ہین کہ ابو برزۃ الاسلمی نام ایک کاہن تھا یہود یون کے قضیئے چکایا کرتا تھا چند مسلمان بھی اپنے قضیئے اُسکے پاس چکوتی کرنے لیگئے تب یہہ آیت الم تر الی الذین یزعمون انہم امنوا احساناً و توفیقاً تک نازل ہوئی حافظ السیوطی نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے ابن اسحٰق اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کئے ہین کہ الحلاس بن الصامت پیش از توبہ کرنیکے اور معتب بن قشیر اور رافع بن زید اور بشیر اسلام لانے کا ادعا کرتے تھے انکی قوم والے چند مسلمان کسی قضئے مین جو انکے درمیان ہوا چکوتی کیواسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بلوائے وے نہ مانے جاہلیت مین جن کاہنون کے پاس جاتے تھے وہان بلوائے اُس پر یہہ آیت نازل ہوئی ابن جریر اور ابن المنذر شعبی سے روایت کئے ہین اُس نے کہا ایک یہودی کو کسی منافق کے ساتھ قضیہ تھا یہودی کہتا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلکے فیصلہ کرنا کیواسطے اُسکو معلوم تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ مین رشوت نہین لیتے منافق بولتا تھا یہود پاس چل کیواسطے اسکو معلوم تھا یہود کو کچھ رشوت دین تو اپنے خاطر خواہ فیصلہ دینگے پھر دونون آپسمین ایسا ٹھہرائے جہینہ کے کاہن پاس چلکے اس قضیہ کا پرچھا کرنا تب یہہ آیت نازل ہوئی ابن جریر اور ابن ابی حاتم سدی سے روایت کئے ہین بولا یہود کے چند لوگ ایمان لائے تھے اُن مین چند منافق بھی تھے بنی قریظہ اور بنی النضیر کے درمیان جاہلیت مین قانون یون تھا بنی قریظہ کا کوئی شخص بنی النضیر مین کے کسی شخص کا خون کیا تو اُسکے خون کے بدلے خون کرتے بنی النضیر والا کوئی شخص بنی قریظہ مین سے کسی کو قتل کیا تو اسکے بدلے مین ساٹھ وسق یعنی سات ہزار دو سو پڑی خرما دیتا غرض بنی قریظہ اور بنی نضیر مین کے چند لوگ جو مسلمان تھے اُن مین سے ایک شخص بنی النضیر والا بنی قریظہ کے ایک شخص کا خون کیا سو اُسکی چکوتی کیواسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے بنی النضیر والا بولا ہم جاہلیت مین انکو خون بہا جو دیتے تھے اب بھی وہ دینگے بنی قریظہ والا بولا نسب کے اور دین کے دیکھنے ہم تم برابر کے

بھائیان ہین ہمارے اور تمھارے خونیون کا حکم ایک ہی جا ہیئے جاہلیت مین تم اپنے کو غلبہ دیکھکے ایسا
کرتے تھے اب اسلام مین وہ بات نہین تب انکی مذمت مین اللہ تعالیٰ نے نازل کیا وکتبنا علیہم فیہا
ان النفس بالنفس الآیہ وہ دیت لوکر کے جو بولا تھا اسکی مذمت مین فرمایا افحکم الجاہلیۃ یبغون
غرض بنی النضیر والے کو اُسکے خون کے بدلے خون کیئے پھر بنی النضیر اور بنی قریظہ آپس مین فخر
کرنے لگے بنی النضیر کہنے لگے بزرگی ہمکو ہے بنی قریظہ کہے بزرگی ہمکو ہے پھر آپس مین اسکا جھگڑا بڑا
قریظہ اور نضیر کے منافق جو تھے وے کہنے لگے اپنا پرچھا کرنے ابو برزۃ الاسلمی کے پاس چلیئے اُن مین
کے مسلمان کہنے لگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو منافق انکا کہا نہ مانکے ابو برزہ کے پاس
جاکے اس سے اپنا مقدمہ بیان کئے اُسنے کہا اس مقدمہ کیواسطے بڑا نوالہ میرے مُنہہ مین ڈالنا ہے
یعنی رشوت بہت سی دینا بولے تجھکو دس وسق خرما دینگے بولا دس وسق سے کیا ہوتا سئو وسق
دینا جو پوری دیت ہو گیا واسطے بنی النضیر کی بزرگی ثابت کرون تو قریظہ مجھکو مار ڈالینگے قریظہ
کی بزرگی ثابت کرون تو بنی النضیر مجھکو مار ڈالینگے یہہ لوگ دس وسق سے افزود دینے کو قبول
نہین کئے اُس نے فیصلہ بھی نہین کیا اُسی پر یہہ آیت (یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت ویسلموا تسلیما)
تک نازل ہوئی ثعلبی نے اپنی تفسیر مین محمد بن السائب الکلبی کی طریق سے وہ ابی صالح سے وہ ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے یون روایت کی ہے کہ یہہ آیت الم تر الی الذین یزعمون انہم امنوا منافقون سے
ایک شخص کی شان مین جسکا نام بشیر تھا نازل ہوئی اُسکے اور ایک یہودی کے درمیان قصہ تھا
یہودی اسکو بولا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلکے فیصلہ کر منافق بولا کعب بن الاشرف کے پاس
چل غرض دونون ملکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہودی کیطرف فیصلہ دیئے
منافق نے اس فیصلہ پر راضی نہوکے کہا عمر کے پاس چلکے فیصلہ لے پھر دونون عمر رضی اللہ عنہ کے
پاس آئے یہودی عمر کو بولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسکا فیصلہ میری جانب مین دیئے میرا مدعی نے
اسپر راضی نہوکے تمھارے پاس آیا ہے عمر نے اس منافق سے پوچھا کیا یہہ سچ بولا تو کہا ہان عمر نے کہے
تم اسی جگہہ پر ٹھہرو مین آتا ہون پھر گھر مین جاکے تلوار لے آئے اور منافق کو مار ڈالے اور کہے

جو شخص اللہ تعالیٰ کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو نہ مانے تو اُسکا فیصلہ میرے پاس ایسا ہی
ہے پھر یہہ آیت نازل ہوئی جبرئیل علیہ السلام کہے عمر حق اور باطل کے درمیان تفرقہ کئے تب نبی
صلی اللہ علیہ وسلم عمر کو کہے تو فاروق ہے ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیرون
مین ابو الاسود سے اس قصہ کو یون روایت کیا ہے کہ دو شخص قصہ کرکے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکے درمیان فیصلہ دیئے قضیہ جسنے ہارا سو کہا ہمکو عمر
عمر بن الخطاب کے پاس روانہ کرو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے بہتر اُنکے پاس جاؤ پھر وے دونون عمر
رضی اللہ عنہ کے پاس آئے قضیہ جیتا سو شخص بولا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ میری جانب مین دیئے
لیکن یہہ شخص اُسپر راضی نہو کے تمہارے پاس بھیجنے کا سوال کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس
جانیکی اجازت دیئے عمر اُسکے خصم سے پوچھے کہ ایسا ہی چلا تو بولا ہان عمر کہے تم ٹھہرو مین فیصلہ کرتا
ہون پھر گھر مین جا کے تلوار لے آئے اور جسنے عمر کے پاس بھیجو کرکے کہا تھا اُسکو قتل کئے دوسرا شخص
بھاگ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ عمر میرے مدعی کو قتل کئے مین بھاگ کے
نہ نکلتا تو مجھکو بھی قتل کرتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مجھکو ایسا گمان نتھا کہ عمر ایک مسلمان کے
قتل پہ جرأت کر بیٹھے پھر اللہ تعالیٰ نے نازل کیا فلا وربک لا یومنون الآیہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اُسکے خون کو ہدر یعنی باطل کئے اور عمر اُس قتل سے بری ہوئے یہہ روایت مرسل ہی اُسکی سند
مین ابن لہیعہ ہے وہ ضعیف ہے اور طبرانی نے فقط اوپر کے قصہ کو ابو الاسود سے روایت کی ہے
عمر کے قصہ کو ذکر نہین کیا الم تر یہہ استفہام تعجب کے واسطے ہے یزعمون مشتق زعم سے ہے زای معجمہ
کی فتح یا ضم سے (زبر پیش) اسکا اکثر استعمال قول مین جو متحقق نہو ہوا کرتا ہے بعضے کہتے ہین جس قول مین
مظنہ جھوٹ کا ہو اُسے حکایت کرنے کو زعم کہتے ہین یہان زعم سے کذب مراد ہے کیا واسطے
آیت منافقون کی شان مین نازل ہوئی ہے آیت کے ظاہر سے یہہ معلوم ہوتا ہے بعضے اہل کتاب
نفاق کا ایمان جو لائے تھے انکی شان مین نازل ہوئی بما اُنزل الیک سے قرآن اور احکام ہین
جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اُترے الیک کا خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے وما انزل

فاروق

من قبلک سے توریت مراد ہی الطاغوت مشتق طغیان سے ہی طغیان کی معنی گناہ مین یا کفر مین حد سے بڑہ جانا اور نہایت سرکشی کرنا پھر کاہن اور شیطان اور بت اور گمراہون کے سرخیل کو طاغوت کہنے لگے اس جگہہ طاغوت سے کعب بن الاشرف یا ابو برزۃ الکاہن مراد ہی اور جو شخص باطل حکم کرے تو وہ بھی اُسی طاغوت مین داخل ہوگا اَنْ یَّکْفُرُوْا بِہٖ مین ضمیر بہ کی طاغوت کی طرف پھرتی ہے یعنی طاغوت سے منکر ہونیکا حکم ہو چکا ہی کیا واسطے طاغوت سے منکر ہونا وہی اللہ تعالی پر ایمان لانا ہی معلوم کیجیے جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو نہ مانکے اس شخص کیطرف جو باطل حکم کرتا ہی رجوع کیا تو شرع کے حکم پر راضی نہوا جو شخص شرع کے حکم پر راضی نہوا تو وہ شخص اللہ کا اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا منکر ہوا جو شخص اللہ تعالے اور اُسکے رسول کا منکر ہوا وہ کافر ہے کیا واسطے جو شخص کافر کو اپنا منصف ٹھہرایا تو اس کافر کو مانا کافر کو مانا اللہ تعالی سے منکر ہونا ہی جیسا کافر سے منکر ہونا اللہ کو ماننا ہی آئندہ آیتین جو مذکور ہوتی ہین وہ بھی اسی پر دلالت کرتے ہین اب ان آیتون سے ثابت ہوا اللہ تعالے کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام سے کسی حکم کو کوئی شخص نہ مانا تو وہ شخص دائرہ اسلام سے نکل گیا یہہ حکم نہ ماننا خواہ شک کی جہت سے ہو یا تمردی کی راہ سے وَیُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّھُمْ ضَلٰلًا بَعِیْدًا اور چاہتا ہی شیطان ان کو بہکا کر دور ڈالے یعنی راہ ہدایت اور راہ حق سے دور کرے وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اور جب کہا جاوے انکو یعنی منافقون کو کوئی کہے تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ آؤ اسکی طرف جو اللہ نے اُتارا اور رسول کی طرف یعنی اللہ نے جو اپنی کتاب مین حکم کیا ہے اُسپر عمل کرنے کیو اسطے آؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فیصلہ کرنے چلو رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْکَ صُدُوْدًا تو دیکھے منافقون کو باز رہتے ہین تیرے سے اٹک کر اوپر کی آیت مین طاغوت کو منصف کرنیکی رغبت بیان کیا اس آیت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانیکی نفرت کو بیان کیا یعنی منافق تیرے حکم سے نہایت روگردان ہوتے ہین اور کمال اعراض کرتے ہین کیا واسطے وسے ناحق پر ہین اور عداوت دینی رکھتے ہین انکو یقین ہے تو حق بات کہیگا رشوت قبول نہ کریگا فَکَیْفَ اِذَآ

ربع الاوّل

اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ

اِلَّآ اِحْسَانًا وَّ تَوْفِيْقًا پھر وہ کیسا کہ جب اُنکو پہنچے مصیبت اپنے ہاتھون کے کئے سے پھر آوین تیرے
پاس قسمین کھاتے اللہ کے کہ ہمکو غرض نہتی مگر بھلائی اور ملاپ اس آیت کی اتصال اوپر کی آیت
کے ساتھ ہونے مین دو وجہ ہین پہلی وجہ یہہ ہے فکیف اذا اصابتہم کا جملہ معترضہ ہے ثم جاؤک
کے جملہ کا عطف یصدون پر ہے گویا یون کہا یصدون عنک صدودا ثم جاؤک یحلفون باللہ آہ
یعنی وہ منافق پہلے تو تیرے پاس آنیکے واسطے روگردان ہوتے ہین بعد آکے قسم کھاتے ہین کہ
ہمارا غرض بھلائی اور ملاپ ہی فکیف اذا اصابتہم مصیبۃ بما قدمت ایدیہم کا جملہ معطوف اور
معطوف علیہ کے درمیان معترضہ ہی اس جملہ معترضہ کو منافقون کی مذمت ظاہر کرنیکے واسطے ذکر کیا کہ واسطے پہلے ذکر کر لیا
کے طاغوت کی طرف انصاف واسطے جاتے ہین حالانکہ اس سے منکر ہونیکا حکم ہوا ہے بعد بولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے سے
روگردان ہوتے ہین حالانکہ انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنیکا حکم ہی سو ان بداعمال کے سبب سے دنیا اور
آخرت مین انپر سختی جو آن پڑیگی اسکو ذکر کیا اور بولا انکے برے اعمال کے سبب سے انپر سخت وقت
اور بڑی مصیبت جب آویگی اسوقت انکا کیا حال ہوگا واحدی نے اسی وجہ کو اختیار کی ہی دوسری
وجہ یہہ ہے جملہ اوپر کے جملہ پر معطوف ہی ثم جاؤک کا عطف اصابتہم پر ہے اول اللہ تعالی نے ان سے
حکایت کی وہ طاغوت کے پاس انصاف کیواسطے جاتے ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
حاضر ہونے سے کمال نفرت رکھتے ہین اس سے معلوم ہوا سلامتی کیوقت انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس حاضر ہوتے اسقدر نفرت ہی تو مصیبت اور سختی کیوقت جو مرتکب جنایت کے ہوئے ہین اور
تیرے پاس آنیکا اندیشہ ہی تو اسوقت انکا کیا حال ہوگا بہر حال ہے عذر خواہی واسطے تیرے پاس
آئینگے اور جھوٹی قسم کھائینگے کہ ہماری غرض خوبی اور ملاپ ہے مصیبت انکو پہنچنے سے کونسی قسم کی
مصیبت جو انکو پہنچے مراد ہے بعضے کہتے ہین مصیبت سے قتل مراد ہے جو عمر رضی اللہ عنہ اسکو قتل
کئے بعضے کہتے ہین مصیبت یہہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ انکو جنگون مین اپنے ساتھ نہ لیجاو
اِنْ اَرَدْنَآ مین ان نافیہ ہے یعنی تیرے غیر کے پاس ہم قصہ کو لیجانا چاہے سو اس سے ہماری غرض نہتی

مگراحسان یعنی اُسمین خصوم کی بھلائی تھی کیا واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہو تو آواز
بلند کرکے بات نہین کرسکتے اور حکم جو حضرت کرتے ہین اُسمین تردّد نہین کرسکتے غیر کے پاس
جائینگے تو خلاصگی سے کلام کرینگے اور آپسمین رد و بدل کرینگے اس رد و بدل مین منصف نے کوئی
بات جسمین دونون کا بھلا ہو کہیگا اور اُسمین توفیق ہوگی یعنی متخاصمین مین الفت اور درستی ہوگی
اُس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا خلاف کرنا ہماری غرض نہین تھی بعضون نے کہا ہے
منافق جسکو عمر رضی اللہ عنہ قتل کئے اُسکے قرابت والے آکے عرض کئے عمر کے پاس قصہ لیجانے سے ہمارا
غرض نہین تھا مگر ہمارے والے کے ساتھ احسان کرینگے اور اُسکے اور اُسکے خصم کے درمیان مصالحت
کردینگے اُنھون قتل کرینگے سو ہمکو معلوم نہین تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اُس منافق کے خون کو ہدر کیا اور
فرمایا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ یہ وے لوگ ہین کہ اللہ جانتا ہے جو اُنکے دلون
مین ہے یعنی انکے دلونمین نفاق اور دشمنی اور عداوت جو ہے اسکو اللہ جانتا ہے فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ
وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًاۢ بَلِيْغًا سو تو اُن سے تغافل کر اور اُنکو نصیحت کر اور
اُن سے کہہ اُنکے حق مین بات کام کی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُنکے ساتھ تین چیز
کرنے کا امر کیا پہلا اُن سے اعراض کرنا یعنی اُن سے تغافل کرنا اور اُنکی سزا سے درگذرنا بعضے کہتے ہین
اُن سے اعراض کرنا یعنی انکی اس عذر کو قبول نہ کرنا دوسرا انکو زبان سے پند و نصیحت کرنا یعنی نفاق مکر حسد
کذب سے انکو زجر و توبیخ کرنا اور آخرت کے عذاب سے ڈرانا تیسرا انکو قول بلیغ کہنا فی انفسہم کا تعلق یا
بلیغًا سے ہے اور کلام مین تقدیم و تاخیر ہے تقدیر یون ہے وقل لہم قولًا بلیغًا فی انفسہم یعنی کہہ انکو بات
ایسی جو انکے دلون مین تاثیر کرے اور اُس سے انکو خوف ہو یا اُسکا تعلق قل لہم سے ہے اور مضاف
مقدر ہے تقدیر یون ہے قل لہم فی حق انفسہم الخبیثۃ یعنی تو کہہ انکے خبیث نفسون کے اور نفاق
بھرے ہوے دلون کے حق مین قول بلیغ یا حال بنا ہے قل لہم کی ضمیر کا تقدیر یون ہے قل لہم حال
کونکم خالیًا بہم یعنی تو اُن سے کہہ حال یہہ کہ تو خالی ہین اور انکے ساتھ دوسرا کوئی شریک نہے
یعنی انکو پند و نصیحت خلوت مین دے علانیہ مت کہہ کیا واسطے تنہائی مین نصیحت کرنا کمال نفع دیتی ہے

قول بلیغ سے مراد بات جو دلون مین تاثیر کرے اور جس غرض کے واسطے سخن کیا ہو اُس
غرض کو پورا ادا کرے یا قول بلیغ سے مراد انکو سزا کا اندیشہ بتانا مثلاً کہنا تمھارے دلون مین
دغا اور مکر جو ہے اللہ تعالی اسکو جانتا ہی تمھارے اور کافرون کے درمیان کچھ فرق نہین تم
ظاہر مین اپنے کو مسلمان نمود کرتے ہین سو اس لئے تمکو قتل نہین کرتے اگر تم اپنے دلون کے نفاق
کو نمود کروگے تو تمھارے لئے تلوار نیام سے نکلیگی بعضے کہتے ہین اعراض اور درگذر کرنیکا حکم
آیۃ السیف سے منسوخ ہوا بندہ عاصی کہتا ہے کافرون سے اعراض کا حکم جو تھا آیۃ السیف سے منسوخ ہوا
منافقون سے یہہ حکم منسوخ نہین بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے ہمیشہ درگذر کرتے تھے واللہ اعلم

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ اور ہمنے کوئی رسول نہین بھیجا مگر اس واسطے
کہ اسکا حکم مانے اللہ کے فرمانے سے یعنی اللہ تعالی نے رسول کی اطاعت کرنیکا امر کیا ہے اس لئے
اسکا حکم ماننا واجب ہے بعضون نے کہا باذن اللہ کی معنی اللہ تعالی کے علم و قضا سے یا اُسکی توفیق سے پھر رسول کی
اطاعت اللہ کی اطاعت ہی اور رسول کی معصیت اللہ کی معصیت ہے اب آیت کی معنی یون ہونگی ہم کوئی
رسول کو نہین بھیجے مگر اُسکی اطاعت اُن پر کہ جن کی طرف بھیجا گیا ہے فرض کئے ای محمد تیری اطاعت
بھی اُنپر کہ تو جنکی طرف مرسل ہے فرض ہے اُسمین توبیخ اور سرزنش ہے انکو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم
نہ مانے اور طاغوت کے حکم پر راضی ہوے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا

اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ اور پھر اگر یہہ لوگ جس وقت اپنے جی پر ستم
کئے تھے آتے تیرے پاس پھر اللہ سے بخشواتے اور بخشواتا انکو رسول تو اللہ کو پاتے معاف کرنے والا مہربان
یعنی جو لوگ طاغوت کے پاس حکومتی کو جانے کے سبب سے گناہگار ہوئے اور اپنا بُرا کرلئے اپنے نفاق سے توبہ کرتے
اور انکے پاس جانے سے نادم ہوتے اور اللہ سے استغفار کرتے اپنے گناہ کی معافی چاہتے اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ سے اُنکی بخشایش کا سوال کرتے تو اللہ اُنکے گناہ بخشتا اور اُنپر رحم کرتا معلوم
کیجیے یہان جاؤک کے دیکھتے واستغفرت لہم کہنا تھا لیکن خطاب کے صیغے کو چھوڑ کے غایب کا صیغہ لائے
اللہ نے فرمایا واستغفر لہم الرسول اسکو اہل بلاغت التفات کہتے ہین اسطور پر التفات کرنے سے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی اجلال اور تفخیم بوجھے گئی اور حضرت کے استغفار کی تعظیم نکلی اور وے لوگ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے تو ایسے شخص کے پاس آئے کہ جسکو اللہ تعالی نے اپنی رسالت سے مشرف کیا ہی اور اپنے اور اپنے خلق کے درمیان انکو شفیع یعنی سفارشی بنا کے کھڑا کیا ہے جو شخص اس منصب کا ہو تو اللہ تعالی اسکی شفاعت رد ہنہین کرتا معلوم کیجیے یہان ایک سوال وارد ہوتا ہی تقریر سوال کی یہہ ہی کوئی شخص اپنے گناہ سے توبہ کرے اور اللہ تعالی سے استغفار کرے اور توبہ کی صحت کے شروط جو ہین وے پائے جاوین تو توبہ مقبول ہی پھر انکے استغفار کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار کو ضم کرنے مین کیا فایدہ ہے امام رازی نے اسکے تین جواب دیا ہے پہلا جواب یہہ ہے ان لوگون کا طاغوت کے پاس حکومت کے واسطے جانا اللہ تعالی کے حکم کا خلاف تھا اور اسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بے ادبی تھی اور حضرت کے دل کو رنج پہنچتا تھا جسکی گناہ اس وصب کی ہو اس گناہ گار پر واجب ہے کہ اول اس غیر سے التجا کرے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے التجا کرنیکا حکم ہوا دوسرا جواب یہہ ہی وے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے راضی ہنہین ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمردی و سرکشی کرنا انکا ظاہر ہوا یہہ لوگ جب توبہ کرین تو اس تمردی کو دفع کرنیوالی چیز اس توبہ کیواسطے واجب ہوئی وہ چیز کچھ ہنہین مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوکے حضرت سے اپنے لئے استغفار طلب کرنا تیسرا جواب وے لوگ آپ ہی توبہ کرتے تو شاید اسمین کچھ خلل ہو کہ جس سے توبہ مقبول ہووے جب اسکے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی استغفار ضم ہووے تو توبہ قبول ہونیکا استحقاق پیدا کیا تنبیہ اس آیت مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنا سنت اور قربت ہونیکی دلیل ہی کیا واسطے اللہ تعالی نے اس آیت مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے استغفار کرنے پر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکے لئے استغفار کرنے پر ترغیب دی ہے یہہ اگرچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت حیات مین وارد ہوا ہے لیکن حضرت کی تعظیم کے دیکھتے حضرت کی وفات سے یہہ رتبہ منقطع ہنہین ہوتا گیا

آیت مین اللہ تعالیٰ کو تواب رحیم پانا تین امر پر موقوف رکھا ہے ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آنا دوسرا استغفار کرنا تیسرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسکے لئے استغفار کرنا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی قبر کے پاس آ کے جو شخص استغفار کرے اُسکو یہہ تینون چیز حاصل ہوتے ہین او پکے دو امر
یعنی آنا اور استغفار کرنا بدیہی امر ہے تیسرا امر یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسکے لئے استغفار کرنا
یہہ بھی حاصل ہے کیا واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا واستغفر لذنبک وللمومنین والمومنات یعنی بخشش مانگ
تیرے گناہ کیواسطے اور مومنین اور مومنات کیواسطے اس امر کے موجب نبی صلی اللہ علیہ وسلم جتنے
مومنین اور مومنات ہین اُن سبکے واسطے استغفار کئے عاصم بن سلیمان نے جو تابعین مین تھا عبد اللہ
بن سرجس رضی اللہ عنہ کو جو صحابی تھے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمھارے واسطے استغفار کئے
ہین تو عبد اللہ بن سرجس کہے ہان میرے واسطے استغفار کئے اور تیرے واسطے بھی استغفار کئے بعد عبد اللہ
اس آیت کو پڑھے واستغفر لذنبک وللمومنین والمومنات یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے تمام مومنین
اور مومنات کیواسطے استغفار کرنے کو عبد اللہ بن سرجس اس آیت کو دلیل گردانے سو سب مومنین
اور مومنات کیواسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار کرنا اس آیت سے ثابت ہوا پھر کوئی مومن حضرت
کی قبر کے پاس آیا اور استغفار کیا تو تینون امر جن پر اللہ تعالیٰ نے توبہ کا قبول کرنا اور رحمت کرنا
معلق کیا تھا پائے گئے آیت سے یہہ معلوم نہین ہوتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی استغفار شخص کی استغفار کے بعد ہونا
ہلکہ آیت مین اس بات کا احتمال ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار سے غرض جو ہے
اُسکے نظر کرتے حضرت کی استغفار اُسکی استغفار سے مقدم ہونا یا موخر ہونا دونون برابر ہین
کیا واسطے اُسکے آنے سے اور استغفار کرنے سے وہ شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار مین
داخل ہونا مقصود ہے اس تاویل کی احتیاج اس تقدیر پر ہے ہم استغفر لہم الرسول کا عطف فاستغفروا
اللہ پر کرینگے اگر استغفر لہم الرسول کا عطف جاؤک پر لیوین تو اس تاویل کی احتیاج نہین یہہ
سب تقریر اُس صورت مین ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد کسی کے واسطے استغفار نہین
کرتے لیکن ہم اسکو مسلم نہین رکھتے کیا واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قبر مین زندہ رہنا اور اپنی

امت کیو اسطے استغفار کرنا دلایل سمعیہ سے ہمارے پاس ثابت ہے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار کرنا جب ثابت ہوا اور حضرت کو اپنی امت پر کمال شفقت اور رحمت کرنا بالضرورت معلوم ہے پھر کوئی اللہ تعالی سے استغفار کرتا ہوا حضرت کے پاس آوے تو حضرت اُسکے واسطے استغفار کرنیکو ترک نہ کرینگے غرض بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس استغفار کرتا ہوا کوئی شخص آوے تو اُسکے لئے تین امر جو آیت مین ہین وے سب اُسکو حاصل ہونگے خواہ حضرت کی حیات مین آوے یا وفات کے بعد یہہ آیت اگرچہ معین لوگون کے حق مین جو بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین تھے نازل ہوئی ہے لیکن اُسکی علت کے عموم کے نظر کرتے جسمین یہہ وصف پایا جاوے اُسکو شامل ہوگی خواہ حضرت کی حیات مین ہو یا وفات کے بعد اسی واسطے علما اس آیت کو عموم پر محمول کرکے کہتے ہین کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس آنے والے کے حق مین اس آیت کی تلاوت کرنا اور استغفار کرنا مستحب ہے عتبی کی حکایت جسکو ہم اب بیان کرینگے اس باب مین مشہور ہے اس حکایت کو چارون مذہب کے علما اپنے مناسک کے کتابون مین اور مورخان اپنے تاریخون مین ذکر کیے ہین اور اُسکو مستحسن رکھے ہین اور اسطور سے استغفار کرنیکو زیارت کے آداب مین شمار کرتے ہین وہ حکایت اس طور پر ہے محمد بن عبد اللہ العتبی نے جو سفیان بن عیینہ کا شاگرد تھا کہا مین مدینہ کو آیا اور بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کرکے قبر کے مقابل مین بیٹھا کہ اس مین ایک اعرابی نے آکے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس کھڑے ہوکے عرض کیا ای خیر الرسل اللہ تعالی نے آپ پر سچی کتاب نازل کی اور اس کتاب مین کہا وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا مین آپکے پاس اپنے گناہونکا استغفار اپنے پروردگار سے کرتا ہوا آیا ہون اور آپ کو شفیع کیا ہون پھر رو دیا اور یہہ بیتین پڑھین ع یَا خَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُهٗ ۞ فَطَابَ مِنْ طِیْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَکَمُ ۞ نَفْسِی الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُهٗ ۞ فِیْهِ الْعَفَافُ وَفِیْهِ الْجُوْدُ وَالْکَرَمُ ۞ یعنی اے بہتر اُن مین سے کہ جو دفن ہوئے ہین زمین مین اُسکے ہاڑ جسکی پاکی سے زمین اور ٹیلے پاک ہوگئے ہین میری جان فدا ہے قبر پر کہ جسمین آپ رہتے ہو اُس مین پارسائی

اور بخشش اور کرم ہے پھر استغفار کرکے چلا گیا عُتبی کہتا ہے جب مین سویا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
خواب مین دیکھا مجھکو فرمائے اس شخص سے ملکے خوشخبری دے کہ میری شفاعت سے اللہ تعالیٰ نے مجھکو بخشا
مین بیدار ہوکے اُسکو ڈھونڈھتا گیا لیکن اُسکو نہین پایا غرض نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تُربت کی
زیارت کرنا اور اُسکے واسطے سفر کرنا مستحب ہونے پر سب کا اجماع ہے چارون مذہب کے ائمہ کا
اس بات پر اتفاق ہے بلکہ بعضے زیارت کے وجوب کے قایل ہین اس مین کسی کو خلاف نہین تھا مگر مجد ابن
تیمیہ نے اپنی شوخی سے اسمین سخن کیا اور اسکو بدعتون مین شمار کیا ہے محققین جیسے تقی السبکی و ابن
حجر مکی وغیرہ نے اُسکی رد مین رسالے تصنیف کئے ہین اور شیخ عزالدین بن جماعہ نے کہا کہ ابن تیمیہ
کو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا اور اسکو رسوائی کا لباس پہنایا پیش از چند روز کے دیار عرب مین اہل بدعت
کا ایک فرقہ نجد کے شہرون سے ترقی پایا تھا جنکو وہابیہ کہتے ہین ابن تیمیہ کے قول کو تائید کئے سلطان روم
کی کوشش سے اُس فرقہ کی شوکت زائل ہوئی مگر چند روز سے ہند کے بعضے گمراہ لوگ بدعتی
نیا مذہب جو اختراع کئے ہین کہتے ہین زیارت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانا اور نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی قبر کے پاس دُعا کرنا اور اُس سے تبرک کرنا شرک مین داخل ہے اور کہتے ہین کہ
اسمین کچھ فرق نہین خواہ پیر ولی کی قبر ہو یا نبی کی تقی السبکی کہتا ہے اُنکا یہہ کلام باطل ہونا ہمارے
پاس یقینی ہے دین کے معلومات سے اور سلف صالحین کی سیرت سے یہہ بات ثابت ہی بعضے صلحای
اموات سے تبرک جایز ہے تو انبیا اور مرسلین سے تبرک کیونکر جایز نہوگا جو دعوی کرتا ہے انبیا کے
قبور اور دوسرے مسلمانون کے قبور سب برابر ہین تو اُسنے بہت بڑا امر کہا اس شخص کا کلام باطل
اور اُسکی خطا ہمارے پاس یقینی ہے اُس نے نبی کے رُتبہ کو گھٹا کے دوسرے مسلمانون کے برابر جو کیا ہی یقیناً
کفر ہے کیا واسطے جسنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رُتبہ کو جو واجب ہے گھٹا دیا تو مقرر کافر ہوا اگر
اُسنے کہا اسمین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رُتبہ کی گھٹاؤ نہین ہے بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو تعظیم
واجب ہے اس سے افزود تعظیم کرنے سے منع ہے تو ہم کہینگے یہہ تیری نادانی اور بے ادبی ہے
کیا واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات مین اور موت کے بعد اس سے یعنی قبر کے پاس جاکے

دعا وغیرہ کرنے سے بڑھکے تعظیم کے مستحق ہین جسکے دل مین ایمان ہو اسکو اس امر مین شک نہین انتہی فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ پھر قسم ہے تیرے رب کی وے مومن نہونگے جب تک تجھی کو منصف نکرینگے جھگڑے مین جو اُٹھے آپسمین پھر نہ پاوین اپنے جی مین خفگی تیری چکوتی سے اور قبول رکھین مان کر یعنی جو لوگ اپنے کو مومن کہلاتے ہین وے لوگ آپسکے جھگڑے مین جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منصف نکرینگے اور حضرت کے حکم پر دلمین کچھ شک لائینگے اور حضرت کے حکم کو نہ مان لینگے وے مومن نہین اس آیت کی شان نزول کو عبد الرزاق اور امام احمد اور عبد بن حمید اور بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن حبان اور بیہقی زہری کی طریق سے روایت کئیے ہین اس نے عروہ بن الزبیر سے روایت کی ہے وہ اپنے باپ زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میرے اور ایک انصاری جو بدر مین حاضر ہوا تھا حرے کے شراج مین یعنی پانی کے نالے مین جو حرے کی جانب سے آتا تھا اور ہم دونون اپنے خرمابن کو اُس نالے کا پانی باندھتے تھے قضیہ ہوا انصاری نے کہا پانی کو چھوڑ دو تا میری زمین مین آوے زبیر اسکو نہ مانے پھر دونون ملکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم زبیر کو کہے تم اول اپنی زمین کو پانی باندھ لو بعد تمہارے ہمسایہ والے کیواسطے چھوڑ دو انصاری غصہ ہو کے کہا زبیر آپکی پھپی کا فرزند ہونے سے ایسا حکم کئے اس بات سے چہرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سرخ ہوا اور فرمائے ای زبیر تم اپنے جھاڑونکو پانی باندھو پھر پانی کو اٹکا کے رکھو یہان تک جدر کو یعنی آلون کی مینڈ کو پہنچے اُسکے بعد تمہارے ہمسائے والے کو پانی چھوڑ دو پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زبیر کو ایسا ارشاد کئے تھے کہ جس سے انصاری کو بھی فایدہ پہنچے انصاری جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ مین لایا تو زبیر کو اُنکا پورا حق لینے کا امر کئے زبیر رضی اللہ عنہ کہے مجھکو ایسا خیال ہے کہ یہہ آیت اسی مین نازل ہوئی فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم الآیہ معلوم کیجئے زبیر سے جو روایت آئی ہے اُسکے اکثر طریقون مین آیت اسی مقدمہ مین نازل ہونیکا شک ہے

ابن جریر اور طبرانی اس قصہ کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت کئے ہین اُنکی روایت مین یہہ
آیت اسی قصہ مین نازل ہونیپر جزم ہے بعضون نے کہا اوپر کی آیت جسکے قصہ مین نازل ہوئی ہے یہہ
آیت بھی اُنھین کے قصہ مین نازل ہوئی ہے فلا وربک مین لا کا لفظ اوپر کے کلام کو رد کرنیکے واسطے
ہے اسکی تقدیر یون ہے فلیس الامر کما یزعمون من انہم امنوا بما انزل الیک یعنی وے جو کہتے ہین
تیرے پر جو نازل ہوا ہے اُسپر ہم ایمان لائے سو بات نہین وربک کا جملہ مستانفہ ہے یہہ قول
ابن جریر طبری کا ہے بعضی کہتے ہین یہہ لا قسم کی تاکید کیواسطے ہے قسم پر نفی کو مقدم کیا اُسکے بعد
تاکید واسطے لا کو لا یومنون مین زیادہ کیا بعضے کہتے ہین حرف لا مین اور اسکے منفی یعنی یومنون کے
درمیان قسم کو لایا ہے اور لا یومنون کا لا زایدہ ہے تقدیر یون ہے فلا یومنون وربک بعضے کہتے ہین
پہلے لا کو قسم کی معنی کی تاکید واسطے زیادہ کیا اور لا یومنون قسم کا جواب ہے اصل مین اسطرح ہے
فوربک لا یومنون یہہ قول زمخشری کا مختار ہے غرض یہہ اللہ تعالی کی طرف سے قسم ہے کہ وے لوگ
ایمان سے متصف نہونگے جبتک تین شرط اُنمین نہون پہلی شرط حتی یحکموک فیما شجر بینہم یعنی تجھکو
منصف کرنا اس امر مین جو اُن مین چلتا ہے شجر کی معنی اختلاف اور التباس اور اختلاط کی ہے یعنی
ایک مین ایک داخل ہونا درخت کے شاخ ایک دوسرے مین داخل ہونے اور اختلاط کرنے سے
اسکو شجر کہنے لگے فیما شجر بینہم سے اُمور مین جو وے آپسمین اختلاف کرتے ہین یا وہ امر ہے جس کا حکم
اُن پر مشکل ہوا اس شرط سے معلوم ہوا جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منصف کرنے پر
راضی نہوگا تو وہ مومن نہین اس سے یہہ نکلا جو شخص شرع کے حکم پر راضی نہو وہ مومن نہین دوسری
شرط ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو حکم کئے ہین اس حکم
سے اسکے دل مین رکاوٹ نہ آنا یا اس حکم مین اسکو شک نہ آنا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے حکم پر راضی ہونا امام فخر رازی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کی رضامندی کبھی
ظاہر مین ہوتی ہے اور دل مین رضامندی نہین رہتی ایت سے معلوم ہوا مومن ہونیکے واسطے دل
سے ہونا ضرور ہے لیکن دل کی میلان اور نفرت آدمی کے اختیار مین نہین جب دل کی رضامندی

کو شرط لگائے تو محال کی تکلیف لازم آتی ہے اس سے معلوم ہوا آیت سے یہہ مراد نہین بلکہ آیت سے
مراد یہہ ہے اُسکے دل مین جزم اور یقین حاصل ہو نا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو فیصلہ کئے ہین وہی حق
ہے اور فیصلہ برابر ہے انتہی بندہ عاصی کہتا ہے فیصلہ سے دل مین رکاوٹ دو وجہ سے ہوتی ہے ایک وجہ
یہہ ہے فیصلہ اپنی طرف ہی ہونا تھا حق میرا ہی ٹھہرنا تھا دوسری وجہ یہہ ہے منصف نے فیصلہ جو کیا سو
اس نے حق کی رعایت نہین کیا رشوت سے یا طرفداری سے ناحق فیصلہ دیا پہلی وجہ سے رکاوٹ جو ہوتی
ہے وہ طاقت بشری سے خارج ہے اس پر مواخذہ نہین دوسری وجہ سے رکاوٹ جو ہوتی ہے
وہ امر اختیاری ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین کوئی شخص دل رشوت لئے یا خصم کی
خاطر سے فیصلہ دئے کرکے شک لایا تو کافر ہوا تیسری شرط ویسلموا تسلیما ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے حکم کے مطیع ہونا اور اس سے منہہ نہ موڑنا یا جس چیز مین جھگڑا کئے ہین اسکو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر سپرد کرنا معلوم کیجئے دل سے جو شخص جانا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم کئے
سو حق ہے لیکن عناد سے یا سرکشی سے اس حکم کو قبول نہین کیا اس کے بیان کیواسطے اللہ تعالے
نے فرمایا کہ ایمان کے واسطے دل مین جیسا یقین کرنا ضرور ہے ویسا ہی ظاہر مین اس حکم کی تسلیم
کرنا ضرور ہے وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ
مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ اور اگر مقرر ہم لکھتے انپر کہ مار ڈالو تم اپنی جانون کو یا چھوڑ نکلو تمھارے
گھرون سے تو اسکو کوئی نکرتے مگر تھوڑے انمین سے لکھنے سے انپر فرض کرنا مراد ہے مافعلوہ کی ضمیر مکتوب کی
طرف جو دو امر مین سے یعنی قتل اور خروج مین سے ایک ہی اُسکی طرف پھرتی ہے اور علیہم کی ضمیر یا
منافقین کی طرف پھرتی ہے یہہ قول ابن عباس اور مجاہد کا ہے یعنی اگر ہم ان منافقون پر اپنے کو ہلاک
کرنا یا گھر چھوڑکے نکلنا فرض کرتے تو چند لوگ اسکو عمل مین لاتے یعنی منافقون سے بعضے ریا اور سمعے کی
راہ سے کرتے اسوقت انپر بہت مشکل پڑتی اور انکا کفر ظاہر ہوتا اس مشکل کو چھوڑکے آسان
چیز ہم انپر فرض کئے ہین انکو لازم ہے نفاق کو چھوڑنا اور خلوص کی راہ سے ایمان کو قبول
کرنا یا علیہم کی ضمیر مطلق لوگون کی طرف پھرتی ہے اسمین منافق اور انکے غیر سب داخل ہین

یعنی لوگون پر اگر ہم قتل اور گھرون سے نکلنا فرض کرتے تو چند لوگ اُسکو عمل مین لاتے ابن جریر اور
ابن ابی حاتم سدی سے روایت کئے ہین کہ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ اور ایک یہودی
ملکے آپسمین فخر کرنے لگے یہودی نے کہا واللہ خدا تعالیٰ نے ہمارے پر اپنے جانون کا قتل فرض کیا
سو ہم اپنے کو قتل کئے ثابت کہے واللہ اگر اللہ تعالیٰ ہمارے پر قتل فرض کیا تو ہم بھی اپنے کو مارینگے
پھر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا بعض روایتون مین آیا ہے کہ یہہ آیت نازل ہوئی بعد عمار
بن یاسر ابن مسعود اور چند صحابہ رضی اللہ عنہم کہے واللہ اگر اللہ تعالیٰ ہمکو ہلاک کرنیکا حکم کیا تو
ہم اپنے کو ہلاک کر لینگے اللہ کو حمد ہے کہ اُس نے ہمکو عافیت دی یہہ بات نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کو معلوم ہوئی حضرت فرمائے میری امت مین چند لوگ ایسے ہین کہ ایمان انکے دلونمین
پہاڑون سے زیادہ استوار ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَ
اَشَدَّ تَثْبِيْتًا ۙ اور اگر مقرر وے کرین جو انکو اُسکی پند دی جاتی ہے تو البتہ اُنکے حق مین بہتر
ہو اور زیادہ ثابت ہون دین مین یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنیکی اور اُنکے
حکم پر راضی ہونیکی تکلیف جو لوگون کو ہم دیئے ہین اسکو اگر وے لوگ بجا لائینگے تو انکو دنیا اور آخرت
کی خوبی ملیگی اور انکا ایمان نہایت استوار ہوگا معلوم کیجیے اللہ تعالیٰ نے تکلیف کو وعظ کے
لفظ سے تعبیر کیا کہ واسطے اللہ تعالیٰ کے اوامر اور احکام وعد اور وعید ثواب اور عقاب کے ساتھ
ملے ہوئے ہین جو احکام ایسے ہون تو انکو وعظ کہتے ہین وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا
عَظِيْمًا ۙ ۵ اور اسوقت البتہ ہم دین اُنکو اپنے پاس سے بڑا ثواب لفظ اذا کا جواب ہے
مقدر سوال کا جو سابق کی آیت سے مفہوم ہوتا ہے گویا کسی نے کہا اس خوبی اور ثابت ہونے سے کیا ہوگا
تو بولا انکو ہم بڑا ثواب دینگے اور راہ راست پر چلاوینگے معلوم کیجیے اللہ تعالیٰ اس آیت مین
اس اجر کی کمال عظمت کی طرف اشارہ کیا اسکا بیان یون ہے اللہ تعالیٰ نے اس دینے کو
التعظیم کے صیغے سے جو اتینا ہم ہے ذکر کیا بعد بھی من لدنا کرکے اسی تعظیم کے صیغہ سے کہا جو
جو حکیم جو بخشش کا وعدہ کرے اور اسکو تعظیم کے صیغہ سے بیان کرے تو اس بخشش کی عظمت

وقف ۵۲

دلالت کرتا ہی علی الخصوص جب اُسکو اپنے پاس سے دینے کا وعدہ ہو تو اسمین کمال مبالغے
پر دلالت ہی پھر اس اجر کو عظمت سے وصف کرنے مین کمال مبالغہ ہوا کیا واسطے جو کوئی سب بڑون
کا بڑا ہو اور اپنی بخشش کو بڑپن کے وصف سے ذکر کرے تو وہ اجر نہایت جلیل اور بڑا ہوگا جسکے
وصف مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے بہشت مین ایسے نعمتین ملینگے کہ جنکو نہ کوئی آنکھ دیکھی
اور نہ کوئی کان سُنا اور نہ کسی بشر کے دل مین خطور کیا وَلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا
اور البتہ چلاوین ہم انکو سیدھی راہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین صراط مستقیم سے یعنی مستقیم
دین اسلام مُراد ہی معنی یون ہے اسکو ہم دین اسلام کی راہ بتلا وینگے بعضون نے کہا صراط
مستقیم سے پل صراط مُراد ہی قیامت کے دن جس پر سے چلکے بہشت مین جائینگے معنی یون ہے
اسکو نیک عمل کرنیکی ہم توفیق دینگے جن اعمال کے کرنے سے پل صراط پر گذریگا وَمَنْ يُّطِعِ
اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ
وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ اور جو شخص چلے حکم پر اللہ کے اور رسول کے سو وے انکے ساتھ ہین جن
پر اللہ نے اپنی نعمت دیی یعنی جنکو اللہ نے نوازا پیغمبرون اور صدیقون اور شہیدون اور نیک بختون سے
اس آیت کی شان نزول کو طبرانی اور ابن مردویہ اور ابو نعیم حلیہ مین اور ضیاء المقدسی صفۃ الجنہ
مین عایشہ رضی اللہ عنہا سے یون روایت کئے ہین کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور
عرض کیا یا رسول اللہ آپ میرے پاس میری جان سے زیادہ دوست ہین آپ میرے پاس میرے بچون سے
زیادہ دوست ہین مین اپنے گھر مین رہا تو آپکو یاد کرکے صبر کرتا ہون کیا واسطے آکے آپکو دیکھتا
ہون جب مجھکو میری موت کا اور آپکی موت کا یاد آتا ہی تو مین سمجھتا ہون کہ آپ جب جنت
مین جائینگے تو وہان ہونگے انبیا کے ساتھ رہینگے مین بہشت مین جاؤنگا تو اندیشہ ہی کہ مین آپکو نہ
دیکھون نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو کچھ جواب نہین دئے پھر جبرئیل علیہ السلام اس آیت کو لیکے آئے
ومن یطع اللہ والرسول الآیہ ضیاء المقدسی نے اس حدیث کی تحسین کی ہے طبرانی اور ابن مردویہ
شعبی کی طریق سے وہ ابن عباس سے یون روایت کیا ہی کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس آکے کہا یا رسول اللہ مین اُنکو دوست رکھتا ہون آپ جب یاد آتے ہین تو آکے دیکھتا ہون اگر نہ دیکھون تو میری جان نکل جائیگی جب مین بہشت مین جاؤنگا تو آپ سے کم مرتبے مین رہونگا یہہ مجھ پر نہایت شاق ہوتا ہے مجھکو یہہ آرزو ہے بہشت مین آپکے درجے مین رہون نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُسکو کچھ جواب نہین دیئے تب اللہ تعالیٰ نے یہہ آیت نازل کی سعید بن منصور اور ابن المنذر شعبی سے اس قصّے کے مانند مرسل روایت کئے ہین اُنکی روایت مین آیا ہے وہ شخص انصار سے تھا بعضے روایتون مین آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے ہے اور بعضے روایتون مین آیا ہے انصار کے چند لوگ کہے واحدی نے اسباب النزول مین کلبی سے اور ثعلبی بغیر سند کے نقل کئے ہین کہ ثوبان رضی اللہ عنہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مولیٰ تھا حضرت سے نہایت محبت رکھتا تھا حضرت کو بن دیکھے اسکو چین نہین ہوتی ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اُسکا رنگ بدل گیا چہرے سے آثار غم کے نمود ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے پوچھے کیا واسطے تیرا رنگ بدل گیا ہے کہا یا رسول اللہ مجھکو نہ کچھ بیماری ہے نہ کچھ درد ہے مگر آپ کو نہین دیکھا تو مجھکو نہایت غم ہوتا ہے جب دیکھا تو مجھکو تسکین ہوتی ہے جب مین آخرت کا حال یاد کرتا ہون تو مجھکو یہی اندیشہ آتا ہے کہ شاید مین اُنکو نہ دیکھون کیا واسطے آپ انبیا کے ساتھ علیین مین رہینگے مین اگر بہشت مین گیا تو بھی میری جگہہ آپ سے نیچے رہیگی اگر بہشت مین نہین گیا تو آپ کو بالکل نہ دیکھونگا اس سے مجھکو نہایت خوف ہوتا ہے تب یہہ آیت نازل ہوئی یہہ آیت کسی کے شان مین نازل ہو لیکن غرض اس سے طاعت پر ترغیب دینی ہے اوپر کی آیت مین طاعت کرنیکی ترغیب دیا اسی کی تاکید واسطے اس آیت کو ذکر کیا جو شخص اللہ تعالیٰ کی اور اُسکے رسول کی اطاعت کریگا تو بلند مرتبون کو پہنچیگا اللہ کی اطاعت سے مراد اُسکے اوامر کو بجا لانا اور منہاہی سے باز رہنا رسول کی اطاعت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سُنن جو مقرر کئے ہین اُسی پر چلنا اس آیت کی جزا یہی ہے کہ وہ شخص انبیا کے ساتھ رہیگا معلوم کیجئے انبیا کے ساتھ رہنے سے اُنکے درجہ مین ہونا اور مرتبہ دونون کا برابر ہونا مراد نہین کیا واسطے درجہ برابر ہوا تو فاضل اور مفضول مین برابری

ہونا لازم آتا ہی یہہ تو جایز نہین بلکہ مراد یہہ ہے جنت مین پردہ اٹھ جایگا اور انکو انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کی رویت میسر ہوگی اگرچہ مکان بعید ہو اُسکی تفصیل یہہ ہے ایک دوسرے کو دیکھنا چاہا اور اسکی ملاقات کی خواہش کیا تو اسکی رویت میسر ہوگی کیا واسطے ارواح ناقصہ کا تعلق کامل ارواح کے ساتھ دنیا مین نہایت محبت کے سبب سے جب کامل ہوگا اور اس عالم کو چھوڑکے عالم آخرت کو پہنچینگے تو روحانی تعلق انکا ویساہی باقی رہیگا ان ارواح کی صفائی ائینون کے مثال ہوگی ایک آئینہ کے مقابلہ مین دوسرا آئینہ جب ہوتا ہی تو ایک کا عکس دوسرے مین پڑتا ہی ایک کی شعاع دوسرے مین نمود ہوتی ہے اور ائینون کی روشنائی اس سے دوچند ہوجاتی ہے ایساہی یہہ ارواح تقوے اور مجاہدے سے یعنی اللہ تعالی کی اور رسول کی اطاعت سے صیقل اور جلا حاصل کئے تھے اور جسمانی پردہ جو حایل تھا موت سے مرتفع ہوگیا تو اللہ تعالی کے جلال کے انوار کا پرتو اُن پر پڑتا ہے ایک روح کا عکس دوسرے روح پر پڑنے سے اسکے انوار کو کمال ہوا ناقص ارواح کو اس علاقہ روحانی کے سبب سے کمال حاصل ہوا پھر ایک دوسرے کو دیکھنے لگا اگرچہ دونون مین فاصلہ رہے یہہ لوگ انبیا کے ساتھ رہتے ہین سو انبیا کے ساتھ دوسرے تین قسم کو ذکر کیا پہلی قسم صدیقین ہے وہ جمع صدیق کی ہے مبالغے کا صیغہ ہے اسکی معنی نہایت راست گو اُس سے مراد وے لوگ ہین جو انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کی متابعت کو اختیار کئے اور انکے بعد انکے طریقہ پر قایم ہے بعضے کہتے ہین صدیق وہ جو دین کے سب احکام کی ایسی تصدیق کرے کہ جسمین بالکل شک نہو اس آیت مین صدیقین سے افاضل صحابہ مراد ہین جیسے ابی بکر رضی اللہ عنہ کہ اس امت مین صدیق انھین کا لقب ہی دوسری قسم شہدا ہین یہہ وے لوگ ہین جو راہ خدا مین اپنی جان دئے ہین بعضے کہتے ہین ان سے شہدای احد مراد ہین بعضے کہتے ہین شہدا وے لوگ ہین جو اللہ تعالی کے دین کی صحت پر گواہی دیتے ہین اور اسکو دلیل و بیان سے یا سیف و سنان سے قایم کرتے ہین امام رازی نے اسی کو ترجیح دی ہے تیسری قسم صالحین ہین وہ جمع صالح کی ہے صالح اسکو کہتے ہین نیکیون مین اس کا ظاہر اُسکے باطن کے مساوی ہو بعضے کہتے ہین صالح وہ جسکا عقیدہ صواب پر رہے اور سنت وطاعت پر عمل کرے بعضے کہتے ہین صالح وہ جو اللہ تعالی کے اور اُسکے بندگان کے حقوق پر قایم رہے صالحین سے وہ صالح مراد ہین کہ جن مین اوپر ذکر کیا سو صفات نہ رہے ان چار قسم کو

اللہ تعالیٰ نے علی الترتیب ذکر کیا انعمین کی ہر صفت اپنے نیچے کی صفت کے دیکھتے خاص ہے علم و عمل کے دیکھتے
مرتبے جو ہوتے ہین ان منزلون کے مطابق ان چار قسم کو ذکر کیا اُنکی متابعت کرنے پر عوام کو رغبت دیا سو
اول انبیا کو ذکر کیا جو کمال علم و عمل سے مراد کو پہنچے اور کمال کے حد سے بڑھکے تکمیل یعنی غیر کو کامل کرنیکے درجہ کو
پہنچے اُنکے بعد صدیقون کو ذکر کیا جنھون کے نفس و دلایل اور حجتون کو تامل کرنے سے اور ریاضت و مجاہدے کو
اختیار کرنے سے اوج عرفان کو پہنچے اور اشیا کے حقایق کو دریافت کرکے اُنکی سچی خبر دئے اُنکے بعد شہدا
کو ذکر کیا جنھون نے طاعتون کو کمال حرص سے ادا کیا حق کو قایم کرنیکے واسطے نہایت کوشش کی اللہ تعالیٰ
کے کلمہ کو بلند کرنے کے لئے اپنی جان عزیز کو کھو دئے سب سے اخیر صالحین کو ذکر کیا کسو واسطے کمال کا مرتبہ جو تھا
وہان تک پرواز کرنے سے قاصر ہوئے لیکن اپنی عمر کو اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی مین صرف کئے اور اپنے
مال کو اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے مین خرچ کئے وَحَسُنَ اُولٰئِكَ رَفِيقًا ۞ اور خوب ہے انکی رفاقت
اولئک کا اشارہ اوپر کے چارون قسم والون کی طرف ہے یعنی انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین رفیق
ماخوذ رفق سے ہے رفق کی معنی نرمی اور مہربانی کرنا ساتھی کو رفیق کہے کیا واسطے اُسکے ساتھ نرمی اور مہربانی
کیا کرتے ہین رفیق باوجود صفت جمع کی ہوتے ہوئے یہان اُسکو مفرد لایا کیا واسطے کہ رفیق کا لفظ مفرد اور جمع دونون پر اطلاق کیا جاتا ہے
یا اولئک سے ان قسمون کا ہر ہر فرد مراد ہے تو رفیق کو مفرد لانے سے کچھ اشکال نہین آتا لفظ رفیقًا کا تمیز ہو یا حال ہے حال ہووین تو رفیقا کو مرافقت کی
تاویل کرنا معلوم کیجیئے اس جملے نے تعجب کے معنی جو دئین گویا یون کہا ما احسن اولئک رفیقا یعنی وے انبیا وغیرہ کیا
خوب رفیق ہین یعنی یہہ انبیا وغیرہ اس شخص کے ساتھ نہایت محبت اور دوستی سے رہینگے جیسا کوئی
شخص اپنے رفیق کے ساتھ محبت رکھتا ہے اور اسکو دیکھنے سے خوش ہوتا ہے مسلم اور ابوداؤد اور
نسائی ربیعۃ بن کعب الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہا مین شب کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
رہتا سو حضرت کے وضو کا پانی اور ضروری چیزین لاکے دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو کہے
کچھ مانگ مین نے عرض کیا یا رسول اللہ مین بہشت مین آپکی رفاقت چاہتا ہون حضرت فرمائے اور کچھ
چاہ مین نے کہا یہی چاہتا ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ایسا ہو تو سجدے بہت کرکے اپنے نفس
پر مجھکو اعانت کر یعنے نمازین بہت پڑھکے اپنی ذات سے میری اعانت کر امام احمد نے عمرو بن مرۃ الجہنی

رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے کہا یا رسول اللہ میں نے گواہی دی کہ نہین کوئی معبود سوا
اللہ ایک ہی اور آپ اللہ کے رسول ہین سو گواہی دہی اور پانچ نماز پڑھتا ہون اور میرے مال کی
زکوٰۃ ادا کی اور رمضان کے روزے رکھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو اس پر مریگا
تو قیامت کے دن انبیا اور صدیقین اور شہدا کے ساتھ رہیگا اس طور سے اور اپنے دو انگلیان اُٹھا کے
بتلائے جب تک کہ اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرے ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ یہہ فضل ہی اللہ
کی طرف سے ذلک کا اشارہ ثواب کی طرف ہی جو اوپر گذرا یعنی طاعت کرنے والون کو اللہ تعالےٰ
جو بڑا ثواب دیتا ہی اور اُنکے مرتبہ بلند کرتا ہے سو اُن مرتبون کو اپنی طاعت کے سبب سے نہین پہنچے
بلکہ محض اللہ تعالی کے فضل سے اور اُسکی رحمت سے حاصل کئے کیا واسطے مطیع کو ثواب دینا اللہ تعالی پر کچھ واجب
نہین ثواب دینا محض اُسکے فضل سے ٹھہرا قطع نظر اسکے اطاعت کی توفیق محض اللہ کے فضل پر موقوف
ہے اس سے معلوم ہوا کہ ثواب ملنا بھی اسی کے فضل سے ہی کیا واسطے اللہ تعالی اپنی نعمتین بندون کو
جو عطا کرتا ہی اُسکو انتہا نہین اُن نعمتون کا شکر بجا لانا اور اُسکے بدلے اللہ تعالی کی طاعت کرنا واجب ہے
جب طاعتین اُن گذشتہ نعمتون کے مقابلے مین واقع ہوئے تو آیندہ کیواسطے ان طاعتون کا کچھ ثواب باقی
نہین رہا تو معلوم ہوا ثواب محض اللہ تعالی کا فضل ہی بخاری و مسلم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے
ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کسی کو اُسکا عمل بہشت مین ہرگز داخل نہین کرتا صحابہ کہے
یا رسول اللہ نہ آپکو بھی تو فرمائے نہ مجھکو مگر یہہ کہ اللہ تعالی مجھکو غریق اپنی رحمت اور فضل کا کرے
وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝ اور اللہ بس ہے خبر رکھنے والا اوپر کے مطلب کو جو طاعت پر ترغیب تھی
اُسکی تاکید واسطے اس جملہ کو ذکر کیا اس کا واقع ہونا اس جگہہ نہایت حسن و بلاغت رکھتا ہی
کیا واسطے اس سے اللہ تعالی نے ہمکو آگاہ کیا کہ حق جل شانہ بندون کی طاعت کی کیفیت اور
اونکو جزا دینا اور اُنپر تفضل کرنا سب جانتا ہی یہہ بات جب معلوم ہوئی تو مکلف کو طاعت کرنے
پر ترغیب ہوگی اُسمین قصور کرنے سے احتراز کریگا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ
فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۝ اے ایمان والو کرلو اپنی خبرداری پھر کوچ کرو ٹکری

ع ۷

ٹکڑی یا کوچ کرو سب اکٹھے حذر حاء مہملہ کی کسر اور ذال معجمہ کی سکون سے مصدر ہے اُسکی معنی بچاؤ کرنا پرہیز کرنا آمادہ ہونا بیدار ہونا خذوا حذرکم کی لفظی معنی یون ہے تم اپنی بچاؤ کو لو اس سے مراد یہہ ہے تم اپنی خبرداری کرو دشمن سے اپنے تئین بچاؤ اسکو اپنے اوپر مسلط ہونے نو دو حذر کو الہ کے منزلہ مین جس سے اپنی جان کو بچاتے ہین ٹھہرا کے مبالغہ کی راہ سے اسکو کرلو کر کے فرمایا بعضون نے کہا یہان حذر سے ہتیار مراد ہے یعنی تم اپنی ہتیار کو ساتھ لو سلاح کو حذر کہے کیواسطے اسکے سبب سے بچاؤ ہوتا کذا بعضے کہتے ہین خذوا حذرکم کی معنی احذروا عدوکم یعنی اپنی دشمن سے ڈرتے رہو یہہ معنی بھی اوپر کی معنی یعنی ہتیار کی معنی کی طرف رجوع کرتی ہے کیواسطے دشمن سے ڈرنا ہتیار ساتھ رکھنیکا سبب ہوتا ہے لیکن اوپر کی معنی مین ہتیار لینے کا حکم مصرح ہوتا ہے اس قول پر کلام کا فحوی ہتیار لینے پر دلالت کرتا ہے اس جگہ ایک اشکال وارد ہوتا ہے اسکی تقریر یون ہے بندیکی مقدر مین جو ہے وہ اسکو خواہ نخواہ پہنچتا ہے دشمن سے بچانیکی کچھ احتیاج نہین پھر بچاؤ کا حکم کیواسطے کیا اسکا جواب یہہ ہے سب چیزون کا ہونا جب اللہ تعالے کی قضا و قدر سے ہوا تو بچاؤ کرنے کا حکم بھی قضا و قدر سے ہوا انفروا مشتق نفر سے ہے نفر کی معنی اصل مین گھبراہٹ بعد دشمن سے جنگ کیواسطے نکلنے کو نفر کہے ثبات جمع ثبة کی ہے متفرق جماعت کو کہتے ہین فانفروا ثبات او انفروا جمیعا کی معنی یون ہے تم اپنے دشمن سے جنگ کرنیکے واسطے متفرق ٹکڑیان ہوکے نکلو ایک ٹکڑی کے بعد ایک یا تم سب اکٹھے ہوکے نکلو فتادہ نے کہا سب اکٹھے ہوکر نکلنا اسوقت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود جہاد کے واسطے تشریف لے چلین کیواسطے کسیکو نہین پہنچتا کہ حضرت کے ساتھ نہ جاکے رہ جاوے بندہ عاصی کہتا ہے اوپر کی آیت مین اللہ تعالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امر کی اطاعت کی ترغیب اور مخالفت کی ترہیب بیان کیا اطاعت کے امور مین جہاد کرنا نہایت شاق امر تھا کہ جسمین جان و مال کا کھونا اور تریا مال سے بچھڑنا تھا اور اسکے سبب سے دین کی کمال تقویت اور اسلام کی پوری شوکت حاصل ہوتی تھی یعنی عزت بچر اسکو ذکر کیا اسکے ضمن مین جنگ کو نکلنے کی ڈھب تردید کا لفظ لا کے ذکر کیا کیواسطے کبھی مخالف کی جمعیت تھوڑی رہے اُسکے واسطے بہت لوگو نکو جانیکی احتیاج نہین رہتی یا بڑا لشکر نکلنے سے مخالف ہوشیار ہوکر

بھاگ جاتا ہی تو ویسی صورت مین مخفی ٹکڑیان روانہ کرے یا اسلام کا لشکر بہت ہو کرکے معلوم
کرانے اور دشمن پر رعب پڑنے ٹکڑی کے بعد ٹکڑی روانہ کرے کبھی دشمن کی شوکت بڑی رہتی ہی
تو اس سے مقابلہ کرنے فوج سنگین روانہ کرنا یا اسلام کی فوج کی کثرت دیکھ کے ڈرے بن لڑائی کے
عاجز ہونا منظور ہوتا ہی تو اسوقت سب اکھٹے ہو کر نکلنا غرض وقت کے مناسب اور جنگ کے مکر حیلہ کا
لحاظ کرکے جتنی فوج روانہ کرنا مناسب ہو اُتنی روانہ کرے اس تقریر سے ثابت ہوا کہ یہہ آیت
محکم ہے ابوداود اپنی ناسخ و منسوخ مین اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور بیہقی اپنی سُنن مین عطا
کی طریق سے روایت کئے ہین اُس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ سورت النسآء
کی آیت خذوا حذرکم فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِانْفِرُوْا جَمِیْعًا کو وَمَا کَانَ المؤمنون لینفروا کافۃ کی آیت
نسخ کی ہی واللہ اعلم وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ اور مقرر تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ البتہ دیر
لگاتا ہی لیبطئن مین لام جو ہے مقدر قسم کا جواب ہی اُسکی تقدیر یون ہی لمن واللہ لیبطئن یعنی اللہ کی
قسم کہ البتہ دیر لگاتا ہی یہہ آیت منافقون کی شان مین نازل ہوئی منافق حقیقت ایمان کے دیکھتے
مومنون مین داخل نہین لیکن جنسیت مین اور نسب مین اور کلمۂ اسلام کو ظاہر کرنے مین مومنون
کے ساتھ مخلوط تھے اس لئے اُنکو منکم کے لفظ سے خطاب کیا یعنی تم سے کوئی شخص ایسا ہی جہاد کے
واسطے نکلنے مین سستی کرتا ہی اور پیچھے رہ جاتا ہی یعنی جہاد کو نہین نکلتا اس شخص سے عبداللہ بن اُبَیّ
بن سلول مراد ہے جو منافقون کا سرخیل تھا فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ
اللّٰهُ عَلَیَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِیْدًا ۝ پھر اگر تمکو مصیبت پہنچی کہتا ہی اللہ نے مجھ پر فضل
کیا کہ مین نہوا اُن کے ساتھ حاضر یعنے مسلمانون کو جنگ مین کچھ سختی پہنچی یعنی مارے پڑے یا ہزیمت
پاے تو وہ منافق ایسا کہتا ہے کہ مجھ پر اللہ نے فضل کیا مین مومنون کے ساتھ جنگ مین حاضر
نہ ہوا اگر جنگ مین شریک رہتا تو انکو مصیبت جو پہنچی مجھ کو بھی پہنچتی وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ
مِّنَ اللّٰهِ لَیَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَیْنَكُمْ وَ بَیْنَهٗ مَوَدَّةٌ یّٰلَیْتَنِیْ كُنْتُ مَعَهُمْ
فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِیْمًا ۝ اور اگر پہنچا تمکو فضل اللہ کی طرف سے تو اس طرح کہنے لگے کہ گویا

نتھی تم مین اور اُس مین کچھ دوستی ای کاش کہ مین ہوتا اُنکے ساتھ تو بڑی مراد کو پاتا لئن
مین لام قسم کا ہی اسکی تقدیر واللہ لئن اصابکم فضل ہی یعنے اللہ کی قسم ہی آئینہ اگر پہنچے تمکو یعنی
مومنون کو فضل یعنی فتح اور غنیمت تو البتہ وہ منافق کہیگا کاش کہ مین ہوتا اُنکے ساتھ یعنی اُس
جنگ مین کہ جسمین مسلمانون کو غنیمت ملی مین بھی ساتھ رہتا تو بڑی مراد کو پاتا یعنی غنیمت مین
مجھکو بھی خوب سا حصہ ملتا معلوم کیجیے کَاَنْ لَّمْ تَکُنْ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَہٗ مَوَدَّۃٌ کا جملہ لیقولن کے اور اس کے
مقولے مین جو یا لیتنی ہی معترض واقع ہوا ہے اسکو ذکر کرنے مین منافقون کا عقیدہ سست ہونے
پر تنبیہ ہی اور وہ منافق تمھارے ساتھ ہونا کرکے جو بولتا ہی سو بات تمھارے اور اُسکے درمیان
دوستی نہ رہنے سے ہی فقط غنیمت کی طمع سے بولتا ہی۔ اُس جملہ کو معترض لانے مین نہایت حسن ہے
اسکا بیان یہہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس منافق کا حال ذکر کیا کہ جب مسلمانون کو کچھ سختی پہنچتی ہے کمال
خوشی کرتا ہے اور آپ نہ رہنا غنیمت سمجھتا ہی جب مسلمانون کو فتح اور غنیمت ملتی ہے تو نہایت
غم اور غصہ کھاتا ہی غنیمت نہ ملنے سے اُسکو نہایت رنج ہوتا ہی اس طور کا معاملہ کوئی نکریگا مگر وہ
جو اپنا دشمن ہو گیا واسطے کسی کے ساتھ جب محبت ہوتی ہے تو اپنے دوست کو خوشی ہوئی تو اُسکو
بھی خوشی ہوتی ہے اپنے دوست پر غم ہوا تو اس کو بھی غم ہوتا ہے معاملہ اُسکے برعکس ہو تو وہ
دشمنی کی نشان ہے مسلمانون کی نکبت کیوقت اُس منافق کا خوش ہونا جب اللہ تعالیٰ نے ذکر
کیا تو مسلمانون کی دولت کیوقت اُسکے غمگین ہونے کو جو غنیمت فوت ہونیکے سبب سے تھا ذکر کیا
لیکن یہہ کلام پورا ذکر کرنیکے قبل کَاَنْ لَّمْ تَکُنْ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَہٗ مَوَدَّۃٌ کے جملہ کو تعجب کی راہ سے ذکر کیا اللہ تعالے
نے گویا یون کہا یہہ منافق کیا کہتا ہے سو سنو اُسکی بات ایسی ہی کہ اُس مین اور تم پاک مومنون مین
اصلا محبت اور الفت نہین تھی فَلْیُقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یَشْرُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا
بِالْاٰخِرَۃِ پھر چاہیے کہ لڑین اللہ کی راہ مین وے لوگ جو بیچتے ہین دنیا کی زندگی آخرت پر اس
آیت کی تاویل مین دو وجہ ہین ایک وجہ یہہ ہے یہہ خطاب مخلص مومنون کو ہے یشرون کی معنی
بیچنے کی ہے یعنی مومن جو اپنی دنیا کی زندگی کو آخرت کے ثواب کے بدلے مین بیچتے ہین اُنکو چاہیے اللہ کی

راہ مین لڑین دوسری وجہ خطاب منافقون کو ہے جو جنگ کو نہ نکل کے گھر ہی مین رہتے ہین
اس تاویل پر یشرون اپنی معنی پر ہے یعنی خرید کرنا ترجمہ یون ہے جو لوگ آخرت کے ثواب
کو چھوڑ کے درعوض اُسکے دنیا کی زندگی کو خرید کرتے ہین انکو چاہئے دل سے ایمان لاوین اور
اللہ کی راہ مین لڑین ان سے نفاق کے کلمہ جو صادر ہوتے ہین انکو ترک کرینگی اور جہاد کو نکلنے کی ترغیب
دی دونون وجہ پر جملہ فلیقاتل کا مقدر شرط کا جواب ہے اور کلمہ الذین کا اپنے صلہ کے ساتھ یشرون
کا فاعل ہے وَمَنْ یُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیُقْتَلْ اَوْ یَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا ثمن
اور جو کوئی لڑے اللہ کی راہ مین پھر مارا جاوے یا غالب ہووے سو عنقریب ہم دینگے اُسکو بڑا ثواب
اس آیت مین اللہ تعالیٰ نے جہاد کی ترغیب دی اور منافق جو بولتا تھا کہ اللہ نے مجھ پر فضل کیا سو اُسکی تکذیب کی
مارے جانے سے جنگ مین شہید ہونا مراد ہے غالب ہووے یعنے کافرون پر مظفر و منصور ہووے دونون
حالت مین اُسکو ثواب عظیم ملیگا اس سے معلوم ہوا جہاد سے دوسرا کوئی عمل افضل نہین اجر ملنے کے دو امر کو
اللہ تعالیٰ نے بیان کیا سو اسمین اشارہ ہے کہ جہاد کرنے والا اپنے دل مین انھین دو امر کا خیال رکھے
یا اپنی جان جاوے اور شہادت کہ جس سے عزت ابدی ملتی ہے حاصل ہووے یا کافرون کو عاجز اور مغلوب
کرکے اللہ کے دین کو بلند کرے اس ارادے سے جہاد کیا تو دشمن کے منہہ پر سے ہرگز بھاگنے کا قصد نکریگا
اور اوسکے ساتھ مقابلہ کرنے سے بالکل نہ ہٹیگا جسکے دلمین ان دونون امر کا خیال نہ رہے بلکہ
غنیمت ملنے کے قصد سے جہاد کو نکلے تو اس سے بجز بھاگنے کے دوسری توقع نہین اس سے معلوم ہوا
جہاد مین بالذات کافرون کو مارنیکا قصد نہین بلکہ غرض اصلی جہاد سے اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو بلند کرنا اور دین
کو غالب کرنی ہے بخاری اور مسلم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم جو شخص اللہ کی راہ مین نکلے اللہ اسکا ضامن ہے نہ نکالیگا اسکو مگر جہاد میری راہ مین اور ایمان
لانا مجھ پر اور سچے کرنا میرے رسولون کو تو مین اسکا ضامن ہون کہ اُسکو بہشت مین داخل کرون
یا پھیر لاؤن اسکو اُسکے گھر کی طرف کہ جہان سے نکلتا تھا اجر یا غنیمت کے ساتھ کہ جس کو حاصل کیا ہے
یہہ ترجمہ مسلم کے لفظ کا ہے وَمَا لَکُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ

الرِّجَالِ وَالنِّسَاۗءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ

الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا

اور تمکو کیا ہی کہ نہ لڑو اللہ کی راہ مین اور واسطے اُنکے جو مغلوب ہین مردون اور عورتون اور بچون
سے جو کہتے ہین ای رب ہمارے نکال ہمکو اس بستی سے کہ ظالم ہین اس کے لوگ اور ٹھہرا ہمارے واسطے
اپنے پاس سے کوئی حمایتی اور ٹھہرا ہمارے واسطے اپنے پاس سے مددگار معلوم کیجیے مالکم استفہام کے
واسطے ہی جہاد کو ترک کرنے سے اللہ تعالیٰ اُنپر انکار کرتا ہی یعنی یون ہین جہاد کو ترک کرنے مین تمکو
کچھ عذر نہین کیا واسطے عاجز لوگ کی کیا حالت ہوئی ہے سو اُسکو سوجو والمستضعفین کا عطف
سبیل اللہ پر ہے اور مضاف مقدر ہی تقدیر یون ہے دفی تخلیص المستضعفین یعنی کیا ہوا تمکو کہ
جہاد نہین کرتے اللہ کی راہ مین اور عاجزون کا چھٹکارا کراتے بعضے کہتے ہین اُسکا عطف لفظ اللہ
پر ہے گویا یون کہا فی سبیل اللہ وفی سبیل المستضعفین یعنی اللہ کی راہ مین اور عاجزون کو چھڑانے
کی راہ مین ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اُسکی تاویل فی سبیل المستضعفین کر کے روایت کی ہی
اس تقدیر پر مغلوبون کو کفار کی اذیت سے چھڑانا اگرچہ اللہ کی راہ ہی مستضعفین کی راہ نہین لیکن
اللہ تعالیٰ کی یہہ راہ مستضعفین کے خلاص کا سبب تھا اس لئے راہ کو اُنکی طرف اضافت کی
زین البغدادی نے خازن مین کہا ابن عباس کی روایت کے دیکھتے والمستضعفین کی معنی الا المستضعفین
ہے یعنی یہان استثنا مقدر ہی مستضعفین کو جنگ کرنے سے اللہ تعالیٰ نے معذور رکھا ہی انتھی
بندۂ عاصی کہتا ہی حرف استثنا کی تقدیر کرنا نحو کے قانون کے خلاف ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما
کی روایت اس جگہ مستضعفین کی تفسیر مین نہین بلکہ آئندہ الا المستضعفین جو آتا ہی وہان مذکور ہے
انکی اس روایت کو ہم چھپنوین [۵۶] ورد مین بیان کرینگے واللہ اعلم الولدان جمع ولید کی ہی یا ولد کی
ولید کی معنی چھوٹا بچہ ولد کی معنی بچہ اللہ تعالیٰ نے بچون کو ذکر کیا سو انکے ظلم کا نہایت حال بیان
کرنیکے واسطے کہا یعنی اُنکا ظلم اسقدر ہی کہ نادان بچون پر جو مکلف نہین ہین ظلم کو روا رکھتے ہین
تا انکے مان باپ کو بُرا لگے اور بھی ضعیف لوگ دعا مانگتے وقت اپنے ساتھ اپنے بچون کو بھی شریک

کرتے ہین تا انکی دعا جلد قبول ہو کیونکہ وہ ہنوز گناہ سے محفوظ ہین اس لئے ولدان کو ذکر کیا بعضے
کہتے ہین ولدان سے غلامان باندیان مراد ہین کیا واسطے غلام کو ولید اور باندی کو ولیدہ کہتے
ہین مذکر کی تغلیب کے نظر کرتے ولدان کہا باندیان بھی انھین مین مندرج ہوئین قریہ سے مراد مکہ ہی
اُسکے ظالم لوگون سے کفار قریش مراد ہین وے شرک و کفر کے سبب سے اپنے نفسون پر ظلم کئے ولی سے
مراد ایک شخص جو اُنکے امور کا والی ہوتا ہی یعنی اُنپر حکمرانی کرتا ہی اور نصیر سے وہ شخص جو اُنکو مدد
کرتا ہے بعضے کہتے ہین ولی اور نصیر سے ولایت اور نصرت مراد ہے اب اجعل لنا من لدنک ولیّا
آلخ کی معنی یون ہونگی ٹھہرا ہمارے واسطے اپنے پاس کی ولایت اور ٹھہرا ہمارے واسطے اپنے پاس
کی نصرت یعنی تو ہمارا والی اور مددگار رہو مفسرین کہتے ہین چند لوگ مکے مین اسلام لائے تھے
لیکن مکہ سے ہجرت کرنیکی انمین طاقت نہین تھی وہان کے عمدہ لوگ کفار اپنے فرزندون کو عورتون کو
قرابتیون کو غلامون کو لونڈیون کو جو ایمان لائے تھے نہ بھاگنا کرکے بیڑیان جڑ کے رکھتے تھے
اور بعضے کسیکے محکوم نہین تھے لیکن اکیلے بھاگتے یا پیادہ یا نکلنے کی انمین طاقت نہین تھی عاجزی
سے اپنے وطن کو چھوڑ نہین سکتے کفار انپر ظلم یا زیادتی کرتے تھے اُنکو دین سے پھیرنا چاہتے تھے مکہ
مین انکا کوئی حمایتی اور مددگار نہین تھا یہہ مسلمان اللہ تعالی سے دعا مانگنے لگے کہ ہمکو ان ظالمون کے
پنجے سے چھڑا ایک مسلمان کو جو ہم پر حکمرانی کرے اور شرع کے احکام کو جاری کرے اور ہمارا
مددگار رہو اور دشمن سے ہمکو بچاوے ہمارے لئے ٹھہرا اللہ تعالی نے اُنکی دعا کو قبول کیا اور اُنکے لئے بہتر
مددگار اور والی مقرر کیا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر حضرت مکہ کو فتح کئے مظلوم کو ظالم سے بچائے
اور انکی مدد کرے اور کفار کے ہاتھ سے اُنکو چھڑائے اُنپر عتاب بن اُسید اموی رضی اللہ عنہ کو جسکی
عمر اٹھارہ برس کی تھی مکہ کا عامل کئے وہ مظلومون کی نصرت کرتا تھا ضعیفہ کا حق قوی سے دلاتا تھا
بخاری نے عبید اللہ کی طریق سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہے مین اور
میری مان مستضعفین مین تھے یعنی خود بچون مین اور انکے والدہ عورتون مین اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وے جو ایمان والے ہین لڑتے ہین اللہ کی راہ مین یعنی اللہ کی طاعت

اور اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے اور اللہ کی خوشنودی کے واسطے وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ
سَبِیۡلِ الطَّاغُوۡتِ اور وے جو منکر ہین لڑتے ہین شیطان کی راہ مین فَقَاتِلُوۡۤا اَوۡلِیَآءَ
الشَّیۡطٰنِ اِنَّ کَیۡدَ الشَّیۡطٰنِ کَانَ ضَعِیۡفًا ۔ سو لڑو تم شیطان کے حمایتون سے بے شک
فریب شیطان کا سست ہے اللہ تعالیٰ نے اوپر کی آیت مین جہاد واجب ہونے کا بیان کیا اس آیت مین
فرمایا ظاہر مین جو جہاد کی صورت ہو اسکو اعتبار نہین بلکہ اعتبار قصد اور خواہش کو ہے مومنون کا قصد
جہاد سے دین کی نصرت و تائید ہے کافران شیطان کیواسطے لڑتے ہین اللہ تعالیٰ نے قتال کے دو صورت
فرمایا ایک اللہ کی راہ مین دوسرا شیطان کی راہ مین اس سے یہہ نکلا جتنے لڑائی اللہ کی راہ مین
نہ رہین وے سب شیطان کی راہ مین ہین اس سے معلوم ہوا جو مسلمان کافرون کے ساتھ ہوکے لڑتے
ہین وے گمراہ ہین شیطان کے دوستان ہین پھر اللہ تعالیٰ نے مومنون کو جو اللہ کی راہ مین جہاد کرتے ہین
امر کیا کہ شیطان کے دوستون سے لڑے اور بولا شیطان کا مکر سست ہے کیا واسطے اللہ تعالیٰ اپنے
دوستون کو فتح اور فیروزی بخشتا ہے اور شیطان اپنے دوستونکی مدد کرتا ہے پھر فرمایا اللہ تعالیٰ کو جسکو سبحانہ شیطان اسکی حمایتی کر نہین سکتا کید
کی معنی مکر اور حیلے سے فساد کرنیکی سعی کرنا شیطان کی ضعف کی تاکید واسطے کان کا لفظ
ضعیفا پر زیادہ کیا عبد بن حمید اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد کی طریق سے روایت کی
ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہے تم شیطان کو دیکھو تو اس سے مت ڈرو اسپر حملہ کرو کیا واسطے
شیطان کا فریب سست ہے مجاہد نے کہا مجھکو شیطان نماز مین موجود ہوا تو مین ابن عباس کے اس قول کو
یاد کرتا ہون اور اسپر حملہ کرتا ہون پھر میرے پاس سے چلا جاتا ہے اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ قِیۡلَ
لَهُمۡ كُفُّوۡۤا اَيۡدِيَكُمۡ وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ کیا تو نے نہین دیکھا انکی
طرف جنکو کہے تھے اپنے ہاتھ بند رکھو اور قایم کرو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اس آیت
کی شان نزول کو نسائی اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور حاکم اور بیہقی سنن مین عکرمہ
کی طریق سے یون روایت کئے ہین کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہے عبد الرحمان بن عوف
رضی اللہ عنہ اور انکے ساتھ والے چند لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے کہے یا نبی اللہ

ع

شرک کی حالت مین ہمکو عزت تھی ہم ایمان لائے بعد ذلیل ہوئے ہین یعنی لوگ ہمپر جبر کرتے ہین اور
ہمکو حقیر سمجھتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مجھکو عفو کرنیکا حکم ہے تم لوگون سے جنگ مت کرو جب
مدینہ کو گئے اللہ تعالی نے جنگ کا حکم کیا تو لوگ جنگ سے باز رہے تب اللہ تعالی نے یہہ آیت نازل کی حاکم نے
اس حدیث کی تصحیح کی ہے عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اس قصہ کو قتادہ سے یون روایت
کئے ہین کہ اُسنے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے چند لوگ قبل ہجرت کے جن ایام مین مکہ مین تھے
جنگ کرنے پر مستعد ہوکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کئے ہمکو امر کیجئے تو ہم مشرکون سے لڑکے اپنا
بدلہ لین قتادہ نے کہا ہمکو پہنچا ہے کہ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی یہہ کہے تھے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم اُنکو جنگ سے منع کئے اور فرمائے مجھکو اس بات کا امر نہین ہوا ہے جب ہجرت کئے
اور جنگ کرنے کا حکم ہوا لوگ جنگ کو مکروہ جانے تم جو سنتے ہوگئے یعنی آیتون مین جو مذکور ہوا
ویسا کئے تب اللہ تعالی نے فرمایا قُل مَتَاعُ الدنیا قلیلٌ والآخرۃ خیرٌ لمن اتقی ولا تظلمون فتیلاً معلوم کیجیے
اس آیت مین مفسرون کو خلاف ہے بعضے کہتے ہین یہہ صفت مومنون کی ہے عبد الرحمن بن عوف
اور مقداد بن الاسود اور سعد بن ابی وقاص اور قدامہ بن مظعون اور ایک جماعت صحابہ کی مکہ مین
اسکو کہتے تھے اور جہاد کا اذن مانگتے تھے ہجرت کے بعد جہاد حکم جب ہوا بعضون نے اسکو مکروہ جانا بعضے
کہتے ہین یہہ منافقون کی صفت ہے مذکور صفات منافقون کے ہی حق مین صادق آتے ہین کیا واسطے
اللہ تعالی اسے زیادہ لوگون سے ڈرنا صفت منافق کی ہے مومن لوگون کا خوف اللہ کے خوف سے زیادہ
جایز نہین اور ہم پر کیا واسطے جنگ فرض کیا ہے کہنا اللہ تعالی پر اعتراض کرنا ہے اللہ تعالی پر اعتراض
کرنا منافق کا کام ہے اور دنیا کی متاع تھوڑی ہے کہنے کا حکم رسول کو جو کیا سو یہہ کلام اُسی کو کہینگے
جسکی رغبت دُنیا کی طرف زیادہ رہے دنیا کی رغبت زیادہ ہونا صفت منافق کی ہے تو معلوم ہوا
یہہ سب منافق کے صفات ہین پہلے قول والے اُسکا جواب یون دیتے ہین کہ زندگی کی محبت اور جنگ
سے نفرت کرنا انسان کی جبلی ہے آیت مین ڈر جو مذکور ہوا اُسی جہت سے ہے اللہ تعالی کے حکم کو مکروہ
جاننے کی جہت سے نہین جنگ کیا واسطے فرض کیا سو سوال انکار کی جہت سے نہین بلکہ اسمین حکمت کیا ہو سو

سوال ہے دنیا کی متاع تھوڑی ہے کہنا انکے انکار کی جہت واسطے نہین کہا بلکہ انکو رغبت دینے کیواسطے
ہے بندۂ عاصی کہتا ہے ظاہر یہہ ہے مومنان مکہ مین جنگ کرنیکا حکم مانگتے تھے مدینہ کو ہجرت کئے
بعد بھی دیڑھ سال تک جنگ کا حکم نہین ہوا مدینہ کو ہجرت کئے بعد مکہ مین کفار سے جو ایذا پہنچی تھی اگرچہ اس سے
بچے لیکن یہود اور مدینہ کے لوگ جو اسلام نہین لائے تھے اُنکی طرف سے طعن و تشنیع بولی ٹھولی ہوا کرتی
تھی اُسکے دفع کرنیکے واسطے مومنان قتال کی آرزو کرتے تھے مدینہ مین منافق جو تھے وے بھی ظاہر مین
تو اپنے کو مسلمان کہلاتے تھے مومنون کی موافقت نمود کرنے کیواسطے وے بھی قتال کی آرزو بتانے لگے
جب جہاد فرض ہوا انکی قلعی کھل گئی قتال کو مکروہ جاننا مومنون کی ہمت گھٹانا اس مین اعتراض کرنا
شروع کئے تب اللہ تعالی نے اِن آیتون کو نازل کیا فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ
مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً پھر جب لکھی گئی اُنپر لڑائی یعنی
اُنپر جہاد فرض ہوا اور اُنکو مشرکون سے لڑائی کا حکم ہوا اُسی وقت ایک جماعت اُنکی ڈرنے لگی لوگون
سے جیسا ڈر ہوا اللہ کا یا اُس سے زیادہ ڈر کتب سے مراد فرض ہے یعنے فرض ہوا الناس سے مراد کفار
ہین کخشیۃ اللہ مفعول مطلق ہے اُسکی تقدیر یون ہے یخشون الناس خشیۃ کخشیۃ اللہ او اشد کا عطف
خشیۃ اللہ پر ہے اسمین او کا لفظ جو مذکور ہوا شک کیواسطے نہین بلکہ مخاطب کو ابہام مین ڈالنے
کیواسطے یعنے وہ دو صفت مین سے ایک صفت پر ہین یا تو مساوات ہر یا زیادتی کیواسطے
دو خوف جب جمع ہوتے ہین تو دونون مین سے ایک خوف یا زیادہ ہوگا یا کم یا مساوی اللہ تعالی
نے اس آیت مین کہا لوگون سے انکا ڈرنا اللہ کے ڈر سے کم نہین یا تو مساوی ہوگا یا زاید بعضے
کہتے ہین او اس جگہ واو کی معنی سے ہے بعضے کہتے ہین بل کی معنی سے یعنی ڈرتے ہین لوگون سے
جیسا اللہ سے ڈرتے ہین بلکہ اللہ کے ڈر سے زیادہ ڈر وَقَالُوا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ
اور کہنے لگے ای رب ہمارے تو کیون لکھا یعنی کیون فرض کی ہمپر لڑائی اس جملہ کا عطف یخشون
پر ہے لَوْلَا أَخَّرْتَنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ ۵ کیون نہ ڈھیل دی ہمکو ایک قریب وقت تک یعنی
ہم کو تھوڑی سی عمر کیون نہ جینے دیا اُنکے مقولے کا حاصل یہہ ہے ہمپر قتال کیا واسطے فرض کیا

ہمپر جہاد فرض نہ کرتا تو بہتر تھا چند روز جی کے اپنی موت کا وقت جب پہنچتا تو ہم مرتے یہہ قول اگر منافقون کا ہے تو ظاہر ہے اگر بعضے مومنون کا ہے تو وے اُسکو محض جنگ کے اندیشہ سے کہے اُنکا اعتقاد یہہ نہین تھا لیکن اللہ تعالی اُن کو آگاہ کئے بعد اُس سے توبہ کئے قُلْ تو کہہ اے محمد مَتَاعُ

۵۳ و رد

الدُّنْيَا قَلِيْلٌ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ فایدہ دنیا کا تھوڑا ہے اور آخرت بہتر ہے پرہیزگارون کو اور ستم نہو گا تمپر بتی برابر متاع دنیا سے مُراد وہ چیز کہ جس سے دُنیا مین فایدہ لیا جاتا ہے لاتظلمُون کو ابوجعفر اور ابن کثیر اور حمزہ اور کسائی اور خلف لایظلمُون یاء مثناۃ تحتانیہ سے جمع مذکر غایب کے صیغہ سے پڑھتے ہین انکی قرأت پر معنے یون ہونگے ستم نہو گا اُنپر یعنی مذکور لوگون پر جو الم تر الی الذین مین ہین باقی کے قرا لاتظلمُون جمع مذکر حاضر کے صیغے سے پڑھتے ہین دونون قرأتون پر ولاتظلمُون کے جملے کا عطف مقدر پر ہے اُسکی تقدیر یون ہے تجزون فیھا ولاتظلمون یعنی تمکو آخرت مین جزا ملیگی اور تم پر ستم نہو گا یعنی تمھارے اعمال کے ثواب سے فتیل کے برابر بھی نقصان نہو گا فتیل بتی کو کہتے ہین جو خرمے کے تخم کے درمیان رہتی ہے اُسکا بیان اوپر مذکور ہوا معلوم کیجئے آخرت کئی وجھون سے بہتر ہوئی دنیا کی نعمتین تھوڑے ہین آخرت کی نعمتین بیحساب ہین دنیا کی نعمتین منقطع ہوجاتے ہین آخرت کی نعمتین سدا رہینگے دنیا ہم اور غم کے ساتھ ملی رہتی ہے آخرت کدورتون سے صاف ہے دنیا کی نعمتون مین شک ہے کیا واسطے کسی شخص کے پاس اگرچہ تمام قسم کے نعمتین موجود رہین لیکن اسکو شک ہے کہ کل کے دن کیسی گذرتی ہے آخرت کی نعمتین یقینی ہین اُن مین شک نہین اِن سب وجھون کے دیکھتے آخرت کو دنیا پر ترجیح ہے مگر یہہ بہتری اور خوبی حاصل نہو گی مگر متقین کو اُسی معنی کے لحاظ سے اللہ تعالی لمن اتقی کی قید لگایا اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا

يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ؕ جہان تم ہوگے موت تمکو آپکڑیگی اگرچہ تم ہو مضبوط برجون مین بروج جمع برج کی ہے عرب کے کلام مین برج قلعہ اور گڑھی کو کہتے ہین مشیدہ کی معنی بلند یا چونے سے باندھی اور گلابہ کئی ہوئی عکرمہ سے مروی ہے کہا بروج مشیدہ حویلیان ہین بعضے کہے آسمان مین معلوم کیجئے جہاد فرض ہونے سے بعضے لوگون کو ڈر ہوا سو محض موت کے اندیشہ سے تھا

تھوڑی سی عمر تک ہمکو جینے کیون نہین دیا کہے سو انکو اس خیال سے پھیرنے کو اللہ تعالی نے یہہ
فرمایا کہ موت سے تمکو بچاؤ ہرگز نہین کیسی مضبوط جگہہ مین بھی ہوگے تو موت تمکو نہ چھوڑیگی مرنا
جب ضرور ہوا بچھونے پر پڑکے مرنے سے اللہ تعالی کی راہ مین جہاد کرکے مرنا کہ جس موت سے
سعادت ابدی حاصل ہوتی ہے افضل اور بہتر ہے بعضے مفسرون نے کہا یہہ آیت منافقون کی شان
مین نازل ہوئی احد مین لوگ جو شہید ہوئے تھے اُنکے حق مین کہتے تھے لو کانوا عندنا ما ماتوا و ما
قتلوا بندۂ عاصی کہتا ہے اُحد کے دن کے منافقون کے مقولے کے رد مین اللہ تعالی نے اسی
آیت مین کہدیا واللہ یحیی ویمیت اور فرمایا قل فادرءوا عن انفسکم الموت ان کنتم صادقین یہان
لوگون کا مقولہ جو مذکور ہوا اُسکے رد مین اس آیت کو حمل کرنا اولی ہے واللہ اعلم ابن جریر
اور ابن ابی حاتم اور ابونعیم حلیہ مین مجاہد سے روایت کیئے ہین اُس نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے مبعث کے قبل ایک عورت تھی بچہ جنی اور اپنے اجیر یعنی ٹھیکے والے کو یا نوکر کو کہی تو جاکے
آگ لا اجیر گھر کے باہر نکلا سو اُسکے گھر پر دو شخص کو دیکھا کھڑے ہوکے بات چیت کرتے ہین انمین سے
ایک نے دوسرے سے پوچھا یہہ عورت کیا جنی دوسرے نے کہا لڑکی جنی پہلے نے کہا یہہ لڑکی سو آدمیون سے
چھنالا کریگی آخر اُسکو اُسکا اجیر نکاح کریگا بعد مکڑی سے وہ رنڈی مرگی اجیر بولا واللہ مین تمہاری
بات جھوٹ کر دیتا ہون یہہ کہکے آتش لانے کیواسطے ٹھیکرا جو ہاتھ مین تھا پھینک دیا اور چھرا تیز کرکے
لڑکی کے پاس جاکے ایسا کہا کیا تو سو آدمیون سے چھنالا کیگی بعد مین تجھکو نکاح کرون پھر اُسکے شکم کو
چھرے سے پھاڑ دیا اور سمجھا کہ وہ مرگئی اور چھرا پھینک کے بھاگ گیا لڑکی کا چلانا سنکے اُسکی ماں
آئی دیکھی کہ اُسکا پیٹ کسی نے چیر دیا ہے اُسکو ٹانکے دیکے علاج کرنے لگی یہانتک کہ وہ لڑکی چنگی ہوئی
وہ اجیر وہان سے بھاگ کر دوسرے شہر کو گیا کئی مدت وہان رہ کر پیسے والا ہوا سو چاہا اپنے شہر کو
جانا اور دیکھنا کہ کون مرا ہے اور کون زندہ ہے پھر اپنے شہر کو آیا اور ایک بڈھیا کے گھر جاکر
اُترا اور اُسکو بولا کسی خوبصورت رنڈی کو میرے پاس بلا لا تا اُس سے کار روائی کرون اور اُسکی
اُجرت کیا ہوتی ہے اُسکو دیڈالون اُس شہر مین نہایت حسین رنڈی وہی لڑکی تھی جسکے شکم کو

اجیر نے پھاڑا تھا بڈھیا جاکے اُسکو چھپالے کیواسطے بلا لائی اور مال کی طمع بتلائی لڑکی کہی مین اوّل چھنالا
کرتی تھی اب مین اُس سے باز آئی ہون بڈھیا آکے اُسکا احوال اس اجیر سے کہی اجیر اُسکے حسن وجمال
کا حال سنکے کہا اُس سے نکاح کا پیغام کر پھر نکاح پر راضی ہوکر نکاح کی اور دونون کمال اُلفت ہوئی
سو ایک دن اجیر نے اپنا قصہ اُس عورت سے بیان کیا عورت کہی میری مان بھی یہہ قصہ مجھ سے کہی تھی
اور مین وہی لڑکی ہون کہ جسکے شکم کو اجیر نے چیر دیا تھا اجیر نے کہا تو اگر وہی لڑکی ہے شکم کو دیکھنے
سے معلوم ہوجائیگا پھر شکم کو دیکھا اُس پر زخم کا نشان پایا تب بولا وے دونون شخص سچ کہے تھے
سَو آدمی سے چھنالا کرے بعد اب مین تجھکو نکاح کیا اگلی تیسری بات بھی سچ ہوگی اور مکڑی سے
تو مر گئی عورت کہی مین چھنالا کی لیکن سَو مرد ہین یا اُس سے زیادہ یا کم مجھکو معلوم نہین اجیر نے کہا
واللہ سو مرد سے ایک بھی کم یا زیادہ نہین پھر مکڑی کے ڈر سے شہر کے کسی جانب مین جاکے ایک مکان
تیار کرکے وہان رہنے لگے اللہ تعالی جسقدر روے دونون ملکے رہنا چاہا تھا اتنے دن رہے جب اجل
آن پہنچی دیکھتا کیا ہے گھر کے سقف پر مکڑی ہے اور وہ عورت اُسکے متصل ہے مرد نے کہا واللہ سقف کی
مکڑی بیٹھی ہے عورت کہی تم سمجھتے ہین کہ مجھکو یہہ مکڑی ماریگی اوسکے مارنے کے آگے مین اُسکو مار ڈالتی ہون
غرض مرد نے اُسکے مکڑی کو زمین پر گرایا عورت کہی اُسکو کوئی نہ مارو مین مارونگی پھر اپنی انگلی اُس پر
رکھکے دباکر اُسکا پیٹ پھوڑی اُسکا زہر اڑکے ناخن اور گوشت کے درمیان پڑا اُسکا پیر سیاہ ہوکر مر گئی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے کے بعد اللہ تعالی نے حضرت پر نازل کیا اینما تکونوا یدرککم الموت
ولو کنتم فی بروج مشیدة وان تصبہم حسنة یقولوا ہذہ من عند اللہ اور اگر پہنچے انکو
کچھ بھلائی کہین یہہ اللہ کی طرف سے ہے بغوی نے کہا یہہ آیت یہود اور منافقون کی شان مین نازل ہوئی
اُسکا بیان یہہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو جب تشریف لے آئے وہان سکال نمود ہوا پھل پھلائی بہت
ہوئی اُنکے رزق مین کشائش ہوئی جب منافق نفاق ظاہر کئے اور یہود عناد کرنے لگے تو اللہ تعالی نے انہین
کچھ بھی نمو نہ کیا تب یہود اور منافق کہنے لگے یہہ شخص یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے اصحاب جب سے ہمارے
شہر مین آئے ہین تب سے ہمارے پھلون مین اور زرعتون مین نقصان شروع ہوا اُنکے حق مین اللہ تعالے نے

یہہ آیت نازل کی اور کہا اگر پہنچے انکو یعنی یہود اور منافق کو کچھ بھلائی یعنی اناج وانہ سستا ہووے پھل بہت نکلے تو کہتے ہین یہہ اللہ کی طرف سے ہی وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ اور اگر پہنچے انکو کچھ برائی کہین یہہ تیری طرف سے ہی یعنے اناج گران ہووے اور پھلون مین نقصان آوے تو کہتے ہین محمد اور انکے اصحاب انکی شومی سے ہی قتادہ نے کہا حسنہ سے نعمت اور سیئہ سے مصیبت مراد ہے بعضے کہتے ہین حسنہ سے فتح اور غنیمت سیئہ سے شکست اور ہزیمت مراد ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہی کہ حسنہ سے فتح اور غنیمت جو بدر کے جنگ مین ہوئی مراد ہی سیئہ سے ہزیمت اور زخم جو احد مین پہنچے معلوم کیجے حسنہ اور سیئہ کا لفظ عام ہی سب حسنات اور سیئات کو شامل ہی تو ہر بھلائی اور برائی اسکے عموم مین داخل ہوگی قُلْ تو کہہ اے محمد كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا سب اللہ کی طرف سے ہی سو کیا حال ہے اُن لوگون کا لگتے نہین کہ سمجھین ایک بات مراد سب سے نیکی بدی سکال خشک سالی غنیمت ہزیمت فتح قتل طاعات و معاصی سب اللہ کی طرف سے ہین لیکن خوبیان اللہ کا فضل ہی اور برائیان اللہ کی طرف سے آزمایش ہی لوگون سے منافق و یہود مراد ہین جو ایسی باتین بکتے ہین لگتے نہین کہ سمجھین ایک بات یعنی انکو بات کی سمجھ نہین ہے یعنی قرآن کی معانی کو نہین سمجھتے اور خیر و شر سب اللہ کی طرف سے ہونے پر ایمان نہین لاتے اللہ کے سوا جتنے چیزین ہین وے سب اللہ تعالی کی طرف ہی نسبت کئے جاتے کچھ شبہہ نہین نہایت ظاہر و جلی ہین ایسی ظاہر چیز کو وے فہم نکرنے سے تعجب کی راہ کرتے فمال ہٰؤلاء القوم آہ کہا مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ جو تجھکو بھلائی پہنچے سو اللہ کی طرف سے ہے وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ اور جو تجھکو برائی پہنچے سو تیرے نفس کی طرف سے ہے دونون جملون مین اصابک کا خطاب مطلق انسان کو ہے کہ جس سے حسنہ اور سیئہ صادر ہونا ممکن ہے بعضے کہتے ہین خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے لیکن اس سے اُمت کے لوگ مراد ہین تیرے نفس کی طرف سے ہے یعنی آدم کے فرزند تیری گناہ کی عقوبت ہے معلوم کیجئے اوپر کی آیت مین حسنہ اور سیئہ کی تفسیر مین جو کہے ہین یہان بھی وہی کہتے ہین بعضے ہین حسنہ سے نعمت اور سیئہ سے محنت مراد ہے حسنات سے طاعات اور سیئات سے معاصی مراد نہین اکثر متاخرین اسکا

اختیار کئے ہیں طیبی نے کہا ہے اولی ہے اس تاویل پر قدریہ اس آیت سے اپنے مذہب کی دلیل جو
لیتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حسنہ کو اپنی طرف نسبت کیا اور سیئہ کو بندے کی طرف سو اس سے
معلوم ہوا خالق سیئہ کا بندہ ہے سو باطل ہو گیا واسطے نعمت اور محنت بندہ کے افعال سے نہیں عرب کا محاورہ
ایسا ہے طاعت اور معصیت میں اصابنی نہ کہینگے یعنی مجھکو پہنچی بلکہ اصبتہا کہینگے یعنی میں نے اسکو کیا
یہاں اصابت کی نسبت جب غیر کی طرف کی تو معلوم ہوا کہ اس حسنہ اور سیئہ سے طاعت اور
معصیت مراد نہیں بلکہ نعمت اور محنت مراد ہو گیا واسطے اُن میں اصابت کی نسبت غیر کی
طرف کرتے ہیں بعضے کہتے ہیں مَآ اَصَابَکَ مِنۡ حَسَنَۃٍ سے نصر اور ظفر ہے جو بدر کے دن ہوا سو
یہہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور مَآ اَصَابَکَ مِنۡ سَیِّئَۃٍ سے قتل اور ہزیمت ہے جو احد کے دن ہوئی سو
یہہ تیرے نفس کی شامت ہے جو تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا خلاف کیا یہہ قول اگلے قول کے
بہ نسبت اخص ہے لیکن مآل دونوں کا ایک ہی ہے بعضے کہتے ہیں حسنہ و سیئہ سے عموم مراد ہے حسنہ میں
طاعت اور نعمتیں اور سیئہ میں معاصی اور محنتیں سب داخل ہونگے امام رازی نے اسکو ترجیح دی ہے اگر
کوئی اعتراض کرے کہ پہلی آیت میں کہا سب اللہ کی طرف سے ہے اور اس آیت میں کہا برائی انسان کی نفس
کی طرف سے ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ پہلی آیت میں سب اشیا کو اللہ کی طرف جو نسبت کیا وہ نسبت حقیقت
پر ہے کیا واسطے سبکے افعال کا خالق اور موجد اللہ تعالیٰ نے ہے دوسری آیت میں سیئہ کی نسبت بندے کے نفس کی
طرف کیا سو مجازاً ہے اسکی تقدیر یوں ہے مَآ اَصَابَکَ مِنۡ سَیِّئَۃٍ فمن اللہ بسبب نفسک عقوبۃ لک یعنی تجھکو برائی
اللہ کی طرف سے پہنچی سو تیرے نفس کی طرف سے ہے تیری عقوبت کیواسطے وَاَرۡسَلۡنٰکَ لِلنَّاسِ رَسُوۡلًا
اور ہم نے تجھکو بھیجا سب لوگ کی طرف پیغام پہنچانے کو یہہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے
یعنی اے محمد ہمنے تجھکو تمامی لوگوں کی طرف رسالت پہنچانیکے واسطے بھیجا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے منصب کے جلالت اور حضرت کا مرتبہ جو اللہ کے پاس ہے اسکو بتانے کیلئے اس جملہ کو ذکر کیا وَکَفٰی بِاللّٰہِ
شَہِیۡدًا ۵ اور اللہ بس ہے سامنے دیکھتا یعنی تجھکو کافۂ ناس کی طرف رسول کرکے جو بھیجا سو اسکا
گواہ اللہ ہے تیری اطاعت اور متابعت سے نکلنا کسیکو نہیں پہنچتا بعضے کہتے ہیں تو اپنی رسالت لوگوں

پہنچانے کا گواہ اللہ بس ہے بعضے کہتے ہیں حسنہ اور سیئہ سب اللہ کی طرف سے ہونیکا گواہ بس ہے

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ جس نے حکم مانا رسول کا پھر تحقیق اُس نے حکم مانا اللہ کا
اس آیت کی شان نزول کو بغوی نے ایسا ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو
شخص میری اطاعت کیا اُس نے اللہ کی اطاعت کی جس نے مجھکو دوست رکھا بعضے منافق یہہ سنکے
کہنے لگے نصاریٰ عیسیٰ بن مریم کو جیسا رب کہتے ہیں ویسا ہی یہہ شخص اپنے کو رب کہو بولتا ہے
تب اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا البغوی نے بلا سند کے ذکر کیا ہے ولی عراقی اور حافظ
عسقلانی کہتے ہیں اس حدیث کو کون روایت کیا سو ہمکو وقفیت نہیں آیت کی معنی یوں ہے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم احکام آلہی کا امر یا نہی جو کرتے ہیں ان احکام کو جو بجالایا تو وہ اللہ کے حکم کو بجالایا رسول کا امر
امر ہی کیا واسطے حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے اسکا امر کیا ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب
الرسالہ میں کہا جسکا حاصل یہہ ہے کہ یہہ آیت دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی تکلیفات کی تکلیف اپنی
کتاب میں دی ہے جیسے وضو نماز زکواۃ روزہ حج وغیرہ جو قرآن میں مذکور ہیں اور تکلیفات
جنکا بیان قرآن میں نہیں ہوا ہے اُن تکلیفات کو ہم ادا کرنا بدون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کیے
سکے ممکن نہیں تھا تو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُنکے بیان کا واسطہ ٹھہرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت میں
اللہ کی اطاعت ہوئی انتہی معلوم کیجیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معصوم ہونے پر اس آیت میں بڑی دلیل ہے جتنے اوامر و نواہی
کئے ہیں اور جو جو احکام خلق کو پہنچائے ہیں اُن سب میں معصوم ہیں اور خطا سے محفوظ کیا واسطے ایکبات میں بھی خطا ہوتی
حضرت کی اطاعت اللہ کی اطاعت نہیں ہوئی اور جو فعل آپ کیے ہیں اُسمیں بھی معصوم ہیں کیا واسطے
اللہ تعالیٰ نے اُنکی متابعت کرنیکا امر کیا اور بولا فاتبعوہ متابعت اسکو کہتے ہیں کہ ایک
شخص جو کیا سو آپ بھی ویسا ہی کرنا اس سے ثابت ہوا حضرت کے تمامی اقوال میں اور افعال
میں ہمکو متابعت کرنا لازم ہے اسمیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اسکے حکم کو بجالانا ہے تا ان
جو چیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خصیصہ ہونا دلیل سے ثابت ہوا ہے اسمیں ہم حضرت کی متابعت
نکرنا اس بیان سے ثابت ہوا سواے اللہ تعالیٰ کے کسیکی اطاعت نہیں رسول اللہ تعالیٰ کے

حکم لایا کرکے اُسکی اطاعت کئے تو وہ اللہ تعالٰی کی ہی اطاعت ہوئی وَمَنْ تَوَلّٰی فَمَآ اَرْسَلْنٰکَ
عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ٥ اور جو اُلٹا پھرا تو ہمنے تجھکو نہین بھیجا اُنپر نگہبان یعنی جو شخص تیرے حکم سے منہہ پھیرا
اور تیری اطاعت سے کنارہ کشی کیا تو اُسکے لئے تو آزردہ ست ہو کیا واسطے تو اُنکا نگہبان نہین ہی معلوم
کیجئے رسول کے حکم سے اعراض کرنا سو یا دل سے اعراض کرنا مراد ہی اس صورت مین آیت سے غرض یہہ ہے
تیرا حکم ظاہر پر ہے اُنکے بطون مین جو ہے تو اُسکے درپے مت ہو یا ظاہر مین اعراض کرنا مراد ہی اُس
تقدیر پر فما ارسلناک علیہم حفیظًا سے مقصود یہہ ہے اُنکی کنارہ کشی سے تو آزردہ نہونا کیا واسطے لوگون کو معاصی
سے نگہبانی کرنیکے واسطے ہم تجھکو نہین بھیجے اس تقدیر پر آیت محکم ہے منسوخ نہین اس سے غرض رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلّی ہے یا معنی یون ہے اُنکی کنارہ کشی پر تجھکو اُنکے زجر مین مشغول ہونے واسطے ہم نگہبان
نہین کئے ہین اس تقدیر پر یہہ حکم آیت قتال سے منسوخ ہوگا وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ
عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ اور کہتے ہین ہم فرمانبردار ہین پھر جب
باہر گئے تیرے پاس سے تو مشورہ کرتی ہے اُنہین کی ایک جماعت سوا تیری بات کے یعنی تیرے خلاف
مین مشورہ کرتے ہین ابن جریر وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ یہہ آیت منافقون کی
شان مین نازل ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوتے تو کہتے ہم آپکے مطیع و فرمانبردار
ہین حضرت کے پاس سے باہر گئے تو حضرت کی مخالفت کرنے پر منصوبے کرتے طاعۃ مبتدا محذوف کی خبر ہے
اُسکی تقدیر یون ہے اَمْرُنَا طَاعَةٌ یعنے ہمارا کام آپ کی طاعت کرنی ہے یا مبتدا ہی اُسکی خبر محذوف
ہے اُسکی تقدیر مِنَّا طَاعَةٌ یعنی ہمارے سے آپکی طاعت ہی ہوگی بَيَّتَ ماضی کا صیغہ ہے تبییت سے شبکو جو
کام کرتے ہین اُسکو تبییت کہتے ہین پھر بعد جس امر مین بہت تفکر کرے اور اُسکے مصالح اور مفاسد مین
تامل کرے تو اُسکو تبییت کہنے لگے اگرچہ شب کا وقت نہو یعنی وے لوگ تیرے پاس سے نکلے تو تیری مخالفت
کی مشورت کرتے ہین بعضے کہتے ہین تبییت کی معنی تبدیل اور تغیر ہے یعنی بدل دیتے ہین اور تغیر دیتے
ہین معلوم کیجئے اللہ تعالٰی نے منہم کا لفظ من تبعیضیہ کے ساتھ ذکر کرکے منافقون سے بعضون کو اس
صفت سے مخصوص کیا کسواسطے اللہ تعالٰی کو علم ہے کہ ان منافقون سے بعضے اپنے کفر او نفاق پر

رہینگے اور بعضے نفاق کو چھوڑ دینگے اور توبہ کرینگے سو نفاق پر جو ثابت رہینگے اُنکو ذکر کیا بعضے
کہتے ہین منافقون کے بعضے لوگ شب کو جمع ہو کر یہہ منصوبہ کئے تھے اس لئے اُنکو مخصوص کیا بندۂ عاصی
کہتا ہے تبئیت کی معنی مین فکر اور تامل کا لحاظ ہے فکر اور تامل کرنا ہر کسی کا کام نہین بلکہ جو لوگ
عقلمند ہین اُنھین سے فکر اور تامل ہوتا ہے اس لئے اُنمین سے بعضون کو جو فساد کی عقل اور منصوبہ
کرنیکی لیاقت تھی اُنکو ذکر کیا جو لوگ منصوبے کے لایق نہین بلکہ فقط مفسدون کے کہنے پر عمل کرتے ہین اُنکو
ذکر نہین کیا وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُونَ اور اللہ لکھتا ہے جو ٹھہراتے ہین یعنی منافق منصوبہ کرکے
تیرے خلاف کی بات جو ٹھہراتے ہین اُسکو اللہ تعالیٰ اُنکے عمل نامہ مین لکھنے کا امر فرشتون کو
کرتا ہے تا قیامت کے دن اُسکی جزا دیوے فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ سو تو تغافل کر اُن سے یعنی اے محمد تو منافقون
سے تغافل کر و درگذر اُن سے بدلا لینے کا خیال مت کر وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اور بھروسا کر اللہ پر
یعنی منافقون کے مقدمے مین تیرے امر کو اللہ تعالیٰ کے تفویض کر اللہ تعالیٰ اُنکے مکر کو چلنے نہ دیگا
اور اُن سے تیرا بدلہ لیگا وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ اور اللہ بس ہے کام بنانے والا یعنی تجھکو اُنپر
مظفر و منصور کرنے والا اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ کیا غور نہین کرتے قرآن مین معلوم کیجیے
اللہ تعالیٰ نے منافقون کے مکر چکر اقسام کے بیان کیا یہہ سب کام اُن سے اسواسطے صادر ہوتے ہین
کہ جو بے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رسالت کے دعوی مین تصدیق نہین کرتے ہین اُنکا گمان ایسا ہے
کہ یہہ شخص رسالت کا دعوی جو کرتا ہے اُس دعوی مین کاذب ہے اس لئے اُنکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی نبوت کے دلایل مین جو آفتاب سے زیادہ روشن ہین تامل کرنیکا حکم کیا اَفَلَا مین ہمزہ استفہام
انکاری کا ہے تدبّر کی اصل معنی کسی چیز کے انجام کار مین نظر کرنا اس کام کے کرنیکے پیچھے کیا ہوگا
سو سوچنا بعد اسکو تفکر اور تامل کرنے مین استعمال کئے قرآن کو تدبّر کرنا یعنی اسکی معنی مین تامل کرنا
اور اُسکے حکمتون مین تفکر کرنا اسمین آیتین اور معجزے جو ہین اُن سے بینائی حاصل کرنا علما کہتے ہین
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صحت کی دلیل کو اللہ تعالیٰ نے قرآن اور اُسمین تدبّر کرنیکو ٹھہرایا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صحت پر تین وجہ سے قرآن دلالت کرتا ہے پہلی وجہ اُسکی فصاحت

که جسکے مثل کو لانے سے فصحاء عرب عاجز ہوئے دوسری وجہ غیب کے باتون کی خبر دینا تیسری وجہ
اختلاف اور تناقض سے سالم رہنا سو اللہ تعالی انکی طرف اشارہ کرکے فرمایا وَلَوْ كَانَ مِنْ
عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۝ اور اگر یہہ ہوتا کسی اور کا سوا اللہ کے
تو البتہ پاتے اسمین تفاوت بہت یعنی اسمین اختلاف نہونا وہ اللہ کا کلام ہونے پر دلیل ہے کیا واسطے
قرآن بڑی کتاب اور بہت سے علوم پر مشتمل ہے اللہ کے سوا اور کسی کی تراش ہوتی تو اسمین جملے
جو باہم دیگر تناقض رکھتے ہین واقع ہوتے کیا واسطے جو بڑی کتاب ہوتی ہے اسمین جملے متناقض موجود
ہونا ضرور ہے قرآن مین ایسے متناقض جملے نہونا دلیل ہے کہ وہ اللہ کے یہان کی کتاب ہے بعضے
گمراہ لوگ کا اسکے بعضے جملون مین تناقض سمجھنا انکے فہم کا قصور ہے اور بھی منافق لوگ اقسام کے
حیلے مکر فتنہ فساد برپا کرنیکے پوشیدہ تجویزین کرتے اللہ تعالی انکے کامون پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
مطلع کرتا آیتین نازل کرتا حضرت وقت بوقت انکے حالتون کو بالتفصیل بیان کرتے حضرت کے
فرمودے مین کچھ خلاف نہین آتا اگر اللہ کے یہان سے نہوتا تو غیب کی خبر دینے مین البتہ اختلاف
ہوتا کیا واسطے غیب دانی اللہ تعالی کے سوا کسی کو نہین کسی خبر مین تفاوت اور اختلاف نہ آنا
دلیل ہے کہ وہ اللہ کے یہان سے ہے اور بھی جنکو فصاحت و بلاغت مین لاف رہتا ہے اور اپنی عمر اس
علم کو حاصل کرنے مین صرف کرتے ہین یا این تھوڑی سی عبارت یا کوئی چھوٹی غزل یا قصیدہ
بناتے ہین کلام ایک اسلوب پر نہین رہتا ایک بیت فصیح رہتی ہے دس بیت رکیک رہتے ہین کوئی
جملہ بلیغ ہوتا ہے کوئی سخیف قرآن باوجود طویل ہونیکے اسکی فصاحت و بلاغت مین کہین اختلاف
اور تفاوت نہین ہے سب یکسان بلاغت کے مرتبۂ علیا مین ہے تو معلوم ہوا وہ اللہ تعالی کا کلام
ہے معلوم کیجئے اختلاف کو کثیرًا سے وصف جو کیا ہے اختلاف قلیل سے احتراز کرنیکے واسطے
نہین کیا واسطے قرآن مین اصلاً اختلاف نہین بلکہ اختلاف کثیر سے تناقض اسکے معانی مین
اور تفاوت اسکے نظم مین مراد ہے یا ملازمے کو ثابت کرنیکے لئے اختلاف کو کثرت کی قید مبالغہ کے
واسطے لگایا یعنے اگر وہ کلام اور کسی کا ہوتا تو اسمین تھوڑا اختلاف تو ایکطرف بہت سا اختلاف

ہوتا لیکن وہ اللہ کے یہان کا ہے سو اُس مین بالکل اختلاف نہین بہت تو کیا تھوڑا بھی اختلاف نہین وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ اور جب آوے اُنکو کوئی امر یعنی اُن پاس پہنچے کوئی خبر امن کی یا ڈر کی تو مشہور کرتے ہین اُسکو وَلَوْ

رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ

اور اگر پھیرتے اُسکو رسول کی طرف اور اپنے اختیار والون کی طرف تو البتہ اُسکو جانتے جو اُنمین اُسکی تحقیق کرنے والے ہین مفسرین کہتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوجین وغیرہ جب اطراف مین روانہ کرتے تو منافق اُنکے احوال کی دریافت مین لگتے پھر فتح یا شکست کی خبر کچھ اُنکو پہنچتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس کی خبر دینے کے اوّل منافق اُسکو مشہور کر دیتے کہ جس سے مسلمانون کو ضرر ہوتا تب اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا اور فرمایا جب منافقون کے پاس آوے کوئی امر امن سے یعنی پہنچے اُنکو خبر فتح وغنیمت کی یا خوف سے یعنی خبر شکست اور قتل کی تو اس خبر کو مشہور کر دیتے کہ جسکا چرچا لوگون مین ہو جاتا ہے اگر اُس امر کو یعنی اُس خبر کو جو لوگون مین مشہور کئے ہین رسول کی طرف اور اولی الامر کی طرف رد کرتے یعنی اُس خبر کو کسی سے نہ کہتے تا رسول جو مناسب سمجھے سو خبر دیتا اور اولی الامر کی طرف رد کرتے تا وے جو مناسب جانتے سو اُسکی خبر دیتے اولی الامر سے عقلمند لوگ مراد ہین جیسے ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم بعضے کہتے ہین اولی الامر سے لشکر کے اور فوج کی ٹکری کے اُمرا مراد ہین معلوم کیجئے یہہ حکم منافقون کے حق مین ہے منہم کی ضمیر لاکی اُنکے اولی الامر جو کہا گیا واسطے کہ منافق ظاہر مین اپنے کو مسلمانون مین ہی شمار کرتے تھے سو ظاہر کے دیکھتے منہم کہا استنباط کی لفظ مشتق نبط سے ہے نبط پانی کو جو اوّلی چشمہ کھودے بعد اوّل نکلتا ہے کہتے ہین وہ پانی سیندنے کو استنباط کہتے ہین بعد عالم اپنی عقل کی رسائی سے اور طبیعت کی ذکاوت سے مسائل اور مطالب جو نکالتا ہے اسکو استنباط کہنے لگے یعنی منافقین اور اخبار کا چرچا کرنے والے امن اور خوف کی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور اولی الامر کی طرف رد کرتے تو احوال کی حقیقت اُنکی وساطت سے معلوم ہوتی معلوم کیجئے

خوف کی خبر جب مشہور کرے تو اسمین ضعیف مسلمانون کے دلون مین ضعف آنا اور اُنکو پریشانی مین ڈالنا ظاہر
ہے اس لئے اسکے مشہور کرنیکو بد ٹھہرایا امن کی خبر مشہور کرنے مین تو یہہ پریشانی نہین تھی اُسکو بد ٹھہرانیکا
سبب یہہ ہیکہ امن کی بات کی ہوائی جب اُٹھاوے مثلاً لشکر کی فتح کی خبر مشہور کرے تو مسلمانون کو
ایک نوع کی دلجمعی ہوگئی اپنی فوج کی کمک کو جانے واسطے تیار جو ہوئے تھے ٹھہر گئے فی الحقیقت یہہ خبر
راست نہ تھی کمک وقت پر نہ پہنچنے سے فتحیابی مین خلل ہوا اس لئے اُسکو بد ٹھہرایا اور یہہ بھی ہے
کہ امن کی خبر ملکی مصلحت کے نظر کرتے اخفا کرنا منظور تھا اُسکو اخفا نہ کرے وہ خبر مشہور ہو جاوے تو
اخفا مین مصلحت جو تھی فوت ہو جائیگی مثلاً مسلمانون کے دو دشمن تھے مسلمان چاہے ایک دشمن سے
مصالحت کرکے دوسرے سے جنگ کرنا اور دشمن صلح کرنے پر بھی راضی ہوا سو یہہ امن کی خبر کو جب
مشہور کر دیوے تو احتمال ہے کہ وہ [دشمن] اس دشمن کو اپنے ساتھ شریک کر لیوے اور صلح سے باز رکھے غرض
ایسے مصلحتون کے نظر کرتے خوف کی خبر مشہور کرنے مین جیسے مضرت ہین امن کی خبرون کو بھی مشہور
کرنے سے ضرر کا اندیشہ ہے اس لئے دونون کو مشہور کرنے سے منع کیا معلوم کیجئے مسائل مین قیاس
کرنا صحیح اور حجت ہونے پر اس آیت مین دلیل ہے کیا واسطے اس آیت مین اللہ تعالی نے عوام کو
استنباط کرنے والون کی طرف رجوع کرنیکا امر کیا استنباط کرنے والے اس حکم کو کتاب و سنت
کے نص سے بیان کرے تو اُسکو استنباط نہ کہینگے معلوم ہوا استنباط نص کے سوا ہے اس سے ثابت ہوا کہ وہ حجت ہے

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ اور اگر ہوتا
فضل اللہ کا تمپر اور اُسکی مہر تو البتہ تم شیطان کے پیچھے جاتے مگر تھوڑے یہہ اِلّا قلیلاً کو کس چیز سے
استثنا کیا اسمین مفسرین کو اختلاف ہے بعضے کہتے ہین اذاعوا مین اذاعت جو ہے اُس سے استثنا
ہے تقدیر اسکی یون ہے اذا جاءهم امر من الامن او الخوف اذاعوا به الا قليلاً یعنی جب پہنچے
اُن پاس کوئی خبر امن کی یا خوف کی تو اُسکو مشہور کرین مگر تھوڑے یعنی تھوڑے منافق ان خبرونکو
مشہور نہین کرتے سو بعضے منافق اور مومنون کو اس اذاعت کرنے سے استثنا کیا یہہ قول ابن
عباس کا ہے اور فرا اور ابن جریر اسکو اختیار کئے ہین بعضے کہتے ہین یستنبطونه مین استنباط جو ہے

اُس سے استثنا ہی تقدیر یون ہے لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم الا قلیلاً یعنی جانتے اُسکو جوان مین
استنباط کرنیوالے ہین مگر تھوڑے یہہ قول حسن اور قتادہ کا ہے ابن قتیبہ نے اِسکو اختیار کیا ہے
یہہ دونون قول پر آیت مین تقدیم و تاخیر ہے بعضے کہتے ہین یہہ اتباع الشیطان سے استثنا ہی یعنے
تھوڑے لوگ شیطان کی پیروی نکرتے یہہ قول ضحاک کا ہے زجاج نے اُسکو اختیار کیا ہی کیا واسطے
حرف استثنا جس سے متصل ہے اُسی سے استثنا کرنا بعید سے استثنا کرنے سے اولی ہے اِس قول پر
فضل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور قرآن کا نازل کرنا رحمت سے ہدایت اور توفیق
مراد ہے معنی یون ہوگی اگر اللہ تعالی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کرکے اور قرآن نازل فرماکے
تمپر فضل نہ کرتا ہدایت اور توفیق سے تم پر مہر نہ کرتا تو تم شیطان کی پیروی کرتے یعنے تم اپنے کفر
ضلالت پر باقی رہتے مگر تھوڑے نادر لوگ کہ وے شیطان کی پیروی نہ کرتے ان تھوڑے لوگو سے
مُراد وے ہین جو پیش از بعثت کے اور قرآن نازل ہونیکے ایمان لائے تھے جیسے قس بن ساعدہ
الایادی اور زید بن عمرو بن نفیل اور ورقہ بن نوفل بندہ عاصی کہتا ہے فضل و رحمت سے اس مخصوص
معنی کا ارادہ نہ کرکے اُسکے عموم پر باقی رکھے شیطان کی پیروی سے منافقون کی تجویز کو عمل مین لانا
مُراد لیوین تو بھی صحیح ہے یعنی منافق قابو کا وقت دیکھ کے اپنی قوم والون کو ورغلاتے ہین جیسے
اُحد کے دن مسلمانون کی شکست دیکھ کے بعض منافق کہنے لگے ابوسفیان کے پاس جاکے ہم اپنے
واسطے امان لین اور تبوک کی راہ مین عبداللہ بن ابی بن سلول نے کہا تھا مدینہ کو جاکے ہم قریش
کو اپنے شہر سے نکال دینگے غرض ایسی مشکل کیوقت مین اللہ تعالی تمپر فضل نکرتا تو اکثر لوگ
منافقون کے تابع ہوتے مگر تھوڑے واللہ اعلم فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ پھر تو لڑ اللہ کی راہ
مین یہہ جملہ مقدرہ شرط کا جواب ہے گویا اُسکی تقدیر یون ہے حال جب یہہ ہوا کہ منافق اطاعت نہین کرتے ہین
اور لوگو کی ہمت ہارتے ہین اور ضعیف اسلام والے اُنکے فریب سے جہاد کو نکلنے مین قصور کرتے ہین ای محمد تو اپنی ذات سے
جہاد کر معنی کی رو سے یہہ جملہ ومن یقاتل فی سبیل اللہ فیقتل کا جواب بھی ہوسکتا ہی اُسکی تقدیر یون ہو گی اِن
اردت الفوز فقاتل یعنی تو اگر خوبی ہونا چاہتا ہے تو جنگ کر اللہ کی راہ مین لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ تو

تکلیف نہین دیجاتا مگر اپنی جان سے یعنی تیرے سے مواخذہ نہین اور تجھ پر ذمہ نہین مگر اپنی جان سے حاصل اسکا یہہ ہے لوگ جہاد کیواسطے نہین نکلے تو اے محمد تو تن تنہا اپنی ذات سے نکل تیرا مددگار اللہ ہے تجھکو لشکر مدد نہین کرتا انکی مخالفت اور بیٹھ جانا تجھکو ضرر نہین دیتا اس آیت کی شان نزول کو بغوی وغیرہ یون روایت کیے ہین کہ اُحد کی جنگ مین مشرکین کے پھر کر جاتے وقت اُنہین سے ابو سفیان نے مسلمانون کو کہا ہم تمہارے ساتھ سال آیندہ بدر مین مقابلہ کرینگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے بہتر وعدہ کے دن جب قریب ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگون کو جہاد کے واسطے نکلنے کا امر کیے بعضے لوگ نکلنے مین سستی کیے تب اللہ تعالی نے اس آیت کو نازل کیا اور فرمایا تو اللہ کی راہ مین لڑائی کر یعنی جہاد کو جمعدمت کمزور مسلمانون کے واسطے انتصار یعنی دادخواہی کر تو اپنی ذات سے جہاد کو نکل پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ستر آدمی سے بدر کی طرف روانہ ہوئے ابوسفیان بھی کفار قریش کو لیکے مکہ سے نکلا مر الظہران کے متصل مجنہ مین آکے اُترا اللہ تعالی نے اُنکے دلون مین ایسا رعب ڈالا کہ پھر الٹ کر مکہ کو چلے گئے جنگ کو نہین آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ دن انکی انتظار کرکے مدینہ کو تشریف لائے جو لوگ نہین نکلے تھے اُنپر اللہ تعالے نے اس آیت سے عتاب کیا ابن جریر طبری نے بھی اسکو ابن عباس سے روایت کی ہے اس غزوے کا نام بدر الآخرۃ اور بدر الموعد بھی کہتے ہین اہل سیر واقدی سے نقل کیے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیڑھ ہزار آدمی تھے اور گھوڑے آٹھ تھے اس آیت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نہایت شجیع ہونا اور جنگ کے داؤگھات سے خوب آگاہ رہنا ثابت ہوا کیا واسطے شجیع اور جنگ کے امور سے عارف نہوتے تو اللہ تعالی تنہا نکلنے کا امر نہ کرتا وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور رغبت دے مسلمانون کو یعنی تو مسلمانون کو جہاد کرنیکی ترغیب دے اسمین اجر جو ملیگا اسکو بتا دے تیرا کام اتنا ہی ہے نکلنے کیواسطے اُنپر سختی کرنا تجھکو نہین پہنچتا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قریب ہے کہ موقوف کرے اللہ لڑائی کافرون کی معلوم کیجیے بدر الموعد مین ایسا ہی ہوا ابو سفیان خشک سالی کا حیلہ کرکے قریش کو پھیر لیگیا جنگ کو نہین آئے وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا اور اللہ سخت ہے لڑائی والا اور سخت سزا دینے والا مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا جو کوئی سفارش کرے نیک سفارش

ہوگا اُسکو بھی ایک حصہ اُسمین سے وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا جو
کوئی سفارش کرے بد سفارش ہوگا اُسپر بھی ایک بوجھ اُسمین سے شفاعت شفع سے ماخوذ ہے شفع کی معنی
جفت کرنا بعد اسکو ایک شخص اپنے تئین حاجت والیکے ساتھ جو تنہا تھا ملکر اُسکی حاجت کو مانگنے مین اُسکا جفت ہوتا ہے اسمین
استعمال کئے اس مقام مین شفاعت سے کیا چیز مراد ہے سو مفسرین کو اختلاف ہے بعضے کہتے ہین نیک شفاعت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکو جہاد
کی ترغیب دینی مراد ہے کیا واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکو امر معروف کرے تو اپنے تئین اُنکی غرض کے ساتھ جو جہاد سے متعلق تھے کئے جفت جہاد کی تحریض
مین ذکر کیا امر رفق و تلطف کے ساتھ ہونا ہے بسبیل تہدید نہونا اس قسم کا امر بمنزلہ شفاعت کے ہے بعضے کہتے ہین نیک
شفاعت ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے پاس تیسرے کے واسطے سفارش کرنا تا اسکو جہاد کیواسطے ہتیار وغیرہ
سے کام آوے اور بد شفاعت سے منافقون کی شفاعت تھی جہاد کو نہ نکلنا کرکے ایک دوسرے کے لئے
سفارش کرنا بعضے کہتے ہین شفاعت سے مراد وہ سفارش ہے جو لوگ آپسمین کرتے ہین پھر شرع مین جو سفارش
جایز ہے تو وہ حسنہ ہے مثلاً مسلمان کے کسی حق کی رعایت ہوتی ہے یا کوئی ضرر اُس سے دفع ہوتا ہے یا کوئی
نفع اسکو پہنچتا ہے اور جو سفارش جایز نہین وہ سیئہ ہے نصیب سے شفاعت کرنیکا ثواب مراد ہے یعنی شفاعت
کرنے والیکو کامل اجر ملتا ہے خواہ سفارش اُسکی مقبول ہو یا نہو کفل کی معنی نصیب اور حصہ اور ضعف کی ہے
نصیب کا استعمال اکثر نیکیون مین ہوتا ہے اور کفل کا استعمال اکثر بدیون مین ہوتا ہے کفل کو یہان جو ذکر کیا
اس مین اشارہ ہے کہ جو سفارش حقوق کو ساقط کرتی ہے اور باطل کو قوت دیتی ہے اسکا عقاب اللہ تعالی
کے پاس بہت بڑا ہے وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ۝ اور اللہ ہر چیز پر توانا یعنی ہر چیز کو
کرنیکی سکت رکھتا ہے بعضے کہتے ہین مقیت کی معنی محافظ جو ہر چیز کو بقدر حاجت دیا کرتا ہے اور اُوپر کی آیت
سے اسکا تعلق یون ہے کہ اللہ تعالی ہر چیز کا اقتدار رکھتا ہے یا ہر چیز پر محافظ ہے نیک سفارش کرنے والے
کو اُسکے موافق جزا دیتا ہے اور بد سفارش کرنے والے کو اُسکے موافق عقاب دیتا ہے وَاِذَا حُيِّيْتُمْ
بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا اور جب تمکو دعا دیوے کوئی تو تم بھی دعا دیو اُس سے
بہتر یا وہی کہو اُلٹ کر تحیت کی اصل معنے حیات بڑی ہونیکی دعا کرنا عرب کا دستور تھا ملاقات کے
وقت حیاک اللہ کہتے یعنے اللہ تعالی تجھکو حیات دیوے اسلام آئے بعد عوض حیاک اللہ کے

السلام علیک کہنے لگے اور اس سلام کا نام تحیت کر کے رکھے جمہور مفسرین کہتے ہین اس آیت مین تحیت سے
سلام ہی مراد ہے آیت کی معنی یون ہوگی جب کوئی تمکو سلام علیک کرے تو تم اُسکے جواب مین اُس سے بہتر
سلام علیک کرو یا ویسا ہی کہو بعضون نے کہا تحیت سے یہان ہدیہ مراد ہے یہہ قول شاذ ہے معلوم کیجئے حیاک اللہ
کے درعوض سلام علیک کو اختیار کئے اس لئے کہ سلام احسن اور اتم اور اکمل ہے کیا واسطے سلام کی معنی
آفتون سے سلامت رہنا ایک آدمی دوسرے کو حیات بڑی ہونے کے لئے دعا کیا تو دعا کامل نہین ہوئی کیا واسطے
حیات کو سلامتی لازم نہین کبھی حیات دراز ہوتی ہے لیکن سلامتی نہین رہتی ہے وہ شخص آفت وبلا مین
گرفتار رہتا ہو ایسی بے لطفی کی زندگی سے موت بھلی ہوتی ہے بخلاف سلامتی کے کہ اُسکو حیات لازم ہے اس لئے
سلام کامل ہوا اور بھی سلام اللہ تعالی کا نام ہے سلام علیک جب کہا تو گویا یون کہا تجھ پر اللہ کا نام ہے جو
تجھے محافظ و معین ہے بخلاف حیاک کے کہ اسمین یہہ نہین اور بھی السلام علیک کہنے مین سلامتی کی بشارت
ہوتی ہے بخلاف حیاک کے کہ اُسمین یہہ بشارت نہین معلوم کیجئے سلام علیک کا ابتدا آدم علیہ السلام سے ہے
بخاری اور مسلم وغیرہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ اللہ تعالی نے آدم کو انکی صورت پر جسکا
قد ساٹھ ہاتھ کا تھا پیدا کیا بعدہ انکو کہا اے آدم تو جا کے فرشتون کی اُس ٹکڑی پر جو بیٹھے ہین سلام کر
اور کان رکھ کے سُن کہ وے تجھکو کیا جواب دیتے ہین کیا واسطے وہ تیرا اور تیری ذریت کا یعنی اولاد کا
تحیہ ہے پھر آدم جا کے اُنکو السلام علیک کہے وے اُسکے جواب مین رحمۃ اللہ کا لفظ افزود کئے اور السلام علیک
ورحمۃ اللہ کہے اس حدیث کا لفظ یون ہے خلق اللہ آدم علی صورتہ طولہ ستون ذراعًا اکثر محدثین کہتے
ہین صورتہ کی ضمیر کی مرجع آدم ہے ہم اُسکے موافق ترجمہ کئے یعنی اللہ تعالی آدم کو انکی صورت پر جسکا
قد ساٹھ ہاتھ کا تھا پیدا کیا بعضون نے کہا ضمیر کا مرجع اللہ تعالی ہے یعنی اللہ تعالی آدم کو اپنی صورت پر
پیدا کیا اس حدیث کے بعضی روایتون مین خلق اللہ آدم علی صورۃ الرحمان آیا ہے اس تقدیر پر صورت
سے صفت لینا کیا واسطے اللہ تعالی صورت و شکل سے منزہ ہے یعنی اللہ تعالی آدم کو اپنی صفت
پر پیدا کیا جو علم اور حیات اور سمع اور بصر وغیرہ ہے صفات اللہ تعالی کے بھی اگرچہ مخلوقین کے صفات سے
مشابہت نہین رکھتے لیکن اُسکے صفات کی تعبیر مجازًا انہین الفاظ سے کرتے ہین غرض اس حدیث سے

معلوم ہوا کہ سلام کی ابتدا آدم علیہ السلام سے تھی لیکن بعد انکی اولاد میں اُس پر عمل باقی نرہا یہود انگلی سے
اشارہ کرتے تھے نصارا ہتیلی سے اشارہ کرتے تھے اہل جاہلیت یعنی عرب لوگ انعم صباحًا انعم مَسَاءً اور
بعضے حیاک اللہ اور بعضے حیّیت مَسَاءً اور حیّیت صَبَاحًا کہا کرتے تھے اللہ تعالی نے ان تمام سے نہی کرکے
آدم کی سنت کو جاری کیا اور اسکے کہنے پر ترغیب دیا بخاری اور مسلم عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ
عنہما سے روایت کئے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ایّ الاسلام خیرٌ یعنی اسلام کی
خصلتوں میں کونسی خصلت بہتر ہے فرمایے تو لوگوں کو کھانا کھلانا اور سلام کرنا جس کو تو جانتا
ہے اور جسکو نہیں جانتا بخاری اور مسلم براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہیں کہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو سات چیزوں کا امر کئے بیمار کی عیادت کرنا اور جنازوں کے ہمراہ جانا اور
چھینکنے والے کی تشمیت کرنا یعنی کو چھینک کر الحمد للہ کہا تو اسکو یرحمک اللہ کہنا اور ضعیف شخص کی
مدد کرنا اور مظلوم کی اعانت کرنا اور سلام کو افشا کرنا یعنی اظہار اور آشکارا اور پرگھٹ کرنا
مشہور
اور قسم کو راست کرنا یعنی کوئی شخص قسم دیا تو اسکی قسم راست کرنا مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تم بہشت میں نہ جائینگے جب تک کہ ایمان نہ لائے
اور ایمان نہ لائینگے جب تک کہ آپسمیں دوستی نہ رکھے کیا میں تمکو نہ بتلاؤں ایک چیز کہ جب اسکو کروگے
تو آپسمیں دوستی ہوگی سلام کو آپسمیں پرگھٹ کرو معلوم کیجئے صیغہ سلام کا السلام علیکم ہے جسپر سلام کرتا ہے
وے لوگ جماعت ہو تو علیکم جمع کی ضمیر لانا اگر ایک ہی شخص رہے تو بھی علیکم جمع کی ضمیر سے کہنا افضل ہے
اگر السلام علیک کہے تو بھی جایز ہے اور السلام الف ولام سے کہنا افضل ہے اگر سلام علیکم یا سلام علیک
کہے تو بھی کفایت کرتا ہے جواب کا اقل وعلیکم السلام و علیک السلام ہے جواب میں واو کے ساتھ
کہنا افضل ہے اگر علیکم یا علیک السلام بن واو کے کہا تو مذہب صحیح مشہور میں شافعیہ کے کفایت کرتا ہے
ہمارے بعضے فقہا کہتے ہیں کہ وہ کفایت نہیں کرتا لیکن یہہ قول ضعیف ہے اگر جواب میں فقط علیکم
یا علیک کہے تو وہ جواب ہوا اگر واو کے ساتھ وعلیکم یا وعلیک کہے تو شافعیہ کے پاس دو وجہ
ہیں امام کہتا ہے کہ وہ کفایت نہیں کرتا بعضے کہتے ہیں کفایت کرتا ہے ان دو وجہ سے کونسی وجہ

راجح ہی سو امام نووی نے ترجیح نہین دی لیکن اسمٰعیل مقری اور زکریا انصاری اور ابن حجر اور رملی پہلی وجہ کو اصح کہتے ہین بندۂ عاصی کہتا ہی مسلم نے ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اُسنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا السّلام علیک یا رسول اللہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکے جواب مین کہے وعلیک رحمۃ اللہ اور ایک روایت مین آیا ہی کہ فقط علیک کہے ایسا ہی ابی جُری کی حدیث جسکو ترمذی نے روایت کی ہی اور سلام کی حدیث جسکو ہم ذکر کرینگے اُن مین بھی ایسا ہی وارد ہوا ہی سو یہہ روایات دوسری وجہ کو ترجیح دیتے ہین واللہ اعلم سلام کرنے والا سلام کے لفظ کو مقدم کرے اگر علیکم السلام کہے تو صحیح قول پر اُس سے سلام حاصل ہوا اور اسکا رد واجب ہوا لیکن ایسا کہنا مکروہ ہے کیا واسطے وہ اموات کی تحیت ہی امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور حاکم ابی جری الجہیمی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے کہا علیک السلام یا رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے علیک السلام مت کہہ کیا واسطے وہ اموات کی تحیت ہی ترمذی کی ایک روایت مین آیا ہی کہ مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کے تین بار کہا علیک السلام یا رسول اللہ علیک السلام یا رسول اللہ علیک السلام یا رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے علیک السلام میت کی تحیت ہے بعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف پھر کے کہے آدمی اپنے مسلمان بھائی سے ملے تو کہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اسکے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے سلام کو رد کئے اور فرمائے وعلیک ورحمۃ اللہ وعلیک ورحمۃ اللہ وعلیک ورحمۃ اللہ ترمذی اور حاکم اسکی تصحیح کئے ہین ابو جری جیم کے ضم سے اور راء مہملہ کی فتح سے تصغیر کا صیغہ اخیر مین یائے مثناۃ تحتانیہ ہی تشدید کے ساتھ صحابی ہی اسکا نام جابر بن سلیم ہے سین مہملہ کی ضم سے ہجیمی ہا کی ضم سے اور جیم کی فتح سے تصغیر کا صیغہ ہے بنی ہجیم کی طرف نسبت ہی وہ قبیلہ ہے بنی تمیم کا ترمذی کی روایت جسکو ہم ذکر کئے اسمین ہمارے بعضے فقہا کا رد ہی جو کہتے ہین علیک السلام تسلیم کا صیغہ نہین اور وہ کہنے والا مستحق جواب کا نہین کیا واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو اول تعلیم کر کے بعد جواب دئے معلوم کیجئے عایشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مین مذکور ہے کہ عایشہ کہے قبرستان مین آوے تو کیسا کہنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے السلام علی اہل الدیار من المومنین والمسلمین ویرحم اللہ المستقدمین منا والمستاخرین وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون

ابو ہریرہ اور بریدہ کی حدیث مین بھی اسی کے مانند کہا کرکے آیا ہے ان تینون حدیثون کو مسلم نے
روایت کی ہے سو ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ موتی کی سلام بھی السلام علیکم ہے اوپر کی حدیث
مین جو آیا علیک السلام اموات کی تحیت ہی سو غرض عرب کی عادت جو جاہلیت مین تھی اس سے خبر دینی ہے
اسی واسطے بنی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو مکروہ جانے معلوم کیجئے سلام کرنے والا السلام علیکم ورحمۃ اللہ و
برکاتہ کہنا اور جواب دینے والا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنا اکمل ہے امام نووی نے زوائد الروضہ
مین اور اذکار مین ایسا ہی کہا اور بولا ابو الحسن الماوردی کتاب الحاوی مین اور ابو سعید المتولی وغیرہ
ایسا ہی کہتے ہین اور بولا اس باب مین ایک حدیث حسن وارد ہوئی ہے انتہی اس حدیث کو دارمی اور ابو داود
اور ترمذی اور نسائی عمران بن الحصین رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ ایک شخص نے بنی صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آکے کہا السلام علیکم حضرت اسکا جواب دئے اور وہ شخص بیٹھ گیا بنی صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے عشر یعنے اسکو دس نیکیان ملے بعدہ دوسرا شخص آیا اور بولا السلام علیکم ورحمۃ اللہ بنی صلی اللہ
علیہ وسلم اسکا جواب دئے اور فرمائے عشرون یعنی اسکو بیس نیکیان ملے پھر ایک شخص آیا اور بولا السلام
علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم اسکا جواب دئے اور بولے ثلاثون یعنی تیس نیکیان ملے ترمذی
نے کہا یہہ حدیث حسن ہے حافظ عسقلانی نے کہا کہ اسکی سند قوی ہے بخاری ادب المفرد مین اور ابن حبان
اپنی صحیح مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی کے مانند روایت کئے ہین ابن حبان نے اسکی تصحیح کی ہی طبرانی
نے کبیر مین اور بیہقی نے سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
جس نے السلام علیکم کہا تو اللہ تعالی اسکے لئے دس حسنہ لکھتا ہے اگر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا تو اللہ تعالی اسکے
لئے بیس حسنہ لکھتا ہے اگر السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا اسکے لئے تیس حسنہ لکھتا ہی حافظ عسقلانی نے کہا اسکی
سند ضعیف ہے طبرانی اور ابن السکن نے اس حدیث کو مالک بن التیہان رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوع روایت
کی ہے اسکی سند بھی ضعیف ہی معلوم کیجئے سلام کے رد مین سلام کرنے والے کے الفاظ سے زیادہ کہنا مستحب ہے
مثلاً سلام کرنے والا السلام علیکم کہے تو رد کرنے والا اسپر ورحمۃ اللہ زیادہ کرنا سلام کرنے والا ورحمۃ اللہ کہے
تو جواب دینے والا وبرکاتہ کو زیادہ کرنا اسمین فقہا کو اتفاق ہے اگر سلام کرنے والا بھی وبرکاتہ کو زیادہ کیا تو

اُسکے جواب مین اور کچھ زیادہ کرنا مستحب ہی یا نہین ایسا ہی سلام کرنے والا ابتدا مین برکاتہ سے کچھ زیادہ کرنا مستحب ہی یا نہین اسمین اختلاف ہی ابن عباس سے اور ابن عمر کی ایک روایت مین آیا ہے کہ برکاتہ پر زیادہ نہ کرنا امام مالک نے موطا مین روایت کی ہی کہ ایک شخص نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو سلام کیا سو برکاتہ پر کچھ زیادہ کیا ابن عباس کہے برکاتہ پاس سلام ہو گیا بیہقی نے شعب الایمان مین عبد اللہ بن بناتہ کی طریق سے روایت کی ہے کہ ایک شخص ابن عمر پاس آکے السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ و مغفرتہ کہا ابن عمر کہے و برکاتہ تک کہا بس ہے یعنی سلام اُسکے پاس تمام ہوا امام مالک نے موطا مین روایت کی ہے کہ ایک شخص نے ابن عمر پر سلام کیا سو السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ و الغادیات و الرایحات کہا عبد اللہ بن عمر اُسکے جواب مین کہے و علیک الفاً راوی کہتا ہے گویا انھون نے اُسکو مکروہ جانا اُنکے قول کو تائید کرتی ہے سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ کی حدیث کو جسکو امام احمد زہد مین اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور ابن مردویہ روایت کئے ہین کہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر السلام علیک یا رسول اللہ کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُسکے جواب مین وعلیک و رحمۃ اللہ کہے بعد دوسرا شخص آیا اور بولا السلام علیک یا رسول اللہ و رحمۃ اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وعلیک و رحمۃ اللہ و برکاتہ پھر ایک شخص آیا اور بولا السلام علیک یا رسول اللہ و رحمۃ اللہ و برکاتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وعلیک وہ شخص کہا یا نبی اللہ میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہین فلانا شخص اور فلانا شخص آکے آپ پر سلام کیا اُنکے جواب مین آپ میرے جواب سے زیادہ کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تو نے ہمارے لئے کچھ نہ چھوڑا اللہ تعالیٰ فرمایا ہے وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْھَا اَوْ رُدُّوْھَا سو ہم اس تحیہ کو تیرے پر رد کئے حافظ السیوطی نے کہا کہ اسکی سند حسن ہی بعضے کہتے ہین برکاتہ پر زیادہ کرنا جائز ہے ابو داؤد نے عمران بن حصین کی حدیث جسکو ہم ذکر کئے روایت کرنیکے بعد معاذ بن انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سند ذکر کرکے کہا اسکی حدیث بھی اسی کی معنی سے ہی اور بولا یہہ بھی زیادہ کیا کہ بعدہ دوسرا شخص آیا اور کہا السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ و مغفرتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اربعون یعنی چالیس

حسنہ ملے اور فرمائے فضایل ایسے ہی ہوتے ہین حافظ عسقلانی نے کہا کہ اسکی سند ضعیف ہی ابن السنی
نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص صحابہ کے اونٹون کو چراتا سو نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس سے جب گذرتا تو کہتا السلام علیک یا رسول اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو کہتے وعلیک السلام
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ ورضوانہ امام نووی نے کہا کہ اسکی سند ضعیف ہے اس حدیث کو ابن
ابی لیلی نے بھی اپنی کتاب مین روایت کی ہے حافظ عسقلانی نے کہا کہ اسکی سند واہی ہے بیہقی نے
شعب الایمان مین زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر سلام
کرتے تو ہم کہتے وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ حافظ عسقلانی نے کہا کہ اسکی سند بھی ضعیف
ہے بخاری نے ادب المفرد مین سالم سے جو مولی ابن عمر کا تھا روایت کی ہے کہا ابن عمر رضی اللہ
عنہما سلام کا جواب دیتے تو اُس مین زیادہ کرتے مین ایکبار آکے السلام علیکم کہا اُنھون نے
کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ دوسرے بار مین آکے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ اُنھون نے کہا السلام
علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر ایکبار مین آکر کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ انھون نے کہا السلام علیکم
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ وطیب صلوٰتہ بندہ عاصی کہتا ہے اسکی سند کے رجال ثقات ہین بھی
بخاری نے ادب مین روایت کی ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو
خط بھیجے سو اسمین لکھے السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ وطیب
صلواتہ ابن دقیق العید نے ابی الولید بن رشد سے نقل کیا ہے اُسنے کہا مذکور آیت سے
یہہ نکلتا ہی سلام کرنے والا برکاتہ کہا تو جواب دینے والا اُس پر زیادہ کرے ناصر الدین البیضاوی
نے کہا کہ اسکی زیادتی کی انتہا برکاتہ ہے انتہی اسکے کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ برکاتہ پر زیادہ کرنا
ممنوع ہے ابن حجر ہیثمی نے تحفہ مین کہا سلام مین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ کہنا سنت ہے
لیکن یہہ کہنا واجب نہین اگرچہ سلام کرنے والا کہے انتہی اُس کلام سے مفہوم ہوتا ہی برکاتہ
پر زیادتی مکروہ نہین فقہاے حنفیہ کہتے ہین برکاتہ پر کچھ زیادہ کرنا اس سے معلوم ہوتا ہے
اس پر زیادہ کرنا اُنکے پاس مکروہ ہے واللہ اعلم معلوم کیجئے سلام کی سنت ادا ہونیکے لئے

آواز اسقدر بلند کرنا کہ جنکو سلام کرتا ہے وہ لوگ اُسکو سُنین اگر آواز اتنا بلند نہ کریگا تو سلام کی سنت ادا نہوگی اور اُسکا رد واجب نہین جواب دینے والا بھی اتنے بلند آواز سے جواب دینا کہ جسکو جواب دیتا ہے وہ شخص سُنے اگر آواز اتنا بلند نہ کریگا تو فرض ادا نہوگا لوگ کوئی سوتے ہین اور کوئی جاگتے ہین تو سلام ایسا کرنا کہ جاگنے والون کی سماعت مین آوے سوتون کو بیدار نکرے معلوم کیجیے سلام کا جواب فی الفور دینا اگر تاخیر سے جواب دیا تو وہ محسوب نہوگا اور جواب ندینے سے گنہگار ہوگا سلام کا جواب فوت ہوئے بعد اُسکی قضا نہین سلام کو زبان سے نہ بول کے فقط ہاتھ سے یا انگلی سے اشارہ کرنا مکروہ ہے اگر زبان سے سلام کہا اور ہاتھ سے اشارہ کیا تو اُسمین کراہت نہین بہرے کو سلام کرے تو زبان سے تلفظ اور ہاتھ سے اشارہ کرنا مستحب ہے تا وہ سمجھے اور جواب دیوے اگر دونون مین جمع نکرے تو مستحق جواب کا نہوگا اگر بہرہ سلام کیا تو اُسکے جواب مین سلام کا تلفظ اور ہاتھ کا اشارہ کرنا واجب ہے گونگے کا اشارہ ابتدا مین اور جواب مین کفایت کرتا ہے اگر گونگے کو سلام کیا گونگا اُسکو اشارہ سے سلام کیا تو گونگے کا فرض ساقط ہوگا ایسا ہی گونگا اشارے سے کسیکو سلام کیا تو اُسکا جواب دینا واجب ہوگا معلوم کیجیے سلام کی ابتدا اُسنت ہے واجب نہین اور یہہ سنت کفایہ ہے سلام کرنے والون کی ایک جماعت تھی اُنمین سے ایک شخص سلام کیا تو کفایت کرتا ہے لیکن ہر ہر شخص کو سلام کرنا افضل ہے سلام کا رد یعنی جواب دینا واجب ہے جسپر سلام کرتے ہین اگر وہ ایک ہی شخص ہے تو جواب دینا اسپر فرض عین ہوا جسپر سلام کرتے ہین اگر وہ لوگ جماعت ہین تو اُنپر جواب دینا فرض کفایہ ہے اُنمین کا ایک شخص بھی جواب دیا تو دوسرون سے تکلیف ساقط ہوئی اگر کوئی بھی جواب نہ دیوے تو سب گنہگار ہونگے جماعت کے سب لوگونکو جواب دینا افضل ہے کوئی شخص ایک جماعت پر سلام کیا اور وے اُسکا جواب نہین دیئے بلکہ غیر شخص اُسکا جواب دیا تو جماعت کا جواب ساقط نہوگا بلکہ اُنپر جواب واجب ہے جواب نہ دینگے تو گنہگار ہونگے معلوم کیجیے پردہ کے یا دیوار کے پیچھے سے کوئی شخص سلام کیا یا خط مین سلام لکھ بھیجا یا کسی کی زبانی سلام کہلا بھیجا تو فی الفور اُسکا جواب دینا واجب ہے

اور سلام کا پیام جو شخص پہنچاتا ہے اُس پر بھی سلام کرنا مستحب ہے مثلاً کوئی شخص کہا فلانے نے تجھکو سلام کہا ہے تو اُسکے جواب مین کہنا وعلیک وعلیہ السلام بچون پر بھی سلام کرنا مستحب ہے بچہ پر کوئی شخص سلام کرے تو بچہ کو جواب دینا مستحب ہے واجب نہین بچہ نے کسی بالغ کو سلام کیا تو صحیح وجہ یہ اسکا جواب دینا واجب ہے مرد بالغ نے ایک جماعت کو سلام کیا اس جماعت مین بچہ تھا سو وہ بچہ سلام کا جواب دیا اور بالغ لوگ جواب نہین دیئے تو اصح وجہ مین اُن سے فرض ساقط نہین ہوتا معلوم کیجیے سلام کئے بعد جدا ہوکے پھر ملاقات کیا تو پھر سلام کرنا مسنون ہے اگرچہ کئی بار بھی ہو بخاری ادب المفرد مین اور ابوداؤد اور بیہقی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمھارے مین کا کوئی شخص اپنے بھائی سے ملاقات کیا تو چاہیے سلام کرے پھر اگر دونون مین درخت یا دیوار یا پتھر آڑ ہونیکے بعد ملاقات ہوئی تو چاہیے سلام کرے سیوطی نے کہا اسکی سند حسن ہے بخاری ادب المفرد مین اور ابن السنی انس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ مجتمع ہوکے رہتے پھر اُنکے روبرو درخت آجاتی کوئی اُسکے داہنے جہت کی طرف جاتے اور کوئی بائین طرف پھر جب آپسمین ملاقات ہوتی تو ایک دوسرے کو سلام کرتے ابن السنی کی روایت مین یون ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ملکر چلتے جب اُنکے روبرو درخت یا ٹیلا آجاتا اور جدا ہوکے داہنے اور بائین طرف جاکے پھر جب ملتے تو آپس مین سلام کرتے اسکی سند کے رجال ثقہ ہین مگر ضحاک بن نبراس مین کلام ہے معلوم کیجیے دو شخص ملاقات کئے سوانین کا ہر ایک شخص دوسرے کو سلام کیا تو ہر ایک دوسرے کو جواب دینا لازم ہے پھر دونون کا سلام معاً واقع ہوئے یا ایک کے سلام کے بعد دوسرے کا سلام واقع ہو دونو متولی اور قاضی حسین ایسا ہی کہتے ہین امام رافعی نے بھی اسکو اختیار کیا ہے شاشی نے کہا اگر دونون کا سلام معاً رہے بلکہ ایک کے بعد ایک سلام کیا تو وہی جواب ہوا دوسرے جواب کی احتیاج نہین امام نووی نے اسی کو اختیار کیا ہے معلوم کیجیے سلام قبل کلام کے رہنا مسنون ہے آپس مین ملاقات ہو تو سلام کا ابتدا کرنا ہی اسکو فضیلت ہے معلوم کیجیے بعضے حالتون مین سلام کرنا مکروہ ہے کوئی شخص پیشاب کرتے مین یا جماع کرنے مین یا انکے مانند کے چیزون مین مشغول رہے تو اُس پر سلام کرنا مکروہ ہے اُنیر

سلام کیا تو جواب کا مستحق نہین ہوتا بلکہ ان لوگون کا جواب دینا مکروہ ہے ایسا ہی سوتے شخص یا اونگھے
شخص پر سلام کرنا مکروہ ہے اور جواب کا مستحق نہین ایسا ہی جو شخص حمام مین غسل کرتا ہے اُسکو بھی سلام کرنا
مکروہ ہے لیکن جواب دینا اسکو مستحب ہے ایسا ہی کوئی شخص نماز پڑھتا ہے یا اذان دیتا ہے یا اقامت بولتا
ہے تو اُسپر سلام کرنا مکروہ ہے اگر نماز پڑھنے والے پر سلام کیا اور اُس نے نماز مین جواب دیا تو دیکھئے اگر
خطاب کے لفظ سے جواب دیا اور بولا وعلیک السلام تو نماز باطل ہوگی بشرطیکہ اسکو اسکی تحریم کا علم رہے
اگر جاہل ہو تو اصح وجہ پر نماز باطل نہوگی اگر غایب کے لفظ سے جواب دیا اور بولا علیہ السلام تو نماز باطل نہوگی
کیا واسطے یہہ دعا ہے خطاب نہین لیکن نماز پڑھنے والے کے حق مین مستحب یہہ ہے نماز مین سلام اشارہ
سے کرے اور کچھ تلفظ نکرے نماز سے فراغت پائے بعد سلام کا جواب دیا تو کچھ مضایقہ نہین موذن کا بھی
اشارے سے سلام کرنا مستحب ہے اگر سلام کا جواب دیا تو بھی مکروہ نہین کیا واسطے یہہ کلام قلیل ہے
اس سے اذان باطل نہین ہوتی اور اذان مین خلل نہین آتا جو شخص کھانا کھاتا ہے لقمہ اُسکے مُنہہ مین ہے تو اسپر
سلام کرنا مکروہ ہے اور مستحق جواب کا نہین کھانے پر بیٹھا ہے لیکن لقمہ منہہ مین نہین تو اُسپر سلام کرنا
مضایقہ نہین اور جواب دینا اُس پر واجب ہے ایسا ہی خرید و فروخت وغیرہ معاملہ کرنے والون
سلام کرنا کچھ مضایقہ نہین اور انکو جواب دینا واجب ہے ایسا ہی خطیب پر اور جمعہ کا خطبہ سننے والے
لوگون پر سلام کرنا مکروہ ہے لیکن اُسکا جواب دینا واجب ہے نووی نے اذکار مین کہا ایک ہی شخص جواب دینا
افرد و لوگ جواب نہ دینا یہہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے جدید قول مین ہے قدیم قول پر جواب دینا حرام ہے
بلکہ اشارے سے سلام کرنا قرآن کی تلاوت مین جو شخص مشغول ہے اسکو سلام کرنا مکروہ نہین جواب دینا
اسپر واجب ہے امام نووی نے ایسا ہی کہا ابن حجر کہا نتیجہ یہہ ہے کہ اگر قرآن کی تلاوت کرنے والے
کا دل اُسکی معنی کے تدبیر مین مشغول اور مستغرق ہے تو اُسپر سلام کرنا مکروہ ہے اور جواب کا مستحق
نہین جو شخص دعا مین مشغول ہے اور اُسمین مستغرق ہے دل اُسکا دعا کی طرف متوجہ ہے اُسکو بھی سلام
کرنا مکروہ ہے احرام مین تلبیہ بولنے والے پر بھی سلام کرنا مکروہ ہے لیکن جواب دینا اسکو لازم
ہے فاسق کو سلام کرنا مکروہ ہے بلکہ جو شخص فسق علانیہ کرتا ہے یا گناہ عظیم کا مرتکب ہوکے اُس سے

توبہ نہین کیا ہے یا بدعتی مذہب رکھتا ہو تو اُنکو سلام نکرنا مسنون ہو مگر کچھ عذر رہے یا مفسدی کا اندیشہ رہے
تو اس صورت مین اُنکو سلام کرنا امام نووی نے اذکار مین کہا ظلمہ پر یعنی ظالم اُمرا پر سلام کرنے کیواسطے
مضطر ہوا مثلاً اُنکے روبرو آیا اور سلام نہ کرنے سے اپنے دینی یا دنیوی اُمور مین مفسدہ ہوینگا
اندیشہ ہے تو سلام کرنا ایسا ہی متخاصمین قاضی کے روبرو جب ہوتے ہین تو ایک دوسرے کو سلام
نکرنا معلوم کیجیے متخاصمین دونون ملکے قاضی کو سلام کرین تو اُنکو جواب دینا اگر ایک خصم سلام کیا دوسرا
نہین کیا تو قاضی جواب نہ دینا جب تک دوسرا سلام نکرے اِس مقام مین ضرورت کیواسطے سلام
مین اور جواب مین فاصلہ دراز ہونا معاف ہو یا جسنے سلام نہین کیا ہے اُسکو کہنا تو بھی سلام کیا تو
مین دونون کا جواب دونگا ہمارے بعضے فقہا قاضی کو سلام کا جواب مطلق نہ دینا جایز رکھے ہین لیکن
امام اور غزالی کہتے ہین کہ یہہ قول بعید ہے معلوم کیجیے عورت عورت کو سلام کرنے کا حکم مردون کی مانند (ای استاد و غزالی ۱۲)
ہے عورت مرد آپسمین ایک دوسرے کو سلام کرنے اور جواب دینے مین تفصیل ہے عورت اُسکی بی بی ہے
یا لونڈی ہے یا محرم ہے تو ایک دوسرے کو سلام کرنے مین اور جواب دینے مین مردونکی مانند ہے آپسمین
سلام کرنا مستحب اور جواب دینا واجب ہے اگر پرائی عورت ہو خوبصورت جسپر مفتون ہوینگا اندیشہ ہو تو مرد اسپر سلام نکرنا اگر سلام کیا
تو وہ عورت اسکو جواب دینا جایز نہین اور وہ عورت آپ ابتدا کرکے مرد کو سلام کرنا جائز نہین اگر سلام کی تو مستحق جواب کی نہین بلکہ جواب دینا
مکروہ ہو پرائی عورت بوڑھی ہو اور وہان مفتون ہوینگا اندیشہ نہین تو اُسکو سلام کرنا جایز ہے اور اُسکا جواب دینا لازم
ہے اگر عورتون کی جماعت ہو مرد ایک ہی ہے یا مردون کی جماعت ہو عورت ایک ہی ہے اور
کسی سے فتنہ کا اندیشہ بھی نہین ہے تو ایک دوسرے پر سلام کرنا جایز ہے معلوم کیجیے کفار کو ابتدا
کرکے سلام کرنا ہمارے اکثر فقہا کے پاس حرام ہے امام نووی نے روضہ مین اس پر نقل کی ہے بعضے
کہتے ہین اُنکو ابتدا کرنا حرام نہین بلکہ مکروہ ہے اہل ذمہ اگر ابتدا کرکے سلام کرین تو اُسکے
جواب مین وعلیک یا وعلیکم کہے اس علیک یا علیکم پر واو لانا اور نہ لانا دونون جایز ہین اگر کسیکو
مسلمان سمجھ کر سلام کیا بعد معلوم ہوا کہ وہ کافر ہے تو اُس سے اپنے سلام کو پھیر لینا مستحب ہے
چاہیے اُسکو کہے میرے سلام کو رد کر ذمی کو تحیہ بغیر سلام کے کرنا مثلاً کہنا ہداک اللہ یا انعم اللہ

صباحک یا کہنا صبحت بالخیر والعافیۃ یا بالسعادۃ یا بالعافیۃ یا صبحک اللہ بالسرور یا بالسعادۃ و
النعمۃ یا بالمسرۃ تو کچھ مضایقہ نہین بشرطیکہ اس ابتدا کرنے مین کچھ ضرورت رہے اگر ابتدا کرنیکی احتیاج
نہین ہے تو مختار وجہ مین اسکو کچھ نہ کہنا اور جنہین کسی وجہ سے انکا اکرام ہوتا ہے تو بالکل اسکو
نہ کرنا کیا واسطے ابتدا کرنے مین ان سے کشادہ روئی اور الفت ظاہر کرنا اور ملاطفت کرنا
اور ظاہرا انکی دوستی نمود کرنا پائی جاتی ہے ہم تو انکو کڑے باتین کرنیکے لئے مامور ہین اور انکی دوستی
سے ممنوع ہین اللہ تعالی نے فرمایا ہے لاتجد قوما یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ
ورسولہ یعنی تو نہ پاویگا کوئی لوگ جو ایمان لاتے ہین اللہ پر اور پچھلے دن پر دوستی کرین ایسون سے جو
مخالف ہوا اللہ کے اور اسکے رسول کے معلوم کیجیے مسلمان اور کافر ملکے ہین تو سلام کرنا مستحب ہے
لیکن اس سلام سے مسلمان کا قصد کرنا اگر کسی کافر کو خط لکھنے کا اتفاق ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
ہرقل کو جیسا لکھے تھے ویسا لکھنا سلام علی من اتبع الہدی یعنی سلام ہے اس پر جو پیروی کیا سیدھی
راہ کی معلوم کیجیے سوار پیدل پر چلنے والا بیٹھے ہوئے پر اور تھوڑے لوگ بہت لوگون پر سلام
مین تقدیم کرنا مسنون ہے اسکا خلاف کرنا یعنی مثلا پیدل سوار پر سلام کرنا مکروہ نہین یہہ حکم
راہ مین دو شخص کی ملاقات ہونیکی صورت مین ہے بیٹھے سو شخص پاس کوئی آیا تو آنے والے کو
ابتدا کرنا مسنون ہے پھر چھوٹا ہو یا بڑا تھوڑے ہو یا بہت معلوم کیجیے ایک شخص ایک جماعت سے
ملا سوا اس جماعت سے کسی کو سلام سے مخصوص کرنا مکروہ ہے کوئی شخص بازار مین یا شاہ راہ مین کہ جہان
لوگون کی اکثر ملاقات ہوا کرتی ہے تو ایسی جگہہ مین بعضون پر سلام کرنا کافی ہے کوئی شخص تھوڑی
جماعت پاس آکے سلام کیا تو ایک ہی سلام سبکو کفایت کرتا ہے ان سے بعضون کو دوسرا سلام
کرنا آداب سے ہے پھر ان جماعت سے ایک شخص کا جواب دینا کافی ہے جو پھر سے لوگون کا بھی جواب
دینا آداب سے ہے بڑی جماعت پاس جیسے جامع مسجد ہے یا مجلس علم ہے کہ جہان ایک سلام کرنا
سب کی جماعت مین نہین آتا ہے تو آنے والا پہلے جن سے ملاقات کرتا ہے انپر سلام کرنا کافی
ہے اسکا آواز جتنے لوگ سنتے ہین ان بعضون سے جواب جو فرض کفایہ ہے تعلق پکڑا پھر انہین کے

پاس بیٹھا تو جو لوگ اُسکا سلام نہین سُنے ہین اُنپر سلام کرنیکا حق ساقط ہوا اگر اُس جماعت مین نہ بیٹھکے
دوسری جماعت مین جو اُسکا سلام نہین سُنی ہے آکے بیٹھا تو جو لوگ اُسکا سلام نہین سُنے ہین اُنپر
سلام کرنے کی سنت باقی ہے اس صورت مین پہلی جماعت پر جواب جو واجب ہے دوسری جماعت کے
جواب سے ساقط نہوگا معلوم کیجیے کوئی شخص اپنے گھر مین جاوے تو سلام کرے اور کہے السلام علیکم اہل البیت
ورحمة اللہ وبرکاتہ اپنے گھر مین یا غیر کے گھر مین یا مسجد مین جاوے اور وہان کوئی نہین ہے تو بھی سلام
کرنا مستحب ہے ایسا کہنا السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین معلوم کیجیے لوگون مین بیٹھے بعد جاتے وقت
بھی اُنپر سلام کرنا مسنون ہے اور یہ اُنکا جواب دینا واجب ہے معلوم کیجیے سلام کرنے والے کو گھمنڈ
ہوا کہ مین نے اسکو سلام کیا تو جواب نہ دیگا سو ایسے گمان سے سلام کو ترک نہ کرنا بلکہ سلام کرنا اگر
کسی کو سلام کیا اور سلام کے شروط پائے جانے سے جواب دینا اُسکے ذمہ پر لازم آیا لیکن جواب نہین دیا
تو سلام کرنے والا اُسکو حلال کر دینا مستحب ہے یعنی یون کہنا تیرے ذمہ پر سلام کا حق جو تھا اُس سے
مین نے تجھکو معاف کر دیا یا تجھکو حل کر دیا کوئی شخص سلام کا جواب نہ دیوے تو مستحب ہے کہ اسکو ملاطفت
کے ساتھ کہنا کہ سلام کا جواب دینا فرض ہے تجھکو جواب دینا سزاوار ہے تا فرض تیرے ذمہ سے ساقط
ہووے معلوم کیجیے عرب کا دستور ہے حمام سے نکلنے والے کو طاب حمامک کہتے ہین کسی سے ملاقات ہو تو صبحک اللہ
بالخیر یا بالسعادة یا قواک اللہ یا لا اوحشک اللہ کہتے ہین سو اُسکو کچھ اصل نہین ایسا کہنے والا جواب کا
مستحق نہین ہوتا دوستی کی راہ کرتے دعا کرے اور جواب مین مثلاً ادام اللہ لک النعیم کہے تو مستحسن
ہے سلام نہ کرکے ایسے الفاظ کہنے کی وجہ سے اوسکو ادب سکھانیکے لحاظ کرتے ایسے الفاظ کہا کرتے اسکو
ادب سکھانیکا لحاظ کرتے کچھ نہ کہنا بھی مستحسن ہے اطال اللہ بقاءک کہکے تحیہ کرنا بعضون کے پاس مکروہ
ہے لیکن اذرعی نے کہا کوئی دیندار شخص یا عالم یا حاکم عادل کو اسطرح سے تحیہ کرنا قربت ہے اُن کے
غیر کو کہنا مکروہ یا حرام ہے یعنی مثلاً فاسق کو کہنا مکروہ ہے ظالم یا کافر کو کہنا حرام ہے ابن ابی الدم
کے کلام سے بھی ایسا ہی پایا جاتا ہے شیخ زکریا الانصاری نے بھی اُسکو مسلم رکھا ہے معلوم کیجیے اذن
مین حرف تردید یعنی اَو کا لفظ جو آیا ہے اُسمین اختیار ہے واجب دو امرین سے ایک امر ہے

یا تو اُس سے احسن جواب دینا یا اس نے جتنا کہا ہے اُتنا ہی رد کرنا حسن بصری سے منقول ہے کہا سلام
کرنے والیکو احسن جواب دینا مسلمانون کے لئے ہے ویسا ہی رد کرنا اہل کتاب کے لئے ہے سفیان بن عیینہ
کہتا ہے تحیہ کو رد کرنے کا امر فقط سلام مین ہی نہین ہے بلکہ سب چیزون مین ہے کوئی شخص کچھ بھی احسان
کرے تو اُسکا بدلہ کرنا بدل نہین ہو سکتا ہے تو احسان کرنیوالے کو دعا دینا یا اُسکی ثنا کرنا اِنَّ اللّٰهَ
كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ۵ مقرر اللہ ہے ہر چیز کا حساب کرنے والا حسیب یا محاسب کی معنی سے ہے
یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے سب چیزون کا حساب لیگا اور اُس پر جزا دیگا یا کافی کی معنی سے ہے یعنی اللہ تعالیٰ
تمہارے اعمال کی جزا دینے کو بس ہے اُسکے امر کا خلاف کرنے سے ڈرتے رہو اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ اللہ ہے اُسکے سوائے کوئی معبود نہین البتہ
تمکو جمع کریگا قیامت کے دن کہ جسمین شک نہین لفظ اللہ مبتدا ہے جملہ لا الہ الا ہو کا اُسکی خبر ہے لیجمعنکم مین
لام جواب ہے محذوف قسم کا اسکی تقدیر واللہ لیجمعنکم یعنی اللہ کی قسم البتہ تمکو اللہ جمع کریگا قسم کا جملہ یا تو
مستانفہ ہے یا اُسی مبتدا کی دوسری خبر ہے یا مبتدا کی خبر یہی جملہ ہے اور لا الہ الا ہو کا جملہ معترضہ
ہے کلمہ اِلیٰ کا یا فی کی معنی سے ہے یعنی اللہ تعالیٰ تمکو قیامت مین جمع کریگا یا لیجمعنکم یحشرنکم کی معنی کو
متضمن ہے اس لئے اسکو اِلیٰ سے تعدیہ کیا یعنی اللہ تعالیٰ تمکو جلا دیگا قیامت کے دن یا اللہ تعالیٰ تمکو جمع
کریگا مرنے مین اور قبرون مین رہنے قیامت تک یعنی جسدن قبرون سے جی اُٹھینگے اور محاسبہ کے واسطے
اکٹھے ہونگے قیامت مشتق قیام سے ہے قیام کی معنی کھڑے ہونا اس دن کا نام قیامت ہوا کیا واسطے
لوگ مرنیکے بعد قبرون سے اُس دن کھڑے ہونگے یا اُس دن حساب کے واسطے کھڑے ہونگے وَمَنْ
اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ۵ اور اللہ سے کون زیادہ سچا ہے بات مین یہہ استفہام انکاری ہے
یعنی اللہ کی بات سے سچی کسی کی بات نہین قیامت آئیگی کرکے جو بولا سچ ہے اسمین کچھ شک نہین خازن
مین کہا جو لوگ بعث کے منکر تھے اُنکے رد مین یہہ آیت نازل ہوئی امام رازی کے کلام سے ظاہر ہوا
کہ یہہ اوپر کی آیت کا ہی تتمہ ہے کیا واسطے سلام کرنا دلیل ایمان کی اور اسلام کی ہے جو شخص سلام کیا تو
اسکا جواب اُس سے بہتر کہنا امر یہہ کہ اُسکے ساتھ بدی سے پیش آوے پھر اُسکی تاکید واسطے ان اللہ کان الآیہ

انصف و ۴

کہا پھر اُسی تاکید کے مبالغے واسطے اِس آیت کو ذکر کیا کسواسطے کہ اللہ تعالی کی توحید کو عدل کرنا لازم ہے
اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ مین توحید کی طرف اشارہ کیا لیجمعنکم مین عدل کی طرف اشارہ کیا یعنی اسکا حکم اور حکمت کی
مقتضی ہے کہ اولین و آخرین کو ایکدن جمع کرنا ظالم سے مظلوم کا انصاف لینا اس جملے مین کمال تہدید
نکلی فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ پھر تمکو کیا ہوا ہے منافقون کے واسطے دو فرقے ہو رہے ہو اس
آیت کی شان نزول مین اختلاف ہے بعضون نے کہا اُحد کے دن منافق جنگ کیواسطے نہ آکے جو
ٹھہر گئے اُنکے حق مین مسلمانون کے دو فرقے ہوئے بعضے کہے یا رسول اللہ اُنکو قتل کر وہ منافق ہین
بعضے کہے اُنسے درگذرو وے اسلام کا کلمہ کہتے ہین امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی
زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کی طرف نکلے سو چند لوگ
حضرت کے ہمراہ نکل کے پلٹ گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ دو فرقے ہوئے ایک فرقے کہنے لگا
اُنکو قتل کرنا ایک فرقہ نے کہا قتل نہ کرنا تب اللہ تعالی اس آیت کو نازل کیا فما لکم فی المنافقین
فئتین الآیہ تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یہہ شہر یعنی مدینہ طیبہ ہے خبث کو یعنی پلیدون کو
نکالتا ہے جیسی آتش روپے کے خبث کو یعنی پلیدی کو نکالتی ہے بعضے کہتے ہین چند لوگ مکہ مین اسلام کا
کلمہ پڑھے لیکن مشرکون کی سہائی اور پشتی لیتے تھے سو کسی کام کیواسطے مکہ سے نکلے اور کہے محمد
کے لوگ ہمسے ملے تو ہمکو اُن سے کچھ اندیشہ نہین پھر مسلمانون کو اُنکے نکلنے کی خبر پہنچی سو ایک
جماعت کہی چلو جاکے ان خبیثون کو قتل کرین وے ہمارے دشمنون کی اعانت کرتے ہین دوسری جماعت بھی
کہی جو لوگ ہمارا کلمہ پڑھتے ہین اُنکو کیسا قتل کرتے ہو کیا وے اپنے وطن کو نہین چھوڑے اور ہجرت
نہین کرنے سے اُنکو قتل کرتے ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ساکت تھے کسی فریق کو کچھ نہ فرمائے پھر اللہ تعالے
نے اِس آیت کو نازل کیا اسکو ابن جریر اور ابن ابی حاتم عطیۃ العوفی کی طرف سے ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے روایت کئے ہین بعضے کہتے ہین عرب کی ایک جماعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ کو آکر
ایمان لائی مدینہ کی ہوا اُنکو موافق نہ آئی اُنکو تپ آنے لگی سو مدینے سے بھاگے راہ مین مسلمانون کی
ایک جماعت اُن سے ملی اور پوچھی تم کیا واسطے نکلے ہو وہ کہے ہمکو مدینہ کی ہوا موافق نہ آئی مسلمان

کہے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کرنا تمہیں نہیں تھا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سختیون
کو سہکر وہان رہتے ہین تم بھی حضرت کی اقتدا کرکے وہان کیا واسطے نہین رہے پھر بعضے مسلمان کہنے لگے
یہہ منافق ہین بعضے کہے منافق نہین بلکہ وہ مسلمان ہین تب اللہ تعالی نے اس آیت کو نازل کی اسکو امام احمد نے عبد الرحمن بن
عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے لیکن اسکی سند منقطع ہے اس آیت کی شان نزول مین اور بھی
قول کتب تفسیر مین مذکور ہین فما لکم مین ما کا لفظ استفہام انکاری کیواسطے ہے یعنی انکے کفر مین کیا واسطے
تم اختلاف کرتے ہو انکا کفر اور نفاق ظاہر ہے انکے حال مین اختلاف کرنیکی جگہہ باقی نہین وے کافر ہین
اسکا قطعی یقین کیجیے وَاللّٰهُ اَرْکَسَهُمْ بِمَا کَسَبُوْا اور اللہ نے انکو الٹ دیا انکے کامون پر ارکس
ماضی کا صیغہ ہے باب افعال سے معنی سے رکس کے رکس کی معنی چیز کو الٹ دینا اوندھی کر دینا
یہان اس سے رد کرنا مراد ہے یعنی اللہ تعالی نے انکو بسبب انکے کفر کے مسلمانون کے ساتھ شریک
ہوکے جنگ کرنے سے رد کیا اور پھیر دیا شان نزول کی پہلی وجہ کے دیکھتے یہہ معنی مناسب ہے دوسری
وجہ کے دیکھتے معنی یون ہوگی وے کفر کو ظاہر کرنیکے سبب سے اللہ تعالی نے انکو کفار کے حکم کی طرف جو
ذلت وخواری اور قتل اور بندی پکڑنا ہے پھیر دیا اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ
کیا تم چاہتے ہو راہ پر لانا جسکو اللہ تعالی نے بچلا دیا یہہ استفہام بھی انکار اور توبیخ کیواسطے ہی اور خطاب
اس جماعت کو ہی جنھون نے انکو مومن جانا یعنی یہہ منافق جنکو اللہ تعالی نے (گمراہ کر دیا) گمراہ کیا ہے کیا تم انکو راہ پر لانا
چاہتے ہو لا سکتے ہو وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِیْلًا اور جسکو اللہ گمراہ کرے پھر تو نہ پاوے اسکے واسطے کہین راہ یعنی
راہ کہ جس سے اسکو ہدایت ہو وَدُّوْا لَوْ تَکْفُرُوْنَ کَمَا کَفَرُوْا فَتَکُوْنُوْنَ سَوَآءً اور چاہتے ہین کہ تم بھی کافر ہو جیسے وے کافر
ہوے پھر سب برابر ہو جاو یعنی وہ لوگ جو ایمان سے پھر گئے ہین اور کفر مین جا پھنسے ہین انکی یہہ آرزو ہے کہ تم مسلمان بھی کافر ہون پھر وہ اور تم سب یکسے ہین برابر ہون
فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِیَآءَ حَتّٰی یُهَاجِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ سو تم انہی سے کسیکو مت پکڑو دوست یہان تک کہ وطن
چھوڑ دین اللہ کی راہ مین فلا تتخذوا کا جملہ محذوف شرط کا جواب ہے اسکی تقدیر یون ہے اذا
کان حالہم ما ذکر من وداد کفرکم فلا توالوہم یعنی انکا حال جب ایسا ہوا کہ وے اپنے کفر کو دوست
رکھتے ہین تو تم ان سے دوستی مت رکھو مخاطبین جمع رہنے سے اولیاء کو جمع لایا اور اس سے

ہر ہر فرد مراد ہے یعنی تمہارے مین کا کوئی شخص انمین کے کسی کو اپنا دوست نہ کرے ہجرت سے
اس جگہ جنگ کے واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلنا مراد ہے معلوم کیجئے ہجرت تین وجہ
پر ہے پہلی وجہ مکہ سے نکل کر مدینہ کو آنا یہہ ہجرت ابتدا اسلام مین فرض تھی فتح مکہ کے بعد اُسکی
فرضیت منسوخ ہوئی دوسری وجہ نفاق سے یہہ ہجرت ایسی ہے کہ وہ شخص کا فرون سے جنگ کرنیکے
واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صابر اور محتسب ہو کے نکلنا یعنی محض اللہ کے یہان ثواب ملنے
نکلنا اس نکلنے سے اُس شخص کو کوئی دینوی غرض نہ رہنا اس آیت مین یہی ہجرت مراد ہے
تیسری ہجرت اللہ تعالی جن چیزون سے نہی کیا ہے اُن سے باز آنا صحیح حدیث مین آیا ہے
المہاجر مَن ہجر ما نہی اللہ عنہ یعنی مہاجر وہ ہے جو چھوڑتا ہے اُن چیزون کو کہ جس سے اللہ تعالے
نہی کیا ہے امام رازی نے کہا ہجرت مین یہہ تینون امر معتبر رہنے سے اللہ تعالی نے عام لفظ کو ذکر
کیا اور فرمایا حتی یہاجروا تا تینون قسم کی ہجرت کو شامل رہے پھر اس پر اختصار نہ کرکے ہجرت کو
فی سبیل اللہ رہنے کا قید لگایا گیا واسطے دار کفر سے دار اسلام کی طرف اور منہیات سے ماموراۃ کی طرف
ہجرت کرنی کبھی دنیا کی غرض کے واسطے بھی رہتی ہے سوان ہجرتون کو اعتبار نہین معتبر ہجرت وہ ہے
جو امر الٰہی کے واسطے رہے فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ
پھر اگر منہہ موڑین یعنی قبول نہ رکھین تو تم انکو پکڑو اور مار ڈالو جہان پاؤ یعنی وے منافق اسلام سے
اور ہجرت کرنے سے کنارہ کشی کرین اور مسلمانون کے ساتھ خلوص دل اور خیر خواہی کی راہ سے
شریک ہو کر جہاد کرنے سے منہہ موڑین تو اے مومنو تم انکو پکڑو یعنی اسیر کرو اور اُن کو جہان
پاؤگے حل مین ہو یا حرم مین قتل کرو وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ اور نہ ٹھہراؤ
ان مین کسیکو دوست اور نہ مددگار یعنی ایسی حالت مین اُن منافقون کی دوستی نہ کرو اور اپنے
دشمنون پر اُن سے کمک نہ چاہو معلوم کیجئے یہہ حکم جملہ منافقون کا نہین کیا واسطے کہ وے اسلام
کا کلمہ پڑھتے تھے اور ظاہر مین اسلام کے احکام کو قبول کرتے تھے بلکہ حکم مخصوص منافقون کا ہے جو مرتد
ہوے تھے اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ مگر وے

جا مل رہے ہین ایک قوم سے کہ تمھارے اور اُن کے درمیان عہد ہو اوپر کی آیت مین منافقون کے
اسیری اور قتل کا حکم جو کیا تھا اس سے ایک فرقہ کو استثنا کیا کہ اُن کو اسیر اور قتل نکرنا آیت کا
مضمون یہہ ہے تمھارے اور ایک قوم کے درمیان عہد جو ہوا ہے اُنکے ساتھ یہہ منافق وصل کرین
یعنی اُنکے پاس جا کے پناہ لیوین اور اُن سے عہد کرین تو اُنکو اسیر اور قتل نکرنا کیا واسطے اس حالت مین
وے منافق بھی ان قوم کے شریک رہنے سے تمھارے عہد مین داخل ہوے یہہ استثناء ولیًّا ونصیرًا
سے نہین کس واسطے اس سے استثناء ڈالے تو معنی یون ہوگی کافرون سے کسیکو اپنا دوست اور مددگار مت
ٹھہراؤ مگر اُنکو جو تمھارے اور اُنکے درمیان عہد ہوا ہے اُن سے دوستی کرے تو اُن سے تم دوستی
کرو یہہ بات صحیح نہین کیا واسطے اُنکی دوستی مطلق حرام ہے کسی حالت مین جائز نہین ابن جریر اور
ابن ابی حاتم عکرمہ کی طریق سے روایت کیے ہین اُس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے
کہے کہ الا الذین یصلون الی قوم بینکم وبینہم میثاق کی آیت شان مین ہلال بن عویمر الاسلمی اور سراقہ
بن مالک المدلجی اور بنی جذیمہ بن عامر بن عبد مناف کی شان مین نازل ہوئی ابن ابی شیبہ اور
ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور ابو نعیم دلایل النبوۃ مین حسن بصری سے روایت کیے ہین اُسنے کہا
سراقہ بن مالک المدلجی رضی اللہ عنہ نے ہمکو کہا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے اور احد کے لوگون پر
غالب ہوے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش پر غلبہ ہوا اور اطراف کے لوگ مسلمان ہوے مجھکو خبر پہنچی کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم خالد بن الولید کو بنی مدلج سے جنگ کرنے روانہ کرتے ہین سو مین نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس آکے کہا مین آپ سے احسان چاہتا ہون صحابہ اُسکو چپ چپ کر کے کہنے لگے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کہے اُسکو چھوڑ دو اور فرمائے کیا چاہتا ہے سراقہ نے کہا مین سنا ہون کہ آپ میرے قوم پر
فوج کو روانہ کرنا چاہتے ہین میری عرض یہہ ہے آپ اُنکو قول دینا کہ جب قریش اسلام لانیگے وے
بھی اسلام لانیگے اگر قریش اسلام نہ لاوینگے تو آپ کی قوم کے دل اُن کی عداوت پر نہ آوین نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن الولید کا ہاتھ پکڑ کے کہے تم اِسکے ساتھ جاکے مصالحت کرو پھر خالد
بن الولید رضی اللہ عنہ جا کے اُن کے ساتھ مصالحت کیے ابن منذر کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی جنگ کرنے آوے

تم اُسکی اعانت نہ کرنا قریش اسلام لائین تو تم بھی اسلام لانا تمھارے پاس کوئی لوگ آکے
تمھارے سے دوستی کرین تو تم سے جو عہد ہے اُن سے بھی وہی عہد ہے اسی پر اللہ تعالی نے ودوا
لو تکفرون کما کفروا کی آیت الا الذین یصلون الی قوم بینکم وبینہم میثاق تک نازل کی سو بنی مدلج کے
ساتھ جو شخص ملتا تو بنی مدلج سے جو عہد تھا اُسکے ساتھ بھی وہی عہد ہوتا معلوم کیجیے سراقہ بن مالک وہ
شخص ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے وقت غار سے نکل کے مدینہ کی راہ لئے تو حضرت کو اسیر کرنے
آیا تھا جب اُسکے گھوڑے کے پیر زمین مین دھنس گئے عاجز ہو کے حضرت سے امان مانگا حضرت اُسکو
امن کا کاغذ لکھوا دیئے بغوی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بن سند کے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم مکہ کو جانیکے وقت ہلال بن عویمر الاسلمی سے مصالحت کیے کہ تم نہ اپنی اعانت کرنا اور
نہ اپنے سے جنگ کو کوئی آوے تو اسکی اعانت کرنا اور ہلال کے پاس اُسکی قوم اور کوئی آکے
پناہ لیوے تو اُن کے ساتھ بھی وہی عہد ہے جو ہلال کے ساتھ ہوا ہے ضحاک نے ابن عباس سے
نقل کیا ہے کہ اس قوم سے بنی بکر بن زید مناۃ مراد ہین جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مصالحت کئے
تھے مقاتل نے کہا ہے اس قوم سے خزاعہ مراد ہین اَوْ جَاءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ
يُقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ یا آئے ہین تمھارے پاس خفا ہو گئے ہین اُنکے دل تمھارے ساتھ
لڑنے سے یا اپنی قوم کے ساتھ لڑنے سے یعنی تمھارے سے اور اپنی قوم سے لڑنے کو بچا کے تمھارے
پاس آئے ہین او جاؤکم کے عطف مین دو احتمال ہین ایک احتمال جاؤکم کا عطف یصلون پر ہے
اور یہہ جملہ بھی الذین کا صلہ ہے تقدیر یون ہے الا الذین جاؤکم حصرت صدورہم معنی یون ہے
اور مگر وے لوگ جو آئے تمھارے پاس جس حال مین کہ اُن کے دل تنگ ہو گئی ہین اس تقدیر پر
اوپر کے حکم سے دو فریق کو استثنا کیا ایک فریق جو معاہدین کے پاس آکے پناہ لیتے ہین دوسری
فریق جنگ سے تنگ ہو کر مسلمانون کے پاس آئے ہین سو اُنکو بھی قتل نہ کرنا دوسری احتمال او جاؤکم کا
عطف بینکم وبینہم میثاق پر ہے اور یہہ جملہ بھی قوم کی صفت ہے تقدیر یون ہے الا الذین یصلون الی
قوم بینکم وبینہم میثاق او یصلون الی قوم حصرت صدورہم فلا یقاتلونکم یعنی مگر وے جو مل رہے ہین ایک قوم

کہ تمہارے اور اُن کے درمیان عہد ہے یا مل رہتے ہین ایک قوم سے کہ جنکے دل تنگ ہونے سے
لڑائی نہین کرتے اس تقدیر پر استثنا ایک ہی فریق کی ہے لیکن انکی صفت پناہ لینے والے
کے نظر کرتے مختلف ہوتی ہے امام رازی وغیرہ اکثر مفسرین پہلی احتمال کو ہی ترجیح دیتے ہین
جملہ حصرت صدورہم کا جاؤکی ضمیر کا حال ہے اور قد کا لفظ مقدر ہے تقدیر اُسکی قد حصرت
صدورہم ہے بعضے کہتے ہین بن تقدیر کی بھی وہ حال ہے کیا واسطے ماضی کا جملہ بن تقدیر قد کے
اکثر حال پڑتا ہے بعضے کہتے ہین یہہ جملہ جاؤکم کے جملہ سے بدل ہے پہلے جاؤکم سے خبر دیا بعد حصرت صدورہم سے
خبر دیا حصرت کی معنی ضاقت کی ہے یعنی اُنکے دل تنگ ہوے یعنی جنگ سے راضی نہین نہ مسلمانون سے نہ کافرون سے
مسلمانون سے جنگ نہین کرتے کیا واسطے مسلمانون کے اور انکے درمیان عہد ہے اپنی قوم سے جنگ نہین
کرتے کیا واسطے انکے ساتھ قرابت اور دوستی ہے معلوم کیجئے یہہ فرقے جنکو اللہ تعالی نے استثنا کیا ہے
وے کفار ہین اللہ تعالی کافرون کے قتل کو واجب کیا مگر جو کافر عہد کرے یا جنگ کو ترک کرے تو
اسکو قتل نہ کرنا لیکن آیت السیف سے یہہ حکم منسوخ ہوا کافر کہ جس سے عہد نہین ہوا ہے جنگ
نہ کرنیکی صورت مین بھی اسکو قتل کرنا جائز ہے وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ
اور اگر اللہ چاہتا تو البتہ تمپر انکو مسلط کرتا پھر البتہ تم سے لڑتے اللہ تعالی اپنی منت جو مومنون پر
ہے اسکو اس جملہ مین بیان کیا اور جن کفار سے جنگ نہ کرنیکا حکم کیا ہے اُنسے جنگ نہ کرنیکی ترغیب دیا
یعنی اُن سے جنگ نہ کرنیکا حکم جو ہوا ہے اُسکو تم قبول کرنا وے تمہارے سے جنگ نہین کرتے سو اُسکو
اللہ کا فضل سمجھنا کیا واسطے اللہ نے اُنکے دلون مین رعب ڈالا ہے اس لئے وے جنگ سے باز رہے ہین
اللہ تعالی چاہتا تو تم پر انکو مسلط کرتا اور اُنکے دلون کو قوی کرتا رعب کو نکال دیتا تو وے تم سے
جنگ کرنے پر مستعد ہوتے فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا
جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا پھر اگر وے لوگ تم سے کنارہ پکڑین سو تمہارے سے نہ لڑین اور
تمہارے سے صلح ڈالین تو اللہ نے نہین ڈالا تم کو انکی طرف راہ یعنی جو لوگ کنارہ کشی کرین اور تمہارے
سے نہ لڑین اور تمہارے سے صلح کا پیغام بھیجین تو تمکو انکی طرف راہ نہین یعنی تمکو اُنسے جنگ کرنیکا اذن نہین

تم انکے نام کو نہ جانا اور اُنسے جنگ نہ کرنا اور انکو بند مین نہ لانا بعضے مفسرین کہتے ہین یہہ آیت آیت السیف سے منسوخ ہے یعنی اُقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم اس قول پر القوا الیکم السلم سے مراد صلح کا پیغام کرنا ہے اور امان سے راضی ہونا لیکن ہنوز صلح منعقد نہین ہوئی ہے یہہ تاویل کرنا ضرور ہے کیواسطے کہ جب صلح منعقد ہو گئی تو ان سے جنگ کرنا جایز نہین بعضے کہتے ہین آیت منسوخ نہین بلکہ محکم ہے یہہ لوگ القوا الیکم السلم سے صلح منعقد ہونا مراد لیتے ہین سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِیْنَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّاْمَنُوْکُمْ وَیَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا اب تم پاوگے ایک اور لوگ جاہتے ہین کہ امن مین رہین تم سے اور امن مین رہین اپنی قوم سے جس بار ملائے جاتے ہین فساد کرنیکو اُلٹ جاتے ہین اُسمین یعنی جب کفار اُنکو شرک کی طرف بلاوین تو اُنکے شریک ہو جاتے ہین کلبی نے ابو صالح سے روایت کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہے اِن لوگون سے اسد اور غطفان کا قبیلہ مراد ہے مدینہ کے اطراف مین رہتے تھے ظاہر مین اپنے کو مسلمان بتاتے تھے دل سے ایمان نہین لائے تھے انکی قوم والے اُن سے کسیکو پوچھتے کس پر تونے ایمان لایا تو کہتا مین اس بندر اور ریچھ اور خنفسا پر ایمان لایا مسلمانون سے ملے تو کہتا مین تمہارے دین پر ہون ضحاک نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہہ لوگ بنی عبد الدار سے تھے انکی صفت ایسی ہی تھی اپنا ایمان ظاہر کرتے اس سے انکا ارادہ یہہ رہتا مسلمانون سے امن مین رہنا تا مسلمان انکے متعرض نہون اپنی قوم سے بھی امن مین رہنا تا قوم انکے متعرض نہو فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ پھر اگر وے تم سے کنارہ نکرین اور تم سے صلح نہ ڈالین اور اپنے ہاتھ نروکین تو انکو پکڑو یعنی اسیر کرو اور مار ڈالو جہان پاو ہاتھ نہ روکنے سے جنگ کرنا مراد ہے وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۔ اور اُنپر تمکو دی ہمنے سند صریح یعنی اُس صفت پر جو لوگ ہون انکو اسیر کرنے اور مارنے کیواسطے تمکو دلیل ظاہر ہے بعضے کہتے ہین صریح دلیل سے مراد انکی عداوت ظاہر ہونا اور دغا کا فریبی ہر حال تمکو معلوم ہونا پھر اب تمکو ان سے جنگ کرنے کی دلیل ظاہر ہے وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا اور مسلمان کا کام

ع ۴

نہین کہ مار ڈالے مسلمان کو مگر چوک کر مفسرین کہتے ہین یہہ آیت عیاش بن ابی ربیعۃ المخزومی کی شان
مین نازل ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو ہجرت کرنے کے قبل عیاش آکے ایمان لایا اور اپنے
اسلام کا لوگون مین چرچا ہونیکے اندیشہ سے بھاگ کر مدینہ کو گیا وہان کی کسی گڑھی مین چھپکے رہنے لگا
عیاش کی والدہ اپنے لڑکے کے غم مین کھانا پینا چھوڑ دی اور اپنے دوسرے فرزندونکو جنکا نام حارث
بن ہشام اور ابوجہل بن ہشام تھا کہی عیاش کو جب تک تم ڈھونڈھکے لاؤگے مجھ پر کھانا پینا اور گھر
مین رہنا حرام ہے حارث اور ابوجہل عیاش کے اخیافی بھائی تھے سو اسکی تلاش مین یہہ دونون نکلے
حارث بن زید بن انیسہ یا انیسہ قرشی عامری جو بنی معیص بن عامر بن لوی سے تھا ان دونونکے
ساتھ ہوا یہہ تینون مدینہ کو آئے عیاش کسی گڑھی مین تھا اسکو دیکھکے کہے تیری مان کو نہایت غم
ہے قسم کھائی ہے تیرے بن آئیکے کھانا پانی کچھ نہین کھاؤنگی اب تو ہمارے ساتھ چل تیرے لیے ہم عہد کرتے ہین
تجکو اس دین سے منع نہین کرینگے اور تیرے سے ہرگز بدسلوک نہ کرینگے عیاش اپنی مان کا احوال
سنکے اور انکے قول و قرار لیکے گڑھی سے اترا اور انکے ہمراہ ہوا مدینہ سے باہر ہوتے ہی اسکو
تسمون سے باندھے اور ہر ایک شخص سو سو کوڑا مارا اور اسکو اسکی مان کے پاس لائے مان نے کہی تو
جب تک اس دین کو نہ چھوڑیگا مین تیرے بندن نہ کھولونگی اور اسکو دھوپ مین ڈالی عیاش لاچار
ہوکے اسکی بات مانا غرض ایکدن حارث بن زید عیاش سے ملکے کہا یہہ دین جسکو تونے اختیار کیا تھا
اگر حق تھا تو حق کو تونے چھوڑا اگر باطل تھا تو باطل کو تونے اختیار کیا تھا عیاش غصہ ہوکے کہا واللہ
مین تجکو اکیلا پاؤن تو تجکو قتل کرونگا الحاصل عیاش مدتون اسی حالت مین تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اسکو مشرکون کے ہاتھ سے نجات ہونے کیواسطے نماز مین دعاء قنوت پڑھتے وقت دعا مانگا کرتے
عیاش نے قابو کے وقت ایمان لاکے مدینہ کو ہجرت کی حارث بن زید نے بھی ایمان لاکے ہجرت کی
لیکن عیاش کو اس امر کی اطلاع نہین تھی ایکدن عیاش نے قبا کے پیچھے انہین حارث کو دیکھا سو انکو قتل کر دیا
لوگ یہ دیکھے سو کہنے لگے ای عیاش تو کیا کیا وہ مسلمان تھا پھر عیاش پچھتاکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
حاضر ہوکے کہا یا رسول اللہ میرے اور حارث کے درمیان جو ماجرا تھا آپکو ظاہر ہے مجھے اسکا اسلام لانا

مجھکو معلوم نہین تھا مین نے نہ جانکے اُسکو قتل کیا پھر یہہ آیت نازل ہوئی ابن جریر نے ابن زید سے روایت
کی ہے کہ یہہ آیت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی شان مین نازل ہوئی ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کسی فوج
کی ٹکری مین تھے سو قضاء حاجت واسطے پہاڑون مین گئے وہان ایک شخص مخالف کا اپنے بکریون کو لیکے
تھا ابو الدرداء تلوار کھینچ کے اس پر حملہ کئے وہ شخص تلوار دیکھ کے لا الہ الا اللہ کہا باین ابو الدرداء
اُسکو قتل کئے اور اُسکے بکریان ہانک لائے پھر انکو اس بات کی خلش ہونے لگی سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
عرض کئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اُسکا دل چیر کے تو کیون نہین دیکھا یعنی وہ شخص یہہ کلمہ دل سے
کہتا تھا یا نہین سو دل چیر کے دیکھتا تو معلوم ہوتا ابو الدرداء عرض کئے یا رسول اللہ دل چیر کے دیکھتے
تو کیا معلوم ہوتا بجز خون اور پانی کے اور کچھ نہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے پھر وہ تو اپنی زبان سے
خبر دے چکا تھا یعنی اُس شخص کا زبان سے اقرار کرنا اُسکے ایمان کو کافی ہے پھر تو کیا واسطے اُسکی
تصدیق نہین کی ابو الدرداء کہے کیف بی یا رسول اللہ یعنی یا رسول اللہ میرا کیا حال تو نبی صلی اللہ علیہ
وسلم فرمائے فکیف بلا الہ الا اللہ یعنی لا الہ الا اللہ کو کیا کریگا ابو الدرداء پھر کہے کیف بی یا رسول اللہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے فکیف بلا الہ الا اللہ ابو الدرداء کہے یہانتک مین نے آرزو کیا کہ مین
ابھی ایمان لاتا تھا پھر یہہ آیت نازل ہوئی رویانی اور ابن مندہ اور ابو نعیم کتاب المعرفہ مین بکر
بن حارثہ الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک فوج کی ٹکری روانہ
کئے مین بھی اُسمین تھا ہمارا اور مشرکون کا مقابلہ ہوا مین نے مشرکون کے ایک شخص پر حملہ کیا اُس نے
اسلام لا کے میرے سے پناہ چاہا اور مین نے اُسکو مار ڈالا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم میرے پر غصہ ہوئے اور مجھکو دور کئے بعد اللہ تعالی نے اخیر آیت کو نازل کیا تو حضور
میرے سے راضی ہوئے اور مجھکو اپنے سے نزدیک کئے بندہ عاصی کہتا ہے ان سب روایتون کی
صحت کی تقدیر مین ان سبکے مقدمون مین آیت نازل ہوئی ہو وما کان لمؤمن کی تفسیر مین
دو وجہ ہین ایک وجہ یہہ کہ مؤمن کو اللہ تعالی کی طرف سے عہد خبر ہے اور اسکو احکام جو آگے
ہین اُس عہد مین مومن کا قتل جائز نہین کرکے ثابت ہے دوسری توجیہ مؤمن کا لائق نہین

دولابی

رہنے سے الف ان باقی رہتا ہے اور جسکے زوال سے زایل ہوتا ہے سو گردن جز اعظم ہوئی اُسکو ذکر کیا اور اُس سے اُسکی ذات کا ارادہ کیا اُسکو مومنہ سے وصف کیا رقبہ مومنہ سے وہ رقبہ مراد ہے جسپر فقہا اسلام کا اطلاق کرتے ہین دیۃ کا اصل ودیا تھا وہ ودی یودی کا مصدر ہے داو کو حذف کرکے آخر مین تا کو عوض لاکے دیہ کہا ہے اسکی اصل معنی اپنے ذمہ پر بیسا جو ہے اُسکو پہنچانا بعدہ خون کے بدلے مین جو پیسا دیتے ہین یعنی خون بہا مین استعمال کئے اہل سے مراد وہ لوگ ہین جو میت کے مال کے وارث ہوتے ہین یصدقوا کا اصل یتصدقوا تھا تا کو صاد سے بدل کرکے صاد کو صاد مین ادغام کئے تصدق سے عفو کرنا مراد ہے یعنی قتیل کے ورثہ دیت معاف کردین تو اُسوقت دیت نہین معلوم کیجئے خطا سے کوئی شخص کسیکو مارا تو وہ مقتول مومن ہوگا یا کافر معاہد مقتول مومن ہو تو اُسکے ورثہ مسلمان رہینگے یا کافر حربی یا کافر معاہد و ذمی مومن جسکے ورثہ بھی مسلمان ہین اُسکے قتل مین کفارہ اور دیت دونون لازم ہین اس آیت مین اسی کا حکم ذکر کیا مقتول مومن اور اُسکے ورثہ حربی کافر ہین تو اُسکا حکم اب کہتا ہے فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ پھر اگر ہوگا یعنی مقتول ایک قوم مین کہ تمھارے دشمن ہین اور وہ یعنی مقتول آپ مسلمان تھا تو آزاد کرنی ہے ایک گردن مومن کی حاصل اس حکم کا یہہ ہے کوئی مسلمان دارالحرب مین اپنے قرابتی کافرون مین ملکے رہتا ہے مسلمان نے نہ جان کے اُسکو قتل کیا یا مقتول دارالاسلام مین ہے اور اُسکے ورثہ حربی کفار ہین تو دونون صورت مین قاتل پر فقط کفارہ ہے ایک مومن رقبہ کو آزاد کرنا اُسین دیت نہین وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ اور اگر ہوگا وہ یعنی مقتول ایک قوم مین کہ تم مین اور اُن مین عہد ہے تو خونبہا پہنچانا ہے اُسکے لوگون کو اور آزاد کرنی ہے ایک گردن مومن کی یہہ مقتول اہل عہد یا ذمی والون مین سے ہے یا مومن ہے اُس مین دو قول ہین بعضے کہتے ہین وہ مومن نہین بلکہ معاہد یا اہل ذمی سے ہے اُسکے قتل مین کفارہ ہے اور اُسکے ورثہ کو معاہدین یا اہل ذمی ہین دیت دینا بعضے کہتے ہین وہ مقتول مومن ہے اُنکے قول پر اہل سے

وے اہل مراد ہین جو مسلمان ہوں گیا واسطے دیت مین حق نہین مگر اونھین ورثہ کو جو مسلمان ہون اُنکا
حکم پہلی آیت سے معلوم ہو چکا تھا پھر اُسکو جو ذکر کیا سو اس لئے ہے کہ وہ معاہدین مین ملکے رہتا
تھا یا بعضے ورثہ اُسکے معاہد ہین تو دیت واجب ہونے کو منع نہین کرتے گیا واسطے انمین جو مومن
ہین اُنھین مین دیت کو تقسیم کرینگے فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ پھر کوئی شخص
نہ پاوے یعنی رقبہ مؤمنہ نہ ہو تو روزہ ہے دو مہینونکا لگاتار یعنی علی الاتصال دو مہینے روزہ رکھنا
تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ یہہ توبہ ہے اللہ کی طرف سے یعنی اللہ تعالیٰ اِس کو خطا سے قتل کرنے والے کا توبہ
ٹھہرایا ہے یا اللہ توبہ قبول کرنیکی یہہ شرط کی ہے وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ اور اللہ
جانتا ہے حکمت والا یعنی جس نے خطا سے خون کیا ہے اسکو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اُس مین دیت اور کفارہ
جو مقرر کیا حکمت کے رو سے ہے فقہا کہتے ہین خون تین قسم پر ہے ایک عمد دوسرا شبہ عمد تیسرا خطا
جس چیز کے مارنے سے آدمی غالب احوال مین مرجاتا ہے اور اس سے کسی کو مارین تو اُس کو
قتل عمد کہینگے اس مین قصاص لازم ہوگا قصاص کو معاف کرکے دیت لیوے تو دیت مغلظ قاتل
کے مال سے فی الحال دینا لازم ہوگا جس چیز سے مارے تو آدمی غالب احوال مین نہین مرتا ہے
مثلاً چھوٹی لکڑی یا چھوٹے پتھر سے مارا قصداً اس سے مرگیا تو اُسکو شبہ عمد کہینگے اس مین قصاص
نہین لیکن اُسکے عاقلہ پر دیت مغلظ لازم ہوگی جس کو تین سال مین ادا کرنا یہہ مذہب امام
شافعی رضی اللہ عنہ کا ہے ابو حنیفہ کہتے ہین جو آلہ اجزا کو جدا کرتا ہے جیسی تلوار یا تیز پتھر سے
مثلاً قتل کرین تو وہ قتل عمد ہے اسکے سوائے دوسرے چیزون سے عمداً قتل کرے تو وہ شبہ عمد ہے
آدمی مارنے کا قصد نہین کیا مثلاً شکار پر تیر لگا یا آدمی بیچ مین آجانے سے تیر اُسکو لگا یا کافر
کو مارا لیکن مسلمان کو مار لگ کے مرگیا یا کسی شخص پر کافرونکا لباس یا اُن کے نشان رہے ہے
اُسکو کافر سمجھ کر مارا تو یہہ قتل خطا محض ہے اسمین قصاص نہین دیت مخففہ ہے عاقلہ پر اسکو
تین سال مین ادا کرنا مسلمان حُر کی دیت سو اونٹ ہین اونٹ مفقود ہون تو شافعی کے قول
قدیم مین ہزار دینار یا بارہ ہزار درہم ہین شافعی کا قول جدید یہہ ہے کہ نہ ہون تو اُس شہر کی

اونٹون کی قیمت کیا ہوتی ہے سو ٹھہرا کے دینا مالک کہتے ہین دیت مین اختیار ہے سو اونٹ دیوے یا ہزار دینار
یا بارہ ہزار درہم ابو حنیفہ کے یہان سو اونٹ یا ہزار دینار یا دس ہزار درہم ہین ذمی اور معاہد اور مستامن
اگر یہودی یا نصرانی ہے تو اسکی دیت مسلمان کی دیت کی تہائی ہے مجوسی ہو تو اسکی دیت مسلمان کی
دیت کی دو ثلث عشر ہے یعنی چھ اونٹ اور دو ثلث اونٹ بت پرست ہو تو اسکی دیت بھی مجوسی کے
مثل ہو یہہ قول شافعی کا ہے مالک اور احمد کہتے ہین معاہد کافر کی دیت مسلمان کی دیت کی آدھی ہے ابو حنیفہ کے یہان
انکی دیت مسلمان کی دیت کے برابر ہے عورت کسی قسم کی ہو اسکی دیت اس قسم کے مرد کی دیت مین کی
آدھی ہوتی ہے دیت دو طور کی ہے ایک مغلظ یعنی شدت کی دوسری مخففہ یعنی بن شدت کی
دیت مغلظ یا مخفف دونون کے عدد مین جو سو اونٹ ہین اختلاف نہین مگر اونٹون کی عمر اور صفات مین
فرق ہوتے سے مغلظ اور مخففہ ہوتی ہے قتل عمد اور شبہ عمد مین دیت مغلظہ ہے سو اس طور پر کہ
تیس حقے یعنی چار سال کی عمر والے اونٹ اور تیس جذعے یعنی پانچ سال کی عمر والے اور چالیس خلفے یعنی
گابھ اونٹنیان یہہ قول عمر اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما کا ہے عطا اور شافعی کا مذہب بھی یہی ہے
بعضے کہتے ہین دیت مغلظہ پچیس بنت مخاض یعنی ایک سال کی عمر والے اونٹنیان اور پچیس بنت
لبون یعنی دو سال کی عمر والے اونٹنیان اور پچیس حقے اور پچیس جذعے ہین یہہ قول زہری اور ربیعہ
کا ہے ابو حنیفہ اور مالک اور احمد کا مذہب بھی یہی ہے دیت مخففہ کے بیس بنت مخاض اور بیس
بنت لبون اور بیس ابن لبون اور بیس حقے اور بیس جذعے ہین عمر بن عبد العزیز اور سلیمان بن یسار
اور زہری اور ربیعہ کا یہی قول ہے مالک اور شافعی کا مذہب بھی یہی ہے بعضے بنت مخاض کی جگہ
عوض بیس ابن مخاض کے بیس ابن مخاض کہتے ہین یہہ قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے اور یہی ہے
ابو حنیفہ اور احمد کا مذہب باقی بات معلوم رہے قتل عمد کی دیت قاتل پر یعنی اپنی پر ہے قتل خطا
اور شبہ عمد کی دیت عاقلہ پر ہے یعنی قاتل کے عصبہ مردون پر **وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ**
جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ۞ ورد
اور جو کوئی مارے مسلمان کو قصد کر کے تو اسکی سزا دوزخ ہے پڑا رہے اسی مین اور غصہ ہوا اللہ

اُس پر غصہ ہوا اور اُسکو لعنت کی اور اُسکے واسطے تیار کیا بڑا عذاب اِس آیت کی شان نزول
کو ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے یون روایت کی ہے کہ مقیس بن صُبابہ الکنانی اور اُسکا بھائی
ہشام بن صُبابہ ایمان لاکے مدینہ مین رہتے تھے ایک روز دیکھتے کیا ہین ہشام بنی النجار کے گھرون کے
پاس گھایل ہوکے پڑا ہے مقیس نے آکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
مقیس کے ہمراہ قریش کے ایک شخص کو جو بنی فہر مین کا تھا بنی النجار کے پاس بھیجے ان ایام مین بنی النجار
اُنکے گھر قبا مین تھے اُنکو یہہ پیغام دیئے مقیس کے بھائی کو کون مارا سو تمکو معلوم ہو تو اُسکو مقیس کے حوالہ
کرو قاتل معلوم نہین ہوا تو سو اونٹ اُسکے بھائی کی دیت مقیس کے حوالہ کرو فہری نے آکے بنی النجار کو
پیغام پہنچایا بنی النجار کہے ہم اللہ کے اور اُسکے رسول کے فرمانبردار ہین ہمکو اُسکا قاتل کون ہے سو معلوم
نہین لیکن ہم دیت دیتے ہین پھر سو اونٹ مقیس کے حوالے کئے فہری اور مقیس دونون قبا سے مدینہ کی
طرف آئے دونون کے درمیان راہ ایک گھنٹہ کی ہے مقیس نے فہری کو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام
لے گیا تھا مار ڈالا اور اسلام سے مرتد ہوکے اُن اونٹون سے ایک اونٹ پر بیٹھکر باقی کے اونٹون کو
ساتھ لیکر مکے کو آیا اور اُسمین بیتین بولا اُسی پر یہہ آیت نازل ہوئی عکرمہ کی روایت مین جسکو ابن
جریر اور ابن المنذر روایت کئے ہین آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہہ سنکر فرمائے کہ ایسا کیا ہے
تو واللہ مین اُسکو امن نہ دونگا نہ حل مین نہ حرم مین نہ صلح مین نہ جنگ مین پھر فتح مکہ کے دن اُسکو
قتل کئے مِقیس میم کی کسر اور قاف کی سکون سے اُسکے بعد یاء مثناۃ تحتانیہ مفتوحہ ہے اخیر مین سین
مہملہ ابن صبابہ صاد مہملہ کی ضم سے اور دو بار موحدہ سے اُنکے درمیان الف اور بائے اول مخفف ہے
اور بعضے اُسکو ضبابہ ضاد معجمہ سے کہتا ہے معلوم کیجئے اِس آیت مین مسلمان کو ناحق قتل کرنے
والے کی وعید شدید ہے یہہ قتل اکبر کبائر مین ہونے پر علما کا اتفاق ہے اُسکی حرمت مین احادیث
بھی بہت وارد ہوئے ہین بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ ابن مسعود رضی اللہ
عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قیامت کے دن لوگون کے خون
کی چکوتی سب سے پہلے ہوگی بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

روایت کیے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے سات مہلکات سے یعنی انسان کو
ہلاک کرنے والی خصلتوں سے پرہیز کرو لوگ کہے یا رسول اللہ وے کیا ہیں فرماتے اللہ تعالی
کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور سحر کرنا اور قتل کرنا نفس کا کہ جسکو اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے واسطے
الحدیث بخاری اور حاکم ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے مومن اپنے دین کی وسعت اور کشایش میں رہتا ہے جب تک کہ ناحق خون نکرے مسلم اور
ترمذی اور نسائی عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرماتے دنیا کا نابود ہونا اللہ تعالی کے پاس البتہ آسان ہے مسلمان کو قتل کرنے سے اس قبیل
کے بہت سے احادیث اس باب میں وارد ہیں اس آیت سے بعضون نے دلیل لیا ہے مومن کو ناحق قتل کرنے والا
دوزخ میں ہمیشہ رہیگا اور قاتل کا توبہ مقبول نہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مشہور قول یہی ہے
عبد بن حمید اور بخاری اور مسلم اور ابوداود اور نسائی اور ابن جریر اور طبرانی سعید بن جبیر کی طریق
سے روایت کیے ہیں کہ مومن کے قتل میں اہل کوفہ اختلاف کیے پھر میں ابن عباس کے پاس سفر کر کے
گیا اور ان سے سوال کیا انہوں نے کہا یہہ آیت ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جہنم نبی صلی اللہ
علیہ وسلم پر اخیر میں نازل ہوئی اسکو کوئی آیت نسخ نہیں کی عبد بن حمید اور بخاری اور ابن جریر
سعید بن جبیر سے روایت کیے ہیں اس نے کہا مجھکو عبد الرحمن بن ابزی کہا ومن یقتل مومنا متعمدا
فجزاؤہ جہنم کی آیت کا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تم سوال کرو پھر میں نے سوال کیا ابن
عباس کہے اس آیت کو کوئی آیت نسخ نہیں کی اور اس آیت والذین لا یدعون مع اللہ الہا آخر
الآیہ کو کہے اہل شرک کی شان میں نازل ہوئی عبد بن حمید اور بخاری اور ابن جریر اور حاکم اور
ابن مردویہ سعید بن جبیر سے روایت کیے ہیں کہا مجھکو عبد الرحمن بن ابزی نے کہا تم ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے ان دونوں آیت سے پوچھو ایک تو سورہ نساء میں ہے ومن یقتل مومنا
متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا فیہا [illegible] الا من تاب [illegible] میں نے
ان سے سوال کیا ابن عباس فرماتے [illegible]

جاننے کے بعد عمداً مسلمان کو قتل کیا تو اُسکی جزا جہنم ہے اُسکو توبہ نہین سورۂ فرقان کی آیت نازل ہوئی
بعد مکہ کے مشرکین کہنے لگے ہم تو اللہ کا شریک ٹھہرائے اور جس نفس کو اللہ تعالی نے حرام کیا تھا ناحق
قتل کئے اور فواحش کے مرتکب ہوئے پھر اب اسلام لاویں تو کیا نفع دیگا تب اللہ تعالی نے نازل کیا الا من
تاب الآیہ یہہ آیت انکے واسطے ہے امام احمد اور ابن جریر اور نسائی اور ابن ماجہ سالم بن ابی الجعد سے
روایت کئے ہین کہا مین ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا ان ایام مین ابن عباس کی آنکھین جا چکین تھین سو
ایک شخص آکے کہا ایک شخص مومن کو عمداً قتل کیا تو اُسکے حق مین تم کیا کہتے ہو ابن عباس کہے جزاؤہ جہنم خالداً
فیہا پھر عذاباً الیماً تک آیت پڑھے اور کہے یہہ آیت سب کے اخیر نازل ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک
اسکو کوئی چیز نسخ نہین کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی نازل نہین ہوئی وہ شخص بولا اگر قاتل توبہ کیا
اور ایمان لایا اور نیک عمل کیا اور ہدایت کی راہ پر آیا تو اسکو کیا کہتے ہو ابن عباس کہے وانّی لہ التوبۃ
والہدیٰ یعنی اسکا توبہ کہان مقبول ہوتا اور وہ کہان سے راہ پر آتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مین نے
سُنا فرماتے تھے ثکلتہ امہ یعنی اسکی مان اس پر روؤے ایک مرد نے ایک مرد کو یعنی مومن کو عمداً قتل کیا تو
قیامت کے دن وہ شخص اپنے قاتل کا ہاتھ ایک ہاتھ مین اور اپنا سر ایک ہاتھ مین پکڑا ہوا اور اسکی شاہ رگ سے
لہو بہتا ہوا عرش کے روبرو آویگا اور کہیگا اے رب اپنے بندے سے پوچھ کیا واسطے مجھکو قتل کیا اللہ تعالی
قاتل کو کہیگا تو ہلاک ہوا پھر قاتل کو دوزخ کی طرف لیجاوینگے ابن جریر اور نحاس اور طبرانی سعید بن جبیر سے
روایت کئے ہین کہے مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا جس نے مومن کو عمداً قتل کیا تو اسکے لئے توبہ ہے
یا نہین ابن عباس کہے نہین پھر مین سورۂ فرقان کی آیت پڑھا والذین لا یدعون مع اللہ الہاً آخر الآیہ ابن عباس کہے
یہہ آیت مکی ہے مدنی آیت اُسکو نسخ کی و من یقتل مومناً متعمداً الآیہ معلوم کیجئے ابن عباس کے بعضے روایتون سے
مفہوم ہوتا ہے کہ وہ سورۂ فرقان کی آیت اور سورۂ نساء کی آیت دونون وارد ہو سکیگا محل ایک ہی ٹھہراتے
ہین اور فرقان کی آیت کو منسوخ اور نساء کی آیت کو اُسکا ناسخ ڈالتے ہین بعضے روایتون سے مفہوم ہوتا ہے
دونون آیت کا محل مختلف ہے فرقان کی آیت اُس قتل مین ہے جو پیش از اسلام کے صادر ہو نساء کی
آیت اُس قتل مین ہے جو بعد اسلام کے ہے اس اختلاف کے نظر کرتے بعضے علما کہتے ہین ابن عباس کے

کلام مین تناقض ہے انکا کلام قابل حجت نہین بعضے کہتے ہین ابن عباس دعوی نسخ کا کرتے تھے بعد اپنے اس
قول سے پھر گئے بعضے ابن عباس کے کلام مین توفیق دیتے ہین اور کہتے ہین ابن عباس کے کلام کا حاصل یہہ ہے
فرقان کی آیت مین توبہ مقبول ہونے کا عموم جو ہے اس سے مومن جو عمداً قتل کا مباشر ہے تخصیص پایا اکثر
سلف تخصیص پر اطلاق نسخ کا کرتے ہین ابن عباس کے قول کے مطابق حدیثین بھی آئے ہین ابو داؤد اور ابن
جریر اور نحاس اور طبرانی اور ابن مردویہ اور بیہقی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین
کہ یہہ آیت ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا فیہا سورۂ فرقان کی آیت (والذین لا یدعون
مع اللہ الہا آخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق کے بعد چھ مہینے کے نازل ہوئی امام احمد اور
اور نسائی اور ابن المنذر اور حاکم معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے مین نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے ہر گناہ کو اللہ بخشنے کی امید ہے مگر کوئی کافر مرے یا عمداً
کسی مومن کو قتل کرے حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے ذہبی اور منذری وغیرہ اسکی تصحیح کو مسلم رکھے
ہین بندہ عاصی کہتا ہے اسکی سند کے رجال ثقہ ہین شادی نے کہا اسکے رجال صحیح کے رجال ہین مگر ابو عون
انصاری اور وہ ثقہ ہے ابن المنذر اور ابو داؤد اور ابن حبان اپنی صحیح مین اور حاکم مستدرک مین
ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی مرفوع روایت کئے ہین بندہ عاصی کہتا ہے اسکی
سند کے رجال ثقہ ہین حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے حافظ المنذری وغیرہ اسکی تصحیح کو مسلم رکھے ہین حافظ
ابو الحسن الہیثمی نے کہا بزار نے عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے بھی اسکو روایت کی ہے اسکے
رجال ثقہ ہین جمہور سلف کا مذہب یہہ ہے کہ قاتل دوزخ مین سدا نہ رہیگا اور اسکا توبہ مقبول ہے اس قول
پر تمام اہل سنت وجماعت کا اتفاق ہوا ہے اور یہہ بات دلایل قطعیہ سے ثابت ہوئی ہے اس لئے
آیت کی تاویل کرتے ہین اور چند وجہ سے اسکا جواب دیتے ہین پہلا جواب یہہ آیت منسوخ ہے
اسکی ناسخ فرقان کی آیت ہے یہہ قول ضعیف ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس جواب کے
رد مین کہہ چکے کہ فرقان کی آیت قبل نازل ہوئی ہے یعنی مقدم آیت موخر آیت کو نسخ نہین کرتی
بعضے کہتے ہین اسکی ناسخ سورہ نساء کی مذکورہ ہوئی سو آیت ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر

ما دون ذلک لمن یشاء اس پر بھی سابق کے جواب پر جو اعتراض وارد ہوتا ہے کیا واسطے عبد الرزاق
اور ابن جریر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ سختی کی آیت آسانی کی آیت کے
بعد چھے مہینون کے نازل ہوے بعد یعنی اول ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک
لمن یشاء نازل ہوئی اسکے بعد و من یقتل مومنا متعمدا الآیہ نازل ہوئی سمویہ نے اپنی فوائد مین زید بن
ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نساء کی یہہ آیت یعنی و من یقتل مومنا الآیہ یغفر ما دون
ذلک لمن یشاء کے بعد چار مہینون کے نازل ہوئی بندہ عاصی کہتا ہے ان آیتون مین نسخ کا دعوی کرنا
صحیح نہین کیا واسطے نسخ واقع نہین ہوتا مگر امر اور نہی مین اگرچہ اس امر اور نہی کو خبر کے لفظ سے وارد
کرے اور جو خبر طلب کی معنی سے نہین ہے اسمین نسخ داخل نہین ہوتا وعد وعید اسی قسم سے ہین جسمین
نسخ نہین ہوتا پھر ایک آیت کو دوسری کا ناسخ ٹھہرانا صحیح نہین دوسرا جواب یہہ آیت کافر کے حق مین
نازل ہوئی ہے جو مومن کو قتل کیا تھا اس جواب کو واحدی نے پسند کیا ہے امام رازی نے کہا یہہ جواب
ضعیف ہے کیا واسطے اصولیون کے پاس لفظ کے عموم کو اعتبار ہی مخصوص سبب کے اعتبار نہین تیسرا جواب
جزا اسکی جہنم ہونا زمان آیندہ مین ہے سو یہہ وعید کا خلاف کرنا کچھ مضایقہ نہین رکھتا بلکہ یہہ کرم ہے
اس جواب کو بھی واحدی نے پسند کیا ہے امام رازی نے کہا یہہ جواب فاسد ہے کیا واسطے وعید اخبار
کے اقسام سے ایک قسم ہے اسمین خلاف کرنا اللہ تعالی پر جایز رکھین تو وعید مین اللہ تعالی اسکے اوپر
کذب جایز رکھنے کے مانند ہو گیا واسطے اسکے وعید کا خلاف کرم ہے اس تقدیر پر کفار کے وعید مین بھی خلاف کرنا جایز ہوا چوتھا جواب قتل عمد کی
جزا یہی ہے لیکن اللہ تعالی اسکو یہہ جزا دینا لازم نہین اسکی مثال جیسا صاحب اپنے غلام کو کہتا ہے تو
بیجا حرکت جو کیا اسکی سزا یہہ ہے لیکن مین تجھکو یہہ سزا نہین دیتا اس جواب کو قفال نے پسند کیا
لیکن یہہ جواب صحیح نہین کیا واسطے اس جواب سے لازم آتا ہے قتل عمد کی جزا خلود فی النار ہونا نزاع تو اسی
بات مین ہے پانچوان جواب اس آیت کا عموم علی الاطلاق باقی نہین بلکہ دو امر سے تخصیص پایا ہے
پہلی صورت مومن کو عمدا قتل کیا لیکن اس مین تعدی نہین مثلا قصاص مین قتل کیا تو اس وعید مین
بالاتفاق داخل نہین ہوتا دوسری صورت عمدا قتل کیا بعد توبہ کیا تو اس وعید مین داخل

نہین ہوتا یہہ دو صورتین اس سے جب تخصیص پائے تو ہم اسکے عموم کو عفو کے ساتھ تخصیص کرنے
اسکی دلیل یغفر ما دون ذلک لمن یشاء ہے امام رازی نے اسی دلیل کو پسند کیا ہے بندہ عاصی کہتا ہے
یہہ جواب بھی ضعیف ہے کیا واسطے اس سے لازم آتا ہے عفو نکرے تو اسکی جزا دوزخ مین سدا رہنی ہے یہہ تو اہل سنت کے مذہب کا خلاف ہے چھٹوان
جواب خلود سے مکث طویل یعنی دیر تک رہنا مراد ہے، قاضی ناصر الدین البیضاوی نے یہہ جواب دیا ہے ساتوان جواب اسکی یہہ جزا ہے اگر
قتل کو حلال جانے اوپر کے جوابون کے بہ نسبت یہہ جواب قوی ہے اٹھوان جواب یہہ حکم تغلیظ کے
واسطے ہے طیبی نے کہا ان اٰیتون کے نظم اور بندش کو دیکھین تو یہہ اٰیت تغلیظ کیواسطے ہونیکو مقتضی
ہے جیسی اس اٰیت مین ہے وللّٰہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ومن کفر فان اللّٰہ غنی عن العٰلمین
من کفر جو فرمایا اسکی معنی حج نہین کیا حج کو ترک کرنیکی تغلیظ اور تشدید کیواسطے اس پر اطلاق کفر کا کیا اور جیسا
نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم مقداد کو کہے لا تقتلہ فان قتلتہ فہو بمنزلتک قبل ان تقتلہ فانک بمنزلتہ قبل ان یقول الکلمۃ
قال اس حدیث کا قصہ یہہ ہے مقداد رضی اللّٰہ عنہ نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے پوچھے یا رسول اللّٰہ اگر
مین نے کسی کافر کا مقابلہ کیا ہم دونون ملکے لڑے اس نے میرے ہاتھ کو تلوار سے مارکے کاٹ ڈالا بعد
پھر جاکر میرے سے جھاڑ کے آسرے مین آیا اور بولا مین مسلمان ہوا یہہ کہنے کے بعد کیا مین اسکو قتل کرون
رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فرمائے مت قتل کر مین نے کہا یا رسول اللّٰہ اُس نے میرا ایک ہاتھ کاٹے بعد یہہ
کہا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فرمائے اُسکو مت قتل کر اگر تو اسکو قتل کریگا تو وہ شخص تو قتل کرنیکے
آگے تیرے مرتبے مین ہوا اور تو اُسکے مرتبے مین ہوا جو وہ کلمہ کہنے کے قبل جس مرتبے مین تھا اُسکی توضیح
یہہ ہے اللّٰہ تعالیٰ نے جو فرمایا وما کان لمؤمن ان یقتل مؤمنا الا خطأ دلالت اس بات پر کرتی ہے کہ مومن
کے شان سے نہین کہ دوسرے مومن کو قتل کرے ایسا قتل کرنا اس سے نہوگا اور اسکو یہہ صحیح نہین
اگر اُس نے یہہ کام کیا تو مومن کہنے سے وہ نکل گیا بعد اس عام حکم سے قتل خطا کو تاکید و مبالغے کے
واسطے استثنا کیا یعنی قتل کرنا مومن سے مستقیم اور صحیح نہوگا مگر خطا کی حالت مین یہہ حالت قتل عمد کو
منافی ہے تو معلوم ہوا مومن سے البتہ قتل عمد نہوگا پھر اس مبالغے کی تغلیظ اور تشدید واسطے اسکے
ذیل مین کہا ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا فیہا الاٰیۃ یعنی مومن کو عمداً قتل کرنا کسی مسلمان سے

سے مستقیم نہو گا کیا واسطے یہہ قتل کافرون کی شان ہی جنکی جزا دوزخ مین سدا رہنی اور اللہ کا غضب اور اُسکی لعنت اُنپر اترتی ہے زمخشری نے الزّانی لاینکح الا زانیۃ او مشرکۃ الآیہ مین اور یاایہا الذین امنوا انفقوا مما رزقناکم سے والکافرون ہم الظالمون مین ایسی ہی معنی بیان کیا اور یو لا زکاۃ کو ترک کرنا کافرون کے صفات سے ٹھہرایا یعنی کافر لوگ ہی ہوتے ہین جو زکات کو ترک کرتے ہین مومن کو لازم ہے آپ اُنکے صفات سے متصف نہونا زمخشری نے اپنی تفسیر مین اس اسلوب کو بہت جگہہ مین ذکر کیا ہے اس تاویل پر توبہ ذکر کرنے کو کچھ دخل نہین اور مومن دوزخ سے نکلنے کیواسطے دلیل کو ذکر کرنیکی اور عام کو تخصیص کرنیکی اور خلود کو مکث طویل سے تفسیر کرنیکی کچھ احتیاج نہین انتہی یہہ کلام نہایت متانت مین ہے واللہ اعلم بخاری اور مسلم عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہے ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت بہشت مین جانے کی اسپر کیئے کہ اللہ تعالی اُسکے ساتھ کسیکو ہم ساجھی نہ ٹھہراوین اور زنا نکرین اور نہ چراوین اور جس نفس کو اللہ نے حرام کیا ہے اُسکو قتل نہ کرین اور بہتان نکرین اور نافرمانی یعنی امر معروف مین نہ کرین اگر اُن چیزون مین کسیکو ہم کرین تو اُسکا حکم اللہ کی طرف سے ہے اگر چاہے تو عذاب کرے اگر چاہے تو معاف کرے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ توبہ قاتل کا مقبول ہے بنی اسرائیل مین کے ایک شخص نے سنو آدمی کو قتل کرنیکے بعد کسی عالم سے پوچھا کہ مین توبہ کرون تو مقبول ہے یا نہین وہ کہا تیرے اور توبہ کے درمیان کون حایل ہو گا پھر وہ اسرائیلی مرے کے بعد اللہ تعالی نے اسکو مغفرت کیا سو قصہ صحیح مین آیا ہے جب امم سابقہ کی قتل کی گناہ توبہ سے مرتفع ہوئی تو اس امت پر اللہ تعالی نے تخفیف جو مقرر کی ہے تو یہ مقبول ہونا بطریق اولی ہوگا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا ای ایمان والو جب سفر کروگے اللہ کی راہ مین تو خوب تحقیق کرو اس آیت کی شان نزول مین اختلاف ہے عبد الرزاق اور سعید بن منصور اور عبد بن حمید اور بخاری اور نسائی اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہے ایک شخص کے ساتھ تھوڑا سا اسباب تھا سو اسکو مسلمانون کے چند لوگ دیکھے وہ شخص انکو دیکھ کے السلام علیکم کہا مسلمانان اسکو قتل کیئے اور اُسکا اسباب لے لئے تب یہہ آیت نازل ہوئی ابن ابی شیبہ اور احمد اور ترمذی

اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور طبرانی اور حاکم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ ایک شخص بنی سلیم کا اپنی بکریان لیکے جاتا تھا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے چند شخص پر اسکا گذر ہوا وہ شخص انکو سلام کیا وہ کہے یہہ شخص سلام نہین کیا مگر ہمارے سے پناہ لینے کیواسطے پھر اسکو قتل کرکے اسکے بکریان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے تب یہہ آیت نازل ہوئی ترمذی نے اس حدیث کی تحسین کی ہے اور عبد بن حمید اور حاکم اسکی تصحیح کئے ہین ابن سعد اور ابن ابی شیبہ اور احمد اور ابن المنذر اور طبرانی اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور خرائطی مکارم الاخلاق مین اور ابو نعیم اور بیہقی دونون اپنے دلایل مین عبد اللہ بن ابی حدرد الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اضم کی طرف روانہ کئے مین مسلمانون کی ایک ٹکڑی کے ساتھ نکلا انمین ابو قتادہ الحارث بن ربعی اور محلم بن جثامہ بن قیس اللیثی بھی تھے بطن اضم کو ہم جب پہنچے عامر بن الاضبط الاشجعی اپنے اونٹ پر بیٹھکے ہمارے پر سے گذرا اسکے ساتھ اسکا کچھ اسباب تھا اور دودھ کی ایک چھاگل تھی اس نے ہمکو مسلمانون کے طریقے کا سلام کیا ہم اس سے اپنا ہاتھ کھینچ لئے محلم بن جثامہ کو اسکے ساتھ کچھ خلش تھی یعنی جاہلیت کے زمانہ کی عداوت تھی سو اسکو قتل کیا اور اسکا اونٹ اور اسباب لے لیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے یہہ کیفیت بیان کئے تب یہہ آیت نازل ہوئی ابن جریر کی ایک روایت مین ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس قصہ کو روایت کیا ہے یہہ بھی زیادہ کیا ہے کہ محلم بن جثامہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو آکے بیٹھا اسکے بدن پر دو برد تھے یعنی چادرین اور اپنے لئے استغفار چاہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے لا غفر اللہ لک یعنی اللہ تعالی تجھکو نہ بخشے پھر وہ شخص وہان سے اپنے آنسو چادر سے پونچھتا ہوا اٹھا ایک ساعت نہین گذری کہ اسمین وہ شخص مر گیا جب اسکو دفن کئے زمین اسکو اگل دی پھر صحابہ آکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کئے حضرت فرمائے اس سے زیادہ بد آدمی کو زمین قبول کرتی ہے لیکن اللہ تعالی تمکو نصیحت دینیکا ارادہ کیا پھر اسکو کسی پہاڑ مین پھینک کے اسپر پتھر ڈالے بزار اور دار قطنی کتاب الافراد مین اور طبرانی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوج کی ایک ٹکڑی کو کسی طرف روانہ کئے انمین مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ بھی تھے جب دشمن کے مکان پر پہنچے دیکھے انکے سب لوگ بھاگ گئے ہین مگر ایک شخص مالدار تھا وہ نہین بھاگا مسلمانون کو دیکھکے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ مقداد ہاتھ چلا کے اسکو گھایل کئے مقداد کے ساتھ والون سے ایک شخص انکو کہا ای مقداد لا الہ الا اللہ بولا شخص کو کیا تو مار ڈالا واللہ مین اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرونگا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے حضور مین حاضر ہوئے عرض کئے یا رسول اللہ ایک شخص لا الہ الا اللہ کی شہادت دیا سو اسکو مقداد نے
قتل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مقداد کو بلاؤ پھر مقداد حاضر ہوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے اے مقداد لا الہ الا اللہ بولا اس شخص کو کیا تو مار ڈالا کل یعنی قیامت کے دن لا الہ الا اللہ کو تو کیا کریگا
تب اللہ تعالی اس آیت کو یا ایہا الذین آمنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ) کذلک کنتم من قبل تک نازل کیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مقداد کو کہے کافرون مین ایک مومن شخص تھا اپنے ایمان کو چھپا رکھا تھا سو اپنا ایمان ظاہر
کیا تو اسکو مار ڈالا تو بھی آگے مکہ مین ایسا ہی تھا اپنے ایمان کو چھپاتا تھا ابن ابی حاتم نے دوسری طریق سے
ابن عباس سے روایت کی ہے سو اسمین مقتول کا نام مرداس کہا ہے جابر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت
آئی ہے سو اسمین بھی مقتول کا نام مرداس آیا ہے عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے اس قصہ کو بھی ذکر کیا
سو مقتول کا نام مرداس کہا ہے اور یہہ مرد بنی غطفان مین کا تھا اور لشکر کے امیر کا نام غالب اللیثی کہا ہے اور اس
ٹکڑی کو فدک والون پر روانہ کرے کہا ہے ابن جریر نے سدی سے روایت کی ہے سو اسمین لشکر کے سردار اسامہ
بن زید رضی اللہ عنہما تھے کر کر ذکر کیا ہے اور بولا یہہ ٹکڑی بنی ضمرہ پر روانہ ہوئی تھی ان مین ایک شخص تھا اسکا
نام مرداس بن نہیک مسلمانون کو اسلام کے طریقہ پر سلام کیا اور لا الہ الا اللہ بولا ابن اسامہ رضی اللہ عنہ اسکو
قتل کئے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسامہ کو ملامت کئے اور یہہ آیت نازل ہوئی ابن جریر نے ابن زید سے روایت
کی ہے سو اسمین ابو الدرداء رضی اللہ عنہ قتل کئے کر کر کہا ہے شاید ان سبکے مقدمون مین آیت نازل ہوئی ہو
اذا ضربتم فی سبیل اللہ کی معنی جب تم سفر کرو گے جہاد کیواسطے تجارت یا جہاد کیواسطے سفر کرنے کو ضرب کہتے ہین
ضرب کی اصل معنی ہاتھ سے مارنا جلدی جانے کا سفر جو ہے اسمین ضرب کو کنایۃ استعمال کئے کیواسطے ہاتھ سے
جب کسیکو مارتے ہین تو مارنیکے وقت ہاتھ کی حرکت بہت جلد ہوتی ہے پھر جس چلنے مین جلدی ہوا اسکو
ضرب کہنے لگے فتبینوا تا مثناۃ فوقانیہ سے اسکے بعد با موحدہ ہے اسکے بعد یا مثناۃ تحتانیہ ہے اسکے بعد
نون ہے مشتق بیان سے اسکی معنی طلب کرو بیان کو یعنی خوب دریافت کرو یہہ قرارت ابو جعفر اور نافع
اور ابن کثیر اور ابو عمرو اور ابن عامر اور عاصم اور یعقوب کی ہے حمزہ اور کسائی اور خلف کی قرات مین فتثبتوا ہے تا مثناۃ فوقانیہ کے بعد ثا مثلثہ
ہے اسکے بعد با موحدہ ہے اسکے بعد تا مثناۃ فوقانیہ مشتق ثبات سے یعنی طلب کرو ثبات کو یعنی پایداری اور قرار پکڑنے کو یعنی جلدی مت کرو آہستگی کرو

کلام فرمائے حاصل دونون قرأت کا ایک ہی ہے وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا اور مت
کہو جو شخص تمھاری طرف سلام ڈالتا ہے کہ تو مومن نہین یعنی جو شخص تمکو سلام علیک کرے تو اسکو تم مومن
نہین کرکر قتل مت کرو اُسکا اسباب مت چھین لو بلکہ اس سے ہاتھ رکھنا اور اسلام جو ظاہر کیا ہے اسکو قبول
کرنا اَلْقٰی ماضی کا صیغہ ہے مَن کی صلہ پڑا ہے ماضی کا صیغہ جب صلہ پڑتا ہے تو ماضی اور استقبال دونون
معنی کی صلاحیت رکھتا ہے یہان ماضی کا صیغہ استقبال کی معنی سے ہے کیا واسطے ماضی فعل سے نہی واقع نہین ہوتی
السلام لام کے بعد الف ہے یہہ قرأت ابن کثیر اور ابوعمرو اور عاصم اور کسائی اور یعقوب کی ہے ابوجعفر اور
نافع اور ابن عامر اور حمزہ اور خلف اسکو السلم سین کی اور لام کی فتح سے بن الف کے قرارت کرتے ہین
جو لوگ السلم بدون الف کے پڑھتے ہین انکی قرارت پر معنی یون ہونگے جو شخص تمھاری طرف سلم ڈالتا ہے
یعنی تمھاری انقیاد کرتا ہے یعنی تمھارا فرمانبردار اور مطیع ہوتا ہے اور زبان سے لا الہ الا اللہ کہتا ہے اسکو تم مومن
نہین کرکے مت کہو جو لوگ السلام الف کی زیادتی سے پڑھتے ہین اُنکی قرأت پر دو معنی ہوتی ہے ایک وہی سلم کی
معنی جو کہے دوسری سلام کی تحیت کرنا یعنی سلام علیک کرنا یعنی جو شخص تمکو السلام علیک کا تحیہ کرے تو اسکو
تم مومن نہین کرکے مت کہو الیکم السلام کی ظاہر معنی یہی ہے فقہا کہتے ہین غازیان کسی شہر مین یا قریئے مین یا
قبیلے مین اسلام کی نشانیان پائین تو اُس قوم سے ہاتھ رکھنا انکو غارت نہ کرنا لازم ہے ابو داؤد اور ترمذی
عصام المزنی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کرنیکے واسطے کوئی فوج
یا کوئی ٹکڑی کو روانہ کرتے تو انکو کہتے تم مسجد دیکھینگے یا اذان کا آواز سنینگے تو کسی کو قتل مت کرو تَبْتَغُونَ
عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللَّهِ مَغَانِمُ كَثِيرَةٌ تم چاہتے ہو اسباب دنیا کی زندگانی کا سو اللہ
کے یہان بہت غنیمتین ہین یعنی السلام علیک کیا سو شخص کو یا لا الہ الا اللہ کہا سو آدمی کو تو مومن نہین اور مارے
اپنے کو بچاؤ کرتا ہے کرکر تم جو قتل کرتے ہین محض اسکے پاس کا اسباب لینے کیواسطے ہے یہہ دنیا کا اسباب
باقی رہنے والا نہین جلد سر جاتا ہے اسکی طمع کے نظر کرتے مومن کو قتل کرنا جایز نہین اللہ کے پاس بہت
سے غنیمتین ہین جنکو تمھین عطا کریگا بعضے کہتے ہین مغانم کثیرۃ سے ثواب مراد ہے یعنی مومن کو قتل کرنے سے
جس تحیہ پرہیز کریگا تو اللہ تعالی اسکو بڑا ثواب دیگا كَذَٰلِكَ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْكُمْ

فتبینوا تم ایسے ہی تھے پہلے پھر اللہ تعالی نے تمپر فضل کیا سو تحقیق کرو تم ایسے ہی تھے پہلے یعنی تمکو سلام کیا سو شخص کو جیسا تم مومن نہین سمجھے اور اُسکو گھایل کئے اور وہ شخص اپنی قوم کے اندیشے سے اپنے اسلام کو چھپا کے رکھا تھا اللہ تعالی دین کو عزت دینے کے قبل تم بھی ویسے ہی تھے اپنے دین کو لوگون سے چھپاتے تھے بعضے کہتے ہین تم ایسے ہی تھے پہلے تم اپنی قوم والون مین یہہ سخن کہنے والے کو امن دیتے تھے اب کیا ہوا جو اسکو امن نہین دئے اور اُسکو مار ڈالے بعضے کہتے ہین تم ایسے ہی تھے پہلے یعنی تم آگے مشرک ہی تھے سو اللہ نے فضل کیا تمپر یعنی تمکو اسلام کی توفیق اور ہدایت دی کلمہ گو کو قتل کیجو بعضے کہتے ہین اللہ تعالی نے تمپر فضل کیا یعنی تم خوار و ذلیل تھے سو تمکو عزت دی دین کو علانیہ کرنیکی قوت دیا یا تم پر فضل کیا یعنی توبہ کی توفیق دی سو تحقیق کرو یعنی قتل کرنے مین جلدی مت کرو آیت کی ابتدا مین فتبینوا جو آیا ہے اسی کا یہہ فتبینوا اکا جملہ تاکید ہے بعضے کہتے ہین اسکی تاکید نہین کیا واسطے اول کے فتبینوا سے جو امر متعلق ہے اس فتبینوا سے وہ امر متعلق نہین پہلے تبینوا سے قتل متعلق ہے یعنی تم جسکو قتل کرتے ہو اُسکے حال کی جستجو کرو اس تبینوا سے منت متعلق ہے یعنی اللہ کی نعمت کا حال دریافت کرو عبارت کا سیاق اسی قول پر دلالت کرتا ہے اُسکو جو قرا فتثبتوا ثابت مثلثہ سے پڑھتے ہین اسکو بھی وہ ویسا ہی پڑھتے ہین اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرًا مقرر اللہ تمہارے کام سے واقف ہے یعنی قتل کرنے مین احتیاط کرو اسکو سہل نہ جانو اس سے اندیشہ کرو کیا واسطے اللہ تعالی تمہارے کام سے واقف ہے تمکو سزا دیگا لَا يَسۡتَوِى الۡقٰعِدُوۡنَ

مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ غَيۡرُ اُولِى الضَّرَرِ وَالۡمُجٰهِدُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ بِاَمۡوَالِهِمۡ وَاَنۡفُسِهِمۡ

برابر نہین بیٹھنے والے مسلمان جنکو بدن کا نقصان نہین اور لڑنے والے اللہ کی راہ مین اپنے مال سے اور جان سے یعنی معذور مسلمانون کے سوائے دوسرے جو مسلمان ہین اُنہین اللہ کی راہ مین جان و مال سے جہاد کرنے والے مسلمانون کا اور گھر مین آرام سے بیٹھے والون کا مرتبہ برابر نہین ابن سعد اور عبد ابن حمید اور امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن الانباری کتاب المصاحف مین اور بغوی اپنی معجم مین اور بیہقی اپنی سنن مین براء ابن عازب

رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے لایستوی القاعدون من المومنین جب نازل ہوئی نبی صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے فلانے کو بلواؤ ایک روایت مین ہے زید کو بلواؤ پھر اُنھون دوات اور تختی
اور کتف یعنی جانور کے شانے کا چوڑا ہاڑ جسکو کنگھائی کہتے ہین لیکے آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکو کہے
لکھو (لایستوی القاعدون من المومنین والمجاہدون فی سبیل اللہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ابن
ام مکتوم تھے سو کہے یا رسول اللہ مین ضریر یعنی نابینا ہون پھر اسی جگہہ یہہ اُتری (لایستوی القاعدون من
المومنین غیر اولی الضرر والمجاہدون فی سبیل اللہ) ابن سعد اور احمد اور عبد بن حمید اور بخاری اور ابو
داؤد اور ترمذی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابو نعیم نے دلایل مین اور بیہقی نے اپنی سنن مین
طریق سے ابن شہاب کے وہ سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہے مین نے مروان
بن الحکم کو دیکھا مسجد مین بیٹھا ہوا ہے مین بھی آکے اُسکے بازو سے بیٹھا پھر مروان بن الحکم نے ہمکو خبر
دیا کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ مجھکو خبر دئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اِس آیت کو لکھنے کے واسطے
مجھے فرمائے لایستوی القاعدون من المومنین والمجاہدون فی سبیل اللہ مین اُسکو لکھتا تھا کہ اُسمین
ابن اُمّ مکتوم آکے کہے یا رسول اللہ مجھکو جہاد کرنیکی قدرت ہوتی تو مین جہاد کرتا ابن اُمّ مکتوم اندھے
تھے سو اللہ تعالی غیر اولی الضرر کو نازل کیا یہہ نازل ہونیکے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ران
میری ران پر تھی مجھ پر اسقدر بوجھ پڑا کہ مجھکو اپنی ران کے ٹوٹ جانیکا اندیشہ ہوا معلوم کیجئے اِس
حدیث مین صحابی تابعی سے روایت کی ہے سہل بن سعد الساعدی صحابی ہین مروان بن الحکم سے
روایت کئے ہین وہ تابعی ہے اگرچہ مروان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین پیدا ہوا تھا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے وفات کے وقت اُسکی عمر چھ سات برس کی تھی لیکن وہ اپنے باپ حکم بن العاص بن امیہ کے
ساتھ طایف مین رہا کرتا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مشرف نہین ہوا حدیثون کی روایت مین
وہ ثقہ ہے جمہور محدثین اُسکی روایت کو قبول کرتے ہین سہل بن سعد رضی اللہ عنہ اُس سے روایت
کرنا اُسکے ثقہ ہونے پر دلالت کرتی ہے سعید بن منصور اور ابن سعد اور احمد اور ابو داؤد اور ابن المنذر
اور ابن الانباری اور طبرانی اور حاکم نے خارجہ بن زید بن ثابت کی طریق سے وہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

روایت کی ہے کہا مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بازو سے بیٹھا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سکینہ نے ڈھانپ
لیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ران میری ران پر پڑی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ران کے بوجھے سے کسی
چیز کا بوجھ مینے زیادہ نہین پایا بعد حضرت کو افاقہ ہوا سو فرمائے لکھ پھر مین شانے پر (لا یستوی القاعدون
من المومنین والمجاہدون فی سبیل اللہ) آیت کی آخر تک لکھا ابن ام مکتوم نابینا آدمی تھا سو مجاہدون کی
فضیلت سنکر کہا یا رسول اللہ جو شخص مسلمانون سے جہاد کی طاقت نہین رکھتا ہے اسکا کیا حکم اس کے یہہ کہتے
ہی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سکینہ ڈھانکی اور حضرت کی ران میری ران پر پڑی سو پہلے بار جیسی گرانی
ہوئی تھی ویسی ہی گرانی مین نے پائی بعدہ افاقہ ہوا فرمائے ای زید کیا لکھا سو پڑھا مین نے لا یستوی
القاعدون من المومنین پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے غیر اولی الضرر لکھ زید کہتے ہین
اللہ تعالی نے اسی لفظ کو تنہا نازل کیا پھر مین نے اسکو انھی مین ملحق کیا زید کہے قسم ہے اسکی جسکے دست
قدرت مین میری جان ہے اسکو شانے کی شگاف کے پاس ملحق کر دیا سو گویا مین اب دیکھتا ہون
حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے معلوم کیجئے حدیث کا لفظ (غشیتہ السکینہ) ہے ہم اسکا ترجمہ سکینہ ڈھانپ لیا کئے سکینہ
سے مراد سکون اور غیبت کی حالت ہے جو وحی کے وقت حضرت کو ہوتی تھی اس حالت سے پھر اپنی حالت اصلی
پر آنے کو ہم افاقہ سے تعبیر کئے حدیث کا لفظ (سری عنہ) ہے بوجھ جو ہوا وہ وحی کا بوجھ تھا جس سے
حضرت عرق آلود ہو جاتے تھے اور رنگ سرخ بن جاتا اونٹ پر اگر بیٹھے ہون تو اونٹ بوجھے کا متحمل
نہو کے بیٹھ جاتا تھا عبد بن حمید اور ابو یعلی اور بزار اور طبرانی اور ابن حبان فلتان بن عاصم رضی اللہ
عنہ سے روایت کئے ہین کہے ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اللہ تعالی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
پر وحی نازل کی حضرت پر وحی جب نازل ہوتی تو حضرت کے آنکھ کھلے ہوئے رہتے اور اپنے کان و
دل کو انھی کی طرف رکھتے تھے کہ اللہ تعالی کے یہان سے کیا حکم آتا ہے اس سے وحی آتی سو ہمکو معلوم ہوتا تھا
پھر حضرت کاتب کو کہے لکھ لا یستوی القاعدون من المومنین والمجاہدون فی سبیل اللہ ایک نابینا شخص اٹھکے کہا یا
رسول اللہ میرا کیا قصور کیا ہے پھر اللہ تعالی نے وحی نازل کیا یعنی وحی نازل ہونیکی علامت محسوس ہوئی
ہم اس شخص نابینا کو کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی ہے سو وہ نابینا گھبرایا کہ اپنے حق مین کیا نازل

ہوتا ہے سو وہین کھڑا ہوا تھا اور کہتا تھا اعوذ بغضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کاتب کو کہے لکھ غیر اولی الضرر ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح کی ہے فلتان فا کے اور لام کے
فتح سے اُسکے بعد تا مثناۃ فوقیہ ہے اور اخیر کو نون ہے بخاری نے عبد الرزاق کی طریق سے روایت
کی ہے اُس نے ابن جریج سے وہ عبد الکریم سے وہ مقسم سے مولی عبد اللہ بن الحارث کا وہ ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ لایستوی القاعدون من المؤمنین عن بدر والخارجون الیہا
یعنی برابر نہین بیٹھنے والے مسلمان بدر کے جنگ سے اور اس جنگ کیواسطے نکلنے والے اس حدیث کو عبد الرزاق
اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم بھی روایت کیئے ہین حاصل اس روایت کا یہہ ہے
بدر کے جنگ کیواسطے جو لوگ نکلے اُنکے حق مین یہہ آیت نازل ہوئی معلوم کیجیے اس روایت مین اور
اوپر کے روایتون مین کچھ تغیر نہین کیا واسطے آیت کا نزول بدر والون کی شان مین ہی تھا عبد اللہ بن ام
مکتوم رضی اللہ عنہ نے اپنا عذر اسی وقت بیان کیا ترمذی کی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے ترمذی
نے حجاج بن محمد کی طریق سے روایت کی ہے اُسنے ابن جریج سے وہ عبد الکریم سے وہ مقسم سے وہ ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ لایستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر عن بدر والخارج
الی بدر یعنی برابر نہین بیٹھنے والے مسلمان جنکو ضرر نہین بدر کے جنگ سے اور نکلنے والے بدر کے جنگ کے
واسطے جنگ بدر کا حکم جب ہوا عبد اللہ بن جحش اور ابن ام مکتوم کہے یا رسول اللہ ہم اندھے ہین ہمکو جنگ سے
رخصت ہے یا نہین پھر یہہ آیت نازل ہوئی ولایستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجاہدون
فی سبیل اللہ باموالہم وانفسہم فضل اللہ المجاہدین باموالہم وانفسہم علی القاعدین درجۃ فہؤلاء القاعدون
غیر اولی الضرر وفضل اللہ المجاہدین علی القاعدین اجرا عظیما درجات منہ علی القاعدین من المؤمنین غیر
اولی الضرر معلوم کیجیے ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب کہا ہے اس روایت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ
سب کلام ابن عباس کا ہے لیکن ایسا نہین بلکہ ابن عباس کا کلام علی القاعدون درجۃ تک تمام ہوا فہؤلاء
القاعدون سے آخر تک ابن جریج کا کلام ہے حدیث مین اسکو درج کیا ہے اسکی مدرج ہونیکی دلیل ابن
جریر طبری کی روایت ہے جسکو اسی حجاج بن محمد کی طریق روایت کی ہے سو اسمین ابن عباس کی حدیث کو ختم

درجتہ تک ہی روایت کی ہے بعد بھی اسی سند سے ابن جریج سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا وفضل اللہ المجاہدین علی القاعدین اجرا عظیما درجات منہ قال علی القاعدین من المومنین غیر اولی الضرر اس روایت سے اُسکا مدرج ہونا ثابت ہوا معلوم کیجئے طبری کی روایت مین درعوض عبد اللہ بن جحش کے نام ابو احمد بن جحش کا مذکور ہے حافظ عسقلانی نے کہا اس روایت مین ابو احمد بن جحش جو کہا وہی صواب ہے کیا واسطے نابینا وہی تھے عبد اللہ بن جحش اُنکے بھائی ہین ابو احمد کا نام فقط عبد تھا کنیت سے مشہور ہوئے انتہی ابن جریج کے کلام کا ترجمہ اور اُسکے حاصل کو ہم آیندہ ذکر کرینگے اولی الضرر کی معنی صاحبان ضرر یعنی وے لوگ جنکو ضرر ہے ضرر کی معنی نقصان گزند ٹوٹا تنگی اس سے مراد اُنکے بدن مین نقصان رہنا مثلاً بصارت نہین یا پیر مین لنگ ہے یا اور کچھ بیماری ہے یا اُسکے پاس جنگ کی ہتیار نہین ہے غیر کے لفظ مین دو قرأت ہین ابن کثیر اور ابو عمرو اور حمزہ اور عاصم اور یعقوب را کی ضم سے قرأت کرتے ہین اس قرادت پر اسکو ضمہ ہونیکے تین وجہ ہین پہلی وجہ غیر اولی الضرر بدل پڑا ہے القاعدون کا نحو کے قاعدے سے یہی وجہ اولی ہے دوسری وجہ یہہ نعت ہو القاعدون کا اس وجہ پر یہہ اعتراض ہوتا ہے القاعدون معرفہ ہے غیر کا لفظ اگرچہ مضاعف ہو نکرہ ہے نعت مین تو موصوف و صفت مین مطابقت ہونا ضرور ہے معرفہ ین اور نکرہ ین مناسبت نہین پھر نعت کیسا ہوگا اس کا جواب یون دیتے ہین القاعدون اگرچہ معرفہ ہے لیکن القاعدون سے معینہ لوگ مراد نہین بلکہ قاعدون کی جنس مراد ہے اس لئے نکرہ سے مشابہت پیدا کی اور غیر اُسکی صفت ہونا درست ہوا یا یون جواب دیتے ہین کہ غیر کا لفظ حکم مین معرفہ کے ہے کیا واسطے جسکو ایک ہی ضد ہے اُسکی طرف غیر کا لفظ مضاف ہو تو معرفہ ہوتا ہے جسکو دو ضد یا زیادہ ہین اُسکی طرف مضاف ہو تو نکرہ ہے یہان غیر اولی الضرر کا ضد ایکہی چیز ہے یعنی تندرست لوگ تو اسکی طرف مضاف ہونے سے غیر کا لفظ معرفہ ہوا اور القاعدون کا نعت پڑنا صحیح ہوا تیسری وجہ القاعدون کا بدل ہے استثنا کی معنی سے زجاج کہتا ہے رفع کی صورت مین بھی وہ استثنا ہے اُسکی معنی یون ہے قاعدون اور مجاہدون برابر نہین مگر اولی الضرر قاعدون مجاہدون کے بارہ مین اُسکو جب مستثنیٰ ٹہرا لے تو اسکو نصب کیا واسطے

نہین ہوا مستثنیٰ کو نصب ہونا ضرور ہے اُسکے جواب مین کہتا ہے استثنا کو نصب ہونا اُس صورت مین
واجب ہے کلام مثبت سے استثنا رہے کلام منفی سے استثنا ہو تو اسکو رفع واجب نہین معلوم کیجئے ہم اوپر جو
ترجمہ کئے ہین اوپر کے دونون وجہ نظر کرتے ہو نافع اور ابو جعفر اور ابن عامر اور کسائی اور خلف غیر کی
را کی فتح سے قرأت کرتے ہین انکی قرأت پر منصوب جو ہوا استثنا کی جہت سے ہے اخفش نے اسی وجہ کو اختیار
کی ہے اس قرأت پر معنے یون ہونگے لایستوی القاعدون من المومنین الا اولی الضرر یعنی برابر نہین بیٹھنے
والے مسلمان مگر نقصان والے بعضے کہتے ہین حال کی جہت سے منصوب ہے اُسکی تقدیر یون ہے لایستوی القاعدون
فی حال صحتہم والمجاہدون یعنی بیٹھنے والے مسلمان اپنی صحت کے حال مین مجاہدون کے برابر نہین
اس آیت کا حاصل یہہ ہے تندرست مسلمان جنگ کو نہ نکل سکے گھر کی ٹھنڈی چھاؤن مین جو بیٹھتے ہین اور
اللہ کی راہ مین جہاد کیواسطے جو نکلتے ہین دونون برابر نہین قاعدین اولی الضرر ہو تو وے مجاہدین کے
برابر ہین یا نہین اس مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین وے بھی مجاہدین کے برابر نہین کیا واسطے غیر اولی الضرر
مین غیر کے لفظ کو اگر ما قبل کی صفت ڈالینگے اور کہینگے تخصیص صفت سے جو حاصل ہوتی ہے اپنے موصوف
کے غیر سے حکم منفی ہونے پر دلالت نہین کرتی تو اُنکے قول پر اولی الضرر مجاہدین کے برابر ہونا لازم
نہین آتا اگر غیر کو استثنا ڈالے تو استثنا کلام منفی سے ہے کلام منفی سے جو استثنا ہے وہ اثبات ہے یا نہین
اصولیون کو اسمین اختلاف ہے جو لوگ کہتے ہین استثنا نفی سے اثبات نہین اُنکے قول پر بھی اولی الضرر
مجاہدین کے مساوی ہونا لازم نہین آتا جو لوگ کہتے ہین استثنا نفی سے اثبات ہے انکے قول پر اولی الضرر
مجاہدین کے مساوی ہوئے بندۂ عاصی کہتا ہے آیت کی شان نزول کے دیکھنے اولی الضرر اگر مساوی
نہوتے تو غیر اولی الضرر جو نازل ہوا اولی الضرر کے غرض کے مطابق نہوتا نازل ہونا اور نہونا دونون
برابر ہوتے تو معلوم ہوا وے مجاہدین کے برابر ہین ابن جریج کا قول بھی یہی ہے ترمذی کی روایت مین
فقولا القاعدون الخ مدرج جو کیا ہے اُسکا ترجمہ یہہ ہے یہہ بیٹھ جانیوالے لوگ وے ہین جنکو ضرر نہین
اللہ تعالی نے مجاہدین کو بیٹھنے والے مومنین پر اجر عظیم جو زیادہ کیا اپنے یہان کے مرتبون مین وے
قاعدین ہین جو غیر اولی الضرر ہین ابن جریر کی روایت کا ترجمہ یہہ ہے فضل اللہ المجاہدین علی القاعدین

اجراً عظیماً درجاتٍ منہ سو یہہ قاعدین مومنون سے وے ہین جنکو ضرر نہین ابن جریج کے قول کا حاصل
یہہ ہے مجاہدین کو تفضیل قاعدین پر جو ہے وے قاعدین ہین جنکو ضرر نہین جنکو ضرر ہے وے اجر مین
مجاہدین کے شریک ہین بشرطیکہ انکی نیت خالص ہونا سورہ توبہ کی آیت مین اللہ تعالیٰ نے اسکو شرط
کیا اور فرمایا (لیس علی الضعفاء ولا علی المرضیٰ حرج اذا نصحوا للہ ورسولہ) اور اُسی پر دلالت کرتی ہے
حدیث جسکو امام احمد اور بخاری اور ابو داؤد اور ابن ماجہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مدینہ مین چند لوگ رہ گئے ہین سو ہم کسی شعب مین یعنی پہاڑون
کے درمیان کی راہ مین یا کسی وادی مین یعنی پانی کے بہنے کی جگہہ مین نہین چلے مگر وہ ہمارے ساتھ وہان
ہین عذر نے انکو روکا ابو داؤد کی روایت مین ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تم مدینہ مین
چند لوگ کو چھوڑ کے آئے سو تم کوئی راہ مین نہین چلے اور کوئی خرچہ نہین خرچے اور کوئی وادی کو
تجاوز نہین کیئے مگر وے تمھارے ساتھ اُسمین تھے صحابہ عرض کیئے وے تو مدینہ مین ہین ہمارے ساتھ کیسا
ہوے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عذر نے انکو روکا ہے مسلم اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور ابو عوانہ
جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تم کسی جگہہ مین نہین چلے
اور کسی وادی سے پار نہین ہوئے مگر وے تمھارے ساتھ تھے بیماری نے انکو روکی ہے ابن ماجہ اور ابن
حبان اور ابی عوانہ کی روایت مین در عوض وہ تمھارے ساتھ تھے کہ یہہ لفظ واقع ہوا ہے مگر وہ اجر مین
تمھارے شریک ہین امام احمد اور بخاری اور ابن حبان ابی موسی الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت
کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے بندہ جب بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ
اُسکے واسطے صحت کی اقامت کی حالت مین جتنے عمل کا اجر لکھتا تھا اتنا ہی اجر لکھتا ہے فَضَّلَ اللّٰہُ

الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً فضیلت دی اللہ نے لڑنے والون
کو اپنے مال اور جان سے بیٹھنے والون پر مرتبہ لفظ درجۃً کا منصوب جو ہے یا وہ فضّل کا مفعول مطلق
ہے لفظ درجہ کا اگرچہ فضل کے لفظ کی معنی سے نہین با وجود اُسکے مفعول مطلق ہوا کیا واسطے درجہ
ترتّب اور رفعے پر دلالت کرتا ہے اس لحاظ کو یا یون کہا فضلہم تفضیلۃ یا وہ حال پڑا ہے اس وجہ

اُسکی تقدیر ذوی درجۃ ہوگی یا منصوب بنزع الخافض ہے یعنی حرف جر کو حذف کیے ہین اُسکی تقدیر بدرجۃ
یا فی درجۃ ہے یا وہ منصوب ہے تمیز کی جہت سے وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى اور سب کو وعدہ
دیا اللہ نے خوبی کا یعنی مجاہدین کو اور قاعدین جو غیر اولی الضرر ہین سبکو اللہ تعالی نے انکے ایمان کے
دیکھتے بہشت کا وعدہ دیا ہے انمین تفاوت نہین مگر زیادہ عمل جن سے ہوا ہے انکو ثواب بڑہ کے
ہے كُلًّا کا لفظ مفعول اوّل ہے وعد کا اُسکو اُسکے فعل پر مقدم جو کیا قصر کا فایدہ حاصل ہونے اور
وعدے کی تاکید کیواسطے ہے الحسنی کا لفظ وَعَدَ کا مفعول ثانی ہے یہہ جملہ معترضہ ہے اُسکو درمیان مین
لایا تا کسیکو گمان نہ آوے کہ مجاہدین کو قاعدین پر جو تفضیل دیا اس سے قاعدین بہشت سے محروم ہین الحسنی
اسکی اصل معنی نیکوئی اور خوبی یہان مراد اُس سے بہشت ہے وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ
اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً اور زیادہ کیا اللہ نے لڑنے والون کو
بیٹھنے والون سے بڑا ثواب مرتبون مین اپنے وہان کے اور بخشش مین اور مہربانی مین اَجْرًا تمیز ہے یا حال
ہے یا مفعول مطلق ہے یا حرف جر ساقط ہے یا فَضَّلَ کا مفعول ثانی ہے درجات عطف بیان ہے
اجرًا کا یا بدل ہے یعنی اللہ تعالی نے مجاہدین کیواسطے بڑا ثواب رکھا ہے وہ ثواب درجے اور
مغفرۃ اور رحمت ہے منہ کی ضمیر کا مرجع یا اللہ تعالی کی طرف ہے یا اجر کی طرف ہی پہلی تقدیر
پر اُسکا ترجمہ یون ہے مرتبون مین اپنے وہان کے دوسری تقدیر پر ترجمہ یون ہوگا مرتبون مین
اس اجر کے معلوم کیجیے اللہ تعالی نے اوپر کی آیت مین درجۃ کو مفرد ذکر کیا یہان درجات جمع
کی لفظ سے لایا سو اسکے چند وجہ ہین پہلی وجہ اوپر کی آیت مین درجۃ جو مذکور ہے اُس سے جنس
درجہ مراد ہے جنس کے تحت مین بہت سے انواع داخل ہوسکتے ہین اس لئے اس آیت مین اس جنس کے
انواع کو ذکر کیا یعنی اجر عظیم اور درجات رفیعہ اور مغفرت اور رحمت دوسری وجہ درجہ جو کہا دنیا
مین ہے یعنی غنیمت ملنا درجات جو کہا آخرت مین تیسری وجہ گھر مین بیٹھنا عذر سے ہو تو اُسکے
نظر کرتے مجاہدون کو ایک درجہ ہے بے عذر ہے تو اُسکے نظر کرتے درجات ہین لیکن یہہ وجہ
انکے قول پر ہوگا جو کہتے ہین عذر کے سبب سے بیٹھنے والے کا مرتبہ مجاہدون کے برابر نہین جو لوگ کہتے ہین

انکا مرتبہ مجاہدون کے برابر ہے تو انکے قول پر یہہ وجہ تمام نہین ہوتا مگر یون کہے تو درست ہوتا ہی آیت سے اولی الضرر اور مجاہدین کا مرتبہ ثواب مین برابر ہونا معلوم ہوا لیکن اجر کا مضاعف ہونا جہاد کرنے سے تعلق رکھتا ہی اس مضاعفت مین اولی الضرر کو مجاہدین مساوات نہین چوتھی وجہ درجے سے مدح اور تعظیم کا درجہ ہے درجات سے جنت کے درجے اور مرتبے ہین پانچوین وجہ اوپر کی آیت مین جان و مال سے جہاد کرنے والون کو ذکر کیا اس آیت مین مطلق جہاد کرنے والون کو ذکر کیا اس مجاہدین سے وہی جان و مال کے مجاہد لیوین تو آیت مین تکرار ہوتی ہے اسلئے یہان بن قید کے مطلق جہاد کرنے والے لینا تا ظاہر اور باطن سے جہاد کرنے والے سب داخل ہون ظاہر سے جہاد کرنے والے وے ہین جو کافرون سے جہاد کرتے ہین اور اپنے مال کو اور جان کو اللہ تعالے کی راہ مین نثار کرتے ہین باطن سے جہاد کرنے والے وہ جو اپنے نفس سے جہاد کرتے ہین یہہ جہاد اس جہاد سے نہایت سخت ہے کیا واسطے ظاہر کے جہاد مین دشمن روبرو آتا ہے اس سے مقابلہ پڑتا ہے ایک ساعت کا صبر اسمین کافی ہے یہان دشمن اپنا نفس ہے اسکو ڈھونڈنے زبردست دشمن شیطان لگا ہوا ہے ہر وقت تازہ حیلہ کرتا ہے انسان کی عمر تمام ہونے تک اسکا مقابلہ تمام نہین ہوتا حدیث مین وارد ہوا ہے اعدای عدوک نفسک التی بین جنبیک یعنی تیرا بڑا دشمن تیرا نفس ہے جو تیرے دونون پہلو کے درمیان ہے اس دشمن سے جہاد کرنا نہایت سخت ہے اس لئے یہہ جہاد اشرف ہوا حدیث مین وارد ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماے رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر یعنی ہم چھوٹے جہاد سے پھر کے بڑے جہاد کی طرف آئے صحابہ کہے یا رسول اللہ جہاد اکبر کیا ہے فرمائے جہاد کرنا اپنے دل کے ساتھ اس جہاد کا حاصل یہہ ہے کہ اللہ تعالی کے غیر کی طرف التفات کرنے سے اپنے دل کو پھیرنا اللہ تعالی کی طاعت مین اپنے کو مستغرق کرنا یہہ جہاد پہلے جہاد سے اعلی تھا اس لئے پہلے جہاد کی فضیلت درجہ ہوئی اور اس جہاد کی فضیلت درجات ہوئے بندہ عاصی کہتا ہی حافظ عسقلانی نے تسدید القوس مین کہا یہہ حدیث یعنی رجعنا من الجہاد الاصغر الخ لوگون کی زبان پر جاری اور مشہور ہے لیکن وہ کلام ابراہیم بن ابی عبلہ کا ہے نسائی اپنی کتاب الکنی مین جسکی کنیت

ابو اسمعیل ہے اسمین ذکر کیا ہے کشاف کے احادیث کی تخریج مین کہا اس حدیث کو ثعلبی نے بن سند کے ذکر کیا ہے بیہقی نے کتاب الزہد مین جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جنگ کو گئے تھے سو لوگ آئے بنی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکو کہے قدمتم خیر مقدم یعنی تم نیک آنا آئے اور جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف آئے کہے یا رسول اللہ جہاد اکبر کیا ہی فرمائے مجاہدۃ العبد ہواہ یعنی بندہ اپنے نفس کی خواہش کے ساتھ جنگ کرنا بیہقی نے کہا یہہ حدیث ضعیف ہی ابن حجر کہا اس حدیث کو علیٰ بن ابراہیم یحییٰ بن یعلی سے وہ لیث بن ابی سلیم سے روایت کی ہے یہہ تینون شخص ضعیف ہین سیوطی درالمنثور مین کہا کہ جابر کی حدیث کو خطیب اپنی تاریخ مین روایت کی ہے ابن محیریز اور ابی مجلز کہتے ہین درجات ستر ہین ہر درجے کے درمیان بہتر جلد دوڑنا سو شرط کا گھوڑا ستر برس دوڑنے کی راہ ہے وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ اور اللہ ہی بخشنے والا مہربان اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مقرر جن لوگون کی جان فرشتے نکالتے ہین اُس حال مین کہ وے لوگ بُرا کر رہے ہین اپنا بخاری اور نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور طبرانی اور بیہقی اپنی سنن مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے چند مسلمان تھے کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے مشرک لوگ آئے تو اُنکے ساتھ ہوکے مشرکون کا دھاڑا بڑھاتے اُن سے کسی کو تیر لگکے مرتا تھا یا مقابلے مین آکے مارا پڑتا تھا سو انکے حق مین یہہ آیت نازل ہوئی عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ عکرمہ سے روایت کئے ہین اُسنے کہا ابو القیس بن الفاکہ بن المغیرہ اور حارث بن زمعہ بن الاسود اور قیس بن الولید بن المغیرہ اور ابی العاص بن منبہ بن الحجاج اور علی بن امیہ بن خلف کے حقمین یہہ آیت اُتری کفار قریش اور انکے تابعدار ابو سفیان بن حرب کو کہ جسکے ساتھ مشرکون کے تجارت کا اسباب تھا بنی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے بچانے اور نخلہ کے جنگ مین مسلمان جو مشرکون کو قتل کر کر غنیمت لیگئے تے اُسکا بدلہ لینے کے لئے نکلے سو چند جوان کو جو اسلام لائے تھے جبر سے اپنے ساتھ لائے اور بدر مین جمع ہو کے مسلمانون کے باہم جنگ کرنے کی نوبت پڑگئی کرکے مقرر نہین تھا اس لئے مسلمانون کی جمعیت بہت کم تھی سو اسکو دیکھ کے مسلمانون کو جو مشرکون کے ساتھ تھے شک ہوا اور کہے غر ہٰؤلاء دینہم اور اسلام سے پھر گئے

بعد جنگ میں مارے گئے سوا انکے مقدمہ مین یہہ آیت نازل ہوئی یہہ وہی لوگ ہین جن کا نام مذکور ہوا توفٰہم
کا صیغہ یا مضارع ہے اُسمین کا ایک تا حذف ہوا ہے اُسکی اصل تتوفٰہم دو تا سے تھا ہمارا ترجمہ اُسیکے
مطابق ہے اس تقدیر پر آیت عام ہوگی اور اُس صفت پر جو مسلمان ہو اسکو شامل ہوگی یا ماضی ہے
اسکا فاعل مونث رہتے پر توفتہم نہ کہکے توفٰہم مذکر لایا کس واسطے فعل مین اور فاعل مین فاصلہ ہو تو
اس فعل کو مذکر اور مونث دونون لانا جایز ہے قطع نظر اسکے وہ فاعل مونث حقیقی نہین جسکا
فاعل مونث حقیقی نہو تو فعل کو مذکر لانا جائز ہے اس تقدیر پر ترجمہ یون ہوگا جن لوگون کی جان فرشتون
نے نکالا اس وجہ پر چند لوگون کا حال جو وقوع مین آیا اس سے آیت خبر دیتی ہے ملائکہ سے ملک الموت
اور اسکے معاون فرشتے مراد ہین بعضے احادیث مین آیا ہے معاون فرشتے لوگون کا روح قبض کرکے
ملک الموت کے سپرد کرتے ہین بعضے کہتے ہین ملائکہ سے ملک الموت ہی مراد ہے اسکی تعظیم کیواسطے جمع کے
لفظ سے ذکر کیا جیسے واحد کو جمع کے لفظ سے خطاب کرتے ہین لیکن یہہ ظاہر کا خلاف ہے اور ملک الموت
اور اُسکے اعوان مُراد لینا بھی کلام کے سیاق کے مناسب نہین عاصی کے فہم مین یہہ آتا ہے توفٰہم کو ماضی
کا صیغہ لیوین تو اُن ملائکہ سے مراد وہ ملائکہ ہین جو بدر کے جنگ مین مسلمانون کی مدد کیواسطے آئے تھے اور
مسلمانون کے ساتھ ہوکے کافرون کو قتل کئے یہہ ملایکہ جنکو قتل کئے انکا احوال بیان کیا اُنکے ارواح کو
اگرچہ ملک الموت یا اُسکے اعوان ہی قبض کئے لیکن انکا قتل جنگ کی کمک کے فرشتون کے ہاتھ سے تھا
اس لئے ان کافرون کے جان نکالنے کی نسبت اُن فرشتون کی طرف کی ہم جو کہے اس وجہ پر وفات کی
نسبت اُن فرشتون کی طرف جو ہوئی اور (اللّٰہ یتوفی الانفس حین موتہا) مین اللہ تعالی کی طرف اور (قل یتوفٰکم ملک الموت الذی وکل بکم)
مین ملک الموت کی طرف اس مین بیر نہین کیا واسطے روح قبض کرنیکی نسبت اللہ تعالی کی طرف جو ہے وہ مالک و خالق اور حاکم ہونیکی جہت
سے ہے ملک الموت کی طرف جو ہے یہہ کام اُسکے ذمہ مین ہونیکے سبب سے پھر مباشر قبض کا خود ملک الموت رہا ہے یا اسکے معاون و کمک کے فرشتے
طرف جو ہے انکے قتل کے سبب ہونے سے ہے جیسا کہتے ہین زید نے عمرو کو قتل کیا واللہ اعلم معلوم کیجئے جمہور
مفسرین توفٰہم کی معنی جان نکالنے سے کرتے ہین اُس تقدیر پر یہہ فرشتے مراد ہوتے ہین بعضے توفٰہم
کی معنی انکو دوزخ کی طرف لیجانا کہتے ہین اُسوقت ملائکہ سے مراد زبانیہ فرشتے ہونگے جو کافرون کو

عذاب دیتے ہین یہہ قول حسن بصری کا ہے ظالمی اسم فاعل کی جمع مذکر ہے اسکا اصل ظالمین تھا اپنے مفعول کی طرف مضاف ہونے سے نون گر پڑا یہہ ظالمی انفسہم حال واقع ہوا ہے یعنی ملائکہ انکے جان نکالے سو اس حالت مین تھا کہ وے لوگ اپنی جان پر ظلم کئے تھے اس جگہہ ظلم سے مراد شرک ہے بعضے کہتے ہین ظلم سے وہ لوگ دار الشرک مین رہنی مراد ہے کیا واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو ہجرت کئے بعد ہجرت فرض تھی اسلام مقبول نہین تھا جب تک ہجرت نکرے فتح مکہ کے بعد یہہ حکم منسوخ ہوا بعضے کہتے ہین وے لوگ اپنی جان پر ظلم جو کئے بدر کے جنگ مین مشرکون کے ساتھ نکلے اور انکا دعا مارا گیا پھر فرشتے انکے منھہ پر اور پیچھون مارے اس جملہ کی ابتدا مین اِنّ کا لفظ جو آیا ہے اسکی خبر مین تین وجہ ہین پہلی وجہ خبر محذوف ہے اسکی تقدیر یون ہے اِنّ الذین توفّٰھم الملائکۃ ھلکوا یعنی فرشتے جن لوگون کی جان نکالے ہین وہ لوگ ہلاک ہوئے اسکے بعد قالوا فیم کنتم کا جملہ جو آیا ہے اس محذوف جملہ کا بیان ہے دوسری وجہ اِنّ کی خبر قالوا فیم کنتم کا جملہ ہے اسکا اصل قالوا لہم ہے لہم کی ضمیر کو عبارت اس پر دلالت کرتی ہے کر کر اختصار کیواسطے حذف کئے تیسری وجہ اِنّ کی خبر فاولٰئک مأوٰہم جہنم کا جملہ ہے اسپر فا کو زیادہ کئے ہین اس تقدیر پر قالوا فیم کنتم کا جملہ یا ظلمی کی صفت ہے موصوف کی طرف عود کرنے کی ضمیر محذوف ہے یا الملائکہ کا حال پڑا ہے جن نحویون کے پاس ایسی صورت مین قد کا لفظ لانا ضرور ہے انکے مذہب پر قد کا لفظ مقدر ہے قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ کہے تم کس کام مین تھے یعنی یہہ لوگ جو مارے گئے انکو فرشتون نے توبیخ اور جھڑکانے واسطے کہا تم کس کام مین تھے مسلمانون کے ساتھ جنگ کرنے آئے تھے یا مشرکون کے ساتھ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ وے کہے ہم تھے عاجز اس زمین مین یعنی فرشتے ان مقتولون کو توبیخ کرنے لگے تو وہ مقتول لوگ انکے جواب مین کہے ہم مکہ کی زمین مین عاجز اور کفار سے دبے ہوئے تھے مکہ چھوڑکے ہجرت کرنیکی ہمکو طاقت نہین تھی قَالُوْا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا کہے کیا نتھی اللہ کی زمین کشادہ سو تم وطن چھوڑ جاتے وہان مقتول لوگ اپنی عاجزی ظاہر کئے تو فرشتے انکے عذر کو قبول نکر کے کہے اللہ کی زمین کچھہ تنگ نہین تھی اس زمین کو چھوڑکے تم مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کو کوئی چیز مانع نہین تھی مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کو آنے کی

سکو قدرت تھی یا این تم ہجرت نہ کرکے کافرون کی زمین مین رہے تس پر ستم ہے کہ تم مشرکون کے ساتھ
ہوکے مسلمانون سے لڑنے آئے ہو تم عاجزی کا عذر جو کرتے ہو نہین فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَسَآءَتْ
مَصِيْرًا ۝ سو ایسون کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ دوزخ کیا بُری پہنچنے کی جگہہ ہے اس آیت مین ہجرت
فرض ہونے پر دلیل ہے ابتداء اسلام مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو ہجرت کئے بعد مسلمانون پر ہجرت
فرض تھی یہہ ہجرت فرض ہونیکے دو سبب تھے پہلا سبب مسلمانون کی قلت تھی مدینہ مین مسلمان جمع ہونا
ضرور تھا اس لئے اُنپر ہجرت کرکے مدینہ کو آنا فرض تھا دوسرا سبب کوئی شخص اسلام لاتا تو اسکو کافران
اقسام کی ایذا دیتے تا اسلام سے پھر جاوے جب مکہ فتح ہوا ہزارہا آدمی آکے اسلام لائے پہلے سبب سے ہجرت
جو فرض تھی وہ فرضیت ساقط ہوئی اُس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے لا ہجرۃ بعد الفتح یعنی مکہ کے
بعد ہجرت نہین دوسری سبب سے ہجرت جو فرض ہے اُسکا حکم باقی ہے جس جگہہ مسلمان اپنے دین کو ظاہر نہین
کرسکتا ہے اور وہان رہنے سے اسکو کفار دین سے پھرلنے کا اندیشہ ہے اور اسکو ہجرت کرنیکی قدرت
ہے تو اسکو ہجرت کرنا فرض ہے نسائی نے معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مشرک اسلام لائے بعد اللہ تعالی اُسکے عمل کو قبول نہین کرتا یہان تک کہ وہ
مشرکون سے مفارقت کرے ابو داؤد نے سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے مین بری ہون ہر مسلمان سے جو رہتا ہے درمیان مشرکون کے دار کفر مین رہنے سے
یہہ نہی جو وارد ہے فتنہ ہونیکے اندیشہ کی صورت مین ہے اور جسے کہا مسلمان اپنے دین کو کافرون
کے کسی شہر مین ظاہر کرنیکی قدرت رکھتا ہے تو اسکو وہان رہ کے اسلام ظاہر کرنا وہان سے ہجرت کرنے سے
افضل ہے کیا واسطے دوسرے لوگون کی بھی اسلام مین داخل ہونیکی امید ہے اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ
وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ۝ فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ
اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ مگر جو ہین بے بس مرد اور عورتین اور بچے نہین کرسکتے ہین تلاش اور نہ پاتے ہین کچھ راہ
سو ایسون کو امید ہے کہ اللہ انکو معاف کرے اوپر جو حکم کیا تھا اُس حکم سے اللہ تعالی نے چند لوگون
کو مستثنا کیا اور فرمایا کہ چند مرد اور عورت اور بچے جنکو کسی حیلے سے نکلنے کی قدرت نہین اور

انکے پاس کچھ خرچ نہین اور بیمار ہین یا انکو قید کرکے رکھنے سے مکہ سے نکلنے کی طاقت نہین اور مدینہ
کو جانیکی راہ بھی نہین جانتے ہین ایسون کو اللہ اپنے فضل واحسان سے درگذرا ہجرت کرنے سے انکو
معاف کیا ولدان جمع ولید کی ہے چھوٹے بچے کو اور غلام کو اگرچہ بالغ رہے ولید کہتے ہین یہان
ولدان سے غلام اور باندی مراد ہون تو معنی ظاہر ہے اگر ولدان سے چھوٹے بچے مراد ہون
تو وہ تو مکلف نہین پھر انکو کیسا استثنا کیا اسکا جواب یہہ ہے انکو استثنا کیا تا معلوم کرے
ہجرت کرنا دین کے بڑے مہمات مین ہے یہانتک کہ جو مکلف نہین انکو بھی توانائی ہو تو ہجرت
کرنا لازم ہے اور انکے والدین پر واجب ہے کہ ممکن ہو تو انکو ساتھ لیکے ہجرت کرین اللہ تعالی انکو
معاف کرنیکی امید ہے جو بولا اس پر ایک سوال وارد ہوتا ہے تقریر سوال کی یہہ ہے کہ جو شخص ہجرت
سے عاجز ہو تو اس پر ہجرت کرنیکی تکلیف نہین جو ہجرت کرنیکا مکلف نہو تو اسکو ہجرت ترک کرنے
سے عقاب نہین ایسا ہو تو اللہ نے اسکو عفو کیا کہنا صحیح نہین کیا واسطے عفو کرنا نہ ہوگا مگر گناہ سے
اور بھی ایک سوال وارد ہوتا ہے اسکی تقریر یہہ ہے عسی کی لفظ طمع دکھانیکے واسطے موضوع ہے
اسکو یہان لانے سے معلوم ہوتا ہے انکو عفو کرنا یقینی امر نہین پہلے سوال کا جواب یہہ ہے آدمی پر
اپنے گھر دار کو خویش و قبایل کو چھوڑنا نہایت شاق ہوتا ہے اس سبب سے ضعف جسکے سبب سے ہجرت
ترک کرنیکی رخصت ہے اسکو اس ضعف سے کہ جسکے رہنے سے ہجرت ترک کرنے کی رخصت نہین تمیز
کرنا دشوار ہوتا ہے سمجھتا ہے مین ہجرت کرنے سے عاجز ہون حقیقت مین وہ عاجز نہین تھا تھوڑی
مشقت کھینچتا تو ہجرت کرنے پر قادر ہوتا لیکن اس نے مشقت کو عاجزی سمجھا اور ہجرت کو ترک
کیا تو گناہگار رہا سو اس سے معلوم ہوا کہ ہجرت ترک کرنا نہایت خطر کا مقام ہے مضطر بھی اسکے
ترک کرنے سے بیکر نہ رہا چاہیے فرصت کی انتظار مین رہے اور اپنا دل اسی مین لگا دے اسی
معنی کے لحاظ سے عفو کو ذکر کرنیکی احتیاج ہوئی دوسرے سوال کا جواب یہہ ہے عسی کا لفظ بندون
کے کلام مین طمع پر دلالت کرتا ہے اللہ سبحانہ کے کلام مین آوے تو یقین اور وجوب
پر دلالت کرتا ہے اسکے سوا پہلے سوال کے جواب مین جو کہے تھے یہہ مقام خطر کا ہے اسی معنی

نظر کرتے یقین کے لفظ کو چھوڑکے طمع کے صیغے کو استعمال کیا اس سے غرض یہہ ہے ناتوانی کے عذر سے تم ہجرت کو ترک کئے ہین سو نفس الامر مین وہ عذر ہے تو اُس مین تمکو عفو کی امید ہے وگرنہ عفو کرنیکی امید کا خیال چھوڑنا اور اپنے کو مستحق عذاب کا سمجھنا عبد بن حمید اور بخاری اور ابن جریر طبری اور طبرانی اور بیہقی اپنی سنن مین عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ انھون الا المستضعفین من الرجال والنساء والولدان) کی آیت پڑھکے کہے مین اور میری والدہ انھین مین تھے جنکو اللہ تعالےٰ نے معذور ٹھہرایا بخاری وغیرہ کی ایک روایت مین آیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہے مین اور میری والدہ مستضعفین مین تھے مستضعف بچون مین مین تھا اور مستضعف عورتون مین میری والدہ تھی معلوم کیجئے عبداللہ بن عباس کی والدہ کا نام ام الفضل لبابۃ بنت الحارث الہلالیہ ہے یہ بہن ام المومنین میمونۃ بنت الحارث کی رضی اللہ عنہا ابن جریر اور ابن ابی حاتم ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد دعا کرتے تھے یا اللہ ولید کو اور سلمۃ بن ہشام کو اور عیاش بن ابی ربیعہ کو ادر نا تو ان مسلمانون کو جنھون کو نہین کر سکتے ہین حیلہ اور نہین پاتے ہین راہ کافرون کے ہاتھ سے خلاص کر بخاری نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عشا کی نماز پڑھتے تھے سو اُسکے اثنا مین سمع اللہ لمن حمدہ کہکے سجدہ کرنیکے آگے کہے اللہم نج عیاش بن ابی ربیعۃ اللہم نج سلمۃ بن ہشام اللہم نج الولید بن الولید اللہم نج المستضعفین من المومنین اللہم اشدد وطاتک علی مضر اللہم اجعلہا سنین کسنی یوسف یعنی یا اللہ عیاش بن ابی ربیعۃ کو چھٹکارا دے یا اللہ سلمہ بن ہشام کو چھٹکارا دے یا اللہ ولید بن الولید کو چھٹکارا دے یا اللہ ناتوان مسلمانون کو چھٹکارا دے یا اللہ مضر کو سختی سے کھندل دے یا اللہ اسکو قحط سالی کر یوسف کے وقت کی قحط سالی کے مانند یہہ عیاش بن ربیعہ عمرو بن المغیرۃ المخزومی سابقین مین ایمان لایا اور دونون ہجرت کئے بعد ابوجہل نے اسکو دغا دیکے مکہ کو لوٹا یا اور وہان قید کیا سلمہ بن ہشام بن المغیرہ ابوجہل کا بھائی ہے سابقین مین ایمان لایا تھا ابوجہل نے اسکو قید کرکے رکھا تھا ولید بن الولید بن المغیرہ بھائی خالد بن الولید کا بدر کی جنگ مین مشرکون کے ساتھ تھا بعد مسلمان نکلا

اسیر ہوا اور پیسے دیکے چھٹکارا پایا بعد اسلام لایا مشرکان اُسکو قید کئے پھر ولید اور عیاش اور سلمہ تینون شخص بایکدیگر گانٹھ نکلے قید سے بھاگ گئے سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی پندرہوین کو انکی نجات کیوا سطے نماز مین دعا کرنے لگے پندرہ روز تک دعا کرتے تھے عید الفطر کے دن دعا موقوف کئے سو وہ لوگ اس دن مدینہ مین داخل ہوئے ولید آپ آگے تھا انکو ساتھ لے آتا تھا ولید کے پیر کو زخم لگا اور یہہ سب پیادہ پاتھے ولید نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین پہنچکے اسی وقت مرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یہہ شہید ہے مین اسپر گواہ ہون اور اپنے بدن کے کپڑے مین انکو دفن کئے ام المومنین ام سلمہ اُنکے مرثیہ مین بیتین کہے ہین سختی سے کھندلنے سے انکا مواخذہ سخت کرنا اور ہلاک کرنا مراد ہے اپنر قحط سالی ہونا اس مواخذہ کا بیان ہے مضر قبیلے کا نام ہے قیس کے اور قریش کے قبیلے سب مضر کی اولاد مین ہین مضر سے کفار مضر مراد ہین وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا۱۹ اور اللہ ہے معاف کرنے والا بخشنا وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً اور جو کوئی وطن چھوڑے اللہ کی راہ مین پاوے زمین مین جاگہہ بہت اور کشایش آیت مین اللہ تعالی ہجرت کرنے پر ترغیب دیتا ہے لوگ ہجرت کرنے سے جو ہٹتے تھے اُسکے دو سبب تھے پہلا سبب آدمی کو اپنے وطن مین ایک طور کی راحت اور آرام رہتا ہے قرابت والے اور جان پہچان لوگ رہتے ہین ضرورت کیوقت کام آتے ہین قرض دام دیتے ہین اپنا وطن چھوڑکے پردیس کو جاوے تو وہان صورت کیسی بنیگی کیا کیا محنت مشقت درپیش ہوگی ایسے خیال سے ہجرت نہین کرتے تھے اللہ تعالی انکو ارشاد کرتا ہے کہ ایسے خیال سے ہجرت کو ترک نہ کرنا کیا واسطے جو کوئی اللہ کی راہ مین ہجرت کریگا تو بہت رغم کی جگہے دیکھیگا اور کشایش اور فراغت عیش مین پاویگا مراغم جمع مرغم کی ہے مرغم اسم مکان کا صیغہ ہے مشتق ہے رغام سے رغام مٹی کو کہتے ہین اسکا ماضی رغم ہے رغم زید کہے تو اُسکی معنی زید کو مٹی لگی بعد اسکو ذلت اور خواری مین استعمال کئے رغم زید کہے تو اُسکی معنی زید کو ذلت اور خواری پہنچی کہ جسکو زید مکروہ جانتا تھا اسی معنی پر عرب کا قول رغم انفہ زید ہے اُسکی اصل معنی زید کی ناک کو مٹی لگی بعد اُسکو ذلت مین کنایۃً

ثمن

استعمال کئے یعنی زید ذلیل ہوا کیا واسطے آدمی کی ناک کمال عزت کا عضو ہے مٹی نہایت ذلیل چیز ہے
ناک کو مٹی جب لگی تو ذلیل ہوا رغم کو باب افعال مین لیجاکے ارغمت زیدًا کہے تو اسکی معنی یہ ہین زید کو
خاک کروایا اور اسکو جو چیز بری لگتی ہے وہ اُسکے ساتھ کیا اس مقام مین مراغم سے ہجرت کی جگہہ مراد
ہے مراغم کا لفظ یہان ذکر کرنے مین اشارہ ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ مین اپنا وطن چھوڑ کے دوسرے
وطن کو جاویگا تو اُس وطن مین اسکو خیر و برکت حاصل ہوگی اور نعمتین حاصل ہونگے کہ جسکے دیکھتے
اسکے دشمنون کو جو اُسکے وطن مین رہتے ہین ذلت کا سبب ہوگا کیا واسطے کوئی ذلیل شخص
اپنے جنم بھوم کو چھوڑ کے پردیس مین جاوے اور وہان اُسکا کام بن پڑے اُسکو عزت حاصل ہووے اور
یہہ خبر اُسکے شہر والون کو پہنچے تو انکو انفعال ہوتا ہے اور اسکے ساتھ بدی سے جو پیش آتے تھے
اُسکی خجالت اُنکو ہوتی ہے اور انکی ناک کو مٹی لگتی ہے حاصل اس جملے کا گویا یون ہے تو ہجرت کو ترک
نہین کرتا ہے مگر اسواسطے کہ اپنے وطن کو چھوڑ کے سفر نکلے تو اپنے کو محنت و مشقت ہوگی سو اس
خیال سے باز آ تو ہجرت کریگا تو اللہ تعالی تجھکو بہت سے نعمتین عطا کریگا تجھکو عزت اور بڑے مرتبے حاصل
فرماویگا کہ جس سے تیرے دشمنون کی رغم انف ہوگی اور تیرے رزق مین عیش مین کشایش ہوگی سعت کی معنی کشایش
ہین اُس سے کیا مراد ہے سو اسمین اختلاف ہے بعضون نے کہا کشایش رزق مین بعضے کہتے ہین کشایش ہدایت مین
بعضے کہتے ہین کشادگی زمین مین کہ جسکی طرف ہجرت کی ہجرت کرکے نکلیگا دوسرا سبب یہہ تھا ہجرت کرنے سے
عرض جو ہے وہ غرض ہمکو حاصل ہوتا ہے یا نہین ہم وہان تک پہنچتے ہین یا ابتدا مین ہی مرتے ہین بالفعل
ہمکو عزا جیسے ہو حاصل ہے اُسکو چھوڑ کے نکلنا عقل کی مقتضی نہین ایک وقت راہ مین مرجاوے تو دونو
کھوگیا ہوا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا اس خیال کے رفع کرنے کے واسطے اللہ تعالی فرماتا ہے وَمَنْ يَّخْرُجْ
مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ
اور جو کوئی نکلے اپنے گھر سے وطن چھوڑ کر اللہ کی طرف اور اُسکے رسول کی طرف پھر آ پکڑے اسکو موت تو
مقرر ہو چکا اُسکا ثواب اللہ پر یعنی کوئی شخص ہجرت کا ارادہ کرکے اپنے گھر سے نکلے اور جہان
پہنچنا اُسکا مقصود تھا وہان پہنچنے کے قبل مرجاوے تو اُسکو ہجرت کا ثواب حاصل ہوچکا ہے

آیت کی شان نزول کو ابویعلی اور ابن ابی حاتم اور طبرانی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں روایت کرتے ہین کہ ضمرہ بن جندب اپنے گھر سے ہجرت کرنیکو نکلا سو اپنے لوگون کو کہا مجھکو اٹھا لیکے مشرکون کے شہر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیے چلو پھر اسکو لے چلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچنے کے آگے اثنا راہ مین مرا اسی پر وحی نازل ہوئی ومن یخرج من بیتہ مھاجرًا الی اللہ الآیہ حافظ السیوطی نے کہا اسکی سند کے رجال ثقہ ہین اس حدیث کو واحدی نے اسباب النزول مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مطول روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الذین توفٰھم الملائکۃ ظالمی انفسھم کی آیت مکہ کو روانہ کئے مسلمان جب اس آیت کو پڑھے جندب بن ضمرۃ اللیثی نہایت بوڈھا تھا کہا مجھکو اٹھا لیکے چلو مین مستضعفین مین نہین ہون اور مجھکو راہ معلوم ہے پھر اسکے فرزند اسکو کھاٹ پر ڈال کے مدینہ کی طرف لے چلے تنعیم کو جب پہنچا موت کا وقت آیا اسنے اپنے داہنے ہاتھ کو بائین ہاتھ پر مار کر کہا یا اللہ یہہ تیرے واسطے ہے اور یہہ تیرے رسول کے واسطے ہے مین تیری بیعت کرتا ہون اس امر پر کہ جسپر تیرے رسول کے ہاتھ نے تیری بیعت کیا ہے پھر جندب مرا صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہہ خبر جب پہنچی تو کہنے لگے اگر وہ مدینہ کو پہنچتا تو اسکا اجر پورا ہوتا تب اللہ تعالی نے اس آیت کو نازل کی (ومن یخرج من بیتہ الآیہ) معلوم کیجیے یہہ قصہ متعدد طریقون سے آیا ہے اسکے نام مین اختلاف کئے ہین بعضون نے اسکا نام ضمرۃ بن جندب کہا ہے اور وہ بنی بکر مین تھا اور بعضے کہتے ہین خزاعہ مین تھا اور بعضے کہتے ہین بنی ضمرہ مین تھا بعضون نے کہا اسکا نام ضمرۃ بن العیص یا عیص بن ضمرۃ بن زنباع تھا اور وہ خزاعہ مین تھا بعضون نے کہا اسکا نام ضمرۃ بن العیص تھا بنی لیث سے بعضون کی روایت مین آیا ہے اسکا نام سبرۃ تھا بعضون نے کہا اسکا نام ابو ضمرۃ بن العیص الزرقی ہے بعضے روایتون مین آیا ہے کہ وہ ایک مرد تھا بنی ضمرہ مین کا بعضے کہتے ہین اسکا نام جندب بن ضمرۃ الجندعی تھا بعضون کی روایت مین آیا ہے کہ اسکا نام جندع بن ضمرۃ الجندعی تھا بعضے روایتون مین ہے وہ نابینا تھا بعضون مین ہے نکلنے کے وقت وہ بہت بیمار تھا اور اسکی وفات تنعیم مین ہوئی ہے وہین اوسکو دفن کیے

ایک روایت مین ہے صحاح مین مرا ایک روایت مین ہے اضاۃ بنی غفار مین مرا بعضے روایتون مین آیا ہے وہ جب مرا اُسکی قوم والے اُسکا منتظر کرتے لگے اور کہے نہ وہ جہان جانا چاہتا تھا وہان پہنچا نہ اپنی قوم مین رہتا تا اُسکی خدمت کرتے اور اچھی طور سے دفن کرتے ابو حاتم السجستانی نے کتاب المعمرین مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہ آیت اکثم بن صیفی کی شان مین نازل ہوی ہے اہل اخبار کہتے ہین اکثم بن صیفی کی عمر ایک سو نود برس کی تھی - اور بعضے کہتے ہین تین سو تیس برس کی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر سُنکے اپنے فرزند کو حضرت کے پاس روانہ کیا اُسکا بیٹا جب جا کے حضرت کا احوال بیان کیا اکثم بن صیفی اسلام لاکر اپنے شہر سے نکلا مدینہ سے چار منزل پہ اسکا انتقال ہوا ابن ابی حاتم نے زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ خالد بن حرام نے حبش کی طرف ہجرت کی راہ مین اُسکو سانپ ڈسنے سے مرا اُسکی شان مین یہ آیت نازل ہوئی بندہ عاصی کہتا ہے بر تقدیر صحت ان روایتون کے امین کچھ بیر نہین کیا واسطے ان سبکی شان مین نازل ہونیکا احتمال ہے واللہ اعلم فقہا کہتے ہین جو شخص معروف امر کو حاصل کرنیکے واسطے اپنے شہر سے نکلے مثلاً علم حاصل کرنے یا حج کرنے یا جہاد کرنے تو اُسکے حکم مین داخل ہوا ابن سعد اور امام احمد اور حاکم عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص اپنے گھر سے اللہ کی راہ مین جہاد کیواسطے نکلے اور مجاہد فی سبیل اللہ کہان ہین پھر اپنے جانور پرسے گر کے مرا تو اُسکا اجر اللہ تعالی پہ ٹھہر گیا یا اُسکو جانور ڈسنے سے مرا تو اُسکا اجر اللہ تعالی پہ ٹھہر گیا یا اپنی حتف انف سے مرا تو اُسکا اجر اللہ تعالی پہ ٹھہر گیا اور جو مار کے ساتھ مر گیا تو جنت کو واجب کر لیا عبد اللہ بن عتیک کہتے ہین حتف انف کی معنی کے کلمہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانیکے قبل ہمنے کسی عرب سے سُنا نہین تھا حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے حتف انف کی معنی موت علی الفراش ہے یعنی بچھونے پہ مرنا یعنی کسی کے مارنے وغیرہ سے نہ مرکے آپ موت سے مرنا حتف کی اصل معنی ہلاک ہونا جاہلیت مین عرب کا خیال تھا بیمار کی روح اُسکی ناک سے نکلتی ہے زخم سے کوئی شخص مرا تو اُسکی روح اُسکے زخم سے نکلتی ہے اِس پر بیماری

کوئی مرا تو کہتے مات حتف انفہ یعنی اسکی موت اسکی ناک سے روح نکل کر ہوئی اس حدیث مین جو
آیا مجاہد فی سبیل اللہ کہان ہین اس سے اشارہ ہے انکی قلت کی طرف یعنی خالص اللہ تعالی کیواسطے
جہاد کرنے والے لوگ بہت کم ہین کیا واسطے اکثر لوگ جنگ جو کرتے ہین اس سے دنیا حاصل کرنا
غرض ہوتا ہے ابو داود نے ابو مالک الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے جو شخص اللہ کی راہ مین نکلکر مریگا یا مارا جاویگا تو وہ شہید ہے یا گھوڑا یا اونٹ پر سے
گر کے مرا یا اسکو کیڑا ڈسا یا اپنے بچھونے پر کسی موت سے جو اللہ نے چاہا ہے مرا تو وہ شہید ہے اور
اوسکو بہشت ہے اسکی سند مین بقیہ بن الولید اور عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان ہے انکی حدیث سے
حجت پکڑنے مین محدثین کو خلاف ہے ابو یعلی اور بیہقی شعب الایمان مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص حج کے واسطے نکلکر مر جاوے تو اسکے واسطے
قیامت تک حج کرنیوالیکا ثواب لکھا جاویگا اور جو شخص عمرہ کے واسطے نکلکر مریگا تو اسکے واسطے قیامت تک
عمرہ کرنیوالے کا ثواب لکھا جاویگا اور جو شخص اللہ کی راہ مین جنگ کرنیکے واسطے نکلکر مر جاوے اسکے واسطے
قیامت تک غازی کا ثواب لکھا جاویگا وقع اجرہ علی اللہ کے لفظی معنی یون ہین واقع ہوا اجر اسکا اللہ تعالی
پر یعنی اسکی ہجرت کا ثواب اللہ پر واجب ہوا یہہ وجوب نظر کرتے اسکے وعدے اور اسکے فضل و
کرم کے ہے اس سے مراد یہہ نہین وہ شخص ثواب کا مستحق ہوا اور اللہ تعالی پر اسکو اجر دینا ایسا لازم
ہوا کہ اگر نہ دیوے تو الوہیت سے نکل جاتا ہے جیسا کہ معتزلہ کہتے ہین اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو شخص
کسی طاعت کا قصد کرے اور اسکو تمام کرنے سے عاجز ہووے تو اللہ تعالی اسکے واسطے پوری طاعت کا
ثواب لکھتا ہے جیسا کوئی بیمار صحت مین جو عمل کرتا تھا بیماری کے سبب سے اسکا عمل کرنے سے عاجز ہووے
تو اللہ تعالی اسکے واسطے پورے عمل کا ثواب لکھتا ہے بعضے کہتے ہین اللہ تعالی فقط اسکے
قصد کرنیکا ثواب اور جسقدر عمل کیا ہے اتنا ہی ثواب لکھتا ہے پورے عمل کا ثواب نہین لکھتا پہلا قول
ہی راجح ہے اسلیے کہ آیت سے بھی وہی مفہوم ہوتا ہے کیا واسطے آیت ہجرت کرنیکی ترغیب کے مقام مین
نازل ہوئی ہے جو شخص ہجرت کی نیت سے نکلے تو اسکو پورے ثواب ہجرت کا حاصل ہوتا ہے

ترغیب پوری نہ ہوگی مگر اُسی صورت مین کہ اجر کامل ملے اور احادیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے
معلوم کیجیے اس آیت سے بعضون نے دلیل لی ہے کہ اگر کوئی شخص جہاد کیواسطے نکلے جنگ ہونے کے قبل
راہ مین مرجاوے تو اسکو بھی غنیمت مین سے حصہ دینا مذہب شافعی اور حنفی کا یہہ ہے کہ اسکو حصہ نہین
آیت کا لفظ اجر کے ساتھ مخصوص ہے غنیمت کو اسپر قیاس کرنا صحیح نہین وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا
اور اللہ بخشنے والا ہی مہربان وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا

ع ۱۲

مِنَ الصَّلٰوةِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور جب تم سفر کرو ملک مین تو تم
پر گناہ نہین کہ کچھ کم کرنا نماز مین سے اگر تمکو ڈر ہو کہ ستاوین تمکو کافر تقصروا قصر سے مشتق ہے قصر کے معنی
کوتاہ کرنا یعنی گھٹانا کم کرنا اس جگہ قصر سے کیا مراد ہے سو مفسرون کو خلاف ہے اکثر مفسرین کہتے ہین
قصر سے مراد چار رکعت والی نماز کو یعنی ظہر اور عصر اور عشا کو دو رکعت پڑھنا اس قول پر یہہ حکم مسافر
کی نماز کا ہے ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ قصر سے مراد خوف کی حالت مین نماز ایک
ہی رکعت پڑھنا ہے بعضے کہتے ہین قصر سے مراد نماز کو تخفیف سے ادا کرنا یعنی رکوع سجود کو اشارے سے
ادا کرنا اس قول پر یہہ حکم خوف کی نماز کا ہے جو التحام قتال کیوقت پڑھتے ہین پہلا قول ہی اصح ہے
معلوم کیجیے اس آیت مین نماز کے قصر کو خوف کی حالت سے مشروط کیا اس سے یوجھا جاتا ہے امن کی حالت
مین نماز کو قصر کرنا جائز نہین داؤد ظاہری کا یہی قول ہے اور ہمارا اس شرط کو جو نص سے ثابت ہوا ہے
اخبار احاد سے اٹھا دینا جائز نہین کیا واسطے قرآن کا حکم اخبار احاد سے منسوخ ہونا لازم آتا ہے یہہ جائز نہین
آئمہ اربعہ اور جمہور فقہا کہتے ہین نماز کی قصر خوف کی حالت پر منحصر نہین بلکہ امن کی حالت مین بھی
جائز ہے یہہ لوگ احادیث جو اسباب مین آئے ہین اس سے دلیل لیتے ہین ابن ابی شیبہ
اور امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی حارثہ بن وہب الخزاعی
رضی اللہ عنہ سے روایت کیے گئے ہین کہ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر اور عصر منیٰ مین لوگون کی کثرت
اور کمال امن کی حالت مین دو دو رکعت پڑھا ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابن الجارود اور ابن
خزیمہ اور طحاوی اور بیہقی اور امام احمد اور مسلم اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور عبد اور دارمی

اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابی حاتم اور نحاس اور ابن حبان یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کیئے ہین کہا مین نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا (لیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوة ان خفتم
ان یفتنکم الذین کفروا) لوگون کو تو امن ہے یعنی آیت مین اللہ تعالی نے قصر کے لئے خوف کی شرط لگایا
ہے لوگون کو تو امن ہے قصر کیسا کرنا عمر رضی اللہ عنہ مجھکو کہے مجھکو جو اچنبا دکھا مجھکو بھی وہی اچنبا
دکھا پھر مین نے اسکا سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے صدقۃ تصدق
اللہ بہا علیکم فاقبلوا صدقتہ یعنی یہہ صدقہ ہے جسکو اللہ تعالی نے تمپر صدقہ کیا اسکے صدقہ کو تم قبول
کرو عبد بن حمید اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور بیہقی سنن مین امیہ بن عبد اللہ بن خالد سے
روایت کیئے ہین اس نے کہا مین ابن عمر رضی اللہ عنہما کو کہا سفر مین نماز کو قصر کرتے ہین سو اسکی خبر مجھکو دو کتاب
اللہ مین ہم اسکو نہین پاتے کتاب اللہ مین نہین ہے مگر خوف کی نماز کا ذکر ابن عمر کہے ای میرے بھائی بھیجے فرزند
اللہ تعالی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور ہم کچھ نہین جانتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کئے سو ویسے
ہم ویسا کرتے ہین نماز کو سفر مین قصر کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق ہے جسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کئے ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید ابی حنظلہ سے روایت کیئے ہین اس نے کہا مین نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سفر کی
نماز کو پوچھا تو کہے دو رکعت ہین مین بولا اللہ تو کہتا ہے ان خفتم ان یفتنکم الذین ہمکو تو امن ہے
ابن عمر رضی اللہ عنہما کہے یہہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اسکے سوا بہت سے احادیث امن کی حالت
مین قصر کرنے کے آئے ہین مخالف بتے جو کہا شرط جو نص سے ثابت ہوا ہے اخبار احاد سے اٹھا دینا جایز نہین
ہم اسکو مسلم نہین رکھتے کیا واسطے وہ نص نہین بلکہ نص کا مفہوم مخالف ہے مفہوم مخالف حجت ہی نہین
اسمین فقہا کو خلاف ہے ابو حنیفہ کے پاس وہ حجت نہین ہے جنھون کے پاس وہ حجت ہے انکے پاس وہ حجت ہونیکے
واسطے شرط ہے کہ مذکور شرط غالب احوال کے دیکھتے نہ ہونا یہان شرط غالب احوال کے نظر کرتے ہے تو وہ
حجت نہوگا امام رازی نے کہا کلمہ ان کا اور اذا کا اس بات کا فایدہ بخشتا ہے جب حصول ہو تو شروط بھی حاصل ہوتا ہے
شرط معدوم ہو تو مشروط معدوم ہونا لازم ہونیکا فایدہ نہین بخشتا اس آیت مین ان خفتم جو آیا ہے
اسکے مقتضی یہہ ہے خوف جب پایا جاوے تو رخصت یعنی نماز کو قصر کرنا بھی پایا جاتا ہے خوف نہو تو

رخصت بھی ہونیکو آیت مقتضی نہین تو امن کی حالت مین قصر کرنے یا نکرنے سے آیت ساکت ہے اخبار
احاد سے امن کی حالت مین قصر ثابت ہونا نص قرآنی کا مخالف ہوا اگر کہے قصر کا حکم امن کی حالت مین
اور خوف کی حالت مین جب ثابت ہوا تو آیت مین خوف کی حالت کو ذکر کرنے مین کیا فایدہ جواب
اسکا یہہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر سفر خوف سے خالی نہین تھے اسکے دیکھتے اللہ تعالی نے خوف
کو بھی ذکر کیا جو لوگ قصر سے نماز خوف مراد لیتے ہین انکے قول پر اسمین ظاہر یہ کو بالکل کچھ حجت نہین
رہتی معلوم کیجئے نماز قصر سفر مین بالاجماع جائز ہے سفر مین نماز کو اتمام کرنا جایز ہے یا نہین اسمین
اختلاف ہے فقہا کی ایک جماعت کہتی ہے سفر مین قصر واجب ہے عمر اور علی اور ابن عمر اور جابر
اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کا یہی قول ہے حسن بصری عمر بن العزیز قتادہ بھی ایسا ہی کہتے ہین امام ابوحنیفہ
اور مالک کا قول بھی یہی ہے انکی دلیل حدیث عایشہ رضی اللہ عنہا کی ہے جسکو امام مالک اور عبد بن حمید اور
بخاری اور مسلم روایت کیئے ہین کہے نماز فرض ہوئی سو سفر ہو یا حضر دو رکعت سفر کی نماز باقی رہی حضر کی
نماز مین زیادتی ہوئی عبد الرزاق اور عبد بن حمید کی روایت مین عایشہ رضی اللہ عنہا کہے کہ مین نبی
صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز فرض ہوئی سو دو دو رکعت مدینہ کو جب گئے چار رکعت فرض ہوئے سفر کی۔
نماز اپنے حال پر باقی رہی احمد اور بیہقی کی روایت مین آیا ہے کہ عایشہ رضی اللہ عنہا کہے نماز فرض
ہوئی سو دو دو رکعت مگر مغرب کی نماز تین رکعت ہی فرض ہوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جب سفر کرتے تو سابق کی نماز پڑھتے یعنی دو دو رکعت جب مقیم رہتے دو رکعت پر بھی دو رکعت
افزود کرتے مگر مغرب کی نماز کیا واسطے وہ وتر ہے اور صبح کیا واسطے اسمین قرارت کی تطویل ہے
یعنی مغرب کی نماز کے رکعتین طاق ہونے سے اسمین کچھ کم و زیادتی نہین ہوئی صبح کی نماز مین قرارت
کی تطویل ہونے سے اسکو بھی زیادہ نہین کئے فقہا کی ایک جماعت کہتی ہے نماز کو قصر کرنا رخصت ہی اتمام
کرنا جائز ہے یہہ قول عثمان اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما سے منقول ہے عایشہ رضی اللہ عنہا کی
بھی ایک روایت ہے شافعی اور احمد کا یہی قول ہے مالک سے بھی ایک روایت ہے آیت میں لیس
علیکم جناح ان تقصروا جو اسکو چاہوا واجب نہونے پر دلالت کرتا ہے حدیث عایشہ کی سفر مین قصر

واجب ہونے پر دلالت نہین کرتی معلوم کیجئے نماز کو قصر کرنے کے واسطے ضرب فے الارض کی شرط کیا
اس سے معلوم ہوا بدون سفر کے نماز کو قصر کرنا جایز نہین سفر کے حد مین اختلاف ہے داؤد وغیرہ
اہل ظاہر کہتے ہین سفر قصیر ہو یا طویل دونون مین قصر جایز ہے یہہ قول انس اور جابر رضی اللہ عنہما سے بھی
مروی ہے جمہور فقہا کہتے ہین بدون سفر طویل کے قصر جایز نہین سفر طویل کے حد مین اختلاف ہے مالک اور شافعی
اور احمد کہتے ہین سفر طویل کی مسافت سولہ فرسخ ہین ایک فرسخ ہاشمی کے تین میل ایک میل ہاشمی کے
چھ ہزار ہاتھ ایک ہاتھ کے چوبیس انگل ایک انگل کے چھ جو میانہ ایک جو برزون کے یعنی ترکی
گھوڑے کے ایال کے چھ بال کے برابر ابو حنیفہ کہتے ہین تین دن کی مسافت سفر طویل ہے اُسکے
تفصیل کی جگہ فقہ کے کتب ہین اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ٥ البتہ کافر تمہارے

۵۶ رکوع

دشمن ہین صریح یعنی تمہارے اور کافرون کے درمیان جو عداوت ہے ظاہر ہے تمہارے اور انکے درمیان تلوار
چل رہی ہے نماز لمبی ہو تو احتمال ہے قابو پا کے تمکو ہلاک کرینگے اسلئے نماز کو قصر کرنیکی تمکو اجازت ہوئی
وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ اور جب تو انمین ہو اور کھڑا کرے اُنکے واسطے
نماز یہہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے فیہم کی ضمیر کی مرجع مسافرین ہین یا خایفین ہین یا اصحاب ہین
یعنی اے محمد جب تو ان سفر کرنیوالون مین یا خایفین مین یا اپنے اصحاب مین ہوگا اور نماز کا وقت آن پہنچا
اور اُنکے ساتھ نماز پڑھنے کا ارادہ کریگا تو اپنے ساتھ والون کے دو ٹکریان کر فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ
مَّعَكَ سو چاہئے کہ ایک جماعت اُنکی کھڑی ہو تیرے ساتھ یعنی ایک جماعت تیرے ساتھ نماز مین
شریک ہووین دوسری جماعت نماز شروع نکرنا بلکہ دشمن کے مقابلہ کیواسطے کھڑے ہونا وَلْيَاْخُذُوْٓا
اَسْلِحَتَهُمْ اور لیا چاہئے اپنے ساتھ اپنے ہتیار اسلحہ جمع سلاح کی ہے سلاح اُسکو کہتے ہین جس سے جنگ کرتے
ہین ہتیار پکڑنے کا حکم کونسی فریق کو ہے اس مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین جماعت جو نماز مین کھڑی ہے
اُنکو ہے بعضے کہتے ہین جماعت جو دشمن کے مقابلہ مین گئی ہے اُنکو ہے بعضے کہتے ہین دونون جماعت کو ہے
بندۂ عاصی کہتا ہے پہلا قول راجح ہے کیا واسطے دشمن کے مقابلہ مین جو کھڑے ہین وہ نماز مین نہین
ہتیار اُنکے پاس رہنا ضرور ہے اُنکو ہتیار لیکے کہنا کچھ حاجت نہین جو لوگ نماز مین ہین وہ ہتیار رکھنا

بحث کا محل تھا سو اُسکو نص کیا اس جملے کو فلتقم کے جملہ پر عطف کرنا اسی بات کا قرینہ ہے
ہمارے فقہا کہتے ہین ہتیار نہ لینے سے تیمم مباح ہونیکا ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہے تو ویسی حالت مین
ہتیار رکھنا واجب ہے اگرچہ وہ نجس اور سجدیکو مانع رہے ایسا ہی التحام قتال کیوقت ہتیار لینا
واجب ہے اگر تیمم مباح ہونیکا ضرر پہنچنے کا اندیشہ نہین ہے تو ہتیار لینا مندوب ہی یا واجب اسمین
دو قول ہین اصح قول پر امام احمد کا قول بھی وہی ہے ہتیار لینا سنت ہی مگر چند شرطا سے
پہلی شرط وہ ہتیار نجس نہ رہے اگر نجس ہے مثلاً تلوار کو خون لگا ہے یا نجس زہر کا پانی اُسکو پلایا ہین
یا تیر کے پر نجس جانور کے ہین تو اٹھانا جایز نہین مگر ایسی نجس ہتیار رکھنے کی احتیاج پڑے دوسری شرط
وہ ہتیار نماز کے کسی رکن کو ادا کرنیکی مانع نہووے اگر کسی رکن کو ادا کرنیکی مانع ہے مثلاً خود ایسا
پہنا ہے کہ پیشانی زمین کو لگنے سے مانع ہے تو اُسکا رکھنا جایز نہین تیسری شرط ہتیار اُٹھانے سے
غیر کو ایذا نہ پہنچنا اگر غیر کو ایذا پہنچتی ہے مثلاً بھالا نزدیک رکھا ہے یا تیر کے بھال لگتے ہین لیکن
وہ ایذا بہت خفیف ہے جسکو متحمل ہونیکی عادت ہی تو اس حالت مین وہ ہتیار اُٹھانا مکروہ ہے اگر
اس ہتیار سے ضرر صریح ہوتا ہے تو اُسکو رکھنا حرام ہے ہتیار سے اس جگہ وہ ہتیار مراد ہے کہ جس سے
قتل کرتے ہین جیسی تلوار نیزہ خنجر تیر کمان ہتیار جس سے مار کو دفع کرتے ہین مراد نہین جیسی ڈھال بکتر
سو اس قسم کی ہتیار اُٹھانا مکروہ ہے جیسی پہلی قسم کی ہتیار کو بن عذر کے نہ اُٹھانا مکروہ ہی امام مالک
کے یہان ہتیار کا اُٹھانا اگرچہ نجس ہو جایز ہے کتب حنفیہ مین ہتیار اُٹھانیکا حکم مذکور نہین امام حافظ الدین
النسفی نے اپنی تفسیر مدارک التنزیل مین کہا ہے ہتیار جسکے اُٹھانے سے دل کو نماز سے مشغول نہ کرے
جیسی تلوار اور خنجر اور اُنکے مانند جایز ہے فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ پھر یہہ سجدہ
کر چکے تو چاہیئے تمہارے پرے ہو جاوین یعنی جو جماعت تیرے ساتھ نماز پڑھی وہ جماعت اپنی نماز سے
فراغت پائے بعد اپنی جگہ سے سرک کے دشمن کے مقابلے مین جو جماعت کھڑی تہی اُسکے مقام پر جا کر کھڑے
ہونا وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ اور چاہیئے آوے دوسری جماعت
جسنے نماز نہین کی سو چاہیئے وے نماز کرین تیرے ساتھ یعنی دشمن کے سامنے جو جماعت پہلی کھڑی تہی

وہ جماعت آکے تیرے ساتھ ایک رکعت نماز پڑھنا بعد اپنی نماز کو تمام کرنا وَلْيَاخُذُوْا حِذْرَهُمْ

وَاَسْلِحَتَهُمْ اور چاہیے لیوین اپنے پاس اپنا بچاؤ اور اپنے ہتیار حذر حار حملہ کی کہر سے پرہیز کرنا اور آمادہ ہونا اور ہشیار رہنا اللہ تعالیٰ نے حذر کو یعنی بچاؤ اور ہشیاری اور تیار رہنے کو بمنزلہ آلے کے کہ جس سے دشمن کو دفع کرتے ہین مقرر کرکے اُسکو اسلحہ کے ساتھ لینے کا حکم کیا اوپر فقط سلاح لینے کا حکم کیا یہان حذر اور سلاح دونون کو ذکر کیا کیا واسطے کہ مسلمان نماز جب شروع کرتے ہین دشمن کو یہہ لوگ نماز مین ہین سو معلوم نہین ہوتا دشمن سمجھتا ہے کہ یہہ سب جنگ پر مستعد ہوکے کھڑے ہین جب رکوع سجود کرے اور دوسری رکعت مین کھڑے ہوے تو دشمن کو ظاہر ہوا کہ وہ نماز مین ہین دشمن فرصت کو غنیمت جانکر حملہ کرنیکا اندیشہ ہوا اس واسطے یہان ہشیار رہنے کا اور ہتیار لینے کا امر کیا وَدَّ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ

مَّيْلَةً وَّاحِدَةً آرزو کرتے ہین کافر کہ کسی طرح تم بے خبر ہو اپنے ہتیارون سے اور اپنے اسباب سے تو تمپر حملہ کرین ایک ہی حملہ یہہ حملہ ہتیار باندھے ہوئے رہنے کی گویا علت ہے یعنی کافرون کو آرزو یہہ ہے کہ تمہاری غفلت کیوقت تمپر حملہ کرکے تمکو مستاصل کرنا تم خبردار ہو ہتیار باندھکے جنگ کے لئے آمادہ رہیو اِس آیت کی شان نزول کو عبد الرزاق اور سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ اور احمد بن حنبل اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور دارقطنی اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی ابی عیاش الزرقی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہا ہم عُسفان مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے مشرک ہمارے روبرو آئے اُن کا امیر خالد بن الولید تھا وہ لوگ ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو لیکے ظہر کی نماز پڑھے مشرک کہے یہہ لوگ غفلت کی حالت مین تھے کاش ہم انپر حملہ کرتے تو بہتر تھا پھر مشرک کہنے لگے اب انکی اور ایک نماز آئیگی وہ نماز اُنکے پاس اُنکے بچون سے اور جانون سے بھی زیادہ دوست ہے تب حملہ کرنا جبرئیل علیہ السلام ظہر اور عصر کے مابین اِس آیت کو لیکر نازل ہوئے واذا کنت فیہم فاقمت لہم الصلوٰۃ الحدیث حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے ابن جریر نے علی رضی اللہ عنہ سے یون روایت کی ہے کہ تاجرون کی ایک جماعت آکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھی

یا رسول اللہ ہم سافرت کرتے ہین نماز کیسا پڑھا تب اللہ تعالی نے اس آیت کو نازل کی واذا ضربتم فی
الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوۃ اتنی ہی آیت نازل ہوئی ایک سال کے بعد نبی صلی اللہ
علیہ وسلم جنگ کو نکلے سو ظہر کی نماز پڑھی مشرک کہے محمد اور انکے اصحاب اپنے پر تکو قادر کئے تھے کیا واسطے
اُن پر حملہ نہین کئے انہین کا دوسرا ایک شخص نے کہا اُنکو دوسری ویسی ہی نماز اب آتی ہے تب حملہ کرنا پھر
اُن دونون نمازون کے درمیان اللہ تعالی نے ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا ان الکافرین کانوا لکم عدوًا
مُبینًا واذا کنت فیہم فاقمت لہم الصلوۃ فلتقم طائفۃ منہم معک عذابًا مہینا تک نازل کی سو صلوۃ الخوف
نازل ہوئی معلوم کیجئے اس روایت سے بعضو نے دلیل پکڑی کہ اِن خفتم کا جملہ ظاہر مین اگرچہ وَاِذَا ضربتم
فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوۃ سے متصل معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت مین اُس سے
متصل نہین بلکہ اپنے ما بعد سے تعلق رکھتا ہے اس تاویل پر نماز کی قصر خوف کی حالت کے ساتھ مختص
ہونا جو بعض کہتے تھے انکو حجت نہین رہتی معلوم کیجئے صلوۃ خوف جو کہتے ہین اس سے خوف کیواسطے ایک
مستقل نماز رہنا جیسی عید کیواسطے نماز ہے مراد نہین یا خوف کی حالت مین نماز کی رکعتون مین یا اُسکے
اوقات مین تغیر ہونا بھی مراد نہین بلکہ صلوۃ خوف سے مراد یہ ہے کہ فرض نماز کو جماعت سے جو پڑھتے
ہین اوسکے ادا کرنیکی صفت مین تغیر ہے اور چند امور نماز مین جائز نہین تھے سو یہان مباح ہین خوف کی
نماز کا حکم پہلے ہوا سو غزوۂ عسفان مین ہوا بعضے کہتے ہین غزوہ ذات الرقاع مین ہوا ابن القصار
المالکی نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم خوف کی نماز دس بار پڑھے ہین ابن العربی نے کہا چوبیس بار پڑھے
ہین اس نماز کی کیفیت احادیث مین مختلف طور پر آئی ہے امام احمد کہے چھ یا سات وجہ سے آئی ہے
ابن المنذر نے کہا آٹھ وجہ سے آئی ہے ابن حبان نے نو وجہ ذکر کی ہے ابن حزم نے کہا چودہ وجہ سے ثابت
ہوئی ابن العربی نے کہا سولہ وجہ سے ثابت ہوئی حافظ ابو الفضل عراقی نے شرح ترمذی مین کہا
صحیح روایتون مین سترہ وجہ پر آئی ہے لیکن انمین کے بعضے وجہون کو بعضون مین داخل کرنا
ممکن ہے ابن القیم نے کتاب الہدی مین کہا بعضے علما راویونکے اختلاف کو اعتبار کرکے اسکو علاحدہ
وجہ ٹھہراتے ہین لیکن حقیقت مین وہ وجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل نہین بلکہ راویون کے اختلاف سے

پیدا ہوا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہوئی سو چھہ وجہہ ہی اصل ہین حافظ ابن حجر العسقلانی نے
فتح الباری مین کہا ابن القیم کا قول ہی معتمد ہے امام نووی نے شرح مسلم مین کہا مسلم نے صلاۃ خوف کے
چھہ وجہ ذکر کی اور ابو داؤد وغیرہ انکے سوائے اور بھی وجہین ذکر کئے ہین یہہ سب ملائین تو سولہ وجہ
ہوتے ہین مختار مذہب پر یہہ سب وجہون سے انکے مناسب مواقع مین نماز پڑھنا جایز ہے خطابی نے کہا
صلاۃ الخوف کئی طرح پر ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو مختلف شکل سے کئی بار پڑھے ہین انمین سے
نماز کے لئے جس صورت مین احتیاط زیادہ ہے اور محافظت مین مبالغہ ہے اُسکو اختیار کرنا انتہی
ہمارے فقہا ان شکلون سے چار شکل کو اختیار کئے ہین پہلی شکل لبطن نخل کی نماز ہے امام قوم کو دو فرقے
کرنا ایک فرقہ دشمن کے مقابلہ مین کھڑا رہنا دوسرے فرقہ کو لیکے پوری نماز پڑھنا سلام کے پھیرے
بعد یہہ فرقہ جاکر دشمن کے مقابلہ مین کھڑا ہونا دوسرا فرقہ نماز کیواسطے آیا تو امام اُس فرقہ کے ساتھ
اُسی نماز کو دوسرے بار پھر اُسکے پڑھنا ایسی نماز پڑھنے کیواسطے تین شرط ہین پہلی شرط دشمن قبلہ
کی جہت مین نہونا دوسری شرط مسلمان بہت رہنا اور کافر کم رہنا تیسری شرط نماز کی حالت
مین کافر حملہ کرنے کا اندیشہ ہونا نبی صلی اللہ علیہ وسلم لبطن نخل مین ایسی ہی نماز پڑھے ہین مسلم نے
جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آئے یہانتک کہ
ذات الرقاع کو پہنچے جابر کہتے ہین ہماری عادت یہہ تھی کہین اُترتے تو بہت سایہ دار درخت کو
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے چھوڑ دیتے غرض مشرکون سے ایک شخص آکر دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی تلوار درخت سے لٹکی ہے اُس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار لیکے نیام سے کھینچا اور رسول اللہ
علیہ وسلم سے پوچھا میرے سے ڈرتے ہو یا نہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مین تیرے سے نہین ڈرتا
مشرک بولا اب تجکو میرے سے کون بچاویگا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ بچاویگا جابر کہتے ہین
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اُسکو ڈرائے سو تلوار نیام کرکے درخت سے لٹکا دیا بعد نماز کیواسطے
قامت ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک فرقہ کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھے پھر لوگ پیچھے ہٹ گئے پھر
دوسرے فرقہ کے ساتھ دو رکعت پڑھے جابر کہتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چار رکعت ہوئے

لوگون کو دو رکعت بخاری نے اسکو تعلیقاً وارد کیا ہے اُس مشرک کا قصہ بخاری نے دوسرے طریق سے یون روایت کیا ہو جابر رضی اللہ عنہ کہے مین نجد کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کو گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگ سے پھرے مین بھی پھرا ایک دن دوپہر کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی وادی مین جہان عضاۃ یعنی ایک قسم کے خاردار درخت بہت تھے اترے لوگ حضرت کے پاس سے نکل کے درختون کے سایہ مین گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سمرہ کے درخت کے نیچے اُترے اور اپنی تلوار اسپر لٹکائے جابر کہے ہمکو نیند کا ایک ڈھوکا لگا کہ اسین ہمکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پکارے ہم آئے تو کیا دیکھتے ہین کہ حضرت کے پاس ایک اعرابی بیٹھا ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مین سوتا تھا یہہ اعرابی آکے میری تلوار کھینچ لیا مین بیدار ہو گیا دیکھا تو اسکے ہاتھ مین ننگی تلوار ہے مجھکو بولا اب تجھے کون بچاویگا مین بولا اللہ تعالی بچاویگا سو وہ اعرابی بیٹھا ہے پھر اُسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ سزا نہین دئے ابن اسحق کی روایت مین ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب فرمائے اللہ تعالی بچاویگا جبرئیل علیہ السلام نے اس اعرابی کے سینے مین مارا شمشیر اسکے ہاتھ سے گرگئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم شمشیر اٹھالئے اور کہے اب تجھکو کون بچاویگا اعرابی بولا کوئی بچانے والا نہین واقدی کی روایت مین آیا ہے پھر وہ اعرابی ایمان لایا اور اوسکی قوم بھی ایمان لائی اُس اعرابی کا نام غورث بن الحارث تھا یہہ بخاری وغیرہ مین مذکور ہے اس روایت سے معلوم ہوا یہہ قصہ ذات الرقاع کے غزوے سے پھرے بعد کسی وادی مین واقع ہوا جابر کے دوسرے روایتون سے ثابت ہوا ہے کہ اس جگہہ کا نام بطن نخل ہے شافعیہ یا لوگ ایسی نماز پڑھنا خوف پر ہی منحصر نہین بغیر خوف کے بھی پڑہین تو جایز ہے لیکن خوف کی حالت مین اوپر کے شروط پائے جاوین تو ایسی نماز پڑھنا مندوب ہے امام دوبار نماز جو پڑھا اُسکی پہلی نماز فرض ہوئی دوسری نماز نفل ہے مقتدی فرض نماز پڑھنے والا نفل پڑھنے والیکے ساتھ اقتدا کیا حنفیہ کے یہان فرض پڑھنے والا نفل پڑھنے والیکے ساتھ اقتدا کرنا صحیح نہین ہے اس لئے طحاوی نے اُسکے نسخ کا دعوی کیا امام نووی نے کہا نسخ کے دعوی پر اسکو کچھ دلیل نہین نسخ کا دعوی بغیر دلیل کے مقبول نہین ہوتا دوسری شکل عسفان کی نماز ہے امام لوگون کے دو صف کرنا سب ملکے امام کے ساتھ نماز کی نیت

باندھنا سب ملکے امام کے ساتھ رکوع کرنا اعتدال مین آئے بعد امام جب سجدے مین گیا تو دوسری
صف والے امام کے ساتھ سجدہ کرنا پہلی صف والے اعتدال مین ہی کھڑے رہ کے نگہبانی کرنا امام
اور دوسری صف والے دونون سجدون سے فراغت پاکے قیام مین آئے بعد پہلی صف والے
سجدہ مین جانا دونون سجدون سے فراغت پاکے قیام مین آکے امام سے لاحق ہونا قرارت سے فراغت
ہوئی بعد سب ملکے امام کے ساتھ رکوع کرنا اعتدال مین آئے بعد پہلی صف والے امام کے ساتھ سجدہ
کرنا دوسری صف والے اعتدال مین ہی کھڑا رہکے نگہبانی کرنا امام اور پہلی صف والے دونون سجدے کرکے
تشہد کے واسطے بیٹھے بعد دوسری صف والے سجدہ کرکے امام سے تشہد مین لاحق ہونا اور سب ملکے
تشہد سے فراغت پاکر امام کے ساتھ سلام کرنا اس کیفیت کو شافعی رضی اللہ عنہ نے مختصر مین ذکر کیا ہے
شافعی کے اکثر اصحاب از انجملہ قفال اسیکو اختیار کئے ہین اور کہتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز عسفان
مین ایسی ہی تھی حجۃ الاسلام وجیز مین اسی پر جاری ہوا ہے شیخ ابو حامد اور اُسکے تابعین کہتے ہین
احادیث مین ترتیب جو ثابت ہوئی ہے یہہ ترتیب جو شافعی ذکر کئے اسکے خلاف ہے کیا واسطے احادیث
مین یون آیا ہے امام کے ساتھ پہلی صف والے پہلی رکعت مین سجدہ کرنا دوسری صف والے دوسری رکعت مین
سجدہ کرنا شافعی نے بالعکس کہا احادیث مین جو آیا ہے وہی مذہب مختار ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ کہتے ہین
میرے قول کو حدیث کے خلاف پاو تو اُسکو پھینک دو امام رافعی نے کہا عسفان مین نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نماز پڑھے بعد اُسکی کیفیت ایسی ہی تھی امام شافعی نے نہین فرمایا بلکہ ایسا کہا ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم عسفان مین نماز پڑھے ہین اسیکے مانند یہہ ہے اس سے معلوم ہوا شافعی ان دونون کیفیتون
کو جایز رکھتے ہین [illegible] اور صاحب التہذیب اسی کی تصریح کئے ہین امام نووی نے روضے کے زیادات
مین کہا مذہب صحیح مختار یہہ ہے دونون کیفیت جایز ہین شافعی کی مراد یہی ہے کیا واسطے اُس نے
حدیث کو جو صحیح مین وارد ہوئی ہے بیان کرنیکے بعد مذکور کیفیت کو ذکر کیا اسمین دونون کیفیت
جایز ہونیکا اشارہ کیا انتہی یہہ کیفیت جو مذکور ہوئی احادیث مین اُسکے مطابق وارد نہین ہوا
لیکن ابن عباس کی حدیث کہ جسکو بیہقی نے طریق سے ابن اسحق کے روایت کی ہے وہ مذکور

بن الحصین سے مولی عمرو بن عثمان کا وہ عکرمہ سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے
کہ صلوۃ خوف اب تمہارے لشکری اپنے اماموں کے پیچھے جیسی پڑھتے ہین ویسی ہی تھی مگر یہہ تھا کہ
سب ملکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہوتے پھر انمین کی ایک جماعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ سجدہ کرتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدے سے کھڑے ہوکے بعد دوسری جماعت اپنے سجدے ادا کرتی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے رہے تک سب کھڑے رہتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکوع مین گئے تو سب ملکے
رکوع کرتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو پہلے جو لوگ کھڑے تھے وہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ سجدہ کرتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پہلے بار جو لوگ سجدہ کئے تھے وہ لوگ کھڑے رہتے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم اور جو لوگ حضرت کے ساتھ سجدہ کئے اخیر نماز مین جب بیٹھتے یعنی تشہد کیوا سطے جب
بیٹھتے کھڑے رہے تھے سو لوگ اپنا سجدہ بجا لاکر بیٹھتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب کو ساتھ لیکے سلام کرتے
حافظ عسقلانی نے تخریج رافعی مین کہا کہ اسکی سند حسن ہے ہمارے فقہا جو کہتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز عسفان
مین یہی تھی اسمین نظر ہے رافعی نے کہا مشہور روایتوں مین عسفان کی نماز ایسی نہین تھی انتہی
عسفان کی نماز کی کیفیت ابو عیاش زرقی کی حدیث مین جسکو ہم اوپر بیان کئے یون ہے قصر کی آیت ظہر اور
عصر کے مابین نازل ہوئی پھر جب عصر کی نماز حاضر ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ کے مستقبل ہو کھڑے ہوئے
مشرک حضرت کے روبرو تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک صف کھڑی ہوئی اس صف کے
پیچھے دوسری ایک صف کھڑی ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کئے اور سب لوگ یعنی دونون
صف والے بھی رکوع کئے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کئے حضرت سے متصل صف جو تھی وہ بھی سجدہ کی
دوسری صف والے آگے نگہبانی مین کھڑے تھے پہلی صف والے دونون سجدے کرکے جب کھڑے ہوئے
دوسری صف والے جو انکے پیچھے تھے سجدہ کئے بعدہ پہلی صف والے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
متصل تھے ہٹکے پچھلی صف والون کی جگہ پر آئے اور پچھلی صف والے بڑھکے پہلی صف والون کی جگہہ
مین آئے بعدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کئے حضرت کے ساتھ دونون صف والے بھی رکوع کئے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ
کئے حضرت سے صف جو متصل تھی وہ بھی سجدہ کی دوسری صف والے نگہبانی میں کھڑے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت کے پیچھے کی صف جب بیٹھی دوسری

سجدہ کئے اور سب ملکے بیٹھے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب پر سلام کئے ایسی نماز عسفان مین پڑھے اور
بنی سلیم کے دن پڑھے یہہ ترجمہ ابو داؤد کے لفظ کا ہے مسلم نے جابر سے روایت کی ہے سو اُسمین
بھی نماز کی ایسی ہی کیفیت بیان کی ہے لیکن اُسکی روایت مین جگہہ کا تعین نہین مسلم نے اس حدیث کو دوسرے
طریق سے روایت کیا ہے عطا کی روایت مین ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو دو صف کئے دشمن ہمارے
اور قبلہ کے درمیان تھا ابو الزبیر کی روایت مین ہے ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جاکے جہینہ کی
ایک قوم سے لڑے وہ ہم سے بہت سخت لڑائی کئے جب ہم ظہر کی نماز پڑھے مشرک کہے ایسے
وقت مین ہم اُنپر اگر یورش کرتے تو سبکو ہم کاٹ ڈالتے (یعنی زخمی اور قتل کرتے ۱۲) جبرئیل نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کو اسکی خبر دئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو وہ بات بولے اور فرمائے پھر مشرک کہے اب
پھر دوسری نماز آتی ہے وہ نماز اُنکے پاس اُنکی اولاد سے زیادہ پیاری ہے جب عصر کی نماز آئی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو دو صف کئے مشرک ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھے ابو عیاش زرقی کی حدیث
مین جو کیفیت مذکور ہوئی بعینہ وہی کیفیت بیان کی دارقطنی اور بیہقی نے اپنی سنن مین زہری کی
طریق سے وہ عبید اللہ بن عبد اللہ سے وہ ابن عباس سے صلاۃ خوف کی یہی کیفیت بیان کی ہے ان
سب روایتون کا اتفاق اسی پر ہے کہ دوسری رکعت مین پہلی صف ہٹکے پیچھے ہوئی اور پچھلی
صف بڑھکر آگے ہوئی ان حدیثون کے نظر کرتے ہمارے فقہا کہتے ہین حفاظت کیواسطے ایسا
بڑھنا اور ہٹنا جایز ہے بشرطیکہ اس سے فعل کثیر صادر نہو سو ایسا بڑھنا کہ پچھلی صف والے دو ڈگ
بڑھنا پہلی صف والے دو ڈگ ہٹنا ایک ایک شخص دو دو آدمی کے بیچ مین سے نکل آنا اس طور سے
بڑھنا افضل ہے یا ہر شخص اپنے مقام مین ہی کھڑے رہنا افضل ہے اسمین ہمارے فقہا کو دو وجہ
ہین صیدلانی اور مسعودی اور غزالی وغیرہ کہتے ہین بڑھنا افضل ہے عراقیان کہتے ہین اپنی
جگہہ پر رہنا افضل ہے شافعی کی عبارت اسی پر دلالت کرتی ہے عسفان کی نماز پڑھنے کے
واسطے ہمارے فقہا تین شرط کرتے ہین پہلی شرط دشمن قبلہ کی جہت مین رہنا دوسری شرط
دشمن پہاڑ پر یا ہموار زمین پر ہمکو دیکھتے رہنا کوئی چیز آڑ نہ ہونا تیسری شرط مسلمان اتنے کثیر

رہنا کہ ایک جماعت سجدہ کرے تو دوسری جماعت اُنکی محافظت کر سکے تیسری شکل ذات الرقاع کی نماز ہے
یہہ نماز دو وجہ پر ہے پہلی وجہ امام لوگون کے دو ٹکریان کرنا ایک ٹکری دشمن کے مقابلے مین رکھنا دوسری
ٹکری کو دشمن کا تیر نہین پہنچتی سو جگہہ لیکے نماز شروع کرنا جب ایک رکعت پڑھ چکے اور امام دوسری رکعت کے
واسطے کھڑا ہوا تو مقتدیان امام سے مفارقت کی نیت کر کے جلد دوسری رکعت تمام کرنا اور تشہد پڑھ کے
سلام کرنا اور دشمن کے مقابلہ کے واسطے جانا وہان ٹکری جو کھڑی تھی آکے دوسری رکعت مین امام کی اقتدا کرنا
امام اس رکعت کے قیام کو اتنا دراز کرنا کہ یہہ لوگ آکے اُس سے لاحق ہوین پھر یہہ ٹکری لاحق ہوئے
بعد اُنکے ساتھ دوسری رکعت پڑھنا امام تشہد کے واسطے بیٹھتے ہی یہہ ٹکری اُٹھ کے اپنی دوسری
رکعت تمام کرنا امام تشہد مین انکی انتظار کرنا جب امام کے ساتھ لاحق ہوین تو امام اُنکے ساتھ سلام
کرنا ہمارے فقہا اس وجہ کی نماز کو سہل بن ابی حثمہ کی روایت سے کہتے ہین اس طریق کی نماز کو امام مالک موطا
مین اور اُنہین کی طریق سے امام شافعی اور امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ابو داود یزید بن رومان
سے وہ صالح بن خوات بن جبیر سے روایت کئے ہین اُسنے کہا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
ذات الرقاع کے دن صلاۃ خوف پڑھا تھا سو مجھ سے یون کہا کہ ایک ٹکری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ صف باندھی اور ایک ٹکری دشمن کے مقابلہ مین تھی سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ کی ٹکری
کو لیکے ایک رکعت پڑھے بعد اسی طور سے کھڑے رہے۔ اس ٹکری نے اپنی نماز تمام کی اور جاکے
دشمن کے مقابلہ مین کھڑی ہوئی وہان جو ٹکری تھی آئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکے ساتھ باقی تھی سو رکعت
پڑھکے بیٹھے رہے یہہ ٹکری اپنی نماز تمام کی پھر اُنکے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سلام کئے معلوم کیجئے صالح
بن خوات کی روایت مین صحابی مبہم جو ہے یا صالح کا والد خوات بن جبیر ہے اُسکو تائید کرتی ہے روایت
ابن مندہ کی کہ جسکو یزید بن رومان سے جو مالک کا شیخ ہے روایت کیا سو کہا صالح بن خوات نے اپنے باپ سے
ہی روایت کیا اور بیہقی بھی عبید اللہ بن عمر یعنی العمری سے وہ قاسم بن محمد سے وہ صالح بن خوات سے
وہ اپنے باپ سے روایت کیا ہے امام نووی نے تہذیب مین اُسکو جزم کیا ہے حافظ عسقلانی نے فتح
الباری مین بھی اُسکو ترجیح دیتی ہے یا سہل بن ابی حثمہ ہے مالک اور بخاری اور مسلم اور ابو داود

صالح بن خوات سے وہ سہل بن ابی حثمہ سے صلاۃ خوف اسی کیفیت کی روایت کیے ہین دوسری وجہ اس نماز کی یہہ ہے امام دو فرقہ کرکے ایک فرقہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھکر کھڑا ہوئے بعد اسکے مقتدیان اپنی نماز تمام نہ کرکے دشمن کے مقابلہ مین جاکے چپ کھڑے رہنا وہ ٹکڑی جو دشمن کے مقابلہ مین تھی آکے امام کے ساتھ دوسری رکعت پڑھنا امام سلام کئے بعد جاکے دشمن کے مقابلہ مین کھڑا ہونا پہلی رکعت امام کے ساتھ ادا کئے تھے سو لوگ نماز کی جگہ مین آکے اپنی نماز تمام کرکر پھر دشمن کے مقابلہ مین جانا امام کے ساتھ دوسری رکعت جو پڑھی تھی سو ٹکڑی آکے اپنی نماز تمام کرنا ہمارے فقہا اسی وجہ کی نماز کو ابن عمر کی روایت کہتے ہین اس طریق کی نماز کو امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور بیہقی سالم بن عبد اللہ کی طریق سے یون روایت کئے ہین کہا مجھکو ابن عمر رضی اللہ عنہما کہے مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف جنگ کو گیا پھر ہم دشمن کے مقابلہ مین آئے اور صفین باندھکے کھڑے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ نماز کو کھڑے رہے سو ایک ٹکڑی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑی ہوئی اور ایک ٹکری دشمن سے تلی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ والون کو لیکے رکوع کئے اور دو سجدے کئے پھر جو لوگ نماز نہین کئے تھے انکی جگہہ مین یہہ ٹکری گئی اور وہ ٹکری آئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکے ساتھ ایک رکعت پڑھے دو سجدے کئے پھر سلام کئے بعد ہر ایک ٹکری کھڑی ہوکے اپنی ایک رکعت پڑھی اور دو سجدے کی یہہ لفظ بخاری کا ہے امام مالک موطا مین اور انہین کی طریق سے بخاری اور ابن ماجہ اور ابن الجارود نے روایت کی ہے نافع نے کہا ابن عمر سے صلاۃ خوف کو پوچھے تو کہتے امام آگے ہونا اور اسکے ساتھ لوگون کی ایک ٹکری رہنا امام انکے ساتھ ایک رکعت پڑھنا اور ایک ٹکری نماز نہ پڑھکے انکے اور دشمن کے درمیان رہنا امام کے ساتھ جو لوگ تھے ایک رکعت پڑھے بعد سلام نکرکے پیچھے ہٹ کر نماز نہین پڑھے تھے سو لوگون کی جگہہ مین جانا نماز نہین پڑھے تھے سو لوگ آکے امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھنا بعد امام نماز پھر جانا امام دو رکعت پڑھ چکا امام پھرے بعد یہہ دونون ٹکریان کھڑے ہوکے اپنی ایک ایک

رکعت تمام کرنا پھر اُنکے بھی دو رکعت ہوئے نافع نے کہا مین نہین سمجھتا مگر عبد اللہ بن عمر نے اُسکو
بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے امام احمد اور بیہقی نے موسی بن عقبہ کی طریق سے وہ
نافع سے روایت کیا سو اُسکے رفع مین شک نہین کیا معلوم کیجئے ابن عمر کی حدیث کے سب طریقون
مین ایسا ہی آیا ہے بنی صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے پھرے بعد یعنی سلام کرکے نماز سے نکلے بعد
ہر ہر ٹکری اپنی نماز تمام کی لیکن دونون ٹکریان ملکے نماز ادا کیا ایک ٹکری کے بعد دوسری ٹکری نے کچھ نماز کی سو
مذکور نہین دونون ٹکریان ملکے نماز ادا کرنا بعید ہے کیا واسطے اس تقدیر پر نگہبانی جو مطلوب تھی فوت ہوتی ہے حراست دیکھتے ایک ٹکری کے
نماز ادا کیئے بعد دوسری ٹکری نماز ادا کرنا راجح ہی لیکن اس مین بھی دو احتمال ہین پہلی ٹکری اول نماز تمام کی بعد دوسری
ٹکری اپنی نماز تمام کی یا دوسری ٹکری اپنی نماز تمام کی بعد پہلی ٹکری ادا کی لیکن ابن مسعود
رضی اللہ عنہ کی حدیث مین اُسکی تفصیل مذکور ہے امام احمد اور ابو داؤد اور بیہقی ابن مسعود رضی اللہ
عنہ سے روایت کیئے ہین کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ خوف پڑھے سو دو صف ہوئے ایک صف
بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہوئی ایک صف دشمن سے تلی بنی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکے ساتھ ایک رکعت
پڑھے بعد دوسری صف آکے اُنکی جگہہ مین کھڑی ہوئی اور یہہ صف جاکے دشمن سے تلی پھر بنی صلی اللہ
علیہ وسلم اُس صف کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور سلام کیئے یہہ صف والے کھڑے ہوکے اپنی ایک
رکعت پڑھکے سلام کیئے بعد جاکے اُس ٹکری کی جگہہ پر دشمن کے مقابلے مین کھڑے ہوئے وہ ٹکری
اُس جگہہ آکے اپنی باقی کی ایک رکعت پڑھکے سلام کی اس حدیث کے بعضے طریقون مین آیا ہے
کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر باندھے اور حضرت کے ساتھ دونون صف والے ملکے تکبیر تحریمہ باندھے الحدیث
اس حدیث کو خصیف الجزری سے وہ ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود سے وہ اپنے باپ عبد اللہ بن
مسعود سے روایت کی ہے لیکن حدیث مرسل ہے کیا واسطے ابو عبیدہ نے اپنے والد سے نہین سنا اور
خصیف قوی نہین حافظ عسقلانی نے کہا امام دار قطنی وغیرہ ہمارے فقہا اپنے کتب مین جو ذکر کیئے ہین امام
سلام کیئے بعد دوسری جماعت ہٹکے دشمن کے مقابلہ مین جانا اور پہلی جماعت آکے اپنی نماز
تمام کرنا بعد دوسری جماعت آکے اپنی نماز تمام کرنا سو اُسکو مین نے ابن عمر کی حدیث کی کسی طریق مین

نہین پایا بندۂ عاصی کہتا ہے ابن عمر کی حدیث کی طریقون مین اگرچہ نہو لیکن اُنکی حدیث اُسکو محتمل ہے عبد الرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کابل کے جنگ مین نماز خوف پڑھا سو اُسکی ترتیب ہمارے فقہا کے قول کے برابر ہے ابو داؤد نے اسکو روایت کی ہے واللہ اعلم ان دو وجہین سے پہلی وجہ جسکو سہل بن ابی حثمہ کی روایت کہتے ہین نماز پڑھنے کو امام شافعی نے اختیار کیا ہے ابن عمر کی روایت کے موافق نماز پڑھے تو صحیح ہے یا نہین اُسین دو قول ہین مشہور قول مین نماز صحیح ہے کیا واسطے اُنکی حدیث بہت صحیح ہے اور اسکو کوئی حدیث معارض نہین بعضے اُسکو منسوخ کہتے ہین سو صحیح نہین نسخ کا دعوی ثابت ہونیکو دلیل ضرور ہے امام شافعی اسکو منسوخ کہا کرکے بعضونے نقل کیا ہے سو بات ثابت نہین اس شکل کی نماز پڑھنے کی جگہہ وہ ہے جہان دشمن قبلہ کی جہت مین نہ رہے یا قبلہ کی جہت مین نہ رہے یا قبلہ کی جہت مین ہے لیکن اُسکے اور ہمارے درمیان کوئی چیز آڑ ہے کہ جیسکے حایل ہونے سے اگر یکبارگی مشرک ریلا کرین تو ہمکو نہ دکھینگے امام احمد کا مختار بھی سہل کی حدیث ہے ابن عمر وغیرہ کی روایتون کے موافق پڑھے تو بھی جایز ہے امام مالک کا مختار بھی سہل کی حدیث ہے لیکن کہتے ہین امام دوسری رکعت مین تشہد پڑھے بعد سلام کرنا جماعت آکے سلام مین شریک ہونیکا انتظار نہ کرنا ابو حنیفہ کا مختار وجہ ثانی ہے یعنی دو ٹکڑیون سے ایک ٹکڑی امام کے شریک رہنا اور دوسری ٹکڑی دشمن سے تلنا امام اپنے ساتھ والون کے ساتھ ایک رکعت پڑھنا پھر یہہ ٹکڑی دشمن کے مقابلہ مین جانا وہان جو ٹکڑی تھی آکے امام کے ساتھ دوسری رکعت پڑھنا امام سلام کرے بعد یہہ ٹکڑی دشمن کے مقابلہ مین جانا وہان تھی سو ٹکڑی آکے اپنی باقی کی نماز تمام پڑھنا یہہ لوگ لاحق رہنے سے اُنپر قرأت نہین سلام کرکے دشمن کے مقابلہ مین جانا وہان تھی سو ٹکڑی آکے اپنی باقی کے نماز پڑھنا سو یہہ لوگ مسبوق رہنے سے اُنپر قرأت واجب ہے اس نماز کی کیفیت کے دوسرے روایات جو وارد ہوئے ہین ویسی نماز پڑھے تو بھی ابو حنیفہ کے یہان جایز ہے لیکن مذکور طریق اولی ہے ابو حنیفہ اور مالک کے پاس دشمن قبلہ کی جہت مین ہو یا نہو سب حالتون مین وہی ایک کیفیت ہے جسکو وہ اختیار کئے ہین معلوم کیجیے

خوف کی نماز ایک ہی امام کے ساتھ پڑھنا چارون امام کے پاس لازم نہین دو ٹکڑیان امام کے ساتھ پڑھے یا ہر
شخص منفرد پڑھا تو بھی جایز ہی لیکن امام سب مین افضل رہنا اور پہلی جماعت کی فضیلت زیادہ ہونے نے اس نماز کی احتیاج
ڈالی چوتھی شکل شدت خوف کی نماز ہے دو لشکر آپس مین گتھم گتھا ہوے اور مسلمانون کا ٹکڑیان باندھکے نماز پڑھنا ممکن نہین ہے
یا ٹکڑیان باندھے تک کفار چڑھ آتے ہین تو جیسی بنی ویسی نماز پڑھنا سوار رہے یا پیادہ کھڑے رہے یا چلے منہ قبلہ کی
طرف ہووے یا نہووے امام کی اور مقتدی کی جہت ایک ہی ہووے یا نہ ہووے اس حالت کی نماز بھی جماعت سے پڑھنا افضل
ہے منفرد پڑھنے سے رکوع سجود ادا کرنا ممکن نہو تو اشارہ پر اقتصار کرے بغیر جماعت کے عمل کثیر کیا تو نماز باطل ہوگی
خون آلودہ ہتیار کو مناسب ہو تو ڈال دیوے یا نیام کرکے رکاب کے نیچے رکھے اگر ویسی ہتیار اٹھانیکی حاجت ہے
یا عمل کثیر کی احتیاج ہے تو کیا چاہئے نماز باطل نہوگی مالک اور احمد کا بھی یہی قول ہے ابوحنیفہ کہتے ہین اسوقت
ہر منفرد نماز پڑھتا ہے جماعت صحیح نہین اور کہتے ہین چلنے سے یا سوار ہونے سے یا بہت مارنے سے نماز باطل
ہوتی ہے معلوم کیجئے جمہور فقہا کے پاس صلاۃ خوف جیسی سفر مین جایز ہے حضر مین بھی جایز ہے اسمین ابن
الماجشون کو خلاف ہے اس نے کہا حضر مین یہہ نماز جایز نہین بعضون نے واذا کنت فیہم کے لفظ کی مفہوم کو
اعتبار کرکے فقط نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے تو پڑھنا کہتے ہین یہہ قول ابو یوسف اور حسن بن
زیاد اللولوی اور ابراہیم بن علیہ اور مزنی سے منقول ہے طحاوی نے ابوحنیفہ سے ہے کہا ابو یوسف ایکبار
ایسا کہتا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنے کی فضیلت حاصل ہونیکے واسطے یہہ نماز پڑھتے تھے حضرت
کے بعد ویسی نماز پڑھنا نہین سو یہہ قول معتبر نہین انتہی آیت سے جو دلیل لیتے ہین اسکا جواب کئی وجہ پر
ہے پہلی وجہ آیت مین شرط کرنے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکے ساتھ ہون تو نماز خوف پڑھنا ثابت ہوا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم انمین نہون تو یہہ نماز پڑھنا یا نہ پڑھنا آیت کے منطوق سے نہین نکلتا دوسری وجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
بعض جنگون مین صحابہ اکثر نماز خوف پڑھے ہین انکے پڑھنے پر صحابہ کا اتفاق ہے تو معلوم ہوا کہ وہ لوگ آیت کے مفہوم کا اعتبار نہین کیے [illegible] نماز
خوف پر تیسری وجہ صحیح حدیث سے ثابت ہے صلوا کما رأیتمونی اصلی یعنی جیسی مجھے نماز پڑھتا ہون دیکھتے ہو تم بھی ویسی [illegible]
منطوق سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خوف کی نماز جیسے پڑھے ہین تم بھی ویسی [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] پڑھنا
[illegible] مفہوم [illegible] منطوق کا عموم [illegible] مقدم ہے چوتھی وجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible] شرط کی جاتی ہے

حکم کو بیان کرنیکے واسطے حضرت انمین موجود رہنے کیواسطے نہین ہے گویا یون کہا صلوٰۃ خوف تو کر کر اسکو بیان کیا واسطے ابو لقیے کر بتلانا بہت ہوتا معلوم ہے

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ وَ

خُذُوْا حِذْرَكُمْ اور کچھ گناہ نہین تمپر اگر تمکو تکلیف ہو مینہہ سے یا تم بیمار ہو اتار رکھنا اپنے ہتیار اور ساتھ لینا اپنا بچاؤ یعنی ہتیار اُٹھانیکا عذر ہے کیا واسطے یہ بسبب بارش کے تلوار کو زنگ لگ جاتا ہے اسکی دھار کند ہوتی ہے یا کوئی ہتیار پانی مین بھیگنے سے گران ہوتی ہے یا بسبب بیماری کے آدمی ہتیار اُٹھانے سے عاجز ہوتا ہے تو ایسے عذرون کیوقت ہتیار اُتار کے رکھنے مین کچھ مضایقہ نہین لیکن چاہئے ہتیار رکھو لکر رکھنے کیوقت دشمن سے غافل نہ رہنا اپنی احتیاط آپ کرنا تا دشمن قابو پاکے حملہ نکرے معلوم کیجئے ہتیار اُٹھانیکو آیت کے ابتدا مین امر کے صیغہ سے بیان کیا امر کا صیغہ وجوب پر دلالت کرتا ہے یہان کہا عذر کی حالت مین ہتیار نہ اوٹھاوے تو کچھ گناہ نہین اس سے معلوم ہوتا ہے عذر نہ ہے تو ہتیار نہ اُٹھانے مین گناہ ہے اس سے ہمارے بعضے فقہا ہتیار اُٹھانا واجب کہتے ہین لیکن ہم اوپر بیان کئے ہین کہ اصح قول پر اسکا اُٹھانا مسنون ہے بخاری اور نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور حاکم اور بیہقی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیئے ہین کہے اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى شان مین عبدالرحمٰن بن عوف کے نازل ہوئی انھون زخمی تھے بعضے کہتے ہین غورث بن الحارث کے قصے مین جسکو ہم اوپر ذکر کئے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہتیار اُتار کے جو آرام کئے تھے اُس مین یہہ آیت نازل ہوئی معلوم کیجئے دشمن سے اپنے کو بچانا واجب ہونے پر یہہ آیت دلالت کرتی ہے اس سے معلوم ہوا ضرر کے اندیشے کی جگہو مین اپنے اپنے کو بچانا واجب ہے اس رو سے بیمار معالجہ کرنے پر خواہ علاج دوا سے ہو یا ہاتھ سے ہو اقدام کرنا اور دوا سے

یعنی مثل نشتر وغیرہ کرنا اور دنبل چیرنا ۱۲ منہ

اور جھکی ہوئی دیوار کے نیچے بیٹھنے سے احتراز کرنا واجب ہے اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا مقرر اللہ نے مہیا رکھے ہے منکرون کے واسطے ذلت کی مار اللہ تعالےٰ نے کفار سے حذر کرنیکا جب امر کیا تو کفار کو قوت اور شدت ہونیکا اندیشہ ہوا اُس اندیشہ کو دفع کرنے اور اسکو کرنا کیدکے لفظ سے بیان کیا اور انکو ذلت رسوائی اور ہزیمت ہونیکی خبر دیا تا مسلمانون کے دل قوی ہون اور سمجھین ان سے حذر کرنے امر جو ہوا ہے انکو قوت وہیبت ہونے سے نہین بلکہ مسلمانون کے دل مین ایک خوف ہو نا کہ جسکے ہونے سے وہ اللہ کی طرف تضرع کرین بعد اس سے نصرت اور توفیق مانگین اس تقریر سے معلوم ہوا عذاب مہین سے انکی مغلوبیت مراد ہے فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ

ف دشمن سے بچنا اور بیماری کا علاج کرنا واجب ہے ۱۲

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِكُمْ پھر جب تم نماز ادا کر چکے تو یاد کرو
اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور پہلو پر یعنی نماز خوف سے فراغت پائے بعد اللہ کو یاد کرو یعنی اسکو تسبیح اور
تحمید اور تہلیل اور تکبیر سے یاد کرو اپنے سب حالتون مین تم اسکی ثنا کرتے رہو خواہ کھڑے ہو یا بیٹھے
یا پہلو پر پڑے ہو کیا واسطے خوف جو تم پر کھڑا ہے اسکے لئے اللہ کو یاد کرنا اور اسکی طرف التجا کرنی ضرور ہے
ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین انھونے فاذکروا
اللہ قیاماً وقعوداً وعلی جنوبکم کی تفسیر مین کہا اللہ کو یاد کرو شب کے دن کو خشکی پر دریا پر سفر مین حضر مین غنا مین
فقر مین بیماری مین صحت مین پوشیدگی مین علانیہ مین ہر حال مین بعضے کہتے ہین فاذکروا اللہ سے نماز مراد ہے
یعنی نماز کھڑے ہوکے پڑھو صحت کی حالت مین اور بیٹھ کر پڑھو بیماری کی حالت مین اور پہلو پر پڑکے پڑھو عاجزی
کی حالت مین ابن مسعود سے ایسا ہی مروی ہے ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ
کو خبر پہنچی کہ چند لوگ کھڑے ہوکے اللہ تعالی کا ذکر کرتے ہین پھر آپ انکے پاس آکے ان سے پوچھے تو
وہ کہے اللہ تعالی فرماتا ہے فاذکروا اللہ قیاماً وقعوداً وعلی جنوبکم ابن مسعود کہے یہہ حکم نہین ہے مگر اس حالت
مین کہ کوئی شخص کھڑے ہوکے نماز نہین پڑھ سکتا ہے تو بیٹھ کے پڑھے بعضے کہتے ہین معنی یون ہے نماز کھڑے
ہوکے پڑھو یعنی جنگ کی دوادوی کیوقت اور بیٹھکے پڑھو یعنی جب تیرین مارنے مین مشغول ہوتے
ہین اور لیٹ کے پڑھو یعنی تم زخمی ہوکے زمین پر گرجاتے ہین جب جنگ سے فراغت ہوئی تو
دوادوی کی حالت مین جو نماز پڑھے تھے اسکو قضا کرو ان دونون قولون پر فاذا قضیتم الصلوٰۃ
سے نماز پڑھنے کا ارادہ مراد لینا یعنی نماز پڑھنے کا ارادہ کروگے تو نماز پڑھو کھڑے ہوکر الی آخرہ

فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ پھر جب تم خاطر جمع ہوئے تو قایم کرو نماز کو آیت کی ابتدا
مین دو حالت مین پڑھنے کی نماز کا حکم مذکور ہوا ایک قصر کا بیان جو مسافر کی نماز ہے دوسرا خوف کی
نماز کا بیان سو اس جملہ مین ان دونون حالت کے خلاف کا احتمال ہے اس جملہ کو اگر قصر کی حالت کا
خلاف لیوے تو اطمینان سے سفر کی تشویش رفع ہوئی مراد ہوگی یعنی جب تم مقیم ہوگے نماز کو قایم
کرو یعنی پورے چار رکعت پڑھو اگر اس جملہ کو خوف کی حالت کا خلاف لیوین تو اطمینان سے جنگ کی تشویش اور اسکا

اندیشہ رفع ہونی مراد ہوگی یعنی دشمن کا اندیشہ اور خوف جاتا رہا اور تمہارے دلوں کو تسکین ہوئی تو نماز
کو قایم کرو معمول کے موافق رکوع سجود سب بجا لاؤ امام کے ساتھ پوری نماز پڑھو اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ
عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا مقرر نماز ہے مومنوں پر وقت باندھا لکھا کتاب اس جگہ مکتوب کی
معنی سے ہے یعنی نماز پڑھنا ان پر لکھا گیا ہے یعنی فرض ہے موقوتا یعنی معین وقت پر کہ کسی حال میں
خوف ہو یا امن اسوقت سے تجاوز کرنا جایز نہیں عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ اور احمد اور ابو داود اور
ترمذی اور ابن خزیمہ اور حاکم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہیں کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
جبرئیل نے بیت اللہ پاس میری امامت دوبار کیا سو مجھکو لیکر آفتاب ڈھلے کے سایہ نعل کی دوال کے برابر
جب ہوا تو ظہر کی نماز پڑھا اور جب سایہ ہر چیز کا اُسکی مثل ہوا تو عصر کی نماز پڑھا اور روزہ افطار کرنیکا
وقت جب ہوا تو مغرب کی نماز پڑھا اور جب شفق غروب ہوئی تو عشا کی نماز پڑھا اور کھانا پینا روزہ دار پر
جب حرام ہوتا ہے تو صبح کی نماز پڑھا دوسرے روز مجھکو لیکر نماز پڑھا سو سایہ ہر چیز کا جب اُسکے مثل ہوا
تو ظہر کی نماز پڑھا اور جب سایہ ہر چیز کا اُسکے دو برابر ہوا تو عصر کی نماز پڑھا اور روزہ دار افطار کرتا ہے سو وقت جب ہوا تو مغرب کی نماز
پڑھا اور جب تہائی رات ہوئی تو عشا کی نماز پڑھا اور جب اسفار یعنی خوب روشنی ہوئی تو صبح کی نماز پڑھا بعد میری طرف پھر کہا ای محمد
تیرے آگے کے انبیا کا وقت یہی ہے اور ان دو وقت کے مابین وقت ہے ترمذی نے اس حدیث کی تحسین کی ہے ابن خزیمہ اور حاکم اسکی تصحیح کئے ہیں وَلَا
تَهِنُوْا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ اور سستی مت کرو قوم کو طلب کرنے میں یعنی مشرکوں کا پیچھا کرنے میں مت ہارو
اس آیت کی شان نزول کو بغوی نے بغیر سند کے یوں ذکر کی ہے کہ ابو سفیان اور اُسکے ساتھ والے احد کے
جنگ سے پھرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکا پیچھا کرنیکے واسطے لوگوں کو امر کئے تو مسلمان زخموں کے درد کی
شکایت کرنے لگے اللہ تعالی نے فرمایا قوم یعنی ابو سفیان اور اسکی ساتھ والوں کے پیچھا کرنے میں ضعف اور
سستی مت اختیار کرو اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ٥ اگر تم کو درد
ہوتا ہے تو انکو بھی درد ہوتا ہے جیسا تمکو درد ہے پھر سستی اختیار کرنے سے نہیں جو کیا اسکی علت میں
کام تم کیونکر کیا انکی ہمت اور شجاعت بڑھے یعنی زخموں کا درد اور جلے آزار بھی ہو بالخصوص تمہیں کہ نہیں
بلکہ ان کے ابھی تم اور وہ مشرک میں ابھی پھر لے آوا بھی مشرکوں کو تمہارے جنگ سے جب جنہ

تمکو اُنکے قتال سے کیسا مانع ہوتی ہے وہ بے آرامی پر جیسا صبر کرتے ہین تم بھی ویساہی صبر کرنا بلکہ تم اس امر کے احق ہو کیا واسطے تم حشر ونشر کے ثواب عقاب کے مقر ہو مشرک اُن امور کے منکر ہین تم اللہ کی راہ مین جہاد کرنیکے واسطے سستی نکرنا وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ اور تم امید رکھتے ہو اللہ سے وہ جو انکو اُسکی امید نہین یعنی تم مسلمانون کو آخرت کا ثواب ملنیکی اللہ تعالی سے امید ہے مشرکون کو اُسکی امید نہین یا تمکو نصرت اور ظفر دنیا مین ہونیکی اور تمہارا دین سب دینون پر غالب ہونیکی امید ہے مشرکون کو یہہ امید نہین وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا اور اللہ ہے سب جانتا حکمت والا یعنی اللہ تمکو امر نہ کریگا مگر اُسی کا کہ جسین مصلحت ہو اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ مقرر ہمنے اُتاری تجھکو کتاب سچی تا تو انصاف کرے لوگون مین اُس سے جو سمجھایا ہے تجھکو اللہ نے اس آیت کی شان نزول کو کلبی نے ابی صالح سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کی ہے کہ ایک مرد انصار کے قبیلے کا بنی ظفر بن الحارث سے جسکا نام طعمہ بن ابیرق تھا اپنے پڑوسی کا جس کا نام قتادہ بن النعمان تھا بکتر چرایا وہ بکتر آٹے کی خرجی مین تھا سو اُسمین کا آٹا خرجی کے سوراخون مین سے جھڑتا تھا غرض اُسکو اپنے گھر لیجا کر زید السمین یہودی کے پاس رکھا بکتر والے لوگ آٹے کے نشان پر جا طعمہ کو پکڑے طعمہ نے قسم کھائی کہ مین نہین جانتا پھر آٹے کے نشانون کو دیکھنے سے یہودی کے گھر کا پتا لگا یہودی کو پکڑے تو یہودی بولا طعمہ بن ابیرق نے اسکو لا کے میرے یہان امانت رکھا ہے طعمہ کی قوم بنی ظفر آ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کئے ہماری قوم والے کی آپ بالائش کرینگے تو وہ رسوا ہو جاتا ہے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہودی کو سزا دینے کا ارادہ کئے تب اللہ تعالی نے اس آیت کو نازل کیا یہہ حدیث کلبی کی روایت سے ہے کلبی ضعیف ہے ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عوفی کی طریق سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کی ہے کہ انصار کے چند لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی جنگ مین تھے ایک شخص کا بکتر چوری گیا سو انصار کے ایک شخص کو اس چوری سے متہم کئے بکتر کا مالک آ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ طعمہ بن ابیرق میرے بکتر چرایا چور نے یہ سنکے بکتر کو دوسرے شخص کے گھر مین ڈال کے چھپایا اور اپنے قوم کے چند لوگون کو بولا مین نے بکتر فلانے کے گھر مین چھپادیا

اُسکے گھر کی جھڑتی لیوین تو بکتر ملجاتا ہے اب تم جاکے رسول اللہ علیہ وسلم سے ایسا عرض کیجیے یا نبی اللہ
ہماری قوم والا اس سے بری ہے اور ہمکو خوب یقین ہے کہ بکتر فلانا شخص چرایا ہے ہمارے والے کی برأت آپ
علانیہ کہینگے اور اُسکی بالائیش نہ کرینگے تو وہ ہلاک ہوگا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکے لوگون مین
اُسکی برأت کئے عوفی کا طریق بھی ضعیف ہے اس قصہ کو ترمذی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم
اور ابو الشیخ نے طریق محمد بن اسحق کے عاصم بن عمر بن قتادہ سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا قتادہ بن النعمان رضی اللہ عنہ سے
یون روایت کی ہے کہا ہمارے قبیلے مین ایک گھر والے تھے انکو بنی ابیرق کہتے تھے انکے نام بشر اور بشیر اور مبشر تھے بشیر
منافق تھا شعر بولتا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ہجو کرتا اور اس شعر کو بعضے عربون کی طرف نسبت کرتا اور
بولتا فلانا یہہ بیتین بولا فلانا یہہ بیتین بولا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ان بیتون کو سنتے تو کہتے واللہ یہہ
بیتین کوئی نہین بنایا مگر یہی خبیث بنایا ہے یہہ سنکے کہتا شعر اَوَ كُلَّمَا قَالَ الرِّجَالُ قَصِيدَةً ۔ اَضَمُّوا فَقَالُوْا
ابْنُ الْاُبَيْرِقِ قَالَهَا ۔ یعنی آیا یون ہوتا ہے کہ کوئی مرد بولے قصیدہ تو حسد سے کہتے ہین اسکو ابیرق کا لڑکا
کہا اسکے گھر والے ہمیشہ جاہلیت اور اسلام مین محتاج ہی رہتے تھے مدینہ کے لوگون کی قوت نہین تھا مگر خرما
اور جو اور شام کے ملک سے جب قافلہ لاکے یعنی گیہون کا سفید آٹا لے آتا تو تیسیر مند آدمی فقط اپنی ذات
کیواسطے اُسکو خرید کرتا اور اپنے متعلقون کو خرما اور جو کھلاتا ایکبار شام سے قافلہ آیا میرے چچا رفاعہ بن زید نے
ایک اونٹ درمک خرید کیا اور اُسکو اپنے بنگلے مین رکھا اسی بنگلے مین رفاعہ کے ہتیار دو بکتر اور
دو تلوار اور انکے ساتھ کا اسباب تھا سو کسی نے بنگلے کے نیچے سے نقب لگا کر آٹا اور ہتیار چرالیا صبح کو
میرے چچا رفاعہ نے میرے پاس آکے کہا اے ابن اخی کیا تجھکو معلوم نہین شب کو کسی نے میرے بنگلے کو نقب لگا کر کھانا اور
ہتیار سب چرا لے گیا تو ہم نے کہا پھر ہم کوٹھین ڈھونڈھنے لگے اور وہان کے لوگون سے دریافت کرنے لگے وہان
کے بعضے لوگ کہنے لگے شب کو ابیرق کی اولاد دیکھا سلگائی تھی شاید تمھارے یہان کے آٹے کو کھانیکے واسطے تھا لوگون
سے اسکی دریافت کرنیکے وقت بنی ابیرق آپکے کہے واللہ لبید بن سہل جو ہمارے قبیلے والا ہے یہی کام
لبید مرد مسلمان صالح تھا لبید سنکے اپنی تلوار ننگی کرکے آیا اور بنی الابیرق کو بولا مین چرایا کیا تم
چور بولے اسکو صحیح کرو دونہین تو تلوار سے مین تمکو گھائل کرتا ہون بنی الابیرق اسکو کہنے لگے

اپنے اوپر کا ہمکو کھینچ لیتا ہے تونے یہہ کام نہین کیا دوسرے شخص نے کیا ہے پھر ٹولے والون سے دریافت کرنے
سے ہمکو یقین ہوا کہ بنی الابیرق ہی یہہ کام کئے ہین تب میرا چچا مجھکو بولا اے ابن اخی تو جا اور نبی
صلی اللہ علیہ وسلم سے یہہ ماجرا بیان کر مین نے جا کے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے ٹولے کے چند مفسد لوگ
میرے چچا رفاعہ بن زید کے بنگلے کو نقب لگا کے اُسکے ہتیار اور کھانا چُرا لے گئے ہمکو آٹے کی احتیاج نہین
ہمارے ہتیار دیدا لنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سانظر فی ذلک یعنی اسکو اندیشہ کر جواب دونگا
بنی الابیرق کو یہہ خبر پہنچی سو اپنی قوم کے ایک شخص کے پاس جسکا نام اسیر بن عروہ تھا جا کر کہے پھر
اُسکے قبیلے والے لوگ جمع ہو کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہے یا رسول اللہ قتادہ
بن النعمان اور اُسکا چچا ملکے ہمارے ایک گھر والون کو جو مسلمان اور اہل صلاح ہین بے گواہ اور بے دریافت
چوری کی تہمت کرتے ہین قتادہ کہتے ہین مین نے جا کے پھر اس مقدمہ کی گفتگو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ایک گھر والے لوگ جو مسلمان اور اہل صلاح ہین بے گواہ اور بے دریافت
تو کیسا اُنپر چوری کی تہمت کرتا ہے قتادہ کہے مین پھر کے آیا اور اپنے دلمین بولا کاش مین اتنا کچھ مال
اللہ کی راہ مین دیتا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہہ مقدمہ نہ بولتا تو بہتر تھا میرا چچا آکے کہا اے
ابن اخی وہ مقدمہ کیا ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو فرمائے اُسکو مین نے کہا میرے چچا نے یہہ سنکے
کہا واللہ المستعان یعنی اللہ سے مدد مانگتا ہون اس عرصہ مین یہہ آیت نازل ہوئی انا انزلنا الیک
الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما ارٰیک اللہ ولا تکن للخائنین خصیما ان خائنین سے بنی ابیرق مراد ہین
واستغفر اللہ یعنی اس بات سے جو تونے قتادہ کو کہا ان اللہ کان غفورا رحیما ولا تجادل عن الذین
یختانون انفسہم سے ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورا رحیما تک یعنی وہ لوگ اللہ سے مغفرت مانگے تو اللہ
انکو بخشیگا ومن یکسب اثما سے فقد احتمل بہتانا واثما مبینا تک یعنی لبید کو جو وہ بولے ولولا فضل اللہ علیک
ورحمتہ لہمت طائفۃ منہم ان یضلوک یعنی اسیر بن عروہ اور اسکے ساتھ والے اس آیت تک فسوف
نؤتیہ اجرا عظیما جب قرآن نازل ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہتیار لاکے دیا قتادہ
کہتے ہین میرا چچا بہت بوڈھا تھا اُسکے اسلام لانے مین مجھکو شبہ تھا جب مین ہتیار لاکے اسکو دیا تو

کہا ای ابن اخی اس ہتیار کو اللہ کی راہ مین دے مجھکو تب یقین ہوا کہ اسکا اسلام صحیح ہے قرآن نازل ہوے بعد بشیر نے مشرکون مین جاکے مل گیا یعنی مشرک ہوکے مکہ کو گیا اور سلافہ بنت سعد کے یہان جاکر اترا پھر اس پر اللہ تعالیٰ نے یہہ نازل کیا ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولیٰ ضلالاً بعیداً تک اُس نے جاکے جب سلافہ کے یہان اترا حسان رضی اللہ عنہ سلافہ کی مذمت مین بیتین بولا سلافہ نے بشیر کا اسباب اپنے سر پر اٹھا لیکر ابطح مین لیجاکے پھینک دی اور بولی تو حسان کی بیتین میرے واسطے ہدیہ لائے تیرا آنا میرے حق مین خوب ہوا حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے اور بولا یہہ حدیث مسلم کی شرط پر ہے لیکن ترمذی نے کہا یہہ حدیث غریب ہے محمد بن سلمۃ الحرانی کے سوا کوئی اسکو مسند روایت نہین کیا ہے یونس نے بن بکیر اور چند لوگ اس حدیث کو محمد بن اسحاق سے وہ عاصم بن عمر بن قتادہ سے مرسل روایت کیے ہین طبرانی نے اپنی معجم مین اس حدیث کو روایت کیا سوا اسکے اخیر مین یہہ بھی زیادہ کی ہے بعدہ اُس نے یعنی بشیر کسیکے گھر کو نقب لگاکے اسکا اسباب چرالے آیا سو اللہ تعالیٰ اسپر تہدید اُترا طعمہ طا مہملہ کی فتح سے اور عین مہملہ کے سکون سے بعضون نے عین کی کسرہ سے بھی روایت کی ہے اور بعضے اسکے ضم سے بھی روایت کرتے ہین بشیر بار موحدہ کی ضم سے اور شین معجمہ کی فتح سے تصغیر کے صیغہ سے حافظ عسقلانی نے ایسا ہی ضبط کیا ہے بشر بار موحدہ کی کسرہ سے اور شین معجمہ کی سکون سے مبشر شین معجمہ کی سکون ابیرق ہمزہ کی ضم اور بار موحدہ کی فتح اور یائی مثناۃ تحتانیہ کی سکون اور را مہملہ کی کسرہ سے اخیر مین قاف ہے معلوم کیجیے چور کے نام مین یہہ اختلاف جو ہے شاید طعمہ اور بشیر ایک ہی شخص ہے ایک اسکا نام ہے دوسرا اسکا لقب ہے یا ابیرق کے دو فرزند تھے ایک طعمہ دوسرا بشیر دونون ملکے چوری کیے تھے اسپر کوئی چور کا نام طعمہ کہا کوئی بشیر یہہ دونون شخص نفاق سے مشہور تھے دوسرے دو فرزند بشر اور مبشر کا منافق ہونا کسی روایت مین نہین آیا واللہ اعلم معلوم کیجیے انا انزلنا الیک الکتاب کا خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے یعنی اے محمد ہمنے اتاری تیری طرف کتاب یعنی تیرے پر کتاب اتاری یعنی قرآن نازل کیا بالحق سچی یعنی وہ کتاب اللہ کا کلام ہونے مین کچھ شک نہین اس کتاب کے

لہ لفظ صوبت لما یون قالت اہدیت لی شعر حسان ما کنت تاتینی بخیر [illegible] یعنی کی ترجمہ کی ہے ۱۲

اس لئے اتاری تا تو لوگون مین انصاف کرے بما ارٰیک اللہ یعنی اس چیز سے جو تجھکو دکھایا اللہ نے
یعنی سکھایا اور سمجھایا اور وحی کیا اللہ نے ارای اس جگہ علم کی معنی سے ہے علم کو رویت کے لفظ سے تعبیر کیا
کیا واسطے یقینی علم کے جسمین کسی وجہ کا شبہہ نہو تو قوت اور ظہور مین آنکھ سے دیکھنے کے قایم ہوتا ہے
سو یہہ علم ایسا ہی ہے وَلَا تَكُنْ لِلْخَائِنِينَ خَصِيمًا ۝ اور تومت ہو دغابازون کے واسطے جھگڑنے
والا یہہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے یعنی ای محمد تومت ہو دغابازون کی طرف سے یعنی بنی الابیرق
کی طرف سے جھگڑنے والا یعنی انپر چوری کا ثبنا آیا ہے سو اسکو ان سے دفع کرنے اور انکی اعانت کرنے
وَاسْتَغْفِرِ اللَّهِ اور بخشوا اللہ سے یعنی قتادہ کو جو تو جھڑکا تھا یا یہودی کو سزا دینے کا ارادہ جو کیا
تھا اللہ تعالی سے اسکو بخشوا إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ۝ بے شک اللہ بخشنے والا ہے مہربان
معلوم کیجئے انبیا سے گناہ صادر ہونا جایز ہونے پر بعضون نے اس آیت سے دلیل لی ہے کیا واسطے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے گناہ نہوتی تو استغفار کرنیکا حکم کیون کرتا جمہور کہتے ہین انبیا سے گناہ صادر نہین ہوتی
اور آیت سے چند جواب دیتے ہین پہلا جواب سارق ظاہر مین مسلمان تھا اور اسکی قوم اسکی صلاحیت پر گواہی
دیتی اس پر چوری لادنے والون کے پاس گواہ نہین تھی ان اسباب کے دیکھتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
اسکی چندکی برأت ظاہر ہوئی سو اس سے چوری کا عیب دفع ہونے کا کلمہ کہے اور اسکے مقدمہ مین وحی
کے منتظر رہے تب اللہ تعالی نے آیت اتاری اور فرمایا طعمہ یا بشیر جھوٹا ہے چور وہی ہے ظاہر کے
دیکھتے اسکی نالائقی جو کئے اس سے استغفار کا حکم کیا دوسرا جواب چور کی قوم اسکی برأت کی شہادت
دیئے انکی شہادت کو رد کرنیکا کوئی امر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہر نہین ہوا یہودی کے گھر سے اسباب
نکلنا اسی کی چوری پر دلالت کرتا تھا حضرت کو یہودی کے چور انیکا مظنہ ہوا بنی الابیرق کی جب اللہ
تعالی نے تکذیب کی تو معلوم ہوا کہ اگر یہودی کو سزا دیتے تو ظاہر کے دیکھتے اگرچہ کچھ مواخذہ
نہین تھا لیکن حقیقت مین جو امر تھا اسکا خلاف ہوتا اس لئے اللہ تعالی نے استغفار کا حکم کیا تیسرا
جواب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار کرنا کبھی اس گناہ کے واسطے ہوتا ہے جو پیش از نبوت کے صادر
ہوا اور کبھی امت کے گناہون کے واسطے ہوتا ہے یہان استغفار کا حکم جو ہوا چور کی قوم والون کی

گناہ کیواسطے تھا جو تھا جواب نبوت کا مرتبہ بہت اعلیٰ اور اُسکا منصب بہت اشرف ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ بہت اعلیٰ اور منصب بہت اشرف اور اللہ تعالےٰ کی معرفت بہت اکمل ہونیسے کوئی امر تاویل کے رو سے یا سہو سے یا دنیوی کسی امر کے دیکھنے صادر ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب اور شرف کے نظر کرتے وہ بمنزلہ گناہ کے ہے اس لئے اس سے استغفار کا امر ہوا حسنات اور سیئات ہر ایک کے منازل کے دیکھنے مختلف ہوتے ہیں اسی پر یہہ قول مشہور ہے حسنات الابرار سیئات المقربین یعنے ابرار کی نیکیاں مقربین کے سیئات ہیں وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ اور مت جھگڑا اے محمد اُن کی طرف سے جو اپنی جانوں سے دغا کرتے ہیں خیانت کرنے والوں سے طعمہ اور اُسکو تائید کئے سو لوگ مراد ہیں طعمہ وغیرہ کی خیانت غیر کے مال میں تھی اُنکو اپنی جانوں سے خیانت کرتے ہیں بولا کیا واسطے جو شخص گناہ پر پیش قدمی کیا تو اپنے نفس کو ثواب سے محروم کیا اور اسکو اللہ تعالیٰ کے عذاب میں ڈالا فی الحقیقت وہ شخص اپنی جان پر خیانت کیا اسی واسطے کوئی شخص کسی پر ظلم کیا تو وہ اپنی جان پر ظلم کیا کہتے ہیں معلوم کیجئے اس آیت میں کمال تہدید ہے کیا واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم طعمہ کی قوم والوں کے قول کو سچ سمجھ کے اُسکی بالائق کی بات کئے علم الٰہی میں اُسکی خیانت متحقق تھی اللہ تعالیٰ نے اُسکی اعانت پر اپنے رسول کو عتاب کیا پھر جو شخص ظالم کا ظلم جان کر اُسکی اعانت کرے اور اُسکو ظلم کرنے پر ترغیب دیوے تو اسکا کیا حال ہوگا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا مقرر اللہ دوست نہیں رکھتا اُسکو جو ہو بڑا دغاباز گناہ گار اللہ تعالیٰ نے طعمہ کو خائن کہا کیا واسطے اُس نے بکثرت برائی گناہگار کہا کیا واسطے چوری کی تہمت دوسرے شخص پر جو بری تھا کیا معلوم کیجئے طعمہ سے ایک ہی خیانت صادر ہوئی باوجود اسکے اللہ تعالیٰ نے اسکو خوّان کرکے مبالغے صیغے سے ذکر کیا کیا واسطے اُسکی طبیعت میں خیانت کی میلان تھی اس لئے مبالغہ کا صیغہ ذکر کیا احتمال ہے کہ اول سے چوری کرتا تھا لیکن اسکو بہوت سے کوئی نہیں پکڑا تھا اس لئے اُسکی چوری مفقود نہیں ہوتی تھی اس دفعہ موجود ہوئی وہ ہمیشہ کا دغاباز تھا کرکے آیت نازل ہوئی لیکن مشرکوں میں جاکے باآخر وہاں بھی جاکے گیا سو پتھر گرکے مرگیا یہہ فعل اُس سے صادر ہونا وہ بڑا دغاباز ہونے کی علامت ہے یعنے بزرگوں سے

منقول ہے کہا کسی شخص کی ایک بدی نمود ہوئی تو سمجھ لے کہ اسکے پاس اور بھی بدیان ہین عمر رضی اللہ
عنہ سے منقول ہے کہ آپنے ایک چور کا ہاتھ کاٹنے کا امر کیئے چور کی مان عمر رضی اللہ عنہ کے پاس روتی
ہوئی آئی اور کہی یا امیر المومنین یہہ اسکی پہلی چوری ہے آپ اسکو معاف کرنا عمر رضی اللہ عنہ فرمائے
تو جھوٹھ بولتی ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو پہلے گناہ پر مواخذہ نہین کرتا اس اثر کو مفسرین ذکر کئے
ہین جمال الدین الزیلعی اور حافظ عسقلانی تخریج احادیث کشاف مین کہتے ہین اس اثر کی سند کو
ہم نہین پائے یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ
یُبَیِّتُوْنَ مَا لَا یَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ چھپتے ہین لوگون سے اور نہین چھپتے اللہ سے اور وہ یعنی
اللہ انکے ساتھ ہے جب راتکو ٹھیراتے ہین جس بات کو وہ یعنی اللہ راضی نہین یعنی طعمہ کی قوم بنی
ظفر بن الحارث لوگون سے شرماکے چھپتے ہین اللہ سے شرماکے نہین چھپتے اللہ تعالیٰ تو انکے ساتھ
ہے یعنی اسکا علم اور قدرت انکو محیط ہے انکا کوئی حال اس سے پوشیدہ نہین یُبَیِّتُوْنَ مضارع
تبیّت کا ہے تبیت کی اصل معنی شب کو کسی بات کا منصوبہ اور تجویز کرنا یہان مطلق جھوٹھ بات
بنانیکا منصوبہ اور طعمہ کو بری کرنیکی تجویز جو کئے مراد ہے اللہ تعالیٰ راضی نہین سو بات یہہ ہے
طعمہ کو چوری سے بری کرنا بری شخص کو چور ٹھہرانا وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطًا ۝ اور ہے اللہ
اُن کے کامون کو احاطہ کرنے والا یعنی اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہین رہتی تمہارے کامون کے سب
یہ مطلب ہے اس جملہ کو وعید کیواسطے ذکر کیا یعنی تم مکر و فریب سے اپنی چوری و دغابازی کو لوگون سے
اگرچہ چھپاتے ہین لیکن اللہ تعالیٰ کو ان سب کامون کی اطلاع ہے اسکا علم ان سبکو احاطہ کیا ہے
سب گھیر لیا ہے ایکدن اسکی جزا دیگا هٰاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّ
نْیَا فَمَنْ یُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَمْ مَّنْ یَّكُوْنُ عَلَیْهِمْ وَكِیْلًا ۝ خبردار ہو
تم لوگ جھگڑے انکی طرف سے دنیا کی زندگی مین پھر کون جھگڑیگا انکی طرف سے قیامت کے دن یا کون ہوگا
انکا کام بنانے والا ہَا کا لفظ اَنْتُم پر اور اُولاء پر جو آیا ہے دونون جگہ حرف تنبیہ ہے اسکی معنٰی
رہو خبردار سو سننے ہو انتم کا لفظ مبتدا ہے اور آیا اسکی خبر ہے جادلتم کا جملہ اولاء کا بیان ہے

اولاء کو اسم موصول اور جادلتم کو اُسکی صلہ ڈالے تو بھی جائز ہے اب معنی یون ہوگی تم وہ لوگ ہین جو جھگڑا کرے اُنکی طرف سے انتم سے مراد بنی ابیرق کی قوم ہین جو اُسکی پشتی لئے اور جھگڑے جادلتم جدل سے مشتق ہے جدل کی اصل معنی لغت مین رسی کو مضبوط باندھنا بعد اُسکو جھگڑے مین استعمال کئے کیا واسطے جھگڑنے والا اپنا مخالف جس امر پر ہے وہان سے اسکو سرکاتا ہے اور اُسکو اُسکی بات سے پھیرتا ہے جیسے رسی کو پھیرتے ہین اُسکو مباعلہ مین لیجانے سے بڑے جھگڑے کا فایدہ بخشتا ہے فمن یجادل اللہ استفہام ہے توبیخ اور تقریع کی معنی سے ام من یکون کا عطف فمن یجادل پر ہے وکیل اسکو کہتے ہین جسکو اپنے امر کی حفاظت و حمایت کیواسطے مقرر کرتے ہین آیت کی حاصل معنی یون ہین تم لوگ بنی الابیرق کی طرف سے دنیا مین تو جھگڑے و پشتی لی قیامت کے دن لوگ اللہ کے عذاب مین گرفتار ہونگے تو انکی طرف سے کون جھگڑیگا اور اُنکا حامی اور وکیل بن کے کون آویگا

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ اور جو کوئی بُرا کرے یا ستم کرے اپنی جان پر پھر اللہ سے بخشاوے تو پاوے اللہ کو بخشنے والا مہربان معلوم کیجئے بنی ابیرق کی چوری وغیرہ کے باب مین اللہ تعالیٰ نے وعید ذکر کیا بعد انکو توبہ کرنیکی دعوت کیا اور فرمایا گناہ سے جو شخص استغفار کرے تو اللہ اُسکو بخشتا ہے سوٓء سے قبیح اور بُرا کام ہے کہ جس سے غیر کا بُرا ہوتا ہے جیسے چوری کی تہمت غیر پر باندھنا اور یظلم نفسہ سے گناہ ہے کہ جسکی بُرائی اپنی جان پر ہوتی ہے جیسی جھوٹی قسم کرنا غیر کی مضرت مین سوء کے لفظ کو لایا کیا واسطے جو مضرت غیر کو پہنچتی ہے اُسکا ضرر فی الفور نمود ہوتا ہے جس گناہ کی مضرت غیر کو نہین پہنچتی بلکہ اپنی جان پر ہی ہوتی ہے تو غالب احوال مین اُسکا ضرر فی الفور نہین کیا واسطے انسان اپنی جان کو ضرر نہین پہنچاتا لیعضے کہتے ہین سوء سے وہ امر کہ جس سے آدمی اللہ تعالیٰ کا گنہگار ہوتا ہے اور ظلم سے شرک مراد ہے معلوم کیجئے اس آیت مین امر کی دلیل ہے ایک وہ جتنے گناہ ہین خواہ کبیرہ ہون یا صغیرہ توبہ سے سب عفو ہوتے ہین شرک اور قتل اور لوگون کا مال غصب کرنا وغیرہ سب اسمین داخل ہوئے کیا واسطے من یعمل سوٓء کا صیغہ عموم پر دلالت کرتا ہے آیت اگرچہ مخصوص مقدمہ مین یعنے بنی ابیرق کے مقدمہ مین نازل ہوئی لیکن تمام کے گناہون کو شامل ہے کیا واسطے عموم لفظ کو اعتبار ہے مخصوص سبب کو اعتبار نہین ابن جریر اور ابن المنذر طریق سے علی ابن ابی طلحہ کے روایت ہین

اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے وہ اس آیت ومن یعمل سوءً او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ
کہے اللہ تعالے نے اپنے بندوں کو اپنے حلم اور عفو اور کرم اور وسعت رحمت اور مغفرت سے خبر دی جو کوئی
گناہ کریگا پھر صغیرہ ہو یا کبیرہ اُسکے بعد بخشش مانگے اللہ سے تو پاوے اللہ کو غفور رحیم اگرچہ اُسکے
گناہ آسمان اور زمین اور پہاڑوں سے بڑے ہیں دوسرا امر وہ ظاہر آیت چاہتی ہے مجرد استغفار
گناہ کے عفو کو کافی ہے بعضے کہتے ہیں استغفار کے ساتھ توبہ بھی شرط ہے کیا واسطے اُسکے جو کوئی استغفار کرے
اور گناہ پر اصرار کرے تو استغفار فایدہ نہ دیویگا ابن ابی حاتم اور ابن السنی کتاب عمل الیوم واللیلہ میں
اور ابن مردویہ علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہیں کہے ہیں لے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرمائے کوئی بندہ نہیں جو گناہ کریگے بعد اُٹھ کر وضو اچھی
بناوے اُسکے بعد کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور اپنے گناہ سے استغفار کرے مگر اللہ تعالی پر حق ہوگا
کہ اُسکے گناہ بخشے کیا واسطے اللہ تعالی فرماتا ہے ومن یعمل سوءً او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ
غفورًا رحیمًا عبد بن حمید نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہے جو کوئی سورہ نساء کے یہہ دو
آیت پڑھیگا بعد اللہ تعالی سے استغفار کریگا تو اللہ تعالی اُسکو بخشیگا دو آیت یہہ ہیں وَمَن
یَعمل سوءً او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورًا رحیمًا ۔ وَلَو اَنھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ
واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابًا رحیماہ وَمَن یَّکسِب اِثمًا فَاِنَّمَا یَکسِبُہٗ عَلٰی
نَفسِہٖ اور جو کوئی کماوے گناہ سو نہیں کماتا ہے مگر اپنی جان پر یعنی جو کوئی عمل ایسا کیا کہ جس سے
اللہ تعالی کا گناہ گار ہوا تو اس گناہ کا وبال اُسکی جان پر ہوا اور اپنے حق میں ہی بُرائی کیا کسب
اسکو کہتے ہیں کہ جس سے اپنے کو فایدہ پہنچے یا اپنے سے مضرت دفع ہووے اُسکی معنی ایسی ہے رہنے
اللہ تعالی کو کسب کی صفت سے وصف کرنا جایز نہیں اس آیت سے بنی ابیرق اور اُنکی قوم
کو اور جو گنا ہگار ہو اُسکو استغفار کرنیکی ترغیب دینی مقصود ہے گویا یوں فرماتا ہے اے انسان
تونے جو گناہ کی اُسکی مضرت تجھی کو پہنچی میرا کچھ نہیں بگڑا میں نفع نقصان سے پاک ہوں توبہ قبول
کرنے سے اور مغفرت کرنے سے مجھ پر کچھ بار نہیں تو مغفرت مانگ اور توبہ قبول ہونیکی امید

رکھ مین توبہ کرنے والون کو بخشتا ہون وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ٥ اور اللہ سب جانتا حکمت والا یعنی بکتر جس نے چرائی اُسکو اللہ جانتا ہے اُسکا ہاتھ کاٹنے کا حکم جو کیا حکمت کیے روسے ہے یا توبہ کرنے والے کے دل مین جو ہے اُسکو اللہ جانتا ہے حکمت والا ہے اُسکی حکمت اس بات کو چاہتی ہے کہ جو کوئی توبہ کرے اُسکے توبہ کو قبول کرنا اسکے گناہ کو معاف کرنا وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ٥ اور جو کوئی کماوے تقصیر یا گناہ پھر تہمت لگاوے اُسکی بیگناہ کو سو مقرر اُس نے اُٹھایا طوفان اور گناہ صریح یعنی آپ گناہ کرکے بے گناہ پر اُسکی تہمت کو ڈالا تو بڑا گناہ کیا خطیۃ اور اثم کی معنی مین اختلاف ہے بعضون نے کہا خطیۃ سے گناہ صغیرہ اور اثم سے گناہ کبیرہ مراد ہے بعضون نے کہا خطیۃ وہ گناہ جسکی مضرت کرنے والے سے مختص رہے اثم وہ گناہ جسکی مضرت غیر کو پہنچے بعضون نے کہا خطیۃ وہ گناہ جسکا کرنا بالکل لایق نہین خواہ جان بوجھ کے ہو یا خطا سے اثم وہ گناہ جس کا کرنا جان بوجھ کے ہو بعضون نے کہا خطیۃ بکتر چرانا اور اثم اسکو نہین چرایا کرکے جھوٹی قسم کرنا (ثم یرم بہ) بہ کی ضمیر کی مرجع مین چند وجہ ہین پہلی وجہ احد مذکورین کی طرف ہے یعنی خطیۃ اور اثم جو دونون مذکور ہوئے ان دونون مین سے ایک کی طرف پھرتی ہے دوسری وجہ اثم کی طرف ہے کیا واسطے وہی قریب ہے ضمیر قریب کی طرف پھیرنے کا قاعدہ ہے تیسری وجہ یکسب کی مصدر جو کسب ہے اُسکی طرف پھرتی ہے یعنی پھر تہمت لگاوے اس کسب کی یعنی کمائی کی بے گناہ کو بری شخص سے مراد لبید ہو یا یہودی کہ جس پر چوری کی تہمت باندھے تھے بہتان مشتق بہت سے ہے بہت کی معنی جھوٹ کہ جس کے تراشنے سے آدمی متحیر ہو جاتا ہے اور اُس سے اپنے کو خلاص نہین کر سکتا معلوم کیجیے بہتان کرنے والا دنیا مین نہایت مذموم اور بد ہے اور آخرت مین سخت عذاب کا مستحق ہے جو شخص آپ گناہ کرکے بری شخص پر اسکی تہمت لگایا تو وہ دو مذموم امر کا مرتکب ہوا پھر وہ دنیا مین بڑی مذمت کا اور آخرت مین سخت عذاب کا مستحق ہوا اللہ تعالیٰ نے بہتانًا کہکر دنیا مین مذموم ہونیکی طرف اشارہ کی اثمًا مبینًا کہکر آخرت مین معاقبت ہونیکی طرف اشارہ کیا وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ اور اگر نہ ہوتا تجھ پر اللہ کا فضل اور اسکی مہر تو

ع ۱۴

قصد کیا ہی تھا انمین کی ایک جماعت نے کہ تجھکو بہکاوے یہہ آیت بھی بنی ابیرق اور انکی قوم والونکے
قصے سے متعلق ہے یہہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے یعنی ای محمد اگر تجھ پر نہوتا اللہ تعالیٰ کا
فضل نبوت سے اور اسکی رحمت یعنی گناہون سے معصوم رہنا اور انکی مخفی باتین تجھکو وحی سے ظاہر ہوجانا تو
انمین کی ایک جماعت یعنی بنی ظفر کی ایک جماعت جو بنی ابیرق کی قوم تھی تجھکو بہکانے کا یعنی حق
فیصلہ نہ دینے کا قصد کر چکی تھی یا بنی ابیرق کی صلاحیت نمود کرکے چوری کی پاکی ظاہر کرکے تجھکو حکم
مین دعوے کا دینا چور سے چوری کو دفع کرنا چاہی تھی کیا واسطے انکی قوم اس چور کی چوری معلوم ہوتے
پر چوری سے اسکو بری کرکے بری شخص کو چور ٹھہرانا چاہے تھے وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ اور بہکاتے نہین
مگر آپکو یعنی بنی ابیرق کی قوم گناہ گار کی اعانت کرنے سے اور جھوٹی شہادت دینے سے بڑا اُس گناہ
کا وبال انھین کی جان پر ہے وَمَا يَضُرُّونَكَ مِن شَيْءٍ اور تیرا کچھ نہین بگارتے یعنی وہ قوم اگرچہ تو
باطل ناحق فیصلہ کرنیکی سعی کئے لیکن تو انکے باطل مین نہین پڑا کیا واسطے انکے ظاہر حالکے
نظر کرتے تو نے فیصلہ دی اُسکا ناحق رہنا تیرے دل مین خطور نہین کیا بعضے کہتے ہین اسکی معنی یون ہے
وہ لوگ زمانہ آیندہ مین تیرا کچھ نہ بگارینگے سو اسمین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت دایم رہنے کی
اور کسی سے کچھ ضرر نہین پہنچنے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا وَأَنزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ
وَالْحِكْمَةَ اور نازل کی اللہ نے تجھ پر کتاب اور حکمت کتاب سے قرآن مراد ہے اور حکمت سے چیزونکے
کنہ کو پہنچنا معلوم کیجئے اوپر کے جملے کے ہم دو معنی بیان کئے ہین پہلی معنی کا حاصل یہہ تھا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو ظاہر پر امر کرنیکا حکم تھا سو اس لئے اس امر مین معذور تھے اس تقدیر پر اس جملہ کی معنی
یون ہونگے اللہ تعالیٰ تجھ پر کتاب اور حکمت نازل کی سو شرعی احکام کی بنا ظاہر پر کرنا کرانین
تجھ پر واجب کیا جب تو نے ظاہر پر حکم کیا تو وہ لوگ تجھکو شبہہ مین ڈالنا ضرر نہین دیتا دوسری
معنے کا حاصل یہہ تھا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا کہ آیندہ تجھکو معلوم رکھنا اس تقدیر پر اس جملہ کی معنی
یون ہوگی ہم تیری عصمت کا وعدہ جو کئے کتاب اور حکمت تیرے پر نازل کرنا اسکو تائید کرتے ہین
کیا واسطے کتاب اور حکمت نازل کرنے سے خلق کو شرعی احکام پہنچانا مقصود ہے اللہ تعالیٰ کی

حکمت کی مقتضی یہہ ہے کہ تجھکو شبہون سے اور فریب کھانے سے معصوم اور محفوظ رکھے وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ اور سکھایا تجھکو جو تو نہین جان سکتا تھا یعنی دینی امور اور شرعی احکام تجھکو سکھایا کتاب اور حکمت کے اسرار پر تجھکو مطلع کیا انکے حقیقتون سے تجھکو آگاہ کیا اُسکے پیش از تو کچھ نہین جانتا تھا آئندہ بھی ہم تیرے ساتھ ایسا ہی سلوک کرینگے تاکسی منافق کو تجھے فریب دینے کی طاقت نہ رہے یا اُس سے یہہ مراد غیب کے امور تجھکو سکھایا اُنکے مخفی کامون پر اور دل کے بھیدون پر تجھکو مطلع کیا منافقون کے حال سے انکے مکر حیلہ سے تجھکو آگاہ کیا جن امور کو کہ تو نہین جانتا تھا وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ۝ اور اللہ کا فضل تجھ پر بڑا ہے یعنی ای محمد تجھ پر اللہ کا بڑا فضل ہے تیرے ساتھ بہت سے احسانات کیا نبوت سے تجھکو سرفراز کیا علم و حکمت کی تعلیم کی منافقون کے فریب سے محفوظ رکھا سو تو اسکا شکر ادا کر اس جملہ مین اللہ تعالیٰ نے اپنے الطاف و احسانات جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئے ہین سو انکی آگاہی کی تا اللہ تعالیٰ کے افضال کا حق بجا لاوین اُسکا شکر ادا کرین لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ کچھ خوبی نہین انکی بہت خلوت کرنے مین مگر جو کوئی فرمائے خیرات کرنے کو یا نیک بات کو یا صلح کروانے کو لوگون مین نجویٰ یا مناجیت کا مصدر ہے اسکی معنی بھید اور راز کی بات کرنا یا اسم ہے معنی سے متناجی کے یعنی بھید کی بات کرنے والا یہان نجویٰ سے آپس مین مطلق بات کرنا یا بات کرنے والے مراد ہین پھر وہ دو شخص رہین یا ان سے زیادہ پوشیدہ بات کرین یا ظاہر نجویٰ کو مصدر لینگے تو الا سے استثنا جو کیا سو استثنا منقطع ہوگا بعضون نے کہا یہان مضاف محذوف ہے اسکی تقدیر الا فی نجویٰ من امر بصدقۃ یعنی مگر خلوت مین اسکے جو امر کیا صدقہ کا اگر نجویٰ متناجی کے معنی سے لیوین تو استثنا متصل ہوگا معنی یون ہوگی خوبی نہین بہت خلوت کرنے والون مین مگر خوبی اُنمین ہے جو امر کرتے ہین صدقہ کا بنی ابیرق کی قوم جھوٹھ بات بنا کے کہنے کے واسطے تخلیہ مین جو منصوبہ اور تجویز کرتے تھے اسکی طرف اشارہ کیا سیاق آیت اگرچہ بنی ابیرق کی قوم کی خلوت کرنے مین ہے لیکن معنی کے نظر کرتے اسکا حکم علی العموم لوگون پر ہے جو آپس کے تخلیے مین باتین کرتے ہین یعنے لوگ اپنے خلوت مین جو باتین کرتے ہین اُسمین انکا بھلا نہین مگر ان تین امر کی بات ہو تو

ثمن از رباع

اسمین انکا بھلا ہے ایک صدقہ دینے کیواسطے ترغیب دینا دوسرا امر معروف کرنا یعنی اللہ تعالےٰ کی طاعت
اور شرع جس چیز کو کرنیکی اجازت دیتی ہے انکا امر کرنا نیکی کے جتنے کام ہین اُن سب کو معروف کہتے ہین
بعضے یہان امر معروف سے قرض دینا مراد لیتے ہین بعضے مظلوم کی داد کو پہنچنا کہتے ہین بعضے صدقہ
تطوع دینا مقصود ہے کہتے ہین تیسرا لوگونکے درمیان صلح کروانیکی بات کرنا یعنی مثلاً دو شخص مین مخالفت
تھی سو اُن مین دوستی لگانا یا دوستون مین نا اتفاقی ہو گئی تھی سو انکو ملا دینا معلوم کیجیے اللہ تعالےٰ
یہان اعمال خیر سے فقط اِن تین نوع کو ذکر کیا صدقہ امر معروف اصلاح بین الناس کیواسطے اعمال خیر یا
کسیکو نفع پہنچانے سے ہوتے ہین یا مضرت دفع کرنے سے نفع پہنچانے سے جو خیر ہوتا ہے وہ یا خیرات جسمانی ہے یا خیرات
روحانی خیرات جسمانی مال خرچ کرنے سے حاصل ہوتے ہین من امر بصدقۃ مین اسی کی طرف اشارہ ہے
خیرات روحانی علوم سے اپنی قوت نظریہ کو اور نیک افعال سے اپنی قوت علمیہ کو کامل کرنا ان دونون
کے مجموع کو امر معروف کہتے ہین اور معروف مین اسی کی طرف اشارہ ہے مضرت کو دفع کرنے سے جو
خیر حاصل ہوتا ہے اور اصلاح بین الناس مین اسی کی طرف اشارہ ہے اس سے معلوم ہوا اللہ تعالےٰ نے اس آیت
مین جامع خیر کو ذکر کیا ترمذی اور ابن ماجہ اور ابو یعلی اور عبد اللہ بن احمد زوائد زہد مین اور ابن ابی الدنیا
کتاب الصمت مین اور ابن المنذر اور ابن مردویہ اور حکیم الترمذی نوادر الاصول مین اور طبرانی اپنی
معجم مین اور حاکم مستدرک مین اور بیہقی شعب الایمان مین طریق سے محمد بن یزید بن خنیس کی روایت کیے ہین
اس نے کہا ہم سفیان ثوری کی عیادت کیواسطے گئے ہمارے ساتھ سعید بن حسان مخزومی بھی تھا
سفیان ثوری نے سعید کو کہا تو ام صالح سے حدیث جو روایت کی تھی اُسکا اعادہ کر سعید نے کہا مجھکو
ام صالح بنت صالح نے خبر دی اُس نے صفیہ بنت شیبہ سے روایت کی ہے اُس نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کلام ابن ادم کلہ علیہ لا لہ الا
امر بمعروف او نہیا عن منکر او ذکر اللہ عز وجل یعنی فرزند آدم کے جتنے سخن ہین وہ سب اسپر وبال ہین
انمین اسکا نفع نہین مگر معروف چیز کا امر ہے یا منہی چیز کو نہی ہو یا اللہ عز وجل کا ذکر ہے محمد بن یزید نے
کہا یہ کیا سخت حدیث ہے سفیان نے کہا اسمین کچھ سختی نہین ایک بی بی اُسکو ایک بی بی سے روایت

کی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالی نے کتاب جو نازل کیا اسمین موجود ہے کیا تو نے نہین سنا
اللہ تعالی نے جو فرمایا لاخیر فی کثیر من نجوٰیھم الا من امر بصدقۃ او معروف او اصلاح بین الناس سو یہہ آیت
بعینہ وہ حدیث ہے اور کیا تو نہین سنا اللہ تعالی نے جو فرمایا یوم یقوم الروح والملائکۃ صفا لا یتکلمون
الا من اذن لہ الرحمن وقال صوابا سو یہہ آیت بعینہ وہ حدیث ہے اور کیا تو نے نہین سنا اللہ تعالی نے
جو فرمایا والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر
سو یہہ آیت بعینہ وہ حدیث ہے ترمذی اور ابن ماجہ اور ابو یعلی اور حکیم ترمذی فقط حدیث کو روایت
کئے ہین حاکم وغیرہ سفیان کا مقولہ بھی زیادہ کئے ہین ترمذی نے کہا یہہ حدیث غریب ہے محمد بن یزید بن
خنیس کے سوائے دوسرا کوئی شخص اسکو روایت کیا سو ہمکو معلوم نہین جمال الزیلعی نے ابن طاہر سے نقل کی کہا
کہ اسکی سند شاذ ہے حافظ عبدالعظیم منذری نے کتاب الترغیب مین کہا اس حدیث کی روات ثقہ ہین مگر
محمد بن یزید مین کچھ کلام ہے کہ وہ کلام اسکی قدح کو موجب نہین وہ شیخ صالح ہے بندہ عاصی کہتا ہے محمد بن
یزید بن خنیس خاء معجمہ کی ضم سے اسکے بعد نون اسکے بعد یاء مثناۃ تحتانیہ ساکنہ اخیر مین سین مہملہ تصغیر کے لفظ سے
ابو حاتم نے کہا وہ شیخ صالح ہے ہم لکھے ہین اسکی حدیث لکھے ہین حدیث روایت نہین کرتا تھا اسکے فرزند کے
ساتھ مین اسکے بیان کیا حافظ عسقلانی نے تقریب مین کہا وہ مقبول ہے اسکا داخلہ عباد مین ہے مسلم
اور بیہقی ابی شریح الخزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے جو
اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان لاتا ہے اسکو لازم ہے اچھی بات بولے یا خاموش رہے بخاری اور بیہقی
سہل بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے جو شخص اپنے داڑھون کے
درمیان کا اور پاؤن کے درمیان کا میرے پاس ضامن ہوگا تو مین اسکے لئے جنت کا ضامن ہونگا حاصل حدیث
کا یہہ ہے جو شخص اپنی زبان کی محافظت کریگا اور اپنے فرج کو حرام سے بچاویگا تو بہشت مین جاویگا امام احمد
اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور بیہقی سفیان بن عبداللہ الثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت
کئے ہین اس طرح کہ کہا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھکو ایسی چیز کا امر کرو کہ مین اسکو اسلام مین مضبوط پکڑون
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے قل اٰمنت باللہ ثم استقم یعنی تو کہہ مین نے ایمان لایا اللہ پر پھر

مستقیم رہ پھر مین نے کہا یا رسول اللہ میری کونسی چیز سے مجھ پر بہت خوف ہونیکا اندیشہ آپکو ہی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان کی نوک کو پکڑکے کہے اسکا یعنی تیری زبان سے تجھ پر بڑا اندیشہ ہی ترمذی اور ابن ابی الدنیا
اور بیہقی نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین اُس نے کہا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ نجات کس چیز مین ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اپنی زبان کا تو مالک اور چاہئے کہ تیرا گھر تجھکو سماوے اور تو اپنے گناہون پر رو
ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن غریب ہے زبان کا مالک ہو یعنی زبان سے کچھ خراب بات اور بیہودہ کلمہ نہ کہنا گھر سمانا یعنی اپنے
گھر مین رہا کرنا بد لوگون سے اختلاط نہ کرنا بیہقی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم تین بار فرمائے رحم اللہ امرأ تکلم فغنم او سکت فسلم یعنی اللہ تعالی رحم کرے اس آدمی کو بات
کیا تو فائدہ حاصل کرتا ہے یا خاموش رہا تو سلامت رہتا ہے بیہقی نے اسکو حسن البصری سے مرسل بھی روایت
کی ہے حافظ العراقی نے کہا مرسل حدیث کے رجال ثقہ ہین مسند حدیث کی سند ضعیف ہے کیا واسطے اس کو اسمعیل
بن عیاش نے حجازیین سے روایت کی ہے ابو الشیخ بن حبان ابی امامہ سے اور ابن المبارک اپنی کتاب الزہد مین اور خرائطی
مکارم الاخلاق مین خالد بن ابی عمران سے اسیکے مانند مرسل روایت کئے ہین مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ ابی سعید
الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جو شخص تمہارے مین کا منکر امر کو دیکھا تو چاہئے
اسکو اپنے ہاتھ سے تغیر دیوے اگر اسکی طاقت نہین رکھتا ہی تو اپنی زبان سے تغیر دیوے اگر اسکی بھی طاقت نہین رکھتا ہی تو اپنے دل سے
تغیر دیوے یہہ ضعف ایمان ہے زبان سے تغیر دینا یعنی وہ بد امر ہی سو زبان سے کہنا دل سے تغیر دینا یعنی وہ بد امر ہی اسکو تغیر دینے کی قدرت
مجھکو ہوتی تو مین اسکو تغیر دیتا کرکے اپنے دل مین گانٹھنا بخاری اور مسلم عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے ہم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت اس پر کئے کہ حضرت کی بات سننا اور اطاعت کرنا سختی مین اور آسانی مین خوشی مین
اور ناخوشی مین اور ہمارے پر دوسرے کو اختیار کرنے مین اور اہل کار سے ہم نہ جھگڑین مگر صریح کفر دیکھین تو اوسکے ہمارے پاس اس امر کی
یعنی اللہ تعالی کی طرف سے دلیل ہو اور جہان ہو حق بات کہنا اللہ کے حق مین کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرنا
ابن خزیمہ نے اپنے صحیح مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے انسان
کے ہر ایک عضو کیواسطے ہر روز نماز ہے لوگون مین سے ایک شخص نے کہا یہہ بہت سخت تر ہے جواب ہمکو آپ
خبر دیئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے معروف چیز کا تو امر کرنا اور منکر چیز کو تو نہی کرنا نماز ہے ضعیف شخص کو

اسکا بوجھا اوٹھا دینا نماز ہے نجاست کو راہ مین سے ہٹا نا نماز ہے نماز کو جانیکے واسطے تو ڈگین ڈالنا نماز ہے ہر ذکر نماز ہے مسلم نے ابی ذر رضی اللہ عنہ سے مالدار لوگ اجر کو لیگئے کر کے حدیث جو روایت کی ہے اس مین مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے امر معروف کرنا صدقہ ہے اور نہی منکر کرنا صدقہ ہے بخاری و مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہر روز آفتاب جب طلوع کرتا ہے اسمین انسان پر اسکے ہر ہر ہڈی سے یا مفصل سے صدقہ دینا ہے صلح کرا دینا دو کے درمیان صدقہ ہے الحدیث امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن حبان اپنی صحیح مین ابی الدردا رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے کیا روزہ اور نماز اور صدقہ سے افضل چیز کی خبر مین تمکو نہ دون صحابہ عرض کیئے یا رسول اللہ فرمائیے اصلاح ذات البین فان فساد ذات البین ہی الحالقۃ یعنی درست کرا دینا آپس کے احوال کو یعنی لوگون مین باہم محبت و الفت کرا دینا کیا واسطے دو کے درمیان فساد ڈالنا ایسی خصلت ہے جو دین کو تباہ کرتی ہے ترمذی نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے ابو داؤد نے ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے دو شخص کے درمیان صلح کرانیکے واسطے بات بنا کے بولا تو وہ شخص جھوٹا

نہین ہوا یعنی صلح کروانے کیواسطے جھوٹی بات بنا کے کہنا جائز ہے وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱۴﴾ اور جو کوئی کیئے یہہ چیزین اللہ کی خوشی چاہ کر تو عنقریب ہم دینگے اسکو بڑا ثواب یعنی یہہ تینون قسم کی طاعتین اگرچہ بڑا مرتبہ اور نہایت شرف و جلال رکھتے ہین لیکن انکے کرنے سے نفع تبہو گا جب تک انکو خالص اللہ تعالی کیواسطے کرے اور انکے کرنے سے اللہ تعالی کی خوشنودی کا ارادہ نہ رکھے اگر انکو ریا و سمعہ کے واسطے کیا تو اسکو ثواب نہین بلکہ عذاب ہوگا اس آیت سے معلوم ہوا ظاہری اعمال مین دل کی رعایت مطلوب ہے وہ عمل خالص اللہ تعالی کیواسطے ہونیکی دل مین نیت کیجا اللہ تعالی کی خوشنودی کے سوا دوسرے کسی غرض کی طرف اسکی التفات نہو بخاری و مسلم وغیرہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے انما الاعمال بالنیات الحدیث یعنی کوئی اعمال مقبول نہین مگر نیتون سے معلوم کیجئے اوپر کے جملہ مین امر کہا سو وہ الفاظ سے تعبیر کیا یہان اسکی تعبیر فعل سے کیا کیا واسطے امر بھی فعل کے اقسام مین ہے دوسری جہہ یہہ ہے کہ تا کام کا امر کرنا خوبی ہے

حسب دلالت کیا تو اسکو عمل مین لیے آنا بطریق اولی خوبی پر دلالت کرتا ہی نوتیہ کے لفظ مین دو قرأت مین اکثر قرا اسکو نون سے پڑھتے ہین ہمارا ترجمہ اُسی قرأت کے مطابق ہے ابو عمرو اور حمزہ اُسکو یوتیہ یای مثناۃ تحتانیہ سے پڑھتے ہین واحد مذکر غائب کے صیغہ سے اس قرأت پر معنی یون ہونگے عنقریب اللہ اُسکو دیگا بڑا ثواب معلوم کیجیے اللہ تعالی نے اجر کو عظیم کی وصف سے بیان کیا تو معلوم ہوا کہ اُسکی عظمت کو انتہا نہین جب انتہا نہو تو اُسکی مقدار اللہ تعالے کے سوائے کسی کو معلوم نہین وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى اور جو کوئی مخالفت کرے پیغمبر کی بعد کھل جانے کے اُس پر راہ کی بات مفسرین کہتے ہین یہہ آیت بھی بنی الابیرق کی شان مین ہے جب طعمہ کی چوری ثابت ہوگئی اُسکو اپنا ہاتھ کاٹنے کا اندیشہ ہوا مرتد ہوکے بھاگا مکہ کے مشرکون مین جاکے بسا اُس پر اللہ تعالی نے اس آیت کو نازل کی اس آیت کا حاصل یہہ ہے جس شخص کو توحید اور حدود الٰہی معلوم ہوے اور دین اسلام کی صحت اسکو ظاہر ہوچکے پر توحید اور ایمان مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ظاہر کرے اور بت پرستی اختیار کرے تو اسکو دوزخ مین جلاینگے طعمہ کو ہدایت ظاہر ہوئی تھی سو اُسکا بیان یہہ ہے اللہ تعالی اسکے مقدمہ مین مذکور آیتین جب نازل کیا جو مذکور ہے کہ کرکے پکڑ دیا تو دین اسلام حق ہونا نبی صلی اللہ علیہ وسلم غیب کی خبر دینا اُسکے پاس ثابت ہوئی باوجود اسکے وہ بدبخت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت نمود کیا اور کفر کو اختیار کیا وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ اور چلے سب مسلمانون کی راہ کے سوائے یعنی مسلمانون کا طریقہ جو اسلام اور توحید ہے اس طریقے کو چھوڑکے دوسرا طریقہ جو کفر اور بت پرستی ہے اختیار کرے نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى ہم اُسکو حوالہ کرین وہی طرف جو اُسنے پکڑی ہندی کے مترجم نے اس جملہ کا ایسا ہی ترجمہ کیا امام رازی اس جملہ کی معنی یون کی نترکہ وما اختار لنفسہ ونکلہ الی ما توکل علیہ یعنی اُس نے اپنے نفس کے واسطے جس چیز کو اختیار کیا ہے اُسی پر اسکو ہم چھوڑ دینگے اور جس کام کو کرتا تھا اُسی کام پر اسکو رکھینگے قاضی بیضاوی نے بھی اُسکی معنی یون لکھا ہے نجعلہ والیا لما تولی من الضلال ونخلی بینہ وبین ما اختارہ یعنی گمراہی سے جس کام کا وہ والی اور متکفل ہوا ہے اُسیکا اسکو والی اور متکفل کرینگے اور جس چیز کو اختیار کیا ہے اُسی پر اسکو چھوڑ دینگے ان ترجمون کا حاصل یہہ ہے کہ وہ شخص دنیا مین جس امر کو اختیار کیا تھا یعنی کفر کو آخرت مین بھی ہم اسکو اُسی کفر پر چھوڑ دینگے کافرون کے زمرہ مین اسکو داخل

کرینگے وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ اور ڈالینگے اُسکو دوزخمین اَصْلَی اصل مین مشتق صَلِی سے ہے اُسکی معنی آتش پیا
ہونا وَسَاءَتْ مَصِيْرًا ۵ اور دوزخ بہت بری پہنچنے کی جگہہ ہے معلوم کیجیے اجماع اُمّت کا
حجّت قطعی ہونے پر اس آیت مین دلیل ہے اجماع امت اُسکو کہتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات
کے بعد حضرت کی امت کے جتنے مجتہد علما ہین کسی ایک امر پر اتفاق کرنا پھر یہہ اتفاق کسی عصر مین ہو
یہہ اجماع دلیل قطعی ہوجاتی ہے اسکا خلاف کرنا جایز نہین اس حکم کو اس آیت سے امام شافعی رضی اللہ
عنہ نے استنباط کیا ہے حاکم ابو عبد اللہ نے کتاب مناقب الشافعی مین ابو سعید محمد بن عقیل الفاریابی کی
طریق سے روایت کی ہے اُسنے کہا مجھکو مزنی یا ربیع نے خبر دی کہ ظہر اور عصر کے مابین ہم شافعی کے پاس
تھے شافعی ستون کو تکیہ لگا بیٹھے تھے ایک بوڈھا صوف کا جبہ اور صوف کی پگڑی اور صوف کی لنگ
باندھا ہوا ہاتھ مین عصا لیکے آیا شافعی اُٹھ اپنے کپڑے درست کئے اور سیدھے ہوکے بیٹھے وہ بوڈھا سلام کرکے بیٹھا امام
اس بوڈھے کو بزرگ جانکے اُسکی طرف دیکھنے لگے بوڈھے نے کہا مین کچھ سوال کرتا ہون شافعی نے سوال
کیجئے بوڈھے نے کہا اللہ تعالی کے دین مین کونسی چیز حجت ہے شافعی کہے کتاب اللہ بوڈھے نے کہا اور
کیا چیز شافعی کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بوڈھا کہا اور کیا شافعی کہے امت کی اتفاق یعنی اجماع امت
بوڈھے نے کہا امت کے اتفاق کو تم حجت جو بولے کہان سے بولے شافعی کہے کتاب اللہ سے بوڈھا کہا وہ کتاب اللہ
کی کونسی آیت مین ہے شافعی ایک ساعت تک تامل کئے شافعی کو وہ بوڈھے نے کہا مین تمکو تین رات
دن کی مہلت دیتا ہون ان تین دن مین تم کتاب اللہ کی آیت بیان کئے تو بہتر نہین تو اپنے قول سے تو بہ
کرو شافعی کا رنگ متغیر ہو گیا گھر کو چلے گئے تین دن تک باہر نہین نکلے جب تین رات دن تمام ہوئے
ظہر عصر کے مابین اتنے ہی وقت مین نکلے خوشی سے انکا چہرہ پھولا تھا اور تبسم کرتے ہوئے آکے بیٹھے اتنے
مین وہ بوڈھا بھی آکے سلام کرکر بیٹھا اور بولا میرا جواب شافعی کہے بہتر اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ تعالی فرماتا ہے وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ
سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ مومنین کے خلاف پر اسکو آتش مین داخل نہین کیا مگر اسکے ہی
واسطے کہ انکی اتباع فرض ہے بوڈھے نے کہا تم سچ کہے اور چلا گیا وہ شخص گئے بعد شافعی کہے مین کیا

ف اجماع امت حجت قطعی ماننا

گئے بعد ہر روز رات دن مین قرآن کے تین تین ختم کرتا تھا آخر اِس آیت پر مین مطلع ہوا اجماع حجت

ہونے پر اسمین دلیل جو ہے اُسکی تقریر یون ہے اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشاقت پر اور

مومنین کی طریق کے سوا دوسری طریق کی اتباع پر وعید جو ذکر کیا سو اُن دونون مین کی ہر ہر چیز

حرام ہونے کے واسطے ہے یا ان دونون مین کی ایک ہی چیز حرام ہونے کے واسطے ہے یا دونون مل کے حرام

ہونیکے واسطے ہے دونون مین کی ایک چیز حرام ہونے کے واسطے وعید ہے کر کہنا باطل ہے کیا واسطے

اُسمین حرمت اور اباحت دونون کو جمع کرنا لازم آتا ہے مثلاً کہے جو شخص شراب پیوے یا روٹی کھاوے

تو حد اسپر لازم آتا ہے یہہ تو باطل ہے دونون ملکے حرام ہے کہنا بھی باطل ہے کیا واسطے فقط رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی مشاقت حرام ہے خواہ اُسکے ساتھ دوسرا امر ضم ہو یا نہ ہو اس تقدیر پر اتباع

کو اُسکے ساتھ ضم کرنا لغو تھا یہہ دونون احتمال جب باطل ہوئے تو پہلا احتمال ثابت ہوا یعنی اُن دونون

ہر ہر چیز حرام ہے جب اتباع غیر سبیل المومنین حرام ہوئی تو اُنکی اتباع واجب ہوئی کیا واسطے مومنین کی سبیل کو چھوڑنا اور اسکو ترک کرکے اُنکے غیر

کا تابع ہونا وہ شخص اُنکی متابعت سے نکل گیا اس دلیل پر کے اعتراضات اور اُنکے جوابات اصول فقہ کی کتابون مین مذکور ہین ابن ابی حاتم نے مالک

سے روایت کی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز فرمائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت کے بعد کے لوگ جو امر کے

والی ہوئے سنن مقرر کئے اُنکو پکڑنے مین کتاب اللہ کی تکمیل اور اللہ تعالیٰ کی پوری اطاعت کرنی ہے اور اللہ

تعالیٰ کے دین کی قوت ہے اُنکو تغیر اور تبدل کرنا اور اُنکے قول کے خلاف مین نظر کرنا کسیکو نہین پہنچتا اُن

سنن کی اقتدا جس نے کیا وہ ہدایت پایا اور اُن سے جو مدد لیا تو وہ منصور ہے جسنے اُنکا خلاف کیا وہ

مومنین کے طریقہ کے غیر کی اتباع کیا اللہ تعالیٰ اُسکے حوالہ کریگا وہی طرف جو اُس نے پکڑی بعد اسکو دوزخ

مین ڈالیگا دوزخ بہت بُری پہنچنے کی جگہ ہے ترمذی نے اور بیہقی کتاب الاسماء والصفات مین ابن عمر

رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالیٰ اس امت کو کبھی

ضلالت پر جمع نہ کریگا اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہے جو شخص جماعت سے بھاگا تو دوزخ کی طرف

بھاگا ترمذی اور بیہقی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسی ہی روایت کئے ہین اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ

يُشْرَكَ بِهٖ [illegible] نہین بخشتا ہے کہ اُسکا شریک ٹھہرایا جاوے [illegible] اللہ تعالیٰ کا شریک کسیکو

۱۵ ع

ٹھہرائے تو اللہ تعالی اُسکی یہہ گناہ نہین بخشتا بعضے مفسرین کہتے ہین یہہ آیت بھی بنی الابیرق کی شان مین
ہے جو طعمہ کافر ہوکے مرا ثعلبی نے اپنی تفسیر مین ضحاک سے روایت کی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا
یہہ آیت اعراب سے ایک بوڈھے کی شان مین نازل ہوئی اور وہ بوڈھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
آکے کہا یا رسول اللہ مین بوڈھا گناہون مین غرق ہون لیکن جب سے مین نے اللہ کو جانا اور اسپر ایمان لایا
پھر اُسکا شریک نہین ٹھہرایا اور اُسکے سوا کسیکو اپنا دوست نہین پکڑا اور اللہ تعالی سے دلیری کرکے گناہ
نہین کیا اور اللہ سے بھاگ کر اُسکو عاجز کرنیکا خیال ایک پل بھی مجھکو نہین آیا اور مین اپنے گناہون سے نادم ہون
توبہ استغفار کرتا ہون اللہ تعالی کے پاس میرا کیا حال ہوگا پھر یہہ آیت نازل ہوئی حافظ عسقلانی نے کہا اُسکی سند
منقطع ہے انتہی بندہ عاصی کہتا ہے کیا واسطے کہ ضحاک ابن عباس سے نہین سُنا اور خود ثعلبی ضعیف ہے معلوم کیجیے کہ شرک سے
توبہ نکرکے کوئی شخص شرک پر مرا تو اُسکو مغفرت نہونے مین یہہ نص صریح ہے توبہ نہ کرکے مرنا جو ہم نے کہا اسواسطے
کہ مشرک اپنے شرک سے توبہ کیا تو اُسکا توبہ مقبول ہونا اور ایمان صحیح ہونا اور شرک کی حالت مین جتنے
گناہ کیا ہے وہ سب بخشا جانا دوسرے نصوص سے ثابت ہوا ہے وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ
اور بخشتا ہے اس سے نیچے جسکو چاہے یعنی شرک کے سوا اہل توحید کے جتنے گناہ ہین ان سب کو اگر اللہ چاہے
تو بخشتا ہے علما کہتے ہین اللہ تعالی مشرک کو ایمان اور توبہ سے بخشتا ہے تو اس سے معلوم ہوا شرک کے سوا
دوسرے گناہون کو بھی توبہ سے بخشتا ہے یہہ مسئلہ اُس شخص کے حق مین جو اہل توحید سے ہے اور اپنے گناہون
سے توبہ نکرکے بغیر توبہ کے مرے پھر گناہ کبیرہ ہو یا صغیرہ وہ شخص اللہ تعالی کی مشیت مین ہے
اللہ تعالی اگر چاہے تو اُسکو بخشے اپنے فضل و رحمت سے اُسکو بہشت مین داخل کرے اگر چاہے تو اُسکو
گناہ موافق کرکے دوزخ مین ڈالکے پھر عذاب کے اُسکو بخشے وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا
بَعِيدًا ۝ اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا تو پھر بہک کر دور جا پڑا [illegible] یعنی اللہ تعالی کا شریک
ٹھہرانا [illegible] بڑا گمراہی ہے ہدایت کی جو سیدھی راہ ہے وہ [illegible] آخرت کے تمام خوبیون سے محروم
معلوم کیجیے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ کی آیت کو اللہ تعالی اس سورۃ مین دو جگہہ مکرر لایا ایک
اور دوسری [illegible] مین [illegible] قرآن شریف مین

وعید کے عمومات اور وعد کے عمومات باہم دیگر معارض ہین اللہ تعالیٰ وعید کے آیتون سے کسی آیت کو ایک ہی لفظ سے دو جگہ مکرر نہین لایا مگر اس آیت کو جو عفو اور مغفرت پر مشتمل ہی ایک ہی لفظ سے ایک ہی سورت مین اور ایک ہی جزو مین دوبار لایا اہل بلاغت کو اتفاق ہی کہ مکرر لانے مین سوائے تاکید کے دوسرا کچھ فایدہ نہین ہی اسکو مکرر لانے کا فایدہ تاکید ہوئی اس تاکید سے یہہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے وعد اور رحمت کی جانب کو مزید تاکید سے خاص کیا اسکی مقتضی یہہ ہی وعد کی جانب وعید کی جانب پر راجح ہی دوسرا فایدہ یہہ ہی اوپر کی آیتین بکتر کی چوری کے مقدمہ مین نازل ہوئین ومن یشاقق الرسول کی آیت طعمہ کی ارتداد مین نازل ہوئی اس آیت کی اتصال اوپر کی آیت کے ساتھ مستحسن نہوگی مگر مراد یون ہی ناکہ وہ چور مرتد نہوتا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم نہوتا لیکن وہ مرتد ہوا اور اللہ تعالیٰ کا ساجھی ٹھہرایا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قطعاً یقیناً محروم ہوا اس پر شرک کی گناہ اللہ تعالیٰ کے پاس بہت بڑی ہونیکی تاکید واسطے دوسرے جملہ کو اسکے بعد ذکر کیا اور فرمایا ومن یشرک باللہ فقد ضل ضلالاً بعیداً اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شرک نہ لاوے تو اسکو ضلال بعید نہین کہینگے البتہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم نہوگا ان مناسبات کے نظر کرتے شرک کے سوائے دوسرے گناہ بخشے جاتے ہین خواہ ان سے توبہ کرے یا نکرے اس آیت مین قطعی دلالت ہوئی امام رازی نے ایسی ہی تقریر کی ہے معلوم کیجئے مذکورہ بردی کی آیت مین اللہ تعالیٰ ومن یشرک باللہ فقد افتریٰ اثماً عظیماً فرمایا اور اس جگہ فقد ضل ضلالاً بعیداً فرمایا کیونکہ اسکے مذکور مقام مین اہل کتاب کے قصے کے ساتھ آیت متصل تھی انکی شرک کا منشا ایک نوع کا افترا تھا کیا واسطے انکے پاس کتاب تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت انکے پاس انکی کتاب سے ثابت تھی اور حضرت کی شریعت تمام شریعتون کو ناسخ ہونیکا علم انکو حاصل تھا باوجود اسکے وہ جب حضرت کی نبوت کا انکار کئے تو اللہ تعالیٰ اسکے ساتھ مکابرہ کئے اور اس پر افترا کئے اس لئے وہان افتریٰ کے جملہ کو ذکر کیا یہہ آیت جنکے قصہ مین اتری وہ مشرک تھے انکے پاس اول سے کتاب نہین تھی اور انکو نبوت کا علم نہین تھا تو انکی طرف ضلالت کی نسبت کرنا مناسب ہے اور بھی یہان آیت کی ابتدا مین ہدایت کا ذکر ہوا اسلئے آیت کی اخیر مین ضلالت کو ذکر کرنا مناسب ہوا

اِنْ یَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا نہین پکارتے ہین یعنی وہ مشرک اسکے سوائے مگر عورتون کو یعنی مشرک اللہ کی عبادت ترک کرکے

عبادت نہین کرتے مگر بتون کی معلوم کیجئے اوپر کی آیت مین شرک ضلالت ہے کہا اس آیت مین اسکی ضلالت کا سبب بیان کیا وہ ضلالت بتون کی پرستش ہے اِنْ یَدْعُوْنَ مین اِن حرف نفی ہے ما کی معنی سے یدعون کی معنی پکارتے ہین اس سے عبادت کرنی مراد ہے کیا واسطے جو شخص کسیکی پرستش کیا تو اپنی حاجت کیو واسطے اسکو پکارا اناث سے بتان مراد ہین بتون کو اناث یعنی عورتین جو بولا اسکے تین وجہ ہین پہلی وجہ انکے نام عورتون کے نام تھے جیسے لات لفظ اللہ کی تانیث ہے عزی لفظ عزیز کی تانیث ہے منات لفظ منان کی تانیث ہے حسن بصری رحمۃ اللہ سے منقول ہے کہ جاہلیت مین عرب کا کوئی قبیلہ نہین تھا مگر انکے لئے ایک بت ہوتا اسکی عبادت کرتے لوگ اس بت کو انثی بنی فلان کہتے یعنی فلانے قبیلہ کی عورت اس بت کو عورتون کا لباس اور زیور پہناکے سنوارتے دوسری وجہ اناث سے اموات یعنی بے روح چیز مراد ہے جس چیز مین روح نہو جیسے لکڑی پتھر سٹی ان عرب کے محاورہ مین اناث کہتی ہین بت بھی ویسے تھے اسلئے انکو اناث کہا تیسری وجہ عرب کے بعضے مشرک فرشتون کی پرستش کرتے تھے انکو بنات اللہ یعنی اللہ کی بیٹیان کہتے تھے اسلئے اناث بولا آیت سے مقصود یہہ ہے مشرک سے زیادہ جاہل کون ہے آسمان زمین وغیرہ کے خالق کا ساجھی ایک بت کو ٹھہراکے اسکو عورت کا نام رکھتے ہین اور اسکی پرستش کرتے ہین

وَاِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّا شَیْطٰنًا مَّرِیْدًا لَّعَنَہُ اللّٰہُ اور نہین پکارتے ہین مگر شیطان سرکش کو کہ جسکو لعنت کی اللہ نے یہہ اِنْ بھی نافیہ ہے پکارنے سے اسکی عبادت کرنی مراد ہے مرید اسکو کہتے ہین کہ جسکا شر اور فساد نہایت مرتبہ کو پہنچے اور اللہ تعالی کی طاعت سے بہت دور پڑے شیطان سے مراد وہ شیطان ہین جو بتون کے پاس رہتے تھے اور بتون کے اندر سے باتین کرتے تھے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہر بت کے پاس ایک شیطان تھا اس بت کے پیٹ مین جاتا اور پوجاریون کو نمود ہوتا اور ان سے باتین کرتا بعضے کہتے ہین شیطان سے ابلیس مراد ہے کیا واسطے اسی کی اغوا اور فریب سے لوگ بتون کی عبادت کرنی اختیار کئے لعنہ اللہ کا جملہ یا شیطانًا کی صفت ہے یا جملہ مستانفہ ہے اس تقدیر پر یہہ جملہ یا اخبار ہے یعنے شیطان ملعون ہونیکی خبر دیتا ہے یا اسکو بد دعا کرتا ہے لعنت کی معنی اللہ تعالی کی رحمت سے دور ہونا اسکی درگاہ سے ہانکے جانا وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا اور بولا یعنی شیطان بولا کہ مین البتہ لونگا تیرے بندون سے حصہ ٹھہرایا ہوا یہہ جملہ بھی شیطانًا کی دوسری

لعنت ہی یا حال ہی قد کی تقدیر سے یا مستانفہ ہی لاتخذن کا جملہ محذوف قسم کا جواب ہے فرض کی معنی لغت مین قطع اور معین کرنا بعد اسکو استعمال کئے اُس چیز مین کہ جسکا کرنا اسپر لازم اور ضرور ہے حاصل یہہ ہی ابلیس قسم کھاکے بولا کہ تیرے بندون سے ایک معین حصّہ مین لونگا سو لوگ جس امر مین ابلیس کی اطاعت کرتے ہین اور اسکے خطرون کی پیروی کرتے ہین اور اسکے وسواس کو قبول کرتے ہین سو وہ سب شیطان کا حصہ ہی ابن المنذر نے ربیع بن انس سے روایت کی ہی اُسنے کہا نصیبًا مفروضًا ہزار آدمی مین نوسو ننانوے آدمی شیطان کا حصہ ہے یعنی دوزخ مین جائینگے اس قول کو تائید کرتی ہی حدیث بخاری اور مسلم کی کہ اللہ تعالی آدم علیہ السلام کو قیامت کے دن کہیگا ای آدم تیری اولاد مین سے دوزخ کو جانیکا حصہ نکال آدم کہینگے دوزخ کو جانیکا حصہ کسقدر ہی اللہ تعالی کہیگا فی ہزار نوسو ننانوے آدمی الحدیث وَلَاُضِلَّنَّهُمْ اور البتہ انکو بہکاونگا یعنی تیری راہ پر چلنے سے انکو پھیر دونگا معلوم کیجیے گمراہ کرنے سے مراد انکو وسوسے مین ڈالنا اور انکے پاس گناہون کو آراستہ کرکے بتانا ورنہ حقیقت مین گمراہ کرنا شیطان کے اختیار مین نہین وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ اور البتہ انکو توقعین دونگا یعنی باطل آرزون مین انکو ڈالونگا کس امر کی آرزون مین ڈالیگا سو اسمین اختلاف ہی ابن عباس کہے توبہ کرنیکی تاخیر بتلانا کلبی نے کہا آرزو ایسی کہ نہ جنت ہی نہ دوزخ نہ بعث ہی نہ حساب بعضی کہے بد اعمال کے ساتھ بہشت مین جانیکی آرزو بعضے کہے نفس کی خواہش اور گناہ کی طرف بلانیکے اعمال کی آرزو بعضے کہے دنیا مین بہت دن رہنیکی اور اسکے نعمتون کو آخرت کے نعمتون پر اختیار کرنیکی آرزو امام رازی نے کہا شیطان نے اول دعوی کیا کہ انکو گمراہ کرونگا بعد بدلا انکو آرزؤن مین ڈالونگا اس سے معلوم ہوا شیطان کو گمراہ کرنے مین آرزون سے قوی حیلہ کوئی نہین کیا واسطے لوگون کے دلونمین جب آرزو آئی تو اُس سے دو چیز پیدا ہوتے ہین ایک حرص دوسرا طول امل یعنی آس بڑی ہونا یہہ دو چیزین جب دلمین ٹھہرے تو اُن سے بہت بداخلاق آدمی مین پیدا ہوجاتے ہین اور انسان کے جوہر مین یہہ دو نو امر گویا لازم ہوگئے ہین صحیح حدیث مین آیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے فرزند آدم بوڑھا ہوتا ہی پر اسمین دو چیز جوان رہتے ہین حرص اور طول امل حرص کے سبب سے آدمی ایسا کام کرتا ہی کہ جسمین دنیا اور دین کا اندیشہ ہی کبھی کسی چیز کی حرص بہت سخت ہوجاتی ہی جسمین معصیت اور اوسی لوگونکو ایذا دینے کے اسکا حاصل کرنا ممکن نہین ہوتا اس سے بہی لی تو آخرت بھول جاتا ہی دنیا کو حاصل کرنیکے واسطے قصد آخرت

ہوجاتا ہے توبہ کرنے سے غافل رہتا ہے اسکو نصیحت تاثیر نہین کرتی اُسکا دل پتھر سے زیادہ سخت ہوجاتا ہے
انتہی وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ اور البتہ انکو حکم کرونگا کہ البتہ چیرین جانورونکے
کان بتک کی معنی چیرنا اور کاٹنا انعام جمع نعم کی ہے اصل لغت مین چارپاؤن کا جو جانور ہو اسکو
نعم کہتے ہین بعد اسکو مخصوص بکرا اور گائی اور اونٹ مین استعمال کئے جانورونکے کان چیرنے سے بحیرہ
مراد ہے جاہلیت مین عرب کا دستور تھا اونٹنی چار جھول دئے بعد پانچوان جھول نر بچہ دئی تو اس اونٹنی
کے کان چیرکے بتون کے نام پر چھوڑ دیتے اس سے نفع لینا حرام ٹھہراتے وہ جہان جاکر چری اور پانی پیتی
اسکو منع نہین کرتے یہہ فعل قربت ہو کرکے شیطان نے انکو اغوا دیا تھا وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ
اور البتہ انکو حکم کرونگا کہ بدلین صورت بنائی اللہ کی معلوم کیجئے خلق اللہ کی تفسیر مین دو قول ہین
پہلا قول خلق اللہ سے دین اللہ مراد ہے یہہ قول ابن عباس اور سعید بن المسیب اور سعید بن جبیر اور حسن بصری
اور ضحاک اور مجاہد اور نخعی اور قتادہ اور سدی سے منقول ہے انکے قول کی تقریر دو وجہ پر ہے بعضے کہتے ہین اللہ تعالیٰ
کے دین کو تغیر دینے سے اللہ تعالیٰ نے لوگون کو فطرت اسلام پر جو پیدا کیا اُس سے تغیر دینی مراد ہے کیا واسطے
اللہ تعالیٰ نے آدم کی ذریت کو انکی پشت سے جب نکالا تو سب کو فطرت اسلام پر نکالا اور اپنی وحدانیت اور ربوبیت
کا اقرار انسے لیا پھر اب جو کافر ہو تو اُس نے اللہ تعالیٰ کی فطرت تغیر دی صحیحین کی حدیث مین جو آیا ہے ما من
مولود الا یولد علی الفطرۃ فابواہ یہودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ الحدیث یعنی کوئی بچہ نہین مگر فطرت پر اپنے
دین اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر ماں باپ اُسکے اسکو یہودی کرتے ہین یا نصرانی کرتے ہین یا مجوسی کرتے ہین بعضے
کہتے ہین اللہ کے دین کو تغیر دینے سے حلال کو حرام کرنا اور حرام کو حلال کرنا مراد ہے دوسرا قول حالت
اور ہیئت کی تغیر ہے جو ظاہر کی صورت سے تعلق رکھتا ہو اسکے بیان مین کئی وجہ ہین پہلی وجہ صورت کو گودنے وغیرہ
سے تغیر دینا یہہ قول حسن سے مروی ہے اسکو تائید کرتی ہے حدیث امام احمد اور بخاری اور مسلم اور چارون
سنن والون کی جسکو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات خلق اللہ یعنی لعنت کی اللہ نے
واشمات مستوشمات متنمصات و متفلجات کو جو حسن کے واسطے تغیر دیتی ہین اللہ کی بنائی صورت کو معلوم کیجئے واشمات

مراد وہ عورتین ہین جو وشم کرتین ہین مستوشمات وہ عورتین جو وشم کرواتیان ہین وشم اسکو کہتے
ہین کسی عضو مین سوئی وغیرہ کو چبو کے خون نکالنا اور اُسین چونا یا سُرما وغیرہ بھر دینا تا عضو نیلگون
ہو وے جسکو ہمارے محاورے مین پچّا کہتے ہین کفار مین یہہ عادت بہت جاری ہی پچّا ڈالنا حرام ہی خواہ مرد ہو
یا عورت وہ جگہہ نجس ہوجاتی ہی پچّے والے کی نماز صحیح نہین اسکو کسی طور سے زایل کرنا لازم ہی مگر اُس جگہہ
کو زخمی کرکے پچّا نکالنے سے تلف ہونیکا یا عضو کی منفعت زایل ہونیکا یا ظاہری عضو معیوب ہونیکا اندیشہ
ہے کہ جس سے تیمم مباح ہوتا ہی تو اسکو زایل نکرنا تب یہہ گناہ ساقط ہونیکے واسطے توبہ کافی ہی متنمصات
وہ عورتین ہین جو اپنے بھون کے اور پیشانی کے بال کو منماص سے یعنی چمٹے سے نکالتی ہین اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ ان بالون کا ازالہ حرام ہے ہان عورت کو اگر داڑھی یا موچھ پھوٹے تو انکو نکالنا
حرام نہین بلکہ مستحب ہے متفلجات وہ عورتین ہین جو اپنے دانتون کو سوہان سے ریتکے برلے کرتی ہین یہہ فعل
حرام ہے اسیکے حکم مین ہے دانتھ بڑے رہے تو ریتکے چھوٹے بنانا یا دانت افزود ہون تو اسکو اُکھیڑ دینا
یا انگلی زاید ہو تو اسکو کاٹ دینا للحسن حدیث مین جو آیا اُس سے مفہوم ہوتا ہی ان چیزون کا کرنا
مذموم جو ہی وہ حسن کے واسطے رہے اگر حسن کے واسطے نہین بلکہ علاج واسطے ہے مثلا دانتھ بڑکر آنے سے ایذا
ہوتی ہے تو اسکو زایل کرنا حرام نہین المغیرات خلق اللہ یہہ صفت لعن کرنیکی علت ہی یعنی اللہ
نے انکو لعنت کی کیا واسطے وہ عورتین اللہ تعالی کی بنائی صورت کو بدل دین معلوم کیجیے ابن عمر وغیرہ
رضی اللہ عنہم کے روایتون مین وشم وغیرہ کے ساتھ یہہ بھی مذکور ہے لعن اللہ الواصلۃ والمستوصلۃ
یعنی لعنت کی اللہ نے واصلہ اور مستوصلہ کو واصلہ اس عورت کو کہتے ہین جو سر کے بالون مین دوسرے کے
بال یا ریشم وغیرہ وصل کرتی ہی تا بال بہت دکہین مستوصلہ وہ عورت ہی جو وصل کرواتی ہے
اس کی حرمت کی علت بھی وہی خلقت کی تغیر ہے بندہ عاصی کہتا ہی مرد کو داڑھی منڈھوانا یا
کترکے خشخشی رکھنا بھی تغیر خلقت مین داخل ہوگا اُسکی نہی احادیث مین وارد ہوئی دوسری
وجہ تغیر خلقت سے خصی کرنا یا کان کاٹنا مراد ہے یہہ قول انس اور شہر بن حوشب اور عکرمہ اور ابو صالح
سے منقول ہی ابن عباس سے بھی وارد ہوا ہے انس رضی اللہ عنہ بکرے کو خصی کرنا مکروہ جانتے تھے

جاہلیت مین عرب کا دستور تھا جسکے اونٹ ہزار کو پہنچتے تو اس مین سے نر کی ایک آنکھ پھوڑتے
عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر انس بن مالک رضی اللہ
عنہ سے روایت کئے ہین کہ انھون خصی کرنا مکروہ جانے اور کہے ولامرنہم فلیغیرن خلق اللہ اسی مین نازل
ہوئی عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسا
روایت کئے ہین ابن المنذر اور بزار اور بیہقی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم صبر روح اور خصاء بہایم سے نہی کئے ہیثمی نے کہا اسکی سند کے رجال ثقہ ہین
صبر روح سے مراد ذی روح جانور کو باندھکے اسپر تیر وغیرہ کا نشان مارنا بہایم چارپائی جانور
کو کہتے ہین یعنی گائی گورو ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور بیہقی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت
کئے ہین کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑون کو اور بہایم کو خصی کرنے سے نہی کئے اس حدیث کی
سند مین عبد اللہ بن نافع ہے وہ ضعیف ہی معلوم کیجیے ہند مین بعضے جوگیان بتون کی عبادت واسطے
اپنے تئین خصی کرتے ہین یہہ فعل بالاتفاق حرام ہے تغیر خلقت مین داخل ہے جانور کو خصی کرکے
بتون کے نام پر چھوڑ دینا شاید بعضے کافرون کا مذہب ہو سو یہہ بھی تغیر خلقت مین داخل ہے جانور
موٹا ہونے کے واسطے یا اور کسی غرض کیواسطے خصی کرنا ممنوع ہے یا نہین اسمین دو قول ہین مذکور
لوگون سے منع وارد ہوئی ہے عمر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی منع آیا ہے عروہ بن الزبیر اور طاوس
اور ابن سیرین اور حسن بصری اور عمر بن عبد العزیز سے اسکا جواز وارد ہوا ہے عطا نے کہا نر جانور کاٹنے
لگے یا بدخلقی اختیار کرے تو اسکو خصی کرنا جایز ہے ہمارے فقہا کہتے ہین ماکول جانور چھوٹا بچہ ہو تو
اسکو خصی کرنا جایز ہے اگر ماکول جانور بڑا ہے یا جانور غیر ماکول ہے تو اسکو خصی کرنا جایز نہین
امام نووی نے شرح مسلم کی کتاب النکاح مین کہا آدمی کو بچہ ہو یا بڑا خصی کرنا حرام ہے بغوی نے
کہا جو جانور غیر ماکول ہے اسکو خصی کرنا حرام ہے ماکول جانور کو بچپن مین خصی کرنا جایز ہے بڑا ہو تو
خصی کرنا حرام ہے انتہی حافظ عسقلانی نے فتح الباری مین کہا قرطبی مالکی نے کہا ہے جانور کو خصی کرنا
ممنوع ہے مگر اسمین مصلحت ہے مثلاً گوشت مزہ دار ہونے یا اس کے ضرر کو دفع کرنیکے واسطے

[illegible] خصی کرنا

ہو تو جایز ہے عسقلانی نے کہا قرطبی یہہ جو بولا حیوان کبیر کے ضرر کو دفع کرنیکے واسطے خصی کرنا
مباح ہی اسکو نووی کا قول دفع نہین کرتا انتہی ابن حجر اور رملی منہاج کے شروح کی کتاب قسم الصدقات
مین کہتے ہین جانور صغیر ہے یا کبیر ہے سو پہچاننیکے مرجع عرف ہی یعنی عرف مین جسکو چھوٹا کہتے ہین
وہ صغیر ہے جسکو بڑا کہتے ہین وہ کبیر ہے یا جلد چنگا ہونا اور درد کم ہونا ہی یعنی جس جانور کو خصی
کرنے سے درد کم ہوتا ہی اور جلد چنگا ہوتا ہی وہ صغیر ہے نہین تو کبیر ہے کبھی اسکے قبول کرنیکی طرف
رجوع کرتے ہین یعنی جو جانور خصی کرنا قبول کرتا ہے اس سے اُسکو کچھ ضرر نہین ہوتا ہے تو وہ صغیر ہے
وگرنہ کبیر ہے فقہاء حنفیہ کہتے ہین جانورونکو خصی کرنا جایز ہے یہان تک کہ بلاوٹہ کو اور مرغ کو خصی کرنا
بھی جایز ہی آدمی کو خصی کرنا حرام ہے شیخ الاسلام نے کہا گھوڑے کو خصی کرنا بھی حرام ہی لیکن شمس الائمۃ
الحلوائی نے کہا گھوڑے کو خصی کرنا ہمارے اصحاب پاس لاباس بہ ہی اور کہتے ہین جانور کو خصی کرنا جایز جو ہے
اس صورت مین ہی کہ خصی کرنے مین کچھ نفع رہے اگر خصی کرنے مین نہ نفع ہے نہ جانور کے ضرر کو دفع کرنا
ہے تو اسوقت خصی کرنا حرام ہے تیسری وجہ تغیر خلقت سے تخنث مراد ہی یہہ قول ابن زید کا ہی تخنث کی
معنی چال چلن مین بات چیت مین مرد اپنے تئین عورتون کی تشبیہ کرنا بندہ عاصی کہتا ہی مرد
عورت کی تشبیہ کرنا جیسا حرام ہے عورت بھی مرد کی تشبہ کرنا حرام ہے امام احمد اور بخاری اور ابوداؤد
اور ترمذی اور ابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ لعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
المتشبہین من الرجال بالنساء والمتشبہات من النساء بالرجال یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم لعنت
کئے عورتون سے مشابہت کرنے والے مردون کو اور مردون سے مشابہت کرنے والی عورتون کو یہہ لفظ
بخاری کا ہے دوسرون کے لفظ مین لعن اللہ المتشبہات من النساء بالرجال والمتشبہین من الرجال
بالنساء آیا ہے بخاری کی ایک روایت مین ہے لعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم المخنثین من الرجال والمترجلات
من النساء اسکی معنی بھی وہی ہین جو اوپر کہے معلوم کیجئے بات اور چال اور زینت اور لباس جو عورتون
سے مخصوص ہے مرد ویسا ہی کرنا یا جو مردون سے مخصوص ہے عورت ویسا کرنا حرام ہے بعضے مرد
علی الخصوص ہیجڑے اپنے تئین عورتون کے لباس سے جو آراستہ کرتے ہین حرام ہے ایسا ہی بعضی نادان

عورتین جو فقیر بنکے مردون کا لباس اختیار کرتی ہین سر پہ پگڑی باندھتے ہین منھ پر برقع نہ ڈالکے علانیہ
پھرتے ہین حرام ہے مرد زنانی لباس کے ساتھ لواطت کراتا ہے اور عورت مردانی لباس کے چپٹ بازی
کرتی ہے انکی عقوبت نہایت سخت ہے اور حرمت بہت اشد ہے معلوم کیجئے لباس مین تشبہ جو حرام ہے
اس صورت مین ہے کہ اس بستی مین مرد اور عورت کے لباس مین فرق رہے جس بستی مین مرد عورت
کے لباس مین فرق نہو تو وہان ویسا لباس پہنا حرام نہین لیکن وہان فرق پردے سے ہے عورت گوشہ
پردے مین رہنا بات اور چال اور حرکات مین حرمت اسوقت ہوگی اگر عمداً کرے کسی شخص کی خلقت مین
ویسی بات یا چلن ہے تو مستحق مذمت کا نہین لیکن اسکو لازم ہے اس حرکت کو بتدریج دفع کرے
پھر دفع کرنا اگرچہ بتدریج ہو ممکن تھا اور اسکو دفع نہین کیا تو مستحق مذمت کا ہوگا معلوم کیجئے مشابہت
سے زجر جو حدیث مین آیا ہے ہر چیز مین مشابہت ممنوع ہونے پہ دلالت کرتا ہے لیکن دوسرے دلیلون سے
معلوم ہوا مشابہت سے تشبہ لباس مین اور بعضے صفات و حرکات وغیرہ مین مراد ہے امور خیر مین تشبہ
کرنا ممنوع نہین چوتھی وجہ خلق اللہ کی تغییر سے مراد اللہ تعالی جس چیز کو جس کام کے واسطے پیدا کیا
ہے اسکے خلاف مین برتنا اللہ تعالی بہایم اور انعام کو سوار ہونے اور کھانے کے واسطے پیدا کیا ہے
اسکو اپنے پر حرام کرنا جیسے بحیرہ اور سایبہ اور وصیلہ اور اللہ تعالی سورج اور چاند اور تارے اور
پتھر کو بندون کی منفعت کیواسطے پیدا کیا ہے سو انکی پرستش کرنا بندہ عاصی کہتا ہے تغییر سے علی العموم
تغییر مراد ہونیکو کوئی چیز مانع نہین کیا واسطے تغییر یا باطنی ہوگی یا ظاہری تغییر باطنی مین فطرت
الاسلام کا تغییر اور جوارح اور قوی کو ایسے کام مین استعمال کرنا کہ جس سے نفس کو کمال حاصل نہو
اور اللہ تعالی کی تقرب کا موجب نرہے داخل ہین تغییر ظاہری مین یا صورت کی تغییر ہے یا صفت کی
صورت کی تغییر مین جانور کی آنکھ پھوڑنا اور آدمی وغیرہ کو خصی کرنا اور پچھاڑ ڈالنا اور دانتھ بیتھنا
وغیرہ داخل ہین صفت کی تغییر مین بالونکو وصل کرنا اور لباس کو تغییر دینا اور لواطت اور چپٹ بازی
اور بت وغیرہ کی پرستش کرنا بموجب مذکور تفصیل کے مندرج ہوتے ہین واللہ اعلم معلوم کیجئے
شیطان یہہ جو بولا سو یا حقیقت مین اسکا مقولہ ہے یا اسکے حال کے دیکھتے اللہ تعالی نے خبر دیا

پہلی وجہ ظاہر ہے شیطان نے اُسکو جو کہا یا تو انسان کی حالت کو دیکھ کے قیاس وگمان سے بولا یا فرشتون کو انکی بات کی وحی ہوتی تھی سو اُسکو سنکے کہا وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ۝ اور جو کوئی پکڑے شیطان کو دوست اللہ کو چھوڑکے پھر مقرر وہ ٹوٹا پایا صریح ٹوٹا معلوم کیجیے کوئی شخص اللہ کو چھوڑکے شیطان کو اپنا دوست اور رفیق نہین پکڑتا لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کے احکام کو چھوڑکے شیطان جو فریب دیتا ہی اُسکو اختیار کیا تو گویا شیطان کو اپنے نفس کا دوست ٹھہرایا اور اللہ تعالیٰ کی دوستی کو ترک کیا جو شخص شیطان کو دوست ٹھہرایا تو اسکو بڑا خسارہ ہوا کیا واسطے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اُخروی بہت بڑے منافع علی الدوام کہ جسمین ضرر کی بو باس نہین اُسکو ملتے ہین شیطان کی اطاعت سے بعضے منافع دینوی جنکو بقا نہین کبھی ملتے ہین لیکن وہ بھی غمون مین اور دردون مین بھرے ہوئے رہتے ہین یہہ دونون منافع جمع ہونا عقل کی رو سے محال ہے جو کوئی شیطان کی دوستی کا راغب ہوا تو ہلکے خسیس منافع کیواسطے بڑے منفعتون کو اور اشرف مطلبون کو ترک کیا پھر اس سے بڑھکے کوئی خسارہ نہین يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ انکو وہ وعدہ دیتا ہی اور انکو آرزو مین ڈالتا ہے یعنی شیطان اپنے دوستون کو اور چاہنے والون کو وعدے دیتا ہی اور توقعین بتاتا ہی وعدے اور توقعین جو بتاتا ہی اسطور پر ہوتا ہی انسان کے دلمین ڈالتا ہی تیری عمر ابھی بہت بڑی ہوگی تو دنیا کے لذتون کی اور نعمتون کی جو خواہش رکھتا ہے تجھکو حاصل ہونگی یہہ سب شیطان کے فریب ہین عاقل پر واجب ہے ان آرزون کی طرف نہ جھکے شاید عمر دراز ہووے یا عمر دراز ہووے لیکن نعمتین حاصل نہووین اگر عمر دراز بھی ہوئی اور لذتین اور نعمتین بھی حاصل ہوئین لیکن موت تو ساتھ لگی ہے اُسکے چنگل سے چھٹکارا ممکن نہین پھر ان سب چیزون کی حسرت مین مرنا ہی بعضے کہتے ہین وعدے اور توقعین اسطور پر بتاتا ہی کہ نہ جنت ہی نہ دوزخ نہ حشر ہے نہ حساب سب دلگی کی باتین ہین تو اپنے دنیا کی لذتین حاصل کرلے وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اور وعدے نہین کرتا انسے شیطان مگر دغا کے یعنی شیطان کے وعدے سب باطل اور فریب دینے کے ہین اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ۝ ایسون کا ٹھکانا دوزخ ہے اور نہ پاوینگے وہان سے بھاگنے کو جگہہ یعنی دوزخ سے بھاگ سکے اور کہین جا سکو راہ نہین کیا واسطے سب کی گذر دوزخ پر سے ہی ہے جو لوگ شیطان کا حصہ ہین وہ کہتے ہین انکو دوزخ مین سیدا رہنا ہے یعنی تعالیٰ کفار کے واسطے وعید ذکر کیا سو انکے ساتھ

مومنون کے وعدے کو ذکر کیا اور فرمایا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا اور جو لوگ ایمان لائے اور عمل کئے نیک عنقریب ہم
انکو داخل کرینگے باغون مین کہ جنکے نیچے بہتی نہرین ہین رہینگے وہان ہمیشہ نہرین باغون کے نیچے بہنے سے
باغون مین حویلیون کے نیچے سے نہرین بہنا مراد ہی فیہا کی ضمیر کی مرجع جنات ہی یعنی جنت مین ہمیشہ رہینگے ابدا کی
معنی ہمیشگی کہ جسکو انتہا نہین ابدا ایک زمانہ دراز کو کہتے ہین کہ جسکو انقطاع اور تجزی نہین معلوم کیجیے اللہ تعالے
وعدے کے اکثر آیتون مین خالدین فیہا ابدا اگر کے فرماتا ہی خلود کا لفظ اگر مدام اور ہمیشہ رہنے کا فایدہ دیتا
تو ابدا ذکر کرنا مکرر ہوتا اصل تو اسکا خلاف ہی اس سے معلوم ہوا خلود کی معنی مکث طویل ہی یعنی دیر تک رہنا
علی الدوام رہنا نہین خلود کے ساتھ ابدا کو جب ضم کیا تو معلوم ہوا اس سے مراد دوام ہے جو کبھی منقطع نہین ہوتا
وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا وعدہ ہی اللہ کا سچا وعدہ کا لفظ مصدر ہی اوپر کے جملہ کی تاکید کے واسطے اسکو ذکر کیا گویا
تقدیر یون ہی وَعَدَهُمُ اللّٰهُ ذٰلِكَ وَعْدًا یعنی وعدہ دیا انکو اللہ نے اسبات کا وعدہ دینا حقا بھی مصدر ہی تاکید
کیواسطے اسکی تقدیر حق ذلک حقا یعنی سچ کیا اسکو سچ کرنا وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا اور
کون ہے اللہ سے بہت سچا بات مین مَن یہہ من موصولہ ہے استفہام کی معنی کو متضمن ہے اسکی تقدیر لا احد
اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ ہے یعنی اللہ سے زیادہ سچا کوئی نہین قیلا مصدر قال کا ہی جیسے قولا اور قالا اسکے مصدر ہین
ابن السکیت نے کہا القیل اور القال اسم ہین مصدر نہین اس قول پر قیلا کا نصب تمیز کی جہت سے ہی یہہ جملہ بھی
اوپر کے جملہ کی تیسری تاکید بلیغ ہی شیطان اپنی متابعت کرنے والون کو جھوٹے وعدے اور باطل آرزوئین جو بتلاتا ہے
اسکو رد کرنے اور شیطان کے فریب سے کہ جس سے زیادہ کوئی جھوٹا نہین اپنے کو بچانے اور اللہ تعالی کا وعدہ
قبول کرنے اور اسکی تصدیق کرنی اور لیے اور راحت ہونے پر آگاہ کرنے کے لئے ان تاکیدات کو ذکر کیا ابن
ابی حاتم نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہے اصدق الحدیث کتاب اللہ یعنی
بہت سچی بات قرآن ہے ابن مسعود کے اس قول کو بخاری نے بھی روایت کی ہے لیکن انکی روایت مین
احسن الحدیث کتاب اللہ کرکے آیا ہی لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَاۤ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ
نہین ہے وہ تمھارے آرزوؤن پر اور نہ اہل کتاب کے آرزوؤن پر امانی جمع امنیہ کی ہے امنیہ وزن پر

افعولہ کے ہی ماخوذ ہے تمنّی سے تمنّی دلمین کسی چیز کو ٹہرانے اور اسکے تصور اور ارادہ کرنیکو کہتے ہین ایس ٹھہرانے اور تصور کرنے سے دلمین صورت جو حاصل ہوتی ہی اسکو امنیۃ کہتے ہین لیس کی ضمیر کی مرجع مین اختلاف ہی بعضے کہتے ہین ضمیر کا مرجع امر ہی یعنی ثواب کا وعدہ جو اوپر کی آیت مین مذکور ہوا یعنی یہہ کام یعنی ثواب کا وعدہ جو کیا وہ نہ تمہاری آرزوؤن پر معلق ہے اور نہ اہل کتاب کی آرزوؤن پر بلکہ ایمان اور عمل صالح پر معلق ہے بعضے کہتے ہین ضمیر کی مرجع ایمان اور دین کی وضع ہی جو اوپر کی آیت سے مفہوم ہوتی ہے یعنی ایمان اور دین کی وضع وہ آرزوؤن پر نہین بعضے کہتے ہین ضمیر کی مرجع ثواب اور عقاب کی طرف ہے یعنی نیک کام کا ثواب ملنا اور بدکام پر عقاب ہونا آرزوؤن پر نہین اہل کتاب سے یہود اور نصاریٰ مراد ہین اما نیکم کا خطاب کسکو ہی اسمین بھی اختلاف ہی بعضے کہتے ہین مکّہ کے مشرکون کو خطاب ہے وہ کہتے تھے ہمکو نہ بعث ہو نہ حساب یہود و نصاریٰ کہتے تھے بہشت مین نہ جائیگا مگر یہودی یا نصرانی اور کہتے تھے ہم آتش مین نہ رہینگے مگر گنتی کے دن بعضے کہتے ہین خطاب مسلمانون کو ہے اور اسکے نازل ہونیکا سبب یہہ کہتے ہین کہ یہود اور نصاریٰ و مسلمان آپسمین اپنا اپنا فخر بیان کئے اہل کتاب کہے ہمارے پیغمبر تمہارے پیغامبر کے قبل ہین ہماری کتاب تمہاری کتاب کے آگے ہی ہمارا مرتبہ اللہ کے پاس بڑہکے ہی مسلمان کہے ہمارے پیغمبر خاتم الانبیا ہین ہماری کتاب تمہاری کتابون پر حکم کرتی ہے اور ہم تمہاری کتاب پر ایمان لائے ہین تم ہماری کتاب پر ایمان نہین لائے ہمارا مرتبہ اللہ کے پاس بڑہکے ہی تب اللہ تعالیٰ نے اِس آیت کو نازل کیا لیس باما نیکم ولا امانی اہل الکتاب من یعمل سوءًا یجز بہ اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی فضیلت بیان کیا اور بولا ومن احسن دینًا ممّن اسلم وجہہ للہ الایہ یہہ بات مسروق اور قتادہ اور سدی اور ضحاک سے مروی ہے

ابن جریر نے عوفی کی طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی کے مثل روایت کی ہی مَن یَعمَل سُوءً ا یُجزَ بِہٖ جو کوئی برا کام کریگا اسکی سزا دی جائیگی بعضے کہتے ہین سوء سے مراد شرک و کفر ہے جو شخص کفر پر مریگا تو اسکو اسکے تمامی گناہون کی خواہ کبیرہ ہون خواہ صغیرہ سزا ملیگی اکثر مفسرین کہتے ہین یہہ حکم عام ہے مومن اور کافر سبکو شامل ہے لیکن یہہ سزا عام ہے آخرت مین ہو یا دنیا مین آخرت کی سزا کافرون کے لئے لازم ہے مومن کی سزا دنیا مین ہوتی ہے کہ صحیح حدیث سے

ثابت ہوا ہی سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن جریر
اور ابن المنذر اور ابن مردویہ اور بیہقی سنن مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہی جب
یہہ آیت نازل ہوئی من یعمل سوءًا یجز بہ مسلمانون پر بہت سخت ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے قاربوا وسددوا یعنی میانہ روی اختیار کرو اچھی راہ چلو مسلمان کو جو کچھ سختی و برائی پہنچتی
ہے اُسکے واسطے وہ کفارہ ہی یہان تک کہ نکبت وسکہ ہوتی ہی پاکانٹا اسکو چبتا ہی نکبت کی معنی اوندھا ہونا یہان
نکبت سے ٹھوکر وغیرہ لگنا مراد ہی امام احمد اور عدنی اور ہناد اور عبد بن حمید اور حکیم ترمذی اور ابن جریر
اور ابو یعلی اور ابن المنذر اور ابن حبان اور ابن السنی کتاب عمل الیوم واللیلہ مین اور حاکم مستدرک
مین اور بیہقی شعب الایمان مین اور ضیاء المقدسی کتاب المختارہ مین ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت
کیے ہین کہے یا رسول اللہ یہہ آیت نازل ہوئی بعد ہمکو کیسا بہبودی ہوگی لیس بامانیکم ولا امانی اہل الکتاب
من یعمل سوءًا یجز بہ ہمارے سے جو بدی ہوگی اُسکی سزا ہمکو ملیگی نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اے ابوبکر اللہ تمکو بخشے
تم بیمار نہین ہوتے تمکو تعب نہین ہوتا تمکو غم نہین ہوتا تمکو سختیان نہین پہنچتین ابوبکر کہے درست نبی صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے ان بدیون کی یہی سزا ہے ابن حبان اور حاکم اور ضیاء وغیرہ اس حدیث کی تصحیح کیے ہین
عبد بن حمید اور ترمذی اور ابن المنذر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یون روایت کیے ہین کہے مین نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا حضرت پر یہہ آیت نازل ہوئی من یعمل سوءًا یجز بہ ولا یجد لہ من دون اللہ
ولیا ولا نصیرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اے ابوبکر مجھ پر نازل ہوئی سو آیت کو تمہین نہ پڑھاؤن
ابوبکر کہے بہتر پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کو پڑھے سو مجھکو معلوم ہوا کہ میری پشت ٹوٹ گئی
یعنی میری کمر شکستگی یہان تک کہ مین اُسکے واسطے دراز ہوا یعنی مین انگڑائی لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فرمائے یا ابابکر تمکو کیا ہے مینے کہا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہین ہمارے مین ایسا کون ہے جس نے
بدعمل نہین کیا اور ہم سب جو بدعمل کرتے ہین ہمکو اُسکی سزا ملیگی نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اے ابوبکر تم
اور تمہارے اصحاب جو مومن ہین انکو سزا دنیا مین ہی ہوگی اللہ تعالی سے جب ملاقات کروگے تو تمپر
گناہ نرہیگی دوسرے لوگون پر یعنی جو مومن نہین یہہ سب جمع رہونگے قیامت کے دن سزا ہوگی

[Margin notes, right:] لفظ مسلم کا ان کی ... نازل ہوئی من یعمل سوءًا یجز بہ بلغت من المسلمین مبلغا شدیدا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاربوا وسددوا ففی کل ما یصاب بہ المسلم کفارۃ حتی النکبۃ ینکبہا والشوکۃ یشاکہا ۱۲

لفظ ترمذی ... ان ہی ... علم ... اللہ ... ۱۲

[Margin note, left:] [illegible]

یہہ حدیث غریب ہے اُسکی سند مین مقال ہے اور یہہ حدیث ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بہت طریقون سے آئی ہے
لیکن کوئی صحیح نہین بندہ عاصی کہتا ہے ترمذی نے ایسا ہی کہا لیکن اوپر کی طریق کو ابن حبان وغیرہ تصحیح کیئے ہین
سعید بن منصور اور امام احمد اور بخاری اپنی تاریخ مین اور ابن جریر اور ابو یعلی اور بیہقی شعب الایمان
مین عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیئے ہین کہے کسی نے من یعمل سوءً یجز بہ کی آیت کو پڑھکے کہا ہم جو عمل
کرتے ہین اسکی سزا ہمکو جب ملے تو ہم سب ہلاک ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہہ بات پہنچی سو فرمائے درست
مومن کو اسکے نفس مین اور جسد مین جو ایذا ہوتی ہے اس سے اسکی سزا دنیا مین ہو جاتی ہے حافظ العیرطی
نے کہا اسکی سند صحیح ہے ابن راہویہ اپنی مسند مین اور عبد حمید اور ابن جریر اور حاکم ابی المہلب سے
روایت کیئے ہین اُس نے کہا من یعمل سوءً یجز بہ کی آیت کو پوچھنے مین نے عایشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سفر
کر کر گیا بی بی نے کہا دنیا مین تمکو جو پہنچتا ہے وہی سزا ہے ابن جریر نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے ابو داود طیالسی
اور امام احمد اور ترمذی اور بیہقی علی بن زید بن جدعان سے روایت کیئے ہین وہ اُمیہ بنت عبد اللہ سے روایت کیا ہے
اُس نے کہی عایشہ رضی اللہ عنہا سے من یعمل سوءً یجز بہ کی آیت کا سوال کی عایشہ کہے تو جو سوال کی وہ سوال
مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تب سے کوئی مجھ سے سوال نہین کیا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھی تو فرمائے
ای عایشہ ہذا معاتبة اللہ عبده یعنی یہہ اللہ تعالی کا عتاب ہے جو بندہ سے کرتا ہے بسبب چیزون کے جو اُس
بندہکو پہنچتے ہین جیسی تپ اور غم اور نکبت یہان تک کچھ پونجی اپنی آستین مین رکھتا ہے اور وہ اسکو نہ دیکھنے سے
گھبراتا ہے پھر دیکھا تو اپنے بغل مین ہی پاتا ہے یہانتک کہ اپنے گناہون سے نکل جاتا ہے جیسا سونا مس مین خالص
ہوکے نکلتا ہے ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن غریب ہے لفظ معاتبة اللہ کا عتاب ہے ہم اسیکا ترجمہ کیئے بعضے
نسخون مین متابعة اللہ واقع ہوا ہے اُسکا ترجمہ معاہدہ اور معاملہ ہوگا یعنی یہہ اللہ تعالی کا معاملہ ہے
اپنے بندہکے ساتھ عایشہ سے روایت کی سو عورت کا نام اُمیہ الف کی ضم اور میم کی فتح اور یا کی تشدید سے
یعنے اسکی یا ساکن ہے اور اُسکے بعد نون زیادہ کر کے بعضے کہتے ہین اُسکی کنیت ام محمد ہے وہ علی
بن زید کی بیبی ماں ہے حافظ المنذری نے اپنی الاطراف مین کہا ترمذی کے قدیم صحیح نسخون مین ایسا
ہی امیہ آیا ہے بعضے جدید نسخون مین عن امہ جو آیا ہے خطا ہے انجمن جو شرق کے مانند ابن عمر

اور ابی بن کعب اور انس وغیرہ سے بھی مروی ہے ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور بخاری اور مسلم ابی ہریرہ اور ابی سعید رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنے ہین فرمائے مسلمان کو کوئی بیماری اور کوئی تعب اور کوئی آزار اور کوئی غم یہان تک کہ کوئی اداسی نہین پہنچتی ہے مگر اللہ تعالیٰ اس مومن کے گناہون کا کفارہ اسکو کرتا ہی امام احمد اور مسدد اور ابن ابی الدنیا کتاب الکفارات مین اور ابو یعلی اور طبرانی اوسط مین اور ابن حبان اپنی صحیح مین اور حاکم اور بیہقی ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمکو بیماریان جو ہوتے ہین امین ہمکو کیا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یہ بیماریان گناہونکا کفارہ ہین ابو سعید کہتے ہین ابی یعنی ابن کعب کہے اگرچہ ذرہ کا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اگرچہ ایک کانٹا اور اسکے فوق ہے ابن حبان اور حاکم اس حدیث کی تصحیح کئے ہین امام احمد اور بخاری اور مسلم عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مسلمان کو کوئی مصیبت نہین پہنچتی مگر اسکو اللہ تعالیٰ اس مومن کا کفارہ کرتا ہے یہان تک کہ ایک کانٹا بھی چبے ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور مسلم اور حکیم ترمذی عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مومن کو ایک کانٹا اور اس سے افزودہ چیز کی ایذا نہین پہنچتی مگر اس سے اللہ تعالیٰ اس مومن کا ایک درجہ بلند کرتا ہی اور ایک گناہ اتارتا ہی وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا اور نہ پایگا اللہ کے سوا اپنا حمایتی اور نہ مددگار معتزلہ اس آیت سے قیامت مین شفاعت نہ ہونیکی دلیل لیتے ہین اسکا جواب امام رازی اور زین البغدادی کہتے ہین جو لوگ کہتے ہین یہہ آیت کفار کے حق مین نازل ہوئی ہے تو انکے قول پہ معتزلہ کی دلیل تمام نہین ہوتی اور جس نے آیت کو عموم پہ حمل کیا ہو وہ کہتا ہے قیامت کے دن کوئی کسیکا حمایتی اور مددگار نہین جو اللہ سے بچاکے انبیا کی اور ملائکہ وغیرہ کی شفاعت جو ہوگی اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہوگی تو یہہ آیت شفاعت کو منافی نہین بندہ کا جو کہتا ہے اس کلام کی توضیح یہہ ہے قدرت والا آدمی ایک بے قدرت کو [illegible] کرنا چاہتا ہے اور بے قدرت والیکا کوئی حمایتی اور مددگار ہوتا ہے تو بے قدرت والے کو اسکے پنجے سے بچاتا ہے [illegible]

مگر وہ شخص جو اُس قدرت والیکا ہمسر اور مقابلہ والا رہے یا قدرت والا کسی وجہ سے اس حمایتی کا
مطیع اور محکوم یا محتاج رہے اللہ تعالیٰ کا کوئی ہمسر اور مقابلہ والا نہین اور اللہ تعالیٰ کسیکا مطیع یا
محکوم یا محتاج نہین انبیا وغیرہ سب اُسیکے مطیع اور محکوم اور محتاج ہین کسیکو یہہ قدرت نہین جو اللہ تعالےٰ
سے مقابلہ کرین اور گناہ گار کے حمایتی نہین شفاعت جو کرینگے تو التجا اسی قادر مطلق سے کرینگے اُسی کے
جناب کبریائی مین دعا مانگینگے اللہ تعالیٰ اُنکی التجا کو قبول کریگا گناہ گار مومن کی گناہ بخشیگا اس سفارش
سے انبیا وغیرہ اُسکے حمایتی نہین ٹھہرے تو آیت شفاعت کی منافی نہین ہوئی وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ
مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ۝
اور جو کوئی نیک کام کریگا مرد ہو یا عورت اور ایمان رکھتا ہوگا سو وہ لوگ پیٹھینگے بہشت مین اور ستم
نہ کئے جائینگے تل بھر مسروق نے کہا اوپر کی آیت جب اُتری اہل کتاب کہنے لگے ہم اور تم برابر ہین
تب یہہ آیت نازل ہوئی یدخلون کو ابوجعفر اور ابن کثیر اور ابو عمرو اور ابوبکر یا کی ضم سے اور خا معجمہ
کی فتح سے مبنی للمفعول کے صیغے سے قرأت کئے ہین باقی کے قرا یا کی فتح اور خا کی ضم سے مبنی للفاعل کے
صیغے سے قرأت کئے ہین ہمارا ترجمہ اسی قرأت پر ہے پہلی قرأت پر ترجمہ یون ہوگا وہ لوگ پیٹھایا جاوینگے
بہشت مین حاصل دونون معنی کا ایک ہی ہے نقیر خرمہ کے تخم پر ایک نقطہ رہتا ہے کہ جہان سے مور نکلتا ہے
اس نقطے کو نقیر کہتے ہین وہ نقطہ نہایت چھوٹا تل کے برابر رہتا ہے سو مبالغہ کی طریق پر اس سے تمثیل دیگی
انکے اعمال کے ثواب سے ایک ذرہ بھی کم نہو گا مفسرین کہتے ہین مومن کو اُسکے غیر پر جو فضیلت ہے اُسکو
اللہ تعالیٰ نے اس آیت مین بیان کیا اُسکا بیان یون ہے من الصالحات مین من جو ہے تبعیض کیواسطے
ہے یعنی جو شخص بعضے صالحات کریگا من کو تبعیضیہ کہے کیواسطے جمیع صالحات کرنیکی قدرت کسیکو نہین ہے
معلوم ہوا اگر اس سے بعضے صالحات مراد ہین جب کوئی مومن رہ کے بعضے صالحات کریگا تو مستحق ثواب کا
ہوگا مومن جو مرتکب کبیرہ کا ہے نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور دوسرے نیک عمل کرے تو دوزخ مین
سدا نہ رہنے پر اس آیت مین بڑی دلیل ہے کیواسطے اس آیت سے ثابت ہوا بعضے صالحات کرنیوالے
جنت مین جاوینگے فساق کے وعید مین آیتین جو آئے ہین اُن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ دوزخ مین جاوینگے

ان دونون آیتون کے نظر کرتے فساق کے دو مقام ٹھہرے ایک جنت دوسری دوزخ سو اول بہشت
مین جا کے بعدہ دوزخ مین جانا بالاجماع باطل ہے معلوم ہوا کہ اول دوزخ مین جا کے بعدہ بہشت مین جاینگے
حق بات یہی ہوئی وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ
اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا اور کون بہتر ہے دین مین اُس سے جو دھرا اپنا منھ اللہ کیو اسطے اور نیکی مین
لگا ہوا ہے اور چلا ابراہیم کے دین پر جو ایک طرف کا تھا یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کا مطیع رہے اور نیک کام
کرے اور ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریق پر چلے تو اسکے دین سے کسیکا دین بہتر نہین اللہ تعالیٰ نے اوپر کی
آیت مین نجات حاصل ہونے اور جنت مین پہنچنے کیو اسطے ایمان کا اور اعمال کا شرط لگایا اور اس آیت مین
ایمان کی شرح کیا اور اُسکی فضیلت دو وجہ سے بیان کی پہلی وجہ دین کی معنی لغت مین نرم ہونا گردن رکھنا
مطیع و فرمانبردار ہونا اور شرع مین اللہ کے احکام ماننا اور اُسکے فرمانبردار ہونا سو اسلام وہ دین ہے
جس مین اللہ تعالیٰ کی کمال عبودیت اور خضوع اور فرمانبرداری ہے دوسری وجہ اسلام وہ دین ہے
جسپر ابراہیم علیہ السلام تھے یہہ دونون وجہ دین اسلام کی فضیلت اور اسکی ترغیب کے سبب ہوئے پہلی وجہ کا
بیان یہہ ہے دین اسلام کی بنا دو امر پر ہے ایک اعتقاد دوسرا عمل اعتقاد کی طرف اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ سے
اشارہ کیا گیا واسطے منھ اللہ کے واسطے دھرنے سے مراد ظاہر و باطن سے اللہ تعالیٰ کے مطیع اور
فرمانبردار ہونا اور طاعت نری اللہ کو کرنا اور اپنے امور کو اللہ کے تفویض کرنا سو انسان اپنے دل
سے جب اللہ کو جانا اور اللہ کی ربوبیت اور اپنی عبودیت کا اقرار کیا تو اپنے کو اللہ تعالیٰ کا مطیع کیا
اس مطیع ہونیکو منھ دھرنے سے تعبیر کیا گیا واسطے انسان کے اعضا مین منھ احسن اور اعلیٰ ہے جب اُسکو
دھرا تو گویا سب اعضا کو دھرا عمل کی طرف وہو محسن سے اشارہ کیا احسان کی معنی اللہ تعالیٰ کی عبادت
ایسی کرنا کہ گویا اُسکو دیکھتے ہین یا اللہ اُسکو دیکھتا ہے اسمین سارے حسنات کا کرنا اور گناہون سے
باز رہنا داخل ہوا اللہ اکبر قرآن شریف کی کیا فصاحت و بلاغت ہے ایک مختصر لفظ تمامی اقاصد اور
اغراض پر حاوی ہے معلوم کیجئے اسلم وجہہ للہ کا جملہ حصر کا فایدہ بخشتا ہے کیا واسطے اسکی معنی یون ہے
اپنے نفس کو مخصوص اللہ پر ہی سونپا دوسرے کے تفویض نہین کیا اس سے یہہ نکلا کہ کامل ایمان والیکو

مگر اسوقت کہ اپنے سب امور کو اپنے خالق کے تفویض کرے دوسروں سے بری ہووے اس سے معلوم ہوا جو شخص اللہ تعالیٰ
کے غیر سے استعانت کیا تو اسکا طریقہ فاسد ہے مشرک اپنی بتوں سے اعانت طلب کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہولاء شفعاؤنا
عند اللہ وہریہ اور طبیعیہ افلاک اور طبایع وغیرہ سے اعانت طلب کرتے ہیں یہود کہتے ہیں ہم انبیا کی اولاد ہیں
ہمکو انکے سبب سے آخرت میں عذاب نہوگا نصاریٰ کہتے ہیں اللہ تین ہیں کا تیسرا ہے مجوس کہتے ہیں نیکیوں کا خالق
یزدان ہے برائیوں کا خالق اہرمن ہے سو یہہ سب فرقے اللہ تعالیٰ کے غیر سے اعانت طلب کرتے ہیں معتزلہ
حقیقت میں اپنے تئیں اللہ تعالیٰ کے مطیع ہی نہیں کرتے ہیں کیا واسطے انکا اعتقاد یہہ ہے طاعت جس سے
ثواب واجب ہو اور معصیت جس سے عذاب لازم ہے اپنے نفوس سے ہی ہے یہہ فرقہ حقیقت میں
اپنے نفوس سے امید رکھا اور اپنے نفوس سے ڈرا اللہ تعالیٰ کو بیکار سمجھا اہل سنت تکوین تدبیر خلق ابداع
سبکو حق سبحانہ و تعالیٰ کی طرف نسبت کرتے ہیں موجد اور موثر اللہ تعالیٰ ہی ہے کر کر اعتقاد رکھتے ہیں تو
اپنے منہ کو اللہ تعالیٰ کیو اسطے رکھنے والے لوگ اور اللہ کے فضل پر اعتماد کرنے والے اہل سنت ہی ہیں
انکی نظر اللہ تعالیٰ کے غیر سے منقطع ہوئی تنبیہہ ہمنے جو کہا اہل سنت اللہ تعالیٰ کے غیر سے استعانت نہیں کرتے
سو اس سے استغاثہ اور توسل اور تشفع نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کرنا جایز ہونیکی دلیل نہیں ہوتی جیسا
ابن تیمیہ اور اسکے تابعین کہتے ہیں بلکہ ان میں استعانت نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ سے اور نبی صلی اللہ
علیہ وسلم فقط واسطہ ہیں محققین ایسا ہی کہتے ہیں اس بحث کو ہم تنبیہ الاغبیا فی حیات الانبیا میں بسط سے
لکھے ہیں دوسری وجہ کا بیان یوں ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو ابراہیم علیہ السلام کے دین کی طرف دعوت
کئے ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت کرنا اور افلاک کی عبادت سے اور ستاروں کی اطاعت سے اور
بتوں کی پرستش سے منع کرنا اسوقت کے سب لوگوں کو معلوم تھا اور سبھوں کے پاس مشہور تھا ابراہیم علیہ السلام
کا دین نہیں تھا مگر اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت کرنا اسکے ماسوی سے اعراض کرنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت
بھی ایسی ہی تھی اور ختنہ کرنا میں اور کعبہ کے متعلق اعمال میں جیسے کعبہ کی طرف متوجہ ہونا اور اسکا طواف
کرنا اور صفا مروہ کی سعی کرنا اور جمرات کی رمی کرنا اور عرفات میں وقوف کرنا اسکے سوا اور بہت سے
اعمال میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع ابراہیم علیہ السلام کی شرع سے قریب ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی

شرع ابراہیم علیہ السلام کی شرع سے قریب ہونا جب ثابت ہوا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع سبکے پاس
مقبول ہونا لازم ہوا کیا واسطے اکثر عربون کے نسب کا سلسلہ ابراہیم علیہ السلام کی طرف پہنچنے سے اُنکو
کمال فخر تھا اور یہود و نصاریٰ بھی ابراہیم علیہ السلام کی اولاد مین رہنے سے فخر کرتے تھے تو اس سے لازم آیا
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع سبکے پاس مقبول ہونا یہان ایک اشکال ہے اسکی تقریر یون ہے تم جو کہے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع ابراہیم علیہ السلام کی شرع کے مطابق ہے تو اس سے لازم آتا ہے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی شرع مستقل نہونا حالانکہ ایسا نہین تم تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع کو مستقل کہتے ہین اُسکا
جواب یہہ ہے ابراہیم علیہ السلام کی شرع وملت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع وملت مین داخل ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے بہت سے
زیادات سے مخصوص کیا کہ جس سے شرع محمدی کا کمال وحسن زیادہ ہوا جو شخص اس شریعت کا تابع ہوا تو وہ
ابراہیم کی شرع کا بھی تابع ہوا کیا واسطے اُنکی شریعت اس شریعت مین داخل ہے اُنکی شریعت گویا جز
ہوئی اور یہہ شریعت اُسکی کل عمل کل پر کیا تو جز پر بھی عمل ہوا حنیفا کا لفظ حال ہے ابراہیم کا یا اتبع
کے فاعل کا جو مستبع ہے دونون کا حال ڈالنا بھی صحیح ہے اور ملۃ کو شرع کی یا دین کی معنی سے لیکے اُسکا
حال ڈالے تو بھی صحیح ہے حنیف کی معنی میل کرنے والا ابراہیم حنیف تھا یعنی باطل دینون سے مُنہ
موڑتا تھا حق دین پر جو اسلام ہے قایم تھا اسلام کے سواے جتنے ہین سو سب باطل ہین معلوم کیجئے ایک
باطل دوسرے باطل سے جو اُسکا ضد ہے اگرچہ بعید ہے لیکن بطلان کی صفت کے نظر کرتے ایک
دوسرے سے قریب ہے حق جو ہے وہ ایک ہی ہے تو سب باطلون سے بعید ہوا جیسے مرکز ایک ہی
رہتا ہے دایرےکے سب اجزا سے نہایت بعد مین ہوتا ہے **وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ۝**
اور اللہ نے پکڑا ابراہیم کو دوست خالص خلیل فعیل کی وزن پر ہے فاعل کی معنی سے مشتق خلت سے
ہے خا کی ضم سے اُسکی معنی یارانہ اور محبت جو دل مین بیٹھ جاتی ہے یعنی خالص دوستی کہ جس مین کدورت
نہو خلیل کو اس معنی سے لیوے تو اُسکی نسبت ابراہیم علیہ السلام کی طرف صحیح ہوئی کیا واسطے اُنکے دل
مین اللہ تعالی کی محبت ایسی ہی تھی ایسی محبت جب ہو تو اُنکو اللہ کے خلیل کہنا ثابت ہوا لیکن اس معنی
سے خلیل کی نسبت اللہ تعالی کی طرف کرنا صحیح نہین ہوتا اس لئے اس سے توفیق وغیرہ مجاز کا

اِرادہ کرنا اور اس لفظ کو بسبیل مقابلہ اور مشاکلہ کے لیا ایسا ہی اکثر وجہین جو مذکور ہوتے ہین انمین بھی خلت کی نسبت اللہ تعالی کی طرف ہے سو وہ مشاکلے کی جہت سے ہے بعضون نے کہا خلت کی معنی افتقار اور انقطاع یعنی محتاج ہونا اور کاٹے جانا خلیل اللہ کی معنی اللہ کی طرف محتاج اور اُسکی طرف منقطع ہونے والا ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ اسلیے کہے کیا واسطے اُس نے اپنی سب حالتون مین اللہ تعالی کی طرف منقطع ہوا بعضے کہتے ہین خلیل وُہ جسکی محبت مین خلل نہ آوے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ کہے کیا واسطے کہ وہ اللہ تعالی کے ساتھ کامل محبت رکھتا تھا کہ جسمین نقصان اور خلل نہین تھا بعضون نے کہا خلیل ماخوذ خلت سے ہے خا کی فتح سے حاجت کی معنی سے حاجت کو خلت کہے کیا واسطے انسان کے کامون مین حاجت کے سبب سے خلل آتا ہے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل کہے کیا واسطے حضرت نے اپنے فقر و فاقہ اور حاجت کو اللہ تعالی کی طرف رکھے اللہ تعالی بندہ کو اپنا خلیل کرنیکی معنی بندہ کو اپنی طاعت کرنیکی اقتدار دینا اور اسکو گناہون سے باز رکھنا اور اسکو توفیق دینا اور اُسکے خللونکو پوشیدہ کرنا اور اسکو نصرت دینا اور اسکی ثنا کرنا سو اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام کی ثنا کی اور انکو لوگونکا پیشوا کیا تا لوگ انکی اقتدا کرین اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام کو کس جہت سے خلیل کیا سو اسمین اختلاف ہے کلبی نے ابو صالح سے وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام مہمانونکے باپ تھے حضرت کا گھر سر راہ تھا جو شخص راہ سے گذر کرتا تو اُسکی ضیافت کرتے ایکبار قحط سالی ہوئی لوگ کھانیکے واسطے ابراہیم علیہ السلام کے گھر پر جمع ہوئے ابراہیم علیہ السلام کو ملک مصر مین ایک دوست تھا ہر سال اناج روانہ کرتا سو حضرت اپنے غلامون کے ساتھ اونٹ دیکے اناج کے واسطے اس دوست کے پاس روانہ کئے حضرت کا وہ دوست کہا ابراہیم اپنی ذات کے واسطے منگواتے تو ہم اُنکو دیتے لیکن لوگون کو دینے کیواسطے منگوائے ہین لوگون پر جو سختی ہے ہمپر بھی وہی سختی موجود ہے ہم لوگون کی کمک کر نہین سکتے ابراہیم علیہ السلام کے غلام خالی اونٹونکو لیکے وہان سے پھرے سوا انکا گذر ایک سنگ ریزون پر سے ہوا وہ آپسمین کہنے لگے اونٹون کو خالی لیجانے سے شرمندگی ہوتی ہے یہانکی بالو خرجیون مین بھر لینا تا لوگ سمجھین ہم اناج لائے ہین

پھر بالو خرجیون مین بھر لیکے چلے اور ابراہیم علیہ السلام کو آکر خبر دئے اُسوقت سارہ یعنی ابراہیم
علیہ السلام کی بی بی سوتے تھے حضرت کے دروازہ پر لوگ جمع تھے اور اناج نہ آنے سے حضرت کو بہت فکر ہوگئی اسی فکر
مین حضرت آرام کئے بی بی سارہ نیند سے ہشیار ہوئے دیکھے دن بہت چڑھ گیا ہے سبحان اللہ کہے اور پوچھے غلام کہان
تو کہے گونیان بھر کے کچھ دئے ہین پھر بی بی جا کے گونیون کو کھولے تو اسمین بہتر گیہون کی سوجی ہے پھر آٹا نکال کر روٹیان
بھونا اور لوگون کو کھلانا شروع کئے ابراہیم علیہ السلام خواب سے بیدار ہو کر روٹیان بھونے کی بو سونگھ کر کہے
اے سارہ یہہ آٹا کہان سے آیا بی بی نے کہا تمہارا خلیل یعنی دوست نے مصر سے بھیجا ابراہیم علیہ السلام کہے یہہ میرا
خلیل اللہ تعالیٰ بھیجا ہے اس روز سے اللہ تعالیٰ ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل کیا کلبی ضعیف ہے حافظ سیوطی نے
کہا عبد الرزاق اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اپنے تفسیرون مین اس قصہ کو زید بن اسلم سے یون روایت
کئے ہین کہ زمین پر اول جبار ظالم حاکم ہوا سو نمرود تھا لوگ اُسکے پاس اناج خرید کر لیجاتے ابراہیم علیہ السلام
بھی اُسکے پاس سے اناج خرید کرنے آئے اُسکی عادت تھی لوگ آئے تو اُن سے پوچھتا تمہارا پروردگار کون ہے وہ
کہتے تو ہے ابراہیم علیہ السلام کو پوچھا تمہارا پروردگار کون ہے حضرت فرمائے میرا پروردگار وہ ہے جو لوگون کو جلاتا ہے اور
مارتا ہے نمرود نے کہا مین بھی جلاتا اور مارتا ہون ابراہیم علیہ السلام فرمائے اللہ تعالیٰ سورج کو پورب سے نکالتا ہے تو اُسکو
پچھم سے نکال کافر نے جواب سے عاجز ہوا اور اناج نہین دیا ابراہیم علیہ السلام وہان سے پھر کے چلے سو حضرت کا
گذر بالو کے سرخ یا سفید ٹیلے پر سے ہوا ابراہیم علیہ السلام کہے یہہ بالو لیکے جاتا گھر کے لوگ اُسکو دیکھے تو
اناج ہے کر کے اُنکے دل خوش ہونگے پھر اُسکو بھر لیکے آئے اور گھر مین آتا دکے سوگئے اُنکی بی بی اُسکو کھولے
کیا دیکھتے ہین کہ اسمین بہت بہتر اناج کہ کوئی ویسا نہین دیکھا تھا موجود ہے پھر اُسکا کھانا تیار کر کے
ابراہیم علیہ السلام کے روبرو لا کے رکھے ابراہیم علیہ السلام کو اپنے گھر مین اناج نہین تھا سو معلوم تھا پوچھے
یہہ اناج کہان سے آیا اُنکی بی بی نے کہا تم اناج جو لے آئے ہین اسی مین کا ہے ابراہیم علیہ السلام سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے
اُنکو رزق دیا سو اللہ تعالیٰ کا حمد کئے ابن ابی شیبہ نے مصنف مین ابی صالح سے یون روایت کیا ہے
کہ ابراہیم علیہ السلام اپنے لوگون کے واسطے اناج لینے آئے حضرت کو اناج میسر نہین ہوا حضرت کا گذر
سرخ بالو پہ سے ہوا اُسکو لیکے گھر کو آئے لوگ پوچھے یہہ کیا ہے کہے سرخ گیہون ہین اُسکو کھولے تو اُسمین

سرخ گیہون تھے اُسکو زمین مین بوئے تو خوشہ نکلتا سو جڑ سے اُوپر تک اُسمین دانے رہتے انتہی ابن ابی حاتم
سے خلیل اللہ ہونیکا یہہ سبب اُنکا معلوم نہین ہوتا بعضے کہتے ہین ابراہیم علیہ السلام جب آسمان و زمین کے ملکوت
کو دیکھے اور اللہ تعالی کے واسطے اپنی قوم سے بحث کئے اور انکو اللہ تعالی کی توحید کی طرف دعوت کئے اور
اونکو ستارون کی اور آفتاب و مہتاب کی اور بتون کی پرستش سے منع کئے اور اپنے کو آتش مین ڈالنا قبول
کئے اور اپنے فرزند کو قربانی کیواسطے پکڑے اور اپنا مال مہمانون مین صرف کئے تو اسواسطے اللہ تعالی نے انکو
اپنا خلیل اور لوگون کا پیشوا کیا اور نبوت اُنمین اور اُنکی اولاد مین مقرر کیا بعضے کہتے ہین ابراہیم علیہ السلام
بتون کو توڑے اور اپنی قوم کی عداوت مول لئے اسلئے انکو اللہ تعالی نے خلیل کیا بعضے کہتے ہین فرشتے انکے
یہان جب آئے مہمان سمجھ کر گائے کا بچھڑا بھون کر لائے انکو کہے کھاؤ اس شرط پر کہ شروع مین اللہ تعالی کا نام لینا
اور آخر مین اللہ تعالی کا حمد کرنا جبرئیل کہے تم اللہ کے خلیل ہو اُس دن سے انکا نام خلیل اللہ ہوا ابن المنذر نے
ابن ابزی سے روایت کی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام فرشتے سے پوچھے کیا واسطے مجھکو اللہ تعالی نے خلیل کر لیا فرشتے
کہا تو بخشش کرنیکو اور آپ لینے کو دوست رکھتا ہے بیہقی نے شعب الایمان مین عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے
روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل علیہ السلام کو کہے اے جبرئیل کیا واسطے اللہ تعالی نے ابراہیم
کو خلیل کر لیا تو کہے یا محمد اُس کے لوگون کو کھانا کھلانے سے معلوم کیجیے واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا کا جملہ استینافیہ
یا تذییل ہے اسکو ابراہیم علیہ السلام کے شرف اور انکی پیروی کرنا لائق ہونے پر آگاہ کرنے ذکر کیا اس سے
معلوم ہوا کہ جو شخص انکے دین کی پیروی کریگا بڑے منصبون کو پایگا اس سے ہمارے دین کی پیروی کرنیکی ترغیب حاصل
ہوئی کیا واسطے ہمارا دین ابراہیم علیہ السلام کے دین پر حاوی ہے تنبیہ بخاری اور مسلم ابو سعید الخدری
رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے میرے رب کے سوا مین کسیکو خلیل کر لیتا تو البتہ
ابوبکر کو خلیل کر لیتا مسلم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
اگر کسیکو مین اپنا خلیل کر لیتا تو ابوبکر کو خلیل کر لیتا لیکن ابوبکر میرے بھائی اور مصاحب ہین تمہارے صاحب کو
یعنی مجھے کو اللہ تعالی نے اپنا خلیل کر لیا ہے ترمذی اور ابن مردویہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے
ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب چند شخص حضرت کی انتظار مین بیٹھے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نکلکے اُنکے نزدیک پہنچے سو سُنے وہ آپس مین باتین کرتے ہین ایک کہتا ہے اللہ تعالی اپنے مخلوقات مین سے
کسیکو خلیل کر لیتا ہے سو ابراہیم خلیل اللہ ہین دوسرا کہتا ہے اس سے زیادہ اچنبا ہے کہ اللہ تعالی نے موسی سے
کلام کیا ایک کہتا ہے عیسی روح اللہ اور اسکا کلمہ ہین ایک کہتا ہے آدم کو اللہ تعالی نے پسند کیا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم اُنکے نزدیک آئے اُنکو سلام کیئے اور فرمایا مین نے سنین تمھاری باتین اور تمھارے اچنبا
کرنیکو سنا مقرر ابراہیم خلیل اللہ ہین اور موسی کلیم اللہ ہین اور عیسی روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہین اور آدم
کو رب نے پسند کیا سو یہ سب ایسے ہی ہین سنو مقرر مین حبیب اللہ ہون فخر سے نہین کہتا اول شافع یعنی
شفاعت کرنیوالا اور مشفع یعنی شفاعت قبول کئے جانے والا مین ہون فخر سے نہین کہتا اور جنت کے حلقہ کو اول
ہلانے والا مین ہون پھر اللہ تعالی جنت کو کھول کے مجھکو اسمین داخل کریگا میرے ساتھ مومنون مین کے فقرا
ہونگے فخر سے نہین کہتا ہون اور قیامت کے دن سب اولین و آخرین سے مین اکرم ہون فخر کیواسطے نہین
کہتا حافظ ابو القاسم حمزہ بن یوسف السہمی نے کتاب فضائل العباس مین واثلۃ بن الاسقع رضی اللہ
عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی نے اولاد آدم مین ابراہیم
کو پسند کیا اور ابراہیم کی اولاد مین اسمعیل کو پسند کیا بعد اسمعیل کی اولاد مین نزار کو پسند کیا نزار کی اولاد
مین مضر کو پسند کیا مضر کی اولاد مین کنانہ کو پسند کیا کنانہ کی اولاد مین قریش کو پسند کیا قریش مین بنی ہاشم کو
پسند کیا بنی ہاشم مین عبد المطلب کی اولاد کو پسند کیا عبد المطلب کی اولاد مین مجھکو پسند کیا اس حدیث کو
مسلم نے بھی روایت کی ہے لیکن اسکی روایت مین اختصار ہے معلوم کیجیے حدیث مین اصطفے کا لفظ وارد ہوا ہے
اُسکا ترجمہ پسند کرنا اور چن لینا منتخب کرنا برگزیدہ کرنا غرض ابراہیم جیسے اللہ کے خلیل اور مصطفے ہین نبی صلی اللہ
علیہ وسلم بھی خلیل اور مصطفے اور حبیب ہین ابراہیم علیہ السلام کو مرتبہ خلت کا ہوا تو حضرت کو خلت اور محبت دونون
کا مرتبہ ہوا خلت کا مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ابراہیم علیہ السلام کو جو ہوا اسمین بھی فرق ہے مسلم نے حذیفہ
اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے شفاعت کی حدیث طویل جو روایت کیئے ہین اسمین آیا ہے کہ لوگ ابراہیم
علیہ السلام سے شفاعت چاہینگے تو ابراہیم علیہ السلام کہینگے انما کنت خلیلا من وراء وراء یعنی مین تو خلیل جو
تھا پرے اور پرے اللہ تعالی یعنی حجاب کے آڑ سے تھا تم محمد کے پاس جاؤ الحدیث بعد لوگ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم

پاس آئینگے تو حضرت کہینگے مین شفاعت کرتا ہون تو اُس سے یہہ نکلا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خلت مین حجاب مرتفع تھا اگر ابراہیم کے مانند وراء وراء خلیل رہتے تو حضرت بھی شفاعت کرنے سے عذر کرتے وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اور اللہ کا ہے جو کچھ آسمانون مین ہے اور جو کچھ زمین مین ہے اللہ تعالی نے اوپر کی آیت مین بندون کو اپنی طاعت اور عبادت کی طرف بُلوایا اور اپنے مطیع اور فرمانبردار رہنے کا حکم کیا سو اب اپنی مملکت کی وسعت بیان کیا وہ اتنی بڑی ہے احاطے سے باہر تا لوگ اُسکی طاعت کرنے پر ترغیب ہون وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ۝ اور اللہ ہے ہر چیز کو گھیرنے والا یعنی اللہ تعالی کا علم اور اُسکی قدرت ہر چیز کو گھیرلی ہے کسی چیز کا علم اُس سے پوشیدہ نہین اور کوئی اُسکی قدرت سے خارج نہین وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ اور تجھ سے فتوی چاہتے ہین عورتون مین استفتا کی معنی فتوی چاہنا فتوی کی اصل معنی بیان کرنا بعد اُسکو شرع کے احکام جو مشکل ہین بیان کرنے مین استعمال کئے معنی آیت کی یون ہے اے محمد لوگ تیرے سے عورتون کی شان اور اُنکا حال پوچھتے ہین عورتون کے کونسے حال سے سوال کئے سو اسمین دو قول ہین پہلا قول اُنکی میراث سے سوال کئے یہہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے ابن جریر اور ابن المنذر اور حاکم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے جاہلیت مین بچا بڑا ہوے تک اُسکو میراث نہین دیتے تھے اور عورت کو بھی میراث نہین دیتے تھے جب اسلام ہوا سو فتوی چاہے حاکم اُسکی تصحیح کی ہے دوسرا قول اُنکے نکاح سے سوال کئے یہہ قول عایشہ رضی اللہ عنہا کا ہے اُنکی حدیث کا لفظ اس سورے کی ابتدا مین ہم ذکر کئے بندۂ عاصی کہتا ہے بعضے روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ سوال دونون امر سے تھا ابن جریر اور ابن المنذر سعید بن جبیر سے یون روایت کئے ہین کہے جاہلیت مین وارث نہین ہوتا مگر وہی مرد جو بالغ رہے اور مال کی خبرداری اور اُس مین تجارت کر سکے چھوٹے بچون کو اور عورتون کو ترکے مین حصہ نہین تھا میراث کی آیت جو اس سورے مین نازل ہوئی اُس سے اُنکو شاق ہوا کہنے لگے لڑکا جو مال کی خبرداری نہین کر سکتا اور عورت جو وہ بھی ایسی ہی ہے بالغ مرد کی سی کیسی وارث ہوتے اُنکو آرزو تھی کہ آسمان سے کچھ حکم آوے اُسکی انتظار مین تھے دیکھے کچھ حکم نہین آتا کہے یہہ حکم ایسا ہی واجب ہو تو اُسکو عدول کرنیکی طاقت نہین چاہئے اُسکا سوال کرنا پھر جب سکا سوال کئے تو اللہ تعالی نے یہہ آیت نازل کیا وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ

وقف ۵۸ ع ۱۶

قل اللہ یفتیکم فیہن وما یتلی علیکم فی الکتاب یعنی سورے کی ابتدا مین فی یتامی النساء اللاتی لا تؤتونہن ما کتب
لہن وترغبون ان تنکحوہن سعید بن جبیر نے کہا لڑکی جب خوبصورت اور مالدار رہتی تو والی اسکا راغب ہوتا
اور آپ اسکو نکاح کرتا اگر بھونڈی صورت اور محتاج رہتی تو خود نکاح نہین کرتا غیر کو نکاح کر دیتا ابن
جریر اور ابن المنذر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ جاہلیت مین کسیکے پاس یتیم لڑکی
رہتی اور وہ اس لڑکی پر اپنا کپڑا ڈالتا تو اس لڑکی کو کوئی نکاح کرنیکی طاقت نہین رکھتا پھر وہ لڑکی خوبصورت
رہتی اور اس ولی کو بھاتی تو آپ اسکو بیاہ کرتا اور اسکا مال کھاتا اگر بدصورت ہوتی تو کسی مرد سے اسکو
بیاہ کرنے نہین دیتا جب وہ مرجاتی تو اسکا آپ وارث ہوتا اللہ تعالی نے اسکو حرام کیا اور اس سے
نہی کیا اور بھی لڑکے چھوٹے اور لڑکیان کو وارث نہین کرتے سو اس سے بھی منع کیا اور ہر ایک کو اسکا
کیا حصہ ہے سو بیان کیا قُلِ اللّٰہُ یُفۡتِیۡکُمۡ فِیۡہِنَّ تو کہہ ای محمد اللہ فتوی دیتا ہے تمکو انمین یعنی ان
عورتون کی شان مین اور انکے حال مین وَمَا یُتۡلٰی عَلَیۡکُمۡ فِی الۡکِتٰبِ فِیۡ یَتٰمَی النِّسَآءِ
الّٰتِیۡ لَا تُؤۡتُوۡنَہُنَّ مَا کُتِبَ لَہُنَّ اور وہ جو پڑھا جاتا ہے تمپر کتاب مین شان مین یتیم
عورتون کے جنکو تم نہین دیتے ہین وہ جو انکے لئے لکھا گیا ہے معلوم کیجئے عورتون کی ذات سے استفتا نہین
ہوسکتا استفتا ہوگا مگر عورتون کی حالت اور صفت سے انکی کونسی حالت اور صفت سے سوال ہوتا
تھا سو وہ حالت صفت آیت مین مذکور نہین اس صورت مین آیت مجمل ہوئی وما یتلی علیکم کا جملہ
معطوف ہے لفظ اللہ پر یا یفتیکم کی ضمیر مستتر پر جو اللہ تعالی کی طرف پھرتی ہے گویا آیت کی معنی
یون ہے عورتون کے حال مین تمکو اللہ اور کتاب فتوی دیتے ہین یعنی آیتین جو اسکی کتاب مین نازل
ہین وہ بھی فتوی دیتے ہین اس کلام کا حاصل یہہ ہے وہ لوگ عورتون کے کئی حالتون سے سوال کئے
انمین سے جن حالتون کا بیان نہین ہوا ہے ان حالتون مین تمکو اللہ تعالی فتوی دیتا ہے اور جن
سوالون کا جواب قرآن مین مذکور ہو چکا ہے اسمین مذکورہ آیتین فتوی دیتے ہین اس بیان سے
معلوم ہوا کتاب سے مراد قرآن ہے اسمین پڑھی جاتی ہے سو آیت میراث کا آیتین مراد ہین ابن عباس
کا قول بھی ہے ابن ابی شیبہ نے سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہا ما یتلی علیکم فی الکتاب سے اور

وہ آیت ہی جو سورے کی ابتداء مین میراث کے مقدمہ مین نازل ہوئی عائیشہ رضی اللہ عنہا کے قول پر ما یُتلیٰ علیکم فی الکتاب سے وان خفتم ان لا تقسطوا فی الیتامیٰ کی آیت ہی جو سورے کی ابتدا مین مذکور ہوئی بعضے کہتے ہین ما یُتلیٰ علیکم مبتدا ہی فی الکتٰب اُسکی خبر یہہ جملہ معترضہ ہے اور کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے اس جملہ کو ذکر کرنیکا فایدہ اس آیت کی تعظیم بیان کرنا ہی تا معلوم کرین یتیمون کے حق مین عدل و انصاف کرنا اللہ تعالیٰ کے پاس بہت عظیم امر ہے اُسکی رعایت کرنا اور اسکی محافظت کرنا واجب اور دین کے جہلت مین ہے اسمین خلل کرنے والا ظالم ہی اللہ تعالیٰ نے جسکی تعظیم کی ہے اُسکو حقیر سمجہتا ہے یتامی النسآء مین یتامی کی اضافت نسا کی طرف جو ہوئی اضافت صفت کی موصوف کی طرف ہی اُسکا اصل النساء الیتٰمیٰ تہا یعنی عورتین جو یتیم ہین یہہ مذہب کوفیکے نحویونکا ہی بصریکے نحویونکے مذہب پر وہ موصوف و صفت نہین بلکہ بیان کی تقدیر ہی اسکا اصل یتامیٰ اولاد النساء ہی یعنی یتیم لڑکیان عورتونکے میراث کی آیت ام کجہ کی شان مین نازل ہوئی جو کہتے ہین اُنکا قول اس تقدیر کو تایید کرتا ہی اللاتی لا تؤتونہن آہ یہہ موصول اپنی صلہ کے ساتھ یتامیٰ کی نعت ہی معلوم کیجئے جو لوگ کہتے ہین یہہ آیت میراث کے مقدمہ مین نازل ہوئی انکے قول پر لا تؤتونہن ما کتب لہن سے مراد ترکہ ہی یعنی تم انکو نہین دیتے میراث جو اُنکے لئے اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہی جو لوگ کہتے ہین آیت نکاح کے مقدمہ مین ہے انکے قول پر اس سے مہر مراد ہی یعنی تم انکو نہین دیتے مہر جو ویسی عورت کے واسطے ہی آیت دونون مقدمون مین نازل ہوئی کہے تو انکے قول پر بھی یہہ جملہ میراث کے مقدمہ مین ہوتا ہی وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ معلوم کیجئے رغب کا لفظ خواہش کی معنی اور نفرت کی معنی سے آیا ہی جو لوگ خواہش کی معنی سے لیتے ہین تو یہان بعضے فی کی تقدیر کرتے ہین اُسکا اصل وترغبون فی نکاحہن کہتے ہین اس تقدیر پر معنی یون ہوگی تم لالچ کرتے ہین انکے نکاح مین یعنی انکے مال کو اور جمال کو دیکہکہ کم مہر سے نکاح کرنا چاہتے ہین جو لوگ نفرت کی معنی سے لیتے ہین تو عن کی تقدیر کرتے ہین اُسکا اصل وترغبون عن نکاحہن کہتے ہین اس تقدیر پر معنی یون ہوگی تم نفرت کرتے ہین انکے نکاح سے یعنی انکی صورت بُری رہتے ہے اور انکو جمال نہ ہونے سے انکے نکاح سے نفرت کرتے ہین اور مال کی طمع سے انکو کسی سے بیاہ بھی نہین کر دیتے وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ اور بے بس لڑکون سے اُسکے عطف مین تین وجہ ہین پہلی وجہ یتامی النسآء پر

معطوف ہے یعنی وہ جو پڑھا جاتا ہے تمپر کتاب مین بیچ بس لڑکون کی شان مین اسوجہ پر کتاب مین پڑھی جاتی سو جیز سے مراد یوصیکم اللہ فی اولادکم کی آیت ہے جاہلیت مین چھوٹے لڑکون کو بھی میراث نہین دیتے تھے دوسری وجہ فیہن کی ضمیر پر عطف ہے یہہ مذہب کوفیون کا ہے تیسری وجہ فیہن کی محل پر معطوف ہے یہہ مذہب بصریون کا ہے ان دونون وجہ پر معنی یون ہوگی اللہ تمکو فتوی دیتا ہے بیچ بس لڑکون کے کہ انکا حق انکو دیا کرنا وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ اور یہہ کہ قایم رہو یتیمون کے حق مین انصاف سے والمستضعفین کے عطف مین تین وجہ جو ذکر ہوئے اُسمین بھی وہ وجہین جاری ہوتے ہین پہلی وجہ پر مستضعفین کے حق مین پڑھی جاتی سو آیت سے ولا تاکلوا اموالہم الی اموالکم وغیرہ آیتین ہین جو مذکور ہوئین اس جملہ کو محذوف فعل کا مفعول ڈالے تو بھی جایز ہے اُسکی تقدیر یون ہوگی ویامرکم ان تقوموا آہ یعنی اللہ امر کرتا ہے تمکو یتیمون کے حق مین انصاف سے قایم رہنا انکی میراث اور مہر پورا ادا کرنا وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ۝ اور جو کروگے کچھ بھلائی سو مقرر اللہ اُسکو جانتا ہے یعنی تم نیکی ذری بھی کرو اللہ اُسکو جانتا ہے تمکو اُسکی جزا دیگا اور تمھاری نیکی باطل نہ کریگا وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا اور اگر ایک عورت ڈرے اپنے خاوند سے کیٹ کے یا کنارہ کشی کو تو گناہ نہین دونون پر کہ کرلیوین آپسین کچھ صلح ابو داؤد طیالسی اور ترمذی اور ابن المنذر اور طبرانی اور بیہقی سنن مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہے سودہ یعنی بنت زمعہ ام المومنین کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم طلاق دینے کا اندیشہ ہوا سو کہے یا رسول اللہ مجھکو طلاق مت دو میری باری کا دن بھی عایشہ کو دو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کئے تب یہ آیت نازل ہوئی وان امراۃ خافت من بعلہا نشوزا الآیۃ ابن عباس کہے پھر عورت مرد آپسمین جو صلح کرتے ہین وہ جایز ہے ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن غریب ہے ابن سعد اور ابوداؤد اور حاکم اور بیہقی سنن مین عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بی بیون کے پاس رہنے مین ایک کو دوسری پر فضیلت نہین دیتے تھے اور نادر دن تھا یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم بی بیون کے پاس نہین آئے سو مگر ہر روز سب بی بیون کے پاس گشت پھرتے اور ہر ایک بی بی کے نزدیک آتے مگر اُسکو مسیس نہین کرتے آخر جسکے پاس باری

ہے اسکے پاس رہتے سو وہ بنت زمعہ کی عمر جب بڑی ہو گئی اور اُنکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ دینے
کا اندیشہ ہوا تو عرض کئے یارسول اللہ میرا دن مین نے عایشہ کو دی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُسکو قبول
کئے عایشہ کہتے ہین اسی پر یہہ آیت نازل ہوئی وان امراۃ خافت من بعلہا نشوزًا او اعراضًا الآیۃ حاکم نے
اس حدیث کی تصحیح کی ہے اس قصہ کا اصل صحیحین مین بھی آیا ہے لیکن آیت اس مقدمہ مین نازل ہوئی
کر کر مذکور نہین حاکم نے زہری کی طریق سے وہ سعید بن المسیب سے اور سلیمان بن یسار سے روایت کی ہے
کہ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کو ایک عورت تھی اُسکی جب عمر بڑی ہوئی دوسری ایک جوان عورت
کو اوسپر نکاح کر کے لے آئے اسکو زیادہ چاہنے لگے اول کی عورت کو اُسکا حرص ہوا رافع اسکو ایک طلاق
دیئے عدت کے ایام جب تھوڑے رہے رافع اُس بڑی عورت کو کہے تیری مرضی ہو تو مین رجعت کرتا ہون
لیکن تو اپنے نہ چاہنے پر صبر کرنا نہین تو مین تجھکو چھوڑ ڈالتا ہون بڑی جورو کہی رجعت کر پھر اُس سے
رجعت کئے اُس نے صبر نہ کی پھر دوسرا طلاق دیئے اور جوان عورت کو چاہنے لگے یہہ وہی صلح ہے
جو ہمکو پہنچا کہ اللہ تعالیٰ نے اُسمین نازل کی ہے وان امراۃ خافت من بعلہا نشوزا او اعراضا
حاکم نے کہا یہہ حدیث صحیح ہے شیخین کی شرط پر مستدرک مین حدیث یون ہی وارد ہوئی ہے سیوطی نے اس حدیث
کو مالک اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر سے بھی روایت کئے ہین کر کے کہا ہے لیکن مالک
موطا مین زہری سے وہ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے یون روایت کی ہے کہا رافع بن خدیج کے پاس
عورت تھی سو اسکی عمر بڑی ہوئی اُسکے اوپر دوسری جوان عورت کو نکاح کر کے لے آئے اور جوان عورت
کو چاہنے لگا بڑی عورت اپنے کو طلاق دو کر کے قسمین دینے لگی پھر اسکو ایک طلاق دئے جب عدت کے
دن تمام ہونیکے قریب پہنچے اس سے رجعت کئے لیکن جوان عورت کو ہی چاہتے تھے پھر طلاق دو کر کے
قسمین دینے لگی تب دوسرا طلاق دئے بعد اُسکو کہے تیری مرضی ہو تو اُسکے چاہنے پر نظر نہ کریگی
تو اپنے حال پر رہنا نہین تو مین تجھسے فرقت کرتا ہون پھر اُس نے اُسکے چاہنے کو اختیار کی سو
بڑی عورت کو وہین رکھے وہ عورت کو اس حال پر رہنے کو رافع گناہ نہین سمجھے امام شافعی رضی اللہ عنہ
سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ اور بیہقی سعید بن المسیب سے روایت کئے ہین کہے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ

لڑکی رافع بن خدیج کے نکاح مین تھی اُسکی عمر بڑی رہنے سے یا اور کوئی بات رافع کو پسند نہ پڑی
اُسکے طلاق دینے کا ارادہ کئے اُس لئے کہی مجھکو طلاق دیو تمھاری مرضی میرے پاس جسطرح رہنے کی ہو دیو مین
رہو پھر وہ دونون ملکے آپس مین صلح کرلئے اسی پر سنت جاری ہوئی اور قرآن نازل ہوا وان امراۃ
خافت من بعلہا الایہ ابن جریر نے مجاہد سے روایت کی ہے کہا یہہ آیت ابوالسنابل بن بعلک رضی اللہ عنہ
کی شان مین نازل ہوئی ابن ابی شیبہ اور بخاری اور ابن جریر اور ابن المنذر وان امراۃٌ خافت من
بعلہا نشوزًا الایہ کی تفسیر مین عایشہ رضی اللہ عنہا سے یون روایت کئے ہین کہ کہے کسی مرد کے پاس عورت
رہتی ہے اس سے استکثار نہین کرتا ہے یعنی اس سے محبت اور معاشرت اور ملازمت نہین رکھتا ہے
اُسکے فراق کا ارادہ کرتا ہو تو وہ عورت کہتی ہے میرے امر مین تجھکو حلال کردی اُس پر یہہ آیت نازل
ہوئی طیالسی اور ابن ابی شیبہ اور ابن راہویہ اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور بیہقی روایت کئے
ہین کہ علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کا سوال کئے علی رضی اللہ عنہ فرمائے ایک مرد کے پاس
دو عورت ہوتے ہین انمین کی ایک عورت عاجز ہوجاتی ہے یا بدصورت ہوتی ہے مرد اوس سے فراق
کرنے کا ارادہ رکھتا ہے بھی وہ عورت اپنے مرد سے صلح کرتی ہو کر اپنے پاس ایک شب رہے دوسری کے
پاس چند شب رہا کرے اور اپنے سے فراق نہ کرے عورت اپنی خوشی سے جو کہتی ہے اُسکے موافق کرنے
مین کچھہ مضایقہ نہین اس بات سے ٹل جاوے تو مرد دونون مین مساوات کرنا ابن عباس اور عمر رضی اللہ عنہم
سے بھی اُسکے مانند آیا ہے معلوم کیجئے عبارت کے سیاق سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ بھی جواب ہے
فتوی کا جو عورتون کے باب مین کئے تھے خافت کو بعضے علمت کی معنی سے لیتے ہین یعنی اگر عورت جانے
بعضے ظنت کی معنی سے کہتے ہین یعنی اگر عورت گمان کرے بعضے کہتے ہین خوف کو علم کی یا ظن کی معنی
لینے کی حاجت نہین بلکہ اس لفظ کی اصل معنی لینا درست ہے یعنی ڈری اور اسکو اندیشہ ہوا لیکن
یہہ ڈر نہو گا مگر جبکہ اُسکے پاس قراین اور علامات سے ظاہر ہو بعل کی اصل معنی سید یعنی صاحب الخ
ہے بعد اسکو شوہر کی معنی مین استعمال کئے کیا واسطے مرد اپنی عورت کے صاحب کی سی ہوتا ہے نشوز
نشز سے مشتق ہے نشز بلند زمین کو کہتے ہین بعد اسکو مرد عورت کی ناموافقت مین استعمال کئے

اور کہے عورت نشوز کی یعنی اپنے شوہر کی نافرمانی کی اور اس سے کپٹ رکھی مرد اپنی عورت سے نشوز کیا یعنی
اسکو مارا اور اسپر ستم کیا اور دوستی کو توڑا اعراض کی معنی منھہ موڑنا کنارہ کشی کرنا حاصل دونون لفظ کا یہہ ہے
مرد اپنی عورت سے نفرت کرنا اسکو تیور چڑھا کے دیکھنا اس سے ہم بستر ہونیکو ترک کرنا اس سے ایذائی کرنا دوسری
عورت کی محبت مین لگنا بعضی کہتے ہین نشوز سے مراد اس سے بات چیت مین سختی کرنا اعراض سے مراد
اس سے منھہ موڑنا اسکے بھلے برے سے خاموشی اختیار کرنا یا دوسری عورت کے دھندے مین لگنا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْھِمَا
نہین ہے جناح دونون پر یعنی مرد اور عورت پر گناہ نہین اَنْ یُّصْلِحَا اسمین دو قراءت ہین عاصم اور حمزہ
اور کسائی اور خلف یُصْلِحَا پڑھتے ہین یا کی ضم سے اور صاد کی سکون سے اور لام کی کسرہ سے باب افعال کا مضارع
اصلاح سے اصلاح کی معنی سدھارنا ٹھیک کرنا اس قرأت پر معنی یون ہوگی گناہ نہین اُن دونون پر یہہ کہ
ٹھہراوے آپس مین کچھ صلح باقی کے قرا یَصَّالَحَا پڑھتے ہین یا کی فتح سے صاد کی تشدید سے اسکے بعد الف ہے
باب تفاعل کا مضارع تصالح سے یعنی آپسمین صلح کرنا اسکا اصل یتصالح تھا تاء افتعال کو صاد سے بدل کئے
اور صاد کو صاد مین ادغام کئے یعنی گناہ نہین دونون پر کہ ملاپ کرے آپسمین کچھ ملاپ حاصل دونون
قرأتون کا ایک ہی ہے معلوم کیجئے صلح ہوگا مگر اسی مین جو اپنے حق سے کسی چیز کو چھوڑ دیوے
عورت کا حق اسکے شوہر پر تین امر مین ہے مہر اور نفقہ اور قسم یعنی متعدد عورتین اسکے نکاح مین ہوتو
باری سے ہر ایک کے پاس ایک شب رہنا ان تینون چیزون مین سے کسی چیز کو مرد ادا نکرے تو عورت کو اسکا
طلب کرنا پہنچتا ہے مرد کو انکے ادا کرنیکے واسطے جبر کرینگے عورت اپنے حقوق سے کوئی حق کو چھوڑ دی
مثلاً مہر معاف کردی یا نفقہ یعنی خوراکی وغیرہ معاف کردی یا قسم کو یعنی باری سے اسکے پاس رہنا جو ہے
اسکو چھوڑ دی تو جائز ہے اسمین کچھ گناہ نہین معلوم کیجئے اس صلح مین شوہر پر گناہ نہین ہے کر کے
فرمایا کیا واسطے مرد عورت کا کچھ حق لیا تو گمان تھا کہ یہہ لینا رشوت کی قسم سے ہو اسکے لینے مین
گناہ ہے سو اسکی گناہ کی نفی کیا عورت پر گناہ نہین کر کے فرمایا حالانکہ وہ کچھ لیتی نہین ہے بلکہ اپنا حق
غیر کو دیتی ہے کیا واسطے تا معلوم ہو کہ یہہ صلح رشوت کی قسم سے نہین ہے کہ جسکا لینا اور دینا دونون حرام
ہین اگر عورت صلح کرنیکے بعد پھر اپنے نفقہ کا یا قسم کا دعوی کرے یا صلح پر راضی نہووے تو شوہر پر لازم ہے

اُنکا حق ادا کرنا یا اُس سے فراق کرنا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ اور صلح خوب چیز ہے یہہ جملہ معترضہ ہے وَاِنِ امْرَاَةٌ
میں اور وَاِنْ تُحْسِنُوْا میں جو معطوف علیہ اور معطوف ہین واقع ہوا ہے اس جملہ کو ذکر کرنیکا فایدہ یہہ ہے
لاجناح علیہما کہنے سے وہم ہوتا تھا کہ یہہ صلح مرغوب نہین کیا واسطے صلح رخصت ہے غایت امر اسمین گناہ نہین
اس وہم کو دور کرنے فرمایا کہ صلح خیر ہے اس صلح مین جیسے جناح اور گناہ نہین ویسا ہی اسمین بہت سے خوبیان
اور بڑی نفع ہے معلوم کیجئے الصلح مین لام تعریف جو ہے اُسکو بعضے استغراق پر حمل کرتے ہین یعنی جتنے صلح ہین
وہ سب خوب چیز ہین بعضے اُسکو عہد ذکری کا کہتے ہین یعنے مذکور صلح جو عورت مرد مین ہوتا ہے خوب چیز ہے
اس اختلاف کا منشاء اصولیون کا قول ہے مفرد پر الف ولام تعریف کا داخل ہووے تو عموم کا فایدہ
بخشتا ہے یا نہین اکثر فقہا کہتے ہین فایدہ عموم کا بخشتا ہے امام رازی کہتا ہے عموم کا فایدہ نہین بخشتا جو لوگ
عموم پر حمل کرتے ہین اُنکے یہان اگر اوپر ایک معہود مذکور ہو تو وہان عموم پر حمل کرنا اولی ہے یا معہود سابق
پر حمل کرنا اولی ہے اوس مین اختلاف ہے اصح قول پر معہود سابق پر حمل کرنا اولی ہے یہان الصلح کا لفظ
مفرد لام تعریف کے ساتھ آیا ہے لیکن وہ ان یصلحا بینہما صلحا کے بعد واقع ہوا ہے اصح قول پر الصلح سے مراد وہی صلح
ہوگا جو مرد عورت مین ٹھہرا مطلق صلح مراد نہ ہوگا اس جملہ سے بعضے انکار پر صلح کرنا جایز ہونیکی دلیل لیتے ہین
سو بات ہماری تقریر سے ساقط ہوئی خیر کا لفظ احتمال رکھتا ہے تفضیل کیواسطے رہے گا اسکا مفضل علیہ محذوف
ہے اُسکی تقدیر یون ہے اخیر من النشوز والاعراض یا یون ہے اخیر من الفرقۃ یعنی صلح نشوز واعراض کے دیکھے
یا فرقت کے دیکھتے بہت خوب ہے احتمال رکھتا ہے خیر کا لفظ تفضیل کیواسطے نہین بلکہ مجرد صفت ہے یعنی صلح کرنا
ازجملہ خوبیون کے ایک خوبی ہے جیسے خصومت کرنا ازجملہ بدیون کے ایک بدی ہے ابوداود اور ابن ماجہ اور
حاکم اور بیہقی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ابغض الحلال
الی اللہ الطلاق یعنی حلال چیزون مین کا ابغض چیز اللہ کے پاس طلاق ہے ایک روایت مین آیا ہے ما احل اللہ
شیئاً ابغض الیہ من الطلاق یعنی اللہ تعالی کسی چیز کو حلال نہین کیا جو وہ مبغوض ہو اللہ کے پاس طلاق سے
ابوداود کی سند کے رجال ثقات ہین حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے ذہبی نے اسکی تصحیح کو مسلم رکھا اور
بولا اُسکی سند مسلم کی شرط پر ہے دمیری اور حافظ السیوطی اور ذکریا انصاری وغیرہ اس حدیث کو صحیح کہتے ہین

لیکن اُسکے وصل و ارسال مین اختلاف ہی ابو داوٗد اس حدیث کو دونون وجہ سے یعنی مرسل اور موقوف روایت
کی ہے ابو حاتم اور بیہقی اُسکے ارسال کو ترجیح دیتے ہین دارقطنی نے کہا اسکا ارسال اشبہہ ہی حافظ المنذری نے
کہا مشہور ارسال ہی ہے ابن ماجہ نے دوسری طریق سے اس حدیث کو موصول روایت کی ہے لیکن اُسکی
سند مین عبید اللہ بن الولید الوصافی ہے وہ ضعیف ہی ابن الجوزی نے اس حدیث کو اپنی علل المتناہیہ مین ابن ماجہ
کی طریق سے روایت کرکے وصافی کی جہت سے اسکو ضعیف کہا ہے حافظ عسقلانی نے کہا وصافی اسکی روایت سے
منفرد نہین ہوا بلکہ معروف بن واصل بھی اُسکی متابعت کی ہے انتہی معلوم کیجیے اس حدیث مین طلاق
کی وصف حلیت اور مبغوضیت سے جو وارد ہوئی اُس سے معلوم ہوا اسمین دو جہت ہین ایک جہت سے وہ حلال ہے
دوسری جہت سے مبغوض ہے حلیت کی جہت اسکی ذات کے نظر کرتے ہی طلاق فی نفسہ نہ حرام ہے نہ مکروہ
مبغوضیت کی جہت امر عارض کے لحاظ کرتے ہی وہ دونون کی دوستی مین خلل آنا محبت جاکے عداوت
ہونا رشتہ اتفاق کا منقطع ہونا یہہ اُسکے مبغوض ہونے کا سبب ہوا اس جہت سے مبغوض ہوا اسی واسطے شیطان مرد
عورت مین مفارقت ہونیکو نہایت دوست رکھتا ہی کیا واسطے عورت اپنے مرد کے تقید مین رہنے سے
دونون بہت سی منہیات سے محفوظ رہتے ہین رشتہ دوستی کا مضبوط رہتا ہے جب طلاق سے یہہ رشتہ ٹوٹ جاوے تو
شیطان کا مقصود حاصل ہوا اس جہت سے اللہ نے اُسکو مبغوض رکھا خطابی نے کہا طلاق کی کراہت طلاق
دینے کے سبب کی طرف رجوع کرتی ہے جو بد معاشرت اور قلت موافقت ہے نفس طلاق کی طرف رجوع نہین کرتی
بعضے کہتے ہین مبغوض طلاق وہ طریق نامشروع ہے اُسکے نظر کرتے ہمارے فقہا کہتے ہین طلاق پانچ قسم پر ہوتا ہے
حرام مکروہ واجب مندوب مباح طلاق حرام جیسے حیض مین بے عوض یا عورت کے بن خواہش کے طلاق
دینا یا اسکے پاس مثلاً چار عورت تھین تین کے پاس رہ کے چوتھی کی باری کا دن آیا تو اُسکے پاس رہے بے
اسکو طلاق دیا سو یہہ طلاق حرام ہے طلاق مکروہ جیسے عورت اُسکی اطاعت مین ہے اس سے بیجا امر کوئی
صادر نہین ہوا بے سبب اُسکو طلاق دیا سو یہہ طلاق مکروہ ہے طلاق واجب مثلاً عورت سے ایلا کیا چار
مہینے گذرے بعد عورت اپنا حق طلب کی تو شوہر پر اُسکی طرف رجوع کرنا یا اسکو طلاق دینا واجب ہے
اگر دونون امر سے کسیکو نہ کرے تو قاضی اسکو ایک طلاق رجعی دینا یا عورت مرد مین نا اتفاقی ہونے سے

قاضی نے حکمین کو مقرر کیا حکمین طلاق مین مصلحت ٹھہراوے تو طلاق دینا واجب ہوا مندوب طلاق مثلاً عورت
عصمت والی نہین ہے یا حدود الٰہی پر قایم نہ رہنے کا اندیشہ ہے تو طلاق دینا مندوب ہے مباح طلاق
یعنی اُسکے دونون جانب مساوی رہے سو امام نووی نے کہا یہہ اُسکی صورت نہین پائی جاتی ابن الرفعہ وغیرہ
اسکی مثال ایسی کہتے ہین کہ مرد کو اس عورت کی خواہش نہین اُسکو چپ بٹھلاکے خرچ چلانیکے واسطے شوہر
کا جی راضی نہین سو ایسی کا طلاق دینا مباح ہے وَأُحْضِرَتِ الْأَنفُسُ الشُّحَّ اور دھری گئی ہے
نفسون کے سامھنے کنجوسی شح شدت بخل کو کہتے ہین اُسکی حقیقت نیکیون کی منع پر حرص کرنا اس جملہ کا حاصل معنی
یہہ ہے کنجوسی انسان کے نفس کے روبرو حاضر ہے اُس سے پوشیدہ نہین ہوتی یعنی اسکے نفس کو لازم ہے اور اسکی
جبلی ہے اُس سے بالکل جدا نہین ہوتی عورت اپنا حق شوہر کو چھوڑنے سے بخل کرتی ہے اور شوہر اپنی عمر اُسکے
ساتھ گذران کرنے سے بخل کرتا ہے وَإِن تُحْسِنُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا
اور اگر تم نیکی کروگے اور پرہیزگاری کروگے تو اللہ تمھارے سب کامون کا داناہے اس جملہ کا خطاب شوہرون کو ہے یعنی
تم شوہرین اپنی عورتون کے ساتھ خوبی سے چلینگے اور اُنکے قصور سے درگذرینگے اور انکے حق کو تلف کرنے سے اللہ کا
خوف کرینگے تو اللہ اُسکو جانتا ہے تمکو نیکی کی جزا دیگا بعضے کہتے ہین اس جملہ کی معنی یون ہے عورت تمھارے پاس باوجود
ناپسند رہنے کے تم اسکے پاس بود و باش کرینگے اور اسپر ظلم و ستم کرنے سے اللہ کو ڈرینگے تو اللہ کو تمھارے سب کامون
کی خبر ہے تمکو نیکی کی جزا دیگا بعضے کہتے ہین اس جملہ کا خطاب مرد عورت دونون کو ہے یعنی آپسمین مصالحت کرکے نیکو تم اختیار
کروگے اور ایکہی کی طرف میل کرنیکو ڈروگے تو اللہ تعالیٰ تمکو جزا دیگا وَلَن تَسْتَطِيعُوا أَن تَعْدِلُوا
بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ اور تم ہرگز عورتون کو برابر رکھنا نہ سکوگے اگرچہ اُسکا شوق کرو یعنی محبت
اور دل کی میلان اپنے سب عورتون سے برابر رکھنے کو چاہوگے تو تم سے ہو سکیگا اگرچہ تم اُسکی رغبت کروگے کیا واسطے
یہہ امر تمھارے اختیار مین نہین ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین عورتون کو برابر رکھنا یعنی محبت اور جماع کرنے مین
نہ سکوگے فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ سو کبھی نہ کرو پوری جھکی یہان تک کہ ڈال رکھو
ایک کو جیسے ادھر مین لٹکتے یعنی دل کی میلان ایک عورت کی طرف بہت رہتی اور ایک کی طرف کم رہتی ہے تو
اُس سے تمکو ممانعت نہین کیا واسطے یہہ امر تمھارے اختیار مین نہین لیکن اس تفاوت کو اپنے اقوال اور افعال مین

سے اور ایک ہی کی محبت مین لگ جاکے دوسرے کا خرچ دینے مین اور اسکے پاس باری سے رہنے مین
قصور کرنے سے اور اسکو ادھر چھوڑنے سے منع کرتا ہی معلقہ اس عورت کو کہتے ہین کہ وہ بیوہ ہے
نہ اسکا شوہر اسکے پاس ہے جیسے کوئی چیز معلق یعنی ادھر رہتی ہے نہ آسمان پر ہی نہ زمین پر وَاِنْ
تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ اور اگر اصلاح کروگے اور پرہیزگاری
کروگے تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہو یعنی عورتون کے پاس باری سے رہنے مین اور انکو خرچ دینے مین برابر
رہوگے اور اُن پر ظلم کرنے سے ڈروگے تو دل کی میلان ایک کی طرف جو ہوتی ہے اسکو اللہ بخشیگا اللہ
مہربان ہے تمکو تکلیف نہین دیتا اُس امر کا جو تمھارے اختیار مین نہین بعضے کہتے ہین مراد یہہ ہے عورتون کے حق مین
بیجا امور جو تمھارے سے ہو چکے ہین اسکو اب اصلاح کروگے یعنی توبہ سے اُسکا تدارک کروگے اور آئندہ ایسا
کرنے سے ڈروگے تو اللہ تمکو بخشیگا ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن
ابی حاتم ابن ابی ملیکہ سے روایت کیئے ہین اُس نے کہا یہہ آیت ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء عائشہ
رضی اللہ عنہا کی شان مین نازل ہوئی یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنپر دوسری بیبیون سے زیادہ پیار رکھتے تھے
ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن المنذر عائشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیبیون کے یہان رہنے کی باری مین برابری کرتے
اور فرماتے یا اللہ مین جس امر کا اختیار رکھتا ہون اُسکی یہہ قسمت ہے جس امر کا اختیار تجھکو ہے مجھکو نہین
اسمین مجھ پر کچھ ملامت مت کر یعنی دل کی محبت کسی پر زیادہ اور کسی پر کم ہے سو وہ اپنے اختیار
مین نہین آ ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور
ابن جریر اور حاکم اور ابن حبان ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے جس کو دو عورت رہینگے اور وہ شخص اُن دونون مین سے ایک کی طرف میلان
کریگا تو قیامت کے دن اُسکے دو جانب مین سے ایک جانب گرا ہوا آئیگا حاکم اور ابن حبان اس حدیث
کی تصحیح کئے ہین فقہا کہتے ہین جسکو دو عورت یا دو سے زیادہ عورتین ہون تو ہر ایک کے پاس برابر باری سے
رہنا واجب ہے اگر اُس باری مین قصور کیا تو اللہ کا گناہ گار ہوا جسکی باری مین قصور کیا سو اسکی قضا

کرنا واجب ہے یہہ برابری اُسکے پاس رہنے مین ہی واجب ہے جماع کرنے مین برابری واجب نہین لیکن چار دن مین ایکبار وطی کرنا مستحب ہے جسکے نکاح مین حرّہ اور باندی ہے تو حرہ کے پاس دو دن رہنا باندی کے پاس ایکدن رہنا عورتین نکاح مین رہتے پر نئی عورت کو نکاح کیا تو اگر کنواری ہے تو اُسکے پاس سات دن رہنا ثیبہ ہو تو اُسکے پاس تین دن رہنا واجب ہے اُسکے بعد نئے سر سے تقسیم کرنا اگر حاجت کا سفر نکلتا ہی اور کسی عورت کو ہمراہ لیجانا ہے تو قرعہ ڈالنا قرعہ جسکے نام سے نکلتا ہی اسکو لیجانا وَاِنْ یَّتَفَرَّقَا یُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ اور اگر دونون یعنی شوہر اور عورت جدے ہو جاوین تو اللہ تعالیٰ ہر ایک کو تونگر کریگا اپنی کشایش سے یعنی اپنے فضل سے یا رزق سے اُوپر کی آیتون مین اللہ تعالیٰ نے صلح کرنیکی ترغیب دی اور مردون کو عورتون کے ساتھ خوبی سے چلنے کا امر کیا اُس پر بھی عورت مرد کا بناؤ نہین ہوتا ہے تو اُنکو فرقت کرنا جایز ہونیکو اِس آیت مین بیان کیا اور اُنکی تسلی کیواسطے اُنکو غنا کا وعدہ دیا اس طور سے کہ طلاق کے بعد ایک کو دوسرے سے غنی کر دیگا یہہ غنی کرنا یا مال کے سبب ہوگا مثلاً عورت مفلس تھی تونگر شوہر کو نکاح کرنے سے دولتمند ہوئی یا مرد مفلس تھا تونگر عورت کو نکاح کرنے سے دھنی ہوا یا ایک کو دوسرے کے ساتھ الفت جو تھی اُس سے استغنائی دیگا وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ۝ اور اللہ کشایش والا ہے تدبیر جانتا واسع ہے یعنی فضل و رحمت مین بعضے کہتے ہین واسع ہے یعنی قدرت اور علم اور رزق مین امام رازی نے کہا اوپر کی آیت مین اللہ تعالیٰ دونون کو اپنی وسعت سے غنی کر دینے کا جب وعدہ کیا تو اس آیت مین اپنی ذات کو واسع کی صفت سے متصف کیا اللہ تعالیٰ اس صفت سے متصف ہونا جایز ہوا کیا واسطے رزق مین اور فضل مین اور رحمت مین اور قدرت مین اور علم مین اللہ تعالیٰ واسع ہے اگر یہان فلانی صفت مین واسع ہے کر کے اضافت مذکور ہوتی تو وسعت اسی امر کے ساتھ مخصوص ہوتی لیکن مطلق واسع ہون کہا اُسکو کسی شئ معین کی طرف مضاف نہین کیا تو معلوم ہوا جمیع کمالات مین جو اُسکی ذات اُن کمالات سے متصف ہے واسع ہے اُسکا بیان یون ہے جو موجود ہے وہ اپنی ذات کے دیکھنے یا واجب ہوگا یا ممکن واجب لذاتہ وہ ایک ہی ہے وہ اللہ سبحانہ تعالیٰ ہے اُسکے سوائے جتنے مخلوقات ہین سب ممکن لذاتہ ہین اللہ تعالیٰ اُنکو موجود کرنے سے وجود مین آئے جب اللہ تعالیٰ ایسا ہوا سب موجودات اُسکے

ایجاد اور تکوین سے موجود ہوئے تو اُس سے لازم ہوا اللہ تعالیٰ قدرت اور علم اور حکمت اور رحمت اور فضل اور جود اور کرم اور سائر صفات مین واسع ہی حکیم ہی یعنی جو حکم کرتا ہی حکمت سے خالی نہین یہان عورت کو رکھے تو اچھی طور سے رکھنا نہین تو اسکو خوبی سے چلا دینا جو حکم کیا اسی حکمت کے رو سے ہی وَلِلّٰهِ مَا فِي

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اور اللہ ہی کا ہی جو کچھ ہے آسمانون مین اور جو کچھ ہی زمین مین اوپر کی آیت مین اللہ جو غنی کرنے کا وعدہ دیا تھا اُس کی طرف رغبت دینے اس جملہ کو ذکر کیا یعنی جتنے مخلوق ہین وہ سب اللہ کے بندے اور اُسکی ملک ہین یہہ سب جسکی ملک ہو تو البتہ اُسکی قدرت وغیرہ واسع ہوگی اُسکے خزانہ فنا نہ ہونگے اور اسکے ذکر کرنے مین یہہ بھی اشارہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے عدل و احسان کو اوپر کے جملون مین جو ذکر کیا وہ اللہ تعالیٰ بندون کے اعمال کا محتاج ہی کر کے نہین ہے کیا واسطے آوہ آسمان و زمین اور جو اُن مین ہین اُن سب کا مالک ہے سب کا جو مالک ہے اُسکو انسان کے اعمال کی جو نہایت ضعیف اور قاصر ہے احتیاج نہین انسان کو اُن چیزون کا امر جو کیا محض اُسکے نفع کے واسطے ہی

وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ اور ہر آئینہ تحقیق ہمنے کہہ رکھا ہی اُنکو جو دئے گئے ہین کتاب تمھارے آگے اور تمکو کہ ڈرتے رہنا اللہ سے یعنی اللہ تعالیٰ تمکو اور اگلے اہل کتاب والون کو اپنے سے ڈرنیکا حکم کر رکھا ہی حاصل یہہ ہے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم قدیم شریعت ہی یہود اور نصاریٰ وغیرہ جتنے اہل کتاب ہین ان سبھون کی کتابون مین یہہ حکم وارد ہوا ہے اس حکم مین کچھ تغیر تبدل نہین محمدی لوگون کو بھی وہی حکم ہے اللہ تعالیٰ کو ڈرنے سے مراد تو حید ہی اُسکی طاعت کرنا اُسکے امر کو بجا لانا منا ہی سے باز رہنا وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا

فِي الْاَرْضِ اور اگر تم منکر ہوگے تو مقرر اللہ کا ہی جو کچھ ہے آسمانون مین اور جو کچھ ہے زمین مین ان تکفروا کا جملہ اَنِ اتقوا اللہ کے جملہ پر معطوف ہی ان تکفروا کی جزا محذوف ہی اُسکی تقدیر فلا یضرکم ہے فَاِنَّ لِلّٰهِ کا جملہ اس محذوف جملہ کی علت ہے معنی یون ہین ہم تمکو اور اگلے امتون کو اللہ سے ڈرنے کا امر کئے اُنکو اور تمکو کہے کہ اگر تم ہماری وصیت سے منکر ہوگے تو تمھاری انکار اللہ کا کچھ نہ بگاڑیگی کیا واسطے آسمان زمین مین جو کچھ ہے سب اسی کی ملک ہے سب کا خالق اور مالک وہی ہے اقسام

نعمتون سے نوازا ہے تمھارے کفر سے اسکی مملکت مین کچھ خلل نہین آتا وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ٥
اور اللہ بے پرواہے سب چیزون سے سراہا یعنی اللہ تعالی سب سے بے پرواہے کسی مخلوق کا محتاج نہین اسکو
کسیکی طاعت بندگی کی احتیاج نہین نعمتون کی کثرت سے نظر کرتے تم اسکو سراہنے کے مستحق ہین وہ اپنی ذات سے سراہا
ہوا ہے پھر تم اسکو سراہو یا نہ سراہو وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ
وَكِيْلًا ٥ اور اللہ کا ہی ہے جو کچھ آسمانون مین اور جو کچھ ہے زمین مین اور اللہ بس ہے کام بنانے والا
یہہ جملہ اوپر کے قول کی حکایت نہین بلکہ دوسرے کلام کی ابتدا ہے جملہ شرطیہ جو اسکے بعد مذکور ہوتا ہے
اسکی تمہید اور توطیہ ہے وللہ ما فی السموات ما فی الارض کے جملہ کو یہان تین بار مکرر لایا سو ہر جگہ تازے
فایدے پر متنبہ کیا اور اس سے تین امر کو ثابت کیا پہلے بار جو کہا اس سے آگاہ کیا کہ آسمان و زمین مین جو
کچھ ہے وہ اللہ ہی کا ہے اللہ تمکو اپنے تقوے کی وصیت کرتا ہے ایسے خاوند کی وصیت تمکو قبول کرنا
لازم ہے اور بھی فرقت کی حالت مین ہر ایک کو غنی کر دینے کا وعدہ دیا اس پر بیان کیا آسمان
زمین مین جو کچھ ہے سو اللہ ہی کا ہے سب اسیکے محتاج ہین وہ جسکو چاہے اسکو غنی کر دیتا ہے اسکو
کسی طرف احتیاج نہین اس سے اللہ تعالی کا جود و کرم وسیع ہونا ثابت ہوا دوسری آیت مین اس جملہ
کو ذکر کیا اس سے آگاہ کیا کہ مطیعون کی طاعت اور مذنبون کی گناہ سے اللہ تعالی منزہ ہے مطیعون کی
طاعت سے اسکی عزت و جلال نہین بڑہتی گناہ گارون کے گناہ سے کم نہین ہوتی اور جب فرمایا کہ آسمان و
زمین مین جو کچھ ہے سو اللہ ہی کا ہے بعد کہا اللہ غنی حمید ہے تو اس سے آگاہ کیا کہ غنی وہی ہے ملک
اسیکا ہے تمکو جو مطلوب ہو اسی سے طلب کرو وہ آسمان و زمین کا مالک ہے تمکو دینے والا وہی ہے اس سے
اللہ تعالی سب سے غنی ہونا ثابت ہوا تیسری آیت مین جو ذکر کیا سو اس سے آگاہ کیا کہ بھروسا اللہ ہی پر
کرنا اسکے غیر پر تکیہ نہ کرنا کیا واسطے مالک آسمان و زمین کا وہی ہے تمکو باقی رکھنا ستیاناس کرنا
سب اسیکے اختیار مین ہے اگر چاہا تو تمکو فنا کر دیگا تمھاری جگہہ مین دوسرون کو مقرر کریگا اسی سے
اللہ تعالی کا تمامی مقدورات پر قادر ہونا ثابت ہوا ایک دلیل چند مدلولات پر جب دلالت کرے
تو اس دلیل کو مکرر ذکر کرنا بلاغت کے قاعدے سے مستحسن ہے کیا واسطے دلیل کا اعادہ کرے تو ذہن مین

اُسکے مدلول کا عِلم علم حاضر ہونیکو لازم کرتا ہی اس مدلول کا علم جو حاصل ہوتا ہی نہایت قوی اور واضح رہتا ہی اس سے ثابت ہوا اُسکو مکرّر لانا نہایت حسن و کمال مین ہے اور بھی جب اسکو تین بار مکرّر لایا اور ہر جگہہ اپنے جلال کے صفات سے ایک علاحدہ صفت کو اُس پر تفریع کیا تو آسمان و زمین کی پیدائش مین شریف اسرار اور جلیل مطالب ہونے پر ذہن کو تنبیہ ہوتی ہے اُسمین فکر کرنیکو اور اسکے احوال سے استدلال کرنیکو آدمی کوشش اور سعی کرتا ہی اور اس سے خالق سبحانہ و تعالیٰ کے صفات کی وصف کرتا ہی اور بھی قرآن شریف کو نازل کرنیکا اصل غرض یہہ ہے اللہ تعالیٰ کے غیر کی طرف جو چیز مشغول کرتی ہے اس سے اپنی عقل کو اور ہمت کو پھیرنا معرفت آلٰہی مین اپنے تئین مستغرق کرنا اس جملہ کو مکرّر لانے سے یہہ غرض حاصل ہوتا ہی اور اسکی تاکید ہوتی ہی اس لئے مکرّر لانا مستحسن ہوا اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ اگر اللہ چاہے تو تمکو لیجاوے ای لوگو اور لے آوے دوسرے لوگ یہہ خطاب مشرک اور منافق کو ہے ای لوگو یعنی ای مشرک اور ای منافق اللہ قادر ہے اسپر کہ اگر چاہے تو تمکو نیست و نابود کرے تمھارے بدل دوسرے لوگ جو وہ اللہ تعالیٰ کے مطیع اور تم سے بہتر ہین لے آوے اس جملہ مین کفار اور منافق کی تہدید ہے اُسکے معنی یون ہین اگلے لوگ جب اللہ سے کفر کئے اور اسکے رسولون کی تکذیب کئے تو اللہ تعالیٰ انکو جیسا ستیاناس کیا تمکو بھی کفر پر قایم رہے تو ہلاک کریگا بعضون نے کہا اُسکے معنی یون ہین اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو ایکبارگی تم سب کو فنا کر دیگا دوسرون کو تمھاری جگہہ مین دفعۃً پیدا کر دیگا پھر یہہ انسان ہو یا انسان کے سوائے اور کوئی خلقت معلوم کیجئے یشاء کا مفعول محذوف ہے اسکے حذف ہونے پر جزا کا مضمون دلالت کرتا تھا اسکی تقدیر یون ہی ان یشاء افناءکم و ایجاد اٰخرین یذہبکم یعنی تمھین فنا کرنا اور دوسرون کو ایجاد کرنا اگر اللہ چاہے تو تمکو دور کر دیگا حاصل معنے یون ہین باوجود تمھارے نافرمانیون کے اور کمال سرکشی اور گناہون کے تمکو جو باقی رکھا ہے محض اسکی استغنائی اور تمھاری عبادت سے بالکل بے پروائی کا سبب سے اور اُسکی مشیت کے جسکی بنا حکمت ہے بالغہ ہے تمکو فنا کرنے سے تعلق نہین پکڑی ہے وگرنہ آسمان و زمین کے مالک کو تمھین فنا کرنا اور دوسرون کو پیدا کرنا کچھ بڑی بات نہین وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا اور اللہ اسپر توانا ہے یعنی تمکو ہلاک کرنے

اور غیر کو پیدا کرنے پر اللہ تعالیٰ قادر ہے جو ارادہ کرے تو وہ وقوع مین آتا ہے لم یزل اور لا یزال
مین یعنی ہمیشہ قدرت کے ساتھ متصف ہے مَنْ كَانَ يُرِيدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا
وَالْاٰخِرَةِ جو کوئی چاہتا ہے اُجورہ دنیا کا سو اللہ کے یہان ہے اُجورہ دنیا کا اور آخرت کا بعضون نے
کہا یہہ آیت عرب کے مشرکون کے شان مین نازل ہوئی وہ لوگ اللہ تعالیٰ اپنا خالق ہے کرکر اقرار کرتے تھے
لیکن قیامت مین جی اوٹھنے کا اقرار نہین کرتے تھے اور دنیا کے خوبیان اپنے کو ملنا اور اُسکے بُرائیان اپنے
سے دُور ہونا کرکر اللہ تعالیٰ سے تقرب چاہتے سو اُس پر یہہ آیت نازل ہوئی بعضے کہتے ہین منافقون کی
شان مین نازل ہوئی وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کو نکلتے سو دُنیا کی منفعت یعنی غنیمت کی خواہش
واسطے نکلتے اس پر یہہ آیت نازل ہوئی مَن کان کا جملہ شرطیہ ہے توبیخ اور انکار کو متضمن ہے اُسکی جزا فعند اللہ
ثوابُ الدنیا والاخرۃ کا جملہ ہے اس صورت مین جزا کے جملہ مین شرط کی اسم کی طرف پھیرنے ضمیر ہونا ضرور
ہے تا شرط و جزا مین ربط ہو سو وہ ضمیر محذوف ہے اُسکی تقدیر یون ہے فعند اللہ ثواب الدنیا والاخرۃ له ان
ارادہٗ یعنی اگر وہ چاہے تو اسکے لئے اللہ کے پاس دُنیا و آخرت دونون کا اُجورہ ہے پھر کیا واسطے دنیا کی
آخرت کو جو خسیس ہے طلب کرتا ہے دونون کے اُجورے کو کیون نہین طلب کرتا بعضے نحوی کہتے ہین شرط
کی جواب محذوف ہے اسکی تقدیر من کان یرید ثواب الدنیا فلا یقتصر علیہ ولیطلب الثوابین فعند اللہ
ثواب الدنیا والاخرۃ یعنے جو کوئی چاہتا ہے ثواب دنیا کا تو اسی پر اقتصار نہ کرے دونون ثواب
کو طلب کیا چاہے کیا واسطے اللہ کے پاس دنیا اور آخرت کا ثواب ہے آیت کا حاصل معنی یہہ ہے یہہ لوگ
اپنے اعمال سے اور جہاد سے دنیا کا فایدہ اور غنیمت جو طلب کرتے ہین نادان ہین خطا کرتے ہین اللہ تعالیٰ
کے پاس دنیا کا ثواب اور آخرت کا ثواب دونون ہین کیا واسطے فقط دُنیا کا ثواب مانگتے ہین حالانکہ
آخرت کے ثواب کے نظر کرتے دنیا کا ثواب کچھ نہین اگر وہ عاقل ہوتے تو آخرت کا ثواب مانگتے تا اُنکو اللہ
تعالیٰ وہ ثواب عطا کرتا اُسکے طفیل مین دُنیا کا ثواب بھی انکو ملتا خلاصہ اُسکا یہہ ہے جو شخص اپنے اعمال
سے دنیا کے حاصل ہونیکا ارادہ کیا تو اللہ تعالےٰ اپنے ارادہ کے موافق اسکو کچھ دُنیا دیگا اور دُنیا
کی مضرت کو اُس سے دفع کریگا لیکن آخرت مین کچھ ثواب ہو کہ جسکی جزا ملے سو نہین جسنے اپنے عمل سے

اللہ تعالی کی ذات کا ارادہ کیا اور آخرت مین ثواب ملنے کی خواہش کیا تو اللہ تعالی کے پاس دنیا
واخرت دونون کا ثواب ہے دنیا مین جسقدر اللہ نے مقدر کیا ہے اتنا ہی ثواب ملیگا آخرت مین کامل جزا
ملیگی وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝ اور اللہ ہے سب سنتا دیکھتا یعنی اللہ تعالی انکے باتون کو سنتا
ہے اور دنیا مین ثواب ملنا کرکے اپنے دلوںمین جو مخفی رکھتے ہین اسکو دیکھتا ہے بعضون نے کہا اپنے عمل سے
دنیا طلب کرتا ہے یا آخرت طلب کرتا ہے سو سب اللہ دیکھتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ
بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰى أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِيْنَ - ای ایمان والو
قایم رہو انصاف پر گواہی دو اللہ کے واسطے اگرچہ اپنے جی پر ہو یا اپنے مان باپ پر یا قرابت والون پر
قوامین جمع قوام کی ہے قوام مبالغہ ہے قایم کا اسکی معنی کھڑے ہونے والا اس سے ثابت رہنا مراد ہے مبالغہ کے
صیغہ مین ذکر کیا تا دوام پر دلالت کرے قسط کی معنی عدل وانصاف یعنی تم ہمیشہ انصاف پر قایم رہو شہداء
جمع شاہد کی ہے یا شہید کی اسکی معنی گواہ کونوا کی خبر بعد خبر ہے یا حال ہے قوامین کی یا اسکی صفت ہے یعنے
تم اپنی گواہی کو خالص اللہ کی ذات کیواسطے ادا کرو اسمین کسی کی پاس مروت نہ کیجو اگرچہ اپنے جی پر ہو
یا اپنے مان باپ پر اور اپنے قرابت والون پر یعنی گواہی جو دیتے ہین اسمین اگرچہ اپنا نقصان ہو اللہ
تعالی اس آیت مین اپنی ذات پر سچی گواہی دینے کا امر کیا اپنی ذات پر سچی گواہی دینے سے مراد حق بات
کا اقرار کرنا اقرار کو شہادت کہا گیا واسطے شہادت جیسی حق کو لازم کرتی ہے اقرار بھی ویسا ہی لازم
کرتا ہے یا مراد گواہی ہے کہ جس گواہی سے اپنا ضرر ہوتا ہے مثلاً ظالم سلطان پر یا اور کسی پر گواہی دیا
کہ جس پر گواہی دینے سے اپنی مضرت کا اندیشہ ہو اور اگرچہ اس شہادت مین اپنے مان باپ کا اور اپنے
قرابت والون کا نقصان ہو إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ أَوْلٰى بِهِمَا اگر کوئی تونگر ہے
یا محتاج ہے تو اللہ انکا زیادہ خیر خواہ ہے جملہ ان یکن غنیاً او فقیراً کا شرطیہ ہے جواب شرط محذوف ہے
فاللہ اولی بہما جواب شرط کی علت ہے اسکی تقدیر یون ہے ان یکن غنیاً او فقیراً فلا تمتنعوا من الشہادۃ
علیہ فان اللہ اولی بہما لکم یعنی مشہود علیہ یعنی جسپر تم گواہی دیتے ہین وہ غنی یا فقیر ہے تو غنی کی خوشامد سے
یا فقیر پر ترس کھاکے شہادت ادا کرنے سے باز نہ رہیو کیا واسطے اللہ تم سے زیادہ انپر مہربان ہے

ثمن

۱۷
ع

اُنکے حال سے تمھارے سے بہتر واقف ہے اُنپر گواہی دینے مین مصلحت نہوتی تو گواہی کو مشروع نہ کرتا معلوم کیجیے اَوْ کی لفظ سے جب عطف کرتے ہین تو معطوفات خواہ دو رہین یا زیادہ سبکو واحد ٹھہرا کے اُنکی طرف ضمیر مفرد کی پھیرتے ہین اُنکی خبر اور صفت وغیرہ بھی واحد ہی لاتے ہین یہان غنیًّا اور فقیرًا کو اَو کی لفظ سے عطف کیا اولی بہما کی ضمیر جو انکی طرف پھرتی ہے اسکو مفرد نہ لاکے تثنیہ لے آیا اُسکے کئی وجہ ہین بعضون نے کہا اَوْ یہان جو آیا ہے واو کی معنی سے جب اَو واو کی معنی سے ہو تو تثنیہ کی ضمیر دونون معطوف کی طرف پھیرنا صحیح ہوا لیکن یہہ قول ضعیف ہے کیا واسطے اَوْ کی حقیقی معنی جو تردید ہے صحیح ہوتے ہوئے واو کی معنی سے جو مجاز ہے لینا صحیح نہین بعضون نے کہا ضمیر بہما کی غنی اور فقیر کی طرف جو مذکور ہوئے نہین پھرتی بلکہ جنس غنی اور جنس فقیر کی طرف جن پر مذکور غنی فقیر دلالت کرتے ہین پھرتی ہے اوپر ہم جو کہہ چکے جواب شرط محذوف ہے اُسیکے لحاظ سے تھا گویا یون کہا ان یکن المشہود علیہ غنیًّا او فقیرًا فلیشہد علیہ فاللہ اولی بجنس الغنی والفقیر یعنی مشہود علیہ غنی ہو یا فقیر چاہیے اُس پر بھی گواہی دیوے کیا واسطے جنس فقیر اور غنی کا اللہ خیرخواہ ہے آبو البقاء النحوی وغیرہ کہتے ہین اَوْ کا کلمہ یہان جو آیا ہے مبہم کی تفصیل واسطے آیا ہے اُسکی توضیح یون ہے مشہود لہ اور مشہود علیہ دونون غنی ہونگے یا دونون فقیر ہونگے یا مشہود لہ غنی ہوگا اور مشہود علیہ فقیر ہوگا یا مشہود لہ فقیر ہوگا مشہود علیہ غنی ہوگا سو تفصیل مین اقسام چار تھے انکو ذکر نہ کرکے اُنپر دلالت کرنے اَوْ کا لفظ لایا اِس تقدیر پر بہما کی ضمیر مشہود لہ اور مشہود علیہ کی طرف پھرتی ہے پھر وہ دونون کسی صفت پر ہین

فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰىٓ اَنْ تَعْدِلُوْا سو تم جی کی خواہش کی پیروی مت کرو انصاف کرنے مین تعدلوا یا مشتق عدل سے ہے انصاف کی معنی سے اِس تاویل پر مضاف محذوف ہے اُسکی تقدیر یون ہوگی فلا تتبعوا کراہۃ ان تعدلوا بین الناس یعنی لوگون مین انصاف کرنا مکروہ جانکے اپنے جی کی چاہ نہ مانو بعضے اُسکی معنی یون کرتے ہین اپنے نفس کی خواہش کو ترک کرو تا تم متصف ہو عدل و انصاف کی صفت سے یا تعدلوا مشتق عدول سے ہے میل کی معنی سے اِس تاویل پر ان تعدلوا کا جملہ مصدر کی تاویل مین ہوکے مفعول لاجلہ ہوگا اِس تاویل پر ان تعدلوا یا علت نہی کی ہوگی اور لا کا لفظ مقدر ہے تقدیر

یون ہے و لاتتبعوا الہوی لان لاتمیلوا عن الحق یعنی ہوا کی متابعت مت کرو تا حق سے میل نکرے
یعنی ہوا کی متابعت نکروگے تو حق سے میل نکرینگے یا علت منہی عنہ کی ہے اس تاویل پر لا کی تقدیر کرنیکی
حاجت نہین معنی یون ہوگی ہوا کی متابعت مت کرو کیا واسطے ہوا کی متابعت کروگے تو حق سے میل
کرینگے یعنی حق سے تجاوز کروگے وَاِنْ تَلْوٗا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا
اور اگر تم زبان کو پھیروگے یا کنارہ کشی کروگے تو مقرر اللہ تمھارے کام سے آگاہ ہے تلووا مین دو قرأت
ہین اکثر قرا تلووا لام کے سکون سے اُسکے بعد دو واو پہلا واو مضموم ہے لیکن قرآن کے رسم الخط مین
ایک واو کو حذف کرکے ایک ہی واو سے لکھا کرتے ہین اس قراوت پر تلووا مشتق لیّ سے ہے لی کی اصل
معنی پھیرنا اور پیچ دینا یعنی شہادت ادا کرنے مین اگر تم زبان پھیروگے زبان پھیرنے سے مراد حق کو دفع اور
باطل کرنا یا تحریف و تبدیل کرنا یعنی شہادت ادا کرنے مین زبان کو پھیر کے برخلاف شہادت ادا کروگے
اور حق کو باطل کروگے یا شہادت ادا کرنے مین تحریف و تبدیل کروگے ہمارا اوپر کا ترجمہ اسی قرأت پر ہے
ابن عامر اور حمزہ اسکو تلوا لام کی ضم اور واو کی سکون سے قرأت کرتے ہین اُنکی قرأت پر تلوا ایک ہی واو سے
ہوگا مشتق ولایت سے ولایت کی معنی کسی چیز پر اقبال اور متوجہ اور اوسمین مشغول ہونا یعنی شہادت ادا کرنے پر
تم متوجہ ہونگے اور پوری ادا کرینگے بعضے کہتے ہین اس قرأت پر بھی وہ مشتق لیّ سے ہے اعلال کئے بعد تلووا پہلا
واو کے ضم کو نقل کرکے خلاف قیاس لام کو دئے اور واو کو حذف کئے لیکن یہہ وجہ بہت ضعیف ہے تعرضوا اعراض
سے مشتق ہے اعراض کی اصل معنی منھ پھیرنا یہان مراد شہادت ادا کرنے سے کنارہ کشی کرنا اور اسکو ادا نہ کرنا
معلوم کیجئے تلووا اور تعرضوا دونون کی لغوی معنی قریب قریب ہین لیکن یہان تلووا سے شہادت جیسی تھی ویسی
ادا نکرکے اُسمین تغیر اور تبدل کرنا اور تعرضوا سے شہادت بالکل ادا نہ کرنا مراد ہے و ان تلووا او تعرضوا
کا جملہ شرطیہ ہے اسکی جزا محذوف ہے فان اللہ کان آہ کا جملہ محذوف جزا کی دلیل ہے اسکی تقدیر یجازیکم
ہے یعنی اگر تم زبان کو پھیروگے یا کنارہ کشی کروگے تو اللہ تعالی تمکو سزا دیگا کیا واسطے اللہ تعالی تمھارے
کام سے واقف ہے بعضون نے یجازیکم کی تقدیر کرتے ہین یعنی اللہ تمکو جزا دیگا نیکی کرنے والون کو نیکی کی جزا دیگا
اور بدی کرنے والون کو بدی کی جزا دیگا یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَ الْکِتٰبِ الَّذِیْ

نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ اے ایمان والو ایمان لاؤ اللہ پر اور اسکے رسول پر اور کتاب پر جسکو نازل کی ہے اپنے
رسول پر اور کتاب پر جو نازل کی ہے پہلے کلبی نے اپنی تفسیر مین ابی صالح سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن سلام اور اسد اور اسید دونون فرزندان کعب کے اور ثعلبہ بن قیس اور سلام بھتیجا عبد اللہ بن سلام کا
اور سلمہ بھتیجا عبد اللہ بن سلام کا اور یامین بن یامین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہے یا رسول اللہ ہم آپ پر اور
آپکی کتاب پر اور موسیٰ پر اور توریت پر اور عزیر پر ایمان لاتے ہین اُنکے سوائے جتنے کتب اور جو رسول ہین اُنکے
منکر ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ایسا نہین بلکہ ایمان لاؤ اللہ پر اور اُسکے رسول محمد پر اور اسکی کتاب قرآن
پر اور سارے کتابون پر جو قرآن کے آگے ہوئے پھر وہ کہے ہم ایسا نہ کرینگے پھر یہہ آیت نازل ہوئی پھر وہ سب لوگ اُسپر
ایمان لائے ثعلبی نے کلبی کی طریق سے ایسا ہی سند روایت کی ہے واحدی نے اسکو کلبی سے جو روایت کی سو اُسکو
کلبی سے نقل کی ہے اس قول پر آیت کی معنی یون ہونگے اے لوگ جو ایمان لائے ہین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور
قرآن پر اور موسیٰ پر اور توریت پر ایمان لاؤ اللہ پر اور اُسکے رسول پر اس قول پر رسول سے مراد جنس رسول ہے
یعنی جتنے پیغمبر ہوئے اُن سب پر ایمان لاؤ بعضون نے کہا یہہ خطاب سب اہل کتاب کو ہے اس قول پر رسول سے مراد
نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہین آیت کے معنی یون ہین اے لوگ جو ایمان لائے ہین موسیٰ اور توریت پر اور عیسیٰ اور
انجیل پر ایمان لاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن پر بعضے کہتے ہین یہہ خطاب منافقون کو ہے اب معنی یون ہونگے
اے لوگ جو ایمان لائے ہین زبان سے نہ دل سے اپنے دلون سے ایمان لاؤ تا وہ ایمان تمکو نفع دیوے کیا واسطے زبان
سے ایمان لاوین دل اُسکے موافق نہو تو وہ ایمان نفع نہین دیتا بعضون کا قول ہو کہ یہہ خطاب مومنون کو ہے
اُنکے قول پر اٰمنوا کو جو میم کی کسر سے ہے دوموا علی الایمان کی معنی سے لینا معنی یون ہے اے لوگ جو ایمان لائے
ہین ماضی اور حال مین ایمان لاؤ استقبال مین اور اسپر دایم رہو اور ثابت رہو دوموا کی تقدیر کرے کیا واسطے
اسکی تقدیر نکرے تو تحصیل حاصل لازم آتی ہے ان سب اقوال پر الکتاب الذی نزل علی رسولہ سے قرآن اور
نبی صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہین الکتاب الذی انزل من قبل سے جنس کتاب مراد ہے یعنی ایمان لاؤ قرآن
پر اور سارے کتابون پر جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولون پر قرآن کے آگے نازل کی ہے نزل نون اور زا سے
معجمہ کی فتح سے تشدید کے ساتھ ماضی معروف کا صیغہ ہے باب تفعیل سے اور انزل ہمزہ اور زا کی فتح

ماضی معروف کا صیغہ ہے باب افعال سے یہہ قرأت نافع اور عاصم اور حمزہ اور کسائی اور ابوجعفر اور خلف اور یعقوب کی ہے ترجمہ ہمارا اسی کے موافق ہے اس قرارت پر دونون فعل کا فاعل ضمیر ہے اللہ تعالی کی طرف راجع ہے ابن کثیر اور ابوعمرو اور ابن عامر نزل کو نون کی ضم اور زاء معجمہ مشدد کی کسر سے ماضی مبنی للمفعول کا صیغہ باب تفعیل سے اور انزل کو ہمزہ کی ضم اور زاء معجمہ کی کسر سے ماضی مجہول کا صیغہ باب افعال سے قرارت کرتے ہین اس قرأت پر معنی یون ہوگی کتاب پر جو اتاری گئی ہے اپنے رسول پر اور کتاب پر جو اتارے گئی ہے پہلے وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ۝ اور جو کوئی کافر ہووے اللہ سے اور اسکے فرشتون سے اور اسکے کتابون سے اور اسکے پیغامبرون سے اور پچھلے دن سے تو وہ مقرر گمراہ ہوا دور پڑا راہ بھولکر معلوم کیجئے اللہ تعالی نے ایمان کے مرتبون سے تین چیز کو ذکر کیا ایمان لانا اللہ پر اور کتابون پر اور رسولون پر کفر کے مرتبون مین پانچ چیزون کو ذکر کیا کفر اللہ سے فرشتون سے کتابون سے پیغمبرون سے یوم الآخر یعنی قیامت کے دن سے کیا واسطے ایمان کے مرتبہ مین جب اللہ پر اور کتاب پر اور رسول پر ایمان لاوے تو کتاب جن پر ایمان لانے کا حکم کیا ہے اور رسول نے جو باتین کہا ہے اُن سب پر ایمان لانا لازم ہوا اس لئے ملائکہ اور یوم الآخر کو ذکر نہین کیا کفر کی جانب مین دو چیز کو افزود کیا کیا واسطے اس جانب مین پانچون چیزون سے ایک چیز بھی متحقق نہو تو اسکا ایمان متحقق نہوگا بلکہ اسکا کفر ثابت ہوگا بعضے لوگ اللہ پر اور کتابون پر اور رسولون پر ایمان لاتے تھے لیکن فرشتون سے یا قیامت سے منکر ہین سو انکے کفر پر نص کیا معلوم کیجئے معطوفات جو واو سے معطوف ہوتے ہین انکا حکم کبھی ہر ہر واحد کی طرف رجوع کرتا ہے کبھی مجموع کی طرف اسکا مدار قراین پر ہے یہان قراین پر نظر کرتے کفر کا حکم انکے ہر ہر فرد کے ساتھ تعلق پکڑا ہے فقط مجموع کے ساتھ تعلق نہین پکڑا کیا واسطے اُن سب پر ایمان لانا واجب ہے اُن سے ایک چیز بھی منتفی ہوگی تو ایمان منتفی ہوگا کیا واسطے بعض منتفی ہونے سے کل بھی منتفی ہوتا ہے اس تقریر سے واو کو او کی معنی سے لینے کی احتیاج نہین ملایک اور کتب اور رسل کو جمع کے لفظ سے ذکر کیا کیا واسطے اُن سے ایک کے ساتھ بھی کافر ہو تو کل کے ساتھ کافر ہو اضل ضلالا بعیدا یعنی راہ یعنی راہ حق سے نہایت دور پڑا پھر اسکو سیدھی راہ پر آنا دشوار ہوتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ورد ۵۹

ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَ لَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا ۞ مقرر جو لوگ ایمان لائے پھر منکر ہوئے پھر ایمان لائے پھر منکر ہوئے پھر بڑھتے گئے انکار مین تو اللہ انکو ہرگز بخشنے والا نہین اور نہ بتاویگا انکو راہ بعضے مفسرون نے کہا یہہ آیت یہود کی شان مین نازل ہوئی ہے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پہلے ایمان لائے بعد بچھڑے کی پرستش کرکے کافر ہوگئے بعد ایمان لائے پھر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور انجیل کے منکر ہوئے بعدہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور قرآن سے کافر ہونے سے انکا کفر بڑھ گیا بعضے کہتے ہین منافقون کی شان مین نازل ہوئی ہے وہ ایمان لائے بعد کافر ہوئے پھر ایمان لائے یعنی زبان سے طور پر کہ ایمان ظاہر کئے تا اُنپر احکام مسلمانون کے جاری ہون قتل سے کفر کے یا قتل سے بچین پھر وہ کفر کی حالت پر مرنے سے اُنکا کفر بڑھ گیا یا کفر کی حالت مین گناہ کے مرتکب ہونے سے کفر بڑھگیا منافق اول ایمان لاکے بعد منکر ہوئے جو بولا شاید اس ایمان سے مراد وہ ہے جو اہل مدینہ یہود سے سُنکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تھے بعد جب حضرت مدینہ کو تشریف لیگئے تو منکر ہوئے بعد ابی بن سلول وغیرہ ظاہر مین ایمان لاکے دل مین کفر پر رہے پھر اُسی پر موئے بعضون نے کہا یہہ چند شخص تھے ایمان لائے بعد مرتد ہوئے پھر ایمان لائے پھر مرتد ہوئے کفر انکا زیادہ ہوا اسواسی پر موئے کفر زیادہ ہوا کیا واسطے جس سے ایمان لاکا مرتد ہونا مکرر ہو تو اُسکے حال سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُسکے دلمین ایمان کو کچھ جگہہ اور مرتبہ نہین کیا واسطے اُسکے دلمین ایمان کو جگہہ اور کچھ مرتبہ رہتا تو ذ ری بات سے ایمان کو ترک نہ کرتا جسکے دلمین ایمان کی جگہہ نہ ہے تو اُسکے ظاہر حال سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص صحیح ایمان دل کے خلوص سے نہین لایا کفر کی زیادتی جو ہوئی کیا واسطے اُس نے ایمان کو کھیل مقرر کیا اسی پر نظر کرکے فرمایا اللہ اُنکو مغفرت نہین کرتا یعنی ایسا شخص صحیح ایمان لانا دل سے توبہ کرنا بہت نادر ہے جب ایمان صحیح نہوا تو مغفرت بھی اُسکو نہوگی ایسا ہی گناہ سے مرتکب ہونے والا گناہ سے توبہ کرے پھر مرتکب ہوتے جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ اُسکا توبہ صحیح نہین غالب ہے کہ ویسا شخص اپنے فسق پر ہی مریگا مغفرت نہین کرنے سے مراد یہہ نہین کہ اگر وہ شخص ایمان صحیح لاوے اور دل سے توبہ کرے تو اسکا ایمان صحیح نہین اور اسکو مغفرت نہین کیا واسطے اللہ تعالیٰ خبر دیچکا ہے

کفر سے توبہ کرے تو اسکا توبہ مقبول ہے اس تقریر سے لم یکن اللہ لیغفرلھم پر اشکال جو وارد ہوتا تھا دفع ہوا
اشکال کی تقریر یون ہے کفر کو نہ بخشنے کا حکم اس آیت مین مذکور ہوا مطلق ہے خواہ پیش از توبہ کے ہو یا
بعد از توبہ کے مراد ہو تو صحیح نہین کیا واسطے کفر بالکل معاف نہین ہوتا خواہ ردت کی تکرار ہو یا نہ ہو
بعد از توبہ کے مراد ہو تو باطل ہے کیا واسطے کفر کا اگرچہ تکرار ہو لیکن توبہ سے ساقط ہونا آیات و احادیث
اور اجماع سے ثابت ہے اس اشکال کے جواب کا خلاصہ یہہ ہے یہہ کلام لوگ کے غالب احوال اور عادتون
کے نظر کرتے نکلا ہے جو کوئی اسلام سے کفر اور کفر سے اسلام کی طرف پھرتا رہے تو اسکے دلمین ایمان کو کچھ مرتبہ
نہین رہتا ایسے شخص کے ظاہر پر دیکھئے وہ کفر پر ہی مرتا ہے اس اشکال کا دوسرا جواب یہہ ہے الذین کا
لفظ اِس آیت کے شروع مین استغراق کیو اسطے نہین بلکہ اس سے چند معلوم اشخاص مراد ہین جنکا توبہ نہ کرنا اور
کفر پر مرنا اللہ تعالیٰ کے علم مین متحقق تھا سو انکو کفر پر مرنیکی خبر دی تیسرا جواب یہہ ہے انکو نہ بخشنا مشروط
ہے انکے توبہ نہ کرنے پر گویا تقدیر یون ہے اللہ انکو نہ بخشیگا جب تک کفر پر باقی رہے اور بن توبہ کے مرے
اگر معترض کہے اس تقدیر پر معطوفات جو مذکور ہوئین انکو ذکر کرنے سے فایدہ کچھ حاصل نہین ہم جواب دینگے
مذکور صفت کے آدمی کا کفر نہایت قبیح اور اسکی خیانت بہت عظیم اور دوزخ مین اوسکو کمال سزا ہے اسلئے
اسکو ذکر کیا انکو راہ نہ بتایگا جو فرمایا یعنے اللہ انکو ہدایت کی راہ نہ بتایگا یا کفر کے سبب سے انکو جنت مین
یعنی ہدایت پانے والے نہ کریگا بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًاۙ خبر دے منافقون کو کہ مقرر
انکو ہے دکھ کی مار تبشر کی معنی خوشی سنانا بشارت سے مشتق ہے بشارت کی معنی خوشخبری دینا اسکے مقابل
انذار ہے یعنی برائی کی خبر سنانا یہان بشر کو اخبر کی معنی مین یا انذر کی معنی مین استعمال کیا یعنی خبر دے
یا ڈرا اسے محمد بشر کو مثلاً انذر کی جگہہ مین استعمال کرنے کو اہل بلاغت تہکم کہتے ہین یعنی ٹھٹول کرنا یہہ تہکم فصاحت کے
اقسام مین ہے معلوم کیجئے اوپر کی آیت کو جس نے منافقون کے شان مین لیا وہ یون کہتا ہے اللہ تعالےٰ
نے منافقون کو مغفرت نہ کرنیکی اور جنت کی طرف جانیکی راہ نہ بتانیکی خبر دیا بعد یہہ خبر دیا انکو بہشت مین
داخل کرنا ہی نہین بلکہ انکے ساتھ سخت عذاب کی مزہ چکنی ہے الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ
اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَھُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًاؕ

وہ جو پکڑتے ہیں کافرون کو رفیق مومنونکو چھوڑکر کیا ڈھونڈھتے ہیں انکے پاس عزت سو بیشک عزت ساری اللہ کی ہے الذین المنافقین کا بدل ہے یا اسکی نعت ہے یا منصوب علے الذم ہے یعنی مذمت کرتا ہون انکی جو پکڑتے ہین یا مبتدا محذوف کی خبر ہے اسکی تقدیر ہم الذین یعنی وہی منافق وہ ہین جو پکڑتے ہین اس الذین سے منافق اور کافرین سے یہود مراد ہین ایبتغون مین کا ہمزہ استفہام انکاری ہے یہہ انکار منافقون کی رای باطل اور انکی آس کی نراس ہونیکا فایدہ جو بخشتا ہے اس کی علت کو بیان کرنیکے واسطے فان العزۃ کے جملہ پر فا تعلیلیہ لاکے بولا عزت کی اصل معنی شدت بعد اسکو قوت مین استعمال کئے منافق کہا کرتے تھے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا کام تمام ہوگا چند روز مین انکے تابعدار خوار و ذلیل ہو جاینگے بہتر یہہ ہے ہم یہود دوستی لگا رکھنا وقت پڑا تو ان سے ہمکو عزت اور قوت ہوگی سو منافقون کے اس گھمنڈ کو اللہ تعالی نے رد کیا اور بولا تم مسلمانونکی دوستی چھوڑکر یہودیون کو اپنا دوست جو ٹھہرا ہے ہین انکی سازش مین رہا کرتے ہین جا ان کے سے مشورت کرتے ہین مسلمانونکے راز پر انکو آگاہ کرتے ہین ان سے اعانت کا دم مارتے ہین سو کیا یہود سے عزت اور قوت اور مدد چاہتے ہین یہہ تمہارا خیال خام ہے کیا واسطے سب طرح کی قوت اور غلبہ اللہ کو ہے اور عزت کے جتنے افراد ہین اتنے سب اللہ تعالے کے جناب مین منحصر ہین وہ سب عزتین حاصل نہونگے مگر اللہ تعالی کے دوستون کو کہ جنکے واسطے قوت و غلبہ مقرر کیا ہے اور فرمایا ہے وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین یہہ اللہ تعالے کے شہر ٹھنے کو باطل کرتا ہے کافرونکو ایک طرح کی عزت بالفعل ہو تو اسکو اعتبار نہ کیجیے وہ ایل ہوگی اللہ تعالے نے جسکو چاہا وہ عزت دیا جو عزی ہے بعضون نے کہا فان العزۃ کا جملہ محذوف شرط کی جواب ہے اسکی تقدیر گویا یون ہے ان یبتغوا عزۃ فان العزۃ للہ جمیعا یعنی اگر ان کافرون سے عزت ملنے تو ساری عزتین اللہ ہی کو ہین جمیعا حال پڑا ہے ضمیر مستکن سے جو اللہ کے متعلق ہین ہے معلوم کیجیے اس آیت مین اللہ تعالی نے عزت کو اپنی ذات مین حصر کیا دوسری آیت مین فرمایا وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین سو اسمین کچھ تناقض نہین کیا واسطے عزت اور قدرت کاملہ اللہ تعالے کی ذات مین منحصر ہے اسکے سوائے دوسرون کو وہ سبحانہ عزت دینے سے عزیز ہوتا ہے وہ سبحانہ قدرت دینے سے قادر ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مومنون کو عزت جو حاصل ہے وہ حاصل نہین ہوئی مگر اللہ تعالے کی طرف سے صورت جب ایسی ہو تو عزت سب اللہ کو ہی متحقق ہوئی ۔

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۔ اور تحقیق اتار چکا ہے تمپر کتاب مین کہ

جب سنو اللہ کی آیتون پر انکار ہوتی ہے اور ہنسی ہوتی ہے تو نہ بیٹھو اُنکے ساتھ یہانتک کہ وہ بیٹھین اور بات مین
اسکے سوائے مفسرین کہتے ہین کفار قریش اپنی مجلسون مین قرآن شریف کی آیتونکی ٹھٹھی کرتے تھے تب اللہ تعالیٰ سورہ
انعام کی آیت وَاِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖ نازل کی یہہ آیت
مکہ مین نازل ہوئی مدینہ کو جب ہجرت کئیے مدینہ کے یہود مشرکون کی اقتدا کرکے آیتون پر ٹھٹھی کرنا شروع کئے
منافق جاکے انکے پاس بیٹھتے ٹھٹھی مین انکے ساتھ شریک ہوتے سو اللہ تعالیٰ منافقون کو خطاب کرکے فرماتا ہے اللہ
تعالیٰ اپنی کتاب مین نازل کرچکا ہے کہ جہان اللہ کے آیتون کی انکار اور اسکی ٹھٹھی ہوتی ہے تو وہان تم مت
بیٹھو جبتک کہ وہ کفر واستہزا کی بات چھوڑکے دوسرا سخن شروع کرین نَزَّلَ کو نون کی اور زاء کی فتح سے نافع
اور ابوجعفر اور عاصم اور حمزہ اور کسائی اور خلف اور یعقوب قرأت کرتے ہین ترجمہ ہمارا اسی قراءت سخن و ذکر ۱۲
پر ہے اس قراءت پر نَزَّلَ کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے جملہ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ آہ مفعول بہ ہے دوسرے
قرا نون کی ضم اور زا کی کسرہ سے مجہول کے صیغہ پر قرأت کئے ہین انکی قرأت پر اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ کا جملہ نائب
فاعل ہوگا اب ترجمہ یون ہوگا کفر اور استہزا کے وقت انکے ساتھ بیٹھنے سے تمپر منع نازل کی گئی ہے اِنَّكُمْ
اِذًا مِّثْلُهُمْ مقرر تم اسوقت اُنکے برابر ہین یعنی تم لوگ جو مسلمان کہلاتے ہین اور اللہ کی آیتون سے کفر اور
استہزا کرنے والونکی ساتھ بیٹھتے ہین تو تم بھی کفر مین انکے برابر ہین کیا واسطے تم کفار کے اس فعل پر راضی
ہین اُنکے پاس خوشی سے جاکے بیٹھتے ہین علما کہتے ہین اس سے ثابت ہوا جو شخص کفر پر راضی ہوا تو وہ بھی
کافر ہے ایسا ہی جو شخص منکر امر پر راضی ہوا اُسکے کرنے والون کے ساتھ مخالطت کیا تو اُن پر جو گناہ ہے
اُس پر بھی وہی گناہ ہوگی اگرچہ وہ شخص اس منکر کا مباشر ہوے کیا واسطے اللہ تعالیٰ نے اسکو مثل کے لفظ
سے ذکر کی ہے یہہ اسوقت ہے انکے ساتھ رضامندی سے بیٹھے منافق یہود کے پاس جو بیٹھتے تھے اسی قبیل سے
تھا اگر کوئی شخص امر منکر کا مباشر نہین ہوا اُس امر کو کرنے سے راضی نہین تھا بلکہ اُس سے ناخوش تھا محض اندیشے
سے انکے ساتھ بیٹھا ہے تو اسمین اثم نہین مسلمان مکہ مین کفار قریش کے پاس جو بیٹھتے تھے اسی قبیل سے تھا اِنَّ اللّٰهَ
جَامِعُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْكٰفِرِیْنَ فِیْ جَهَنَّمَ جَمِیْعًا ؕ مقرر اللہ یکجا کرنے والا ہے سب منافقون کو اور کافرونکو
دوزخ مین یعنی منافق کافرون کے ساتھ جمع ہوکے اللہ کے آیات سے کفر واستہزا جیسی کرتے ہین ویسا ہی اللہ تعالیٰ قیامت مین

منافقون کو اور کافرون کو دوزخ مین یکجا کرکے عذاب دیگا اَلَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ وہ لوگ جو تکا کرتے ہین تمکو پھر اگر ہوے تمکو کوئی فتح اللہ کی طرف سے تو کہین کیا ہم نتھے تمہارے ساتھ یہہ الذین اوپر کے الذین کی بدل ہے یا المنافقین کی نعت ہے تربص کی معنی انتظار کرنا یعنی منافق تمکو خرابی یا حرابی پہنچنے کی انتظار مین رہتے ہین تمکو یعنی مسلمانون کو کچھ نصرت یا فتوح ہوتا ہے غنیمت ملتی ہو تو منافق کہتے ہین کیا ہم تمہارے ساتھ نہین تھے یعنی ہم بھی تمہارے ساتھ شریک تھے ہمکو بھی حصہ اپنا دینا ہے وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اور اگر ہوے کافرون کو کچھ نصیب کہین کیا ہمنے گھیر نہ لیا تھا تمکو اور بچا دیا مسلمانون سے کافرونکو کچھ نصیب ہونے سے مراد انکو کچھ غلبا اور فتوح ہونا یعنی کافرون کی فتح ہوے اور انکو غنیمت ملے تو منافق کہتے ہین کیا ہمنے گھیر نہ لیا تھا تمکو استحوذ کی معنی استیلا اور غلبہ یعنی دستیاب ہونا غالب ہونا سرسائی کرنا استحوذ علیہ یعنی غلب علیہ یعنی اسپر غالب آیا اور سرسائی کیا نستحوذ علیکم ونمنعکم من المومنین کی معنی مین دو قول ہین بعضے کہتے ہین ہم تمپر غالب ہوئے تھے اور تمکو اسیر اور قتل کرنے پر قادر ہوگئے تھے لیکن تمہاری دوستی مین ہم رہنے سے تمکو اسیر اور قتل کرتے سے مانع ہوے اور مسلمانون سے تمکو بچاوے اس طور سے کہ ہم کنارہ کشی کئے اور انکے بھیدون پر تمکو مطلع کئے بعضے کہتے ہین کفار اور یہود اسلام مین داخل ہوجانیکا قصد کئے تھے لیکن منافق انکو اس قصد سے باز رکھے اور انکو اسلام سے نفرت ہونیکی راسے دیے اور کہے تم کاہیکو اسلام لاتے ہین چند روز مین مسلمانونکا امر سست ہوجاتا ہے تمکو غلبہ ہوجائیگا سو اس امر کی طرف نظر کرکے کہے الم نستحوذ علیکم ونمنعکم من المومنین یعنی تم جو تجویز کئے تھے اس تجویز سے ہم تمکو پھیرے اور تمہاری تجویز پر ہماری تجویز غالب ہوئی مسلمانونکے دین مین داخل ہونے سے ہم تمکو منع کئے تمکو لاچھ جو ملا اسکو تم اور ہم بانٹ کھانا اس کا حاصل یہہ ہے منافق کفار پر اپنی منت دھرکے ان سے کچھ لیکر کھانا چاہتے ہین معلوم کیجئے مسلمانونکی ظفر ہو جو فتوح حاصل ہوتے ہین اسکا نام فتح رکھا کافرونکو ظفر ہوکے فتوح حاصل ہوئی اسکو نصیب کہا سو مسلمانونکی تعظیم اور کافرونکے حصہ کی تحقیر کیواسطے کیا اسلئے مومنون کا بہت بڑا امر ہے کیونکہ اسکے اٹھانے کیواسطے آسمان کے دروازے کشادہ ہوتے ہین اللہ تعالے کے اولیا اسلئے ملائکہ فتوحات لیکے اترتے ہین کافرون کی ظفر جو ہوئی انکو حاصل نہین ہو مگر دنیا جو نہایت حقیر ہے جسکو بقا نہین انکے لئے آخرت کچھ باقی نہین رہا مگر یہہ رہا سو انکے کیوجہ سے دنیا مین حزن اور آخرت مین عذاب عظیم فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ سو اللہ حکم کریگا تمہارے بیچ

دن یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہارے اور منافقون کے درمیان فیصلہ کریگا اس سے مقصود یہہ ہے منافق دنیا مین ایمان ظاہر کرنے سے
اللہ تعالیٰ ان سے ہاتھ رکھینچیگا اور انپر تلوار نہ چلانے کا حکم کیا ہے قیامت پر انکی سزا رکھی ہے وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى
الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۚ اور ہرگز نہ دیگا اللہ کافرون کو مومنون پر راہ یعنی کافرون کو مومنون پر غلبہ نہ دیگا کافرون
کو مومنون پر کچھ راہ نہین جو بولا اسمین دو قول ہین علی ابن ابی طالب اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کہتے ہین یہہ قیامت
مین ہے اس روز اللہ تعالیٰ مومنون کو غالب کریگا بہشت مین داخل کریگا کافرون کو رسوا کریگا دوزخ مین ڈالیگا اس
جملہ کو فاللہ یحکم بینکم یوم القیمۃ کے جملہ پر عطف کرنا اسی پر دلالت کرتا ہے عبد الرزاق اور فریابی اور عبد بن حمید
اور ابن جریر اور ابن المنذر اور حاکم روایت کیے ہین کہ کسی نے علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولن یجعل اللہ
للکافرین علی المومنین سبیلا حالانکہ کافر ہمارے سے جنگ کرتے ہین اور ہم پر غالب پڑتے ہین اور ہمکو قتل کرتے ہین علی رضی اللہ
عنہ اس شخص کو کہے تو میرے نزدیک آ نزدیک آ جب نزدیک ہوا تو فرمائے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فیصلہ کریگا کافرون کو
مسلمانون پر راہ نہ دیگا حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے ابن جریر علی رضی اللہ عنہ سے اور ابن جریر اور ابن المنذر ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہے اللہ تعالیٰ کافرون کو مومنون پر راہ نہ دیگا سو یہہ قیامت کے دن ہے عبد بن حمید اور
ابن جریر اور ابن المنذر ابی مالک رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی روایت کیے ہین سدی وغیرہ کہتے ہین کافرون کو مومنون
پر راہ نہین سو دنیا مین ہے راہ سے مراد حجۃ اور دلیل ہے یعنی مومنون کی حجت اور دلیل دنیا مین کافرون پر غالب ہے
دلیل کے رو سے کافر مومن پر غالب نہوگا بعضے کہتے ہین کافرون کو مومنون پر راہ نہین سو اسکی معنی یہہ ہے مومنون کی دولت
پوری دنیا مین محو ہو جانا یا سب کے سب بجا کے کوئی مومن باقی نہ رہنا بعضے کہتے ہین انکو مومنون پر راہ نہین شرع کی
رو سے اور شرع کے نظر کرتے شریعت اسلام سب شریعتون پر قیامت تک غالب رہیگی اس حکم پر شرعی چند مسئلے متفرع ہوتے ہین کافر
اپنے قرابتی مسلمان کا وارث نہوگا کافر مسلمان کے مال پر دست پایا جب تو اسکا مالک نہین ہوتا کافر کا مسلمان غلام خرید کرنا جائز
نہین مسلمان ذمی کو قتل کرنے سے مسلمان کو قتل نہ کرینگے اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ بیشک
منافق دغا کرتے ہین اللہ سے اور وہی انکو دغا دیگا خدع کی اصل معنی دل مین ایک برائی کا ارادہ رکھکے ظاہر مین اسکی بھلائی معلوم
کرتا وہ شخص اپنے ارادہ کے بازرہے یہہ معنی یہان بن نہین سکتی کیا واسطے اللہ تعالیٰ پر توکوئی چیز مخفی نہین ہے اسکے ساتھ
خدع کرنا ممکن نہین اسلئے خدع کی صورت لیا یعنی منافق اللہ سے معاملہ جو کرتے ہین دغا کے معاملہ مانند کرتے ہین

ع ۱۸

بعضون نے کہا اللہ سے دغا کرتے ہین یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دغا کرتے ہین ایمان ظاہر کرتے ہین لیکن کفر
رکھتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خدع کرنا حقیقت مین اللہ سے خدع ہے اس لیے اُسکی نسبت اللہ کی طرف کی خادع اسم فاعل کا
صیغہ ہے خادعت کا عربی مین خادعہ کہا تو اُسکی معنی خدع مین اُسپر غالب آیا اُسکی خدع سے بڑھکے خدع کیا اللہ خدع کرنے والے ہے انکی دغا
کی جزا دینا عقاب اور سزا کو مجازاً خدع سے تعبیر کیا اسکو اہل بلاغت مشاکلہ کہتے ہین حسن بصری و سعید بن جبیر اور سدی کہتے ہین
اللہ اُن سے خدع کریگا سو قیامت کے دن ہے مومنون کے ساتھ جیسا نور ہے انکو بھی روشنی نمود کریگا مسلمانون کے ساتھ اس روشنی مین
چلینگے جب صراط پر پہنچینگے تو مومن اپنے نور کی روشنی مین صراط پر سے گذر جائینگے اور منافقون کی روشنی بجھ جائیگی اندھیرے مین
ٹٹولنا شروع کرینگے وَاِذَا قَامُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى اور جب کھڑے ہون نماز کو تو کھڑے ہون جی ہارے
یعنی سستی سے کسالٰی جمع کسلان کی ہے مشتق کسل کی معنی کاہلی سستی سبب اس سستی کا یہہ ہے منافق نماز جو پڑھتے ہین
اُس سے وہ ثواب ملنے کی امید نہین رکھتے اسکو چھوڑنے سے عقاب ہونیکا اندیشہ نہین کرتے نماز کو ترک کرینگا باعث بس انکے پاس
تو یہی ہے نماز پڑھنے کو انکے پاس کچھ وجہ نہین مگر لوگونکا اندیشہ جسکو نماز پڑھنے کی وجہ یہہ ہی تو اس سے نماز نہ ہوگی مگر سستی سے بلا ملنے
کے لئے يُرَاۤءُوْنَ النَّاسَ دکھانیکو لوگون کے یعنی منافق نماز جو پڑھتے ہین محض لوگونکو بتانیکے واسطے ریا اور سمعہ کی نماز پڑھتے ہین
نماز اپنے پر واجب ہونے کا اعتقاد نہین رکھتے یراؤن مضارع ہے باب مفاعلہ کا مشتق رویت سے معلوم کیجئے فعل جو دو کے درمیان رہتا ہے اُسکے
واسطے باب مفاعلہ آتا ہے یہان رویت کے درمیان نہین اُسکے واسطے یہہ صیغہ ذکر کیا سو وجہ یہہ ہے ریا کیلئے نماز پڑھنے والا اپنی نماز دوسرونکو
دکھاتا ہے دیکھنے والے اُسکی نماز مستحسن دیکھتے ہین اس جہت سے یہہ فعل دو کے درمیان ہوا وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا
اور یاد نہین کرتے اللہ کا مگر تھوڑا ذکر اللہ سے نماز مراد ہے، نماز کو ذکر بولا کیا واسطے اسکے نماز ذکر پر مشتمل ہے یعنی وہ لوگ نماز نہین پڑھتے
مگر تھوڑی اپنی معرفت اور ہم جنس والے لوگ مین رہے تو نماز بالکل نہین پڑھتے غیر لوگ مین تو حتی المقدور اپنی کو روپوش کرنیکی
سعی کرتے ہین روپوش ہونا بن نہ پڑے تو لاچار نماز مین داخل ہوتے ہین اگرچہ طہارت نہو بعضون نے کہا ذکر نہین کرتے سو نماز مین یعنی
جو ذکر اسکو پکار کے کہنا ہے اُسکو کرتے ہین جو ذکر آہستہ کرنا ہے جیسے قرأت اور تسبیحات وغیرہ اُسکو چھوڑ دیتے ہین پھر وہ اللہ کو
یاد نہین کرتے مگر تھوڑی مسلم اور ابو داؤد و اور بیہقی اپنی سنن مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
وہ منافق کی نماز ہے یعنی عصر کی نماز کو تاخیر کرکے پڑھنا منافق کی نماز ہے آفتاب کو تکتا بیٹھتا ہے یہان تک کہ سورج شیطان کے دونون
قرن کے درمیان ہوتا ہے تو کھڑا ہو کے چار ٹھونگ مارتا ہے نہین اللہ کو یاد نہین کرتا مگر کم آفتاب کے تکتا بیٹھتا ہو یعنی آفتاب کے لئے دیکھتے تک نماز

نہین پڑھکے اپنے کامون مین مشغول رہتا ہی یہان تک کہ سورج غروب ہونیکے قریب پہنچتا ہے تو جلد چار رکعت پڑھتا ہی
قرن سینگ کو کہتے ہین درحقیقت شیطان کے سینگ ہین اور غروب کے وقت سورج کے مقابلہ مین آکے بیٹھتا ہی تا اُسوقت سجدہ کرنیوالے اُسکو سجدہ
کئے سا ہو اسی قول کو امام نووی نے ترجیح دی ہے یا قرن سے اُسکی علو اور رفعت مجازًا مراد ہے یا وہ تمثیل ہی اس حدیث سے مفہوم ہوتا ہی ذکر
نہ کرنے سے مراد نماز مین قرأت اور تسبیحات مسنونہ وغیرہ ترک کرنا ہی بعضے کہتے ہین اللہ کا یاد سب اوقات مین نہین کرتے مگر وقت نماز کا یا
نہو مگر تھوڑا نادر اوقات مین زمخشری نے کشاف مین کہا اکثر لوگ جو اسلام ظاہر کرتے ہین انکی صحبت مین تو رہیگا تو دیکھیگا ہفتے
ہفتے گذر جاتے ہین لیکن ایک تسبیح یا ایک تہلیل یا ایک تکبیر انکی زبان سے نہین نکلتی دنیا کے معاملون کی بات چیت مین گپ شپ مین
رات دن کاٹتے ہین ذرہ بھی دم نہین لیتے بعضے کہتے ہین ذکر تھوڑا جو بولا اُس سے اللہ تعالے انکے ذکر کو قبول نہ کرنا مراد ہے
جس ذکر کو اللہ تعالے مردود کرے بہت ہو تو بھی وہ قلیل ہے جس ذکر کو اللہ تعالے قبول کرے تھوڑا ہو تو بھی کثیر ہی یہہ قول قتادہ سے
منقول ہے مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ادھر مین لٹکتے ہین دونون کے بیچ نہ انکی طرف مین
اور نہ انکی طرف یعنی منافق کفر و ایمان کے درمیان متحیر اور متردد ہین نہ انکی طرف ہین یعنی نہ مخلص مومنون مین ہین تا مومنون کیلئے
جو چیز واجب ہے انکے واسطے بھی واجب ہوا اور نہ انکی طرف ہین یعنی نہ صاف کافرون مین ہین تا کافرون سے جو معاملہ کرتے ہین انکے ساتھ
بھی وہی معاملہ کرین وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝ اور جسکو بھٹکاوے اللہ پھر ہرگز تو نہ پاوے اُسکے واسطے
کہین راہ یعنی اللہ جسکو گمراہ کرے اُسکو ہدایت کی راہ نہین ملتی ابن ابی حاتم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ مثال
مومن کی اور منافق کی اور کافر کی تین شخص کے مانند ہی جو ایک ندی کے پاس پہنچے ایک ندی مین اُترکے پار نکلا دوسرا اُترکے بیچ ندی مین
آیا ندی مین اترکے کنارہ پر ٹھہرا تھا وہ شخص اُسکو کہا تیرا برا ہو ہلاک ہونے کا ہیکو جاتا ہی پھر آ اور تیسری ندی پر رہا سو شخص نکلا اُسکے کہا
میرے پاس آ جا بچ جاویگا پھر وہ شخص ایک بار اُسکی طرف دیکھنے لگا ایک بار اُسکی طرف دیکھنے لگا اسمین لہر آکے غرق کی ندی رہا ہوا
شخص مسلمان کی غرق ہوا سو منافق ہی وہ متردد تھا نہ اسکی طرف نکل گیا نہ اسکی طرف آیا ٹھہر گیا سو وہ کافر ہے عبد بن حمید اور امام
احمد اور بخاری اپنی تاریخ مین اور مسلم اور ابن جریر اور ابن المنذر ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے مثل المنافق کمثل الشاة العائرة بین الغنمین تعیر الی ھذہ مرة والی ھذہ مرة یعنی مثال منافق کی مانند ایک بکری کی ہے
جو دو ریوڑون کے درمیان متحیر پھرتی ہی جاتی ہی اسکی طرف ایک بار اور اسکی طرف ایکبار یہہ لفظ مسلم کا ہے منافق کی یہہ مثال ہے
کیا واسطے وہ کبھی مومنون کے ساتھ ہوتا ہی کبھی کافرون کے ساتھ یا ظاہر مین مومنون کے ساتھ باطن مین کافرون کے ساتھ طیبی نے کہا منافق

اپنی خواہش نفس کی متابعت سے اور اپنی غرض فاسد کے قصد سے جو مسلمانوں میں اور کافروں میں متردد رہتا ہے سو اُسکے
تردد کو تشبیہ دی بھیڑ کی تردد سے جو شک کی طرف تردد کرتی ہے اور ایک حال پر باقی نہیں رہتی یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
لَا تَتَّخِذُوا الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ اے ایمان والو نہ پکڑو کافروں کو رفیق مومنوں کو چھوڑ کر
پہلے اللہ تعالیٰ نے کافروں کی مذمت کی بعد منافقوں کا حال بیان فرمایا کہ متحیر ہیں اب خالص مومنوں کو منافقوں کے طریقہ سے نہی کیا اور
فرمایا مومن جو تمہارے دین وملت والے ہیں انکی دوستی چھوڑ کے کافروں کی دوستی اختیار مت کرو تا تم بھی انکے ساتھ دوزخ میں نہ جاؤ
نہی کا سبب یہہ ہے انصار کو بنی قریظہ کے ساتھ دوستی اور بھائی چارہ اور دودھ پلائی کا رشتہ تھا اُسکے باعث انصار میں اور یہود میں
دوستی تھی انصار کہے یا رسول اللہ ہم کس سے دوستی رکھیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مہاجروں سے یہہ دوستی کرو اسی پر یہہ آیت
نازل ہوئی بعضے کہتے ہیں یہہ نہی منافقوں کی دوستی سے ہے یعنی منافقوں کے اخلاق اور انکی طریقت تمپر ظاہر ہوئی وہ حقیقت
میں کافر ہیں تم انکی دوستی مت اختیار کرو اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ عَلَیْکُمْ سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا ۝ کیا چاہتے ہو
ٹھہرانا اپنے اوپر اللہ کا الزام صریح یعنی کافروں سے دوستی کرکے اپنے اوپر اللہ کا الزام لیا چاہتے ہو تریدون کا جملہ استفہام
انکاری نفی کی معنی سے ہے اس کا انکار ارادہ کی طرف متوجہ ہے ارادہ کے متعلق کی طرف متوجہ نہیں یعنی یہہ ارادہ عاقل سے
صادر ہونا سزاوار ہے چہ جائیکہ نفس فعل صادر ہووے انکار میں مبالغہ کرنے اور یہہ ارادہ نہایت خوف و خطر کا ہے سو بیان کرنے اس
اسلوب پہ ذکر کیا سلطان کی معنی برہان اور حجت کے ہیں اسکو ہم الزام سے تعبیر کرے معلوم کیجیو اوپر کی آیت کو ہم کفار کی موالات اعدا کی
دوستی سے نہی ہے جو نہی پر حمل کریں تو اس آیت کی معنی یوں ہونگی کہ تم جو کافروں کی دوستی کرتے ہو سو کیا اللہ کی حجت ایسی ثابت کر لینے
ہو کیا جو مومنوں سے دوستی نکرکے کافروں سے دوستی کرنا تمہارے نفاق پر صاف دلیل ہے اس دوستی سے تم مستحق فضیحت کے ہو گئے
اس نے دین پر اللہ سے اہل دین اللہ مراد ہے یعنی اللہ کے دین والے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنان ہیں اور جو اس آیت کو منافقوں
کی دوستی کی نہی پر حمل کریں تو معنے یوں ہونگے کیا منافقوں سے دوستی کرکے تمکو اللہ عذاب دینے کی حجت ثابت کرتے ہو اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ
فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ مقرر منافق ہیں نیچے کے طبقہ میں آگ کے درک اسفل دوزخ کا آخیر طبقہ ہے جہاں دوزخ کی
گہرائی آخیر ہوتی ہے دوزخ کے سات طبقے ہیں ایک کے اوپر ایک ان طبقوں کو درکات کہتے ہیں الدرک میں دو لغت ہیں راکی سکون اور فتح
حمزہ اور کسائی اور جعفر انکی سکون سے قرأت کرتے ہیں باقی کے قرا راکی فتح سے پڑھتے ہیں ان دونوں قرأت پر وہ لفظ مصدر ہے
یا جمع درکہ کی ہے اسکی اصل معنی متابعت ہے یعنی ایک کے پیچھے ایک ہے یا دوزخ کے منازل ایک کے پیچھے ایک رہتے ہیں اکثر درکات

کہ بہشت کے طبقے ایک کے نیچے ایک ہین سو انکو درجات کہتے ہین فریابی اور ابن ابی شیبہ اور ہناد اور عبد بن حمید اور ابن
ابی الدنیا اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم کتاب صفۃ النار مین ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین وہ اس آیت
کی تفسیر مین کہتے منافق لوہے کے مقفل تابوتون مین ہین عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ
درک اسفل لوہے کے گھر ہین انکے دروازے بند ہین انکے اوپر نیچے آتش بھڑکتی رہتی ہے ابن ابی الدنیا نے کتاب صفۃ النار
مین ابو الاحوص سے روایت کی ہے اُس نے کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھے دوزخ مین کسکو سخت عذاب ہوگا ایک شخص نے
کہا منافقون کو ابن مسعود کہے تو نے سچ کہا لیکن کیسا عذاب ہوگا سو تجھکو معلوم ہے کہا نہین ابن مسعود کہے اُنکو
لوہے کے تابوتون مین ڈالینگے اُنکے مُنھ بند کردینگے دوزخ کے پاتال (سب سے نیچے کا طبقہ ۱۲) مین تابوتون مین جو نہایت تنگ ہین رکھینگے
اُس جگہ کو جب الحزن کہتے ہین لوگون کو اُنکے اعمال کے سبب سے سدا آتش گھیری رہیگی معلوم کیجئے منافق کا عذاب
کافر کے عذاب سے سخت ہے کیا واسطے منافق مین کفر کے ساتھ دوسری ایک خباثت افزود ہے وہ مسلمانون کی سخری
کرنا اور اُنکے اسرار کو کافرون سے کہدینا اور مسلمانون کے راز پر اُنکو مطلع کرنا اس لئے انکا عذاب کافرون سے بڑھکر
ہوا منافق اُسکو کہتے ہین ایمان کو ظاہر کرے دل مین کافر ہے بعضون نے کہا منافق وہ ہے اسلام کو زبان سے
وصف کرے لیکن شریعت پر عمل نکرے شریعت کے جو قیود ہین اُنکو قبول نکرے اُسکے احکام کے تحت مین داخل
نہووے فسق و فجور کرنے والے کو منافق جو کہتے ہین تغلیظ اور تہدید کی جہت سے ہے وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا ۵
اور ہرگز نہ پاوے تو اُنکے واسطے کوئی مددگار یہہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے یعنی ای محمد تو ان منافقون کے
واسطے کوئی مددگار نہ پاویگا جو انکو مدد کرے اور اللہ تعالی کے عذاب سے بچاوے اس جملہ کو تہدید کیواسطے ذکر کیا معلوم کیجیے
اس آیت سے مومن جو منافق نہین اسکے واسطے شفاعت ثابت ہونیکی دلیل ہے کیا واسطے اللہ تعالی اس جملہ کو نفاق سے زجر کرنیکے
مقام مین ذکر کیا نفاق نہین سو شخص کیواسطے بھی یہہ بات ہو تو اسمین منافق کو زجر نہین ہوتا معلوم ہوا کہ غیر منافق کے
واسطے شفاعت ہے ہم نے جو تقریر کی اس سے ظاہر ہوا کہ یہہ استدلال خطاب خاص سے نہین جو خصم اسکو انکار کرے اللہ تعالی نے
توبہ کئے سو منافق کو اس حکم سے استثنا کرنے فرمایا اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مگر جنھون نے توبہ کی یعنی مگر وہ منافق جنھون نے
نفاق سے توبہ کی وَاَصْلَحُوْا یعنی اپنا اچھا عمل کیا اللہ تعالی جو حکم کیا ہے اُسکو بجا لایا اُسکے فرائض کو ادا کیا
منہیات سے باز آیا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ اور مضبوط پکڑا اللہ کو یعنی اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑا ہو یا اس پر اعتماد کیا وَاَخْلَصُوْا

دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ اور خالص کیا اپنے دین کو اللہ کیواسطے یعنی نرے اللہ کے حکم بردار ہوئے اور اپنے اعمال اور طاعتین اسکے
واسطے بجا لائے اسمین ریا اور سمعہ کو دخل نہین دیتے ۔ ابن ابی الدنیا کتاب الاخلاص مین اور ابن ابی حاتم اور حاکم اور بیہقی شعب الایمان مین
معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکو جب یمن کی طرف روانہ کئے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے کہے مجھکو وصیت کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اخلص دینک اللہ یکفک القلیل من العمل یعنی تو اپنے دین کو خالص اللہ
کے واسطے کر تجھکو تھوڑا عمل کرنا کفایت کریگا یعنی شہوات نفسانی سے دین کو خالص کریگا یا ریا وغیرہ سے اپنے طاعتونکو بچائیگا عبادت
اللہ کی امتثال امر واسطے اور اسکے ربوبیت کے حقوق ادا کرنے کے واسطے کریگا تو تھوڑا عمل کفایت کریگا کیا واسطے ارواح
جب نفس کی شہوتین اور اسکے قیدون سے مخلصی پاوین اور اعضا عبادت مین قایم ہووین نفس اور قلب اور روح ان سے جنگ اور
مقابلہ نہ کرین تو وہ عبادت سچی ہوئی پھر اللہ تعالی اسکو قبول کریگا تھوڑا عمل مقبول ہونا بہت عمل سے جو مردود ہو بہت مرتبہ
تفوق رکھتا ہے سیوطی نے کہا حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے لیکن عبد الرؤف المناوی نے کہا ذہبی نے اسکو مسلم نہین رکھا ہے
حافظ عراقی نے کہا اسکی سند منقطع ہے ابن ابی الدنیا کتاب الاخلاص مین اور بیہقی شعب الایمان مین ثوبان
رضی اللہ عنہ روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے خوشی ہے مخلصون کو وہی لوگ ہدایت کے چراغ ہین فتنہ
جو تاریک ہے انھین سے دفع ہوا کرتا ہے بزار نے ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم حجۃ الوداع مین فرمائے نضر اللہ امرأ سمع مقالتی فوعاہا فرب حامل فقہ لیس بفقیہ ثلاث لا یغل علیہن
قلب امرء مؤمن اخلاص العمل للہ والمناصحۃ لائمۃ المسلمین ولزوم جماعتہم فان دعاءہم یحیط من ورائہم
یعنی رونق دیوے اللہ تعالی منہ کو اس آدمی کے جو میری بات سنکے اسکو یاد رکھا کیا واسطے بہت لوگ فقہ کے حامل
ہین لیکن فقیہ نہین تین چیز ہین ان سے مومن کے دل مین کینہ نہین آتا عمل کو خالص اللہ کیواسطے کرنا اور ائمہ مسلمین کے لئے
خیر خواہی چاہنا اور مسلمانون کی جماعت کو لازم پکڑنا کیا واسطے انکی دعا مسلمانون کے گرد احاطہ کرتی ہے حافظ سیوطی نے
کہا اسکی سند حسن ہے نضر نون کی اور ضاد معجمہ کی فتح سے ضاد مین تشدید اور تخفیف دونون مروی ہین اور رونق
نضارت اور خوشی کی معنی سے جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سخن سنکے حضرت جیسا فرمائے ہین ویسا ہی ادا کرنے
والے کو دعا دئیے کہ اللہ تعالی اسکے چہرے کو رونق دیوے دعا کی معنی یاد رکھنا یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو الفاظ
فرمائے ہین اسکو یاد رکھا اور ویسی ہی الفاظ سے اسکو ادا کیا یہہ جو فرمائے فرب حامل فقہ لیس بفقیہ یعنی بہت فقہ کے

حامل یعنی یاد رکھنے والے فقیہ نہین سو یہہ جملہ گویا پہلے جملہ کی علت ہے اسکا حاصل یہہ ہے الفاظ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنا ہے حدیث کو اسی الفاظ سے نقل کرنا کیا واسطے اُسنا سو شخص اگر عالم نہو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ جو کئی معانی کو جامع ہے
نہین سمجھ سکے اسکو تغیر دیا تو غرض نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جو تھا فوت ہوگا اس لئے تغیر نہ دیکے جیسا لفظ فرماے تھے اسی لفظ کو
ادا کرے سُننے والا شخص جو عالم ہے اس سے احکام کو استنباط کرتا ہے اس جملہ کو تمہید کیواسطے ذکر کئے بعد جو فرماے ثلاث سو مقصود حدیث کا
وہی ہے لا یغل یا کی ضم اور غین کے کسر سے اور لام کی تشدید سے اغلال کی مضارع ہے اُسکی معنی خیانت کرنا یعنی تین چیز ہین اُن سے مومن
کے دلمین خیانت نہین آتی بعضے اسکو یا کی فتح اور غین کی ضم سے روایت کئے ہین مضارع ہے غل کا اُسکی معنی حقد یعنی کینہ اور عداوت یعنی تین چیز ہین
اُنکے سبب سے مومن کے دلمین کینہ جو حق سے اُسکو زایل کرے نہین ہوتا بعضے یغل لام کی تخفیف سے روایت کئے ہین مضارع دغول کا ہے کسی چیز
مین داخل ہونیکی معنی حاصل معنی یہہ ہے ان تینوں خصلتوں سے دل درست ہوتے ہین ان خصلتوں کو جو شخص اختیار کریگا تو اسکا دل خیانت اور
کینہ اور بدی سے پاک ہوگا علیہن حال پڑا ہے اسکی تقدیر لا یغل کائنا علیہن قلب المومن یعنے خیانت نہین کرتا حال وہ کہ ان خصلتوں پر
دل مومن کا ہے معنی فان دعاؤہم یحیط من ورائہم کی یہہ ہے ان جماعت کی دعا احاطہ کرتی ہے انکے پیچھے سے یعنی انکی دعا سب کو کافی
اور انکی حفاظت کیواسطے بس ہے نسائی نے مصعب بن سعد سے روایت کی ہے اس نے اپنے باپ سے یعنی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے
روایت کی کہ انکو گمان تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر اپنے کو فضیلت ہے سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماے اللہ تعالی اس امت کو
نصرت نہین دیتا مگر انکے ضعیف لوگون کی دعا اور نماز اور اخلاص سے سعد رضی اللہ عنہ کو دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم پر اپنے فضیلت
ہونیکا گمان جو تھا اس لئے کہ سعد صحابہ کے اغنیا لوگون مین تھے صدقہ وغیرہ نیک کامون مین اپنا پیسا خرچ کرتے تھے ان اعمال کے
سبب سے صحابہ پر اپنے مین فضیلت ہے سمجھتے تھے سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فقرا کی فضیلت بیان کئے ابن ابی شیبہ اور مروزی زوائد
الزہد مین اور ابو الشیخ بن حیان مکحول سے روایت کئے ہین اس نے کہا مجھکو پہنچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے کوئی بندہ چالیس
صبح خالص عمل اللہ کیواسطے نہین کریگا مگر چشمے حکمت کے اُسکے دل سے زبان پر ظاہر ہونگے فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ
سو وہ ہین ایمان والون کے ساتھ یعنی وہ توبہ کرنے والے منافق مذکور امور کے لحاظ سے خالص مومنون کے ساتھ بہشت مین
رہینگے وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ اور آگے دیگا اللہ ایمان والون کو بڑا ثواب آخرت مین اس آیت مین
منافقون کے واسطے بہت سخت شرطین مذکور ہوئین کیا واسطے اللہ تعالی ان سے عذاب ساقط ہونیکے چار امر بیان کیا پہلا امر توبہ کرنا
دوسرا امر عمل صالح کرنا امر قبیح سے توبہ کرنا اور عمل صالح کرنا عبارت ہے نیک چیز پر اقدام کرنے سے تیسرا امر اللہ تعالی کے

عہد کو مضبوط پکڑنا جسکو واعتصموا باللہ سے تعبیر کیا اعتصام باللہ سے مراد یہہ ہے توبہ اور عمل صالح کرنے سے اُسکا غرض اللہ تعالیٰ کی رضامندی رہنا مصلحت وقت مطلوب رہنا کیا واسطے توبہ اور عمل صالح کے منفعت حاصل کرنی اور مضرت دفع کرنی غرض ہو تو توبہ اور عمل صالح جلد پھر جائیگا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور آخرت کی سعادت اور اللہ تعالیٰ کے دین کو مضبوط پکڑنا غرض ہو تو اسی نیک طریقت پر باقی رہیگا اس سے نہ پھریگا چوتھا امر عمل خالص اللہ کیواسطے کرنا اسکے ساتھ اور کچھ غرض متعلق نہ رہنا جب یہ چاروں شروط حاصل ہونگی تو اس وقت وہ منافق مومنوں کے ساتھ جنکو اللہ تعالیٰ اجر عظیم دینا ہے ہوگا ان قراین سے معلوم ہوا منافقوں کا حال اللہ تعالیٰ کے پاس بہت شدید ہے مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ۝ کیا کریگا اللہ تمکو عذاب کرکر اگر تم حق مانو اور یقین رکھو اور اللہ قدردان ہے سب جانتا ما یفعل میں ما استفہام تقریری کیواسطے ہے اس سے غرض یہہ ہے اللہ تعالیٰ مومن شاکر کو عذاب نہیں دیتا کیواسطے عذاب دینے سے اسکے ملک میں کچھ زیادتی نہیں ہوتی عذاب نہ دینے سے اُسکی سلطنت میں کچھ نقصان نہیں آتا وہ غنی ہے کسی چیز کا محتاج نہیں کسیکو عذاب دیتا تو نہیں دیتا مگر اسواسطے کہ اسکا عدل اور اسکی حکمت اُسکے عذاب کو مقتضی ہوئی جب تم اُسکے نعمتوں کا شکر ادا کرینگے اور اُسپر ایمان لاینگے تو اپنے نفسوں کو اُسکے عذاب سے بچایا معلوم کیجیے شکر کو ایمان پر مقدم کیا اُسمیں دو وجہ ہیں بعضے کہتے ہیں اسمیں تقدیم و تاخیر ہے اسکا اصل یوں ہے اِنْ اٰمَنْتُمْ وَشَكَرْتُمْ یعنی اگر ایمان لاوگے اور شکر کروگے اسکو تقدیم و تاخیر پر حمل کئے کیواسطے ایمان دوسرے سب طاعتوں پر مقدم ہے اور بدون ایمان کے شکر نفع نہیں دیگا اور پھر اسکو واو عطف سے کیا ہے واو مطلق جمع کا فائدہ بخشتا ہے ترتیب کا فائدہ نہیں دیتا لفظ میں شکر مقدم کرنیسے حقیقت میں اُسکی تقدیم لازم نہیں آتی بعضوں نے کہا اسمیں تقدیم و تاخیر نہیں بلکہ شکر مقدم ہے کیواسطے عاقل اپنے دل کی روشنائی سے جب ابتدا میں تامل کرتا ہے تو اول نعمتوں کی عظمت کو جو اسکی پیدایش میں ہیں بالاجمال نظر کرتا ہے ان کا شکر ادا کرتا ہے بعدہ دوسرے بار جب تامل کرتا ہے تو یہہ نعمتیں کس منعم کی طرف سے ہیں اسکو ظاہر ہوتے ہیں تب اپنے منعم حقیقی پر ایمان لاتا ہے پھر اس منعم حقیقی کے شکر تفصیل ادا کرتا ہے سو یہہ مجمل شکر جسکو اول ادا کیا تھا ایمان پر مقدم ہے اسلئے ذکر میں شکر کو مقدم کیا بعدہ فرمایا وکان اللّٰہ شاکرا اور اللہ شکر کرنے والا ہے یعنی مومن بندوں کو اُنکے شکر پر ثواب دیتا ہے اور انکو پورا اجر مرحمت کرتا ہے اللہ کے شکر کرنے سے مراد بندوں کے تھوڑے عمل سے راضی ہونا اور اسکا ثواب مضاعف دینا بعضوں نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے بندوں کو شکر کرنیکا امر کیا اسکی جزا کو استعارے کی طریق سے شکر کہا اللہ تعالیٰ کی صفات میں شاکر جو ہے اس سے شکر پر ثواب دینا مراد ہے اسکے بعد علیما کرکے دوسری صفت بیان کی یعنی تم اسکا شکر جو کرتے ہو اور اسپر ایمان لاتے ہو اسکا علم اللہ تعالیٰ کو ہے تمکو اسکی جزا دیگا اس سے معلوم ہوا اللہ تعالیٰ کو سارے جزئیات کا علم ہے عقیدہ اسکے بار میں یہی ہے خواہ نحوی شاکر کو ثواب ملنے کو عقاد دیگا قتادہ سے منقول ہے کہا اللہ تعالیٰ شاکر کو اور مومن کو عذاب نہیں دیتا

ربع القرآن
التسع الثانی
قرا ربط

لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَھْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ دوست نہین رکھتا اللہ بری بات کا پکارنا
مگر جس پر ظلم کیا گیا ہے اس آیت کے نظم مین مفسرون کو دو وجہ ہین پہلی وجہ یہہ ہے اللہ تعالی منافقون کے ستر کو توڑا
اور انکی فضیحت کی اس سے لوگون کو وہم ہوتا ہے کہ ستر توڑنا فضیحت کرنا رب رحیم کریم کو لایق نہین سو اُسکے
دفع کرنے کو یہہ کلام جاری ہوئی عذر کرکے فرمایا اور کہا لا یحب اللہ الجہر آہ یعنی لوگون کا عیب اور انکے بُرے کام
ظاہر کرنا اللہ کو خوش نہین آتا مگر جسکا ضرر عظیم ہو اور دغا مکر بہت بڑھ جاوین تو اسکا عیب بیان کرنا اسکے
بُرے کام ظاہر کرنا جایز ہے ان منافقون کا مکر و فریب اور مومنون پر ظلم کرنا نہایت مرتبہ کو پہنچ چکا تھا اس لئے اُن کا
حال ظاہر کیا دوسرے وجہ یہہ ہے، اوپر کی آیت مین اللہ تعالی نے فرمایا تھا منافق توبہ اور اخلاص وغیرہ کرین تو وہ
مومنون کے ساتھ ہین سو کوئی منافق توبہ اور اخلاص وغیرہ کرتے پر شاید بعضے مسلمان اسکی مذمت اور سابق کی
صورت کا مذاکرہ آپس مین نکالنے لگے سو اللہ تعالی انکو اس مذاکرے سے منع کیا اس آیت کی شان نزول مجاہد سے
یون مروی ہے کہا کہ ایک شخص ایک کے یہان مہمان ہوا اُس نے اسکی ضیافت نہ کی سو اس پر یہہ آیت نازل ہوئی
مقاتل نے کہا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حق مین زبان درازی کرنے لگا
ابو بکر رضی اللہ عنہ چند بار اس سے خاموش رہے بعد اُسکو جواب دینے لگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کھڑے
ہوے ابو بکر رضی اللہ عنہ عرض کئے یا رسول اللہ وہ شخص مجھکو بد بولا تو آپ اسکو کچھ نہین فرمائے جب مَین اسکو جواب دینے
لگا تو آپ برخاست ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے فرشتہ تمہاری طرف سے اسکو جواب دیتا تھا جب
تم اسکے جواب مین آئے فرشتہ چلا گیا اور شیطان موجود ہوا اس لئے مین اُٹھ گیا اسی پر یہہ آیت نازل ہوئی
اس حدیث کو ابو داود نے سعید بن المسیب سے مرسل روایت کی ہے اور دوسری طریق سے سعید ابن ابی سعید
وہ ابی ہریرہ سے موصول روایت کی ہے لیکن اُس نے اس موصول حدیث کا لفظ ذکر نہین کیا امام احمد نے
ابو ہریرہ کی حدیث کو سعید بن ابی سعید کی طریق سے مطول روایت کی ہے بیہقی اسکو ابو سعید الخدری رضی اللہ
عنہ سے بھی روایت کی ہے لیکن یہہ آیت اس قصہ مین نازل ہوئی کرکے ان روایتون مین مذکور نہین معلوم
کیجئے اللہ دوست نہین رکھتا کرکے جو فرمایا ہے سو محبت کی معنی دل کو محبوب چیز کی طرف میل دینا محبوب نہین
رکھتا کرکے جب کہے تو غیر محبوب چیز کی طرف دل کو میل نہ دینا ہوا لیکن اطلاق اس معنی کا اللہ تعالی پر محال ہے

اِس لئے یہان عدم محبت کو عقاب سے کنایہ لیتے ہین یعنی اللہ عذاب دیتا ہی بُری بات کے پکارنے والے کو جہر کے
معنی بات بلند آواز سے کرنا یعنی بُری بات پکار کے کرنا اللہ کو خوش نہین آتا معلوم کیجئے بُری بات کو پکار کے کرنا
اللہ تعالی کو جیسا خوش نہین آتا ویسا ہی بُری بات آہستہ کرنا بھی اللہ کو خوش نہین آتا اور جیسی بُری بات نا پسند
ہے بُرا فعل بھی اُسکے ناپسند ہی لیکن یہان اس جہر اور قول سے جو قید لگایا اس کا وجہ یہہ ہے یہہ آیت جس مقدمہ مین نازل
ہوئی تھی وہان قول کی جہر کی صورت تھی اس لئے اسکے ساتھ قید کیا اِلَّا مَن ظُلِمَ یہہ استثنا کونسی قسم سے ہے اسمین اختلاف ہے
بعضون نے کہا یہہ استثنا متصل ہے اسوجہ پر مستثنی مین مضاف کی تقدیر کرنا اس طور پر لایحب اللہ الجھر بالسوء من القول
الا جھر من ظلم یعنی مگر پکارنا اس کا کہ جسپر ظلم ہوا ہے سو مضاف کو حذف کرکے مضاف الیہ کو اُسکے قایم مقام کیا یا مستثنی
منہ مین تاویل کرنا اس تاویل مین دو وجہ مین پہلی وجہ الجھر جو مصدر ہے اسم فاعل کے قایم مقام ہے اس کی تقدیر
لایحب اللہ الجاھر آہ یعنی اللہ دوست نہین رکھتا بُری بات پکار کے کرنیوالے کو دوسری وجہ الجھر مصدر ہی ہے
لیکن اسکا فاعل محذوف ہے تقدیر یون ہے لایحب اللہ الجھر بالسوء من القول من احد الا من ظلم یعنی اللہ دوست نہین رکھتا
بُری بات پکار کے کرنا کسی سے مگر مظلوم سے سو اسوجہ پر بالسوء مفعول ہوگا الجھر کا من القول حال پڑا ہے بالسوء کا
من احد فاعل ہے الجھر کا مصدر کے فاعل کو حذف کرنا جایز ہے اور الا من ظلم اسی فاعل سے استثنا ہی اسوجہ پر اُسکو
مستثنی مفرغ نہ کہینگے کیا واسطے مصدر کا فاعل جایز الحذف ہے سو وہ محذوف حکم مین مذکور کے ہوا یہہ ترکیب سیبویہ
وغیرہ کے قول پر ہوگی جو کہتے ہین مصدر معروف باَلْ ہو تو عمل کرتا ہے بعضے کہتے ہین یہہ استثنا منقطع ہے
الا من ظلم کی معنی لکن المظلوم لہ ان یجھر بظلامتہ یعنی لیکن مظلوم کو اپنے مظلمے پر پکارنا پہنچتا ہے مظلوم جہر کرنا جو فرمایا
اس سے کیا مراد ہے سو مفسرون کو اختلاف ہی ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
کئے ہین انھون نے لایحب اللہ الجھر بالسوء من القول کی تفسیر مین کہا ایک شخص کا ایک کو بد دعا کرنا اسکو اللہ تعالی دوست
نہین رکھتا مگر مظلوم کو اللہ تعالی نے رخصت دی کہ اپنے ظالم کو بد دعا کرے اگر صبر کیا تو بہتر ہے حسن بصری کہے ہے
ایک شخص ایک پر ظلم کیا اسکو بد دعا کرنا لیکن ایسا کہنا یا اللہ اس پر مجھکو اعانت کر میرا حق اس سے ولوا دے اُسکے اور اُسکے
کام کے درمیان تو آڑا ہو یا اور کچھ اسکے مانند کہے مجاہد نے کہا وہ ایک شخص ہے کہ ایک کے یہان جہان آتا ہی میزبان اُسکی
ضیافت اچھی نہین کرتا ہو وہان سے نکلے بعد میزبان میری ضیافت اچھی نہین کیا کرکے کہنا جہان کو پہنچتا ہی فقہا کہتے ہین کہ ظلم

بُری بات کرنا اُنکے پوشیدہ احوال اور اُنکے عیب کو ظاہر کرنا جایز نہین لیکن مظلوم اپنے پر بیتا سو ظلم ظاہر کرنا
اور فلانا میری چیز چرایا یا میرا اسباب اُٹھا کرکے کہنا اور حاکم کے پاس فریاد کرنا جایز ہے اگر کوئی گالی دیا تو پھر اُسکے
گالی دینا جایز ہے اس سے بڑھکے بولنا مثلاً اُسکے باپ دادا کو گالی دینا جایز نہین اُسکے ظلم کی مقدار اسکو بددعا کرنا
بھی پہنچتا ہے اس سے بڑھکے بددعا کرنا مثلاً اُسکا گھرانہ ویران ہو کرکے بددعا کرنا جایز نہین کچھ نہ کہکے سکوت کرنا اور اُسکے
ظلم کو سہنا افضل ہے امام احمد اور ابو داود اور نسائی عطاء بن ابی رباح سے روایت کیئے ہین کہ عایشہ رضی اللہ عنہا کہی میری
کوئی چیز چوری گئی سو چور کو مین بددعا دینے لگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے لا تُسَبِّخِي عنه یعنی بددعا کرکے
اُسکی گناہ کی تخفیف مت کر احمد کی روایت مین ہے کہ انکا کپڑا چوری گیا تھا کرکے آیا ہے نسائی کی روایت مین ہے ملحفہ یعنی
چادر چوری گئی تھی احمد کی ایک روایت مین جسکو ابراہیم النخعی سے روایت کی ہے آیا ہے کہ عایشہ رضی اللہ عنہا کہی میرا مخنفہ
چوری گیا اور لا تسبخي عنه کے بعد یہہ بھی زیادہ کی ہے دعیه بذنبه یعنی اُسکو اُسکے گناہ پر ہی چھوڑ دے اُسکی سند منقطع
ہے کیا واسطے ابراہیم النخعی عایشہ رضی اللہ عنہا سے نہین سنا مخنفہ خا معجمہ سے نون کے بعد فا ہے کتان کا موٹا کپڑا ہوتا
ہے تسبخي سین مہملہ سے اُسکے بعد با موحدہ ہے اُسکے بعد خا معجمہ ہے واحد مونث حاضر کے مضارع کا صیغہ ہے باب تفعیل سے
اسکی معنی تخفیف کی ہے ترمذی نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جس نے
اپنے پر ظلم کرنے والیکو بددعا کی تو اُس نے اپنا بدلا لیا ترمذی نے کہا اسکی سند مین میمون الاعور ہے لوگ اسمین کلام کرتے
ہین یعنی وہ ضعیف ہے وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيعًا عَلِيمًا اور اللہ ہے سُنتا جانتا یعنی ظالم اور مظلوم جو کہتے ہین وہ سب اللہ
سُنتا ہے اور دل کے بھیدون کو جانتا ہے ہر ایک کو اُسکے لایق کی جزا دیگا اس جملہ مین وعدہ اور وعید دونون ہین

إِنْ تُبْدُوا خَيْرًا أَوْ تُخْفُوهُ أَوْ تَعْفُوا عَنْ سُوءٍ فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيرًا ۝ اگر تم ظاہر کرو
کچھ بھلائی یا اس کو چھپاؤ یا معاف کرو بُرائی کو تو مقرر اللہ بھی ہے معاف کرنے والا مقدور رکھتا خیر سے طاعتین اور
نیک اعمال جیسے روزہ صدقہ ضیافت صلہ رحم وغیرہ مراد ہین اُسکو ظاہر کرو یعنی علانیہ کرو یا اخفا کرو یعنی
پوشیدہ کرو یا بُرائی کو معاف کرو یعنی بُرا کام کہ جسکے کرنے سے تمکو اُسکا مواخذہ پہنچتا ہے درگذر کرو بعضون نے کہا یعنی یون
ہین اگر تم بُرائی کے بدلے بھلائی ظاہر کروگے یا بھلائی ظاہر نہ کرکے اُسکو مخفی رکھینگے بعضے کہتے ہین خیر کو ظاہر کرنے سے
حسنہ کو عمل مین لانا اسکو مخفی کرنے سے اسکا قصد کرنا لیکن عمل مین نہ لانا مراد ہے بعضے کہتے ہین خیر سے مال مراد ہے

معنی یون ہوا اگر تم صدقہ علانیہ فقرا کو دینگے یا اخفا کرینگے یعنی مخفی خیرات کروگے یا مظالم کو عفو کروگے امام رازی
نے کہا خیرات کے مقاصد باوجود کثرت کے دو امر مین محصور ہین ایک حق تعالی کے ساتھ نیت صادق رکھنا دوسرا
خلق کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آنا خلق سے جو امر تعلق رکھتا ہو وہ بھی دو امر مین محصور ہے ایک تو انکو نفع پہنچانا
یا اون سے ضرر کو دفع کرنا ان تبدوا خیرا او تخفوہ مین نفع پہنچانیکی طرف اشارہ ہو او تعفوا عن سوء مین ضرر دفع
کرنیکی طرف اشارہ ہو ان دونون جملون مین خیر کے تمام اقسام داخل ہوے انتہی پھر اللہ تعالی نے اسی شرط مرتب
کرکے فرمایا فان اللہ کان عفوا قدیرا یعنی اللہ تعالی انتقام لینے کی باوجود قدرت کاملہ رہنیکے گناہ گارون کے
گناہ سے ہمیشہ درگذرتا ہی سو تم بھی اسی کے آئین پر چلنا لوگون کی تقصیرون سے درگذرنا اولی اور افضل ہے
تا اللہ تعالی تمہارے قصورون سے قیامت کے دن درگذرے اوپر کی آیت مین مظلوم کو داد چاہنے کی اجازت دی
اس آیت مین مکارم اخلاق پر کار فرما کے ظالم سے درگذرنے اور عفو کرنے کی ترغیب دی بعضون نے ان جملے
کی تفسیر مین یون کہا اللہ تعالی عفو کرتا ہی یعنے جو لوگ تقصیرون کو معاف کرتے ہین انکو ثواب پہنچانے کی
قدرت اللہ تعالی رکھتا ہے معلوم کیجئے شرط کا جملہ تین امر پر مشتمل ہے ایک نیکی علانیہ کرنا دوسرا نیکی پوشیدہ
کرنا تیسرا برائی کو معاف کرنا اسکے جواب مین جملہ جو مذکور ہوا اسمین فقط تیسرے امر کی جزا بیان کیا اوپر کے
دو امر کی جزا کو ذکر نہین کیا کیا واسطے یہان مقصود بالذات یہہ امر تھا اوپر کے دو امر جو تھے فقط توطیہ اور
تمہید کیواسطے تھے اس لیئے انکو ذکر نہین کیا اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ مقرر جو لوگ
منکر ہوتے ہین اللہ سے اور اسکے پیغمبرون سے بعضے مفسرین کہتے ہین یہہ آیت یہود کی شان مین نازل ہوئی وہ موسی علیہ السلام
اور توریت پر ایمان لائے عیسی علیہ السلام اور انجیل اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن سے منکر ہوے قتادہ نے کہا یہہ آیت یہود
اور نصاری دونون کی شان مین نازل ہوئی یہود موسی علیہ السلام پر ایمان لائے عیسی اور محمد علیہما الصلوۃ والسلام سے
منکر ہوے نصاری موسی اور عیسی علیہما الصلوۃ والسلام پر ایمان لائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کافر ہوے وَيُرِيْدُوْنَ
اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ اور چاہتے ہین کہ تفرقہ کرین اللہ مین اور اسکے رسولون مین یعنی وہ لوگ
اللہ پر ایمان لانے مین اور پیغمبرون پر ایمان لانے مین فرق نکالتے ہین اللہ پر ایمان لاتے ہین اور اسکے رسولون
پر ایمان نہین لاتے ہین وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ اور کہتے ہین ہم مانتے ہین بعضکو

اور نہین مانتے بعضون کو وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ اور چاہتے ہین کہ پکڑین
اسکے بیچمین ایک راہ یعنی وہ اپنے لئے ایک دین اور مذہب ٹھہرانا چاہتے ہین جو واسطہ ہو ایمان اور کفر کے درمیان
یہہ دین وہی جو بعضے پیغمبرون پر ایمان لانا اور بعضون سے منکر ہونا ہے اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا
ایسے لوگ وہی ہین کافر سچے یعنی یہہ صفت جس مین ہو اوسکا کافر ہونا یقینی ہے اُنکے کفر کی تاکید کیلئے اسکو بولا
تو کوئی یہہ نہ سمجھے کہ بعضے پیغمبرون پر ایمان لانے والیکو کافر نہ کہینگے معلوم کیجئے بعضے پیغمبرون سے منکر ہوا تو
سارے پیغمبرون سے منکر ہوا کیا واسطے بعضے پیغمبرون کی نبوت پر دلالت کرنے والی چیز معجزہ ہے نبوت کی دلیل جب معجزہ
ہو تو لازم آیا کہ معجزہ جس سے صادر ہو وہ نبی ہے سارے انبیا سے معجزے صادر ہوے وہ سب نبی ہوے تو اُن سب پر
ایمان لانا لازم ہوا جب کوئی شخص معجزہ دیکھا اور نبوت کی تصدیق نہین کیا تو اسکے پاس معجزہ دلیل نرہا جب
معجزات دلیل نرہے تو سارے انبیا سے کافر ہونا لازم آیا اس سے ثابت ہوا کہ ایک نبی کی بھی نبوت کو قبول نکرے تو
سارے انبیا سے کافر ہونا اسکو لازم ہوتا ہے حقًّا مفعول مطلق ہے اوپر کے جملہ کے مضمون کو تاکید کرتا ہے اُسکا فعل محذوف
ہے اسکی تقدیر مثلاً اُحِقُّ ذٰلک حقًّا ہے اسکو مصدر محذوف کی نعت ڈالین تو بھی صحیح ہے اسکی تقدیر ہم الکٰفرون
کفرًا حقًّا یا اخبر بذلک اخبارًا حقًّا ہو گی لیکن واحدی نے کہا یہہ تقدیر صحیح نہین کیا واسطے کفر کسی وجہ سے حق نہوگا اس
اعتراض کا جواب یون کہے ہین حق سے یہان وہ حق جو مقابلے مین باطل کے ہے مراد نہین بلکہ اسکی معنی کامل اور ثابت
کی ہے یعنی وہ کفر مین کامل و ثابت ہین یعنی انکے کفر مین کچھ شک نہین ہم نے اسی لحاظ سے حقًّا کا ترجمہ سچے سے
کیا وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ اور ہمنے تیار رکھی ہے منکرون کے واسطے ذلت کی مار وَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ اور جو لوگ یقین لائے اللہ پر اور اُسکے رسولون پر یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی تصدیق
کئے اور سارے پیغمبرون کی رسالت کو قبول کئے اور وہ اللہ تعالیٰ کے یہان سے جو جو لائے سو حق کر کے مانے وَلَمْ
يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اور تفرقہ نہ کیا کسیکو اُنمین یعنی پیغمبرونپر ایمان لانے مین کسیکو جدا نکیا بلکہ جتنے
پیغمبر ہین سب پر ایمان لایا معلوم کیجئے بین کا لفظ مضاف نہین ہوتا مگر اُسی کی طرف جسمین تعدد ہو اور تفریق بھی
پائے نہین جاتی مگر دو مین یا دو سے زیادہ مین یہان بین کے لفظ کو اَحَدٍ کی طرف مضاف کیا سو اسکی توجیہ یہہ ہے احدٍ
کا لفظ نکرہ ہے نفی کی سیاق مین آیا ہے نکرہ سیاق نفی مین جب آتا ہے تو عموم پر دلالت کرتا ہے احد کا لفظ

عموم پر دلالت کرنے سے بَیْنَ کی اضافت اُسکی طرف صحیح ہوئی زمخشری اور بیضاوی ایسا ہی کہے امام رازی نے کہا اَحَدْ کے لفظ مین واحد اور جمع مذکر اور مؤنث سب برابر ہین کیا واسطے احد سے استثنا کرنا صحیح ہے اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ سو یہہ اس سے معلوم ہوا کہ احد مین تعدد بھی ہوتا ہے تو اضافت صحیح ہوئی تفریق پاے گئی دونون توجیہ پر وَلَمْ یُفَرِّقُوا بَیْنَ اَحَدٍ کی تقدیر یون ہوگی لم یفرقوا بین اثنین منہم او بین جماعۃ یعنی تفرقہ نہین کئے اُن سے دو مین یا جماعت مین اُولٰٓئِكَ سَوْفَ یُؤْتِیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وہ لوگ کو دیگا اُنکو اُنکے ثواب یعنی جنکی یہہ صفت ہو اُنکو اللہ تعالےٰ قیامت مین ثواب دیگا سوف کے لفظ کو یؤتیہم پر جو لایا سو وعدے کی تاکید اور تحقیق کیواسطے ہے یعنی انکو اجر دینا یقینی ہے اگرچہ اُسکے وقوع مین کچھ ڈھیل ہو یؤتیہم کو عاصم نے حفص کی روایت مین اور یعقوب قاری کی روایت مین یاء تحتانیہ سے غائب کے صیغہ پر قرأت کئے ہین اسکی ضمیر لفظ اللہ کی طرف پھرتی ہے ہمارا ترجمہ اسی قرأت پر ہے باقی کے قرا اسکو نؤتیہم نون سے تعظیم کے لئے متکلم کے صیغہ پر قرأت کئے ہین اس قرأت پر ترجمہ یون ہوگا شتابی ہم دینگے اُنکو اُنکی مزدوری وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان اس جملہ مین یہود و نصاریٰ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانیکی ترغیب ہے کیا واسطے اللہ تعالیٰ ایمان لانے والے کو ثواب دینے کا وعدہ کیا بعدہ خبر دیا کہ اللہ تعالیٰ غفور ہے گناہون سے درگذرتا ہے اور بخشتا ہے اور بندون پر رحم کرتا ہے اے یہود و نصاریٰ تم بھی اُن پر ایمان لاؤ گے تو کفر کی حالت مین گناہ جو تم سے صادر ہوے ہین بخشیگا معلوم کیجئے اللہ تعالےٰ کے مومن کو بخشنے اور اُسکے ایمان کو احباط نکرنے پر اس آیت مین دلیل ہے کیا واسطے اللہ پر اور اُسکے رسول پر ایمان لانے والیکو اس آیت مین اجر دینیکا وعدہ یا یہہ اجر دینا مجرد ایمان پر ہے یا اُسکے ساتھ اعمال بھی ضم ہوا چاہئے اگر اعمال بھی ضم ہونا درکار ہے تو اس آیت مین ایمان لانیکی ترغیب نہین ہوتی معلوم ہوا کہ اجر دینا مجرد ایمان پر ہے تو ثابت ہوا ایمان کو احباط نہین کرتا یا تو گناہون کو عفو کریگا یا گناہ کے بدل دوزخ مین داخل کرکے بعدہ وہان سے نکال کر بہشت مین داخل کریگا یَسْئَلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَیْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰۤى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ تجھ سے درخواست کرتے ہین کتاب والے کہ اُنپر اُتار لاوے کتاب آسمان سے سو مقرر مانگ چکے ہین موسیٰ سے اس سے بڑی چیز یہہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے یعنی اے محمد اہل کتاب یعنے یہود آسمان سے کتاب اتار لانیکی درخواست تیرے سے کرتے ہین مفسرین کہتے ہین یہودیون سے کعب بن الاشرف اور فنحاص بن عازورا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہے اگر تم نبی ہو تو موسیٰ علیہ السلام توریت کے

موسیٰ کی گستاخی کی

تختیون کو لکھا جیسے لائے تھے تم بھی ویسی ہی کتاب لکھا آسمان سے لاؤ بعضے کہتے ہین آسمان سے اپنے نامون کے خطوط
آنیکا سوال کئے بعضون نے کہا ہے مخصوص کتاب اپنے لئے آنیکی درخواست کئے فقد سألوا مین فا جوہے یا شرط مقدر کی جواب ہے
گویا تقدیر یون ہے ان استکبرت ما سالوہ منک فقد سالوا موسیٰ اکبر من ذلک یعنی وہ تیرے سے یہہ سوال جو کئے ہین اگر تو اسکو
برا سمجھتا ہے تو وہ یہود موسیٰ سے اس سے بڑی بات کی درخواست کئے ہین یا عاطفہ ہے ایک محذوف جملہ پر اسکی تقدیر گویا
یون ہے لاتبال یا محمد بسؤالہم فانہا عادتہم فقد سألوا موسیٰ اکبر من ذلک یعنی ای محمد انکے سوال سے تو کچھ پروا مت کر کیا واسطے
ایسے باتون کی درخواست کرنا یہود کی عادت ہے سو وہ موسیٰ سے اس سے بڑی بات کا سوال کئے ہین اس آیت مین اللہ تعالیٰ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتا ہے یہود کو توبیخ کرتا ہے کہ انکا سوال اللہ تعالیٰ کے رسول سے عناد کی راہ ہے فَقَالُوا
اَرِنَا اللّٰہَ جَہْرَۃً پھر کہے ہمین دکھا دے اللہ کو سامھنے مفسرین کہتے ہین بنی اسرائیل کے ستر شخص جو موسیٰ علیہ السلام کے
ساتھ طور سینا کو گئے تھے وہ موسیٰ سے وہان یہہ سوال کئے اس کا قصہ چوتھے ورود مین مذکور ہوا بعضون نے کہا بنی اسرائیل
کے دس ہزار شخص یہہ سوال کئے پہلا قول ہی صحیح ہے معلوم کیجئے اللہ کو دکھانیکا سوال یہہ یہود جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانہ مین تھے نہین کئے بلکہ انکے اسلاف جو موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ مین تھے کئے پھر اس سوال کے اسناد ان
یہود کی طرف کیا واسطے کیا یہہ یہود عناد اور سرکشی مین اپنے بزرگون کے طریقہ پر تھے انکا یہہ سوال انکے پسند تھا سو گویا
یہی لوگ وہ سوال کئے جہرۃ کا لفظ اصل مین جہرت کا مصدر ہے اسکی معنی بات پکار کے کرنا بعد اسکو معاینہ مین
اور روبرو دیکھنے کی معنی مین استعارہ کی طور پر استعمال کئے اسکو ذکر کیا سو تاکید کیو اسطے ہے تا یہہ نہ سمجھین کہ رویت
سے علم مراد ہے فَاَخَذَتْہُمُ الصَّاعِقَۃُ بِظُلْمِہِمْ پھر پکڑا انکو بجلی نے انکے گناہ پر یعنی وہ لوگ بیجا سوال کرنے
سے انکو گاج مارا صاعقہ کی معنی لغت مین موت اور ہلاک کرنے والا عذاب ور عد کا ہولناک آواز اور ابر کو چلانے
فرشتے کے ہاتھ مین کا تازیانہ کہ جسکو لگے اسکو جلا دیتا ہے اور آتش جو گرجات ہو کے آسمان پر سے گرتی ہے یہہ سب معانی یہان
مربوط ہوتے ہین لیکن یہان کونسی معنی مراد ہے اسمین مفسرون کو اختلاف ہے بعضون نے کہا صاعقہ سے موت مراد ہے
ابن الخازن الزین البغدادی نے کہا یہہ قول ضعیف ہے کیا واسطے سورۂ بقرہ مین فرمایا ہے فاخذتکم الصاعقۃ وانتم تنظرون
سو انتم تنظرون کا جملہ صاعقہ سے موت کا ارادہ نہ کرنیکا قرینہ ہے کیا واسطے موت کی طرف نظر کرنا غیر متصور ہے
بندۂ عاصی کہتا ہے یہہ اعتراض ضعیف ہے کیا واسطے موت کو دیکھنے سے مراد ایک دوسرے کی موت کی حالت دیکھنی اور

اُسکی موت سے واقف ہو نامراد ہے بعضون نے کہا اُنکی موت کا سبب صاعقہ تھا یعنی آتش تھی آسمان پر سے آکے انکو جلادی
یا بجلی کی کڑکڑاہٹ سے وہ موئے بندہ عاصی کہتا ہے ان دو قول مین جمع ممکن ہے کیا واسطے اُن پر بجلی کڑکڑا کر گری
اور صاعقہ ۱۲ آواز و شور ۱۲
اُسکی آگ سے ایک کے بعد ایک موا معلوم کیجئے وہ لوگ تعنت اور عناد کی راہ سے محال چیز کی طلب کئے اور موسیٰ
علیہ السلام سے اسکا سوال کئے وہ ایسا سمجھے کہ اللہ تعالیٰ دوسرے اجسام کے مانند ہے اجسام کو جس صفت سے دیکھتے ہین لیسا
اُس سبحانہ و تعالیٰ کو دیکھنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کو بغیر دیکھے موسیٰ علیہ السلام کے قول کو نہ مانینگے کرکے ہٹ کئے سو ان چیزون
کے دیکھنے وہ عذاب کے مستحق ہوئے اس لئے اللہ تعالیٰ اُنپر عذاب نازل کیا پھر ایک رات اور ایک دن تمام انکی لاش سڑتے
پڑے تھے موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے الحاح و زاری کرنے سے پھر اللہ تعالیٰ نے انکو زندہ کیا معلوم کیجئے اِس آیت سے مومنان
اللہ تعالیٰ کو دار الآخرت مین نہ دیکھنے پر معتزلہ دلیل جو لیتے ہین تمام نہین ہوتی کیا واسطے یہہ دنیوی احکام مین آخرت کے
احوال کو اس پر قیاس کرنا صحیح نہین یاد رکھئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہود کو اول ہی معجزہ بتلا دئے تھے حضرت کی سچائی
بہت چیزون سے یہود کے پاس ثابت ہو چکی تھی اس پر آسمان سے کتاب اُترنیکا سوال وہ جو کئے محض تعنت اور عناد
کی راہ سے تھا استرشاد اور انقیاد کیواسطے نہین تھا پھر جو شخص تعنت اور عناد کی راہ سے معجزہ طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ
اسکو معجزہ نہین بتلاتا استرشاد کیواسطے سوال کرتا ہے تو اسکی خواہش کے موافق معجزہ بتلاتا ہے تعنت کے ارادے
سے سوال کرنے والیکو معجزہ نہ بتلانا نبوت مین قدح نہین کرتا یہود و نصاریٰ اُنکی خواہش کے مطابق معجزہ نہ بتلانے
سے نبوت مین قدح کرین اور کہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معجزہ بتلانے کی قدرت نہین تھی تو اُنکے اس اعتراض کے
جواب کی طرف اللہ تعالیٰ نے اِس آیت مین اشارہ کیا جواب کا حاصل یہہ ہے موسیٰ علیہ السلام کی نبوت یہود و نصاریٰ
کے پاس ثابت ہے لیکن قوم نے اللہ کو سامنے بتانے سوال کیا تو موسیٰ علیہ السلام نہین بتلائے یہہ نہ بتلانا نبوت مین
قدح کرتا ہے تو چاہئے تم موسیٰ علیہ السلام کی نبوت مین بھی قدح کرو اُنکی نبوت مین اس سے قدح نہ کرکر دوسرونکی
نبوت مین قدح کرنا بیجا ہے عیسیٰ علیہ السلام سے بھی یہود تعنت کی راہ سے معجزہ بتلاوکر کر سوال کئے ہین تو عیسیٰ کا انکو معجزہ
نہ بتلانا نصاریٰ کی کتب مقدسہ سے ثابت ہوا ہے متیٰ کی انجیل کے ستائیسوین باب کے ۲۹ وین سطر مین جسکو ہنری مارتین
قسیس نے زبان ریختہ مین ترجمہ کی ہے سنہ ۱۸۱۹ عیسوی مین وہ ترجمہ چھاپا گیا سو اسمین مرقوم ہے اور وہ جو ادھر سے گذرتے تھے
اپنے دھن کے لسے یعنی عیسیٰ کو ملامت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ تو جو ہیکل کا ڈھانے والا اور تین دن مین پھر

بنا کرنے والا ہے اپنے تئین بچا ۴۳ وین سطر مین مرقوم ہے کہ اسی طرح سے سردار کاہنون نے کاتبون اور مشایخ کے
ساتھ ملکے تمسخر سے کہا کہ اورون کو بچایا اپنے تئین بچا نہین سکتا اگر وہ اسرائیل کا بادشاہ ہے تو اب صلیب پر سے
اُتر آوے اور ہم اُسکے معتقد ہونگے انتہی معلوم کیجئے یہہ لوگ عیسیٰ کو صلیب پر سے اتر آنیکا معجزہ طلب کرتے تو عیسیٰ
نے انکو وہ معجزہ نہ بتلایا مرقس کی انجیل کے آٹھوین باب کی ۱۱وین سطر مین ہے تب فریسی نکلے اور اُسکے امتحان کیلئے کوئی
آسمانی معجزہ طلب کرکے اُس سے مباحثہ کرنے لگے اُسنے یعنی عیسیٰ نے آہ سرد بھر کے کہا اس عہد کے لوگ معجزہ طلب کرتے ہین
مین تم سے سچ کہتا ہون کہ اس عصر کے لوگون کو معجزہ دکھایا نہ جائیگا انتہی الغرض نصاریٰ جسکو انجیل کہتے ہین اُسمین بھی
معجزہ طلب کرنے والون کو عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ نہ بتلانا ثابت ہے اُسکے نہ بتلانے سے نبوت مین خلل ہو تو مسیح کے
منکر ہونا انکو ضرور ہے ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ پھر پکڑے بچھڑے کو نشانیان
پہنچے پیچھے یہہ بھی یہود کی جہالت اور شرارت کا بیان ہے وہ یہہ معجزہ جو طلب کرتے ہین محض شرارت کی راہ سے ہے کتاب آسمانی
پر سے اتری تو بھی ایمان نہ لاوینگے موسیٰ علیہ السلام کے معجزے دیکھتے پر جب موسیٰ اللہ تعالیٰ کے وعدے پر گئے تو یہہ لوگ
گائی کے بچھڑے کو معبود بنا اسکا پوجا کرنا پکڑے یہہ قصہ بھی چوتھے درد مین مذکور ہوا ثُمَّ کا لفظ اکثر اصولیون اور نحویون کے
پاس حکم کی شرکت اور ترتیب اور مہلت کیواسطے موضوع ہے لیکن کبھی حکم کی ترتیب کے واسطے نہین آتا بلکہ اخبار کی ترتیب کے
واسطے آتا ہے یہان ثم کا لفظ جو آیا ہے اخبار کی ترتیب کے واسطے ہے کیا واسطے یہود کا گوسالہ کو معبود ٹھہرانا اللہ تعالیٰ کے
معاینہ کے سوال سے آگے تھا البینات یعنی واضح دلایل اور معجزے جو موسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور سچائی پر دلالت
کرتے ہین جیسے عصا اور ید بیضا اور دریا چیرے جانا اسکے سوا اور بھی معجزے جو دیکھے بینات سے توریت مراد نہین کیا واسطے
گوسالہ کی پرستش کرتے وقت توریت نازل نہین ہوئی تھی فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ سو ہم درگذرے اُس سے یعنے یہہ
گناہ بھی معاف کیا کیا واسطے بچھڑے کو معبود بنانا بہت بھاری گناہ تھی اُسکے بدلے مین اُن سبکو ستیاناس کرنیکا
اور اُنکی بیخ و بنیاد باقی نہ رکھنے کا تھا لیکن وہ تقصیر ہم معاف کیئے انکا توبہ قبول کئے معلوم کیجئے اس جملہ مین اللہ تعالیٰ
یہود کو توبہ کرنیکی ترغیب دیتا ہے اور فرماتا ہے تمھارے بزرگ گوسالے کی پرستش کئے بعد جب توبہ کئے تو اللہ تعالیٰ اُنکے
توبہ کو قبول کیا تم بھی توبہ کرو تمھاری گناہ بھی معاف ہوگی وَاٰتَيْنَا مُوسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ اور دیئے ہم
موسیٰ کو غلبہ ظاہر یعنی گوسالہ کی پرستش کرنے والون پر موسیٰ کو ہم تسلط کئے اور کمال غلبہ دئے کہ جسکے سبب سے اُنکے

موسیٰ مار لینے کا امر کئے تو قوم نے اس کو مان لی انکے ستر ہزار آدمی ایک دن مین مارے گئے یا اس جملہ کی معنی
یون ہے موسیٰ کی قوم نے اگرچہ موسیٰ کے ساتھ عناد اور تعنت کرنے مین مبالغہ کی لیکن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو نصرت
اور تقویت دیا کہ جس سے موسیٰ کا کام نمود مین آیا انکے دشمن اور ان سے عناد کرنے والے پامال ہوئے سو اس جملہ
مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت ہے کہ یہود وغیرہ جو تیرے سے عناد رکھتے ہین اس سے تو دلگیر مت ہو عنقریب
ہم تجھکو انپر غلبہ دینگے انکو خوار و ذلیل کرینگے اب اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے دوسرے اعتدالیون کا بیان
شروع کیا اور فرمایا وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ اور ہم نے اٹھایا انپر طور ان سے عہد لینے مین اسکی
تفسیر مین دو وجہ ہین پہلی وجہ یہہ ہے توریت نازل ہوئی بعد بنی اسرائیل انکے احکام کو قبول کرنے سے
اڑے تب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کو اٹھا کر انکے سرو نپر کھڑا کیا اور بولا توریت کے شرایع اور احکام کو قبول کرتے
ہین تو خوب ہے نہین تو اس پہاڑ کو تم پر ڈال کے سب کو چکنا چور کرتا ہون پھر بنی اسرائیل گھبرا کے احکام
کو قبول کئے اسوجہ پر آیت کی معنی یون ہونگی ہمنے انپر پہاڑ کو اٹھایا تا وہ قول قرار کرین اور دین کے احکام
کو مانین دوسری وجہ یہہ ہے کہ وہ لوگ عہد کئے تھے کہ اگر ہم دین سے پھر جانیکا قصد کرین تو اللہ تعالیٰ جس قسم
چاہے اس قسم کا عذاب دیوے بعد دین کے احکام کو ترک کرنیکا ارادہ کئے تب اللہ تعالیٰ پہاڑ لا کے انپر کھڑا کرنیکا
حکم کیا اس وجہ پر معنے یون ہونگے ہم انپر پہاڑ کو اٹھا لائے بسبب انکے میثاق کے جو کئے تھے انپر پہاڑ لانے کا قصد
پانچوین ورد مین مذکور ہوا معلوم کیجئے طور مطلق پہاڑ کو کہتے ہین اور مخصوص چند پہاڑ کا نام بھی طور ہے
از انجملہ ایک پہاڑ ایلہ کے نزدیک ہے اسکا نام طور ہے اسی پہاڑ کو طور سینا اور طور سینین کہتے ہین اور شام
کے ملک مین بھی ایک پہاڑ ہے اسکا نام بھی طور ہے بعضون نے کہا طور سینا اسی پہاڑ کا نام ہے اور قدس کے مسجد کے
داہنے طرف ایک پہاڑ ہے اس کا نام بھی طور سینا ہے اور اس مسجد کے قبلہ کی جہت مین ایک پہاڑ ہے اسکو بھی طور
کہتے ہین بعضون نے کہا ہارون علیہ السلام کی قبر اسی پہاڑ پر ہے اس جگہہ طور سے مراد وہ پہاڑ ہے کہ جسکے دامن مین
بنی اسرائیل اترے تھے بعضے سدی سے روایت مین آیا ہے کہ وہ فلسطین کا پہاڑ تھا وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ
سُجَّدًا اور ہمنے کہا انکو پیٹھو دروازہ مین سجدہ کرتے ہوئے یعنی سر جھکائے ہوئے عاجزی کے ساتھ سجدہ
اسکا خلاف کئے بیٹھ کے سرین گھستے گئے اس دروازہ سے شہر کا دروازہ مراد ہے وہ شہر بیت المقدس تھا

یا اریحا سو اختلاف پانچوین ورد مین مذکور ہوا اُس شہر سے بعضے بلقا اور بعضے رملہ اور بعضے اُردن اور بعضے فلسطین اور بعضے تدمر کہتے ہین مقاتل نے کہا وہ ایلیا ہے ابن کیسان نے کہا وہ شام ہے ابن الخازن نے تفسیر بقرہ مین کہا جو لوگ کہتے ہین اُس سے اریحا کا دروازہ مراد ہے تو انکے قول پر یہہ حکم یوشع علیہ السلام کے واسطے سے ہوگا کیا واسطے اریحا کا فتح یوشع علیہ السلام کے ہاتھ پر ہوا جو لوگ بیت المقدس کا دروازہ مراد لیتے ہین تو اُنکے قول پر یہہ حکم موسی علیہ السلام کیواسطے ہوا یعنی چالیس برس کے بعد تیہ سے نکلکے بیت المقدس مین تم داخل ہوگے تو اس حالت سے داخل ہو حافظ السیوطی نے جلالین مین کہا ہے پہاڑ اُن کے سرون پر آنکے جب کھڑا ہوا اسی حالت مین یہہ حکم اُنکو کہے شیخ سلیمان جمل نے حاشیہ مین کہا ہے یہہ قید یعنی پہاڑ اُنپر آکے کھڑا اسو وقت مین یہہ کہے سو سہو قلم ہے کیا واسطے قریئے کا فتح تیہ سے نکلے بعد ہوا ہے پہاڑ کو اُنکے سرون پر لاکے کھڑے کرنیکا قصہ تیہ مین داخل ہونے کے قبل توریت نازل ہوئی بعد تھا انتہی بندۂ عاصی کہتا ہے سیوطی کا یہہ قول سہو قلم نہین بلکہ ناصر الدین بیضاوی اور ابن الخازن اور خطیب الشربینی اور ابو السعود اپنے تفسیرون مین بھی سیوطی کے قول کے مطابق کہے ہین یہہ عہد بھی اُن سے اسی حالت مین لینے کو کوئی چیز مانع نہین شاید توریت کے احکام قبول کرنیکا عہد جب لیئے اسی وقت یہہ بات بھی اُنکو سنا دئے واللہ اعلم **وَقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوا فِي السَّبْتِ** اور ہمنے کہا اُنکو زیادتی نکرو ہفتہ کے دن یعنی بنی اسرائیل کو شنبہ کے دن کچھہ ظلم و تعدی یا دنیا کے معاملہ وغیرہ نکرنیکا حکم تھا سو وہ اس دن تعدی کئے اور گڑھے کھود کے مچھلیون کا شکار کئے اسکا قصہ چھٹوین ورد مین مذکور ہوا ناصر الدین البیضاوی نے کہا ان کا یہہ شکار کرنا داود علیہ السلام کے زمانہ مین تھا اور احتمال ہے کہ یہہ نہی داود علیہ السلام کیوقت ہوئی تھی یا موسی علیہ السلام کے وقت پہاڑ سر پر کھڑے کئے تھے تب ہوئی بندہ عاصی کہتا ہے ثانی قول ہی راجح ہے کیا واسطے شنبہ کی تعطیل موسی علیہ السلام کیوقت ہی ہوئی ہے واللہ اعلم تعدوا تا کی فتح اور عین کی سکون اور دال مخففہ کی ضم سے مضارع کا صیغہ عدو سے یہہ قرأت اہل کوفہ وغیرہ کی ہے اہل مدینہ تعدوا دال کی تشدید سے قرأت کرتے ہین کہتے ہین باب افتعال کے مضارع کا صیغہ ہے اعتدا سے اُسکا اصل تعتدوا تھا تا کو جو عین کلمہ تھا دال سے بدل کرکے دال کو دال مین ادغام کئے لیکن ان مین سے ورش تا کی حرکت عین کی طرف نقل کرکے عین کی فتح سے قرأت کرتا ہے قالون اور ابو جعفر تا کی

حرکت کو عین کی طرف نقل نہین کرتے بلکہ ساکن ہی رکھتے ہین معنی دونون قراءت کی ایک ہی ہے کیا واسطے کہ عدون
اور اعتداء دونون کی معنی ستم کرنا اور حد سے تجاوز کرنا ہے وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ اور ہمنے لیا
اُن سے عہد محکم یعنی توریت کے اوامر اور نواہی کے واسطے اللّٰہ تعالیٰ نے یہود سے نہایت مضبوط گاڑھا عہد لیا فَبِمَا
نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ پھر بسبب انکے عہد توڑنیکے فبما مین ما کو تاکید کیواسطے زیادہ کی ہے اور باسببیہ ہے اسکا
تعلق محذوف سے ہے وہ محذوف یا لعنّاہم ہے یا سخطنا علیہم ہے یا فعلنا بہم ما فعلنا اس کی تقدیر یون ہے فبسبب نقضہم
بمیثاقہم لعنّاہم اور سخطنا علیہم او فعلنا بہم ما فعلنا یعنی بسبب انکے عہد توڑنے کے ہم نے انکو لعنت کی یا انپر ناخوش ہوا
یا کیا ہمنے جو کیا معلوم کیجئے تقدیر لعنّا کی اولی ہے کیا واسطے اللہ تعالیٰ نے سورہ مائدہ مین لعنّاہم مصرح ذکر کیا ہے اور
فرمایا فبما نقضہم میثاقہم لعنّاہم زجاج کہتا ہے اس با کا تعلق حرّمنا علیہم طیبات احلت لہم سے ہے جو آیندہ مذکور
ہوتا ہے اور فبظلم من الذین ہادوا کا جملہ فبما نقضہم کا بدل ہے امام رازی نے کہا پہلا وجہ ہی اولی ہے کیا واسطے
فبما نقضہم کی آیت سے فبظلم کی آیت بہت دور پڑی ہے اس کو اسکا بدل ڈالنا بعید ہے اور بھی نقض عہد اور
اللہ کے آیات سے منکر ہونا اور انبیا کو قتل کرنا وغیرہ جو اسکے سیاق مین مذکور ہین نہایت سنگین گناہ ہین
انکے بدل سزا جو ملیگی سو بڑی سزا چاہئے عقوبت کیواسطے بعضے طیبات حرام ہونا خفیف سزا ہے اِن کبایر
کی سزا کو خفیف چیز سے متعلق کرنا مستحسن نہین انتہی وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اور انکے منکر ہونے پر اللہ
کی آیتون سے آیات سے انبیا علیہم السلام کے معجزے ہین جو انبیا کی تصدیق پر دال ہین آیات اللہ سے
قرآن مراد لیوین تو بھی صحیح ہے کیا واسطے اوپر مذکور ہوا کہ جو شخص ایک نبی کے معجزے کا منکر ہوا تو
وہ سارے انبیا کا منکر ہوا وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ اور انکے خون کرنے پر پیغمبرون کو ناحق
یعنی وہ انبیا اس قتل کے مستحق نہین تھے اور انکی نبوت انکے پاس دلایل سے ثابت ہو چکی تھی جیسے ذکریا
یحیٰی عیسیٰ وغیرہ علیہم الصلوٰۃ والسلام اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا سامان بھی مہیا کر چکے تھے سحر
کرکے زہر دیئے پتھر اوپر سے ڈالنے کی تجویز کئے جنگ کئے لیکن اللہ تعالیٰ نے انکے مکر سے اپنے حبیب صلے اللہ
علیہ وسلم کو بچایا وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ اور بسبب کہنے انکے ہمارے دل غلف ہین غلف یا جمع غلاف کی ہے
اصل غُلُفٌ تھا غین کے اور لام کے ضم سے لیکن تخفیف کیواسطے لام کو ساکن کئے غلاف پوشش کو کہتے ہین

جو شمشیر اور آئینہ وغیرہ پر ہوتی ہے شیشے کے ڈھکنے کو بھی غلاف کہتے ہیں اپنے دلوں کو شیشے سے کہ جس میں کچھ چیز رکھکر ڈھکنا لگاتے ہیں تشبیہ دیتے اسوجہ پر معنی یوں ہوگی ہمارے دل علم کے ظروف اور برتن ہیں ہمکو جو علم حاصل ہے اسکے سوائے دوسروں سے علم حاصل کرنیکی ہمکو احتیاج نہیں پھر اس گھمنڈ پر دوسرے انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کئے یا جمع اغلف کی ہے اسکی معنی غلاف سے پوشیدہ کیا ہوا یعنی ہمارے دلوں پر پردہ ہے محمد جو کہتے ہیں ہماری سمجھ میں نہیں آتا بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ کوئی نہیں پر اللہ نے مہر کی ہے انکے دلوں پر سو یقین نہیں لاتے مگر کم بل ایک کلمہ ہے کلام سابق سے اضراب کے واسطے اسکو لاتے ہیں یعنی پہلے کلام سے منہ پھیرنا اور دوسرے کلام کو ذکر کرنا یعنی وہ جو کہتے ہیں ہمارے دل غلف ہیں سو امر ایسا نہیں بلکہ انکے کفر کے سبب سے اللہ نے انکے دلوں پر مہر کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے انکے دلوں پر ایک حالت پیدا کی ہے کہ وہ انکو حق و باطل میں تمیز کرنیکو مانع ہوئی ہے بکفرہم میں با سببیہ ہے یا استعانت کا ہے قلیلا نعت ہے مصدر محذوف کا اسکی تقدیر فلا یومنون الا ایمانا قلیلا ہے یعنی ایمان نہیں لاتے مگر ایمان تھوڑا یا زمان محذوف کی نعت ہے اسکی تقدیر الا زمانا قلیلا ہے یعنی مگر تھوڑا زمانہ یا استثنا ہے علیہا کی ضمیر سے یعنی اللہ تعالیٰ نے ان سب کے دلوں پر مہر کی ہے مگر تھوڑے لوگ کہ جنکے دلوں پر مہر نہیں ہے وہ ایمان لائے ان تقدیروں کے اختلاف کے نظر کرتے قلیلا سے کیا مراد ہے سو اسمیں مفسروں کو اختلاف ہے بعضوں نے کہا تھوڑا ایمان لاتے ہیں یعنی موسیٰ علیہ السلام اور توریت پر ایمان لاتے ہیں دوسرے انبیا اور انکے کتب پر ایمان نہیں لاتے بعضوں نے کہا ان سے تھوڑے لوگ ایمان لاتے ہیں جیسے عبداللہ بن سلام ق

وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۝ اور بسبب انکے کفر کے اور مریم پر بڑا بہتان بولنے کے بکفرہم کا عطف یا فبما نقضہم پر ہے اس صورت میں بما نقضہم کے با کا تعلق جس سے ہے بکفرہم کے با کا تعلق بھی اسی سے ہے یا اسکا عطف اوپر کے بکفرہم پر ہے اسپر عطف لینے سے شی کو اسکے نفس پر عطف کرنا لازم نہیں آتا کیا واسطے اس کفر کا سبب ایک امر ہے اور اس کفر کا سبب ایک دوسرا امر ہے یہ کفر اللہ کی قدرت کو انکار کرنے کی جہت سے ہے جو بغیر باپ کے بچہ پیدا کرنیکی قدرت اللہ تعالیٰ کو نہیں ہے کرکر انکا عقیدہ تھا جس کا یہ عقیدہ ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا منکر ہوا جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کا منکر ہوا

کافر ہے یا یہہ بکفرہم اور اسکے معطوفات سب مجموع کا عطف ما قبل کے مجموع پر ہے سو کفر کو مکرر ذکر کیا سو
کفر کا انکار مکرر ہونیکی آگہی کے واسطے ہو گیا واسطے کہ وہ اول تو اللہ کے آیتون کے منکر ہوئے بعد عیسیٰ اور محمد
علیہما الصلوٰۃ والسلام کے منکر ہوئے مریم پر طوفان بولے سو اُس عصمت والی پاک بی بی کو زنا کی طرف نسبت کیئے اُسکو بہتان
عظیم کہا گیا واسطے عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کیوقت معجزہ اور روشن آیتون سے اُس بی بی کا دامن چھینا لیے سے
پاک ہونا ثابت ہوا وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ اور بسبب اس کہنے کے
کہ مقرر ہمنے مارا مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا یہود کا یہہ قول اُنکے کمال کفر پر دلالت کرتا ہے
کیا واسطے یہود عیسیٰ کو مارنے کا جب اقرار کیئے تو وہ اُنکے قتل کے راغب تھے نا اور قتل کے سامان پر کوشش کرنا ثابت
ہوا اللہ تعالیٰ کے رسول کو قتل کرنے کا راغب جو ہو وہ کافر ہے اسی نکتے کیواسطے اللہ تعالیٰ نے مسیح کا وصف رسول اللہ
سے کیا یہان ایک اشکال ہے اُسکی تقریر یون ہے کہ یہود عیسیٰ علیہ السلام کے منکر تھے انکو ولد الزنا ساحر اور کافر
کہتے تھے پھر رسول اللہ انکا مقولہ کیسا ہوگا اس کا جواب یہہ ہے وہ لوگ تمسخر کی راہ سے رسول اللہ کہے یا وہ
لوگ بد الفاظ اُنکے جناب مین بکے تھے سو اللہ تعالیٰ نے اُسکو بدلکے انکے نیک اوصاف کو ذکر کیا تا معلوم کرین
کہ عیسیٰ علیہ السلام کا مرتبہ بہت بلند ہو اور اللہ کے خاص بندون مین ہے اس تاویل پر انکا مقولہ عیسیٰ بن مریم
تک ہی ہوا وصف جو ذکر کیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ
اور نہ اسکو یعنی عیسیٰ کو مارے اور نہ سولی پر چڑھائے ولیکن اُنپر مشتبہ ہوا یعنی وہی صورت انکے آگے
بن گئی عیسیٰ کی شباہت دوسرے شخص پر پڑ گئی سو اس شخص کو مارا اور سولی پر چڑھایا عبد بن حمید اور نسائی
اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیئے ہین کہے اللہ تعالیٰ نے جب عیسیٰ علیہ السلام
کو آسمان پر لیجانے کا ارادہ کیا تو عیسیٰ گھر مین سے اپنے اصحاب کے پاس آئے اُنکے سر کے بالون سے پانی کے قطرے
ٹپکتے تھے اُس گھر مین عیسیٰ کے بارہ حواری بیٹھے تھے سو عیسیٰ انکو فرمائے تمہارے مین کا ایک شخص میرے پر ایمان لا نیکے
سو بارہ دفعہ میرے سے منکر ہوگا بعد کہے تمہارے مین کون شخص چاہتا ہو کہ میرے شبیہ ہووے اور میرے درعوض مارا جاوے
اور میرے ساتھ میرے مرتبہ مین رہے اُنمین کا ایک کم عمر جوان تھا اُٹھا اور بولا مین ہوتا ہون عیسیٰ اُسکو
کہے بیٹھ اور اُس کلام کا اعادہ کیئے وہی جوان اُٹھ کے کہا مین ہون عیسیٰ اسکو کہے بیٹھ اور اُس کلام کا

اعادہ کئے پھر وہی جو ان کھڑے ہو کے کہا مین ہون عیسیٰ کہے وہ تو ہی ہے پھر وہ شخص عیسیٰ کا شبیہ ہوا عیسیٰ
علیہ السلام کھڑے ہو کر ایک جھروکے مین سے نکل کے آسمان پر چلے گئے یہودیان عیسیٰ کو ڈھونڈتے آئے عیسیٰ
کا شبیہ جو ہوا تھا اُسکو قتل کئے اور سولی پر چڑہائے ان حواریون مین سے کسی نے عیسیٰ پر جو ایمان لایا تھا
بارہ دفعہ ان سے منکر ہوا عیسیٰ علیہ السلام کے تابعدار تین فرقہ ہوئے ایک فرقہ نے کہنے لگا خدا ہمارے پاس اپنا دل
چاہے تک تھا بعد آسمان پر چلا گیا اس فرقہ کو یعقوبیہ کہتے ہین ایک فرقہ نے کہا خدا کا بیٹا اپنا دل چاہے جتنے
تک ہمارے پاس رہا بعد اللہ نے اُسکو اپنے پاس بلا لیا اس فرقہ کو نسطوریہ کہتے ہین ایک فرقہ نے کہا اللہ
کا بندہ اور اسکا رسول ہمارے پاس تھا اللہ تعالیٰ اُسکو بلا لیا یہہ فرقہ مسلمان تھا سو دونون کافر فرقہ مسلمان
فرقہ پر غالب پڑے مسلمان فرقہ کو قتل کئے اسلام اُمنین نابود تھا یہان تک کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کو بھیجا اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا فامنت طائفة من بنی اسرائیل الآیہ پھر ایمان لائے
ایک جماعت بنی اسرائیل کی یعنی وہ جماعت جو عیسیٰ کے زمانہ مین ایمان لائی تھی اور ایک جماعت کافر
ہوئی یعنی وہ جماعت جو عیسیٰ کے زمانہ مین کافر تھے فایدنا الذین امنوا ہمنے تائید کیا انکو جو ایمان لائے تھے
یعنی عیسیٰ کے زمانہ مین جو ایمان لائے تھے انکو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تائید کئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو
کافرون کے دین پر غالب کیا عبد بن حمید اور ابن جریر وہب بن منبہ سے روایت کئے ہین کہا اللہ تعالیٰ نے
عیسیٰ کو دُنیا سے اُٹھ جانیکی جب اطلاع کی عیسیٰ علیہ السلام پر شاق ہوا اور موت سے گھبرائے پھر کھانا تیار کر کے
حواریون کو کہلا بھیجے مجھے تم سے کچھ کام ہے آج کی شب میرے پاس حاضر ہو جب سب حاضر ہوئے انکے واسطے رات کا
کھانا حاضر کئے اور خود ان سے باتین کرتے ہوئے کھڑے رہے جب وہ کھانے سے فراغت پائے خود آپنے ہاتھ
سے انکے ہاتھین دُھلائے اور اپنے کپڑے سے انکے ہاتھ پونچھنے لگے حواریونے اسکو امر عظیم سمجھکے چاہا کہ
عیسیٰ کو اس فعل سے منع کرین عیسیٰ علیہ السلام کہے مین یہہ جو کرتا ہون اسکو آج کی شب کسی نے رد کریگا
تو وہ میرا نہین اور مین اسکا نہین پھر لوگ انکے اکرام کو قبول کئے جب عیسیٰ علیہ السلام کو اس کام سے
فراغت ہوئی تو فرمائے آج کی شب مین نے تمہاری خدمت جو کیا اس سے ایک دوسرے پر فخر نہ کرنا بلکہ مین نے
تمہاری خدمت جیسی کیا تم بھی خدمت ایک دوسرے کی کرو اور مین تمکو دعوت دیا سو اس کام کیواسطے ہے

کو میرے واسطے اللہ تعالیٰ کے پاس دعا کرنا کہ میری موت کے وقت مین تاخیر ہو اب چاہیئے کہ تم دعا
کرنے مین بہت جہد و کوشش کرو جب وے لوگ دعا کرنے کھڑے ہوئے اور کوشش سے دعا مانگنا چاہیے
نیند اُنپر غالب ہوئی دعا مانگنے کی اُنمین مُسدنہ رہی عیسیٰ علیہ السلام انکو ہشیار کرتے تھے اور کہتے تھے سبحان اللہ
تم ایک شب میری اعانت کیواسطے بیدار رہنے پر صبر نہین کر سکتے وہ کہے ہمیشہ ہم باتین کرتے ہوئے بہت رات تک
بیٹھ جاتے تھے واللہ آج کی شب ہمکو کیا ہوا ہے کہ بات کرنے کی طاقت ہم مین نہین اور جب دعا کرنا چاہتے ہین
تو نیند آکے مانع ہوتی ہے عیسیٰ علیہ السلام کہے چرواہے کو لیجاتے ہین بھیڑ بکھر جاتے ہین اس قبیل کے بہت سے باتین کہکر
جسمین انکے فوت ہونیکی خبر تھی بعد فرمائے مین حق بولتا ہون مرغ بانگ دینے کے آگے تمہارے مین کا کوئی
شخص میرے سے منکر ہوگا اور کوئی تھوڑے پیسون کو مجھے بیچ کے وہ پیسے کھائیگا پھر وہ لوگ سب نکل کر متفرق
ہوئے یہود عیسیٰ کو دھونڈتے تھے سو شمعون حواری کو پکڑے اور کہے یہہ عیسیٰ کا رفیق ہے شمعون نے انکار کیا
اور بولا مین عیسیٰ کا رفیق نہین پھر لوگ اُسکو چھوڑ دیئے بعد یہود کی دوسری تیسری جماعت اُسکو پکڑی انکو
بھی یہی جواب دیا بعد مرغ کی بانگ سُن کے رو دیا اور نہایت غمگین ہوا جب صبح ہوئی حواریون مین کا ایک
شخص یہود کے پاس جاکے کہا اگر مین مسیح کو پکڑ دون تو مجھکو کیا دیتے ہو کہے تیس درم پھر اُس نے تیس درم
لیکے عیسیٰ علیہ السلام کو بتا دیا اُنکے آنیکے قبل شبیہ عیسیٰ کا جو شخص ہو گیا تھا سو یہود اُسی کو پکڑے اسکے مشکیان
باندھکے لے چلے پھر اس پر تھوکتے تھے اُس پر کانٹے ڈالتے تھے اور کہتے تھے تو مردون کو زندہ کرتا تھا اور
شیطان کو اُتارتا تھا سو کیا اپنے کو بچا نہین سکتا پھر اسکو جس لکڑی پر سولی دینا چاہتے تھے اُس پر اُس شبیہ کو
سولی دیئے عیسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر چڑھا دیا وہ شخص سولی پر سات روز تک تھا بعد عیسیٰ کی والدہ
اور دوسری ایک عورت کہ جسپر کے شیطان کو عیسیٰ اُتارے تھے دونون سولی پاس آکے رونے لگے
عیسیٰ آکے کہے تم کیون روتے ہو اللہ تعالیٰ نے مجھکو آسمان پر لے گیا یہان مجھکو خوبیان حاصل ہوئے
اور جسکو سولی دیئے وہ صورت انکی آنکھون مین بنی ابن المنذر نے وہب بن منبہ سے یون روایت
کی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کسی گھر مین تھے انکے پاس ستائیس حواری تھے سو یہود آکے گھر کو گھیر لئے اور
اور گھر مین گھس گو آئے دیکھے سب کی صورت عیسیٰ علیہ السلام کی صورت کی شبیہ ہے یہود کہے تم ہمکو

عیسی کون ہے سو آوے نہین تو ہم تم سبکو قتل کرینگے عیسی علیہ السلام اپنے اصحاب کو کہے تم مین کون ہے جو اپنی جان کو درعوض جنت کے میرے پاس بیچتا ہے امین کا ایک شخص کہا مین بیچتا ہون پھر وہ شخص نکل کے کہا مین عیسی ہون سو اسکو پکڑ کے قتل کئے اور سولی پر چڑھائے اسی سے انپر اشتباہ ہوا اور کہے ہم عیسی کو قتل کئے نصاری کو بھی یہی گمان ہوا اللہ تعالی نے عیسی علیہ السلام کو اسی دن آسمان پر اٹھا لیا بعضون نے کہا عیسی علیہ السلام کا بیٹا جو شخص دیا تھا اسی کی صورت عیسی کی شبیہ ہوئی سو یہود اسکو قتل کئے بعضے کہتے ہین یہود عیسی کو کسی گھر مین مقید کئے انکی نگہبانی کیواسطے ایک شخص کو رکھے اللہ تعالی نے اس نگہبان کو عیسی علیہ السلام کا شبیہ کیا یہود اسی کو قتل کئے اور سولی دیئے اللہ تعالی نے عیسی علیہ السلام کو اٹھا لیا امام ابو جعفر طبری نے کہا ان قولون مین اولی بصواب قول وہ ہے جسکو ہم نے وہب بن منبہ سے روایت کئے ہین کہ عیسی علیہ السلام جس گھر مین تھے اس گھر کو جب یہود آکے گھیر لئے عیسی علیہ السلام کے بن سوال کے انکی شباہت انکے تمام اصحاب پر پڑی اللہ تعالی نے اپنے نبی کو انکے ہاتھ سے چھڑاتے اور انکو بلا مین ڈالکر ایسا کیا اور عیسی کو آسمان پر لے گیا یہہ بھی احتمال ہے کہ عیسی علیہ السلام کے اصحاب انکے پاس سے جدا ہوئے بعد کسی صحابی کو انکی شبیہ کر دیا عیسی علیہ السلام کو اٹھا لیا یہود نے اس شبیہ کو قتل کیا حقیقت اس امر کی اللہ تعالی کو ہی معلوم تھی اس لئے فرمایا عیسی کو قتل نہین کئے وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ اور مقرر وہ لوگ جو اختلاف کئے اس مین البتہ انکے شک مین ہین الذین سے یہود مراد ہین یعنی یہود عیسی کے قتل مین اختلاف کئے سو انکو عیسی کے قتل مین شک ہی کیا واسطے عیسی علیہ السلام کی شبیہ وہ جو قتل کئے تھے عیسی علیہ السلام کی شباہت فقط اسکے چہرے مین تھی اسکا جسد شبیہ نہین ہوا تھا قتل کے بعد تامل کرکے دیکھے تو چہرہ عیسی علیہ السلام کا ہے جسد ویسا نہین ہے سو کہنے لگے چہرہ تو عیسی کا ہے لیکن جسد انکا نہین اختلاف سے مراد یہی ہے بعضون نے کہا عیسی علیہ السلام کو یہود پکڑنے آئے سو اپنے مین کے ایک شخص کو عیسی کو پکڑنے کیواسطے گھر مین بھیجے وہی شخص عیسی علیہ السلام کا شبیہ ہوا عیسی علیہ السلام آسمان پر چلے گئے اسی شبیہ کو یہود قتل کئے بعد اپنے شخص کو ڈھونڈھے تو نہین پائے تب کہنے لگے ہم اگر مسیح کو قتل کئے ہین تو ہمارا آدمی گھر مین گیا تھا کیا ہوا اگر ہمارے آدمی کو قتل کئے ہین تو مسیح کہان ہے سو اختلاف سے یہی مراد ہے بعضے مفسرین کہتے ہین الذین سے نصاری مراد ہین انکا اختلاف یہہ ہے

نسطوریہ کہتے ہین قتل و صلب عیسیٰ کے ناسوت پر ہوا لاہوت پر نہین ہوا یعنی عیسیٰ کے ہیکل کو قتل و صلب کئے انکا نفس جو حقیقت مین عیسیٰ وہی ہے اسکا قتل و صلب نہین ہوا ملکانیہ کہتے ہین قتل و صلب کا اثر عیسیٰ کے لاہوت کو پہنچا یعنی لاہوت کو اُس کا حس و شعور ہوا لیکن وہ اثر لاہوت کو مباشر نہین ہوا یعقوبیہ کہتے ہین قتل و صلب مسیح کو ہوا جو وہ جوہر ہے متولد دو جوہر سے مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ کچھ نہین ہی انکو اُسکی خبر مگر اٹکل پر چلنا یعنی یہود جس کو قتل کئے سو انکو شک ہی مقتول عیسیٰ تھا یا اُسکا غیر حقیقت اس مقتول کی انکو معلوم نہین لیکن عیسیٰ کو مار کر کے جو گھمنڈ ہے اُسی کی پیروی کرتے ہین بِہٖ کی ضمیر کا مرجع قتل کی طرف ہے اکثر مفسرین کہتے ہین اِلَّا اتباع الظن استثنا منقطع ہے کیا واسطے اتباع ظن علم کی جنس سے نہین علم اعتقاد جازم کو کہتے ہین ظن مین اعتقاد جازم نہین بلکہ طرف راجح کو ظن کہتے ہین بعضون نے اسکو استثنا متصل کہا ہے اُس نے مطلق ادراک کو علم کہا اس تقدیر پر علم اور ظن دونون ایک جنس سے ہوئے یہان ایک اعتراض کرتے ہین حاصل اسکا یہہ ہے شک اُسکو کہتے ہین جسکے دونون جانب مساوی رہین ظن وہ ہے جسکی ایک جانب راجح اور ایک جانب مرجوح رہے پھر پہلے انکو شک ہی کہنا بعد ظن ہے بولنا کیسا ہوگا اُسکا جواب یہہ ہی شک جیسا مساوی الطرفین کو کہتے ہین اور ظن کا مقابل پڑتا ہے ویسا ہی کبھی اس کو مطلق تردد مین استعمال کرتے ہین خواہ احد جانبین راجح رہے یا نہ رہے اس وقت علم کا مقابل ہوتا ہی یہان شک سے تردد مراد ہے جو مقابل علم کا ہے سو اُن سب کے اس قتل کی حقیقت کا علم نہین بلکہ شک ہے اور جو لوگ قتل کے قایل ہین سو انکے دلون مین قتل کا گمان راجح ہونے سے اُسکا اعتقاد کئے انکے دلون مین اُسکا شبہ ہوا اس جواب سے اور ایک اعتراض ہوتا تھا سو بھی ساقط ہوا حاصل اس اشکال کا یہہ ہے اوپر کے قول سے یہہ معلوم ہوا تمامی یہود کا یہی اعتقاد ہے کہ ہم مسیح کو قتل کئے بعد جو فرمایا اِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ دلالت کرتا ہے کہ اُنکے قتل مین بعضون کو تردد ہے اور بعضے قتل کا جزم کرتے ہین پھر انکو شک ہی کہنا کیسا صحیح ہوگا بندۂ عاصی کہتا ہے اس اشکال کا بھی ایک جواب ہے اُسکی تقریر یہہ ہے اختلاف کی معنی لغت مین ناموافقتی کرنا اور کسی کے پاس آیا جایا کرنا سو اس جگہ اختلاف سے دوسری معنی مراد لینا یہہ جب مراد لیوین تو اس اشکال کا جواب نفس نظم سے نکل آیا حاصل یہہ ہے یہود جو کہتے ہین ہم مسیح کو قتل کئے سو

یہہ دعوی باطل ہے کیا واسطے سارے یہود اسکا قتل اپنے آنکھون سے نہین دیکھے قتل کرنا ثابت نہین ہوا
مگر کہنے سے اُنکے جو قتل کی گواہی دی جو لوگ قتل کے کام مین شریک تھے اور مسیح کے پاس آئے اور گئے
سو انکو تو قتل مین شبہہ ہی پھر تمکو مسیح کے قتل کا علم کیسا حاصل ہوا قراین پر نظر کرکے تم کہتے ہو ہم مسیح کو
قتل کئے سو یہہ نہین مگر اٹکل کی بات ہی عاصی کی عقل ناقص مین یہہ جواب آتا ہی لیکن بالفعل تفاسیر جو عاصی
کے پاس موجود ہین انمین کوئی اختلاف کی معنی آیا جایا کرنے کی ہے نہین لکھا یہہ تامل کی جگہہ ہے واللہ
اعلم وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۢ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ اور نہین مارے اُسکو بے شک بلکہ اسکو اٹھالیا
اللہ نے اپنی طرف یقیناً یا صفت ہی محذوف مصدر کی قتل کی نفی کی تاکید کیواسطے اُسکو ذکر کیا گویا تقدیر
اسکی یون ہے انتفی قتلہم لہ انتفاء یقینا یعنی منتفی ہوا انکا قتل اس مسیح کو ایسا انتفا جو یقینی ہے یا قتلوا کے
جمع کی ضمیر کا حال ہی یعنی وہ لوگ مسیح کے قتل کو یقین کرنے والے نہین تھے یعنی عیسیٰ ہی کو قتل کرتے ہین کر کر انکو
یقین نہین تھا بلکہ اُنکو شک تھا بل رفعہ اللہ الیہ جو کہا سو انکے دعوی کو رد کرنے کیواسطے ہے الیہ جو کہا یعنی اپنی طرف
اٹھالیا سو اس سے ایسی جگہہ لے گیا کہ جہان اللہ تعالے کے غیر کا حکم جاری نہین یہہ جگہہ تیسرا آسمان کر کر ابی سعید خدری
رضی اللہ عنہ کی حدیث مین آیا ہے جسکو ابن مردویہ نے روایت کی ہے عبد الرؤف المناوی نے کہا اس حدیث
کی سند ضعیف ہے معراج کی حدیث جو صحیحین وغیرہ مین ثابت ہے سو اُسکے بعضے طریقون مین آیا ہے
کہ عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام تیسرے آسمان پر تھے اور بعضے طریقون مین آیا ہے دوسرے آسمان پر تھے وَكَانَ
اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ اور اللہ ہے زبردست حکمت والا عزت سے غلبہ اور کمال قدرت مراد ہی اور حکمت سے
دانائی اور کمال علم مراد ہی اس آیت کا ختم اُن دو صفت پر جو کیا اس سے اگاہ کیا بشر کی طاقت کے نظر کرتے آسمان پر جانا اگرچہ متعذر دکھتا ہے لیکن اللہ تعالے
کی قدرت کے نظر کرتے متعذر نہین عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو آسمان پر جو لے گیا اور یہود سے نجات دیا اُسکی حکمت کی مقتضی تھی بعضے
کہتے ہین اللہ عزیز ہے عیسیٰ کے دشمنون سے انتقام لیا اُن پر ططیوس رومی کو مسلط کیا سو بہت یہود اسکے ہاتھون سے
ہلاک ہوئے حکیم ہے حکمت سے یہود پر لعنت کی معلوم کیجئے اس آیت مین قرآن شریف اللہ کا کلام ہونے پر قوی
دلیل ہے کیا واسطے اسوقت کتاب والے لوگ جو یہود و نصاریٰ تھے کہتے تھے ہم مسیح کو قتل کئے بے علم شخص جو
لوگون سے سیکہہ کر کچھ کہتا ہے تو ہرگز اُنکے برخلاف نہ کہیگا کیا واسطے اسکو اندیشہ رہتا ہی مین خلاف کہون تو

ورد ٦١

جھوٹا نہ پڑون جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہود و نصاری کا خلاف کہے اور انکے جھٹلانے کا اندیشہ نہین
کئے تو معلوم ہوا کہ یہہ اللہ تعالی کی ہی تعلیم ہے بشر کا کام نہین قسیس اعتراض کرتے ہین وہ امت عظیم
یعنی یہود و نصاری تمامی دنیا مین بھرے ہوئے ہین خبر دیتے ہین کہ مسیح کو قتل کئے اور سولی دئے اتنے تمام
لوگونکا کذب پر اتفاق کرنا محال ہے اور انجیل جسکا تواتر ہمارے پاس ثابت ہے وہ بھی مسیح کے قتل کی خبر دیتا
ہے اور متواتر کا انکار کرنا بدیہی چیز کا انکار ہے بدیہی کو انکار کرنا سفسطہ ہے تو ثابت ہوا قتل مسیح کا حق ہے
اس اعتراض کے کئی جواب ہین لیکن اس اعتراض کا جواب موقوف ہے تواتر اور اسکے شروط جاننے پر اسلئے
ہم تواتر کا بیان اول کہہ کر بعد اعتراض کا جواب کہینگے تواتر ایک خبر کو کہتے ہین کہ جسکا ثبوت اتنے لوگونکی
زبانی سے ہوگا کہ وہ سب اتفاق کرکے جھوٹھ بنانے کو عقل تجویز نکرے ویسی چیز کا علم یقینی کو مفید ہے
لیکن اسکے لئے چند شروط ہین پہلی شرط وہ حکم جو تواتر سے ثابت ہوا ہے امر محسوس سے ہونا یعنی اسکا
ادراک حواس ظاہری سے ہونا مثلاً آنکھ سے دیکھنا کان سے سننا جو امر محسوس نہین بلکہ عقلی رہے اور ایک
جماعت کثیرہ اسکو کہے تو علم یقینی کی مفید نہین ہوتی بلکہ باطل رہتی ہے جیسے معطل صانع کے منکر ہین
اور مجسمہ اللہ تعالی کو جسم ثابت کرتے ہین سو یہہ خبر باطل ہے کیا واسطے ان خبرون کو عقلی مقدمات سے
ثابت کرتے ہین عقلی مقدمات جو ہین انمین اکثر خطا ہوتی ہے سو ان مقدمات پر اعتماد نہین رہا بخلاف محسوسات کے
انمین خطا ہونا نادر ہے لیکن چند شخص اتفاق کرکے جھوٹھ بناکے کہنے کا احتمال ہے جب جھوٹھ بنانے کا احتمال نہ رہے
تو اس خبر کی صحت قطعی ہوتی گی دوسری شرط اس خبر کے راوی جو ہین ہر طبقہ مین اسقدر ہونا جنکا اتفاق جھوٹھ بنانے پر ممکن نہین
جو لوگ امر محسوس کو آپ دیکھکر ہمکو خبر دئے ہین اور انکا اتفاق جھوٹھ بنانے پر ممکن نہین ہے تو ہمکو اس چیز کا علم یقینی حاصل ہوگا
جو لوگ ہمکو خبر دئے ہین وہ خود اس امر محسوس کو معاینہ نہین کئے بلکہ نقل کئے ہین اُن سے جو مشاہدہ کئے ہین تو یہان دو طبقے ہوئے لوگ اسقدر ہونا
جنکا اتفاق جھوٹھ بنانے پر ممکن نہین پھر جسقدر طبقے بڑتے جاوینگے تو ہر طبقے مین اسکو لحاظ کرینگے تیسری شرط خبر دینے والے
اپنے تیقن سے خبر دینا خبر دینے والون کو تیقن نہین ہے بلکہ ظن سے یا شک سے خبر دیتے ہین تو انکی خبر یقین کو مفید نہوگی
جب تواتر کے شروط معلوم ہوئے تو یہود و نصاری کی خبر مسیح علیہ السلام کے قتل کی ان شرطون پر نظر کرنے متواتر
نہونا ثابت ہوا اسکا بیان کئی وجہ سے ہے پہلا وجہ یہہ ہے اس خبر مین تواتر کی پہلی شرط جو امر محسوس ہونا ہے مفقود ہے اسکے

تفسیر تواتر کے معنی

اُنکے تواتر سے اتنی بات یقین ہوئی کہ ایک شخص کو قتل کئے سولی پر چڑھائے یہہ امر حسی ہے لیکن وہ مقتول عیسی
ہی کی ذات ہونا امر محسوس نہین کیا واسطے حس متماثلات مین فرق نہین کر سکتی مثلاً کسی ظرف مین پانی یا تیل بھرا کے
ایک شخص کو بتائین بعد اسکو نکال کے بعینہ ویسا ہی پانی یا تیل ڈال کر اس شخص کو دکھائین تو اتنا کہیگا یہہ پانی ہے
یا تیل ہے لیکن اول جو پانی یا تیل تھا اب بھی وہی ہے یا اُسکا غیر ہے نہ کہہ سکیگا کیا واسطے حس اسکو احاطہ کر نہین سکتی
ایسا ہی درختون کے پتے اور اناج اور اکثر جانور جو باہمدیگر شبیہ اور متماثل ہین حس کو اُنمین تمیز کرنے پر قدرت نہین
ایسا ہی ایک شخص کی دو تصویر کھینچے اور ایک تصویر کے بعد ایک تصویر کسیکو بتلاوین تو اسکو یہہ بات حاصل ہوگی
کہ یہہ فلانے کی تصویر ہے لیکن یہہ تصویر وہی ہے جو اول دیکھا سو اسکا علم حس کو حاصل نہین ہوتا غرض جو چیزین
باہمدیگر تماثل و تشابہ رکھتے ہین انمین کا احدہما آخر کا غیر ہے سو حس سے معلوم نہین ہوتا اسکے لئے قرینہ خارجی ہونا
ضرور ہے دیکھئے انگریز ہمارے شہرون مین جو ہین سب ریش و بروت صاف کر دیتے ہین اور سب کا لباس ایک ہی ہوتا ہے
اکثر لوگ ہمارے شہر کے باشندے جنکو اُنکے ساتھ معرفت تامہ نہین رہتی ہے سمجھ نہین سکتے وہ طامس ہے یا موتس وہ
لوگ بھی جنکو ہمارے ساتھ معرفت نہین رہتی ہے سمجھ نہین سکتے کہ زید ہے یا عمرو دو شخص مین تماثل کلی نہ رہنے کیوقت
حس کو تفرقہ کرنا دشوار ہوتا ہے تو تماثل کلی جب ہو جاوے تو احدہما آخر کا غیر ہے سو سمجھنا حس کا کام نہین اس سے
ثابت ہوا مقتول اور مصلوب ایک شخص تھا جو عیسیٰ علیہ السلام سے شبیہ تھا وہ عیسیٰ علیہ السلام کی ذات تھی یا
کوئی دوسرا انکی شبیہ تھا سو حس سے معلوم نہین ہوا اللہ تعالیٰ کا عیسیٰ علیہ السلام کو دشمنون کے ہاتھ مین ذلیل
نہونے کے واسطے خرق عادت کر کے دوسرے کو انکا شبیہ کرنا ممکن ہوا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی برحق کیواسطے
سے کہ جنکی رسالت معجزات قطعی سے ثابت ہو چکی ہے خبر دیا کہ مقتول اور مصلوب عیسیٰ نہین تھا بلکہ اور شخص تھا
تو یقین ہوا کہ وہ مسیح نہین اور اُنکا تواتر قابل حجت اور اسکا معارض نہ رہا دوسرا وجہ تواتر کی شرط سب
طبقون مین خبر دینے والا برابر رہنا یہان پہلے طبقہ مین تواتر نہین ہے کیا واسطے متی اور مرقس اور لوقا کی
انجیل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہودا اسخریوطی نے جو بارہ حوارین مین کا تھا یہود سے تیس درم رشوت لیکے عیسیٰ علیہ السلام
کو پکڑ دینے کا اقرار کیا شب کے وقت یہودیون کی ایک جماعت کو اپنے ساتھ لے آیا اور انکو بتا دیا تھا کہ مین جسکا
بوسہ لون وہی مسیح ہے پھر اس نے مسیح کو بوسہ دیتے ہی یہود آکے مسیح کو پکڑ لئے اور حواریان وہان سے بھاگ نکلے

اس روایت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کو پکڑنے یہود جو آئے تھے انکو مسیح کون ہے سو معلوم نہین تھا فقط
یہودا اسخریوطی کے کہنے سے ایک شخص کو مسیح کر کے پکڑے بعد اسکو قتل کئے سولی پر چڑھائے ایک شخص کے
کہنے سے تواتر ثابت نہین ہوتا شاید یہودا نے اپنے آقا کو بچانے کیواسطے دوسرے کو پکڑا دیا ہوگا اس سے
معلوم ہوا کہ پہلے طبقہ مین تواتر کا شرط مفقود ہے پھر یہہ انکی خبر متواتر نہ رہی مروج انجیل مین جو نصاریٰ
کے پاس موجود ہے مسیح کے قتل کا بیان جو آیا ہے مقبول نہین کیواسطے یہہ انجیلون کو دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے
کہ وہ کتب سماوی نہین بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کا احوال اور اُنکے احادیث حواری نے جو آپ دیکھا تھا یا سنا تھا
سو جمع کیا ہے ایسے قسم کی کتاب کو ہمارے علما سیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہین سو یہہ انجیل عیسیٰ علیہ السلام کے
سیر کی کتاب ہے اور صحابی سے جو حدیث سند صحیح سے ثابت ہوتی ہے اسکو ہم مقبول
رکھتے ہین اور جو سند صحیح سے ثابت نہو اسکو مقبول نہین جانتے اور اُس مین جو حدیث
مقبول ہے وہ حجت قطعی نہوگی جب تک صحابہ کی ایک جماعت سے بطریق تواتر ثابت
نہووے یہہ انجیل جسکو فقط چار حواری جمع کئے ہین ان چاروں کے قول سے سکا تواتر ثابت نہین تا جب تواتر ثابت
نہوا حجت قطعی بھی نہ ہوئی ہم جو کہے یہہ موجود انجیل کتاب سماوی یعنی اللہ تعالیٰ کا کلام نہین اس پر دلیل
لوقا کا قول ہے جو اپنی انجیل کی ابتدا مین کہتا ہے ای تادفلس فاضل ازبسکہ بہتون نے کمر باندھی کہ ہمارے یقینیات کو
ترتیب سے تحریر کرین جیسا کہ انہون نے جو ابتدا سے سخن کے دیکھنے والے اور خدمتگذار تھے ہم سے بیان کیا مناسب
جانا گیا کہ مین بھی سرے سے اُن سب کی تعقید کلی کر کے کمال درستی سے تیرے لئے قلم بند کرون انتہیٰ اس قول
مین واضح دلیل ہے کہ ان کتب مین عیسیٰ علیہ السلام کی سیر ہے عیسیٰ علیہ السلام کے احوال جو چاروں انجیل
مین ہے چار شخص کی خبر دینے سے درجۂ تواتر کو نہین پہنچتے جب تواتر ان کا ثابت نہوا تو وہ کلام یقینیات
سے بھی نہوا لیکن حواری سے بہ سند صحیح اگر ثابت ہو تو البتہ وہ مقبول ہے حواریون سے ان انجیلون کو کون
کون شخص روایت کئے ہین اور وہ لوگ ثقہ معتبر تھے یا نہین سو اسکا حال کچھ قسیسون کو معلوم نہین ہان
یہہ کہتے ہین انجیل کا نسخہ فلانے کے خط کا فلانی جگہہ تھا سو قسیس نے اسکی نقل کی مجرد نقل قابل حجت نہین
کیواسطے ایک کے خط سے دوسرے کا خط مشابہت رکھتا ہے کوئی شخص اُس نسخے کو آپ لکھ کے حواری کا نام

انجیل کتاب سماوی نہین ہے

دھر دینے کا احتمال ہے جب احتمال ثابت ہوا تو اُس سے استدلال لینا ساقط ہوا جو انجیل قابل حجت نہ رہی اُسکے حجت
ہونے کی اور بھی ایک دلیل ہے کہ تین انجیل مین آیا ہے یہوذا نے پتا دیا تھا کہ مین جسکو بوسہ لون وہی مسیح ہے پھر آکر بوسہ لیتے ہی
پیادے وغیرہ آکے مسیح کو پکڑ لئے یوحنا کی انجیل کے اٹھارویں باب مین ہے کہ یہوذا سپاہیون کی ایک جماعت لیکے مشعلون سے
وہان آیا عیسیٰ کو جو اُنپر ہونے والا تھا سو عیان تھا باہر نکل کے اُن سے کہے تم کسی ڈھونڈتے ہو وہ کہے عیسیٰ ناصری کو عیسیٰ
اُنکو کہے وہ مین ہون تب لشکری اور جمعدار اور پیادون نے عیسیٰ کو پکڑا الخ دیکھو انجیلون مین کسقدر تفاوت ہے پھر انجیل
کی ایسی خبر یقینیات مین کیسے شمار کی جائیگی قسیس کہتے ہین عیسیٰ کی شباہت دوسرے شخص پر پڑی جو کہتے ہین یہہ
سفسطے کی قبیل سے ہے کیا واسطے ایک شخص دوسرے کا شبیہ بن جانا جب جایز ہو تو نکاح اور طلاق اور ملک وغیرہ پر اعتماد
نہ رہیگا زید جو عمرو کا بیٹا ہے وہ زید نہ ہے بلکہ وہ دوسرا شخص رہے اُس پر زید کی شباہت پڑی ہے گھر جسمین ہم
تھے وہ ہمارا گھر نہین بلکہ اُسکا شبیہ ہے زید کی عورت اُسکی عورت نہ رہی بلکہ اُسکی شبیہ رہی اور بھی ہم اسکو
اگر جایز رکھے تو تواتر مین بھی قدح ہوتا ہے کیا واسطے تواتر سے علم جو حاصل ہوتا ہے اُسکی انتہا محسوسات پر رہتی ہے
جب محسوس مین یہہ شبیہ ہو تو تواتر مین بھی شبہہ ہوا خبر متواتر قابل اعتماد نہ رہی اس سے ثابت ہوا عیسیٰ کا شبیہ
مقتول ہونا بدیہی بات کا خلاف ہے اسکا جواب یہہ ہے ایک شخص دوسرے کا شبیہ بن جانا محال نہین موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام
کا عصا اژدہا ہونا توریت سے ثابت ہے لکڑی حیوان کی صورت لینا جب جایز ہو تو ایک انسان دوسرے انسان کا
شبیہ ہونا بطریق اولیٰ جایز ہوا یہہ امر بطریق معجزے کے ظاہر ہوا ہے سو اس سے ہر محسوس مین یہہ شبہہ ہونا لازم نہین
آتا کیا واسطے ایسے امور عادی ہین یعنی عادت الٰہی انکے کرنے پر جاری ہے انکے نقیض ممکن اور جایز ہونا ایسے عادی امور مطابق
نفس الامر کے جزماً واقع ہونیکو منافی نہین محسوس چیز کو عقل جو جزم کرتی ہے مجرد حس سے جزم نہین کرتی بلکہ حس کے
ساتھ اور بھی امور منضم ہونا ضرور ہے کہ جن امور کے ہونے سے عقل اس محسوس کو جزم کرنے کی طرف مضطر ہوتی ہے
لیکن وہ یہہ کیا امور ہین سو اس کا علم ہمکو حاصل نہین جب یہہ امور کسی محسوس مین نہون تو عقل اس محسوس کو جزم
نہین کر سکتی بلکہ احتمال خطا کا وہان قایم ہوتا ہے جیسے آتش دور سے اندھیرے مین دکھی تو بڑی دکھتی ہے بڑی چیز
دور سے دیکھے تو چھوٹی دکھتی ہے چکی کے مرکز سے محیط تک نزدیک نزدیک مختلف رنگون سے خطوط کھینچ کے چکی کو جلد پھرانے
لگے تو سب رنگ مل کے ایک ہی مرکب رنگ دکھتا ہے کشتی پر بیٹھ کے جانے والا کشتی کو ساکن سمجھتا ہے کنارے کو حرکت

معلوم ہوتی ہے اس قبیل کے بہت سے چیزین ہین جس کو حس خلاف واقع ادراک کرتی ہی اس بیان سے ثابت ہوا
محسوسات پر عقل جن احکام کا جزم کرتی ہی وہ احکام یقینی ہوتے ہین نہ یہہ کہ ان محسوسات پر وثوق نرہے یا ثوق مین
تردد رہے امام فخر رازی اس شبہ کے جواب مین کہتا ہی یہہ شبہ جو قیس کیے اس سے تواتر مین طعن ہوتا ہی تواتر مین طعن کرنے
تو انبیا کی نبوت مین بھی طعن ہوتا ہی سو یہہ فرع وصول مین طعن ہونیکو موجب ہے تو وہ مردود ہے انتہی وَاِنْ مِّنْ
اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ اور کوئی نہین اہل کتاب سے مگر البتہ اسپر ایمان لاتا ہی اپنی
موت کے آگے اِن یہہ نافیہ ہی ما کی معنی سے من اہل الکتاب محذوف مبتدا کی صفت ہی اس کی تقدیر یون ہے
ما احد من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ اہل الکتاب سے یہود و نصاریٰ مراد ہین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک
روایت ہے کہ اہل کتاب سے مخصوص یہود مراد ہین بہ کی ضمیر کا مرجع عیسیٰ علیہ السلام ہے یعنی عیسیٰ پر ایمان لاتا ہے
یعنی عیسیٰ اللہ کا بندہ اور اسکا رسول اور اسکا کلمہ اور روح ہی کرکے اقرار کرتا ہی عکرمہ سے مروی ہے کہا اس ضمیر کا مرجع
نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہین لیکن یہہ قول ضعیف ہی کیا واسطے اوپر کی آیت مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کچھ نہین آیا کہ جسکی
طرف ضمیر کو پھیرین بلکہ عیسیٰ ہی مذکور ہین ضمیر انہین کی طرف پھیرنا اولیٰ ہے قبل موتہ کی ضمیر کی مرجع مین اختلاف ہی اکثر
مفسرین کہتے ہین ضمیر کی مرجع کتابی ہے یعنی کوئی نہین اہل کتاب سے مگر البتہ اپنی موت کے قبل عیسیٰ پر ایمان لاتا ہی لیکن
یہہ ایمان مقبول نہین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایک روایت ایسی ہی آئی ہے ابو داود طیالسی اور سعید بن منصور
اور ابن جریر اور ابن المنذر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کیے ہین کہے قبل موتہ کا لفظ اُبی رضی اللہ عنہ کی
قراءت مین قبل موتہم ہے کہے کبھی کوئی یہودی نہین مرتا یہان تک کہ عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاتا ہی کسی نے ابن عباس کو
کہا گھر پر سے گرکے مرا تو کیسا ایمان لائیگا ابن عباس کہے ہوا مین کہیگا پھر وہ شخص کہا اگر کسی کی گردن مارین تو
کیسا کہیگا ابن عباس کہے اسکی زبان ایمان سے حرکت کریگی ایک روایت مین ایا ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما
کہے یہودی کو اگر حویلی پر سے پھینکے تو زمین پر پہنچنے کے قبل عیسیٰ پر ایمان لائیگا اور کہیگا عیسیٰ اللہ کا بندہ اور
اسکا رسول ہے ابن المنذر نے شہر بن حوشب سے روایت کی ہی کہا حجاج بن یوسف نے مجھکو کہا ای شہر قرآن مین
ایک آیت ہے اسکو جب مین پڑھتا ہون تو میرے دل مین خلش ہوتی ہے ~~....~~ ہی وان من
اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ میرے پاس قیدیان یعنی یہود و نصاریٰ آتے ہین اور مین انکی گردن

مارتا ہون وہ کچھ کہتے سو مین نہین سنتا شہر بولا مینے اسکو کہا تو اس آیت کو برخلاف تاویل کی مقرر
نصرانی کی روح جب نکلتی ہے تو فرشتے اسکو سامھنے پیچھے مارتے ہین اور کہتے ہین ای خبیث مسیح کو تو اللہ
اور اللہ کا بیٹا اور تین مین کا تیسرا سمجھتا تھا سو وہ مسیح اللہ کا بندہ اور اسکا رسول اور اسکا کلمہ ہے پھر
نصرانی ایمان لاتا ہے ایسے وقت کہ وہ ایمان اسکو نفع نہین دیتا اور یہودی کی روح جب نکلتی ہی تو
فرشتے اسکے سامھنے اور پیچھے مارتے ہین ای خبیث مسیح کو قتل کئے کرکے تو جو کہتا تھا وہ اللہ کا بندہ اور اسکا رسول ہے پھر
وہ یہودی ایمان لاتا ہی ایسے وقت کہ وہ ایمان اسکو نفع نہین دیتا جب عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر سے اترینگے تو اہل کتاب
کے زندہ لوگ ایمان لاوینگے جیسے اُنکے مردے ایمان لائے حجاج نے یہہ سُنکے کہا یہہ بات تو کس سے سنی شہر نے کہا محمد بن علی
سے یعنی محمد بن الحنیفہ سے حجاج نے کہا تو نے علم کو اُسکے معدن سے لیا شہر کہتا ہے واللہ مجھکو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے
خبر دی تھی لیکن مینے حجاج کو جلانے کیواسطے محمد بن علی کا نام لیا مفسرین کی ایک جماعت کہتی ہی ضمیر کا مرجع عیسیٰ
ہے یعنی اہل کتاب کا کوئی شخص نہین مگر ایمان عیسیٰ پر لاویگا عیسیٰ کے مرنے کے آگے یعنی عیسیٰ علیہ السلام اخیر زمانے
مین آسمان پر سے جب اُترینگے تو اہل کتاب سے کوئی شخص باقی نہ رہیگا مگر عیسیٰ پر ایمان لاویگا زجاج نے اس قول پر
اعتراض کیا اور بولا یہہ قول بعید ہے کیواسطے وان من اہل الکتاب کی آیت عموم پر دلالت کرتی ہے
عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت باقی نرہینگی مگر اہل کتاب کی تھوڑی جماعت یہہ قلیل جماعت مراد ہونا
آیت کے عموم کو منافی ہے پھر اُسکا ارادہ کرنا صحیح نہوا وہ قول والے اس اعتراض کے جواب مین کہتے ہین آیت کے عموم کا
ہم انکار نہین کرتے لیکن اسی عموم سے وہی اہل کتاب مراد ہین جو عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھینگے اور اُنکے زمانے کو
پاوینگے امام ابوجعفر طبری نے اسی قول کو ترجیح دی ہے یہہ قول قتادہ اور حسن بصری اور عطا وغیرہ سے مروی ہے
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایک روایت ہے جو اسی کو تائید کرتی ہے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی
روایت بھی اسکو تائید کرتی ہے کہ جسکو ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور بخاری اور مسلم ابوہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کئے ہین کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قسم ہے اسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے
البتہ عنقریب ہے ہم کا پیت حاکم عادل ہوکے تم مین اُتریگا سو صلیب کو توڑیگا اور خنزیر کو قتل کریگا اور جزیہ
اٹھا دیگا اور مال بہت ہوگا یہان تک کہ کوئی اسکو قبول نہین کریگا یہان تک کہ ایک سجدہ کرنا

دنیا اور جو کچھ اسمین ہے اُسکے ملنے سے بہتر ہوگا بعد ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہے اگر تم چاہو تو اس آیت کو پڑھو
وان من اہل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ ویوم القیمۃ یکون علیہم شہیدا ابن مردویہ نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہے کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عنقریب مریم کا پوت حاکم عادل ہوکے تمھارے مین اتریگا دجال
کو قتل کریگا خنزیر کو ماریگا صلیب کو توڑیگا جزیے کو اٹھاویگا اور مال بہت ہوگا اور سجدہ اللہ رب العالمین کیواسطے
ایک ہی ہوگا ابوہریرہ کہے تم چاہتے ہو تو اسکو پڑھو وان من اہل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ بولے عیسی بن مریم
کی موت کے آگے پھر اُسکو ابوہریرہ تین بار اعادہ کرتے معلوم کیجئے بخاری کی روایت مین جو گذرا ایک سجدہ کرنا
دنیا ومافیہا سے بہتر ہوگا سو اس سے مراد یہہ ہے اللہ تعالی کی راہ مین صدقہ دینے سے نماز پڑھنا افضل ہوگا کیواسطے
مال کی احتیاج کسی کو نہ رہیگی اللہ تعالی کا تقرب نہوگا مگر عبادت سے ابن مردویہ کی روایت مین جو آیا ہے سجدہ اللہ
رب العالمین کو ہوگا یعنی سب اللہ تعالی کی عبادت کرنیوالے رہینگے مشرک کوئی باقی نہ رہیگا امام احمد اور ابن
جریر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عیسی بن مریم اتریگا سو خنزیر کو
قتل کریگا اور صلیب کو محو کریگا اور اُسکے لئے نماز جمع کی جایگی اور مال دیگا یہان تک کہ اُسکو کوئی قبول نکریگا اور
خراج اٹھاویگا اور روحا مین اُترکے وہان سے حج کریگا یا عمرہ کریگا یا حج وعمرہ کریگا پھر ابوہریرہ اس آیت کی
تلاوت کئے وان من اہل الکتب الا لیومنن بہ قبل موتہ ویوم القیمۃ یکون علیہم شہیدا ابوہریرہ کہے عیسی پر
ایمان لایگا سو عیسی کی موت سے آگے قولہ اسکے لئے نماز جمع کی جایگی حدیث کا لفظ یون ہے وتجمع لہ الصلوۃ شاید اس سے
عیسی کا جماعت سے نماز پڑھنا مراد ہے روحا راء مہملہ کی فتح سے اور واو کے سکون سے اسکے بعد حاء مہملہ آخر مین
ہمزہ ممدودہ ہے نام ایک جگہہ کا ہے مدینہ سے چھتیس ۳۶ میل ہے بقولے چالیس میل بقولے تیس میل روحا مین اُترکے
وہان سے حج کریگا سو اس سے مراد مدینہ سے حج کیواسطے نکل کے روحا کی راہ سے جو انبیاکے حج کو جانیکی راہ تھی اُس راہ سے
حج کو آیگا حج یا عمرہ یا حج وعمرہ کرکے تردید جو آئی ہے شاید شک ہے راوی سے اور احتمال ہے کہ یہہ تردید نبی
صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے ہو یہان ہم چند احادیث جن مین عیسی علیہ السلام کا آسمان سے اترنا اور دجال کو قتل
کرنا اور ملت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر چلنا مذکور ہے بیان کرتے ہین امام احمد اور مسلم ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عیسی بن مریم روحا کی راہ مین حج کا یا عمرے کا یا دونون کا

احرام باندھیگا امام احمد اور بخاری اور مسلم اور بیہقی کتاب الاسماء والصفات مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کیف انتم اذ انزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم یعنی تم کیسے رہوگے جبکہ مریم کا پوت تم مین اُتریگا اور تمھارا امام تمھارے مین کا ہی ہوگا مسلم کی ایک روایت مین آیا ہے کیف انتم اذ انزل ابن مریم فیکم فامکم یعنی تم کیسے رہوگے جبکہ مریم کا پوت تم مین اُتریگا سو تمھاری امامت کریگا مسلم کی ایک روایت مین ہے فامکم منکم یعنی تمھاری امامت کریگا تمھارے مین کا اِس لفظ کا راوی ابن ابی ذئب نے فامکم منکم کی معنی مین یون کہا فامکم بکتاب ربکم و سنۃ نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم یعنی تمھاری امامت کریگا تمھارے رب کی کتاب کے اور تمھارے نبی کی سُنت کے موافق ابن ابی شیبہ اور احمد اور ابو داؤد اور ابن جریر اور ابن حبان ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے انبیا سوتیلے بھائی ہین ماؤن انکی علاحدہ ہین اور دین انکا ایک ہی ہے، اور لوگون سے مین عیسیٰ بن مریم سے اولی یعنی احق اور اقرب ہون کیا واسطے میرے اور اُسکے درمیان کوئی نبی نہین ہے اور وہ عیسیٰ میری امت پر میرے خلیفہ ہونگے اور مقرر انہون اُترینگے تم انکو کو دیکھو تو پہچانو کہ وہ میانہ قد ہین سرخ سفید اپر ممصّر دو کپڑے رہینگے یعنی تھوڑی زردی ملی ہوئی گویا اُنکے سر کے بالون سے پانی ٹپکتا ہے اگرچہ پانی کی تراوت نہ پہنچے پھر صلیب کو توڑینگے اور خنزیر کو مار ڈالینگے اور جزیہ کو اٹھا دینگے اور لوگون کو اسلام کی طرف بلوائنگے انکے زمانہ مین سوائے اسلام کے دوسرے سب ملتون کو اللہ تعالیٰ نابود کریگا اور اللہ تعالیٰ مسیح الدجال کو انکے زمانہ مین ہلاک کریگا پھر زمین پر امن ہوجائیگا شیر اونٹ کے ساتھ اور چیتا گائی کے ساتھ اور بھیڑیا بھیڑ کے ساتھ ملکے چرینگے اور آدمی کے بچے سانپون کے ساتھ ملکے کھیلینگے تو سانپ انکو ایذا نہ دینگے سو عیسیٰ چالیس برس رہینگے بعد مرینگے مسلمان اُنپر نماز پڑھکر دفن کرینگے امام احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مجھکو امید ہے کہ اگر میری عمر دراز ہو تو عیسیٰ بن مریم کی ملاقات کرون اگر میری موت جلد ہوئی تو جو شخص عیسیٰ کی ملاقات کریگا تو میری طرف سے اُسکو سلام کہے ہیثمی کہتا ہے اس حدیث کی سند شیخین کی شرط پر ہے واللہ اعلم طبرانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سنیو مقرر عیسیٰ بن مریم کے اور میرے درمیان نہ کوئی نبی ہے اور نہ کوئی رسول ہے سنیو میرے بعد میری امت پر عیسیٰ خلیفہ

سُنیو مقرر ہے کہ دجال کو قتل کریگا اور صلیب کو توڑیگا اور جزیہ اُٹھا دیگا اور جنگ اپنا بوجھ رکھد یگا سُنیو تمہارے سے جو شخص عیسیٰ کو پاوے تو میری طرف سے اُسکو سلام کہے جنگ اپنا بوجھ رکھدیگا یعنی جنگ موقوف ہوگا لوگ جنگ کی ہتیار رکھد ینگے حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مریم کا پوت حاکم عادل اور امام منصف ہوکے البتہ اُتریگا اور حج یا عمرہ کیے واسطے راہ میں چلیگا اور البتہ میری قبر پاس آکے مجھکو سلام کریگا اور البتہ مین اُسکے سلام کا جواب دونگا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے ای میرے بھائیون کے بچے تم اگر عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھوگے تو کہیو ابو ہریرہ نے آپکو سلام کہا حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے حاکم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص تمہارے سے عیسیٰ بن مریم کو پایگا تو چاہیے اسکو میرا سلام کہنا حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے حافظ السیوطی نے جمع الجوامع مین اُس کی تصحیح کو مسلم رکھا ہے یاد رکھئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کو عیسیٰ علیہ السلام کو سلام پہنچانے کے باب مین وصیت کئے ہین اور ایسا ہی ابو ہریرہ بھی وصیت کئے ہین جسنے عیسیٰ علیہ السلام کو پایگا تو سلام پہنچانا اور اپنے پر کا بوجھ اُتارنا طبرانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عیسیٰ بن مریم اُتریگا سو لوگون مین چالیس سال رہیگا امام احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مریم کا پوت امام عادل اور حاکم مقسط ہوکے اُتریگا پھر صلیب کو توڑیگا خنزیر کو قتل کریگا سلامتی پھر آئیگی اور تلوارین کے مناجل یعنی ہنسیے بنائینگے اور ہر زہر دار جانور کا زہر جاتا رہیگا آسمان اپنا رزق اُتاریگا اور زمین اپنی برکت نکالیگی یہان تک بچہ اژدہے کو لیکے کھیلیگا تو اژدہا اُسکو ایذا نہ دیگا اور بھیڑیا بھیڑ کے ساتھ چریگا تو اسکو ایذا نہ دیگا اور شیر بیل کے ساتھ چریگا تو اسکو ایذا نہ دیگا امام احمد اور طبرانی سُمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مقرر دجال نکلیگا اُسکی بائین آنکھ کانی ہے اُسپر موٹا ناخنہ ہے اور ہے مان پیٹ کے اندھے کو اور کوڑھی کو چنگا کریگا اور مردے کو زندہ کریگا اور بولیگا انا ربکم یعنی مین تمہارا پروردگار ہون جو کوئی اسکو بولے تو میرا رب ہے تو بیشک وہ شخص فتنہ مین پڑا اور جو کوئی اپنے مرنے تک بولتا رہا کہ میرا رب اللہ ہے تو وہ شخص اُسکے فتنہ سے بچا اس پر کچھ فتنہ ہے نہ کچھ عذاب ہے پھر اللہ تعالیٰ جتنے دن چاہا ہے اتنے دن دجال زمین پر رہیگا بعدہ عیسیٰ بن مریم مغرب کی طرف سے

ہ حدیث کا لفظ یہ ہے [illegible] ویضع السلام [illegible] [illegible] یعنی [illegible] ان [illegible] ۱۲

آئینگے طبرانی کی روایت مین ہے مشرق کی طرف سے آئینگی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تعریف کرتے ہوئے اور انھین کی غلت پر پھر دجال
کو قتل کرینگے اُسکے بعد کچھ نہین مگر قیامت قایم ہوگی ابن ابی شیبہ اور امام احمد عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین کہ
ایکبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور مین روتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کیا واسطے تو روتی
ہے مین کہی یا رسول اللہ آپ دجال کا ذکر کئے اس لیئے مین روئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے دجال اگر نکلے اور مین
زندہ رہون تو تم کو مین بس ہون اگر میرے بعد نکلا تو تم پہچانو کہ مقرر تمھارا پروردگار کانا نہین بیشک دجال اصبہان
کے یہودیہ سے نکلیگا اور مدینہ کو آکے اُسکی ایک جانب مین اُتریگا اسوقت مدینہ کو سات دروازہ رہینگے اُسکے
ہر راستے پر دو فرشتے رہینگے تین بد لوگ جو ہین سب نکل کے اُس دجال کے پاس جائینگے بعد فلسطین کے
علاقہ مین شام کا شہر جو ہے وہان جاویگا باب لد پاس اُتریگا پھر عیسی بن مریم اُترکے اُسکو قتل کرینگے اور عیسی زمین
پر چالیس برس تک امام عادل اور حاکم عادل اور حکم مقسط ہو رہینگے یہودیہ نام ہے ایک قریے کا اصفہان کے علاقہ مین
امام احمد جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے دین کے اضطراب اور علم کے ادبار کے
وقت دجال نکلیگا وہ چالیس روز زمین مین پھرتا رہیگا اسکا ایکدن مقدار ایک سال کے ہوگا اور ایک دن ایک مہینے کے
اتنا اور ایک دن ایک جمعہ کے اتنا یعنی ایک ہفتے کے برابر باقی کے دن تمھارے اندنون کے برابر رہینگے اسکی سواری مین
ایک گدھا رہیگا اُس گدھے کے دونون کانون کے درمیان کی چوڑائی چالیس ہاتھ کی رہیگی پھر دجال لوگون کو کہیگا
مین تمھارا رب ہون وہ کانا رہیگا تمھارا پروردگار کانا نہین اسکے دونون آنکھون کے مابین ان حرفون کا نقش ہوگا یہ
ک ف ر یعنی کافر جو مومن لکھنا پڑھنا جانتا ہو یا نہو اسکو پڑھیگا ہر ندی چشمے کے پاس اُتریگا مگر مدینہ اور مکے
کو اللہ تعالی اُس پر حرام کیا ہے کہ اُنکے دروازون پر فرشتے کھڑے ہین دجال کے ساتھ روٹیون کے پہاڑ رہینگے اور
لوگ سب نہایت سختی مین رہینگے مگر جو شخص اُسکا تابع رہے اور اُسکے ساتھ دو نہر رہینگے اُن نہرون کا علم دجال سے
زیادہ مجھکو ہے ایک نہر کو بہشت اور ایک نہر کو دوزخ کہیگا وہ جس کو بہشت کہتا ہے اُسمین جو جایگا سو وہ دوزخ
ہے اور وہ جسکو دوزخ کہتا ہے اسمین جو جایگا سو وہ بہشت ہے اُسکے ساتھ شیاطین رہینگے لوگون سے بات کرینگے
اُسکے ساتھ بہت بڑا فتنہ ہے آسمان کو حکم کرے تو لوگون کے دیکھنے مین مینہ برسیگا اور ایک آدمی کو لوگون کے
دیکھتے مین قتل کرکے پھر اسکو زندہ کریگا اس شخص کے سوا دوسرون پر مسلط نہوگا پھر لوگون کو کہیگا ای لوگو

یہہ چیزین سوا رب کے کوئی کیا کرسکتا ہی پھر مسلمان شام مین جبل الدخان پر بھاگ کے جا رہینگے دجال آکے اُنپر
محاصرہ کریگا پھر محاصرہ سخت ہوگا لوگون پر بڑی مشقت ہوگی بعد عیسیٰ اُترینگے سحر کے وقت ندا کرینگے ای لوگو
کذاب خبیث کی طرف نکلو تمکو کونسی چیز مانع ہے لوگ کہینگے یہہ زندہ مرد ہے سو جاکے دیکھین تو عیسیٰ ہی پھر نماز
کی اقامت کہینگے عیسیٰ کو بولینگے یا روح اللہ آگے ہو عیسیٰ کہینگے تمہارا امام ہے مقدم ہوکے نماز پڑھے پھر
صبح کی نماز سے فراغت پاکے دجال کی طرف نکلینگے عیسیٰ کو دیکھتے ہی وہ کذاب یعنی دجال گھل جایگا جیسا نمک
پانی مین گھل جاتا ہے عیسیٰ جاکے اُسکو قتل کرینگے یہانتک کہ درخت پکار کر کہیگا کہ یا روح اللہ یہہ یہودی ہے
پھر دجال کے ساتھ جتنے یہودی ہین اُن سب کو قتل کرینگے ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور طبرانی اور حاکم
عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مسلمانون کے تئین
شہر ہونگے ملتقی البحرین مین یعنی دونون دریا سنگم ہونے کی جگہہ مین ایک شہر جزیرہ مین ایک شہر شام مین
ایک شہر لوگون کو تین بار فزع ہوگی پھر دجال بڑا لشکر لیکے نکلیگا مشرق کی جانب مین جو لوگ ہین ہزیمت
پائینگے پھر دجال آکے اول شہر مین جو ملتقی البحرین کے پاس ہے اتریگا وہانکے لوگ تین فرقہ ہونگے ایک فرقہ وہین
رہیگا یہہ فرقہ یون کہیگا ہم اسکا حال دریافت کرتے ہین اور دیکھتے ہین کہ وہ کیا ہی اور ایک فرقہ جاکے اعراب یعنی بدویون سے
لاحق ہوگا اور ایک فرقہ یہانسے نکل کے دوسرے شہر کو جو اُس سے نزدیک ہی جائیگا دجال کے ہمراہ ستر ہزار آدمی
رہینگے سیجان یعنی سبز طیلسان اوڑھے ہوے دجال کے ساتھ جو لوگ رہینگے سوا انمین اکثر یہود اور عورتین ہونگے
دجال وہانسے دوسرے شہر کو جو اُس سے متصل ہے آئیگا وہانکے لوگ بھی تین فرقہ ہونگے ایک فرقہ کہیگا ہم اسکا حال
دریافت کرتے ہین اور ایک فرقہ جاکے اعراب کے ساتھ لاحق ہوگا اور ایک فرقہ نکل کے دوسرے شہر کو جو اُس سے
متصل ہے جائیگا بعد دجال شام کے ملک کو آئیگا وہانکے لوگ نکل کے عقبہ افیق پر جائینگے اور اپنے جانورون
کو چرائی کے واسطے بھیجینگے پھر اُنکے جانورونکو غنیم پکڑ لیگا لوگون کو بہت شاق ہوگا فاقہ کی نوبت آگئی اور
نہایت سختی مین پڑینگے یہانتک کہ اپنے کمان کی وتر یعنی چلا جوئے کا ہوتا ہے بھونکے کھاینگے اسی حالت
مین رہینگے کہ یکایک سحر کے وقت منادی تین بار ندا کریگا اے لوگو تمہارا غوث یعنی فریادرس آیا
لوگ ایک دوسرے سے کہینگے یہہ بھرے آدمی کا آواز ہے عیسیٰ صبح کی نماز کیوقت اُترینگے لوگون کا امیر

جو تھا عیسیٰ کو کہیگا یا روح اللہ آپ مقدم ہو کے ہمارے ساتھ نماز پڑھیو عیسیٰ کہینگے تم ای معشر امت بعضے بعضون
کے امیر ہو تمہین مقدم ہونا پھر وہ امیر مقدم ہو کے نماز پڑھیگا نماز سے فراغت ہوتے ہی عیسیٰ اپنا حربہ
لیکے دجال کی طرف جائینگے دجال انکو دیکھ کے گل جائیگا جیسا رانگا پگل جاتا ہے عیسیٰ کا حربہ جا کے دجال کے ثندوے
پر یعنی پستان کے گوشت پر لگیگا دجال مر کر گریگا اُسکے ساتھ والے بھاگینگے انکو پناہ کیو اسطے کچھ چیز نہ ملیگی
یہان تک کہ پتھر بولیگا ای مومن یہان کافر چھپا ہے تو اسکو قتل کر جھاڑ بولیگا ای مومن یہان کافر چھپا ہے
تو اسکو قتل کر حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے سیجان سین مہملہ کی کسر اُسکے بعد یاء مثناۃ تحتانیہ ہے اُسکے بعد
جیم ہے آخیر مین نون ہے جمع ساج کی ہے سبز طیلسان کو کہتے ہین بعضے کہتے ہین چادر ہوتی ہے اسمین ثوب رہتا ہے
وہ ثوب پہنے تو چادر کھاندون پر پڑتی ہے اُسکی بنوٹ مین ہی ثوب رہتا ہے افیق ہمزہ کی فتح اور فا کی
کسر سے امیر کے وزن پر ایک قریہ ہے حوران اور غور کے مابین وہان ایک گھاٹ ہے اسکو ثنیۂ افیق کہتے ہین
حاکم نے ابی الطفیل سے روایت کی ہے کہا مین کوفے مین تھا سو دجال نکلا کر کے ہوائی اُٹھی ہم حذیفہ بن اسید
رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ہین انکو بولا دجال نکل چکا حذیفہ بولے بیٹھو تب مین بیٹھا اسمین منادی ہوئی کہ انّہا کذبۃ
صبّاغ یعنی وہ رنگریز کی گپ ہے حذیفہ کہے اب دجال تمہارے زمانہ مین نکلا تو اسکو بچے ٹھیکریون سے مار کے ڈال دینگے
لیکن وہ لوگون کے گھٹاؤ اور دین کی خفت اور معاملات کی بدی کے وقت نکلیگا اور جہان پانی کا چشمہ ہے وہان
اتریگا بکرے کا چمڑا جیسا لپیٹا جاتا ہے زمین اسکے لئے ویسی ہی لپیٹے جائیگی یہان تک کہ مدینہ کو آئیگا ..
اُسکے باہر مسلط ہوگا اندر نہ جا سکیگا اُسکے بعد ایلیا کے پہاڑ کو آئیگا اور مسلمانون کی ایک جماعت کو محاصرہ کریگا
ان لوگون کا والی کہیگا تم کس چیز کا انتظار کرتے ہو اس سے لڑائی کرو یا تو اللہ تعالی سے ملاقات کروگے
یا تمکو فتح ہوگی پھر صبح کو اس سے جنگ کرنیکی مشورت کرینگے جب صبح ہوئی تو دیکھتے ہین کہ عیسیٰ علیہ السلام انکے ساتھ
ہین سو دجال کو قتل کرینگے اور اُسکے ساتھ والے ہزیمت پائینگے حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے قولہ کذبۃ صباغ
یعنی رنگریز کی گپ ہے شاید اس سے بنی بگڑی بات مراد ہے امام احمد اور مسلم اور حاکم عبداللہ بن عمرو رضی اللہ
عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے دجال نکلیگا اللہ تعالی جتنے دن چاہا ہے اتنے دن
میری امت مین رہیگا چالیس دن رہیگا یا چالیس مہینے یا چالیس سال سو مین نہین جانتا اُسکے بعد اللہ تعالی عیسیٰ بن مریم کو

بھیجیگا انکی صورت عروہ بن مسعود الثقفی کی صورت کے مثل ہے پھر دجال کو جا کے قتل کرینگے اُسکے بعد سات برس تک لوگ ایسے رہینگے کہ دو آدمی کے درمیان عداوت نہ رہیگی اُسکے بعد اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ایک ٹھنڈا باد بھیجیگا سو جس کے دل مین ذرا بھی ایمان ہو اُسکی روح قبض کریگا یہانتک کہ کوئی پہاڑ کے کلیجے مین بھی جاوے تو وہان جاکے اُس کی روح قبض کریگا باد ۱۲ بد لوگ باقی رہینگے امر معروف کو نہ جانینگے امر منکر کا انکار نہ کرینگے انکو پرندے کی سبکی اور درندے کی عقل رہیگی پھر شیطان آکے انکو کہیگا کیا تم کو شرم نہین تو کہینگے تو کس بات پر امر کرتا ہے پھر بتون کی عبادت کرنیکا حکم کریگا بتون کا پوجا کرینگے اس پر بھی انکو رزق ملیگا فراغت سے عیش کرینگے یہانتک صور پھوکا جائیگا پہاڑ کے کلیجے سے پہاڑ کا اندر مراد ہے پرندے کی سبکی یعنی برے کام کے واسطے جلدی کرینگے جیسا پرندہ اڑتا ہے درندے کی عقل رہیگی یعنی ظلم و تعدی کرنیکے واسطے درندے کے مثال لوگون پر پڑینگے مسلم نے النواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایکدن صبح کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم دجال کا ذکر کئے اُس مین اُسکو اتارے اور چڑھائے یہانتک ہم گمان کئے کہ وہ خرمہ کے درختون کے کسی بن مین ہے پھر ہم جب دوپہر کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو ہمارے مین اُسکو پایا یعنی اُسکا احوال سننے سے ہم پر جو خوف و دہشت ہوئی تھی اسکو سمجھ کے فرمائے تمہارا کیا حال ہے ہم کہے یارسول اللہ آپ صبح کو دجال کا ذکر کئے سو اسمین اتارے اور چڑھائے یہانتک کہ وہ خرمے کے درختون کے کسی بن مین ہوئیگا ہمکو گمان ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمہارے پر دجال کے غیر کا خوف مجھکو زیادہ ہے اگر دجال نکلے اور مین تمہارے مین رہون تو اسکا حجیج مین ہون تم نہین یعنی دلیل گو اور اسکو جھٹلانے والا مین ہون تم اسکو جھٹلانے کی احتیاج نہین اگر وہ نکلے اور مین تمہارے مین نہ رہون تو ہر شخص اپنے نفس کا آپ حجیج ہے تیرا اور ہر مسلمان پر اللہ تعالیٰ میرا خلیفہ ہے یعنی تمہارا نگہبان اللہ ہے مقرر دجال جوان ہے اُسکے بال بہت اکڑے ہوئے ہین اُسکی آنکھ طافیہ ہے یعنی نکل آئی ہے اُسکو مین عبد العزیٰ بن قطن سے تشبیہ دیتا ہون یعنی دجال عبد العزیٰ سے مشابہ ہے تمہارے سے جو کوئی اُسکو پاوے تو سورہ کہف کے شروع کی آیتین پڑھین وہ شام و عراق کے درمیان مین کی راہ سے نکلیگا سو داہنی طرف فساد اور بائین طرف فساد کریگا یا عباد اللہ فاثبتوا یعنی اے اللہ کے بندو تم ثابت رہو ہم کہے یا رسول اللہ وہ دجال زمین پر کتنے دن رہیگا

فرمائے چالیس دن اُسکا ایک دن ایک برس کے مانند ہی اور ایک دن ایک مہینے کے مانند ہی اور ایک
دن ایک جمعہ کے مانند ہی یعنی ایک ہفتہ کے اتنا ہی اور باقی کے دن تمہارے دنون کے مانند ہین ہم کہے یا رسول اللہ
وہ دن جو ایک برس کے اتنا ہوگا اسمین ایک دن کی نماز پڑھنا ہمکو کفایت کریگا یا نہین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے کفایت نکریگا اقدروا لہ قدرہ یعنی اندازہ کرو نماز کیواسطے ایک دن کا اندازہ ہم کہے یا
رسول اللہ اُسکی جلدی زمین پر کیسی ہے فرمائے غیث کے مانند ہے یعنی مینہ کے مانند یا ابر کے مانند ہے کہ جسکے
پیچھے باؤ ہے سو ایک قوم کے پاس آئیگا اور انکو اپنی طرف دعوت کریگا پھر وہ اسپر ایمان لاوینگے اور اُسکی
دعوت قبول کرینگے تو آسمان کو حکم کریگا سو مینہ برسیگا اور زمین کو حکم کریگا وہ اگیگی پھر اُن قوم کے مواشی
جو صبح کو چرنے گئے تھے شام کو آوینگے سو اُنکے کوہان نہایت بلند رہینگے یعنی انکے مواشی نہایت فربہ رہینگے
اور انکے تھن بہت بھرے ہوئے رہینگے اُنکے پیچھے بہت ہی دراز رہینگے پھر دجال دوسری قوم کے
پاس آکے انکو دعوت کریگا وہ اسکی دعوت کو رد کرینگے تو انکے پاس سے چلا جاویگا صبح کو دیکھے تو وہیں
لوگ قحط زدہ ہونگے انکے ہاتھ مین انکا کچھ مال باقی نہ رہیگا دجال ویرانے پر گذریگا اور اسکو بولیگا اپنے
خزانے کو نکال تو اس ویرانے کے خزانے اُسکے پیچھے چلینگے جیسے شہد کے مکھیون کی ٹکڑی ہی بعدہ دجال
ایک شخص کو بلاویگا جو بھری جوانی مین ہے اور اُسکو تلوار سے مار کے دو ٹکڑے کرکے تیر کے فشانے کی مقدار
فاصلے سے ڈالیگا پھر اس جوان کو پکاریگا تو زندہ ہوکے آئیگا اس کا منہ جھلکتا ہوا اور ہنستا ہوا ہی دجال
اسی مین ہوگا کہ یکایک اللہ تعالی مسیح ابن مریم کو بھیجیگا سو سفید منارے پاس جو دمشق کے شرقی جانب مین
ہے اُترینگے دو چہرو دے پہنے ہوئے اور اپنے ہاتھون کے نیچے دو فرشتون کے بازون پر دھرے ہوئے اپنے سر کو
جھکاوے تو سر سے عرق ٹپکیگا اور جب سر کو اٹھاوے تو عرق کے قطرے موتی کے دانونکے سے سر پر سے اترینگے
سو حلال نہین یعنی ممکن نہین کسی کافر کو جو پاوے اُنکے دم کے باؤ کو مگر یہہ کہ مرجاویگا اُنکی نگاہ جتنی دور
جاتی ہے انکا دم اتنی دور جاویگا پھر عیسی دجال کو طلب کرینگے یہان تک کہ لُد کے دروازہ پاس اسکو پاکے
اسکو قتل کرینگے بعدہ عیسی علیہ السلام کے پاس ایک قوم آئیگی کہ جن کو اللہ تعالی نے دجال سے نگاہ رکھا تھا
سو انکے منہ پونچھینگے اور انکو انکے مرتبون سے جو بہشت مین ہین خبر دینگے ایسے مین اللہ تعالی عیسی کو

طرف وحی بھیجیگا کہ مقرر مین نے اپنے کوئی بندون کو نکالا ہون کہ کسی کو اُن سے جنگ کرنیکی طاقت نہین
میرے بندون کو یعنی مومنون کو محافظت کرنیکے لئے کوہ طور پر جا پھر اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو نکالیگا پھر وہ
ہر بلند وسخت زمین سے شتاب آئینگے سو انمین پیش رو لوگ طبریہ کے بحیرے پر یعنی تالاب پر گذرینگے سو اُسکا
سب پانی پی جائینگے انمین کے پیچھے آتے ہوے سو لوگ اس پر گذرینگے سو کہینگے اس بحیرے مین کسی وقت
پانی تھا نبی اللہ عیسیٰ علیہ السلام اور اُنکے اصحاب محصور ومحبوس رہینگے یہان تک کہ آجکے دن تمھین کسی کو
سو دینار ہونے سے ایک بیل کا سر اُنکے پاس بہتر ہوگا پھر عیسیٰ علیہ السلام اور انکے اصحاب اللہ کے پاس
رغبت کرینگے یعنی یاجوج ماجوج کے ہلاک ہونیکی دعا کرینگے تب اللہ تعالیٰ انکی گردنون مین نغف یعنی
کیڑونکو بھیجیگا سو سب ایکبارگی مرجائینگے بعدہ نبی اللہ عیسیٰ اور انکے اصحاب زمین پر اُترینگے سو زمین پر
ایک بالش کی جگہ نہ رہیگی مگر انکی چربی اور بدبوئی سے بھرجائیگی پھر نبی اللہ عیسیٰ اور انکے اصحاب اللہ
کے پاس رغبت کرینگے تب اللہ تعالیٰ بختی اونٹون کی گردنون کے مانند پرندون کو بھیجیگا سو انکے لاشون
کو اُٹھاکے اللہ تعالیٰ جہان چاہا ہے وہان ڈالینگے پھر اللہ تعالیٰ مینھہ برسائیگا کہ جس مینھہ کو مٹی کے گھر اور
بالونکے گھر مانع نہونگے اور ساری زمین کو ایسا دھوئیگا کہ زلفے کے مانند ہوگی پھر زمین کو کہا جائیگا اپنے
پھلون کو اُگا اور اپنی برکت کو پھیرلے آ تب ایک انار ایک عصابہ یعنی ایک جماعت کھائیگی اور اسکے قحف سے یعنی پو
کے دُپٹے سے سایہ کرینگے اور دودھ مین برکت ہوگی یہانتک کہ اونٹ کے ایک لقحے کا دودھ ایک جماعت کو کفایت کریگا اور گائی کے ایک
لقحے کا دودھ ایک قبیلے کے لوگونکو کفایت کریگا اور بکری کے ایک لقحے کا دودھ لوگونکی ایک فخذ کو کفایت کریگا اسی حالمین رہینگے کہ اللہ تعالیٰ
ایک خوشبو باد بھیجیگا سو انکے بغلون کے نیچے پکڑیگا سو ہر مومن اور مسلم کی روح کو قبض کریگا اور بدلوگ باقی رہینگے
گدھے جیسے مختلط ہوتے ہین ویسی اختلاط کرینگے اُنھین پر قیامت قایم ہوگی اس حدیث کو امام احمد
اور ترمذی اور ابن ماجہ بھی مطول روایت کئے ہین ابوداؤد اور نسائی اس کو مختصر روایت کئے ہین
قولہ النواس واو کی تشدید اور نون کی فتح سے قولہ ابن سمعان اسکی سین مین فتح اور کسر دونون
جایز ہین قولہ ہبطین اسکو اتارے اور چڑھائے حدیث کا لفظ ہے فخفض فیہ ورفع سو خفض اور
رفع دونون باب تفعیل کے ماضی کے صیغے ہین دو دونکے فاشد دہین اُن سے کیا مراد ہی سو اُسمین

دو قول ہین پہلا قول یہہ خفض سے اُسکی تحقیر مراد ہے یعنی اُسکی بہت حقارت کئے یعنی وہ کانا ہے اُسکی پیشانی
پر کافر کا نقش ہے اور اللہ تعالی کے پاس اُسکو کچھ رتبہ نہین اور ایک شخص کے قتل کے سوا دوسرے کے قتل پر
قادر نہوگا اور اُس شخص کو قتل کرکے زندہ کئے بعد پھر اُسکے قتل پر قادر نہوگا اور وہ اور اُسکے تابعدار سب
مسلمانون کے ہاتھ سے مارے جائینگے اور اُسکے مانند رفع سے اُسکا فتنہ نہایت عظیم ہونا مراد ہے کیا واسطے
خرق عادت بتلا کے لوگون کو گمراہ کریگا دوسرا قول یہہ ہے خفض سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آواز کو
پست کرنا اور رفع سے آواز کو بلند کرنا مراد ہے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُسکا بہت سا احوال بیان
کرکے تعب سے آرام لینے آواز کو پست کئے بعد لوگون کو سُنانے پھر آواز بلند کئے قولہ خرمے کے درختون
کے کسی بن مین ہے حدیث کا لفظ یون ہے فی طائفۃ من النحل طائفہ ٹکڑی اور جماعت کو کہتے ہین بعضون نے
کہا آدمی یا درخت ہزار سے کم ہو تو اُسکو طائفہ کہتے ہین ہم ترجمہ مین اُسکے حاصل معنی کو لکھے قولہ اُسکی
آنکھ طافیہ ہے معلوم کیجئے طافیہ کے لفظ کو بعضے راوی فا کے بعد یا سے تلفظ کرتے ہین اُسکی معنی آنکھ بلند ہونا
اور نکل آنا بعضے ہمزہ سے تلفظ کرتے ہین اُسکی معنی آنکھ بے نور رہنا یعنی آنکھ کو کچھ نہ دکھنا یہہ دونون
روایت صحیح ہین قولہ شام وعراق کے درمیان مین کی راہ سے نکلیگا حدیث کا لفظ یون ہے اِنَّہٗ خَارِجٌ
خلۃ بین الشام والعراق معلوم کیجئے خلۃ کے ضبط مین راویون کو اختلاف ہے مشہور روایت مین خاء
معجمہ کی فتح اور لام کی تشدید و فتح سے اور تاء تانیث کی تنوین سے ہے دو شہر کے درمیان مین
راہ جو رہتی ہے اُسکو کہتے ہین بعضے روایتون مین حلۃ حاء مہملہ کی فتح اور لام کی تشدید و فتح اور
تاء تانیث کی تنوین سے ہے اُسکی معنی سمت و جانب کی ہے اس روایت پر ترجمہ یون ہوگا شام
وعراق کی جہت کے درمیان نکلیگا بعضے روایتون مین حلہ حاء مہملہ کی فتح اور لام مشدد کی ضم اور اخیر
مین ہاء ضمیر ہے اس روایت پر ترجمہ یون ہوگا وہ نکلیگا اُسکے اترنے کی جگہہ شام وعراق کے درمیان
ہوگی قولہ اقدروا لہ قدرہ یعنے اندازہ کرو ایک دن کے واسطے اُسکا اندازہ معلوم کیجئے اندازہ کرنے
سے مراد یہہ ہے صبح صادق نکلے بعد ظہر کی نماز کا وقت آنے ہمیشہ جتنے ساعت رہتے ہین اُسدن بھی
اُتنے ساعت توقف کرکے ظہر کی نماز پڑھنا ظہر کے بعد جتنے ساعت کو عصر پڑھتے تھے اُتنی دیر کرکے

عصر کی نماز پڑھنا ایسا ہی غروب کتنے ساعت کو ہوتا تھا اور غروب کے بعد کتنے ساعت کو عشا کی نماز پڑھتے تھے اتنے ساعت کے بعد نمازیں پڑھنا پھر دوسرے نمازیں اسی شمار سے پڑھنا سو اس ایک دن میں برس کے ساری نمازیں پڑھنا زوال اور سایہ اور طلوع و غروب کی رعایت نہ کرنا امام نووی نے شرح مسلم میں کہا جو دن مہینے کے برابر اور ہفتے کے برابر ہوگا اُسکو بھی اسی پر قیاس کرنا قولہ جیسے شہد کی مکھیاں آہ حدیث کا لفظ یون ہے فتتبعہ کنوزہا کیعاسیب النحل یعسوب شہد کی مکھی کے سردار کو کہتے ہین وہ جب کسی جگہ پر بیٹھتا ہے تو سب مکھیاں اسکے ساتھ بیٹھتے ہین اور شہد کی پولی باندھتے ہین جب اُڑجاتا ہے تو اُسکے ساتھ سب اڑجاتے ہین یہان یعاسیب سے اُنکی جماعت مراد ہے ہم اُسکے حاصل معنی کا ترجمہ کیے قولہ مارکے دوٹکڑے کریگا آہ لفظ حدیث کا یون ہے فیضربہ بالسیف فیقطعہ جزلتین رمیۃ الغرض جزلتین تثنیہ جزلۃ کا ہے جیم کی فتح سے مشہور یہی ہے بعضون نے جیم کی کسر بھی کہا ہے قطعہ کو کہتے ہین غرض تیر مارنے سو نشانے کو کہتے ہین یعنی اُس نے اسکو تلوار سے مارکے دوٹکڑے کریگا دونون ٹکڑون کو اتنے فاصلہ سے ڈالیگا کہ تیر کو نشانہ پر مارنے جتنے فاصلہ سے ٹکڑے ہوتے ہین اکثر علما ایسا ہی کہے ہین قاضی عیاض نے کہا اس عبارت مین تقدیم و تاخیر ہے اُسکی تقدیر یون ہے فیصیبہ اصابۃ رمیۃ الغرض فیقطعہ جزلتین یعنی تیر نشانہ پر جیسا لگتا ہے ویسا اسکو تلوار لگیگی اور اُسکو دوٹکڑے کریگی امام نووی نے کہا پہلا قول ہی صحیح ہے قولہ دو مہرودہ پہنا ہوا حدیث کا لفظ یون ہے بین مہرودتین سو مہرودتین تثنیہ مہرودۃ کا میم کی فتح اور ہا کی سکون سے اُسکے بعد راء مہملہ مضمومہ ہے اسکے بعد واو ہے اُسکے بعد دال مہملہ ہے اُسکے بعد ہاء تانیث ہے مشہور یہی ہے اُسکو ذال معجمہ سے بھی روایت کیے ہین اہل لغت پاس اُسمین دونو وجہ مشہور ہین لیکن اکثر دال مہملہ ہی کہے ہین کپڑے کو کہتے ہین کہ جس کو ورس کے رنگ مین رنگ کے بعد زعفران کے رنگ مین رنگتے ہین بعضے کہتے ہین ملائے کے آدھے ٹکڑے کو مہرودہ کہتے ہین سو ویسے دو ٹکڑے پہنکے اترینگے قولہ لُد کے دروازہ پاس آہ لُد لام کی ضم اور دال مہملہ کی تشدید سے جوہری صحاح مین کہا وہ شام مین ایک جگہہ کا نام ہے ابن الاثیر نے بھی ایسا ہی کہا بعد ہولا لبعضے کہتے ہین کہ وہ فلسطین مین ایک جگہہ کا نام ہے امام نووی نے شرح مسلم مین کہا وہ بیت المقدس کے نزدیک ایک شہر ہے مجد الغیروزآبادی بولا فلسطین کے پاس ایک قریہ ہے قاضی عیاض نے

مشارق مین کہا بعضے کہتے ہین کہ وہ شام مین ایک پہاڑ کا نام ہے اور بولا اہل کتاب کے کتابون مین جو آیا ہے
کہ عیسیٰ علیہ السلام دجال کو جبل زیتون کے پاس قتل کرینگے سو اسی قول کو تائید کرتی ہے قولہ طبریہ کے بحیرے
پر بحیرہ تصغیر بحر کی ہے یعنی چھوٹی دریا ہمارے محاورے مین اسکو تالاب کہتے ہین سب سے بڑا تالاب ہے طبریہ مین اُسکا
طول دس میل کا ہے اسکا پانی شیرین ہے اُس تالاب کی کوری ایک ندی بہتی ہے طبریہ مشہور شہر کا نام ہے ارض مقدس مین داخل
ہے اُردن کی جانب مین اُسمین اور بیت المقدس مین دو مرحلے ہین قولہ نغف نون اور غین معجمہ دونون کی
فتح سے اُسکے بعد فا ہے کیڑون کو کہتے ہین جو بکری اور اونٹ کی ناک مین ہوتے ہین قولہ زلقہ کی مانند ہوگی زلقہ
زا معجمہ اور لام کی فتح سے اور لام کی سکون سے بھی آیا ہے اُسکے بعد قاف ہے بعضے روایتون مین درعوض
قاف کے فا ہے آئینے کو کہتے ہین یعنی زمین آئینہ کی مانند مصفا ہوگی اکثر اہل لغت کا قول یہی ہے بعضون نے
کہا مینہ کا پانی جمع ہونے صہریج یعنی حوض کی مثل جو بناتے ہین اُسکو زلقہ کہتے ہین اور بعضے کہے سبزہ زیان
کو کہتے ہین بعضے کہی باغ کو کہتے ہین یعنی زمین پانی سے سرسبز ہوکے باغ کی مانند ہوگی قولہ ایک لقحے کا دودھ لقحے کے لام مین فتح
اور کسر دونون ہین جن کے تھوڑے دن ہوئے سو جانور کو لقحہ کہتے ہین قولہ ایک فخذ کو آہ قرابتی لوگون کی
جماعت کو فخذ کہتے ہین فا کی فتح اور خا معجمہ کی کسر سے یاد رکھئے قرابت والون کی بڑی جماعت کو
قبیلہ کہتے ہین اُس سے کم جماعت ہو تو اسکو بطن کہتے ہین اُس سے کم ہو تو فخذ کہتے ہین قولہ گدھے جیسے
مختلط ہوتے ہین آہ حدیث کا لفظ یون ہے یتہارجون تہارج الحمر ہم ترجمہ جو کئے لفظی معنی کا ترجمہ ہے اُس سے
مراد یہہ ہے لوگ روبرو علانیہ جماع کرینگے جیسے گدھے کرتے ہین اُنکو کسی بات کا لحاظ نہ رہیگا ابن ماجہ نے
ابو امامۃ الباہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایکبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھے سو
اُسمین اکثر باتین دجال کے بولے اور ہمکو اُس سے ڈرائے از جملہ سخنان یہہ فرمائے کہ اللہ تعالیٰ آدم کی اولاد
کو جب سے پیدا کیا ہے تب سے دجال کے فتنے سے کوئی فتنہ بڑا زمین پر نہین ہوا اور اللہ تعالیٰ کسی نبی کو نہین
بھیجا مگر وہ نبی دجال سے ڈرایا مین نبیون کا آخر ہون اور تم اخیر امت ہو دجال ناگزیر تمہارے مین ہی
نکلیگا پھر اگر وہ نکلے اور مین تمہارے مین موجود رہون تو مین ہر مسلمان کی طرف حجیج ہون یعنی دلیل گو
ہون اگر میرے بعد نکلا تو ہر آدمی اپنی دلیل آپ ہی کہیگا اور اللہ تعالیٰ ہر مسلمان پر میرا خلیفہ ہوگا اور وہ دجال

ایک خلہ سے یعنی راہ سے جو شام و عراق کے درمیان ہے نکلیگا پھر داہنے اور بائین طرف فساد کرتا پھریگا ای اللہ کے بندو تم ثابت قدم رہو دجال کی صفت مین تمکو ایسی بیان کرتا ہون کہ کوئی نبی میرے آگے اسکو بیان نہین کیا ابتدا مین تو دجال کہیگا مین نبی ہون حال تو یہہ ہے میرے بعد کوئی نبی نہین بعد کہیگا مین تمہارا رب ہون حال تو یہہ ہے تم اپنے پروردگار کو نہین دیکھینگے یہان تک کہ تم مروگے اور وہ دجال کانا ہی تمہارا پروردگار کانڑا نہین اور اسکے دونون آنکھون کے درمیان کافر لکھا ہوا ہے جو مومن ہے اسکو پڑھیگا خواہ لکھنا پڑھنا جانتے یا نجانتے اسکے ازجملہ فتنون کے یہہ ہے اسکے ساتھ بہشت اور دوزخ رہینگے اسکی دوزخ بہشت ہے اور بہشت ہے دوزخ ہے اسکی دوزخ کی بلا مین کوئی تمھارے کا پڑا تو اللہ تعالی سے استعانت مانگے اور سورۂ کہف کے شروع کی آیتین پڑھے تو وہ دوزخ اسپر ٹھنڈک اور سلامتی ہوجائگی جیسے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہوئی تھی اسکے ازجملہ فتنون کے ہی اعرابی کو بولیگا تیرے مان باپ کے اگر مین زندہ کرون میرے رب ہونے کا تو اقرار کریگا وہ بولیگا بہتر پھر دو شیطان اسکی مان اور باپ کی صورت سے آئینگے اور کہینگے بیٹا تو اسکا تابعدار ہو کیا واسطے وہ تیرا رب ہے اسکے ازجملہ فتنون کے ہے ایک شخص پر مسلط ہوکے اسکو آرے سے کاٹکے دو پھانک کریگا بعد لوگونکو بولیگا دیکھو میرے اس بندے کو اب مین جلاتا ہون وہ زندہ ہوکے بولیگا میرا رب تو نہین دوسرا کوئی ہے پھر اسکو زندہ کرکے وہ خبیث کہیگا تیرا رب کون ہی وہ شخص بولیگا میرا رب اللہ ہے اور تو اللہ کا دشمن دجال ہے تیرے حال سے واللہ مجھکو آگے سی زیادہ اب یقین حاصل ہوا اسکے ازجملہ فتنون کے یہہ ہی آسمان کو حکم کیا تو مینہہ برسایگا زمین کو حکم کیا تو جھاڑ اوگائگی اسکے ازجملہ فتنون کے ہے کسی قبیلہ پر گذرا اور وہ لوگ اسکی تکذیب کرین تو انکے جانور جسقدر ہین وہ سب مرجائینگے اسکے ازجملہ فتنون کے ہی کسی قبیلہ پر گذرا اور وہ لوگ اسپر ایمان لائین تو مینہہ کو حکم کریگا کہ انپر برسے تو مینہہ برسیگا زمین کو حکم کریگا اوگا دے تو اوگائیگی پھر اسی دن انکے جانور نہایت فربہ اور پر شکم اور کاس دودھ سے بھرے ہوئے ہوجائنگے اور کوئی زمین نہ چھینگی مگر اسکے گھندلاٹ مین آگی مگر مکہ اور مدینہ مین نہ آئیگا انکے راہون پر فرشتے تلوار لئے ہوئے کھڑے ہین اسکو دفع کرینگے پھر سرخ پہاڑ پاس یعنی جہان جنڈ کی زمین منقطع ہوتی ہے آکے اوتریگا مدینہ کو تین بار زلزلہ ہوگا پھر کوئی منافق مرد یا عورت مدینہ باقی نرہیگا مگر نکل کے دجال پاس چلاجائیگا سو مدینہ اپنے اندر کی نجاست کو نکال دیگا جیسا کیر یعنی مس یا

مطابق بنی علی اللہ علیہ وسلم کا مقولہ یہا ہو

بھٹی لوہے کے گوہ کو نکالتا ہے اُس دن کا نام یوم الخلاص ہے ام شریک بنت ابی العکر رضی اللہ عنہا نے کہا
یا رسول اللہ اُس دن عرب کہان رہینگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وہ تھوڑے رہینگے اور اکثر انکے بیت المقدس مین
رہینگے انکا امام ایک صالح مرد ہوگا سو ایک دن امام صبح کی نماز کیواسطے آگے ہوگا کہ اسمین عیسیٰ بن مریم اتر آوینگے
وہ امام پچھلے پاؤن ہٹھتا ہوا آئیگا تا عیسیٰ امامت کرین عیسیٰ انکے دونون شانون مین اپنا ہاتھ رکھ کے
کہینگے اقامت تمھارے واسطے کہی ہین تمھین امام ہوکے نماز پڑھو پھر وہی صالح مرد امام ہوکر نماز پڑھینگے
نماز سے جب پھرین تو عیسیٰ کہینگے دروازہ کھولو پھر دروازہ کھولے تو اُسکے روبرو دجال رہیگا اُسکے
ساتھ ستر ہزار یہود رہینگے اُنکے پاس تلوارین آرایش کی ہوئین یعنی سونے کا کام کئے ہوئے رہینگے اور اُنپر
سبز طیلسان رہینگے دجال عیسیٰ کو دیکھتے ہی گھل جایگا جیسا نمک پانی مین گھلتا ہے پھر وہان سے بھاگیگا عیسیٰ
کہینگے مین تجھکو مارنا ہی ہے تو میرے سے بچکے نہ جا یگا پھر اُسکا پیچھا کرکے لُد کے دروازہ کے پاس جو شرقی جہت مین
ہے قتل کرینگے اللہ تعالیٰ اُسکے ساتھ یہودیون کو شکست دیگا اللہ تعالیٰ جس چیز کو پیدا کیا ہے اُسکے پاس
یہود جا کے پوشیدہ ہونا چاہینگے پتھر ہو یا درخت یا جانور یا دیوار اللہ تعالیٰ اُسکو زبان دیگا وہ پکار اٹھیگا
اے اللہ کے مسلمان بندے یہان یہودی ہے تو آکے اُسکو قتل کر مگر غرقد نہ بولیگا کیا واسطے وہ یہود کا جھاڑ ہے
اور اس دجال کے ایام چالیس سال ہین السنۃ کنصف السنۃ والسنۃ کالشھر والشھر کالجمعۃ وآخر ایامہ
کالشررۃ یعنی سال آدھے سال کے برابر اور سال ایک مہینہ کے برابر اور مہینے ہفتے کے برابر اُسکے آخر کے دن
چنگاریون کے مانند ہونگے صبح کو مدینہ کے دروازہ پر ہو تو دوسرے دروازہ کو نہین پہنچے تک شام ہو جایگی کسی نے کہا
یا رسول اللہ ان اقصر ایام مین یعنی کوتاہ دنون مین ہم نماز کیسا پڑھنا فرمائے اُن دراز ایام مین جیسا
اندازہ کرتے ہین ان ایام مین بھی اُسی اندازے سے نماز پڑھنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عیسیٰ بن مریم
میری امت مین حاکم منصف اور امام عادل رہینگے صلیب کو توڑینگے خنزیر کو قتل کرینگے جزیہ اُٹھا دینگے صدقہ کو ترک کرینگے بکری اور اونٹ کو حاصل
کرنے عامل نہ جایگا دلون سے کینہ اور عداوت نکل جایگی زہر والے جانورون کے زہر جاتے رہینگے یہان تک کہ
آدمی کا چھوٹا بچہ سانپ کے منہہ مین ہاتھ ڈالا تو سانپ اُسکو نہ ڈسیگا اور شیر کا منہہ کھول کے دیکھا تو
شیر سے اُسکو ایذا نہ دیگا اور بھیڑیا بھیڑ مین اگر کُتے کے مانند رہیگا زمین عدل سے بھر پور ہوگی جیسا برتن پانی

بھر جاتا ہی اور کلمہ ایک ہی ہو جاویگا اللہ کے سوائے کسی کی پرستش نہوگی اور جنگ اپنا بوجھ دھر یگا اور قریش اپنا ملک لے لینگے اور زمین روپے کے فاثور کے موافق ہوگی آدم کے ایام مین اسکے گیاہ جیسے اُگتے تھے ویسے اُگینگے یہان تک انگور کے ایک خوشہ کو ایک جماعت کھا کے سیر ہو جایگی اور ایک انار کو ایک جماعت کھا کے سیر ہو جایگی اور بیل کی قیمت بڑی ہو گی گھوڑے کی قیمت کم ہوگی کسی نے کہا یا رسول اللہ گھوڑا کیا واسطے ارزان ہوگا فرمائے جنگ کے کام کے واسطے اسپر سوار ہونگے بولا بیل کیا واسطے گران ہوگا فرمائے تمام زمین کی کھیتی ہونیکے سبب سے گران قیمت ہوگا اور دجال نکلنے کے تین سال کے آگے بڑی سے قحط سالی ہوگی لوگ بھوکھ اور سختی مین رہینگے پہلے سال اللہ تعالیٰ آسمان کو امر کریگا کہ تہائی مینہ مت برسا اور زمین کو امر کریگا کہ تہائی گیاہ مت اگا دوسرے سال آسمان کو امر کریگا سو دو تہائی مینہ برسیگا اور زمین کو امر کریگا سو دو تہائی گیاہ نہ اگاویگی بعد تیسرے سال آسمان کو حکم کریگا تو مینہ بند ہو جایگا اُس سال مینہ کا ایک قطرہ نہ برسیگا زمین کو حکم کریگا تو اُسپر کے گیاہ بند ہو جایگی زمین پر کچھ ہریالی نہ اُگیگی ذی ظلف جانور یعنی شگافتہ سم والے جانور جتنے ہین سب مرجاوینگے مگر جس کا نہ مرنا اللہ تعالیٰ چاہے کسی نے کہا یا رسول اللہ اُسوقت لوگون کو کیا چیز جلاویگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تہلیل اور تکبیر اور تسبیح اور تحمید کرنا لوگون کو قایم مقام کھانیکے ہوگا ابن ماجہ نے اس حدیث کو علی بن محمد سے وہ عبد الرحمن بن محمد المحاربی سے وہ ابی رافع اسمعیل بن رافع سے وہ ابی عمرو الشیبانی زرعہ سے وہ ابو امامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اکثر نسخون مین ابن ماجہ کے ایسا ہی ہے حفاظ کہے ہین یہہ وہم ہے لیکن ابن ماجہ کے بعضے نسخون مین ہے ابو زرعۃ الشیبانی بن ابی عمرو سے وہ عمرو بن عبد اللہ الحضرمی سے وہ ابی امامۃ سے یہی نسخہ صواب ہے طبرانی نے اپنے احادیث الطوال کے جز مین بکر بن سہل سے وہ نعیم بن حماد المروزی سے وہ ضمرہ بن ربیعہ سے وہ یحییٰ بن ابی عمرو الشیبانی سے وہ عمرو بن عبد اللہ الحضرمی سے وہ ابی امامۃ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو بطولہ روایت کی ہے ابو داؤد نے بھی اپنی سنن مین اسکو عیسیٰ بن محمد سے وہ ضمرہ بن ربیعہ سے اسی سند سے روایت کی ہے لیکن تمام حدیث کو ذکر نہین کیا اور یولا تو اس حدیث کی مثل ہے اُسکی سند کے رجال ثقہ ہین حافظ السیوطی نے جمع الجوامع مین ابو امامۃ کی

حاشیہ: ۱؎ حدیث کا لفظ یون ہی ویکون الفرس بعشرۃ ولکن من المال ویکون الثور بالمئین یہانت ۱۲ مطلب اصل حدیث کا ترجمہ کیا۔ منہ کان اللہ لہ ۱۲

اس حدیث کو ابن ماجہ اور نعیم بن حماد کی کتاب الفتن اور رویانی اور ابن خزیمہ اور ابو عوانہ اور حاکم
اور تمام کے فواید اور ضیاء المقدسی کے رموز سے ذکر کی ہے سیوطی کی رای پر یہہ حدیث صحیح ہے اس حدیث کے
اکثر غریب اللغات کی معنی نواس کی حدیث مین ہم ذکر کئے لیکن چند الفاظ جو اس مین مذکور نہین اُنکو ہم
یہان بیان کرتے ہین قولہ کالغرقد اہ غین معجمہ اور قاف کی فتح سے دو نون کے بیچ مین رائے مہملہ ہے اور اخیر
مین دال مہملہ ہے نام ہے ایک درخت کا وہ عوسج کے اقسام مین ہے اُسکا درخت انار کے درخت کے اتنا بڑا
ہوتا ہے اسکو کانٹے رہتے ہین قولہ کالشررۃ وہ شرارے کی جمع ہے شرارہ شین معجمہ کی کسر سے آتش کی چنگاری
کو کہتے ہین دنون کی کوتاہی کو آتش کی چنگاری سے تشبیہ دیئے یعنی چنگاری آتش سے جُدا ہوکے کسقدر جلد بجھ
جاتی ہے اور اُسکی بقا نہایت قلیل ہے دن بھی ویسا ہی کم ہو جایگا پھر دن کی کوتاہی کے بیان مین فرمائے کہ
مدینہ کے ایک دروازہ سے نکل کے دوسرے دروازہ کو نہین پہنچے تک شام ہو جائگی معلوم کیجئے مدینہ مطلق شہر کو
کہتے ہین اور مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی وہ علم ہو گیا ہے حدیث مین المدینۃ الف ولام کے
ساتھ جو مذکور ہوا اس سے مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہونا ظاہر ہے قولہ فاثور کے مثل ہوگی فاثور
فا اور ثا مثلثہ سے اُسکے اخیر مین رائے مہملہ ہے خوان کو کہتے ہین خوان کی معنی سفرہ اور طبق اور دسترخوان
کی ہے یہہ سب معنی یہان پھبتے ہین بعضے کہے فاثور روپے کے یا سونیکے طشت کو یا پیالے کو کہتے ہین وہ زمین
نہایت قوت دار اور بہتر ہونے سے کنایہ ہے معلوم کیجئے نواس بن سمعان کی حدیث مین اور ابو امامۃ
کی حدیث مین مذکور ہوا کہ دجال شام اور عراق کے مابین نکلیگا سو شام ایک مشہور اقلیم ہے عراق
بھی ایک مشہور اقلیم ہے عراق اصل مین دریا کے کنارہ کو کہتے ہین اس اقلیم کے آبادیان دجلہ اور فرات
کے کنارہ پر رہنے سے اسکو عراق کہے بعضے حدیثون مین آیا ہے کہ دجال خراسان سے نکلیگا اور بعضے
روایتون مین آیا ہے اصفہان مین یہودیہ کرکے ایک قریہ ہے وہان سے نکلیگا سو اسمین تعارض نہین کیا
واسطے خراسان نام اقلیم کا ہے اور اصفہان اُسکا صوبہ ہے سو اُسکا ابتداء ظہور یہودیہ سے ہوگا
یہودیہ قریہ ہے اصفہان کا اصفہان اقلیم خراسان مین داخل ہے شام و عراق کے مابین نکلیگا کر کے
اس روایت مین جو آیا ہے اس سے حجاز مین داخل ہونیکی جگہہ مراد ہے واللہ اعلم معلوم کیجئے

نو اس بن سمعان کی مذکور حدیث مین ایسا آیا ہے کہ دجال زمین پر چالیس دن رہیگا امام احمد کی روایت مین جابر رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی آیا ہے حافظ عسقلانی نے کہا اس حدیث کی سند جید ہے امام احمد نے جنادہ بن ابی امیہ سے وہ ایک صحابی انصاری سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دجال کی حدیث کو روایت کی ہے سو دجال چالیس دن رہیگا کر کر مذکور ہے حافظ عسقلانی نے کہا اسکی سند بھی جید ہے مسلم نے فاطمہ بنت قیس سے جساسہ کی حدیث جسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمیم داری سے روایت کئے ہین اسمین بھی دجال چالیس دن رہیگا کر کے وارد ہوا ہے عبد اللہ بن عمرو بن العاص کی مذکور حدیث مین جسکو مسلم نے روایت کی ہے شک سے آیا ہے چالیس دن ہین یا چالیس مہینے یا چالیس سال حافظ العسقلانی نے فتح الباری مین کہا جو چالیس دن کر کر جزم کرتا ہے اسکی روایت مقدم ہے اُس روایت پر جسنے شک سے کہا بندہ عاصی کہتا ہے طبرانی نے عبد اللہ بن عمرو کی اس حدیث کو دوسری وجہ سے روایت کیا ہے سو اسمین دجال چالیس دن رہیگا کر کر جزم سے روایت کیا ہے یہہ بھی احتمال ہے اسکے دنون کی تعین کی وحی نہین ہوئی تھی اس سلئے تردید سے بیان کئے بعد جب وحی ہوئی تو چالیس دن کا جزم کئے واللہ اعلم ابی امامہ کی حدیث جو ابو رافع کی روایت سے مذکور ہوئی اسمین دجال چالیس سال رہیگا کر کر جزم سے آیا ہے اُن سالون کے ایام کی تفصیل بھی ذکر کیا ہے سو بعضون نے اس اختلاف کو یون جمع کی ہے کہ چالیس دن سے دجال لوگون کو گمراہ کرنیکے ایام مراد ہین اور چالیس سال سے اوس کا دنیا مین رہنے کے ایام مراد ہین اور بعضے اس اختلاف کو ایام کی کمیت اور کیفیت پر حمل کرتے ہین اور بعضے لوگون کے احوال کے بہ نسبت ایسا اختلاف ہوگا کر کر کہتے ہین بندہ عاصی کہتا ہے اس حدیث کا راوی وہم کیا کر کے کہنا بعید نہین کیا واسطے ابن ماجہ کی روایت کا راوی اسمعیل بن رافع ابو رافع جو ہے ضعیف ہے امام احمد اور یحیی بن معین اور ایک جماعت محدثین کی اسکی تضعیف کئے ہین دارقطنی اور اُسکا غیر کہتے ہین وہ متروک الحدیث ہے حافظ العسقلانی نے تقریب مین کہا وہ سیئ الحفظ ہے سو شاید اُسی نے وہم کیا ہو ابو داؤد نے اس حدیث کو جو روایت کی ہے اُسکے رجال ثقہ ہین اگرچہ اُس نے پوری حدیث کو ذکر نہین کیا

لیکن موضع وہم کی طرف اشارہ کیا اور بولا و ذکر الصلوٰۃ مثل معناہ یعنی نمازون کو نواس کی حدیث کی معنی کی مثل روایت کیا طبرانی نے احادیث الطوال مین یون روایت کی ہے و ان ایامہ اربعون یومًا یوم کسنۃ و یوم کشہر و یوم کجمعۃ و یوم کالایام و آخر ایامہ کالسراب یصبح الرجل عند باب المدینۃ فیمسی قبل ان یبلغ بابہا الآخر قالوا کیف نصلی یا رسول اللہ فی تلک الایام القصار قال تقدرون فیہا کما تقدرون فی الایام الطوال یعنی اس دجال کے ایام سب چالیس دن ہین ایک دن ایک برس کے اتنا اور ایک دن ایک مہینے کے برابر اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر اور ایک دن ہمیشہ کے دنون کے برابر اُسکے آخر کے دن سراب کے مانند صبح کے وقت آدمی مدینہ کے دروازہ کے پاس تھا سو اسکے دوسرے دروازہ تک نہین پہنچے تک شام ہو جائیگی صحابہ کہے یا رسول اللہ ان چھوٹے دنون مین ہم نماز کیسا پڑھنا چاہئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے طویل ایام مین اندازہ کر کے جیسا نماز پڑھتے تھے چھوٹے دنون مین اسی اندازہ پر نماز پڑھنا یہہ روایت بھی ابو رافع کے وہم کی دلیل ہے معلوم کیجئے دن کوتاہ ہونیکا ذکر نواس وغیرہ کی حدیث مین مذکور نہین ابن ماجہ اور طبرانی دونون کی روایت مین ثابت ہوا ہے ابو داود کے کلام کا مقتضی یہہ ہے کہ ابو امامہ کی حدیث مین اُسکا ذکر نہین دیکھ لیجئے ابن خزیمہ وغیرہ کے پاس اس حدیث مین اسکا ذکر ہے تو وہ ثقہ کی زیادتی ہے اسکو قبول کرینگے وگرنہ طبرانی کا شیخ بکر بن سہل جو ہے اُسکے وہم پر حمل کرنا ذہبی نے کہا بکر بن سہل سے لوگ روایت کرتے ہین وہ مقارب الحال ہے نسائی نے کہا وہ ضعیف ہے امام احمد اور طبرانی اور بغوی اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے دجال زمین پر چالیس سال رہیگا اس کا ایک سال ایک مہینے کے برابر ہوگا اور ایک مہینہ ایک ہفتہ کے برابر اور ایک ہفتہ ایک دن کے برابر اور اُسکے باقی کے ایام کاضطرام السعفۃ فی النار یعنی خرما کا خشک پتا آتش مین جلنے کی مقدار اس حدیث کی سند مین شہر بن حوشب ہے اُس سے حجت پکڑنے مین محدثین کو اختلاف ہے معلوم کیجئے دجال کے تین دن لمبے ہونگے جو آیا ہے بعضے اُسکو مجاز پر حمل کرتے ہین اور کہتے ہین پہلے دن مومنون پر نہایت درد و غم ہوگا اور دجال کا ظلم وستم بنہایت رہیگا سو وہ دن برس کے مانند دکھیگا دوسرے دن اُسکا مکر کم ہوگا

اور اُسکے کام مین سستی ہوگی سو جہینے کے مانند دکھیگا اور تیسرے دن اُس سے بھی کم ہوگا سو ہفتہ کے مانند
دکھیگا یا یہہ کہ لوگ اسکو تول لینے سے اور ایک طرح کی عادت ہو جانے سے دوسرا دن چھوٹا دکھیگا اور
تیسرا دن اس سے چھوٹا معلوم ہوگا بندۂ عاصی کہتا ہے یہہ بات خلاف قیاس ہے کیا واسطے پہلے دن سے
دوسرے دن اُسکی شوکت بڑھ جائیگی اور بہت لوگ اُسکے شریک ہونگے اور اس سے مقابلہ کرنے والا کوئی نہ رہیگا
تو اُسکا جور و ظلم زیادہ ہو جائیگا قیاس مقتضی ہے کہ پہلے دن سے دوسرا دن بڑا دکھنا خود حدیث مین نمازین
اندازے سے پڑھنا جو آیا ہے اس قول کو رد کرتا ہے کیا واسطے حقیقت مین دن نہ بڑھتا تو صحابہ اُسدن نماز
کس طرح پڑھنے کا سوال نکرتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکو نمازین اندازے پر پڑھنے کا حکم نکرتے بلکہ فرماتے
کہ فی الحقیقت دن دراز نہین ہوگا بعضون نے کہا شیاطین اُسکے ممد و معاون رہنے سے اور اُسکی بات سے
نیہہ برسنا زراعت ہونا اور دوسرے اشیا جو احادیث مین مذکور ہین ہونا اُسکے کمال سحر پر دلالت
کرتا ہے سو لوگونکو سحر کرنے سے اُنکو رات سے سو دن ہوکے ممدود ہوگا آفتاب کا غروب ہونا اُنکو محسوس نہین
ہوگا اس لئے نمازون کو اندازہ سے پڑھنے کا حکم ہوا بندۂ عاصی کہتا ہے یہہ تاویل بھی ضعیف ہے
کیا واسطے اُسکے سحر کا زور ہوتا تو دوسرے دن بھی ایک ایک سال کے برابر ہوتے معلوم ہوا پہلا دن بہت طویل
ہونا دوسرا دن اس سے کم تیسرا دن اُس سے کم اُسکے سحر کی تاثیر سے نہین ہے بلکہ اللہ تعالی امتحان کے
واسطے حقیقت مین دن کو دراز کریگا امام نووی نے شرح مسلم مین کہا علما اس حدیث کو اُسکے ظاہر
پر ہی حمل کرتے ہین اور دن حقیقۃً دراز ہوگا کہتے ہین وہ دن دراز ہوا تو اُس مین نماز اندازہ پر
پڑھنے کا حکم کئے قاضی عیاض سے نقل کی ہے کہا اگر یہہ حکم نہ فرماتے اور ہمارے ہی اجتہاد پر چھوڑ دیتے
تو اُس دن ہم پانچ نمازون سے افزود نہ پڑھتے بلکہ اب جو وقت ہے اُسی وقت پر نماز پڑھتے انتہی
ملخصاً معلوم کیجئے ابن ماجہ کی مذکور روایت مین عیسی علیہ السلام بیت المقدس مین اترینگے آیا ہے
طبرانی نے اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
عیسی بن مریم دمشق کے منارۂ بیضا یعنی سفید منارہ پاس اُترینگے مسلم وغیرہ نواس بن سمعان رضی اللہ
عنہ سے حدیث جو روایت کئے ہین اس مین بھی عیسی دمشق کی شرقی جانب مین منارۂ بیضا پاس اُترینگے

آیا ہے منارہ میم کی فتح سے مینار کو کہتے ہین امام نووی نے شرح مسلم مین کہا دمشق کے شرقی جانب مین اب وہ منارہ موجود ہے دمشق مشہور قول پر دال کی کسرا اور میم کی فتح سے ہے بعضے میم کی کسر کی حکایت کئے ہین ایک مشہور شہر کا نام ہے شام کے ملک مین بنی اُمیہ کے سلاطین کا پایہ تخت تھا حافظ عماد الدین بن کثیر کہا عیسیٰ دمشق مین اُترینگے جو آیا ہے اشہر قول وہی ہے اور بولا دمشق کے مینار کو نصاریٰ جلا دئے سو سنہ ۷۴۱ سات سو کیتالیس مین سفید پتھرون سے تازہ مینارا نہین کے پیون سے تیار کئے شاید کہ یہہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر معجزون مین رہے اور عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونیکے واسطے یہہ مینار بنا اور بولا بعضے حدیثون مین آیا ہے کہ عیسیٰ بیت المقدس مین اُترینگے ایک روایت مین آیا ہے اُردن مین نازل ہونگے اور ایک روایت مین آیا ہے مسلمانون کے معسکر مین اُترینگے حافظ جلال الدین سیوطی نے کہا عیسیٰ بیت المقدس مین اُترینگے سو ابن ماجہ کی روایت مین آیا ہے اور بولا عیسیٰ بیت المقدس مین اُترنا میرے پاس راجح ہے اسکو راجح بولنا دوسرے روایتون کو منافی نہین کیا واسطے بیت المقدس دمشق کی شرقی جانب مین ہے ان ایام مین مسلمانون کا معسکر یعنی لشکر گاہ وہی رہیگا اور اُردن اُسکے کورے کا نام ہے یعنی نگری اور شہر کی پوری آبادی ۱۲ آبادی کا نام ہے بیت المقدس اسی اُردن کے نگر مین داخل ہے اور بولا بیت المقدس مین اب منارہ بیضا موجود نہ رہنے سے کچھ خلل نہین عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے قبل وہان البتہ بنایا جائیگا انتہیٰ معلوم کیجئے عیسیٰ علیہ السلام زمین پر چالیس سال رہینگے کر کر متعدد احادیث مین جنکی سند صحیح ہے آیا ہے اور اُنہین کے بعضے حدیثون کو ہم اوپر ذکر کئے لیکن عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی مذکور حدیث مین جسکو مسلم وغیرہ روایت کئے ہین عیسیٰ علیہ السلام سات برس رہینگے آیا ہے اس اختلاف کے جمع مین حافظ عماد الدین بن کثیر یون بولا جس مین سات سال آیا ہے سو شاید عیسیٰ دجال کو قتل کئے بعد رہینگے دنون کا بیان ہے چالیس سال جو آیا اُس سے اُنکی مجموع اقامت جو آسمان پر جانیکے قبل اور اُترے بعد ہے سو بیان ہے عیسیٰ علیہ السلام کی عمر آسمان پر جاتے وقت تیتس ۳۳ سال کی تھی اُن سالون کے ساتھ ان سات برس کو ملائے تو چالیس سال ہوتے ہین بندۂ عاصی کہتا ہے یہہ تاویل

ضعیف ہے حدیثون کا ظاہر لفظ اس کو مساعد نہین کیا واسطے ابو داؤد کا لفظ ابی ہریرہ سے جو مروی
ہے اور اسکی سند صحیح ہے یون ہے فیقاتل الناس علی الاسلام فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ
ویہلک اللہ فی زمانہ الملل کلہا الا الاسلام ویہلک المسیح الدجال فیمکث فی الارض اربعین سنۃ ثم یتوفی
فیصلی علیہ المسلمون اسکے ظاہر لفظ سے معلوم ہوتا ہے چالیس سال جو مکث کرینگے سو دجال کے قتل کے بعد ہے
طبرانی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے سو اسکا لفظ یون ہے ینزل عیسی بن مریم فیمکث
فی الناس اربعین سنۃ اور امام احمد نے کتاب الزہد مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو روایت کیا ہے
اُسکا لفظ یون ہے یلبث عیسی بن مریم فی الارض اربعین سنۃ لو یقول للبطحا رسیلی عسلا لسالت
اور امام احمد نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے جو روایت کی ہے اُسکا لفظ یون ہے فینزل عیسی بن مریم فیقتلہ ثم
یمکث عیسی فی الارض اربعین سنۃ اماما عادلا وحکما مقسطا اور طبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی
اسی کے مثل روایت کی ہے مسلم نے عبداللہ بن عمرو سے جو روایت کی اُسکا لفظ یون ہے ثم یبعث اللہ
عیسی بن مریم کانہ عروۃ بن مسعود الثقفی فیطلبہ حتی یہلکہ ثم یبقی الناس سبع سنین لیس بین اثنین عداوۃ
ثم یبعث اللہ ریحا باردۃ الحدیث امام احمد کا لفظ یون ہے فیبعث اللہ عز وجل عیسی بن مریم
کانہ عروۃ بن مسعود الثقفی فیطلبہ فیہلکہ ثم یلبث الناس بعدہ سنین سبعا لیس بین اثنین عداوۃ سو ان
دونون لفظون سے عیسی علیہ السلام سات برس رہنے کی تصریح بوجھی نہین جاتی احتمال ہے کہ سات برس
تک لوگ اس طور سے جو رہینگے سو عیسی علیہ السلام کے وفات کے بعد ہے عیسی علیہ السلام آسمان پر جاتے
وقت اُنکی عمر ایک سو بیس برس کی تحقیق کرکے بھی آیا ہے بعد عاصی نے دیکھا کہ حافظ السیوطی نے مرقات
الصعود مین کہا ابن کثیر نے جو جمع کی اُسی پر بین کئی مدت تک تھا بعد مین نے بیہقی کو دیکھا کتاب البعث
والنشور مین کہا ہے اس حدیث مین ایسا ہی ہے کہ عیسی علیہ السلام زمین پر چالیس برس تک رہینگے صحیح
مسلم مین ہے ثم یلبث الناس بعدہ سبع سنین سو احتمال ہے کہ ثم یلبث بعدہ سے مراد عیسی علیہ السلام
کی موت کے بعد پھر یہہ حدیث پہلی حدیث کے مخالف نہین بیہقی کا کلام تمام ہوا سیوطی نے کہا یہہ تاویل
میرے پاس چند وجہ سے راجح ہے پہلی وجہ عیسی علیہ السلام اتنی مدت رہنے پر مسلم کی حدیث مین نص نہین

اور اُس حدیث مین نص ہے دوسری وجہ ثم کا لفظ جو آیا ہے اسی تاویل کی تائید کرتا ہے کیا واسطے
ثم تراخی پر دلالت کرتا ہے تیسری وجہ لیبث الناس بعدہ کی ضمیر کی مرجع عیسیٰ کی طرف کرنا متجہ ہے
کیا واسطے عیسیٰ اقرب مذکور ہے یعنی قریب تر لفظ جو مذکور ہوتا ہے ضمیر کو اُسکی طرف پھیرتے ہین عیسیٰ کا
لفظ ضمیر سے قریب ہے چاہئے ضمیر عیسیٰ کی طرف ہی پھیرنا چوتھی وجہ عیسیٰ علیہ السلام سات برس تک رہنے
مین اس متحمل حدیث کے سوا دوسری کوئی حدیث نہین آئی اور عیسیٰ علیہ السلام چالیس برس رہینگے سو
مختلف طریقون سے کئی حدیث مین آیا ہے سیوطی نے مذکور حدیثون کو ذکر کر کہا یہہ متعدد حدیثین جنمین
تصریح ہے ایک محتمل حدیث سے اولی ہے انتہی ترمذی نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے
کہے توریت مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت لکھی ہوئی ہے اور عیسیٰ بن مریم حضرت کے پاس مدفون ہونگے
کر کر ہے بخاری اپنی تاریخ مین اور طبرانی عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم اور انکے دونو صاحبین کے پاس عیسیٰ بن مریم علیہ السلام مدفون ہونگے عیسیٰ کی قبر چوتھی قبر ہوگی
امام احمد اور مسلم جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قیامت تک میری
امت سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر لڑائی کرتی غالب رہیگی پھر عیسیٰ بن مریم اُترینگے سو مومنون کا امیر کہیگا
آپ آؤ اور ہمارے ساتھ نماز پڑھو عیسیٰ علیہ السلام کہینگے ایسا نہین تمھارے مین کا شخص تمھارا امیر ہے اللہ تعالیٰ
کی طرف سے اس امت کو یہہ کرمت ہوگی اس روایت مین قیامت تک جو آیا ہے اُس سے قیامت کی علامت
مراد ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہے مذکور احادیث مین عیسیٰ علیہ السلام صلیب کو توڑینگے جو آیا ہے
اُس سے حقیقۃً صلیب توڑنی مراد ہے نصاریٰ اس کی تعظیم جو کرتے ہین سو باطل ہوا اسین امر منکر کو تغیر دینے
اور باطل آلات کو توڑنے کی دلیل ہے خنزیر کو قتل کرنا جو آیا اُس مین شافعیہ کے مختار مذہب کی دلیل ہے
دار الکفر مین یا اور کہین خنزیر دیکھے اور اُسکو مار ڈالنے کی ہمکو قدرت ہو تو مار ڈالنا جمہور علما کا
بھی یہی مذہب ہے بعضے فقہا کہتے ہین اُسکے رہنے سے کچھ ضرر نہین پہنچتا ہے تو اُسکو نہ مارنا یہہ قول
باطل ہے عیسیٰ علیہ السلام حاکم عادل ہوکے اُترینگے جو آیا ہے اُس سے ہماری شریعت کے حاکم
اُترنا مراد ہے مستقل شریعت سے اُترنا اور ہماری شرع کو نسخ کرنا مراد نہین جزیہ اٹھا دینگے جو مذکور ہوا

اُس کا لفظ حدیث مین یون ہے ویضع الجزیۃ یعنی جزیہ کو رکھینگے علما اس لفظ کے دو تاویل کرتے
ہین ایک تاویل یہہ ہے جزیہ مقرر کرینگے یعنی عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوئے بعد کسی سے جنگ باقی نہ رہیگا
دُنیا کے تمام لوگ عیسیٰ کے تابع ہونگے یا تو اسلام لاینگے یا کافر رہکے اُنکے مطیع و منقاد رہینگے عیسیٰ
علیہ السلام اُن کافرون پر جزیہ مقرر کر دینگے اُنکے وقت مال بہت ہوگا جو آیا ہے جزیہ کی کثرت کے سبب سے
ہے دوسری تاویل یہہ ہے جزیہ کو رکھنے سے مراد جزیہ کو قبول نکرنا کافرون سے بجز اسلام لانے کے دوسری
کوئی بات قبول نکرنا وہ اسلام لاناہین تو اُنکو قتل کرنا اگر کوئی جزیہ دینا قبول کیا تو اُس پر اکتفا نکرنا
خطابی وغیرہ یہی دوسری تاویل کو اختیار کئے ہین امام نووی نے شرح مسلم مین اسی تاویل کو صواب
کہا ہے اور بولا پہلی تاویل مقبول نہین اس تاویل پر بعضون نے اعتراض کی اور بولا یہہ حکم ہماری شرع
کا خلاف ہے کیا واسطے ہماری شرع مین کتابی جزیہ دینا جب قبول کیا تو اس کو قبول کرنا واجب ہے
اُسکو قتل کرنا یا اسلام لانے پر جبر کرنا جایز نہین اس اعتراض کا جواب یہہ ہے معترض جزیہ کا حکم جو بولا
سو وہ حکم عیسیٰ علیہ السلام کے نزول تک کاہی عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوئی بعد وہ حکم منسوخ ہوا اس حکم کے
ناسخ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہین عیسیٰ علیہ السلام نہین صحیح حدیثون مین خبر دے چکے ہین کہ جزیہ لینے
کا حکم عیسیٰ اُترے بعد منسوخ ہے عیسیٰ علیہ السلام ہماری شرع کے حکم پر عمل کرینگے سو عیسیٰ علیہ السلام اس حکم کو منسوخ نہین کئے جاتے مذکور ہوا ایسا
مین جو آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس امت کے امام کی اقتدا نماز مین کرینگے سو اس سے امام مہدی مراد ہین چنانچہ ابو نعیم ابو سعید الخدری
اور ابو امامہ سے اور نعیم بن حماد عبداللہ بن عمرو العاص سے اور ابو عمرو الدانی اپنی سُنن مین حذیفہ اور جابر بن عبداللہ سے مرفوع روایت کئے
ہین ابن ابی شیبہ مصنف مین محمد بن سیرین سے اور نعیم بن حماد کعب الاحبار سے بھی ایسا ہی نقل کئے
ہین حافظ العسقلانی نے فتح الباری مین شیخ ابو الحسین الابری سے نقل کی ہے کہ اس نے مناقب الشافعی مین
کہا مہدی اسی امت مین ہونا اور عیسیٰ علیہ السلام اُنکے پیچھے نماز پڑھنا اخبار متواترہ سے ثابت ہوا ہے
انتہیٰ مہدویہ فرقہ جو کہتے ہین مہدی آمد گذشت سو احادیث سے انکو جہل ہونیکا سبب ہے

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۝ اور قیامت کے دن ہوگا اُنپر گواہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام
قیامت کے دن یہود پر گواہی دینگے کہ وہ اُنکی تکذیب اور اُنپر طعن کئے اور نصاریٰ پر گواہی دینگے

کہ وہ انکو الٰہ اور ابن اللہ کہے اور جو لوگ عیسیٰ کی تصدیق کئے اور انکو عبداللہ ورسولہ کہے انکی تصدیق کی
گواہی دینگے قتادہ نے کہا اس کی معنی یہہ ہے عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رسالت انکو پہنچانیکی
اور آپ اللہ کا بندہ ہونے کی اقرار کرنیکی گواہی دینگے فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ
طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ پھر یہود کے گناہ سے ہمنے حرام کئین انپر کتنے پاک چیزین جو انکو حلال تھین
ظلم سے گناہ مراد ہے اور اُسپر با کا لفظ جو ہے سببیہ ہے تعلق اُسکا حرمنا سے ہے اور اُسکی تنوین تعظیم کیواسطے ہے من الذین
صفت ہے بظلم کی اسکی تقدیر یون ہے فبظلم صادر من الذین ہادوا یعنے بسبب بڑے گناہون کے جو یہود سے صادر ہوے ہم انپر کے
چیزین حرام کئین پاک چیزین جو انپر حرام ہوئین اُسکا بیان سورہ مائدہ کی اس آیت مین مذکور ہے وعلی الذین ہادوا
حرمنا کل ذی ظفر ومن البقر والغنم حرمنا علیہم شحومہما الآیہ انکے گناہ وہی ہین جو بچھڑے کی عبادت کئے اور اللہ تعالے
کو سامھنے بتاو کرکہہ کے اور ہمارے واسطے ایک الٰہ ٹھہراو کرکر بولے وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا
اور اُنکے روکنے سے لوگون کو اللہ کی راہ سے روکنا بہت وَاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ
اور انکے سود لینے پر حالانکہ مقرر اُس سے اُنکو منع ہوچکا ہے وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ
اور وہ لوگون کا مال کھانے پر ناحق وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ہ اور تیار رکھی ہے
ہمنے انہین کے منکرون کیواسطے دکھ کی مار معلوم کیجئے بصدہم مین با جو ہے وہ بھی سببیہ ہے اُسکا
تعلق بھی حرمنا سے ہے واخذہم واکلہم یہہ دونون کا عطف اسی بصدہم پر ہے بصدہم پر با ترجارہ کو لے آیا
اخذہم اور اکلہم پر نہین لایا کیا واسطے وہان معطوف اور معطوف علیہ مین فاصلہ ایسے جملہ سے ہوا جو معطوف
علیہ کا معمول نہین تھا بلکہ اُسکا عامل تھا اس لئے حرف جر کا اعادہ کیا بخلاف اخذہم اور اکلہم کے کہ
یہان اس طور کا فاصلہ نہین ہے وقد نہوا جملہ حالیہ ہے بالباطل کی تعلق اکلہم سے ہے یا محذوف سے ہے
اُسکی تقدیر یون ہے ملتبسین بالباطل ابن جریر طبری نے اس آیت کی تفسیر مین ایسا بیان کیا ہے کہ یہود اللہ
مضبوط عہد جو کئے تھے اُسکو توڑنے سے اور اللہ کی آیتون سے منکر ہونے سے اور انبیا کو قتل کرنے سے
اور مریم پر بہتان کرنے سے اور دوسرے چیزین جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز مین بیان فرمایا ہے
جرکتب ہمنے کہے ہے پاکول وغیرہ طیبات جو انپر حلال تھین انکے ظلم کی عقوبت مین انپر حرام کیا قتادہ

روایت ہی کہا وہ قوم ظلم اور بغاوت کرنے سے اُسکی پاداش مین اللہ تعالی نے بہت سی چیزین اُنپر حرام
کیا واحدی اور ابن الجوزی مقاتل سے نقل کئے ہین کہا اللہ تعالی نے اہل تورات پر سود حرام کیا اور
لوگون کا مال ظلم سے لینے کو منع کیا پھر وہ سود کھائے اور لوگون کا مال ظلم سے لئے اور اللہ تعالی کے دین سے
اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے مانع ہوئے اُسکی عقوبت مین اللہ تعالی نے کئی چیزون کو حرام کیا
جن کا مذکور و علی الذین ہادوا حرمنا کی آیت مین ہے واحدی نے کہا طیبات اُنپر کس طور سے حرام ہوے اور
کب حرام ہوے اور کونسے نبی کی زبان پر اُنکی حرمت نازل ہوئی سو اُسکا بیان کچھ مجھکو معلوم نہوا زین البغدادی
نے کہا واحدی یہہ جو بولا سو بہت خوب کہا کیا واسطے آیت نہایت مشکل ہے کیونکہ گناہ وقوع مین آنیکے
قبل اللہ تعالی اُس گناہ پر عقاب نہین کرتا مفسرین مذکور ظلم کی معنی جو بیان کئے ہین وہ گناہ زمان مستقبل مین
اُن سے صادر ہوے اگر یون کہے اُن سے یہہ گناہ صادر ہونگے کر کر اللہ تعالی کو جو علم حاصل تھا اس علم پر ان چیزون
کو حرام کیا سو یہہ صحیح نہین کیا واسطے ہم اوپر کہے گناہ صادر ہونیکے قبل اللہ تعالی عقاب نہین کرتا
اسی لئے امام رازی نے اپنے تفسیر مین مفسرین جو ذکر کئے ہین اسکو ذکر نہین کیا بلکہ مجمل تفسیر کی ہے سو بولا
گناہ کے انواع دو نوع مین منحصر ہین ایک خلق اللہ پر ظلم کرنا دوسرا دین حق سے اعراض کرنا خلق اللہ پر
ظلم کرنے کا اشارہ اللہ تعالی اِس آیت مین کیا فبظلم من الذین ہادوا حرمنا علیہم اور دین حق سے اعراض
کرنیکی اشارت اس آیت مین کیا وبصدہم عن سبیل اللہ کثیرا سو یہود باوجود اس نہی کے مال حاصل
کرنیکی نہایت حرص رکھتے ہین کبھی تو سود لیا کرتے ہین حالانکہ سود کھانے سے انکو نہی ہے اور کبھی رشوت
کھاتے ہین اسی کی طرف اِس آیت مین اشارہ کیا واکلہم اموال الناس بالباطل یہہ چار گناہ اُنپر دنیا
اور آخرت مین سختیان ہونیکے سبب ہوئے دنیا کی سختیون کا اشارہ حرمنا علیہم طیبات مین ہے آخرت کے
سختیون کا اشارہ واعتدنا للکافرین مین ہے انتہی بعینہ قاضی کہتا ہے آیت کے سیاق سے معلوم
ہوتا ہے اُنپر طیبات کی حرمت جو نازل ہوئی اُسکا سبب چند گناہ تھے جو اُن سے صادر ہوئے تھے اُسکے بعد
اُن سے گناہ جو سرزد ہوے اُن سے طیبات کی حرمت نہین ہوئی بلکہ مستحق عذاب اُخروی کے ہوئے
اس آیت مین فبظلم من الذین ہادوا حرمنا علیہم طیبات احلت لہم ذکر کرے بعد وبصدہم عن سبیل اللہ

الآیہ کو ذکر کرنا اس پر دلالت کرتا ہے سو ظاہرًا ایسا معلوم ہوتا ہے بعدہم اور اُسکے معطوفات کا تعلق حرمت سے نہین بلکہ اس کا تعلق محذوف سے ہے اس کی تقدیر مثلاً عاقبناہم ہے اور واعتدنا کا عطف اسی محذوف پر ہے عقاب اخروی دو طرح کا ہے ایک تو منقطع ہونا یہہ عذاب کفر کے سوائے جو گناہ ہین اُمین ہے دوسرا عذاب دائمی یہہ عذاب فقط کفر مین ہے سو اللہ تعالیٰ کفر کے عذاب کی تصریح کیا اور کافرون کو منہم کا قید لگایا کیا واسطے جو کافر نہین ہین اُنکے لئے یہہ عذاب دائمی نہین طیبات کی حرمت جن گناہون پر ہوئی ہے اُن گناہون کا بدلہ طیبات کی حرمت سے ہو گیا اور گناہ معاف ہوئے آخرت مین اسکا مواخذہ نہین رہا بچھڑے کا پوجا بہت بڑا گناہ تھا اُنکے جانون کے قتل سے معاف ہوئی آخرت مین اُسکی سزا نہین اس تقریر سے زین البغدادی کا مشکل حل ہوا پیش از گناہ کے عقوبت نہین ہوئی واللہ اعلم لٰکِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِیْمِیْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِیْهِمْ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ لیکن جو ثابت ہین علم پر امین یعنی اہل کتاب مین اور ایمان والے ہین سو ایمان لاتے ہین اس پر جو اُترا تجھکو اور جو اُترا تجھ سے پہلے اور آفرین نماز قایم کرنے والون کو اور زکوۃ دینے والون کو اور یقین رکھنے والے اللہ پر اور پچھلے دن پر ایسون کو عنقریب ہم دینگے بڑا ثواب معلوم کیجئے اس جملہ کے ابتدا مین لکن کا لفظ لے آیا کیا واسطے یہان ذکر کفار اور مومنون کا ہے اُن دونون مین تناقض ہے اس لئے لکن کا لفظ ذکر کیا اوپر کی آیت مین اہل کتاب کے کفار اور جہال کا حال بیان کیا تھا اُن سے جو مومن ہین اور علم پر ثابت قدم ہین اُنکو استثنا کر کر اُنکا حال بیان کرتا ہے راسخون سے مراد وہ لوگ ہین جو اپنے علم پر ثابت قدم ہین اور علم کے نور سے اُنکے دل روشن ہین عقل کی صفائی اور دل کی روشنائی سے حق کو پہچان کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہین جیسے عبد اللہ بن سلام وغیرہ رضی اللہ عنہم لفظ راسخون کا مبتدا ہے اسکی خبر یومنون ہے اظہر یہی ہے اولئک سنوتیہم کا جملہ اُسکی خبر ہونا بھی محتمل ہے اولئک کو خبر ڈالے تو جملہ یومنون کا المومنون کا حال پڑیگا منہم کا تعلق محذوف سے ہے وہ حال ہے الراسخون کی ضمیر کا منہم کی ضمیر کا مرجع اہل کتاب ہین والمعطوفات

الراسخون پر ہے اس المومنون سے بعضون کے پاس اہل کتاب کے مومن مُراد ہین جو اللہ پر اور اُسکے رسول محمد
صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہین پہلے اُنکو علم کی رسوخیت سے وصف کیا بعد ایمان کی صفت سے ذکر کیا
کیا واسطے رسوخیت موجب انکے ایمان کی ہے عنوان کے اختلاف کو ذات کے اختلاف کے منزلے مین نازل
کر کر مومنون کو راسخون پر عطف کیا بعضون نے کہا اس المومنون سے مہاجرین اور انصار مراد ہین اس تاویل
معطوف معطوف علیہ مین اختلاف ذاتی ہے یومنون بما انزل الیک سے قرآن اور احکام ہین جو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم پر نازل ہوئے وما انزل من قبلک سے دوسرے کتب مُراد ہین جو انبیا علیہم الصلوۃ والسلام پر نازل
ہوئین یعنی وہ ایمان للتے ہین سارے کتابون پر جو تیرے آگے دوسرے انبیا پر نازل ہوئین معلوم کیجئے
والمقیمین کے نصب کے وجہ مین اختلاف ہے بعضون نے کہا منصوب ہے مدح کیواسطے نماز کی مدح کرتا ہے اسکی تقدیر
یون ہے امدح المقیمین الصلوۃ وہم المؤتون الزکوۃ جیسے اس مثال مین مررت بزید الکریم سو کریم
کو زید کی نعت ڈال کے جر دیتے ہین اعنی یا امدح کی تقدیر کرکے نصب دیتے ہین یا ہو کے لفظ کی تقدیر
کرکے رفع دیتے ہین یہہ قول بصریین کا ہے زجاج نے اسی قول کو اختیار کیا ہے امام رازی نے کہا یہی قول
معتمد ہے اس قول پر المقیمین الصلوۃ سے وہی راسخین مراد ہین کسائی نے اس کو رد کیا اور بولا منصوب
علی المدح نہو گا مگر کلام تمام ہوئے بعد یہان کلام ہنوز تمام نہین ہوا کیا واسطے لکن الراسخون مبتدا ہے خبر کی
انتظار کرتا ہے اولئک سنوتیہم اسکی خبر ہے فخر رازی نے اسکے جواب مین کہا معترض جو بولا کلام نہین ہوتا
مگر اولئک کے پاس سو ہم اسکو مسلم نہین رکھتے کیا واسطے مبتدا کی خبر یومنون ہے بر تقدیر تسلیم کے اور
اولئک کو خبر ڈالینگے ہم کہینگے مبتدا کے اور خبر کے درمیان مدح کا جملہ معترض آنے مین کیا خلل ہے
اور اسکے امتناع پر کیا دلیل ہے زمخشری نے کشاف مین کہا اُسکی نصب مدح کی جہت سے ہے مدح کی جہت سے
نصب دینے کا باب بہت وسیع ہے سیبویہ نے اسکے امثلے اور شواہد مین ایک باب ہی ذکر کیا ہے بعضون نے
کہا المقیمین مجرور ہے اس کا عطف ما پر ہے جو بما انزل الیک مین ہے تقدیر یومنون بالمقیمین الصلوۃ اس
قول کو کسائی نے اختیار کیا ہے امام طبری نے اسکو ترجیح دی ہے اس قول پر معنی یون ہو گی اور یومنون
بیان والمقیمین اُس پر جو نازل ہوا تجھ پر اور اُس پر جو نازل ہوا تجھ سے پہلے اور ایمان لاتے ہین

نماز قایم کرنے والوں پر اس قول پر المقیمین سے یا ابنیا علیہم الصلوۃ والسلام مراد ہین کیا واسطے کسی
نبی کی شرع نماز سے خالی نہین تھی نماز سب پر واجب تھی اگرچہ ارکان اور شروط مین اختلاف ہو یا ملایکہ مراد
ہین کہ جنکی وصف مین اللہ تعالی نے فرمایا یسبحون اللیل والنہار لا یفترون اس وجہ پر بما انزل سے کتب مراد
ہوئے والمقیمین سے ملایکہ یعنی ایمان لاتے ہین ملایکہ پر کہ جنکی صفت نماز قایم کرنی ہے بعضے تقدیر یون کرتے ہین
یومنون بدین المقیمین اس تقدیر پر المقیمین سے مسلمان مراد ہونگے بعضون نے کہا یہہ معطوف ہے قبل پر تقدیر یون ہے
من قبل المقیمین مضاف کو حذف کرکے مضاف الیہ کو اسکے قایم مقام کئے بعضے کہتے ہین من قبلک کے کاف پر
معطوف ہے بعضے کہتے ہین الیک کے کاف پر معطوف ہے بعضے کہتے ہین منہم کی ضمیر پر معطوف ہے بعضے کہتے ہین
المقیمین یا سے جو لکھا گیا ہے خطا ہے المقیمون واو سے رہنا قرأت ابن مسعود کی والمقیمون واو ہی سے ہے ابو عبید نے
فضایل القرآن مین حجاج سے وہ ہارون بن موسی سے وہ زبیر بن الحریث سے روایت کی ہے بولا عکرمہ نے کہا مصحف
لکھے گئے بعد عثمان رضی اللہ عنہ کو بتلائے عثمان اسمین دیکھے اسکے چند حرفون مین لحن ہے یعنے اعراب کی خطا ہے
عثمان نے کہے لا تغیروہا فان العرب ستغیرہا او قال ستعربہا بالسنتہا یعنی اس کو تغیر مت دو عرب اسکو تغیر
دینگے یا کہے عرب اپنی زبان کے موافق اسکو اعراب دینگے اور فرمائے کاتب ثقیف کا اور مملی یعنی بول کر
لکھانے والا ہذیل کا ہوتا تو ایسے حروف نہ ہوتے اس اثر کو ابن الانباری اپنی کتاب الرد علی من خالف
مصحف عثمان مین اور ابن اشتہ اسی طریق سے روایت کئے ہین اور اسکو ابن الانباری عبد الاعلی بن عبد اللہ
بن عامر کی طریق سے اور ابن اشتہ یحیی بن یعمر کی طریق سے اسی کی مثل روایت کئے ہین ابن الانباری نے ابی بشر کی
طریق سے وہ سعید بن جبیر سے روایت کی ہے وہ والمقیمین الصلوۃ پڑھتا تھا اور بولا والمقیمون لحن من الکاتب
یعنی کاتب کا لحن ہے ابو عبید نے فضایل القرآن مین ابو معاویہ سے وہ ہشام بن عروہ سے وہ اپنے والد عروہ سے
روایت کی ہے اس نے کہا مین نے عایشہ رضی اللہ عنہا کو والمقیمین الصلوۃ کے لحن سے پوچھا عایشہ کہے یا
ابن اختی یہہ کاتبون کی خطا ہے لکھنے مین خطا کئے سیوطی نے کہا اسکی سند صحیح شیخین کی شرط پر ہے بندہ
عاصی کہتا ہے اسکو جس نے لحن کہا اسکا قول نہایت ضعیف اور ساقط الاعتبار ہے اور آثار جن سے حجت لیا ہے
قابل اعتبار نہین کیا واسطے اسکے مسات دبلکہ دس قاریان جنکی قرأت کا ثبوت متواتر ہے اس لفظ کو یا سے

تلفظ کرتے ہین سب کا اتفاق ہے اور نحو کے قواعد بھی اسکو منافی نہین سو اسکو خطا کہنا مردود اور
ساقط الاعتبار ہے امام رازی نے کہا قرآن مین لحن رہنا بعید بات ہے کیا واسطے قرآن نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سے بتواتر منقول ہے جو چیز تواتر سے منقول ہو تو اُسمین لحن موجود رہنا غیر ممکن ہے زمخشری نے
کشاف مین نصب کا وجہ جسکو ہم اوپر نقل کئے ہین کہے کے بعد بولا جو شخص گھمنڈ کرتا ہے کہ یہہ لفظ خط مصحف
مین لحن واقع ہوا ہے سو اسکی بات کی طرف تو التفات مت کر بعضے لوگ جو سیبویہ کی کتاب کو نہین
دیکھے ہین اور عرب اختصاص کی رو سے نصب دینے کی طرق مین تفنن جو ہے اُسکو نہین جانتے ہین سو انہین بات
کی طرف التفات کرتے ہین سابقین اولین جنکی مثال توریت مین جنکی مثال انجیل مین ہے اسلام
مین طعن انہونے کیوا سطے اپنی ہمت معروف کرتے تھے سو اپنے بعد کے لوگ باندھنے کے لئے کتاب
اللہ مین ایک سوراخ چھوڑنا اور پچھلے لوگ آکے رفو کرنے کے اعتماد پر اسمین ایک چاک رکھنا
نہایت بعید ہے زین البغدادی نے کہا قرآن مین لحن ہے بولنا نہایت بعید ہے کیا واسطے قرآن
جمع کئے سو لوگ زبان دان اور کمال فصاحت والے تھے دوسرے لوگ آکے لحن کو اصلاح کرنے کے لئے
کتاب اللہ لحن کو کیسا باقی رکھینگے حافظ جلال الدین سیوطی نے مذکور آثار کو ذکر کرکے کہا یہہ آثار
نہایت مشکل ہین صحابہ لحن کئے کرکے گمان کرنا کئی وجہ سے غیر معقول ہے پہلی وجہ قطع نظر قرآن
کے صحابہ اپنے محاورے مین لحن کئے کرکر کیسا کہینگے حالانکہ وہ نہایت فصیح تھے دوسری وجہ قرآن
جیسا اُترا ہے ویسا ہی اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کئے اسکو زبانی حفظ کئے اُسکا ضبط و اتقان کئے جسکو
اتنی تحقیق سے ضبط کئے ہین اُسمین لحن کیسا ہوگا تیسری وجہ سب مل کے خطا مین کیسا اتفاق کئے
اور کیسا اُسکو لکھے ــــ چوتھی وجہ خطاب جب ہوئی تو اس پر کیسا تنبہ نہ ہوئے اور کیون
اُسکی اصلاح نکئے پانچین وجہ عثمان رضی اللہ عنہ خطا ہوئی سو سمجھ کر بھی اسکو تغیر دینے سے کیسا منع کئے
چھٹوین وجہ اس خطا کی قرأت کیسی باقی رہی حالانکہ خلف سلف سے بتواتر اس کو نقل کئے ہین
سو اس لفظ مین لحن ہے کہنا عقلاً اور شرعاً اور عادۃً محال معلوم ہوتا ہے علما اسکے تئین جواب دئے ہین پہلا جواب
یہہ ہے عثمان رضی اللہ عنہ سے یہہ جو مروی ہے صحیح نہین اسکی سند ضعیف ہے اور سند مین اضطراب ہے اور سند منقطع ہے اور بھی عثمان

رضی اللہ عنہ اپنے مصحف کو امام کئے تا لوگ اُسکی اقتدا کریں سو اسمین لحن دیکھ کر چھوڑ دیا اور عرب اپنی زبان سے اُسکو مستقیم کرینگے کہہ کر اُسکو چھوڑ دینا کیسا ہوگا اور اخیار لوگ جو قرآن کو جمع کرنے اور لکھنے کیواسطے مقرر ہوئے تھے وہ اس لحن کو درست نکریں تو دوسرے لوگ اسکو کیسا درست کرینگے اور بھی ایک ہی مصحف نہیں لکھے بلکہ چند مصحف لکھے اگر کہین لحن سب مین تھا تو لحن مین سب متفق رہنا بعید ہے یا لحن بعضون مین تھا کر کہے تو بعضون کی صحت کے معترف ہوئے لیکن بعضے مصحفون مین لحن تھا اور بعضون مین لحن نہین تھا کوئی نہ بولا اور اون مصحفون مین ہرگز اختلاف نہین تھا ہان قرأت کے وجوہ کے نظر کرتے اختلاف تھا تو اُسکو لحن نہ بولینگے دوسرا جواب یہہ ہے روایت صحیح ہو کر ہم اسکے قبول کریں تو مراد اُس سے رمز و اشارہ اور حذف کے مواقع ہین جیسے الکتب اور الصبرین اور اسکے مثل تیسرا جواب یہہ ہے اس سے مراد وہ لفظین ہین جنکے رسم تلفظ کے مخالف ہین جیسے ولااوضعوا اولااذبحنہ کہ ان مین لا کے بعد الف زیادہ لکھے ہین اور جزاء والظلمین مین واو اور الف زیادہ کئے ہین اور بائید کو دو یا سے لکھے ہین رسم جیسا ہے ویسی ہی قرأت کرینگے تو لحن ہوگا ابن اشتہ نے اپنی کتاب المصاحف مین اس جواب کو اور اسکے قبل کے جواب کو جزم کی ہے بندہ عاصی کہتا ہے اس اثر مین جو مذکور ہوا کہ عثمان رضی اللہ عنہ فرمائے کاتب ثقیف سے اور مملی ہذیل سے ہوتا تو ایسے حروف نہوتے سو یہہ بات مخالف ہے عثمان رضی اللہ عنہ کے قول کو جو بخاری مین وارد ہوا کہ عثمان رضی اللہ عنہ زید بن ثابت و عبداللہ بن زبیر اور سعید بن العاص اور عبدالرحمان بن الحارث بن ہشام کو مصحفین لکھنے کے لئے امر کئے اور قریش کے یہہ تینون شخص کو کہے اگر تمھارے اور زید بن ثابت کے درمیان قرآن کے لفظ کسی مین اختلاف آوے تو قریش کی زبان جو ہے اُسکے موافق لکھو کیا واسطے قرآن نازل نہین ہوا مگر قریش کی زبان کے موافق عثمان رضی اللہ عنہ ایسا کہتے ہیں کاتب ثقیف سے اور مملی ہذیل سے ہونا کیسے کیا کہینگے حالانکہ ہذیل کے اور قریش کے محاورہ مین اختلاف ہے معلوم کیجئے مصحفین لکھنے یہی چار شخص کو مقرر کئے کر کر بخاری کی روایت مین آیا ہے ابن ابی داؤد نے کتاب المصاحف مین محمد بن سیرین کی طریق سے روایت کی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ قریش اور انصار کے بارہ شخص کو جمع کئے حافظ عسقلانی نے کہا متفرق روایتون سے ان بارہ شخصون سے نو آدمی کا نام معلوم ہوا زید بن ثابت عبداللہ بن زبیر

سعید بن العاص عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام ان کے نام بخاری کی روایت مین ثابت ہین دوسرے
لوگ ابی بن کعب مالک بن ابی عامر امام مالک کے دادا کثیر بن افلح انس بن مالک عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ عنہم معلوم کیجیے روایتون سے ایسا ثابت ہوا کہ عثمان رضی اللہ عنہ زید بن ثابت کو مقرر کئے
کیا واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین کاتب الوحی زید ہی تھے ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ قرآن
کو جمع کرنیکا حکم انھون کو کئے تھے انھون نے قرآن کو جمع کئے جب عثمان رضی اللہ عنہ مصحف لکھنے کیلئے کس کو
مقرر کرنا تجویز کئے تو سب کا اتفاق ہوا کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو مقرر کرنا کیا واسطے اُن سے
بڑھ کے لکھنے والا دوسرا کوئی نہین تھا پھر لکھنے اُنھین کو مقرر کئے الفاظ کو املا کرنے سعید بن العاص
بن امیہ بن عبد الشمس الاموی القرشی کو مقرر کئے کیا واسطے سب مین افصح وہی تھے اور اُنکا لہجہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے لہجے سے بہت شبیہ تھا ایسا ہوتے پر عثمان رضی اللہ عنہ کا وہ کہنا بعید معلوم ہوتا ہے واللہ
اعلم ابن الانباری نے کتاب الرد مین خالف مصحف عثمان مین لکھا ہے عثمان رضی اللہ عنہ سے آثار اس باب
مین جو مروی ہین حجت پکڑنیکے قابل نہین کیا واسطے وہ سب منقطع ہین انکی سند متصل نہین عثمان
رضی اللہ عنہ امت کے امام اور اپنے زمانے مین سب کے مقتدا تھے مصحف مین جو سب مصحفون کا
امام ہے خلل دیکھنا اور اُسکی کتابت مین لغزش پانا پھر اُسکو درست نہ کرکے چھوڑ دینا اور بعد کے لوگ
اسکو درست کرنے پر ٹیکا رکھنا (بھروسا) اسکو عقل نہین قبولتی واللہ کوئی منصف تمیز والا آدمی عثمان رضی اللہ
عنہ پر اس بات کا خیال نہ کریگا لوگ درست کرنیکے خیال پر کیسا چھوڑتے حالانکہ بعد آنے والون
کی بنا انھین کے رسم پر اور انکے حکم پر موقوف تھی اگر کوئی کہے عثمان رضی اللہ عنہ جو فرمائے ہین
اس مین لحن پاتا ہون سو اُس سے مراد اسکی نوشت مین لحن ہے ہم اپنی زبانون کے موافق اسکو
درست کر لینگے سو خط کی لحن معنی کی مفسد نہین لفظ کی تحریف اور اعراب کے افساد سے اسمین تحریف
نہین سو یہہ تاویل باطل ہے ایسا کہنے والا خطا کیا کیا واسطے خط کی بنا تلفظ پر ہے نوشت مین جب
کوئی لحن کرے تو تلفظ مین بھی لحن کریگا عثمان رضی اللہ عنہ قرآن کے الفاظ کی خطا کو نوشت مین ہرگز
نہ چھوڑتے اور عثمان رضی اللہ عنہ کا ہمیشہ قرآن کی تلاوت کرنا اور ملکون مین مصحفون کو بھیجنا [illegible]

رسم کے موافق قرآن کو ضبط کرنے کا امر کرنا سب پر عیان ہو ابن الانباری نے اس قول کی تائید پر ابو
عبید نے جو روایت کی ہے ذکر کیا اور بولا ابو عبید نے کہا مجھکو عبد الرحمن بن مہدی نے عبد اللہ بن مبارک سے خبر دی
ہے وہ ابو وائل سے جو ایک شخص تھا اہل یمن سے کہا عثمان رضی اللہ عنہ کا مولی جس کا نام ہانی البربری تھا کہا مین
عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھا تب مصحفون کو لاکے انکو بتلاتے تھے سو میرے پاس بکری کے شانہ پر ان الفاظ
کو لکھکر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجے اس مین یہ الفاظ تھے لم یتسن لا تبدیل للخلق فامہل الکافرین
پھر دوات منگاکے ایک لام کو مٹاکر لخلق اللہ لکھے اور فامہل کو مٹاکے فمہل لکھے اور لم یتسنہ مین ہا زیادہ
کئے ابن الانباری نے کہا ایسا ہوتے پر عثمان رضی اللہ عنہ غلطی دیکھ کے اسکو درست نہین کئے کہنا باطل دعوی ہے
عثمان رض تو انکی کتابت پر ہر وقت نظر کرتے تھے کاتبون مین کچھ بھی خلاف آتا تو عثمان کے پاس مرافعہ کرتے
تھے تا حق کیا ہے سو بیان کرین اور صواب کیا ہے سو دکھادین حافظ السیوطی نے کہا اسی کو تائید کرتی ہے
روایت کہ جسکو ابن اشتہ نے کتاب المصاحف مین حسن بن عثمان سے روایت کی ہے وہ ربیع بن بدر سے وہ سوار
بن شبیب سے کہا مین نے ابن الزبیر سے مصاحف کا حال پوچھا انہون نے کہا ایک شخص کھڑا ہو کر عمر رضی اللہ عنہ کو
کہا یا امیر المومنین لوگ قرآن مین اختلاف کرتے ہین پھر عمر رضی اللہ عنہ قرآن کو ایک ہی قرات پر جمع
کرنا چاہے سو انہین زخم کھاکے وفات پائے عثمان کی خلافت مین وہی شخص نے پھر کھڑا ہو کر کہا عثمان رضی اللہ
عنہ مصحفون کو جمع کئے بعد مجھکو عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس روانہ کئے مین صحیفون کو لایا پھر ہم انکو عثمان کو
عرض کئے یہان تک سب کو راست اور درست کئے بعد سب کو تقسیم کرنیکا امر کئے سو یہ اثر دلالت کرتا ہے وہ
لوگ مصحفون کو جیسا چاہئے ویسا ضبط و اتقان کئے جو چیز قابل اصلاح کے اور درست کرنیکے تھی اسکو
درست کئے اس مین کچھ خلل باقی نہین رکھے ابن اشتہ نے کہا مجھکو محمد بن یعقوب نے خبر دی اس نے ابو داود
سلیمان بن الاشعث سے وہ حمید بن مسعدہ سے وہ اسمعیل سے وہ حارث بن عبد الرحمن سے وہ عبد الاعلی
بن عبد اللہ بن عامر سے کہا مصحف سے فراغت ہوئی بعد عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لے آئے عثمان اسکو دیکھکر
کہے تم اچھا کئے مین کچھ دیکھتا ہون اب ہم اسکو اپنی لسان پر راست کرینگے سو اس اثر مین کچھ اشکال
نہین اوپر اثر جو مذکور ہوا اسکا مقصود اس سے واضح ہوتا ہے مقصود گو یا یہہ ہے مصحف کی

نوشت سے فراغت ہوئی بعد عثمان رضی اللہ عنہ کو بتلائے سو قریش کے محاورہ کے موافق نہین تھے
سو کچھ الفاظ دیکھے جیسا التابوہ التابوت مین اختلاف ہوا تھا یعنی التابوت کے اخیر مین تا ہی یا ہا ہے
سو عثمان رضی اللہ عنہ ایسے لفظون کو قریش کی زبان کے موافق کرنے کا وعدہ کئے بعد دیکھ کے اُسکو
درست کئے کچھ خلاف باقی نہین رکھے سو شاید اوپر کے آثار کو عثمان سے روایت کئے سو لوگ روایت کو تحقیق
نہ کرکے اور عثمان رضی اللہ عنہ درست کئے سو اُس پر خیال نہ کرکے روایت کئے اسلئے اُنکے قول پر اشکال
آیا حافظ السیوطی نے کہا اشکال کے جوابون کا یہہ قوی جواب ہے سیوطی بعدہ بولا عایشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت جو مذکور ہوئی اُسکے اشکال کو ان جوابون مین سے کوئی جواب دفع نہین کرتا حدیث ضعیف ہے
یہ کہنا درست نہین کیا واسطے اُسکے اسناد صحیح اور شیخین کی شرط پر ہے دوسرے جوابین بھی جیسے کیا واسطے
سوال عروہ کا چند معین لفظون مین ہے اس اشکال کا جواب ابن سعد نے یون کہا ہے اور ابن جبارہ
نے شرح رائیہ مین بھی اسکی متابعت کی ہے کہ عایشہ رضی اللہ عنہا جو فرمائے کاتبون کی خطا ہے
اس سے مراد یہہ ہے قرآن سات حرفون پر نازل ہوا ہے اُن سات حرفون مین سے جو حرف اولی تھا
اُسکو اختیار نہ کرکے غیر اولی کو اختیار کئے عایشہ رضی اللہ عنہا کی مراد یہہ نہین کہ وہ جو لکھے ہین
سو خطا ہے اسکا پڑھنا جایز نہین اور بولا اُس پر دلیل یہہ ہے جو چیز جایز نہو بالاجماع مردود ہے
پھر کچھ ہی ہو اگرچہ اسکے وقوع کی مدت دراز ہو یعنی جس لفظ مین خطا ہے تو اُس لفظ کو لکھنا جایز نہین
اُسکی خطا کو دور کرنا لازم ہے اگرچہ خطا سے لفظ کو لکھ کر بہت دن گذرے بعدہ بولا سعید بن جبیر لحن
من الکاتب جو بولا سو اُسنے لحن سے قرأت و لغت کا ارادہ کیا یعنی قرآن جو لکھا سو اُسکی لغت اور
اُسکی قرأت ہے اور اُسمین دوسری قرأت بھی ہے انتہی بندہ عاصی کہتا ہے حافظ جلال الدین السیوطی
نے عایشہ رضی اللہ عنہا کا اثر صحیح شیخین کی شرط پر ہے جو بولا اگرچہ ظاہر کے دیکھتے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے
لیکن اُسکی صحت مین نظر ہے کیا واسطے اس اثر کو ہشام سے کوئی روایت نہین کیا سوائے ابومعاویہ
کے ابومعاویہ کا نام محمد بن خازم ہے خا معجمہ اور زا معجمہ سے الضریر الکوفی التمیمی السعدی مولی سعد
بن زید مناۃ بن تمیم کا اُس سے حجت پکڑنے مین اختلاف ہے نسائی وغیرہ کہتے ہین وہ ثقہ ہے

یحییٰ بن معین نے کہا اعمش کے اصحاب مین شعبہ اور سفیان کے بعد اثبت وہی ہے ابو حاتم نے کہا اعمش کی
روایت مین اثبت الناس سفیان ہے اُسکے بعد ابو معاویہ ہے مُرجیہ کی رائے پر رہنے سے لوگ اسمین کلام کرتے
ہین یعقوب بن شیبہ اور ابن سعد کہتے ہین وہ ثقہ ہے لیکن کبھی تدلیس کرتا ہے اور اہل ارجا کی رائے پر تھا ابو داؤد نے
کہا وہ مرجی تھا ابن خراش وغیرہ کہے وہ ثقہ ہے لیکن اعمش کے غیر سے جو روایت کرتا ہے اُس مین اضطراب ہے
امام احمد کہے اعمش کے غیر کی حدیث مین وہ مضطرب ہے اُسکا حفظ اُسکو جید نہین اور احمد کہے ہشام بن عروہ سے
جو روایت کرتا ہے اسمین اضطراب ہے ابن ابی حاتم نے کہا عبید اللہ بن عمر سے منکر احادیث روایت کرتا ہے حافظ
عسقلانی نے تقریب مین کہا وہ ثقہ ہے اعمش کی حدیث کو احفظ الناس ہے دوسرون کی حدیث مین کبھی وہم کرتا ہے
اسکو ارجا کا عیب لگا ہے معلوم کیجیے اسکی حدیث جو اعمش سے ہے اُس سے بخاری و مسلم حجت لیتے ہین ہشام بن عروہ
سے جو احادیث روایت کیا ہے اُسکے چند حدیث بخاری اور مسلم روایت کئے ہین لیکن ان حدیثون کی روایت مین ابو معاویہ
منفرد نہین ہوا ہے بلکہ اُسکا غیر بھی اسمین اُسکی متابعت کی ہے بخلاف اس حدیث کے کہ اسکی روایت مین کوئی اُسکو
متابع نہین سو یہہ روایت غریب ہے جسکی روایت مین اضطراب ہوا اور روایت مین وہی مضطرب شخص منفرد ہو
تو اسکی روایت مین البتہ علت موجود ہوئی اور بھی اُسکو بعضون نے مُدلس کہا ہے یہہ اثر کو اُسنے ہشام سے جو روایت
کی ہے عن کے لفظ سے روایت کئے ہین سو عنعنہ مدلس کا مقبول نہین شیخین مدلس کی روایت کو عن کے لفظ سے جہان وارد
کرتے ہین اُنکے شروط پر نظر کرتے وہ عنعنہ سماع پر محمول ہے بخلاف دوسرے لوگون کے کہ اُنکے عنعنہ کو سماع پر حمل نہین کر سکتے
جب تک دوسری طریق سے ثابت ہو اور بھی ابو معاویہ ارجا سے متہم ہوا ہے ارجا کے دو قسم ہین اُسکا ایک قسم
یہہ ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد جو صحابہ رضی اللہ عنہم مین جنگ ہوا ہے انمین کے دونو جماعت والون مین کی
کسی جماعت کو صواب اور حق پر نہین کہتے اہل بدعت کی حدیث مقبول ہونیکے واسطے یہہ شرط ہے وہ حدیث
اُسکے مذہب کی مؤید نہ رہنا یہہ اثر جو ہے اُسکے بدعت کو مؤید ہے اسوجہ سے کہ بعضے صحابہ مثل عبد اللہ بن الزبیر
وغیرہ جو قتال مین شریک تھے قابل اعتماد نہین کیا واسطے قرآن کی نوشت مین عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما
بھی شریک تھے اور قرآن کی کتابت مین خطا کئے جب قرآن کی کتابت مین خطا کئے تو دوسرے چیزون مین بطریق
اولیٰ خطا کرینگے چاہیے ایسے لوگون کی جنگ مین کسی کی تعصیب نہ کرنا اس جہت سے یہہ اثر مرجیہ کے مذہب کا مؤید ہے

ہونیکا احتمال رکھتا ہی جو حدیث اُسکے مذہب کو مؤید ہو مقبول نہین ان اُمور کے نظر کرتے اس اثر کی صحبت مین نظر ہے قابل حجت نہین واللہ اعلم والمؤتون الزکٰوۃ اس کا عطف والمؤمنون پر ہے والمؤمنون باللہ اللہ پر ایمان لانے والے یعنے اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرنے والے والیوم الآخر یعنی مرے بعد جی اُٹھنا اور ثواب وعقاب ملاحق سے اقرار کرنے والے سنؤتیہم پر سین جو لایا وعدے کی تاکید واسطے ہی اُسکو حمزہ اور خلف سیوتیہم یا سے قرارت کئے ہین اُسکا ترجمہ یون ہوگا عنقریب اُنکو دیگا یعنی اللہ تعالیٰ دیگا دوسرے قرائو سے پڑھتے ہین ہمارا ترجمہ اسی کے مطابق ہے اجرًا عظیما سے بہشت اور آخرت کے دوسرے نعمتین مراد ہین تفخیم کیواسطے اجرًا کو نکرہ لایا اِنَّآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ کَمَآ اَوْحَیْنَآ اِلٰی نُوْحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ مِنْۢ بَعْدِہٖ مقرر ہم نے وحی بھیجی تیری طرف جیسے وحی بھیجی نوح اور نبیون کو اُسکے بعد یعنی نوح کے بعد ابن اسحاق اور ابن جریر اور ابن المنذر اور بیہقی دلایل النبوۃ مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے سکین اور عدی بن زید کہے یا محمد موسیٰ کے بعد اللہ تعالیٰ بشر پر کچھ نازل کیا سو ہم نہین جانتے تب اللہ تعالیٰ نے ان آیتون کو نازل کیا بعضے کہتے ہین یہہ جواب ہے یہود کے سوال کا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کئے کہ ہمارے اوپر آسمان پر سے ایکھٹا ایک کتاب لے آو سو اللہ تعالیٰ نے اول یہود کے بے اعتدالیونکو ذکر کیا اور انکا سوال حق کی راہ کو طلب کرنے کے واسطے نہین ہے محض عناد اور جھگڑے کیواسطے ہے سو اُنکے وسوسہ کو بیان کیا پھر اب اُنکے شبہے کے جواب مین فرمایا انّا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح الآیہ تقریر جواب کی یون ہے ای یہود تم تو نوح اور ابراہیم وغیرہ انبیا کی نبوت کا اقرار کرتے ہین اللہ تعالیٰ اُنکی طرف وحی بھیجا کہتے ہین حہ لوگ رسل اور انبیا ہین علم حاصل نہین ہوا مگر اُنکے معجزے سے کہ ہرایک کو اللہ تعالیٰ نے ایک معجزہ عطا کیا تھا اُن مین سے کسی پر اللہ تعالیٰ نے کتاب ایکھٹا نازل نہین کیا سوا موسیٰ کے جب کتاب ایکھٹا نازل نکرنا ان پیغمبرون کی نبوت مین قدح نہین کیا بلکہ معجزے سے اونکی رسالت ثابت ہوئی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کو ایکھٹا نازل نکرنا قدح نہین کرتا بلکہ معجزہ کسی نوع سے ہو نبوت کے اثبات کو کافی ہی اس سے ثابت ہوا کہ انکا شبہہ قابل اعتبار نہین ہوگا اُس معجزہ کو طلب کرے نا باطل ہی اس کلام کی تحقیق یون ہی مدلول یعنی نبوت ثابت ہونا دلیل پر یعنی معجزہ ثابت ہونے پر موقوف ہی جب دلیل ثابت ہوئی مدلول بھی

ع ۳

ثابت ہوا اور حجت تمام ہوئی اس پر دوسری دلیل طلب کرنا زیادتی ہے کہ جس سے تعنت اور عناد
ظاہر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہے سو کرے اور اپنا جو ارادہ ہے سو اُسکے موافق حکم کرے فلانے کو یہہ معجزہ
کیا واسطے دیا فلانے کو وہ معجزہ کیا واسطے دیا اسپر اعتراض کرنا کسیکو نہیں پہنچتا معلوم کیجئے یہان انبیا علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے جو ذکر
کیا اسمین موسیٰ علیہ السلام کو نہین ذکر کیا کیا واسطے یہود کا اعتراض یہی تھا موسیٰ علیہ السلام جیسی کتاب اکھٹا
لائے تھے تم بھی ویسی ہی کتاب اکھٹا لانا اس شبہے کا جواب یہہ دیا دوسرے انبیا جو مذکور ہین تم انکی نبوت
کا اقرار کرتے ہو وہ کتاب اکھٹی نہین لائے جب مقصود یہہ ہوا تو موسیٰ کو اُنکے ساتھ ذکر کرنا جایز نہوا مفسرین
کہتے ہین نوح علیہ السلام کو ابتدا مین ذکر کیا کیا واسطے نوح پہلے رسول ہین جو شریعت لیکے مبعوث ہوئے اور شرک
سے منع کرنے کے پہلے نذیر ہین اللہ تعالیٰ نے اُنپر دس صحیفے نازل کیا اور پہلے نبی ہین جنکی دعوت کو رد کرنے سے
انکی اُمت ہلاک ہوئی اُنکی دعا سے زمین پر کے سب لوگ ہلاک ہوئے آدم علیہ السلام جیسے ابو البشر تھے وہ بھی
ابو البشر ثانی ہین سب انبیا سے انھون کی عمر دراز ہوئی ہزار برس جئے اُنکی قوت نہین گھٹی بڈھاپا نہین آیا
منہہ مین کے دانت نہین گرے جب عمر چالیس برس کی ہوئی قوم کی طرف مبعوث ہوئے پچاس کم ہزار برس
تک امت کو دعوت کئے اُنکی اقسام کی اذیت کو سہے طوفان کے بعد ساٹ برس جئے اُنکے باپ کا نام لمک
لام کی فتح اور میم کی سکون سے اُسکے بعد کاف ہے اُسکے باپ کا نام متوشلخ میم کی فتح اور تاء مثناۃ فوقانیہ کی
تشدید اور ضم سے اُسکے بعد واو ساکن ہے اُسکے بعد شین معجمہ اور لام ہے دو نون کی فتح سے اخیر مین
خاء معجمہ ہے اُسکے باپ کا نام اخنوق ہمزہ اور خاء معجمہ کی فتح سے اُسکے بعد نون مضموم اور واو ساکن
اخیر مین قاف ہے آدم کے اور نوح کے درمیان دس پیڑھین معلوم کیجئے اللہ تعالیٰ نے اول نوح کا نام
ذکر کیا بعد انبیا کر کر مجمل بولا بعد چند انبیا کا نام اُنکی فضیلت اور شرف کے دیکھتے بالتفصیل بیان کیا

اور فرمایا وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِیْسٰی
وَاَیُّوْبَ وَیُوْنُسَ وَھٰرُوْنَ وَسُلَیْمٰنَ اور ہم وحی بھیجے ابراہیم کو اور اسمعیل کو اور اسحاق
کو اور یعقوب کو اور اسباط کو اور عیسیٰ کو اور ایوب کو اور یونس کو اور ہارون کو اور سلیمان کو
ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارح تاء مثناۃ فوقیہ سے اور راء مہملہ کی فتح سے اخیر مین حاء مہملہ ہے

تارح کا لقب آذر ہے بعضوں نے کہا آذر باپ نہین بلکہ ابراہیم کا چچا ہے ابن ناحور نون سے اور حاء
مہملہ کی ضم سے اخیر مین راء مہملہ ہے ابن شارخ شین معجمہ اور راء مہملہ مضمومہ سے اخیر مین خاء معجمہ ہے
ابن راعو راء مہملہ اور عین مہملہ اور غین معجمہ سے ابن فالخ فا سے اور لام کی فتح سے اخیر مین خاء
معجمہ ہے بن عابر عین مہملہ اور باء موحدہ سے بن شالخ شین معجمہ اور خاء معجمہ سے بن ارفخشد بن سام
بن نوح واقدی نے کہا آدم علیہ السلام کی پیدائش کے بعد دوہزار برس کے ابراہیم پیدا ہوئے بعضے کہتے ہین
نوح کی طوفان کے بعد ایکہزار دوسو ترسٹ برس کو ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے آدم کی خلقت مین
اور انکی ولادت مین تین ہزار تین سو سینتیس برس ہین ابراہیم علیہ السلام کی عمر دوسو برس کی ہوئی
بعضے کہتے ہین ایک سو پچہتر برس کی بعضے کہتے ہین دوسو پچیانوے برس کی اسماعیل بڑے فرزند ابراہیم کے
ہین ہاجرہ قبطیہ کے شکم سے پیدا ہوئے کہتے ہین انکی عمر ایکسو سینتیس برس کی ہوئی اسحاق بھی ابراہیم کے
فرزند ہین سارہ کے شکم سے پیدا ہوئے اسوقت سارہ کی عمر نود برس کی تھی اور ابراہیم کی عمر ایک سو تیس برس
کی اسماعیل کے بعد چودھا برس کے پیدا ہوئے انکی عمر ایک سو اسی برس کی ہوئی یعقوب اسحاق کے فرزند ہین
انکا لقب اسرائیل ہے انکی عمر ایک سو سینتالیس برس کی ہوئی الاسباط جمع سبط کی ہے سبط پوتے کو
کہتے ہین اور بعضے فرزند کو کہتے ہین اسرائیل علیہ السلام کو بارا فرزند تھے انکو اور انکی اولاد کو اسباط کہتے
ہین بنی اسرائیل مین اسباط بمنزلہ قبیلے کے ہین عرب مین اسرائیل کے فرزندون مین یوسف بالاتفاق
نبی تھے انکی نبوت نص قرآنی سے ثابت ہے دوسرے فرزندون کی نبوت مین علما کو اختلاف ہے بنی اسرائیل مین
جتنے انبیا ہوئے وہ سب اسباط مین داخل ہین اسرائیل کے سب فرزند انبیا تھے کر کر جو کہتے ہین اونکو
اس آیت مین کچھ حجت نہین کیا واسطے یہہ لفظ عام ہے عیسی فرزند مریم کے ہین مریم بیٹی ہے عمران کی
عیسی کو اللہ تعالی نے بغیر باپ کے پیدا کیا انکے حمل کی مدت ایک ساعت تھی بعضے کہتے ہین تین ساعت بعضے
کہتے ہین چھ مہینے بعضے کہتے ہین آٹھ مہینے بعضے کہتے ہین نو مہینے مریم کی عمر اسوقت دس برس کی تھی
بعضے کہتے ہین پندرہ برس کی آسمان پر جاتے وقت عیسی کی عمر کتنی تھی سو اوپر ذکر کئے ایوب علیہ السلام کو
ابن اسحاق نے کہا کہ وہ بنی اسرائیل کے انبیا مین سے تھے انکے باپ کا نام امیص تھا ابن جریر نے کہا انکے

باپ کا نام موص بن روح بن عیص بن اسحٰق بعضے کہتے ہین اُنکی والدہ لوط کی بیٹی ہے اُسکا شوہر ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لایا تھا وہ موسیٰ کے آگے ہوئے ہین ابن جریر نے کہا شعیب کے بعد ہین بعضے کہتے ہین سلیمان کے بعد ہین اللہ تعالیٰ انکو بلا مین ڈالتے وقت انکی عمر نود برس کی تھی سات برس بلا مین رہے بعضے کہتے ہین تیرا برس بعضے کہتے ہین تین برس انکی عمر ترانوے برس کی تھی یونس علیہ السلام اُنکے باپ کا نام متی ہے فارس کے ملوک الطوایف کے ایام مین ہوئے مچھلی کے شکم مین چالیس دن رہے بعضے کہے ہین سات روز بعضے کہتے ہین تین روز ہارون فرزند ہین عمران کے بن یصہر بن قاہت بن لاوی بن یعقوب یہہ موسیٰ علیہ السلام کے حقیقی بھائی ہین موسیٰ سے ایک سال کے بڑے تھے موسیٰ کے قبل مرے سلیمان فرزند ہین داؤد کے ابن ایشا بن عوبد بن باعر بن سلمون بن نحشون بن عمیا بن بارب بن ارم بن حصرون بن فارص بن یہودا بن یعقوب سلطنت پر بیٹھے سو وقت تیرہ برس کے تھے مرتے وقت ترپن برس کی عمر تھی ابن حاتم نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ آدم اور نوح کے درمیان ہزار برس ہین اور نوح اور ابراہیم کے درمیان ہزار برس ہین ابراہیم اور موسیٰ کے درمیان ہزار برس ہین موسیٰ اور عیسیٰ کے درمیان چار سو برس ہین عیسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان چھے سو برس ہین حاکم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آدم علیہ السلام کی عمر ہزار برس کی تھی آدم اور نوح کے درمیان ہزار برس ہین نوح اور ابراہیم کے درمیان ہزار برس ہین ابراہیم اور موسیٰ کے درمیان سات سو برس ہین موسیٰ اور عیسیٰ کے درمیان ایکہزار پانسو برس ہین عیسیٰ مین اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مین چھے سو برس ہین وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ؕ اور ہمنے دی داؤد کو زبور معلوم کیجئے زبور کتاب کا نام ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے داود علیہ السلام پر نازل کی اُسکے ایک سو پچاس سورے ہین اُسمین فقط اللہ کی تسبیح اور تقدیس اور تمجید اور ثنا اللہ تعالیٰ کی اور مواعظ ہین اُسمین احکام اور حلال و حرام کا کچھ بیان نہین حمزہ نے زبور زای معجمہ کی ضم سے قرأت کیا ہے دوسرے قرا سب فتح سے پڑھتے ہین امام رازی نے کہا اللہ تعالیٰ نے انبیا کو ذکر کیا سو داود علیہ السلام پر ختم کیا اعد اُنپر زبور اتارا فرمایا سو اُسمین اشارہ ہے اس پر کہ ای یہود زبور اللہ کی کتاب ہے کر کرتم اعتراف کرتے ہو حالانکہ تورات کو موسیٰ پر دفعۃً جیسی نازل کیا ویسا زبور کو دفعۃً نازل نہین کیا اس سے معلوم ہوا

توریت کو تخفیف ان پر دفعۃً جیسا نازل کیا ویسی نازل نکرنے سے وہ کتاب اللہ کے یہان کی رہنے مین کچھ قدح نہین وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ اور کتنے رسول ہین مقرر جنکا احوال سنایا ہمنے تجھکو آگے رسلاً مفعول ہے محذوف فعل کی اس فعل کا عطف اوحینا پر ہے گویا تقدیر یون ہے وارسلنا رُسُلًا اس جملہ کا حاصل معنی یہہ ہے تھوڑے رسول ہین اُنکے نام قرآن مین ہم ذکر کئے ہین اُنکے احوال اس آیت کے نازل ہونے کے آگے ہی تجھکو بیان کئے ہین اِس آیت کی شان نزول کو بعضے مفسرین الیسا کہتے ہین کہ اوپر کی آیت جب نازل ہوئی تو یہود کہنے لگے موسیٰ کا ذکر کیا واسطے نہین ہوا تب یہہ آیت نازل ہوئی وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ اور کتنے رسول ہین جنکا احوال تجھکو ہمنے نہین سنایا یعنے بہت رسولون کا احوال ہم قرآن مین بیان نہین کئے حاکم نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک نبی کو بھیجا جو وہ عبد حبشی تھا اُس کا احوال نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بیان نہین کیا ایک روایت مین ہے حبش سے ایک نبی مبعوث ہوا ابن عساکر نے کعب الاحبار سے روایت کی ہے کہا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام پر انبیا و مرسلین کے شمار پر عصا نازل کی بعد آدم علیہ السلام اپنے فرزند شیث کی طرف متوجہ ہو کر کہے ای لڑکے میرے بعد تو میرا خلیفہ ہے اس خلافت کو تو تقوی کی عمارۃ اور عروۃ الوثقیٰ سے لے اور تو جب اللہ کا ذکر کریگا تو اُسکے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا کر کیا واسطے عرش کے پایے پر انکا نام لکھا ہے سو مین نے دیکھا اُسوقت جبکہ مین روح اور مٹّی مین تھا پھر بعد مین آسمانون پر پھرا سوا مین کوئی جگہہ نہین پایا مگر اُس پر محمد کا نام لکھا ہوا ہے اور مجھکو میرے رب نے بہشت مین رکھا سو اسمین کوئی حویلی اور کوئی بنگلہ نہین دیکھا مگر اُس پر محمد کا نام لکھا ہوا ہے اور حورون کے سینون پر اور بہشت کے درختون کے پتون پر اور طوبیٰ کے درخت کے پتون پر اور سدرۃ المنتہیٰ کے درخت کے پتون پر اور حجابکے اطراف پر اور فرشتون کے آنکھین سب مین محمد کا نام لکھا ہوا ہے تو انکا ذکر کثرت سے کر کیا واسطے فرشتے ہر وقت انکا ذکر کرتے ہین معلوم کیجئے بعضے علما کہتے ہین اس آیت کا ظاہر اس بات کو مقتضی ہے کہ عدد انبیا علیہم السلام کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم نہین تھا لیکن جایز ہے کہ اُسکے بعد اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اُنکے عدد پر مطلع کیا ہو علما کو اس امر مین اختلاف ہے بعضون نے تعداد نہ کرنے کو اختیار

کیا ہو بعضے تعداد کرتے ہین تعداد کرنے والون کے پاس اُنکے شمار مین اختلاف ہو انتہی یہہ تقریر بندہ عاصی کی
نہین بجاتی کیا واسطے ظاہر آیت اس بات پر دلالت کرتی ہو کہ کتنے رسولون کا قصہ ہم نہین بیان کیے اُنکا
قصہ بیان کرنے سے تعداد بیان نہ کرنا لازم نہین آتا اور بھی انکا قصہ بیان نہ کرنے سے ظاہر یہہ ہے قرآن
مین بیان نہ کرنا اس سے اُنکے قصون سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اصلا علم نہ ہونا لازم نہین آتا وہ جو بولا
انکے تعداد سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہونا جایز ہے سو جایز کیا بلکہ ثابت ہو کیا واسطے صحیح
حدیثون سے ثابت ہوا ہو کہ اللہ تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ما کان و یکون کا دیچکا ہو اس سے
انبیا کا تعداد اور اُنکے احوال بھی معلوم ہونا ضرور ہے احادیث مین اُنکی تعداد وارد ہوئی ہے لیکن صحیح
سند کہ جسکی صحت کو جمہور قبول کرین سو نہین اُسیکے نظر کرتے اکثر متکلمین کہتے ہین انبیا پر ایمان لانے مین
انکی تعداد ذکر نا کیا واسطے اُنکے حصر پر کوئی قطعی دلیل نہین احادیث جو وارد ہین اُنمین جو ضعیف ہین سو
قابل حجت نہین اور جو صحیح ہین اُنکی صحت مین اختلاف ہو بر تقدیر صحت کے فایدہ نہین بخشتا مگر ظن کا
اسپر اعتقاد رکھکے حصر کرین تو حقیقت مین اُنکا شمار اُس سے زیادہ ہوا تو زاید اُسکے اعتقاد سے نکل جاتے ہین
اگر حقیقت مین انکا شمار کم ہو تو بنی جو نہین سو اُنمین داخل ہوتا ہو انکا عدد آٹھ ہزار ہو کر انس رضی اللہ
عنہ سے حدیث وارد ہوئی ابو ذر اور ابو امامہ سے روایت ہے کہ انبیا ایک لاکھ چوبیس ہزار ہین اُن مین
رسول تین سو پر کتنے ہین سعد الدین تفتازانی شرح عقاید نسفی مین اور شیخ ابراہیم لقانی ہدایت المرید
شرح جوہرۃ التوحید مین کہتے ہین کہ ابو ذر کی ایک روایت مین انبیا کا عدد دو لاکھ چوبیس ہزار آیا ہے
بندۂ عاصی نے دو لاکھ کی روایت کو کون نکالا سو حدیث کے کتب مین نہین پایا ابو یعلی اور ابو نعیم
حلیہ مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی نے
آٹھ ہزار نبی کو بھیجا چار ہزار بنی اسرائیل کی طرف اور چار ہزار دوسرے لوگون کی طرف حافظ جلال الدین
السیوطی نے کہا اسکی سند ضعیف ہو بندہ عاصی کہتا ہے ابو یعلی نے اسکو ابو عبد اللہ احمد بن اسحق
جوہری بصری سے وہ مکی بن ابراہیم سے وہ موسی بن عبیدۃ الربذی سے وہ یزید الرقاشی سے وہ
انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو اُسکی سند مین موسی بن عبیدۃ الربذی ہو امام احمد کہے اُس سے

ف

روایت کرنا میرے پاس حلال نہین اور ایکبار کہے وہ منکر الحدیث ہے یحیی بن معین
نے کہا وہ کچھ شے نہین ایکبار کہا اسکی حدیث سے حجت نہین پکڑتے ایکبار کہا وہ کذوب
نہین لیکن منکر احادیث روایت کی ہے ابو حاتم الرازی نے کہا وہ منکر الحدیث ہے
علی بن الجنید نے کہا وہ متروک ہی ترمذی اور نسائی اور دارقطنی کہے وہ ضعیف ہے حافظ عسقلانی نے بھی تقریب
مین اسکو ضعیف کہا ہی حاکم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
میرے بھائی انبیا سے جو گذر چکے ہین آٹھ ہزار نبی ہین انکے بعد عیسی بن مریم ہوا اسکے بعد مین ہوا سیوطی نے
جمع الجوامع مین کہا کہ حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے لیکن لوگ اسپر تعقب کئے ہین در المنثور مین کہا اسکی
سند ضعیف ہی مخفی نرہے سیوطی جمع الجوامع مین اس حدیث کو نکالنے کی نسبت فقط مستدرک حاکم کی طرف
کی ہے تفسیر در المنثور مین حاکم کے ساتھ ابو یعلی کو بھی ضم کیا ہی لیکن ابو یعلی کی مسند کا نسخہ جو عاصی کے پاس
ہے اسمین یہہ روایت موجود نہین واللہ اعلم حاکم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم آٹھ ہزار نبی کے بعد مبعوث ہوئے انمین چار ہزار نبی اسرائیل مین ہین سیوطی نے در المنثور مین کہا
اسکی سند ضعیف ہی بدر الدین العینی نے شرح البخاری مین حافظ ابو بکر الاسماعیل کی طرف نسبت کرکے
انس رضی اللہ عنہ سے یون روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مین آٹھ ہزار نبی
کے بعد مبعوث ہوا انمین چار ہزار نبی اسرائیل مین ہین اسکی سند کو نظر کرنا ہی اگر ضعیف ہی تو قابل حجت
نہین اگر صحیح ہے تو دوسرے حدیثون کو معارض ہے بہرحال قابل حجت نرہی عبد بن حمید اور حکیم الترمذی
نوادر الاصول مین اور ابن حبان اپنی صحیح مین اور حاکم مستدرک مین اور ابن عساکر اپنی تاریخ مین
ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے مینے عرض کیا یا رسول اللہ انبیا کتنے ہین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ایک لاکھ چوبیس ہزار مین نے کہا یا رسول اللہ انمین رسول کتنے ہین فرمائے
تین سو تیرا جم غفیر ہین بعد فرمائے یا ابا ذر سریانی چار ہین آدم اور شیث اور نوح اور خنوق وہ
ادریس ہے اول خط لکھا سو وہی تھا اور چار عرب ہین ہود اور صالح اور شعیب اور تمھارا نبی
اسرائیل کے انبیا مین پہلے نبی موسی ہین اور ان مین آخر نبی عیسی ہین اور پہلا نبی آدم ہے آخر نبی

تیر اپنی ہے ابن حبان اور حاکم اسکی تصحیح کئے ہین حافظ عسقلانی اور حافظ سیوطی انکی تصحیح کو نقل کئے اور اسپر کچھ
جرح نہین کئے بندہ عاصی کہتا ہے اس حدیث کو ابراہیم بن ہشام بن یحیی بن یحییٰ الغسانی نے اپنے والد سے وہ اپنے والد
یحیی بن یحییٰ سے وہ عائذ اللہ ابو ادریس الخولانی سے وہ ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے حافظ المنذری نے
کتاب الترغیب والترہیب مین کہا ابراہیم بن ہشام کو طبرانی نے توثیق کی ہے اور ابن حبان اسکو ثقات مین
ذکر کیا ہے اپنی صحیح مین اُسکے احادیث کو ذکر کرتا ہے ابو ذرعہ وغیرہ ابراہیم کی تکذیب کئے ہین ذہبی نے میزان
مین کہا یہہ ابراہیم ابو ذر کی طویل حدیث کا راوی ہے اس حدیث کو اپنے والد سے وہ اُسکے جد سے
روایت کرنے مین منفرد ہوا ہے اور ابو لاطبرانی نے کہا یحییٰ سے اُسکے فرزند کے سوائے اس حدیث کو کوئی روایت نہین
کیا وہ تینون یعنی ابراہیم اور ہشام اور یحییٰ ثقہ ہین ابو حاتم نے کہا ابراہیم کذاب ہے علی بن الحسین بن الجنید نے کہا ابو حاتم
نے راست کہا ابراہیم سے روایت نکرنا سزاوار ہے ابن الجوزی نے ابو ذرعہ سے نقل کیا کہ وہ کذاب ہے
انتہی مخفی نرہے اس حدیث کو جن اصول سے ہم نقل کئے ہین انکا ناقل سیوطی ہے اپنی تفسیر الدر المنثور مین اُن سے
نقل کیا ہے حکیم الترمذی کی نوادر الاصول کی طرف جو نسبت کیا ہے سو نوادر الاصول کا نسخہ جو عاصی کے پاس موجود
اسکے بچیسوین اصل مین عمر بن ابی عمر سے وہ ابراہیم بن ہشام بن یحیی الغسانی سے وہ اپنے باپ سے وہ ابراہیم
کے جد سے وہ ابو ادریس الخولانی سے وہ ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے اول رسل آدم ہین الحدیث لیکن اس حدیث مین انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کی تعداد نہین لیکن ہمارے
نسخے مین اس بیان کے بعد کے دو ورق مفقود ہین شاید اُن مین وہ حدیث مذکور رہے حکیم الترمذی کا شیخ
عمر بن ابی عمر ہے اسکو جوزقانی نے کہا مجہول ہے حافظ العسقلانی نے لسان المیزان مین کہا وہ معروف ہے
لیکن ضعیف ہے ابن ابی حاتم نے ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ
انبیا کتنے ہین فرمائے ایک لاکھ چوبیس ہزار اُن مین رسول تین سو پندرہ ہین جم غفیر پوشیدہ نرہے
حافظ جلال الدین سیوطی نے تفسیر در المنثور مین اس حدیث کو نکالنے کی نسبت فقط ابن حاتم کی طرف کی ہے
جمع الجوامع مین اُسکی نسبت امام احمد اور ابن حبان اور طبرانی کی معجم کبیر اور حاکم کی مستدرک اور ابن مردویہ
اور بیہقی کی کتاب الاسما کی طرف کی ہے ابن حبان اور حاکم اسکی تصحیح کئے ہین سیوطی نے انکی تصحیح کو قبول کیا

بندہ عاصی کہتا ہے امام احمد نے اس حدیث کو علی بن یزید کی طریق سے وہ قاسم ابی عبدالرحمن سے وہ ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے یون روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین تشریف رکھے تھے لوگون کو گمان ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی ہے سو حضرت سے کنارہ ہوئے کہ اسمین ابوذر آئے سو گھس کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا بیٹھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکی طرف متوجہ ہوئے اور فرمائے اے اباذر آج تو نماز پڑھا ابوذر کہے نہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اٹھ نماز پڑھ جب ابوذر ضحی کے چار رکعت نماز پڑھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکی طرف متوجہ ہوئے اور فرمائے یا اباذر جن اور انسان کے شیطانون سے اللہ کی پناہ مانگ ابوذر کہے یا نبی اللہ کیا انسانون مین بھی شیطان ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہان شیاطین الانس والجن یوحی بعضہم الی بعض زخرف القول غرورًا یعنی شیطانان انسان کے اور جن کے سکھاتے ہین ایک دوسرے کو ملمع باتین فریب کی اسکے بعد فرمائے یا اباذر کیا جنت کے خزانہ مین کا ایک کلمہ تجھکو نہ سکھاؤن ابوذر کہے اللہ مجھکو آپ پر سے فدا کرے سکھاؤ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کہہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ ابوذر کہے پھر مین نے لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہا ابوذر کہتے ہین پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ساکت ہوئے میرے سے بات نہین کرتے سو دیکھکر مین نے کہا یا نبی اللہ ہم جاہل لوگ تھے بت پرستی کرتے تھے اللہ تعالی نے آپکو عالمین کی رحمت کیوا سطے بھیجا نماز کیا ہے سو مجھکو خبر دو فرمائے خیر موضوع ہے یعنی بہتر چیز ہی بنائی ہے جن نے چاہا تھوڑی کی جن نے چاہی بہت کی ابوذر کہے مین بولا یا رسول اللہ روزہ کیا ہی سو خبر دو فرما فرض جزا دیا گیا ابوذر کہے مین نے کہا یا نبی اللہ صدقہ کیا ہے سو خبر دو فرما اضعاف ہی اضعافا اور اللہ پاس بہت زیادتی ہی ابوذر بولے مین نے کہا یا نبی اللہ کونسا صدقہ افضل ہے فرما فقیر کو پوشیدہ دینا اور کم پونجی والا کوشش کرنا ابوذر بولے مین نے کہا یا نبی اللہ آپ پر اتری سو اعظم آیت کونسی ہے فرمائے آیت الکرسی اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم ابوذر بولے مین نے کہا یا نبی اللہ شہیدون مین کون افضل ہے فرمائے جسکا خون بہایا جاوے اور اسکا گھوڑا مارا جاوے ابوذر بولے مین بولا یا نبی اللہ کونسا رقبہ یعنی بردہ افضل ہے فرمائے بڑی قیمت والا اور مالکون کے پاس بہت نفیس ابوذر بولے مین نے کہا یا نبی اللہ پہلا نبی کون ہوا فرمائے آدم علیہ السلام ابوذر بولے مین نے کہا یا نبی اللہ آدم کیا نبی تھے فرمائے نبی مکلم تھے اللہ تعالی نے انکو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا بعد اسمین اپنا روح پھونکا بعد اُسکو مقابل ہو کے

یا آدم کہا ابو ذر بولے مین نے کہا یا نبی اللہ انبیا کا شمار کتنا ہوا فرمائے ایک لاکھ چوبیس ہزار اُنمین رسول
تین سو پندرہ ہین جم غفیر حدیث تمام ہوئی پوشیدہ نرہے اس حدیث کو امام احمد ابو امامہ کی مسند احادیث
مین وارد کئے ہین حدیث کی ابتدا اس بات پر دلالت کرتی ہے لیکن ابو امامہ چند جملون کو ابو ذر سے
روایت کئے ہین شاید ابو امامہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دور بیٹھے سو جو آپکا بیانہ کئے اور سُنے اسکو اپنے ایت کئے
چند باتین جو آپ ہین سُنے تھے اُنکو ابو ذر سے روایت کئے جس جملہ کا ہم یہان بحث کرتے ہین وہ ابو ذر کی
سند ہے معلوم کیجئے اس حدیث کا راوی علی بن یزید جسے اُسکو بخاری نے کہا منکر الحدیث ہے ابو حاتم الرازی نے
کہا ضعیف الحدیث ہے ابو ذرعہ نے کہا وہ قوی نہین نسائی اور آزادی اور دارقطنی کہے وہ متروک الحدیث ہے
حافظ عسقلانی نے تقریب مین فقط اُسکے ضعف کو اختیار کی ہے اور اسکی سند مین قاسم ابو عبد الرحمن ہے
ابن معین اور جوزجانی اور ترمذی اسکی توثیق کئے ہین امام احمد کہے علی بن یزید قاسم سے اعاجیب
روایت کرتا ہے مین نہین سمجھتا مگر وہ قاسم کی طرف سے ہے اور اُن دونون شخص مین کلام کئے ابن حبان نے
کہا قاسم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے معضلات روایت کیا ہے حافظ عسقلانی نے تقریب مین کہا وہ
صدوق ہے اکثر غرائب روایت کرتا ہے ان جرحون کے نظر کرتے یہہ حدیث ضعیف ہے قولہ جم غفیر موصوف
صفت ہین جم کی معنی کثرت اور جمع ہونا غفیر مشتق ہے غفر سے اُسکی معنی ڈھانپنا جم غفیر کی معنی جماعت
اور کثرت جو زمین کو پوشیدہ کرتی ہے بعد اُسکو بڑی جماعت کی معنی مین استعمال کرنے لگے قولہ مکلم اسم
مفعول کا صیغہ ہے یعنی سخن کیا گیا یعنی آدم علیہ السلام فقط نبی نہین بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُن سے کلام کیا ہے اور اسپر
صحیفہ نازل کی ہے یعنی وہ نبی مرسل ہے واللہ اعلم شیخ الاسلام کمال الدین محمد بن ابی شریف نے
جو شاگرد ابن الہمام کا ہے مسایرہ کی شرح مین کہا حدیث کہ جسمین عدد انبیا کا واقع ہے ابو ذر رضی اللہ
عنہ کی حدیث سے ہے وہ ایک طویل حدیث ہے جسمین ابو ذر رضی اللہ عنہ نے چند چیزون کا سوال نبی
صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہے از انجملہ انبیا کا شمار احمد کی مسند مین اس کا لفظ یون ہے قلت یا نبی اللہ کم عدد
الانبیاء قال مائۃ الف واربعۃ وعشرون الرسل من ذلک ثلاث مائۃ وخمسۃ عشر جما غفیرا یعنی مین نے
کہا شمار انبیا کا کتنا ہے فرمائے ایک لاکھ چوبیس اُن مین رسول تین سو پندرہ ہین جم غفیر طبرانی نے معجم کبیر مین

اس کو روایت کی سو کہا واربعۃ وعشرون الفا یعنی چوبیس ہزار احمد کی روایت مین مبہم جو آیا ہے اس
حدیث مین اُسکی تصریح ہے یعنی احمد کی حدیث مین ایک لاکھ چوبیس ہزار جو کہا سو معلوم نہین ہوتا فقط وہ
چوبیس ہین یا چوبیس ہزار ہین اس حدیث مین چوبیس ہزار کر کر تصریح ہوئی اور بولا اس حدیث کا مدار علی
بن یزید پر ہے وہ ضعیف ہے امام احمد نے اس حدیث کو دوسری طریق سے اسی کے مانند روایت کی
ہے اسمین یون ہے قلت یارسول اللہ کم المرسلون قال ثلاث مائۃ وبضعۃ عشر جما غفیرا یعنی سو اور
دس پر کتنے اسکو طبرانی اوسط مین اور بزار بھی روایت کئے ہین اُسکی سند مین مسعودی ہے وہ ثقہ
ہے لیکن حدیثون مین خلط کرتا ہے طبرانی اوسط مین ابی امامۃ الباہلی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہے
کہا ایک مرد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا الحدیث اُسمین ہے کہا یارسول اللہ رسول کتنے تھے
فرمائے تین سو پندرہ اس حدیث مین انبیا کے عدد کا سوال نہین اور بولا حافظ ابو الحسن الہیثمی نے اپنی کتاب
مجمع الزوائد ومنبع الفوائد مین کہا اسکے رجال صحیح کے رجال ہین مگر احمد بن خلیل الحلبی وہ ثقہ ہے انتہی
بندۂ عاصی کہتا ہے مسند احمد کا نسخہ جو عاصی پاس موجود ہے اور شیخ سالم بن عبد اللہ البصری کے نسخے کی نقل
ہے سو اسمین اربعۃ وعشرین الفا کر کر مصرح ہے شاید شریف کے نسخے سے لفظ الفا کا ساقط ہے یا ہمارے
نسخے مین لفظ الفا کا زاید ہے امام احمد نے ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو دو وجہ سے روایت کی ہے ایک
وکیع سے دوسری یزید بن ہارون سے وہ دونون مسعودی سے روایت کئے ہین وہ ابو عمر الدمشقی الشامی سے وہ عبید
بن الخشخاش سے وہ ابی ذر رضی اللہ عنہ سے ابو امامہ کی حدیث کی مانند روایت کی ہین لیکن اس حدیث مین
انبیا کا عدد مذکور نہین فقط رسولون کا عدد مذکور ہے وکیع کی روایت مین ایکبار ثلاث مائۃ وبضعۃ عشر کہا
یعنی تین سو دس پر کتنے اور ایکبار تین سو پندرہ کہا یزید کی روایت مین تین سو پندرہ کر کر جزم کیا ہے
معلوم کیجئے مسعودی سے عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود الہذلی المسعودی الکوفی مراد ہے اخیر کو
اسکی عقل مین خلل ہوا سو احادیث مین اختلاط کرنے لگا اس لئے اسکی توثیق مین اختلاف ہے امام احمد اور
یحیی بن معین اسکی توثیق کئے ہین احمد کہے ابو النضر اور عاصم بن علی اس سے جو روایت کرتے ہین بعد اختلاط
کے ہے نسائی نے کہا لیس بہ باس یعنے اسمین کچھ مضایقہ نہین شعبہ نے کہا صدوق ہے علی بن المدینی نے کہا

ثقہ ہے آخر عمر مین اختلاط کرتا تھا ابن حبان نے کہا حدیث مین خلط کرنے لگا سو اُسکی حدیث مین تمیز نہین
رہی اس لئے اُسکو ترک کئے ابوالحسن بن القطان نے کہا اسکو اختلاط ہوا سو کچھ سمجھتا نہین تھا اس لئے اُسکی حدیث ضعیف
ہوئی اختلاط کے قبل جو روایت کیا تھا اسمین اور اختلاط کے بعد جو روایت کرتا تھا اسمین اغلب احوال مین
تمیز نہین کرتا تھا عقیلی نے کہا اخیر عمر مین اسکو اختلاط ہوا اُسکی حدیث مین اضطراب ہے حافظ عسقلانی نے کہا
وہ صدوق ہے موت کے پیش از چند روز کے روایت مین خلط کرنے لگا اُسکے خلط کو پہچاننے کا ضابطہ یہہ ہے
بغداد کے لوگ اس سے جو روایت کرتے ہین بعد اختلاط کے ہے اسکے قبل جو روایت کرتے ہین وہ قبل اختلاط
کے ہے ابو عمر الدمشقی کو حافظ عسقلانی نے کہا ضعیف ہے عبید بن الخشخاش کو ابن حبان نے ثقات تابعین مین شمار کیا ہے
حافظ عسقلانی نے تقریب مین کہا اُسمین لین ہے شیخ ابن حجر الہیتمی نے المنح المکیۃ شرح الہمزیہ مین کہا ہے انبیا کے
عدد مین اختلاف ہے اس باب مین مشہور حدیث ابی ذر رضی اللہ عنہ کی ہے جسکو ابن مردویہ نے اپنی تفسیر مین روایت
کیا ہے پھر ابو ذر کی مذکور حدیث جسکی تخریج کی نسبت ہم عبد بن حمید وغیرہ کی طرف کئے ہین ذکر کیا اور بولا
اس حدیث کو حافظ ابو حاتم بن حبان نے اپنی کتاب الانواع والتقاسیم مین بطولہ وارد کیا ہے اور اس
حدیث کی تصحیح کی ہے لیکن ابن الجوزی نے اسکا خلاف کیا اور اس حدیث کو اپنی کتاب الموضوعات مین ذکر کیا
اور اس حدیث کا راوی جو ابراہیم بن ہشام ہے اسکو وضع سے متہم کیا حافظ ابن الکثیر نے کہا جرح و تعدیل کے
اکثر ائمہ اسی حدیث کے سبب سے ابراہیم مین کلام کئے ہین انبیا ایک لاکھ چوبیس ہزار ہونیکی حدیث اور رسول
تین سو پندرہ رہنے کی حدیث دونون صحیح ہین کر کر مین منہاج کی شرح کے خطبے مین ذکر کیا ہون اسکو جان
رکھئے اور انبیا آٹھ ہزار ہین کرکے ابو یعلی نے روایت کی ہے انتہی منہاج کے شرح تحفہ مین کہا انبیا کا عدد ایک لاکھ
چوبیس ہزار ہونیکی حدیث اور رسول تین سو پندرہ ہونیکی حدیث صحیح ہے اور حدیث جو دونون کے عدد پر مشتمل ہے اگرچہ اُسمین کی ایک حدیث کی
سند مین ضعیف راوی ہے اور دوسری کی سند مین مختلط ہے لیکن اسکے تعدد کے سبب سے جبر و نقصان ہوا امام احمد کا اسکو اپنی مسند مین
مکرر لانا اسکو مؤید ہے کیا واسطے کہ محدثین کہے ہین مسند احمد کی ضعیف حدیث حسن حدیث کے مرتبہ مین ہے انتہی شمس الدین الرملی نے منہاج کی
شرح مین کہا انبیا کا شمار ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے رسولون کے شمار مین اختلاف ہے تین سو چودہ ہین یا تیرہ انتہی بندہ عاصی کہتا ہے ابن حجر ہیتمی نے
انس کی حدیث کا حال جسمین انبیا کا عدد آٹھ ہزار ہے بیان نہین کیا ہم اسکی ضعف کا حال اوپر ذکر کئے

برتقدیر صحت کے دوسری احادیث کو معارض ہوتی ہے ابوذر کی حدیث کو جسکی صحت کا ابن حجر نے جزم کیا ہی اور ابوذر
کی حدیث جسکو ابن مردویہ وغیرہ روایت کئے ہین اُسکے راوی کی توثیق مین خلاف ہی سو ہم بیان کئے اسکو جرح کرنے
والے کذب کی تہمت کا جرح کرتے ہین قواعد اصول کے نظر کرتے جرح تعدیل پر مقدم ہے اور اس روایت مین رسولون
کا عدد تین سو تیرہ ہے اگر ابن حجر ہیثمی اس حدیث کی صحت کا قایل ہی تو اسکو ضرور ہے رسولون کے عدد کو تیرہ کہنا
پندرہ نہ کہنا اور احمد کی ایک حدیث کی سند مین ضعیف راوی ہے سو اُس سے ابو امامہ کی حدیث مُراد ہے
جسکا راوی علی بن یزید ہے اور دوسری کی سند مین مختلط ہی سو اُس سے ابوذر کی حدیث مراد ہے جسکا راوی
مسعودی ہے لیکن انبیا کا عدد فقط ابو امامہ کی حدیث مین مذکور ہے ابوذر کی حدیث مین مذکور نہین پھر اُسکے
راوی کا جبر ابوذر کی حدیث سے نہین ہوتا رسولون کا عدد امامہ کی حدیث مین تین سو پندرہ ہے ابوذر کی
روایت مین راوی اضطراب کیا ہے کبھی تین سو پندرہ کہا کبھی تین سو بضعۃ عشر کہا تعداد رسولون کا جو ان
حدیثون سے مقصود وہی ہے متعین نہ ہوا اس اضطراب سے اُسکا قول قابل حجت نرہا اور ایک روایت دوسری
روایت کو موئد نہوئی اور احمد کی ایک روایت کی سند مین فقط ایک ہی شخص ضعیف نہین بلکہ دوسرے شخص مین
بھی کلام ہے اور احمد کی دوسری روایت مین مختلط شخص فقط نہین بلکہ اُسکا شیخ بھی ضعیف ہی اور اسکے شیخ کا شیخ
لین الحدیث ہی احمد کی ضعیف حدیث بمرتبہ حسن کے ہونا یہہ قول تغلیباً ہے اگر وہ حکم کلی ہوتا تو مسند کے تمام احادیث
کو صحیح یا حسن کہنا اور قابل حجت ہونا لازم آتا حالانکہ ایسا نہین زین العراقی نے کہا ہے مسند احمد مین ضعیف حدیث
موجود رہنا امر یقینی ہے ان شبہون کے نظر کرتے انبیا پر ایمان لانے مجمل کو اختیار کرنا بہتر ہوا واللہ اعلم۔

وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰى تَكْلِيمًا ۔ اور بات کی اللہ نے موسیٰ سے باتین یعنی اللہ تعالی موسیٰ سے
مخاطب ہوا اور حجاب کو مرتفع کیا یہان تک کہ موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالی کے کلام کو جو اُسکی ذات سے قایم ہے سنے
کلّم کو تکلیماً سے جو تاکید لایا ہے اسی پر دلالت کرتی ہے اس سے یہہ مراد نہین کہ اللہ تعالی آواز کو کسی چیز
مین حادث کیا اور موسیٰ اُسکو سُنے کیا واسطے اس تاویل پر کلّم اپنی حقیقی معنی پر باقی نہین رہتا بلکہ مجازی معنی
ہوگا مجازی معنی کو مصدر سے تاکید نہین لاتا طبرانی نے کعب الاحبار سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالی موسیٰ کے بھاکھے سے (زبان ١٢)
کلام کرنے کے قبل دوسرے سب بھاکھون سے کلام کیا موسیٰ کہنے لگے یارب مین نے کوئی بات نہین سمجھی پھر اخیر کو

موسیٰ کے بھاگنے سے سخن کیا موسیٰ کہے یا رب تیرا کلام ایسا ہی ہے اللہ تعالیٰ نے کہا تو میرے سخن کو یعنی جو اسکی
حقیقت ہے سنیگا تو تو کچھ نہ رہیگا موسیٰ کہے یا رب تیرے مخلوقات مین ایسی کوئی چیز ہے جو تیرے کلام کی
شباہت رکھے اللہ تعالیٰ نے کہا نہین لیکن گاج کا (صاعقہ) نہایت سخت آواز جو ہوتا ہے میرے کلام کی کچھ شباہت رکھتا ہے
بعضے لوگ جو کلام الٰہی کے منکر ہین کلّم کو زخم کی معنی سے لیتے ہین اور ترجمہ یون کرتے ہین کہ زخمی کیا اللہ تعالیٰ نے
موسیٰ کو زخمین یعنی محنت و مشقت کے ناخن سے موسیٰ کو زخمی کیا امام رازی نے کہا یہہ تفسیر باطل ہے بندہ عاصی
کہتا ہے کیا واسطے کہ یہہ معنی آیات و احادیث کے اور تمام مفسرون کے اقوال کے مخالف ہے واللہ اعلم بعضے
کہتے ہین یہہ جملہ بھی یہود کے اعتراض کا جواب ہے اسکی تقریر یون ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے سخن کیا اور
اسکو اس سے بزرگی دی سو یہہ کلام کرنا دوسرون کی نبوت مین قدح نہین کرتا ایسا ہی تورات موسیٰ پر
یکبارگی نازل کرنا دوسرون کی نبوت مین قدح نہین کرتا رُسُلًا مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ لِئَلَّا یَکُوْنَ
لِلنَّاسِ عَلَی اللّٰہِ حُجَّۃٌ بَعْدَ الرُّسُلِ کتنے رسول خوشی سنانے والے اور ڈرانے والے تاکہ نرہے لوگون کو اللہ پر حجہ
الزام کی رسولونکے بعد یہہ رُسُلًا اوپر کے رُسُلًا کا بدل ہے اوپر کا رسلًا محذوف فعل کا مفعول تھا یہہ بھی محذوف فعل
کا مفعول ہے اسکی تقدیر ارسلنا رسلًا ہے زمخشری نے کہا منصوب ہے مدح پر یعنی مدح کرتا ہون رسولون کی بعضے
کہتے ہین منصوب ہے حال کی جہت سے تقدیر یون ہے اوحینا الیہم رسلًا یعنی وحی بھیجی ہم نے انکی طرف جس حال مین کہ مرسل
ہین اسکے مابعد کی تمہید اور توطیہ کے واسطے اسکو ذکر کیا لِئَلَّا مین لام جارہ ہے اسکے بعد کی کا لفظ مقدر ہے
اس لام کو نحو مین لام کے کہتے ہین اس لام کا تعلق بصریون کے قول پر مبشرین سے ہے کوفیون کے قول پر منذرین سے ہے
بعضے کہتے ہین اسکا تعلق محذوف فعل سے ہے جو ارسلنا ہے حُجّۃ یکون کا اسم ہے یکون کی خبر یا علی اللہ یا علی الناس
ہے جب علی الناس کو یکون کی خبر ڈالین تو کلمہ علی اللہ کا حال واقع ہوگا حجۃ کی معنی معذرت بعد الرسل
حجۃ سے متعلق ہے اسکو محذوف سے متعلق لیکے اس محذوف کو حجۃ کی صفت ڈالنا بھی جایز ہے بعد الرسل مین
مضاف محذوف ہے اسکی تقدیر بعد ارسال الرسل ہے آیت کی حاصل معنے یون ہین ہم رسولون کو خوشخبری
سنانے اور ڈرانے جو بھیجے سو لوگون کو معذرت کرنے کی جگہہ نرہنے واسطے بھیجے کیا واسطے اگر ہم لوگونکو
کونہ بھیجتے تو ہمکو سیدھی راہ بتانے کے واسطے رسولون کو تو نے نہین بھیجا کر کے وہ لوگ معذرت کرتے

جب رسول بھیجا تو معذرت کی جگہہ باقی نہ رہی تعلق بعد الرسل کا منتفی سے نہین بلکہ نفی سے ہے یعنے رسولون
کو بھیجنے سے انکی معذرت اور حجت منتفی ہو گئی خوشخبری سُنانا سو اس امر کی کہ جس نے اللہ تعالی کی اطاعت
کی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی تو اسکو بہت ثواب ملیگا اور بہشت مین آرام سے سدا
رہیگا ڈرانا سو اس سے کہ جو کوئی اللہ کے حکم کی نافرمانی کریگا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کریگا
تو اُسکو بڑی سزا ہو گی دوزخ مین جلا کریگا اقسام کے عذابون مین گرفتار رہیگا بعضون نے کہا یہہ جملہ بھی یہود کے
اعتراض کا جواب ہے تقریر اسکی یون ہے رسولون کے بھیجنے سے مقصود خلق کو اللہ تعالی کی معرفت کی اور اسکی
توحید کی اور اوسپر ایمان لانے کی اور اسکی عبادت مین مشغول ہونیکی راہ بتانا پھر کتاب کو ایک ہی دفعہ نازل کرے یا بدفعات نازل کرنے دونون
سے یہہ مقصود حاصل ہوتا ہے لیکن سب احکام ایک ہی دفعہ نازل کرنے سے اکثر لوگ جو اپنے خواہشون کے مطابق کام کرتے ہین اور تکالیف شرعی
شاق ہوتے ہین انکو قبول کرنے سے متنفر ہوتے ہین جیسے تم یہود تورات کے احکام کو قبول کرنے سے ابا کئے جب پہاڑ تمہارے اوپر
ڈالنے کیواسطے لاکر کھڑے کئے تب ڈر کے ایمان لائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بھیجے اور اُنپر قرآن نازل کئے
سو عالم پر رحمت کرنی منظور تھی اسلئے تھوڑی تھوڑی آیتین اور کچھہ کچھہ احکام تفریق سے نازل کئے تا آیتون
کو یاد کرنے مین اور احکام کو بجا لانے مین لوگون پر مشقت نہووے دفعۃً نازل کرنے سے اس طور پر نازل کرنا
اولی ہوا معلوم کیجئے اس آیت سے ثابت ہوا رسول بھیجنے کے قبل اللہ تعالی بندون کو عذاب نہین دیتا اور
یہہ بھی ثابت ہوا کہ معرفت اللہ تعالی کی ثابت نہین ہوتی مگر رسول کیواسطے سے کیا واسطے آیت دلالت
کرتی ہے کہ رسول علیہ الصلوۃ والسلام کو بھیجنے کے آگے لوگون کو طاعت و عبادت ترک کرنے مین
حجت ہے جب رسول کو بھیجا تو حجت باقی نہین رہی تو معلوم ہوا کہ معرفت رسول علیہ الصلوۃ والسلام کے
واسطے سے ثابت ہوئی اگرچہ عالم کا نظام بدیع اور اسلوب منیع بلکہ ہر ہر ذرہ اس خالق کی وحدانیت
پر دال ہے لیکن لوگ غفلت کے پردون مین پڑے رہنے سے اور شہوتون کے کیچڑ مین پھنسے رہنے سے
انکو ان دلایل سے مقصد حاصل کرنا صورت نہین بنتا اگر کسی کو وحدانیت اس خالق کی معلوم ہووے تو
بھی اسکی توحید اور عبادت کس نہج کی ہے سو انکو معلوم نہین ہوتا اسلئے رسول علیہ الصلوۃ والسلام کا
واسطہ انکو حاصل کرنا ضرور ہوا وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا اور اللہ ہے زبردست حکمت والا

یعنی جو لوگ اللہ کے امر کا خلاف کرتے ہین اور اُسکے رسول کی نافرمانی کرتے ہین اُن سے انتقام لینے
مین اللہ تعالی غالب ہے رسول کے بھیجنے مین اور اُسپر بتفریق کتاب نازل کرنے مین حکمت رکھی ہے اُوپر کی آیت
کا ختم اس جملے پر کرنے مین یہہ اشارہ ہی کہ تم کتاب کو اکھٹی نازل کرنیکا سوال جو کرتے ہو اسکو نازل کرنا کچھ
مشکل امر نہین اللہ تعالی کی قدرت کے نظر کرتے نہایت سہل ہے لیکن تم اسکو جو طلب کرتے ہو تعنت کی راہ
سے ہی اللہ تعالی عزیز ہے اُسکی عزت نہین چاہتی کہ تمھارے قول کو قبول کرے اور اسکی حکمت کی مقتضا بھی
ایسی ہی ہی کہ ایسا نکرے کیا واسطے اُسکا کرنا تم معاندین کو نفع نہ دیگا امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ترمذی
اور نسائی اور ابن المنذر اور ابن مردویہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم فرماے اللہ سے زیادہ غیور کوئی نہین اس لئے فواحش کو یعنی بدکامون کو علانیہ اور
پوشیدہ کرنا حرام کیا اور اپنی مدح یعنی اپنی تعریف کرنا اللہ سے زیادہ دوست کسی کو نہین اسی لئے اللہ نے
اپنے کو آپ سراہا یا اور عذر کو قبول کرنا اللہ سے زیادہ کسی کو دوست نہین اسی لئے انبیا کو بشارت
دینے اور ڈرانے بھیجا امام احمد اور بخاری اور مسلم اور حکیم الترمذی مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عذر قبول کرنا اللہ سے زیادہ کسی کو دوست نہین
اسیواسطے رسولون کو خوشی سُنانے اور ڈرانے کے لئے بھیجا اور مدح کرنا اللہ تعالی سے زیادہ کسی
کو دوست نہین اسی واسطے جنت کا وعدہ کیا لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ أَنْزَلَهُ
بِعِلْمِهِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ لیکن اللہ گواہی دیتا ہے اُس پر جو تیری طرف اُتارا
اتارا اسکو اپنے علم سے اور فرشتے گواہی دیتے ہین معلوم کیجئے لکن کا کلمہ استدراک کیواسطے آتا ہے
استدراک کی معنی یہہ ہے اوپر کے کلام سے توہم و ترنگ جو پیدا ہوتی ہے اسکو دور کرنا لکن کی معنی
جب یہہ ہوئی تو اسکے لئے ایک جملہ جسمین یہہ ترنگ ہو اوپر مذکور رہونا ضرور ہوا یہان کونسا
جملہ ہے جسکی ترنگ کو یہہ جملہ دور کیا سو بعضے کہتے ہین یہہ جملہ مذکور آیات مین کیا واسطے یہود جو سوال کئے
تھے اُسکے یہہ آیتین جواب ہین اُنکا سوال یہہ تھا کہ آسمان پر سے لکھی کتاب لانا یہہ سوال محض تعنت
کی راہ سے تھا اُنکے جواب مین کہا انا اوحینا الیک الآیہ اس سے ایسا معلوم ہوا کہ ہمارے ان جوابو کو

اہل نعمت قبول نہ کرینگے قرآن اللہ کی کتاب ہونے کی گواہی نہ دینگے وہ گواہی نہ دے تو کیا ہوتا
لیکن اللہ گواہی دیتا ہے بعضے کہتے ہین ترنگ کا جملہ محذوف ہے وہ جملہ یہود کا قول ہے جو بولے اللہ نے اس
کتاب کو نازل کیا کرکے ہم گواہی نہین دیتے اس قول کی تائید کرتی ہے حدیث جسکو ابن اسحق اور ابن
جریر اور ابن المنذر اور بیہقی دلایل النبوۃ مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ یہود کی ایک
جماعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکو کہے مین اللہ کا رسول ہون تم
تمکو یقیناً معلوم رہیگا واللہ مجھکو یقین ہے وہ کہے ہم نہین جانتے اسی پر اللہ تعالیٰ نے نازل کی لکن اللہ
یشہد الآیہ حاصل معنی یہہ ہے یہہ یہود تیری نبوت کا انکار کرنے سے اور قرآن اللہ کا کلام ہونیکی گواہی
نہ دینے سے ای محمد تو رنجیدہ مت ہو کیا واسطے اللہ گواہی دیتا ہے اور اُسکے فرشتے گواہی دیتے ہین
کہ تجھ پر کتاب جو نازل کی ہے سچ ہے اللہ کی گواہی دینے کا بیان یون ہے اللہ تعالیٰ نے اس کلام کو جو غایت
فصاحت اور نہایت بلاغت پر مشتمل ہے تجھ سے اُمّی پر نازل کی کہ جسکے معارضہ سے اولین آخرین
سب عاجز ہوئے اُسکے چھوٹے سورے کے مانند بولنے پر قادر نہین ہوئے بلکہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو کلام
کرتے تھے علی المخصوص خطبون مین اگرچہ غایت فصاحت مین رہتا تھا لیکن اس کلام کا پایہ آیتون کے
پایہ کو نہین پہنچتا تھا اس سے معلوم ہوا قرآن معجزہ ہے معجزہ ظاہر ہونا گواہی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے
کہ اس معجزے کو بتانے والا صادق ہے اسواسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ای محمد ابن قرآن کیو اسطے
کہ جسکو اللہ تیرے پر نازل کیا ہے اللہ تجھکو گواہی دیتا ہے انزلہ بعلمہ جو فرمایا سو اُس سے انزال کی صفت
بیان کیا اس طور پر کہ قرآن کو جو نازل کیا سو اپنے علم تامہ اور حکمت بالغہ سے نازل کیا سو اُس سے
قرآن کا حسن اور وہ نہایت کمال مین رہنا ثابت ہوا بعضے کہتے ہین اس کی معنی یون ہے، اسکو نازل
کیا سو تو اُسکے نازل کرنیکا اہل اور لایق ہے اور بندون کو احکام پہنچائیگا جانکر نازل کیا بعضے
کہتے ہین اُسکی معنی یون ہے نازل کیا سو اسکے نازل کرنے مین بندون کی مصلحتین ہین جانکر نازل کیا ملائکہ
گواہی دیتے ہین سو انکی گواہی بھی قرآن کے اعجاز کے سبب سے معلوم ہوئی کیا واسطے معجزہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم پر ظاہر ہونا دلالت کرتا ہے کہ حضرت کی نبوت کی گواہی اللہ تعالیٰ نے دیا اللہ تعالیٰ نے سبب

نبوت کی گواہی دیا تو فرشتے بھی اُسکی گواہی دینا ضرور ہے وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ؁ اور اللہ بس ہے گواہی کو یعنی اے محمد تو نبی ہے سو اُسکا گواہ اللہ ہے اللہ کی گواہی تجھکو بس ہے ان کمینے یہود کی گواہی نہ دینے سے تیرا کچھ نقصان نہین سو اس سے اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کرتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا بَعِيْدًا ؁ مقرر جو لوگ منکر ہوے اور روکے اللہ کی راہ سے وہ بتحقیق گمراہ ہوئے گمراہی دور یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ سے منکر ہین اور اللہ کی راہ چلنے والون کو اس راہ سے باز رکھتے ہین سو وہ لوگ اللہ کی راہ بھول کے بہت دور پڑے ہین اللہ تعالیٰ نے اس آیت مین مذکور یہود کے صفات بیان کیا فرمایا کہ وہ لوگ قرآن کا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت تورات مین جو مذکور تھی اسکو چھپائے لوگون کے دلون مین شبہہ ڈالے شبہے اُنکے یہہ تھے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہوتے تو موسیٰ پر تورات اکٹھا جیسی اُتری تھی انپر بھی اُترتی اور کہتے کہ تورات مین موسیٰ علیہ السلام کی شریعت قیامت تک باقی رہیگی کرکر ثابت ہے اور کہتے کہ نبی نہو گا مگر ہارون کی یا داؤد کی اولاد مین پھر ایسے شبہون سے لوگون کو ایمان لانے سے باز رکھے اللہ تعالیٰ نے انکو وہ نہایت گمراہ ہین فرمایا کیا واسطے وہ آپ گمراہ ہوئے اور دوسرونکو بھی گمراہی مین ڈالے دوسری بات یہہ ہے کہ غیر کو گمراہ کرنے والا گمراہی مین نہایت مستغرق رہتا ہے اُسکا نکلنا اس گمراہی سے نہایت بعید رہتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ؁ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا بیشک جو لوگ منکر ہوئے اور ستم کئے ہرگز اللہ اُنکو بخشنے والا نہین اور نہ اُنکو بتاوے راہ مگر راہ دوزخ کی پڑے رہین اُسمین ہمیشہ اوپر کی آیت مین اللہ تعالیٰ نے یہود کی ضلالت بیان کیا اب اِس آیت مین اُنکی وعید کو ذکر کیا کہ جو لوگ اللہ سے کافر ہوئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت چھپا کے ستم کئے اور دوسرونکے دلون مین شبہہ ڈالکے ایمان سے اُنکو باز رکھکے اُن پر ظلم کئے سو ایسون کو اللہ نہ بخشیگا اور نہ اُنکو حق کی راہ بتا دیگا کیا واسطے کفر پر اُنکا مرنا علم الٰہی مین مقرر ہو چکا ہے اُنکو بتائیگا تو دوزخ مین جانیکی راہ ہی بتائیگا جسمین ہمیشہ جلتے رہینگے بعضے یغفر کی معنی لیستر کی کرتے ہین یعنے اللہ تعالیٰ اُنکے

بُرے کامون کو نہ چھپائیگا بلکہ دنیا مین انکو رسوا کریگا قتل اور جلای وطن اور اسیر کر کر عقاب دیگا آخرت
مین انکو ہمیشہ دوزخ مین رکھیگا معلوم کیجئے الذین سے متعین یہود ہم مراد لینگے کہ علم الہی مین جنکی موت کفر پر
مقرر ہے تو اس صورت مین یہان کچھ شرط کی تقدیر لینے کی حاجت نہین اگر الذین کو عموم پر حمل کرین تو
اس صورت مین شرط کی تقدیر ضرور ہے وہ شرط یہہ ہے کہ بغیر توبہ کے کفر پر انکا مرنا وَكَانَ ذٰلِكَ
عَلَى اللّٰهِ يَسِيرًا اور یہہ اللہ پر آسان ہے یعنی انکو دوزخ مین ہمیشہ رکھنا اور آتش مین جلنے سے
فناہونا اللہ تعالی کے پاس کچھ متعذر نہین کیا واسطے اللہ تعالی کا جو ارادہ ہے اسکے مطابق
واقع ہوتا ہی ہے يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ فَآمِنُوا
خَيْرًا لَكُمْ ای لوگو تحقیق آیا تم پاس رسول ٹھیک بات لیکر تمھارے پروردگار کی طرف سے
سو ایمان لاؤ اُسپر کہ بھلا ہو تمھارا الرسول مین الف لام عہد کا ہی اس رسول سے مراد محمد صلی اللہ علیہ
وسلم ہین حق سے دین اسلام مراد ہے یا قرآن حاصل معنی یہہ ہے اللہ کی طرف سے محمد حق بات لایا ہی تم
اسکی بات مانوگے تو تمھارا بھلا ہوگا معلوم کیجئے مفسرین کہتے ہین قرآن مین یا ایہا الناس جہان آتا ہے
تو وہ خطاب اہل مکہ کو ہے اور جہان یا ایہا الذین امنوا آتا ہی تو وہ خطاب اہل مدینہ کو ہے سو یہہ حکم
غالب احوال کے نظر کرتے ہی کبھی ایسی مراد نہین ہوتی جیسا اس آیت مین ہے سو یہان ایہا الناس
کا خطاب علے العموم ہے کیا واسطے اعتبار عموم لفظ کو ہے لفظ ناس کا عام ہے اوپر کی آیتون مین یہود کے
اعتراض کو اور انکا طریقہ بُرا ہونیکو بیان کیا آپ یہود وغیرہ سب کو علی العموم محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کے دین مین داخل ہونیکا امر کرتا ہی کیا واسطے محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق دین جو اسلام ہے لائے
ہین اسلام کا مدار اللہ تعالی کی طرف رجوع ہونا اسکے غیر سے منہہ موڑنا اس بات کے حق ہونے
پر عقل دلالت کرتی ہے تو محمد کا حق بات لانا اس دلیل سے لازم ہوا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
قرآن لائے ہین وہ معجزہ ہے اسکی حقیقت پر دلالت کرتا ہی تو اس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق بات
لانا لازم ہوا بالحق کی تعلق محذوف سے ہے وہ محذوف حال پڑا ہے تقدیر اسکی متلبسًا بالحق ہے یعنی
جس حال مین کہ وہ حق سے ملا ہوا ہے یا تقدیر متکلمًا بالحق ہے یعنی جس حال مین کہ حق بات کرنے والا ہے

بعضے بالحق کو جاءکم کا متعلق لیتے ہین اس تقدیر پر باسببیہ ہوتا ہی مضاف کو تقدیر کرنیکی حاجت ہے گویا تقدیر یون ہی جاءکم بسبب اقامتہ الحق یعنی حق کو ثابت کرنیکے واسطے آیا ہے من ربکم کا تعلق محذوف سے ہی وہ بالحق کا حال ہے یعنی حال یہہ کہ وہ حق تمھارے رب کی طرف سے ہے یا اس کا تعلق جاءکم سے ہے یعنی محمد تمھارے رب کی طرف سے آیا ہی ڈھونگ نہین کرتا فامنوا مین فا سببیہ ہے امنو کے بعد مجرور ضمیر محذوف ہے اسکی تقدیر امنوا بہ ہے وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اگر تم منکر ہوگے تو مقرر اللہ کا ہے جو کچھ آسمانون مین اور زمین مین ہے یعنے تم محمد کی رسالت کو نہ مانو گے حق بات جو لایا ہے اسکے منکر ہوگے تو اللہ کا کچھ نہ بگاڑوگے کیا واسطے اللہ تعالیٰ غنی ہے تمھارے ایمان کی اسکو کچھ پروا نہین جو کچھ آسمان اور زمین مین ہے سب اسی کی ملک ہی اور سب اسی کے بندے ہین وہ کسی کا محتاج نہین جو چاہے سو کرے تمھارا کفر اسکا کچھ بگاڑتا نہین وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا اور اللہ سب خبر رکھتا ہے حکمت والا یعنی اللہ تعالیٰ پر بندون کا کوئی کام مخفی نہین ہر ایک کو اسکے عمل کی جزا دیگا وہ حکمت والا ہی تمکو جو تکلیف دی ہے اپنی حکمت کے نظر کرتے ہی يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ اے کتاب والو تم حد سے مت بڑھو اپنے دین مین معلوم کیجئے اللہ تعالیٰ نے اوپر کی آیتون مین یہود کے شبہون کا جواب دیا اب نصارا کے باطل اعتقاد کا رد شروع کیا بعضے کہتے ہین یہہ خطاب یہود اور نصارا دونون کو ہی یہود عیسیٰ علیہ السلام کی توہین اور منقصت مین نہایت مبالغہ کئے نصارا انکی تعظیم مین نہایت غلو کئے یہان تک کہ اسی کو اللہ کہے سو ان دونون فریق کو اللہ تعالیٰ نے کہا تم اپنے دین مین غلو مت کرو تغلوا مضارع کا صیغہ ہے غلو کا غلو کی معنی حد سے تجاوز کرنا دین مین غلو اور مبالغہ حرام ہے سو اے نصارا تم عیسیٰ کے حق مین مبالغہ مت کرو وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ اور مت کہو اللہ پر مگر سچی بات یعنے اللہ کا کوئی شریک ہے اور اسکو بچہ ہے یا اللہ کسی مین حلول کرتا ہے ہرگز مت کہو کیا واسطے اللہ تعالیٰ ایک ہی ہے ہمیشہ سے ہمیشہ رہیگا اسکا وجود واجب ہے اور اسکا عدم ممتنع ہے اسکے سوا دوسرا کوئی خالق نہین کمال کے صفتون سے متصف ہے نقصان کے عیبون سے منزہ ہے تمامی مخلوقات سے

ورد ۶۲

عالم ہے تمامی ممکنات پر قادر ہے سب کائنات اُسکے ارادے سے ظہور میں آتے ہیں کلام کرتا ہے حی ہے یعنی زندہ ہے سمیع ہے یعنی سُنتا ہے بصیر ہے یعنی دیکھتا ہے نقص کے صفتوں سے منزہ ہے کوئی چیز اُس سے شباہت نہیں رکھتی اُسکا کوئی ند اور ضد اور مثل نہیں اور اُسکا کوئی ساجھی نہیں اور کوئی اُسکا معین اور پشتیبان نہیں اور کسی میں حلول نہیں کرتا اُسکی ذات سے کوئی حادث قایم نہیں ہوتا اور اپنے غیر سے متحد نہیں ہوتا اور وہ نہ جوہر ہے نہ عرض ہے نہ جسم ہے اور وہ کسی حیز اور جہت میں نہیں اور وہ یہاں ہے یا وہاں ہے اسکا اشارہ نہیں کیا جاتا اُسپر حرکت اور نقل کرنا صحیح نہیں اور اس پر جہل اور کذب روا نہیں جو چاہتا ہے سو کرتا ہے جو نہیں چاہتا سو نہیں کرتا اپنی ذات اور صفات میں غنی ہے کسی کا محتاج نہیں اُسپر کوئی حکومت کرنے والا نہیں اور اُسپر کوئی چیز واجب نہیں جو حکم کرتا ہے اور جو کام کرتا ہے اُس میں ظلم اور ستم کی نسبت اُسکی طرف نہیں اسکو نہ حد ہے نہ نہایت ہے نہ اجزا ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی ہے اُسکا خلاف مت کرو جب اللہ تعالیٰ نے نصاریٰ کو دین میں غلو کرنے سے منع کیا تو اب انکو عیسیٰ علیہ السلام کی صفت کی طرف اشارہ کر کر فرمایا اِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ مسیح نہیں ہے مگر عیسیٰ مریم کا پوت اللہ کا رسول یعنی عیسیٰ کا نسب نہیں مگر یہی کہ وہ مریم کا بیٹا ہے اور اللہ کا رسول ہے اُسکے برخلاف کوئی بولے تو وہ کافر اور مشرک ہے وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ اور اُسکا کلام ہے جو ڈالدیا اس کلام کو مریم کی طرف یعنی اللہ تعالیٰ مسیح کو اپنے کلمہ سے جو کن ہے پیدا کیا یعنی ہوجا بولنے سے وہ موجود ہوا اُسکی ایجاد کا واسطہ باپ اور نطفہ نہیں تھا مفسرین القاہا کی تفسیر اَوْصَلَهَا سے کرتے ہیں یعنی اُس کلمہ کو مریم کی طرف پہنچایا اس طور پر کہ جبرئیل علیہ السلام اُسکی پیراہن کے گریبان میں پھونکے وہ ہوا اُنکے رحم میں پہنچی اس سے حمل ٹھہرا وَرُوحٌ مِنْهُ اور روح ہے اُسکے یہاں سے معلوم کیجئے اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو روح کہا سو اس کے چند تاویل ہیں ایک یہہ کہ لوگ کسی چیز کو غایت طہارت اور نظافت سے وصف کرتے ہیں تو اسکو روح کہتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام کی پیدایش باپ کے نطفہ سے نہیں تھی اس جہت سے اُسکو روح بولا اور لفظ منہ کرکے اُس روح کو اپنی طرف نسبت کیا ہے اُسکی تشریف اور تعظیم کے واسطے

جیسے کوئی نعمت کامل اور نہایت شریف ہو تو اسکو نعمۃ من اللہ کے یہان کی نعمت کہتے ہین اور جیسے بیت اللہ
یعنے اللہ کا گھر اور ناقۃ اللہ یعنی اللہ کا ناقہ کہتے ہین دوسری تاویل یہہ ہے عیسیٰ علیہ السلام خلق اللہ کو زندہ
کئے یعنی مردہ دل والون کو زندہ کئے یا حقیقی مردون کو زندہ کئے ایسے کو روح سے وصف کرتے ہین
جیسا اللہ تعالیٰ نے قرآن کی وصف مین کہا وکذلک اوحینا الیک روحًا من امرنا تیسری تاویل رحمۃ کو
روح سے تعبیر کرتے ہین عیسیٰ علیہ السلام کا آنا خلق اللہ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت تھی کیونکہ وے خلق اللہ کو انکے دینی مصلحتون
کی تعلیم کرتے تھے دنیا کے مصلحتون کا ارشاد نہین کرتے تھے اس لئے انکو روح سے وصف کیا چوتھی تاویل روح
کی اصل معنی دم یعنے ہوا جو پھونکنے سے نکلتی ہے سو عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش جبرئیل کے پھونکنے سے ہوئی اس لئے
انکو روح سے وصف کیا یہہ پھونکنا اللہ تعالیٰ کے امر وارادہ سے تھا اس لئے اسکو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف نسبت کیا
پانچوین تاویل روح کو نکرہ لایا سو یہہ لفظ تعظیم پر دلالت کرتا ہے گویا اسکی معنی یون ہے عیسیٰ ایک روح ہے
ان ارواح سے جو نہایت مقدس اور شریف اور عالی ہین پھر منہ سے اسکی تشریف اور تعظیم کی چھٹوین تاویل
اللہ تعالیٰ نے آدمیون کے ارواح کو جب پیدا کیا تو سب کو آدم علیہ السلام کے صلب مین رکھا انھین سے ہر انسان
کا روح اپنے باپ کے صلب مین آکر اُسکے واسطے سے صورت بشری لیا عیسیٰ علیہ السلام کی روح کو آدم علیہ
السلام کے صلب مین ودیعت نہ رکھ کے اپنے پاس رکھا عیسیٰ کی خلقت کا جب ارادہ کیا تو اس روح کو
جبرئیل کے واسطے سے مریم عذراء بتول کے شکم مین ڈالا اس وجہ سے عیسیٰ کو روح سے وصف کیا معلوم
کیجئے انما کا کلمہ حصر کا ہے المسیح مبتدا ہے عیسیٰ اُسکا بدل ہے یا عطف بیان ابن مریم صفت ہے عیسیٰ کی رسول اللہ اسکی
خبر ہے مبتدا کی وکلمتہ کا عطف رسول اللہ پر ہے القاھا کا جملہ حال کی جگہ مین ہے قد کا لفظ وہان مقدر ہے
حال کا عامل کلمۃ ہے کیا واسطے کلمتہ کی معنی المکون بکلمۃ کی ہے یعنی اسکی ولادت کی منشاء اور مادے کے ابتداع
کلمہ سے ہے روح کا عطف کلمتہ پر ہے منہ صفت ہے روح کی من کا کلمہ ابتدا غایت کے واسطے ہے من کو تبعیض
لینا صحیح نہین فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ سو تم ایمان لاؤ اللہ سے اور اسکے رسولون سے یعنی مانو
اللہ کو اور اسکے رسولون کو یہہ خطاب اگرچہ علی العموم ہے لیکن اوپر کے خطاب کے نظر کرتے یہہ خطاب بھی
اہل کتاب کے ہے یعنی اے اہل کتاب تم اللہ کی وحدانیت کو مانو اللہ کا کوئی فرزند نہین اور اسکے رسولون کی

تصدیق کرو اور عیسیٰ بھی اللہ کا رسول ہے اُسکو رسول اللہ کر کر ایمان لاؤ اُسکو اللہ مت ٹھہراؤ عبد بن حمید
اور حاکم اور بیہقی دلایل النبوہ مین ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ نجاشی نے جعفر کو کہا تمہارے
صاحب یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم مریم کے پوت کے حق مین کیا کہتے ہین جعفر کہے اللہ نے جو کہا سو کہتے ہین
اللہ کا روح ہے اور اُسکا کلمہ ہے عذرا بتول سے نکالا کہ جس بی بی سے کوئی بشر قربت نہ کیا نجاشی نے
زمین پر سے ایک تنکا اُٹھا کے کہا ای قسیس و رہبان یہہ لوگ ابن مریم کے حق مین جو کہتے ہین اُس سے
اس تنکے کے برابر بھی کچھو زیادہ نہین حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے بیہقی نے دلایل النبوۃ مین ابن مسعود رضی اللہ
عنہ سے روایت کی ہے کہ ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نجاشی کے پاس بھیجے ہم اسّی مرد تھے
اور ہمارے ساتھ جعفر بن ابی طالب تھے اور قریش بھی عمارہ او عمرو بن العاص کے ساتھ تحفے دیکر نجاشی
کے پاس بھیجے جب یہہ دونون نجاشی کے پاس گئے تو اُسکو سجدہ کئے اور تحفے گذرانے اور کہے ہماری قوم کے
چند اشخاص ہمارا دین چھوڑ دئے ہین اور تمہارے ملک مین آکر اترے ہین نجاشی نے مسلمانون کو طلب کیا
سو نجاشی کے پاس گئے اور اسکو سجدہ نہین کئے اُن سے پوچھے تم بادشاہ کو کیا واسطے سجدہ نہین کئے جعفر کہے
اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف اپنے نبی کو بھیجا ہے اوس نبی نے ہمکو امر کیا ہے کہ سوائے اللہ کے کسیکو سجدہ نکرنا عمرو
بن العاص نے کہا یہہ لوگ عیسیٰ مین اور اسکی مان مین تمہارا خلاف کرتے ہین نجاشی نے کہا عیسیٰ اور اسکے والدہ کے
حق مین تم کیا کہتے ہو جعفر کہے اللہ تعالیٰ نے جیسا فرمایا ہے ہم ویسا کہتے ہین اللہ کا روح اور اسکا کلمہ ہے
جو ڈالا اسکو عذرا بتول مین جسکو کوئی بشر نہین چھیا نجاشی نے ایک تنکا اُٹھا کے کہا ای قسیس و رہبان یہہ
جو کہتے ہین اُس پر اس تنکے کے برابر بھی زیادہ نہین اور مسلمانون کی طرف پھر کر کہا مرحبا تمکو اور تم جسکے
پاس سے آئے ہو اور مین گواہی دیتا ہون کہ وہ نبی ہین مجھکو آرزو ہے کہ مین اُنکے پاس رہ کر انکی جوتیان
برداری کرون میرے ملک مین تمہارا دل جہان چاہتا ہے وہان رہیو معلوم کیجئے نجاشی حبش کا بادشاہ تھا
مذہب نصرانی رکھتا تھا جعفر کے ساتھ اسکو یہہ گفتگو جو ہوئی متعدد طریقون سے آئی ہے اُسکا مطول قصہ
بھی ہے جعفر آیت جو پڑھے اُسکی تفسیر مین انشاء اللہ وہ حدیث مذکور ہوگی امام مالک اور ابو داؤد
طیالسی اور حمیدی اور امام احمد اور ابو داؤد اور عدنی اور بخاری اور ترمذی شمایل مین اور ابو یعلی

اور ابن حبان عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے لاتطرونی کما
اطرت النصاری عیسی بن مریم یعنی میری مدح مین تم مبالغہ مت کرو جیسے نصاری عیسی بن مریم کی مدح مین
مبالغہ کئے سو مین نہین ہون مگر بندہ تم مجھکو اللہ کا بندہ اور اسکا رسول کہیو امام احمد اور بخاری اور مسلم
عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جس نے
گواہی دیگا کہ کوئی الہ نہین ہے سوائے اللہ کے جو ایک ہی اور اُسکا کوئی ساجھی نہین اور محمد صلی اللہ علیہ
وسلم اُسکا بندہ اور رسول ہے اور عیسی اللہ کا بندہ اور اسکا رسول ہے اور اُس کا کلمہ ہے جسکو پہنچایا مریم
کی طرف اور روح ہے اُسکے یہان سے اور جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے تو اللہ اُسکو بہشت کے آٹھ دروازے
مین جس دروازے سے جانا چاہتا ہے اُس دروازہ سے داخل کریگا کیسا ہی عمل کیا ہو یہہ لفظ مسلم کا ہے

وَلَا تَقُولُوا ثَلٰثَۃٌ اور مت کہو تین یعنی الہ تین ہین مت کہو معلوم کیجئے نصاری کے فرقہ بہت ہین لیکن
انمین مشہور چار فرقہ ہین ایک یعقوبیہ تابعین یعقوب السروجی کے اسکو براذعی کہتے ہین اُنکا عقیدہ
یہہ ہے مسیح اللہ ہے یعنی اللہ اور مسیح دونون ملکے ایک ہی طبیعت اور ایک ہی اقنوم ہوئے دوسرا
ملکانیہ اُنکے عقیدہ مین اختلاف ہی اُنمین کے بعضون کا عقیدہ وہی ہی جو یعقوبیہ کا عقیدہ ہی بعضے کہتے ہین
الہ اور مسیح بعد اتحاد کے دو جوہر ہین لیکن اُنکا اقنوم ایک ہی ہے مسیح مین لاہوت کی طبیعت کے نظر کرتے
باپ کی شباہت ہی اور ناسوت کی طبیعت کے نظر کرتے ابراہیم اور داؤد علیہما الصلوۃ والسلام کی شباہت
ہے اور اُسکا شخص واحد ہے یعنی الہ اور مسیح دونون شخص واحد ہین تیسرا فرقہ نسطوریہ ہے نسطور کی طرف
نسبت ہے اُنکے عقیدے مین بھی اختلاف ہی بعضون کا عقیدہ یہہ ہے کہ مسیح ابن اللہ ہے بعضون کا عقیدہ یہہ ہے
الہ اور مسیح بعد اتحاد کے دو جوہر اور دو اقنوم ہین وہ دونون اپنی طبیعت پر باقی ہین چوتھا فرقہ موقوسیہ ہے
اُنکے عقیدہ مین ناقلین کو اختلاف ہی بعضے کہتے ہین اُنکا یہہ عقیدہ ہے کہ الہ ثالث ثلثہ ہے یعنی تین مین کا تیسرا
بعضے کہتے ہین اُنکا یہہ عقیدہ ہے کہ عیسی جوہر واحد ہے اُسکے تین اقنوم ہین باپ کا ایک اقنوم اور بیٹے کا
ایک اقنوم اور ہولی گُشت یعنی روح القدس کا ایک اقنوم لیکن سب نصاری تثلیث کے یعنی الہ تین ماننے
کے قایل ہین کہتے ہین الہ باپ ہے اور بیٹا ہے اور ہولی گشت یعنی روح القدس ہے باپ سے ذات کا اور بیٹے سے

نصاری کا عقیدہ اور اُنکا

نطق کا جو کلام نفسانی ہے اور روح القدس سے حیات کا ارادہ کرتے ہین اور باپ جوہر ہونے مین انکو اتفاق ہے لیکن کلام اور حیات یہہ دونون باپ کے صفت ہین یا اُسکا خاصہ ہین یا دونون اپنے نفسون کے نسبت ہین سو اُسمین انکو اختلاف ہے اقنوم ہمزہ کی ضم اور قاف کی سکون سے اور نون کی ضم سے رومی کلمہ ہے اصل کی معنی سے جیسے عنصر اور اسطقس ہین لیکن بعدہ نصاری نے اپنی اصطلاح مین اسکو شخص کی معنی مین استعمال کرنے لگے معلوم کیجئے معرفت الہ کی جس کا جاننا ضروریات سے ہے بداہت عقل اُسکی وحدانیت مین جب انکے فرقون مین اختلاف ہوا تو ثابت ہوا کہ انکو ہنوز الہ کی ذات سے خبر نہین اُنکے مذاہب مختلف رہنے سے اس کے ضبط کے واسطے ہم ایسا کہتے ہین کہ انکے پاس الہ کی ذات اور مسیح کی ذات متحد ہے یا الہ کی ذات مسیح مین حلول کی ہو یا الہ کی صفت مسیح مین حلول کی ہے پھر اُسکا حلول یا مسیح کے جسم مین یا اُسکے نفس مین ہے سو چھے احتمال ہوے پھر نصاری ان احتمالون سے کسی ایک احتمال کو اپنا عقیدہ ٹھہراتے ہین یا نہین درصورتیکہ اُن احتمالون سے کسی احتمال کو اپنا عقیدہ نہ ٹھہرایا تو کیا ایسا کہتے ہین اللہ تعالی نے مسیح کو خلق و ایجاد کی قدرت دی تھی یا قدرت نہین دی لیکن انکو معجزہ دیا تھا انکی تشریف و اکرام کیلئے واسطے انکو ابن یعنی فرزند نام رکھا جیسے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ نام رکھا سو جملہ آٹھ احتمال ہوئے اُمین سے اول کے چھے احتمال جنین دعوی اتحاد اور حلول کا ذکر کرتے ہین باطل ہے کیا واسطے برہان سے ثابت ہوا اللہ تعالی کی ذات اُسکے غیر سے متحد نہین ہوتی اس دلیل کی تفصیل یہہ ہے اتحاد کے تین معنی ہین پہلی معنی یہہ ہے کہ ایک شئ سے کچھ چیز زائل ہوکے یا کوئی چیز اُسکی طرف منضم ہوکے دوسری شئ ہوجانا اتحاد کی یہہ حقیقی معنی ہے یہہ معنی دو نہج سے متصور ہوتی ہے ایک یہہ ہے کہ دو شئے مثلاً زید اور عمرو تھے دونون متحد ہوکر ایک ہی شئے ہوئے زید تھا سو عمرو ہوا یا عمرو تھا سو زید ہوا اس نہج کی اتحاد مین قبل اتحاد کے جو شئے تھے بعد اتحاد کے دونون ایک ہی شئے حاصل ہوئی دوسری نہج یہہ ہے کہ ایک ہی شئے مثلاً زید تھا سو بعینہ دوسرا شخص جو زید کا غیر ہے ہوا اس نہج کے اتحاد مین قبل اتحاد کے جو ایک ہی امر تھا بعد اتحاد کے دوسرا امر ہوا جو قبل اتحاد کے وہ امر حاصل نہ تھا بلکہ بعد اتحاد کے حاصل ہوا یہہ دونون نہج کے اتحاد بداہتہً باطل ہین اور مطلق محال ہین خواہ واجب تعالی مین ہو یا اُسکے غیر مین کیا واسطے دو ماہیت مین یا دو ہویت مین یا ایک ماہیت اور ایک ہویت مین تغایر و اختلاف جو ہے بالذات ہے

یعنی دو امر جو فرض کئے اُنکی ذات چاہتی ہے کہ اُنمین اختلاف ہونا ذات جس چیز کو چاہتی ہو اُسکا زوال ممکن نہین جیسے ذات کے دوسرے لوازم مختلف نہین ہوتے اس کلام کی توضیح یہہ ہے اتحاد کے بعد دونون کی ہویت معدوم ہوکے دوسرا ایک امر موجود ہوا تو دونون مین اتحاد نہونا کیا واسطے دونون معدوم ہوکے ایک امر ثالث پیدا ہوا جو دونون کا غیر ہے دو معدوم مین تو اتحاد نہین اگر دونون امر مے ایک امر فقط معدوم ہو دوسرا باقی رہا تو وہان بھی اتحاد نہین کیا واسطے معدوم موجود کے ساتھ متحد نہین ہوتا وگرنہ ایک شئی معدوم و موجود ملکر ہونا لازم آتا ہے یہہ باطل ہے اگر اتحاد کے بعد دونون امر باقی رہے تو ہنوز اُنکی تغایر اور دوئی جیسی تھی ویسی ہی باقی رہی اتحاد نہوا اتحاد کی دوسری معنی یہہ ہے ایک شے دوسری شئی کے ساتھ منضم و مرکب ہوکے شئی ثالث پیدا ہونا دو حقیقت تھے سو جمع ہوکے شخص واحد بنے جیسے سرکہ اور شہد ملکے سکنجبین بنی پانی اور مٹی ملکے کیچڑ ہوا اتحاد کی تیسری معنی یہہ ہے کہ ایک شئے کا جوہر یا عرض استحالہ یعنی تغیر پاکے دوسری شئی ہونا جیسا پانی ہوا ہوا پانی کی صورت نوعی جو تھی اپنے ہیولے سے زایل ہوگئی پھر اس ہیولے کی طرف ہوا کی صورت نوعی جو تھی منضم ہوئی سو ہوا کی حقیقت حاصل ہوئی پانی کی حقیقت اُس سے زایل ہوئی اور جیسا سیاہ تھا سو سفید ہوا سیاہی کی صفت اپنے موصوف سے زایل ہوئی سفیدی کی صفت سے اُسکا موصوف متصف ہوا اتحاد کے یہہ دونون مجازی معنی ہین اِن دونون معنی کا اتحاد بھی اللہ تعالی کے حق مین محال ہے دوسری معنی کا اتحاد اللہ تعالی کی ذات مین ممتنع ہونیکی دلیل کو ہم حلول کی امتناع کی دلیل کو ذکر کرکے بیان کرینگے تیسری معنی کا اتحاد بھی اللہ تعالی کی ذات مین محال ہے کس واسطے اللہ تعالی کی ذات مین اُسکے صفات مین حقیقۃً تغیر و تبدل ہونا جایز نہین اللہ تعالی کی ذات قدیم ازلی ہے اُسمین تغیر کو دخل نہین اُسکے صفات بھی ازلی ہین اُسکی ذات سے قایم ہین اُنمین جب تغیر ہو تو باری تعالی کی ذات اپنے کمال سے خالی ہونا اور اللہ تعالی حوادث کا محل ہونا لازم آتا ہے وہ تو جایز نہین اتحاد کا مذکور معنی اللہ تعالی کے صفات مین جایز ہو تو اُسکے صفات مین تغیر و تبدل ہونا لازم آتا ہے یہہ تو محال ہے اللہ تعالی کسی مین حلول نہین کرتا سو اُسکی دلیل یہہ ہے کہ اللہ تعالی کا وجود واجب لذاتہ ہے اور اُسکا عدم ممتنع لذاتہ ہے اُسکی دلیل یہہ ہے اجسام سارے حادث ہین اُنکے لئے ایک صانع ضرور ہے وہ صانع اگر واجب الوجود ہے تو مطلب حاصل ہوا اگر ممکن ہے تو اُسکے لئے بھی ایک مؤثر ضرور ہے اُس مؤثر مین بھی بات

عود کریگی آخر دور یا تسلسل ہونا لازم آئیگا یا آخر کو ایک مؤثر کی طرف جو واجب الوجود لذاتہ ہے منتہی ہوگا
اول کے دونون قسم باطل ہوئے تو ثانی متعین ہوا حکما اس پر دلیل یون قایم کرتے ہین کہ موجودات کے
خصوصیات اور انکے احوال سے قطع نظر کرتے واقع مین ایک موجود ہونا ضرور ہے یہہ موجود اگر واجب لذاتہ
ہے تو مطلب حاصل ہوا اگر ممکن ہے تو مؤثر کی طرف محتاج ہوگا آخر ایک واجب کی طرف منتہی ہونا ضرور ہے
وگرنہ دور یا تسلسل لازم آئیگا یہہ تو باطل ہے جب اللہ تعالی واجب الوجود لذاتہ ہونا ثابت ہوا تو اللہ
تعالی کا غیر مین حلول کرنا جایز نہوا کیا واسطے حلول کی معنی ایک شی دوسری شے مین بر سبیل تبعیت
داخل ہونا واجب لذاتہ دوسرے کا جب تابع ہوا تو اُسکی طرف محتاج ہوا جب محتاج ہوا تو واجب لذاتہ
نرہا اور بھی واجب لذاتہ اگر کسی محل مین حلول کرے تو واجب تعالی اُس محل سے لذاتہ غنی ہے یا نہین
اگر غنی ہے تو اس محل مین حلول نکریگا کیا واسطے جو چیز غیر مین حلول کرے تو محل کی محتاج ہوئی غنی لذاتہ
کو محل کی احتیاج عارض ہونا محال ہے کیا واسطے جو بالذات ہے بالغیر سے زایل نہین ہوتا اگر محل سے
غنی لذاتہ نہین ہے غیر کا لذاتہ محتاج ہوا غنی کی معنی یہی ہے کہ غیر کا محتاج نہونا جب غیر کا محتاج ہوا تو
دو امر محال لازم آئے ایک تو غیر کی احتیاج دوسرا محل قدیم ہونا یہہ دونون باطل ہین اور بھی
واجب لذاتہ کسی شی مین حلول کیا تو وہ محل انقسام کے قابل ہو یا نہین اگر قابل انقسام ہے تو واجب
کی انقسام اور اُسکا ترکب اور اجزا کی احتیاج لازم آئی یہہ تو باطل ہے اگر وہ محل انقسام کو
قبول نہین کرتا ہے مثلا جوہر فرد ہے تو واجب سب سے حقیر رہنا لازم آتا ہے اور بھی واجب کسی
جسم مین حلول کیا تو اسکی ذات جسم مین حلول کرنیکے قابل ہوئی قبول کرنے مین تو سب اجسام مساوی
ہین کیا واسطے متکلمین کے پاس سب اجسام جوہر فرد مائی سے مرکب ہین اور حکما کے پاس ہیولی
اور صورت سے مرکب ہین اب فاعل مختار کو اختیار ہے کہ بعضے اجسام مین حلول کرے اور بعضون مین
حلول نکرے ممکن ہوا کہ مچھر مین اور خرسے کی گٹھلی مین بھی حلول کرے مدعی کہتا ہے کہ انمین
حلول کرنا ممکن نہین تو معلوم ہوا کہ یہہ بات بدیہی البطلان ہے اور بھی کسی شے مین حلول کیا تو
حلول بر سبیل وجوب ہے یا بر سبیل جواز اگر حلول بر سبیل وجوب ہے تو وہ باطل ہے کیا واسطے حال یعنے

جو تسنے حلول کی ہے حادث ہوگی اور محل قدیم ہوگا یا حال قدیم ہوگا اور محل حادث ہوگا یہہ دونون باطل ہین
اور بھی یہہ حال جب واجب ہوا تو اسکی ذات اس محل کی محتاج ہوئی جو محتاج الی المحل ہے واجب نہین
بلکہ ممکن بالذات ہے اگر حلول بر سبیل جواز ہے حلول سے یہہ معنی معقول ہوتی ہے کہ حال محل کی محتاج ہونا جب
اسمین یہہ معنی نہو تو حلول بھی متحقق نہوا اگر خصم کہے حلول سے حلول بر سبیل وجوب ہے تم جو کہتے تھے اس سے
قدم محل کا یا حدوث حال کا لازم آتا ہے سو ہم اُسکو مسلم نہین رکھتے کیونکہ ہم کہینگے واجب تعالی کی
ذات محل مین بر سبیل وجوب حلول کرنیکی موجب ہے بشرطیکہ محل موجود رہے محل موجود ہونیکے قبل اس
اقتضا کی شرط حاصل نہین ہوئی تھی اسلئے حلول حادث نہوا جب محل موجود ہوا تو اقتضا کی شرط حاصل
ہوئی پھر خواہ مخواہ حلول حاصل ہوا اور یون بھی کہہ سکتے ہین کہ واجب تعالی حلول کرنیکو محل واجب
کرتا ہے جب محل موجود ہوا تو حلول واجب ہوا وہ محل موجود ہونیکے قبل یہہ حلول واجب نہین اُسکا
جواب ہم یون کہینگے کہ حال اور محل مین فرق ظاہر نہین ہوتا مگر اس حیثیت سے کہ حال محتاج محل کی ہے
اور محل اُس سے غنی ہے یہہ معنی جب حاصل ہوئی تو واجب الوجود غیر کا محتاج ہوا اس صورت مین
واجب لذاتہ جو تھا ممکن لذاتہ ہوا یہہ تو باطل ہے اگر یہہ معنی حاصل نہ ہو تو حلول جسکو کہتے ہین وہ
بھی متحقق نہوا معلوم کیجئے واجب تعالی کی ذات غیر مین حلول کرنا جیسا جایز نہین ویسا اُسکے
صفات بھی غیر مین حلول کرنا جایز نہین کیا واسطے صفات مین انتقال متصور نہین ہوتا بلکہ انتقال
اجسام کی خواص سے ہے معلوم کیجئے واجب تعالی غیر مین حلول کرنا جب باطل ہوا تو اتحاد جو معنی
ثانی سے ہے یعنی ایک شئے دوسری شئے مین منضم ہو دونون سے ایک حقیقت واحدہ پیدا ہونا اس
حیثیت سے کہ مجموع ملکے دوسرا ایک شخص ہونا سو بھی باطل ہوا اس کی دلیل کی تقریر یون ہے
یہان دو شخص جو تھے امین کا ایک شخص دوسرے مین جب تک حلول نکریگا دونون سے ملکے ایک
حقیقت ہونا ممکن نہین یہہ بات بدیہی ہے جب ایک نے دوسرے مین حلول کیا تو دو حال سے خالی
نہین یا تو واجب تعالی دوسری شئے مین حلول کیا یا وہ دوسری شئے واجب تعالی مین حلول کی واجب تعالی
دوسری شئے مین حلول کرنا محال ہے کیا واسطے واجب مستغنی ہے مستغنی غیر مین حلول کرنا ممتنع ہے چنانچہ

اس امتناع کے دلایل ہم بیان کئے دوسری شئے واجب تعالیٰ مین حلول کرنا بھی محال ہے کیا واسطے اس تقدیر
پر اللہ تعالیٰ محل ہونا لازم آتا ہے واجب تعالیٰ محل حوادث کا ہونا محال ہے اور بھی واجب تعالیٰ
جب محل ہوا تو حال سے مستغنی ہوا کیونکہ محتاج ہونا اُسکے وجوب کو منافی ہے پھر اس تقدیر پر حلول
کی شئے عرض ہوگی صورت نہوگی جب حال عرض ہوا تو دونوں سے حقیقت واحدہ متحصل بننا صحیح نہین اس
دلیل پر اعتراض جو کئے ہین کہ بسا اوقات واجب بالغیر جزء صوری کا جز ہوتا ہے جیسے عناصر جو
امتزاج پائے ہین اُنکے محل موالید کے صور ہین اور موضوع اور عرض سے ماہیت حقیقیہ حاصل نہین ہوتی
جو کہے اسکو ہم مسلم نہین رکھتے سو یہہ اعتراضات متوجہ نہین ہوتے کیا واسطے ہمارا کلام واجب بالذات
مین ہے نصاریٰ کے مذہب کا ساتھوان احتمال یعنی اللہ تعالیٰ نے مسیح کو خلق کی قدرت دی ہے سو
یہہ بھی باطل ہے کیا واسطے وجود مین مؤثر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہین آٹھوان احتمال اللہ تعالیٰ نے
مسیح کو رسول بنایا تھا اور معجزوں سے اُنکی تائید کی تھی یہہ احتمال حق ہے ہم بھی اسکے قایل ہین لیکن
خصم کا وہ مذہب نہین معلوم کیجیے یہہ تقریر نصاریٰ کے مختلف عقیدے جو ہین اُن سبھون کو باطل
کرنے کافی ہے لیکن ہم ہر فرقے کے عقیدے پر جو اعتراض ہوتا ہے اسکو اب بتصریح ذکر کرتے ہین
جو فرقہ کہتا ہے کہ مسیح اور الٰہ متحد ہوکے ایک ہی طبیعت اور ایک ہی اقنوم ہوئے سو ہم اونکو
پوچھتے ہین کہ حقیقت لاہوت اور ناسوت کی اتحاد کے بعد اپنے حال پر ہی باقی رہی یا نہ رہی اگر
باقی رہی تو دونوں ملکے ایک ہی طبیعت ہوئے تم جو کہتے ہو باطل ہے کیا واسطے دونوں کی طبیعت
اپنے حال پر باقی ہے پھر اتحاد کہاں سے، اگر دونوں کی حقیقت اپنے حال پر باقی نہ رہی بلکہ متغیر ہوئی
تو یہہ دوسری حقیقت ہوئی یہہ حقیقت نہ لاہوت ہے نہ ناسوت پھر مسیح کو الٰہ ہے اور انسان
ہے جو کہتے ہین باطل ہوا اور قدیم کا محدث ہونا اور محدث کا قدیم ہونا لازم آیا اور بھی ہم
کہتے ہین اتحاد کے بعد لاہوت اور ناسوت کے لوازم خاصہ اپنے حال پر باقی ہین یا نہین اگر باقی
ہین تو وہ دو حقیقت ہی ہین ایک حقیقت نہین ہوئی اگر دونوں کے لوازم خاصہ اپنے حال پر
باقی نہین بلکہ زایل ہوئے ہین تو دونوں بھی زایل ہوئے کیا واسطے عدم لازم کا ملزوم کے

عدم کو مستلزم ہے جب دونوں کی حقیقت معدوم ہوئی تو اتحاد بالضرورت باطل ہوی کیا واسطے
ذات کی اتحاد اُنکے وجود کی فرع ہی عدم جو ہی نفی محض ہی عدم جب ہوا تو اتحاد بھی نہوا پھر بالضرورت
اتحاد باطل ہوا جنکا عقیدہ یہہ ہے کہ الٰہ اور مسیح بعد اتحاد کے دو جوہر ہین اور انکا اقنوم ایک ہی ہے اور مسیح مین
شباہت لاہوت اور ناسوت دونوں کی ہی اور دونوں شخص واحد ہی ہین سو یہہ کلام غیر معقول ہی کیا واسطے
اتحاد سے امتزاج کا ارادہ کرتے ہین تو دونوں کی حقیقت ایک ہی ہوئی سو انکا عقیدہ یعقوبیہ کے عقیدہ کے
موافق ہوا اُنپر جو اعتراض ہوتا ہی اِن پر بھی وہی اعتراض وارد ہوتا ہی اگر اتحاد سے دونوں حقیقت
امتزاج پاکے ایک ہی شکل بنے کا ارادہ کرتے ہین تو وہ حلول ہوا اتحاد نہوا واجب تعالی غیر مین حلول کرنا
یا اوس سے متحد ہونا دونوں کی بطلان ہم بیان کئے اُس کے سوا اتحاد کے کچھ علاحدہ معنے ہین تو اُنکو بیان کرین
تاہم انکا جواب دینگے جنکا عقیدہ یہہ ہے کہ دونوں بعد اتحاد کے دو جوہر اور دو اقنوم ہین اور ہر ایک
اپنی طبیعت پر باقی ہے تو یہہ عقیدہ بداہتہ باطل ہے حس اُسکی تکذیب کرتی ہے کیا واسطے عیسی شخص واحد
تھا دو شخص نہین تھے پوشیدہ نہ ہے انگریز اور دوسرے کفاری بہت سے کتب اپنے باطل عقیدون مین تصنیف کئے
ہین لیکن ہم کو اُنکی زبان دانی نہ رہنے سے اُنکا حاصل معلوم نہین ہوتا جو آدسا بامین ابراہیم ساباطی
انگریزی زبان کا ماہر ہوکے ایک مدت تک اُنکے اسقف اور قسیس پاس رہا اور اُنکے مذہب کے رد مین
ایک کتاب براہین الساباطیہ فی ابطال مذہب العیسویہ تصنیف کی ہے انگریزون کا عقیدہ اسمین بیان
کیا ہی ہم اُس سے انگریزون کا عقیدہ نقل کرکے اُس کے بطلان کو بیان کرتے ہین اُس نے نصاریٰ کے
فرقون کے نام کو عرب کے محاورے کے مطابق معرب کرکے ذکر کی ہے ہم کو انگریزی زبان کی واقفیت نہ رہنے
سے اُنکے فرقون کے نام اُسی طرح جیسا لکھا ہی بعینہ اوسیکو نقل کرتے ہین اُس نے نقل کی ہے کہ نصاریٰ کہتے
ہین نجات ابدی حاصل ہونیکو اعتقاد اجماعی کے متمسک ہونا ضرور ہے اُنکو اجماع ایمانی اسانیقی
کہتے ہین اس اعتقاد پر کاتلکیان اور سریانیان اور یونانیان اور رومنیان اور جرجع اور انکلتیریان و فرنقیبن
لوترن منطیاغیان اور متدستیان سب کا اتفاق ہے وہ اعتقاد یہہ ہے الٰہ واحد کو تثلیث مین یعنی
تین اقنوم مین تصور کرتے ہین اور تثلیث کو توحید مین اعتقاد کرنا اور ہم اشخاص کی تمیز اور اجناس کی تقسیم

نہ کرنا کیا واسطے ذات باپ کی اور ذات بیٹے کی اور ذات روح القدس کی موجود رہنا واجب ہے اور لاہوت باپ کی اور لاہوت بیٹے کی اور لاہوت روح القدس کی ایک ہی ہے اور جلال متشابہ ہے اور مجد ابدی ہے کیا واسطے بیٹے کی ماہیت باپ کی ماہیت کے مانند ہے اور روح القدس کی ماہیت بھی ایسی ہی ہے باپ غیر معلول ہے اور بیٹا غیر معلول ہے اور روح القدس غیر معلول ہے اور باپ غیر محدود ہے اور بیٹا غیر محدود ہے اور روح القدس غیر محدود ہے اور باپ ازلی ہے اور ابن ازلی ہے اور روح القدس ازلی ہے ازلی تین نہین اور غیر محدود بھی تین نہین اور غیر معلولان بھی تین نہین بلکہ غیر معلول ایک ہے اور غیر محدود ایک ہے اور باپ سب پر قدرت رکھتا ہے اور بیٹا سب پر قدرت رکھتا ہے اور روح القدس سب پر قدرت رکھتا ہے قدرت رکھنے والے تین نہین بلکہ قدرت رکھنے والا ایک ہے اور باپ الٰہ ہے اور بیٹا الٰہ ہے اور روح القدس الٰہ ہے الٰہ تین نہین بلکہ الٰہ ایک ہے اور باپ رب ہے اور ابن رب ہے اور روح القدس رب ہے ارباب تین نہین بلکہ ایک ہی رب ہے اور جیسا ہم اعتقاد مسیحی کے موافق کہ ہر ذات الٰہ ہے اور رب ہے اعتراف کرنے کے مکلف ہین مذہب اجماعی کے نظر کرنے سے ہم تین الٰہ اور تین رب موجود ہین اعتراف کرنے سے ممنوع ہین کیا واسطے باپ کسی سے صادر نہین ہوا نہ عملاً اور نہ خلقۃً اور بیٹا فقط باپ سے صادر ہوا نہ عملاً اور نہ خلقۃً بلکہ ولادۃً اور روح القدس باپ سے اور بیٹے سے صادر ہوا نہ عملاً اور نہ خلقۃً بلکہ ایجاداً سو باپ ایک ہے تین نہین اور ابن ایک ہے تین نہین اور روح القدس ایک ہے تین نہین اور اس تثلیث مین نہ متقدم ہے اور نہ متاخر ہے نہ کبیر ہے نہ صغیر ہے بلکہ تینون ازلیت مین اور مماثلت مین برابر ہین سو توحید کو تثلیث مین اور تثلیث کو توحید مین عبادت کرنا سو جو نجات کا ارادہ کرے اُسکو یہہ لایق ہے کہ اُسکو تثلیث مین اعتقاد کرے اور سامنا جب عیسی المسیح نے نجات ابدی کے واسطے جسد بنگیا کر اپنے اعتقاد کو کامل کرنا لایق ہے کیا واسطے ہمارا رب عیسی المسیح اللہ کا بیٹا الٰہ ہے اور انسان ہے سو اعتقاد اور اعتراف کرنا دین حقیقی ہے اُسکی الوہیت باپ کی ذات کی طرف سے ہے عالم کے قبل پیدا ہوا اور اُسکی انسانیت اُسکی ماں کی طرف سے ہے عالم ناسوت مین پیدا ہوا اور وہ مسیح الکامل ہے اور انسان کامل ہے نفس ناطق

اور جسم حیوانی سے متقسم ہے اور اپنی لاہوتیت سے باپ کا مماثل ہے اور اپنی ناسوتیت سے باپ سے
مفعول ہے اور وہ الٰہ اور انسان ہر دو نہین بلکہ ایک ہی مسیح ہے اور مسیح ایک ہے لیکن لاہوت
جسم مین حلول نہین کی ہے بلکہ جسم کو لاہوتیت مین استعمال کرنے سے اور کل واحد ہین یعنی تین الٰہ
ایک ہی ہین لیکن اجسام کی تفریق سے نہین بلکہ اشخاص کی اتحاد سے سو جیسا نفس ناطقہ اور جسد
ملکے انسان ہوتے ہین ایسا ہی الٰہ اور انسان مسیح واحد ہین انتہی معلوم کیجئے اس اعتقاد اجماعی کا تتمہ
بھی کچھ باقی ہے لیکن ہمارا مقصود اُس سے تعلق نہین رکھنے سے اسکو ہم نقل نہین کئے اور یہہ اعتقاد
اجماعی سراسر جہل اور نامعقول ہے اور ایک جملہ دوسرے جملہ کا نقیض ہے دلیل جو مذکور ہے دعویٰ پر
دلالت نہین کرتی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ احمقون کو شیطان نے چند باطل مقدمات جمع کرکے فریب دیا
قولہم الٰہ واحد کو تثلیث مین اور تثلیث کو توحید مین اعتقاد کرنا اور ہم اشخاص کی تمیز اور اجناس کی
تقسیم نہ کرنا معلوم کیجئے اُنکی مراد اشخاص سے افراد وہمیہ ہین جو تثلیث مین مفروض ہوتے ہین اور اجناس
سے افراد کے اجناس مراد ہین اُسکو جنس کہے جسم نہین کہے کیا واسطے جنس سے تین الٰہ مراد لیتے
ہین الٰہ تو کلی ہے اس لئے اسکو جنس سے تعبیر کئے جس کو ادنیٰ شعور ہو اُس پر ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ عقیدہ
بدیہی البطلان ہے اُسکی آگاہی کے واسطے ہم وحدت اور کثرت کیا ہے سو بیان کرتے ہین متکلمین کے پاس
وحدت اور کثرت اعتبارات عقلیہ سے ہین جن کو اعیان مین وجود نہین حکما انکو امور موجودہ کہتے
ہین غرض وحدت وہ ہے جو اُس مین انقسام نہ ہونا کثرت وہ کہ جسمین انقسام رہنا اس سے ثابت ہوا
ایک شئے مین ایک ہی جہت سے وحدت اور کثرت پایا جانا ممتنع ہے لیکن انکے معروض کے دیکھتے
دونون مین اتحاد پایا جاتا ہے لیکن وحدت کی جہت علاحدہ ہے اور کثرت کی جہت علاحدہ اُسکا
بیان یون ہے واحد کا نفس تصور اس کو کثیرین پر حمل کرنے سے مانع ہے یا نہین اگر مانع ہے تو وہ
واحد بالشخص ہے یا نفس تصور کثیرین پر حمل کرنے سے مانع نہین تو وہ واحد لا بالشخص ہے پھر واحد
بالشخص اگر اصلاً اجزا کی طرف منقسم نہین ہے تو وہ واحد حقیقی ہے پھر اس واحد حقیقی کو عدم
انقسام کے مفہوم کے سوائے دوسرا کوئی مفہوم نہین تو وہ وحدت شخصی ہے اگر اُسکو دوسرا کچھ

مفہوم ہے تو وہ یا ذو وضع ہے یعنی اشارۂ حسی کا قابل ہے تو اسکو نقطہ کہتے ہیں ذو وضع نہیں ہے
تو وہ مفارق ہے اگر وہ واحد بالشخص اجزاء مقداریہ کی طرف حقیقت میں متشابہ میں منقسم ہوتا ہے تو اسکو واحد بالاتصال
کہتے ہیں جیسا ایک پانی اگر اجزاء مقداریہ کی طرف جنکی حقیقت مختلف ہیں منقسم ہو تو وہ واحد بالاجتماع ہے جیسا پانی جو واحد بالاتصال
ہے بعینہٖ وہ واحد بالنوع ہوگا حکما کے قول سے جو مادے کے قایل ہیں واحد بالمحل ہوگا جو واحد لا بالشخص ہے اسمین وحدت
کی جہت کثرت کے ذاتیات سے ہے خارج کے نظر کرتے نہیں ہے تو یا کثرت کی تمام ماہیت ہے تو وہ واحد
بالنوع ہے جیسا انسان اپنے افراد کے نظر کرتے یا ماہیت کی جز ہے پھر وہ جز اس کثرت میں اور
اسکے غیر میں تمام مشترک ہے تو وہ واحد بالجنس ہے جیسا حیوان نظر کرتے انسان اور فرس اور
بقر وغیرہ کے اگر وہ جز تمام مشترک نہیں ہے تو وہ واحد بالفصل ہے جیسا ناطق اسکے افراد کے
نظر کرتے اگر وحدت کی جہت ایک امر ہے جو کثرت کو عارض ہوئی ہے یعنی کثرت کی ماہیت سے خارج
ہے لیکن اسپر محمول ہوتی ہے تو وہ واحد بالعرض ہے پھر جہت وحدت کی اس کثرت کو بالطبع
موضوع ہے تو وہ واحد بالموضوع ہے جیسے ضاحک اور کاتب انسانیت میں واحد ہیں اگر
جہت واحد کی اس کثرت پر بالطبع محمول ہے تو وہ واحد بالمحمول ہے جیسا کہتے ہیں روئی اور
برف بیاض میں واحد ہیں اگر جہت وحدت و کثرت کی نہ ذاتی ہے نہ عرضی ہے یعنی اس پر
اصلا محمول نہیں ہوتی جیسا کہتے ہیں نفس کی نسبت بدن کی طرف جیسے بادشاہ کی نسبت شہر کی
طرف ہے تو اسکو واحد بالنسبت کہتے ہیں اتحاد فی النوع کو مماثلت کہتے ہیں اور اتحاد فی الجنس کو
مجانست کہتے ہیں اتحاد فی الکیف کو مشابہت کہتے ہیں اتحاد فی الکم کو مساوات کہتے ہیں اتحاد
فی الوضع کو مطابقت کہتے ہیں اتحاد فی الاضافت کو مناسبت کہتے ہیں وحدت ان اقسام سے
خارج نہیں ہوتی ہے اسکو جب معلوم کیا تو نصاری کی مراد واحد سے جو واحد بالشخص ہے تو صحیح نہیں
کیا ... اسکا بعض تعو کثیرین پر حمل کرنے سے مانع ہے علی الخصوص وحدت حقیقی کثرت کے
ساتھ ... ماجد میں جمع نہیں ہوتی ... واحد کو تثلیث میں اور تثلیث کو ... اجتماع
کہنا محال ہے اگر ... واحد لا بالشخص مراد لیتے تو ... وحدت اور کثرت ...

جمع ہونا دو جہت سے نظر کرتے ممکن ہوتا ہے جب واحد کو تثلیث مین اعتقاد کرین تو وہان فصل مقسم یا مقوم ضرور ہے لیکن نصاری فصل سے اسکی تقسیم یا تشخیص کو منع کرتے ہین تو توحید تثلیث مین اور تثلیث توحید مین اعتقاد کرنا صحیح ہونا ممتنع ہے کو ضرور ہے واحد سے کیا مراد ہے سو بیان کرین تا اُس پر ہم کلام کرین تو کہم کیا واسطے ذات باپ کی اور ذات ابن کی اور ذات روح القدس کی موجود رہنا واجب ہے معلوم کیجئے واجب الوجود کے تین ذات کو اُس سے نصاری ثابت کئے یہہ مقدمہ بدیہی البطلان ہے واجب الوجود کی وحدت کو متکلمین اور فلاسفہ متعدد دلیلون سے ثابت کرتے ہین فلاسفہ کے دلایل کو خصم مسلم رکھتا ہے اس لئے ہم اُنکے طریقہ پر ایک دلیل ذکر کرتے ہین وہ کہتے ہین دو موجود کو جنکا وجود واجب ہے ہم فرض کرین تو وجوب الوجود مین جو نفس ماہیت ہے دونون کی مشترک رہنا اور کسی ایک امر سے متغایر رہنا ضرور ہے کیا واسطے دونون مین تغایر نہو تو ماہیت مین دوئی نہوئی پھر ما بہ الامتیاز یعنی جس امر سے امتیاز ہوا ہے وہ امر اُن واجب کی تمام حقیقت ہوگی یا تمام حقیقت نہوگی بلکہ جزو حقیقت ہوگی پہلی شق یعنی ما بہ الامتیاز واجب کی تمام حقیقت ہونیکی صورت نہین بنتی کیا واسطے دونون کی امتیاز تمام حقیقت سے ہوگئی تو واجب الوجود دونون ماہیت مین مشترک ہے ہر ایک کی حقیقت سے خارج ہوتا یا دونون سے ایک کی حقیقت سے خارج ہوتا واجب الوجود واجب بالذات کی حقیقت سے خارج ہونا محال ہے کیا واسطے وجوب الوجود واجب الوجود یا لذات کی نفس حقیقت ہے یعنی واجب الوجود کی ذات بنفسہ اس حکم کی مصداق ہے وجوب الوجود واجب بالذات کی نفس حقیقت ہے کیا واسطے وجوب الوجود کی حقیقت پر زاید ہوتا تو وہ واجب الوجود کی ذات کو عارض ہوتا پھر وہ اپنی ذات کا معلول ہوتا کیا وہ موثر کا محتاج ہوتا علت کا وجود جب تک واجب ہو معلول کو پیدا کرنا محال ہے یہہ وجوب وہی وجوب بالذات ہے کیا واسطے جو واجب بالغیر ہے وہ ممکن لذاتہ ہے اُس سے لازم آیا وجوب الوجود بالذات ذات سے قبل ہونا یہہ تو محال ہے دوسری شق یعنی ما بہ الامتیاز واجب کی تمام حقیقت ہونا سو اُسکی طرف جانے کو بھی راہ نہین کیا واسطے اس صورت مین ہر ایک واجب ما بہ الاشتراک اور ما بہ الامتیاز سے یعنی جس امر سے دونون مین اشتراک ہے اور جس امر سے دونون مین امتیاز ہے مرکب ہونا لازم آتا ہے جو مرکب ہے وہ اپنے غیر کی طرف محتاج ہے جو اپنے غیر کا محتاج ہے وہ واجب نہین بلکہ ممکن ہے تو اُس صورت مین

ہوئے تو دونوں کے درمیان ایک امر واحد جس سے اشتراک ہے موجود ہونا ضرور ہے تا مفہوم واجب
واحد کا جو مشترک ہو اسکے انتزاع کا منشا پڑے کیا واسطے کثرت محضہ سے واحد کا انتزاع بداہۃً صحیح نہین
پھر دونوں کی ماہیت مین امتیاز ہونیکے واسطے مفہوم ضرور رہا تو واجب بنفسہ ممتاز نہوا یہہ تو خلاف ہے قولہم
جلال متشابہ ہے اور مجد ابدی ہے الخ معلوم کیجئے تین الٰہ کا لاہوت واحد ہونا اور انکا مجد ابدی رہنا اور
جلال متشابہ رہنا تینوں مین اتحاد ہونے پر بداہۃً دلالت کرتا ہے انکا قول جو ہو کیا واسطے بیٹے کی ماہیت
باپ کی ماہیت کے مانند ہونا مدعا کو مفید نہین کیا واسطے مدعا یہہ تھا تینوں کی ماہیت ایک ہی ہے دلیل مین
کہتا ہے بیٹے کی ماہیت باپ کی ماہیت کے مانند ہو مانند سے دونوں کی ماہیت یعنیہ ایک ہی ہونا مراد ہو تو دلیل مین اور
مدلول مین کچھ فرق نہوا اگر مانند سے اعراض کی اختلاف مراد لیتا ہو تو اتحاد کا دعوی باطل ہو قولہم باپ غیر معلول ہے
بیٹا غیر معلول ہو روح القدس غیر معلول ہو اس مقدمہ کی بطلان کی دلیل بیان کرنے کی ہمکو احتیاج نہین کیا واسطے
خود وہی لوگ اسکے بعد اپنے قول کو آپ ہی باطل کئے ہین جیسا کہ ہم بیان کرینگے قولہم باپ غیر محدود ہے الخ
معلوم کیجئے تینوں غیر محدود ہونا اور تینوں ازلی ہونا مجرد دعوی ہے اسکے اثبات کے لئے دلیل چاہئے دلیل دعوی بے
باطل ہے بلکہ قول انکا ازلی تین نہین اور غیر محدود تین نہین اور غیر معلول تین نہین سو اوپر کے دعوی کو باطل کرتا
ہے کیا واسطے اُن دونوں قول مین جمع بین النقیضین ہے قولہم اب مقتدر ہو بیٹا مقتدر ہو روح القدس مقتدر ہے
معلوم کیجئے مقتدر تین جو ٹھہرائے ہین سو اُن تینوں مین سے ہر واحد کی قدرت عالم کے ایجاد کیواسطے کافی ہے یا
تینوں کی قدرت ایجاد کیواسطے کافی نہین یا تینوں مین سے فقط ایک ہی کی قدرت ایجاد کیواسطے کافی ہو جبت ایک
کی قدرت کافی ہوئی تو دوسرے دونوں کی احتیاج نرہی جب دوسرے نے اس شئے کی ایجاد مین دخل دیا
تو دو موثر کا ایک معلول پر جمع ہونا لازم آتا ہو یہہ تو باطل ہے اگر تینوں کی قدرت ایجاد کیواسطے کافی نہین
تو تینوں عاجز ہونا لازم آتا ہے کیا واسطے تینوں کو تاثیر کرنیکا امکان نہین مگر دوسروں کی شرکت سے
جب شرکت ہوئی تو تینوں مین سے ایک کا مقتدر ہونا لازم آیا تینوں مین سے ایک ہی کی قدرت کافی ہو تو
دوسرے دونوں مقتدر نہین ہو جب مقتدر نہین ہو تو وہ دونوں الٰہ بھی نہین ہوئے اگر شخص ثانی
اشکال کرے کہ عجز اس صورت مین لازم آتا ہے کہ تینوں کو ایجاد کی قدرت بالاستقلال نہ ہے جب ایک

ایجاد کی قدرت بالاستقلال رہے لیکن ایجاد مین تینون شریک ہو کر اتفاق سے ایجاد کرتے ہین تو عجز
نہین لازم آتا جیسے تین شخص مین سے ہر ایک شخص ایک ناٹ اوٹھانیکی طاقت رکھتا ہے لیکن تینون شریک
ہوکے اُس ناٹ کو اُٹھائے تو تینون کا عجز لازم نہین آتا کیا واسطے تینون کا ارادہ شریک ہونے پر تعلق پکڑا
عجز اسوقت لازم آئیگا ایک ہی شخص نے بالاستقلال دوسرے کی بلاشرکت ناٹ اٹھانیکا ارادہ کیا اور وہ
ارادہ حاصل نہوا ہم اس اشکال کے جواب مین کہینگے کہ ارادہ ہر واحد کا عالم کی ایجاد کیواسطے تعلق
پکڑنا کافی ہے تو پہلا محذور یعنے تین موثر تام کا ایک معلول مین اثر کرنا لازم آتا ہے اگر ایک کا ارادہ
ایجاد کیواسطے کافی نہین ہے تو دوسرا محذور یعنی تینون کی عاجزی یا تینون مین سے دو کی عاجزی یا ایک
کی عاجزی لازم آتی ہے کہ یہہ دونون بلا زیب مثبت ہین تم نے انھون کو منع کیا تو ہم منع کو قبول نہین
کرتے تم انکو منع جو کئے ہین مناظرے کے قانون کے خلاف ہے سو وہ منع مقبول نہین اور اسکی سند مین ناٹ
کی مثال جو تم دئیے ہین سند ہونیکی صلاحیت نہین رکھتی کیا واسطے اس مثال مین ہر ایک شخص جسقدر بوجھ اٹھانے
مین مستقل تھا اُس نے اپنے بوجھل کے میل سے جسقدر دوسرے اشخاص متحمل ہوئے اتنا میل کم کردیا پھر تینون
کے میل سے ناٹ اٹھی تو تینون شخص اُسقدر میل اُٹھانے کے فاعل مستقل ہوئے ہم جو بحث کرتے ہین اس
مین موثر نہین ہے مگر تعلق قدرت و ارادہ اس مین زیادت و نقصان ہونا ممکن نہین کیا واسطے ہر ایک
کا قدرت و ارادہ ایک ہی امر ہے تجربے کے قابل نہین نہ بذاتہ نہ باعتبار محل پھر اُن مین زیادت
و نقصان جو اجزا کی زیادتی اور نقصان سے ہوتی ہے متصور نہین ہوتی بخلاف مثال مذکور کے کہ اُس مین قوت
جسمانیہ جسم مین حلول کی ہے اور جسم کے اقسام سے منقسم ہوئی ہے تو اُسمین زیادت و نقصان متصور ہونا
ہے پھر اسکو اُسپر قیاس کرنا صحیح نہوا قولہم باپ الہ ہے الخ یہہ مقدمات بھی سب مغلطہ ہین اور دعوی بے دلیل
ہے مقدمہ تین ہوجے مین قباحتین جو لازم آتی ہین یہان بھی وہی قباحتین لازم آتے ہین الہ تین ہین یا رب تین
ہین یوں پھر الہ تین نہین بلکہ الہ ایک ہی ہے رب تین نہین بلکہ رب ایک ہی اعتراف کرنا اور ہر ایک
اپنی ذات سے قایم ہے لہذا پھر تثلیث کو منع کرکے دعوی توحید کا کرنا جمع البطلان ہے قولہم کیا واسطے
باپ کسی سے صادر نہین ہوا نہ عملا نہ خلقۃ اور بیٹا فقط باپ سے صادر ہوا نہ عملا اور نہ خلقۃ بلکہ ولادۃ

الخ معلوم کیجیے ایک شی اپنے وجود مین دوسری کی محتاج ہو تو محتاج الیہ کو یعنی جس شئے کی طرف محتاج ہوتا ہے اُس کو علت کہتے ہین اور جو شے محتاج ہے اُسکو معلول کہتے ہین حکماء علۃ کی تعریف دو وجہ سے کیے ہین پہلی وجہ یہہ ہے علت وہ ایک شی ہے کہ اُسکے وجود سے من حیث ہو وجود شئے آخر موجود ہونا اور اُسکے عدم سے یہہ شئے آخر معدوم ہونا علت کا اطلاق اس معنی سے علت تامہ پرہی ہوگا دوسری وجہ یہہ ہے علت وہ ایک شئے ہی کہ اسپر دوسری شے کا وجود موقوف ہی سو شئے اول کے عدم سے یہہ شئے ثانی ممتنع ہوتی ہے اور اُسکے وجود سے اُسکا وجود واجب نہین علت اس معنی سے دو قسم پر ہوتی ہی ایک علت تامہ دوسری علت غیر تامہ غرض بیٹا جب باپ سے صادر ہوا خواہ ولادۃً ہو یا عملاً یا خلقۃً باپ کا معلول ہوا یا باپ اُسکے وجود کی علت ہی اُسکا وجود غیر کے وجود کے سبب سے تو وہ محدث ہی پھر مسیح کا معلول اور محدث ہونا ثابت ہوا اس سے اُنکا اعتقاد جو اوپر گذرا ابن ازلی ہی اور غیر معلول ہی باطل ہوا اور جو کہے بیٹا فقط باپ سے صادر ہوا سو ولادۃً ہے عملاً اور خلقۃً نہین اور روح القدس باپ اور بیٹے دونو سے صادر ہوا سو عملاً اور خلقۃً نہین بلکہ ایجاداً ہے سو دعویٰ بے دلیل ہی دونون کا صدور باپ سے ہی ایجاداً کیون نہو یا باپ سے فقط روح القدس کا صادر ہونا ہے اور روح القدس سے بیٹا صادر ہونا کیون نہو بلکہ فلاسفہ کے دلایل کے نظر کرتے یہی بات ثابت ہوتی کہ عیسیٰ المسیح کی ولادت مریم کے شکم سے بیلاطوس نبطی کی حکومت مین ہوئی پھر روح القدس اس سے کب صادر ہوا حالانکہ تم اوپر کہے ہین کہ ابن ازلی ہے اور روح القدس ازلی ہے اُنکا ازلی ہونا منافی ہے صدور کی فلاسفہ کے دلیلون سے مسیح کا صدور اُس سے جایز نہین کیا واسطے مبدأ اول واحد بسیط ہی بسیط سے صادر نہوگا مگر واحد یہہ امر واحد یا ہیولیٰ ہوگا یا صورت ہوگی یا عرض ہوگا یا نفس ہوگی یا عقل ہوگی ہیولیٰ ہونا جایز نہین کیا واسطے ہیولیٰ کو بدون صورت کے قیام نہین اگر ہیولیٰ بالذات صورت پر مقدم ہوگا تو صورت کا علت ہوگا ہیولے مین فاعلیت کی یا اقتضا کی جہت نہین جو اپنے ما بعد کی علت ہو ہیولیٰ کا صورت کی علت ہونا محال ہے مبدأ اول علت ہونا مفروض ہے وہ صادر صورت ... بھی نہین ہوئی کیا واسطے صورت کو ... تقدم بالعلیت نہین وہ صادر عرض بھی نہین ہوتا کیا واسطے عرض کا ... جوہر ... وجود کے محال ہے وہ صادر ہیولیٰ نفس بھی نہین ہوتا کیا واسطے نفس ہوگا تو اپنے ما بعد کا علت ہونا

ضرور ہے نفس کا بدون جسم کے فاعل ہونا محال ہے کیا واسطے نفس فعل نہین کرتا مگر جسم کیواسطے سے تو نفس
علت نہین ہوتی یہہ شقین جب باطل ہوئین تو صادر اول عقل کا ہونا ضرور ہوا سیح تو مرکب ہیولی وصورت سے
ہے مجرد وہ صادر اول ہونا صحیح نہیا اگر خصم روح القدس کو ہی عقل کہتا ہے تو مبداء اول سے روح القدس کا صادر ہونا
فلاسفہ کے قول سے صحیح ہوگا پھر اُس عقل سے دوسرے عقول صادر ہونگے اُنکے واسطے سے عالم عناصر صادر
ہونگے مسیح تو ذو جسم ہے پھر صادر نہو گا مگر عقول کے واسطے سے خصم روح القدس کی الوہیت اور ازلیت اور معتقد
ہونیکی اقرار کرتا ہے لیکن اُسکی حقیقت مین فقط یہی اعتقاد کرتا ہے کہ وہ روح مقدس ہے امور خیر کی طلب پر
حث کرتا ہے اور نفس کے تزکئے مین مساعدت کرتا ہے شر کو مکروہ رکھتا ہے روح القدس کی حقیقت جب یہہ
ہوئی تو اُسکو الوہیت مین کچھ دخل نہیا قولہم باپ ایک ہے تین نہین بیٹا ایک ہے تین نہین روح القدس
ایک ہے تین نہین معلوم کیجئے یہہ تینون متباین قضایا ہین دلیل کی اثبات مین انکو کچھ دخل نہین اور ماقبل
سے بھی انکو کچھ تعلق نہین انکو ذکر کرنا حشو اور بے فایدہ ہے قولہم اس تثلیث مین نہ متقدم ہے نہ متاخر
الخ معلوم کیجئے تثلیث کو توحید مین اور توحید کو تثلیث مین اعتقاد کرنا کسی دلیل سے ثابت نہین ہوتا اس مقدمہ
کو ذکر کرنا فاسد کو فاسد پر بنا کرنا ہے اور یہہ بھی مجرد دعوی ہے اُسکے اثبات پر کچھ برہان نہین بلکہ
اوپر کے مقدمات اُسکے فساد پر پکار اُٹھتے ہین وہ جو کہے اس تثلیث مین نہ متقدم ہے نہ متاخر ہے سو باطل
ہے کیا واسطے صدور بیٹے کا باپ سے ہونا بیٹے پر باپ کے تقدم کو ضرورۃً دلالت کرتا ہے اور روح القدس کا صدور
ان دونون سے ہونا بداہتہً اُسکی تاخیر پر دلالت کرتا ہے حکما کہتے ہین متقدم اور متاخر کے پانچ قسم ہین ایک
متقدم بالزمان اُسی سے مراد یہہ ہے کہ متقدم متاخر کے ساتھ زمان مین مجتمع نہووے جیسا تقدم زمانی کے بعضے
اجزا کا اُسکے بعض پر اور جیسا تقدم نوح علیہ السلام کا ابراہیم علیہ السلام پر صدور بیٹا کا باپ سے بیٹے کی تاخیر زمانی پر بھی
دلالت کرتا ہے دوسرا متقدم بالطبع ہے اُس سے مراد یہہ ہے متاخر کا موجود ہونا ممکن نہین مگر متقدم
اُسکے ساتھ موجود رہنا یعنی کہ متقدم موجود رہنا اور متاخر موجود ہونا ممکن ہے بعضے اسکی تعریف
بھی کرتے ہین کہ متقدم بالطبع وہ ہے این متقدم کی طرف وہ متاخر محتاج ہے لیکن علت تامہ نہ ہے
جیسا تقدم ایک کا دو پر [illegible] تقدم [illegible] کے [illegible] بھی باپ کا بیٹے مین تقدم متاخر موجود ہے

کیا واسطے بیٹا اپنے وجود مین باپ کی طرف محتاج ہوا تیسرا تقدم بالشرف ہے اس سے مراد یہہ ہے کہ
ایک شئے دوسری شئے سے مرتبہ مین اشرف رہنا جیسا تقدم موسیٰ علیہ السلام کا ہارون علیہ السلام پر
اس جہت سے بھی باپ اور بیٹے مین مساوات نہین بیٹا روح القدس سے اشرف ہے کیا واسطے بیٹے کے
صدور سے اسکا صدور ہوا اور باپ دونون سے اشرف ہے کیا واسطے اِن دونون کا شرف باپ کے سبب سے
ہے چوتھا متقدم بالرتبہ ہے اس سے مراد یہہ ہے کہ ایک شئے مبدأ محدود سے بہ نسبت دوسری شئے کے قریب رہنا
جیسے فوج کی پہلی صف سپہ سالار سے قریب ہے متقدم ہے دوسری صف پر جو اس سے متاخر ہے اس جہت سے
بھی مساوات نہین کیا واسطے روح القدس کے نسبت کرتے بیٹا باپ سے جو مبدأ ہے قریب ہے پانچوان متقدم
بالعلیۃ ہے اس سے مراد یہہ ہے کہ مؤثر مین جو شرایط تاثیر کو مستجمع ہے اور اسکے معلول مین علاقہ کی جہت
جو ہے وہ جہت سے متقدم رہنا جیسا انگلیون کی حرکت کو قلم کی حرکت پر کتابت مین تقدم ہے سو اس جہت سے
بھی مساوات نہین کیا واسطے باپ علت ہے بیٹے کے وجود کا بیٹا معلول ہوا اور روح القدس باپ اور بیٹے
کا معلول ہوا دونون مین مساوات نہین رہی ان پانچون قسم کے سوائے اسکا اور ایک قسم بعضون نے کہی ہے
وہ تقدم بحسب الماہیۃ ہے جیسے ماہیت کے مقومات کا تقدم اس ماہیت پر مع قطع نظر اسکے وجود اور
عدم کو اعتبار کرنے سے بلکہ بحسب اصل تجوہر ذات اور ذاتی کے اس جہت سے بھی باپ اور بیٹے مین
مساوات نہین کیا واسطے باپ کی ماہیت جنسیہ حاصل تھی اس مرتبہ مین جہان بیٹے کی ماہیت نوعیہ
حاصل نہین تھی معلوم کیجیے متقدم اور متاخر کے جتنے اقسام ہین ان سبھون کے نظر کرتے باپ مین اور بیٹے
مین اور روح القدس مین متقدم اور متاخر ہونا لازم آیا پھر تینون مین متقدم اور متاخر نہین بلکہ
تینون کا ازلیت مین اور مماثلت مین برابر ہونا باطل ہوا متقدم سے قدیم جو حادث کا مباین ہے
اگر مراد یہہ تو بھی دونون مین مساوات نہین کیا واسطے قدم اور حدوث فلاسفہ کے پاس
دو وجہ سے ہے ایک قدیم بالذات ہے وہ اسکو کہتے ہین کہ اسکا وجود اسکے غیر سے نہووے اسکا
مقابل محدث بالذات ہے وہ اسکو کہتے ہین کہ اسکا وجود اسکے غیر سے رہے بیٹے کا اور روح القدس کا
وجود باپ سے ہوا تو دونون حادث بالذات ہوگئے قدیم بالذات نہوئے دوسرا قدیم بالزمان

وہ اسکو کہتے ہین کہ اُسکے وجود کے زمانہ کو ابتدا نہ رہے اُسکا مقابل محدث بالزمان ہے وہ اسکو
کہتے ہین کہ اُسکے زمانے کو ابتدا رہے ایک وقت تھا کہ اُسوقت مین وہ موجود نہین پھر وہ وقت جاکر
دوسرا وقت آیا اُسوقت مین وہ موجود ہوا باپکے زمانہ کو ابتدا نہین ہے وہ قدیم بالزمان ہوا بیٹے اور روح القدس کے
زمانہ کو ابتدا ہی وہ اُنکے صدور کا وقت کہ جس وقت صادر ہوئے پھر قدم مین دونون کی مساوات نہ رہی مساوات کا قول باطل ہوا
قولہم نہ کبیر ہے نہ صغیر معلوم کیجئے کبر و صغر کا اطلاق کبھی عمر کے نظر کرتے ہوتا ہے عمر مین جو بڑا ہوا اسکو کبیر کہتے ہین عمر مین جو کم
ہوا اُسکو صغیر کہتے ہین باپ بیٹے سے عمر مین بڑا ہوگا یہی بات ہے باپ کبیر ہوگا بیٹا صغیر ہوگا اس سے صغر و کبر کی مساوات باطل
ہوئی کبھی اُنکا اطلاق جسد کے نظر کرتے ہوتا ہے جیسا ہاتی بلی سے بڑا ہے اس کبر و صغر کی دریافت جسپر موقوف ہے
مسیح کو لوگ مشاہدہ کئے ہین اُسکا طول و عرض مشاہدہ کرنے والون کو معلوم ہے لیکن باپ کو اور
روح القدس کو کوئی مشاہدہ نہین کئے پھر طول و عرض مین مساوات ہونا مجہول مطلق ہوا جو مجہول مطلق
ہے معلوم کا مساوی ہونا باطل ہے قولہم مسیح نے نجات ابدی کے واسطے جسد بنا الخ معلوم کیجئے خصم نے
اقرار کیا کہ مسیح الہ ہے وہ جسد بننا باطل ہے کیا واسطے جو الہ ہو اُسکو جسد نہ ہونا واجب ہے کیا واسطے
الہ کو جب جسد ہوا تو الہ کا مرکب ہونا اور حادث ہونا لازم ہو گیا تو واسطے جو جسم ہے سو مرکب اور
حادث ہے الہ تو بسیط اور قدیم ہے اور یہی الہ جب جسم ہوا تو اسمین جسم کے صفات کا موجود ہونا
ضرور ہوا پھر جتنے جسم ہین انکے سارے صفات اُس مین مجتمع ہونگے تو اجتماع ضدین کا لازم آتا ہے
یا بعضے صفات ہونگے تو ترجیح بلا مرجح لازم آتی ہے یا اپنی ذات کے غیر کی طرف محتاج ہونا لازم ہو جاتا ہے
اور یہی الہ واجب الوجود ہے انسان ممکن الوجود ہے وجوب اور امکان مین تباین ذاتی ہے دونون
کا مجتمع ہونا محال ہے اور بھی الہ کا مفہوم من حیث ہو الانسان کے مفہوم کے متعین من حیث الانسان
جمع ہونا ممکن نہین کیا واسطے وجہ تباین ہے [illegible] مسیح جب الہ ہے پیدا ہوا اور قدیم
عالم کے وجود کے قبل اُسکا وجود ہے [illegible] بیٹا [illegible] ممکن نہین کیا واسطے قدیم الا
[illegible] دونون کا مجتمع ہونا محال ہے [illegible] اور یہی ترجیح کا لازم آنا ہے قولہم مسیح الہ کامل
ہے الخ [illegible] عیسی المسیح اللہ بیٹا ہے [illegible] کا

جو ہوگا سو اسکو نفس ناطقہ اور جسم حیوانی جو قابل انقسام ہو رہنا ضرور ہے پھر یہہ قید لگانا بے فایدہ ہے
مسیح اپنے لاہوتیت کے دیکھتے باپ کا مماثل ہے جو کہتے ہین وہ جملہ مسیح کی ذات غیر اور الہ کی ذات
غیر ہونے پر دلالت کرتا ہو اور اُس سے دو ذات ثابت ہوئے ایک الہ دوسرا اُسکا مماثل اُس سے
الہ کا تعدد لازم آیا اور دو نہین سمجھنا باطل ہوا جب باپ کا مماثل ہوا تو ناسوتیت سے باپ کا معقول
نہ ہونا ضرور رہا اور وہ جو کہتے ہین کہ لاہوتیت جسم مین حلول نہین کی بلکہ جسم لاہوتیت مین مستعمل ہوا
سو دونون مین کچھ فرق معلوم نہین ہوتا بلکہ دونون جملہ مترادف ہونا ظاہر ہے وہ استعمال سے کیا
مراد لیتے ہین سو ظاہر ہو تو اسمین ہم کلام کرینگے استعمال سے تعلق پکڑنا مراد لیتے ہین جیسے نفس ناطقہ
بدن سے تعلق رکھتا ہے تمثیل نفس ناطقہ کی ذکر کرنا بھی اُسی کی طرف اشارہ کرتا ہے سو یہہ فاسد ہے
کیا واسطے نفس ناطقہ کی تعلق بدن کے ساتھ تعلق تدبیر و تصرف کی ہے لاہوتیت کی تعلق مسیح کے
جسد کے ساتھ ایسی ہی ہو تو اُنکے دعوی کو جو کہتے ہین کہ مسیح اللہ کا مثل ہے منافی ہوئی اور
بھی لاہوتیت مسیح کے جسد کے ساتھ تعلق پکڑی تو ازل مین پکڑنا جایز ہے لازم تو باطل ہے ملزوم
بھی باطل ہوا بطلان لازمہ کی دلیل یہہ ہے کہ قابلیت جو ہے ذات کے لوازمات سے ہے اگر وہ
لوازمات سے نہو تو امتناع ذاتی جو تھا منقلب ہو کے امکان ذاتی ہو جاتا کیا واسطے قابلیت
جب لازم نہو سے بلکہ عارضی رہے تو ذات فی حد نفسہا پیش از عروض قابلیت کے مقبول حادث
کو ممتنعۃ القبول ہوگی پھر قابلیت عارض ہونیکے بعد اس عارض کی ذات ممکنۃ القبول ہوگی تو
ذات مین انقلاب ہونا لازم آتا ہے جب قابلیت ذات کے لوازمات سے ہوئی تو اس قابلیت کا انفکاک
ذات سے ممتنع ہوا ہو قابلیت کا دایم ہونا ثابت ہوا ذات تو ازلی ہے تو قابل بھی ازلی ہوا پھر
قابلیت کی ازلیت مقتضی اُس بات کی ہوئی کہ ذات حادث سے ازل مین متصف ہونا اور لازم
باطل ہے سو اس واسطے کہ قابلیت نسبت ہے قابل و مقبول دونون کو چاہتی ہے پھر قابلیت
کا ازل مین صحیح ہونا قابل و مقبول دونون ازل مین صحیح ہونے کو مستلزم ہوئی اس سے حادث
ازلی ہونا لازم آتا ہے سو یہ بھی باطل ہے اور بھی لاہوتیت کی نسبت سب اجسام کی طرف

علی السویہ ہے لاہوتیت بار عیسیٰ لکذب کے جسد سے تعلق پکڑ کر مسیح بن مریم کے جسد سے تعلق پکڑے تو ترجیح
بلا مرجح لازم آتی ہے اگر کہے عیسیٰ کا تکون بغیر باپ کے ہونے سے لاہوتیت اُسکے جسد مین مستقل ہونے
کو اختیار کی تو ہم کہینگے کہ آدم کا تکون ماں باپ دونوں سے نہین اور حوّی کا تکون ماں سے نہین ہے
آدم کو الٰہ اور ابن اللہ اور حوّی کو الٰہ اور بنت اللہ کہنا ضرور ہوا بلکہ آم کی گٹھلی مین کیڑا جو پیدا
ہوتا ہے اُسکو بھی الٰہ اور ابن اللہ کہنا اگر کہے کیڑے سے احیاء موتی اور ابراء اکمہ اور ابرص وغیرہ
خوارق ظاہر نہین ہوتے اس لئے ہم اسکو الٰہ اور ابن اللہ نہین کہتے تو ہم کہینگے احیاء موتی اسکی
الوہیت کے جب دلیل ہوئے تو انتفاء دلیل سے مدلول کا انتفاء لازم نہین آتا ہے کہ کیڑا بھی تجا
الٰہ ہو اور یہی لاہوتیت ابن کے جسد مین استعمال کرنا اور روح القدس مین استعمال نہ کرنے کو کچھ وجہ
نہین بلکہ اُسکا استعمال روح مین اولیٰ تھا کیا واسطے وہ بسیط ہے بخلاف مسیح کے جسد کے وہ مرکب ہے قولہم
او رکل واحد ہین لیکن اجسام کی تفریق سے نہین بلکہ اشخاص کی اتحاد سے سو اس اتحاد کا فساد ہم اوپر
ذکر کئے اب یہان اُسکو اعادہ کرنیکی احتیاج نہین نصاریٰ کے دوسرے اعتقاد جو اری ہے اس
اعتقاد سے ہمکو یہان کچھ غرض متعلق نہین تھا اس لئے ہم اسکو ترک کئے تیسرے اعتقاد کا نام اعتقاد
نیقیہ ہے وہ یہہ ہے کہ مین ایمان لایا اللہ پر جو باپ ہے مقتدر خالق آسمان و زمین کا اور
جو چیز دیکھتے ہین اور جو نہین دیکھتے سب کا خالق ہے اور ایمان لایا مین اپنے رب عیسیٰ المسیح پر
جو الٰہ کا ایک لوتا بیٹا ہے اور وہ سب عالم کے اول پیدا ہوا اور وہ مسیح الٰہ ہے الٰہ سے اور نور ہے نور سے
اور حق ہے رب حق سے مولود ہے مصنوع نہین اور مسیح اور اُسکا باپ دونون ایک ہی جوہر ہے
ہین اسی سے سب اشیاء نے ہماری نجات کے واسطے آسمان پر سے اُترا اُسکا حمل روح القدس سے
ہوا اور انسان بنا پیلاطوس نبطی کے زمانے مین سولی پر چڑھا الخ اور ایمان لایا روح القدس
پر جو باپ سے اور بیٹے سے حیات جو صادر ہوتی ہے اُسکو بخشتا ہے اللہ وہ باپ اور بیٹے
کے ساتھ تمجید اور عبادت کی گئی ہے اور وہ انبیاء کی زبانون پر کلام کرتا ہے الخ اس اعتقاد کا
بطلان اوپر کے دلیلون سے ظاہر ہوتا ہے معلوم کیجئے نصاریٰ سب اول باپ کے جوہر کا

اُسقف تھا نابع تھے اُنمین اختلاف ہوا سو اُنکے چند فرقے ہوئے ازانجملہ کاتلکیون اور یونانیون اور
منڈستیون اور اسکاصیون اور مصریانیون اور ارمنیون اور اصبطاغیون اور ارشیون اور
قرتقیریون ہین اہل برٹن مین اختلاف سنہ ایکہزار پانسو چہبیس عیسوی مین پڑا ہنری ہشتم کی حکومت
مین اُنکے سب اُسقف اور قسیس لندن مین سنہ ایکہزار پانسو باسٹ عیسوی مین جمع ہو کر عقیدے
چند مقدمہ ٹھہرائے ازانجملہ یہہ عقیدہ ہے کہ الٰہ واحد ہے وہ ازلی ہے اُسکو جسم نہین منقسم اور متجزی
نہین ہوتا اُسکی قدرت اور حکمت اور لطف کو انتہا نہین دکھتی اور نہین دکھتی سو سب چیزون کا پیدا
کرنے والا اور بنانے والا وہی ہے اس لاہوت کی وحدانیت مین تین شخص ہین یکہی جوہر اور ایک قدرت
اور ایک ہی ابدیت والے وہ باپ اور بیٹا اور روح القدس ہین بیٹا وہ اللہ کا کلمہ ہے ازل
مین باپ سے پیدا ہوا انسان کی ولادت کو رحم اور جسد سے کنواری مبارک کے استعمال
کیا اور تولید الٰہی اور انسانی دونون کے واسطے الٰہ اور انسان ہوا اور روح القدس باپ
اور بیٹے سے متکون ہوا باپ اور بیٹا اور روح القدس ایک ہی جنس سے ہین اور ایک ہی جلال
کے اور ایک ہی مجد کے وہ روح الٰہ حق ہے انتہی غرض بطلان اس عقیدے کا بدیہی ہے بیان کی
احتیاج نہین رکھتا اوپر ہم جو کہے اُسکو دیکھنے سے اُسکا بطلان ظاہر ہوتا ہے [انتہوا خیرا
لکم] باز رہو کر بھلا ہو تمہارا یعنی الٰہ تین ہین کہنے کو یا مسیح ابن اللہ ہے بولنے کو چھوڑ دو
یہ چھوڑنا تمہارے حق مین بہتر ہے معلوم کیجئے ثلاثہ کا لفظ جو اس آیت مین خبر محذوف مبتدا
کی مبتدا و خبر کا جملہ مقولہ ہے تقولوا کا تقدیر اُسکی یون ہے لا تقولوا الالہ واحد بالجوہر ثلاثہ
بالاقانیم یعنے مت کہو الٰہ جوہر کے دیکھتے ایک ہے اور اقنوم کے دیکھنے تین ہین یا تقدیر یون ہے
لا تقولوا الاقانیم ثلاثہ یعنے مت کہو اقنوم تین ہین خیرا منصوب ہے سو محذوف کان کی خبر ہے
تقدیر گویا یون ہے یکن الانتہاء خیرا لکم یعنے باز رہنا تمہارے واسطے بہتر ہوگا یا مفعول ہے
محذوف فعل کی اُسکی تقدیر وائتوا خیرا یعنے لے آؤ بہتر کو یعنے بہتر اعتقاد اختیار کرو جیسے خیر کا
تقدیر جو افعل التفضیل ہے اُسکو اُسکے باب پر باقی رکھین تو خیرا کے بعد منہ کی تقدیر کرنا یعنی

تمھارا اعتقاد ہی بہتر سمجھتے ہین تو اس سے بہتر اعتقاد کو اختیار کرو اگر اُسکو تفصیل پر باقی نہ رکھے
تو خیر سے مراد توحید لینا پھر نصاریٰ تثلیث کے جو قائل ہین اُس سے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو
منزہ کرکے فرمایا اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ اللہ نہین ہے مگر الٰہ ایک ہے نصاریٰ مسیح کو
اللہ کا بیٹا ہے جو کہتے ہین اُس سے اللہ تعالیٰ اپنی ذات کو منزہ کرکے کہتا ہے سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ
يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ پاکی ہے اُسکو کہ اُسکو فرزند ہو یعنی الٰہ اس لایق نہین کہ اُسکو فرزند ہو
کیواسطے ولد جز ہوگا اپنے والد کا اللہ تعالیٰ تجزی سے منزہ ہے اور بھی ولد ہونا حدوث کی
علامت ہے اللہ تعالیٰ تو قدیم ہے لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اُسی کا ہے جو کچھ
آسمانون مین ہے اور جو کچھ زمین مین ہے اس جملے کو اللہ تعالیٰ نے آپ منزہ ہونیکے بیان مین
فرمایا اُسکی تفصیل یہہ ہے اللہ تعالیٰ آسمان و زمین کا مالک ہے جو کچھ انمین ہے سب اُسکی ملک اور
سب بندے ہین عیسیٰ اور مریم بھی اُسی کے بندے ہین جو اللہ کا بندہ ہے اللہ کا فرزند اور اُس کا
جز کیسا ہوگا تجزیہ قبول کرنا اجسام کی خواص سے ہے اللہ تعالیٰ اجسام اور اعراض کے صفات
سے منزہ ہے وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ؏ اور اللہ بس ہے کام بنانے والا یعنی جمیع مخلوقات
کے امور کی تدبیر اور محدثات کی محافظت واسطے اللہ تعالیٰ بس ہے دوسرا الٰہ ہونیکی احتیاج
نہین پس مسیح کو الٰہ ٹھہرانا بے فایدہ ہوا کیا واسطے جتنے معلومات ہین اللہ تعالیٰ اُن سب کا عالم ہے
جتنے مقدورات ہین اُن تمام پر قادر ہے جو ایسا ہو وہ اُلوہیت کے واسطے کافی ہے پھر
اُسکے ساتھ دوسرے کو الٰہ ٹھہرائے تو یہہ الٰہ معطل ہوا اُسکے ٹھہرانے سے کچھ فایدہ نہین
جو معطل ہے وہ ناقص ہے جو ناقص ہے وہ اُلوہیت کی لیاقت نہین رکھتا لَنْ يَّسْتَنْكِفَ
الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ مسیح ہرگز ننگ نہین کرتا
اللہ کا بندہ ہونے سے اور نہ مقرب فرشتے یستنکف مضارع ہے استنکاف کا جسکا معنے الدمع سے ماخوذ
ہے اُنگلی سے آنسو کا پونچھنا ہے اُسکا ... عار ... کیا ہے
استعمال کیئے مقرب فرشتے اُن سے حاملان عرش اور افضل فرشتے مراد ہین جیسے جبرئیل میکائیل اسرافیل

وغیرہ مراد ہین معلوم کیجئے مسیح علیہ السلام کے معجزے اور خوارق جیسے مردون کو زندہ کرنا اور
مان پیٹ کے اندھے اور کوڑھی اور گنگے کو درست کرنا اور غیب کی باتون کی خبر دینا دیکھ کر نصاری دعوی
کرنے لگے کہ مسیح الہ اور ابن اللہ ہے سو اللہ تعالی انکے شبہہ کو رفع کرنیکے واسطے اس جملہ کو فرمایا
مسیح مان کے رحم مین خون حیض سے پرورش پایا بچپن مین دودھ پیتا تھا اسکو چلنے پھرنے کی طاقت
نہین تھی غیر اسکی خدمت کرنیکا محتاج تھا کوئی کھلاوے تو کھاتا تھا پلاوے تو پیتا تھا جب بڑا ہوا
اور معجزے بتلانے لگا تو بھی جسم کی کثافتون سے بیزار نہین تھا کھانے پینے ہگنے موتنے کا محتاج تھا اور
غیب کے امور کہ جنکو اللہ تعالی کی طرف سے اسکو اطلاع نہو خبردار نہین تھا ایسا شخص اللہ کا بندہ
ہونے کا ننگ نہین رکھتا ہے اللہ کا بندہ ہونا اسکو شرف ہے جسکے سبب سے اسکو معجزے بتلانے
کی قدرت ہوئی ایسا محتاج شخص غیب کی کچھ خبرین دینے سے اور معجزون کو بتلانے کی قوت وقدرت
ہونے سے الہ اور ابن اللہ نہین ہوتا مقرب فرشتے باوجودیکہ نورانی جسم رکھتے ہین اور اللہ
تعالی کی درگاہ کے نہایت مقرب ہین لوح محفوظ کے اسرار سے اطلاع رکھتے ہین اور کمال قوت
اور حشمت رکھتے ہین قوت اور قدرت مین اور غیب دانی مین مسیح سے بمراتب تفوق رکھتے ہین یہ لوگ
اللہ کے بندہ ہونے کا ننگ نہین رکھتے تو مسیح تھوڑا علم اور تھوڑی قوت رکھتا ہے کیا اللہ
کی بندگی سے ننگ کریگا اگر ننگ کیا تو مسیح نہوا بلکہ فرعون ہوا محی السنہ نے معالم التنزیل وغیرہ
کتب مین [illegible] نصاری کی وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس [illegible]
[illegible] عیب لگاتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا صاحب کون ہے [illegible]
علیہ وسلم فرماتے ہین کس بات کا عیب لگاتا ہون [illegible] اللہ کا بندہ [illegible] اسکا رسول
[illegible] نبی صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
[illegible] فرشتے [illegible] افضل [illegible]
[illegible]
[illegible]

تفضیل ملائکہ و بشر

مذہب یہہ ہے کہ بنی آدم کے صلحا تمامی اجناس سے افضل ہین ملائکہ کی تفضیل کی طرف نہین گئے
ہین مگر فلاسفہ اور معتزلہ اور اہل سنت کے بعضے اہل تصوف اور بعضے اہل ظاہر پھر بعضے اُنین
کے نوع ملک اور نوع بشر مین تفضیل دیتے ہین اور کہتے ہین کہ ملک کی حقیقت افضل ہے انسان
کی حقیقت سے اور بعضے اس خلاف کو خاص کرتے ہین صلحا و بشر اور صلحا ملایکہ کے ساتھ
اور اُسکو خاص کرتے ہین انبیا کے ساتھ اور بعضے ملائکہ کو انبیا کے غیر پر تفضیل دیتے ہین اور
بعضے ملک کو سب انبیا پر تفضیل دیتے ہین سوائے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہی
امام رازی نے تفسیر مین سورۂ بقر کے کہا اکثر اہل سنت کہتے ہین انبیا علیہم السلام ملائکہ سے
افضل ہین معتزلہ کہتے ہین ملائکہ افضل ہین انبیا سے اسی قول کو قاضی ابو بکر الباقلانی ہمارے
متکلمین سے اور ابو عبد اللہ الحلیمی ہمارے فقہا سے اختیار کئے ہین اربعین فی اصول الدین
مین کہا ہمارے اصحاب اور شیعہ کا مذہب یہہ ہے انبیا ملائکہ سے افضل ہین معتزلہ
اور فلاسفہ کہتے ہین ملائکہ سماویہ بشر سے افضل ہین ہمارے اصحاب سے قاضی ابو بکر
الباقلانی اور ابی عبد اللہ الحلیمی اسی کو اختیار کئے ہین انتہی امام نووی نے شرح مسلم
مین کہا معتزلہ کہتے ہین ملائکہ افضل ہین انبیا سے ہمارے فقہا وغیرہ کا مذہب یہہ ہے
انبیا افضل ہین ملائکہ سے انتہی تاج الدین السبکی نے جمع الجوامع مین کہا ہمارے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سب عالمین سے یعنی انبیا و ملائکہ وغیرہم سے افضل ہین حضرت کے بعد افضل
باقی انبیا ہین پھر انبیا کے بعد ملائکہ افضل ہین شیخ ابن حجر مکی نے شرح اربعین نووی مین کہا معتزلہ
ملائکہ کو انبیا پر تفضیل دئے ہین باقلانی اور حلیمی بھی انکی متابعت کئے ہین یہہ قول مردود ہے
لیکن بشر کو ملک پر فضیلت ہے اس سے مراد یہہ ہے خواص بشر یعنے انبیا فقط خواص ملائکہ
سے افضل ہین خواص ملائکہ جیسے جبرئیل اسرافیل میکائیل عزرائیل حاملان عرش مقربین
کروبین روحانیین مرسلا ہین خواص ملائکہ عوام بشر سے بالاجماع بلکہ بالضرورۃ افضل ہین اور
عوام بشر افضل ہین عوام ملائکہ سے صلحا بشر مراد ہین نہ فسقا جیسا کہ بیہقی وغیرہ کہے ہین انتہی

ملخصاً اس سے معلوم ہوا اشعری کے دو قول ہین ایک قول یہہ ہے انبیا کے بعد فضیلت مین بعد
مرتبہ ملائکہ کا ہے اور ملائکہ اگرچہ رسول نہون بشر کے انبیا کے غیر سے اگرچہ ولی ہون جیسے ابو بکر
او عمر رضی اللہ عنہما افضل ہین اشعری کا ظاہر طریقہ یہی ہے سبکی اور سیوطی وغیرہ اسی کو اختیار
کئے ہین شیخ ابراہیم اللقانی نے جوہرہ کی شرح مین کہا یہہ طریقہ مرجوح ہے دوسرا طریقہ یہہ ہے
انبیا بشر کے افضل ہین ملائکہ کے رسولون سے اور رسول اور خواص ملائکہ افضل ہین عامہ بشر
سے اور عامہ بشر یعنے اولیا افضل ہین عامہ ملائکہ سے ماتریدیہ کا طریقہ جسکو امام صفار
اور نجم الدین النسفی اختیار کئے ہین یہہ ہے کہ رسول بشر کے افضل ہین رسول ملائکہ سے اور
رسول ملائکہ افضل ہین عامہ بشر سے سراج البلقینی نے منہج الاصلین مین کہا مذہب مختار حنفیہ کا
یہہ ہے کہ خواص بشر یعنے رسولان بشر کے سب ملائکہ سے افضل ہین خواص ملائکہ افضل ہین
انبیا سے جو رسول نہین انبیا جو رسول نہین افضل ہین اُن ملائکہ سے جو غیر خواص ہین ان
دونون طریق مین فرق یہہ ہے انبیا جو غیر رسل ہین پہلی طریق مین سکوت عنہم ہین ثانی طریق
مین اُن پر نص ہے صلحاء بشر جو انبیا نہین منصوص علیہم ہین پہلی طریق مین مسکوت عنہم ہین دوسرے
طریق مین شیخ ابراہیم اللقانی نے کہا ثانی طریقہ جسکو بلقینی نے نقل کیا ہے حنفیہ کے پاس مشہور
نہین حق انکے پاس خواص بشر یعنے انبیا خواہ رسول ہون یا غیر رسول سب ملائکہ سے
افضل ہین اور خواص ملائکہ افضل ہین عوام بشر سے اور عوام بشر افضل ہین عوام ملائکہ
سے انتہی محقق ابن ہمام نے مسائرہ مین اسی قول کو اختیار کیا ہے بندۂ عاصی کہتا ہے
پہلے طریقہ والے رسل بشر جو کہے احتمال رکھتا ہے کہ اُنکی مراد رُسل سے عام ہو جو انبیا کو
بھی شامل ہے استعمال رسول کا نبی مین شایع ہے نبی کا لفظ ذکر نہ کرکر رسول کے لفظ کو بولے
سو مشاکلے کی صنعت کے واسطے ہے اس تقریر پر اُنکے طریقہ مین انبیا مسکوت عنہم نہین واللہ
اعلم ابو المظفر السمعانی یعنے علما مالکیہ سے کہا مومنون کے عصاۃ اور سوقی لوگ انبیا اور ملائکہ
سے کم رتبہ ہونے پر سب کا اتفاق ہے مطیع اور صلحاء لوگ ملائکہ سے افضل ہین یا نہین اُنمین

ننگ کرنیکا نہ مسیح مستحق ہے جسکو تم نصاری الہٰ ٹھہراتے ہو اور اسمین کمال ہے کہ کرا عتقاد کرتے ہین اور نہ
ملائکہ جنکو بعضے نادان الہٰ ٹھہراتے ہین اور امنین کمال ہے کہ کرا عتقاد کرتے ہین امام رازی نے معتزلہ کی
استدلال کی رد مین یون کہاہے کہ ملائکہ کی اطلاع غیب کے باتون پر بشر سے افزود رہنا اور ملائکہ کی قوت
اور اس عالم مین تصرف کرنیکی قدرت بشر کی قوت اور قدرت سے زیادہ ہونا ہمارے پاس مسلم ہے
ہمکو اُس مین نزاع نہین نزاع جو ہے طاعتون کے ثواب مین ہے طاعتون کے ثواب کے نظر کرتے
بشر افضل ہین یا ملائکہ سو محل نزاع جو فضیلت ہے اُس پر اس آیت مین دلالت نہین ہے کیا واسطے
نصاری عیسیٰ کی الوہیت ثابت نہین کئے مگر اس لئے کہ اُس نے غیب کی خبرین دین اور خرق
عادات بتائین اس شبہہ کی ابطال کے واسطے ملائکہ کو ذکر کرنا تمام ہوگا کہ ملائکہ اُس غیب دانی
مین اور اُس قوت و قدرت مین بشر سے بڑھکر رہین سو ہم اس بات کے قایل ہین آیت سے
طاعتون کی کثرت ثواب کے نظر کرتے ملائکہ کو بشر پر فضیلت ہونا اس مقام کو مناسب نہین
ملائکہ کی فضیلت پر استدلال جو کئے محل نزاع کو تامل نہین کئے اُنکے اس استدلال کے اور
بھی جوابین ہین انکو ذکر کرنے کی جگہ کتب عقاید ہین **وَمَن يَسْتَنكِفْ عَنْ عِبَادَتِهِ**
وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ إِلَيْهِ جَمِيعًا اور جو کوئی کنیاوے اُسکی بندگی سے اور تکبر کرے
سو وہ اُن سبکو اُٹھائیگا اپنے پاس اکٹھا یعنی جو کوئی اللہ کی عبادت کرنے سے تنگ کرتا ہے
اور اُسکے پاس ذلیل و عاجز ہونے سے سرکشی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُن سبھون کو قیامت
کے دن جمع کریگا اُس دن سب اُسکے روبرو ذلیل اور اُسکے عاجز ہو کر رہینگے معلوم کیجے
حشر عام ہے مومنون کو جو اسکی عبادت سے ننگ نہین کرتے ہین اور کافرون کو جو اسکی عبادت
سے سر پھیرتے ہین سو یہان مستنکفین کے غیر کو اختصار کے واسطے ذکر نہین کیا واسطے
بعد کی تفصیل اُسپر دلالت کرتی ہے **فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ**
فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِ پھر جو لوگ ایمان لاتے ہین اور نیک
عمل کئے ہین سو اُنکو پورا دیگا اُن کا ثواب اور بڑتی دیگا اُنکو اپنے فضل سے یعنی

اُنکے اعمال کا ثواب جو دیا ہے وہ ہونگے اُس سے بڑھکر ثواب دیگا کہ جس کو نہ آنکھونے دیکھی اور
نہ کان نے سُنا اور نہ کسی بشر کے دل مین اُسکا خطرہ گذرا وَ اَمَّا الَّذِیْنَ اسْتَنْکَفُوْا
وَاسْتَکْبَرُوْا فَیُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا اور جنھون نے کنیا یا اور تکبر کیا یعنے اللہ کی عبادت
سے سو اُنکو عذاب دیگا دکھ کی مار وَلَا یَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا
اور نہ پاوینگے اپنے واسطے اللہ کے سوائے کوئی حمایتی اور نہ مددگار یعنی مستکبرین کا کوئی والی نہین
جو اُنکے اُمور کو دُرست کرے اور اُنکے مصلحتون کی تدبیر کرے اور نہ کوئی نصیر جو انکو اللہ سے
بچاوے اور اُسکے عذاب سے چھڑاوے مومنون کے ثواب کو مستنکفین کے عذاب پر مقدم کیا
کیا واسطے مستنکفین جب مومنون کے ثواب کو ملاحظہ کرینگے بعدہ اپنے عذاب کو دیکھین گے
تو اُنکی حسرت زیادہ ہوگی معلوم کیجئے اللہ تعالیٰ نے مذکور آیتون مین منافق کفار یہود نصاریٰ پر
حجت ذکر کیا بعد اُنکے شبہون کا جواب دیا سو اب تمام انسانون کے سارے فرقون
کو علے العموم خطاب کر کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے جو فرمایا کہ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ
قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ اے لوگو تحقیق آچکی تم پاس تمھارے رب کی
طرف سے دلیل یہان برہان سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہین حضرت کو برہان یعنی دلیل
نام رکھا گیا واسطے حضرت کے ہاتھ پر معجزات باہرہ اور بینات ظاہرہ نمود کیا جن سے
حضرت کی سچائی معلوم ہوئی نبوت کے دعوے مین صادق ہونا ظاہر ہوا وَاَنْزَلْنَا
اِلَیْكُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ۝ اور اُتاری ہمنے تمپر روشنی واضح نور سے قرآن مراد ہے
اُسکو نور بولا گیا واسطے تاریکی مین سب چیز پوشیدہ رہتے ہین جب روشنی ہوئی تو سب
چیز ظاہر ہوتے ہین ویسا ہی قرآن سے احکام ظاہر ہوتے ہین اللہ کی وحدانیت اور
رسول کی سچائی ظاہر ہوتی ہے اور بھی قرآن کے سبب سے دلون مین ایمان کا نور بڑھتا ہے
لئے اسکو نور کہا فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ پھر جو لوگ ایمان لائے اللہ پر
یعنے اسکی توحید کے اور اُسکے صفات اور احکام اور اسمار کی اور اُسکے رسولون کی

اور کتاب کی تصدیق کئے وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ اور اسکو مضبوط پکڑے بِهٖ کی ضمیر کا مرجع
اللہ تعالیٰ ہے یعنی ایمان پر ثابت رکھنے اور شیطان کے فریب سے نگاہ رکھنے کو اللہ تعالیٰ
کی طرف رجوع رہے یا بِهٖ کی ضمیر نور کی طرف رجوع کرتی ہے یعنی قرآن جو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم پر نازل ہوا اُسکو اپنا تمسک کئے فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ
سو جلد انکو اللہ تعالیٰ داخل کریگا اپنی رحمت مین اور فضل مین رحمت سے جنت مراد ہے
یا دنیا کے عذاب سے نجات ہونا فضل سے احسان مراد ہے جنت مین گئے بعد جسکو
عطا کرے گا - وَيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ اور دکھائیگا انکو اپنی
طرف سیدھی راہ یعنی اپنا فضل جو اُنپر اُسکی تفضل کی ہے اُسکو حاصل کرنیکی راہ کی انکو
توفیق دیگا اور دین اسلام کہ جسکو اپنے بندون کے واسطے پسند کیا ہے اُسکی راہ اُنکو بتائیگا
معلوم کیجیے اس آیت مین تین چیز عطا کرنیکا وعدہ دیا ہے رحمت اور فضل اور ہدایت
اس ہدایت کا وجود خارج مین فضل و رحمت پر مقدم ہے لیکن بلاغت کے قاعدے
پر خوشی و مسرت جلد حاصل ہونیکے واسطے رحمت و فضل کو مقدم کیا يَسْتَفْتُوْنَكَ
قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ فتویٰ طلب کرتے ہین تجھسے تو کہہ اللہ حکم بتاتا ہے
تم کو کلالہ مین یعنی تجھسے حکم پوچھتے ہین کلالہ کا تو کہہ اے محمد اللہ تعالیٰ تمکو کلالہ کا حکم بتاتا ہے
اور اُس سوال کا جواب آپ دیتا ہے معلوم کیجیے اللہ تعالیٰ نے اس سورے کی ابتدا مین
چند واقعات کے احکام بیان کیا بعد مخالفون کے ساتھ مباحثے کی آیتین ذکر کیا پھر سورہ
کے آخر کو ایک واقعے کے حکم پر ختم کیا تا سورہ کی آخر اُسکے اول کے ساتھ مشاکل اور
ہمرنگ ہو معلوم کیجیے کلالہ کی میراث مین دو آیتین نازل ہوئین ایک آیت جو سورے کی
ابتدا مین ہے وہ آیت شتا مین یعنی جاڑے کے موسم مین نازل ہوئی دوسری آیت جو
سورے کے اخیر مین ہے یہہ آیت صیف مین یعنی دھوپ کالے کے موسم مین نازل
ہوئی اسی واسطے اس آیت کو آیت الصیف کہتے ہین یعنی گرما کے موسم مین نازل ہوئی

معلوم کیجئے ہم اوپر ذکر کئے کہ کلالہ کا اطلاق وارث اور مورث دونون پر ہوتا ہے کلالہ کا
اطلاق جب وارث پر کرین تو اُس سے مراد وہ وارث ہے جو پدر نہو مورث پر اطلاق کرین
تو اُس سے مراد وہ شخص ہے جو مر جاوے اور اُسکو والدین اور اولاد نرہے لفظ کلالہ کا
مشتق کلّ سے ہے عرب کہتے ہین کلّت الرّحم بین فلان و فلان یعنے فلانے اور فلانے کے درمیان
قرابت بعید ہوئی اور یون بھی کہتے حمل فلانٌ علے فلانٍ ثم کلّ عنہ یعنے فلانا فلانے پر حمل کیا بعد
اُس سے بعید ہوا میت کے والد کو اور ولد کو میت سے جو قرب ہے اُسکے بہ نسبت دوسرون
کی قرابت بعید رہنے سے انکو کلالہ کہے اور بھی کلّ کی معنی غشی ہونی اور قوت جانے کی ہے
سو یہہ قرابت ولادت کی جہت سے نہ رہنے سے اُسمین ضعف آیا اِس لئے اس قرابت کو
بطریق استعارہ کے کلالہ کہے معلوم کیجئے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیمار تھے سو انکی عیادت
کے واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جابر نے اپنی میراث کی تقسیم کیسی کرنا سوال کرنے
سے یہہ آیت نازل ہوئی لیکن اس حدیث کے بعضے رُوات جابر کے قصے مین کونسی آیت
نازل ہوئی سو اُس مین اختلاف کئے ہین اُس کا بیان ہم سینتالیسوین وِرد مین ذکر کئے
اب چند احادیث جو اِس آیت سے تعلق رکھتے ہین انکو ہم یہان بیان کرتے ہین ابن سعد اور
ابن ابی حاتم جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ
کی آیت میری شان مین نازل ہوئی امام مالک اور مسلم اور ابن جریر اور بیہقی عمر رضی اللہ
عنہ سے روایت کئے ہین کہے مین نے کلالہ کا سوال نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسا کیا اتنی
کثرت سے کسی چیز کا سوال نہین کیا یہان تک کہ اپنی اُنگلی سے میرے سینے مین مارے
اور فرمائے آیۃ الصیف جو سورۂ نسا کی اخیر مین ہے تجھکو کافی ہے امام احمد اور ابو داؤد
اور ترمذی اور بیہقی براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے ایک شخص
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کے کلالہ کا سوال کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
صیف کی آیت تجھکو کافی ہے عدنی اور بزار اپنے مسندون مین اور ابو الشیخ اپنی کتاب

الفرایض مین بسند صحیح سے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کسی سفر مین تھے کلالہ کی آیت نازل ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر جاکر دیکھے تو حذیفہ موجود
ہے سو وہ آیت اُسکو تلقین کئے حذیفہ دیکھے تو عمر رضی اللہ عنہ موجود ہین پھر حذیفہ نے
انکو اس آیت کی تلقین کی عمر رضی اللہ عنہ اپنی خلافت مین اُس آیت مین تامل کئے اور حذیفہ
کو بلوا کر اُن سے اس آیت کا سوال کئے حذیفہ کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو جیسی تلقین کئے
مین نے بھی تمکو ویسی ہی تلقین کیا واللہ مین اُس سے کچھ افزود تمکو کبھی نہ کہونگا عبد الرزاق
اور بخاری اور مسلم اور ابن جریر اور ابن المنذر عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے
مجھکو آرزو رہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو تین چیز کا عہد کرتے کہ جسکی طرف ہم ٹھہرتے
جد اور کلالہ اور ربا کے چند ابواب جد یعنے دادا کی میراث ربا یعنی سود کن کن چیزون مین
ہوتا ہے عبد الرزاق اور عدنی اور ابن المنذر اور حاکم عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے
تین چیز کا سوال مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہوتا تو میرے پاس حمر النعم یعنی سرخ اونٹون سے زیادہ دوست
ہوتا ایک تو حضرت کے بعد خلیفہ کون ہے دوسرا لوگ اپنے مالون مین زکاۃ کا اقرار کرتے
ہین اور تجھکو نہ دینگے کہتے ہین کیا انکو قتل کرنا جایز ہے یا نہین تیسرا کلالہ ابو داود طیالسی
اور عبد الرزاق اور عدنی اور ابن ماجہ اور شاشی اور ابن جریر اور حاکم اور بیہقی عمر رضی اللہ
عنہ سے روایت کئے ہین کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین چیز کو بیان کئے ہوتے تو دنیا
اور جو اُس مین ہے سبھی سے میرے پاس احب ہوتا خلافت اور کلالہ اور ربا ابن
جریر نے طارق بن شہاب سے روایت کی ہے کہے عمر رضی اللہ عنہ نے کتف یعنے
اونٹ کا شانہ لیکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو جمع کئے اور کہے مین کلالہ
مین ایک حکم کرتا ہون کہ جسکی خبر عورتین اپنے پردون مین دیتین اُس وقت گھر مین
ایک سانپ نکلا کہ جس سے لوگ سب متفرق ہوئے عمر کہے پھر اگر تمام چاہے تو اللہ تعالے
ارادہ کرتا تو البتہ اسکو پورا کرتا [illegible] علم کیجئے [illegible] عمر رضی اللہ عنہ کی

فضیلت اور علم کا تجر معلوم ہوا کیا وا سطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تجھکو صیف
کی آیت کفایت کرتی ہے سو حضرت اُسکی تفصیل کو اُنکے فہم پر چھوڑ دیئے اس لئے
کے اُنکو مسایل فہم کرنے کی اور جزئیات کو استنباط کرنے کی قوت اجتہاد یہ ہے البتہ
اجتہاد کر کر فتوی دینگے وگرنہ اُسکا بیان کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھا عمر
رضی اللہ عنہ نے اُسکو معلوم کرنے کی کد کی تاکہ شارع سے تفصیل معلوم ہو جاوے اجتہاد کا
بار اپنے پر نہو وے ہم جو تقریر کئے اُس سے ظاہر ہوا بعضے شیعہ عمر رضی اللہ عنہ کی عدم
معرفت علوم مین اس قصے سے دلیل جو لیتے ہین باطل ہے اِنِ امْرُؤٌا ھَلَكَ
لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ اگر ایک مرد مر گیا کہ اُسکو
فرزند نہین اور اُسکو ایک بہن ہے تو اُس بہن کو آدھا اُس کا جو وہ
چھوڑ مرا ھلک کی معنی مرنا موت کو ہلاک کے لفظ سے تعبیر کیا اسواسطے کہ موت فی الحقیقت
اعدام ہے معلوم کیجئے بہن نصف کی وارث ہونیکے واسطے میت کو والد بھی نہونا ضرور
ہے اس پر سب کا اجماع ہے سو آیت مین ولد پر اکتفا کیا گیا واسطے اُسپر سوال دلالت
کرتا ہے سوال تو کلالہ کا تھا کلالہ وہی ہے جس کو ولد اور والد نہو اُخت بہن کو کہتے
ہین بہن کا لفظ عام ہے اعیانی بہن پر یعنے حقیقی باپ اور ماں ایک ہی ہین اور علاتی
بہن پر یعنے باپ ایک ہی ہے ماں علیحدہ ہے اور اخیافی بہن پر یعنے ماں ایک ہی
ہے اور باپ مختلف ہے اطلاق کیا جاتا ہے لیکن اخیافی بہن کا حکم سورے کے
شروع مین مذکور ہوا سو یہہ حکم اعیانی اور علاتی بہن کا خاص ہے فلہا نصف ماترک
یعنے میت کی بہن کو اُس میت کے متروکے سے آدھا ترکہ ہے میت کو بہن ایک
ہی منفرد ہو تو اُسکا فرض نصف ترکہ ہے پھر میت کو عصبہ نہو تو باقی مال بیت
المال کو ہے یہہ بہن ثابت کا مذہب ہے شافعی نے بھی اُسی کو اخذ کی ہے ابو
حنیفہ نے بہن کی اقتضعہ بھی بعد یکھ بطریق رد کے دینگے میت کو ایک لڑکی

اس لفظ ... سے ... الف ... (حاشیہ)

اور ایک بہن ہو تو بیٹی کو نصف دیکے فرضًا باقی کا نصف بہن لیگی سو فرضًا نہین
بلکہ عصوبۃً لیگی وَهُوَ يَرِثُهَا اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ اور وہ وارث ہوگا
اُسکا اگر نرہے اُسکو فرزند یعنے بہن مرجاوے اور اُسکو بھائی رہے اعیانی ہو یا علاتی
تو وہ بھائی اُس بہن کے سارے ترکہ کا وارث ہوگا اگر اس مری سو بہن کو فرزند نرہے
بھائی اعیانی یا علاتی ہونا کہے کیا واسطے اخیافی بھائی ہو تو وہ ذوی الفروض مین ہے
پورا ترکہ نیلے گا فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ
پھر اگر بہن دو ہون تو انکو ہے دو تہائی اُس سے جو چھوڑ مرا ہے دو بہن کا حکم بیان کیا
دو سے افزود ہون تو انکو بھی وہی دو ثلث ہین وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا
وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ اور اگر ہونگے کئی شخص بھائی مرد
اور عورتین تو مرد کو ہے دو عورت کے حصہ برابر یعنے میت کو بھائی اور بہن دونون
ہون تو بھائی کو دو حصے ہین اور بہن کو ایک حصہ اِخوۃ جمع اخ کی ہے آیت کی سیاق
مقتضی تھی اخوۃ اور اخوات کہنا یعنے اُس میت کو بھائی اور بہن ہین لیکن ذکور کو اناث
پر تغلیب دیکے اخوۃ بولا یا اخوۃ کے بعد رجالا و نساء جو بولا ہے وہ دلالت کرتا ہے
ذکر کر ایک ہی پر اکتفا کیا يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا بیان کرتا ہے اللہ
تمھارے لئے اس واسطے کہ گمراہ نہ ہون معلوم کیجئے اس آیت مین تین وجہ ہین بصریون
مین کہتے ہین یہان مضاف محذوف ہے اُسکی تقدیر یون ہے يبين الله لكم كراهة ان تضلوا
یعنے اللہ تعالیٰ نے اُن احکام اور فرائض کا بیان کیا سو تمھارے بہک جانے کو مکروہ
جان کے کوفیون کہتے ہین یہان لا محذوف ہے اُسکی تقدیر یون ہے يبين الله لكم
لئلا تضلوا یعنے تم گمراہ نہ ہونا کو حکم اللہ تعالیٰ تمکو بیان کیا جرجانی نے کہا ہے معنی یون
ہے یبین اللہ لکم الضلالۃ کو بیان کرتا ہے تم اسکو جانو [illegible]
وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے [illegible] اللہ تعالیٰ بندون کی

مصلحتون کو جانتا ہے احکام کی تکلیف اور میراث کی تقسیم جو اسپر مقرر کیا ہے انکے مبدا و معاد
مین اُسکے منفعتین جانکر معین کیا ان جو بولا سو حق ہے معلوم کیجے اللہ تعالی نے اس سورے کی
شروع مین اپنی کمال قدرت کا بیان کیا سورے کی اخیر مین اپنے کمال علم کا بیان کیا یہی وصف ہے اللہ تعالی کی الوہیت اور ربوبیت
اور جلال و عزت ثابت ہوتی ہے اور یہی وصف ہے بندہ کو اللہ تعالی اسکے اوامر اور نواہی کا مطیع ہونا اور سب تکالیف کا منقاد ہونا واجب
ہوا ابن ابی شیبہ اور بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی او ابن الضریس اور ابن جریر
اور ابن المنذر اور بیہقی دلایل النبوہ مین براء رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ
اخیر سورہ کامل نازل ہوا سو براۃ ہے اور اخیر آیت نازل ہوئی سو سورہ نساء کی
خاتمہ ہے یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ الآیہ معلوم کیجے کونسی آیت اخیر نازل
ہوئی سو اُسمین اختلاف ہے اسکا بیان ہم انٹھائیسوین ورد مین واتقوا یوما ترجعون
فیہ الی اللہ کی تفسیر مین بیان کئے ہین ثعلبی اور ابن مردویہ اور واحدی تفسیر وسیط
مین ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
جو کوئی سورہ نساء پڑھا تو گویا ہر مومن اور مومنہ پر جو میراث کے وارث ہوتے ہین
تصدق کیا اور اسکو اتنا اجر ملیگا گویا آزاد کو خرید کیا اور شرک سے بری ہوگا اور اللہ کی
مشیت مین ان لوگون مین ہوگا کہ جنھون سے اللہ تعالی درگذرا قولہ گویا آزاد کو خرید کیا روایت کا لفظ یون ہے
واعطی من الاجر کمن اشتری محررا آزاد کو خرید کرنے سی غلام کو آزاد کرنے کیواسطے خرید کرنا مراد ہے
اس حدیث کو ابن الجوزی نے موضوعات مین شمار کی ہو حافظ عسقلانی اور حافظ السیوطی وغیرہ حفاظ بھی اسکی وضع پر اتفاق کئے ہین

فضیلت سورہ نساء

خاتمۃ الطبع بیمن و برکات کلام قدیم حصہ اول تفسیر اردو مسمی بہ فیض الکریم
(جسکے چند ابتدائی اجزا غیر مطبع ہذا مین طیار ہوئے تھے) مطبع فیض الکریم حیدرآباد دکن
مین شہور سنہ ۱۳۱۳ ہجریہ علی صاحبہا الف الف تحیہ کے شہر ثالث مبارک و مفضل ربیع الاول کی اکیس تاریخ کو
طبع ہوکر بصیرت فزاے اولی الابصار ہوا فالحمد لمن من علینا بہذا الفضل الاتم وصلی اللہ تعالی علی مہبط الوحی
وسلم ویلیہ السفر الثانی بحول منزل السبع الثانی فقط

صحت نامہ تفسیر فیض الکریم اردو

منزل اول

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۲	کی جس نے	کی جو	۲۵	۱۲	آیلہ	اَیلہ	۲۷	۱۶	اِخَذ	اِخِذ
۴	۹	حت	حِب	"	۷	التَوَابُ	التَّوَّابُ	"	۱۷	تشبیہ	تنبیہ
۵	۵	حَذَیفہ	حُذَیفہ	[illegible]	۲۱	اُوفُوا	اَوفُوا	۲۸	۱۳	طرح کے	طرح کے کھانے
۶	۶	حاء	حرق	۲۷	۱۰	تمناً	ثَمَنًا	"	۱۸	قوم ہو	قوم
۸	۶	جو	جو تو	۲۷	۱۵	حکم ہو	حکم ہوا	۲۹	۱۴	لذتون	لذتون
۹	۷	ھُم		۳	۳	اور انکو	اور نہ انکو	۱۴	۱	ہم نے	لیا ہم نے
۱۱	۶	منافقون نے	منا ن	۳۰	۱۰	قسطنطنیہ	قسطنطنیہ	"	۱۳	۰	وشاد برحاشیہ
"	۱۱	سرکسی	سرکشی	۳۱	۱۰	تنبیہ	تنبیہ	۳۲	۱۱	نِکالا	نکالا
"	۱۳	مُعکم	مُعکمد	"	۱۵	ساتھہ	ساتھ	۳۳	۲۰	دورتی	دوڑتی
۱۳	۶	گئے	ملگئے	۳۲	۲۰	اِس شاین	اس مین	۳۴	۳	یہہ	یہہ
"	۱۵	اَخذانفم	آخذ انفم	۳۳	۱۸	مرصع کا	مرصع	۴۵	۱۵	فذنجواھا	فذبحوھا
۱۵	۱۷	وساطت	وساطت سے	۳۴	۶	حقیقت	حقیت	"	۲۱	زبان وزر	زبان
۱۹	۵	ہوتی	ہوتی ہے	"	۱۱	توبہ تھی	توبہ ہی تھی	۴۶	۱۲	یَشَقّق	یَشّقّقُ
۲۱	۲	زینت	تربیت	"	۱۹	دیکھہ کو	دیکھہ کر	"	۲۰	پڑھدر	پڑھہ
"	۱۸	کھا	کیا	۳۵	۴	لتَوّاب	التَّوَّاب	۴۸	۱۲	اُمیُون	اُمّیُّون
۲۲	۱۶	پھولون	پھلون	۳۶	۶	ہونا	ہوتا	"	۱۵	وَاِنَّ	وَاِنْ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۳۴	۴	ان کے	انکے رضاعی	۲۴۵	۱۱	عروہ۔ دینا	عزوہ۔ دینار	۲۵۸	۱۹	یکتنا	یکتا
″	۲۰	یومنُ	یومنْ	″	۱۳	یتّبعو۔ انفقوا	یتّبعو۔ انفقوا	۲۶۰	۲۰	للفقْراء	للفُقَراء
۲۳۵	۴	امنو الظلمت	امنوا۔ الظُلُمت	۲۴۶	۱۱	نہونا	نہو نا	۲۶۴	۱۷	جبیر	جُبیر
″	۱۷	توا	قرَ	″	۱۴	دن	دن پر	۲۶۴	۶	کرانا	گراتا
۲۳۶	۱۴	ایکبارگی	ایکبار	۲۴۷	۱۵	پڑھا	پڑھا تھا	″	۱۵	مثلَ	مثلُ
۲۳۸	۶	کہتے جو	کہتے ہیں جو	″	۲۱	اتنی	جو شخص ہو لا الیکن تو اتنی	۲۶۵	۱۶	الغیل	الغسیل
″	۱۴	لو	لم	۲۴۹	۲۱	گھانا۔	کھانا۔	″	۱۸	رجال	رجال صحیح کی رجال
۲۳۹	۱۳	اجمبھے	اچنبھے	۲۵۱	۱۵	بیلتیں	بیتیں	۲۶۶	۸	کُفّار	کَفّار
۲۴۰	۹	عزیز	سبحان اللہ عزیز	۲۵۲	۱۴	ہوگئی	ہوگی	″	۹	″	″
″	۱۷	آپ	اُب	۲۵۳	۸	تغمضوا	تُغمضوا	۲۶۷	۲	جلیب	ربیعہ بن عمرو اور حبیب
″	۱۹	دفن	جو دفن	″	۱۱	دکھا	دکھنا	″	۴	لینگے	دینگے
۲۴۱	۱۲	اَوْ	اَوَ	۲۵۴	۱۰	نسائی	اور نسائی	″	۱۳	اور توبہ	اور اگر توبہ
۲۴۲	۳	اڑاتے	اڑتے	۲۵۶	۱۲	کھا	کھانا	″	۱۴	تظلمون لا	تَظلمون ولا
″	۱۸	اب انکو پکارے	آپ انکو پکارے	″	۱۹	مال کا	کا مال	″	۱۸	فطرۃ	فنظرۃ
″	۲۱	وَاَعْلم	وَاعْلم	۲۵۷	۸	احمق	ملکہ احمق	″	۲۰	بے	بج
۲۴۳	۱۲	تمثیل	تمثیل کی تمثیل	″	۱۶	کرتا	کرتا ہے	۲۶۸	۴	تاوانکا دعوی مقبول	تاوان یا کسی چیز
۲۴۴	۳	عبداللہ	عبداللہ بن عمر اور عبداللہ	۲۵۸	۱	رکھنے	رکھے	۰	۰	نہ ہوگا جبتک اسے	
″	۴	علیہم	عنہم	″	۲	اور ہر ایک	اور ایک	″	۵	غزیم	غریم
″	۱۵	خوشی	خوشی ہے	″	″	بلوائے	بلوائی	″	″	گزرانا	گذارتا ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۶۹	۳	مسلمان	کسی مسلمان	۲۹۰	۷	انزل	نزل	۳۱۳	۲۱	الذکوَ	الذکوٗ
،،	۶	الیسیر	الیسر	۲۹۶	۲۱	برابر	برابرہین	۳۱۵	۸	رہتے	رہے
،،	۱۶	توَفیٰ	توُفی	۲۹۸	۶	بیٹیون	بٹیون	،،	۱۰	تخیلیہ	تخییلیہ
۲۷۱	۱	ہواللہ	ہواللہ	۳۰۰	۱۶	ستر باو	ہمکو سحر کیوقت ستر بار	۳۱۶	۲	ٹوٗ بنے	ٹوٗمنے سے
،،	۱۵	قرآن کی	قرآن کی آخر	۳۰۵	۲۱	لیوم	رلیوم	۳۱۸	۹	وَاللہُ	اِنَّ اللہَ
،،	۱۸	رسول	من رسول	۳۰۶	۱۹	تعز	تعزُ	،،	۲۱	مین ہین	مین
۲۷۴	۱۶	موقوت	بیوقوف	۳۰۷	۲	بیدك	بیدك	۳۲۰	۱۰	فلان	جیسا فلان
،،	۱۹	فلیمل	فلیُمل	،،	،،	ہاتھ ہاتھ	ہاتھ	۳۲۳	۲۱	لدیك	لدیك
۲۷۶	۳	اِلاّ	اَلاَّ	۳۰۹	۶	نہین وہ	نہین وہ شخص	۳۲۵	۹	المقربین	المقرِبین
،،	۲۰	یعلمکم	یعلمکم	،،	۶	ہار	ہارا	۳۲۶	۱۰	صاحب کی	صاحب کی ہے
۲۷۹	۵	ہونا	ہوگا	۳۱۰	۶	یجدو کمْ	یجدنسا کمُ	۳۲۷	۳	اِنیّ	آنیّ
۲۸۰	۲	امثا	ھذا	،،	۹	البتہ	اللہ	،،	۶	،،	،،
۲۸۱	۱۵	امین عمر	ابن عمر	،،	۱۰	یہ	یا	۳۲۹	۱۳	ہین تمام حق	حق
۲۸۲	۱۰	مصیتیون	مصیبتون	،،	۲۱	جو کوئی	جو کی	۳۳۰	۱۱	گھرون	گھرون
۲۸۳	۲	نفرق تحدّ	نفرق احد	۳۱۱	۴	-	ع۱۳ (برحاشیہ)	،،	۱۹	اسرائیل	اسرائیل کی
۲۸۵	۱۱	اس کا لطیفہ	اس کا لطف	،،	۱۲	کرنا	محبت کرتا	۳۳۱	۲۰	رکھتے	رکھے
۲۸۸	۲۱	دوسرے	دوسرے کی	۳۱۲	۱	:	ثمن (برحاشیہ)	۳۳۸	۱۵	وہین وہین	وہی - وہی
۲۸۹	۸	شہر	جب شہر	،،	۱۳	اولا	اولاد	۳۴۰	۱۱	کتابون	کتابونمین
،،	۲۱	زند	زندہ	،،	۱۴	تعالی	تعالیٰ آل	۳۴۱	۴	عقید	عقیدے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۴۱	۴	علیہ	علیہم	۳۷۲	۴	کون ہو	کون ہو کہے	۴۰۴	۲۰	ادیم ۔ ضر	ادیم ۔ فر
"	۱۲	سو	سویہ	"	۱۹	ذاکوان	ذکوان بن	۴۰۵	۱۶	مقابل	مقاتل
"	۱۳	ولیَ	ولیُ	۳۷۳	۴	فرض	فرض نہ	۴۰۶	۲۰	فُعلوا	فَعلوا
۳۴۴	۵	دوانا	دونا	۳۷۵	۱۱	دیتے	دبتے	۴۰۷	۱۲	٠	نون کی فتح اور باء موحدہ
"	۶	تُکفرون	تکفرون	۳۷۶	۷	الہشم	الہیثم	٠	٠	٠	کے سکون سے ۱۲ منہ
۳۴۶	۱۱	آن	ءآن	۳۷۸	۲	بات	یہہ بات	٠	٠	٠	(برحاشیہ تحت نہبان)
"	۱۶	الفضلُ	الفضلَ	۳۸۱	۳	جس فروع کو	جس فرع کو	۴۰۸	۷	اصر	ما اصر
۳۴۷	۲	٠	ثمن (برحاشیہ)	"	۱۷	ہوتو	جدا ہوتو	"	۱۵	تمکووہ	وہ
۳۴۹	۱۱	یُکَلِمُہم	یکلمہم	"	۲۱	روایت	روات	۴۰۹	۶	العلمین	العملین
۳۵۰	۱۵	کوئی	کوئی قسم کھاکے کبی	۳۹۰	۲	سونے	سویہہ	"	۸	بوجے	بوجھے
"	۱۶	اللہ تعالیٰ	تو اللہ تعالیٰ	"	۱۹	:	فذو (برحاشیہ)	۴۱۳	۱	جبیر	جبر
۳۵۸	۱۱	فعال	تفال	۳۹۲	۱۳	اولاو	اولاء	۴۱۵	۴	نکھاوے	نکھارے یا کہ صاف کرے ۱۲
"	۲۱	شرک	مگر شرک	۳۹۳	۱۰	بدعا	مدعا	"	۹	اجی	ابھی
جزء ۴				۳۹۴	۱۲	واقدری	واقدی	۴۱۶	۱۶	کے کئے جنت	لئے جنت
۳۶۰	۲	مرغوب	اپنی مرغوب	۳۹۵	۱۲	اسرار	اصرار	"	۱۴	عمر	عمیر
"	۲۵	عوت	دعوت	۳۹۶	۱	اُسکے	اوس کے	۴۱۹	۱	پڑھاتا	بڑھاتا
۳۶۱	۳	کہے	کہ یہود کہے	۴۰۱	۵	کھلانے	کھانے	"	۸	دنیامین	دنیامین ہی
۳۶۴	۴	اشر	اشرف	۴۰۳	۱۴	ہاتھ	اپنے ہاتھ	۴۲۱	۱۷	پھیرونگے	پھیر دینگے
۳۶۷	۳	مرنیکے بعد	مرا بعدہ	"	۱۵	دکھاوزنی	یکجا وسانی	۴۲۲	۸	نبا	بنا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۳۳	۱	جملہ	حملہ	۴۵۳	۱۶	اِنما	اَنما	۴۸۲	۱۶	علیہم	اِلَیہِم
〃	۶	الاخوۃ	الآخرۃ	۴۵۶	۳	کردی	کردی	۴۸۳	۲	متعددو	متعدد
۴۳۴	۱۶	العنم	الغنم	〃	۱۰	آگے	آگے کے	۴۸۴	۱	ذوق	رزق
〃	۱۷	اونکوکر	اونکوکہ	۴۵۹	۲۰	جبر	جبر	۴۸۶	۱۸	الاخبار	الاحبار
۴۳۵	۱۷	شئی	شئی	۴۶۰	۱۳	ہو	ہوا	۴۸۸	۱۶	غطعان	غطفان
۴۲۶	۱۳	کچے	کچھ	۴۶۳	۱۸	عہدِ تینا	عہدَ تینا	۴۹۰	۱۸	ہوجانا	ہوجاتا
〃	۱۶	کے اکثر	کی	۴۶۷	۲	۔	ثمن دہر جاشیہ	۴۹۱	۱۲	معاذ	معاویہ
۴۲۹	۱۹	بھاگگی	بھلگنے کی	〃	۴	اب	آپ	۴۹۲	۶	ہے ہی	ہے
۴۳۰	۳	مغنف	مصنف	۴۶۹	۱۵	وکثر	ودکیثر	۴۹۳	۵	کرہت	کراہت
〃	۴	ابن جیان	ابن حیان	۴۷۰	۹	کہتے	کہے	۴۹۵	۱۸	مین	مین سے
۴۳۱	۹	غیرتمسند	غیرتمند	〃	۲۰	اودعلم کو	اورعلم کو پوشیدہ	۴۹۷	۱۰	کہتے	کہتے ہین
۴۳۲	۴	کے مقدمین	کے	۔	۔	۔	رکھنے سے اندیشہ	۴۹۸	۱۹	کردیوین	کردیون
۴۳۵	۱۵	بظاہر	ظاہر	۔	۔	۔	کرے کیا واسطے کہ	۵۰۰	۱۴	ہنین	ہنین دیتے
۴۳۷	۱۳	برُی	بَری	۔	۔	۔	علم کو ۔	۵۰۳	۱۳	اسجباب	استجاب
۴۳۸	۱۱	کہنا	کہتا ہے	۴۷۱	۲۱	اوتوا للناس	اوتوا للناس ولا تکتمونہ	۵۰۶	۲	یون	کون
۴۴۴	۲	انکو	انکو اللہ نے دیا	۴۷۵	۲۰	وہین	دوہین	۵۰۸	۱	جیتک	جستک
۔	۔	۔	اپنی فضل سے	۴۷۸	۱۳	قدم	مقدم	۵۱۸	۲۱	کرتے	کرتے ہین
۴۵۲	۱۰	یضرو	یضروا	۴۸۰	۲۱	اِتی	آتی	۵۲۲	۲	صورتین	سورتین
〃	۱۴	〃	〃	۴۸۲	۸	آزدہ	آزردہ	۵۲۳	۱۷	حاکم	حکم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۲۷	۳	اس احد	اس حد	۵۵۵	۱	وحات	وحات منی ۱۲	۵۷۳	۲۱	تنبضیف	تنضیف
۵۳۰	۱۵	استعمال	استعمال ہین	״	۱۱	کے لئے	لے	۵۷۴	۲	متعلق	معلق
۵۳۲	۱۰	وللذین	ولا الذین	۵۵۶	۱۳	عبید	عبد	״	۱۷	لیبین یہدیکم یتوب	لیبین یہدیکم یتوب
״	۱۳	״	״	۵۵۸	۹	پاندی	باندی	۵۷۵	۱۱	یتبغون	یتبعون
۵۳۳	۲۰	نیچے	پنچے	״	۱۱	دو جورو	جورو	״	۱۵	بھتیجوں بھتیجیاں	بھتیجوں بھتیجیوں
۵۳۴	۱۴	جرتح	جرتج	۵۶۱	۱	حیان	حبان	۵۷۶	۸	یتبغون	یتبعون
۵۳۸	۹	سنو-ممبر	سنون-منبر	۵۶۵	۲	مسلم	مسلم کی	״	۱۱	سواءٌ	سوءًا
״	۱۳	قدر	جس قدر	״	۸	ذاد	زر	۵۷۹	۱۰	ندخلکم	نُدخلکم
۵۴۳	۱۰	تشریح	تشریح	״	۲۱	کرتا	کرنا	۵۸۱	۱۲	لاایامن	لاباس
״	۱۴	״	״	۵۶۷	۱۷	ہو	ہونا	۵۸۶	۸	یہہ	یہہ آیت
۵۴۵	۱۴	سبیل	سا سبیل	۵۶۸	۵	العقدہ	العقدہ کے	״	۱۳	ولاقربون	والاقربون
״	۱۹	نکاح	آپ نکاح	״	۸	یو	یوم	۵۸۸	۴	قول مین	قول مین کہیہ
۵۴۸	۱۳	مو ید	مؤید	״	۱۳	خفتی	خصی	۵۹۲	۷	بما	ما
۵۵۰	۲۰	ربا ئبکم	ربائبکم	״	۱۵	روایت	سے روایت	۵۹۹	۲	ہوئین	ہوئین ہین
۵۵۱	۴	عیلکم	لمن علیکم	۵۷۰	۶	یستطیع	یستطع	״	۱۷	چچے باندیان	جنکی باندیان نفرت کنندہ
جزء - ۵				״	۷	المحصنت	المحصنت	۶۰۳	۴	بجھی	یکجی
۵۵۳	۱	المحصنت النسا	المحصنت النسا	״	״	الملکت ختیکم	الملکت فتیتکم	״	۵	حکم بھی	حکم
۵۵۴	۳	ابجزاکے	استبراکے بعد	۵۷۱	۲	رہتا ہے	رہنا	۶۰۵	۱۳	معنی	معنی
[illegible]	۸	[illegible]	حیاء حمیلہ	۵۷۳	۴	رقیب	رقیت	۶۰۷	۵	مجتمع	مجتمع

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٦١٠	٣	مسبا	متلبسا	٦٣٦	٥	یھی	ہی	٦٤٥	١٢	فیضہ	قبیصہ
٦١٤	٥	نصفع-الیم	نصفع-الیوم	”	١١	سمع	اسمع	”	١٨	حال	فال
”	٧	نہوگا	ہوگا	٦٣٧	١١	قالوا سمعنا انظرنا	قالوا اسمعنا انظرنا	٦٤٦	٩	تم اچھی	تم بہت اچھی
”	١٠	عبدالرحمن	عبدالرحمن بن غزوان	”	١٦	لعَنہم	لعَنہم	”	١٥	کوئی	کچھ
”	٢ حاشیہ	اور	اللہ	٦٣٨	٣	معکم	معکم	٦٥٤	٧	ندخلہم	ندخلہم
”	٦ حاشیہ	تکلن۔اولا	لتخلن۔او	”	٣	نلعنہم	نلعنہم	”	١٨	رہے	ہے
.	٩ حاشیہ	مابعض	اس کا بعض	”	٨	یعنی	یعنی اسے	٦٥٨	٢٠	حکیمون	محکمون
٦١٩	٣	بابت	بات	٦٤٠	٥	الاخبار	الاحبار	٦٦٢	٥	اختلاف	خلاف
٦٢٠	١	ہوتو	ہو	”	٩	یاایہا	دیاایہا	٦٦٣	١	بیٹھوگے	بیٹھوگے
”	٩	بدیون	بدویون	”	١٤	جب	یعنی جیسے	٦٦٥	١١	واذا اختلفتم	فان تنازعتم
”	١٥	حاتم	ابی حاتم	٦٤١	١٢	ابن علی	ابن عدی	٦٦٨	١٥	طبرانی	طبری
٦٢١	٢	ہوکے	ہون گے	٦٤٢	٣	چراوے تین بار	چراوے	٦٧٦	٢	پسینے خیابات ۱۲	سینے خواب ۱۲
٦٢٤	٦	نکل	نگل	”	٤	چوتھی	تین بار فرمایا چوتھی	٦٧٧	٢	یجدون	یجدون
”	٦	دیکھکے	دیکھینگے	”	٥	میں احادیث	احادیث	٦٧٩	٧	دل	دل عین
٦٢٧	١٠	صویرت	سورت	”	٢١	اوانصاری	اونصاری	”	١٣	دیادکم	دیارکم
٦٢٩	٢	کانیتا	کاشتا	٦٤٣	٩	آپ کو	کوآپ	٦٨٠	٦	ہلاکرنے	ہلاک کرنے
”	١٦	طیّبا	طیبا	٦٤٤	٨	الاشرف	الاشرف کو	”	٩	فعلوا	فعلوا
٦٣٣	٩	شبیہ	شبہ	”	٩	مخالفت	مخالفت	٦٨١	١٢	شہیداون	شہیدون
٦٣٥	١١	تنجید	تمجید	”	٢١	ہوا	ہو	٦٨٢	١٠	بدل گیا	بدل گیا ہے

سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
	منہاہی	مناہی	۷۱۶	۱۴	نبرکواس	نبُرۂ اُس	۷۳۹	۳	بعد یعنی	یعنی
	رقابت	رفاقت	۷۱۷	۶	نہوگا	نہوگی	״	۱۵	مانند ہو	مانند ہوا
۲	حذوکم	عدوکم	۷۱۹	۲۰	جماعت	سماعت	۷۴۰	۷	واللہ غنی	و اللہ غنی
	وسلم	وسلم فرمائی	۷۲۰	۱۶و۱۷	لحاظ کرتے اسپر	لحاظ کرتے کچھ	״	۹	الکلمۃ	الکلمۃ التی
۱۸	ضعفہ	ضعیف	۰	۰	الفاظ کہا کرتے	۰	۷۴۳	۲۱	پائدمری-	پائداری پکڑنے
۲	سبیل اللہ	سبیل	۰	۰	اسکو دیکھا تھا	۰	۰	۰	پکڑانے کو یہہ	کو
	حمایتون	حمایتیون	۰	۰	لحاظ کرتے کچھ	۰	۷۴۴	۹	تم مومن	تو مومن
	تعالی کی	تعالی کی مدد	۷۲۲	۱۸	طرف	طریق	״	۱۲	تم مومن	تو مومن
۱۵	زیادہ	زیادہ رہتا	۷۲۳	۱۲	اتریدون	اُتریدون	״	۱۶	مُغنم	مَغنم
	تشدید ۃ	تشدید ۃ	۷۲۷	۱	رہتے	رہے	۷۴۵	۶	تم	تم بھی
	بمن	عن	״	۱۸	العقوا	القوا	۷۴۸	۲۱	طریق	طریق سے
۱۴	کچھہ شبہ	ہین کچھہ شبہ	۷۲۸	۴	ہوگئی	ہوگئی ہے	۷۵۱	۱۴	کہ یہہ	کے یہہ
	بعضے ہین	بعضے کہتے ہین	״	۵	سجدون	سجدون	״	۲۱	لحاظ	لحاظ سے
	تو	سو	״	۱۱	بوچھ	بچھو	۷۵۳	۳	مجاہدین	مجاہدین سے
	ہر چیز	ہے ہر چیز	۷۲۹	۱	الخزومی	المخزومی	״	۱۳	اعدائ	اعدا
	ددکھا	رُدُو ھا	״	۳	بھاکر	بھاگ کر	۷۵۴	۶	المنتشر	المنتشر
	صورتہ	صورۃ	۷۳۰	۱۳	دوپائی	بروپائی	۷۵۵	۳	تو فہم کہکے	تو فہم نہ کہکر
	یعنی کو	یعنی کوئی	۷۳۱	۱۷	مصدرہ	مصدرہ	״	۱۹	کہتے	کہتے ہین
	آجاتے	آجاتا	۷۳۲	۱	وارد	وارد ہوا	۷۵۶	۱۹	وہان	وہان یعنی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۶۱	۱۷	یخرج	یخرج	۷۸۹	۷	اللہ	اللہ	۸۰۸	۷	خلق	خلق
۷۶۳	۱۷	الف کی معنی	الف	۷۹۱	۱۱	تبیت	تبیت	″	۱۷	مچھے وغیرہ	بچے وغیرہ لڑنا کو دینے سے
۷۶۴	۸	سے روایت	سے	۷۹۴	۲۲	تستعاقب	ستعاقب	″	۲۰	المعجزات	المعجزات
۷۶۶	۷	خالد	خالد بن	″	″	رحمتہ	رحمتہ	۸۰۹	۹	برلے	بہتر و نفیس برلے
۷۶۷	۶	نماز قصر	نماز کی قصر	۷۹۵	۵	چوری	چور	۸۱۰	۱۹	حرام	بھی حرام
″	۱۱	مین عالیشہ	مین ہی عالیشہ	″	۱۹	معلوم	معصوم	۸۱۲	۲	کے چیپٹ	پہنکے چیپٹ
۷۶۸	۵	ہاشمی کے	کے ہاشمی	۷۹۷	۱۰	اور معروف	او معروف	۸۱۳	۱۱	توقین	توقعین
۷۶۹	۱۸	برے	پرے	″	۱۱	اور اصلاح مین	او اصلاح مین	۸۱۵	۱۶	اللہ	للہ
۷۷۰	۱۲	خبردار ہو	خبردار رہو	″	۱۸	لا الہ	لا الہ	۸۱۶	۵	نکبت	ایک نکبت
۷۷۱	۷	بکڑی	بکڑی ہے	۷۹۸	۲	اور معروف اور	امعروف او	۸۱۷	۸	پوچھے	پوچھنے
۷۷۴	۳	مسجدون	سجدون	۷۹۹	۷	امرھراء	امرأ	″	۱۷	مبالغہ	مبالیتہ
۷۷۵	۶	پہلے جو	پہلے بار	۸۰۰	۸	فاد	فساد	۸۱۹	۷	[illegible]	[illegible]
۷۷۶	۳	دوسرے	دو	″	۲۰	تنیواہ	نینواہ	۸۲۳	۶	کہتے ہین	[illegible]
۷۸۰	۹	یا قبلہ کی جہت	یا قبلہ کی	۸۰۱	۵	میثاق	میثاق	″	۱۸	بیٹھ	پیٹھ
۰	۰	مین غیر رہے یا	۰	۸۰۴	۵	شریک	شریک کسی کو	۸۲۵	۳ حاشیہ	مکتہ	کسی نکتہ
۰	۰	قبلہ کی	۰	″	۱۳	حق مین	حق مین بھی	۸۲۹	۵	مھلت	مہمات
۷۸۱	۶	بغیر جماعت	بغیر حاجت	۸۰۶	۱۰	بنیان	بنیان	″	۶	اللہ	اور اللہ
۷۸۲	۱۱	اتنا	اپنا	″	۱۲	موید	مؤیدا	″	۲۱	الوالدان	الولدان
۷۸۹	۱۳	قایم	قایم مقام	″	۱۹	ہجر	ہے	۸۳۰	۵	لیتھی	للیتمی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۳۰	۸	توتلوا	تقوموا	۸۴۹	۱۴	بَشَّرِ	بَشِّرِ	جزء ۶			
〃	۱۱	اِن امراۃٌ	اِن امراۃٌ	۸۵۰	۱۳	ملنے کو	عزت ملنے کو	۸۶۲	۸	تاول	تاویل
〃	۱۲	بینہما	بَیْنَہُمَا	〃	۱۴	چاہیے ہین	چاہتے ہین	〃	۱۳	مضرع	مضرغ
۸۳۲	۴	بعلك	بعكك	〃	۱۵	جو اللہ	جو للہ	۸۶۳	۷	ہے کہ انکا	انکا
〃	۷	اسکشار	استکثار	۸۵۱	۱۲	مثلہم	مَثَلُهم	۸۶۶	۵	لوگ کو	لوگ
〃	۶	آنت	آیت	۸۵۲	۱	یتربصون	یتربّصون	۸۶۹	۱۱	نحومیون	نحویون
۸۳۳	۱۸	ہوا	ہوا اور	〃	۲	نکم معکم	نکن معکم	۸۷۰	۱۷	طورسیتاہی	طور ہے
۸۳۴	۱۳	تفصیل ہی ہے	تفصیل سے ہے	〃	۱۶	کفارپر	کفار پر	۸۷۱	۵	کیواسطے	کیواسطے سے
۸۳۵	۱۳	قطائی	خطابی	〃	۱۹	ایک برائی	ایک کی برائی	۸۷۲	۶	ہمیشاقہم او	میثاقہم - او - او
〃	۱۵	بطریق	ہے جو بطریق	۸۵۴	۳	خادعتہ	خادعتہ	۸۷۴	۱۱	بکے	بکتے
۸۴۰	۱۲	کسی طرف	کسی کے طرف	〃	۸	مشتق کسل	مشتق کسل سے	۸۷۶	۳	سُد	سُدھ ہوش و خبر ۱۲
۸۴۱	۱	علم علم	علم	〃	۱۱	یراؤن	یُراؤن	〃	۲۰	آکے گھر	آکے اوس گھر
۸۴۴	۵	ہے جب تشیبہ	ہے جب تشبیہ	〃	۲۰	پڑھتا	پڑھنا	۸۸۰	۸	ہوگا	ہو
〃	۱۵	پرہین	پڑرہین	۸۵۵	۱۲	تجد	تَجِدَ	〃	〃	چیزکا	چیز
۸۴۷	۳	تبنی	مبنی	۸۵۸	۱۱	عنہ	عنہ سے	〃	۹	دوہ	دو
〃	۲۱	رہ راہ	راہ	〃	۳	السمیع فرہ	سمع - فرہ	۸۸۳	۱	احتماجو الخیل	احتمال - بہ الخیل
۸۴۸	۶	پڑہگیا	پڑ ہگیا	۸۶۰	۲	یفعل	یفعلُ	〃	۱۱	بہہ شبیہ	بہہ شبہ
۸۴۹	۴	توبہ کے فراد	توبہ کے بیشتر	〃	۲۲	را	راہ	〃	۱۲	ملکہ جیسکے	ملکہ جس کے
۰	۰	۰۰	توبہ کے مراد					〃	۲۲	حل	حل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۸۴	۷	الکتب سے	کتاب سے	۸۹۸	۷	تمہارے	تمہارے مین	۹۱۶	۱۴	ٹیکا۔ ولا	ٹیکا والا
۸۸۵	۲۰	صلب	صلیب	״	۹	کرون	کرون تو	״	۱۶	ہین	مین
۸۸۶	۴	جزے	جزیہ	۸۹۹	۱۸	منصف اور امام	منصف اور امام	۹۱۵	۴	تب	کاتب
״	۱۶	میل پر ہے	میل پر	۹۰۰	۶	بڑی سے	سے بڑی	۹۱۸	۸	یہہ کہنا	کہنا
۸۸۸	۱۰	بوجہل	بوجہل وزن ۱۲	״	۱۸	زمرہ	ضمرہ	״	۸	جوامین بھی	جوامین بھی نہین
۸۹۰	۱۰	فرغ	فرع	״	۲۱	تواس	نواس	۹۲۰	۱	صحبت	صحت
״	۴ حاشیہ	لوگ مین	لوگ تین	۹۰۷	۲۱	اترنا	ہوکر اترنا	״	۱۲	اوپر آسمان	واسطے آسمان
״	۸ حاشیہ	کان اللہ	عند کان اللہ	۹۰۸	۱	یضیع	یضع	״	۱۶	علم	سو علم
״	۲۱	بھرے	پیٹ بھرے	۹۰۹	۱۰	اَخَلِّ	اَخَلِّ	۹۲۲	۳	مہملہ اور عین مہملہ	مہملہ
۸۹۱	۲	بات پر	بات کا	״	۱۲	تیارکھی	تیار رکھی	۹۲۳	۸	جفرون	حفرون
״	״	ہتون	لوگ ہتون	۹۱۰	۲۱	بصد ہم	والصد ہم	״	۹	ابن حاتم	ابن ابی حاتم
۸۹۳	۱۳	چھلکتا	چھلکتا تابان و روشن ۱۲	۹۱۱	۸	لکین	لکن	۹۲۴	۱۴	نہین پایا	نہین
״	۱۶	نیچے	پنچے	۹۱۳	۱۴	کلام	کلام تمام	۹۲۵	[illegible]	لغانی	لقانی
۸۹۴	۱	کوئی	کئی	״	۱۹	تقدیر	تقدیر یون ہی	۹۲۶	۳	امام	ازامہ
۸۹۶	۹	بولی	بولی یعنی	۹۱۴	۱۲	لکن	مین لکن	״	۷	ازادحی	انداحی
[illegible]	[illegible]	اکثر	اکثر پاس	۹۱۵	۳	خفیف	خذف	۹۲۷	۴	جوامین	[illegible]
[illegible]	[illegible]	ورس	ورس	״	۱۰	جزاء ولے	جزاء والے	״	[illegible]	الہندلی	الہذلی
[illegible]	[illegible]	کوئی	کوئی کی	״	۱۲	ایسا	امر	[illegible]	[illegible]	الخطان	القطان
۸۹۸	۱۴	کاتشا	[illegible]	۹۱۶	۸	الشمس	شمس	[illegible]	۱۴	منہم	منہم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۷۰	۱۱	جو فرمایا	کو فرمایا								
۹۷۲	۲	پدر	والد								
"	۵	کہتے	کہتے ہین								
"	۱۰	کرنا	کرنیگا								
۹۷۵	۶	اثْنَيْنِ	اثْنَتَيْنِ								
"	۹	مردان	مرد								
	۱۵	بصریون مین	بصریین								
۹۷۷	۱۶	الجذری	الجوزی								

تمت